

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی فتح قدر العلماء وفتح اعز الخلق مقاماً ونصب لافقیہاء العالمین علماً والصلوۃ والسلام علی فضل سیدہ خاتم
انبیاءہ المستلین من سلالہ عدنان لمفضل بالقرآن والاسماء والکلیات علی آلہ وصحابہ اہل الایمان العرفان اما بعد شائقین علم تفسیر
وضیح ہو کہ یہ پڑا تفسیر غیری جسکو جاب شیعہ الخوین قدوة المتکلمین خلاصہ المجتہدین نقاب ملک تفسیر مانی جتایا ہمان نیکو
بیانی حضرت مولانا شاہ محمد الشیرازی قدس سرہ العزیز نے درجی زبان میں تفسیر فرمایا ہے جملہ تفسیر کا لب لباب اور عطر ہے
واقعی بات تو یہ ہے کہ تفسیر کا مجموعہ لطافت کا سما یا تخت معانی کا ازدحام تفسیر اسلام کے پونچھ قرص اور بیجا شکوک کی مذہب
شکل جو اجماع معلوم منقولہ و منقولہ کا بیان ایک ایسی انوکھی اور زالی شان کا تفسیر میں موجود ہے گویا مولانا موصوف نے جملہ معارف
و حقائق اور نکات و دقائق کے مجاز و خفا کو اس مختصر سے کوزہ میں بند کر دیا ہے اور فصاحت اور بلاغت کی لوٹ باندھ کر اس
موجز تفسیر میں کہہ دی ہے نیز مادہ تصنیف سے لیکر مادہ زمانہ تک نہایت ہی فہم و فہم کی قدر و وقعت کی ہر ذرا ظہر میں الشمس اور امین من
الاس ہے مگر چونکہ اس تفسیر کا ایک مادہ میں ہمارے علم نے لوگوں کے سرور و شہادت علمی کا سایہ ڈھال دیا اور اکثر طبیعتیں سہل
کی طرف مائل ہو گئیں نیز عالم دوست لوگ مرکب کے اور درجے کے جاتے ہیں ہندو ایسی وقت میں اس عزیز الوجود تفسیر کے ہندی زبان
میں ترجمہ کی سخت ضرورت تھی تاکہ ادنیٰ مناسبت کی طبیعت الہیہ اس سے محفوظ ہوں چنانچہ عالم بے بدل فاضل شہر
جدید عصر فرید بہر مقبول انہی جناب لوی محمد علی صاحب چاند پوری سلمہ الاولیٰ نے نہایت جانکاہی اور غور و زری سے اس درجہ میں
اس نادر کا ترجمہ کیا ہے مولانا موصوف کا سب گون کی طرف متوجہ دل سے شبہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی عزیز اور گرامی وقت
صرف کر کے ہماری سنیہ پھر ان پر الوان پیش کیا اور عوام و خواص کو وسطی نہایت آسانی کو دی اصل مطلب اس خوبی کیسیا
ادا کیا کہ کہیں ذہدہ برابر کی پیشی نہیں کی اور مشکل مقام کی تفسیر بیکاسر مترجم سے بڑی خوبی کے ساتھ حل کر دی زیادہ غور
کی بات یہ کہ نہ تو بال برابر اپنی طرف مخلصت جائز رہی کوئی تفسیر و گوشت کیا مگر بایں نہ ترجمہ سے جو اصل غرض نظر
ہی عام لوگوں کی تفسیر کو میں مولانا صاحب کا مانتا ہوں بلکہ عوام اس سے اور بہت وقت اور مشکل میں پڑ گئی وجہ یہ کہ اول تو بال
سلیس اس سیدہ لولہ جلی میں اس کا ترجمہ ہوا دوسرے تفسیر کے متعلقاً کو وسط بیان میں ایسی طریق سی بیان کیا گیا ہے جس سے
نہایت پیچیدہ اور متعلق عبارت معلوم ہونے لگے پس تنہا صرف فہم کی غرض سے اول سے آخر تک غائر نظر سے دیکھا اور فصل

بیدیل مشہور من سید مولانا مولوی محمد رفیع صاحب کو اس بات کی تحلیف دی کہ جہاں کہیں اسکے مطلق اور مطلق کیا
 عبادت یا عام فہم ہوا وہی عکس طور سے درست کیا ہی جائے گا جسے خواہ بھیر کوشش سے اول اسکے مسودہ کے طور پر درست
 بہر کا پنی پر وف کی صحت نہایت جانکا ہی ہے اساتذہ کا شکر کہ اس مرتبہ اس نے ہر جہہ کی مکمل کا لباس زیب تن کر کے
 چہرہ جہاں آرا می سے اس عالم متور کر دیا اور آغاب کے مانند ہر کہ وہ عام خاص سمبار کی کا سایہ الا پھینکا
 ہے کہ اس تفسیر کے دیکھنے کی بعد بار دیگر کبھی تو ملک کا کا نہ بیگا بلکہ ہم غایت وثوق سے عرض کرتے ہیں کہ جس طرح
 خواص سے محفوظ ہوتے تھے اور سید صاحب اب جو عام وغیرہ سی سفید ہوں گے کیونکہ ہم نے اسکے تمام صعب ہوں اور دشوار
 گھاٹیوں کو وقت کے خض خاشاک سے پاک کر دیا ہے اور سہولت آسانی میں کوئی دقیقہ فرو گزشت
 نہیں کیا و اخذ عنہ ان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کو ہی تجسیدہ نسبت درست ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سبے بانوں کے حمد و ثنا اور سبکی طرف رجوع کرتی
 اور ہر وقت تعریف کو سبکی بارگاہ کی لائق ہے ان کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکر ادا کری سہ کیا
 کیا زبان کہ لکھن باکیشیہ اور حمد و شکر کی لائق ہے ان کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکر ادا کری سہ کیا
 اور صورت بے اصول سے اس کی حمد کو انجام دے گا ہرگز نہیں کہ سہ امید و دوسرے ہو کیا سپاس خیر شیدہ اور درودنا
 ازل سے ان کے سرفات عالی صفات پر ہرگز نہیں کہ سہ امید و دوسرے ہو کیا سپاس خیر شیدہ اور درودنا
 افراد عالم افضل بنی آدم بیت خانی اور ساری علم و دل سیلج جہاں بہت افلاک و درخشا
 بحر لولاک آدم بہر تن ہی آب گس ہیں اور ساری علم و دل سیلج جہاں بہت افلاک و درخشا
 تھی اور دریا بزمستی میں غرق تھے اور ان کے ہرگز نہیں کہ سہ امید و دوسرے ہو کیا سپاس خیر شیدہ اور درودنا
 وصول کے اظہر کہ ہوں گے کہ مقام قرب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے ہرگز نہیں کہ سہ امید و دوسرے ہو کیا سپاس خیر شیدہ اور درودنا
 بعد حمد و ثناء پر یہ فضل الذات قص الفکر اور ان کے ہرگز نہیں کہ سہ امید و دوسرے ہو کیا سپاس خیر شیدہ اور درودنا
 ستر تا بے تیر محمد الغریر بنخشہ الدگناہ اور ان کے ہرگز نہیں کہ سہ امید و دوسرے ہو کیا سپاس خیر شیدہ اور درودنا
 کہ سکا ہر کہ یقین یثیا ہوں ان العرفان ترجیح اور ان کے ہرگز نہیں کہ سہ امید و دوسرے ہو کیا سپاس خیر شیدہ اور درودنا
 معجزات رسول خدا حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے ہرگز نہیں کہ سہ امید و دوسرے ہو کیا سپاس خیر شیدہ اور درودنا
 جامع جذب احسان حضرت شیخ عبدالحق اور ان کے ہرگز نہیں کہ سہ امید و دوسرے ہو کیا سپاس خیر شیدہ اور درودنا

[illegible]

الحمد لله رب العالمين

[illegible]

اجرای کار، چون کاملاً مسدود اور اعلیٰ مقام سے پیشکشوں کے لئے ان کے لئے ایک خاص قسم کے دوس

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

(۱) کہیں جہاد اور نہ ہو گنہگار بننا

[illegible][illegible]

وہاں سے لے کر ان کے گھر تک

عبدالله بن محمد بن عبدالمطلب

[illegible][illegible]

7547

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان ہے بخشنے والا۔ جانا چاہئے کہ بسم اللہ میں تین نام سو فی کلمی گئے
 تاکہ شروع ہر کلمہ کا ساتھ استعانت ان ناموں کے پایا جاوے اور وجہ خصوصیت انہیں ناموں کی
 باوجودیکہ اسماء الہی اور بھی بہت ہیں یہ ہر کہ حصول ہر کام کا خواہ دنیاوی ہو یا اخروی میں خیر و برکت
 ہر اول موجود ہوتا تمام اسباب اس کام کے اور یہ امر ساتھ اسم اللہ کے کہ تمام صفتوں کمال کو مقسم ہے
 مناسبت رکھتا ہے دوسرے باقی رہنا ان اسباب کا ابتدا اس کام کی سے تمام ہونے تک اور یہ صفت
 رحمانیت کا ثمرہ ہے سو اس کے بقا عالم کی ساتھ اسی صفت کے ملی ہوئی ہے جس سے پایا جاتا ہے اس
 کام کا اور یہ صفت رحیمی کا کام ہے کہ اپنی رحمت سے سب بندوں کی برباد نہیں کرتا ہر اور شان نزول
 سورہ فاتحہ کا اس طرح ہے کہ مولانا یعقوب چرخي نے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ اور عبد اللہ
 بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ سورہ مکہ معظمہ میں اتنی ہی اور حال اسکے اتنے کا یہ ہر کلمہ
 علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں جنگل میں جاتا تھا ایک آواز میرے کان میں آتی تھی کہ کوئی شخص کہتا ہے یا محمد اور
 دیکھتا تھا میں کہ ایک تخت سنہرا آسمان اور زمین خلق ہے اور اس پر ایک شخص نورانی بیٹھا ہوا ہے
 میں اس آواز سے ڈر کر ہٹا تھا جب یہ باجرا کئی بار دیکھا تو رفتہ رفتہ میں نوافل سے کہ چھڑا دیکھائی حضرت
 بنی بنی خیر ہوئے گا تھا اور توریت اور انجیل کا عالم تھا اور علمائے نصاریٰ سے بہت علم پکھا تھا اس حال
 بیان کیا اس نے کہا آئندہ کو جو تو وہ آواز سے نہ بھاگیو اور کان رکھو کہ کیا کہتا ہے یا نبی کیا جب پھر
 وہی آواز آئی میں نے کہا الپک یعنی حاضر ہوں میں تب اس نے کہا کہ میں جبریل ہوں اور نبی رحلت کا ہے

پھر مجھے کہا کہ شہدان لا الہ الا اللہ و شہدان محمد اعبده و رسولہ آدہ بار دوسری کہا کہ اللہ محمد یعنی
 تا آخر سورہ الحمد **سَبِّحْ لِلّٰهِ الْمَکْرَمَاتِ** سب تعریفیں اللہ کے واسطے مین کہ پروردگار عالموں کا
 ہو یہ سورہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی زبان سے فرمائی کہ بیچ حالت نجات اور خاک کے چاہئے کہ اس طرح کہا کریں
 ف اگرچہ لفظ الحمد رب العالمین مالک یوم الدین تک کلام خدا کا ہو سکتا ہے چنانچہ اور جگہ بھی قرآن میں
 اس قسم کے الفاظ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف میں فرمائی ہیں اور وہ یہ ہیں ف الحمد رب السموات و الارض
 رب العالمین اور دوسری جگہ فرمایا و ربک یعلم تاکن صدور ہم و ما یعلنون ف ہوا للہ لا الہ الا للہ ف الحمد للہ
 و الآخرة و لا الحکم و الیہ ترجعون ہذا کن اس جگہ لفظ ایاک نعبد و ایاک نستعین اور ایسی ہی اہل انصراط
 سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ کلام الہی نہیں بلکہ کلام بندوں کا ہے یعنی عبادت اور ستائش اور طلب ہدایت
 کی خاص انہیں کی واسطے ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ یہ تعلیم ہے اور لفظ قولہ کا بیچ اول الحمد کہ مقصد یہ یعنی
 اسے بند و اس طرح کہو کہ الحمد ستا آخر سورہ معلوم کرنا چاہئے کہ لفظ الحمد لفظ رب العالمین کے ذکر کیا
 فائدہ اس کا یہ ہے کہ لائق تعریف اور شاکہ اسی کی ذات ہے سو اس کے کوئی مستحق اس کا نہیں تو تفصیل اس
 اجمال کی یہ ہے کہ ربوبیت بمعنی پرورش کر نیکی ہے یعنی کسی چیز کو درجہ بدرجہ کمال کو پہنچا دینا جیسا باغبان
 کہ پہلے زمین میں بیج پوتا ہے جب پودہ ہوتا ہے پانی دیکر اور شاخیں کتر کتر دست کرتا ہے اور سو اس کے جو
 اس کے مناسب ہے پکالانا ہے تاکہ حد کمال کو پہنچے اور پھول اور پھل لاوے ایسا ہی باپ بیچ حق فرزند کو
 آوریہ پرورش و قسم ہے ایک خاص دوسری عام خاص کی مثال پرورش والدین کی بیچ حق اولاد کے
 کہ خاص اپنے فرزندوں کے واسطے ہو خواہ ایک ہو خواہ کئی ہوں اور باغبان کی پرورش بیچ حق ایک پلنگ
 یا دو باغ کے بھی ایسی ہی ہے اور پرورش بادشاہ اور امیر کی بیچ حق متعلقین کے بھی اسی قبیل سے
 ہے اور اس قسم کی پرورش کو کوئی باعث عبادت کا نہیں جانتا نہ موجد اور نہ مشرک اور ربوبیت عام و خاص پر
 ہے ایک یہ کہ ایک نوع یا چند نوع کی پرورش ہو لکن باوجود اسکے تمام انواع کو شامل نہ ہو دوسرے یہ
 کہ تمام انواع اور اشخاص کو وہ پرورش گھیرے سو پہلی قسم کو ان دونوں قسموں سے مشرک لوگ باعث
 عبادت کا عقدا کرتے ہیں مثال اس کی ربوبیت آفتاب اور آفتاب یا ربوبیت عناصر یعنی پرورش روحانیات کے
 کہ متعلق ان کے بین مانند جوالہ کے کہ تعلق اسکا آگ کے ساتھ ہے اور بحیرون کہ تعلق اسکا پانی کے ساتھ ہے
 اور بسبب اسی عقدا کہ مشرک لوگ ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور اشرافی ان روحانیات کو ارباب

اور ربوبیت عام
 کا ساتھ سورہ فاتحہ
 کی بیچ کی بیچ
 الحمد للہ کی تکرار
 ساتھ وقت کرنا
 کی اور حق کی پرورش
 کا ساتھ لفظ الحمد
 اور حق کا سبب
 انعام کا ہے اور ان
 سبب حمد و شکر
 کا ہوتا ہے سو اس
 جو کوئی بیچ حق پرورش
 ہے لائق شکر و ثناء
 کے ہوتا ہے اور ان
 کو انقدر رحمت اور
 جہم کا ہوتا ہے
 رب کی طرف سے
 جیسا بعض تقابیر
 میں مذکور ہے

انواع کہتے ہیں اور فلاسفہ ارواح اور نفوس اور کوڑھتے ہیں اور اہل دعوت اور غیرت والے موکلات نام رکھتے ہیں اور اہل حق کے نزدیک ایسی پرورش باعث عبادت کا نہیں اس واسطے کہ یہ پرورش محض بیچ بعض شیا کے ہو مثلاً ربوبیت اقباب کی فقط بیچ عالم گرمی اور خشکی کے ہو کہ جو چیزیں گرمی اور خشکی قبول کرتی ہیں ان میں یہ تاثیر کرتا ہو ایسا ہی ربوبیت اقباب کی فقط بیچ عالم سردی اور تری کے ہے و علیٰ ہذا القیاس حاصل یہ ہو کہ یہ پرورش بھی خاص ہو کہ وہ نسبت قسم پہلی کے عام ہو کہ وہ پرورش خاص بعض شخص کی تھی اور یہ پرورش انواع کی خواہ واحد ہو یا متعدد پس نسبت خصوصیت کے یہ بھی مقتضی عبادت کی نہی کہ خصوصیت اسکی اور کی طرف سے ہو اور جو مقتضی اس خصوصیت کا ہو وہی ہو قابل عبادت اور لا یتق حد و تراث کا یعنی ذات باری عزائمہ کی پرورش اسکی اسطرح سے نہیں کہ کسی شے کی واسطے پرورش ہو اور کسی واسطے ہو بلکہ پرورش اسکی تمام چیزوں کو شامل ہو خواہ اشخاص ہوں خواہ انواع اور ہر وقت اور ہر مکان میں موجود ہو اور اہل حق کے نزدیک ایسی ہی پرورش موجب عبادت کا ہو اسی جہت سے کہ پرورش اسکی عام ہے جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ رب العالمین یعنی کیا ہو رب العالمین انھوں نے بیچ جواب کے فرمایا کہ رب السموات والارض وہا میںہا یعنی رب آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ دیکھا آسمان اور زمین کے ہو فرعون کو اس بات سے تعجب آیا کیونکہ اُس نے مخلوقات کی پرورش پر اسکی پرورش کو قیاس کیا حضرت موسیٰ نے بار دوسری فرمایا کہ ربکم ورب ابائکم الاولادین یعنی رب تمھارا اور رب باپ دادون تمھاریا کہ پہلے ہیں اول مرتبہ فرمایا کہ پرورش اسکی بیچ مکانات مختلفہ کے ہے اور دوسری بار ارشاد کیا کہ حق تعالیٰ بیچ اوقات جدے جدے کے پرورش کرتا ہوا ہے فرعون نے جو یہ امر مستبعد جانا کہ ایک ذات بیچ مکانوں مختلف اور زمانہاے دراز میں کس قسم کی پرورش کر سکی اور حضرت موسیٰ کے حق میں گمان کیا کہ شخص سودا کی ہو تیسری بار حضرت موسیٰ نے بڑھ کر پرورش اسکی ثابت کی اور فرمایا کہ رب المشرق والمغرب وہا میںہا یعنی رب مشرق اور مغرب کا اور ان چیزوں کا کہ درمیان ان دونوں کے مطلب حضرت موسیٰ کا یہ تھا کہ ربوبیت اسکی جیسی مکانوں اور وقتوں مختلف میں پائی جاتی ہے ویسی ہی ساتھ اوضاع اور حالات غیر متناہی کے موجود ہو پس ہر گاہ کہ اسام پرورش کی معلوم ہوئی اور یہ بھی جانا گیا کہ پرورش اللہ تعالیٰ کی خاص کسی شے کے ساتھ اور مقید ساتھ کسی وقت اور کسی مکان اور کسی وضع کی نہیں اور او کی پرورش خاص خاص اور مقید ساتھ بعض اوقات اور بعض زمان کی اور موجب اس خصوصیت کا

انواع کہتے ہیں اور فلاسفہ ارواح اور نفوس اور ملکوتی مہنتیں اور اہل دعوت اور غیبت والے لوگوں کا نام
کہتے ہیں اور اہل حق کے نزدیک ایسے پرورش باعث عبادت کا نہیں اس واسطے کہ یہ پرورش محض بیچ بعض
اشیاء کے ہے مثلاً ربوبیت آفتاب کی فقط بیچ عالم گرمی اور خشکی کے ہے کہ جو چیزیں گرمی اور خشکی قبول کرتے
ہیں انہیں یہ تاثیر کرتا ہے ایسا ہی ربوبیت ماہتاب کی فقط بیچ عالم سردی اور تری کی ہے و علی ہذا القیاس
حاصل یہ ہے کہ یہ پرورش بھی خاص ہے کہ بہ نسبت قسم پہلی کے عام ہے کہ وہ پرورش خاص بعض اشخاص
کی تھی اور یہ پرورش انواع کی خواہ واحد ہو یا متعدد ہیں بسبب خصوصیت کے یہ بھی مقتضی عبادت کی ہے کہ
کہ خصوصیت اس کی اور کی طرف سے ہر اور مقتضی اس خصوصیت کا ہے وہی ہو قابل عبادت اور الٰہی حمد اور ثناء کا
یعنی ذات باری عز اسمہ کی پرورش اس کی اس طرح سے نہیں کہ کسی شے کی واسطے پرورش ہو اور کسی کے واسطے
نہو بلکہ یہ پرورش اس کی تمام چیزوں کو شامل ہے خواہ اشخاص ہوں خواہ انواع اور ہر وقت اور ہر مکان
میں موجود ہو اور اہل حق کے نزدیک ایسے ہی پرورش موجب عبادت کا ہے اسی جہت سے کہ پرورش اس کی
عام ہے جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ رب العالمین یعنی کیا ہے رب العالمین
انہوں نے بیچ جواب کے فرمایا کہ رب السموات والارض و ما بینہما یعنی رب آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ
درمیان آسمان اور زمین کے ہے فرعون کو اس بات سے تعجب آیا کہ تو کہ اس نے مخلوقات کی پرورش پر اس کی پرورش
کو قیاس کیا حضرت موسیٰ نے بار دوسری فرمایا کہ ربکم رب العالمین یعنی رب تمہارا اور رب باپ
دادون تمہارا بیکہ پہلے میں اول مرتبہ فرمایا کہ پرورش اس کی بیچ مکانات مختلفہ کے ہے اور دوسری بار
ارشاد کیا کہ حق تعالیٰ بیچ اوقات جدی جدی کے پرورش کرے والا ہے فرعون نے جو یہ ام مستعد جاننا کہ ایک
ذات بیچ مکانات مختلفہ اور زمانہ اسے دراز میں کس قسم پرورش کر سکے اور حضرت موسیٰ کے حق میں
گمان کیا کہ یہ شخص سوداگر ہے یا تیسری بار حضرت موسیٰ نے بڑھ کر پرورش اس کی ثابت کی اور فرمایا کہ
رب المشرق والمغرب و ما بینہما یعنی رب مشرق اور مغرب کا اور ان چیزوں کا کہ درمیان ان دونوں کے
مطلب حضرت موسیٰ کا یہ تھا کہ ربوبیت اس کی جیسی مکانات اور وقتوں مختلف میں پائی جاتی ہے وہی ہی ساتھ
اوضاع اور حالات غیر متناہی کے موجود ہو ہیں ہر گاہ کہ اقسام پرورش کی معلوم ہوئی اور یہ بھی جاننا
کیا کہ پرورش اللہ تعالیٰ خاص کسی شے کے ساتھ اور مقید ساتھ کسی وقت اور کسی مکان اور کسی دفع
کی نہیں اور اور ان کی پرورش خاص خاص اور مقید ساتھ بعض اوقات اور بعض زمانہ کی اور موجب اس خصوصیت

ذات باری کی ہو تو ثابت ہوا کہ قابل عبادت اور لائق شاکہ فقط ذات باری کی ہو کہ ہر چیز اس کی طرف
 محتاج ہو اور اس کی پرورش میں کسی عرض یا عرض کو دخل نہیں اور یہ بھی معلوم ہو کہ اگر حیوان کیا گیا
 کہ ربوبیات خاص خاص سوائے ذات باری کے اور وہ میں بھی پائی جاتی ہیں لکن یہ بھی باعتبار ظاہر کے ہو
 اور حقیقت میں ہر طرح کی ربوبیت خواہ خاص ہو خواہ عام اسی کی ذات کی واسطے ہو اس واسطے کہ ربوبیت
 اس وقت پائی جاوے کہ پیدا کرے کسی شے کو مدد محض سے اور پیدا کرے اسباب نفع لینے اور پرورش اس کی کے
 اور قدرت دوسرے اور امتناع کے اور دور کرے موانع امتناع کے اور یہ سب باتیں سوائے ذات اس کی کے غیر میں
 موجود نہیں کیونکہ اور پرورش کرے وقت پرورش کے مخلوقات اللہ تعالیٰ کی اپنی پرورش کے کام میں لاتے
 ہیں اور قدرت اور پرورش کرنے ان چیزوں کے کہ منع پرورش کو کرتی ہیں ایسی ہو اور پرورش کرنے شرائط
 پرورش کے نہیں رکھتی نہایت درجہ یہ ہو کہ یہ ارباب بخلہ شرائط اور سامان پرورش کے میں کسی طرح کا
 استقلال انکو نہیں اسی واسطے حضرت ابراہیم خلیل الصلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے ان سب چیزوں کو اعتبار
 ساقط فرمایا اور ملت جنینی اختیار فرمائی چنانچہ منقولہ انکا کلام اللہ میں منقول ہے: **وَجَبَىٰ**
لَلذیٰ فطر السموات والارض حنیفا واما اناس المنشرکین - تحقیق مونہ پھیرا میں نے طرف اس ذات کی کہ پیدا کیا
 آسمانوں اور زمین کو ایک طرف کا ہو کر اور نہیں ہوں میں شریک کر یہ والوں میں سے اور حق تعالیٰ نے عقیقہ
 انکا پسند کیا اور انکو پیشوا سب ملوں کا کیا: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ بِہَا کُلُّ شَیْءٍ حَیٍّ یُّحْیٰی**
 پوشیدہ نہ ہو کہ لفظ رحمن اور رحیم کا مادہ یعنی اصل انکی ایک ہو کہ لفظ رحمۃ سے بنے ہیں پس ان دونوں میں
 فرق اسطرح ہو کہ صفت پرورش کے بعد ان دونوں کو بیان کیا اور پرورش کو دو قسم کی رحمت لازم ہے
 ایک وہ رحمت کہ خاص حالت پرورش میں ہوتی ہو اگر یہ رحمت نہ ہو پرورش پائی نہ جاوے اور حقیقت اس
 رحمت کی یہ ہو کہ مری بیچ روا کرنے حاجتوں اپنی پروردہ کے بخوب طرح مشغول ہو اور ہر وقت خبر داری ضرورت
 اور جستجو ہر چیز مناسب اور غیر مناسب اسکی کے کرتا رہے اور یہی مراد لفظ رحمن سے ہو دوسری قسم
 رحمت کی یہ ہو کہ بعد پرورش اور کمال کو پہنچنے اس کے حاصل ہونے ثمرات اور فائدے اس کے تدبیر کرے
 اور اس کمال کو رانگان کرے والا وہ پرورش صرف عبث اور کھیل ہو جاوے گی اور اسکی مثال ایسی ہو کہ ایک
 شخص نے ساتھ مشقت تمام کے درخت کو پرورش کیا کہ پھل اس پر آگیا اور اپنے کمال کو پہنچا
 لکن اس پھل سے شیرہ یا سرکہ یا غریبہ یا چار وغیرہ درست نکلیا کہ مدت تک فائدہ اس کا باقی رہتا

اور اس قسم کی رحمت کو ساتھ لفظ رحیم کے تعبیر فرمایا پس بیچ ذکر کرتے ان دونوں ناموں کی بیجا شرافت
 یہ کہ پرورش خدا تعالیٰ کی بیچ حق تمام جہان کے ہمیشہ پائی جاتی ہے جب تک کہ ہدایت مجموعی اُسکی موجود ہو
 پرورش بھی اُسکی مصروف ہو اور بعد متفرق ہونے اور بکھر جانے اجزا اس کے کے بھی باقی ہے اور یہی ہر
 معاش اور معاد یعنی پہلی حالت کا نام معاش اور دوسری کا معاد اور اگر صاحب عقل مناسب فکر کرے
 تو معلوم ہووے کہ بیچ ہر شے کے اشیاء و جہان کی سے معاش اور معاد ہے یعنی جب تک بنیاد اُس شے کی
 قائم ہے اس وقت میں معاش نام رکھتے ہیں اور بعد پڑھتے ہیں اُسکی بنیاد کے معاد بولتے ہیں جیسے کہ کھانا
 کہ وقت ہوے جانے دانہ کے سے تا بغیر ہونے معدے میں اُسکے معاش ہے اور بعد اس کے معاد اُسکی کچھ
 اُس سے خون سو کر جزو بدن کا ہوتا ہے اور کچھ بلغم اور صفرا اور سودا ہے اور کچھ کاموں ضروری کی صرف
 ہوتا ہے اور کچھ فضلہ سو کر راہ بول اور برائے کی سے نکلتا ہے اور کچھ تنک اور خشک اور میل انکراہ بال بدن کے
 نیکر اور سول اسکے نکلتا ہے اور ایسا ہی بیچ تمام اشیاء کی معاش اور معاد پائی جاتی ہے اور ان تمام معاش جہیز
 کا بیچ ہر عالم کے ساتھ صفت رحمانیت کے تعلق رکھتا ہے اور خوبی معاد ہر چیز کی بیچ ہر عالم کے صفت جبروت
 کا ہے اور **مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ** مالک دن جزا کا بیچ بعضی قرأت کی ایک یوم الدین یعنی بادشاہ دن جزا
 جانا چاہئے کہ یہ دونوں مصنفین یعنی مالکیت اور بادشاہت کی حقیقت اللہ کی واسطے ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ
 مالک اور بادشاہ تمام چیزوں کا ہے اور ہر وقت ہے ایسا نہیں کہ ایک وقت میں ہو اور ایک وقت میں نہ ہو
 یا بعض چیز کا ہو اور بعض چیز کا نہ ہو سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے مالکیت یا بادشاہت اپنی خاص دن قیامت کے
 ساتھ لیوں فرمائی یعنی فرمایا کہ مالک دن جزا کا اسطرح نہ کہا کہ مالک ہر شے کا اُسکی وجہ یہ ہے کہ اس جہان میں مالک
 ہونا اور بادشاہت باعتبار ظاہر کے اور دن کی واسطے بھی ثابت ہے کہ مجازاً ہے اور قیامت کے دن سو اس
 ذات اُسی کے نہ کوئی مالک ہوگا اور نہ بادشاہ جو کچھ تصرف ہے اُسکے اختیار میں ہوگا اور اُس روز بیچ نظر
 ہر خاص و عام کے غلبہ اس کا ظاہر ہوگا اور سب اس کا کہ دنیا میں اوروں کو بھی کچھ اختیار دیا اور قیامت
 کے دن بالکل ہر چیز اپنے قبض قدرت میں رکھی ہے کہ دنیا دار العمل ہے اور کارخانہ عمل کا بدن اختیار
 کے درست نہیں ہوتا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آدمی کی جبلت میں استعداد تکلیف احکام شرع
 اور قبول کرنے حکموں الہی کی ہوا اسی واسطے اُسکو پیدا کیا ہے پس جو بعض اشیاء اُس کی ملک میں
 یا اختیار میں نہ ہوں اور آدمی کو غیر اپنے پر بالکل دخل نہ ہو اجمال نیک اور بد اُس سے کیوں کہ ظاہر ہر وقت خاص کر

وہ اعمال کہ علاقہ ساتھ مال اور فرج حیوانات اور دینے صدقات اور ادا کرنے نفقات کے رکھتے ہیں اور ایسے ہی وہ اعمال کہ تعلق ساتھ رعیت اور لونڈی غلاموں کے رکھتے ہیں کہ جب تک اختیار اور حکم آدمی کا پایا جائے کیونکہ ہو سکیں پس اس درجہ شانہ نے بمقتضائے حکمت اپنی کے اس جہان میں تھوڑا سا اختیار اور تصرف اور دن کو بھی عطا فرمایا ہے تاکہ روز قیامت کے عذر بے اختیاری اور لاچارگی اپنی کا پیش نہ کریں اور حجت انکی بالکل منقطع ہو جاوے اور جو کہ دن قیامت کا روز جزا کا ہو نہ اعمال کا یعنی جو دنیا میں کمال الہی کے میں خواہ نیک خواہ بد اُس دن بدلائم کا بیگناہ تو اُس وقت میں اللہ تعالیٰ نے اور کسی کو کسی طرح کا اختیار اور تصرف نہ دیا والا جزا اعمال کی متحقق ہو اور اسی نکتہ کے واسطے لفظ یوم الدین کا فرمایا یعنی دن جزا کا اور بجائے اسکے لفظ یوم القیمہ یا یوم النعیم والنشور یا اور کوئی نامون قیامت کے سے ذکر نہ کیا تاکہ وجہ خدیویت باوٹا بہت اور مالک ہونے اسکے کی اُس دن میں اور نہ خاص ہونے بادشاہت اور ملکیت کے غیر اس دن میں ظاہر ہو دی اور بھی جانا چاہئے کہ جناب باری عز اسمہ نے پہلے حمد کو ساتھ اسم ذات کے متعلق فرما کر پہچھے اسکے تین صفتیں علی الترتیب ذکر فرمائی۔ پہلی صفت ربوبیت کی دوسری صفت رحمت کی تیسری صفت جزا کی اور اسطرح کی ذکر کرنے میں ایک نکتہ باریک ہو اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں جو کوئی دج اور ثنا کسی کی کرتا ہے تبین طور سے خالی نہیں یا یہ کہ زمانہ سابق میں ملک پروردہ اسکا تھا اور اُس حمد و ج نے اس وجہ کے اوپر العالم کیا تھا گو فی الحال اسکو اُس شخص سے کچھ نفع نہیں اور نہ آئندہ کو توقع فائدہ کی اُس سے رکھتا ہو یا بالفعل اسکو اُس سے فائدہ ہو گو زمانہ گزرے ہوئے میں کسی طرح کا فائدہ نہ تھا اور نہ آئندہ کو یہ پایہ کہ فقط توقع نفع کی رکھتا ہو گو بیچ زمانہ گزرے ہوئے اور حال کے کسی طرح کا نفع نہیں ہو اور یہ تینوں چیزیں دیاداری دین داری میں بھی آزمائی گئی ہیں جیسا کہ پوشیدہ نہیں پس بیچ لانے ان تینوں صفت کے اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہو کہ جو بندے راہ مروت کی اختیار کریں اور اپنے خالق کی حمد بلحاظ نعمتوں پہلی کے کہ انکے تین حمد طاعتیں کریں ہی ہو سکتا ہو کہ میں صفت ربوبیت کی رکھتا ہوں اور نعمتیں بے شمار انکی اور میری طرف سے ہیں اور جو نظر اوپر ان نعمتوں کے کریں کہ فی الحال موجود ہیں بھی ممکن ہے کہ رحمت اور رحیم ہوں میں اور اگر طریق دور اندیشی کا اختیار کریں بھی لائق اسکے ہوں کہ کارخانہ جزا کا میری طرف رجوع کرے گا بہر کیف لائق حمد اور ثنا کا ہوں میں اَیَالَاکَ نَعْبُدُ اس سے پہلے کہ بندہ مشغول ساتھ ثنا اور صفت اسکی کے تھا اُس سے غائب تھا اس واسطے کہ نظر اسکی طرف

نعمتوں اسکی کے اور طرف دوسری اشیاء دن کے کہ جائے ورنہ نعمتوں اسکی کے بہن بھی متوجہ تھی مگر ہر گاہ کہ صفتیں بڑی بڑی یعنی پرورش کرنی تمام جہان والوں کی اور رحمت انہر اللہ تعالیٰ کی تیرین میں ذکر کی توجہ بندہ کا طرف معبود اپنے کے بڑھتا گیا یہاں تک کہ جو وقت صفت پچھلی یعنی مالک ہونا سب سے بڑا دن قیامت کے واسطے اس کے ثابت کیا کمال توجہ اسکی ذات کی طرف ہو گئی اور رتبہ حضور صلی کا حاصل ہوا سو چار ایک نعتہ ساتھ صیغہ خطاب کے اسکی زبان سے نکلا یعنی خاص تیری بندگی کرنا ہوں میں اور جیسا کہ شخص حاضر کے ساتھ کلام کرتے ہیں ویسے ہی اللہ تعالیٰ کو اس جگہ مخاطب کیا جو ذکر عبادت کا آیا چاہئے کہ حقیقت عبادت کی بیان کی جاوے عبادت یہ ہو کہ نہایت درجہ تعظیم کا کہ بڑھ کر اس سے تعظیم نہ ہو بجا لادے اور عبادت شرع شریف میں کئی اقسام ہیں بعض عبادت ظاہر کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور بعض ساتھ باطن کے وہ کہ ظاہر کے ساتھ علاقہ رکھتی ہیں عبادت زبان کی ہو اور وہ یاد کرنا اور پڑھنا قرآن کا اور تسبیح اور تہلیل اور اقرار دعائیں پڑھنی اور دعا کرنا اور عبادت آنکھوں کی ہو اور وہ دیکھنا اُن چیزوں کا کہ خیر کی چیز میں ہیں مثل کعبہ شریفہ کے اور قرآن مجید کے اور دیکھنا صلیما کا مثل انبیاء علیہم السلام اور اولیاضی اللہ عنہم اور زیارت کرنی قبروں شہیدوں اور صالحین کی کہ ان لوگوں نے جان اپنی کو درمیان راہ خدا کے خچ کیا ہو اور عمر اپنی بیچ یاد اسکی کے گزاری ہو اور ایسے ہی دیکھنا اور مخلوق جیسے کہ آسمان اور ستارہ اور دریا اور کشتی اور سوانے مگر اس جہن سے کہ قدرت اللہ تعالیٰ کی انہیں نظر آتی ہو اور حکمت اسکی معلوم ہوتی ہو اور عبادت کا نوکلی ہو اور وہ سننا کلام اللہ کا اور سننا ذکر کا اور ایسے ہی سننا اُن چیزوں کا کہ محبت اللہ تعالیٰ کی اُن چیزوں سے بڑھتی ہے اور شوق بندگی کا اُن چیزوں کے لئے سے اٹھتا ہو اور عبادت ہاتھ پاؤں کی ہو اور وہ لکھنا قرآن کا اور لکھنا اس کے ناموں کا اور جانا مسجد کی طرف اور جانا حج کی واسطے اور ایسے ہی جانا واسطے زیارت صالحین کے اور واسطے جہاد و دشمنان خدا کے اور جانا واسطے کارروائی حاجت مندوں کے۔ اور وہ عبادت کہ علاقہ باطن کے ساتھ رکھتی ہیں ہر بس منجانبہ اسکی عبادت عقل کی ہو اور وہ فکر کرنا بیچ نشانیوں اسکی کے اور بیچ معنی قرآن کے اور بیچ حکم شریعت کے اور عبادت نفس کی ہو اور وہ صبر کرنا اور چھوڑ دینے مرغوب چیزوں کے اللہ کا حکم کہ واسطے مثل روزہ کی اور اعکاف کی اور صبر کرنا اور مصیبتوں کے اور چھوڑنا اور بلا کا وقت مصیبت کے اور وہ ایہ تین حرام چیزوں سے اور گناہوں کی باتوں سے اور عبادت عقل کی ہو اور وہ محبت کرنی ساتھ دونوں اس کے

اور دشمنی رکھنی ساتھ دشمنوں اسکے کے اور امید رکھنی ثواب اسکے کی اور ڈرنا عذاب اسکے سے اور عبادت
 روح کی ہو اور وہ کوشش کرنی بیچ مشاہدہ اسکے اور آرام اور لذت پانی مراقبہ اسکے سے اور عبادت سر کی ہو اور وہ بیچ
 ڈوب رہنا بیچ معرفت اسکے اور بعضی عبادت مال کے ساتھ علاقہ رکھتی ہو اور وہ زکوٰۃ اور صدقہ اور خیرات ہے
 و علیٰ ہذا القیاس اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ عبادت حقیقت میں شغل کرنا ہے تمام اعضا اور قوتیں ظاہر اور باطن کی
 بیچ راہ اسکے اور بیچ مہضیات اسکے **وَاِذَا كُنْتَ فَجَائِلٌ** یعنی تجھی ہی سے مدچاہتے ہیں ہم اس لفظ
 کو اس واسطے ذکر کیا تاکہ لفظ لعبد کی سی کہ اسمین نسبت عبادت کی اپنی طرف کی ہو خود پسندی پیدا نہ ہو پس گویا
 بندہ کہتا ہو کہ عبادت تیری بغیر چاہتے مد کے تیری ساتھ نہیں ہو سکتی اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہو کہ درمیان اس
 عالم کے تین قسم کے آدمی ہیں ایک جبر یہ ہیں کہتے ہیں کہ کسی طرح کا ہم اختیار نہیں رکھتے اور مانند تھوڑے لکڑی
 کے بلا اختیار حرکتیں ہم سے سرزد ہوتی ہیں دوسرے قدر یہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ بالکل ہم کو اختیار حاصل ہو اور جو
 حرکت اور فعل ہم سے صادر ہوتا ہو اسکے پیدا کرنے والے ہم ہیں اور یہ دونوں گروہ مردود ہیں اس واسطے کہ پہلا فرقہ تمام امور
 شرعیہ اور تکلیفات کو باطل کرتا ہو اور فرقہ دوسرا دعویٰ شرکت کا ساتھ خالق اپنے کے کرتا ہو پس یہ دونوں لفظ واسطے
 رد کرنے عقیدہ ان دونوں فرقوں کے لئے ہیں ایسا کہ لعبد میں رد ہی عقیدہ جبر یوں کا اور دایا کہ مستعین ہیں رد ہی
 عقیدہ قدر یوں کا اور راہ راست نصیب فرقہ تیسرے کے ہو اور وہ فرقہ سینوں کا ہو دہکتے ہیں کہ بندگی ہم کرتے ہیں اور ہم
 توفیق تجھ سے چاہتے ہیں یعنی ہم نہ بالکل بے اختیار ہیں نہ بالکل اختیار رکھتے ہیں اور اہل باطن نے کہا ہو کہ مستعین
 اس جگہ ساتھ معنی طلب عون یعنی طلب مدد کی نہیں بلکہ معنی طلب معائنہ کی ہو یعنی عبادت طرف ہماری سے ہو اور
 مرتبہ معائنہ کا دنیا اور عین الیقین کو پہنچانا کام تیرا ہو شیخ سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک روز بیچ نماز مغرب کے
 اقامت کرتے تھے جس وقت کہ ایک لعبد وایا کہ مستعین زبان سے نکلا یہ ہوش ہو کر گر پڑے جب
 ہوش میں آئے لوگوں نے کہا اے شیخ کیا ہوا تھا۔ جواب دیا کہ جس وقت ایا کہ مستعین میں نے
 کہا خوف میرے دل پر غالب ہوا کہ میرے تئیں کہ میں اے جھوٹے کس واسطے طلب سے دوا
 طلب کرتا ہے اور امیر سے روزی اور بادشاہ سے مدد چاہتا ہے تو اسی واسطے بعضے علمائے
 فرمایا ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ اپنے دل میں نا دم اور شرمندہ ہو کہ پانچ مرتبہ روبرو پروردگار
 اپنے کے کھڑا ہو کر جھوٹا لون لیکن اس جگہ ایک امر جاننا ضرور ہے وہ یہ ہے کہ مطلق
 استعانت غیر سے حرام نہیں بلکہ اس طرح حرام ہے کہ استعانت چاہئے والا اسی شخص پر ہو جو سا

کرے اور یہ سمجھے کہ حاجت و راضیہ تعالیٰ ہی اور یہ شخص سب ظاہری ہی اور اگر ایسا اعتقاد کرے مستغاث ساتھ غیرے
 کرے اور اگر غیر کہ مظہر عن الہی کا سمجھے سو ایسی استغاثات شروع میں جائز اور روا ہی اور انبیا اور اولیائے بھی اس طرح
 کی استغاثات ساتھ غیرے کی ہی اور حقیقت میں ایسی استغاثات استغاثات بالغہ نہیں بلکہ استغاثات خدا کے ساتھ ہے
 لا اھدی الی الصراط المستقیم دکھلا کر راہ سیدھی جانا چاہئے کہ اگر چہ آدمی بیچ بعض کے راہ راست پر ہوا لیکن اس پر
 بھی اس کے تئیں طلب کرنا راہ راست کا ضرور ہی اتنا واسطے کہ راہ راست کے مراتب مختلف ہیں ایک دوسرے سے کلام
 زیادہ ہیں اور بعض اعلیٰ میں ہیں جو کہ صاحب مرتبہ اعلیٰ کا یہ وہ طلب کرنے والا مرتبہ اعلیٰ کا ہی
 اور جو اعلیٰ پہل پہل ہو پس اس اعلیٰ سے جو اعلیٰ ہو گا اس کو طلب کرنا دعا علیٰ ہذا التماس اور استقامت اور رستی
 راہ کی کوئی اعتبار سے ہوا اول باعتبار نزدیک ہونے کے کہ جو راہ نزدیک ہی ہو نسبت راہ دور کے راہ راست ہی اور دوسرے باعتبار
 صفائی کے کہ ایک رستہ صاف پتھر اور مٹی اور کانٹے وغیرہ سے ہی اور دوسرا خلاف اسکے پس صاف رستہ کو راہ راست کہیں گے
 اسی جہت سے کسی قائل نے کہا ہر ع راہ راست برد اگرچہ دور است مدتی سے باعتبار امن کے کہ ایک راہ میں امن
 و آفاق سے اور درندوں سے اور اور تکلیف کی چیزوں سے مثل نہ ملنا آپ وہ دانہ کا اور سوا اسکے کسی طرح کی خرابی ہو
 ایسا راستہ راست ہی ہو نسبت اس راستہ کے کہ ایسا ہو اور استقامت راہ کی بیون طرح سے واسطے ہو چنے طرف طلب
 کے شرط ہی پس جو کوئی راہ راست پر باعتبار ایک معنی کے ہو اسکے تئیں لازم ہی کہ باعتبار دو معنی دوسروں کے بھی
 راہ راست طلب کرے تفصیل اس اجال کی کہ اس سے شالین نزدیک اور دوری اور صفائی وغیرہ راہ کی واضح ہو
 یہ ہی کہ واسطے حاصل ہونے معرفت الہی کے بھی راہ میں مختلف ہیں ایک راہ توجہ کا ساتھ وجہ خاص کے اور دوسرا
 علاقات نفسانیہ کا ساتھ ذکر کے اور مشرق ہونا بیچ مشاہدہ کے اور یہ راہ قریب ہی راہ عبادت اور فکر کرنے سے
 بیچ نشانیوں کے کہ پھیلی ہوئیں ہیں بیچ عالم ارواح اور اجسام کے اور راہ اتباع شریعت کا زیادہ امن رکھتا ہو شخص
 توجہ سے ساتھ وجہ خاص کے اور راہ شریعت کا کہ ہر طرح اطمینان اللہ تعالیٰ نے آسانی اور تخفیف کر دی ہو صاف
 زیادہ ہی راہ رہبانیت کی ہے کہ انواع النواع مشقتیں اور تکلیفیں بیجا بعضی پیدیں اختیار کر کے ہیں اور مشقت
 کی اور بھی تین قسم ہیں ایک استقامت اقوال کی دوسرے استقامت افعال کی تیسرے استقامت احوال کی اور جو کہ
 صاحب ایک استقامت کا ہر یعنی ایک قسم کی استقامت اس کو حاصل ہو سکے تئیں طلب کرنا وہ استقامت اور کا بھی ضرور ہے
 پس ثابت ہوا کہ طلب کرنی راہ راست کی خواہش ہی جو خواہش ہوتی خواہ متوسط چارہ نہیں سو اسطے کہ مرتبے اسکے بہت ہیں بلکہ
 غیر متناہی سو جو مرتبہ رستی کا اس کو حاصل ہو گا فوق اسکے مرتبہ دوسرا ہو اسی واسطے تعلیم ہندوں کو کیا کہ باوجود

اس دعا کو وقت مناجات کے پڑھیں اور استقامت میں میانہ روی اور ترک کمی اور بیشی کا ہر اہر میں خوب ہی مشغول
میانہ روی عقیدہ میں یعنی نہ مبالغہ تشبیہ میں کرے کہ ذات باری کو مانند مخلوقات کے سمجھے چنانچہ منتکمن ہر کسی مکان
میں اور متوجہ ہر ماطرف کسی جہت کے اور محتاج ہر ماطرف اسباب کے ثابت کرے اور یہ مذہب باطل اور اس کے راہ تفریط
یعنی گھٹا دینا حد سے اعتبار کیا اور نہ مبالغہ تنزیہ میں کرے کہ سطح پاک اور منزہ اسکا ثابت کرے کہ بالکل اسکی ذات کو
بیکار قرار دے اور یہ مذہب بھی باطل ہے اور اس میں افراط ہے اور حد سے بڑھنا و علی ہذا القیاس اور عقاید میں اور میانہ روی
اخلاق میں یہ ہو کہ قوت لطفیہ یعنی جس قوت سے ادراک ہوتا ہو اسکو وہ افراط اور تفریط سے نگاہ رکھے اور افراط اسکی گناہ
جزیرہ ہو کہ تیری طبیعت کی جدا اعتدال سے بڑھ جاوے اور تفریط اسکی گناہ عبادت اور بلاوت ہو کہ بالکل قابل فہم کے
نہ رہے اور ایسے ہی توہ تشبیہ کے تین مجوس سے بچاوے کہ افراط اسکا ہے اور محدود سے بھی لنگرے کہ تفریط اسکی ہے اور ایسے
ہی قوت خصیہ کو تہورا اور جہن سے بچاوے تہورا افراط اس قوت کا ہے کہ کمال درجہ ہر ادراکی کا ہو اور جہن کہ نامردا کی کو کہتے
میں تفریط اسکا ہے اور اوڑھمال میں بھی میانہ روی مطلوب ہے اس کے واسطے کہ کثرت اعمال کی سبب نورانی ہونے درج اور اور
لطائف کے ہے اور یہ تاثیر بدون ہیشگی عمل کے حاصل نہیں ہوتی اور ہیشگی اعمال کی سبب اختیار کرنے توسط کمال نہیں
ہوتی اور جہت بندہ کو فرمایا کہ راہ راست کو طلب کرے لازم ہوا کہ ان شخصوں کا کہ سبب ان کے راہ راست طرف اوڑھنا ہو
یونہیے اور افعال اور اقوال ان کے دیکھا اور سیکر راہ راست دوسری راہ سے جدا ہوا اور نہیں تو ہر کوئی مذہب باطلہ سے بھی دھوسے
کر تا ہو کہ میں راہ راست پر ہوں پس چاہئے کہ ایک جماعت اپنے ذہن میں مقرر کرے کہ اس جماعت سے راہ راست ظاہر ہو
اسی واسطے راہ راست کو ساتھ اس طریق کے تعلیم فرمایا **صراط الذین انعمت علیہم** یعنی راہ ان لوگوں کی جن پر
تو نے فضل کیا اور اس لفظ کی اور جگہ قرآن میں تفسیر فرمائی ہے ساتھ چار گروہ کے اور وہ یہ ہیں انبیاء اور صدیق اور شہداء اور
صالحون اور ان چاروں کا بیان قریب آتا ہو پس معلوم ہوا کہ راہ راست راہ انہیں چاروں گروہ کی ہے اور بندے کے سبب
چاہئے کہ سچ وقت مناجات کے ساتھ یہ ورد گار اپنے کے ان چاروں گروہ کو اپنے ذہن میں حاضر رکھے اور راہ انہیں فرقوں
کی طلب کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ سچ قرآن مجید کے سورہ نسا میں فرمایا ہے ومن یطیع اللہ ورسولہ فاولئک مع المرسلین

تعلیم ہم المرسلین والمرسلین انہی المرسلین واولئک الصالحین یعنی جو کہ اطاعت خدا اور رسول کی بحال لاوے اور
موافق فرمانے ان دونوں کے کام کرے پس وہ شخص ہمراہ ان لوگوں کے راہ میں چلے گا کہ انعام کیا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اوپر لکھا
اور وہ چار قسم کے لوگ ہیں انبیاء اور صدیق اور شہداء اور صالحون اور یہ گروہ اچھے رفیق ہیں پس سچ ہے ہذا الصراط
المستقیم کی طلب راہ حق کی ہو گئی اور سچ صراط الذین انعمت علیہم کے طلب رفیق کی پائی گئی کہ الرفیق تم طریق یعنی

سخن خودی
دینی کو کافرت
نہوید کیوچ
سچ بھی
مذہب خلاف
نہوید کے بھی
مذہب کا
نہوید

پہلے رفیق پیدا کرے پھر ارادہ راستہ کا کرے اور اسکو جاننا چاہئے کہ یہ چاروں گروہ آپس میں برابر نہیں بلکہ ایک
 دوسرے سے افضل ہیں پس چاہئے کہ عام مسلمین رفاقت صالحین کے طلب کریں اور صالحین رفاقت شہیدوں کے
 ڈھونڈیں اور صدیق رفاقت انبیاء کی اختیار کریں اور اگر کوئی عوام میں سے چاہئے کہ انبیاء کی رفاقت خواہش کرے
 تو اسکو چاہئے کہ اول رفاقت ان میں گروہ کی درجہ بند چہرہ کرے اسوقت انبیاء کی رفاقت حاصل ہوگی جیسا کہ کوئی رفاقت
 بادشاہ کی چاہے پہلے رفاقت جمہور کی اور اسکے باعث سے رفاقت رسالہ دار کی اور رسالہ دار کی رفاقت سے ایک بڑے
 امیر کی حاصل کرے بعد اسکے رفاقت بادشاہ کی ممکن ہو اس واسطے داخل موبایح سلسلہ اولیاء اللہ کے اور وسیلہ انکے ساتھ
 وصول نہ فرمادے بلکہ اصل اسلام کے متحسین ہوں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ اصل راہ ہر گاہ آپ حضرات انبیاء علیہم السلام کو تعلیم
 ہوا اور انکو واسطے بے صدیقوں کو حاصل ہوا اور صدیقوں کی واسطے سے شہداء کو اور شہداء کی طرف سے صالحین کی پہنچا پس ضرور
 ہوگا کہ ان چاروں گروہ کی حقیقت سمجھے اور علی الترتیب یعنی پہلے انبیاء کی تعریف بعد اسکے ان پیغمبروں کی معرفت حاصل کرے
 تاکہ طلب رفاقت کی اُن سے پیشتر ہو اس واسطے کہ جب تک شے معلوم نہ ہو طلب اسکی کیونکہ ہو سکے پس حقیقت نبی کی یہ ہو کہ نبی
 ایک انسان ہو اور ہر انسان میں دو طرح کی قوتیں ہیں ایک قوت کا نام نظریہ ہے اور یہ ایسی قوت ہو کہ اسکے ساتھ اشیا کا
 جاننا ہو سکتا ہے اور دوسری قوت عملیہ اور وہ ایسی قوت ہو کہ بسبب اسکے اعمال نیک اور بد اسکو صادر ہوتے ہیں پس نبی ایسا
 انسان ہو کہ اسکو علمائے اسکے تئیں بلا واسطہ ترتیب بشری کی کامل فرماتا ہو اس طرح کہ تاثیر نور پاک کی پہنچ قوت نظریہ اسکے ایسی
 ہو جاتی ہو کہ غلطی اور شبہ اسکی معلومات میں راہ نہیں پاتا اور اسکی قوت عملیہ میں ایسا ملکہ پیدا کر دیتا ہو کہ اسکے اعمال نیک ساتھ
 کمال رغبت کے اُس سے ہونے لگتے ہیں اور بڑے کاموں سے نہایت نفرت ہے چاہتا ہو اور جسوقت قوت بد اسکے کی کمال
 کو اور تجربہ عقل کا اتہا کہ پہنچتا ہو تب اسکو اللہ تعالیٰ طرف خلق کی بھیجتا ہو اور اسکے سچا ہونیکو واسطے مجھے اسکو عطا کرتا ہے
 اور مجھے انبیاء کی رفاقت جس کلام کی ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید اور بعضی جنس فعلوں کی مثل جاری کرنا یا ان کا انکیزاں اور
 ان معجزات کے اور نشانیاں عقلی بھی اسکو بخشتا ہو تاکہ خواص کے ایمان کی ترقی کا باعث ہوں جیسا کہ مجھے عوام کے
 ایمان کے ازدیاد کا سبب ہوتے ہیں اور نشانیاں عقلی کئی قسم پر ہوتے ہیں منجملہ انکے اخلاق اچھے اور بعض ان میں سے
 علوم سچے اور بعض اُن میں سے تقریر صاف جس سے تسلی حاصل ہو اور دلیل ظاہر کہ ٹوٹ نہ سکے اور انہیں نشانیاں
 میں سے تاثیر انکی صحبت کی اور روشنی دل کی حاصل ہوتی ہو اور عوام لوگ اور کم استعداد انکے معجزات سے دلیل پکڑتے
 ہیں اور کامل آدمی ساتھ کمالات انکے کے دلیل پکڑتے ہیں خصوصاً جسوقت علاج بیمار یوں روحانی کا اور کامل
 کرنا نفوس ناقصین کا اور ارتقا انوار کا اور ہمہ صحبتوں کے دیکھا جاتا ہو یقین قطعی ہر شخص کو کہ عقل رکھتا ہو ساتھ

نبوت انکی کے حاصل ہوتا ہو اور جانا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام دو قسم کی چیزیں بیان کرتے ہیں بعضے وقت میں ایسی چیزیں بیان کرتے ہیں کہ عقل بھی انکو مان لیتی ہو جیسا کہ وجود خدا تعالیٰ کا اور صفات کمال اُسکی اور بعض وقت اُن چیزوں کو ارشاد کرتے ہیں کہ صرف عقل معلوم نہیں کر سکتے جیسا کہ احکام روزہ کے بندوں کو اور بیان تفصیل ثواب اور عذاب کے اور پر کاموں نیک اور بد کے اور ایسا ہی بیان حال ان کاموں کا کہ کبھی اچھے ہو جاتے ہیں اور کبھی بُرے پس اگر معجزے اور نشانیاں عقلی ہمراہ نبیوں کے نہیں تو فقط عقل خصوصاً عقل عوام کی اُنکی بات کو قبول نہ کرے اور فائدہ نبوت کا حاصل نہ ہو اور ہر گاہ کہ معنی نبی کے معلوم ہو چکے آباغضی صدیق کے چاہئے جانا صدیق وہ ہو کہ قوت نظریہ اُسکی مثل قوت نظریہ انبیاء کی کامل ہوتی ہو اور ابتدائی عمر سے جھوٹ بولنے اور دورنگی بات سے دور رہے اور بیچ امردین کے خاص خدا کے واسطے کوشش کرے کہ ہرگز خواہش نفس کو دخل نہ ہو اور نشانیاں صدیق کی یہ ہیں کہ بیچ ارادہ اپنے کے تردد نہیں کرتا ہو اور بیچ نماز کے اگرچہ کوئی حادثہ سخت پیش آوے یا مین اور دائیں توجہ نہ کرے اور ظاہر اور باطن ایک سا ہو اور کسی کے تمہین سخت نہ کرے اور علم تعبیر خواب کا جانے اور شہید وہ ہو کہ دل اُسکا بیچ مشاہدے تجلیات الہی کے مستغرق ہو اور جو کچھ انبیاءوں نے اُسکو پڑھایا ہو اسطرح دل اُسکا اُسکو قبول کرے کہ گویا دیکھتا ہو اسی واسطے جان دینا بیچ امردین کے نزدیک اُسکے آسان کام ہوتا ہو اگرچہ ظاہر میں مقبول نہ ہو اور قوت علمیہ قریب قوت انبیاءوں علیہم السلام کے ہو اور صلح وہ ہو کہ دونوں توہین اُسکی مرتبہ کمال انبیاء کے سے کمتر ہوتی ہیں لیکن بسبب کمال متابعت کے ظاہر اپنے کو گناہوں سے پاک کرتا ہو اور باطن اپنے کو عقائد فاسدہ اور اخلاق برون سے دور رکھتا ہو اور یاد حق کی اُسکے اندر ایسی سما جاتی ہو کہ گنجائش دوسری چیز کی اُس میں نہ رہے اور لفظ دل کا اگرچہ شامل ان تینوں گروہ کو ہی لیکن اکثر ادر صحاح میں کے بولا جاتا ہو اور جو علامتیں اور نشانیاں مشترک ہیں اور ان چاروں گروہ میں پائی جاتی ہیں وہ یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ اُنکو دوست رکھتا ہو اور ضامن رزق اُنکے کا رہتا ہو اس طرح سے کہ سب آدمیوں سے ممتاز رہتے ہیں اور دشمنوں اپنے سے اُنکو محفوظ رکھتا ہو اور بیچ سفر کے ہمراہ اُنکے رہتا ہو اور اُنکے متین ایسی عزت دیتا ہو کہ بسبب اُس عزت کے بیچ خدمت بادشاہوں اور امیروں کے راضی نہیں ہوتے اور ہمت اُنکی ایسی بلند کر دیتا ہو کہ ہرگز ساتھ آلودگی نجاستوں دنیا کے راضی نہیں ہوتے اور سینے اُنکے اسطرح کھول دیتا ہو کہ بسبب پہنچنے غنوں دنیا اور صدیقوں کے اور مرنے قریبوں کے سے تنگ دل نہیں ہوتے ہیں اور اُنکی ہیبت ایسی ہوتی ہو کہ سرکش لوگ اور بُرے متکبروں کے دل میں بھی اثر کر جاتی ہو اور برکتیں بیچ کلام اور دم اُنکے کے اور بیچ کاموں اور کانون اور بیچ ہم صحبتوں اور اولاد اور نسل اُنکے کے اور بیچ

زیارت کرنے والوں کے لئے پے درپے نماز کے لئے اور نزدیک اپنے لئے تین مرتبہ اور عزت بخشا ہو کہ دعا کی قبول ہوتی ہے
 ہر ایک جو شخص کسی حاجت میں ساتھ اُنکے وسیلہ و صفوئے حاجت اسکی روا ہو جاتی ہے اور چونکہ اسجگہ ایک شہید وارد
 ہوا ہے کہ سبب اُنکے صراطِ مستقیم ساتھ غیر صراطِ مستقیم کے مل جاتا ہے اور جدائی حاصل نہیں ہوتی ہے تفصیل اسکی یہ ہے
 کہ بعض فرمے اپنے تئیں طرف ایک کے ان چاروں گروہ سے کہ صاحب طریق مستقیم کے ہم نسبت کرتے ہیں اور اپنے تئیں
 تابع اردن اُس بزرگ میں سے سمجھتے ہیں اور حقیقت میں اسکے تابع اور نہیں بلکہ اسکا راستہ چھوڑ کر راہِ شیطانی میں
 پھنسے ہیں بسبب اس دعوے جو ٹھٹھے اور نسبت کے عام آدمیوں کو اُنکا الٹا راستہ سیدھا دکھائی دیتا ہے جیسے یہود
 اور نصاریٰ کہ اپنے تئیں تابع اور حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کا جانتے ہیں اور واقع میں یہ لوگ ان نبیوں کی راہ سے
 ایک طرف اور دوسرے میں ہیں اور اس امت میں فرقہ رافضیوں کا کہ دعویٰ محبت اہل بیت رکھتے ہیں اور اپنے تئیں
 اُنکی طرف نسبت دیتے ہیں اور حقیقت میں عقائد و اعمال اُنکے ان میں موجود نہیں بلکہ سراسر مخالف ہیں اور ایسی ہی
 دوسری راہیں ہیں اور اُن میں اور اُن میں کہ نسبت اپنے طرف طریقہ سہروردیہ اور قادریہ اور حشمتیہ کے کرتے ہیں اور
 بالکل اعمال اور اشتغال ان طریقہ والوں کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتے پس واسطے دور کرنے اس شہد کے عبارت
 دوسری لایا اور فرمایا **غیر الغضب علیکم ولا الضالین** یعنی نہ راہ اُن لوگوں کی کہ غصہ خدا کا اور اُنکے ہی
 اور نہ گمراہوں کی گویا بیچ اس آیت کے تعلیم ہے اس امر کی کہ بیچ طلب کرنے راہ مستقیم کے احتیاط کرنی چاہئے اور راہ اُن
 لوگوں کی جو گمراہ ہیں اور جن پر غصہ خدا کا ہے راہ مستقیم بنانا چاہئے اگرچہ وہ لوگ اپنے تئیں جانیں کہ ہم راستے سیدھے
 پر ہیں اور آپ کو نبیوں اور ولیوں کی طرف نسبت کریں بلکہ وقت و مکان کے ایسے راستے سے بچنا دل میں ٹھہرا چاہئے اور
 غصہ ایک حالت کا نام ہے کہ آدمی میں ہوتی ہے اور بسبب اُنکے خون دل کا جوش کرتا ہے اور روح حیوانی واسطے دور کرنے
 مخالف طبیعت کے اور مغلوب کرنے اُنکے کے اندر کی طرف سے باہر نکلتی ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے حق میں محالات سے
 ہے سو اسجگہ کہ لفظ غصہ کا اسکی طرف نسبت ہو اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن شخصوں سے حسابِ حکمت کے غائب
 کرتے تاکہ اپنے مقصود کو نہ پہنچیں اور منشا غصہ کا اُنکے اوپر ناشکری نعمتوں کی ہے اور اثر اسکا لعنت اور مذمت ہے
 اور مقابل غصہ کے رضا ہے کہ رضا منہ ہونا اللہ کا یہ ہے کہ اسبابِ حکمت کے ساتھ نہایت درجے کے مہیا کرے اور باعث
 اسکا شکر ہو اور اثر اسکا ثنا اور عطا ہے یعنی جو شخص شکر خدا کا کرے اللہ کا انفضل اُس پر زیادہ ہوتا ہے اور ضلالت
 اختیار کرنا ایسے راستہ کا ہے کہ طرفِ مطلب کے نہ پہنچا دے اور سبب اختیار کرنے ایسے رستہ کا کبھی غفلت ہوتی ہے کہ
 ظاہر کی لذتوں کو آدمی اختیار کر لیتا ہے اور باطن کی لذتوں کو چھوڑ دیتا ہے اسی واسطے ہر ایک کے نزدیک کھیلنا اور شہادت

سے بہتر ہے کہ وہ باوثاقیت کے مرتبہ سے پیچھے ہو کر کسی سبب یہ ہوتا ہو کہ نفس سبب شہید اور غلطی فہم کی اپنی خواہش
 کے موافق کام کرتا ہو جیسا کہ کہتے ہیں نقد بہتر ہے اور دھار سے پس نفس امارہ دنیا کو نقد سمجھتا ہو اور آخرت کو اور دھار
 اور واقع میں یہ اسکی کج فہمی ہو اس واسطے کہ دس روپیہ اور دھار کہ ان کے بننے میں کسی طرح کا شہبہ ہو ایک روپیہ نقد
 سے بہتر ہے اور معاملہ آخرت میں انبیاء و اولیاء و اولیاء کو کسی طرح کا شہبہ نہیں اسی واسطے کہ لوگ دنیا کی
 لذتوں کو چھوڑ کر عبادت سے اور ریاضتیں اندر کرتے ہیں کہ تھے میں کہ یقین جلتے ہیں کہ ہمارے عہدوں کا آخرت میں
 بلا زیادہ ان سے لیگا اور اگر نا فہم لوگ کہنے لگیں کہ ہم کو اس بات کا یقین نہیں سوائے سے کہ ہیں گے کہ نگو پیروی
 انبیاء و اولیاء و اولیاء کی لازم ہو اگرچہ ہم کو شک ہو جیسا کہ مریض دوا کو تلخ جانتا ہو اور شفا ہونے میں اسکو شک ہو
 لیکن اسکو پیروی طبیب کی ضرور ہو اور کبھی سبب یہ ہوتا ہو کہ خواہش نفس کی دل پر غالب ہو جاتی ہو اور ایسا غلبہ
 ہو جاتا ہو کہ نیک عمل کرنے سے دل اسکا تنگ ہو نہ لگتا ہو اور عمل بد کرنے میں طبیعت اسکی گھلتی ہو اور خوش ہوتی ہے
 اور یہ بیماری نہایت خوفناک ہو اسواسطے کہ جو کتنی مدت اسی حال پر رہیگا حدیث میں کہ ہو چا دیگا اور دین کے معنی غلبہ
 میں جیسا کہ کلام اللہ میں آیا ہو۔ کلا بل ان علی قلوب ہم کا نوا کیسوں۔ بعد اسکے غنا وہ کی نوبت ہو پیچیدگی اور غنا
 کے معنی پردہ کے ہیں پھر نوبت طبع کی پھر نوبت ختم کی اور طبع و ختم کی معنی مہر کے ہیں پھر نوبت قفل کی ہو پختی ہو چنانچہ کلام
 غلوب اضلالہا کلام اللہ میں مذکور ہو بعد اسکے نوبت موت قلب کی ہو کہ بعد اسکے نہ آئیں اسکو نفع دیتی ہیں اور نہ دے
 والوں کی بات تاثیر کرتی ہو فس حدیث شریف میں آیا ہو مسلمان جو موت گناہ کرتا ہو پس ایک نقطہ سیاہ بیچ دل
 اسکے کے ہو جاتا ہو پس اگر توبہ کر لیتا ہو صاف ہو جاتا ہو دل اسکا اُس سیاہی سے اور اگر توبہ نہیں کرتا اور پھر گناہ کرتا
 ہو تو وہ سیاہی دل کی بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ تمام دل کو گھیر لیتی ہے جیسا کہ بعضی احادیث میں آیا ہو اؤ افسد
 فسد الجسد یعنی جب فاسد ہو اور فاسد ہو تمام بدن اور جب حال گناہ مومن کا یہ ہو پس حال کافر کا کیا ہوگا اور
 مراد ختم اور طبع اور اغفال اور غنا وہ سے کہ کلام مجید میں ذکر اُٹھایا ہو یہی سیاہی دل کی اور نہ تاثیر ہونی اچھی
 بات کی اُس میں مراد ہو اور حیرت معلوم ہو کہ سبب اختیار کرنے رستہ گمراہی کے ایسے نقصان حاصل ہوتے
 ہیں پس اگر راہ راست اختیار کریں کہ باوجود خواہش نفس کے خلاف شرع امور کی طرف بجاوین اور صبر اور پیکار
 کے کریں تو سبب اسکے دل اٹکا کھل جائے گا بعد اسکے دل اُن کا قابل آزمائش تقویٰ کا ہو جائیگا اور پھر مرتبہ
 سکینت آجائے کہ اُنکے دلوں کو اللہ کے ذکر سے آرام اور کیفیت آنے لگے اور جب یہ مرتبہ نہایت کو پہنچتا ہو
 عصمت حاصل ہو جاتی ہو اور دو نقطہ یعنی غیر المعصوب علیہم اور دلا الفضالین۔ ذکر کئے اور ایک لفظ پر

کنایت نکی بادجو دیکہ معنی ان دونوں لغظوں کو قریب قریب تھے اس واسطے ابجگہ مراد دونوں سے جدی جدی ہو الم غضوب
 علیہم سے مراد لوگ مراد مین کہ کفر اختیار کر کے مخالف راہ حق کی کی اور ویرہ دو دانستہ انکار حکمون الہی کا کیا اور یا جانکر
 گناہ کی باتیں کرین جیسا کہ یہود کہنے حق میں مذکور ہو والذین آتینا ہم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناہم وان
 فریقنا ہم لیکتمون الحق وہم یعلمون اور دوسری جگہ فرمایا ہو ولقد علموا لمن اشترب من الاخرة من خلاق
 اور اور جگہ فرمایا ہو ولا تلبسوا الحق بالباطل ولتسموا الحق دائم تعلمون اور ضالین سے مراد وہ لوگ مین کہ اپنے
 بزرگوں کی پیروی کر کے راہ باطل اختیار کی اور انکے راستہ پر چلے یا بسبب کوتاہی فکر اور فہم کے مگر ابھی اختیار کی
 جیسا کہ نصاریٰ کہ انکے حق میں آیا ہو اضلوا کثیرا اضلوا عن سوار السبیل۔ یا بسبب اسکے مگر ابھی اختیار کی کہ اللہ ضرور ہمو
 بخش دیگا اور گناہ ہمارے معاف کرے گیگا یا اسطرح انکی مگر ابھی ہو کہ عبادت کا محل اور وقت نہ ہو اور اسکو عبادت سمجھے جیسا
 کہ شراب پلائی اس شخص کو کہ بسبب خمار کے بیتاب اور بے قرار ہو وعلیٰ ہذا القیاس مشہور ہے کہ الم غضوب علیہم سے مراد
 یہود مین جیسا کہ کلام اللہ میں آیا ہو من لعنة اللہ و غضب علیہ اور ضالون شجر اور نصاریٰ مین واسطے اس آیت کے قریب
 ذکر ہو چکی اور بعضوں نے کہا کہ خاص کر ان دونوں لغظوں کا ساتھ ان دونوں گروہ کے قول ضعیف ہو اس واسطے کہ جو لوگ
 خدا کے یا مشترک مین یہود نصاریٰ سے بھی اجنب مین انکو دین سے احتراز کرنا ضرور ہو بلکہ اولیٰ یہ کہ الم غضوب علیہم
 مراد وہ لوگ مین کہ اعمال ظاہرہ مین خطا کرتے مین اور وہ فاسقون مین اور ضالون سے مراد وہ لوگ مین کہ خطا اعتقاد
 مین رکھتے مین اور یہ بھی ہو سکتا ہو کہ الم غضوب علیہم سے مراد کفار مین اور ضالون سے مراد منافقین مین جب سورۃ فتح
 کی تفسیر سے فراغت پائی تو ضروری معلوم ہو کہ کچھ لطائف و نکات جو اس سورۃ اور بسم اللہ سے متعلق مین رکھنے
 جاویں۔ ہاں ناچاہئے کہ علم طیفون اور نکتون کلام مجید کا بے نہایت ہو اور ہمیشہ بڑھتا رہتا ہو اور سب ترقی کا یہ ہو کہ
 ہر صاحب فن کا موافق حوصلہ اور استعداد اپنی کے جو باتیں اوس فن کی مین کلام اللہ سے نکالتا ہو اور سلسلہ اہل کمال کا
 قیامت تک رہیگا پس پورا پورا بیان اس علم کا چ دنیا کے ممکن نہیں اس واسطے بیان اس علم کا اس تفسیر مین نہیں
 کیا گیا مگر یہیچ اس سورہ کے تھوڑا سا بطور نمونہ کے ذکر کیا جاتا ہو معلوم ہو کہ نکتے اس سورہ کی دو قسم کی مین بعضے نکتے ایسے
 مین کہ ہر ہر آیت کے ساتھ علیحدہ علیحدہ تعلق رکھتے مین اور بعضے ایسے مین کہ تمام سورہ کے ساتھ تعلق رکھتے مین پس
 پہلی قسم مین جو نکتے کہ تعلق ساتھ بسم اللہ کے رکھتے مین یہ مین کہ تمام علوم جہان کے چارون کتاب آسمانی مین جو
 مین اور چارون کتاب کے علوم کلام مجید مین مندرج مین اور سب علوم کلام اللہ کے سورہ فاتحہ مین پائے جاتے مین
 اور علوم سورہ فاتحہ کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اندر مین اور علوم بسم اللہ کے فقط اندر حرف بے کے کہ بسم اللہ کے

بیان ان نکات کا کلام اللہ کی ساتھ تعلق رکھتی ہیں

سر پر رکھتے ہوئے مین توضیح اس مذکور کی یہ ہو کہ مقصود سب علموں سے وصل ہو جانے کا ساتھ ذات پاک باری
 کے ہو اور ہر گاہ کہ بندہ سچ کمال نقصان کے ہو اور نجاستوں بشریت میں الودہ ہو اور ذات اللہ تعالیٰ کی نہایت کمال اور
 پاکیزگی میں پس طرف ذات اسکیکے پہنچنا ممکن نہیں مگر اسطرح سے کہ اُسکے ناموں کو یاد کرے اور اُسکے نام سے چپٹا ہو اور
 ایسا اسکی یاد میں مشغول اور مستغرق ہو کہ آپ کو فنا کرے اور اس درجہ کو پہنچ جائے کہ ذکر اور ذکر نہ والا اور ذکر کیا گیا ایک
 ہو جاوے اور دوی درمیان سے اُٹھے اور یہ اتصال نظائے کے معنی ہیں کہ نحو میں بالصاق کے کہتے ہیں اور اُسکے معنی
 چپٹا دینے کے ہیں اور معلوم رہے کہ لڑکوں کو وقت تعلیم کے الف بے شروع کر داتے ہیں اور کلام محمد کا شروع حرف
 بے کے ساتھ کیا سبب اسکا یہ ہو کہ الف میں ہندی اور پڑائی پائی جاتی ہے اس واسطے محل نظر رحمت الہی کا ہوا۔ اور بے
 میں انکسار اور پستی پائی گئی ہو اس جہت سے قبول بارگاہ الہی کی ہوئی اور جانا چاہئے کہ بادشاہ اور امیر جو وقت
 کوئی چیز دل پسند اپنی خرید کرتے ہیں اور اُسکے مہر کر دیتے ہیں تاکہ ارادہ چورون کا اُسکے چورنے سے ہٹ جاوے اور
 ایسے ہی جو کسی جانور کو صطبل خاص بادشاہی میں داخل کرتے ہیں اُسکے اُپر داغ لگا دیتے ہیں تاکہ کوئی چور اور قراق
 اُسکے لینے کا ارادہ کرے۔ پس بندہ جو وقت کوئی کام نیک اور عبادت شروع کرے چاہئے کہ اُسکو مہر خدا تعالیٰ کے نیچے
 داخل کرے اور داغ اُپر اُسکے لگاوے اور وہ مہر مضمون بسم اللہ الرحمن الرحیم کی ہو کہ جو وقت بسم اللہ کے ساتھ
 اس کام کو شروع کیا تو لائق مقبولیت کے ہو گیا اور شیطان کے تصرف سے بچ رہا کہتے ہیں کہ جو وقت حضرت نوح
 علی نبینا وعلیہ السلام شقی پر سوار ہوئے اور ڈوبنے اُسکے سے ہر اسان تھے پس واسطے نجات پانے کے ڈوبنے سے یہ الفاظ
 کہے بسم اللہ حجر بہا و مر سہا کشتی اُٹھ دینے سے بچ گئی غور کرنا چاہئے کہ ادھی بسم اللہ کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی
 کشتی ڈوبنے سے بچ گئی جو شخص کہ تمام بسم اللہ کو عمر بھر نیچ شروع ہر کار کے پڑھتا رہے کیونکہ محروم اُسکی
 عنایت سے رہیگا کہتے ہیں کہ ایک عارف باللہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھوا کر وصیت کی تھی کہ اُسکو کفن
 میرے میں رکھ دو مجھ کو آدمیوں نے سبب اس کا اُس سے پوچھا اُس نے جواب دیا کہ سنا ہو میں نے کوئی فقیر
 اوپر ایک دروازے بہت بلند کے سائل ہوا وہاں سے تھوڑا سا اُسکو ملا فقیر چلا گیا اور ایک تیشہ لایا اور دواڑ
 کو گرانا شروع کیا مالک دروازے کا آیا اور کہا کہ کیا کرتا ہو کہا کہ یہ اس دروازے کو موافق بخشش اپنی کے کر
 یا بخشش اپنی کو لالین دروازے کے کر یہ آیت بھی یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم دروازہ اُسکی کتاب کا ہو پس
 دن قیامت کے یہ ایک دست آور کامل ہو کہ اُسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے درخواست رحمت کی کرونگا عمل
 نے لیا ہو کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں زمین حرف ہیں اور فرشتے و فرشتے کے بھی آمین میں ہیں نیک ایک حرف

کی برکت سے ایک ایک فرشتہ عذاب کا دور ہو سکتا ہو اور یہ بھی کہا ہے کہ رات اور دن کے چوبیس ساعت میں
 منجملہ نیک پانچ ساعتوں کے واسطے پانچ ناریں مقرر فرمائیں کہ ان ساعتوں میں عبادت اُسکی پائی گئی اور اس
 انیس ساعتوں باقی کے یہ انیس حرف عنایت ہوئے ہیں تاکہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ساتھ ذکر خدا کے
 کہ انیس حرفوں میں ہی انیس ساعتوں باقی کو مشغول رکھے اور اُنکی برکت سے جو گناہ کہ ان انیس ساعتوں
 میں ہوئے ہیں بخشے جاویں اور یہ بھی علمائے کہا ہے کہ سورہ برات میں حکم قتال کفار کا مذکور ہے اسی واسطے
 بسم اللہ الرحمن الرحیم سے خالی ہو اور ایسی ہی وقت ذبح کے بسم اللہ والہ اکبر کہتے ہیں اور بسم اللہ الرحمن الرحیم
 نہیں کہتے کہ فوج ظاہر میں صورت قہر کی ہو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم رحمت کو قضا کرتی ہو پس جو شخص
 اس کلمہ رحمت کو ہر وقت اور ہر لحظہ ہمیشہ پڑھے اور اس سے کم نہیں کہ ستر بار البتہ نافر وضو کی
 میں پڑھیکا یقین ہو کہ غصے اللہ اور عذاب اُسکے سے محفوظ رہو اور اب اُسکے سے محفوظ ہووے اور
 بعضے خاص اس آیت کے سے یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی پانچانے میں
 جاوے چاہئے کہ پہلے بسم اللہ کہے تاکہ یہ آیت درمیان شرمگاہ اسکے اور درمیان نظر جنون کے پردہ ہو جاوے
 اور جسوقت یہ کلمہ درمیان اُسکے اور درمیان دشمنوں دنیاوی اُسکیکے پردہ ہوا پس پہنچ آخرت کے یہ
 کلمہ اُسہیں اور عذاب آخرت میں پردہ ہو جاوے گا ف جانا چاہئے کہ یہ نکات کہ مذکور ہو چکے تفسیر کبیر میں
 موجود ہیں پس بعضے نکتے اور بھی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے نکل سکتے ہیں اس تفسیر سے لکھے جاتے ہیں
 ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو درد شکم ہوا اور نہایت شدت ہوئی پس جناب الہی سے التجا کی اور کہا
 نے ایک بوٹی جنگل کی بتلائی حضرت موسیٰ سے عم نے اس بوٹی کو کھایا حکم اللہ سے فی الفور شفا ہو گئی بعد ایک
 مدت کے وہی مرض پھر ہوا مگر جناب الہی سے عرض کی خود بخود وہی بوٹی کہاں کی مرض زیادہ ہو گیا حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب پہلے اس بوٹی کو کھایا تھا شفا ہو گئی تھی اور اب جو کھایا اُس نقصان
 کیا جناب الہی سے حکم ہوا کہ پہلی مرتبہ میری طرف ہو کر بوٹی کی طرف گیا تو پس شفا ہو گئی تھی اور بار دوم میری
 اپنی طرف سے اُس بوٹی کی طرف گیا پس بیماری زیادہ ہو گئی آیا نہیں جانتا ہو تو دنیا تمام زہر قاتل ہے
 اور تریاق اسکا نام میرا ہو اور فرمایا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اٹھائے اُس کا غد کو زمین سے
 جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی ہو اللہ کے نام کی تعظیم کو اسلئے لکھا جاتا ہو وہ شخص نزدیک
 اللہ تعالیٰ کے صد بقون سے اور تخفیف عذاب کی کی جاتی ہو والدین اُسکے سے اگر چہ مشرک ہوں

اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے اے ابو ہریرہ جسوقت وضو کرے تو پس کہہ تو
بسم اللہ پس تحقیق فرشتے لکھنے والے اعمال کے ہمین قرار پڑینگے لکھنے نیکیوں کے سے واسطے تیرے یہاں تک
کہ فارغ ہو تو اور جسوقت صحبت داری کرے تو ساتھ بیوی اپنی کے پس کہہ تو بسم اللہ پس فرشتے نگہبان
تیرے ہین لکھیں گے واسطے تیرے نیکیوں کو یہاں تک کہ غسل کرے توجہات کا پس اگر ہو جاوے اس
جماع سے بچہ لکھی جائینگی واسطے تیرے نیکیاں ساتھ شمار دم اس بچے کے اور ساتھ شمار دون اولاد اس
بچے کے اگر ہو گا واسطے اسکے کوئی فرزند یہاں تک کہ نہ باقی رہے اُن میں سے کوئی اور جسوقت سوار ہو تو کشتی
پائے پس کہہ بسم اللہ والحمد للہ لکھی جائینگی واسطے تیرے نیکیاں ساتھ شمار ہر قدم کے اور جسوقت سوار ہو تو کشتی میں
پس کہہ بسم اللہ والحمد للہ لکھی جائینگی واسطے تیرے نیکیاں یہاں تک کہ نکلے تو اُس کشتی سے اور معلوم ہو کہ بے
بسم اللہ کی نکلی ہوئی ہو لفظ بر سے کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور احسان کرے اور لاہو اور پر مومنین کو ساتھ طرح طرح کی بخششوں
کے بیچ دنیا اور آخرت کو اور بڑی بخشش اور نہایت کرم اسکا یہ ہے کہ بزرگی دیگان قیامت کے اپنے دیدار کی مروی ہے
بعض اصحاب کے ہمسائے میں ایک یہودی رہتا تھا اور وہ بیمار ہوا اُس مومن نے کہا کہ اسلام لے آہو دی نے کہا کس
چہر پر اسلام لاؤں اور کیا حاصل ہو گا۔ کہا دفرغ سے نجات ہوگی اُس نے کہا کہ اسکی پروا میں نہیں رکھتا پس اُس مومن
نے کہا کہ جنت میں اسلام کی برکت سے جاوے گا اُس نے کہا یہ بھی نہیں چاہتا یہوں کہا پھر کیا چاہتا ہے تو کہا اسلام اس شرط
پر لاؤں کہ اللہ تعالیٰ اپنا دیدار محکوم غایت کرے کہا انہوں نے کہ اسلام لے آہو طلب تیرا حاصل ہو جاوے گا پس یہودی
نے کہا اس بات کو ایک کاغذ پر لکھ دے پس ایک خطا لکھ دیا پھر مسلمان ہوا وہ یہودی اور مگر کیا اسی وقت
پس ساز جنازہ کی اوپر اسکے پڑھی اور دفن کیا جن کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا فرماتے ہیں کہ دیکھا میں نے
اسکو بیچ خواب کے گویا کہ خوش پھر رہا ہے کہا میں نے اُس سے کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا
اُس نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو بخش دیا اور کہا کہ واسطے شوق میرے کے اسلام لایا تو اور سین بسم اللہ
کا نکلا ہوا ہے نام اسکے سے کہ سمیع ہے یعنی ستا ہے و ماخلق کی عرش سے تحت الرشی تک روایت ہے کہ
زید بن حارثہ ایک منافق کے ہمراہ کے سے طرف طایف کے گئے پس جسوقت پہنچے ایک جنگل میں منافق
نے کہا یہاں آ اور آرام کریں دونوں اُس جنگل میں داخل ہوئے اور سو گئے پھر منافق نے اُٹھ کر خوب
مضبوط اُن کو باندھ لیا اور اس بات کا ارادہ کیا کہ انکو مار ڈالوں زید بن حارثہ نے کہا کہ کو واسطے محکو
مارتا ہے تو اُس منافق نے کہا کہ محمد دوست رکھتا ہے تجکو اور میں اسکو دشمن رکھتا ہوں پس کہا زید نے

اگر چہ فرمایا کہ جو میری پھر منافق نے ایک آواز غیب سے سنی کہ ہلاکت ہو تو جو موت قتل کر اسکو وہ منافق اُس جگہ سے
 نکلا اور دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا پس پھر اور دوسری دفعہ ارادہ اُنکے ماننے کا کیا پھر ایک آواز قریب سے سنی کہ کوئی شخص
 کہتا ہو موت قتل کر اسکو پھر دیکھا تو کوئی ایسا موجود نہ تھا پس تیسری بار مارنے کا ارادہ کیا پھر آواز اُس سے بھی نزدیک سنی
 کہ کوئی کہتا ہو موت قتل کر اسکو اور ناگاہ ایک سوا ظاہر ہوا کہ اسکے پاس ایک نیزہ ہے پس اُس سوار نے ایک ضرب اسکے مری
 کہ مر گیا اور اس جنگل میں اگر نیک کو کھول دیا اور کہا کہ مجھ کو نہیں پہچانتا میں خبر کیل ہوں جو قوت دعا کی تو نے ساتویں آسمان
 پر تھا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہنچ تو پاس بندے میرے کے اور دوسری مرتبہ میں آسمان پچھلے پر تھا اور تیسری دفعہ
 میں منافق کے پاس پہنچ گیا اور تم بسم اللہ کی مراد اُس سے یہ ہو کہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہر جگہ اُسکا ہوا و ہوا ایک
 ہے۔ سب ہی رونہ ملتے ہیں ایک بار حضرت سلیمان عم کے عہد میں خشک سالی ہو گئی لوگوں نے حضرت سلیمان عم
 سے واسطے دعا بامان کے عرض کی حضرت سلیمان عم نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیٹھی اپنے پانوں پر کھڑی ہے
 اور دونوں ہاتھ پھیلا رہی ہو اور کہتی ہو اللہم انا خلق من خلقک ولا غنی لے عن فضلک۔ یعنی اسے پروردگار
 میں ایک مخلوق ہوں مخلوقات تیری سے اور نہیں بے پروردائی تجھ کو فضل تیرے سے کہتے ہیں کہ مینہ برسایا اللہ تعالیٰ
 نے اوپر اُنکے حضرت سلیمان نے فرمایا کہ یہ دعا اور کی سے مینہ نہ تھا اے اوپر برسا اور فرمایا رسول علیہ السلام
 نے جو شخص وضو کرے اور اللہ کا ذکر نہ کرے تو بسبب وضو کے فقط اعضا اسکے پاک ہو جاوینگی اور جس نے
 وضو کیا اور اللہ کا نام بھی لیا تو تمام بدن کی پاکی حاصل ہوئی پس جو وقت ذکر آجہی وضو کے اوپر باعث ظہارت
 تمام بدن کا ہو سو ذکر اُسکا ساتھ دل کے درجہ اولیٰ پاک کرے گا دل کو کفر اور بدعت سے اور گدھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 اوپر ایک قبر کے پس دیکھ فرشتے عذاب کے کہ عذاب کہتے ہیں میت کو پس اپنی حاجت رفع کر کے پھر اُس
 قبر پر گدھے پس اُس قبر پر دیکھ فرشتے رحمت کے ساتھ اُنکے طبق نور کے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کو اس بات سے تعجب ہوا پس نماز پڑھی اور اللہ سے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اسے جیسے یہ بندہ
 گنہگار تھا اور جب سے مرا تھا بیچ عذاب کے گرفتار تھا اور یہ ایک عورت حاملہ چھوڑ گیا تھا اُس نے ایک
 فرزند جنا اور اُسکو اس عورت نے پرورش کیا یہاں تک کہ بڑا ہوا بعد اُسکے اُس عورت نے اُس فرزند کو مکتب
 میں بھیجا اُس نے اُسکو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھائی پس حیاتیٰ مجھ کو بندے اپنے سے کہ عذاب کروں میں
 اُسکو ساتھ آگ اپنی کے اندر زمین کے اور فرزند اُسکا لیتا ہوا نام میرا اوپر زمین کے لازم ہو انسان کو کہ
 ذکر اللہ نزدیک جان اپنی نے رکھے یہاں تک کہ دور نہ رہے اُس سے دونوں جہان میں۔ روایت ہے

رسول علیہ السلام سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتی الی بکر صدیقؓ کو دی اور فرمایا کہ اس پر
 لا الہ الا اللہ کہہ کر والے حضرت ابو بکرؓ نے انگوٹھی نقاش کو دی اور کہا لکھ اسمین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
 پس نقاش نے بھی لکھ دیا پس حضرت ابو بکرؓ اس انگوٹھی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے
 اسمین لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ابو بکر صدیقؓ سے حضرت نے فرمایا اے ابو بکر یہ زیادتی کیا ہے
 ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ میری طرف سے فقط یہ بات ہوئی کہ اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام میں نے لکھ دیا
 اس واسطے کہ یہ بات مجھ کو خوش آئی کہ نام تیرا اللہ کے نام سے جدا ہو لیکن باقی کے واسطے میں نے اس نقاش سے
 نہیں کہا اور حضرت ابو بکرؓ اپنے دل میں شرمندہ ہوئے کہ میرا نام انگشتی میں کیوں لکھا گیا پس جب رسول حضرت
 کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ نام ابو بکر کا میں نے اس انگشتی میں لکھ دیا ہے اس واسطے کہ مجھ کو یہ بات خوش
 نہ آئی کہ ابو بکر کا نام تیرے نام سے جدا ہو اور نکتہ اسجگہ پر یہ ہے جس وقت حضرت ابو بکرؓ کو سبب ملا دینے نام حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نام اللہ کے یہ بزرگی حاصل ہوئی پس جو شخص کہ اپنی جان اور دل کو اللہ کے نام
 کے ساتھ وصل کرے کیا بزرگی حاصل ہوگی اور در نظم میں لکھا ہے کہ نام حضرت صادقؓ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جو شخص کو
 کچھ حاجت ہو پس چاہے کہ لکھے ایک رقعہ اور اسمین یہ عبارت ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم من العبد الذلیل
 الی ربہ الجلیل رب انی منی الضرائف ارحم الراحمین۔ پھر ڈال دے اس رقعہ کو پانی جاری میں اور کہے اللہم
 محمد والہ الطیبین الطاہرین وصحبہ المصطفین اقض حاجتی یا اکریم الاکریمین اور اس اپنی حاجت کا نام لے دے
 پس تحقیق وہ حاجت اسکی پوری ہو جاوے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اسی کتاب میں ہے کہ بیان کیا مجھے بعض عالم
 نیکوخت نے تحقیق جو شخص پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بارہ ہزار مرتبہ اس طرح سے کہ ایک ہزار بار بسم اللہ
 کو پڑھے اور دو رکعتین نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے حاجت چاہے جو حاجت رکھتا ہو بعد اسکے پھر بسم اللہ ہزار
 بار پڑھے اور دو رکعتین نماز پڑھے اور دعا مانگے اور حاجت چاہے اس ترکیب سے تا حاجت روا ہونے تک بارہ
 ہزار پورا کرے انشاء اللہ تعالیٰ حاجت اسکی روا ہوگی اور یہ منقول ہے ابو محمد عبدالمہیمن خضرمی سے اور بعض
 عارفین نے کہا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم چار کلمات ہیں اور گناہ بندے کے بھی چار قسم ہوتے ہیں ایک گناہ کبیرہ
 دوسرے گناہ رات کے تیسرے گناہ ظاہر کے چوتھے گناہ باطن کے پس جو شخص بسم اللہ کو ساتھ ایمان اور اخلاص
 و صاف نیت سے پڑھے گا برکت اسکی سے چارون قسم کے گناہ اللہ تعالیٰ اسکے بخشنے گا اور نکات بسم اللہ کے
 در تحقیقات اسکی بہت ہیں مگر یہاں اسی قدر کافی اور شافی ہے جسکو زیادہ خواہش ہو تفسیر کہ فیغیرہ میں

فاعل کرے کہ اور عجایب اور غرائب ظاہر ہو گئے فقط اور بیان اس شے کا کہ ساتھ الحمد للہ کے تعلق رکھتی ہو یہ ہے
 کہ بیچ اسجگہ کے میں لفظ میں حمد اور مدح اور شکر لیکن مدح زندہ کے واسطے بھی ہوتی ہو اور غیر زندہ کے واسطے بھی
 جیسا کہ مدح باغ اور شہر اور چادر وغیرہ کی مشہور ہو اور حمد زندہ ہی کے لئے ہوتی ہو اور مدح بیشتر احسان سے
 بھی ہوتی ہو اور حمد بعد احسان کے ہی ہوتی ہو اور مدح کبھی ممنوع بھی ہوتی ہو اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 و آلہ وسلم نے فرمایا ہو اختوا التراب فی وجہ المداحین یعنی خاک ڈالو تم بیچ منہ مدح کرنے والوں کے اور حمد ہمیشہ
 جائز بلکہ مستحب ہو جیسا کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا میں لم یجد الساس لم یجد المدح یعنی جس نے تعریف
 آدمیوں کی نکی المدح کی تعریف بھی نہ کر لیا اور شکر نعمت کے ہی اوپر ہوتا ہو کہ کسی کی طرف سے پہنچی ہو اور حمد
 دونوں طرح ہوتی ہو خواہ نعمت اس کی طرف سے پہنچی ہو خواہ نہ پہنچی ہو بلکہ حمد اوپر کمال ذاتی شخص کی بھی ہوتی
 ہے پس بسبب انہیں وجہوں کے اسجگہ حمد کا لفظ اختیار کیا مدح یا شکر کا لفظ نہیں ذکر کیا ف اگر التمدح لفظ کہتا
 یہ معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہو اسلئے کہ مدح میں شرط نہیں کہ مدح فاعل ہو جیسے کہ متالین اس کی
 بیان کی گئیں اور الحمد للہ سے یہی بات سمجھی جاتی ہو کہ اللہ تعالیٰ مختار ہو اپنے فعلوں میں اختیار رکھتا ہو۔
 چاہے کہ چاہے نہ کرے پس الحمد للہ کہتا بہتر ہو کہ اسمین مذہب فلاسفہ کا رو سپا گوہ کہتے ہیں اپنے فعلوں
 میں اللہ کو اختیار نہیں بلا اختیار صادر ہوتے ہیں اور الحمد کا لفظ الشکر للہ کیسے اسلئے اولے ہو کہ اس
 لفظ سے استحقاق حمد کا واسطہ ذات کے ہر طرح ثابت ہو خواہ انعام اس کا بہ نسبت حمد کرنے والے کے اعتبار کر
 یا نہ کر و گویا بندہ کہتا ہو حمد تیرے واسطے ثابت ہو چاہے دے تو یا نہ دے تو مجھ کو اور الشکر للہ کے معنی یہ ہوئے
 کہ شکر ثابت ہو واسطے اللہ کے اوپر ان نعمتوں کے کہ وہی تو نے مجھ کو پس یہ خاص ہو یا بہ نسبت حمد کے کہ وہ عام
 ہے جائز چاہے کہ یہ مقام ایسا ہو کہ لفظ الحمد اللہ کا بولا جاوے یعنی بندہ اس طرح کہے کہ حمد کرتا ہوں میں خدا تعالیٰ
 کی لیکن ہر گاہ کہ آدمی نہایت عاجز ہو تا ہو کہ بسبب عجز کے حمد لائق ذات اس کی کے نہیں کر سکتا اسلئے جو چیز
 کہ اس کی خات سے باہر تھی تکلیف اس کی مذی بلکہ اس عبارت کو تعلیم فرمایا کہ الحمد للہ یعنی حمد کا مل حق اور ملک
 اس کی ہو خواہ بندہ اوپر ادا کرنے اس کے قدرت رکھے یا نہ رکھے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
 نے بیچ جناب باری تعالیٰ کے عرض کی یا رب کیف اشکرک یعنی شکر کی طرح شکر کروں میں تیرا اور کیونکہ ذمہ شکر تیرے
 سے باہر اؤن اسلئے کہ توفیق شکر کی اور تعلیم اس کی تیری طرف سے ہو اور یہ بھی ایک انعام ہو اس کے واسطے
 اور شکر چاہے اور ایسے سلسلے غیر متناہی شکر کا چلا جاوے گا اور کہیں ٹھہرنے کا نہیں پس شکر ممکن ہو یا نہ ہو

بیان اس چیز کا کہ تعلق ساتھ الحمد للہ رکھتی ہو

سے ارشاد ہوا اسے داؤد جب تو نے اپنے تئیں شکر میرے سے عاجز جانا پس تیرا ہی شکر ہے اور بھی اگر احمد اللہ
 کہا جاتا اس سے یہ سمجھا جاتا کہ حمد اللہ تعالیٰ کی یہ شخص کرتا ہو اور حال یہ ہو کہ ہمیشہ تعریف کرتی کرتے والوں سے حمد کیا گیا
 ہو اسی واسطے فرمایا الحمد للہ یعنی ہر حمد اور ثنا لائق اسکے ہو ازل سے ابد تک اگرچہ کہنے والا موجود ہو یا نہ ہو
 اگر کمال کیا جاوے کہ جو کوئی کسی پر انعام کرے منعم علیہ کی نسبت سے وہ انعام کرنے والا مستحق حمد کا ہو جیسا کہ ہر
 مرید کی طرف سے استحقاق حمد کا اور استاد شاگرد کی نسبت سے اور بادشاہ عادل رعیت کی نسبت سے اور باپ
 فرزند کی نسبت سے حق سنائش کا رکھتا ہو پس سب حمد و ن کا حق اللہ کی اسطے کس طرح ثابت ہوا پس جواب
 یہ ہو کہ ایسی صورتوں میں بھی محمود خدا تعالیٰ ہوا دران صورتوں کو پردہ سمجھا چاہئے اس واسطے کہ صاحب
 نعمت کے دل میں ارادہ انعام کا ڈالنا اور اس نعمت کو اسکے متین عطا کرنا اور تصرف دے دینے اس نعمت
 کا دوسرے کو اس منعم کے تئیں بخشنا اور جبکہ نعمت دالوالی ہو نفع اس نعمت کا اس شخص کو پہنچانا اور کس کو
 اور کم ہونے نعمت کیسے اس میں رکھنا کام اللہ تعالیٰ کا ہو اس واسطے فرمایا ہو کہ بلکہ میں نعمت تمہیں اللہ تعالیٰ جو نعمت
 کہ ساتھ تمہارے ہو اللہ کی طرف سے ہو پس اور انعام کرنے والے خدمت گار اور اٹھانے والے میں کہ ساتھ حکم مالک
 خزانوں کے کھانے اور دن کی طرف پہنچاتے ہیں یہ نعمت ان کی طرف منسوب نہیں اور بھی جو شخص کہ ہم جنس اپنے
 کو کوئی نعمت پہنچاتا ہو ضرور عوض اس نعمت کا چاہتا ہو یا ثواب یا تعریف منظور ہوتی ہو یا خصلت سخاوت کی
 پیدا کرنی یا دور کرنا یا نجل کا ارادہ کرتا ہو یا مال مجنس کا دیکھ کر کہ اسکے دل کو شکستگی حاصل ہوئی تھی اسکو دور کرتا
 ہے اور جو شخص کہ عوض طلب کرتا ہو منعم نہ رہا اور مستحق حمد کا اسکے واسطے ثابت نہوا اور اللہ تعالیٰ ہر وجہ سے
 کامل ہو کسی طرح سے طلب کرنا کمال کا اور دور کرنا نقصان کا اپنی ذات سے اسکو منظور نہیں کہ موجود شے کا
 طلب کرنا محال ہو پس انعام اسکا محض بخشش ہو اور اسکے سوا کوئی مستحق حمد کا نہیں اور اسبجہ ایک شبہ
 پیدا ہوتا ہو کہ ہر جگہ تسبیح مقدم تحمید سے ہے اس واسطے کہا جاتا ہو سبحان اللہ والحمد للہ اس سورۃ میں اس واسطے
 تحمید کو پہلے ذکر کیا اور جواب اس شبہ کا یہ ہو کہ تسبیح اسوقت مقدم تحمید پر ہوتی ہو کہ دونوں ایک کلام میں ذکر
 کئے جاوین اور اس سورۃ میں فقط تحمید مذکور ہو تسبیح کا ذکر نہیں ہوا سبجہ اسکی وجہ چاہئے کہ فقط تحمید ذکر کی
 اور تسبیح کا ذکر نہیں کیا پس وجہ یہ ہو کہ مضمون تسبیح کا تحمید میں داخل ہو اس واسطے کہ مضمون تسبیح کا یہ ہے کہ
 ذات اسکی تمام نقصانوں سے پاک ہو اور مضمون تحمید کا یہ ہو کہ جب کمال اور نعمت کہ خیال بشر کے میں آوے
 تمام اسی کی ذات سے ہو اور حقیقت تمام کمالات اور نعمتیں اسکے واسطے اعتماد کریں اس سے یہ بات لازم ہوئی

کہ کس طرح کا نقصان اُس میں نہیں کہتے ہیں کہ لفظ الحمد للہ کے آٹھ حرف ہیں اور دروازے بہشت کے بھی آٹھ
 ہیں پس جو شخص کہ خلوص نیت سے ان آٹھوں کو کہے گا مستحق آٹھوں دروازے جنت کا ہوا اور حمد کا دو چیزوں
 کے ساتھ تعلق ہو ایک ساتھ ماضی کے اس وجہ سے کہ حمد کرنے سے شکر نعمتوں پہلی کا ادا ہوتا ہو دوسرے تعلق اسکا
 ساتھ مستقبل کے کہ یہ کلمہ شکر کا ہو اور شکر سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں جیسا کہ فرمایا ہو لکن شکر تم لازماً نکم ہیں
 باعتبار تعلق پہلے کے دروازے درج کے حمد کرنے والے سے بند ہوئے اس واسطے کہ مہذبہ بابت شکر کے اُسکے قدر زیادہ
 اور باعتبار تعلق دوسرے کے مستحق کھلتے دروازوں بہشت کا ہوا اعتقاد لے کہا ہو کہ الحمد للہ نہایت بزرگ کلمہ
 ہے لیکن چاہئے کہ اچھے محل میں اسکو کہا جاوے تا غرہ اسکا اچھا حاصل ہو حضرت سری سقطی قدس اللہ ربہ العزیز
 سے نقل ہو کر فرماتے تھے ایک مرتبہ میں نے الحمد للہ کہی اسوقت سے اب تک تیس برس ہو چکے ہیں کہ اُس
 الحمد للہ کہنے سے بہت خفا کر تا ہوں سبب یہ ہو کہ ایک دفعہ بغداد میں آگ لگی اور جس بازار میں میری دوکان
 تھی تمام جل گیا کوئی شخص پاس میرے آیا اور کہا کہ تمام بازار جل گیا اور میرے دوکان بھی میں نے الحمد للہ کہا
 پھر جب میں نے فکر کیا کہ یہ کلمہ مخالف دین اور مروت کے مجھ سے سرزد ہوا کہ مسلمانوں کی مصیبت سے غمناک نہوا
 میں اور واسطے تھوڑے سے نفع اپنے کے خوش ہوا میں اس واسطے اُسی وقت سے استغفار کرتا رہا ہوں اس واسطے
 کہا ہو کہ حمد اور نعمتوں دین کے بہتر ہے حمد کرنے سے اوپر نعمتوں دنیا کے اور حمد کرنی اوپر اچھے احوالوں دل کے
 بہتر ہے حمد کرنے سے اوپر نیک کام بدن کے اور حمد کرنی نعمتوں پر اس نیت سے کہ عطا یا محبوب حقیقی کے ہیں
 بہتر ہے اس جہت سے کہ لذت اور خوشی نفس کے واسطے حمد کیجاوے پس ایسے مقامات کا حمد کرنے میں فکر کرنا
 چاہئے تاکہ حمد غیر موقع میں پائی نہ جاوے اور نقل ہے کہ اب تک روح حضرت آدم علیہ السلام کی ناف تک پہنچی
 تھی کہ چھینک آئی الحمد للہ رب العالمین فرمایا اور کلام اللہ میں مذکور ہو کہ پچھلا کلام ہستیوں کا جنت
 میں بھی الحمد للہ رب العالمین ہو پس ابتداء عالم انسان کا اوپر حمد کے ہوا اور خاتمہ اس عالم کا بھی اوپر
 حمد کے پایا گیا بندہ کے یقین بھی چاہئے کہ ابتداء اعمال اپنے کو اور اخیر اعمال کو ساتھ کلمہ حمد کے ملا یا کرے
 اس جگہ جانا چاہئے کہ نزول اس سورہ کا واسطے تعلیم بندوں کے ہو کہ نہیج وقت مناجات الہی کے اس طرح
 کہ میں اصل اس لفظ کی یہ ہو حق تو الحمد للہ یعنی کہو تم الحمد للہ لیکن قول اس جگہ پوشیدہ کیا اور ظاہر
 میں نہائے نکتہ اسکا یہ ہو کہ اگر ظاہر اس لفظ کو ذکر کر دیتے پس یہ صیغہ امر کا ہو اور امر کی مخالفت سے عتاب
 ہوتا ہو جیسا کہ باپ اگر بیٹے اپنے کو کہے کہ فلا نا کام کر اور بیٹا فرمان برداری اُسکی نہ کرے پس بیٹے پر عقوق ثابت

ہو جاوے اور اگر باپ بیٹے کو اس طرح کہے کہ فلاں چیز اچھی ہو یا کرنے کے لائق ہو ایسی صورت میں اگر
 بیٹا فرمان برداری نہ کرے عقوبت بیٹے کا ظاہر میں نہیں ہوتا ہو پس رحمت کا ملہ آہی بندوں کے واسطے
 ہوئی کہ انجیل کے کو ظاہر میں بصیغہ امر ذکر نکلیا بلکہ بطریق تلقین کے تعریف اپنی فرمائی تاکہ مخالفت
 صیح امر کی لازم نہ آوے اور بندہ ہونے کی جہت سے اسکے اوپر عمل کریں اور جو چیز کے تعلق ساتھ رہا یا ملین
 کے رکھتی ہے یہ ہے کہ جو کچھ بیچ جہان کے دیکھا یا سنا یا دریافت کیا جاوے وہ حال سے خالی نہیں یا ذرا
 الذات ہو یعنی ایسی ذات کہ خود بخود موجود ہے اور کسی نے اُسکو پیدا نہیں کیا اور نہ ہونا اُسکا حال ہوا اور
 وہ ذات الہی کی ہے فقط یا ممکن الذات کہ دونوں امر یعنی ہونا اور نہ ہونا اُسکا برابر ہوا اور احد کے پیدا
 کرنے سے پیدا ہوا ہوا اور اس قسم کا نام عالم ہے خواہ موجود ہو چکا ہو یا آئندہ کو موجود ہوگا اور عالم
 مشتق ہے علامت سے اور اس قسم کا نام عالم اس واسطے رکھا ہے کہ یہ علامت ہے اوپر اسما
 اور صفات الہی کے واسطے کہ جو فرد اور عالم میں سے ہے مظہر کسی اسم یا صفت اُسکی کا ہے اور
 جنسین اور نوعین عوالم کے مظہر اسموں کا یہ اور صفات مطلقہ کی ہیں اور جب ہر فرد اور جہان
 کی سے مظہر اسم خاص خاص کا ہے اسما الہی سے پس شمار عالموں کے اس اعتبار سے حد میں نہیں
 آسکتے مگر اصول اور کلیات عالم کے جو کچھ شرع شریف میں مقرر ہیں بیان کئے جاتے ہیں تفصیل کی
 یہ ہے کہ جو کچھ جہان میں موجود ہے یا ذات ہے یا صفتیں ذات اُسے کہتے ہیں کہ وجود اُسکا بغیر شے
 دوسری کے قائم ہو سکے جیسا کہ آسمان اور زمین اور صفت وہ ہوتی ہے کہ دوسری شے کے ساتھ
 ملکر پائی جاوے جیسا کہ رنگ اور بو اور مزہ اور سوا اسکے معقولوں کی اصطلاح میں ذات کہ جو کہتے
 ہیں اور صفت کا نام عرض رکھتے ہیں اور ذات بھی دو قسم ہے جسم اور روح جسم وہ ہوتا ہے
 کہ ایک اندازہ اور شکل معین رکھے اور اُس مقدار کو چھوڑے اور روح وہ ہے کہ مقدار اور
 شکل معین نہ رکھے اور ساتھ شکلوں جدی جدی کے ظاہر ہووے اور جسم بھی دو قسم ہے علوی
 اور سفلی اور علوی کی بہت قسمیں ہیں عرش اور کرسی اور سدرۃ المنتہی اور لوح اور قلم اور
 کہاں بہشت کی اور کہاں دوزخ کی اور ستارے خواہ ثابت ہوں یعنی حرکت نہ کریں خواہ سیارہ کہ
 حرکت کریں اور سات آسمان اور جسم سفلی بھی دو قسم ہے ایک بسیط ہے کہ کسی اجزا سے مرکب نہ ہو جیسا
 کہ عناصر اربعہ یعنی زمین اور پانی اور ہوا اور آگ اور قسم دوسری مرکب وہ بھی دو قسم ہے اس واسطے

یا مرکب ہو گا عناصر سے بال بعض عناصر سے اول کو مرکب نام اور دوسرے کو مرکب ناقص کہتے ہیں اور
مرکب نام منحصر ہے تین عالم کے ہے ایک عالم عاقل کا یعنی کھانوں کا دوسرا عالم نبات یعنی جو چیزیں
اگنے کی ہیں چنانچہ گھاس درخت وغیرہ اور تیسرا عالم حیوان کا یعنی جاندار جو چیزیں اور ان تینوں میں
عالم ہیشمار بہت ہیں کہ تفصیل اسکی طول چاہتی ہے اور مرکب ناقص کی بھی تین قسمیں ہیں ایک بخار
یعنی پانی اور ہوا اور دوسرا بخار یعنی مٹی اور ہوا اور تیسرا ادھوان یعنی آگ اور ہوا اور ان تینوں
عالم سے بھی بہت چیزیں پیدا ہوتی ہیں پس بخار محض سے بگولے پیدا ہوتے ہیں اور بخار سے مینہ برستا
ہے اور جو قوت بخار زیادہ بلند ہو جاتا ہے اور بیج مقام سروی کے جاتا ہے جم کر اولہ اور برف پیدا ہو جاتا
ہے اور دھوین سے بجلی اور ستارہ کرنے والے اور ستارہ دم دار اور صورتیں نیز دن کی پیدا ہوتی ہیں
اور جو قوت بخارات اور دھوان اُکٹ کر زمین میں بند ہو جاتے ہیں نیچے زمین کے بگولے پیدا ہوتے ہیں اور
اُسکو زلزلہ کہتے ہیں اور جو بخار نیچے زمین کے جا کر بند ہو جاتا ہے اور ساتھ قوت ہوا کے لگتا ہے چشتے
جاری ہوتے ہیں اور جو بخار ہلکا درمیان آسمان اور زمین کے بسبب سروی رات کے جم جاتا ہے
پھر اوپر زمین کے گرتا ہے اُسکو شبنم کہتے ہیں اور اگر جم کر درمیان آسمان اور زمین کے پھیلا رہتا ہے
اُسکو صقیع اور ہندی میں کہل کہتے ہیں اور بعض شہروں میں یہی بخار ہلکے اور تھوڑے تھوڑے
جم کر مانند شکر سفید کے اور سرخ کے اوپر زمین کے برستی ہے اُسکو ترنجبین و خشک انگبین اور من اور
شیر خشت کہتے ہیں یہ اقسام مرکب ناقص کے موافق علوت کے ہیں اور کبھی بطور خرق عادت آئے
اور چیزیں اور طرح طرح پیدا ہوتی ہیں اور درمیان آسمان اور زمین کے معلق گھڑی رہتی ہیں اور
زمین پر بھی گر پڑتی ہیں اور تفصیل اسکی اپنی جگہ مذکور ہے اور درمیان کتابوں عجائب کائنات الجو
کے لکھی ہوئی ہے اور روح یا نیک محض ہے اور اُسکو فرشتہ کہتے ہیں یا صرف بد ہے اور اُسکو شیطان
کہتے ہیں یا ملی ہوئی نیک اور بد سے آدرا دو قسم ہیں جن اور روحین بنی آدم کی اور فرشتوں
کی بھی تین قسمیں ہیں ایک فرشتے ایسے ہیں کہ علاقہ اُنکو جموں کے ساتھ ہے بعضے جموں عالیہ کے
ساتھ علاقہ رکھتے ہیں جیسا کہ اٹھانے والے عرش کے اور محافظ کرسی اور داروغہ بہشت کے
اور دوزخ کے اور رہنے والے سندرة المنتبیہ اور مجاور بیت المعمور کے اور کھینچنے والے ستاروں
کے اور حرکت دینے والے آسمانوں کے اور دربان آسمانوں کے اور بعضے اجسام سفلیہ

اس اجمال کی غول چاہتی ہو لکن واسطے نمونہ کے تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے تاکہ باقی کو اُسی پر قیاس کیا جاوے مثلاً جو تربیت خدا تعالیٰ کی کہ آدمی کے حق میں ہوئی ہے ابتدا اُسکی وجود سے ہے اور انتہا اُسکی حصول سعادت ہمیشگی کی اور سعادت ابدی کو اگر کھولا جاوے اور اجزا اُسکے جہے جہے کرینہیں آویں تو تین چیزیں نکلتی ہیں ایک اعتقاد سچا دوسرے عمل نیک تیسرے خلق نیک اور یہ تین چیزیں موقوف ہیں اور چار چیز ہونیکے ایک صحت دوسری قوت تیسرے جلال چوتھے طول عمر کا اور یہ چاروں چیزیں موقوف ہیں اور چار چیز کے مین مال اور لہل اور مرتبہ اور کنہا اور مددگار اور معاون اور ربط فضیلتوں بدنی کا ساتھ فضیلتوں نفسی کے کہ یہ اجزا سعادت ابدیہ کے مین سوائے اور پانچ چیز کے نہیں ہو سکتا اول اُنکا ہدایت ہے یعنی پہچاننا طریق جملائی اور بُرائی کا ساتھ عقل اور شرع کے دوسرے شہرہ مجاہدون اور ریاضتوں کا یعنی روشنی نور کی کہ عالم نبوت اور عالم ولایت سے بعد کمال مجاہدہ کے ظاہر ہووے تیسرے مرشد یعنی وہ کہ باعث ہوا پر توجہ کے طرف سعادت کے چوتھے توفیق اور تائید یعنی آسان ہونا راستے صواب پر چلنا اور پہونچنا طرف مطلب کے پانچویں استقامت یعنی باقی رہنا غم قوی کا آخر کار تکا و کھل جانا بصیرت کا اس کام میں پس ان سولہ چیزوں کے اور تربیت آدمی کی موقوف ہے اور سب اُنہیں صحت ہو اور صحت کے واسطے بہت اسباب ہیں کہ تفصیل انکی کتب طب میں موجود ہے اور اُنہیں اُن اسباب کا کھانا ہوا اور ہر گاہ کہ کھانا فصل اختیار ہے اسکو حاجت طرف ایک جسم کے ہو جہین قدرت اور ارادہ اور علم ہوا اور نباتات اگرچہ قدرت اور علم اور ارادہ نہیں رکھتے مین مگر قوت جذب کرنے غذا کی اُنکو بھی دی گئی ہے اور اسی واسطے نباتات کو حاد سے کامل کیا ہو لیکن نباتات طلب کرنے اُس غذا سے کہ اُس سے دور ہو عاجز ہے اس واسطے کہ اُسکو نہ علم مکان اُس غذا بعید کا ہے اور نہ قوت چلنے کی اُسکی طرف پس حیوان کو یعنی ذی روح کو پانچ حواس دئے ہیں ایک قوت لامسہ ہو کہ سبب اُسکے معلوم ہو جاتی ہے گرمی آگ کی اور سردی برف کی اور کاٹنا تلوار کا پس بھاگتا ہے ایسی چیزوں سے اور محفوظ رہتا ہے مگر جس حیوان میں فقط یہی قوت ہے جیسا کہ بعضی کرم پس وہ عاجز ہوتا ہے اس بات سے کہ دشمن سے دور بھاگے یا جو چیزیں کہ مرغوب ہیں اور دور ہیں اُنکو طلب کرے پس واسطے دریافت کرنے اُن شیا کے کہ دور ہو وین قوت دوسری عطا فرمائی کہ اُسکو شامہ کہتے ہیں تاکہ اُس قوت سے بوسو نگھی جاوے اور جو کہ بوسو نگھی سے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ شے مطلوب اور مرغوب کس طرف ہے اُسکے واسطے قوت دوسری عطا فرمائی کہ اُسکو باصرہ کہتے ہیں اور سبب اس قوت کو اُسکی جانب

معلوم ہو جاتی ہے اور جو اس قوت سے بھی جوتے کہ پردے میں ہو معلوم نہیں ہوتی پس شے مطلوب کا طلب کرنا
 کہ پردہ میں ہو اور شے مرہوب سے بھاگنا کہ پردہ میں ہو متصور نہیں ہو سکتا مگر بعد پاس آجانے کے پس
 واسطے معلوم کرنے مشیبا پر مشیدہ کے قوت دوسری دی گئی کہ اسکو سمجھتے ہیں اور جو کسی شخص کو رغبت
 کسی غذا کی طرف ہو اور وہ غذا جو اس شخص سے غائب ہو پس اسکی طلب کر نیکی واسطے بنی نوع اپنے سے کلام
 کیا کہ مرکب حرفوں سے ہے تاکہ بسبب اس کلام کے انکو فراموش کرے کہ طانی فطانی چیز بازار سے لاؤ اور درست کرو
 اور جب غذا پہنچی اسکی لذت دریافت کرنے کیواسطے قوت ذالیقہ بخشی تاکہ بسبب لذت کے اس غذا کی طرف
 طبیعت متوجہ ہو اور جذب اسکا طبیعت پر آسان ہو پھر حن مشترک اور قوت خیال کی بھی بخشی تاکہ مجموع
 محسوسات کو خیال میں محفوظ رکھے اور وقت غیبت کی طلب کرے مثلاً ترنج کی شیرینی اور زردی اور خوشبو
 تین حس دریافت کر کے صورت مرکب اسکی خیال میں رکھے تاکہ وقت حاجت کے طلب کرے پھر ایک قوت شہوانیہ بھی
 عطا فرمائی کہ بسبب اسکی خواہش شے مطلوب کی ہو اور ایک قوت کارہ عنایت کری کہ بسبب اسکے شے مکروہ سے طبیعت
 نفرت کرے اور قوت غضبہ واسطے دفع کرنے خصم کے دی گئی تاکہ غذا حاصل کی ہوئی کو غضب کرے اور پونے تاکہ
 واسطے طلب کرنے غذا کیجاوے اور ہاتھ دے تاکہ غذا کو اس سے پاکر مومہ کی طرف پہنچاوے اور مومہ واسطے پہنچا دینے
 غذا کی طرف معدہ کے اور جگر اور دانت واسطے سینے کھانیکے تاکہ نکلنا اسکا آسان ہو اور زبان واسطے حرکت دینے
 طعام کے بیچ مومہ کے اور واسطے چکھنے مزہ کے اور واسطے لینے نام اس غذا کے وقت حاجت کے اور
 لب واسطے گوندھنے کے اور مری اور حجرہ یعنی حلق واسطے پہنچنے طعام کے طرف معدے کے اور معدہ واسطے دیا
 کہ کھل جاوے اور طعام کو اپنے اندر لیلے اور پھر مل جاوے تاکہ کھانا مدت تک اُس میں رہے اور پکے اور کھانیکے اجزا
 ہضم ہو کر ایک سے مثل اشجو کے ہو جاوے اور واسطے پکانے غذا کے معدہ کو اندر حرارت اور تلی اور تپ کے کہ ایک
 پزہ شکم کا بھی ضرور ہوئی اسواسطے ان اعضا کو حرارت دی گئی تاکہ کھانا معدہ کے اندر طبع پاکر اور کیلوس
 ہو کر رگوں کے رستوں سے جگر میں پہنچے اور اسجگہ پک کر خون ہو جاوے اور بسبب پخت کے کچھ اس غذا
 میں سے سودا ہو جاتا ہے مثل تل جھٹ کے اور اسکو تلی لے لیتی ہے اور جو کچھ صفر ہو جاتا ہے مثل کف کے
 جیسا کہ ہانڈی کے اوپر آ جاتا ہے اور اسکو تہ جذب کرتا ہے اور چونکہ خون میں ابھی تک پتلا پن اور رطوبت
 باقی ہے اسواسطے و درگدہ عنایت ہوئے تاکہ خون صاف ہو کر ماہیت اسکی انکی طرف آ جاوے اور جو قوت خون
 صالح غذا کا ہو گیا اسکی تقسیم کر نیکی واسطے کوئی شے چاہئے کہ تمام بدن میں اسکو بانٹ دے اور بد کو غذا پہنچے

اس واسطے رگین عنایت فرمائیں رگین بڑی بڑی اور باریک باریک بھی اور ہر گاہ کہ غذائے معدہ میں طبع پایا تھا اور فضلہ بعد پکنے کے باقی رہا تھا اگر معدہ میں رہ جانا باعث بیماریاں نکالنا ہوتا اس واسطے پتے کو قوت دی اور رہنے بھی کھول دیا کہ تھوڑا سا صفرا معالکی طرف بھیجے اور وہ صفرا اُس معال کو کھچا دے تاکہ احتیاج دفع کرنے فضلہ کی پانی جاوے اور راہ مقعد کیسے نکلے اور بدن ہمیشہ تحلیل ہوتا رہتا ہے اس واسطے سودا میں سے کمال نے جذب کیا تھا اور اُس میں ترشی اور قبض آگئی تھی کچھ طرف فم معدہ کے پہنچا یا تاکہ قوت شہوانیہ حرکت میں آوے اور طبیعت غذا کو چاہے اور جراثیم گردہ نے جذب کی تھی اپنی غذا کے موافق لیکر پانی کو مثانہ کی طرف ڈال دیتا ہوتا ہے تاکہ باریک سے کہ سوراخ ذکر کی طرف آتا ہی دفع ہوا اور پیشاب چوکر نکلے بعد اسکے جانا چاہئے کہ آدمی کی واسطے کھانسی چیزیں بہت درکار ہیں کہ تخم انکا باقی رہے اور اگر تخم جاتا رہے گا وہ چیزیں گم ہو جائیں اور آدمی بھوکا رہے گا اس واسطے ایک پیشہ تعلیم کیا کہ بسبب اس کے تخم اُن چیزوں کا باقی رہے گا اور وہ پیشہ کھیتی کا ہے اور اسکے واسطے تین رکن ہیں اول مٹی کہ تخم کو اُس میں نگاہ رکھے دوسرے پانی تیسرے ہوا تاکہ وہ تخم پھول کر شاخ اور پتے لاوے اور ہوا کو ضرور ہو کہ سخت حرکت کر کے زمین میں گھسے اور تخم کے اجزا میں آوے اور درمیان تینوں چیزوں کے کمال خلط ہو جاوے اور باوجود اسکے گرمی موسم گرما کی ضرور ہو اس واسطے کہ بغیر گرمی کے ہوا سے اجزا تخم کے اوپر کو اٹھ نہ سکتے اس جهت سے کہ ہوا ٹھنڈی سے شے جم جاتی ہو اور باعث اوپر کو اٹھنے کا نہیں ہوتی پھر واسطے پانی دینے کھیتی کے احتیاج کھوونے کنوئیں اور نہر اور جاری کرنے چشموں کے اور دست کرنے ٹائیکون پانی کی ہوتی اور ایسے ہی حاجت آفات پانی دینے کی کنوون سے پڑتی ہیں اور بعضی زمینیں بلند ہوتی ہیں کہ نہروں کا اور چشموں کا اور کنوون کا اُس جگہ پانی نہیں پہنچتا اس واسطے جناب باری نے ابر پیدا کر دیے اور ہوائوں کو ان کے اوپر مقرر کیا تاکہ ابر کو ہر طرف لجاوین اور جو کہ پانی باران کا ہر وقت میسر نہیں اس واسطے پہاڑوں کو خزانہ مینہ کے پانی کا مقرر فرمایا تاکہ نہروں اور چشمے بتدریج جاری ہووین اور شہروں کو فرق کریں اور گرمی کی واسطے آفتاب کو بیچ وقت حاجت کے فرمان بردار کیا تاکہ نزدیک ہو کر ہوا میں گرمی پیدا کرے اور جب سبزہ زمین سے بلند ہو سختی اور سنگینی اس میں پیدا ہو جاوے اور رطوبت پانی اور ہوا کی اُس سبزہ کو کمتر ہو چکی ہے اور ابھی تک رطوبت بہت درکار ہو سو اس رطوبت کی واسطے چاند کو فرمان بردار کیا اور ایسے ہی جو ستارے کہ آسمان میں ہیں زمین زراعت میں انکا فائدہ ہو کہ بعد تفتیش کے معلوم ہوتا ہے اور مسخر ہونا آفتاب اور چاند اور ستاروں کا بغیر حرکت آسمانوں کے متصور نہیں اور سرانجام حرکات افلاک کا فرشتوں کے ذمہ ہے بعض فرشتے

واسطے تدبیر غذا کے آدمی کے بدن پر موقوف ہیں اس واسطے کہ فائدہ غذا کا یہ ہو کہ جز غذا کا قائم مقام جز بدن کے
 کہ بسبب حرکتوں کے تحلیل ہو گیا ہو جو اسے پس ضرور ہو کہ ایک فرشتہ ایسا ہو کہ غذا کو طرف گوشت اور
 استخوان کے کھینچ کر لے جاوے اس واسطے کہ غذا جسم ثقیل ہے میل اسکا نیچے کی طرف ہے اور طرف کو میل نہیں اور
 ایک فرشتہ ایسا چاہئے کہ غذا کو عضو کے اندر رکھے اور تیسرا فرشتہ بھی ہوتا کہ صورت خون کی غذا سے جدا کرے
 اور چوتھا فرشتہ اور ہو کہ صورت گوشت اور پوست کی ہڈیوں کو پہناوے اور پانچواں فرشتہ واسطے دفع کرنے
 فضلہ کے اور چھٹا تاکہ جنس کو ساتھ جنس کے چھٹا دیوی اور ساتواں فرشتہ ایسا چاہئے کہ رعایت مقدار
 کی کرے کہ اونچا پن اور نیچا پن عضو کی صورت میں پیدا نہ ہو وے پس یہ سات فرشتے واسطے غذا ہر عضو کے
 درکار ہیں اور بعضے اجزا بدن کے ایسے ہیں جیسے آنکھ اور دل کہ سو فرشتوں سے زیادہ کی طرف احتیاج رکھتے
 ہیں اور تمام فرشتوں زمین کے کو آسمان کے فرشتوں سے مدد پہنچتی رہتی ہو اور آسمان کے فرشتوں کو مدد پہنچتی
 ہے ان فرشتوں سے جو اٹھائیواں عرش کے ہیں پس یہ تمام جو مذکور ہوا ایک شاخ ہے شاخوں تربیت انہی
 سے کہ فقہ کھانہ کی صورت میں پائی گئی اور کھانا ایک سبب صحت کا ہو اور سہا ب صحت کے اور بھی ہیں
 اور صحت ادنیٰ چیز ہے کہ اعلیٰ درجہ تربیت کا اس پر موقوف ہو اور جو شخص تمام سہا ب صحت کو اور اور چیزیں
 جتنے اوپر تربیت موقوف ہو ساتھ نظر تفصیلی کے مشاہدہ کرے یقین ہو جاوے کہ حقیقت تربیت کی بغیر ربط
 ہونے تمام عالموں کے آپس میں ممکن نہیں اسی واسطے بیچ مقام شکر نعمتوں کے لفظ رب العالمین کا ذکر کیا گیا
 تاکہ اشارہ ہو اس طرف کہ تربیت عالم کی بیچ تربیت ہر فرد کے داخل ہے اور حقیقت میں تربیت تمام عالم
 کی تربیت اسکی ہو اور کیا اچھا ہو کہ کہا گیا تربیت ایرو با و مہ و خورشید و فلک و درکار اندام و ناولے و کف
 آری و بغفلت خوری ہا ہما از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار ہا شریطان صاف نباشند کہ تو فرمان نبری ہا
 جانتا چاہئے کہ لفظ رب کا بیچ لغت عربی کے کسی معنوں کی واسطے آتا ہے اور سب معنی اس کے مناسب ہیں
 پس ایک معنی رب کے مالک کے ہیں اور مالک ہونا تمام جانوں کا اسکے واسطے ظاہر ہے اس واسطے کہ جب
 سب چیزیں مخلوق اسکی ہیں ملک بھی اسکی ہو ہیں اور آدمی کی ملکیت ایسی نہیں ایک اس وجہ سے کہ ملکیت
 مطلقہ نہیں یعنی سب چیزوں کا مالک ہو بلکہ ملکیت خاص ہے یعنی بعض چیزوں کی ملکیت اسکے واسطے ثابت ہو کہ
 اس وجہ سے کہ ملکیت اسکی بطور عاریت کے ہو مالک حقیقی سے اور دوسرے معنی رکے پیدا کرنا والا اور یہ معنی
 بھی مناسب مقام حمد کے ہیں بلکہ خالق ہونا اسکا سزاوار اعلیٰ درجہ حمد کے کو چاہتا ہو کہ نعمتیں اسکی مخلوق

کیطوف ہو کر کسی مین باوجودیکہ کچھ استحقاق اُنکا نہیں تھا اور اب بھی پہنچتی رہتی ہیں بغیر استحقاق
 کے جسے تیسرے رب کے معنی سید کے مین یعنی سردار گروہ کا اور باعتبار اسی معنی کے رب السوء کہتے ہیں یعنی
 سردار نوع کا اور حقیقت اس معنی کی بلند ہونا مرتبہ کا ہو اور یہ وصف بھی چاہتا ہو کہ اُسکے واسطے اعلیٰ درجہ
 کی حد کیجاوے اور چوتھے معنی رب کے مرئی کے مین یعنی درستی کاموں کی کہ نبی الا اور پہنچا نبی الا ہر چیز کو
 اور مرتبہ کمال کے مثلاً لطفہ کو خون کے ساتھ ملا کر علقہ کیا اور علقہ کو منجھ کر کے مضغہ کیا اور مضغہ مین
 اعضا جڑے جڑے بنا کر روح اُس پر فایض کی اور ہر عضو کو جو قوت کہ لایق اس عضو کو ہو عطا فرمائی پھر
 روح کو ساتھ شریعت اور طریقت کے اور حقیقت کے کامل کیا پس منزل اور جد کمال کا ہوا اور یہ بھی جانتا چاہئے کہ
 تربیت دو قسم ہے ایک قسم وہ ہو کہ جو کوئی شخص اپنے نفع کی واسطے کسی کی پرورش کرے تاکہ وہ چیز اُسکے کام میں
 اور تربیت اس قسم کی شان مخلوقات کی ہو کہ باندہ غرضوں اور حاجتوں کی مین دوسری قسم تربیت کی یہ ہے
 کہ اُسی شے کے فائدے کے واسطے تربیت کیجاوے اور شان خالق کی یہی ہو کہ مخلوقات کے فائدے کے
 واسطے تربیت اُنکی کرنا ہو اور اُسکو اس بات کی حاجت نہیں کہ بسبب مخلوقات کے کمال اپنا چاہو اور اسی
 واسطے اللہ تعالیٰ کے حق مین یہ حدیث شریف آئی ہے إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ فِي الدُّعَاءِ یعنی اللہ تعالیٰ
 دوست رکھتا ہے گروہ کو اگر دعا مانگنے والوں کو اور بھی آیا ہو کہ مَنْ لَا يَسْتَلِ اللَّهَ يَغْضِبْ عَلَيْهِ یعنی جو شخص کہ
 نہ مانگے اللہ سے اللہ غصہ ہوتا ہو اور اُسکے اور اسجگہ سے جانا گیا رب العالمین بڑی کامل صفات اللہ کی ہیں ہو
 جل شانہ اس واسطے کہ ابتدا ظاہر ہوئے ضرور جو دے سے تا انتہا پہنچے ہر شخص کیطوف معاد اور کسی ہم عظم کے چہ مین
 داخل ہے اور جو نسبت اور علاقہ کہ جہان کا دیکھا یا سنا جاتا ہو ایک پر تو انواروں اسی اسم مبارک کا ہے اسبواسطے
 بعد اسم مبارک اللہ کے اس اسم کو بیچ مقام حمد کے لائے بسبب اسکے کہ اسم اللہ کا دلالت اور تمام اور کمال
 کے کرنا ہو یعنی ذات اللہ تعالیٰ کی اپنے آپ کامل اور یوری اور واجب ہو کسی شے کی طرف اپنے کمال مین
 محتاج نہیں اور یہ اسم دلالت اور پر مافوق تمام اور کمال کے کرنا ہو یعنی ذات اُسکی باوجود کمال اپنے کے
 آگے کو بڑھی یعنی اُنکی مکمل ہوئی اور چیزوں کا کمال بسبب اس ذات کے حاصل ہو پس تربیت اور
 چیزوں کی ناقص ہوئی اور اُسکی تربیت کامل کہ یہ محتاج کسی کا نہیں اور اور چیز مین محتاج اسی کی
 مین اب آئندہ بیان اُن چیزوں کا ہوتا ہو جو متعلق ساتھ الرحمن الرحیم کے مین کہ حقیقت رحمت کی
 حق تعالیٰ کے حق مین یعنی جو رحمت کہ صفت اللہ کی ہو سکتی ہے وہ کیا ہے پہونچا ناخیر کا اور دفع کرنا

اللہ تعالیٰ
 رحمت اللہ علیہ
 اللہ تعالیٰ
 رحمت اللہ علیہ
 اللہ تعالیٰ
 رحمت اللہ علیہ

اور دفع کرنا شر کا ہے اور رحمت الہی دو قسم ہے ایک ذاتی ہے دوسری صفاتی اور ذاتی بھی دو قسم ہے
 عام اور خاص رحمت عام عطا کرنا وجود کا کہ یہ رحمت سب موجودات میں پائی جاتی ہے اور رحمت
 خاص استعداد قرب الہی کا بخشنا کہ یہ بات بعضے بندوں کے واسطے ثابت ہے اور رحمت صفاتی بھی دو قسم
 عام اور خاص عام یہ ہے کہ جو صفات اور اعراض لایق ہر موجود کی ہیں اُسکے تئیں عنایت کرنا اور
 خاص یہ ہے کہ ہر موجود کو ایسی شے عطا کرنی کہ اُسکو بسبب اُس شے کے اور چیزوں پر فضیلت حاصل ہو
 اس جگہ سے معلوم ہوا کہ رحمت اور رحیم کا دوسری بار اس سورہ میں ذکر کرنا باوجودیکہ بسم اللہ میں بھی
 یہ دونوں اسم ایک بار ذکر ہو چکے تھے ارہنہ میں اس واسطے کہ وہ رحمت کہ بسم اللہ میں ذکر ہوئی ہے ذاتی ہے اور وہ
 رحمت کہ اس جگہ ذکر ہوئی صفاتی ہے اور ہر گاہ کہ ذاتی دو قسم کی ہے عام اور خاص پس دونوں قسموں کو ذکر کرنے کے واسطے
 دونوں فقرات رحمت اور رحیم کے بسم اللہ میں ذکر کئے اور رحمت صفاتی بھی دو قسم کی ہے عام اور خاص اس واسطے کہ جگہ
 بھی دونوں اسم ذکر کئے تاکہ دونوں قسم کی رحمت پر دلالت کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ بسم اللہ میں ذکر رحمت اور
 رحیم کا واسطے تسکین ہست کی ہے کہ اسم اللہ کے ذکر کرنے سے دل پُر آتی ہے اور خوف سے دل مہوش ہوتا ہے
 اور اس جگہ کہ رحمت اور رحیم کا ذکر ہوا واسطے امید دار کرنے بندوں کے ہو تاکہ خوف مالک یوم الدین کے سے
 بیقرار نہ ہوں اور چیزیں کلام آئینہ کے عبادت کا ذکر ہے اور عبادت نہایت شاق فعل ہے پس ضرور ہوا کہ دو
 امر ہمراہ اُسکے ہوں ایک رجا اور دوسرا خوف پس دونوں جگہ دو دو اسم ذکر کئے کہ پہلا دلالت اور پھر
 تسکین عوام کے کرتا ہے اور دوسرا خواص کے واسطے اور یہ بھی علمائے فرمایا ہے کہ ابتدا ظہور
 عالم کا ساتھ رحمت عام اور خاص کے ہے اور ایسے ہی انتہا اُسکا بھی دونوں قسم کی رحمت کی ساتھ
 ہے پس ذکر دونوں اسموں کے اندر اشارہ طرف رحمتوں ابتدائی کے ہے اور اس جگہ ذکر کرنا ان کا
 اشارہ طرف رحمتوں انتہائی کے ہے اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ ابتدا حمد کا رحمتیں عام اور
 خاص ہیں عام بیچ نظر عام کے اور خاص بیچ نظر خاص کے پس چاہئے کہ منتہا حمد کا بھی دونوں
 قسم کی رحمتیں ہوں ساتھ اسی تفصیل کے اس میں اور یہ بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ حمد اگرچہ کامل اور پوری
 پوری ہو لیکن مکافات نعمتوں الہی کے کہ سابقہ میں خواہ عام ہوں خواہ خاص نہیں کر سکتے کیا جگہ
 اس کے کہ رحمت موجب جزا سے مزید کا ہو سکے مگر ساتھ اس طرح کے کہ یہ دو قسم رحمت کی اس حمد کے ساتھ
 مل جا دیں اور موجب جزا سے مزید کا ہو وین عام واسطے مزید عام کے اور خاص واسطے مزید خاص کے

حاصل یہ ہے کہ حمد اگرچہ کیسی ہی پوری اور کامل ہو لیکن کیا ممکن کہ اُس کی نعمتوں کی کہ پہلے
 سے ذمہ اسکے مین مکافات کر سکے پس اسی سے لازم آیا کہ جب حمد نے اُس کی نعمتوں کا مقابلہ
 نہ کیا لائق جزاے مزید کے کیونکر ہو۔ اس واسطے دوبارہ رحمتیں ذکر کیں کہ ان رحمتوں کے
 سبب سے جزاے مزید حاکم کو عطا کی جاوے اور یہ بھی اشارہ دوبارہ ذکر کرنے میں ہے
 کہ جیسے رحمت دنیا کی دو قسم ہے ایک عام کہ وہ ایجاد ہی ہے اور خاص کہ تفضیل ہی ہے یعنی ساتھ
 انعام بزرگ کے مشرف کرنا کہ بعض خاص لوگوں کے واسطے ہو ایسی ہی رحمت آخرت کی بھی
 دو قسم کی ہے ایک عام ہے کہ جسکے سبب سے نجات عذاب سے ہووے اور دوسری خاص
 کہ جس کے سبب سے قرب الہی حاصل ہو اور اسکی طرف بھی اشارہ نکل سکتا ہے کہ رحمت اللہ
 تعالیٰ کی سبب حمد اسکی کا ہے بلا واسطے خاص سبب حمد خاص کا ہو اور عام سبب عام کا اور بھی
 وہی رحمت سبب عبادت کا ہے اگر مضمون مالک یوم الدین کا ملاحظہ کیا جاوے رحمت عامہ واسطے
 عبادت عامہ کے اور خاصہ واسطے عبادت خاصہ کے پس حمد کے تین ساتھ دو وجہ کے ضرور
 جانا چاہئے اول یہ کہ مقتضائے رحمت کا ہو اور دوسرے یہ کہ مقصود عبادت سے بھی حمد ہے
 اور عبادت مقصود ہے انسان کے پیدا کرنے سے اور انسان کا پیدا کرنا مقصود ہے پیدائش تمام
 جہان کی سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ رحمن اور رحیم کے معنی ایک ہیں جیسے ندان اور نذیم
 کے پس جمع کرنا دونوں لفظوں کا تاکید کے واسطے ہو جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلانا تیرا اور تندر ہے۔
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ رحمن میں مبالغہ زیادہ ہے رحیم سے اس واسطے کہ رحمن میں پانچ حرف
 ہیں اور رحیم میں چار حرف اور زیادتی لفظوں کی دلالت کرتی ہے اور زیادتی معنوں کے اور
 اس واسطے رحمن خاص ہوا ساتھ ذات پاک باری کے غیر کے اوپر بولا نہیں جاتا ہے اور بسبب غلبہ
 اسمیت کے حکم علم کا اس نے پیدا کیا ہے اس واسطے جو کوئی غیر اللہ تعالیٰ کو رحمن کہے کافر ہو جاوے گا
 اور مبالغہ کہ رحمن میں پایا جاتا ہے تین طرح سے سمجھنا چاہئے اول باعتبار کثرت افراد رحمت
 ایجاد ہی کے دوسرے باعتبار کثرت افراد مرحومین کے اور یہ دو قسم کے مبالغے زیادتی بیچ
 کمیت کے ہے تیسرے باعتبار زیادتی کیفیت کے کہ اسم رحمن کا خاص ہے ساتھ رحمتوں
 بڑی کے کہ ہمیشہ ہوں اور جو کوئی کہہتا ہے کہ رَحْمَتُ الْمَلِئِیْہِ وَالْاَمْرِ تَوَدَّ رَحِیْمُہُ اللّٰہُ نَبِیْہِ

اشارہ طرف ایک کے انہیں تین وجہ مبالغہ کی طرف ہے اور بعضوں نے کہا کہ سَجَّوْنَ اَلْاَنْفِیَا
 وَ حَسْبُہُمْ اَلْاٰخِرَۃُ اسکی وجہ یہ ہے کہ رحمت دنیا کی عام ہے نیک اور بد اُس میں شریک ہیں
 بخلاف رحمت آخرت کے کہ خاص مومنین کے واسطے ہے پس اس وجہ سے رَحْمٰن میں مبالغہ کمال آیا
 اور یہ بھی کہا ہے کہ رحمن باعتبار لفظ کے خاص ہے اور باعتبار معنی کے عام اس واسطے کہ سوائے
 ذات باری کے دوسرے کو رحمن نہیں کہا جاتا اور خالقیت اور رازقیت اور نفع رسائی کے
 معنی اسکے بشا مل ہیں تمام موجودات کو اور رحیم باعتبار لفظ کے عام اور باعتبار معنی کے
 خاص اس واسطے کہ مخلوقات کے اوپر یہ لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہ تھے ہیں نلنا رحیم ہے اور
 لطف اور توفیق کہ معنی اسکے ہیں خاص مومنین کی واسطے ہے ضحاک نے کہا ہے کہ رحمن میں
 اشارہ طرف ظہور رحمت اُسکی کے ہے اوپر اہل آسمانوں کے اور رحیم میں اشارہ ہے طرف
 نزول رحمت اُسکی کے اوپر اہل زمین کے آبن مبارک نے کہا ہے کہ رحمن وہ ہے کہ جو اُس سے
 سوال کریں پورا کرے اور رحیم اُس کو کہتے ہیں کہ جو اُس سے کچھ نہ طلب کریں ناخوش
 ہو اور غصہ میں آوے اور بعضوں نے کہا ہے کہ نعمتیں طبع طرح دنیا اور آخرت کی آثار
 رحمت رحالی کا ہے اور دور کر نابلیات کا اور آفات دارین کا بسبب رحمت رحیمی کے ہے اور
 ہر تقدیر پر اگر رحمن ابلغ رحیم سے ہے پس بیچ ترتیب ان اسماء کے کہ اول اللہ کو ذکر کیا پھر
 رحمن کو پھر رحیم کو مناسب تنزیلی ہے یعنی درجہ بدرجہ ذکر ہے کہ پہلے ذکر اسم ذات کا
 کیا پھر ذکر اُس اسم کا اسماء صفات میں کیا کہ مانند اسم ذات کی ہے بیچ اختصاص کے کہ اور کے
 اوپر اطلاق نہیں ہوتا بعد اسکے اسماء صفات میں سے ایسے اسم کا ذکر فرمایا کہ وہ عام ہے
 لیکن اس جگہ ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب لفظ رحمن کا کہ دلالت اوپر کمال کے کرتا ہو ذکر ہو گیا
 پھر حاجت ذکر رحیم کی کیا ہے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ ذکر رحیم کا ارادہ اور تقسیم کے قبیلہ سے
 ہے یعنی جو رحمت کہ اس میں مندرج نفعی لفظ رحیم کے ساتھ اُسکا ذکر کیا اس واسطے کہ لفظ
 رحمن کا شامل ہے نعمتوں بزرگ اور کلیات اور اصول منافع کو اور لفظ رحیم کا نعمتوں حقیر اور
 جزئیات اور فروع کو شامل ہے اور یہ تقسیم اس واسطے کی گئی تاکہ بندہ کو بیچ مانگنے حاجتوں
 چھوٹی چھوٹی کے مثل نمک کے اور پاپوش کے اور گھاس جانور کے جناب الہی سے شرم مانگیں

اور بے دھڑک ہو کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ایم اپنے تئیں فقط رحمن کہتے ختمت ہماری تیرے دل پر غالب ہوتی اور سہل سہل چیزوں کا سوال ہم سے لے ادبی جانتا تو اب کیا پڑ تئیں رحمن اور رحیم کہا پنے اجازت اور پروا لگی دی کہ ہر حاجت خواہ بڑی ہو خواہ چھوٹی ہم سے طلب کر اور یہ اسکا کمال احسان ہے بندوں کے اوپر برخلاف عادت بادشاہوں اور امیروں اور متکبروں دنیا کے ایک کتاب میں دیکھا گیا کہ ایک شخص نے کسی سہل مقدمہ میں عرضی بیچ حضور بادشاہ کے گذاری بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو تا دیب کرین کہ مقدمات سہل کے تئیں سہل آدمیوں سے چاہئے طلب کرنی اسکا کمال رحمت الہی ظاہر ہوتی ہو کہ بندہ کو ساتھ اس مرتبہ کے دلیر کرنا اور بعضوں نے کہا ہے کہ رحمن دلالت کرتا ہے اور پر ان نعمتوں کہ ملنا ان نعمتوں کا بندوں سے نہ ہو سکے جیسا کہ زندگی دینی اور قوت شنوائی اور بینائی کی عطا کرنی اور فرزند دینے اور رحیم دلالت اوپر ان نعمتوں کے کرتا ہے کہ آدمیوں کے خیال میں حاصل ہونا اسکا آدمیوں سے بھی ممکن ہے جیسا کہ تشخیص مرض کی اور معالجہ کرنا ساتھ دوا کے اور تعیین روزینہ کی کرنی اور جاگیر دینے اور اعانت کرنی بیچ امور معاش اور عدا کے پس گویا فرماتے ہیں کہ میں رحمان ہوں نطفہ گندہ کو تو میرے حوالہ کرتا ہوں میں اسکو آدمی خوش قامت اور خوبصورت بنا کر حوالہ تیرے کرتا ہوں اور خنک بوسیدہ مجکو سوپنتا ہے تو میں اسکو درخت معہ شاخ اور پتوں کے پھل لانے والا بنا کر تیرے تئیں عطا کرتا ہوں اور عبادت ناقص میرے واسطے بھیجتا ہے تو میں اسکو ایک محل بلند کہ حورین اور کائنات اور درخت اور نہر میں اس میں ہوں بنا کر تیرے حوالہ کرتا ہوں اور بھی رحیم ہوں میں کہ جو کچھ باپ اور ما اور خاوند اور مالک اور استاد اور پیر اور طبیب اور عطار اور آقا اور مرئی تیرے ساتھ کرتے ہیں ہم سے توقع رکھ اور اسی واسطے کہا ہے شعر لکل شیء اذا فارقتہ عوض وہ ولیس بعد ان فارقتہ من عوض بل یعنی واسطے ہر شے کے جسوقت مفارقت ہو جائے تیری اُس سے بدل ہے اور نہیں ہو واسطے اللہ کے اگر مفارقت کرے تو اُس سے کوئی بدلہ اس جگہ ایک شبہ ہے بہت مشکل اور وہ یہ ہے کہ جو وہ رحیم اور رحیم ہے پس کس واسطے اُس نے بُری چیزیں اور قباحت کی باتیں پیدا کرین اور افعال مذمومہ اور افعال نکمہ اور غم اور طرح طرح کے سوچ اور فکر اور حاجتیں ساتھ ہمارے لگائیں اور یہ کیا تفاضل رحمت کا ہے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ حقیقت میں کوئی نظری بیماری ہے کہ ان چیزوں کو خلاف رحمت کا جانیں اگر باپ نسیف بیٹے کے تئیں تا دیب نکرے البتہ رحمت کے موافق اُس نے کام نکلیا اور ظاہر میں تا دیب

صورت عذاب کی ہے لڑکی ہے پوچھنا پاتے کیا اوس پر گزرتی ہے جسوقت صبح کے وقت اٹھتا ہے اور اوسکو گھڑیں سے بچسوں سے علیحدہ کر کے مکتب میں لیجاتے ہیں اور علم مکروہ و صحت کہ کوڑہا کھاتے ہیں اور چین بیشانی پر پڑی ہوئی ہے اوسکے حوالہ کر دیتے ہیں اور وہ اوستا و اوسکو فرصت ایک سطح کی نہیں دیتا ہے کہ تھوڑا سا کھیل میں مشغول ہو کر آرام کرے پھر چوبن جمعہ کا ہوتا ہے اس بلا سے خلاصی ہوتی ہے حجام کے حوالہ کرتے ہیں کہ ناخن اوبال اوسکے مونڈے پھر حجب کھیل آوی پانی گرم سے اوسکو غسل دیتے ہیں اور میل بدن سے کیسہ ملکہ دوڑ کرتے ہیں اور جو کہیں اوسکو صورت بد معنی کی جو بالائی اور کھانا اوسکا بند کرتے ہیں تمام گھر کو دیکھتا ہے کہ کھانے لطیف اور شہرت لذت کھاتے ہیں اور پیتے ہیں اور یکہ ایک لقمہ اور ایک گھونٹ کے واسطے نرستا ہے اور ہر فریاد کرتا ہے کوئی نہیں سنتا ہے پس یہ باتیں صورت کمال عذاب کی ہیں اور حقیقت میں عین حمت ہے صلی اللہ علیہ وسلم ان ادبہ اللہ ان اگر طفل ناقص لفظ ہرگز نہیں سمجھتا ہے کہ یہ سب کچھ اسکے حق میں حمت ہے پس جو کچھ روز و شب جہاں میں محنت اور بلا ہے حقیقت میں حمت اور نعمت ہے جسی ان تکرہا اشیدنا وھو خیر لکم و موسیٰ ان تعجب اشیدنا وھو شر لکم واللہ یعلم وانکم لاعلمون فقر حضرت موسیٰ اور حضرت علیہما السلام کا عبرت کے واسطے اس مقام میں کافی اور شافی ہے جس جگہ ایسے پیغمبر اور اولوالعزم کے تئیں اسرار بعضے فعلوں الہی کے ظاہر نہوں اور حضرت خضر کے اوپر انکار سے پیش آوے دوسروں کو کہ اب تک کشف ظاہر عالم کا بھی میسر نہیں حکمتیں اللہ تعالیٰ کی معلوم کرنی کیوں کر ممکن ہو طریق عام و خاص کا یکہ اوسکو رحیم مطلق اور رحمن برحق اعتقاد کریں اور اپنے تئیں مثل طفل ناقص لفظ کے ناقصت میں پہچانیں کہ ہر چند وہ لڑکا کوشش کرے ہرگز وہ تعذیب اور تادیب والدین کے نہیں سمجھتا ہے اور اس جگہ جانا چاہئے کہ جو چیزیں دنیا و آخرت میں خلق پر وارد ہوتی ہیں چار قسم کی ہیں قسم پہلی یہ ہے کہ نافع بھی ہو اور ضروری بھی ہو جیسا دم لینا دنیا میں کہ جو لحظہ بھردم رک جائے اور ٹوٹ جاوے آدمی مر جاوے اور مثل معرفت الہی کے بیچ آخرت کے کہ جو ایک لحظہ دل سے دوزخ ہو مستحق عذاب عیشگی کا ہر قسم دوسری وہ چیز ہے کہ نفہ دینے والی ہے اور ضروری نہیں جیسا کہ مال دنیا میں اور کثرت علوم اور معرفتوں کے اور

[illegible]

کثرت نوافل اور طاغوتوں کے آخرت میں قسم تیسری وہ ہے کہ ضروری ہے اور نفع دینے والی نہیں جیسے آفات اور امراض دنیا کے اور آخرت میں اس قسم کی کوئی نظیر نہیں قسم چوتھی وہ ہے کہ نہ نفع دینے والی اور نہ ضروری مثل فقر کی دنیا میں اور عذاب کے آخرت میں پس جو چیز کہ نفع دینے والی ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں تقاضا حجت خاص کا ہے اور وہ کہ ضروری ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں تقاضا رحمت عام کا ہے کہ کل عالم کے ساتھ اس کا تعلق ہے اور وہ کہ نفع دینے والی ہے اور نہ ضروری ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تقاضا رحمت اضافی کا ہے یعنی یہ نسبت بعضوں کے رحمت تفصیل اس کی یہ ہے جو دنیا میں فقر نہ ہو تو نگرانی اور جولو از م اوس کے ہیں بادشاہت اور امارت وغیرہ کی صورت ظاہر نہ ہو کیونکہ جب کسی کو یہ کی طرف احتیاج ہی نہ ہو تو کی کوئی کاروبار کے سر انجام میں ذلیل نہ ہو اور کیوں اپنے اوقات عزیز کو محتاج الیہ کے اور مدد نہ دے کی کے تابعداری میں صرف کرے پس یہ سب منصب برہم درہم ہو جاویں اور بالکل انتظام عالم چڑے اوکھڑا ہوے بلکہ نبی آدم کا ایک بچہ رہنا اور جمع ہونا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا بالکل ایک قلم جاتی رہے اور خلقت انسانی مثل خلقت جانوروں کے پرانگندہ اور بے سہریوں پس رحمت اضافی اللہ تعالیٰ کی کہ بہ نسبت ہر منصب اور مرتبہ اور ہر حرفت اور پیشہ کے کہ تعلق پکڑے ہوئے ہے تقاضا کرے تو الے فقر اور احتیاج اور لاحق ہو مرفوض اور مصیبتوں اور آفتوں کے ہوئی فرض کیا چاہئے کہ جو بچہ جہان کے چور نہ ہو تو چو کیا مار کیا کر گیا اور اگر بیماری نہ ہو طبیعت و عطار اور جراح اور سالو ترمی معطل ہیں گے اور اگر فقر اور احتیاج نہ ہو بادشاہ بے لشکر اور امیر بے خدنگار کے اور ناجر بے گماشتہ کے اور متصدی بے پیشہ کار کے کیا کریں اس جگہ سے حقیقت رحمت الہی کی ظاہر ہوئی کہ بچہ ہر شہر کے آفت مخفی ہے اور باوجود اس کے آفتیں اور بلائیں ہلکتی پھرتی تمام عالم میں پرانگندہ کرتی ہیں بہت بادشاہ قدرت والے مرفوض میں گرفتار ہیں اور محتاج طبیعوں اور عطاروں اور دواسازوں کے ہیں اور بہت فقیر ہیں کہ کسی سے خون نہیں رکھتے ہیں اور ساتھ اس تمام کے گزارتے ہیں حجت لشکر اور چو کیا دار کی نہیں رکھتے ہیں اور بادشاہ اور امیر اور تو نگر و لشکر اون کو حلہ پر

نظم فیضی
اس میں پائی جی
مسلکت کی باتیں ہو
جو شاہ کو اپنی رعایا
کے ساتھ برتا ہے
اور جیسا کہ بر رعایا
کو رہنا چاہئے اور
انعام و جہان میں
کچھ بیان کر دیتا
ہے جو رعایا کا نواز
کے ہو جو جب عمل
درا کر کرتی ہے
اس کو عزت و آبرو
کے ساتھ رکھتا ہے
رحمت شاہ سے
زندگی کے دن پہلے
کرتی ہے اور انعام
والے کاموں میں
انعام بھی پائی ہو
اور جو رعایا بادشاہ
کی مدد مل چکی کرتی
ہے

قسم پنجم
بے دلی خیر خواہ

بہنو باو اور عہد بانڈ
میں اور سر اسب

کہ رعایا بادشاہ کی
باشاہت دلی ہو

مان لے اور اس
کے قانون کی

خالفت کو نہایت
ای بری بانڈ

اور بادشاہ کی
خیر خواہی کرنے

میں مشغول ہو
اسی طرح خدا نے

اپنے تمام بندوں
کے لیے ایسا قانون

ہو ہی کلام سرسبز
بجھلے اس میں

برطی کی باتیں
انہم کی جرم

اور رعیت کو ممکن ہے کہ رعیت ہونے بادشاہ کے سے ساتھ اختیار اپنے کے نکل جاوے ۔
چوتھے زیادتی مرتبہ مالک کی نسبت مملوک کے اعلیٰ ہے زیادتی مرتبہ بادشاہ کی سے نسبت
رعیت کے ہواسے کہ مملوک کمتر درجہ میں ہے رعیت سے پس غلبہ اور قہر مالکیت میں زیاد
ہوتا ہے بادشاہت سے یا چوں غلام کو خدمت مولیٰ کی واجب ہو اور رعیت کو خدمت باد
شاہ کی واجب نہیں چہٹی غلام بغیر ذن مالک کے کچھ نہیں کر سکتا بخلاف رعیت کے کہ بدون
پرواں گی بادشاہ کے کام کر لیتی ہے ساتویں بندہ کو طبع خاوند سے لازم ہے اور بادشاہ کو
رعیت سے طبع ہوتی ہو آٹھویں نہایت اوس چیز کا کہ بادشاہ سے امید ہو عدل اور انصاف ہو
اور بہت اور سیاست اور غلام کو کہ مولا اپنے سے امید ہو طرح طرح کی چیزیں میں خود کا اور پوشاک
اور پرورش اور مہربانی اور حریت پس فرائض مالک کی میں زیادہ تر امید جناب الہی میں نکلتی ہو
اور آدمی کو احتیاج طرف بخشش اور تربیت اور مہربانی اور رحمت کے زیادہ ہو احتیاج بہت اور
سیاست اور عدل اور انصاف ہو جیسے حدیث قدسی میں آیا ہے یا عبادی کلکم جاع الامن
اطعمتہ فاستطعم فی اطعمکم یا عبادی کلکم عار الامن کسوتہ فاستکسب فی
اکسکم فیہ او میر و بند و سب تم بھوکے ہو مگر وہ شخص کہ اوسکو کھلاؤ نہیں پس کھا ما مجھ سے
مانگو تم تاکہ کھانا دو میں تم کو او میر و بند و سب تم بھینہ ہو مگر وہ کہینا و نہیں اوسکو پس طلب پوشاک کی کہ تم مجھ سے
پوشاک و نہیں تم کو نوں بادشاہ جسوقت موجودات لشکر اپنی کی لیتا ہے بڑھے اوضیف اور شکستہ حال
اور مریض اور عاجز کو نظر سے دور کرتا ہے اور مالک جسوقت نقص غلاموں ہو کا کرتا ہے اوضیفوں
اور مریضوں اور بڑھوں کے زیادہ تر رحمت فرماتا ہے اور ساتھ معالجہ اور اعانت کے مشغول ہوتا ہو
پس مرتبہ مالک بہتر مرتبہ بادشاہ کے سے ہے دسویں مالک میں ایک حرف بڑھتی ہے ملک کو لفظ
پس اس کے پڑھنے میں ثواب یا دہ ہو گیا ہو قیامت میں بادشاہت ہوں گے اور سیاست حالت
انہی کے گرفتار اور مالک ہواؤ خدا کے کوئی نہ ہوگا بارہویں بندہ کو ساتھ خاوند اپنے کے اتصال زیادہ
رعیت کے اتصال کے ساتھ بادشاہ کو اسی واسطے فقہ میں بیان کیا جاتا ہو کہ جو خاوند کسی غلام کو لے نہایت
کی کی یا نہایت اقامت کی کی کہے اختیار مسافر اور مقیم ہوتا ہو بخلاف رعیت کہ او جو لوگ لفظ ملک پڑھتے
میں تو ہیں کہ ہر بادشاہ مالک ہو اور ہر مالک بادشاہ نہیں پس نصف بادشاہی کو بہتر نصف مالکیت کی سی ہو اور بھی

بادشاہ کا اوپر مالک کے نافذ ہے اور حکم مالک اور پادشاہ کے نافذ نہیں اور بھی سیاست بادشاہ کی اتنی اور اتم اور شعل اور اعظم ہے ہزار مالک مقابلہ ایک شاہ کا نہیں کر سکتے اور مالک بہت شہر میں موجود ہیں اور پادشاہ سواؤ ایک شخص کے نہیں ہوتا ہوا اور لفظ رَبِّ الْعَالَمِينَ کا دلالت اور پادشاہت کو کرنا ہے پس اگر اس جگہ بھی لفظ مالک پڑتا ہو تو تکرار لازم آتا ہے اور بھی لفظ مالک نو ذونہ نام حسنی میں آتی ہو اور مالک اور جگہ نہیں ہاں مملکت المملک نو ذونہ نام میں موجود ہے کہ معنی مالک ہے اور بھی لفظ مالک چچ آخر قرآن کے مذکور ہے یعنی ملک الناس اور ختم کلام کا شرف چیز ہوتا ہے پس شروع کلام کا بھی ساتھ اسی چیز کے مناسب کھائی دیتا ہے اور اطاعت بادشاہ کی اوپر کل کو واجب ہے اور اطاعت مالک کی واجب نہیں مگر ان مملوکوں اور اس کے یہ مذکور جو تہرج دونوں قرآنوں کا تھا اور ان جہیں پیش ہیں پہلے قرأت کی جو میں اس سب سے پیش ہیں کہ بادشاہت کے ساتھ غیر آدمیوں کو تعلق نہیں پکڑتی تو جہاں کسی بھی ہو کہ سواؤ آدمیوں کے اور چیزیں سر اور ذہنی بادشاہ کی کا نہیں جھٹتے ہیں اور باوجود اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام کو عام بادشاہی بھی حاصل تھی اور پادشاہت میں ساتھ ایک جہ کے عموم تھی ہوا سطلے کہ بادشاہ کو غلبہ اور تصرف اور غلاموں اور دیگر شخص اس کے حاصل ہوتا ہے اور اوپر اور لوگوں کا اختیار کامل ہے اور عیت کو نکلنا ولایت بادشاہ کی ہے اور اس صورت میں ممکن ہے کہ ولایت اس کی عام ہو اور اس جگہ جو اضافت طرف ہوں کے واقع ہوئی عام ہونا ولایت کا سمجھا گیا اور غلام کا فرض ہے کہ واسطے جائز ہے کہ دارالاسلام میں بھاگ کر چلا آئے اور ملک الگ ہو باہر ہو بلکہ اسکو سرعاً جائز ہے کہ مولیٰ اپنی کو مغلوب کر کے غلام بنا لے اور جیسا کہ غلام کو تیس خدمت آتا اپنی کی واجب ہے اسی جو عیت کو فرماں برداری حکم بادشاہ کی واجب ہے اور بھی بھی ایک قسم خدمت ہے اور غلام کو کبھی متقل ہونا بیچ کسب کرنے کے ساتھ اجازت مولیٰ کو حاصل ہوتا ہے چنانچہ فقہ میں عبد ذون کی بحث میں مذکور ہے اور عیت کو اخذ کرنا حقوق اور اجراء حدود اور قصاص کا ہوں اور بادشاہ کو متہو نہیں آؤ خاوند و مولیٰ کو ہر چند کہ طبع غلام کو مال میں نہیں ہو لیکن بیہ خدمت غلام کے اور موانع میں ہمیشہ طبع لکھتا ہے اور بھی مولیٰ کو اور غلاموں پر کے بہت اور سیاست ہوتی ہے اور معذور و مرہ بانہ اور حریت کی بادشاہت بھی عیت کو ضعیف آدمیوں کو امید ہوتی ہے کہ ذمہ بادشاہ کو واجب ہے کہ ضعیفوں کو کھانا لپٹا اور دوسرے حوائج ضروری مالوں سے دیکھ کر اور باوجود ذمہ اور اختیار احتیاج بہت اور سیاست کی زیادہ ہوتی ہے اور اسی واسطے بادشاہ عیت کو دشمنوں کو محفوظ رکھتا ہے

آویز بہترین انواع تربیت اور رعایت کا ہو اور کثرت ثواب کی سبب کثرت حروف کو اس وقت ہوتا ہے
کہ روزانہ کثرت ثواب میں برابر ہوں اور کثرت حروف والا شرف اور فضل ہو بہت حروف والا کثرت
میں اسی صورت میں ثواب چھوڑ کر کثرت زیادہ ہو جائیگا چنانچہ سورہ اخلاص نسبت دوسری سورتوں
اور باوجود اسکے بھی کہہ سکتے ہیں کہ لفظ ملک چھوڑ کر لفظ مالک کو سے پس مالک بہتر ہوا اس واسطے کہ
پڑھنے لفظ مالک کو طول اہل لازم آتا ہو کہ جائز ہے پہلے تمام کرنے سے موت آجائے اور تمام کرنا اور کام کرنا
نہو اور جو بیش کسچ وجوہ قرأت ملک کو ہیں یہ ہیں کہ بادشاہت بادشاہ کی بالکیت ملک کی نسبت دوسری
صورتیں عام ہوتی ہیں کہ مالک کی اضافت طرف کل موجودات کی نہ کہیں اور اسکی اضافت مالک کی
طرف تو قرآن الدین کی ہو کہ طرف محیط ہو کل موجودات کو پس عموم میں تو توں لفظ برابر ہو گئے اور حکم ہا
کہ بادشاہ کو اندر نافذ نہیں اس جہت سے کہ بادشاہ اسکی ملک میں داخل نہیں اور اسکی گھر اس ملک
ہو کہ بالکیت اسکی شامل تمام بادشاہوں اور حیتوں کو ہو اور سیاست مالک کی کہ سبک زبردست ہو
تمام بادشاہوں کی سیاست و اتوری ہو اور ملک کی کہ مقابلہ بادشاہ کا نہیں ہو سکتا ہو ملک کی کہ کسیت
اسکی عام نہیں آوہ کہ کہا ہو کہ شہر میں مالک بہت ہوتے ہیں اور بادشاہ سوا ایک آدمی کو نہیں ہوتا
یہ بھی اسی مالک میں ہو کہ ملک اس کو شامل ہوا اور اسکی مالک علی الاطلاق ہے کہ سوا اس کو کوئی
مالک نہیں اور ذکر صلائی قرآن الدین کا بعد ذکر الدنیا کے قبیلہ ذکر کرنے خاص سے ہو اور عام
کے اور یہ ذکر نہیں اور یہ لازم نہیں کہ جو نو و نہ نام میں ہو فضل و اعلیٰ غیر سے ہو جیسا کہ ظاہر ہے
اور نو و نہ نام میں ہر گاہ کہ مالک مذکور ہوا اس کو ضمن میں مالک بھی ذکر ہو گیا اس واسطے
کہ ذکر مفید کا مستلزم ذکر مطلق کا ہو اور لفظ ملک آخر قرآن میں مذکور ہوا اسباب و فضیلت جب
ثابت ہو کہ تخصیص کا اور سچا کچھ دوسرا فائدہ منظور ہو اور اخیر کلام اللہ میں اس لفظ کو لازماً فائدہ
اور ہو جیسا کہ آجائیکا انشاء اللہ تعالیٰ بہر حال وجوہ ترجیح کی دونوں طرف سے موجود ہیں اور
تواتر و لو طرف میں موجود ہیں تطویل کلام کی اسکی محض فضول ہونا چار ساتھ اس تحقیق کو ہم مشغول
ہو کر ہیں جانتا چاہئے کہ لفظ لازم و عرف میں بتناطیج آفتاب و غروب اس کے تک لیتو ہیں اور شرح
شریف میں طلوع صبح صحن ہر جہت آفتاب غروب ہو ہو اور کبھی ساتھ معنی مطلق وقت کو آتا ہو خواہ
ہو خواہ رات ہو خواہ سال ہو خواہ ماہ جیسا کہ ہر ہیں جس روز فلانا آوے ایسا ہو گا یعنی جس وقت

نفس ہر
کمال میں
نہان کی
ہو کی
کردی
ان
رضا
دین و دنیا
والکرام
ہے بہت
جیسے
بنا کر
جو اس
کو نہیں
اور اس
کے کی
سے پس
کرنے
سب
ہو
ہو

فلان آدمی کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ جو شخص ایسا ایسا واقع ہوا اور روز خندق کو ایسا اتفاق پڑا حالانکہ
 بھگت میں ہمنوں اور دنوں کی تھیں پس اسکا جو یوم ضافت طرف دین کی گئی معلوم ہوا مراد اس
 سعلق وقت ہو اور حلاوہ کی ابتدا الفتحہ ثانیہ ہے اور انتہا اسکی بھی کہ ہشتی بہشت میں اور دوشی
 دوش میں چلی جاویں اور اگرچہ اس میں یاقین و قائل بہت اور حالات بیشتر ہوویں گے لیکن مقصود سب
 چیزوں سے جزا ہو سوا اضافت یوم کی طرف دین کو کی گئی اور دین کے معنی جزا کہیں اور ہر چند کہ بعض
 وقتوں میں دنیا میں بھی صورت جزا کی پائی جاتی ہو مگر اصلی جزا کہ انعام صرف اور انتقام عرف ہونی میں
 نہیں ہو سکتا ہے ہوا سلسلے جو انعام کہ دنیا میں پایا جاتا ہو مالاہوا ساتھ ایک نوع انتقام کے ہے
 اور ایسے ہی جو انتقام کہ دنیا میں ہو مالاہوا ساتھ طرح طرح کے انعاموں کو باقی رہی یہ بات کہ حمد
 اوپر اس ملکیت کو اس واسطے معلق کیا اور مالکیت کی بہت سی استحقاق حمد کا سوا کچھ ہے
 کہ اس میں بزرگی فضل اور احسان خالق تعالیٰ کی کمال مرتبہ کو ساتھ ظاہر ہوگی کہ ایک کلمہ
 اور اوپر عمل ایک ساعت کو ثواب غیر متناہی کہ ہمیشہ باقی رہی عنایت فرمادے گا اور آہی کمال حمد
 اسکا اور سدن ظہور فرمادے گا کہ فرق کرنا درمیان نیک اور بد کے مقضائی کمال حکمت کا ہو اور اسوجہ
 بھی ملکیت جزا کہ سب سے استحقاق حمد کا ہو سکتی ہو کہ جزائی نفسیہ یک بڑی عمدہ نعمت ہو کہ صلاح ظاہر اور باطن
 کی کرتی ہو اور حجابوں تاریکی کو کہ پیری شہوت اور غضب جمع ہو جانے میں منع کرتی ہو اور حال تمدن
 اور اجتناع کا ساتھ اسکے سر انجام پانا ہو اور یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ ایسی صفت ہے
 کہ تہم اسکا اور رحیم و رحیم کہ ہے ہوا سلسلے کہ رحمت خاصہ حقیقت میں سعادت ہمیشگی کی ہو کہ ملامت
 سعادت کا دن جزا کے ہو گا اور ربوبیت کی بھی مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ فرع ہو ہوا سلسلے کہ انجام نہایت
 کمال صلاح کرنا ظاہر اور باطن انسان کا ہو نا کہ سعادت ابدی کی طرف بھجوادے اور ربوبیت مقضائے
 اور ربوبیت کا ہے پس ہر صفت کو اور ہر صفت اوپر الی اپنی کے ترتیب ہو یعنی مافوق والی کہ سب
 وجود نیچے والی صفت کا ہو اہمیت چاہئے کہ اس سورہ میں دو مضمون ہیں ایک حمد اور ثنا کہ
 زبان بندہ کی ہو جناب الہی میں معروض تھی و دوسری خواہش اور چاہنا مطلب کا کہ بعد حمد اور ثنا کو
 منظور ہو اور اس سورہ میں پانچ نام خدا تعالیٰ ذکر ہوئے ہیں اللہ - رب - رحیم - مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ
 کہ اس کو اور دین کر ایک معنی ہیں اور ان پانچوں ناموں کو ساتھ دونوں مضمونوں کو کمال لطیفی ربط حمد کرنا

اس شخص کے
 میں ہر شخص کے
 حق میں دونوں باتیں
 موجود کسی وجہ سے
 لطف اور کسی وجہ سے
 لطف اور کسی وجہ سے
 سے اختلاف اثر
 کے جو گونا گوست
 میں چلنے کے اور
 کسی طرح کا رخ ہوگا
 اور جو دفع میں گئی
 اور کسی طرح
 اور کوئی طرح
 سی راحت ہوگی
 اس مسئلہ کے
 کہ باوجود بے جانے
 اسباب محض کے اور
 قدرت انتقام کو
 دینے میں تجاؤ دیکھا
 اور اسباب خالق اور
 افتادوں کے جزا کے
 اور ایسی ہی بھکت اور
 نا ابر ہوگی

اس واسطے کہ پہلے جو باعتبار کمال ذاتی اللہ تعالیٰ کو ہے کہ لفظ اللہ کے ساتھ جہاں جہاں اللہ اس کو جہاں اعتبار
 عطا کرنے وجود اور توابع اس کے کو ہے اور ربط حمد کو ساتھ اسم کے یہی معنی ہیں بعد اس کو جہاں اعتبار
 آسانی اور سر کرنے سے باعث اور گزرنے میں کیا کہ ہے کہ یہ بھی نعمت ہے اور لفظ حسن کا یہی مفہوم ہے تو بعد اس
 جہاں اعتبار کیا کر دینے سے باعث علاج مواد کو ہے اور یہ مضمون حیم کا ہے بعد اس کے حمد اور نعمت جزا کہ حصول
 اور مکار اور کمال کرنے حمد اور شکر کے یا ترک کرنے اور ان کے موقوف ہے اور دوسرے مضمون کو ساتھ ربط
 اس طرح ہے کہ جن چیزوں کا سوال منطوق سے کئی چیزیں ہیں اول عبادت اور یہ الوہیت کا مقتضا ہے دوسرے
 استعانت اور وہ مقتضا ہے ربوبیت کا اور تیسرے طلب ہدایت اور وہ مقتضا ہے رحمانیت کا اور چوتھے استقامت اور
 یہ مقتضیٰ نجیست کا ہے پانچویں انعام اور یہ مقتضا ہے مالکیت کا ہے وقت استقامت کے اور غضب بھی مقتضا
 مالکیت کا ہے نیز صورت عدم استقامت کو اور بعضوں کو وجہ خاص زمان پانچ اسموں کو بعد حمد کی اس طرح
 بیان کی ہے کہ حمد اور ثناء درمیان آدمیوں کو ان چار وجوہ نہیں ہے نہ کسی کو ساتھ ہوتی ہے اول باعتبار کمال
 ذاتی کہ اس کی ذات میں پایا جاوے کہ وہ محض صاحب احسان نہ ہو دوسری وجہ تعریف کی یہ ہوتی ہے کہ احسان
 اور شخص کا طرف تعریف کرنے والی کی چھٹی ہوتی ہے اس طرح پر ہوتی ہے کہ امید اور توقع احسان کا اس کے بعد ہوتی
 وجہ تعریف کی خوف اور ڈر غصے اور کوسپاس کی ذاتی کو ساتھ لفظ اللہ کے بیان کیا کہ کم ذات ہے اور ولایت اور استیلا
 محلات کو کرتا ہے اور پہونچنا احسان کا بسبب عنایت کرنے وجود کو اور توابع اس کی کو ساتھ لفظ رَبِّ الْعَالَمِينَ کو ارشاد
 اور صلاح معاشل و عباد کی کہ ہر بندہ کو امید اس کی جناب ہے ساتھ دو لفظ حسن اور حیم کو ظاہر ہوئی اور
 خوف اور ڈر کو دن جزا کو ساتھ مالک کم الیہ بیان کیا پس گویا ارشاد ہوا کہ جو بندہ تعظیم میری و اس کا کمال ذاتی
 میری کو کرے پس لائق اس کے ہوں میں اس واسطے کہ نام میرا اللہ ہے اور جو باعتبار احسان کرے نیکی شناسی میری بجا لائے
 یہی حق اس کا ہوں میں رَبِّ الْعَالَمِينَ صفت میری ہے اور اگر بسبب قب قہ انعام اور احسان میری کو کہ دنیا
 اور آخرت میں پایا جاوے تعریف میری کرے بھی گنجائش اس کی ہے کہ حسن اور حیم ہوں میں اور جو خوف عذاب
 میری سے و حمد اور ثناء کرے یہی واسطہ کہ مالک روز جزا کا ہوں رباعی من بند گیت بجا نیارم چکنم چہا
 تر کہ میری پر ایم چکنم چہا نیست تر و ایم و امید تر تو پیچم کہ وجود از تو دارم چکنم نہ اور یہ بھی کہا ہے
 کہ شخص صلیٰ ان چار اسموں کی اس واسطے ہے کہ نعمتیں عمدہ آدمی کو اور پر ثار ان پانچوں ناموں کا ہے اس واسطے
 کہ پہلے آدمی کو بقاضائے الوہیت کو عدم سے طرف وجود کی لائے اور پھر ساتھ ساتھ طرح طرح کی

ان کی شانیں
 بالہست ان کے
 میں ہیں وہ ہیں
 بڑی بڑی ہوتی ہیں
 منور کہ کمال میں
 ان کو جو عجز و جبر
 اس بخاری اور
 کہ جسے چاہے غایتی
 دوزخ میں غایتی
 ہے لگا کر قرآن
 شریف چونکہ اس
 بادرث کا کلام
 اور قانون ہے
 تو سب کا اسون
 اور قانون کا ارشاد
 ہے اس واسطے
 اس کے حافظ
 کا برادریم ہے
 کہ نہ کہ وہ لوگ
 بڑے شکر و قانون

نعمتوں کے تقاضے ربوبیت کو ہے پرورش کیا پھر گناہ اور عیب اسکے دنیا میں پوشیدہ رکھے
 اور ربوا لفرمایا اور بمقتضا صفت رحمانیت کا ہر پھر گنجائش توبہ کی دوا اور اگر توبہ کر قبول کرے
 اور بخشے اور بمقتضا صفت رحیمی کہ ہے پھر موافق اعمال اوس کے جزا دے گا اور یہ مضمون ملائکہ
 آنجلہ اللہ تعالیٰ کا ہر اب بیان اوس چیز کا ہوتا ہے جو ایانک تعبد سے تعلق رکھتی ہو اس کا میں تقدیم مفعول
 کی فعل کے اوپر ہے اور اہل عہدیت کو نزدیک تقدیم مفعول کی اختصاص کا فائدہ دیتی ہو یعنی کسی کی سوا
 تیرے عبادت نہیں کرتا ہوں میں اور اگر مفعول کو مقدم نہ کریں اور تعبد کا کہا جاوے تو اختصاص
 نہیں سمجھا جاتا ہے اور وجہ خاص ہو تو عبادت کی اوسکی ذات پاک کیواسطے یہ کہ حقیقت عبادت کی
 نہایت ذلیل ہونا ہو واسطہ نہایت تعلیم غیر کے جو اختیار کو صا دو جو حیثیت عبادت کو معنوں میں یہ تین
 معتبر ہیں پس جو تذلل اختیار نہ ہو بلکہ کسی کے نور سے وہ تذلل ہوا تو اسکو عبادت نہیں کہتے اور اس
 ہی تذلل اور تصور ہی تعلیم کو کہ نہایت درجہ کی ہو اسکو بھی عبادت نہیں کہتے اور ایسی ہی جو تذلل کہ با اختیار
 پایا جاوے جو بھی عبادت میں شمار نہ ہوگا اور عبادت حقیقی کو لائق کوئی نہیں مگر وہ ذات کہ جسکی طرف نہایت
 درجہ کا انعام اس شخص کو پہنچا ہو پس وہ ذات اللہ تعالیٰ کی جو کمال پر انعام کا اوس کا کام ہے تفسیر
 اسکی یہ کہ بندہ کو کس تین حال میں اضیٰ اور حاضر اور مستقبل اضیٰ کا حال یعنی پیشتر کا پس بندہ چ یک
 وقت کو نیست رہنا ہو و تھا بعد اسکو علم سے طرف جو دے لائے وَقَدْ خَلَقْنَاكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُنْ
 شَيْئًا کچھ بیچ حالت لطفہ ہوئی کہ مردہ تھا اسکو زندہ کیا کُنْ لَمْ تَكُنْ اَمَّا اَنَّا فَخَلَقْنَا لَمْ یَحْجُلْ تَحَا اسکو
 تعلیم کیا اور اسباب علم کے کہ حواس اور عقل میں اسکو بخشے اَحْرَجْنَاكَ مِنْ بَطْنِ اُمِّهِ اَتَاکُمُ لَا
 تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ اِیْمِر حاضر یعنی حال بالفعل کا پس
 حاجتیں اوسکی حد شمار سے زیادہ ہیں اول عمر سے آخر تک طرح طرح کی حاجتیں قیاس کرنی
 چاہیں کہ کس قدر پہنچتی ہیں اور باوجود گونا گون تقصیروں اور نافرمانیوں کے کہ دیکھ
 اوس سے سہرزد ہوتی ہیں حاجتیں اوس کی رفع ہوئی چلی جاتی ہیں اور کمال فضل اور احسان
 سے کار براری اوسکی ہوتی رہتی ہے اِیْمِر حال آئندہ کا پس ابتدا موت سے پہنچنے جنت
 طرح طرح کے انعام اور پچھا انواع عذاب سے اوسکی ذات کو اِیْمِد ہے پس بندہ کو کسی حال
 میں جائے پناہ سوائے ذات اوسکی کے نہیں پس بندہ کی عبادت کا بھی مستحق وہی ہے

ہر قسم کی غلطی
 میں تباہی
 چھٹی معلوم
 کر آدمی قرآن کے
 معنی جاننے کی ضرورت
 کوشش کرے
 ورنہ اسکے فائدہ
 کا مطلب کیونکر
 سمجھا جاوے گا
 قرآن کے لفظوں
 کی تلاوت کا ثواب
 تو جو جائیگا پڑھ
 بات نصیب نہیں
 ہونے کی اور قرآن
 کا پورا فائدہ اور
 مزہ چل نہوگا
 خدا کے بندوں کے
 اس شایہی قانون
 کے معانی مطالب
 کھول کر
 بیان کر رہی ہیں

اور کوئی نہیں سوا اسکے اور جو چیز کہ جہاں میں میٹھی خالی ہو اور سنی جاتی ہو یا ایسی شے ہو کہ نفع اوس کا
نی الحال ہو نہ پہلے وجود سے تھا اور نہ بعد موت کو ہوگا مثل آفتاب و مہتاب کی اور یا اور زمین اور
پہاڑ کی یا نفع اوس کا سچ زمانہ گذری ہو ہو کہ چھپا لیا اوس کے منقطع ہوا مثل بابت اول کے اور وہ پہلا
والے کو اور مانند ان کی یا نفع کی توقع اوس سے آگے کو ہو جیسے کہ ملا واد احوال پاک کی اور ایسا نفع کہ
یقینوں حال میں بندہ کی واسطے ثابت ہوا اسی کی ذات سے متصور ہے اس واسطے کہ جو چیز سوائے اللہ کے ہو
ممکن ہو اور محتاج طرف ذات اوس کے ہو اور جو کہ محتاج ہوتا ہے سچ نفس اپنے کر گزار ہے پس فائدہ غیر
پیدا یا بے تاثر یعنی مطلق کے کہ وہ اگر فی الواقعہ تمام مخلوق کا ہو ممکن نہیں پس استحقاق عبادت کا
مختص و سبکی ذات میں ہو اور اس واسطے فرمایا ہے وَقَضَىٰ رَبُّكَ اَنۡ لَا تَعْبُدُوْا اِلٰهًا اِثۡمًا وَّ اِثۡمًا
مطلب ہے کہ بے لحد بطور شبہ کہتے ہیں کہ ہر گاہ کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز مطلق ہو ہماری عبادت کی پروردگار
رکتا ہے پس ہم کو کیا ضرور ہے کہ مشقت و فائدہ اوشماویں اور جمیع اسمیں کیا ہو کہ تمام دینیوں میں
اللہ کی واجب ہے اور سہاات پر سب کا اتفاق ہو جواب اس شبہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ سب کمال ذات اور
صفات و افعال پر کے تقاضا اس امر کا کرتا ہے کہ جو شخص خالی نقصان نہ ہو و اس واسطے کہ اپنی تشریف
پست کرے اور ذلیل ہونا اپنا آگے اوس کے ظاہر کرے اور نہایت درجہ کے تعظیم اوس کے بجا لاوے و اس
رعایت حکمت کو اور وہ یہ ہے کہ وضع کلی شئی فی مرتبہ یعنی رکھنا مرتبہ کا اپنے مرتبہ میں پس جب
کہ نفع عباد کا مقتضائے حکمت کا ہو نہ اس جہت کو کہ اوس کو کچھ حاجت عبادت کی ہو یا نفع اوس کا
او ظاہر ہو کہ جس کو صاحب کمال تقاضا کرے کچھ مقابلہ اوس کے صاحب نقصان تذل و اہستی کرے
والا مساوات نقصان اور کمال کو لازم آوے اور یہ خلاف حکمت کا ہو اور اسی جہت سے کہ دنیا میں
ہر صاحب کمال کو چھوٹے مرتبہ کے معظّم اور کرم اپنے نزدیک ٹہرتے ہیں اور واجب ہونے عبادت کی
بھی ہے کہ انعام اللہ جل شانہ کا دنیا میں خاص کر انسان کے نوع پر اس درجہ کو پہنچ گیا ہو کہ زیادہ اس
خیال میں نہیں تہی ہو اس کو کہ انسان کو قدر الوہیت و اختصار کیا ہو اور صفات کاملہ اپنے سے کہ وجود
اویجات و علم و ارادہ و قدرت اور سمع و ابصار و کلام ہی پر تو اوس کے اوپر ڈالا اور تمام جہاں اس کو
اندکیر یا ہو جیسا کہ تھوڑا سا سابقین میں ان کا ہو چکا پس لازم ہوا انسان پر کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے اس کو
عنایت کی ہیں اوس کے کلم میں صرف کرے اور جس چیز کی واسطے کہ وہ نعمتیں پیدا ہوئی ہیں اویسی میں خرچ کرے

تفسیر خلیفہ
 بڑی بڑی کوشش
 کیں اور اس کی بڑی
 بڑی شمش میں لکھو
 تفسیر کہتے ہیں لکھو
 ذویاب عدین محسن
 غاں صاحب نے
 اپنی ترجمان امرا
 میں لکھا ہے کہ قرآن
 شریف کی تفسیر
 دین میں بے انتہی
 ہیں یہ سب تفسیر
 پڑھا کتاب اکبر
 میں دیالیک ہے
 پھر وہ تفسیر
 لکھی اس بہت
 فارسی خوش
 دوچار اور دوس
 ایک دو ہیں

پس عقل یک نعمت ہو کہ واسطے معرفت کو دی ہو اور آلات جسمانیہ یا فانیہ وغیرہ اس واسطے عطا کئے ہیں کہ اس
 کی عبادت میں جو مشغول رکھے اور عبادت نگہبان معرفت کا ہو اگر عبادت نہ تو علم معرفت کا محض نہ نہیں
 رہتا بلکہ اگر تامل کیا جائے اس مال آدمی کا معرفت ہو اور عبادت اس کا ثمرہ اور پڑھانا اس کا ہوا اس واسطے
 کہ حصول اور توجہ نہایت کامل ہو جائے اور اگر عمل بدن کے موافق عمل قلب کے ہوں اس واسطے کہ آپس میں ان
 دونوں کو نہایت ارتباط ہو ہر عمل دل کے تو تاثیر ہے ہر عمل بدن کے تو تاثیر ہے ہر عمل قلبی کے
 پس انسان کہ پیدا کیا ہوا اس واسطے معرفت اور عبادت کو ہے اگر یہ دونوں چیزیں ترک کر دے حقیقت میں
 انسان نہیں اس جگہ سے معلوم ہوا کہ عبادت جیسا کہ مقتضی حکمت کا ہو ایسا ہی صورت انسان کی بھی
 تقاضا عبادت کو کرتی ہو اور اگر کوئی ملحد شبہ کرے کہ حاجت شرع کی کیا ہو معرفت میں اور عبادت میں عقل
 بھی کفایت کرتی ہو جواب کیا ہے کہ عقل کو اور بطور اسکے کو نہیں چھوڑا ہے بلکہ اسکے ساتھ وہم اور ضل
 لکا دیے ہیں اور یہ دونوں عقل کو جھگڑاتے رہتے ہیں شاید کہ صرف عقلی میں آکر اور طرف چلی جاوے اس واسطے
 اس کی تائید شرع سے کر دی ہو تاکہ عقل اور الٰہی بعض امور سے کہ معرفت اور عبادت میں ضرور ہیں
 نہ ہوں عقل بمنزلہ بصارت کو ہو اور شرع بمنزلہ شمع آفتاب کے کہ بدون اسکے دیکھنا ناشیا کا اچھی طرح
 ممکن نہیں اور بھی آدمی زندگی اپنی میں محتاج طرف اس بات کو کہہ کہ آپس میں ایک دوسری مدد کریں
 اور معاملہ جاری کریں ورنہ زندگی ایسی نہیں جیسے اور جانور زندگی اپنی کرتے ہیں کہ ان کو حاجت
 طرف مدد ہم جنس اپنی کے نہیں اور انسان کو اسی واسطے مدنی الطبع کہتے ہیں یعنی اس کی طبیعت اس طرح
 پر مخلوق ہوئی ہے کہ آپس میں ملکر رہیں اور امر ایک جگہ رہتے ہوئے کا اور اجتماع کا اور معاملات اور معاملہ
 کا کہ آپس میں جاری ہو یا اندازہ مضبوط نہ رہی جتنا کہ قاعدہ دل کو مقرر نہیں اور اتفاق آدمیوں کا اور
 قاعدوں عدل کو حاصل نہیں ہوتا ہر جتنا کہ نہ جانیں کہ یہ حکم خدا کا ہے اور اس کے پھرنانہ چاہئے اور
 یہ بات حاصل نہیں ہوتی جتنا کہ مید ثواب کی اور خوف عذاب کا ہوا اور امید اور خوف دلیس اس وقت
 یا اندازہ اور حکم نہیں ہوتا کہ صفات اس کی کرات اور مراتب پر نگہ کرتے رہیں اور دل میں ہمیشہ صفات کا
 رہنا نہیں ہو سکتا مگر اس طرح پر کہ فہال جلع بھی اس کے ہمزہ ہوں اور اسی کا نام عبادت ہو اور ہی
 محال انسان کا یہ ہو کہ آئینہ دل کا صفائی اور روشنی قبول کرنے اور مقابلہ ظلمت کے کہ ہو اور نہایت صفائی
 دل کی ہو فہرشتوں کو ساتھ لجاوے اور اگر اس طرح ہو تو زندگی آئینہ دل کے بسبب پیروی کرنے

اس واسطے عطا کئے ہیں کہ اس کی عبادت میں جو مشغول رکھے اور عبادت نگہبان معرفت کا ہو اگر عبادت نہ تو علم معرفت کا محض نہ نہیں رہتا بلکہ اگر تامل کیا جائے اس مال آدمی کا معرفت ہو اور عبادت اس کا ثمرہ اور پڑھانا اس کا ہوا اس واسطے کہ حصول اور توجہ نہایت کامل ہو جائے اور اگر عمل بدن کے موافق عمل قلب کے ہوں اس واسطے کہ آپس میں ان دونوں کو نہایت ارتباط ہو ہر عمل دل کے تو تاثیر ہے ہر عمل بدن کے تو تاثیر ہے ہر عمل قلبی کے پس انسان کہ پیدا کیا ہوا اس واسطے معرفت اور عبادت کو ہے اگر یہ دونوں چیزیں ترک کر دے حقیقت میں انسان نہیں اس جگہ سے معلوم ہوا کہ عبادت جیسا کہ مقتضی حکمت کا ہو ایسا ہی صورت انسان کی بھی تقاضا عبادت کو کرتی ہو اور اگر کوئی ملحد شبہ کرے کہ حاجت شرع کی کیا ہو معرفت میں اور عبادت میں عقل بھی کفایت کرتی ہو جواب کیا ہے کہ عقل کو اور بطور اسکے کو نہیں چھوڑا ہے بلکہ اسکے ساتھ وہم اور ضل لکا دیے ہیں اور یہ دونوں عقل کو جھگڑاتے رہتے ہیں شاید کہ صرف عقلی میں آکر اور طرف چلی جاوے اس واسطے اس کی تائید شرع سے کر دی ہو تاکہ عقل اور الٰہی بعض امور سے کہ معرفت اور عبادت میں ضرور ہیں نہ ہوں عقل بمنزلہ بصارت کو ہو اور شرع بمنزلہ شمع آفتاب کے کہ بدون اسکے دیکھنا ناشیا کا اچھی طرح ممکن نہیں اور بھی آدمی زندگی اپنی میں محتاج طرف اس بات کو کہہ کہ آپس میں ایک دوسری مدد کریں اور معاملہ جاری کریں ورنہ زندگی ایسی نہیں جیسے اور جانور زندگی اپنی کرتے ہیں کہ ان کو حاجت طرف مدد ہم جنس اپنی کے نہیں اور انسان کو اسی واسطے مدنی الطبع کہتے ہیں یعنی اس کی طبیعت اس طرح پر مخلوق ہوئی ہے کہ آپس میں ملکر رہیں اور امر ایک جگہ رہتے ہوئے کا اور اجتماع کا اور معاملات اور معاملہ کا کہ آپس میں جاری ہو یا اندازہ مضبوط نہ رہی جتنا کہ قاعدہ دل کو مقرر نہیں اور اتفاق آدمیوں کا اور قاعدوں عدل کو حاصل نہیں ہوتا ہر جتنا کہ نہ جانیں کہ یہ حکم خدا کا ہے اور اس کے پھرنانہ چاہئے اور یہ بات حاصل نہیں ہوتی جتنا کہ مید ثواب کی اور خوف عذاب کا ہوا اور امید اور خوف دلیس اس وقت یا اندازہ اور حکم نہیں ہوتا کہ صفات اس کی کرات اور مراتب پر نگہ کرتے رہیں اور دل میں ہمیشہ صفات کا رہنا نہیں ہو سکتا مگر اس طرح پر کہ فہال جلع بھی اس کے ہمزہ ہوں اور اسی کا نام عبادت ہو اور ہی محال انسان کا یہ ہو کہ آئینہ دل کا صفائی اور روشنی قبول کرنے اور مقابلہ ظلمت کے کہ ہو اور نہایت صفائی دل کی ہو فہرشتوں کو ساتھ لجاوے اور اگر اس طرح ہو تو زندگی آئینہ دل کے بسبب پیروی کرنے

خوابوں نفس کے برہمتی جاوگی اور چوپایوں کو تیرہ کو بچھا دیگی اور صفائی آئینہ دل کی حاصل نہیں ہوگی
 اگر ساتھ مجاہدہ اور حقیقت مجاہدہ کی اور کھاڑ دینا اور دور کرنا تاہم کیوں روحانیوں کا ہو کہ بیماریاں دل کی
 ہیں اور روح کو وقت جدا ہونے کو کمال لم بچھتا ہے ہیں اور تارکیوں وحانی کا دور کرنا اور لوگ کھاڑ دینا
 بغیر عبادت کو متصور نہیں اور ہمیشگی عبادت کی ایسی شے ہو کہ دل کو بسبب مشاہدہ کے نورانی کر دیتی ہو اور
 زبان کو ذکر کے ساتھ مشرف کرتی ہے اور عضا اور جوارح کو خدمت کو ساتھ زیرت زمینت دیتی ہے
 پس عبادت ظاہر میں قلیل ہوتا ہو لیکن باطن میں کمال غرت اور زینت ہو اور باوجود اسکو کوئی
 عبادت میں توجہ دل کے ساتھ مشغول ہوتا ہو ایسی لذت اور خوشی اسکو حاصل ہوتی ہو کہ بیان میں نہیں
 آتی ٹھنڈک آنکھوں کی اور روشنی دل کی اور خوشی روح کی سب سب میں موجود ہیں اور جو کوئی انکار
 لذت عبادت کا کرے اسکی مثال نامرد کی ہو کہ لذت جماع کی جانتا نہیں اسواسطے انکار کرتا ہے
 یا مثل اندھے مادراد کی ہو کہ دیکھنے کی لذت کا منکر ہے اور حقیقت عبادت کی انتقال کرنا عالم خود
 کے سے طرف عالم مقرر کی اور سفر کرنا ظلمت غامضہ خلق و طرف حضرت نور حق کی اور مشاہدہ جمال زلی کا
 بلکہ ثابت کرنی نسبت امکان کی ہو اور اسی سبب ہے کہ عبادت باعث کھل جانے دلوں کا ہو جاتی
 ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اسکی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنْكَ يٰصِدِّيقُ صَدَّقَ يٰصِدِّيقُ لَوْ
 فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ **و** اس آیت میں
 اول ذکر یقین صدقہ کا فرمایا بعد اس کے امر عارضہ و نہا کیا ایک تسبیح کا چنانچہ لفظ فَسَبِّحْ کا دلالت
 کرتا دوسرے تسبیح کا جیسا لفظ تَعْبُدْ رَبَّكَ سے سمجھا جاتا ہو تیسرے سجود کا چنانچہ لفظ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ
 کا مدلول ہو چوتھے عبادت کا جیسا کہ لفظ وَاعْبُدْ رَبَّكَ سے نکلتا ہے پس معلوم ہوا کہ عبادت
 تنگی دل کی دور کرتی ہے اور کھل جانے کا اس سے حاصل ہوتا ہو اور یہ اس سبب ہے کہ عبادت
 ہر شادی بر آدمی کو خلق سے اور توجہ کرتی ہو طرف حق کو اور اسی تنگی دل کی جاتی رہتی ہو روپوش
 ہے ابن مسعود کو کہ فرمایا پڑھنا صلی علیہ وسلم نے قول اللہ تعالیٰ اَلَا اَنْتُمْ شَرَحَ اللّٰہُ
 صَدْرَہُ الْاِسْلَامِ وَھُوَ عَلٰی نَبِیِّہِ کَمَا مِیں نے یا رسول اللہ کس طرح کھل جاتا ہے دل اس کا
 فرمایا اسخضر صلی علیہ وسلم نے جسوقت داخل ہوتا ہو تو وہ لمیں کھل جاتا ہو اور فرخ ہو جاتا ہو پھر کہا
 میں نے نشانی اسکی کیا ہو یا رسول اللہ فرمایا اَلَا نَابَۃُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْسِ وَ اَلِ الْغَابِیِ عَنْ دَارِ الْغُصُوْرِ

نفس پر غلبہ کرنا
 دل اور زینت میں معلوم ہے کہ تیرہ کو بچھا دیگی
 میں پورا کرنا پڑتا
 ہوں اور ان کے بیان
 سمجھ میں آئی کہ
 اس میں دو باتیں
 تھی اولہ اعتبار
 کروں ایک تو
 قرآن کا ترجمہ
 س دقت کے
 کا دوسرا بلکہ جو
 بالاجماع تعلیم و
 تائید عبادت قرار
 مجید درست کر دو
 کہ عام فہم ہو جائے
 جو وہ بات ہے
 جس سے چہرہ پر
 دل سے زینت
 بھی کہ جس میں
 دوسرے اسکی
 تفسیر میں اپنی
 کے واسطے وہ نور پر ہے اپنے رب کی طرف سے

واللہ اعلم بالصواب قبل نزول الموت یعنی رجوع کرنا طرف گھر پھرتگی کے اور دوسرا گھر فریب
 کے سے یعنی دنیا سے اور تیار ہونا واسطے مرنے کے پہلے آنے موت سے **ثقل** ہو امام ابی حنیفہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاملین کو ایک روز ایک سانپ چھت میں ہو کر اچھنے آدمی وہاں موجود تھے
 بسبب خوف کو بھاگ گئے اور امام صاحب نماز میں مشغول تھے اونکو اوسکے گرنے کی خبر بھی نہ ہوئی
 اور حضرت عبد اللہ بن الزبیر نے حاملین لکھا ہوا کہ ان کو کسی عضو میں ایک زخم تھا اور حاجت
 اوس کے کاشنے کی پڑی پس جس وقت نماز پڑھنی اونھوں نے شروع کی اوس عضو کو کاٹ لیا اور
 اور ان کو یہ کمال شہد قرا کو معلوم بھی نہ ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز
 شروع فرماتے تھے پس سینہ مبارک کو ہوا واز سنتے تھے کہ ہانڈی کتنی ہوئی جوش کر رہی ہو اور چونکہ
 ان باتوں کو بعید سمجھے پس چاہتے کہ منہ میں اس آیت کا ذکر آئے کہ **وَقَطَعْنَا أَيْدِيَهُمْ** معلوم کر
 جبکہ عورتوں کا یہ حال ہوا کہ بسبب کھینے حال یوسف علیہ السلام کو اپنی وجود کو غافل ہوئیں اور ہاتھ کاٹ
 ڈالے اور حضرت یوسف علیہ السلام مخلوقات الہی کی میں اگر بختیبت الہی کے اویست اوسکی کر کہ انسان کو دل
 غالب ہو جاوے کیا عجب ہو کہ اپنی وجود کو غافل ہو کر بخود ہو جاوے اور اوسکی مثال یہ ہو کہ جو شخص بادشاہیت
 باک کر سامنے حاضر ہوتا ہو اور بیٹھے اوسکے اور باپ و سکا اور بچہ موجود ہوتے ہیں اور وہ اونکو دیکھتا ہو مگر
 بسبب غلبہ ہمت اوس بادشاہ کو ان کو نہیں پہچانتا اور بالکل شہوا و سکا جاتا رہتا ہو جس وقت بادشاہ مجازی کے
 رویہ و یہ حال ہوا تو کہ کہ سامنے بادشاہ حقیقی کو اس سے بڑھ کر حال ہو جاوے **تفسیر کبیر** میں مذکور
 ہو باقی یہ بات یہی کہ **لَنْظَلَّ بِأَيِّكَ تَبَدُّدًا كَمَا لَكَ يَوْمَ الدِّينِ** کہ ساتھ کیا مناسبت اور ربط ہو کہ اوسکے پیچھے اوسکو
 کیا جواب سکا یہ ہو کہ عبادت کرتین اور جہیں ایک یہ ہو کہ واسطے غبت جو وقت و باغوں اور نہروں کی
 عبادت کیا ہو اور یہ حقیقت میں معاملہ اور سہا دلہ ہو اسو اسکو کہ جو شخص صاحب عقل ہو یقینا جان کر دنیا اور
 اور لذتیں اور اسباب سکے سبب فی ہیں اور طرح طرح کے رنج اور نقصان اس میں موجود ہیں اور ایک جہاں
 دوسرا بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والا کہ کبھی واسکو فنا نہیں کرانے والا ہو پس ایسا شخص اوقات عزیز
 کو اس رفائی کو بنا کر یہ حاصل کرنے اوس باقی کو خیر کرتا ہو اور شہرہ اس عبادت کا نہیں حاصل ہو گا کہ
 قیامت کو اسکو کہ تمام ہتھام ثواب کی اوسی دن حاصل ہو گا جو دوسرے کہ عذاب کی دوسری عبادت کر کے واسطے
 کہ تمام انبیا و دراتے چلائے ہیں کہ جو زندہ عبادت نکریں تو لائق عذاب ہوویں اور نہ ایک آدمی ہو

تفسیر کبیر

بہا کے مناسب

نہایت مختصر

اور سب سے پہلی

بات پر قناعت

کروں اس سے

قرآن کی عبارت

کا ربط بھی باقی

سے لگا اور تفسیر

جی تھوڑے چین

پارک جاتے گی

اس سے ہر وجہ

اس سے لوگ اسکا منہ

لے سکیں گئے تار

اس پرانے سے اس

جینے غلام کی سی

انچے ایک ناک

بوجاے اور گلیوں

کے فضیل میں آ

کھتاں کا نام بھی

سکری تر

ب

کہ سچا اولیٰ بن ہوئیں آجائے ہے اور جو سوت ایک لاکھ چوبیس ہزار پینچ سو تیرے سچا اور امانت دہیں ایک امر کو
 کہیں کیوں کر تین آویں ایسی عبادت مانند تابداری لونڈی اور غلام کہ ہے کہ مار کوٹ کی خوف سے
 چار چار مالک کی خدمت میں سید طرح کا تصور نہ کرے اور پھر ہونا مگر اس عبادت کا کہ وہ خلاصی اور نجات
 کو مانگوں عذاب سے بھی نہ قیامت کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے تیسری ہے کہ عبادت میں سچا مشاہدہ حق کو ہو
 اور یہ تینوں درجوں کا علیٰ مرتبہ ہو اور اس سلسلہ میں نہایت ہی تعلیم ہو کہ اصل بندہ اور سچا تعلیم
 نہیں ہوا کہ لٹوا بیٹا یا اللہ اس میں عذاب اور حقیقت میں درمیان خداوند اور بندہ کو ایسا رابطہ ہو کہ قطع نظر
 ثواب و عذاب سے عبادت کو تقاضا کرتا ہو اس سلسلہ کی اہمیت عزت اور ہیبت کو چاہتی ہو اور عزت و ہیبت عاجزی
 اور ذلت کو تقاضا کرتی ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ مشاہدہ خدا کا پورا پورا بھی اور سیدن ہو گا اور دنیا
 و مشاہدہ کو اس مشاہدہ کے کچھ نسبت نہیں گہرا وں لوگوں نے کہ غلبہ عشق الہی کا اون کو اوپر غالب ہوا ہو حالت
 سکریں غلام اس کے نام مارا ہے جیسا کہ کسی کہو والے نے کہا ہو ہیبت اور درجوں جمال تو یہ پردہ
 ظاہر ہے وہ درجہ کہ وعدہ فرما رہی ہے ہیبت پس عبادت کو باعتبار تینوں درجوں کو تعلق روز جزا
 کے ساتھ ہو اس سلسلہ کو آیاتِ تعبدیہ کہ چھ مآلک کو نور الایمان کا ذکر کیا اور ذکر عبودیت کا مقدم فرمایا یعنی
 آیاتِ تعبدیہ سے پہلے لاؤ تاکہ باعث ہیبت اور اجال کا ہو اور عبادت میں لغات بائیں اور اونچے
 نہ رہے جیسا کہ مشہور ہے کہ ایک پہلوان نامی ساتھ ایک آدمی کینہہ کو کشتی کرنے لگا اور لوگوں نے عین کشتی
 میں اس آدمی کو کہا کہ کچھ جانتا ہو تو کہہ کوں ہو فلانا پہلوان اور ستاؤ ہو وہ شخص بجز ہونو نام نہی
 پہلوان کو گہرا اور مغلوب جوت نام پہلوانوں کو سے ہمدردی اور اجال ل میں جاوے نام ان کا
 اس کا کہیں کہ سب زبردست ہو کس قدر ہیبت اور اجال ہونا چاہی اور یہ بھی وجہ مقدم کرنے ذکر
 کے ہے تاکہ بندہ کو اس کے نام سے ایک قوت حاصل ہو کہ سبب اس قوت کے ثقل عبادت سے
 کا اس کے اوپر آسان ہو جاوے جیسا کہ کوئی شخص نہ رکھنا چاہے بیشتر اس سے یا قوتی یا غلا
 مقوی کھائے تاکہ وہ کام بخاری بہولت کرے اور یہ بھی وجہ ہے کہ جب بندہ نے عبادت سے پہلے
 نام اس کا یاد کیا سبب کے حضور معنوی بھوکا حاصل ہوا اور عاشق کو بیچ حضور محبوب انہو کے
 کچھ کلفت محسوس نہیں ہوتی ہی پس بندہ کو بیچ حضور محبوب کے عبادت کو اندر کچھ کلفت اور ملال حاصل
 نہ ہو گا اور شوق و ذوق کو ساتھ ادا کرے گا اور بھی خاصیت ذکر الہی کی ہے کہ شیطان کو دل سے

سچا نام نہی نہایت
 پینچیس سالہ ہوا
 ان کو ملک
 دس سالہ ہوا
 اس کی طرف تعلق
 دینے والے خلاصی
 کے عذاب الہی کے
 سے ہوا کہ تعلیم
 قرآن و حدیث کے
 خدمت گزاروں
 میں لکھا جائے آ
 تفسیر کی کتابت آخر
 مشہور ہوئی
 اور نام اس کا تفسیر
 خلیفہ رکھا گیا
 سے آقا زکریا
 نور سانی ہوتا ہے
 سلیمان کو چاہی
 کہ اپنے شخص سے
 بچوں کو دینے

فائدہ اٹھائی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے عادت کو اندرون چیزوں کو سبب حاصل ہونے کا کر دیا ہے
 جیسا کہ کھانا طعام کا پیر بھرنے کی واسطے عادت میں سبب ہو گیا ہے اور پینا پانی کا کہ پیاس کو دور کرنے کا
 سبب ہے پس اعتراض جبریز اور قدیرہ کا سابقہ دوسرا شریک ہے کہ استغانت کسی کام کے پہلے اس کام
 کے شروع کرنے سے مناسبت ہو نہ چھوڑے اس کے پس چاہئے تھا کہ استغانت کو اوپر عبادت کے مقدم کرتے جواب
 اس کا یہ ہے کہ عبادت وسیلہ ہے اور استغانت حاجت ہے اور وسیلہ کو اوپر حاجت کو مقدم ہے اور ہر گاہ کہ استغانت
 واسطے تمام کرنے عبادت کرے اور تمام کرنا ہر چیز کا بعد شروع کرنے اس کے کہ ہوتا ہو اس واسطے استغانت کو بھی
 عبادت کو لائے گویا بندہ اس طرح کہتا ہے کہ میں نے عبادت تیری ساتھ حکم تیرے شروع کی ہو لیکن تمام کرنا اور کھانا
 ہاتھ میرے نہیں لیا ہوں کہ کوئی مانع منع کرے اور جبر و پیش و پس میں ساتھ تیری استغانت کرنا ہوں پس تمام
 کرنے اس کے کہ *وَقَاتِلْ قَلْبَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَصَابَهُمُ الْوَحْشُ* یعنی تحقیق دل مومن کا درمیان دو انگلیوں
 رحمان کے ہے اور اگر مراد اس استغانت سے عام ہے کہ تمام کاموں دنیا اور دین میں ہو پس وجہ اس
 اختصاص کی یہ ہے کہ جو کوئی غیر اپنے کے اعانت کرتا ہو نہایت کاراؤسکے کا یہ ہے کہ اس شخص کو دل
 میں داعیہ اعانت اس کے کا ڈالا جاتا ہے یعنی یہ بات اس کے دلیلیں مضبوط ہو جاتی ہے کہ میں اعانت اس
 شخص کی کروں اور بچھ دل میں خیال ڈال دینا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے پس گویا بندہ کہتا ہے کہ سو اپنے
 کسی کو اعانت تیری ممکن نہیں مگر جو وقت تو اعانت اس کی فرماوے تاکہ سبب اعانت کا ہم بچھاؤ
 پھر اس کے دلیلیں داعیہ اعانت میرے کا ڈالے تو پس میں واسطے سے قطع نظر کرتا ہوں اور سو اس کا اعانت
 تیرے کی نہیں دیکھتا ہوں میں تو فیج اس مقام کی یہ کہ بندہ کو ظاہر میں قدرت دی ہو کہ سبب اس قدر
 کے گمان کرتا ہے کہ کرنا اور کرنا میرے اختیار میں ہو لیکن ترجیح کرنے کے اوپر چھوڑنے کے ہرگز اپنی طرف
 سے اس کو میسر نہیں اس واسطے جو مرجع بند کی طرف سے ہو پس اس مرجع میں کلام کی جاوے گی کہ اس کے
 وجود کو ترجیح اوپر عدم کے کہاں ہو ائی یہاں تک کہ تسلسل لازم آوے پس وہ مرجع ہو گا کہ اگر کیا ہو
 پس استغانت سو اس قدر خدا کو کسی سوائے لائق نہیں اور بھی ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مخلوقات اپنی مطلب طلب کرتے
 ہیں اور اپنی قدرت اور عقل اور شعور اور کوشش میں کوئی قصور نہیں کرتا ہوا و مطلب نہیں پہنچتے مگر بعض
 پس حاصل ہوتا مطلب کا بغیر اعانت غیبی کے ممکن نہیں اور بھی بار بار بچھا گیا کہ ایک انسان اور دوسرے انسان
 حاجت طلب کی اور وہ شخص مدت تک ٹالتا رہا اور پست و لعل میں گذارتا رہا پھر دفعہ حاجت اس کی پوری

حلیہ
 تفسیر

راجع ارشاد اللہ

الی علم الادب مولفہ

حاتم بیچے یہ سارے

وہ میں کہ بس دیا

حوزے میں بند ہے

ان جا مختصر سارا

کے بعد بقول نقلے

حدیث تفسیر عربی

میں پڑھنے کی قوت

ہو جاتی ہے و بالہ

التوفیق آئے میرے

مہربان خدا تو اس

سبب کے مدعا بلاؤ

اس تفسیر قبول

کرو اور اس کو میرے

اور جمع مومنین و

مومنان کے ہاں

کا سبب کرو اور ذکر

اس کے مطالب کو

اس کے مطالب کو

اس کے مطالب کو

تقسیم غلیل

کو ایچ پیجیو باکیو
 لفظوں میں ادا کرو اور
 محکمہ لشکر فوجی
 اصل دونوں سے پہلے
 فرما دو اور دوسرے
 ماں باپ بھائی بہنوں
 اہل و عیال اور مال
 شاگردوں اور شاگرد
 کنوئوں اور چھوٹے
 دوسروں کو فخر سے
 اُنکے اُنکے فضل و
 الشیخوۃ و الفضل
 سر پر دہائے قرآن
 چہ در اندک دل بہ بند
 پنهانی، یعنی قرآن مجید
 حاصل نہ کیا کام ہے
 لوح محفوظ سے اور ترا
 ہے آسمان سے
 جبریل امین حضرت
 محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم

اسکے لئے کہ اس کے دلیں خیال حاجت روائی اسکی کا آجانا غیب کی طرف سے پس مرد مومن کو
 کہ شکر ہی سمجھتا ہے اول ہی مرتبہ میں چاہئے کہ غیر کی اعانت کو کہ فقط ظاہر میں اعانت ہے اور حقیقت میں
 کسی طرح کی قدرت نہیں رکھتا ہے نظر سے ڈال دو اور ساتھ اعانت قادر حقیقی کو کفایت کرے کہ تو ہیں کہ سب
 حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو عمرو دین زنا تھ اور پناہ مذہ کر آگ میں ڈال یا حضرت جبریل علیہ السلام
 چھینچے اور کہا اگر تم کو حاجت میری ہے ہو فرماؤ حضرت خلیل علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ طرف تیری
 حاجت نہیں ٹھکتا ہر نہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ خدا سے انجا کہ حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا کہ
 جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا ہو حاجت عرض میری کی نہیں اور میرا کہ بندہ مومن نمازیں کراہو دو
 پناہ اس کے چنے پھرنے سے بند ہو اور دونوں ہاتھ کام کرنے سے معطل ہے اور زبان سواہی قرأت اور ذکر کے
 اور کچھ نہیں کہہ سکتا گویا سب طلباء و مرہب کو جیسا کہ حقیقت میں پکارا تھا ظاہر میں بھی پکارا دیکھ لائی
 دو سو وقت میں ان سب کو پکارا دیکھ کر کھوج طرف حقیقت کام لے گیا اور کہا اَیَاکَ اَسْتَعِیْنُ اور چھ
 علمائے کہا ہے کہ جس وقت بندہ مومن اَیَاکَ اَعْبَدَ کہا اسات کا خوف آیا کہ یہ نہ ہو کہ نسبت عبادت کے
 صرف اپنی ہی طرف کروں اور خود پسند میں پڑ نہیں اسلئے دور کرنے اس خوف کو اَیَاکَ اَسْتَعِیْنُ قطع
 فرمایا اور اس جگہ سے مجید مقدم کرنے بعد کا اولیٰ استعین کو کھو ظاہر ہو کہتے ہیں اس سورہ میں دو مقام ہیں ایک
 مقام معرفت ربوبیت کا دوسرا مقام عبودیت کا اور جس وقت یہ دونوں مقام جمع ہو جائیں معاملہ بندہ کا
 خدا کے ساتھ پورا پورا ہو جاوے اور معنی اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اَیُّ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ کھج کے جلوہ گر ہوں شمر
 سورہ سے مَالِکِ یَوْمَ الذِّیْنِ تک بیان مقام ربوبیت کا ہو بعد سے معاہدہ اور اَیَاکَ اَعْبَدَ بیان شرف
 مقام عبودیت کا ہو اور اَیَاکَ اَسْتَعِیْنُ بیان کمال اسکی کا ہو اور جس وقت فادوں نے ہم دینی دونوں طرف سے ثابت
 ہوئی شمر اور کراویر مرتب ہوا کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہ اکثر علماء نے بیچ وجہ التفات کو غیبت کی طرف
 کو کہ اَیَاکَ اَعْبَدُ وَاَیَاکَ اَسْتَعِیْنُ میں موجود ہو ایسا فرمایا کہ سلسلے کو وقت شروع نماز کو انجینی کی مانند
 ہو کر ثنا خدا تعالیٰ کو ساتھ لفظ غائب کے شروع کی یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لفظ غائب اسو اسکو کہ اسم
 ظاہر بیچ حکم غائب کو ہوتا ہو اور جس وقت ثنا کو ساتھ کمال کو پہنچایا وہ حجاب درمیان میں تھا اوٹھ گیا اور دوی
 ساتھ نزدیک کے بدل گئی اور اجنبیت ساتھ گنگا گت کو ملی پس یہ شخص قلیل اس کے ہوا کہ ساتھ لفظ خطاب کے کلمہ
 کر دیا اور یہ بھی کہا ہو کہ دعا اور سوال کی واسطے حضور ہر ہر سوال غامبانہ چنداں مفید نہیں ہوتا ہو اور ثنا

اور تعریف پس پشت کرنی بہتر ہوتی ہے تاکہ گمان خوشامد کا نکلیا جاوے اور اچھکے جاننا چاہئے کہ مشرکین
ساتھ اہل اسلام کے برخلاف ہیں چچ خاص کرنے عبادت اور ستعانت کو کہ سواؤ خدا کو اور دن کو عبادت
کرتے ہیں اور ستعانت اوسے چاہتے ہیں بعضے مشرک اجسام معدنیہ کے تئیں جیسا کہ بڑی بڑی پہاڑوں
اور چاندی اور سونے کی عبادت کرتے ہیں اور بعض دختوں کی پرستش کرتے جیسے کہ درخت پل
اور تسی اور سواہ کے اور بعضوں کو روحانیات پر عبید کہ مری اپنا تواریا ہے بلکہ ایک جماعت نے انہیں سو
ہر فکیم کیواسے ایک روح کو اصرح فلک پہ مقرر کر رکھا ہے کہ اس روح کو اس فکیم کا برابر اور مری سمجھتے
ہیں اور جتنے انواع عالم کے ہیں ہر نوع کیواسے ایک روح کو مری اور مرد براستھا کرتے ہیں اور واسطے دو
کرنے ہر مرض کو اور واسطے حصول ہر کیفیت کو بدن میں کہ حرارت اور برودت اور رطوبت اور یہوست ہو
بھی ایک روح مقرر کی ہو کہ اس روح کو ستعانت چاہتے ہیں اور چونکہ وہ ارواح نظروں سے غائب ہیں
صورتیں اور ٹھکیں انکی بنا کر نہایت تطہیر اور جاری و پیش کرتے ہیں اور بعض ان مشرکین کو ایسی ہیں کہ جو
انسان کامل میں انہیں کی عبادت کرتے ہیں اور بعضے جسم بسیط کی عبادت کرتے ہیں خواہ سفلیہ ہوں
مثلاً آگ کے کہ بعض مجوس کی ہے اور کہتے ہیں کہ جسم نہایت لطیف اور لونی ہو اور باوجود اسکے چچ ہر
آدمی کو دخل رکھتی ہے پس اٹھو ربوبیت الہی کا اوس میں کامل ہو اور کوششی کو انواع حیوانات کو طرف
اس مختصر چچ معاش پی کے اختیار نہیں مگر آدمی کو پس بعض کہ خاص ساتھ نوع انسان کے ہو
اور ربوبیت خاص انسان کی نے اس مختصر میں ٹھہرایا ہے قابل اس کے ہو کہ نہایت تدل لیسبت
اوسکے کیا جاوے اور ایک جماعت اجسام علویہ میں ہاتھ اب اور آفتاب اور اور ستاروں کی پرستش کرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ مدبر عالم کی موقوف اوپر بدلتے رہو اور اولیت کو ہے کہ دن اور رات کا نظام اسی
سبب ہے کہ او بھی موقوف ہو اوپر بدلتے فصول اور اختلاف ہوا اور زیادتی رطوبت کو بچ بعض وقت کے
اور قوت بیوست کو دوسرے وقت میں اور یہ چیزیں انہا نہیں جموں کتاب پس نسبت ان اجسام کو نہایت تطہیر
رعایت کرنی چاہئے اور باوجود اسکے ان جموں کیواسے ارواح بھی ہیں کہ انھوں کو محال مناسبت ہر آدمی
کے ساتھ ہم چھپائی ہو پس بالادلی قابل عبادت کو ہونی اور تمام ان مذہب مرد و مسلمان ساتھ ان کو
کے رد کرتا ہو اور حقیقت ملت جنتی کہ مقرر کی ہوئی حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کہ ہے تفصیل نہیں دو
کلموں کی ہو کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین باقی رہی تفصیل عبادت کی اور ستعانت چاہنی غیر ہو اور وہ

خدا کی عبادت

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

مشرکین کے پاس

فہم فی
 حزن و غم
 شوق و آرزو
 غم و غم
 اور متفرق طور پر
 اور عقلوں اور
 دماغی کھانا
 کیفیت امام بخاری
 کے قول و روایت
 کی نسبت تابع
 پیشوائے فریاد
 دہ اوپر کے فضائل
 نام کے فضائل
 زمانے میں ہر
 سکھ کے لئے
 فریاد اور غم
 کے لئے
 لوگ کہ حافظ
 ہوئے بہت
 کتب جو لوگ

یکہ ہے کہ عبادت یعنی غایت تدل واسطہ نہایت تعظیم کے مطلقاً اس ملت میں خاص و اسطو خدا تعالیٰ کو
 اور کسی ذی حق کی واسطہ جیسا کہ یا باپ یا استاد یا پیرو یا آقا اور خداوند و سروران کو اور جو ملکہ نام حق
 کی مثل عناصر کے اور فطریات کو اور ارواح علیہ کے جائز نہیں سو اسلئے کہ حساب نہایت تعظیم کے اور نہیں یا بے
 نہیں ملے اور جسوقت حساب نہایت تعظیم کو متحقق نہ ہوئی نہایت تدل بے موقع اور بجا ہو اور تلف کرنا حق
 مالک ملک علی الاطلاق کا ہو اور نظم ہی نہایت بڑا عاذا اللہ منہ اور استعانت یا ساتھ ایسی چیز کے ہو کہ تو ہم
 استقلال اس چیز کو چھوڑ دے اور فہم کی شخص کے خواہ مشرک ہو خواہ موحد نہیں گذرے جیسا کہ استعانت ساتھ
 اناج وغیرہ کی چیز کو رکھنے بھوک کو اور استعانت ساتھ پانی اور شہر تلوں کو بیچ دو کر کے پیاس کو اور استعانت
 واسطے راحت کو بیچ سایہ دخت وغیرہ کو اور استعانت طرف واؤں اور بیٹیوں کی چھوڑ کر بے بیاریوں کو
 اور استعانت ساتھ امیر اور بادشاہ کو بیچ تعین جو معاش کو کہ حقیقت میں معاوضہ خدمت کا مال کو ساتھ ہو اور
 موجب تدل کہ نہیں اور ایسی ہی استعانت ساتھ طبیعوں اور علاج کرنا لوں کو کہ سبب تجربہ اور زیادتی و فہم کے
 اون کو طلب مشورہ کرے اور استقلال کا وہم نہیں کیا جاتا ہیں اس قسم کی استعانت بالکرامت جائز ہے اسلئے
 کہ حقیقت میں استعانت نہیں اور اگر استعانت ہو تو بھی استعانت بخدا ہو اور یا استعانت ایسی چیز کے ساتھ ہو کہ
 تو ہم استقلال اس چیز کا مشرکین کو ذہنوں میں بٹھا ہو اور جیسا کہ استعانت ساتھ ارواح اور روحانیت
 فطریہ یا عنصریہ یا ارواح سائرہ کو مثل بہوانی و شیخ و سحر و زنیخاں اور جو مانند ان کی ہوں اور اس قسم کی استعانت
 میں شرک ہو اور مافی ملت جنفی کو ہے اور اگر کوئی دلیل اسکی طلب کرے کہ حصر عبادت اور استعانت کا اس
 کی ذات میں کیوں ہے کہیں کہ ہم کہ تین آئینہ پہلی دلیل اس حصر کی ہیں سو اسطو کہ عبادت اور استعانت یا
 اسطو کہ وہ شخص کمال ذات رکھتا ہو اور یا اسطو کہ انعامات اور کما بیشہ و خلق کو اور پر بندوں میں
 تاکہ اون کو مقابلہ میں شکر اسکا ادا کرتے رہیں اور طلبہ یا دتی کی ہمیشہ ہوتی رہے اور اعانت اور اسکی
 مستمر ہے یعنی ابدالاً بذاتک موجود ہو اور کسی ہم موقوف نہیں بل سبب کہ جو کہ ربوبیت اسکی شامل اور
 گھیر نیوالی تمام خلق کو ہو اور اعانت بھی تہ حق ربوبیت کا ہو یا واسطہ خوف تلف ہوئی کسی کمال کو یا باعث
 لاحق ہونے کسی کف اور نقصان کو ہے اور یہ چیزیں ساتھ وصف عموم اور جامعہ کو اور باعتبار خلقت اور بجا
 کو اور قدر اور تمکین کو حاصل ہونے کی ذات کے ساتھ ہیں سچکے جانتا چاہو کہ اس مقام میں کئی عبارتیں اس مطلب کے
 ادا کرنے کو واسطے ذہن میں آتی ہیں اور سب سے چھوڑ کر یہ عبارت خاص کیوں اختیار فرمائی اور نکتہ سہم

[illegible]

یا ایک ملک ان میں سے ایک شخص کو ہدایت حاصل ہوا اور دوسرے گمراہی میں گرفتار ہیں پس اس شخص کو
نہایت مشکل ہو جاوے اگر ان کی موافقت کرو دیوہ وہ ہستہ ہلاکت میں پڑتا ہے اور اگر مخالفت کوئی کرے
تو سحرہ اون لوگوں کا پتہ پڑتا ہے اور صحبت بری لوگوں کی اختیار کرنی پڑتی ہے اور اوقات سچ قیل قال
اور لڑائی و جھگڑائے بے مزگی ہو گزرتی ہے اور علاقے قرابت و صداقت اور عین ان نصرت کے تمام برہم
ہو جاتے ہیں تا جا رہے تھیں اور مجنسون اپنی کو ہدایت کی دعا میں مل کرنا چاہتے تاکہ کشاکش ان
برائیوں کی سے محفوظ رہے اور لفظ صراط کا ہم معنی طریق اور سبیل کا ہے اور ان سب کے معنی راہ کہیں اور بھی لگے
اس لفظ کو اس واسطے اختیار فرمایا کہ مسلمانوں کو ذکر کرنے اس لفظ کے گزرنے پر صراط کا یاد آوے
کہ اس میں صراط کا لفظ ہی اور یہ جانے کہ جگہ اس پر گزرتا ہے اور گزرتا اس سے سو یا چلنے طریق مستقیم
کے ممکن نہیں اور مشہور ہے کہ طریق مستقیم پر چلنا اختیار کرنا میانہ روی کا ہے یعنی نہ افراط اس میں ہے
اور نہ تفریط کہ بچے و نون مذہب میں مثلاً عبادت میں افراط ہے کہ جس جگہ مذہب کی صفت کا صفات
الہیہ کو دیکھا جاوے بے اختیار پریشانی ہو سکی کرنے لگے جیسا کہ مذہب نہ ہو کا ہے اور تفریط ہے کہ کسی وقت
شغلوں دنیا اور طلب مالش سے اپنی تئیں فراغت نہ کرے اور عالم غیب کی طرف متوجہ نہ ہو جیسا کہ معمول فرقہ
الکبیر اور دوسرے بیدینوں کا ہے اور افراط ہستانت میں وہ ہے کہ ہر چیز کی واسطے باعث و ہم کو سب
وجوہت کریں اور ہر کاموں مطلوبہ کی ادنیٰ طرف رجوع کریں و تاثر میں ستاروں کی اور سعادت اور
نحوست ہنوں کی اور خواہش پوشیدہ معاون اور بنامات اور حیوانات کو رعایت کریں اور غم اور یمن کو
لی بیوں اور اولاد اور غلاموں اور نوٹائیوں اور گھوڑوں اور چوبلی اور تلوار اور چوچرو نہیں خیال میں
لاؤں اور اوقات زندگی کی اپنی اوپر تنگ کریں اور مثل سودائیوں کو ہر چیز سے ڈریں اور ہر چیز سے توقع
نفع ٹیگی لگیں اور تفریط ہے کہ سبب اعتبار کی ہموں کو بھی مثل دوا اور غذا کے اور پرہیز کے اور مثل
صحت نیکوں کو اور صحبت بدون کو اور مثل دعا اور انجا کرنے جناب الہی میں سب کو ساقط الا اعتبار جائیں
اور اسی فیاس پر میانہ روی تمام کاموں میں بہتر ہے اور بیشی اور کی مذہم ہے جیسا کہ بالتفصیل کتابوں
علم اخلاق وغیرہ میں کو رہی اور طریق نمونہ کو سچا کچھ ذکر کرتے ہیں کہ آدمی کیو سطرتین قوتیں ہیں ایک قوت
لفظیہ کہ اس کو عقیدہ بھی کہو ہیں صفت و سکی جاننا نشایاؤں کا اور دریافت کرنا حقیقتوں کا ہی اور حقیقت
یادداشت اور تخیل سر تعالیٰ کی میں بافعال اور ثار او سے دنیا و آخرت میں اور اس قسم کو علم کو علم الہی کہتے ہیں

مفسر حلی
خارنہ قرآن مجید
سی صلیت کو پیچھے
دل پیچی کھول دیا
قواسے زید باشم
جان اور دانا آدمی
موسم کو تیر ہر طرہ
اعتبار ہے کیونکہ ہم
رسول اس واسطے ہر
علیہ وآلہ وسلم
کے وقت میں وہی
بھی کھا کرتے تھے
اب ہم ہی قرآن
ش کے لئے
سودا کرتے ہیں
خدا کی قسم اگر یہ
پارہ شیا دنیا کا
چھوٹے کوچہ چارن
جمع کرنے کے بارے
جاری نہ ہوتا
پس نہ عرض
کرتے

اور افراط و تفریط اس قسم میں وہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں تشکر کرے اور درپے دریافت کرنے بھید
اوس کے کہ ہو یا صفتوں کا مطلقا انکار کرے واسطو تنزیہ کے یا ثابت کرے صفتوں کو اور بطریق تشبیہ کے
کہ خالق کو مخلوق کے ساتھ ہم رنگ کرے یا جن صفات کو شرع نے ثابت کیا ہو ساتھ تاویل ہل کے انکار اور
کہ موشل کلام کے اور مع کو اور بصر کے اور رویت اور رضا کو اور غضب کے یا خیال اللہ تعالیٰ کو تئیں غل خیال اپنی کے
غرضوں کو ساتھ ملی ہوئی جانی یا مہل اور لطف کو تئیں مفتی قرار دے عقل اپنی کو اوپر لو سکے واجب بچانے اور
افعال بندہ کی طرف بندگی کی نسبت کرے اور خلق کو تاثیر اللہ تعالیٰ کی کا ان فعلوں میں منکر ہو یا بند
کو موشل تپھر کے بے خل اعتقاد کرے اور جبری ہو جاوے اور سوا اسکے اور عقائد باطلہ کہ مایل افراط و تفریط کی
طرف ہیں اور یا حقائق اروح اور مالک اور انبیاء اور اولیا اور امام دین کو ہیں اور اس قسم کو علم کو علم نبوت
ہتے ہیں اور افراط و تفریط اس قسم میں ہو کہ ہل ان مرتبوں و منصبوں کا انکار کرے یا انکی علمت کا اور محفوظ
رہنے کا گناہوں کو اور خطاؤں کو اعتقاد کرے اور موشل اپنی آلودہ ساتھ غرضوں نہیاوی اور طلب کے اور طلب
کیمینوں کو اور مغرب حاجتوں نفسانیہ کا جانے یا تہہ اماموں اور اولیاؤں کا برابر بتیلہ نبیاؤں اور مرسلین علیہم السلام
کے مقرر کرے اور انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کو واسطے لوازم الوہیت کو جیسا کہ علم غیب اور فریاد سننے ہر کسی کو
ہر جگہ میں اور قدرت اور پر تمام مقدرات کو ثابت کرے اور مالک اور ارواح اور انبیاء اور اولیاؤں کو تئیں بیچ پر
صورقوں اور بتوں و تہیروں کو معبود ٹھہرے اور رزق اور نرزا اور خدمت اور منصب بن سے
بالاستقلال رخواست کرے اور شفاعت اور عرض اپنی اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں واجب قبول جانا گو کہ
جناب باری کو نزدیک ہے امر مکر وہ ہو یا وہ حقائق معاملات قبر کے اور فروغ اور بہشت کو اور حساب و میزان
اور دوسرے امور آخرت کو ہیں اور اس علم کو علم معاد اور علم سمعیات کا بھی کہتے ہیں اور افراط و تفریط اس قسم
میں وہ ہو کہ مثلا ایمان کو اس حد کے ساتھ موشر بیچ خجائ کو پہچانے کہ بالکل خوف کو دل سے اٹھاوے اور بچہ پات
جاوے کہ کوئی گناہ اگر ایمان دلیں ہو ضرر نہ کرے یا ایمان کو اس مرتبہ پر ساقط الاعتبار گردانے کہ ساتھ ہر گناہ کے
تاثیر اوسکی نہ ہو جاوے گی اور گناہ کا ایمان والے مانند کافروں کو ایمان کو فروغ میں ہمیشہ رہیں گے یا اعمال نیک
اور بد کی تاثیر ذاتی آخرت میں ثابت کرے اور جاوے کہ حضرت اللہ تعالیٰ چچ مقام خزاوہی کو بے اختیار ہے اور تاج
اعمال بندے کے ہو معاف کرے گناہوں کا یا نہ قبول کرنا طاعت کا اوس کو ممکن نہیں یا بہشت اور فروغ
کو اور لذت اور عالم سچھ کو مانند انقلابات دنیا کے زائل اور فانی اعتقاد کرے اور اوپر اسی کو بے قیاس اور

قسم غلط
ایک دگر ایسی بات
کہوں کہ تئیں جہاں
رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے
نہ کیا وہ سب
نے فرمایا وہ اللہ
اسی میں جو تہہ
میں پہنچے اس میں
استقامت ایک
کہ آخر کو خدائے
ذات بی گناہی
مصلحت ہر سب
بھی کھول دی ہے
میں نے کہو جس
پہنوں اور میں
اور لوگوں کے پیرو
میں قرآن حکایت
کہ لوگ کج کرتا
شرع کی صورت
تہہ کی اور تہہ

چیزوں کا مادہ حقائق اجسام اور اعراض دوسری ہیں کہ اس علم کو علم الجواہر والاعراض کہتے ہیں اور علم طبی
 اور ریاضی بھی نام رکھتے ہیں اور افراط و تفریط اس قسم میں وہ ہے کہ مثلاً بیج شرح اور سلطان چیزوں کو
 غور کام کر کے اور قوت مادر کہ اپنی کو بیج حاصل کرنے والا یعنی کے یعنی احوال اور خواص اور تاثیرات انکو کے
 معروف کرنے میں توفیق کرنے کو علم ہیئت اور ہندسہ اور حساب اور فنون ریاضی میں اور موسیقی اور
 جراثیمات اور مناظرہ اور تشبیہ اور طلسمات اور نیرنگیات اور علم فلاحات اور علم حیوان اور خواص نباتات
 اور جراثیم اور علم طب میں اور سوا اسکے یا ان چیزوں کا مطلق انکار کرنا اور ان سے بے بہرہ اور بے نصیب
 اور جس قدر علم ان چیزوں کا نفع دین اور دنیا میں ہواوس میں بھی متوجہ نہ ہوا و دوسری قوت شہویہ ہے
 کہ باعث کھینچنے منافع کو اور وسیلہ خواہش مرغوبات کو ہے اور افراط اسکا فحش ہے اور خلافت
 بھی کہتے ہیں یعنی ڈوب جانا لذتوں اور رغبت کی چیزوں میں زیادہ اور سقراطی کہ حاجت ہوا
 تفریط یعنی نقصان اوسکے کو جو کہتے ہیں یعنی سکون اور باز رہنا اوس چیز سے کہ عقل اور شریع
 اوسکی طرف رغبت لاتی ہے جیسا کہ نکاح حلال اور کھانا لذت کے لیے شکر ہوا اور مرتبہ توسط کا غفلت
 ہے یعنی تابع کرنا شہوت کا ساتھ حکم عقل اور شریع کرنا کہ خواہش نفس سے سلامتی حاصل ہو اور اس میں
 رویہ اخلاق پسندیدہ بہت پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ حیا اور صبر اور قناعت اور قوی اور جواہر مدی اور
 سخاوت اور قوی سخاوت و ایثار اور کرم اور معاف کرنا اور مروت اور آسانی کرنی معاملات میں اور
 تیسری قوت غصہ ہے کہ منشا پیش ہوتی کرنے کا اور چیزوں خطرناک کو ہے اور مقتضا اسکا تسلط اور
 بلندی اور دو کرنا ضرر غیر کہ ہے آپ سوا متعلقوں اپنی سے اور افراط اس قوت کا ہنوس ہے یعنی دلیری
 کرنی چاہیے اور بھگنے کے اور اوپر اوس چیز کے نہیں چاہیے اور تفریط اسکا جبن ہے یعنی ڈرنا اوس چیز سے کہ
 چاہیے اوس سے ڈرنا اور توسط اسکا شجاعت ہے اور اس توسط سے بہت اخلاق پسندیدہ پیدا ہوتے
 ہیں مثل ملوہمت اور ستم قتال اور علم اور تحمل اور حیا اور سوا اسکے اور توسط استمال قوت لطفہ کے
 میں حکمت کہتے ہیں اور اوس سے ڈکا اور سرعت فہم کی اور صفائی ذہن کی اور آسانی سے سیکھ لینا کی
 فن کا اور اچھی طرح یاد کرنا اور سمجھنا اور سوچنا حاصل ہوتا ہے اور اسکے افراط کا نام جزیرہ ہے اور تفریط
 اسکے کا نام بلامت اور غباوت ہے اور بصورت تینوں قوتوں میں توسط حاصل ہو جاوے اسکا نام
 عدالت ہے اور توالی عدالت کو ہے دوستی اور الفت اور وفا اور شفقت اور بلا دینا احسان کا

تفصیل
 لفظ جواہر و اعراض
 یعنی انفسیکہ و فنیہ
 سورۃ تکوین
 ختمہ زہری
 علی چہایت ان کے
 سوا اور کیو یاد
 یہ بھی بجا اور اق
 جن میں قرآن
 غلبہ تب تھانوی
 سے پاس آئی زہری
 جس سے پھر ع
 سے پاس دی
 علم کی بھی خصوصیت
 سے پاس سے
 (ب) جان کے
 بیٹے خلیفہ فخر
 آئینہ وار و بجا
 میں جو اہل عراق
 پر ہوتی قرآن کی
 قرأت میں خفا کا

اور نگاہ رکھنا علاقوں اور حسن صحبت کا اور مشارکت کا اور توکل اور اگر ناحق معبود علی
کا اور ملائکہ اوسکے کا اور پیغمبروں اوسکے کا اور اولوالکرام کا اور فرمان برداری کرنے اور امر نوری
شرعی کی اور بھی ہو محال تقویٰ لیکن اسکا ایک نکتہ ہو اوسکو بھی معلوم کرنا چاہیو اور وہ یہ ہے کہ
قوت لطفیہ انسانی ذات میں داخل ہو کہ اسکی روح کی واسطے پہلے بدن کو اپنے سے وصل تھی اور قوت
شہویہ اور غضبیہ بعد تعلق یک طرفہ روح کو ساتھ بدن کو حاصل ہوئیں پس کمال توسط کا قوت لطفیہ
مردہ ہو کہ استعمال اسکا اس حد کو پہنچا دیں کہ زیادہ اوس سے ممکن نہ ہو اور کمال توسط قوت شہویہ
اور غضبیہ کا وہ ہو کہ اون کے تئیں بقدر ضرورت کو استعمال کریں ساتھ اس حد کے کہ کمتر اوس سے متصور
ہو اور اچار طریق توسط کا دریافت کرنا بخیر برائی انبیاء علیہم السلام کے اور نفاقت حد یقین اور شہیدوں
و صالحین کو دشوار ہے اور سیوا سطر کہا کہ کہ طریقت مستقیم پیروی کرنے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو ہوا
مشترب ہو کہ انسان اپنی دل سے ماسلوئے اللہ سے اعراض کرے تو الہام اور دل اور فکر اور ذکر اوسکا
کلیہ طرف خالق اپنے کے متوجہ ہو رہا نہ کہ اگر اوس بنیاد سے حکم چھینے کہ بیٹے اپنی کو پیچ راہ خدا کو پیچ
تھے کمال ضیاع داری کرے مثل حضرت جلیل اللہ علیہ السلام کے اور اگر حکم ہو کہ جان اپنی کو پیچ راہ خدا کو قربان
تھے کمال ضیاع داری کو قبول کرے مثل حضرت امیر علیہ السلام کو اور اگر فرما دیں کہ
تئیں دریلے زخاریں ڈال دو فرمان برداری کرے جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے
کر چھپے حاصل ہو تو منصب بڑے کے اور مرتبہ بلند کے شاہ فرما دیں کہ اپنے تئیں مانند شاگردوں
کو ایک شخص مجہول الحال کے چھپاؤ اور اوس سے ایک بات کام کے سیکھ جائے اور رنگ
طرف نہ آنے دو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ طرف حضرت خضر علیہ السلام کے دوڑی اور
روی اونکی اختیار کی حدیث شریف میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تئیں جنسوت کے مسئلہ
کفاروں کے ساتھ سے نفیت بہت چھٹی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی جاتا
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جسے سایہ میں تشریف فرما تھے فرمایا کہ بیشتر تم سے ایمان داروں
روں کو ہاتھ سے بڑی بڑی مصیبتیں چھتیں ہیں اس حد تک کہ بعضوں کے تئیں نہیں ہیں گار
مرا کر دیتے اور اگر تمیز لاکر اونکے سر سے ہٹا دیتے تھے یہاں تک کہ بدن اونکا بڑی ہو جاتا تھا اور وہ
ہرگز دیں اپنے سے نہ پھرتے تھے اور بعضوں کے تئیں اونہ کی انگلیوں سے پوست ہڑت

[illegible]

چھیلے تھے اور ہرگز خلاف میں اپنے کو کوئی بات زبان پر نہ لاتے تھے کہتے ہیں کہ خط مستقیم اوس خط کا
نام ہے کہ سب خطوں سے کہ وہ نقطوں میں فرض کر سکیں چھوٹا ہو گیا بندہ کہ سراسر مستقیم کی اپنے
واسطے دعا کرتا ہے عجز اور ضعف اپنا بیان کرتا ہے یعنی لائق ناتوانی میرے کہ نہیں بلکہ طریق مستقیم
اور اس واسطے جو کوئی بوڑھا یا ناتوان کسی حاجت اپنی کی واسطے جاتا ہو نزدیک رستہ تلاش کرتا
ہے اور دور کے رستہ سے بھاگتا ہے اور بھی کہا ہے کہ بندہ جب تک دنیا میں ہے بچ کشتش مشورہ
بنائیلوں اور راہ جتانیوالوں کے ہے عورت اور فرزند ایک راہ کی طرف بلاتے ہیں اور باب
دوسرے راستے کی ہدایت کرتے ہیں اور دوست اور شفیق اور راہ کی صلاح دیتے ہیں اور دشمن اور
حاسد دوسری راہ کی عقل بتاؤں ہیں اور اپنا نفس اور طرف کو کھینچتا ہے اور شیطان رستہ دوسرا
سکھاتا ہے اور شہوت اور غضب اور طریق سو جھاتے ہیں اور عقل اسکی ضعیف ہے اور عمر اسکی
کو تاہ میدان کو ششک سنگ حیران ہو کر اپنے تئیں غافل و مذکورہ پر لا کر فریاد کرتا ہے کہ
اِهْلِ نَاالْبِرَّ طَالُمُ اسْتَقِيمَا سَجَا بَعَثَ جَاهِلٌ شَبَّهَ كَرْتُمْ هِيَ كَهَبُوتِ مَرُومِلْمَانِ كُوجِ
وہاں تک کہ نمازیں اور پرو و دگار کے سطح عرض کرے سوال کرنا ہدایت کا یہی مقوم ہے اوسکو کہ نماز
کے لئے کوئی مختصر ہدایت حاصل ہوئی ہے کہ حضور میں پھر گیا پھر طلب کرنا ہدایت کا تحصیل حاصل کی ہے اور اسکا
کیا فائدہ ہو جواب کا یہ ہے کہ مرتبہ ہدایت کہ جیسے کہ ذکر بھی ہو چکا بہت ہیں پس آدمی ہر وقت میں ہدایت
کے مانگنے کو مستغنی نہیں کہ عالم آدمی کا ایک ہی چیز کے ساتھ و طرح سے ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے اول دوام اور
علم کا یعنی برابر چلا جانا تمام وقتوں میں و کم ہونا فقرات کا یعنی درمیاں میں غفلتیں جانی دوسری ساتھ
زیادتی دلیلوں کے ہواسطے کہ جو علم ایک لیل سے حاصل ہوا ہے اور دوسرا علم کئی دلیلوں سے حاصل ہوا
دونوں علم برابر نہیں ہو سکتے اور جو چیز اقسام ممکنات سے جہان میں موجود ہے اوس میں حالت اور وجود
ذات الہی کو اور علم اور قدرت اور کرم اور رحمت اور حکمت اور ہستی اور رکھی ہوئی ہے جیسا کہ کہا ہے شعر وفی کل
شیء لہ ایتہ تدل علی انه واحد و فرمودہ یہاں ہے کہ از میں رویدہ و وحدہ لاشریک لہ گوید یہ پس
علم آدمی کا ہر وقت زیادتی قبول کرنا اور استبعاد رکھنے والا ترقی بریک ہو فرودیناں مباحث کہ
مضمون نامزدہ است و صد سال می تو اس سخن از زلف یار گفت و مہنذ فرماں برداری تمام اور او فرما
اوس کی ہے اور حاصل کرتا فضائل و مرتبوں یلین کا میدان بہت بڑا ہے یعنی اسکے بہت مرتبہ ہیں اور

تفسیر
اس غیر متب
اور ان سے نقل
تجربہ اور عثمان
میں تینوں قریشی
صاحبوں سے
فرادیکہ جب تمام
اور عثمان بن ثابت
میں کچھ اختلاف
ہو تو قریشی ہی
س زبان کے موافق
کھانا کیونکہ قرآن
اور میں کی زبان
اور اسے چنانچہ
پس ہی کا یہ
پھر خیر قرآن کا
کہنے تو عثمان
نے حصہ خاص
وہ اور ان غیر متب
و پس کر دیے اور
چون متب و انوں
کو

انبیاء اور اولیاء کو گمان کریں اور اللہ کے غضب میں اور گمراہی میں نہ جا پڑیں واسطے دور کرنے اس شہابہ کے
یہ لفظ لائی ہیں اور اکثر مفسرین اس پر تعین کرنے معضوب علیہ اور ضال کو قوال مختلف لائی ہیں مفسرین
ذکر کیے جاتے ہیں میثاوی کہتا ہے معضوب علیہ گناہگار لوگ ہیں اور ضالین ہم راہ جابل ہیں سو اس
کو پورا انعام الہی بندوں کو حق میں وہ ہو کہ انکو معرفت حق کی اور عمل نیک و نون عنایت ہوں اور جس
شخص کو تہئیں و نون نصیب نہ ہوئی نعمت تمام نہ ہوئی پس اگر فقط معرفت حق کی رکھتا ہو اور عمل نیک
نہیں رکھتا ہو فاسق ہو اور محض غصہ کا ہو اور جو شخص معرفت حق کی نہ کرے گو عمل نیک کرتا ہو جابل اور گمراہ
اور بدیشہ گذر کہ معضوب علیہ دو فرق ہیں ایک کا فرغنا و کفریہ الا کہ دیدہ و نہتہ انکار کرتا ہے اور دوسرا
گناہگار کہ قصداً گناہ کرتا ہے اور ضال بھی دو فرق ہیں ایک کا فرکہ ساتھ تقلید کہ کفر میں پڑا ہو یا ہیال بصب
نظر کے کہ حقیقت میں کی اوسکا اور پڑا نہ ہوئی اور دوسرا گناہگار کہ اس کے کرم اور بخشش پر اعتماد او
پر ہوسا کر کے گناہ کرتا ہو یا بصب سوچنے اور بغیر دریافت کر نیکی اہل ذکر سونا دستہ نہایت کو اختیار کرتا ہو
اور بعضوں نے کہا ہے معضوب علیہ کافر ہے اور ضال مبتدع اور بعضوں نے کہا ہے معضوب علیہ شخص ہے کہ
یقیناً قیامت کو دن انتقام اوس کو یسے اور سزا دیں گا اور ضال عام ہو قتال عفو کا بھی رکھتا ہو اور حد
مشرقی میں بیٹے عام طامی کیسے کہ عدی نام رکھتا تھا اور بیچ حضور پر نور پیغمبر علیہ السلام کے بھیجا تھا روتا
تھا کہ میں جناب پیغمبر علیہ السلام کو ملے کہ وہ لفظ کے پوچھے فرمایا معضوب علیہم یہودی ہیں اور
نصاری اور تصدیق اسکی قرآن مجید میں موجود ہے یہود کو حق میں یہ ہے یونانی اِنْفِصَابِ مِنَ اللّٰہِ اور
نصار کو حق میں یہ ہے یونانی اِنْفِصَابِ مِنَ اللّٰہِ اور یہی ہے کہ جو کوئی اعتقاد حق اور خلق
نیک اور عمل صالح میں طرف تفریط کی گیا یعنی جو چیز چاہئے تھی اوس کو کوتاہی کی معضوب علیہ ہو اور
جو شخص افراط کی طرف گیا وہ گمراہ ہو اور اس جگہ جانتا چاہئے کہ ظاہر میں حاجت اس لفظ کی معلوم نہیں
ہوتی ہے اگر ایسا فرماتے اَھْدِنَا الصِّرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ مِنَ الْمُنْبِیِّیْنَ وَالصَّادِقِیْنَ وَالشَّھِدَآءِ
وَالصَّالِحِیْنَ کافی اور شافی ہو جاتا اور ذکر ضلال اور غصب کا اتنا درکار نہ تھا لیکن ایمان کو دوبارہ پیکر سون
کو ان دونوں باروں کے زور سے اور سلوک اس راہ کا میسر نہ ہوتا ہو اور وہ باز و عبارت خوف اور ہراس ہیں
اور دونوں ایسے چاہئیں کہ اعتدال پر رہیں اور سہواً اسطے قرآن مجید میں جانتا وعدہ کو ساتھ وعید کو ملا کر
ذکر فرمایا ہو اور صراحت ارشاد فرمایا ہے کہ نَبِیِّیْ عِبَادِیْ اِنِّیْ اَنَا الْعَفُوُّ الرَّحِیْمُ اِنْ هَذَا بَیْ اَھْلِ الْعَذَابِ

مفسرین
ان لوگوں کا کہتے ہیں
ان پر فاسق کہتا ہے
اور ضالین ہم راہ جابل ہیں
اور صاحب میں
تفسیر
ایسی نہیں ہے
نہج میں اختلاف
نہج میں تخریف
نہج میں معجزہ خاص
اسی قرآن مجید
اس کے باوجود
اس کے در کو
نفس و نقل ہونے
اس میں ذرا
اختلاف کا نام نہ
نشان بھی نہیں ہے
خدا کے فضل سے
مکرم الشریف
کے حافظ بھی آ
سنت سے ہونے

کے ساتھ اس صیغہ کو نظر حق کی طرف بھی ہے اور نظر خلق کی طرف بھی ہے اور بھی ملاحظہ منہ کا اور نوریت کا بھی ہے
کہ حمد ہی کہتے ہیں کہ ثنا کا جو وسیلہ انعام کے کہ بندوں کی طرف بندہ کی اور بندہ احوال میں ختم کی طرف بھی متوجہ
ہو اور نہت کی طرف بھی پس حمد ایک حالت متوسطہ درمیان غفلت اور مستغرق کہ جیسا کہ کتب بھی ایک حالت متوسطہ
ہو درمیان قیام اور سحر کے یا جب سب سے کہ جو حق حمد میں وضاحت پیشا اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ کو پشت و جہ کے
مادہ و جھک کو اور خرم ہوئی اور صورت رکھی کی نمود اور مولیٰ اور الرحمن الرحیم مناسب ہے کہ جو اسوہ کو جو بندہ
کہ اپنی بڑائی اور بلندی کو تہذیب کو واسطہ عاجزی اور پستی کو ساتھ بدل کرے حرمت الہی اور سکون پھر بلندی کی طرف پھیر
دینی کو کہ مت لئ انفع لہو من دفعہ اللہ اور مالک لئ لا یزین مناسب ہو سجدہ کرے ہو اسوہ کو کہ لفظ دلالت
کرتا ہو اور پستی تہری جلالت کے کہ میرا کہ نہولے خوف شدید کے اور غمہ دہی کے کمال خواری اور عاجزی کرے
اور خاک ہونا اور نہ کو خاک پر لٹا اسکے آثار کو جو بھی ابتداء الہیہ الیقین کا بعد مرنے کو جو اور موت رجوع ہونا نبیہ
کا طرف اہل نبی کرے کہ وہ خاک ہو اور مالک تستعین مناسب ہے کہ درمیان دو سجدوں کو جو اسوہ کو کہ مالک
تقدیر بیان فراغت کا پس سجدہ ہے کہ کمال فیل میں ہوتا ہو اور مالک تستعین طلب کو مذکور دو سجدہ کے
اور اسوہ کو لفظ اھذا الصراط المستقیم رسول پر مطلق کیا ہے پس سب سجدہ دوسری کے ہو کہ محل اجابت کا ہو
یہاں اللہ انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین گویا مال ہو محل ہونے طلب کے اور پھر جو انعام الہی
پس اسوہ کو کہ اسوہ کو عادت مقرب بادشاہوں و سلاطین کا اور اس کے جاری ہو کہ جنسیت اور کو جہاد و غلام کمال
تواضع کو سمجھنا اور تعلیمات کو ادا کرنے کو فانی ہوتے ہیں واسطہ پیشے کو اور کو مکرر کرتے ہیں و اگر ارام اور انعام اور کو اور پھر
اور پیشہ و بروج و فانی کے کمال مرتبہ انعام ہی اسوہ کو بعد حاصل ہے اس قدر کو تحیات کو اور سیر کر اور شکر اور ثناء منعم حق ہی
اور رد و اور سلام اور کیوں اس راہ کو اور رفیق اس طریق کو جو مقرب ہوئی اور بعضوں کو ایسا کہا ہو کہ لفظ بسم اللہ مناسب
طہارت کو جو اسوہ کو کہ نور اسم الہی کا میری شد کو دور کرتا ہو اور لفظ جن کا بسم اللہ میں جو مناسب استقبال قبلہ کو جو اسوہ
کہ حرمت ایجاد کو حاصل و سکنا متوجہ ہوا حق کا طرف اشیا کو اور متوجہ کرنا شیا کا طرف حق کو جو اور استقبال قبلہ میں بھی
متوجہ طرف اہل نبی کو کہ وہی کہہ کی ہو ہوتا ہو اور جو میری زیادہ عشاء صریح نہیں جو اور میری کہی کہی کے لفظ جو
ہے جیسے کہ حادث میں موجود ہوا وہی حالت باعث متوجہ ہوا روح کی طرف میرا کہ نہولے پیر کو ہوتا ہو اسوہ کو کہ
بنا ہو کہہ کر اور جگہ مبارک میں متوجہ ہو پس الاما و لفظ نکالنے حسن اور جہم کا تہذیب و طرف استقبال الہی اور متوجہ
اور جہم مناسب قیام کے ہو اسوہ کو کہ اشارہ کرتا ہو ساتھ قائم ہو و خلق کو ساتھ حق کو کہ یہاں تک تمام عربیہ مخلوقات

اور زمین کے اوپر سر پہنا صفت حشرات اور ہوام کی ہر پس کوج میں شکستگی نفس کی بیچ ایک مرتبہ کہو اور
سجدہ میں دو مرتبہ کے عاجزی ہو لاچار سجدہ کو کر کر کیا تاکہ ٹوٹا نفس کا زیادہ جل ہو فائدہ دوسرا سووہ
فاتحہ میں جس چیز میں ہیں پانچ چیزیں صفیں ربوبیت کی اور رب رحیم مالک اور پانچ چیزیں صفیں
بندہ کی عبادت استعانت طلب ہدایت طلب استقامت طلب نعمت کی اور پناہ غضب سے عبادت اللہ کے ساتھ
علامہ رکھنا اور استعانت رب کے ساتھ اور طلب ہدایت کی رحمن کے ساتھ اور طلب استقامت کی
رحیم کے ساتھ اور طلب نعمت کی اور پناہ غضب سے ساتھ مالک کے تعلق رکھتی ہو اور بھی آدمی مرکب
پانچ چیزوں سے ہو بدن اور نفس شیطانی اور نفس سچی اور نفس بھی اور جو ہر ملکی کہ عقل ہو اور ذات پاک
باری کی نے اُپسان پانچوں کے تجلی فرمائی اور ثمرات ان کی چیزوں پر ظاہر ہوئے پس الطینان جو ہر ملکی کا ساتھ
تجلی اسم اللہ کے ہو اَلَا یَذَّکَّرُ لِلّٰہِ تَعَالٰی تَقْوٰی الْقُلُوْبِ یعنی عارفوں کے دل اس کی یاد سے چین پاتے ہیں۔
اور نرمی اور فرمان بردار ہونا نفس شیطانی کا ساتھ تجلی اسم رب کی ہو اس واسطے کہ جب اللہ تعالیٰ اس کی طرف ساتھ
انعام اور احسان کے متوجہ ہو اپنی ثمرات سے باز آیا اور فرمانبرداری اختیار کی دیت (وَلَا یَاۡخُذُ بِکَ مِنْ
شَیْءٍ اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ یَعْنِی اے میرے رب میں پناہ چاہتا ہوں تیری شیطانی دوسو سوں سے۔ اور اصل نفس
سبب کی سبب تجلی اسم رحمن کے ہو اس واسطے کہ یہ اسم مرکب قہر اور لطف سے ہو جیسے کہ فرمایا ہو اَلْمَلٰکُ
وَالنَّبِیُّنَ اَنْ یَّخْشَوْا مِنْ رَّبِّہُمْ اَوْ اَصْلَاحَ نَفْسِہِمْ کی سبب تجلی اسم رحیم کے ہو اس واسطے کہ جب اُس کے
واسطے پاک چیزیں اور طرح طرح کی نعمتیں عطا فرمائی یا فرمائی سے بچا جیسا کہ فرمایا ہے دِیْنِ مَرْحَمَہِ
جَعَلَ لَکُمُ الْیَلِّی وَاللَّیْلَی لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہِ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ یعنی یہ اللہ کی
محض رحمت ہو کہ تمھارے واسطے دن اور رات کو پیدا کیا تاکہ رات میں آرام کرو اور دن میں روزی
پیدا کرو اور یہ سب کچھ اس واسطے کہ شکر کرو۔ اور دور کرنا غلطی اور کثافت بدن کا ساتھ تجلی
صفت مالکیت کی ہو اس واسطے کہ بدن غلیظ اور کثیف ہو اس کے واسطے قہر بھی شدید چاہئے اور وہ
قہر ہو کہ خوف قیامت کے ہو حاصل ہو جیسے کہ فرمایا ہے لَیْسَ لَکُمُ الْمَلٰکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ اَلْوَاۡجِلُ الْقَهَّارُ یعنی
آج سوائے اللہ واحد قہار کے کسی کی بادشاہی نہیں۔ اور ہر گاہ کہ سبب ان تجلیات جسم کے آدمی
ساتھ تمام اجزا اپنے کے درست اور آستہ ہوا پچھلے پاؤں پھرا اور راہ اطاعت کی طرف متوجہ ہوا پس
واسطے اطاعت بدن کے آیا کہ تَعْبُدُ کہا اور واسطے اطاعت نفس بھی کے تاکہ ترک کرنا لذتوں کا

نفس خلیج
اور عجز چاہئے
سبب جان پاک
زیادہ ہون لزم
ریشہ اصل سے
اسد علیہ
دار و سلم
نے فرمایا
میں آیتیں
قرآن شریف
کی نماز میں
پڑھنا اس سے
سہین بہتر ہے
سہ کوئی اپنے
گھر آکر تین
اونٹیاں کا کھن
موتی تازی
صفت میں
پاؤں لزم
ریشہ اصل
صلی اللہ علیہ
دار و سلم

اور گناہ کی باتوں کا آسان ہر ایک کلمہ بتائیں ذکر کیا اور واسطے خلاصی کے غلبہ نفس سبعی کیسے پڑا نہ کیا اور واسطے
دور کرنے کو نفس شیطانی کے طلب ہمتاقت کی کی اور واسطے اصلاح جو ہر ملکی کے رفاقت اور روح مقدس کی
دعوت کی اور دور ہونا اور روح خبیثہ سے ساتھ غیر المعصوب علیہم ولا انصا لہین کے چاہا اور بھی ہر گناہ
بندہ بیچ مقام مناجات کے کھڑا ہوا اور صفات کمال ذات باری کی انجھیر اللہ سے شروع کر کے مالک یوم الدین
تک ملاحظہ کئے بے اختیار اسکو شوق الہی العدا کا امنگیہ ہوا تاہنا قصد اس سفر کا مصمم کیا اور ہر کے واسطے توشہ
در کار ہو توشہ اس سفر کا عبادت ہی ایک نعت کہا اور حقیقت جانا کہ سفر نہایت دور دراز ہو اور توشہ نہایت تھوڑا
اور طاقت بھی مقدر نہیں کہ پیادہ اتنی مسافت کو قطع کرے سواری بھی چاہئے تاہنا ایک کلمہ بتائیں کا ذکر کیا کہ اگر
توشہ میں اور سواری واسطے قطع کرنے مسافت کے جناب الہی سے غایت ہو توصل ہو حضرت ابراہیم ابراہیم کے
حال میں کہ ایک وقت بے سواری حج کے سہ پہر میں جاتے تھے ایک اعرابی نے ان سے کہا کہ اے شیخ تیرا کیا حال
ہو کر یہ سفر کر رہو اور تو نے بغیر سواری کے ارادہ اُسکا کیا اُنھوں نے فرمایا کہ پاس میرے سواری میں بہت ہیں اگر بلا میرے
اور بکلی ہر سواری صبر کی رکھتا ہوں میں اور اگر نعمت مجھ کو پہنچتی ہو سواری شکر کی اور اگر قصا مقدر ہوتی ہو تو
سواری رضا کے سوار ہوتا ہوں میں اور اگر نفس خلل اٹھا ہوتا ہو تو سواری صراحت اور زہد کے سوار ہوتا ہوں میں
اور اگر شیطان دوسوہ ڈالتا ہو ساتھ بدرتہ ذکر کے پناہ میں رہتا ہوں میں اعرابی نے کہا کہ تجھے یہ سب
ہو اور حقیقت میں تو سواری پر اور میں پیادہ ہوں اور جب بندہ نے توشہ اور سواری سے خاطر اپنی چھوڑی
راستے مختلف اسکی نظر میں خود دار ہوئے تاہنا طلب کرنا راہ مستقیم کا شروع کیا اور حقیقت راہ مستقیم بھی
غایر ہوئی راستہ میں رہنا اور رفیق بھی چاہی اپنے نبی کو رہنا اپنا کیا اور اولیائے کو رفیق اپنا ٹھہرایا اور حجاب
اور پتھر اور کانٹے کہ اس سہ پہر میں درپیش آتے ہیں ساتھ لفظ غیر المعصوب علیہم ولا انصا لہین کے ان سے
اقتضا کیا جانا چاہئے کہ اس سورہ کے نام بہت ہیں تھوڑے سے نام ساتھ بیان وجہ تسمیہ کے ذکر کر کے جاتے
ہیں تاکہ وہ فائدہ کو پہنچ تمام اس سورہ کے رکھے ہوئے ہیں منکشف ہوں بعض ان ناموں کے فائدہ الکتاب
ہو اور وجہ تسمیہ کی اس نام کے ساتھ یہ ہے کہ کتاب الہی ساتھ اسی سورہ کے شروع کرتے ہیں لکھتے ہیں
اور پڑھتے ہیں اور نماز میں بھی قرات کا شروع اسی کے ساتھ ہو بلکہ بسم اللہ اور حمد اس سورہ کی شروع
ہر کتاب کا ہو اور ہر شے کا وجود اسم الہی کے ظہور سے ہو جو اس شے کی ذات میں ہو اور بقا ہر شے
کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہو پس اس سورہ کا نام فاتحہ بھی اسی سبب سے مقرر کیا کہ کھولتے ہی

خانیکی
سے فرمایا
قرآن جلفہ والا
کھنے والا ہندگی
پنا کا اور خوشن
کے ساتھ ہے
اور جو قرآن
کو مثل سے
ملک اہل کر
ہو خطبے سے
اُس کو
دوہرا اذابت
ہے
(ق)
موسول اللہ
موسول اللہ
علیہ وآلہ
وسلم
سے فرمایا

فضائل علوم کے پس بسم اللہ اشارہ طرف ذات اور اسماء الہی کے ہو کر ہزار ہا مین بلکہ اس سے بھی زیادہ اور تمام دین اور شریعت واسطے معرفت اور عبادت اُس کے ہو اور لفظ الرحمن الرحیم کا اشارہ ہو طرف ظہور ذات اور صفات اللہ تعالیٰ کے پہنچ جہان کے اور انتہا علومون کی جانتا اسی بھید کا ہو اور حرف باکا کہ واسطے الصاق کے ہو اشارہ کرنا ہو طرف متصف ہونے خلق کے ساتھ اسماء الہی کے کہ غایت کمال نوع انسانی کی بھی ہو اور حمد اشارہ طرف شکر نعمتون اُسکیکے ہو کہ تمام جہان مین پھیل ہوئی مین اور جو نعمتین کہ خاص بدن انسان مین ہوائی اُسکے کہ بڑے بڑے طبعیوں نے ذکر کیا ہو یا پھر ہزار نفع مین اور اس قدر نعمتون کو اگر بہ نسبت کل نعمتون اُسکیکے قیاس کیا جاوے جیسے کہ قطرہ کو دریا زخار سے نسبت ہے اُس سے بھی کمتر ہے اور پہنچ ضمن معرفت اُسکیکے معرفت نفس کی حاصل ہوتی ہے کہ سبب اُسکے معرفت تمام ظاہرات کی میسر ہوتی ہو اور رب العالمین اشارہ ہو طرف اقسام موجودات کے خواہ ارجح ہوں خواہ اجسام اور وہ بھی شہادی ہوں یا مثالی اور خواہ اعراض ہوں شہادی سے مراد یہ ہو کہ عالم شہادت مین پائی جاتی ہیں اور مثالی سے مراد یہ ہو کہ عالم مثال مین موجود ہو اور الرحمن الرحیم اشارہ ہے طرف تمام خیرات کے اور وجہ خلاصی کے تمام آفتوں سے اور یہ محبت بڑا مقصد سب علومون مین سے ہو اور مالک یوم الدین اشارہ ہو طرف معاد اور باقی رہنے نفسون کے بعد مفارقت کے بدنوں سے اور کائنات ہونے بعضون کے اور بدبخت ہونے بعضون کے اور طرف خراب ہونے عالم اعلیٰ اور عالم اسفل کے اور نفع صور کے اور کیفیت زندہ ہونے کی بعد مرنے کے اور کھڑے ہونے کی پہنچیدن قیامت کے اور طرف حساب اور میزان کے اور درجہ جن جنت کے اور طبقتون دوزخ کے اور مرتبہ شفاعت انبیاءون اور اولیاءون اور عالمون اور شہیدون کے اور یہ مطلب بزرگ تو طلبون علم اعتقاد مین سے ہے اور آیا کہ تفسیر اشارہ ہو طرف انواع عبادت قلبی کے اور قالیہ کے یعنی عبادت دل اور اعضا کے کہ پہنچ کتابون فہم اور سلوک اور رسائل اور ادا وراشغال ہر طریقہ کے تھوڑا سا انہیں سے بیان ہو اور آیا کہ تفسیر اشارہ ہو طرف طرح طرح کے حرفتوں اور پیشوں کے کہ جہان مین رائج اور معمول ہیں اس واسطے کہ تمام پیشوں بنی آدم کے اور کاریگری اُنکی مین استغاثت پکڑی ہے ساتھ مخلوقات اللہ تعالیٰ کے مثلاً پیشہ کھیتی کا اسمین استغاثت ہو ساتھ متعلقہ صورت نوعیہ تنعم کے اور متعلقہ کیفیت زمین کے اور ساتھ آب اور ہوا اور آفتاب اور ماہتاب اور لوہے اور سیل اور چمڑے وغیرہ

تفسیر غزالی

پیشہ

کے مابین

وہ بھی شخص

میں ایک

وہ شخص

جس کو

خدا قرآن

دانی نصیب

کے اور

وہ اس کو

رات دن

نیاز مین

پہنچا کر

دوسرے

وہ شخص

جس کو

خدا مال دے

اور وہ

کے کہ یہ سب چیزیں مخلوقات الہی ہیں اور اسی قیاس کے تمام ہیشے اور حرفتین سمجھنی چاہئیں
 اور اسی واسطے کہا ہو کہ کاریگر یسین بنی آدم کی تین چیز کی طرف رجوع کرتی ہیں ایک استنتاج
 دوسرے استعمال تیسرے نقل اور حکایت استنتاج یہ ہو کہ کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ جمع
 کر دین اور تیسری چیز اس سے حاصل ہو جیسے زراعت اور درخت کہ جمع کرنے تلخ اور زمین سے
 پیدا ہوتی ہو یا مثل نسل اور دودھ اور دہی اور گھی کے کہ جمع کرنے حیوان نر کے سے ساتھ مادہ
 انکیکے حاصل ہوتی ہیں یا جیسے کہ حیوانات میں ایک نوع کے حیوان نر کو اور مادہ کو مگر نوع کا دل کو بچہ اور قسم کا
 حاصل ہوتا ہو یا جیسے قیاسات کے اندر ایک مقدمہ کو دوسرے مقدمے کے ساتھ ملائیے نتیجہ حاصل ہوتا ہو
 اور استعمال وہ ہو کہ قوت اور نفع کسی چیز کا اپنی کام میں صرف کیا جاوے جیسا سواری کرنی اور جانوروں
 کے اور خدمت یعنی غلاموں اور لونڈیوں اور سائیلوں اور درزیوں اور ملاحقوں اور دوسرے مزدور
 خاص اور مشترک سے اور نقل اور حکایت وہ ہو کہ ساتھ واسطے بعض مخلوقات کے بچ بعض مخلوقات دوسرے
 ایک ہیئت اور شکل اور کیفیت پیدا کریں کہ حکایت چیز مرغوب کی کرے مثلاً جھوت چاہیں کہ مرنے اور
 چاند کو پہننے میں استعمال کریں پہلے انکو مصالح لگا کر آگ سے گرم کر کے پانی کر لیں بعد اسکے سویت پاروں کی
 یا ریشم پر آگ کو دوڑاویں تاکہ چکا و صفائی اور رنگت سونے چاندی کی روٹی میں پیدا ہو اور درودہ
 روٹی حکایت سوز اور چاندی کی کرے جیسے کہ گماری اور طاش اور بادل علی بن القیاس بچ حکایت کرنے اور ان کے
 اور نغمن تاروں اور بچ خوشبو وں پھولوں و رکیوں اور رنگتون انکیکے فکر کرنا چاہئے کہ عام مینتی و عطاری
 رنگیزی اس سے پیدا ہوا اور اہدائے صراط المستقیم اشارہ ہر طرف و طریق چل ہونے علموں اور معرفتوں
 کے کہ ایک بطور ہند لال کے چل ہوتا ہو اور دوسرے بطور تصفیہ کا اور اول کو طریق متائیں کا اور دوسرے کو طریق
 شرافتین کا کہتے ہیں اور صراط اللہین انھم علیہ السلام اشارہ طرف مباحث نبوت اور ولایت اور عقائد
 صحیحہ اور اخلاق پسندیدہ اور اعمال نیک و ناریخین انبیادین اور تذکرے اولیادین اور مقامات اور ملفوظات
 انکیکے ہوا و غیر الخ صوب علیہم ولا الضالین اشارہ ہر طرف فرقوں کفار اور مشبہ عوج اور طرف اعمال
 فاسدہ اور اخلاق ردیہ اور اعتقادات باطلہ کے کہ تمام ولایتین اور ہر ایک زمانہ میں پھیلے ہوئے تھے اور ان
 انہیں ناموں کے نام اسکا سورہ الحمد ہر اس واسطے کہ ابتدا اس سورہ کا ساتھ لفظ حیر کے ہوا و جملہ اس سورہ کی مثال ہے
 اور نظم حمد قرآن غیر ان کے جیسا کہ انشا اللہ تعالیٰ درمیان مقام اپنے کے بیان کیا جاوے گا اور انہیں ناموں کے ہر

تفسیر غزیری
 اس میں
 سے رات دن
 کا ذخیرہ
 شہر کی
 کستار
 (سورہ)
 مسئلہ
 مسئلہ
 علیہ السلام
 مسئلہ
 قرآن پر
 واسطے
 اور
 عمل
 کرنے
 مسلمان
 کی
 ایسی
 مثال
 جیسا

سورۃ الشکر اس واسطے کہ حمد بنیاد شکر کی ہے اور اس میں ہمیں کوئی وجوہ شکر کے جمع کئے ہیں اور وہ تین وجوہ ہیں محبت ال
 کے ساتھ اور ثناء ساتھ زبان اور خدمت ساتھ عین کے جیسا کہ تفصیل ان سب کی گزری اور انہیں ناموں سے سوچا کہ
 ہو اس واسطے کہ حضرت علیؑ اپنا بیضا لب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ نزلت سورۃ الفاتحۃ من کذب الخیر یعنی
 سورۃ فاتحہ اس خزانہ میں سے نازل ہوئی جو عرش کے نیچے ہی یعنی ہر صراف سے کہ شامل ہیں معرفت ذات اور
 اسرار و افعال اور محاد و صراط مستقیم اور جزا اور علم جامعہ اور علم احکام کو پس اللہ ایک اسم ہے جامع ذات اور اسماء
 کو اور ساتھ حرف باء الصاق کے اشارہ طرف اس کے فرمایا ہے کہ وجودات ہستی کے قائم ساتھ ذات اور اسم اللہ تعلق کے
 میں جیسا کہ قائم ہو بجاہد کا ساتھ روح کے اور یہی ہو سر وجود ہستی کا لیکن تھ طریق ایجاد کیا نہیں یعنی بلا اختیار و ادا
 نہیں بلکہ اتفاقاً رحمت اس کے کیا ہے کہ اضافہ وجود کمالات ذاتیہ کا فرماتا ہے پس درمیان لفظ رحمن اور جہم کے معرفت فعلی
 کا بیان ہوا اور سر افعال کا بھی ظاہر ہوا کہ افعال اس کے واسطے کمال والی اس کے میں اور اسی جہت سے اللہ تعالیٰ
 مستحق حمد کا ہوا اس واسطے کہ شان کامل کی سے یہ ہے کہ تکمیل غیر کی کرے نہ تنکال نفس پر کہ اس واسطے کہ وہ رب سب کا ہو
 پس عطا کرنا کمالات تمام مخلوقات کا اسی کی طرف سے ہو اور اگر اس کو اس کے سبب تحصیل کمال کی منظور ہو تو لازم آتا ہے کہ ہر
 عوض کا ہوا و کمال اس کو میں نقصان آجائے اور ساتھ لام مستغرق اور لام اختصاص کے بیان فرمایا کہ حمد اللہ تعالیٰ کی گھڑی
 سب حمد نہ ہو یعنی تمام حمدیں اسی کی طرف رجوع کرتی ہیں اس واسطے کہ کوئی چیز نہ ہو ان میں سے کسی وجہ کی مستحق
 حمد کا کہ اسی کے فیض کے سبب سے ہیں وہ بالافانی ساتھ اس حمد کے حمد کیا گیا ہوا ہی واسطے کہا ہے بیت
 حمد را با تو بیتہ است درست ہے بدور ہر گرفت بردرست ہے پھر اشارہ کرتے ہیں طرف سر حمد کے یعنی بھلا کیا گیا ہو کہ
 اس کی کیا وجہ اس واسطے کہ جناب باری تربیت فرماتا ہو کل عالم کو ساتھ بیت رحمت کہ اول ہر چیز کو جیسا کہ چاہئے پیدا
 کیا پھر جس کی طرف کیا رہا یہی میں حاجت اس کو ہو جتنے اور تمام کمالات غیر متناہی کی اس کو متعدد عطا فرمائی اور طرف
 مساوی اشارہ فرمایا ہے ساتھ مالاک یقین اللہ تعالیٰ کے اور ساتھ ضافت کرنے مالکیت طرف زمانہ کے یعنی ہم اللہ کے
 اشارہ طرف اعطاء مالکیت کے فرمایا اس واسطے کہ دن قیامت کا تمام بندو گھبرنے والا ہو گا جیسا کہ مالک سن کا
 مالک تمام بندو گھبرے ہوا اور محاد کے بھید کی طرف بھی اشارہ فرمایا کہ یہ معی معتقدا رحمت اس کے کیا ہے اس واسطے کہ اوپر
 مظلوم کے رحمت تمام نہیں ہوتی بدون بدل لینے کے واسطے اس کے ظالم سے اور نعمت عاید و کمال اور تمام نہیں
 ہوتی مگر ساتھ بخشنے ملک ہستی کے اوپر ایک کلمہ کے اوپر ایک عمل کے پھر اشارہ طرف صراط مستقیم کے فرمایا
 اور اس کے دور کن ہیں آراستہ ہونا ساتھ عبادت کے اور ترکیب کرنا ساتھ استغاثت کے اور صراط مستقیم کا

تفسیر غزالی
 چکتر الیون
 سرہ باد اور
 مراد دونوں
 ہنرمین
 اور جو
 سلمان
 فخر
 نبین
 پخت
 اس کی
 مشن
 ایسی
 ہے جیسے
 چھوٹا
 کہ بوندارد
 محمد منہ
 شمس
 ج

فیہ

اور اس میں
کی مثال جو فرقان
نہیں بلکہ تباہی
ہے جسے انسان
کا پہل کہ بولہبی
خواب اور ملامتی
کرہ واد اور ملامتی
منافق کی مثال
جو فرقان پر مبنی ہے
ایسی جو جیسے یونانی
کہہ دو تو اچھی اور ہزار
کر فدا "حق"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے

بھیجی فرمایا کہ حاصل اس کا شکر ہے کہ لفظ حمد کے سمجھا گیا اور صبر ہو کہ لفظ عبادت کے ظاہر ہوا پہل اشار
فرمایا ساتھ لباب اور عزت عبادت کے کہ عبادت اور اس کے کہ مضمون ہے نفع اور ناری کو کہ ظاہر کرنا نسبت ہوا
اور افتقار کی ہوا اور روح عبودیت کی ہوا اور اشارہ فرمایا طرف جزائے ساتھ ذکر انعام اور عفت کی اور بھیجی
جزائے کا ہی بیان فرمایا کہ عبادت اور استغاثت سے پیدا ہونا ہوا اس واسطے کہ حق بلوہیت کا عبادت ہوا اور حق عبودیت
کا اعانت ہوا اور جب درو نوح جمع ہوئے لایہ حصول جزا کا واسطے ہر ایک چلنے والے ساتھ ہدایت اور مگر ایسی
کے فرو ہوا اور طرف قطع حجت کے یہی کہ مسلمان لوگ شریکین کے مقابلہ میں لا دین اور ان کو الزام دین اور اشارہ فرمایا
اس طرح سے کہ الوہیت اور بلوہیت اور حجت اور الٰہیت کی بلا واسطہ تمام مخلوقات کا طرف منسوب ہے چنانچہ مقرر کر لئے ہوئے
کے کیا ہوا اور ان اور میں تھا و شرک کا کرنا اس واسطے کہ حقیقت پرورش تمام مخلوق کی اور حجت سب کے اور اس کی طرف سے ہوا
اور ملوک بھی اس کے ہیں بس شریک کچھ لائے بلکہ ایسی عباد کی ساتھ جو کہ لازم آتی ہوا اور نہایت تذلل کی طرف میں اور
نہایت تعظیم دوسری طرف میں نہری اور ساتھ لفظ عبادت اور استغاثت کے تمام حکام شرع کی طرف اشارہ کیا کہ سب
عبادتوں اور جمالات کو مثال ہوا اور انہیں ناموں سے نام اس کا سورۃ المناجات ہوا اس واسطے کہ مصلحت مناجات کرتا
ساتھ اس سورۃ کے پروردگار اپنے سے اور اللہ تعالیٰ کو نجات دینا ہو غنیوں دنیا اور آخرت کیسے اور نہین ناموں سے
سورۃ الفویض نام اس کا ہوا اس واسطے کہ اس میں استغاثت خاص کتاب باری کی ساتھ فرمائی اور انہیں ناموں کے تمام کام
وافیہ ہوا اس واسطے کہ مضمون اس کا ذکر تاج و بیج معنی ہونے کا ذکر کیواسطے مومن کے واسطے کہ باجمہ اللہ کے اشارہ ہوا
ظاہر ہونے تمام موجودات کی ذات ان کی سے پس وہ سب زیادہ تر ظاہر ہو کہ یک ہی بنیادیت ظہور کے انہوں کو سب کچھ ہوا
اور یہاں تک حجت کی عام ہوئے کہ خلق اور تمام کمالات اس کے فیض سے موجود ہوئے یہاں تک کہ تسخیر تمام محدود
ہوا اور ہر چیز کی پرورش اس نے فرمائی اور اس ساتھ عطا کرنے وجود کے اور دنیا ساتھ عطا کرنے ان خواہش کے کہ تابع ہوا
ہیں اور یہ کمالات ان اشیاء کی فائون کا متقضا نہیں اس لیے کہ دن قیامت کے بسبب قہر الٰہی کے تمام کمالات ان کی
فائون سے مجدی ہوا دیکھ گئے کہ بدلے ان کمالات کے بل عبادت اور استغاثت کو کمالات دوسرے عطا ہونگے پس
طریق طلب کے لئے ان کمالات کا وہ کہ ہدایت اور استقامت اور انعام اس سچے پائین اور نقصان کو بعد کمال کے مضر
جانکارسر سمجھیں فاعلم ہر گاہ کہ ذکر اس بات کا کیا کہ ناز و مزاج مومن کی ہر کچھ تفصیل اس کی بیان کی جاتی ہو کہ اس
طریق سے ہوتی ہو جانا چاہیے کہ معراج سے راویہ کہ کہ ہستی سے طرف علو کے جو بچے اور نزل کی طرف ترقی کی جاکو
اور ہر عارف کی واسطے بقدر اپنے غریبہ کے یہ بات حاصل ہوتی ہو کہ عالم سفلی سے طرف عالم علوی کی سیر کرتا ہو اور

مسرح کا بیان ہو چکا مستثنیہ ہے کہ جب آنحضرت مسطح کو پہنچے اور وہ ان سے ارادہ پھر نہ کیا کیا جناب الہی میں عرض کی یارب لغزت سافر جنت اپدن کو جانا ہو تھنے و تحائف پستے غریزون اور دوسون کو لجانا ہو سیر کر اسطے ہی بہت لیکر کچھ غنایت ہو سکے مگر کہ تھنہ استغیری کا غماز ہو اور یہ اسطے کہ اسین حراج روحانی اور جسمانی دونوں موجودین اور باہر اس سے یہ بات حاصل نہیں حراج جسمانی بسبب فحال کے کہ قیام اور کعب اور سجود وغیرہ ہی پایا جانا ہو اور حراج روحانی بسبب اپنے کار اور تلاوت قرآن کے واسطے کہ میں کمال کو وقت ادا کرنے نماز کے ایسا حال لاحق ہوتا ہو کہ اس جہان تک خلق اسکے باطن کا منقطع ہوتا ہو اور بالکل دوسرے ہم انکی طرف متوجہ ہو جاتا ہو اور یہی ہوتا معراج ہے کہ جس نماز سے کہ یہ حالت حاصل ہو اسکا طریق ادا کرنے کا کہ شرط اور ارکان وغیرہ مسطح کرنے چاہئیں نہ ہوں تین نمازی کو چاہیے کہ قوت اذان نمونہ کی سنے دلیں آں وار و نمونہ کو ایسا سمجھئے کہ قیامت کے دن اسکوا واسطے حاضر ہو سکے و ہر پردہ کا اسکے بلایا جا دیکھا اور طرح دہان خوف ال پر غالب ہوگا اور جلدی سے بعد چار منیکے حاضر ہوگا ایسا ہی اذان کی آواز کا بھی خوف دلیں بیچہ جاوے کہ جلدی سے نماز کو واسطے حاضر ہو جاوے اسطے کہ قیامت کے دن یہاں جلدی و درجہ بنالون کو کمال نرمی اور مہربانی سے بلایا جا دیکھا اور دل اپنا آں وار و نمونہ کی طرف لگا دو اگر آں وار سے اسکو خوشی اور رحمت پہنچتی ہو جس سے علامت اس بات کی ہے کہ قیامت کے دن اسکوا وار خوشخبری افش پائی کی ہو پونچے گی اور یہ واسطے آنحضرت نے فرمایا ہو ارخا یا بلال یعنی راحت یہو پونا ہو کہو یا بلال ساتھ بلانیکے طرف نماز کی اور یہ بھی فرمایا ہو کہ قیامت فی الصلوۃ اور نمازی کیواسطے طہارت بھی ضرور ہو ایک طہارت مکان کی کہ جب جگہ نماز ادا کیا جاوے اور یہ ایک شے علیحدہ ہو بعد اسکے کہ طہارت چاہیے کہ یہ نمازی کے بدنکے ساتھ ملا ہو اور بعد اسکے بدنکی پاکیزگی چاہیے کہ ہر آردی کا ہو لیکن جب نماز کے اندازن ہشیا کا پاک کرنا ضرور لازم ہو کہ جب لباب اور خلاصہ کدی کے اندر ہو اسکی طہارت سے ہی اور پاک کرنے سے غافل نہ ہو اسواسطے کہ سب زیادہ اسی کا پاک کرنا منظور ہے یعنی دل کا پاک کرنا اخلاق و مہر سے اور سبب تو یہ کہ نیکے گناہوں سے کٹاؤ اور بے نیازی کی اور ارادہ حکم کر لی اسکے نہ کر نہ کیا اور باطن کا پاک کرنا اس جہت سے ہے کہ مہر کی جگہ نظر ہو اور عزت بھی لازم ہے عزت ظاہری یہ کہ مخلوقات کی نظر سے جن اعضا کا وہ ظاہر ہو پو شیدہ کرے لیکن وہ دلیں خیال کرے کہ مخلوق کی حیا سے توبہ بات عمل میں آئی مگر توبہ سے کبری باتیں اور گناہ کی جہیز میں خالق انکو دیکھتا ہو اور انکو پو شیدہ کرنا ممکن نہیں اسواسطے کہ وہ علامت خوب ہو اسکو کیونکر پو شیدہ کر دن سوا کسی تہیر ہے کہ کشتا اور حیا و خوف کا مہر یعنی عمل میں لاوے کہ اسکے سبب ہرانی ہلتن کی دیکھی جاوے گی یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اسکو

یہ بھی ہوتا ہے
آپ کی کتاب کی تفسیر
منا ہے ۱۱

تفسیر خبیبی

بڑی جاتی ہے
دم اس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
دیں فرمایا
قرآن پڑھ کر جو
قرآن پڑھا گیا
کے ساتھ قرآن
اوس کے ساتھ
اللہ کے ساتھ
کے ساتھ

دور کجا پس جو وقت یہ پاک ہو گیا اور کپڑوں وغیرہ سے اپنے تئیں درست کر لیا اب چاہتا ہے کہ نماز کیلئے کھڑا
 ہوں تو اس حالت کو ایسا تصور کرے کہ ایک بادشاہ مالِ جہاد کے ویر و کھڑے ہوتا ہوں اور یہ بات بھی دلیلیں مثال
 کرے کہ میرے ساتھ دو چیز و نمین کونسی چیز بڑی فرطتہ ہے یا شیطان ہر دین ہر دنیا ہی قتل ہے یا ہوی ہر چیز کو
 یا شر کو صدق ہے یا کذب قناعت ہر محض طعن ہرشی کا اور خدا اسکی کا تصور کر کے اپنی رفاقت میں نیک چیز کو
 لیلے اور بیکو چھوڑ دے ہوا سطلے کہ رفاقت جس شے کے استحکم اور مضبوط ہو جاوے گی ہمیشہ کو وہی چیز اس کے ساتھ رہے گی
 اور رفاقت اس کی ہنوگی چنانچہ حضرت صدیق اکبر نے صحبت آنحضرت کے اختیار کے دنیا میں بھی انہیں کے ساتھ رہا
 اور قبر میں بھی اور قیامت میں اور جنت میں بھی اور کتنا احباب کف کا کلاؤن کے ساتھ ہو لیا تھا دنیا میں بھی اس کا ساتھ
 چٹا اور آخرت میں بھی ساتھ رہا کیوں سطلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و کفی فوا
 مع الصادقین یعنی اے ایمان والو! اور تم اللہ سے دو جو باو تم ساتھ جو کچھ اور نماز میں طرح کھڑا ہو جیسے قیام
 اصحاب کف کا تھا اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اذ قاتلوا فقاتلوا ربنا رب السموات والارض یعنی جو وقت
 کہ تم ہوے پس کہا انہوں نے رب ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا ہے یا ایسا کھڑا ہوو کہ مخلوقات قیامت کے دن
 رو بہ رو درگاہ اپنے کے کھڑی ہوگی جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہے ہر دھوقہ الناس لرب العالمین یا ایسا
 کھڑا ہوو جیسا کہ غلام نگار مولیٰ اپنی سے کہ نہایت بڑست ہی ہماگ کیا ہوا بعد ہماگ جانیکے کہ شرمندگی حاصل
 ہوئی ہوا ہر اپنے مولیٰ کی طرف اسے جوع کیا ہوا اس حال میں نہایت ہی خوف اے کو ہر گاہ اور سرنگوں کمال
 شرمندگی سے اس کے سامنے کھڑا ہوگا اور دقت کھڑا ہوئی کہ قبل کی طرف و نہ کہ سے کہ نہ سوچے کہ عرف ہونہ قبل کی طرف
 کرے بلکہ دل کو ہی سب چیزوں سے کی طرف پیر اسٹو کہ کھڑا ہو کر فعال بعث باکر ہوا فاعل ہونہ فاعل بالذات افعال ہونی
 ہیں پس جیسے کہ ہونہ جہنگل و طرف سے نہ پہر چکا قبل کی طرف توجہ ہوگا ایسے ہی دل کو جہنگل ماسوائے خالی
 بن گیا اس کی طرف کیونکہ توجہ ہوگا اور ایسا یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن سمیر کر دیکھ رہا ہے اور بڑے درجہ ہر
 اس کے کئی کرے جیسا کہ کسی بزرگ کے ہر دھکار کے راسا و ہر اور ہر نہیں دیکھتا ہر اور اسکی حیا اور قریہ دلیں شیشے
 ہر سے ہونی ہر بعد اسے نیت کرے کہ ارادہ کرے اس ناکامین نماز پڑھتا ہوں واسطے بجالائے حکم سیکھا اور اس کے نوا
 کی امید کھلو غلاب کھچکا خوف کرے و یہ بھی خیال کرے کہ یہ وقت مناجات کا ہے اور کیسے اک سنا جات کرتا ہوں
 اور کیونکر مناجات کروں لگنا ہنوں ہر شہزاد ہوں اور اس وقت لایق ہے کہ شرمندگی کے مارے عرق پیشانی سے اے جاو اور گھبرا
 لڑکی پڑے لگین اور خوف کے مارے رنگ چہرہ کھڑا ہو گیا اور اس وقت یہ غازی ان شخصوں سے ہو جیسے حق میں اللہ فرماتا ہے

ترجمہ تفسیر غزالی
 اور اس آیت
 میں جو ہے دونوں
 سو میں قیامت
 میں اپنے چہرے
 اس کے خوب
 ہی سخت
 کہ ایک سو
 ہفتہ ہر گاہ
 اس کے چہرے
 میں بہت ہے
 اور چہرے میں

میرا وہ دیکھ یعنی ارادہ کرتے ہیں کہی ذات کا پس رکھو چاہئے کہ اس حال میں کمال مخلوقات کا اپنے دامن میں تصور کرے خود انکے اقسام سے ہوں خود عالم ارواح سے انفس اپنے تصور شروع کرے کہ پہلے اپنی عقل میں تمام اعضا سمیٹ لکھ کر اپنے ذوق و تین طبعیہ اور حیوانیہ اور انسانیہ کو حاضر کرے بعد اسکے جو چیزیں کہ اس جہان میں ہیں معنیات اور نباتات اور حیوانات سے پران چیزوں کا تصور کرے کہ یابین آسمان اور زمین کے میں مثل طبق ہوا وغیرہ کے بعد اسکے آسمان دنیا کمال عظمت اور فراخی اور بستی کے درسی طرح اور ہر چیز پر تاج و کمر تمام آسمانوں کو اور زمین و آسمان اور عرف اور لوح اور پرست اور ذوق اور کرسی اور عرش کا تصور کرے بعد اسکے انتقال کرے طرف ارواح بشریہ اور غیر بشریہ اور ان ارواح کے جو تعلق پہاڑوں اور دیوؤں کے ہیں بعد اسکے فرشتوں آسمان پہلے اور درجہ ساتویں تک بعد اسکے ان فرشتوں کا اگر در عرش اور کرسی کی ہیں تصور کرے بعد اسکے انتقال طرف اس چیز کے کرے کراچ عالم سے ہر جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہو وما یعلم جنود ربک الاہی جب تمام ان روحانیات اور نباتات کو عقل میں حاضر کر لیا بعد اسکے تمام اور ہر کو اٹھا دے اور ان دونوں کو آٹھائیسے شاہ طرف نصبت کرے دونوں ہائے اور آٹھ ہائے اور اللہ اکبر کہ کسے اور ہر اور اللہ کرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی ذات ہے کہ تمام ان چیزوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے اور اس بات کو وہ منزه اور بڑا ہے کہ کوئی چیز اسکے ساتھ مشابہت رکھے بلکہ جائز اور ممکن ہی نہیں یا سنی اللہ کرے یہ ہیں کہ اللہ بڑا ہے اور نہ فرما سکتا ہے نقل اور وہم خلق کے اسکی طرف پہنچیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے تو حیدر ہے کہ نہ وہم میں لاوے تو کو باطن اللہ کرے یہ ہیں کہ اللہ بڑا ہے اس بات سے کہ بندے حق بندگی اس کے کا ادا کریں گو وقت اللہ کرے کہ چاہئے زبان اور دل موافق ہوں ایسا نہ ہو کہ کاذب اور جو ٹٹا بناوٹے گردل میں شے دوسری اللہ سے بڑی ہو کہ پس اللہ کے نزدیک وہ جو ٹٹا ہو گویا بات دل میں کوئی نہیں کہتا ہے کہ یہ شے اللہ سے بڑی ہے سو اسے نزدیک بڑھنا اللہ اس طرح ہو جاوے گا کہ خوش نفسانی میں معروف زیادہ ہو اور امر الہی کے بجالانے میں نہایت کمال و شہرتی کرتا ہو پس اس نے نفس کے اطاعت زیادہ کی اور اللہ کے حکم کی ایسی اطاعت رکھی اگر اسکے نزدیک اللہ کی بڑائی یقینی ہوتی۔ اسکی اطاعت نفس کی اطاعت سے زیادہ کرتا سو یہ اللہ کی اطاعت زیادہ اسی کی کجانی ہے جو درویش بڑا ہو اس معلوم ہے کہ اللہ کرے فقط ربانی اقرار ہو اور ہر گاہ کہ اللہ کرے کہ یہ بیان ہے اسکو بھی سمجھنا چاہئے اس قسم کے کئی لفظ ہیں ایک علو اور ایک عظمت اور یہ دونوں دو درجے ہیں کمال کے درجوں میں سے گروہ عظمت کا علو کے درجے سے زیادہ ہے اس واسطے کہ علو صفت کرسی کی ہے اور عظمت صفت عرش کی ہے جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہو وَسَمِعَ كُنُ سِيَهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اس کا تصور کرے
بدست سرور
کو اس کا تصور کرے
کئی چیزیں نباتات
کی اس کی
کری سے لکھ لیا
آسمانوں کو اور
ذوق و تین
تفسیر عزیزی

تسرت اور ہوا
باد و برست کہ اس
کو اس کا
نہیں پائے

وغیرہ حیران ہو جاتے ہیں بعد اسکے اِنھُوْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہے مگر یہ کہ فقط تلفظ زبان ہی ہو
 بلکہ دل میں بھی سمجھے کہ شیطان میرا دشمن ہے اور سہ بات کا منظر ہے کہ دل میں اسے تعالیٰ کی طرف سے بھیڑ دیکھا
 اور اس واسطے حد کرتا ہے کہ مجھے شخص مناجات جناب الہی سے کرو یا پھر اور سجدہ کرنے کی واسطے مستعد ہو اور پھر
 بسبب ایک سجدہ نہ کرنے کے ملعون ہو گیا اور اس کی بنا پر اسوجہ سے اللہ کے ساتھ بیکڑی کر جس چیز کو
 شیطان چاہتا ہے اسکو چھوڑ دو جس چیز کو اللہ طلب کرتا ہے وہ بجالا دو اور اگر طرح مکر ہو اور فطن نہ
 ہو کہہ دیو کی اسکی مثال یہ ہے کہ کسی شخص پر دشمن مارنے کیواسطہ یا شیر بھاڑنے کو واسطے چلا تا تو پس اس وقت
 اسنے اپنی زبان سے یہ بات کہہ لی کہ میں سن قلعہ کے ساتھ پناہ پکڑنا ہوں اور وہاں ہی کھڑا رہا سو یہ کہنا
 اس کے حق میں نعم نہ دیکھا اور وہ دشمن یا شیر اسکو پکڑ لگا ایسے ہی شخص خاص حق و خیر میں مشغول ہو شیطان
 کے قبضہ میں ہو اور اقرار زبان اسکا فائدہ نہیں کرتا ہے پس چاہئے کہ دل سے متوجہ ہو کر اسکو دھڑھے اور
 شیطان کے شر سے بچنے کیواسطے اللہ کے قلعہ میں دیکھا اور قلعہ اسکا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو اسکو کہ اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حُضْبَتِيْ قَتَلَ دَخَلَ حُضْبَتِيْ اٰمَنَ مِنْ عَذَابِ اٰلِہٖ اُولٰٓئِہٖ کے قلعہ میں وہی شخص رہے
 والا ہے جو کہ سوا اللہ کسی کو معبود پناہ نہ پھر اور قَاتَمَتِ الْاَمْنُ الْاِلٰهَ هُوَ الْاَقْبَسُ فِيْ مَعْنٰ اِنَّ الشَّيْطَانَ
 یعنی جس شخص نے مقرر کیا معبود اپنا خواہش نفس پر کو پس وہی شیطان کو کہ ہے بعد اسکے بسم اللہ
 پڑھے اور اس کے پڑھنے کے وقت سمجھے کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات کو سبب سے ہیں اور جب سب چیزیں
 اللہ ہی کی طرف سے ہوں پس حق حمد کا بھی ہی ہوا پس بعد اس کو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھے اور اس کے معنی یہی ہیں کہ
 شکر اللہ کے واسطہ سے کہ نسبتیں اسکی طرف سے ہیں اور ساری الحمد کے پڑھنے سے تمام عجائب دنیا
 اور آخرت کو نظر آویں گے اور مصلحت اور اسما و صفاتی اور صفات علیا کا ہو گیا اور ادبیاں پہلے اور اس کے کتب
 الہی اور شریعتوں بنیوں کی ظاہروں کی اور شریعت سے طرف طریقت کی اور طریقت سے طرف حقیقت کے
 پہنچ جاوے گا اور حیرا بنیادوں اور مسلیں کو اور مقامات مردودوں و ملحوظوں کو بھی منکشف ہو جائے
 گے اب اس حال کی تفصیل معلوم کرنی چاہیے جس وقت بسم اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا اسکے کہ ہر وقت تمام دنیا کا
 مشاہدہ کر لیا ہو اسکو کہ اس کے ساتھ تمام آسمان اور زمین قائم ہیں جس وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْاَلَمٰنِ کہا
 عالم آخرت کا اس کو علم آگیا جیسے کہ فرمایا ہو وَاٰخِرُ عَوْنُهُمْ اِنْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور جس وقت الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 کہا اسکے ساتھ ملاحظہ عالم محال حیرت و فضل و احسان کا ہو گیا اور جس وقت مَالِکِ یَوْمَ الدِّیْنِ کو پڑھا اس

کہ شیطان میرا دشمن ہے اور سہ بات کا منظر ہے کہ دل میں اسے تعالیٰ کی طرف سے بھیڑ دیکھا
 اور اس واسطے حد کرتا ہے کہ مجھے شخص مناجات جناب الہی سے کرو یا پھر اور سجدہ کرنے کی واسطے مستعد ہو اور پھر
 بسبب ایک سجدہ نہ کرنے کے ملعون ہو گیا اور اس کی بنا پر اسوجہ سے اللہ کے ساتھ بیکڑی کر جس چیز کو
 شیطان چاہتا ہے اسکو چھوڑ دو جس چیز کو اللہ طلب کرتا ہے وہ بجالا دو اور اگر طرح مکر ہو اور فطن نہ
 ہو کہہ دیو کی اسکی مثال یہ ہے کہ کسی شخص پر دشمن مارنے کیواسطہ یا شیر بھاڑنے کو واسطے چلا تا تو پس اس وقت
 اسنے اپنی زبان سے یہ بات کہہ لی کہ میں سن قلعہ کے ساتھ پناہ پکڑنا ہوں اور وہاں ہی کھڑا رہا سو یہ کہنا
 اس کے حق میں نعم نہ دیکھا اور وہ دشمن یا شیر اسکو پکڑ لگا ایسے ہی شخص خاص حق و خیر میں مشغول ہو شیطان
 کے قبضہ میں ہو اور اقرار زبان اسکا فائدہ نہیں کرتا ہے پس چاہئے کہ دل سے متوجہ ہو کر اسکو دھڑھے اور
 شیطان کے شر سے بچنے کیواسطے اللہ کے قلعہ میں دیکھا اور قلعہ اسکا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو اسکو کہ اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حُضْبَتِيْ قَتَلَ دَخَلَ حُضْبَتِيْ اٰمَنَ مِنْ عَذَابِ اٰلِہٖ اُولٰٓئِہٖ کے قلعہ میں وہی شخص رہے
 والا ہے جو کہ سوا اللہ کسی کو معبود پناہ نہ پھر اور قَاتَمَتِ الْاَمْنُ الْاِلٰهَ هُوَ الْاَقْبَسُ فِيْ مَعْنٰ اِنَّ الشَّيْطَانَ
 یعنی جس شخص نے مقرر کیا معبود اپنا خواہش نفس پر کو پس وہی شیطان کو کہ ہے بعد اسکے بسم اللہ
 پڑھے اور اس کے پڑھنے کے وقت سمجھے کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات کو سبب سے ہیں اور جب سب چیزیں
 اللہ ہی کی طرف سے ہوں پس حق حمد کا بھی ہی ہوا پس بعد اس کو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھے اور اس کے معنی یہی ہیں کہ
 شکر اللہ کے واسطہ سے کہ نسبتیں اسکی طرف سے ہیں اور ساری الحمد کے پڑھنے سے تمام عجائب دنیا
 اور آخرت کو نظر آویں گے اور مصلحت اور اسما و صفاتی اور صفات علیا کا ہو گیا اور ادبیاں پہلے اور اس کے کتب
 الہی اور شریعتوں بنیوں کی ظاہروں کی اور شریعت سے طرف طریقت کی اور طریقت سے طرف حقیقت کے
 پہنچ جاوے گا اور حیرا بنیادوں اور مسلیں کو اور مقامات مردودوں و ملحوظوں کو بھی منکشف ہو جائے
 گے اب اس حال کی تفصیل معلوم کرنی چاہیے جس وقت بسم اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا اسکے کہ ہر وقت تمام دنیا کا
 مشاہدہ کر لیا ہو اسکو کہ اس کے ساتھ تمام آسمان اور زمین قائم ہیں جس وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْاَلَمٰنِ کہا
 عالم آخرت کا اس کو علم آگیا جیسے کہ فرمایا ہو وَاٰخِرُ عَوْنُهُمْ اِنْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور جس وقت الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 کہا اسکے ساتھ ملاحظہ عالم محال حیرت و فضل و احسان کا ہو گیا اور جس وقت مَالِکِ یَوْمَ الدِّیْنِ کو پڑھا اس

عالم حلال اور مہول او کی کا تصور ہو گیا اور جسوقت آیاتِ تعبد پڑھا عالم شریعت پیش نظر ہوا
اور جسوقت آیاتِ تستیعین کہا طریقت کا رستہ معلوم ہوا اور جسوقت اھد نال الصراط المستقیم
پڑھا حقیقت کی طرف عقل نے سیر کی اور جسوقت صراطِ الدین اقممت علیہم کہا درجہ صاحبین اور اہل
کرامات کی مثل انبیاء و اوصیاء اور شہداء کے ظاہر ہوئی اور جسوقت غایر المغضوب علیہم زبان پر آیا
فساق کے مرتبے کہئے اور جسوقت ولا الصالحین کو پڑھا کافروں اور منافقوں کے درجہ ذہین
میں کی اور جسوقت اس سورہ اجمہ کو اس طریق سے پڑھا اور اسکے ہر سر پر واقع ہوا سو اس وقت
آیتیں ہیں پچھ ساتویں آیتیں ہوا عوذ کے پچھیاں اٹھوں بہشت کرد و ازوں کی ہو گئیں اور ثمان کو واسطے
اٹھوں دروازہ جنت کو کھل گئے اور جسوقت احوال و درجہ بڑے بڑے منکشف ہوئے اور کواشفیت
خالق کی پھر گئی اور گویا ایسا خوف و عظمیٰ کا اسکے دلبس سما کہ تاب کھڑے رہنے کی نہ رہی اور پشیمانی
جھگ گئی اور اپنے تئیں ذلیل اور عاجز سمجھ کر کہہ رہی او کی بیان کرنے کو واسطے اللہ اللہ کہہ کر کوع میں جا
اور سبحان ربی العظیم کہو اور اس جگہ بار بار عظمت و او سکوا کرے تاکہ بسبب تکرار کرنے کی عظمت دلبس
پکڑے بعد اسکے سر پر رکوع ہو اٹھا کہ امیدوار او کی رحمت کا ہو و اپنی امید کے محکم کرنے کی واسطے سبحان اللہ
ایک چکر کہو یعنی سن لیا اللہ نے جس شخص نے او کی حمد کی مراد یہ ہو کہ کوئی شکرا و سکا قبول کیا اور پھر
نکلتے کیا ہو کہ اس جگہ مصلیٰ اپنے حمد کا خاص کر کے ذکر کیا بلکہ سب حمد کرے اور ان کو ذکر کیا سو واسطے جو مسلم
انہو مسلمان بھائی کیواسطے دعا مانگے اللہ تعالیٰ وہ چیز اس مانگنے والے کو عطا کرے حدیث شریف میں آیا ہے
سبحان اللہ فی حق الرجل مادام الرجل فی حق الخیر المسلم فیہ ہمیشہ رہتا ہو اللہ تعالیٰ پچھ آدمی
کے جب تک وہ آدمی پچھ مدد بھائی مسلمان اپنے کے ہے ہر اسکے سبھی میں گرے اور یہ اعلیٰ درجہ عاجزی کا ہو
اسو واسطے کہ جو شرف اور بزرگی عضو کوئی کا بد میں ہے او سکون خاک پر کہ سب کو ذلیل ہو رکھ دیا اور سب کو بھی نہایت
عظمت اللہ تعالیٰ کی بیاں کرے یعنی سبحان ربی الاعلیٰ کہو اور اپنے تئیں سمجھو اور خیال کرے کہ اسی
زمین سے پیدا ہوا ہوں اور اسی میں جھک کر چھو رہا ہوگا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ ایک فرشتہ ہی
عرش کے نیچے نام او سکا حقیل ہے اللہ تعالیٰ نے او سکوا کر کہا کہ اڑ تو میں ہزار برس وہ اڑا پھر تیس ہزار برس
تک اڑا لیکن ایک کنارے عرش تو دوسرے کنارے تک نہ پھر پچا پس ارشاد الہی ہوا کہ اگر صوبہ چھو نکلتے تک اڑتا
تو بھی تو عرش کو دوسرے کنارے تک نہ پھینچتا اور جسوقت اس فرشتہ نے کہا سبحان ربی الاعلیٰ

نفس و جلیلی
(م) رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم
جو کہی
نے فرمایا
سورہ بقرہ کے آخری
دو آیتیں رات کو
پڑھ لیا کرے تو جو کو
پچھ پچی کافی ہے
اور وضو نہ پڑھے
تو پچھ پچ نہیں
(د) سبب سبب
اپنی دلتے کہا
رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم
پوچھا منذ کے باب
نہ جلتے ہو
شریف کی بہت
بجائے کون سی
نہ کو یاد ہے
میں نے عرض کی
اللہ تعالیٰ آفرین

بعد اسکے سرسجدہ کا اٹھا کر دوبارہ تواضع بجا لاوے اور سجدہ میں گرے اور دو سجدہ کرنے میں اشارہ ہے
 طرف ازل اور ابر کے کہ وہ ازلی ہو یعنی اول اس کو کوئی نہیں اور بعد ہی پر بیٹھے پیچھے اس کے کوئی
 چیز نہیں دیکھی مضمون **الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ** کا ہوا میں دو نو سجدوں کو اشارہ ہے طرف وجود
 کے کہ در بیان ازل اور ابر کے ہے اور وجودات اسکے بھی اصل کتاب میں بیان ہو چکے اور اسی جو
 سواقی نماز ادا کی جاوے اور ہر گاہ کہ حالت معراجیہ نماز کی ایک شعلہ معراج محمدی کی سی ہو اور انہماک
 کے طفیل سو کچھ نکتے اس مت مرحوم کو خیال آئی ہو عنایت ہوئی اس جہت سے کمال عنایت اور اکرام
 اسکے حال پر فرمایا کہ روبرو مالک برنیا کے او سکھو بیٹھنا نصیب ہوا اور جو چیز معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے پڑھی تھی ویسا ہی پڑھنا سورت میں اسکو بھی تعلیم ہوا کہ **الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالطُّبَّانُ**
 (یعنی اسکے یہ ہیں کہ جو اعمال اچھے خواہ زبان سے ہوں خواہ اعضا سے خواہ دل سے تیرے ہی واسطے میں اور یہ
 معنی اپنی دل میں حاضر کرے جب اسوجہ نماز ادا کر چکے اپنے باطن میں روح مبارک آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کا تصور کرے اور یہ سمجھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک اوپر سے اترتی ہو اور
 میری روح اوپر کو جاتی ہو اور گویا درمیان میں تاقی اور ملاقات دونوں حوال کی حاصل ہوئی اور راحت اور فیض
 اسکو حاصل ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کیواسطے حمد اور ثنا اور تحیت ضرور ہے اسواسطے
السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھے اور یہ خیال کرے کہ میرے سلام سے بہتر اور
 اعلیٰ جواب دہ بیطرف پہونچا اور اس سلام میں اپنے نفس کو اور نیک بندوں کو شامل کرے اور کہے
السلام علیکنا وعلی عباد اللہ الصالحین بعد کہنے کے یہ خیال کرے کہ حق سبحانہ نے میرے حق میں
 اپنا سلام عنایت فرمایا اور جو قدر نیک بندوں جہاں میں ہیں بعد اسکے کہو کہ **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اسکے کہنے میں نکتہ یہ ہے کہ کوئی اس کو کہتا ہے کہ کس سبیل سے اس
 رتبہ کو تو پہونچا پس یہ شخص جواب میں کہتا ہے کہ اس کلمہ کی برکت سے بعد اسکے کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے ذریعہ سے منجانب نبوت حاصل ہوئی اور ان کو واسطے کیا شکر یہ ادا کیا اسنے کہا **اللهم صل علی**
محمد وعلی آل محمد بعد اسکے کہا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس رسول کے پیدا ہونے کے
 واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی جیسے کہ اس آیت میں مذکور ہے **رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْہِم رَسُوْلًا مِّنْہُمْ**
 اس کے عوض میں اور ان کے حق میں تو نے کیا خدمت گزار مئی کی کہو کہا **صَلَّیْتَ عَلَیْہِ**

نہیں پہونچا
 نہ آپ نے نہ میں
 یہ دعا ہی ادا مندر
 کے بایں اعدا
 تہا سے علم میں
 برکت دے (ام)
 رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا جو کوئی
 سورہ کہتے
 شہ روا کی دس
 آیتیں یاد رکھے
 دجال کے قتل ہو
 محفوظ رہے (ام)
 ایک صحابی ام ذوات
 کے بعد قتل ہوا
 کی سورہ پڑھ کر
 رکعت ختم کر
 کرتے تھے لوگوں
 نے ان کی یہ
 دعوت

اَبْرَاهِيْمَ وَحٰلِي اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ لَعَنَ اللّٰهُ كَمَا لَعَنَ اٰلَافٌ مِّمَّنْ يَتَّبِعُوْنَ اٰلَافٌ مِّمَّنْ يَتَّبِعُوْنَ اٰلَافٌ مِّمَّنْ يَتَّبِعُوْنَ اٰلَافٌ مِّمَّنْ
 عنایت فرمایا اسنے کہا اَللّٰہ حَمْدُکَ تَجْمِیْدُ لَیْسَ اَوْ رَبِّ تَحْقِیْقُ تَوْحِیْدُ کِیَا کِیَا عِلْمُکَ وَاَلَا ہِیَ جَوْجُکَ ہِیَ تَبَرُّکُ
 کرم سے ہے بعد اسکے وہ خائرتے کمال تواضع و خشوع سے اور امید قبولیت کی سے اور اس دعا میں اپنے
 والدین اور تمام مسلمانوں کو شریک کرے ہر گاہ کہ اس طریق کو نماز ادا کی اللہ تعالیٰ اس کی تشریف فرما
 کے گروہ میں کی ہو پہلے کہ حدیث شریف میں آیا ہے اِذَا ذُکِرَ لَیْ عِبْدِیْ فِیْ مَلَاہُ ذُکْرَتَہُ فِیْ مَلَاہُ خَیْرٌ مِّنْ اَمْرِ
 یعنی جس وقت یاد کرتا ہو بندہ میرا کچھ سوچ جماعت کیا کرتا ہوں میں اس کو سوچ ایک جماعت کے کہ بہتر ہے
 اس کی جماعت جو جبکہ اسکا ذکر فرشتوں میں آیا فرشتے اس کی ملاقات کے مشتاق ہوئے پس اللہ تعالیٰ فی
 اسکو فرمایا کہ فرشتے تیری زیارت کے مشتاق ہیں اور تیرے پاس آؤ ہیں بیشتر تو اس کے اوپر سلام کر
 تا کہ تو سابقین میں سے شمار کیا جاوے پس یہ کہے داہنی طرف بھی اور بائیں طرف بھی اَسْکَلٰہُ عَلَیْکَ
 وَرَحْمَةُ اللّٰہِ اِیْ سَبِّحْ وَجْہَہُ بِہِیْثُ یَہْشَتُ مِیْنِ ذٰہِلِ ہُوں گہر طرف سے فرشتے اگر اسے سلام
 کریں گے او کہیں گے اَسْکَلٰہُ عَلَیْکَ مَا حَیْذَ لَکُمْ فَعَمَّ عَقْبِیْ اَلَا اِرَاقَتْ سَلَامَ کَرْنِے کو ایسی حالت
 متصل کی ہو کہ تصور کرے اس بات کا کہ اس نماز کو کیا حضرت کرتا ہوں شاید دوسری نماز کے اندگی
 میری وفا کرے یا نہ کرے اور یہی ضمون حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ کیا جو حیث کی تھی اور فرمایا تھا
 کہ صل صلوٰۃ مومنین پڑھ تو نماز مثل نماز حضرت کرینا کہے اور اس بات کا خوف کرے کہ نماز
 میں مجھ سے کچھ نقص ہوگئی ہو اور تیرا وہ اور اندیشہ کرے اس امر کا کہ بسبب کسی گناہ کو ظاہری ہو یا باطنی
 نماز میری اولیٰ میرے منجھ پیراری بنادو اور اس بات کی امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور کرم سے
 اس نماز کو قبول کرے یا مروتی ہے کہ بعضے کا ملین نماز کے بعد ایک ساعت توقف کرتے اور ایسا حال
 او کا ہو جانا کہ جیسے بیمار ہوتا ہے یہ طریق نماز عاشقین کی ہے یعنی خشوع اور غایری کرنا اور کھانجکی تعریف
 کلام اللہ میں ہے اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ
 هُمْ عَلٰی صَلٰتِهِمْ دَامِمُوْنَ پس اگر ایسی نماز مصلے سے ادا ہووے شکر خدا کا بجا لاوے اور اگر
 یعنی نماز ایسی ہوئی اوس سے خوش ہوا و حظی ایسی ہوئی اوس کے واسطے حسرت اور غم کرے
 اور نماز میں کچھ چیزیں چائیں جب کامل ہوتی ہے ایک حضور ہر دوسرے سمجھنا معالیٰ کا تیسرے
 تعلیم مہبود کی چوتھے ہیبت پانچویں رجا چھٹے حیا و تفصیل اس کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے

حجب سلاسی
 پیر سبب
 چھانچا خاتم
 صابین کا صلی
 دو گلابی نماز
 میں خشوع کرتے ہیں
 اور دو گلابی
 نمازوں پر صلاط
 کرتے ہیں اور دو گلابی
 نمازوں پر
 جواہری نمازوں پر
 داومت یعنی ہر گلابی
 کرتے ہیں
 تقسیم
 رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے اگر وضو کی
 آپ نے فرمایا
 ان سے پوچھو
 کہ وہ اب کیوں
 کرتے ہیں

مگر حضور اسکو کہتے ہیں کہ دل اسکا خالی ہو گیا اور اس شو سے جسکو کرباوی یا زبان ہو بول رہا ہے میں فکر
اسکا اس شو کی طرف رہو اور جگہ جگہ دوڑنا نہ پہرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو نہیں نظر
کرتا ہے اللہ طرف اور نماز کی کردل مصلے کا سبب ان کے جس نماز میں حاضر نہ ہوا اور دیکھا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو کہ اپنی ڈاڑھی سے نماز میں کھیل رہا تھا پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر رجوع ہوا
دل بکھا اور خوف ہونا اسکو اسکے جوارح اور اعضا بھی خشوع کرتے اور روایت ہو کہ جب وقت نماز کا آتا حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کا پٹنہ لگتے اور رنگ چہرہ کا متغیر ہوتا پس کہا گیا اولن سے کیا سبب ہے اسکا امیر المومنین پیر
فرماتے تھے کہ یہ وقت ادا کرنے کی امانت کا ہے کہ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر اللہ تعالیٰ نے وہ امانت
پیش کی تھی اور اسکو اٹھالینے کی سزا تھیں سبب خوف کرنا ہے اسکو اٹھالنے سے انکار کیا اور
یعنی اس امانت کو اٹھا لیا اور مروی ہو حضرت علی بن حسین کو کہ جسوقت وضو کرتے تھے رنگ اونکا
زرد ہو جاتا تھا پس اون کو اونکو گھر کے لوگوں نے کہا کچھ وضو کے وقت تمہاری کیا عادت ہو اولہوں نے
فرمایا جانتے ہوں کہ اب میں کس کے روبرو کھڑا ہوں کیا ارادہ کر رہا ہوں اور مروی ہو کہ حاتم صم رضی اللہ عنہ
سے اونکی نماز کا حال دریافت کیا گیا اولہوں نے کہا کہ جب وقت نماز کا آتا ہے اچھی طرح ترس و وضو کرتا ہوں
اور جس مکان میں نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے تھوڑی دیر وہاں بیٹھ جاتا ہوں تاکہ اعضا میرے
قرار پکڑ جائیں پھر اٹھتا ہوں نماز کے واسطے اور کعبہ کو درمیان دو لوہوں اپنی کے کرتا ہوں
اور پل صراط نیچے قدم اپنے کے اور چنت کو داہنی طرف اپنی اور دروغ کو بائیں طرف اور ملک الموت کو
پیچھے اپنی سمجھتا ہوں اور اس نماز کو پچھلی نماز تصور کرتا ہوں کہ شاید بعد اسکے زندگی رہے یا نہ رہے
پھر درمیان خوف اور جا کے کھڑا ہوتا ہوں اور سبب طرح سبب فعال نماز کا بیان کر کے کہا کہ ہوا خاص
آلودا کرتا ہوں پھر فرمایا مجھکو معلوم نہیں کہ نماز میری قبول ہوئی یا نہ ہوئی اور ابن عباس فرمایا ہو
کہ دو کھیتیں کہ متوسط میں تفکر میں بہتر ہیں قیام تمام رات کے سو کہ دل کی غفلت سے ہو پس ضرور ہو
کیونکہ کہ نماز کی وقت غفلت آئی اور خوف اور امید داری اسکو کی اور حیا تقصیر نبی سے لحاظ میں رہے
اور یہ بات جب حاصل ہوتی ہے کہ خطروں اور موسوسوں کو نماز کے اندر دل ہو دور کرے اور خطر اس
سبب کئی قسم کی ہوتی ہیں بعضے خطرے اس طرح ہوتے ہیں کہ کسی شے کو سننے سے یا کسی شو کے دیکھنے سے خیال
اور طرف آجاتا ہو اور اس کے ساتھ اور خیال آجاتے ہیں اور پڑھتے بڑھتے ایک سلسلہ خیالات کا بن جاتا ہے

نور علی
انہوں نے اس
کی اس سورا
میں اللہ کی صفات
پیدا ہوا اسکو
بہت اچھا معلوم ہوتا
ہے، اے ایسے
فرمایا ان سے
چشم کرد کہ اللہ علی
ان کو بہت چاہتی
ہے (ق)
ایک شخص نے
رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے عرض کی
یا رسول اللہ
مجھے فتنہ ہوا اسکی
سورۃ سے بڑی
محبت ہے آپ
نے فرمایا اے
محبت مجھے بڑی

اور بعضے فکر سبب سے فکروں کے ہوجاتے ہیں اور اسکا علاج کتابوں میں اسطرح لکھا ہوا ہے کہ ایسے
 سببوں کو نہ ہونے دو اور تہذیب سے کہی ہو کہ انکے بند کر کے یا کسی علیحدہ گھر میں نماز پڑھے کہ اودا کے
 امن ہو یا سامنے ایسی چیز رکھے کہ اسکے دیکھنے سے خیال اودھڑ جاوے اور استخوان کو اور پناز پڑھنے
 سے پرہیز کرے اور جگہ منقش اور خوبصورت اور فروش رنگ رنگ بھی احتراز کرے کہ ایسی جگہ نماز پڑھنے
 سے بھی خیال ہٹتا ہے سو اسکو پہلے زمانہ کو بزرگ ایسی جگہ عبادت کرتے تھے کہ چھوٹا سا گھر اور اندھیرا وہیں ہوتا
 تھا اسکو کہ ایسے مکانیں دل پریشان نہیں ہوتا ہے اور بڑے نیک سخت اوغیل سے ہوتے تھے کہ شہوت
 مسجد میں لے تھے اپنی نظریں دھرو دھرو تاتے تھے اور سوا کی جگہ سجدہ کے اور طرف نگاہ نہ اٹھاتے اور کمال نما
 کا اس میں جانتے تھے کہ جو شخص ایں اور پائیں اون کے ہوتا اسکو نہ پہچانتے کہ کون کہا ہے اور بعضے
 خطرے ایسے ہوتے ہیں کہ انکے بند کرنے وغیرہ سے بھی نہیں جاتے ہیں بلکہ اول ہی دلیلیں وہ خیال جو
 ہوتا ہوتا ہے سو اسکے دفع کرنے کا علاج یہ ہے کہ زور اور جبر سے نفس کو طرف سمجھنے الفاظ اور معنی فراموش
 و متوجہ کرے اور اور اطراف سے دل ہٹاوے اور پہلے نیت کرنے سے آخرت کا ذکر اور کہڑا ہونا پروردگار
 کے سامنے دل میں یہاں کرے اور جس چیز کا خیال اور سوچنا نماز کے اندر بیگا پہلے ہی اسکے خیال سے فراموش
 کرے اور تہذیب سے کی سوج لے کہ نمازیں دوبارہ اسکا سوچنا بیگا ایسے اہل باطن کے نزدیک نماز
 پوری پوری نہیں ہوتی کیسی ادھی ہوتی ہو اور کسی تہائی علیٰ القیاس گرتی ہو کی راہ و سبب مشکل ہوڑ کی
 کہ اکثر آدمیوں سے تمام نمازیں حضور ممکن نہیں فہمائے کہدیا ہے کہ اگر تمام نمازیں حضور نہ ہو
 تھوڑی سی میں ہو جاوے جب بھی نماز نہ ہو ساقط ہو جاوگی اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ایک خط بھی
 اگر حضور ہو جاوے گا یعنی وقت تکبیر تحریمہ کی امید ہو کہ نماز صحیح ہو جاوگی اور حال یہ ہے کہ حضور دل کا روح
 نماز کی ہو اور اخیر درجہ اسکا کہ جسکو سدر مت کہتے ہیں یہ ہے کہ حضور تکبیر کی وقت ہو اور اتنا بھی اگر نہ ہو
 یہ مرتبہ بالکمال کا ہے اور جسقدر زیادہ ہوا وہی قدر روح پھیلتی ہے اور بعضے زندہ ہوا ہی ہوتے ہیں کہ حرکت
 اونہیں نہیں ہوتی ایسی ہی مثال نماز کی ہو کہ تمام نمازیں غافل رہو اور فقط تکبیر کی وقت حضور ہو جاوے
 اور نماز صوفت کامل مودا کر کے شرط باطنی کے کہ وہ خشوع و تعظیم اور حیا وغیرہ سے بجا آئی جاوے سبب غفل
 ہونے نوا اور تحلیات کا دل میں ہوتی ہو اور ان انوار کے سبب اولیاء و اسد کو مکاشفات حاصل ہوتے ہیں
 اور اسرار ربوبیت کو نمازیں کھلتے ہیں خصوصاً سجدہ کو وقت کہ قریب ہی سجدہ کے سبب ہو ہوتا ہے

وہ خط بھی

لے جاتے گئی رہ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

علیہ و آلہ وسلم نے

فرمایا آج کی رات

عجب آئیں اور تہی

میں ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

میں بھی ہیں ایسی تہی

مجموعہ
ادب و عربی
قرآن مجید پڑھنا
چاہے اللہ سے نیکی حاصل
مردود سے ۱۲/۱۱
تفسیر خلیلی
(۱) کلام اللہ
شریعت برہنہ
ہدایت اور نور
عقول اہل علم
کرنا اور اسی پر
رہنا، آپ نے
قرآن مجید پر
عمل کرنے کی ہمت
دی تاکہ کسی اور
پروری و جست و خیز
بغیر فرمایا (۲)
اور میرے اہل بیت
میں غم و غم کو
ان کے بارے
میں اللہ سے

مَا لَكَ يَوْمَ الْيَوْمِ مِنْ قِتَالٍ فَرَمَاتُ هِيَ خَاصٌ كَمَا بَدَأَ مِيرَ نَجْوًا سَاحَةً بَزْرُكٍ كَوَاسُطُوكَ اَوْ سَدَنُ كَوَاسُطُوكَ
یا وکیا کہ جس دن کوئی مالک و بادشاہ نہیں و جب بندہ کہتا ہے اَیَّاكَ تَعْبُدُ وَ اَیَّاكَ تَسْتَعِیْنُ حَقِّ تَقَاتُ
فرماتا ہے کہ مضمون اس لایت کا ملا ہوا دریاں میرے اور درمیان بندہ میرے ہے اسے کہ عبادت میرا حق ہے جو کہ مستحق
ربوبیت ہے اور اعانت حق بندہ کا کہ کہ لازم عبودیت کو سے ہے پس ساتھ لفظ اَیَّاكَ تَعْبُدُ حَقِّ میرا و اکیا
اور ساتھ لفظ اَیَّاكَ تَسْتَعِیْنُ کو حق اپنا پایا اور جب بندہ کہتا ہے اَیُّهَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ اَخْرَسُوهُ مَلِكُ
حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب بندہ میرے واسطے ہے اور بندہ کو سوال او سکاد یا میں یعنی طلبیہ لایت کی اور
استقامت کی اور انعام کی اور طلب کی غضب و ضلال سے یہ سب منافع بندہ کو ہیں اور بندہ فروغی کو ساتھ
کہ روح عبودیت کی جو تقاضا و نکال رہا ہے پس حق ربوبیت اس بات کو چاہتا ہے کہ اس کو طرف اس مطلب کے
پہنچاویں اور وہ نہیں ناموں و نام اسکا جس امتحان سے یعنی سات آیتیں کہ مکر ٹری جاتی ہیں بیچ ہر ناکے
اور وہ سات آیتیں ہیں اَللّٰهُمَّ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ کہ کئی دروازوں ذکر کی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہ
کئی دروازوں ذکر کی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہ کئی دروازوں ذکر کی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہ کئی
دروازوں خوف کی اور یہ کہ اَیُّهَا اَیَّاكَ تَعْبُدُ وَ اَیَّاكَ تَسْتَعِیْنُ کہ کئی دروازوں اخلاص کی ہے اور اخلاص
پیدا ہوتا ہے معرفت عبودیت اور معرفت ربوبیت کو سے اور اَیُّهَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ کہ کئی دروازوں ماکہ
او تصرف کی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہ کئی دروازوں اویسیت کی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہ کئی
ساتھ ارواح طیبہ کو طلب نزول برکتوں کی اور انوار کی بھی اس میں ہے کہ بسبب اسکے سالک کو او طرف
جانے کو اس میں حاصل ہوتا ہے اور موفقی مضمون اس آیت کو اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِیْزْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ
الْجَنِمِ کَلِمَہٗ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہ کئی دروازوں اویسیت کی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہ کئی
ساتھ ارواح طیبہ کو طلب نزول برکتوں کی اور انوار کی بھی اس میں ہے کہ بسبب اسکے سالک کو او طرف
جانے کو اس میں حاصل ہوتا ہے اور موفقی مضمون اس آیت کو اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِیْزْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ
الْجَنِمِ کَلِمَہٗ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہ کئی دروازوں اویسیت کی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہ کئی
ساتھ ارواح طیبہ کو طلب نزول برکتوں کی اور انوار کی بھی اس میں ہے کہ بسبب اسکے سالک کو او طرف
جانے کو اس میں حاصل ہوتا ہے اور موفقی مضمون اس آیت کو اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِیْزْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ
الْجَنِمِ کَلِمَہٗ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہ کئی دروازوں اویسیت کی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہ کئی

ہیں ایک علم شریعت کا یعنی تکلیفات و احکام شرع کا اور دوسرا علم طہارت کا یعنی بیہمتا ملامت کو نہ تھا اور دوسرا
 علم حقیقت کا یعنی دریافت کرنا مکاشفات ارواح کہ لیکن علم شریعت کا قدیم ہی ایک اصول عقاید کا اور دوسرا
 علم فروع احکام کا اور اس سورۃ میں پہلے معرفت ذات کی ہی اس طرح سے کہ وہ ایسی چیز ہے کہ سب موجودات
 ساتھ اس کے قائم ہیں انہد قیام بدنون کے ساتھ ارواح کے پھر معرفت وجود اوس ذات پاک کو ہی اس دلیل
 سے کہ اپنی رحمت و ممکن کو کہ عالم اور وجود اسمیں برابر تھا ساتھ ایک طرف کو دونوں طرفوں ہی ترجیح دی ہے
 ایس ضروری ہے کہ خود بھی موجود ہو پھر معرفت حقیقتوں اوسکی کہ ہے ساتھ اس طرح کہ کہ وہ صفتیں تمام محالات
 ہیں کہ موجب کمال حمد کو ہیں اور دلیل و سکی تربیت ہو اسو اسکو کہ پرورش بغیر حیات اور علم اور ارادہ اور
 قدرت کو تصور نہیں اور دلیل و سکی رحمت بھی ہو اسو اسکو کہ حقیقت رحمت کی بخشا اوس چیز کا ہی کہ جسکی
 حاجت ہو اور یہی بخشا بغیر جاننے احوال مرحومین کو تفصیلاً اور بغیر جاننے اوس چیز کے کہ لائق ہر ایک کو ہی جہد
 علیحدہ اور بغیر قدرت کو اور پر پہچاننے ہر چیز کے ساتھ ہر کسی کو اور بدون ربطا عالموں مختلف کے ساتھ ایک
 دوسرے کے اور داخل ہونے ایک تدبیر کے سچ تمام کثرتوں کے ممکن نہیں اور دلیل و سکی جڑ بھی ہو اسو
 کہ جڑ بغیر سننے اور دیکھنے اقوال و افعال تکلفیہ کے اور بغیر کلام کو کہ اس کے ساتھ تکلیف میں ممکن نہیں پھر
 معرفت ہما اوسکی کہ ہے ساتھ اس طرح کے کہ حقائق ہما کو اسے ذریعہ ہیں ربان اوسکے اور درمیاں خلق کو
 اور وہ ساتھ اوس حقائق کو دیکھتا ہو اور سناتا ہو اور خبریاں مہوتا ہو اور فیصلت دیتا ہو بعضوں کو اور بعضوں کو
 پھر معرفت توحید کے ساتھ اس دلیل کہ وہ رب تمام مخلوقات کا ہو اور جو چیز سوا اسکے ہو تمام سہو کام کو ہے
 پس مرتبہ اور منصب میں اور کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا اور بعد وجود اس کے کو احتیاج دوسری
 شے کو باقی نہیں رہتی پس اگر کہ دوسرے فرض کریں ہم لغو ہوا اولو تو قابل الوہیت کہ نہیں پھر معرفت استحقاق
 عبادت اس کے واسطے ہی ساتھ اس دلیل کے کہ ہر چیز کو ہر حالت میں اور ہر حاجت میں رجوع اوسکی طرف ہو اور
 احتیاج طرف جناب اوسکی کہ سچ حالت ابتدا کو ساتھ یوہیت کو اور ہر حالت و دریاں واسے کے ساتھ جہانیت اور
 رحیمیت اوسکی کو اور ہر حالت انتہا کو ساتھ مالکیت اوسکی کو اسے دن جزائے اور ہر گاہ کہ وہ ایسی ذات ہو کہ اس حالت
 میں اور ان حاجتوں میں تمام و فضل فرماتا پس لائق عبادت بھی ہی ہو پھر معرفت نبوت اور ولایت کو اور مرتبہ
 ایمان کو الصراط المستقیم اور صراط الذین انعمت علیہم میں مذکور ہو اور معرفت کفر اور بدعت اور فسق کی سچ
 غضب و رضاء کر سبھی جاتی ہو اور معرفت سعادت و شقاوت کو ان دونوں معرفتوں ہی حاصل ہوتی ہو اور معرفت

تفسیر خلیلی
 در تائید ہا اور
 یہ روایت میں
 ہے کہ قرآن شریف
 اسکی دوسری ہو
 جسے اسکو کپڑا
 ہی بابت پر
 اور جسے اسکو جھوٹا
 وہی گراہ مہاراجہ
 ابن عمر نے کہا
 لا حول الاصلی
 اور علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا قیامت
 میں قرآن خوان
 سے کہیں گے
 قرآن پڑھ اور جنت
 کے درجوں پہنچے
 جیسا دنیا میں پڑھا
 تھا وہی ہی پڑھ
 تو ہی جگہ چھپی کی جگہ
 جو غور پڑھے گا

فصل اور عدل کے ان دونوں صفوں کو کہ الرحمن الرحیم و مالک یوم الدین میں پائی جاتی ہیں اور معرفت
 حکمت الہی کو سمجھ سیکھ سہج ہوئی ہو کہ عبادت و استقامت پیدا کرنا ہو اور استقامت و انعام اور اور پر شقاوت
 ضلالت کو غضب مترتب کرنا ہو اور معرفت قضا و قدر کے ذکر عبادت و استقامت کو سوجھل ہوئی ہو اور
 کہ اگر خلاف تکلیف کو مقدم نظر مانا استقامت کو کوئی وجہ ہو سکتی اور معرفت مبارکے لیسیم للہ سی مالک یوم الدین
 تاکہ اور معرفت معاد کو مالک یوم الدین و تاذ کر کے انعام اور غضب اور علم ذریعہ میں سے معرفت عبادت کے
 ساتھ بعد کو اور معرفت معاملات کو اور نکاحات و حکومات کے ساتھ کشتیجی کو اسوہ کو خواہش نفسانی
 برخلاف مقتضای عقل کے معاملات میں ہوتی ہو پس واجب اور مستحب و مباح اور صحیح کو ساتھ ہر ایک کے جان
 سکتے ہیں و حرام و مکروہ و فاسد کو ساتھ غضب و ضلال کو پہچان لیتے ہیں اور اخذ معاملات و عبادات
 کا کہ امر نہی ہو ذکر عبادت اور غضب کے سے معلوم ہوتا ہو اور ثمرہ امر و نہی کا کہ وعدہ اور وعید کے ساتھ انعام
 اور غضب کے منکشف ہوتا ہو اور علم طریقت کا کہ معرفت کمال قوت نظریہ اور عملیہ کے ہی ساتھ ہر ایک مستقیم
 کے ادا کیا گیا اور نقصان ان دونوں کوں کا ساتھ لفظ غضب ضلال کو ذکر کریں یا اور پچھ طریقہ کو جس چیز کی تقاضا
 واجب و ابتداء سلوک میں نام اس کا عبادت ہو اور وہ چیز کہ درمیان سلوک کو رعایت و سکی ہو تقبی و سکا
 استقامت ہو اور وہی کہ انتہا میں ہو استقامت کے نام سے مشہور ہے اور معرفت و صاف نفس کو ذکر غضب و ضلال
 کے سے معلوم ہو سکتے ہیں کہ حقیقت و سکی سمجھنا نفس کا طریق استقامت کو سہ ہے اور معرفت و صاف قلب کے
 ساتھ استقامت اور ہدایت کو پہچان سکتے ہیں اور معرفت تجلیہ کے ساتھ عبادت اور استقامت کے اور
 حصول تجلیہ کے ساتھ ہدایت اور استقامت کو اور تجلیہ میں ضرور ہے خالص ہونا و دونوں شہوتوں سے
 اور اسکو تعمیر فرمایا ہے ساتھ عبادت کے کہ ضد شہوت کی ہو اور بھی ضرور ہے خالص ہونا غضب کے
 اور طرف اسکے ساتھ رحمت الہی کا اشارہ فرمایا اسواسطے کہ جو کوئی امیدوار رحمت الہی کا ہو اس کے
 تئیں غصہ کرنا اور براؤں شخصوں کے کہ رحمت الہی جسکے حال پر ہو کیونکر جائز ہو حدیث خیر یف میں وارد
 ہے الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ بَالِغٌ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمُهُمُ اللَّهُ يَرْحَمُهُمُ اللَّهُ يَرْحَمُهُمُ اللَّهُ يَرْحَمُهُمُ اللَّهُ
 ہیں رحم کرنا ہو اور پلید رحم کر تو تم اور شخص پر کہ جو شخص زمین میں ہو یا آسمانوں پر یا
 اوپر پر کرنا ہو اور خواہش نفسانی سے ساتھ ذکر استقامت کے بیان فرمایا اسواسطے کہ خواہش نفسانی راہ
 استقامت سے دگاتی ہے اور ذریعہ شہوت اور غضب اور ہوا کی کئی چیزیں ہیں اول حسد اور خلاصی

سلطان یعنی توفیق
 خبر کی بھی بہت اور ہم
 کی بھی بہت اگر توفیق
 میں صفت بہت ہی ہوتی
 حاجت استقامت
 کی کیا ہوئی پس
 واسطے حاصل کرنے
 جس کے استقامت
 کی ضرورت ہوئی
 ۱۱ مرقہ علم طریقت
 سلوک جس شخص
 کے اندر ہدایت اور
 استقامت پائی جاوے
 گی دس اسباب کی
 پہلے کہ تجلیہ یعنی
 صفائی باطن کی
 اور روشنی دل کی
 اسکو حاصل ہو اور
 حاصل ہونا اسکا
 سبب ہدایت الہی اور
 استقامت کو ہے ۱۲

اوس کے ساتھ ملاحظہ فرمائی کہ اس کے واسطے کہ یہ لفظ اس پر دلالت کرتا ہے کہ بندہ رضی اور خوش ہوا ہے
 عطا یا الہی کہ چنانچہ تمام خالق کے اور ضد حسد کی خوشنودی ہو اور دوسرے بخل ہو اور اہ خلاصی کا اوس
 سمجھنا مضمون رب العالمین کا ہو سہو کہ تمام نعمتیں جب پیدا کی ہوئی خدا کی ہیں پس بخل ساتھ اوس چیز کہ
 مال کی نہ ہو کیا وجہ رکھی لینے لہذا قرآنی سب نعمتوں کا مالک ہو جسکو چاہو اپنی شوق کو ویرے غیر کی چیز میں سکو
 کیا دخل ہو اور تیسرے عجب و خود پسندی ہو اور طریق خلاصی کا اوس کے ساتھ مضمون اِیَّاكَ تَعْبُدُ کے
 ہے اور چوتھے کہ ہے اور طریق خلاصی کا اوس کے ساتھ مضمون اِیَّاكَ تَسْتَعِیْنُ کہ ہے اور پانچویں کفر اور بدعت
 ہو اور طریق خلاصی کا ان دونوں سے احتراز کرنا غضب مگر اسی سے ہے اور بھی تجلیہ کو اندر بیانہ روی
 بیخ اخلاق کو ضرور ہو مثل تعفف کو اور شجاعت کے اور سخاوت کو اور میانہ روی اعتقادات میں بھی چاہو کہ
 اذنا و فی طریق کی طرف مائل نہ ہو و اعمال میں بھی میانہ روی ضرور ہے کہ حد پر نہایت ہو محدود ہو اور مرتبہ ہمارا
 اور تعصیر و تجاوز کرے اور طرف اس کو سوا کو اشارہ ہو ساتھ صراط مستقیم کہ اور بھی تجلیہ میں لاد ہو زہد اور
 محبت اور شوق اور ان سب کو ساتھ حمد کو ادا فرمایا ہو اسکو کہ جب تمام نعمتیں و سبکی طرف ہو دیکھیں اسباب
 ظاہری نظر اوسکی ہو مگر ہو اور نہ دلاورے غیبی اسباب کی طرف مائل ہوئی اور محبت اور شوق منع کا ہر انسان
 کی جبلت میں بلکہ ہر حیوان کی طبیعت میں ہو اور بھی تجلیہ میں ضرور جو اپنی امتیاز ظاہر کرنے اور اسکا بیان
 استعانت کو ساتھ ہو اور ضروری منزل اور ناکساری اور وہ عبادت کو سمجھے گو اور ضروری معرفت
 عزت ربوبیت اور ذلت بشریت کی اور یہ بات مجموعہ رب العالمین اور اِیَّاكَ تَعْبُدُ سے ظاہر ہوتی ہو
 اور تجلیہ میں معرفت بھی ضرور ہے اور معرفت کی طرف اشارہ فرمایا ساتھ بالصاق کو لینے تعالیٰ روحانی
 کہ بندہ کو ساتھ خالق اپنی کو حاصل ہو میریت انصافی کہ کیف بے قیاس بہ ہست بل انسان را با جان
 مانس ہو اور ذکر کرنے پانچ ہوں اوس سو قہر میں اشارہ ہی طرف مقام ذکر کے اور ساتھ ذکر حمد کو اشارہ
 طرف مقام شکر کے ہو اور اشارہ طرف مقام رضا کو ساتھ ذکر رحمت کو اور طرف مقام خوف کو ساتھ تا
 دن جزا کے اور ذکر غضب کے اور طرف مقام اخلاص کو ساتھ اِیَّاكَ تَعْبُدُ کو اور طرف مقام دعا کے
 ساتھ اِیَّاكَ تَعْبُدُ الصَّراطِ الْمُسْتَقِیْمُ کہ اور طرف مقام اولیت ارواح طیبہ کے ساتھ صراط الدین
 اَنْتُمْ عَلَیْہُمْ کہ اور طرف احتراز کرنے محبت دلاور بچنے توسل کے ساتھ ارواح خبیثہ کو ساتھ
 لفظ غیر المغضوب علیہم وَاَلَا الضَّالِّیْنَ کہ محبت نخست موعظت میر مجتہدین است بہ کہ از

مقام بیعت
 سے مراد ہے کہ کثیر
 محبت جہان کے
 فیض روحانی کی
 مقبول الہی سے
 چل ہو اہل
 مد ظلہ العالی
 تقسیم
 وہی ہے
 معلوم ہو کہ جن
 شخص کو دنیا
 دوزخ یا دوزخ
 ایک آیت سے
 سیکر ایک پارے
 ہم ایک پارہ جو
 سیکر آخر قرآن کو
 اوسکی
 عجب جنت میں
 ترقی ہوگی اس
 حدیث میں غلطی
 نے ہے بڑی

مصاحب جنس آخر از کینہ اور علم حقیقت کہ عالم کاشف کا ہی اس سورۃ سو ساتھ اس طریق کو سمجھنا چاہئے کہ معرفت سروریت کو اس حد تک کہ سو حال ہوتی ہیں سو اس کو کہ جسے جبر کا رجوع اور سبکی طرف اس طرح ہو کہ وجود کل او کے ساتھ قائم ہو اور یہی مدلول باور لیتیم اللہ کا اور معرفت تجلی جلالی کو ساتھ ذکر مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ کا اور ذکر غضب کے اور معرفت تجلی جلالی کو ساتھ ذکر الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور انعام کی اور معرفت کمالات الہی کی ذکر انْحَدِ لِلّٰہِ کہ سے یہ الدِّینِ تک حاصل ہوتی ہو اور معرفت اسماء الہی کے ساتھ ذکر اسماء خمسہ اور معرفت نفس کو ساتھ ذکر ضلال کو اور معرفت قلب کو ساتھ استقامت کے اور معرفت روح کے ساتھ ہدایت کی اور معرفت سرا و خفی اور مافوق او کے کو ساتھ ذکر سہقامت اور انعام کے اور معرفت سر نبوت کے ساتھ ذکر کھنڈر کی رحیم تک اور ساتھ ذکر انعام کے اور معرفت وحی کو ساتھ لفظ پاک اس واسطے کہ حقیقت حق کے اتصال بعض و چون کا ساتھ بعضوں کو نہایت تک کہ یہ سلسلہ انصالی طرف حق کی پہنچ جاتا ہو اور بحث فرق کو درمیان نبوت و ولایت کو ساتھ ذکر تاج اور متبوع کو پہنچ کر کَاطِ الدِّینِ اَتَمَّتْ حَکْمَہُمْ کو معلوم کرنے چاہئے اور بحث احوال و مقامات کو ساتھ اِیَّاکَ نَعْبُدُ اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْذُ کے اور ذکر ولایت اور سہقامت اور انعام کی سمجھنی چاہئے اور مرتبہ علم یقین کا ساتھ ذکر انفاذ غیب کے کہ الحمد للہ سے مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ تک ہو حاصل ہو تہ ہے اور مرتبہ عین یقین کا ساتھ خطاب پاک کو اور معرفت حق یقین کے ساتھ ذکر حرمت اور ہدایت اور انعام اور سہقامت کو اور سر قضا اور قدر کا ساتھ لفظ رحیم کو تفسیر تخصیص ہر ایک کا ساتھ قدر اور استعداد او کی ہے جو اور معرفت اسماء عبادات کو تفریع ان کی ہو اور اسماء خمسہ پر کرتے چاہئے اور پہچاننا اسماء مقامات کا تفریع ہدایت کی ہے اور سہقامت کو ہو سکتا ہے اور اسماء اخروی ساتھ انعام کر نیکی اور پرستیم کے اور غضب کر نیکی اور پرستیم کو دریافت ہوئی اور تخریر عالم شہادت کو واسطہ علم غیب کے لفظ استقامت کے کو مفہوم ہوئی اور فنا اسوا اللہ کے درمیاں اوں ذات کو ساتھ مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ کے معلوم کروائی اور معرفت بقا کے ساتھ سہقامت اور انعام کا ارشاد کی اسکی جاسو جاننا کہ اکثر سہقامت داخل ہو فی شیطان کو آدمی کو دلیل چل میں تین راہ ہیں شہوت اور غضب و رہوا شہوت کو پرستیم کہتے ہیں اور غضب کو پرستیم اور ہو کو شیطانیت اور مرتبہ غضب کا بڑھا ہوا پرستیم شہوت کہ سے اور مرتبہ ہو کا بڑھا ہوا ہے مرتبہ غضب کے سو اس واسطے کہ انسان بسبب شہوت کو اپنی جان پر ظلم کرنا ہو اور بسبب غضب کے غیر ظلم کرنا ہو اور پرستیم کو اور پروردگار اپنے کو اور پرستیم حدیث شریف میں اراد ہو کہ الظالم ثلاثۃ

نہیں چاہئے
معاذ اللہ
دوست میں
بہت اور کچھ ہر انداز
ملکان عذبت ہو گا
(ج) قرآن کریم
میں تین لاکھ بیس
ہزار چھ سو اسی ہزار
اور تین سو دس
دس بیسوں کا
ذات سہقامت
اس صاحب سے
ایک قسم قرآن
کے واسطے کو
پیش لاکھ بیس
ہزار سات سو دس
بیسوں کی ہیں
اور جسے ایک
لکھ کر شکل سے
تمام کیا ہے اسکو
اسکا بھی دو تالیف
چونکہ لاکھ ہزار
چار بیس

تفسیر فیضان
القرآن

مذہب قرآن کی
منش عہد غزائی
کی ہے کہ جو
ادنیٰ کی قوت پر
قیست اور بنیاد
کار و گزیرہ
کئی ہے جس
کیکو قرآن سے
فائدہ نہوایا
ملاوت کا مذہب
سے نہ دروس کا
دل بجا ہے قرآن
و حدیث کی فیضان
کے میاں کے
میں ایک بڑا
علوم و علمی کافی
بنیں ہے اسلئے
میں اسلئے
انتہا کر کے

عذاب و سزا سے اور اہل ہونے دروازوں اور کسے خلاصی حاصل ہوگی یہ حرف نما کاپس اشارہ طرف نبوی کریم
کرنا جو کون قیاس کے حاصل ہونے کا ہوگا قال سر تعالیٰ لا تدعی الیہ ذنباً من احد و ادعی الیہ الذنوب و ارجع
طرف نام و جنم و جہنم کے اشارہ کرتی ہو اور تھا اشارہ طرف خیر اور برائی کی ہو کہ وہ ذنبوں کو حاصل ہوگی اور جہنم میں
کے اوسیں رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تَدْعِي النَّارَ فَقَدْ اَخْرَجْتَہَا اور زنا اشارہ ہر طرف زنیہ کے کہ نہ تو زنیوں کا ہو اور
زقوم کو ہے کہ طعام اوس گروہ کا ہے اور شین اشارہ طرف شہین کر ہے کہ تم میرا زنا یاد و نشہ فین اوروں طرف
عہد غزائی کا ہے کہ ایک طبقہ جو جہنم کا اور قاسم لفظ فراق کا ہو کہ دوستوں کو نزدیک فراق بدترین الیہ
عذاب کا ہو اور علی اشارہ طرف گرفت اور اختلاط کر ہے کہ سبب خول و زنج کر ہے فائدہ ہر گاہ کہ ظالموں و نکات
اس سورۃ کے سے خارج ہوئے لازم ہوا کہ بعضے فضائل اس سورۃ کو کہ حدیث شریف میں مذکور ہیں بھی لکھیں
بخاری اور باقی صحاح ستہ اور کتب معتبرہ میں مروی ہو کہ ابو سعید بن اعلیٰ صحابی قتل کرتے ہیں کہ میں ایک دن
مسیب مقدس میں نماز پڑھتا تھا کہ آنحضرت فرمایا کہ آواز دی میں بسبب مشغول ہونے کو نماز میں جواب
نہ دے سکا یہاں تک کہ نماز سے فراغت کی میں نے اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر بیان کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ عذر قابل سننے کی نہیں رسول اللہ کے پکارنے کو ہر حال میں حاجت
کی چاہئے جیسا کہ حق تعالیٰ فرمایا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا
یَحْیِیْہُمْ یٰۤاِیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَلَا تَرَوْنَ کَا جَسَدٍ مَّا جِئْتُمْ کَا جَسَدٍ مَّا جِئْتُمْ کَا جَسَدٍ مَّا جِئْتُمْ کَا جَسَدٍ مَّا جِئْتُمْ
ہے بعد اسکے فرمایا کہ ہر آدمی کو کہ ایک سورہ پڑھی کہ قرآن میں جو سچی کے لکھنے سے پہلے تجھ کو سکھاؤ گا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر کروانہ ہوا جس وقت نزدیک رو ازوی مسجد کے چھپا یا دیکھتا ہوں میں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سورہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یا وہی ہی جو سچ المثانی اور قرآن العظیم
کہ حق تعالیٰ نے میرا پرست بن کر کرنے اسکے کو احسان کیا ہے جس کی کہ فرمایا ہو وَلَقَدْ اَتٰیْنَاكَ سَبْعًا
مِثْرَ الْمَثٰنِیْنِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ اور سچ مستدام احمد اور نرمدی اور نالی و تسنن یہ سچی
اور صحیح ابن خذیمہ کے مثل اس قصہ کے سید القرائی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بھی مروی ہوا ہو اور اس
میں یہ کہ بھی وہ کہ ہوا کہ اَتَحِبُّ اَنْ اَحْمَلَ سُوْرَةَ اَلْمَنْزِلِ فِی النَّوْیَةِ وَلَا فِی الْاَنْجِلِ وَلَا فِی النَّوْیِ
وَلَا فِی الْقُرْآنِ مِثْلُهَا قَالَ اَلِیْ نَعَمْ بِیْنِیْ وَ اَنْحَضْتُ صُلٰی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ آیا دوست
رکھتا ہو تو کہ سکھاؤں تجھ کو یہی سورۃ کہ نہیں وتر میں مثل اوس کے نہ تو ریت میں اور نہ انجیل میں اور نہ

بزبور میں ورد قرآن میں کہا ابی نے کہ سکھا دیجئے بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سورہ
 ام القرآن ہے کہ ہر نماز میں اسکو پڑھتا ہے اور صحیح مسلم اور نسائی کے اور ابن حبان اور طبرانی اور
 حاکم کے ساتھ روایت ابن حبان کی آیا ہے کہ لیکن حضرت جبریل علیہ السلام پاس آنحضرت کی پیٹھے ہوئی
 تھے کہ آسمان سے آواز دروازہ کے کھلنے کی آہنی اور نازل ہوا آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا کھیا ایک نوشتہ
 ہو کہ ایسا نازل ہوتا ہے کبھی جب سے پیدا نش آدم کی ہوئی ہو اس دم تک میں کے اور نہیں آیا جب
 فرشتہ پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچا فرمایا خوشوقت ہو تم اور جو نور کہ بنجوا یا کسی نبی کو کہ پہلے
 تجھے بھی نہیں آیا وہ کیا سورہ فاتحہ کتاب و کرمین الرسول آخر سورہ بقرہ تک کوئی حرف تو انہوں نے پڑھے گا کہ تو
 ثواب عظیم اور اس کے پاویگا اور صحیح بخاری اور مسلم اور باقی صحاح ستہ میں وارد ہو کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے سانسپ کے کاٹے ہوئے اور پچھو کے کاٹے ہوئے اور صرغ والوں کو اور مجنونوں کو اس سورہ کو ساتھ منتر کیا ہے
 اور آنحضرت نے اسکو جائز فرمایا اور اوقطنی اور ابن حصار کے سائب میں بڑی سورہ روایت کی ہو کہ اس کے
 اور آنحضرت نے اس کے اس سورہ کے افسوس پڑھا ہو اور کتب ہن مبارک کا بعد پڑھتے اس سورہ کو رو کی گئی
 اس کے ملا ہو اور یہی نے شعلہ ایمان میں اور صحیحین منہو بیچ سنن اپنی کو لاؤ ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ہے
 فَاتِحَةُ الْكِتَابِ بِشَفَاؤِ مَنْ كَانَ يَدَايِهِ فِيهِ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شَفَاؤُهَا سَلَامٌ لِّمَنْ يَدَايِهِ فِيهِ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ
 سے لائی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے پہلا اپنا پیش پر رکھا اور آخر کا وقل ہو بعد حد
 پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا ہو ملا اس میں ہو مگر موت اگر اسکی تقیر میں ہو اور بعد بن جمیع منہ اپنی کو ابن
 عباس سے مروی روایت کرتا ہو کہ فاتحہ کتاب برابر و ثلث قرآن کہ ہے بیچ پڑھو کہ اور اس میں روایات بہت ہیں
 کہ نزدیک حکم کے صحیح ہیں وہ یہی نے شعلہ ایمان میں بھی اور کتب میں صحیح کیا ہو لفظ فضل القرآن آخر سورہ بقرہ
 اس سورہ کے حتمی اور نہوا اور پوشیخ اور طبرانی اور ابن مردودہ دہلی اور ضیائی مقدسی بیچ احادیث کہ کہ نزدیک
 اور کتب میں روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچ چیز عرش کے خزانہ سے جو کچھ عنایت کی
 ہیں اور کوئی چیز سوا ان چار چیزوں کے اس خزانہ سے کسی کو نہیں بھیجا اور وہ چار چیزیں یہ ہیں ام کتاب
 اور آیت الکرسی اور فاتحہ سورہ بقرہ کا اور سورہ کوثر اور بونیم اور طبری نے ابوالداؤد و ترمذی روایت کی ہو کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاتحہ کتاب کفایت کرتی ہو اس چیز سے کہ کوئی چیز قرآن میں ہو اور چیز
 کہ کفایت نہیں کرتی ہو اور اگر فاتحہ کتاب بیچ ایک پلہ تلاؤ کے کھیں و تمام قرآن کو دو سکر پڑھیں

تفسیر حلی
 اب قرآن کی تفسیر
 شرح کتابوں
 خلاصہ بیحد کے
 اور حلی کے ساتھ
 جلد انجام تک کے
 امین سورہ فاتحہ
 چ سورہ شریفہ
 مشکوٰۃ اور دین علیہ
 میں اور ہی ہے اور
 اس میں سات آیتیں
 ہیں اعلیٰ اسکا
 سبب شانی
 بیچ بابت سورہ
 سورہ بقرہ
 ام القرآن
 اور ام کتاب
 اور ام حکم
 اور ام اور
 اور ام

البتہ فاتحہ الکتاب ساتھ قرآن کے برابر ہوگی اور ابو عبیدہ رضایل قرآن میں حضرت حسن بصری کی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فاتحہ الکتاب پڑھے گویا توبہ اور نخل اور زبور و فرقان کو پڑھا ہو اور یہی سچ تفسیر کعب اور کتابا لمصاحف ابن ابیاری کے اور کتاب تہذیب البواخی اور صیۃ الاولیاء ابو نعیم کو ہیں اردہ کہ ابلیس علیہ اللعنة کو بیچ عمر ایمنی کے چار بار نوحہ زاری اور سر پناک دانے کا اتفاق پڑا اور اول جہنم کے اوکے اوپر لغت لکھ کر طرف سے ہوئی اور جہنم کے اوکے آسمانوں سے لکھ کر زمین ڈالا اور جہنم بشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی اور جہنم فاتحہ نازل ہوئی اور ابو نعیم سچ کتاب ثواب کے لایا کہ جس کسی کو کچھ حاجت ہو جائے کہ فاتحہ الکتاب پڑھے اور بعد ختم کے حاجت پائی جائے انشاء اللہ تعالیٰ وہ حاجت حاصل ہووے اور قطبی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص اس کے پاس آیا اور شکایت درگزرہ کی کی شعبی نے اس سے کہا کہ تجھ کو لازم ہے کہ اس قرآن پڑھے اور اوپر جگہ درگزرہ کے دم کرے اور اسے کہا کہ اس قرآن کیا ہے شعبی نے کہا فاتحہ الکتاب و اعمال مجربہ مثلاً نہیں مذکور ہے کہ سورہ فاتحہ اسم اعظم ہے واسطے ہر ملاک کے پڑھا کریں اور اس کے دو طریق ہیں اول یہ کہ درمیان سنت فجر اور نماز فرض کے ساتھ ملانے میں ہم اسم اللہ کے ساتھ لام الحیر کے اتنا لیس مرتبہ چالیس ورتک پڑھیں جو ہر ملاک کے حاصل ہوا اور اگر شفا مریض کی یا تندرست ہونا یا دوسرے ہوئے کا منظور ہو یا بی پردہ کر کے اس مریض اور چادوئے ہوئے کو بلایا میں اور دوسرے یہ کہ نوچند ایک شیشہ کو درمیان سنت اور فجر کے بے قید ملانے میں ہم کے ساتھ لام کے ستر مرتبہ پڑھیں بعد اس کے ہر روز اسی وقت دس بار دہر کر کے پڑھا کریں تاکہ ہفتہ کے دن ختم ہوا اور اگر پہلے مہینے میں مطلب حاصل ہو فہنا اللہ دوسرے او تیسرے مہینے میں بھی ایسا ہی کریں اور کھنا اس سورہ کا اوپر بیاد چلتی کے گلاب و مشک اور زعفران سے اور دھو کر پلانا اس کا واسطے شفا بیماریوں فرزند کے چالیس روز تک مجرب ہے اور اوپر درود انتوں اور زہر اور درد شکم اور درد رگوں کے اوپر پڑھ کر دم کرنا بھی مجرب ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خازن
میں سب سے پہلے
پہلی سورہ کا ذکر
ہے اور نایس زوۃ
بھی اسی سے نہیں
کی جاتی ہے (کثیر)
ہر نماز کی سب کو ذکر
میں اس سورہ کا
پڑھنا فرض ہے
گاز اور ہوا تھا
فرض ہو یا اور جب
سنت ہو یا نفل گازی
منفرد ہو یا نام یا
مفتی سب پر ہم
رکعت میں سورہ
فاتحہ پڑھنا فرض
ہے کیونکہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا
جسے نماز میں

سورۃ البقرۃ وہ سورۃ کہ جہنم کی بقعہ کا ہے مدنی ہو دوسرا وہ چھپا سی آیت ہیں اور جہ ہزار اور اکیس کا ہیں اور چھپس ہزار اور پانچ سو حرف میں اور یہ سورۃ سب سے بڑی سورۃ قرآن کی ہے

اور جس قدر احکام شرعیہ کہ اس سورۃ سے نکلتے ہیں وہ کسی سورۃ سے مقدار مستطاب نہیں ہوئی ہیں تفسیر کرنے والوں نے لکھا ہے کہ پانچ حکم شرعی اس سورۃ میں مندرج ہیں اور ایک آیت دلالت کی کہ اس میں سے کئی آیتوں قرآن کی سبٹری ہے اور بیس حکم شرعی پر شامل ہو اور ہر چند کہ اس سورۃ میں قسم قسم کے امور عجیبہ اور عصف صنف کے حالات غریبہ الہیہ مذکور ہیں مگر اسکے نام میں اضافت بقرہ ہی کی طرف کی اور کسی امر کی طرف ہی اور سورۃ البقرہ اس کا نام رکھا بسبب وجہ کے اول یہ کہ ذکر بقرہ کا ہی سورۃ میں ہے اور کسی سورۃ میں بقرہ کا ذکر نہیں پس قصہ بقرہ کا خاصہ اس سورۃ کا ہے اور امتیاز کی جگہ اضافت طرف خدا سے کے ضروری دوسری وجہ یہ کہ قصہ بقرہ کا اوپر تمام جہات اور مقامات میں کہ دلالت کرتا ہو پس یہ قصہ گو یا کہ خاصہ تمام قرآن کا ہے اور علی الخصوص خلاصہ مطالب اس سورۃ کا ہے تفصیل اس حال کی یہ ہے کہ دین میں مطالب علی اور مقصد بڑا ثابت کرنا وجود صانع کا ہے اور اس قصہ سے یہ مقصد اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ زندہ ہونا اس مرے ہوئے کا اپنی ذات سے نہ تھا والا ہر ایک امر ہوا زندہ ہوجانا اور نہ اس سے بیکہ زندہ ہوا کہ اعضا بقرہ کو اس کے اوپر باراد الاہر وقت اعضا بقرہ کی میت کے اوپر مارنے سے میت زندہ ہوجاتی پس یہ زندگی نہ تھی مگر ساتھ قدرت اللہ کے نزدیک موجود کرنے اس سبب کے نہ تھا کہ اس سے ایک اور اس جگہ سے قدرت اللہ تعالیٰ کی ثابت ہوئی بلکہ حکمت اس کی بھی یہ اسوہ کو کہ زندہ کرنے اس مردہ کو اشارہ فرمایا طرف اسکے کہ دل مرے ہوئے کو بھی ساتھ فوج کرنے نفس راہ کے زندہ کر سکتے ہیں پھر مقصود دوسرا ثابت کرنا نبوت کا ہے اور یہ مقصد اس قصہ سے صریح ثابت ہوا اس واسطے کہ وہ قصہ سچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا اور جو وقت نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ثابت ہوئی نبوت سب نبیوں کی خواہ متقدمین میں ہوں خواہ متاخرین ثابت ہوئی اسوہ کو کہ تمام انبیاء و احوال ہی خالی نہیں یا تصدیق کر نیوالے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھی یا تصدیق کئے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور مصدق اور مصدق صادق کے دونوں صادق ہیں اور سچ ضمن ثابت کرنے نبوت کو سچ اس قصہ کے ایک اشارہ ہی بہت مفید طرف اس بات کو کہ اطاعت انبیاء علیہم السلام کی بے تفتیش جب حکم کے آدمیوں کو اور پر واجب ہوتا کہ مؤنث کم ہو وی اور فضیلت ان نبیوں کا کہ ان لوگوں کو جنہوں کو کہا تھا ائینہ تھوڑا رسوائی و پیش آئی پھر مشق استقامت کی اور یہ مطالب اس قصہ سے اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ قاتل اوس مقتول کرنے دنیا طلب کی اور

اور جس قدر احکام شرعیہ کہ اس سورۃ سے نکلتے ہیں وہ کسی سورۃ سے مقدار مستطاب نہیں ہوئی ہیں تفسیر کرنے والوں نے لکھا ہے کہ پانچ حکم شرعی اس سورۃ میں مندرج ہیں اور ایک آیت دلالت کی کہ اس میں سے کئی آیتوں قرآن کی سبٹری ہے اور بیس حکم شرعی پر شامل ہو اور ہر چند کہ اس سورۃ میں قسم قسم کے امور عجیبہ اور عصف صنف کے حالات غریبہ الہیہ مذکور ہیں مگر اسکے نام میں اضافت بقرہ ہی کی طرف کی اور کسی امر کی طرف ہی اور سورۃ البقرہ اس کا نام رکھا بسبب وجہ کے اول یہ کہ ذکر بقرہ کا ہی سورۃ میں ہے اور کسی سورۃ میں بقرہ کا ذکر نہیں پس قصہ بقرہ کا خاصہ اس سورۃ کا ہے اور امتیاز کی جگہ اضافت طرف خدا سے کے ضروری دوسری وجہ یہ کہ قصہ بقرہ کا اوپر تمام جہات اور مقامات میں کہ دلالت کرتا ہو پس یہ قصہ گو یا کہ خاصہ تمام قرآن کا ہے اور علی الخصوص خلاصہ مطالب اس سورۃ کا ہے تفصیل اس حال کی یہ ہے کہ دین میں مطالب علی اور مقصد بڑا ثابت کرنا وجود صانع کا ہے اور اس قصہ سے یہ مقصد اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ زندہ ہونا اس مرے ہوئے کا اپنی ذات سے نہ تھا والا ہر ایک امر ہوا زندہ ہوجانا اور نہ اس سے بیکہ زندہ ہوا کہ اعضا بقرہ کو اس کے اوپر باراد الاہر وقت اعضا بقرہ کی میت کے اوپر مارنے سے میت زندہ ہوجاتی پس یہ زندگی نہ تھی مگر ساتھ قدرت اللہ کے نزدیک موجود کرنے اس سبب کے نہ تھا کہ اس سے ایک اور اس جگہ سے قدرت اللہ تعالیٰ کی ثابت ہوئی بلکہ حکمت اس کی بھی یہ اسوہ کو کہ زندہ کرنے اس مردہ کو اشارہ فرمایا طرف اسکے کہ دل مرے ہوئے کو بھی ساتھ فوج کرنے نفس راہ کے زندہ کر سکتے ہیں پھر مقصود دوسرا ثابت کرنا نبوت کا ہے اور یہ مقصد اس قصہ سے صریح ثابت ہوا اس واسطے کہ وہ قصہ سچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا اور جو وقت نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ثابت ہوئی نبوت سب نبیوں کی خواہ متقدمین میں ہوں خواہ متاخرین ثابت ہوئی اسوہ کو کہ تمام انبیاء و احوال ہی خالی نہیں یا تصدیق کر نیوالے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھی یا تصدیق کئے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور مصدق اور مصدق صادق کے دونوں صادق ہیں اور سچ ضمن ثابت کرنے نبوت کو سچ اس قصہ کے ایک اشارہ ہی بہت مفید طرف اس بات کو کہ اطاعت انبیاء علیہم السلام کی بے تفتیش جب حکم کے آدمیوں کو اور پر واجب ہوتا کہ مؤنث کم ہو وی اور فضیلت ان نبیوں کا کہ ان لوگوں کو جنہوں کو کہا تھا ائینہ تھوڑا رسوائی و پیش آئی پھر مشق استقامت کی اور یہ مطالب اس قصہ سے اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ قاتل اوس مقتول کرنے دنیا طلب کی اور

ظہور کے عالم میں جلوہ گر ہو رہی ہے اول حیات ہر فرد کی افزائش اسانی سے ہے کہ کثرتِ امین آنا فلاحِ کمال
طرف اوسکے اشارہ فرماتا ہے پھر حیات اور قیام تمام نفع کا ہے ساتھ پیدا کرنے ابو البشر کے اور عطا کرنے
منصب خلافت کو واسطے اوسکے پہرے اور قرار پر کرنے اوسکے زمین میں وَاِذَا قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِطِيعُوا
حٰٓصِلُ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ اُخْرَ قَصۃً تک شرح اوسکی پھر حیات قیام ایک خاندان کو خاندانوں میں نفع کو سب کو
مانند اسکے کوئی خاندان دوسرا ہندگی اور مرتبہ میں نزدیک اس کے اور دیر تک رہنے میں تاقوت
نزول اس سورۃ تک موجود ہوا تھا اور ابتدا میں شرح اس حیات اور قیام کی شروع رکھی یا اپنی ہر اہل
سے تا انجام یا اپنی ہر اہل تیسری تک کہ آخر سیمپارہ میں واقع ہے چلی گئی اور منجملہ اقسام حیات کے سو
کہ اس خاندان عالی میں انہوں نے ظہور فرمایا ہے اول اس قسم کو بیان فرمایا ہے کہ ظہور اوسکا
اوسوقت میں ہوا کہ جسوقت فرعون نے قصد دور کرنے حیات اس خاندان کا یہ حسب ذبح کرنے
بیٹیوں کے اور زندہ رکھنے بیٹیوں کے کیا تھا بعد اوسکے اس خاندان کے ذلوں کی حیات بسبب عطا
کرنے تو بیت کے باوصف اسکے کہ جابلوں اس خاندان کے نے بسبب گو سالہ پرستی کے فکر دور کرنے
اس حیات کا کیا تھا ارشاد نبوی اور طریق دفع کرنے سفرت گو سالہ پرستی کا کہ ساتھ صورت قتل کر
تھا اور حقیقت میں یہ قتل نہ تھا بلکہ زندہ کرتا تھا مثال اسکی یہ ہے کہ تمام آدمی کے بدن میں سے
ایک عضو گندہ اور بوسیدہ ہو جاوے واسطے سلامتی دوسرے اعضا کے اوسکو کاٹ ڈالا کرتے
ہیں ہمراہ اسی کے ارشاد ہوا بعد اوس کے جماعت دوسری نے کہ بے ادبانہ سوال رویت کا
کیا اور حیات اپنی برباد ہوئی بسبب دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نئی طرح سے خلعت حیات
کے پہنے پھر تمام بنی اسرائیل بسبب فرمانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیچ تیرے کے گرفتار ہوئی
اور قریب تھا کہ نقت حیات کی ہار دیں اول خیمے اسطرح سامان زندہ رہنے اور قیام رہنے اور
کا کیا کہ سایہ پر گاؤں کے واسطے ظاہر کیا اور من اور لو ا کھانے کے واسطے نازل فرمایا بعد اوسکے
طرف ایک گائوں کے نشان دیدیا بعد اوسکے چنے پانی کے جاری کئے پھر سے نکال دیے تاکہ صورت
حیات انہی کے برہم ہوا و جسوقت ایک فرقہ اس خاندان میں ہو بسبب ہتک حرمت کے سختی دور کرنے
حیات انسان کا ہوا اور خلعت حیات خیمہ جو انیت کے بدلے اوس حیات طیبہ ان نیکو بہن کر مسیح
عمایت اہل لشر اولن کے کو اور طرف جانے سے باز رکھا اور اس قصہ کو واسطے دوسروں کی عبرت کی

تفسیر چلیکی
لیے ہے اور یہ
بے نے جابجا
سویا (م) اس
حدیث میں فقط سورۃ
فاتحہ کی تفسیر بیان
ہوئی ہے اور اس
سورۃ ہی کا نام
تلاز فرمایا ہے اس
سے معلوم ہوا کہ
جننے نماز میں سورۃ
فاتحہ نہیں پڑھی
اسے نماز ہی نہیں
پڑھی اور نماز کی
تفسیر جو دم
اس بارہ میں اچھی
بہت حدیثیں وارد
ہوئی ہیں دیکھی
اس سورۃ شریف
کے اور بھی بہت
کے نام ہیں

فیہ تم فیہ

اس سورہ شریفہ

بندوں کو پیش کردہ

کے ادب و محبت

کی کوئی غرض

نہیں ہوتی ہے

اس کی حمد و ثناء

ایمان و تقویٰ

ہے اور ایمان سے

یاد دلالت ہے

یعنی غرض پیش

کے آیت میں

مقرر کیا تاکہ آئندہ کو حیات و قیام اس خاندان کا ساتھ مثال ان گنی ہوں کہ محفل نہ ہو پھر بیچ
 قصہ بقرہ کو حیات عجیبہ نمودا کر کے دستور العمل و سواون کو ارشاد فرمایا اور ارشاد اس بات کا ہوا
 کہ باوجود ان تمام باتوں کے سیاسی لوں اوکے کی سبب لڑا و مشغول ہونے مخالف ایک دوسرے
 اور توڑ ڈالنے عہدوں و ریہانوں الہی کی سبب لڑا و مشغول رہنے کے بیچ فکر و دور
 کرنے قیام اس خاندان کے بڑھتے رہو اور سیر بھی عنایتیں الہی پے درپے ظاہر ہوتے رہیں یہاں
 کہ کلام پہنچ کر طرف بیان حرص اوکئی کو اور حیات کے باوجود یہ کہ سبب حیات کو چڑے اوکھیرنے
 تھے اور داعی موت کی ہر طرف سے واسطے اپنی وجہ کرتے تھے پس فعل و نکاحا خوفش اوں کی کے
 تھا اور عجیب ترین یہ کہ باوجود شدت حرص اوپر حیات کے اور قیام خاندان اپنی کے جو فرشتہ کہ اسکا
 پر مقرر ہے او حیات و قیام ہر خاندان اپنی کا ساتھ ادا اور اعانت اوکی ہے ہر اوس کو دشمنی کرتے تھے
 جیسا کہ آیت قل ان کان عدو لکم اذہن الخازن میں مذکور ہے اور ساتھ طریق تہذیب و تہذیب کے مشغول ہونا اس
 کا ساتھ سحر اور اور کلمات کفر کے کہ دور کرنے والے حیات عجیبہ الہی کے ہیں یہی بیچ بیان کو آیا یہاں
 کہ قصہ اس خاندان کا تمام مواہب اوکے بیان زندگی اور قائمی خاندان دوسرے کا نبی اسمعیل میں سو
 شروع کیا اور ابتدا اوکی آیت و اذ ابتلی ابراہیم ربہ فوجہ و شرف ہوئی پہلے قیام خاندان
 اسمعیل کا بنیائے کہ بعد معطر اور باقی رہنے اوس گھر منور کے بیچ او سچا گھر کے ارشاد ہوا بعد اوس کو
 طرف امر استقبال اوس گھر کے بیچ عبادتوں کو اور تعلیم اور حرمت اوکی کو کہ سب قیام اوس خاندان کا
 تھا اشعار فرمایا اور جب بیان حیات اور قائمی ان دونوں خاندان عمدہ و فاع ہوئی بعد اوکے قیام
 حیات کے کہ ظاہر میں حیات کو خلاف معلوم ہوتے ہیں اور حقیقت میں خلاصہ تمام حیات کو کہیں
 تنبیہ شروع کر کے منجملہ اون کو شہادت فی سبیل سبر و بقیہ و لا تقولوا الین یتقل فی سبیل اللہ
 آموات بل اخیاء لکن لا تشعرون بہترین انواع حیات کا ہے اور اسی واسطہ اوپر سب باب
 اس قسم حیات کو دیر فرمایا اور ترغیب کی اور اوپر صبر کرنے کے مصیبتوں پر وعدہ ثواب بزرگ کا کیا
 اور ثبات عملہ عنایت فرمائی اور منجملہ اون کے ہر قصاص کہ ظاہر میں دور کرنا حیات قاتل کا
 ہے اور حقیقت میں سبب زندگی ایک جہان کا و اور منجملہ اون کہ ہے حیات معنوی ہریت کو سچا
 جاری کرنی وصیت اوکے کی بے تبدیل اور تغیر کے اور منجملہ اون کہ ہے حیات روح کی سبب کا پائیا

تفسیر

کریج کیفیت جلانے مردوں کے سطح مردی زندہ ہو جاتے ہیں تو قہ کیا یہاں تک کہ کیفیت زندہ ہوئے
مردوں کے اور جانوروں سرکٹے ہوئے اوپر اوکھڑے ہوں گے اپنی آنکھوں کو دیکھ لے اور اتنی مٹا میں
اس آیت تک کہ مثل الذین یففقون اَمَّا کَلِمَ ختم ہوئی بعد اس کے نوبت ذکر حیات اور قایم رہو بقا
مالوں کے شروع ہوئی اور جو چیز کہ آدمی اس کو مالوں کی واسطی قلع اور بقا سمجھتے ہیں لینے سود لینا کہ سبب
باقی رہو اور بڑھنے مال کا آدمیوں کی نزدیک ہن نشین ہو اور حقیقت میں اللہ کے نزدیک باعث تلف کرنا ان
مالوں کا جو محض ارشاد ہوا اور بالعکس اس کو کہ خرچ کرنا اور صدقہ کرنا فی سبیل اللہ کے آدمیوں کے ذہنوں میں جو
تلف کرنے مالوں کا ہو اور اللہ کے نزدیک سبب حیات کا اور بڑھنے مالوں کا جو تفصیل اس کی بھی ارشاد ہوئی
اور اسطے حیات اور قایم مالوں کریج اور معاملات مشرعوہ کمال خرید و فروخت کی اور دھار کے لین دین
میں ایک ایک دستور العمل کتابت اور شہاد کے باب میں عنایت فرمایا اور سورت کو ختم کیا پس معلوم ہوا
کہ مطالب اس سورت کی تمام شرح اور سطحی اور قیوم کی ہیں اور یہ حکم بمنزلہ جان اس سورہ کہ ہے اور
یہ سورت چ بیان کرنے حد و زمانہ اور کانیہ شریعیہ کی ایک خصوصیت کہتی ہے کہ دوسری سورت کو وہ
خصوصیت نہیں دل کر اربعین حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے کہ قاعدہ مقررہ اہل خلوت اور پابست کا ہے
پھر ذکر ماہ مبارک رمضان کا اور مقرر مونا روزہ فرضی کا اور میں پھر ذکر مہینوں چ کا کہ شوال اور ذی القعدہ اور
عشرہ ذی الحجہ اسکے اندر کیا پھر ذکر شہر الحرام کہ چار مہینے ہیں اور ابتداء قبل ان مہینوں میں حرام ہے اور تیکہ
وجود ہوتی ہیں اور بدیان گھٹ جانے والیں پھر یہاں مدت حیض کا کہ نزدیک بیوی اور بزرگی
کی اس میں حرام ہے پھر ذکر مدت ایلاہ کا کہ چار مہینے ہیں پھر ذکر مدت طلاق کا کہ مدت تین حیضوں کی
یا تیس مہروں کی ہے پھر ذکر مدت وفات کا کہ مدت چار مہینے اور دس دن کے ہے اور نہایت اوکو
ایک برس تک بھی کھیتی ہے ہوا یہ بیان اون حدوں شریعیہ کا تھا کہ تعلق زمانہ کے ساتھ کھیتی
ہیں اس پر وہ حدیں کہ تعلق مکان کے ساتھ رکھتے ہیں پس اون میں سے ہے استقبال کہ تعلق
اس کا ساتھ کعبہ منظر اور مسجد الحرام کی ہے اور حرمت تمام مشہر مکہ کی اور گرد و پیش و سکر
کی کہ مراد اس سے حرم ہے اور مقام ابراہیم مصلے بنا مانا تواج اسکے سے ہے اور اونہیں
میں سے ہے صفا اور مردہ کہ طواف اور سعی در میان ان دونوں کے واجب ہے اور

اور کھیتی سے ہم دیکھ لے اور اتنی مٹا میں
مالوں کے شروع ہوئی اور جو چیز کہ آدمی اس کو مالوں کی واسطی قلع اور بقا سمجھتے ہیں لینے سود لینا کہ سبب
باقی رہو اور بڑھنے مال کا آدمیوں کی نزدیک ہن نشین ہو اور حقیقت میں اللہ کے نزدیک باعث تلف کرنا ان
مالوں کا جو محض ارشاد ہوا اور بالعکس اس کو کہ خرچ کرنا اور صدقہ کرنا فی سبیل اللہ کے آدمیوں کے ذہنوں میں جو
تلف کرنے مالوں کا ہو اور اللہ کے نزدیک سبب حیات کا اور بڑھنے مالوں کا جو تفصیل اس کی بھی ارشاد ہوئی
اور اسطے حیات اور قایم مالوں کریج اور معاملات مشرعوہ کمال خرید و فروخت کی اور دھار کے لین دین
میں ایک ایک دستور العمل کتابت اور شہاد کے باب میں عنایت فرمایا اور سورت کو ختم کیا پس معلوم ہوا
کہ مطالب اس سورت کی تمام شرح اور سطحی اور قیوم کی ہیں اور یہ حکم بمنزلہ جان اس سورہ کہ ہے اور
یہ سورت چ بیان کرنے حد و زمانہ اور کانیہ شریعیہ کی ایک خصوصیت کہتی ہے کہ دوسری سورت کو وہ
خصوصیت نہیں دل کر اربعین حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے کہ قاعدہ مقررہ اہل خلوت اور پابست کا ہے
پھر ذکر ماہ مبارک رمضان کا اور مقرر مونا روزہ فرضی کا اور میں پھر ذکر مہینوں چ کا کہ شوال اور ذی القعدہ اور
عشرہ ذی الحجہ اسکے اندر کیا پھر ذکر شہر الحرام کہ چار مہینے ہیں اور ابتداء قبل ان مہینوں میں حرام ہے اور تیکہ
وجود ہوتی ہیں اور بدیان گھٹ جانے والیں پھر یہاں مدت حیض کا کہ نزدیک بیوی اور بزرگی
کی اس میں حرام ہے پھر ذکر مدت ایلاہ کا کہ چار مہینے ہیں پھر ذکر مدت طلاق کا کہ مدت تین حیضوں کی
یا تیس مہروں کی ہے پھر ذکر مدت وفات کا کہ مدت چار مہینے اور دس دن کے ہے اور نہایت اوکو
ایک برس تک بھی کھیتی ہے ہوا یہ بیان اون حدوں شریعیہ کا تھا کہ تعلق زمانہ کے ساتھ کھیتی
ہیں اس پر وہ حدیں کہ تعلق مکان کے ساتھ رکھتے ہیں پس اون میں سے ہے استقبال کہ تعلق
اس کا ساتھ کعبہ منظر اور مسجد الحرام کی ہے اور حرمت تمام مشہر مکہ کی اور گرد و پیش و سکر
کی کہ مراد اس سے حرم ہے اور مقام ابراہیم مصلے بنا مانا تواج اسکے سے ہے اور اونہیں
میں سے ہے صفا اور مردہ کہ طواف اور سعی در میان ان دونوں کے واجب ہے اور

فرمایا جاتا تو امیرس لشکر کا ہے اس وقت میں ایک شخص نے بزرگوں میں سے قوم کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھی سیکھتا تھا یا ذکرنا سورہ بقرہ کا لیکن ڈار میں کہ اگر سورہ بقرہ یاد کروں میں پس تہجد میں بلب بڑے ہونے اوس کے کہ ہر روز نہ پڑ سکوں گا اس سبب سے اس سورہ کو یاد نہ کیا میں نے فرمایا یہ خیال نکر اور قرآن کو سیکھو سو اسطو کہ جو کوئی قرآن سیکھو اور تہجد میں پڑھے مثال وکی ایسی ہے جیسا کہ ایک تھملا مشک سو پر ہے اور ٹونٹھا اوسکا کھول دیا ہو اوسکی ہر مکان میں پہنچتی ہو اور جو کوئی قرآن کو یاد کرتا ہے اور پھر نہیں پڑھتا اور قرآن اوسکے سینہ میں ہوتا ہے وہ مانند ایک تھیلہ کے ہو کہ مشک سو پر ہے کہ ٹونٹھا اوسکا خوب باندھ رکھا اور اس حدیث کو ترمذی اور ابی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور بیہقی کتاب لدلائل میں عثمان بن ابی العاص روایت لایا ہو کہ میں صنیرن تھا اور باوجود اسکے آنحضرت نے مجھکو صوبہ ارمی شہر طائف کی دی تھی اس سبب کہ میں سورہ بقرہ پڑھتی تھی اور ترجمہ اون کے وہ ہو کہ بطریق تواتر کے آنحضرت سے ثابت ہوا کہ فرماتے تھے کہ سورہ بقرہ کو اپنے گہروں میں پڑھتے ہو سو اسطو کہ شیطان اوس گھر سے بھاگتا ہے جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاوے اور ابوعبلی اور طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں سہیل بن سعد سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہر چیز کے واسطے کو مان ہے اور کو مان قرآن کا سورہ بقرہ ہے جو کوئی اس سے رکھو اپنی گھر میں ان کو پڑھے شیطان تین دن تک اوس گھر میں نہ آوے اور جو کوئی رات کو پڑھے تین رات تک شیطان اوس گھر میں نہ آوے اور منجملہ اون کے ہو کہ حدیث متواتر میں اس سورہ کو حق میں فرمایا ہے کہ لا یستطیعھا البطلہ یعنی طاقت مقابلہ اوسکے کی نہیں رکھتے ہیں حراور یہ بھی فرمایا ہو کہ تعالیٰ اسودۃ البقرۃ ان تعلھا بركة و تکلم خسرۃ اور منجملہ اون کو وہ ہے کہ حدیث مشہور میں وارد ہوا ہو کہ سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران قیامت کے دن بیچ صورت دو کپڑے ابریا دو ساکبان سیاہ کو آویں گا اور درمیان ان دو سورہ کے ایک خط روشن ہو گا یا مانند دو جانوروں اور نے والوں کو جیسے کہ کہوتر اور کنگ صاف باندھ کر اویں گا اور پڑھنے والے انہی خط ہر کشفاعت میں جھگڑا کریں گا اور اصرار کریں گی یہاں تک کہ اوسکو بہشت میں لیجاویں گا اور سورہ ان دونوں سورتوں کو نہراویں لقب دیا ہے اور صفحہ اپنی بیچ کتاب الترغیب فی کتب اللہ

سورہ بقرہ
تفسیر سورہ بقرہ
برکت ہے اور
چھوڑنا اور
تقریب
علم و ادب
قریب جو بھلائی کا نام
بسم اللہ کے ساتھ
شروع کیا گیا وہ
ادھوا ہے (فی)
بسم اللہ الرحمن الرحیم
کے اوپر نہیں آتے
ہیں اور دونوں ترک
فرشتے اور میں
ہیں ابن مسعود
نے فرمایا ادا ہو
دونوں کے اور جنوں
فرشتوں کے علیہ
ست بیچنا ہو وہ ہم
الرحمن الرحیم

بن امیہ سے روایت لیا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی سورہ بقرہ اور آل عمران کو جمعہ کی رات کو پڑھے اور سکوائے ان تین تیسے ہیں کہ مابین البیہ اور عروبا کا پر کرے تاہے البیہ نام ساتویں زمین کا ہے اور عروبا نام ساتویں آسمان کا ہے اور منجملہ اول کے وہ ہے کہ ابو عبیدہ ام الدرداء رض سے روایت کرتا ہے کہ ایک شخص کہ قرآن کا پڑھنے والا تھا ہرات کی بوقت ایک ہمسایہ پر دوڑا اور اسکو مار ڈالا صبح کے وقت اس شخص کو پکڑا اور قصاص میں مار ڈالا جب اسکو قتل کیا تمام قرآن سورہ سورہ سینہ اور سکے سے بھاگ کر جاتی تھی یہاں تک کہ سورہ بقرہ اور آل عمران ہمراہ اس کے ایک جھوٹا ہے اور اسکو مذاب سے محافظت کرتی تھیں بعد ایک جمعہ کے سورہ آل عمران بھی بھاگ کر چلی گئی اور سورہ بقرہ ایک جمعہ دوسرے تک اسکی کہانی میں رہی اور عذاب کفرشتوں کو آنے مایا یہاں تک کہ جناب بل غرہ سو نہا پھونچی کہ مایبذل القول لدی وما انابلہم للجلید یعنی نہیں بدلی جاتی جو بات نزدیک میرے اور نہ میں ظلم کرنے والا بند و نگاہوں سے آواز سنکر سورہ بقرہ بھی نکل گئی ام الدرداء کہتے تھے جسوقت کہ یہ سورہ آئی ایسا دکھائی دیا کہ ایک بڑا ابراہیم اور منجملہ اول کے وہ ہے کہ بخاری نے تعلیقات اور مسلم اور دوسرے صحابہ کرام سے سند صحیح کے روایت کیا ہے کہ اسید بن حصیل یکن رات کو وقت اپنی گھر میں سورہ بقرہ پڑھتے تھے اور گھوڑا اسکا اس مکان کے بکے نزدیک بندھا ہوا تھا دفعہ گھوڑے کو دیا پھانڈا شروع کیا اسید پڑھنے سے باز نہ آیا پھر خاموش ہونے لگا کہ گھوڑا بھی کونے سے ٹھہر رہا پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑے نے پھر کونڈا زمر نو شروع کیا پھر پھر خاموش ہو کر گھوڑا بھی ٹھہر گیا جب چند بار اس طرح معاملہ ہوا وہ اٹھا اور بیٹے اپنی کوکبلی نام تھا اور اس مکان کے پاس سوتا تھا اور تھا کہ مبادا گھوڑا شوخی اور جلالی اپنی میں کچھ زبان اور کچھ کوٹھینچا دی اس درمیان میں کہ سر اپنا آسمان کی طرف اٹھایا دیکھا کہ ایک سائبان چراغوں سے بھرا ہوا تھا سے آسمان کی طرف چڑھا چلا جاتا جانا کہ سب جلالی گھوڑا کیا ہی روشنی تھی اس سائبان کو اپنی نظر میں رکھا یہاں تک کہ غائب ہوا صبح کو اگر وہ تمام بڑا بڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا آنحضرت نے فرمایا کہ یہ فرشتے تھے کہ بسب پڑھنے اس سورت کو اترے تھے اگر صبح تک تو پڑھتا جاتا تو صبح کو آدمیوں کی نظر نہیں آدھر گز پویشید نہوتے اور ابو جہینے ایک سفید پیشوں میں نہ منورہ سے روایت کی ہے کہ اہل محلہ انصار کے ایک دن وقت صبح کے نزدیک آنحضرت کو پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ رات کو محلہ ہمارے میں ایک طوفان

[illegible]

عجوبہ نمودار ہوا کہ تمام کھربا بن قیس بن شماس کا چراغوں کی روشنی سے پرتھکا سبیل کا معلوم نہیں گھسرت نے فرمایا کہ شاید وہ اپنے گھر میں سورہ بقرہ پڑھتا ہوا اس کو پوچھو آدمی آگے ثابت بن قیس کے گئے اور پوچھا کہ شب کی تہجد میں کیا تو نے پڑھا تھا کہا کہ سورہ بقرہ اور بقیہ (شعبہ لایا میں بن عمر سے روایت کی ہو کہ حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ نے سورہ بقرہ کو بارہ برس میں پڑھا تھا تمام حقائق اور قائل کے ساتھ اور ختم کے دن ایک دن و نٹ بیچ کر کے کھانا بہت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کو کھلایا تھا اور ابن عمر سے بھی روایت کی ہے کہ سورہ بقرہ کے پڑھنے میں آٹھ برس مشغول رہے بعد آٹھ برس کے ختم کی خلاصہ یہ ہے کہ سورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے نزدیک بڑی عظمت کھتے تھے کہ اور سورتیں سقد زہیر کی تھیں اور خواص زہودہ اس سورہ کی توجیہ کہ وقت نکلنے تک لفظ کے کہ اسکو چھک کہتے ہیں وقت صبح کو نہار موند اس سورہ کو پڑھنا حرفوں کو ادا کر کے آہستہ آہستہ سچے کے سامنے پڑھ کر دم کریں اور لڑکا بھی نہار موند ہو ساتھ فضل خدا کے اس برس چھک اس لڑکے کے منگلے اور لڑکے تکلیف زیادہ نہ ہو و کچھ نقصان نہ پہنچی لیکن شرط یہ ہے کہ وقت شروع اس کے کہ ڈھائی پاؤچا و لڑکا اور وہی کے ساتھ کہ بقدر حاجت ہو ہی سختی کو اس جگہ بٹھا کر کھلا دیں اور وہ سختی ہو و پڑھنے والے اور اس لڑکے کو کھا دی جائے بلانا چاہئے کہ علماء کو خلاف اس بات میں کہ ترتیب سورتوں قرآن کی قرآنی ہوئی شائع کی اور توفیق ہے یا محابوں کے اجتہاد و پوری ہے کہ اپنی عقل سے مناسبت سورتوں کو دربان میں دیکھ کر اور دریافت کر کے ایک کے پیچھے دوسرے کھائے اور ہر تقدیر بیان کرنی وجہ بلکہ درمیان دو سورتوں کو ضرور ہے اس واسطے کہ اگر یہ ترتیب توفیقی ہوئی ہوگی کی طرف سے پیش رو حکیم و افضل حکیم کا خالی حکمت و تدبیر میں تاہم اور اگر یہ اجتہاد ہو گیا ہے کہ ہے پس وجہ اجتہاد اس وجہ سے ضرور ہے کہ صحابہ کو کوئی باعث ہوا کہ اس سورہ خاص سے اس سورہ خاص کو کھا و افضل صحابہ کا معمول و فیض اہل کے دین کے اندر ہوا جو اوچے بلبل پر لان سیوا تم نشہد بجا لان ذلک اور بھی نقل کیا ہوا ہے کہ یہ ترتیب اجتہادی ہے جزائی نہیں لینے بلاتال صرف اہل ہو کر ہی ہو اجتہاد کے واسطے ماخذ چاہئے اور بیان وجہ بلکہ گویا اشارہ طرف اس ماخذ کے ہو اور بھی جانا کہ ترتیب تینوں ایک ایک سورہ کے بالاتفاق ساتھ توفیق کے اور شائع کی طرف سے واقع ہوئی اس ترتیب میں بالکل اختلاف نہیں اور اختلاف سورتوں کی ترتیب میں جس وجہ سے کچھ مصحف عثمانی لکھی گئیں اور کل صحابہ کو لڑکا

عادی بن قیس بن شماس کا چراغوں کی روشنی سے پرتھکا سبیل کا معلوم نہیں گھسرت نے فرمایا کہ شاید وہ اپنے گھر میں سورہ بقرہ پڑھتا ہوا اس کو پوچھو آدمی آگے ثابت بن قیس کے گئے اور پوچھا کہ شب کی تہجد میں کیا تو نے پڑھا تھا کہا کہ سورہ بقرہ اور بقیہ (شعبہ لایا میں بن عمر سے روایت کی ہو کہ حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ نے سورہ بقرہ کو بارہ برس میں پڑھا تھا تمام حقائق اور قائل کے ساتھ اور ختم کے دن ایک دن و نٹ بیچ کر کے کھانا بہت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کو کھلایا تھا اور ابن عمر سے بھی روایت کی ہے کہ سورہ بقرہ کے پڑھنے میں آٹھ برس مشغول رہے بعد آٹھ برس کے ختم کی خلاصہ یہ ہے کہ سورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے نزدیک بڑی عظمت کھتے تھے کہ اور سورتیں سقد زہیر کی تھیں اور خواص زہودہ اس سورہ کی توجیہ کہ وقت نکلنے تک لفظ کے کہ اسکو چھک کہتے ہیں وقت صبح کو نہار موند اس سورہ کو پڑھنا حرفوں کو ادا کر کے آہستہ آہستہ سچے کے سامنے پڑھ کر دم کریں اور لڑکا بھی نہار موند ہو ساتھ فضل خدا کے اس برس چھک اس لڑکے کے منگلے اور لڑکے تکلیف زیادہ نہ ہو و کچھ نقصان نہ پہنچی لیکن شرط یہ ہے کہ وقت شروع اس کے کہ ڈھائی پاؤچا و لڑکا اور وہی کے ساتھ کہ بقدر حاجت ہو ہی سختی کو اس جگہ بٹھا کر کھلا دیں اور وہ سختی ہو و پڑھنے والے اور اس لڑکے کو کھا دی جائے بلانا چاہئے کہ علماء کو خلاف اس بات میں کہ ترتیب سورتوں قرآن کی قرآنی ہوئی شائع کی اور توفیق ہے یا محابوں کے اجتہاد و پوری ہے کہ اپنی عقل سے مناسبت سورتوں کو دربان میں دیکھ کر اور دریافت کر کے ایک کے پیچھے دوسرے کھائے اور ہر تقدیر بیان کرنی وجہ بلکہ درمیان دو سورتوں کو ضرور ہے اس واسطے کہ اگر یہ ترتیب توفیقی ہوئی ہوگی کی طرف سے پیش رو حکیم و افضل حکیم کا خالی حکمت و تدبیر میں تاہم اور اگر یہ اجتہاد ہو گیا ہے کہ ہے پس وجہ اجتہاد اس وجہ سے ضرور ہے کہ صحابہ کو کوئی باعث ہوا کہ اس سورہ خاص سے اس سورہ خاص کو کھا و افضل صحابہ کا معمول و فیض اہل کے دین کے اندر ہوا جو اوچے بلبل پر لان سیوا تم نشہد بجا لان ذلک اور بھی نقل کیا ہوا ہے کہ یہ ترتیب اجتہادی ہے جزائی نہیں لینے بلاتال صرف اہل ہو کر ہی ہو اجتہاد کے واسطے ماخذ چاہئے اور بیان وجہ بلکہ گویا اشارہ طرف اس ماخذ کے ہو اور بھی جانا کہ ترتیب تینوں ایک ایک سورہ کے بالاتفاق ساتھ توفیق کے اور شائع کی طرف سے واقع ہوئی اس ترتیب میں بالکل اختلاف نہیں اور اختلاف سورتوں کی ترتیب میں جس وجہ سے کچھ مصحف عثمانی لکھی گئیں اور کل صحابہ کو لڑکا

اوپر جمع کیا ہو اور جو اسی قرآن کے تمام طرف پھنچے اور تمام مجتہدین نے اس کو قبول کیا اور جنہوں نے
 مخالف اس ترتیب کے لکھا تھا جیسا کہ ابن مسعود اور ابی بن کعب بھی مخالفت سے دست بردار ہوئی طوعا و کرہا
 نہ سب اکثر علماء مالکیہ و حنفیہ و شافعیہ و راوی و نکاحیہ کہ یہ ترتیب صحابہ کو اجتہاد سے واقع ہوئی اور آنحضرت
 صلعم نے ہمیں کچھ نہیں فرمایا ہے بلکہ اس کے سپرد کر کے آپ نے اس جہان سے انتقال فرمایا ہو اور دلیل اس
 گروہ کی یہ ہے کہ اگر یہ ترتیب نفی ہوئی اور آنحضرت نے اس کے واسطے ارشاد فرمایا ہو مخالفت اس ترتیب کی
 حرام محض اور بدعت شنیعہ ہوتی اور حال یہ ہے کہ ابن مسعود اور ابی بن کعب کہ صحابہ جلیل القدر میں سے تھے
 مخالفت اس ترتیب کی اختیار کیا اور تادم مرگ اسی ترتیب رعایت کرتی تھی اور صحابہ و دوسرے جو وقت ان
 بزرگوں کو گفتگو و مقابلہ اس امر میں کرنے لگی سو اجماع جمہور کے کوئی دلیل ان بزرگوں سے بیان نہ کی اور
 اور یہ ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلاف ترتیب تمہاری کو ارشاد فرما گئے تھے تبس معلوم ہوا کہ یہ
 ترتیب نفی تھی الا مخالفت ان دو صحابہ کی اس کو سکوت کرنا اور صحابہ کا ذکر توقیف کی سو بیچ مقام حجت کے
 کوئی وجہ نہیں لکھا اور ایک گروہ علماء کا اس طرف گئے ہیں کہ یہ ترتیب بھی توفیقی ہے آنحضرت کو ارشاد
 اور فرمانے سے عمل میں ہی اور دلیل اس گروہ کی یہ ہے کہ صحابہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں آنحضرت کے فرمانے
 سے تجاوز نہیں کرتے تھے اور ہرگز اپنی طرف سے کوئی چیز پیدا نہیں کرتے تھے اس مقدمہ عہدہ میں کس طرح ساتھ
 عقل اپنی کے دخل کرتے اگر فرمایا ہوا آنحضرت کا ان کو پاس نہ تھا اجماع بدو ان اس فراموشی ہوئے کہ یہ کلمہ
 ہوتا اور فیصلہ کی بات درمیان دونوں فرقوں کے یہ ہے کہ وہ دونوں فرقے سچے ہیں جو لوگ کہ اس ترتیب صحابہ کے
 اجتہاد سے کہتے ہیں اوپر اس وجہ سے ہے کہ صاحب اس ترتیب کے اور تشہد کرنے والے ہر مروجہ کے
 اپنے موضع میں صحابہ موجود ہیں اور آنحضرت نے ساتھ نفس نفیس اپنے کے یہ شعل نہیں فرمایا ہے
 بلکہ بطور صحابہ مجتہدین کے جھوڑ کر تشریف فرما ہو کر اوج لوگ کہ اس ترتیب توفیقی کہتے ہیں وہ اس
 معنی سے ہے کہ صحابہ نے بمجرد عقل اپنی کے یہ کام نہیں کیا ہے بلکہ ابداری قولوں اور فعلوں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امر میں کی ہے ساتھ اس وجہ کے کہ جمہور صحابہ کے نزدیک متفق ہوا
 تھا کہ اگر آنحضرت ساتھ نفس نفیس اپنے کے یہ کام کرتے اسی وضع پر فرماتے اسکے مخالف فرما کر اور یہی
 ہے شان او اجماعیت صحابہ کی کہ جب تک نصوص بہت ساری کہ ایک ایک انہیں و موجب یقین کا
 نہیں مگر سب جمع ہونے سے فائدہ یقین کا جاوے ملاحظہ فرمائیے تھے جرات اوپر اجماع کے ٹکوتے

تفسیر سورہ بقرہ

شخص کی یا جب

ہاں باب کہ اسکی

پرورش اپنے

بچوں کی سے حق

میں ہے یا باغبان

کہ اسکی پرورش

کہ با دو باغ کے

حق میں ہوتی ہو

یا بادشاہ اور مہر

مردان کی پرورش

اپنے متوسلان

اور سب بیویوں کے

حق میں ہوتی ہو

اس قسم کی چار

پرورش کو کوئی

موجود یا شکر عبادت

کے قابل نہیں

جانتا ہے اور

بھی پرورش

اور ساتھ اس فیصلہ کے حل ہو جاتے ہیں اختلافات بہت ساری کہ درمیان توفیقی ہونے اور اجتہادی ہونے بعض امور شرعیہ کے واقع ہو گئے ہیں جیسا کہ قائم ہونا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا واسطے خلافت کے کہ اجماع کے ساتھ تھا یا نص کے ساتھ و علیٰ ہذا القیاس اور بڑے بڑے صحابہ کہ سبب نزول سے شاہدہ کرتے تھے اور معانی وحی کے خوب پہچانتے تھے اور سبب حل محبت کو بار بار سنتے رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غلامی سورۃ بقرہ کے پڑھتے ہیں اور خوب وقت اس امر پر رکھتے تھے گو کہ اوروں کو یہ خبر درامی میسر نہ ہو چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ نے بہت آدمیوں اہل مدینہ سے روایت ایسی ہے کہ حکم نے طن کرتا ہوں کہ ابو جعفر بھی انہیں ہیں کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقرا فی الجمۃ فیسرفنا المناقین اما سورۃ الجمۃ فیبشر بها المؤمنین و یجھضہم و اما سورۃ المنافقین فیؤسبھا المنافقین و یوہجھم اور خطاب نے حکایت کی ہے کہ جس وقت صحابہ کبار واسطے جمع کرنے کلام مجید کے مشغول ہوتے سورہ قدر کو بعد سورہ علق کے لکھا اور اوپر مقدم ہونے سورہ علق کے اوپر سورہ قدر کے یہ دلیل لایا کہ ضمیر ازلنا کی سورۃ قدر قرآن کی طرہ پھرتی ہے کہ لفظ قرآن سے سمجھا جاتا ہے اور حضرت عثمانؓ نے درمیان سورۃ انفال اور سورۃ براءۃ کے فرمایا کہ دینا فاضلتھا شہیدۃ بقضتھا یعنی جانا پہننے قصہ اس کا مشابہ قصہ اس کے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ بعض اساتذہ عقل اپنی کے بھی کام کیا ہے اور ظاہر ربط کا اعتبار کیا ہے چنانچہ یہ و فوج ارتباط کا بیچ سورہ طلاق اور تحریم اور سورہ تکویر اور انفطار اور سورہ ضحیٰ اور الم فشرح اور سورہ قیل اور لایلاف اور درمیان ہود و زین کے طہر میں اشس ہوا اور سورہ طہ و ابو محمد عبد الحق بن عطر ترتیب سورہ تو نہیں ایک بات نہیں کہتے ہیں بلکہ تفصیل کے قائل ہیں اس طرح پر کہ ترتیب اکثر سورہوں قرآن کی آنحضرت کے زمانہ میں معلوم تھی جیسا کہ سبع طوال اور حواسم اور تفصیل اور ترتیب بعض سورہوں کے بعد رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظاہر عقل کے دریافت کی اور بموجب اس کے عمل میں لائے اور حق یہ بات ہو کہ بات اس بزرگ کی بہت محکم ہے اس واسطے کہ صحیح مسلم اور اور کتابوں معتبرہ حدیث کی میں اردو جو یونانی بالقرآن یوم القیامۃ و اھل الذین کانوا یعلمون بہ تقدمہ سورۃ البقرۃ وال عمران الخ ابو جعفر مصنف ابن ابی شیبہ کے سعید بن خالد سے مروی ہے کہ صلی رسول اللہ بال سبع الطوال

تفسیر سورہ بقرہ
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ بقرہ اور سورہ منافقین پڑھا کرتے تھے
 مومنوں کو بشارت
 توفیق بخیر علی
 ہنگام شوق پیدا
 ہوتا تھا اور منافقوں
 کو سبب ناامیدی
 کے بعد اعمال پر
 نتیجہ حاصل ہونے
 میں قیامت کا
 دن قرآن اور پیغمبر
 علی کرنے والے
 لائے جاویں گے
 اور سورہ بقرہ اور
 آل عمران سارے
 قرآن کے آگے

فی رکعة اور کچھ بھی مصنف میں موجود ہے کہ کان یجمع الفصل فی رکعة اور صحیح بخاری پر
عبد الرحمن بن زید سے روایت ہے کہ قال سمعت عبد الله بن مسعود یقول فی غیابہ
والکعب و صلی و طہ والانبیاء انهن من العتاق الاول و هن من تلادی بنو تحقیق
یہ سورتیں بہت جید ہیں اور پہلی ہیں اور پہلی یاد کی ہوئی میری ہیں اور صحیح بخاری میں عائشہؓ
سے مروی ہے ان انبی صلی اللہ علیہ و اللہ علیہ وسلم کان اذا اوی الی فراشه کل لیلۃ
جمع کفیه ثم نفض فیہما فطرء فیہما قل هو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ
برب الناس الحدیث اور مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے امیر المومنین عمرؓ سے قراء
فی رکعة واحدة المرکز فی فعل ربک باعجاب لفیل و لایلاف قریش فی رکعة واحدة اور
اگر متبع کتابوں حدیث اور کتابوں فضائل القرآن اور کتابوں تفسیر ماثورہ کا کیا جائے بہت کچھ
اس جس سے نکل آتا ہے اور وہ کہ بعضے ناواقف اس فن کے گمان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم
نے ترتیب نزول کی رعایت نہیں کی پس اسکے دو جواب ہیں ایک یہ کہ ترتیب کیوں ہر سورہ
کے بالا جماع توفیقی ہو کہ آنحضرت علیہ السلام بموجب فرمودہ جبریلؑ کے عمل میں لاتے اور اس
ترتیب میں تقدم مدنی کا مکی پر بہت واقع ہے پس معلوم ہوا کہ ترتیب نزول کی شارع کی نظر
میں اعتبار سے ساقط ہو اور جو چیز کہ شارع کی نظر میں کسی جگہ ساقط ہوئی ہو و سکود و سری بار
اوس جگہ اعتبار کرنا منافی تشریح اور تدبیر کو ہے لایق مدح علیہ اکابر جاہل دوسری یہ کہ اگر ترتیب
نزول کی اعتبار کرتے طرف بے انتظامی سورتوں کے درمیان میں لازم آتی اور سورۃ چھوٹی
اور بے سورہ بڑی کے مقدم ہوتی اور تین بڑی بڑی چھوٹی سورتوں کے درمیان میں آجائیں اور
یا بالعکس وہ ہیں آتا اور ترتیب کلام مجید کی بہت نازیبا معلوم بلا تشبیہ ایسی مثل ہوجاتی کہ ایک
ایک یوان جمع کرنے لگے اور جو کہ پہلے نظم کیا تھا اوسکو ترتیب میں پہلو ذکر کرے اور وہ کہ پہلے نظم
کیا تھا اوسکو پیچھے پس اول فرد کھن اور بعد اوسکے قول بعد اوسکے فرد دوسری اور باقی دوسری
بعد اوسکے قصیدہ بعد اوسکے مثنوی الی اور مجنوں اور قیس اور عتبی کی اور مانند اس کی بعد اس سے
پھر فرد اور قطوہ علیٰ ہا القیاس کہ نہایت مکروہ اہل عقل و اہل طبع موزوں کے نزدیک معلوم
دیتا ہے سیواسطہ شعر اور وقت تالیف دیوانوں کے تقدم اور تاخر نظم اور فکر کو اعتبار نہیں کرتے

یہ سورتیں بہت جید ہیں اور پہلی ہیں اور پہلی یاد کی ہوئی میری ہیں اور صحیح بخاری میں عائشہؓ سے مروی ہے ان انبی صلی اللہ علیہ و اللہ علیہ وسلم کان اذا اوی الی فراشه کل لیلۃ جمع کفیه ثم نفض فیہما فطرء فیہما قل هو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس الحدیث اور مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے امیر المومنین عمرؓ سے قراء فی رکعة واحدة المرکز فی فعل ربک باعجاب لفیل و لایلاف قریش فی رکعة واحدة اور اگر متبع کتابوں حدیث اور کتابوں فضائل القرآن اور کتابوں تفسیر ماثورہ کا کیا جائے بہت کچھ اس جس سے نکل آتا ہے اور وہ کہ بعضے ناواقف اس فن کے گمان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ترتیب نزول کی رعایت نہیں کی پس اسکے دو جواب ہیں ایک یہ کہ ترتیب کیوں ہر سورہ کے بالا جماع توفیقی ہو کہ آنحضرت علیہ السلام بموجب فرمودہ جبریلؑ کے عمل میں لاتے اور اس ترتیب میں تقدم مدنی کا مکی پر بہت واقع ہے پس معلوم ہوا کہ ترتیب نزول کی شارع کی نظر میں اعتبار سے ساقط ہو اور جو چیز کہ شارع کی نظر میں کسی جگہ ساقط ہوئی ہو و سکود و سری بار اوس جگہ اعتبار کرنا منافی تشریح اور تدبیر کو ہے لایق مدح علیہ اکابر جاہل دوسری یہ کہ اگر ترتیب نزول کی اعتبار کرتے طرف بے انتظامی سورتوں کے درمیان میں لازم آتی اور سورۃ چھوٹی اور بے سورہ بڑی کے مقدم ہوتی اور تین بڑی بڑی چھوٹی سورتوں کے درمیان میں آجائیں اور یا بالعکس وہ ہیں آتا اور ترتیب کلام مجید کی بہت نازیبا معلوم بلا تشبیہ ایسی مثل ہوجاتی کہ ایک ایک یوان جمع کرنے لگے اور جو کہ پہلے نظم کیا تھا اوسکو ترتیب میں پہلو ذکر کرے اور وہ کہ پہلے نظم کیا تھا اوسکو پیچھے پس اول فرد کھن اور بعد اوسکے قول بعد اوسکے فرد دوسری اور باقی دوسری بعد اوسکے قصیدہ بعد اوسکے مثنوی الی اور مجنوں اور قیس اور عتبی کی اور مانند اس کی بعد اس سے پھر فرد اور قطوہ علیٰ ہا القیاس کہ نہایت مکروہ اہل عقل و اہل طبع موزوں کے نزدیک معلوم دیتا ہے سیواسطہ شعر اور وقت تالیف دیوانوں کے تقدم اور تاخر نظم اور فکر کو اعتبار نہیں کرتے

بلکہ اول قطعاً مذکور ہے کہ جو لوگوں کے مشنویات کو بعد اوسکے غزلیات کو بعد اوسکے قطعوں اور
 رابعوں کو اور فردوں کو اور اگر کوئی ان میں تقدم اور تاخر نظم اور فکر کا اعتبار کرے ملامت کیا جائے
 اور مطعون ہوا اور اگر بے نظامی بھی اختیار کجائے پھر بھی تقدم اور تاخر نزولی ممکن نہیں ہو سکتا
 کہ تقدم اور تاخر تو منکابہر طور لازم آویگا کہ آیتوں کی ترتیب جیسی ہے اوس سے انفکاک نہیں ہو سکتا
 پس یہ بے نظامی مفت اختیار کر نیکایا جمل تھا اور جب یہ تمہید دہن نشین ہوئی پس جس ربط
 اس سورہ کے ساتھ سورہ فاتحہ کی تسنی چاہئے سورہ فاتحہ میں جمالات نام قرآن کے معانی پائی جاتی ہیں
 بقرہ و تفصیل ان معانی کی شرح ہوئی اور بھی سورہ فاتحہ میں ساتھ آیت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
 جس کو طلب آیت کی تعلیم کی ہے اور سورہ بقرہ میں ساتھ آیت ہدی للفقیرین تاویل علی ہدی من ہدیہ کو بیان
 فرمایا کہ دولت اور ہدایت کو سب سے ہدیہ کی نعمت کہنے پائی اور یہ سعادت کو پائی ہدیہ کی نعمت میں ذکر
 اگر وہ مسلمانوں اور دوزخ کا زور لگاتا تھا اور پھر شرح سورہ بقرہ کی بھی کر کہ وہ مومنین اور دوزخ کا فرین لگانے
 مجاہدین اور منافقین کا ارشاد فرمایا اور بھی سورہ فاتحہ میں ہدایات میں سورہ بیت کی صفت ذکر ہے اور اس
 سورہ میں بھی پہلی صفت یہ بیت بیان ہے کہ نوح انسان میں پائی جاتی ہے کہ کیف تکفرون باللہ و کیف انما
 و اقلحیا کہ اور پھر آیت یا ایہا الناس اعبدوا کی اس معنی کو بطور تفسیر تفصیل کے پہلے ذکر کیا پھر سورہ فاتحہ میں
 انواع حجت دینی اور دنیوی کے ساتھ دونوں اسم جن اور جیم کے ارشاد ہوئے اور اس سورہ میں پہلی
 انواع حجت دینی اور دنیوی کی ہے کہ طرف دوزخ نبی اسرائیل اور بنی اسماعیل کے اسد کی طرف
 سے عنایت ہوئی پھر سورہ فاتحہ میں طرف مقدمہ جزا کے ساتھ لفظ مالک یوم الدین کے ارشاد
 کیا اور اس سورہ میں بیچ ذکر بنی اسرائیل کے مقابل ہر کفران اور عصیان کی جزا و نکی ساتھ
 عذابوں دنیاوی کے مذکور ہوئی اور پھر سورہ فاتحہ میں بیان عبادت اور ستعانت کا ہے اور اس
 سورہ میں آیت فاذا ذکرنا الذکر کم و اشکرنا الی و لا تکفرون سے آخر مسائل جہاد اور حج تک انواع
 عبادتوں کا بیان ہو گیا لو تک عن الیاسی آخر مسائل صدقات اور ربو انک تفصیل اقام ستعانت
 کی ہے اور بیچ آیت امن الرسول کے بیان مراہ مستقیم کا ہے کہ حقیقت میں سورہ فاتحہ اور پھر
 طالب کرنی اور ان مطالب کو تمام ہوئی پس یہ سورہ حکم شرح سورہ فاتحہ کی رکھتی ہے اور مرتبہ
 شرح کا مرتبہ تن کے ہے اور اس جگہ جاننا چاہئے کہ سورہ بقرہ ان تیس رتوں میں ہے کہ جو کہ جہاد

تفسیر سورہ بقرہ
 عالم ہونی ہے
 کہ ایک قسم کے
 قسم کے
 مثال ہونی ہے
 جیسے یہ اور شرح
 آفتاب و ہدایت
 کی یاد دہانی
 عنان کی اس قسم
 کی عام پرورش
 کرنے والی ہے
 منہ کی لوگ ہوتے
 گنتیوں کے
 پرورش کے
 ہی عالم کی ہے
 مثلاً آفتاب کی
 پرورش کو حفظ
 گری اور فتنہ کی
 عباد کی ہے اور
 ماستاب کی پرورش
 کہ خدا کی

ساتھ حروف مقطعات کے ہے اور وہ انہیں سورتین میں اور حروف مقطعات بعد گرا دیئے
 گمراہ کے چودہ حرف میں الف اور لام اور میم اور صاد اور را اور کاف اور ہا
 اور یا اور عین اور ط اور سین اور حا اور ظ اور نون کہ لفظ صراط علی حق نمسکہ
 جمع کرنے والا ان حرفوں کا ہے اور بیچ ذکر کرنے ان چودہ حرفوں کے ان انہیں
 سورتوں میں نکلتے اور باریکیاں رعایت کی گئی ہیں کہ بیضادی اور حواشی اُس کے
 میں مذکور اور مندرج ہیں اور جس قدر اس جگہ بیان کرنا مقصود ہے یہ ہے
 کہ معنی ان حرفوں کے کیا ہیں اور بغیر تمہید ایک مقدمے کے بیان اُس کا
 نہیں کر سکتے اس واسطے تقدیم اُس مقدمے کی کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ
 علماء محققین کا اس میں اختلاف ہے کہ دالت الفاظ کی اوپر معانی وضعیہ انکیکے
 فقط بسبب وضع کے ہے کہ واضح نے جس لفظ کو چاہا جس معنی کے واسطے وضع
 کر دیا بدون لحاظ اسکے کہ اُس لفظ کی ذات میں اُس معنی کے ساتھ مناسبت ہو
 اکثر علمائے اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اور بعض علمائے کہا ہے کہ درمیان لفظ
 اور معنی کے مناسبت طبعی ہے کہ اختصاص اُس لفظ کا ساتھ اُس معنی کے اُسکو
 چاہتا ہو اور اگر وہ مناسبت نہ ہو لازم آتا ہے کہ بیچ وضع کرنے واضح کے کسی لفظ کو
 واسطے کسی معنی کے ترجیح بلا مرجع لازم آوے دلیل پہلے مذہب کی یہ ہے کہ اگر دالت
 لفظ کی باعتبار تقاضا لفظ کے ہوتی اختلاف زبانوں کا ساتھ اختلاف حرفوں اور
 شہزادوں کے موجود نہوتا اور ہر شخص معنی ہر لفظ کے سمجھ لیتا اور نقل کرنا لفظ کا ایک
 معنی سے دوسرے معنی کی طرف محال ہوتا اس واسطے کہ انفکاک اُس چیز کا کہ بالذات ہو
 محال ہے اور وضع ایک لفظ کی واسطے دو معنی تنافی کے جیسا کہ لفظ جون کا کہ سیاہ
 اور سفید کو کہتے ہیں اور قر کہ حیض اور طہر کا نام ہے محال ہوتے اور دلیل مذہب
 دوسرے کی یہ ہے کہ بعد نتیج کے معلوم ہوتا ہے کہ حرفوں کے فی حد ذاتہ
 خواص مختلف ہیں مثلاً جہر اور ہمس اور شدت اور رخاوت اور استعلا اور تسفل اور
 ہیئتوں ترکیبی کے بھی خواص مختلف ہیں مثلاً فَعْلَان کا وزن ساتھ تحریر کے کہ حرکت

تفسیر خلیلی

اور تفسیر کے

عالم کی ہے

اور علی بن القاسم

توحید کے پرورش

کرنے والے ہیں

خاص خاص

ہی جہزوں کی

پرورش کرنے والے

تفسیر کے

قابل اور سزا

کے لائق ہیں

نہیہ کیونکہ

ان سب پرورش

کرنے والوں کو

خاص خاص

چیزوں کی پرورش

کے ساتھ خاص

کرنے والا کوئی

فیہ غیبی

دوسری ہے جو

اسے دلاتی ہے اور

یقین میں پہنچ

کے قابل اور مراد

کے لائق وہی ہے

اور وہ امور بظاہر

ہے کیونکہ تمام

جہان میں اسی

کے ذریعہ سے

ہے اور وہ اسی

کے محتاج ہیں اور

اسکی پرورش

کسی دماغ یا

جگر یا دماغ یا

بافتہ یا شخص

کے ساتھ نہیں

کے اوپر دلالت کرتا ہے جیسا کہ نزوان اور خفیان اور باب فعل منہم العین کا کہ اوپر فعلون
طبیعیہ لازمہ کے دلالت کرتا ہے اور فعل بالتشبیہ کثرت پر دلالت کرتا ہے پس اگر واضح
ان خواص کی باوجود عدم ان خواص کے رعایت کرے اور مناسبت کو ترک کرے تو لازم
آتا ہے کہ اُس نے حق کلمہ کا ادا کیا اور یہ منافی حکمت کے ہے اور حال یہ ہے کہ
واضح ذات پاک خدا تعالیٰ کی ہے کہ جہان کے حکیموں کی حکمت ایک قطرہ ہے
دریائے بے نہایت اُسکے سے اور فیصلہ درمیان دونوں فریقوں کے یہ ہے کہ نہایت
ذاتی درمیان الفاظ اور معانی کے البتہ رعایت کی گئی ہے اور جو لوگ کہ انکار اس
مناسبت کا کرتے ہیں غرض اُنکی یہ ہے کہ یہ مناسبت فقط سمجھنے معنی میں کفایت
نہیں کرتی ہے والا محذورات ذکر کئے گئے لازم آوین بلکہ ہمراہ مناسبت ذاتی کے وضع
واضح کی بھی معانی کے سمجھنے میں درکار ہے اس واسطے کہ حروف پہنچی کے جس وقت
ترکیبات مختلفہ میں رکھے جاوین مناسبتیں جدی جدی پیدا ہوتی ہیں اور وہ مناسبتیں
مختلفہ اوضاع جدی جدی کو چاہتی ہیں جیسا کہ عناصر اربعہ ساتھ کیفیات اپنی کے کہ جدی جدی
میں اجزاء مرکبات تمام جہانکے ہیں لیکن کیفیات اُنکی بسبب مل جانے دوسری کیفیتوں کے
اور مختلف ہونے طرق انضمام کے یعنی کسی جگہ کوئی کیفیت غالب ہے کسی جگہ کوئی
کیفیت غالب اور کسی جگہ اعتدال ہے بحسب مراتب ترکیب کے بسجدا اور میٹھا ہو گئیں
اور آثار اُن کیفیتوں کے نظر عقل ظاہر میں سے پوشیدہ کئے گئے کہ ہر گز مساوی
ذات علام الغیوب کے کوئی نہیں معلوم کر سکتا کہ اثر اس کیفیت کا اس ترکیب خاص میں
کیا ہو گا مگر بعد تجربہ کے مثلاً کیفیت برودت اور یوست کی کہ افیون میں پائی جاتی ہے
کیفیت پانی اور مٹی کی سے غالب نہوگی اور حال یہ ہے کہ تھوڑی سی افیون مار ڈالتی ہے
اور آب و خاک کئی حصہ اُس سے زیادہ بھی ہوں تو تغیر مزاج کا بھی نہیں کرتے مار ڈالنے کا تو بڑا
رہنمہ ہے اور سیواسطے عقل ظاہر میں اس قسم خاص کو صورت نوعیہ کی طرف نسبت کر کے تسلی
خاطر اپنی کی کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ فعل اس مرکب سے بالخاصیت صادر ہوا مقتضا
کیفیتوں اجزاء اُس مرکب کا تھا و علیٰ ہذا القیاس اس جگہ سمجھنا چاہئے کہ واضح نے

سبب کمال علم محیط اپنے کے مناسبت مفردات الفاظ کی ہر ترکیب میں جانکر ہر ترکیب کو
مقابل معنی کے وضع فرمایا ہے لیکن ہر گاہکہ عقلین ظاہر بینوں کی اُس کے دریافت کرنیکی
مناسبت نہیں رکھتی ہیں کوئی چارہ سوائے حوالہ کرنے کے طرف ارادہ واضح کے نہیں جانتے
اور ارادہ واضح کا بجائے صورت نوعیہ کے عصا اعتماد اپنے کا کرتے ہیں والا حقیقت امر
کی وہی ہے کہ مذکور ہوئی اور اسی واسطے علماء اشتقاق کہ بعد تامل اور تتبع کرنے ترکیبوں
متناسبہ کے علم انکا حقیقت کار کی طرف گیا ہے اور ترکیبوں متقار بہ میں انہوں نے فرق
کیا ہے جیسا کہ لفظ فصم کا بالفار اور لفظ قصم کا بالقاف فصم کے معنی توڑنا کسی چیز کا
بے اسکے کہ جدا ہوا اور قصم کے معنی توڑنا کسی چیز کا یہاں تک کہ جدا ہو و علیٰ ہذا القیاس
جذب و جذب اور دح اور حذر اور بھی مناسبتیں اجزاء لفظوں کی بہ نسبت ہر فرقہ اور ہر
ملک کے اسی سبب سے مختلف ہوتی ہیں کہ ایک فرقہ اور رہنے والے ایک ملک کے کسی معنی میں
کوئی چیز ایسی پالیتے ہیں کہ سبب اُس شے کے کسی لفظ کو اُس معنی کے مقابل وضع کرتے
ہیں اور دوسرے لوگ اُس چیز کو نہیں دریافت کر سکتے اور بسبب غفلت کے اُس چیز سے
رعایت اُسکی بیچ وضع کرنے لفظ کے مقابل اُس معنی کے نہیں کرتے ہیں اس واسطے
اختلاف الفاظ اور لغات ہر قوم کے میں پڑتا ہے اور علاوہ اسکے مزاجوں ہر قوم کے
کو کہ سبب عواض سماویہ اور ارضیہ کے صورت اُنکی چل ہوئی ہے بیچ کیفیت صورتوں
کہ حکایت معانی سے کرتی ہیں دخل تمام ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ زبان پہاڑیوں کی
سخت اور بھاری ہوتی ہے بہ نسبت زبان جنگل کے رہنے والوں کے اور زبان جنگل کے رہنے
والوں کی بہ نسبت زبان شہزیوں کے و علیٰ ہذا القیاس عادیقین ہر فرقہ اور ہر ملک کی کو بھی
دخل کلی ہے اور اسی سبب سے ہر کوئی زبان ہر کسی کی نہیں سمجھتا اور صاحب مسلم نے
بعض شیوخ اپنے سے نقل کیا ہے کہ اُسکو ایک برہمن پہاڑی سوال کیا کہ رہنے والے سے
کہ ہندوستان کے شمال کی جانب میں واقع ہے اتفاق ملاقات کا پڑا تھا اُس برہمن کو
ایسے قاعدے کلیہ یاد تھے کہ سبب اُن قاعدوں کے ہر ایک زبان ساتھ وجہ کلی کے
سمجھ سکتا تھا اور ذمہ داری اوپر ناقل کے ہے البتہ یہ مجذور اُسوقت لازم ہوتا ہے

تفہیم

اورید بال منقولہ

بسم الله الرحمن الرحيم

سیکشن

معلومات

مختصين
عام

خاص
کے لیے

اشد تعالیٰ ہی

کی فائز

جنگلستان

کے پی پی پی

سختی دارم
نیست

وایکونیت

محکم دلائل سے مزین
مفت آن لائن اسلامی کتاب خانہ

رسمه نفع
ایستاد

12

کہ تناسب ذاتی بیچ دلالت الفاظ کے اوپر معنی کے کافی ہو جیسا کہ مذہب عباد بن سلیمان
 وغیرہ کا ہے لیکن حق یہ ہے کہ تناسب ذاتی فقط کافی نہیں بیچ سمجھنے معنی کے لفظ
 سے بلکہ سبب مرجح ہے بیچ نظر واضح حکیم کے اور اس بحث کو اگر چاہیں کہ تحقیق واقعی
 کریں بیچ بحث حسن اور قبح افعال کے نظر کریں کہ اس حسن اور قبح کو اشاعرہ نے
 شرعی محض جانا ہے یعنی ذات فعل میں تقاضا کسی حکمت کا نہیں پس نزدیک ان کے
 اگر بالفرض شارع زنا کو واجب اور نماز کو حرام کرے ہو سکتا ہے اور ظاہر میں اس فرقہ
 کے احکام شرعیہ کو محض جراف اور تحکم جانتے ہیں مانند علماء اظہار میں کہ کہ وہ بھی الفاظ کو
 وضع میں واسطے معنی کے اس قسم کا جراف اور تحکم اعتقاد کرتے ہیں اور فرقہ معتزلہ نے عقل
 کو حاکم مستقل جانا ہے اور حسن اور قبح افعال کا ذاتی اُن افعال کا جانتے ہیں اور اُن کے
 اوپر نسخ کی صورت میں اور بدلے جانے حسن کے ساتھ قبح کے دائرہ قبیل و قال کا نہایت
 تنگ ہوتا ہے اور اوپر اسی قیاس کے اجتماع نقیضین کا بیچ مانند والہ لاکذب عندکے
 ان کے اوپر لازم آتا ہے مانند مذہب عباد بن سلیمان ضعیفی کے اس بحث میں اور محققین باترید
 کہتے ہیں کہ حسن اور قبح عقلی ہے لیکن نہ ساتھ اس معنی کے کہ کوئی حکم بندہ کے حق میں واجب
 کرے بلکہ ساتھ اس معنی کے کہ فعل میں کوئی ایسی چیز ہے کہ وہ فعل مستحق کسی حکم کا ہو جاتا ہے
 حکیم علی الاطلاق کی طرف سے کہ نشان اُسکی ترجیح مرجح کی نہیں اور جب تک حکیم علی الاطلاق
 حکم نفاذ سے مکلفین کے حق میں کوئی حکم متحقق نہیں ہوتا ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ یہو پختنا
 دعوت کا شرط تکلیف کی ہے جیسا کہ مذہب مختار اس مقام میں یہی ہے پس وہ مناقشے کہ اوپر
 قول بالتناسب کے ذکر کئے گئے ہیں تھوڑے سے تامل کرنے سے حل ہو جاتے ہیں ۔
 جسوقت یہ مقدمہ مجہد ہو چکا پس جانا چاہیے کہ ہر حرف کے واسطے ہجا کے حرفون میں سے باعتبار
 ہیئت کے اور مخارج کے یعنی جس جگہ سے وہ حرف نکلتا ہے اور باعتبار نکلنے آواز اُسکی کے
 اور تاثیر اُسکی کے بیچ سننے والے کے ساتھ قبح اور حدت کے اور مانند اسکے کہ قراو کے
 عرف میں اسکو صفت حرف کی کہتے ہیں ایک حالت بسیطہ اجالی ہے کہ واضح نے وقت وضع
 کے ترکیبات متعلقہ میں اسی کا اعتبار کر کے لفظوں کو جد سے جد سے معانی کے واسطے

یعنی لفظ میں
 کہ بندہ میں قبح ذاتی
 ہے اور اگر عقل کو
 حاکم مستقل گردانا
 جاسکتا ہے
 اسکی مصلحت
 کیواسطے حسن و قبح
 کر لیا سو اس
 صورت میں لازم آیا
 کہ حسن اور قبح دونوں
 ایک حالت میں
 جمع ہو جادیں ۱۱

وضع کر دیا ہے اور علماء و مستحقان نے مثل انام و اعیان و صفہائی وغیرہ نے اُن حالتوں کو قوت
 ذکا کے ساتھ دریافت کیا ہے اور وہ حالت بسیطہ پہنچ استعمال واضح کے نقطہ خصوصیات
 ترکیب سے نہیں آئی البتہ عقل کو ممکن ہے کہ اُس حالت کو خصوصیات ترکیب سے اخذ کر کے
 ساتھ نظر دقیق کے معین کرے اور اُس سے ساتھ کسی کیفیت کے کیفیتوں معلوم اپنی سے تعبیر
 کرے جیسے کہ تعبیر موسیقی والوں کی الحان نغمات کو ساتھ صور اور اوقات کے اور جیسے کہ
 حکایت اہل نجوم کی مطابق کرنا کواکب کا اوپر اقسام کائنات کے اور اس معنی کو حضرت
 سلطان العارفین خلاصہ حکماء و مشاہدین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز
 نے آخر کتاب خیر کشیر میں کہ ملقب بخرائن حکمت ہے شواہد اور دلائل کے ساتھ تفصیل فرمائی ہے
 اور پہنچ آخر کتاب فوز کبیر فی علم التفسیر کے جعفر کے تفسیر مقطعات قرآنی میں کام آئے کفایت کی
 ہے جیسا کہ عبارت سر امر بشارت اُنکی کتاب فوز الکبیر سے منقول ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں
 خلاصہ اُس کا یہ ہے جاننا چاہئے کہ حروف ہجا کے کہ اصول کلمات عرب کے ہیں ہر ایک
 کے واسطے ایک معنی بسیط ہیں کہ نہایت نزاکت سے تعبیر اُس سے سوائے رمز اجمالی
 کے نہیں کر سکتے اسی جگہ سے ہے کہ بہت مادے الفاظ کے ایسے ہیں میں مناسبت رکھتے
 ہیں کہ ہم معانی یا قریب المعانی ہوتے ہیں جیسا کہ اذکیا و اہل ادب نے ذکر کیا ہے کہ جس
 لفظ میں نون اور فاجمع ہوتے ہیں دلالت کرتا ہے اور ہر معنی خروج کے کہ کسی وجہ سے
 ہو مانند نصر اور نصت اور نفع اور نفع اور نفق اور نقد اور نقد کے اور جس جگہ نا اور لام جمع ہوا ہے
 دلالت کرتا ہے اور پیر نے کے مثل فلق اور فلق اور فلق اور فلق اور فلق کے اور اسی جگہ سے
 ہے کہ اذکیا اہل ادب کے جانتے ہیں کہ عرب بہت جگہ ایک کلمہ کو اوپر کئی وجہ کے کلم کرتے
 ہیں ساتھ تبدیل حروف متقاربہ کے جیسا کہ وق اور وک اور لچ اور لز یا بجملہ شواہد
 اس امر کے بہت ہیں اور ہم کو اس جگہ مطلب فقط تنبیہ ہے اور یہ سب لغت
 عرب کے ہیں اگر چہ عرب فتح ساتھ نتیجہ اسکی کہ نہ پہونچیں اور نجات بھی معلوم نکرہیں
 جیسا کہ مفہوم تعریف جملہ خاص ترکیب کے اگر کسی عرب فتح سے دریافت کرے
 تو اوپر نتیجہ حقیقت اُسکی کہ قادر ہو ہر چند کہ اپنے برتاؤ میں برتا ہے پھر باری کی کو

تفسیر جلیلی
 (۳) پھر جلیلی
 سے بہت کیا ہے
 جسکی برادرش کا
 (۴) جسکی برادرش کا
 لینے کی قدرت دیا
 (۵) نفع کو کوٹنے
 والی چیزوں کو
 اٹھا دیا اور یہ
 پانچون تاہین
 اللہ تعالیٰ کے
 سوا کسی میں
 نہیں کسی کو
 دوسرے پرورش
 کرنے والے
 اللہ ہی کا
 پیدا کئے ہوئے
 ہیں اور اللہ تع
 کی پیدا کی ہوئی
 چیزوں کی مانند

ساتھ الودگی کے دوسری بار پھر الودگی میں آیا اور متعین ہوا اور تیسری بار بھی ایسا ہی
 اور یہ کتاب ہے علموں سے کہ سبب قباختوں بنی آدم کے بار بار اُن میں صدے آگئے ہیں
 اور یہ بات سچی ہے ساتھ قصوں انبیاء و اُور باتوں اُنکی کے کہ کئی کئی دفع وقوع میں آئیں اور
 ساتھ سوال اور جواب مکرراً لکھے اور طار و صا دو نون عبارت میں اُس حرکت سے کہ صعود کرے عالم
 ناپاک سے طرف عالم پاک کے مگر یہ طالات کرتی ہے اوپر بزرگی اور بڑائی یا الودگی اور
 ناپاکی اُس متحرک کے اور صا دو دالات کرتا ہے اوپر صفائی اور لطافت کے اور سین
 دالات کرتا ہے اوپر سرایان کے اور متلاشی ہونے اور پھیل جانے کے بیچ تمام جہان کے
 پس طہ مقامات انبیاء کے ہیں کہ آثار متوجہ ہونے اُنکیکے ہیں طرف عالم اعلیٰ کے کہ صورت غیبی
 پیدا کی ہے اس ظالم میں ساتھ بیان اجمالی کے اور تذکر ہونے کے کتابوں میں اور مانند
 اُسکے اور حم مقامات انبیاء کے ہیں کہ آثار حرکتوں فوقانیہ اُنکی کے ہیں کہ پھیلے ہوئے
 ہیں اس عالم ناپاک میں اور پر اگندہ ہو گئے ہیں جہان میں اور حاوی ہا ہے کہ
 جسکے معنی بیان کئے گئے مگر جو چیز روشنی اور ظہور اور تمیز رکھتی ہو اُسکو حا کے ساتھ تعبیر
 کرتے ہیں پس معنی حم کے ایک اجمال ہے نورانی اور روشن کہ مل گیا ساتھ الودگیوں
 اس عالم کے کہ وہ عقائد جھوٹے اور اعمال کھوٹے ہیں اور یہ کنایت ہے رو کرنے قولوں اُنکی
 سے اور ظاہر ہونے حق کے سے بیچ شہادت اور مناظرات اور عادات اُنکی کے اور عین
 دلالت کرتا ہے اوپر ظاہر اور روشن ہونے اور متعین ہونے کے اور قاف مثل میم کے دالات
 کرتا ہے اوپر اس عالم کے لیکن قوت اور شدت کی جہت سے اور میم دالات کرتی ہے اوپر
 اس عالم کے باعتبار جمع ہونے صورتوں کے اُس میں اور انبوہ ہونے اُنکے کے پس
 عشق مراد حق سے ہے کہ روشن ہے اور پھیلا ہوا ہے جہان فلیظہ اور مکدر میں اور
 نون عبارت ہے اُس نور سے کہ تاریکی میں ظاہر اور پر اگندہ ہوا مانند اُس حالت کے کہ
 وقت صبح صادق کے یا نزدیک غروب سورج کے ہوتی ہے اور یا بھی ایسی ہی ہے مگر
 یہ کہ یا میں نورانیت کمتر سمجھی جاتی ہے نسبت نون کے اور تعین کمتر ہے بہ نسبت
 باکے پس یا کنایت اُن معانی سے ہے کہ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں اور ص ایک ہیست

تفسیر خلیلی
 حق تھا پھر بھی
 جس نے ساری
 چیزیں بندوں
 کے آرام کے لئے
 پیدا کر دیں اور
 جہت کے مناسب
 سارا بندوبست
 درست فرما دیا
 کرتا ہے اور
 بندے جو رکھ
 درو میں مبتلا
 ہو جاتے ہیں یہ
 بھی اُسکا کمال
 لطف و کرم ہے
 اس سے بندے
 کے لئے نہ معاف
 کرتا ہے یا دیکھ
 بند کرتا ہے
 یا اور کسی

تفسیر خطیبی

کی اصلاح کرنا بہت
جیسے والدین و معلم
کی تہذیب اور اصلاحاور طبیعت کی اصلاح
دورانِ قیام و ادراکرسیدہ بہ فہم کی
چیز ہزاروں کا کوششمیکانیک کی زبان میں
مثلاً انسان کےدن کا ایک ف
بہرہ خدا تعالیٰدن کا ایک بی
گر انسان کا دنکچھ ایسا دن ہوگا
کہ انسان یہ عجازی
نسبت جیسے دنیا میں
ملک عرب۔ سلطان
اوم کا۔ اور ملک
جبرائیل

ہے کہ پیدا ہوئی وقت متوجہ ہونے انبیاء علیہم السلام کے طرف پروردگار اپنے کے خواہ
جلی ہو خواہ کسی اور قاف قوت اور شدت اور شکستگی ہے کہ سچ اس عالم کے متعین
ہوئی جیسا کہ کوئی کہے جائے اناخت قصد میرے کی یہ ہیئت ہے کہ اس عالم میں پیدا
ہوئی ہے واسطے شکستگی اور صدمے کے اور ک مثل قاف کے ہے مگر یہ فرق ہے کہ قوت
کے معنی اس میں قاف کی نسبت سے کمتر سمجھے جاتے ہیں پس معنی کبھی بعض کے عالم ناپاک
ظلمانی کہ متعین ہو گئے اُس میں علوم نورانی اور غیر نورانی نزدیک رجوع کرنے کے طرف
پروردگار اعلیٰ کے مجمل کلام یہ ہے کہ معنی ان کلمات کے بطریق ذوق سمجھائے گئے اور
ان معانی اجمالہ کو بجز ان کلمات کے کہ تحریر میں آئے اور کچھ تقریر کرنی ممکن نہیں ہر چند
کہ یہ کلمات پورے پورے سچ میان کہہ اسکی کے نہیں پہنچتے بلکہ بعض وجہ سے
بیان کرتے ہیں اور بعض وجہ سے نہیں بیان کرتے والد اعلم بالصواب تمام ہوئی تقریر
فوز الکبیر کی اور شیخ کبیر اور شیخ صدر الدین قونوسی رح کے دور رسالے میں درمیان معانی
اجالیہ ان حروف کے اور ان رسالوں میں قریب انہیں مضامین کے کہ ذکر کئے گئے مذکور
فرمایا ہے مثلاً ایک رسالہ میں فرماتے ہیں الالف کل قیمر محیط مستقل بما هو مقام
به كاد وعيسى عليه السلام والكعبة الامم كل تمام وفي بمقصده كالفلك والارض
يقصد له كالمو سل المستقلة اليم كل تمام وفي بمقصده كالفلك والارض
وعلى هذا القياس رساله دوسرے میں فرماتے ہیں الالف غیب واحاطة اللہ وسع و
صلة فی لطف الیم تمام اظہر مثال حسن وعلى هذا القياس اور نزدیک علماء جعفر کے
ایک طریق جدا ہے سچ بیان مناسبات ان حروف کے ساتھ ارکان اس عالم کے اور
وہ طریق موقوف اوپر شکلون خطیہ ان حروف کے ہے حاصل یہ ہے کہ حروف ہجائے معانی
اجالیہ ہونے اور باعتبار ان معانی کے حقیقی کلیہ کے ساتھ مناسبت ہونی ایک امر
ناما گیا ہے نزدیک اہل کشف اور تحقیق اور اہل اشتقاق اور تصریف کے اگر ظاہر میں
متکلمین اور فقہا انکار اسکا کریں حساب میں داخل نہیں اور جو کچھ قدامت مفسرین
سچ تحقیق ان مقطعات کے منقول ہے پس کل سولہ قول میں قول اول یہ ہے

کہ یہ جزوف اسرار محبت کے مین کہ اور ون سے پوشیدہ کر کے پیغمبر حبیب اپنے کو صلے اللہ علیہ وسلم نشان دے دیے کہتے ہیں کہ القاطب بالمخوف المفردة سنة الاجاب فان سر الحبيب مع الحبيب يجب ان لا يطلع عليه الوقيب اور اس قول کی تائید کی ہے ساتھ ہی چیز کے کہ حضرت امیر المؤمنین ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فی کل کتاب سر و سر القرآن و اثل السود اور ساتھ اس چیز کے کہ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ لکل کتاب صفت و صفة هذا الكتاب من التهيجی اور یہ بھی کہا ہے کہ علم منزہ دریاے بے پایاں کے ہے کہ اس سے نہر جاری کی ہے اور اس نہر سے ایک اور چھوٹی نہر اور اس چھوٹی نہر سے ایک نالی نکالی ہے اگر نہر کو کہیں کہ تمام پانی دریا کا اٹھالے نہیں اٹھا سکتی ہے اسی واسطے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے انزل من السماء ماء فسالوا ديرة بقدرها پس دریاے بے پایاں علم کا خدا کے پاس ہے اور اس دریا سے بڑی بڑی نہریں مختلف پیغمبروں علیہم السلام کو عنایت ہوئیں اور ان بڑی نہروں سے چھوٹی چھوٹی نہریں بڑے بڑے عالموں کو پہنچیں اور ان عالموں کی نہروں سے نالیان عوام الناس کی طرف بقدر استعداد کے پہنچتی ہیں اور جو شے کے مرتبہ کا ہوگا اوپر والے کے مرتبہ کا تحمل نہ ہو سکے گا اسی واسطے اخبار میں وارد ہوا ہے کہ العلماء من الخلفاء و السلاسل و الملثكة سر و لله تعالى من بعد ذلك

کلام سید پس علماء کو ممکن نہیں کہ خلفاء کے اسرار پر مطلع ہوں و علی هذا القياس اور سبب اسکا یہ ہے کہ ضعیف عقلمین اسرار قویہ کا تحمل نہیں کر سکتی ہیں چنانچہ بیانی چرکا و ڈ کی تحمل نور آفتاب کا نہیں رکھتی اور یہ قول شعبی سے منقول ہے کہ اس سے ان حرفوں کے معنی سے سوال کیا تھا انہوں نے کہا تھا خدا سر لاہ تعالیٰ فلا تطلبوها یعنی یہ بعید اللہ تعالیٰ کا ہے پس نہ طلب کرو تم اسکو اور وہ کہ بیچ رو اس قول کے کہا ہے کہ اگر متعذر ایسا ہو قرآن معلوم المعنی نہو یعنی اس کے معنی معلوم نہوے پس جواب اسکا یہ ہے کہ فائدہ نزول قرآن کا منحصر اس میں نہیں کہ سب جگہ معانی اس کے سمجھے جاویں بلکہ بہت جگہ ایسی ہیں کہ فقط ان کے اوپر ایمان مطلوب ہوتا ہے جیسا کہ تمام مشاہدات میں یہی معنی مطلوب میں موافق نص کے و ما يعلم تا ویدہ الا اللہ الے قوله

مخفی

باز شاہ جنس

و فیہ فضیلة کمال

و ہے اس دن

ایسی نسبت بھی

نہیں

چراغی

شعبی سے منقول

پہنچتے ہیں

نعت میں

کے معنی ذیل

ہونے کے ہیں

اور شیخ میں عبارت

ایسی بات کو کہتے

میں جس میں

کمال و سبکی

محبت اور پے

کے کا ڈ اور

ماجنی ظاہر ہو

و فیہ فضیلة

کل من عند ربنا اور جیسا کہ افعال تکلیف ہاں تشریع میں دو قسم آئے ہیں یعنی اس میں سے اس
قبیل سے ہیں کہ وجہ حکمت اس میں ظاہر ہے مثل نماز کے کہ تواضع معبود کی ہے اور شکر
منعم کا اور روزہ کہ توڑنا نفس کا اور قہر شہوت کا ہے اور زکوٰۃ کہ روا کرنا حاجت مسکینوں کی
اور دور کرنی خصلت بخل کی ہے اور بھٹے اس قبیل سے ہیں کہ بالکل وجہ حکمت کی اس میں
ظاہر نہیں ہوتی ہے مثل اکثر افعال حج کے اور تکلیف ساتھ دونوں قسم کے واقع ہے تاکہ بسبب
فرمان برداری اس تکلیف کے مکلفین میں ہر مرتبہ کمال اپنے کے ترقی کریں بلکہ کمال فرماں برداری
کا قسم دوسری میں زیادہ ظاہر ہوتا ہے ایسا ہی قرآن شریف کی جگہوں میں بھی دونوں قسم
آتھی ہیں تاکہ قوت ایمان کی دوسری قسم میں زیادہ ظہور کرے قول دوسرا یہ ہے کہ یہ
حروف مقطعہ نام سورتوں کے ہیں اور یہ مذہب اکثر متکلمین کا ہے اور خلیل اور سیویہ نے
بھی اسی کو اختیار کیا ہے قول تیسرا یہ ہے کہ یہ حروف اسماء الہی ہیں اور یہہ قول
ابن مسعود اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی
منقول ہے کہ اپنی دعا میں فرماتے تھے یا کھیل بعض لکھ صوف اور قریب اسی کے یہی قول کہ یہ
حروف اسماء الہی کے اجزاء ہیں بعضی جگہوں میں ترکیب ہمارے تین ممکن ہے مثلاً الرحمن
نون کو جمع کریں الرحمن نکل آیا اور بعضوں میں ہکو ترکیب ممکن نہیں اور یہ مروی ہے حمید
بن جیسر سے قول چوتھا یہ ہے کہ یہ حروف نام قرآن کے ہیں اور یہی ہے مذہب کلیبی
اور سدیی اور قتادہ کا رضی اللہ عنہم قول پانچواں یہ ہے کہ ہر حرف حروف مقطعہ کا
بطریق اشارہ کے دلالت کرتا ہے اوپر ایک اسم کے اسماء الہی میں سے مثلاً الم میں ا ل م اشارہ
طرف احد اور اول اور آخر اور انلی اور ہادی کے ہے اور لام اشارہ طرف لطیف کے
اور میم اشارہ طرف ملک کے اور حمید کے اور منان کے اور کسب بعض میں کاف اشارہ ہر طرف
کافی کے اور ہا طرف ہادی کے اور ہر گاہ کہ یا سے شروع کسی اسم الہی کا نہیں اس واسطے
اسکا اشارہ طرف ہبات کے کیا جاتا ہے کہ ہو یٰ یٰ یعنی اللہ تعالیٰ پناہ دیتا ہے مظلوم کو
اور عین طرف عالم کے اور صا و طرف صادق کے اور بھی کاف طرف کبیر اور کریم اور عین
اشارہ طرف عزیز اور عدل کے ہو سکتا ہے ابن عباس سے یہی قول پانچواں منقول ہے

تفسیر غزالی
اسی واسطے کہ تشریح
کیونکہ اس کی تشریح
میں علامی کی حکمت
سے زیادہ اور
کوئی غفلت تفسیر
نہیں۔ اللہ تعالیٰ
نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
کو اس کے کلمات
عزت کے مقامات
میں فہم الہی کی
صفت سے مذکور
فرمایا ہے کیونکہ
ہم نے اس کے تشریح
اس سے بڑھ کر
کوئی کمال نہیں
دیکھا ہے مثلاً ان
میں آیتوں کے
پہلے تک
اللہ تعالیٰ

لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم ان حروف سے صفات مرکبہ بھی مستنبط کرتے تھے مثلاً بیچ الم کے انا
 اللہ اعلم کہتے تھے اور بیچ الف لام میم صاد کے انا اللہ اعلم وافصل اور بیچ الراء کے
 انا اللہ ارسى اور محمد بن کعب قرطی صفات افعال کی ان حرفوں سے نکالتا تھا اور
 کہتا تھا الف الاء اللہ اور لام لطف الہی اور میم مجد اسکا ہے قول چھٹا یہ ہو کہ الف مافوذ
 اللہ سے ہو اور لام جبرئیل سے اور میم محمد سے یعنی اللہ نے اس کتاب کو بواسطہ جبرئیل
 علیہ السلام کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجا ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ الف انا
 اور لام لی اور میم منی یعنی تمام عالم بین ظاہر بین ہوں اور ہر چیز ملک اور خلق میری ہے
 اور مجھ سے پیدا ہوئے قول ساتواں عبد الغزیز بن یحییٰ نے کہا ہے کہ طریقہ تعلیم الکوون
 کا یہ ہے کہ اول انکو مفردات حروف ابجد کے جدے جدے تعلیم کرتے ہیں بعد اس سے
 مرکبات سکھاتے ہیں اور حروف مقطعہ کے لئے مین اشارہ طرف اسی طریقہ کے
 ہے کہ سبب انکے تعلیم مفردات کی طرف پہلے اشارہ ہو گیا اور بعد اسکے مرکبات کا مرتبہ
 ہر قول اٹھواں قطرب نحوی کہتا ہے کہ کفار نے جو قوت اس قرآن کو سناستہزا اور کلام
 لغو کرنے لگے اور اچھی طرح سنستے بھی نہ تھے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے وقال الذین
 کفروا لا تتبعوا هذا القرآن والغوایہ حق تعالیٰ نے بعد اسکے ان حروف مقطعہ کو نازل
 فرمایا تاکہ انکو عجیب الفاظ جانکر سنیں اور کان لگاویں اور اس جہت سے معنی قرآن کے اُلکے
 و لیر نہ نشین ہوویں اور انکو فائدہ ہو جاوے گو کہ انکو اس بات پر اطلاع نہ ہو قول
 نواں مبرونے کہا ہے کہ لانا ان حروف مقطعہ کا بیچ وائل بعضی سورتوں کے واسطے
 بیدار کرنے اور ناگاہ کرنے کافروں کے ہے بیچ وقت معارضہ کے کہ دیکھو تم اس قرآن کو
 کہ جن حرفوں سے تم کلام اپنے کو مرکب کرتے ہو ہم نے بھی کلام اپنے کو انہیں حرفوں سے مرکب
 کر کے نازل فرمایا پس اگر یہ کلام ہمارا انہیں تو تم سب کو واسطے عاجز ہوئے مقابلہ اسکے ہر قول
 و سوان ابوالعالیہ نے کہا ہے کہ یہ حروف بحساب ابجد کے اشارہ طرف اجلون اور موتون
 انکلا بات عمدہ اس امت کے ہے کہ بعضی اُن سے معلوم ہین اور بعضی اُن سے معلوم نہیں اور اسی
 قول کی تائید کرتا ہے وہ کہ بخاری بیچ تاریخ اپنی کے اور ابن جریر بیچ تفسیر اپنی کے

تفسیر حلیہ

کی ننا وصفت

میں شغل تھا

اس لئے اس سے

جانب تھا کیونکہ

جسکی نظر اس

تعالیٰ کی نعمتوں

اور اپنی ذات

وغیرہ پر تھی

اب جبکہ اس کی

صفتیں بخوبی

سمجھ گئیں تو

غیبت کے بدلے

حضور ہی حاصل

ہو گئی اور نعمت

سیکھنے سے

نہایت والے

کی جانب متوجہ

ہوا اور خطاب

کا مرتبہ پایا پھر

نہا کہ تفسیر

یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان حروف کے ساتھ قسم کھائی ہے اور حرف قسم کا محذوف ہے جیسے کہ اور چیزوں کے ساتھ بیچ اوائل دوسری سورتوں کے قسم کھائی ہے اور واقع میں یہ حرف شرافت رکھتے ہیں کہ بسبب اس شرافت کے قابل قسم کے ہیں اس واسطے کہ اصول لغات کے میں اور بسبب ان کے تعارف مافی الضمیر آدمیوں کا حاصل ہوتا ہے اور مادے ذکر الہی کے میں اور اصول کلام اللہ تعالیٰ کے اور خطاب اس کے طرف بندوں کے قول تیرھواں الف اشارہ ہے طرف ہمت کے اس کے اوپر شرافت کے بیچ ابتدا و سلوک کے جیسا کہ فرمایا ہے ان الذین قالوا ربنا الله ثم استغنا ص ۱ اور لام اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ وقت مجاہدے کے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے والذین جاهدنا فلما هدینہم سبلنا اودیم اشارہ ہے طرف اسکے کہ بندہ بیچ مقام محبت کے مانند دائرہ کے پھر تاپے کہ نہایت اسکی عین ہدایت اسکی کا ہوتی ہے جیسا کہ کسی عارف نے فرمایا ہے پیوستہ نہایت در آخر ہدایت شود مد جو شاگرد و مدرسین تاب ہون قول چودھواں وہ کہ الف کہ خلق کی جڑ میں سے نکلتا ہے اور لام زبان کی طرف سے کہ درمیان خارج کا ہے اور میم لب سے کہ آخر مخرجون کا ہے اشارہ اس طرف ہوا کہ ابتدا کلام بندہ کا اور درمیان اور اخیر اسکا چاہئے کہ ذکر اللہ ہو قول پندرھواں وہ کہ الی علامت تعریف کی ہے اور میم علامت جمع کی گویا اشارہ فرماتے ہیں کہ نزول قرآن کا واسطے تعریف تمام آدمیوں کے ہے تاکہ احکام الہی کو اپنے حق میں جانیں اور مرضیات اور نامرضیات اسکی کو پہچانیں قول سولھواں لانا ان حروف مقطعه کا اوائل سورہ میں واسطے ثابت کرنے اعجاز کے ہے اس واسطے کہ تمام حروف کے نام سولہ لکھنے اور پڑھنے کے نہیں پہچانے جاتے امی محض کہ کبھی مکتب میں نہ بیٹھا ہو اسکو نام حروف کے بالکل معلوم نہیں ہوتے البتہ نفس حروف کے ساتھ کلام کرتا ہے پس جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر پڑھنے کے ان اسموں کو ذکر کریں یقین حاصل ہو کہ بسبب وحی کے معلوم کیا ہے خصوصاً جب غور سے نظر کیا ہو تو ظاہر ہوتا ہے کہ بیچ لانے ان حروف کے اس قدر دقیقے اور نکتے رعایت کئے گئے ہیں کہ عربیت کے جاننے والے کہ ماہر ہوں انکو بھی ایسی رعایت کرنی ممکن نہیں مگر ان وقائع کے یہ ہے کہ حروف مقطعات کے چودہ ہیں کہ حروف تہجی کی نسبت سے آدھے ہیں اگر

تفسیر خلیلی

دیکھنا اور تفسیر

سجی زیارت کنار

کان ہے

قرآن اور اللہ

کا ذکر وعدہ و

نہیچن شستہ و

دشیدہ اور باطن

کے ساتھ جیسے اللہ

کی آیتوں میں

نشانیں میں

غور و فکر قرآن

کے معنی سمجھنا

پسب عقل

سجی عبادت ہے

اور نفس کی

عبادت یہ چکر

خدا کی خوشی

کے واسطے اپنی

خواہش کو رکن

اور مصیبتوں پر

الف کو بعد اعراف شمار کیا جاوے اور انیس سو دو تون میں انکو لائے کہ حروف پہا کے اسی قدر ہیں
اگر الف کو بھی حرف علیحدہ شمار کریں پس آدھے نام حروف کے تمام مسمیات کے عدد میں لانا اشارہ
اس حرف ہے کہ الف کو ہمزہ کے ساتھ شراکت تمام سے فرق انکے در بیان میں سکون اور حرکت
کا ہے اور مجملہ انکے یہ ہے کہ بیچ لانے ان حروف کے اشارہ حرف جمع اقسام حروف کے ہر نصف
نصف بر قسم کا لائے میں مثلاً حروف دو قسم ہیں مہموسہ اور مجہورہ مہموسہ حروف مستثنیٰ نصف
کے ہیں کر ان دس حروف سے ماور یا اور صاد اور سین اور کاف کہ نصف حقیقی انکا ہے مقطعات وائی
میں وارو ہے اور حروف مجہورہ سے بھی نصف حقیقی یا نصف اقل مذکور ہے اور وہ یہ ہے لام اور
نون اور یا اور فاء اور ط اور عین اور ہمزہ اور میم اور را اور سی حروف دو قسم ہیں شدیدہ
اور رخو شدیدہ آٹھ حرف ہیں ہمزہ جیم وال تا طا یا قاف کاف اور نصف ان حروف کا
کہ الف اور قاف اور ط اور کاف ہے ان مقطعات میں مذکور ہے اور میں حروف رخو کہ باقی
میں انہیں سے دس حرف مذکور ہیں حامیم سین عین لام یا نون صاد را یا اور بھی حرف
دو قسم ہیں مطبقہ اور منفقہ مطبقہ کہ چار حرف میں صاد اور ضاد اور ط اور ظ نصف ان کا
مذکور کیا ہے کہ صاد اور ظ بھی اور باقی حروف منفقہ سے نصف انکا ذکر کیا کہ بارہ حرف ہیں
اور حروف قلعہ میں سے کہ پانچ حرف ہیں قاف وال طا یا جیم نصف اقل ذکر کیا کہ قاف
اور ط بھی تاکہ اشارہ ہو طرف قلت ان حروف کے بیچ کلام عرب کے اور دو حروف لین کہ واو
اور یاء میں یا کو اختیار فرمایا ہے اس واسطے کہ نقل سکاد او کے نقل سے کم ہے اور حروف مستعملہ سے سات
میں قاف اور صاد اور طاک کہ نصف اقل ہے اختیار فرمایا ہے اور خا اور عین اور ضاد اور ظ
کو ترک کیا اور حروف مخففہ سے کہ اکیس حرف باقی ہیں نصف اکثر کو کہ گیارہ حرف ہیں ذکر فرمایا
اور حروف ہل سے کہ گیارہ حرف ہیں موافق مذہب سیمویہ کے الف اور جیم اور وال اور ط
اور داو اور یا اور تا اور میم اور نون اور یا اور ہمزہ نو حرف کہ نصف اکثر ہے ذکر
فرمائے ہیں اور ان حروف سے کہ اپنی مثل میں مدغم ہوتے ہیں اور بیچ قریب الخج اپنی کے
مدغم نہیں ہوتے اور وہ پندرہ حرف ہیں ہمزہ اور یا اور عین اور صاد اور ط اور میم اور یا
ذکر کیا کہ نصف اقل انکا تھا ہر اور خا اور عین اور ضاد اور فاء اور ظ اور سین اور ز اور داو

لہذا اشارہ یا
انہیں نصف میں ۱۶
سکے کہ انکے
میں سے بعد انکے
پانچ کے جو میں
سے ۱۶

تیرہ بنائین میں دس واسطے اسم کے مثل فعلن فرس کت عضد جبر عیب ابل قفل صد علق اور تین
 واسطے فعل ماضی کے مانند نصر اور علم اور شرف کے اور ترکیب چار گانی دو جگہ دار دفرائی المومنین
 اور ایسے ہی ترکیب خامسی کو بھی دو جگہ دار دفرائیا کینحس جمع مق تانکہ اشارہ ہو طرف بہت
 کے کہ ہر ایک ترکیب رباعی اور خامسی کی دو قسم ہیں اصل جیسا کہ جعفر اور سرفصل اور ملحق
 جیسا کہ فردو اور محضفل اور واسطے انہیں اشاروں کے ان حرفوں کو اوپر کی سورتوں کے جدا جدا کر
 فرمایا ہے اور ایک جگہ اول قرآن میں جمع کر کے ثلاث والسا اعلم بسم الله الرحمن الرحيم الحمد
 یعنی اصل لازم الاتباع حکم کے منکرون کے واسطے معجزہ ہے اور دلیل پکڑنے والوں کو مفید کہ بڑے بڑے
 مطلوبوں کے واسطے ساتھ ولیکون روشن کے ثابت کر نیوالی ہے اور بہت دایمہ کو دور کرنے والی
 ذلک الکتاب یعنی وہ کتاب ہے کہ سبب بلند درجہ کمال اپنے کے اور وقت اسرار اور دقائق
 اپنے کے دہم اور فہم سننے والوں کے سے غائب اور جولا نگاہ فکروں اور نظروں سے دور ہے اسی
 واسطے اسکے حق میں لفظ ذلک الکتاب کہا کہ معنی اسکے وہ کتاب ہیں کہ دلالت اوپر دور ہونے کے
 کرتا ہے اور اس طرح نہ کہا کہ ہذا الکتاب کہ معنی اسکے یہ کتاب ہیں کہ دلالت اوپر نزدیک کے کرتا ہے
 اسجگہ جاننا چاہئے کہ اصول احکام دین کی چار چیزیں ہیں کتاب اور سنت اور جماع اور قیاس
 اسواسطے کہ بعض احکام دین کے کتاب سے ثابت ہوئے مثل نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حرام ہونا
 خنزیر کا اور حلال ہونا گاؤ اور مانند اسکیکے اور بعض احکام قول اور فعل اور غیر کے سے کہ اسکی سنت کہتے
 ہیں ثابت ہوئے جیسا کہ نماز جنازہ کی اور حرمت گدھے کی اور خچر کی اور مانند اسکے اور بعض حکم جماع
 مجتہدین سے ثابت ہوئے مثل حرمت بیع لوطی کے کہ مالک اپنے سے اسکے اولاد ہوئی ہو اور حرمت
 جمع کرنے دو بہنوں کے کہ اسکی ملک میں ہوں واپس کرنے میں اور بعض احکام ساتھ قیاس ظاہر
 کے کہ غیر مخصوص کو مخصوص پر قیاس کیا ہو مثل حرمت سود لینے کے میں اور شکون میں کہ ظاہر
 میں ملحق سونے چاندی کے ساتھ ہوتے ہیں اس باب میں لیکن جو اصل کہ لازم اور حکم ہے سو سے
 کتاب کے دوسری شے نہیں اسواسطے کہ قیاس کے واسطے ایک مستند چاہئے کہ مقیس علیہ میں اسکے
 سبب حکم شرعی ثابت ہوا ہو اور مستند قیاس کا یا کتاب ہی یا سنت یا جماع اور اطلاق بھی زیادہ اصل
 نہیں اسواسطے کہ جماع نام اُس قیاس کا ہے کہ سب مجتہدین نے اسکے اوپر اپنا قیاس پہنچایا پس اسکی

تیسرے غیبی
 زلزلت پانا
 اور کسکرتی
 یہ ہے کہ اس کی
 معرفت میں دوبا
 بہنا اور مال
 کے متعلق یہ ہے
 کہ زکوٰۃ صدقہ
 خیرات دینے
 رہتا اس بیان
 سے بخوبی معلوم
 ہو گیا کہ اپنے
 تاملی بین اور
 ظاہری اور باطنی
 قوا کو اس کی راہ
 میں اور اس کی
 خوشنودی میں
 پورا دیباچات
 یہی ہے (عزم)
 ان میں سے
 معنی کی ہے

اصول احکام دین کا مدار خزانہ ہوا

واسطے بھی مستند ہوگا کتاب اور سنت سے اور سنت نام فعل اور قول پیغمبر کا ہے لیکن جب تک نبوت پیغمبر کی ثابت نہ ہوئی ہو قول اور فعل اس کا معتبر نہیں ہوتا ہے اور نبوت پیغمبر علیہ السلام کی ساتھ قرآن کے ثابت ہے کہ معجزہ ہمیشہ رہنے والا ہے پس حقیقت میں اصل محکم کہ اوپر ہر کسی کے خواہ مخواہ عامی لازم الاتباع ہے یہی قرآن ہے اور بس اور کتاب ہر چند اصل اخت میں مبنی کتب کے ہو کہ ہر کبھی ہوئی چیز کو کہتے ہیں چنانچہ لباس مبنی ملبوس کے لیکن بیچ اصطلاح شرع کے چنانچہ قرآن کے ساتھ ہو رہا تھا کہ اگر کہا جاوے کہ فلاں چیز کتاب میں ہے یہی سمجھا جاتا ہے کہ قرآن میں ہے اور قرآن کے سوا قرآن اور کتاب کے اور بھی بہت نام ہیں کہ خود قرآن میں مذکور ہیں مجملہ ان کے نام اسکا فرقان ہے کہ بیچ آیت تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ کے مذکور ہے اور وجہ تسمیہ اسکیے ساتھ فرقان کے دو چیز ہیں میں اول یہ کہ قرآن تفرق کرتا ہے درمیان حق اور باطل کے دوسرے یہ کہ نزول میں متفرق آیا ہے تیس برس میں آغاز سے انجام کو پہنچا اور انہیں ناموں سے نام اسکا تذکرہ اور ذکر اور ذکر ہے جیسا ان تینوں آیتوں میں تینوں نام مذکور ہیں وہ آیتیں یہ ہیں انہما الذکرۃ للمتقین اور ذکر فان الذکرۃ لتفعل للثمنین اور وانہ لایکون لک ولحق ماک اور معنی مذکرہ اور ذکر کے یاد دلانے کے ہیں یعنی یہ قرآن بدوں کو احکام الہی یاد دلاتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ذکر بمعنی شرف اور فخر کے ہے اور انہیں ناموں سے نام اسکا تنزیل ہے بیچ آیت وانہ لتنزل رب العالمین اور انہیں ناموں سے نام اسکا حسن الحدیث ہے یعنی بہترین باتوں کا بیچ آیت اللہ نزل الحسن الحدیث اور انہیں ناموں سے نام اسکا موعظہ ہے یعنی نصیحت بیچ آیت یا ایہا الناس قد جاء تکم موعظۃ اور انہیں ناموں سے نام اسکا حکم اور حکمت اور حکیم اور حکم ہے بیچ اس آیت کے وکن ذلک انزلنا حکما عینا اور بیچ آیت حکمۃ بالغۃ اور بیچ آیت یس والقرآن الحکیم اور بیچ آیت کتاب حکمت یا انہ اور انہیں ناموں سے نام اسکا تنفیذ اور تنفیذ ہے بیچ آیت ونزل من القرآن ما هو شفاء ورحمۃ للمؤمنین اور انہیں ناموں سے نام اسکا ہدایہ و ہادی ہے بیچ اس آیت کے کہ ہدی للمتقین اور بیچ آیت ان هذا القرآن ہدی للتی ہی اقوم اور انہیں ناموں سے نام اسکا صراط مستقیم ہے بیچ آیت وان هذا صراط مستقیم اور انہیں ناموں سے نام اسکا جبل اللہ ہے بیچ آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً یعنی قرآن رسی خدا کی ہے مانہ مکنذ

تفسیر خلیلی
عبادت میں خرابی
بے عبادت میں
اخلاص بھی
شرع کے سوا اللہ
صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے
فرمایا اسکو
یوں پوچھو جیسے
اسکو دیکھ رہی
تو رہے ہو۔
مانا کہ تم نہیں
دیکھتے وہ تو مگو
دیکھ رہا ہے
منش و احیائی بیچ
قاری اور شیعہ
ت اور بھی ہے
منہر گس و جانتے
بہین
اسکے کو لادیا
تار عبادت کے

کی کہ اوپر بلند کوٹھے کے لشکا دیوین تاکہ جو کوئی چاہے رسی کو ہاتھ میں پکڑ کے اوپر چڑھے اور ترقی حاصل کرے اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا روح بیچ آیت وکلنک اوجینا الیک روحا من امننا اسواسطے کہ قرآن سب بہ زندگی روح رکھتا ہے جیسا کہ روح سبب زندگی بدلوئی ہے پس قرآن بمنزلہ روح روح کے ہوا اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا قصص قدس بیچ آیت ان هذا الذوالقصص الحق اسواسطے کہ جو کوئی قصہ کہ بیان کرے اکر لغو اور باطل بھی اس میں ملا ویتا ہے سوائے اہل کلام کے کہ ان کی چیز سوائے حق کے اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا بیان اور تبتیان اور مشین ہی بیچ آیت هذا الذوالقصص الحق قرآن اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا بصائر ہے یعنی حقیقین روشن بیچ آیت هذا الذوالقصص الحق اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا قول فصل ہیچ آیت انہ لقول فصل اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا جوہر ہے ہیچ آیت فلا اقم علیہم النجوم اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا مثالی ہے اس واسطے کہ اس میں قصے اور خبریں اور وعدہ اور وعید کو نکر لکھا ہیچ آیت متکانی نقشتر جنہ ان الذلک یحضرنا بعد از انہیں ناموں سے ہے نام اسکا متشابہ ہے اس واسطے کہ ہر آیت اسکی متشابہ ہر آیت دوسری کے فصاحت اور بلاغت اور اعجاز اور لطف اسلوب میں اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا برہان ہے ہیچ آیت قد جاءکم برہان من ربکم اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا بشیر اور نذیر ہے ہیچ آیت قران اعزبنا فیہ لعلکم لبشیر او نذیر اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا فیم ہے ہیچ اول سورہ کہف اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا درمیان سورہ مائدہ کے ہیچ آیت مصل لما بین یدین من الکتاب معیننا اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا نور ہے ہیچ آیت واتبع النور الذی نزل معہ اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا حق الیقین ہے ہیچ آیت یا ایہا الناس قل اعلمو الحق من ربکم اور ہیچ الحق الیقین اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا عزیز ہے ہیچ آیت انہ لکتاب عزیز اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا کرم ہے ہیچ آیت انہ لقراں کریم اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا عظیم ہے ہیچ آیت ولقد تیناک سبعاً من انشا والقراں العظیم اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا مبارک ہے ہیچ آیت کتاب انزلناہ الیک مبارکاً اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا نعمت ہے موافق تفسیر ابن عباس کے کہ نعمت کو ہیچ آیت واما بنعمة ربک فحدث قرآن کے ساتھ تفسیر فرمایا ہے اور بیان ان ناموں کا انشاء اللہ تعالیٰ

تفسیر جلیل
سمیٹ سے کبھی
یہ عجیب نہ اچلے یعنی
گویا نہ عرصہ کرتا
یہ کہ اپنی تیری
عبادت میں بھی
تیری مدد دے گا ہر
کیونکہ وہاں بیٹے
محبوب کی مدد فرم
یہ فخر کے لہذا
دوسرے سے
اس طرح ہر وہ چاہتا
کہ اُن کی بلور
بھروسہ کیا جائے
اور یہ نہ سمجھنا کہ
حقیقت میں یہ
کام یا یہ آخر
خدا کے حکم سے
ہے حرام ہے۔
اور اگر نیت کا
دھیان نہ کیا کہ

بیچ مقام اپنے کے آوے گا اور یہ کتاب اس سبب سے اصل لازم الاتباع محکم ہوئی کہ کتب دینیہ
 یعنی کتب شریعت کی اس میں گنجائش نہیں سبب اسکے کہ خود یہ کتاب اوپر مطلوبوں اپنے کے دلیلیں
 روشن قائم کرتی ہے اور شہادت کو ساتھ بیان ثانی کے دفع کرتی ہے پھر تائید کی گئی ساتھ اعجاز
 کے ہو کہ بیچ دور کرنے شہدوں منکروں کے سیف قاطع ہے پھر کتابوں الہی نے کہ پیشتر اسکے نازل
 ہوئی ہیں اور نزدیک گروہ ہوں خلقت کو وحی ہونا انکا مسلم الثبوت ہے تصدیق اسکی کی ہے پھر
 کشف اولیاء کے اور صاحب جہاد حق کو مطابق اس کتاب کے ہوئے ہیں بعد نازل ہونے اسکے
 کے بلکہ صدق کشف کا سبب مطابقت اسکے کے جانا جاتا ہوا ایسی دلیلیں عقلی کم ہیں کہ معاضدین
 اور منافقون اور نقضون سے خالی ہوں پس لائق اسکے نہیں ہیں کہ اصل حکم لازم الاتباع انکو
 کیا جاوے اور دلیلیں عقلی کہ ماخوذ از کتابوں سے ہیں احتمال تحریف کا رکھتی ہیں اور وہ دلیلیں
 کہ ماخوذ انبیاء سابقین علیہم السلام سے ہیں سبب قطع ہونے سند کے اور پھیل جانے جھوٹ اور
 بہتان کے امتوں انکی میں محل اعتماد کی نہیں ہیں اور باوجود اسکے جو علوم سے اور عارف یقینی کہ پہلی
 کتابوں الہیہ درخبروں گذری ہوئی نبیہ میں پرالگہ اور تفریق تھے اس کتاب میں ایک جگہ جمع ہیں پس
 اتباع اس کتاب کا گویا اتباع تمام کتابوں الہیہ اور تمام انبیاء و سابقین کا ہے بمنزلہ اسکے کہ کتاب متاخر
 ہر فن کی شامل اور خلاصہ کتابوں پہلی اس میں غرض کے ہوتی ہے اور وہ ایک کتاب مطالعہ کو خواہے
 اپنے کو سب کتابوں پہلی سے پہلے پڑھا کر لی ہے اور جب یہ کتاب اصل لازم الاتباع محکم ہے پس
 ھٰذِی التَّحْفِیۃ یعنی ہدایت ہے واسطے متقیوں کے اس کتاب کے نام اس شخص کا ہے کہ اپنے
 تین نگاہ رکھے اس چیز سے کہ اسکو ضرر کرتی ہے آخرت میں خواہ وہ چیز اعتقاد بد ہو یا خلق
 بد ہو یا عمل بد ہو اور بچان مضر توں آخرت کی خواہ اعتقاد ہو خواہ اخلاق خواہ اعمال بدوں
 اس اصل حکم لازم الاتباع کے منظور نہیں بیچ اس جگہ کے جانا چاہئے کہ تقویٰ شرع میں
 مرتبہ مقرر کئے ہیں مرتبہ پہلا اپنے تین عذاب ہمیشگی سے بچانا ہے اور یہ اولے مراتب تقویٰ کا
 کہ سبب دوز رکھنے کے نفس اپنے کو انواع شرک سے حاصل ہوتا ہے اور ساتھ اس میں سے ہے
 یرِجِ اَیَّتِہِ وَالزَّہْرَ وَکَلِمَۃُ التَّقْوٰی مرتبہ دوسرا اپنے تین گناہوں سے دور رکھنا ہے اور ساتھ اس
 نسخہ کے ہر ذلوان اہل القرۃ استقامت اور اصل اہل شرع میں انسی مرتبہ کا تقویٰ نام کہتے ہیں

تفسیر
 ہوا درجے مد
 چاہتا ہے
 محض المد
 کہ حکم جاری
 کرنے کا بہانہ
 توجہ جائز ہے
 غیر دین سے الہی
 مد انبیاء اور اولیا
 نے جی جانی ہے
 کیونکہ حقیقت میں
 یہ خارجی سے
 مد چاہتا ہے
 رعنا شلا دوا
 علاج میں پیچھن
 کہ شفا خدا کے
 تائید ہے فقط
 اس کا ہر کام
 چاہتا ہے درست
 ہے مصیبت بوقت
 اس کا درد

مرتبہ تیسرا یہ کہ شہنوں سے بھی آپکو نگاہ رکھے اور بعضہ مباحت بھی کہ گناہ کی طرف لپکاویں
 پرہیز کرے اور باطن اپنے کو غیر حق کی طرف میل کرنے سے بچا دے اور بالکلہ ساتھ تمام
 احضا اور جراح کے متوجہ طرف جناب خالق کے ہو اور اس مرتبہ کو تقویٰ حقیقی اور مرتبہ
 ولایت کا کہتے ہیں اور طرف اسی مرتبہ کے اشارہ ہے بیچ آیت و اتقوا الله حق تقاتہ
 اب تھوڑی علامتیں اور شرطیں متقیوں کی کہ بیچ حدیثوں صحیحہ اور آثار صحابہ اور
 تابعین رضی اللہ عنہم کے وارد ہوئی ہیں ذکر کرتے ہیں تاکہ فی الجملہ معنی متقی اور تقویٰ
 کے ذہن میں جگہ پر پکڑیں اس ابی حاتم معاذ بن جبلؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آدمیوں کو
 قیامت کے دن ایک بڑے میدان میں قید کر دینگے پھر ایک منادی ندا کرے گا کہ متقین کہاں ہیں
 اس آواز کے سننے سے متقی اٹھیں گے اور بیچ سایہ پروردگار کے متصل مقام تجلی الہی کے
 ہو گئے اس طرح پر کہ شان اُس تجلی کی ایک لمحا اُن سے محبوب اور پوشیدہ نہو گی آدمیوں نے
 پوچھا کہ متقی کون سے فرتے ہیں معاذ بن جبلؓ نے کہا کہ وہ ہیں کہ اُنھوں نے انواع شرک اور بت
 پرستی سے آپکو بچایا اور عبادتوں اپنی کو خالص واسطے خدا کے کیا اور امام احمد اور ترمذی اور ابو
 محمد ثون معتبر نے عطیہ سعدی سے کہ صحابی ہیں روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 تھے بندہ ساتھ اس درجہ کے نہیں پہنچتا ہے کہ متقیوں سے شمار کیا جاوے یہاں تک کہ چھوڑے
 اور ترک کرے اُن چیزوں کو کہ کوئی خطرہ شرعی بھی اُن میں نہیں بسبب خوف اسی کے کہ اُن
 چیزوں کے کرنے سے کوئی حرام سرزد نہو جاوے اور اک دن ابو ہریرہؓ سے ایک شخص نے
 معنی تقویٰ کے پوچھے ابو ہریرہؓ نے کہا کہ کبھی ایسے راستہ میں چلا ہے تو کہ کانٹوں سے پر ہوا شخص
 نے کہا ہاں آنحضرت نے فرمایا کہ ایسے راستہ میں تو کس طرح کہ تا تھا کہا جس جگہ کہ میں کانٹا دکھتا تھا
 اس ایک طرف کو ہوتا تھا اور راہ دوسرے لیتا تھا ابو ہریرہؓ نے کہا یہی ہے حقیقت تقویٰ اگر قدرت
 دہن میں بھی ایسی ہی چال تواضیا کرے البتہ متقی ہو جاوے اس حکایت کو ابن ابی الدنیل نے کتاب
 التقویٰ میں روایت کیا ہے اور بھی اس کتاب میں حضرت حسن بصریؒ نے لائے ہیں کہ انہی المتقین
 بالمتقین حتی ترکوا کثیرا من الجلال مخافة الملام یعنی ہمیشہ تقویٰ باقی رہیگا ساتھ متقیوں کا یہاں تک کہ چھوڑے
 بہت صلاحوں کو بسبب خوف حرام کے اور بھی عبد اللہ بن مبارک سے لائی ہیں اگر کوئی شخص سو

تفسیر فیلی
 نہایت ہی مفید ہے
 ابو ظفر غفرلہ
 ہم ایک اور
 میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم
 نورس کے ساتھ
 جہنم و جہنم سے
 مقابلہ ہوا انوقت
 میں نے کہا کہ کیا نہ
 زنا یا ایک ایک
 ایک ایک ایک ایک
 شیعین کا یہ حال
 تھا کہ زمین بدگس
 بنا دے اور زمین
 انکو اس کے پیچھے
 سے مارنے لگے
 تھا ایسا ہی جب
 والی دوزخ دوزخ
 کے لشکر

گناہوں سے بچے اور ایک گناہ سے پرہیز کرے متقیوں سے شمار نہوا اور عون بن عبداللہ سے لائے ہیں کہ
 تمام تقویٰ یہ ہو کہ بندہ ہمیشہ ڈھونڈنے والا تقویٰ کی شرطوں کا رہے اور پروا نہت اپنی کے کفایت
 نہ کرے جیسا کہ نگاہ رکھنے والا صحت کا اور ڈر نہیو الا بیمار سی سے ہمیشہ ڈھونڈنے والا معرفت سبب مقبول
 کا رہتا ہو اور پروا نہت اپنی کے کفایت نہیں کرنا ہے اور بھی امام مالک رضی سے روایت کی ہو کہ وہ سب
 بن کیسان کہتے تھے کہ عبداللہ بن زبیر نے ایک شخص کو بطریق نصیحت کی یہ عبارت لکھی ہے اما بعد فان
 لاهل التقویٰ علامات يعرفون بها ویعرفونها من انفسهم صدر علی البلاء ورضی بالقضاء و الشکر
 للنعماء وذل حکم القرآن اور بھی ابن مبارک سے لائے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان
 کو فرمایا کہ اوپر تقویٰ آدمی کے تین نشانہوں سے دلیل پکڑی جاوے اول ساتھ کمال توکل اُسکیکے
 اوپر خدا کے ہر چیز میں کہ اُسکے آوے دوسرے ساتھ حسن رضا کے بیچ اُس چیز کے کہ اُسکو عنایت
 ہوئی تیسرے ساتھ حسن زہد کے بیچ اُس چیز کے کہ اُس سے فوت ہوئی اور بھی مسجد قبری سے
 لایا ہو کہ ایک شخص آگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آیا اور کہا یا معلم الخیر مجھ کو نشان دے کہ
 متقی کیونکر ہو سکے فرمایا کہ یہ امر بہت آسان ہے ساتھ تمام دل اپنے کے محبت خدا کی بجالا اور
 بقدر قوت استطاعت اپنی کے واسطے اسکے عمل کر اور اوپر ہم جنس اپنے کے ایسی رحمت فراہم کی
 اور جان اپنی کے رحمت کو لے تو اُس نے کہا کہ مجھ میں کون ہے فرمایا تمام بنی آدم اور جو چیز
 کہ تجھ کو خوش نہ آوے کہ میرے ساتھ کجاوے تو وہ چیز اور کے ساتھ نہ کر اگر یہ سب کام کرے تو حق
 تقویٰ کا بجالاوے اور ہم بن جناب سے لائے ہیں کہ کمال تقویٰ یہ ہے کہ زبان تیری ہمیشہ
 ذکر خدا سے تر ہو اور عون بن عبداللہ سے لائے ہیں کہ ابتدا تقویٰ کی حسن نیت ہے اور انتہی تقویٰ کی
 توفیق اور بندہ کے تین درمیان اس ابتدا اور انتہا کے بہت ہلاکت کی جگہ اور شبہ بہت دیر میں لے
 ہیں اور نفس ایک طرف سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور شیطان کہ دشمن مکار ہے ایک آن غفلت نہیں
 رکھتا ہے اور محمد بن یوسف فریابی سے لائے ہیں کہ میں نے ایک دن سفیان ثوری کو کہا کہ نام تمہارا
 آدمیوں میں ساتھ اس مرتبہ کے مشہور ہے کہ مقدمہ میں سفیان ثوری کہتے ہیں اور کو دیکھا میں نے
 کہ رات کو خواب میں گذرتے تھے فرمایا کہ خاموش ہو مدار اس امر کا اور تقویٰ کے ہے اور بھی روایت لائی
 ہیں کہ ایک شخص حکیموں اُس زمانہ کے سے پاس عبدالملک بن مروان کے آیا عبدالملک نے اُس سے

تفسیر غفری
 کتابیں جو
 صحت اس
 سے بخاکیہ
 اور کتب
 الاسلام ابن کثیر
 بھی اس جہاد
 میں موجود ہے
 انھوں نے کہا
 یہ کتاب
 یہ کتاب
 الدین
 نبی و اہل
 نبین اسکے
 اس فتح
 کہ خدا
 نے فتح
 اہل
 انفس
 نہ ہو
 یہ

پوچھا کہ وصف متقی کیا ہے اس حکیم نے کہا کہ متقی وہ مرد ہے کہ خلقت کو چھوڑ کر اس نے خدا کو اختیار کیا اور دنیا کو چھوڑ کر آخرت اختیار کی اور طلب بیان اور خواہشوں سے ہاتھ دھویا ہوا دل کی آنکھ سے روح کے بلند مرتبوں کو دیکھ کر ان مرتبہ بن کی طرف متوجہ ہوا اور آدمی سوئے رہتے ہیں اور وہ ترقی کے غم میں بیدار رہنا پسند نہ کرے اس کی قرآن اور دوا اس کی حکمت اور نصیحت کی بانٹ دینا کو اسکے بدلے میں پسند نہیں کرتا اور کوئی لذت ہوا اسکے نہیں جانتا حاضرین مجلس بہنے لگے اکثر بڑے بڑے تابعین تھے ان کلموں کو نہایت پسند کیا اور بھی متادہ سے لائے گئے ہیں کہ جوت حتی تعالے نے بہشت کو پیدا فرمایا ارشاد کیا کہ کچھ کہ بہشت نے کہا طوطی المتقین اور مالک بن دینار لائے ہیں کہ تمام قیامت شادی کھڑی متقیوں کی ہو اور بھی محمد بن یزید جرجی سے لائے کہ ایک دن ابو درداؤ کو کہا میری بی بی کہ کوئی شخص انصار میں سے ایسا نہیں کہ شعر کہے کیا سبب ہے کہ تم شعر نہیں کہتے ابو درداؤ نے کہا کہ میں بھی شعر کہتا ہوں لیکن قابل اسکے نہیں کہ شاعروں کی مجلس میں وہ شعر پڑھا جاوے میں نے کہا کہ مجھ کو کچھ یاد ہو دو بیت بن پڑھیں (شعر) میں دلائل ان یعطی صناہ و یا بانی اللہ الاما ادا دا بقول اللہ فاکتفی و ذخری وقولہ فضل ما استغفادہ اور ابن الحاکم تمام معاذ بن جبل سے لائے ہیں کہ ملاکر و یا بہشت کا اوپر چار فرقوں کے ہے اول متقین بعد اسکے شکر گزار بعد اسکے دُرنے والے بعد اسکے اصحاب الیمین اور ابن ابی شیبہ اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں میمون بن مہران سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی شخص متقیوں کے درجہ کو نہیں پہنچتا ہو بہا تک کہ ساتھ نفس اپنے کے ہر روز محاسبہ سخت کرتا رہے جیسا کہ کوئی اپنے شریک کے ساتھ محاسبہ کرتا رہے تاکہ جانے کہ کھانا میرا کہاں ہے ہوا اور پتیا میرا کہاں ہے ہوا اور پیٹا میرا کہاں ہے ہوا حال ہے یا حرام ہے اور اس جگہ میں ایک شکل ہے کہ منسین اسکو ذکر کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ہدایت نہ سب گمراہوں کے ہو پس ظاہر ایسا تھا کہ ہدی للضالین فرماتے متقیوں کے واسطے کہ علامتین اسلام کی اور ضررین ایمان کی خوب طرح سے جانکر برسوں اور عمر و ن اس راہ میں چلے ہیں اور تہذیب اور فرائض کے کوٹھے کیلئے ہے ہدایت کے کیا معنی کہ تحصیل حاصل کی ہے اور وہ ہاتھ عطلہ کے بے باطل جناب اس اشکال کا ہے کہ معنی ہدی للمتقین کے یہ نہیں کہ یہ کتاب پیچھے متقی ہو جانے کے اگر ہدایت کرتی ہے بلکہ معنی اسکے یہ ہیں کہ کوئی متقی غیر ہدایت قرآن کے متقی نہیں ہوا اور بزرگائی اس کے آج کے اس نے راہ نیا جیسا کہ کہتے ہیں یہ راہ وہ پلانے والی اس جوان کی جو حال آنکہ جوانی کے وقت میں

لے یعنی خوشنودی
بے واسطہ متقیوں
کے ۱۲ کے فیہا
ہے آدمی کہ دی جانوں
اور متقی ہری اور
پہن کر لیتے اس
جس چیز کو جیسا کہ
کہتا ہے آدمی فائدہ
ہو اور دوزخ راہ
اور تقویٰ بہتر ہے
سب چیزوں سے کہ
حاصل ہوتی ہیں ۱۲
تھا اور اس کا ذکر آ

دودہ پلاؤد کار بہنہن بلکہ دودہ پلاؤد لکھن کی حالت میں ہوتا ہے نہ جوانی کی حالت میں لیکن ہر گاہ کہ جوانی بسبب دودہ پلائے اُسکیکے چل ہوئی کہہ سکتے ہیں کہ شیر دینے والی جوان کی ہے اور صاحب شاف نے اور طور کے ساتھ تقریر اس معنی کی کی ہے اور کہا ہوا کہ ہدی الممتقین اس فی سئلہ ہوا کہ من قتل قتیلًا فلا سلبہ ساتھ اس معنی کہ یہ کتاب ہدایت ہے واسطے اُن لکھنوں کے کہ آخر کو ساتھ وجہ تقویٰ کے پناہ چھینکے اور بیضاوی نے کہا ہے کہ ہر چند ہدایت قرآن کی عام ہر مسلمان اور کافر کو چنانچہ دوسری جگہ میں فرمایا ہے کہ ہدیٰ للناس لیکن انتفاع ساتھ ہدایت قرآن کے خاص نصیب متقیوں کے ہوا اور بس آہرام رازی نے فرمایا ہے کہ مراد متقیوں سے وہ آدمی ہیں کہ ارادہ شناخت خدا کا ہے تعصب اور عن پروری کے اُنکے دل میں حکم ہو گیا اور عقل اور فہم اُنکا زنگ تعلیم باپ دادا سے اور بزرگوں اپنے کیسے صاف ہوا پس یہی جماعت ہے کہ ساتھ ہدایت قرآن کے راہ یاب ہوئی نہ وہ آدمی کہ عقل اُنکی آفت ناک آیتہ دل اُنکے کا زنگ آلود ہو اور اس معنی کو شبہ دی ہے ساتھ غزلے صالح کے کہ موجب حفظ صحت کی ہوتی ہے لیکن بشرط حصول اصل صحت کے والا خدائے صالح اگر ایسے بدن میں جاوے کہ بھرا ہوا ہے اخلاط فاسدہ سے ہرگز مفید نہ ہو بلکہ باعث بیماری مرض کا ہوا اور قرآن مجید میں بھی طرف اس تحقیق کے اشارہ ہوا اس آیت میں و نذیل من القرآن ما ہو شفاء و رحمۃ للذین امنوا و لا یذیل المظالمین الاخصال یعنی ہم اُناترتے ہیں قرآن میں اس چیز کو کہ جس سے بیمار یا نا اچھی ہوتی ہیں اور رحمت ایمان والوں کو اور نہنیں بڑھتا ہے گنہگاروں کو مگر نقصان اور بیچ اس آیت کے یصل بہ کشیں او بھدا بہ کشیں و ما یصل بہ الا الفاسقین اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آدمی باعتبار انجام کام اپنے کے ساتھ گروہ میں اسواط کہ نص قرآنی میں آدمی یا شقی ہے یا سعید قال اللہ تعالیٰ فمنہم شقی و سعید اور اشقیاء کا اصلاح قرآن میں اصحاب الشمالی اور اصحاب المشاء نام رکھا ہے اور اُن کے دو گروہ ہیں اول مطروہین کہ جن کے حق میں فرمایا ہے ولقد ذرانا لجنہم کنسین امن امجن والاشر لہم قلوب لا یفقہون بها ولہم اذان لا یسمعون بها اولئک کالانعام بل هم اضل اولئک هم الغفلون

تفسیر حاشیہ
دین اسلام پر
نامہ کہ قرآن پر
عمل نصیب خدا اور
انجی اور اپنے حبیب
کی تابعداری کی توفیق
صلی اللہ علیہ وسلم
العتق علیہ وسلم
ت اُن لوگوں کی
راہ چن کر نہ نوازا
فانی بنیون اور
صدیقین اور شہیدان
اور بیکاروں کی راہ
پہچان چارہم
روگوں کی تحصیل
سورہ نساء کے ذیل
سورہ میں مذکور ہو
فانی لکھتا ہے
تاکہ جو کلام اللہ تعالیٰ
نے انہی راہ میں
جن پر نازل ہوا

مانا کہ کرجات پادین اور انکو اہل عدل اور اہل عقاب نام رکھتے ہیں والدین ظلموں میں ٹھوکرا
 سیصیضہ سنیات ما کسبنا یعنی جو گنہگار ہیں انہیں سے اُنپر پڑی گئی برائیاں جو کمالی میں
 بیان حال اُنکے کا ہے ومنہم ظالم النفسہ بھی عنوان الکیا ہے اور سابقین مقررین بھی دو فرقے ہیں کہ
 عبارت شرع میں فرقہ اول کو مجتبیٰ اور فرقہ دوم کو منیب کہتے ہیں چنانچہ سچ آیت اللہ مجتبیٰ الیہ
 من لیسنا علیہک اللہ عزوجل کہ طرف اس نام کے اشارہ فرمایا ہے یعنی اسچن لیتا ہے اپنی طرف جسکو چاہے اور
 راہ دیتا ہے اپنی طرف رجوع لاوے اور اہل سلوک کی اصطلاح میں ان دونوں فرقوں کو مجتبیٰ اور مجتبیٰ
 نام رکھتے ہیں اور نجد و مین اور سالکین جلتے ہیں پس مجتبیٰ وہ آدمی مین کہ اول مجاہدہ اور انابت
 اختیار کرتے ہیں اس کے بعد تہ معرفت کا اُنکو اوپر کھولا جاتا ہے اور مجتبیٰ وہ آدمی ہیں کہ اول اُنکو
 مقبول کر کے معرفت حاصل کروادی بعد اُسکے اُنکے تین شوق مجاہدہ اور انابت کا دل میں پڑا
 اور ان دونوں فرقوں کو اہل اللہ کہتے ہیں چنانچہ تینوں فرقے اصحاب الیمین کو اہل آخرت کہتے ہیں اور
 دونوں فرقوں اشتیاق کو اہل دنیا نام رکھتے ہیں جب کہ یہ تفصیل نہیں نشین ہوئی پس چاہئے جانا کہ قرآن
 مجید پہلے فرقے کے انتقیا کو ہدایت نہیں کرتا ہوا اس واسطے کہ قبول کرنا ہدایت کا اُن سے محال ہے بسبب اسکے
 کہ استعداد قبول کرنے اسکی نہیں رکھتے ہیں اور عنزلہ شیاطین کے مین اور ایسا ہی فرقہ دوم کو
 بھی ہدایت نہیں کرتا ہوا اس واسطے کہ استعداد اُنکی بعد موجود ہونیکے دور ہوئی اور صورت معنوی اُنکی مسخ
 ہو گئی جیسا کہ گندھکھانے کی اصلاح نہیں کر سکتے پس ہدایت قرآن شریف کی خاص ہوئی واسطے پانچ
 فرقوں اخیرہ کے کہ لفظ متقین کا اُنکو شامل ہے اور وہ کہ بعضے ناواقف گمان کرتے ہیں کہ ایک
 فرقہ سابقین مقررین سے کہ مجتبیٰ مین اور جذب الہی نے اُنکو شناسائی معرفت کی عنایت فرمائی
 کہ واسطے محتاج طرف ہدایت قرآن کے ہوں پس گمان اُنکا باطل ہے اس واسطے کہ مجتبیٰ بھی محتاج طرف
 ہدایت کتاب کے ہے بعد جذب اور وصول کے تاکہ سلوک فی اللہ کرے جیسا کہ قرآن مجید میں طرف ہس
 معنی کے اشارہ فرمایا ہے کہ کذلک لثبت بہ فوادک - و کلا نقص علیک من انباء الرسل
 ما لثبت بہ فوادک یعنی جو چیز کہ بیان کرتے ہیں اور تیرے خبروں رسولوں کی سے وہ شے کہ
 ٹھہرتے ہیں بسبب اسکے دل تیرے کو اللہ فرقہ درمیان محبوب اور محب کے وہ ہے کہ محب محتاج کتاب
 ہدایت کا ہوتا ہے پہلے وصول کر اور پہلے جذب ہے اور بعد اسکے بھی تاکہ سلوک الی اللہ فی اللہ کرے

تفسیر غزالی

رسول اللہ

صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم

والا سابقین

کے بعد آمین

ایسی آواز

سے فرماتے

اول صف

والے جو قریب

ہوتے سن لیتے

دور اور منجید

میں گنگناہٹ

سی آواز

ہو جاتی

رجہ رسول اللہ

صلی اللہ

علیہ وآلہ

وسلم

فرمایا

تفسیر فیلی

بر امامین
بکہ توغیحی
ایمن ہو جس کی
ایمن فرشتوں
کا ایمن سک
موتیہ اس کے
اس کے
الگو کہ خوش
بایں سک
دن اور ایک
روایت میں ہے
کہ جب امام
ایمن سک تو
تو غیحی ایمن
کو خود ہدایت
دے گا اور ایک
روایت میں ہے
کہ جبر

اور محبوب بعد جذب کے محتاج ہدایت کا ہوتا ہے اور اوپر اس تفسیر کے متقی اس جگہ قریب معنی لغوی اپنے کے ہر
یعنی جو کوئی کہ اوپر مستعد و صحیح کے باقی رہا ہو اور بزرگ شرک اور شک اور ظلمت ہمیشگی محبت گناہوں
کی لئے آئینہ فطرت اُسکی کا برہم نکلیا ہو پس یہ تقویٰ مقدم اوپر ایمان کے پہ چنانچہ دوسرے مرتبہ تقویٰ کے
ایمان سے متاخر ہیں پس معلوم ہوا کہ تقویٰ پہنچ صرف شرع کے کئی معنی پر بولا جانا ہو کبھی ساتھ معنی
ایمان کے آتا ہو جیسا کہ بیچ آیت دالانہم کلمۃ التقوا یعنی اور لگا رکھا اُنکو تقویٰ کی بات پر اور کبھی
ساتھ معنی توبہ کرنا ہو جیسا کہ بیچ آیت ولان اهل اللہ امنوا و تقوا کبھی ساتھ معنی طاعت کے آتا
ہے جیسا کہ بیچ آیت ان اندر و انہ لا الہ الا فائقون ط اور کبھی ساتھ معنی ترک گناہ کے
جیسا کہ بیچ آیت واتوا للیوث من ابوابھا و اتقوا للہ اور کبھی ساتھ معنی اخلاص کے
جیسا کہ بیچ آیت فالتقوا من تقی القلوب اور بیچ فضائل تقویٰ کے وہ چیز کہ قرآن مجید میں
وارد ہے یہ ہر ان اللہ مع الذین اتقوا - وتزودوا فان خیر لزا الذین اتقوا - ان اگر مکر
عند اللہ اتقوا اور حدیثوں میں فضائل تقویٰ کے بیشمار ہیں اور لطائف اس مقام سے
یہ ہو کہ جسوقت اس آیت کو ملاحظہ کریں کہ ہدای المقتدین اور ہمراہ اس آیت کے
دوسری آیت بھی نظر میں لایں کہ شہر مضان الذی انزل فیہ القرآن لئلا یسیر فیہ الناس صریح معلوم ہو
کہ ناس منحصر متقیین ہیں یعنی آدمی ہی ہیں اور باقی آدمی کا الانعام یعنی مثل چار پاؤں کے
باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ تمام قرآن کی تریف ساتھ ہدایت
کے کیونکر درست ہو حال اُنکے قرآن میں جملات اور متشابہات بھی موجود ہیں کہ تعین ہر او کا
ان سے نہیں کر سکتے مگر ساتھ عقل کے اور جب عقل و خیل ہوئی پس ہدایت شان عقل کی ہوئی
نہ شان قرآن کی اور اسی واسطے تمام فرقہ اسلام کے خواہ اہل حق ہوں خواہ باطل قرآن کے
ساتھ حجت پڑھتے ہیں اور بھی بیچ روایت صحیحہ کے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے
وارد کہ جب حضرت ابن عباسؓ کو واسطے مناظرہ خارجیوں کے بھیجتے تھے فرماتے کہ علیک
بالسنۃ فان القرآن ذو وجہ یعنی لازم پکڑ سنت کو اس واسطے کہ قرآن صاحب بہت وجہ
کا ہے اور اگر قرآن ہی ہادی ہوتا تو حضرت علیؓ اس طرح کیوں فرماتے اور بھی بعض مسائل
اعتقاد یہ ایسے ہیں کہ ثبوت ہدایت قرآن کا ان کے اوپر موقوف ہے ساتھ دلیل عقلی

کے جیسے کہ مباحث ذات اور صفات اور نبوت کی پس معرفت ذات اور صفات اور معرفت نبوت
 میں ہدایت قرآن کی پائی گئی اور اگر انہیں بھی ہدایت قرآن کی کہی جاوے دور لازم آجائے
 پس لازم آیا کہ قرآن مطلقاً بادی نہوجا جواب اس کا یہ ہے کہ ہدایت قرآن کے معنی
 یہ نہیں کہ حفظ قرآن کے ساتھ الزام مخالف کو دے سکیں بلکہ معنی اسکے یہ ہیں کہ اسکے
 سبب تامل کرنے والے کو حقائق نفس الامریہ منکشف ہو جاتے ہیں اور محملات اور مشابہات
 قرآن کے بعد رجوع کر کے طرف محکمات کے موجب زیادتی انکشاف کے ہوتے ہیں یا بسبب
 قطع ایمان لانے کے ساتھ مدلول اُن محملات اور مشابہات کی ترقی درجہ ایمان کی ہوتی ہے
 اور یہ بھی ایک قسم کی ہدایت ہے اور گمان مائل پر بھی کہ قرآنیت قرآن کی موقوف اور پرانے
 ہے ہدایت قرآن کی باطل نہیں ہوتی ہے بلکہ اُن میں ہدایت باعتبار اسکے ہے کہ جو مطلب
 عقل سے ثابت ہوتا ہے بسبب قرآن کے وہ محکم اور قوی ہو جاتا ہے اس واسطے کہ دلائل
 اسکے میں اس وقت دہم و خل نہ دے گا گو اصل مطلب کا ثبوت قرآن کے اوپر موقوف نہ ہو
 اور یہ بھی نوع عمدہ ہے ہدایت سے اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ لفظ ہی للمتقین کا دلالت
 اوپر اسکے نہیں کرتا ہے کہ ہر چیز اسکی واسطے ہر شقی کے ہدایت ہوتا کہ محذور لازم آوے بلکہ
 معنی اسکے یہ ہیں کہ تمام قرآن واسطے تمام افراد متقیوں کی ہدایت ہے علی حسب تفاوت و راجع
 فی الفہم والاستنباط اور علما کو ہدایت کے معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ تحقیق
 ہدایت کی محض مطلب کی طرف راہ دکھانا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہمراہ اسکے ہو چانا
 طرف مطلب کے ضرور ہے اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ ہدایت اور تعلیم اور ارشاد
 اور انذار اور مانند ان الفاظ کے کبھی بیچ معنی فاصل کے متعل ہوتے ہیں اگرچہ اثر
 اس کا مفعول میں ظاہر نہ ہو اور اسی قبیل سے ہے اما نفوذ فہدینا ہم فاستجبوا للہی
 علی الہدایۃ یعنی ایسر نمود پس ہدایت کر دی ہم نے اُنکو یعنی رستہ دکھلا دیا پس
 اختیار کیا انھوں نے مگر ابھی کو اوپر ہدایت کے اور کبھی ساتھ معنی تاثیر فاعل کے کہ
 منفعل میں پائی جاوے متعل ہوتے ہیں جیسا کہ کہیں ھدانا اللہ فاعل ہدی مثل حیث اما
 اور دونوں معنی تحقیقی ہیں بلکہ عند التفتیش ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مال و دونوں مفعول کا ایک

تفسیر جامعہ

ملاوت کرنا

زمین کے

شرعی آئین

سود و

اور ایک

درت میں

جس کے

شاید ہوں

نئے

کسی بات

پہلے

بہت

بہت

بہت

بہت

چیز ہے اس واسطے کہ اثر فاعل کی نسبت طرف متفاعل کے اعتبار کریں اور منفصل میں تاثر اس کی
 کا اعتبار کریں یعنی اول میں اور اگر اُسی تاثر کو منفعل میں اعتبار کریں یعنی دوسرے میں
 اور دونوں معنوں کے اعتبار سے صفت خدا کی بھی ہوتی ہے اور صفت قرآن کی بھی اور اور
 پیغمبروں اور مرشدوں کی بھی لیکن پیدا کرنا ہمت کا خاص ساتھ حضرت حق کے
 ہے مگر پیدا کرنا ہمت کا معنی حقیقی ہدایت کی نہیں حاصل یہ ہے کہ علامت ہدایت پانے کی
 ساتھ قرآن کے یہ ہے اور یہی علامت تقویٰ کی ہے کہ آدمی پہلے اعتقادوں اپنے کو
 صحیح کرے پھر اعمال جملہ اپنے کو مطابق امر اور نہی قرآن کی عمل میں لاوے پھر اخلاق
 خبیثہ کو کہ روح کے واسطے مرض مہلک ہیں ترک کرے اور درست کرنا اعتقادوں کا
 سولے اجتناب کے شبہوں و اہیہ اور دخل و ہم کے سے متصور نہین اور اسی واسطے متقین
 وہ آدمی ہیں کہ اَلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ یعنی وہ جماعت کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ عیب کے اور غیب
 نام اُس چیز کا ہے کہ اور اک حواس ظاہرہ اور باطنہ سے خارج ہو جیسا کہ ذات اور صفات
 پروردگار کی اور فرشتے اور روز آخرت اور وہ چیز کہ اُسدن میں ہوگی اور تقدیرات
 الہی اور کتابیں الہی باعتبار نسبت اُنکی کے طرف خدا کے اور ایسے ہی تمام پیغمبر علیہم السلام
 ساتھ اس حیثیت کے اور ایمان بالغیب کو اس جہت سے بیچ علامات متقیوں کے اعتبار
 فرمایا ہے کہ جو چیزیں محسوسات میں سے ہیں خواہ حواس ظاہری سے مدرک
 ہوں خواہ حواس باطنی سے آدمی کو اُن کی تصدیق کرنے میں اختیار نہین بلکہ
 خود بخود تصدیق اُن کی کرتا ہے پس یہ علامات اتقیا کی نہیں ہو سکتی۔ اور
 ہدایت قرآن کی اس باب میں اس طرح ہے کہ قرآن کے سبب سے اوپر حقائق اور
 تفصیل ان امور کے زیادہ اطلاع ہوتی ہے اور مسائل مقصودہ عقائد کے یہی امور ہیں
 جس وقت ان امور کے ساتھ تمام حقائق اور تفصیلات کی کہ کلام اُسدن میں وارد ہیں
 تصدیق کریں جزو اعظم تقویٰ کا کہ درست کرنا اعتقادوں کا ہے حاصل ہوا اور ہر چند
 جو ایمان کہ اس جگہ مذکور ہے ایمان عمومی ہے بمعنی تصدیق کے لیکن معمول مفسرین کا
 اس مقام میں بیان کہ حقیقت ایمان شرعی کا ہے اور اقوال رطب و یابس معتزلہ

تفسیر فیہ

سلا فرمایا

نماز اور دعا

بین امین کہنا

ایسی چیز کی

ہے جو ہم سے

پہلے ہوئے

کے سوا اور

کسی کو نہیں

دی گئی ہو

ابنہ دعا کہ

اور بارون

آمین کہتے

م دعا کو

تمام کیا

اس سے خدا

تعمیری دعا

بول کر

آمین کہتے

اور خوار حج اور زید یہ اور اگر امپ کے نقل کر کے دماغ سننے والے کا پریشان کرتے ہیں اور جس قدر کہ منفع ہے یہ ہے کہ ایمان عرف شرع میں عبارت تصدیق سے ہے یعنی مان لینا اور یقین کرنا اس چیز کا کہ یقیناً معلوم ہے کہ یہ چیز دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سے ہے اس واسطے کہ ایمان کو حاجب قرآن میں کار دل کا فرمایا ہے ایک جگہ آیا ہے قلبہ مطمئن بالایمان اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ یقیناً قلوبہم الایمان اور ایک جگہ ولما یدخل الایمان فی قلوبکم اور ظاہر ہے کہ کام دل کا یہی تصدیق ہے اور بس اور کبھی ایمان کو عمل صالح کے ساتھ ملایا ہے جیسا کہ بیچ آیت ان الذین امنوا و عملوا الصالحات کے اور معاصی کے ساتھ بھی ملایا ہے جیسا کہ بیچ آیت وان طاعتنا من المؤمنین فتسلموا اور بیچ آیت والذین امنوا و لم یجدوا کمالا پس معلوم ہوا کہ علمون نیک کو ایمان میں دخل نہیں اور نہ علمون بد کے سبب سے ایمان پر ہم ہوتا ہے یعنی ایمان جانا نہیں اور صرف اقرار کی بغیر تصدیق تک اسی سورۃ میں مذمت فرمائی ہے بیچ آیت ومن الناس من یقول امنّا بالہ و بالکیوم الآخر و ما ہم بمؤمنین پس معلوم ہوا کہ اقرار محض حکایت ایمان کی ہے اگر حکایت ساتھ محکی عند کے مطابق ہوئی مہا و الاسواء فریب اور جھوٹ کے کوئی شے نہیں اور محکی عند فقط تصدیق ہے اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ جیسا کہ ہر چیز کے واسطے تین قسم کا وجود ہے ایک وجود عینی اور دوسرا وجود فہنی اور تیسرا وجود لفظی ایسا ہی ایمان کا بھی تین قسم کا وجود ہے اور قاعدہ مقرر ہو کہ وجود عینی ہر چیز کا حاصل ہے اور باقی وجود جو ہیں فرع اور تابع اس وجود کے ہیں پس وجود عینی ایمان کا کیا ہو ایک نور ہے کہ دل میں حاصل ہوتا ہے بسبب رفع یونے حجاب کے کہ درمیان اس کے اور درمیان خدا کے ہے اور یہی نور ہے کہ بیچ آیت مثل نورہ مشکوٰۃ فیہا مصباح کہ تمثیل اس کی ساتھ وضاحت تمام کے مذکور فرمائی ہے یعنی مثل اس کے نور کی جیسے کہ ایک طاق اس میں ایک چراغ ہے اور بیچ آیت اللہ دلائل ان الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور کے سبب اس کا بیان کیا اور یہ نور ماخذ اور نوروں کے کہ محسوس ہیں قابل قوت او ضعف اور شدت اور نقصان کے ہے جیسا کہ بیچ آیت اذا نزلت علیہم آیاتہ زادہم ایماناً یعنی جو وقت ٹپھنسی جاوین او پر ان کے آئین اس کی بڑھتا ہے ایمان ان کا اور ایسے ہی بیچ اور آیت ان کے بھی طرف اس کو اشارہ فرمایا ہے

تفسیر حکیم

سورۃ بقرہ

جو جو سوسین

میسہ طہ

میں انہی میں

ان میں کی

پہلی سورۃ

پہلے سول

کے آیت

اور ان کے

میں جو

میں جو

کی اور

پہلے اس میں

سے چار

جس میں

تیسرے کی طرف

سورۃ

سورۃ

سورۃ

اور طریق زیادتی اسکی کا یہ ہے کہ جو وقت حجاب مرتفع ہوتا ہے وہ نور زیادتی قبول کرتا ہے
 اور ایمان قوت پکڑتا ہے یہاں تک کہ اوپر اوج کمال اپنے کے پہنچتا ہے اور وہ نور پھیل کر
 اور فراخ ہو کر تمام قوتوں اور اعضا کو گھیر لیتا ہے پس پہلے انشاء صدر حاصل
 ہوتا ہے اور اوپر حقائق اشیا کے مطلع ہوتا ہے اور خوب الغیوب اسکی مدد کہ ہر مہجی ہوا
 اور ہر چیز کو اپنی جگہ میں پہچانتا ہے اور صدق انبیا علیہم السلام کا جن چیزوں میں
 خبر دی ہے اجمالاً اور تفصیلاً و جدائی ہو جاتا ہے اور بقدر نور کے پھر یہ قدر انشاء
 صدر کے داعیہ دل کا طرف اس کے پہنچتا ہے کہ موافق ہر امر الہی کے کام کرتا ہے اور
 جو ممنوعات شرعی میں اُن سے پرہیز کرتا ہے اور اس حالت میں انوار اخلاق فاضلہ اور خصائل
 حمیدہ اور اعمال صالحہ متبرکہ کے نور معرفت کے ساتھ مل کر اور ایک جا ہو کر عجیب چراغ
 بیچ "اریکون گھر طبیعت ہیمیہ اور شہویہ کے روشن کرتے ہیں جیسا کہ طرف اسی معنی کے
 آیات فرقانی میں اشارہ ہوا ہے ایک جا فرمایا ہے نوہم یسی بین ایدلہم و بایما نھم
 یعنی روشنی انکی دوڑتی چلتی ہے آگے انکے اور واپس انکے اور ایک جگہ فرمایا ہے
 نو علی لیلہ اللہ لنوہ من شفاء اور وجود فہنی ایمان کا دوسرے رکھتا ہے اول
 ملاحظہ اجمالی کرنا اُن معارف اور امور غیبیہ کا کہ کلمہ لا الہ الا محمد رسول اللہ کا لفظ
 ہے اور ظہور اور انکشاف اُنکا ساتھ وجہ کلی کے ہو اور اس ملاحظہ کا تصدیق اجمالی
 نام رکھا ہے اور گردیدین اور باور کردن کے ساتھ بھی تعبیر کرتے ہیں دوسرے ملاحظہ
 تفصیلی ہر ہر شے کا امور غیبیہ سے علیحدہ علیحدہ کرنا اور جوار ثبات کہ آپس میں اُنکو درمیان
 میں ہے اسکو بھی لحاظ کرنا اور اس ملاحظہ کا تصدیق تفصیلی نام رکھتے ہیں اور وجود
 نفی ایمان کا بیچ اصطلاح شارع کے نام شہادتین کا ہے اور بس اور ظاہر ہے کہ وجود
 نفی ہر چیز کا بدون موجود ہونے اُس شے کے اصلاً فائدہ نہیں کرتا و الا پیاسے
 کو پانی کے نام لینے سے سیرابی ہوتی اور بھوکے کو نام لینا روٹی کا تسلی بخشا مگر یہ
 بات ہے کہ ہر گاہ کہ تعبیر اور بیان کرنا مافی الضمیر کا بغیر واسطہ کلام کے عالم بشریت
 میں ممکن نہیں ناچار تلفظ کو ساتھ کلمہ شہادت کے دخل بہت دیا ہے آدمی کے

فیہ ضعیف
 جائزہ رکھ
 اور قوتوں میں
 آیتوں اور پھر
 ہزاروں آیتوں
 کی اور پھر ہزار
 انہوں نے
 ان کے اور علم
 کی سورۃ کی
 پہلی آیتوں کے
 اُن کے سبب
 مالک بن
 مینہ ہونی
 ہے وہ
 مومنوں
 کے دل
 میں شک
 داتا
 غلب
 اور

مومن کہنے میں اور فرمایا ہے امت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوا ہا
 عصوا منی دماءہم واموالہم لا یحقہا وحسبکم علی اللہ یعنی امر کیا گیا ہوں میں اس کی
 کہ قاتل کروں میں آدمیوں سے بیان تک کہ کہیں لا الہ الا اللہ ط پس جس وقت
 کہہ لیا انھوں نے یہ کام نہ چاہئے انھوں نے مجھ سے خون اپنے اور مال اپنے لے کر ساتھ میں لے لیا
 اور حساب انکا اور پیرامد کے ہے اور اس تحقیق سے معلوم ہوئی کیفیت زیادتی اور
 نقصان ایمان کی اور قوت اور ضعف اسکا اور وہ بھی ظاہر ہوا حدیث صحیح میں آیا ہے
 لا ینفی الزانی حین ینفی وهو من من والحقاء من الایمان ولا یؤمن احدکم حتی یامن جاورہ باللقہ
 یعنی نہیں زنا کرے تا کہ زنا کرے نیا الا جس وقت کہ زنا کرتا ہے اور وہ مومن ہو اور حیا
 ایمان سے ہے اور نہیں ایمان لا تروا کوئی تمہارا جب تک امن میں نہیں ہمسایہ اسکا تکلیفوں
 اسکی سے کہ یہ سب محمول اوپر کمال ایمان کے ہیں بیچ وجود عینی اپنے کے اور جن
 آدمیوں نے انکار زیادتی اور نقصان ایمان کا کیا ہے مراد ان کی ہر تہ اول ہے
 وجود ذہنی ایمان کے سے پس کوئی نزاع اور برخلافی نہیں اور ایمان کی دو قسم ہیں
 اول ایمان تقلیدی دوسرے ایمان تحقیقی اور تحقیقی بھی دو قسم ہے سند لالی اور کشفی اور لہذا
 ان دونوں قسموں سے یا نہایت رکھے اور اس حد سے تجاوز نہ کرے یا نہایت نہ رکھے اور جو کہ
 نہایت رکھے اسکو علم الیقین کہتے ہیں اور جو کہ انجام نہ رکھے بھی دو قسم ہے یا مشاہدہ ہے
 کہ اس کا نام عین الیقین ہے اور یا مشہود ذاتی ہے کہ نام اسکا حق الیقین ہے اور
 یہ دو قسم اخیر یعنی عینی اور حقی داخل ایمان بالغیب میں نہیں اور قد ار صحابہ
 نے ایمان بالغیب کو اس جگہ اور پر اور معنی کے حمل کیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود
 سے ساتھ روایت امام احمد کے بیچ مسند اعلیٰ کے ساتھ روایت حاکم اور اور محمد بن معتبر
 کے ثابت ہے کہ عارث بن قیس نے ایک دن ان سے کہا کہ ہم بہت حسرت اور افسوس
 کرتے ہیں اوپر اس چیز کے کہ ہم سے فوت ہوئی اور تم کو حاصل ہوئی اسے یار و
 محمد کہ تم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے عبداللہ بن مسعود
 فرمایا کہ ہم بھی افسوس اور حسرت کرتے ہیں اوپر اس چیز کے کہ ہم سے فوت ہوئی اور تم کو حاصل

تفسیر

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

ہوئی کہ بے دیکھے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان لائے قسم ہے خدا پاک کی
 کہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیک اُس شخص کے کہ آپ کو دیکھا ہو اُفتاب سے
 بھی ظاہر زیادہ ہے ایمان کامل ایمان تمہارا ہے پھر سورۃ بقرہ کا پڑھنا شروع کیا اور
 مفلحون تک پڑھنے اور اس مضمون کو بڑا اور ابولعلی اور حاکم ساتھ روایت حضرت
 امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے لائے ہیں کہ اُنھوں نے فرمایا ہے کہ میں ایک دن
 ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھا تھا فرمایا کہ رو پڑو میرے بیان کرو تم کہ بہتر
 ایمان کی قسموں میں ایمان کونسے آدمیوں کا ہے آدمیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ
 ایمان فرشتوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُنکو ایمان سے کیا چیز منع
 کرنے والی ہے جانتے ہو کہ فرشتوں کا اللہ کے نزدیک کیا رتبہ ہے یعنی قرب جلال الٰہی
 کا اُنکو میسر ہے آدمیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان پیغمبروں کا فرمایا کہ ایمان
 پیغمبروں کا کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ نے اُنکو ساتھ رسالت اور نبوت اپنی کے ممتاز
 فرمایا ہے آدمیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان اُن آدمیوں کا کہ ہمراہ انبیاء کے حاضر
 ہوئے اور اوپر دین کے جان اپنی کو قربان کیا اور شہادت پائی فرمایا ایمان اُن کا کیا
 عجیب ہے کہ یہ لوگ انبیاء کی صحبت میں رہے اور ظہور اور وضع اُنکی دیکھ کر یقین کامل
 حاصل کیا آدمیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پس فرمادو تم کہ ایمان کونسے فرقے کا افضل ہے فرمایا
 ایمان اُس فرقہ کا کہ ابھی اپنے باپ دادوں کی پشت پلن میں اور مجھتے پہنچے پیدا
 ہوئے اور میرے اوپر ایمان لا دین گے اور مجھ کو اُنھوں نے نہیں دیکھا چند ورق لکھے
 ہوئے اُنکی نظر میں پڑے بسبب قوت ایمان کے موافق اُس لکھے ہوئے کے عمل کیا یہ
 گروہ ایمان میں افضل ہیں اور وہ سے آدھارسی قصہ کو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ
 عنہما سے اسی طریق سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں
 صبح کو اُٹھے اور فرمایا کہ پانی ہے تاکہ وضو کروں میں آدمیوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
 اس جگہ پانی نہیں فرمایا کسی کے پاس پانی پینے کا بھی ہے آدمیوں نے ایک آنخورہ
 آنحضرت کے پاس حاضر کیا آنحضرت نے اُنکیوں مبارک کو اُس آنخورہ میں رکھ کر بلال کو

اُن کو پانی
 اس کو دے
 کہ اس کو منوں
 کی اس کو
 کا منوں
 کی عزت
 میں یہ
 آیتیں
 پھر ان کو
 اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم
 دیکھ کر
 اُن کو پانی

فرمایا کہ شکر میں آواز دے تاکہ آدمی آدین اور وضو کرین آدمی آتے تھے اور درمیان
 اور انگلیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کرنے تھے اور پانی فوارہ کی مانند نکلے
 میں سے جوش مارتا تھا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کے درمیان سے پانی پینے
 میں مشغول تھے ہار بار اس پانی کو نوش فرماتے تھے جب تمام لشکر وضو سے فارغ ہوا
 آنحضرت اٹھے اور نماز صبح کی اور فرمائی بعد نماز صبح کے آدمیوں کی طرف منسوب ہوئے
 اور فرمایا کہ اے آدمیو مخلوقات کے درمیان میں کو نسا فرم ہے کہ ایمان اور کمالیہات
 سے ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرشتے آن حضرت نے فرمایا کہ فرشتے امر اور نہی آہی
 کو پہنچاتے ہیں آپ کو واسطے اوپر اس کے ایمان نہ لادین ایمان لانا اون سے کیا
 عجب ہے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان پیغمبروں کا فرمایا کہ اوپر پیغمبروں کے وحی آسمان
 سے نازل ہوتی ہے پیغمبر کو واسطے ایمان نہ لادین عرض کیا یا رسول اللہ ایمان یاروں
 ہمارے کا فرمایا کہ یاروں میرے کو کیا ہے کہ ایمان نہ لادین اور حال یہ کہ میں اون
 کے درمیان میں موجود ہوں اور ہر دم اور ہر لحظہ دیکھتے ہیں جو کچھ کہ دیکھتے ہیں ایمان
 اس گردہ کا تعجب ہے کہ بعد میرے آوین گے اور بن دیکھے میرے اوپر ایمان لایوں
 اور تصدیق میری کریں گے اور یہی لوگ ہیں بہائی میرے اور تم یا میرے ہو
 ابو داؤد و ترمذی و تہذیب و ابی حاتم و ابی نعیم و ابی یوسف و ابی داؤد و ابی حاتم و ابی نعیم
 نے آنحضرت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ میں اس شخص نے کہا کہ ان زبانوں کے ساتھ ان
 سے تھے کلام بھی کیا ہے کہا ان پھر کیا ساتھ ان ہاتھوں اپنے کے بیعت بھی تم نے ان حضرت
 سے کی ہے کہا ان اس شخص کو حالت وجد کی ہو گئی اور کہا کہ تم عجیب خوش حالت
 رکھتے ہو عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ میرے سے ایک بات کہتا ہوں میں نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ خوشحال وہ شخص ہے کہ محکوم دیکھا اور
 میرے اوپر ایمان لایا اور خوشحالی ہے اور ہر خوشحالی ہے واسطے
 اس شخص کے کہ بن دیکھے میرے اوپر ایمان لایا اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فرماتے تھے کہ ایک جماعت بہت

تفسیر
 رب بندہ
 ہوتی ہے
 قرآن کی
 بندہ
 سورہ بقرہ
 ہے اور
 اس میں
 ایک آیت
 ہے جو ہر
 انسان کی
 سردار ہے
 وہ آیت الکرسی
 ہے اور
 نہایت
 اچھے

میری سے بعد میرے چیدامیوگی کہ محبت میری میں اس قدر فنیہ ہونگے کہ اگر دیدار میرا حاصل کریں تو اہل اور عیال اور مال اور اسباب اپنے سے خرید لین حاصل کلام ایمان بالغیب جس قسم کا ہو مستلزم اعمال قلبیہ اور بدنیہ اور خرچ کرنے مال اور جاہ کا ہو اور روگردانی لذتوں جسمانی اور خواہشوں طبیعت کی سے اوکو لازم ہے اور اس سوا سے ہر گاہ یونسون بالغیب سے اعمال قلبیہ تقیون کا اور دستی اعتقادوں اوکئی کا نشان دیا اب اعمال بدنیہ اوکے سے نشان دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ **وَيَقِيُونَ الصَّلَاةَ** یعنی قائم رکھتے ہیں نماز کو اس جگہ سمجھنا چاہیے کہ نماز گزاری ایک شے ہے اور قائم رکھنا نماز کا شے دوسری ہے اور قرآن مجید میں جا بجا بیچ مقام مدح اور تاکید کے ادا کرنے نماز کو ذکر نہیں فرمایا بلکہ قائم کرنا نماز کا بیان کیا اور اقامت نعت میں ماخوذ قیام سے ہے یعنی سید کا کٹر کرنا اور قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز کو سید کا کٹر کرتے ہیں ہر ہر جزو اس کا اپنی اپنی جگہ کہ مناسب ہے طبیعی اوکئی کے ہی بیٹھ جاتا ہو پس قائم کرنے نماز کے معنی یہ ہیں کہ نماز کو ہر گز اور خلل سے محافظت کریں خواہ وہ خلل اور کجی دل کو کام میں ہو یا زبان کے کام میں ہو یا جوارح اور اعضا کے کام میں ہو اور خواہ یہ محافظت فرائض میں ہو یا شرطوں میں یا سننوں میں یا مستحبات میں اور اسی واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر اقامۃ الصلوۃ اتمام الركوع والسجود والتلاوة والخصوع والاقبال علیہا فیہا یعنی قائم کرنا نماز کا پورا کرنا رکوع اور سجدہ کا اور تلاوت کا اور خشوع اور توجہ اور اس کے اور قاعدہ رضی اللہ عنہ ہے اقامۃ الصلوۃ المحافظة علیہا وعلی مواقیئہا ووضوئہا و رکوعہا وسجودہا یعنی قائم کرنا نماز کا محافظت کرنی ہر اول کے اور وقتوں اس کے اور ہر ضرورت کے اور رکوع اور سجدہ کے اور سورۃ کرام کے نزدیک یہ بھی اقامت صلوۃ میں داخل ہے کہ وقت ادا کرنے ارکان اور ادب نماز کے سر ہر ایک کا معلوم کرے اور قصد کرے کہ اپنے تئیں ساتھ اس سر کے ملاوے اور دریافت کرنا اسرار نماز کا اس وجہ سے کہ تحقیق ان کا اسمیں ہیں مختلف ہے باعتبار اختلاف مراتب اور استعداد نمازیوں کی پس جو کہ مناسب حال بتدی کے ہے لکھا جاتا ہے کہتے ہیں کہ طہارت نجاست حکمی سے کہ حدیث اکبر و اصغر ہے

نہیں غیبی
گود پناہ زمان
ذبت
بس
سین
نور
جانی
سین
نہیں
ان سود
رضی اللہ
غالی
سلا فرمایا

اور بخیر است حقیقی سے کہ بول اور بر از اور خون اور پیپ وغیرہ ہے اس واسطے مقرر ہوئی کہ
 تاکہ دلالت کرے اور پر حاصل کر سنے طہارت کے علاقون دنیا و می سے کہ تمام
 حوادث اور نو پیدا یں اور کسی قسم کے خبث سے خالی نہیں ہیں تاکہ وقت خدا کی طرف
 متوجہ ہونے کے ایک مناسبت ساتھ اس جناب پاک کے حاصل ہووے اور لیاقت حضور
 اس جناب کی اور بجا لانے اس خدمت کی جسکے واسطے اسکو اعتراف ہم پہونچے جیسا کہ
 بادشاہوں کے دربار میں بغیر اسکے کہ پہلے حمام اور غسل اور استعمال خوشبو اور صفائی کی ضرورت
 اور بدن کی ندرت لین نہیں جاسکتے اور اون کی خدمت میں قائم نہیں ہو سکتے اور متوجہ
 ہونا ظاہر بدن کا طرف قبلہ کے کہ زمین پاک اس جگہ کی اصل حمیت آدمی کی ہے
 اس واسطے کہ تمام زمین اسی جگہ سے پھیلائی گئی ہے دلالت کرتا ہے اور پاسکے کہ باطن اپنے
 کو بھی متوجہ طرف جناب حق کے کہ منشاء روحانیت آدمی کامی ہے کہ ناچاہئے اور بیکثر کلمہ
 رفیع یدین کے ساتھ اشارہ اسکے اوپر کرتی ہے کہ مینے دونو جہان سے ہاتھ اٹھایا اور
 اللہ تعالیٰ کی جناب کو سب چیزوں سے مین نے بڑا جانا اور واسطے تائید اعتقاد کے دعا
 استغاث یعنی سبحانک اللہم الخ زبان سے کہنا ہے اور کثرا ہونا دلالت کرتا ہے اور مستحقات
 کے اس راہ میں اور پڑھنا الحمد کا کہ شمار زبانی اس میں ہے اور زبان ترجمان دل کا ہر
 دلالت کرتا ہے اور پاسکے کہ دل میرا بالکل طرف اوسکے مائل ہوا اور اس سورہ میں
 الفاظ خطاب کے جیسا کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین اور ایسے ہی تخصیص ساتھ عبادت
 اور استعانت کے دلالت کرتے ہیں اور اس کے کہ بسبب کمال توہبہ اور انکساف کے
 رتبہ مشاہدہ اور مخاطبہ کا مین نے پایا اور عبادت اور استعانت میں کہ یہ دونوں ایسے
 شغل ہیں کہ لائق بنی آدم کے یہ ہے کہ کسی دم ان سے خالی نہ رہے غیروں سے اعراض
 کلی مینے کیا اور سوال ہدایت کا اور ہر گناہ راستی اہل غضب اور گمراہی کے سے دلالت اور
 اس کے کرتا ہے کہ جب اور بغض اور میل اور نفرت میری اوس جناب کے تابع ہوئی
 ہر کسکے دلالت کرتا ہے کہ بسبب مشاہدہ عظمت اسکی کے بشت میری خم ہوئی اور پھر
 قومہ دلالت کرتا ہے اور پاسکے کہ بیچ اس انکساف کے استعانت میں نے قبول کی ہر سجدہ کہ

ترجمہ تفسیر
 جیسے
 میں سورہ
 تفسیر بھی
 حاجی ہے
 شیخان
 دیان سے
 گور سنا
 ہوا جگہ
 ہے اور
 نہ پایا
 جو شخص
 سورہ
 بقرہ
 سجدہ

اس میں کمال تذل ہے بعد انکسار کے دلالت کرتا ہے اور کمال تقرب کے اس واسطے کہ جو
 تقرب کہ بشر کی قدرت میں ہے اسی قدر ہے کہ جو ہے اس میں معظم جو اس کو اس قدر نسبت
 کرے کہ ساتھ اہل خاکی اپنی کے چہنچے اور سجدہ و سرادالت کرتا ہے اور دوزکر کے تکرر کے
 بسبب حصول قرب کے اور خود اشارہ کرتا ہے طرف حاصل ہونے عزت اور بزرگی کے
 اس جناب کی طرف سے کہ مجرا قبول فرما کر پروانگی بیٹھنے کی دی اور سلام دلالت کرتا ہے
 اور پھر نے کے اس سفر باطنی سے اور یہ بھی کہا ہے کہ نماز اہل سب عبادتوں بدنی کی
 ہے اس واسطے کہ شامل ہے اور طہارت اور استقبال قبیلہ اور ذکر اور تسبیح اور تملیل
 اور شہادتین اور درود اور دعا کے کہ اصول زبان کی عبادتوں کے ہیں اور بھی
 شامل ہے اور معنی روزی گئے مراد بند کرنے نفس کے سے ہے خواہ ثواب اس کی سے
 بلکہ نماز میں روزہ کی نسبت سے زیادہ بندی ہے اس واسطے کہ کچھ کو بھی غیر درست کی طرف
 سے ہٹاتا ہے اور زبان کو بھی اس واسطے تلاوت اور ذکر اس کے کے اور چیزوں سے بچانا ہے
 پاؤں کو اور طرف حرکت کرنے سے اور ساتھ کو داد و ستد سے روکنا ہے علیٰ ہذا القیاس قوۃ
 خیالیہ اور فکر کو سیر کرنے سے بچ کر خردشات اپنے کے اور یہ معنی روزہ سے ہیں متحقق نہیں
 اور بھی شامل ہے اور معنی حج کے کہ بکیر تحریمہ اس کی بجائے احرام کے ہے اور
 استقبال قبلہ کا بجائے طواف کے اور قیام بجائے وقوف عرفات کے اور رکوع اور جود
 اور حرکتیں رکعتوں کی مثل سحر کے درمیان صفا اور مردہ کے اور بھی شامل ہے اور پر
 معنی زکوٰۃ کے اس واسطے کہ خرچ کرنا مال کا واسطے ستر عورت اور حاصل کرنے
 آلات طہارت کے اس میں واجب ہے اور بھی ایک وقت کو اوقات میں سے نفع اپنے
 سے خالی کرنا اور ساتھ حکم خدا کے معصوفہ رکھنا مانع جدا کرنے ایک حصہ کے مال میں
 سے ہے واسطے مصارف الہی کے اور بھی عبادت جمادات یعنی پتھر وغیرہ کی کہ جو
 چیزیں چلتی پھرتی نہیں بیٹھتا ہے اور عبادت جانوروں چرنے والوں کی رکوع ہے
 اور عبادت جانوروں نے والوں کی ذکر اور تلاوت اسماء الہیہ کی ہے ساتھ خوش
 آوازی کے فرد مرغان جن پر صبا ہے خواند ترا با صلا ہے اور عبادت حشرات

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

کی سجدہ ہے اور عبادت درختوں اور سبھون کی قیام ہے اور عبادت ہر فرقہ کی فرستادن
 میں سے انھی قبھون کی عبادت میں ہیں اور عبادت کروہیوں کی کہ اون کو ہمیں بھی کہتے
 ہیں استغراق اور شاہدہ ہے اور نماز میں یہ سب عبادتیں پائی جاتی ہیں اور اسی
 واسطے مرتبہ ابن عبادت کا سب عبادتوں کے مرتبہ سے بڑا ہے کہ جامع تمام عبادتوں
 بدنی اور نفسی کو ہے اور اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب آن حضرت کو
 پوچھا کہ ای الاعمال افضل یعنی کونسا عمل افضل ہے فرمایا کہ الصلوۃ لموقھا یعنی نماز
 اپنے وقت پر پڑھنی اور اسی واسطے ہے کہ بیچ بیان کرنے علامتوں تقویٰ کے اور
 اقامت صلوۃ کے کفایت کی گویا اشارہ فرماتے ہیں طرف اس کے کہ تمام اعمال اسکے موافق
 شرع کے ہیں اس واسطے کہ اس عبادت کا کمال الاصول اعمال بدنی کی ہے ساتھ اس غیبی
 کے ادا کرنے میں اور جو وقت بیان خوبی اعمال متقیوں کے سے فارغ ہوئے اب حسن
 اخلاق اون کے سے نشان دیتے ہیں کہ وہ قارکون کھنونیقین یعنی اوس چیر سے کہ
 روزی دی ہمنے اون کے تین حسیج کرتے ہیں تاکہ شہوت اور حرص اپنی کو پاک
 کریں اور حرج کرنا مالک شریعت میں سأت قسم سے عبادت ہے پہلے ادا کرنا زکوۃ مفروضہ
 کا کہ سونے چاندی سے بشرط پہنچنے حد نصاب کے اور گزر جانے برس کے
 چالیس تو ان حصہ اوس کا واجب ہے اور مواشی اور مالون تجارت اور محصول زمین
 عشری بھی جیسا کہ کتابون فقہ میں لکھا ہے واجب ہوتا ہے دوسرے صدقہ فطر کہ بعد
 دیکھنے چاند عید کے دسبرگیوں ہر آدمی کے اوپر واجب ہوتے ہیں تیسرے خیرات
 کہ عبادت ہے دینے سالکون کے سے اور ضیافت مہمانوں کی سے اور امانت فیعیون
 اور یتیمون اور یتیمون کی سے سوائے قدر زکوۃ کے جو تھے وقف مانند بنائے
 مسجدون اور مدرسوں اور پبل اور کوئین اور مہمان سرائے کے پانچویں مصرف حج کا کہ
 خواہ واسطے اپنے یا ذرا سٹے دوسرے کے سامان حج کا درست کر دے
 جیسا کہ سواری اور زاد راہ وغیرہ چھٹے مصرف جہاد کا کہ ایک درم حشر حج کرنا اس
 میں برابر سات سو درم کے ہوتا ہے جیسا کہ بیچ خلوص ہرے کے آویگا اشارہ البدر کیا

تفسیر خلیلی

ترجمہ تفسیر عزیزی

اور وہ ہیں

اوس کے

ببر کے

اور زمین

آیت بیخ

سورہ کی تفسیر

خفیہ کے

بیچے اسید

ضی اللہ

تھا لے عنہ

اس بات

چنانچہ مال ساقط ہے عبادت

ساتوین ادا کرنا فقون واجبہ کا اور وہ نفقہ بیوی اور جو بی اولاد کا ہے اور نفقہ
 اور محارم کا بھی بشرط طاقت اس شخص کے اور محتاج ہونے ان کے کے اور
 بیچ لفظ نما کے بسبب لانے میں تنبیہ کے اشارہ فرمایا ہے طرف اس کے کہ اسراف
 کے خرچ کرنے میں خواہ اپنے نفس کے اوپر کرے خواہ اہل کے منوع ہے اور خدا سراف
 کی یہ ہے کہ خرچ کرنا مال کا بیچ ایسی جہت کے کہ سبب فوت کرنے حق کا جہت دوسری
 میں ہو اور بیچ نسبت کرنے خدا کے تعالیٰ کے رزق کی طرف اپنے اشارہ ہے طرف
 اس کے کہ ہر چیز ملک اور مال ہمارا ہے پس بخل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ بیچ ہاتھ ان کے
 کے ہے اور عاریۃ او کو دیا ہے بخل جیسا ہے اس جگہ جانا چاہیے کہ اوپر مذہب اہل
 سنت و جماعت کے جیسا کہ حلال رزق ہے حرام بھی رزق ہے پس لانا لفظ من کا کہ دلا
 اوپر حیضیت کے کہ تمہارے بہت مناسب پڑتا ہے کہ وہ قسم رزق کی کہ حرام ہے
 لایق خرچ کرنا نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ لا یقبل صدقة من خلل
 یعنی نہیں قبول کیا جاتا ہے صدقہ جو کسی کی چیز سے اور فرقہ معتزلہ رزق کو عبارت
 ملک سے جانتے ہیں اور مال حرام کو اس جہت سے کہ بیچ ملک غاصب کے داخل نہیں
 رزق نہیں کہتے اور یہ صریح خطاب ہے اس واسطے کہ رزق عبارت انتفاع سے ہے اور انتفاع
 میں حلال اور حرام برابر ہے اور اگر رزق عبارت ملک سے ہو تو چاہیے کہ جانوروں کے واسطے
 ملکیت کی نہیں رکھتے رزق نہوا اور آیت قرآنی میں یعنی وما من دابة فی الارض الا علیہ
 دلیل صریح ہے کہ جانوروں کے واسطے بھی رزق مقدر خدا کی طرف سے ثابت ہے
 اور جس وقت متقیوں کی صفت میں ایمان بالنبی کا اعتبار فرمایا مظہر اس کا ہوا کہ
 لفظ متقی کا خاص ساتھ فوقہ عربوں اور ادرا میوں کے کہ مثل ان کے ہوں ہو دے
 اس واسطے کہ اکثر مسائل ذات اور صفات کے اور مباحث نبوت اور معاد کے انہیں کی نسبت
 سے غیب ہیں اور اہل کتاب جیسا کہ یہود اور نصاریٰ ان اشیاء کو بسبب کمال شہرت
 کے اور تو ان خبروں انبیاءوں اور کتابوں آئید کے مثل آنکھ کی دیکھی ہوئی شے کے
 جانتے تھے یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے ار کے بھی ان کے ان چیزوں کو بیان

فہم غلبی

کہ وہ بقرہ
 اور وہ
 سقہ اور
 گورڈان
 کا ان کے
 پاس ہی
 بندھا
 ہوا تھا
 ان کا بیٹا
 بیٹے بھی
 پاس
 ہی کو ہاتھ

کرتے تھے ناچار واسطے داخل کرنے اہل کتاب کے کہ شرف اسلام سے ہوتے ہیں
مستقیوں کے زمرہ میں ایک صفت دوسری کا اور ایمان بالغیب کے عطف کیا تاکہ اشارہ
ہو طرف اسکے کہ متقی دو قسم ہیں قسم پہلی وہ لوگ ہیں کہ ایمان بالغیب لاتے ہیں اور
بمقتضائے اوس ایمان کے اعمال اور اخلاق اپنے کو درست کرتے ہیں اور قسم دوسری
وہ لوگ ہیں کہ پہلے سے ان امور غیبیہ کو جانتے ہیں اور واسطے تاکید اور تقویت اون
معلومات ابہنی کی التجا طرف اس کتاب کے لاتے ہیں مثل عبداللہ بن سلام اور
امثال اون کی اور یہی لوگ مراد ہیں اس آیت میں وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ
یعنی متقیوں سے وہ لوگ بھی ہیں کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اوس چیز کے کہ اوتاری گئی
ہے طرف تیری کہ وحی منلو ہے یعنی کتاب اور وحی غیر منلو یعنی سنت کہ اون کو بسبب
اس ایمان کے زیادتی اطلاع کی اور تفصیل اور تحقیق امور غیبیہ کے حاصل ہوتی ہے اور
ساتھ ہدایت قرآن کو راہ پانے والے ہوتے ہیں وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یعنی اور بھی ایمان لاتے ہیں
ساتھ اُس چیز کے کہ اوتاری گئی ہے پہلے تیرے اور انبیاء پہلون کے کہ مراد اس سے
کتابین الہی ہیں کہ پیشتر اوتری جیسا کہ توریت اور انجیل اور زبور اور صحیفہ انبیاء و
پہلون کے اونیفین انبیاء سابقین کی اور نصیحین اور ارشاد اون کے پس اس جماعت
کو بسبب احاطہ کرنے اور گیر لینے تمام افراد وحی کے مرتبہ تھوے اور امتداد کا حاصل ہوا جیسا
جماعت پہلی کو امتداد حاصل ہوا تھا اوسنی ہدایت قرآن کے اس جماعت کی نسبت
سے یہ ہیں کہ تفصیل اور تحقیق امور اخرویہ اور امور غیبیہ کی اون کو قرآن سے حاصل ہوئی
اور اسی واسطے اور ابنا جنس اون کے ہر چند کہ دعویٰ ایمان کا آخرت کے اوپر کرتے
ہیں لیکن یقین تام نہیں رکھتے وَلَا تُزَكُّوا عَنْهُمْ قَوْلَكُمْ یعنی ساتھ آخرت کے وہ ہیں
کہ یقین پورا رکھتے ہیں اس واسطے کہ یقین پورا ساتھ کسی چیز کے سوائے جاننے تفصیل اُن
شے کے اور درہونے شبہون کے حاصل نہیں ہوتا ہے اور یہ بات سوائے اون
کے اور اہل کتاب کو حاصل نہیں بیچ اس جگہ کے جاننا چاہیے کہ جیسا کہ ایمان قرآن
کے ساتھ ہر مکلف پر فرض ہے ویسے ہی ایمان ساتھ کتابون پہلی کے بھی فرض ہے

تفسیر

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

اللہ واحد اور آیۃ الکرسی اور تین آیتیں آخر سورۃ البقرہ سے اور ایک آیۃ سورۃ آل عمران سے یعنی شہد اللہ انہ لا الہ الا هو اور سورۃ اعراف سے ان دیکو اللہ اور سورۃ مومنون سے فتعالیٰ للہ الملائکۃ اور سورۃ جن سے وانه تعالیٰ جلد بنا اور دس آیتیں اول صافات اور تین آیتیں آخر سورۃ حشر سے اور قل ھو اللہ احد اور مودتین اور داری نے ابن جوزی سے روایت کی ہے کہ جو کوئی چار آیتیں اول سورۃ البقرہ سے رات کو پڑھے اس گھر میں اس رات دخل شیطان کا نہ صبح تک اور بیچ بعضی روایتوں یہی کہ شعب الایمان میں اور سعید بن منصور کے بیچ مسند ابی کے اور داری کے سفیر بن شعیب رضی اللہ عنہ سے کہ عبد اللہ بن مسعود کے یاروں میں سے تھا وارد ہوا ہے کہ جو کوئی دس آیتیں سورۃ البقرہ سے وقت خواب کے پڑھے قرآن کو فراموش نہ میں کرے گا چار آیتیں اول سے اور آیۃ الکرسی اور دو آیتیں بعد اوس سے اور تین آیتیں آخر سورۃ البقرہ سے کہ شروع ادن کا اللہ مافی السموات ہے اور بطرالی اور یہی شعب الایمان میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت سے بیٹے سنا ہے کہ فرماتے تھے جو کوئی تم میں سے مرے اوسکو گھر میں نہ رکھے چوڑو بلکہ جلد ہی قبر میں پہنچا اور چاہے کہ قبر پھرے ہو کہ مردہ کے سر کے پاس شروع سورۃ البقرہ کا پڑھو اور پیر کی طرف آخر سورۃ البقرہ کا اور ابن الخمار سے تاریخ اپنی میں محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک بار ہنسے نہ ترتر کے کنارہ پر خیمہ کھڑا کیا آدمی اس جگہ آئے اور کہا کہ یہ جگہ خوف کی ہے جو قافلہ اس جگہ اوترتا ہے اسباب اس کا چور ٹوٹے جاتے ہیں ہمارے میرے اس خبر کے سننے سے شہر میں آگئے اور میں بسبب اس حدیث کے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنی تھی ادنی مکان میں بٹھریا اور حرکت نہ کی اور وہ حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی رات میں تین تین آیتیں پڑھے اوس کو اس رات میں کوئی درندہ اور چور یا لٹا نہ پہنچا دے گا لکن گھر کا چور نہوا اور جان اور اہل اور مال اس کا محفوظ رہے صبح تک جب رات ہوئی تو چوروں کے ڈر سے میں نسوایا میان تک کہ دیکھا میں نے ایک جماعت بڑی شمشیر پہنے میرے اوپر پیش بار سے زیادہ حمل کیا لیکن پاس میرے نہ آئے جب صبح ہوئی تو امان سے کوچ کیا راستہ میں ایک

بیان پڑھے تین
سورۃ حشر کا
حرکت مند

تفسیر

سجی
روایت
وہ ہے
چنانچہ
کہ

تا دم مرگ سعادۃ الہیہ کو کفر حقیقی ہوا والا صورت کفر کی ہے حقیقت میں کفر نہیں بلکہ
 کویمان اور غفلت میں اعتبار خاتمہ کا ہے پس جو لوگ کہ اسی مرض میں مرے
 انہوں نے کبھی زندگی اپنی میں توفیق متبول کرنے دین تیرے کی نہائی اور
 ساتھ اس مرتبہ کے کفر و نکاح حکم ہوا کہ تیرے ڈرانے سے ہرگز باز نہ ہے یہاں تک
 کہ سَوَاءٌ عَلَیْہِمْ ءَاثَانَا ذَلٰلٌۢمُ اٰمَرُوْا لَمْ یُتَنَّبِہُوْا اَلَمْ یَکُنْ لَّہُمْ اَعْیُنٌۢ مَّا کَانُوْا عَلَیْہِمْ
 تو ان کو اس واسطے کہ کفر و نکاح بسبب غفلت کے نہیں کہ اعجاز قرآن میں یا نبوت تیری میں
 آگیا ہو بلکہ بسبب بے اتفاقی اور کم توجہی اون کی کے ہے اس طرف میں یا بسبب کمال
 وحشی اور بغض کے ہے کہ دیکھے ہوئے کو بن دیکھا اور سنے ہوئے کو بن سنا جانتے ہیں
 پس برابر ہے حال ان کا خواہ ان کے متین دلیل ظاہر ہو یا نہ ہو لا یُؤْمِنُوْا یعنی ایمان نہ
 لاویں گے اور لفظ علیہم کا سَوَاءٌ عَلَیْہِمْ میں اس واسطے زیادہ کیا ہے کہ ڈرانا اور نہ ڈرانا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا اون کی نسبت برابر ہے لیکن آن حضرت کی نسبت سے برابر نہیں
 اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ ڈرانے اون کے کے سراسر اجر اور ثواب
 حاصل ہوتا تھا اور اس کے چھوڑ دینے میں اجر اور ثواب حاصل نہیں ہوتا تھا پس گویا
 ایسا ارشاد ہوا کہ سَوَاءٌ عَلَیْہِمْ لَا عَلَیْکَ اور اسی جہت سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بعد اس آیت کے بھی ڈرانے اون کے سے باز نہ ہے بلکہ بیچ مبالغہ اور کوشش کے زیادتی
 کرتے تھے تاکہ اجر اور ثواب زیادہ حاصل کریں اور سبب بقا کفر اون کے کا باوجود کمال ہدایت
 قرآن اور کوشش پیغمبر اور رہنمائی آپ کے یہ ہے کہ دلائل ہر چند کہ یقینی اور قطعی ہوں فائدہ
 اون کا نہیں ہوتا ہے مگر اس کسی کو کہ دروازہ دل اس کے کا کھلا ہو اور یہ گروہ ختم اللہ
 عَلٰی قُلُوْبِہِمْ یعنی ہر رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے اون کے دلوں پر پس اون سے ممکن نہیں
 کہ ساتھ کسی دلیل کے علم حاصل کریں اس واسطے کہ اون کے دلوں میں دلیل انہیں
 سکتی اور جب تک دلیل ادنیٰ کو دل میں نہ آدے اوس کو تا مل اُس دلیل میں اور
 نتیجہ حاصل کرنا مستور نہیں اور قلب لغت میں نام گوشت صنوبری کا جو کہ بائیں طرف
 سینہ کے ایک جگہ خالی میں رکھا ہوا ہے اور روح حیوانی اسی گوشت میں پیدا ہوتی ہے

تفسیر غزالی

چند جگہ

دیکھا جاتا

سورہ بقرہ

اللہ تعالیٰ

نہایت

دیکھ

وضع

سی

اور یہی روح ہے کہ مناس اور حرکت کی ہے اور اسی گوشت سے طرف باقی اعضا کے بواسطہ شرائین کے پہونچتی ہے اور بیچ اصطلاح اہل شرع کے نام لطیفہ انسانی کا ہے کہ انسانیت انسان کی ادسی کے ساتھ ہے اور فرمان برداری اور امر اور نہی شرع کی اور عمل کرنا بہ موجب تکلیفات الہیہ کے اسی سے ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے ان فی ذلک لذرئۃ لمن کان لہ قلب اور یہ لطیفہ عالم اس کے کہ وجود اس کا وہ پرستو قہمیر جیسا کہ فرمایا ہے انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون جیسا کہ گوشت صنوبری بلکہ تمام بدن عالم خلق سے ہر کہ وجود اس کا موقوف اور پراد کے ہر اور کہی اس لطیفہ سے قرآن مجید میں نفس کے ساتھ بھی تعبیر فرمائی ہے جیسا کہ بیچ آیہ ونفس وما سواھا فالصراطیخوہا وتقلھا اور کہی روح کے ساتھ تعبیر آئی ہے جیسا کہ بیچ آیت خل الروح من امرہی نفث فیہ من ریحی اور اس مقام میں لفظ قلب سے بھی لطیفہ مراد رکھا ہے اس واسطے کہ دلیل سے استدلال کرنا اور مدلول کو نکالنا کام اسی لطیفہ کا ہے اور یہی لطیفہ ہے کہ اس کو شعر آئی اور محل الہام ربانی مقرر کیا ہے اور حقیقت اس لطیفہ پر بھی راہ استدلال اور راہ الہام اور فوق اور کشف کا بالکل بند ہوا اور بیچ حق اون کے کے اسی قدر کفایت نہیں کہ اوپر دلون اون کے کے مہر رکھی ہے و علیٰ سکریم یعنی اور اوپر قوت سحر انکی کے بھی مہر رکھی ہے پس استدلال دوسرے کے بھی نہیں شستے تا کہ رفتہ رفتہ مضمون اس استدلال کا سور خون پوشیدہ کے راستہ سے اون کے دل میں پہونچتا اور اگر اون آدمیوں کو کہ استدلال کا راستہ چلے بن یا استدلال دوسرے کے سکر کمال حاصل کیا ہے دیکھتے ہیں ہرگز کمالات اون کے نہیں معلوم کرتے تا کہ آپ بھی کمالات کے حاصل کرنے میں مشغول ہوں اور راہ ہدایت کی چلین اس واسطے کہ و علیٰ البصائر یعنی اور اوپر بینائیوں اونکی کے پردہ ہے لٹکا ہوا کہ بالکل دیکھتے نہیں دیتا اس جگہ چند سوال ہیں کہ اہل عریضت اس مقام میں ساتھ جواب اون کے کے مشغول ہونچیں پہلا سوال یہ ہے کہ علی سمعہ معطوف او پر قلوبہم کے ہے پس یہ بھی داخل نیچے ختم کے ہے یا عطف جملہ کا او پر جملہ کے ہر یا ہمراہ

توقیف

آپ نے فرمایا

بیت

بہر سحر

ماوت

عرق

کی یا

سورہ لہر

بصر کے غشاوہ کے حکم میں داخل ہے پس کوئی وجہ کو اختیار کیا جاوے جواب اس سوال کا یہ ہے کہ القرآن بصر بعضہ بعضا یعنی قرآن تفسیر کرتا ہے بعض اوسکا بعض کو دوسری جگہ قرآن مجید میں مع کو ختم کے حکم میں داخل فرمایا ہے اور غشاوہ کے حکم میں داخل نہیں کیا بیچ آیہ و ختم علی سمعہ و قلبہ وجعل علی بصرہ غشاوہ سوال دوسرا کہ متوجع اس جواب پر ہے وہ یہ ہے کہ دل اور کان کو واسطے نیچے مہر کے داخل کیا اور بینائی آنکھ کی کو ساتھ لٹکانے پر وہ کے کو واسطے بند کیا اور حال یہ ہے کہ غرض اس طرح پر بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ مہر تینوں پر رکھی جاوے یا پردہ تینوں پر لٹکایا جاوے وجہ تخصیص کی کیا ہے جواب الکا یہ ہے کہ سبب دریافت کرنے دل کا مدار کات کو تین چیزیں ہیں حس سلیم اور خبر صادق اور عقل اور سبب سننے کا سموات کو موج مارنا ہوا تھا کہ کیفیت صوت کی اس میں ٹی ہوتی ہے پس مہر کرنا دل اور کان پر واسطے ہی کہ یہ چیزیں باہر سے اندر کی طرف نہ پہنچیں اور سبب دیکھنے آنکھ کا مریات کو موافق مذہب قوی کے نکلنا شعاع کا ہوا اور پونچنا اس شعاع کا طرف مرنی کے پس پردہ آنکھ کا شعاع کو باہر نکلنے سے منع کرتا ہے اور دہی متنازعت کا ہے اور قاعدہ باندہ ہوا عقلا کا ہے کہ واسطے محافظت آئے باہر کی چیزوں کے مہر رکھتے ہیں اور واسطے محافظت نکلنے اندر کی چیزوں کے پردہ ڈالتے ہیں موافق اسی قاعدہ معمولہ کے یہ دونو تعبیر میں مختلف آئین سوال نمبر ۱۲ ہے کہ سمع کو مفرد کو واسطے لائے اور ابصار کو جمع کس واسطے فرمایا اور حال یہ ہے کہ اگر نظر طرف معنی جنسی دونوں کے کہ میں اوس میں تعدد نہیں دونو جگہ مفرد کفایت کرتا ہے اور اگر نظر اوپر افراد ان دونوں کے کیا جاوے کہ مضاف جمع کے صیغہ کی طرف ہیں تو دونو جگہ جمع لانا چاہئے ہاں بیچ بدلنے اس طریق کے کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ عمل سننے کی قوت کا ایک پٹھا ہے کہ کان کے سوراخ میں بچھا ہوا ہے اور اصل قوت بینائی کا طبقہ مختلف اور رطوبتیں متعدد ہیں جیسا کہ علم تشریح میں مشرح ہے اور ہر طبقہ سے نکلنا شعاع کا اور ہر رطوبت میں صورتیں انقش ہوتی ہیں پس ہر طبقہ اور ہر رطوبت بیچ کار اس قوت کے دخل رکھتا ہے

توضیح

چینی پس

جی صفا

اس سے

سبب

جو کب

ب

اوسکو

رکھ کر

جڑ مان

سیٹ

پس اس قوت نے گویا مکانون مختلف میں جگہ پکڑی ہے نقد و محال کا نظر کہ جسے حج لانا مناسب ہوا بخلاف قوت سننے کے کہ آپ بھی ایک ہے اور عمل بھی اُس کا ایک ہو جو نقد و محال جیسے مفہوم ہوتا ہے کسی وجہ سے مناسب حال اس کے کے نہیں سوال چوتھا یہ کہ مہر کرنے کو دل اور کان پر بصورت جملہ فعلیہ کے ذکر نہ پایا ہے کہ ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم اور پوشیدگی آنکھ کا بیان بصورت جملہ اسمیہ کے لائے کہ فائدہ دوام اور ثبات کا دیتا ہے کہ علی بصائرہم غشاوہ وجہ فرق کی کیا ہی جواب یہ کہ مہر کرنی اوپر دل اور کان کے منع کرنے والی داخل ہونے باہر کی چیزوں سے ہے کہ دل اور کان میں نہیں آنے دیتی اور حقیقت میں تمامیت علت اور تاثیر اس کی کو منع کرتی ہے جیسا کہ پہر کو منع کرتی ہے جو چیز کہ تاثیر علت کو منع کرتی ہے وجود علت سے متاخر ہوتی ہے پس تعبیر کرنی ایسی شے کی ساتھ جملہ فعلیہ کے مناسب زیادہ ہوئی اس واسطے کہ جملہ فعلیہ حدوث کے اوپر دلالت کرتا ہے اور سبب تاخر کے اس میں بھی حدوث پایا گیا اور غشاوہ آنکھ کا شعاع کو آنکھ سے باہر نکلنے کو منع کرتا ہے کہ مہر دیکھنے کا ہے اور حقیقت میں منع کرنے والا علت کے پیدا ہونے کو ہے جیسا کہ نکل ہونا تھا کہ تیر دالنے کو منع کرتا ہے اور جو چیز کہ علت کے پیدا ہونے کو منع کرتی ہے موجب باقی رکھنے معلول کی اوپر عدم اصلی کے ہے اور عدم اصلی ایک امر ثابت ہے حادث نہیں تاکہ اُس کی ساتھ جملہ فعلیہ کے تعبیر کی جادے بلکہ تعبیر اوس کی جملہ اسمیہ کے ساتھ چاہیے کہ دلالت ثبوت اور دوام پر کرتا ہے سوال پانچواں کہ متفرع اس جواب پر ہے وہ ہے کہ یہ آیت و ختم علی سمعہ و قلبہ و جعل علی بصائرہم غشاوہ بصر کا بیان بھی جملہ فعلیہ کے ساتھ لائے ہیں مانند ختم علی سمعہ و قلبہ پس اگر یہ وجہ فرق کی درست ہوتی ہیں آیت میں ترک اعلیٰ کا لازم آدہی جواب اس کا یہ ہے کہ جَعَلَ اگرچہ فعل ہے لیکن ملحق افعال قلوب کے ساتھ ہے اور افعال قلوب کی یہ خاصیت ہے کہ جملہ اسمیہ کو دوام اور ثبات کے معنی پر باقی رکھتے ہیں اور متغیر نہیں کرتے اور مبتدا اور خبر کو دوام مفعول اپنے بنا لیتے ہیں چنانچہ عَلَّمَتْ رَبُّنَا فَاضْلًا میں تصریح کی ہے کہ اسناد علمت کی حادث ہے اور

تفسیر
دلیل
و تسمیہ
بہ لفظ
کوئی چیز
پہلے فون
کی طرح
پہلے
ہی

اسناد فضل کی زندگی طرف حادث نہیں پس بیچ علی بصرہ غشاوہ کے بیان غشاوہ لبر کا
 اوس کے ساتھ متعلق ہے افادہ معنی ثبوت اور دوام کا متحقق ہے اس واسطے کہ
 اسناد مفعول ثانی کی طرف مفعول اول کے اوسی و تیرہ پر باقی ہے اگرچہ متعلق جبل
 کے ساتھ ہو گیا ہے پس اس آیت میں بھی بیچ بیان غشاوہ البصار کے معنی جملہ ہمیں ہے
 اور بیچ بیان ختم سمع اور قلب کے جملہ فعلیہ کو اختیار کیا اور اسی فرق کا اعتبار رکھا کہ آل
 چٹاہہ کے سمع کو لبر کے اوپر کس واسطے مقدم فرمایا حال آنکہ نزدیک حکما کے حس بصر
 کے افضل حس سمع سے ہے کہ متعلق البصار کا نور ہے اور متعلق سمع کا ہوا اور لبر دوسرے
 دیکھتی ہے اور سمع دور سے نہیں سنتے اور عجائب کاری گیری الہی کی بھر کی پیدائش
 میں زیادہ ہے بہ نسبت اوس کے کہ سمع کی پیدائش میں ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کو سماعت کلام الہی کی بدون خواہش اور سوال کے عطا ہوئی اور جب بصر سے بکھنا
 چاہا نہ دیا اور آنکھ سے جمال چہرہ کا ہے بخلاف کان کے اور جو انکشاف کہ بصر کے سبب سے
 حاصل ہوتا ہے تمام انکشافات سے اقویٰ اور اتم ہے اور اس واسطے عرب کی مشلون
 میں وارد ہے کہ لیس واء العین بیان جواب اس کا یہ ہے کہ ہر حنیہ وجودہ افضلیت کی
 بصورت پائی جاتی ہیں لیکن اس مقام میں رعایت ان وجودہ کی کرنی مناسب نہیں
 اس جگہ رعایت ان وجودہ کی کہ حق کو پہچانتے ہیں باعث ترجیح کا ہون کرنی چاہئے
 اسی واسطے دل کو دو نشتے پر مقدم فرمایا اور قوت سمع کی کو ہدایت کے ساتھ نفع
 بکڑنے میں اور بیچ ارشاد پیغمبر اور ڈرانے اوسکے کے دخل کلی ہے کہ اس قدر بینائی
 کو نہیں اس مقام میں رعایت اس وجہ کی اولیٰ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شرط نبوت کی لکھا ہے
 اس واسطے کہ کوئی پیغمبر نہیں کہ بہرہوا ہو اور بعض پیغمبر اندھے ہوئے ہیں مثل حضرت
 یعقوب علیہ السلام اور حضرت شیبہ مگے اور بھی قوت سمع کے سبب سے معارف اور تہائم
 دوسروں کی عقول کو فہم کی طرف پہنچتے ہیں بخلاف بصر کے کہ محض محسوسات کو اوس کے
 ساتھ ظاہر کر سکتے ہیں اور بھی ادراک قوت سامعہ کا چھوٹے طرفوں سے ممکن ہے بخلاف
 ادراک قوت بینائی کے کہ محض جانب سامعہ کی سی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بیچ بیان

تفسیر

بجز

بجز

بجز

بجز

بجز

بجز

بجز

بجز

بجز

بجز

بجز

بجز

بجز

بجز

بجز

بجز

کرنے عدم انتفاع کافروں کے ساتھ ہدایت قرآن کے اور ڈرانے پیغمبروں کے مین
کان کے اوپر مہر رکھنی مقدم ہے پر وہ آنکھ کے سے چنانچہ تفسیر مین بھی اشارہ طرف اس
معنی کے گیا ہو اور اس جگہ مظنہ شبہہ کا ہے کہ کسی کے دل مین گزرے کہ جب
خدا ہی تعالیٰ نے دوام کفر کافروں کے ارادہ کیا اور اسے قبول کرنے کے بند کرنے
پس یہ لوگ کفر اختیار کرنے مین مجبور ہیں اور دن قیامت کے ایک عذر مقبول ہے
اطلاعی حقیقت کار کا ان کے ہاتھ مین ہے اس مظنہ کے دفع کرنے کے واسطے فرماتے ہیں کہ
وَلَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّهُ عَطِیُوْا یعنی اور ان کے تئیں ہے عذاب بڑا انہو واسطے کہ مہر رکھنی اوپر دلوں
اون کے کے اور آنکھ اور کان اون کے کو دیکھنے اور سننے اسباب نصیحت کے سے بلکہ کھنا
ابتداء اللہ کی طرف سے وقوع مین نہیں آیا تاکہ جائے عذر ہو بلکہ بسبب تفسیر نیچے
کے فکر کرنے مین اور بسبب دشمنی کرنے پیغمبروں اور نصیحت دینے والوں کے اور اصرار
کرنے تفسیر اور عناد پر یہ حالت پیدا ہوئی پس یہ حالت ادنیٰ بمنزلہ مرض مہلک کے ہے
کہ خود شخص اپنے تئیں بسبب کھانے نہر قاتل کے مارتا ہو کہ صریح محل ملامت اور عناد
کا ہے اور جب بیان حال ایک فریق کے اشتیاق و ن مین سے فارغ ہوئے اب بیان دینے
دوسرے کا اشتیاق و ن مین سے شروع فرماتے ہیں کہ وَ مِنَ النَّاسِ مَن یَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ
بِالنَّبِیِّ اِذَا دُعِیَ اِلَیْہِ اَوْ اَدْمِیَ مِیْن سے وہ آدمی ہیں کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ خدا
کے اور دن آخرت کے پس گویا دعویٰ دونوں علموں کا کرتے ہیں واسطے اپنے علم توحید
کا اور علم معاد کا اور یہی دو علم اصل دین کی ہیں پس حقیقت مین ایسا کہتے ہیں کہ ہم نہ شرک
ہیں کہ حق سے محبوب رہے ہوئے ہیں اور نہ اہل کتاب سے ہیں کہ محبوب ہیں اور معاویہ
ہیں حقیقت کفر کی احتجاج ہو یا حق سے کہ مشرکین کے تئیں ہوتا ہو یا دیں سے جیسا
کہ اہل کتاب کو اور جو کوئی محبوب حق سے ہے محبوب دین سے ہے اس واسطے کہ دین نہیں
مگر طریق پہنچنے کا حق کی طرف اور جو کوئی محبوب دین سے ہے کبھی حق سے محبوب نہیں
ہوتا ہو پس یہ گروہ واسطے اپنے دعوے کرتے ہیں کہ ہمے دونوں حجاب دفع ہو حال آن کہ
اس دعویٰ مین جھوٹے ہیں وَمَا لَہُمْ یُؤْمِنُوْنَ یعنی اور نہیں مین نہ ایمان لائیو لے حال یہ کہ

تفسیر غزالی

فرمایا: فرماتے

میں تھا

مستمر

مستمر

مستمر

مستمر

مستمر

مستمر

مستمر

مستمر

مستمر

مستمر

مستمر

مستمر

مستمر

مستمر

اونکی ذات سے مسلوب ہو کسی دقت وقتوں میں سے نصیب اون کے نہوگا اور اس گروہ کو شرع میں منافق کہتے ہیں اور نفاق کی کئی قسمیں ہیں علی اور کامل وہ کہ ایمان اپنا ظاہر کرے اور باطن میں صاف منکر ہو دوسرے وہ کہ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی متردد اور دوطرف ہو تیسرے یہ کہ بسبب کثرت گناہوں کی اور بھونچے اثر برائیوں کے اور زیادہ محبت دنیا کی اور جوہر ہونے اخلاق مذمومہ کے ایمان اونکا چھپ جاوے اور نہایت ضعیف ہو ساتھ اس مرتبہ کے کہ آخرت کی ضرر کو دنیا کی ضرر سے برا نہیں سمجھتا اور نفع آخرت کو دنیا کو نفع سے بہتر نہیں جانتا پس حقیقت میں یہ فرقہ بھی ایمان نہیں رکھتے اس واسطے کہ مقصود ایمان سے بلند ہمت ہونا پستی دنیا سے اور بسبب اختیار کرنے مرضیات الہی کی طرف درجائے معاد کے بھونچنا اور اس فرقہ میں اگرچہ تصدیق پائی جاتی ہے لیکن نہایت ضعیف ہے کہ بیچ طلوتی کے ہرگز تاثیر نہیں رکھتی اور قاعدہ مقررہ عقیدہ ہے کہ الشئ اذا اخلاعن مقصود لغاینے شے جسو خالی ہوئے مقصود اپنے سے لاطائل ہوئے پس تصدیق اونکی محض لغو ہوئی اور ہونا ہونا اس کا برابر ہوا اور وپراسی تین مرتبہ نفاق کی آیتوں اور حدیثوں مختلف کو منطبق کیا جائے کیا مثلاً ان المنافقین فی الدارک الاسفل من النار وان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعہم و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی مذہبین بین ذلک تک بیان حال مرتبہ اول اور دوسرے کا ہے اور آیت و منهم من عاهد اللہ ان ینزل علیہم الذل وھو الذل و ان ینزل علیہم الذل وھو الذل کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ ایۃ المنافق ثلاث وان صام وصلے وزعم انه مسلم اذا حدث کذب و اذا عاهد غدار و اذا ائتمن خان بھی اوپر اسیکے محمول ہے یعنی نشانیاں منافق کی تین ہیں اگرچہ روزہ اور نماز کرے اور گمان کرے کہ میں مسلمان ہوں ایک یہ ہے جسوقت بات کرے جھوٹ بولے اور جسوقت عہد کرے توڑ ڈالے اور جسوقت امانت اوس کے پاس رکھی جاوے خیانت کرے اور سب ظاہر دلیل نفاق اون کے کی کہ گواہی ہے ایمانی اون کی کی دیتی ہے یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ اگر دن جلا کا بالفرض ثابت ہو اور ہم سے اللہ تعالیٰ تفتیش حال ہمارے کی کرے دست آویز ہمارے ہی ایمان زبانی ہمارا ہے جیسا کہ دنیا میں مسلمانوں میں ہم اسی دست آویز کے ساتھ

مجموعہ

(۱) صرف مد

وفا و یاد اگر تشر

مکبر و اور تقویٰ

مرد و نہایت ضروری

باتوں میں ہے

رہی پس آل عمران

(۲) شہدوں

روا (۳) سے حفاظت فرمایا

در اگر مکبر و اور تقویٰ

مرد و تو کم و شہدوں

کچھ نقصان

ہم کیا "رہی پس

آل عمران (۱۱۸)

ہم کیا تشریف

الہا ایسے لوگوں

کے ساتھ ہے جو

تقویٰ کہیں اور

ان لوگوں کے

ساتھ ہے جنکی

سین کر تپاں

فیض عظیمی

نجات اور مدد
دینی اور دنیاوی
تقویٰ کا ہے خدا
اسکو سب بخون
سے نجات دیتا ہے
اور ایسی جگہ سے
دینی دیتا ہے
کجیا اور سگلمان
بھی نہیں ہوتا ،
(پیش اس طلاق سے)
(۵) عمل کی دوستی
فریاد اسے ایسا
داو تو تقویٰ کر داور
سچی بات کہو تاکہ
خدا تمہارے کام
سزا دے ،
دیکھ اس حزب دہ
(۶) گناہ بخشا
منا عیساکہ اسی

دلیل پکڑتی ہیں اور جان اور مال اپنی کو امان میں رکھتے ہیں ایسا ہی آخرت میں ساتھ ہی ایمان کے چکل مار کے نجات پاویں گے پس یہ لوگ اپنے زعم میں بخدا دعوت اللہ والین آمنین یعنی فریب دیتے ہیں خدا کو اور لون آدمیوں کو کہ ایمان واقعی رکھتے ہیں بسبب اس ایمان ظاہری اپنے کہے واما یخذ عتق الا انفسہم یعنی اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے ہیں مگر جانوں اپنی کو ہوسٹ کر مرتبہ خلا کا اس سے بلند زیادہ ہے کہ فریب دینے اون کے سے فریب میں آوے اور یونین کو بھی حق تعالیٰ پیچیر کے فرمانے سے اولیٰ رب قرآن اور کثانیوں کے اوپر حال اون کے کے طلاع کر دیتا ہے پس مومنین بھی فریب نہیں کھاتے ہیں اگرچہ پیاس کلمہ طیبہ کے اوں کجاں اور مال کا قرض نہیں کرتے ہیں و ما یشترقون اور وہ شعور نہیں رکھتے ہیں کہ ساتھ اس آرزو سے ہل اور طبع کا ذب کے جان اپنی کو فریب دیں مانند مریض کے مرض جہلک میں گرفتار ہوا اور نام دواؤں کا یاد کر کے ساتھ زبان کے پڑھتا ہے اور آرزو کرتا ہے کہ زبان سے یاد کرنا دواؤں کا بیماری میری کے واسطے کافی اور شافی ہو گا کہ صریح جان اپنی کو دغادینی ہے اور یہ فریب کھانا باوجودیکہ نہایت ظاہر ہے اوپر عاقلوں کے لیکن انہر ظاہر نہیں ہوتا ہے اسواسطے کہ فی قلوبہم قہقہ یعنی بچ دلوں اون کے کے بیماری ہے محکم اور وہ مرض قصور قہ قہ قہ ہے بسبب الفت کرنے دین اور اکین باپ دادوں اپنے کے اور بسبب غلبہ خاطر فاسد شہوت کے لہذا نفسانی اور خواہشوں جسمانی اپنی کو ضبط نہیں کر سکتے ہیں اور یہ کتاب ہر چیز باعث شفا کا اس قسم کی مرضوں سے ہے لیکن جب اونہوں نے بسبب کمال بعض اور دشمنی رسول کی اور تنکیم ہونے مرض جہل کے بچ دلوں اپنے کے اسکو نہ سمجھا اور اس میں داخل نہ کیا اس سے کیا فائدہ اوٹھاویں مانند دوا کے کہ اگر ہیکا استعمال نہ کریں کیا فائدہ دیوے بلکہ یہ قسم دوا کی کہ اپنے طور پر استعمال کیجاوے موجب زیادتی مرض کا ہوتی ہے فراڈ ہم اللہ مضرابیں زیادہ کیا الدن نے اون کے تئیں مرض دوسرا ساتھ اس طریق کے کہ جب اونہوں نے مضمون اس قرآن کے مخالف وضع اور اکین اپنی کے دیکھے اور لذتوں نفسانی اور شہوتوں جسمانی سے منع کرینا لایا تو قوت غضبیدہ اون کی نے جوش کیا اور واسطے لڑائی اور مقابلہ کے اٹھے اور درپے ایذا سے پیغیر علیہم السلام اور عطفوں کے ہوئے

اور اگر کہیں کہ جب ہم نے قرآن میں نظر کی اور تامل کیا پس ہم بے ایمان ہونے میں معذور ہو گئے
 اوسکے جواب میں کہنا چاہئے کہ نظر کر لی اس قسم کی سبب ہدایت میں عذر نہیں ہو سکتا اور اگر
 بالفرض عذر بھی ہو اس قدر میں عذر ہو گا کہ ایمان ملائے لیکن تکذیب اور انکار اور مقابلہ
 میں کیا عذر ہو گا البتہ مگر اس تکذیب کی اور انکار کی پاویں گے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
 ہما کا قیٰ اَیْکُنْ یٰوَنَ یعنی اور ان کے تئیں ہے عذاب درد دینے والا البتہ اس کے کہ جھوٹ
 کہتے تھے اس واسطے کہ قرآن کی تکذیب کرتے تھے بغیر دلیل کے بلکہ باوجود ظاہر ہونے دلیل
 صدق اوسکی کے اور اعجاز اوسکی کے انکار سے دست بردار نہیں ہوتے ہیں اور کبھی نبی
 تئیں مومن اور متقی ظاہر کرتے تھے اور حال یہ ہے کہ سوائے نام ایمان اور تقویٰ کے
 کہ اوپر زبان اون کی کے جاری تھا کچھ اثر دل میں نہ رکھتے تھے باقی رہی اس جگہ چند سوال کہ
 جوابوں کے ساتھ مرقوم ہوتے ہیں اول یہ کہ حق تعالیٰ نے بیچ اول اس سورہ کے بیچ نشان
 مومنین کے کہ خالص ہیں تمام چار باتیں نازل فرمائیں و بیچ شان کافروں کے کہ مجاہد ہیں یعنی
 ظاہر اور باطن اور کنارہ بر کفر کے ساتھ اکودہ ہے تمام دو آیتیں بھیجیں اور بیچ نشان ان کافروں
 پوشیدہ کہے کہ مراد منافقین ہے تیرہ آیتیں فرمائیں اور ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کفر کا
 مجاہد کہ ظاہر اور باطن اوسکا کفر سے اکودہ ہے زیادہ تر ہے منافق کے کفر سے اس واسطے کہ کافر
 مجاہد کا دل بھی جہل کے مرض میں گرفتار ہے اور زبان بھی بسبب انکار کرنے حق کے اور
 جھوٹ بولنے کے بسبب بیان کرنے عقائد کفر کے گنگار ہے بخلاف کافر منافق کے اگرچہ دل
 اوسکا جہل کے مرض میں گرفتار ہے لیکن زبان اوسکی بیچ بیان عقائد حقہ اسلام کے رہتا
 گستا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ منافق کی زبان بھی جھوٹ اور انکار کے ساتھ اکودہ ہے
 اس واسطے کہ وہ زبان سے کہتا ہو میرے میں عقائد اسلام کی جگہ لکڑیے ہوئے ہیں اور حال یہ
 کہ وہ سب بات میں چھوٹا ہے قال اللہ تعالیٰ وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اَنَّ الْمَنَافِقِیْنَ لَکَاذِبِیْنَ پس دل اور زبان
 اوسکے بھی دونوں کا نہیں اور علاوہ اوپر اسکے یہ ہے کہ منافق قصد فریب دینے کا کرتا ہے اور
 جو کافر ظاہر ہے قصد فریب کا نہیں رکھتا ہے اور بھی کافر مجاہدوں کی مثل ہے کہ جو
 کرتا ہے ویسا ہی کہتا ہے اور منافق مانتہ عورتوں ناقص کے ہے کہ کرتا ہے کچھ اور کہتا ہی

تفسیر غزالی
 آیت کے بعد فرمایا
 اور تبارک و تعالیٰ
 سب بچ گئے
 میں احزاب (۹)
 خدا کا پیار
 فرمایا
 خدا شفیق و مہربان
 رہا
 کرتا ہے
 میں آل عمران (۱۰)
 میں آل عمران
 (۱۱) عبادت قبول
 ہونا فرمایا اللہ
 شفیق کے سوا
 کسی کی عبادت
 قبول نہیں کرتا
 رہے میں مائدہ
 (۱۲) خدا کے
 نزدیک کی عزت
 فرمایا خدا کے نزدیک
 بڑی وجہ ہے
 جزا دہتی ہے

نزدیک سنا ہر وہ فریب ہمیں کھانے دیتا اور حکمت اور سبکی اس بات کو چاہتی ہے کہ کسی کو فریب
 مذہبی اس واسطے کہ افعال اللہ تعالیٰ کے ہر طرح کے قبیح اور نقصان سے پاک ہیں اور مومنین کو
 ہر چند فریب کھانا ممکن ہے اس واسطے کہ مومنین بسیر کیلئے علم اور حسن ظن کے منافقوں کو
 ساتھ سختی نہیں کرتے ہیں اور جھوٹے اون کے کو سچ چاہتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف
 میں وارد ہے المؤمن غمکماہر والمنافق خب لئلا یغیر یعنی مومن فریب کھانیوالا ہے اور
 سخی ہے اور منافق فریب دینے والا لیکن فریب دینا اُن کی شان بھی بعید ہے
 پس استعمال محادثت کی کیا وجہ ہو جواب اسکا یہ ہے کہ باب مفاہلت اس جگہ میں
 مشارکت کے واسطے نہیں بلکہ واسطے اصل فعل کے چنانچہ عاقبت اللص اور مسافرت
 میں موجود ہے اور بالفرض اگر مشارکت کی واسطے بھی ہو پس معنی خلع کے اس کی نسبت
 سے وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ اپنی سے معاملہ موافق نیت اور ارادہ اس کے کی کرتا ہے اس واسطے
 حدیث شریف میں وارد ہے کہ اَصْدَقُكُمْ رُفْقًا بِأَصْدَقِكُمْ حَدِيثًا یعنی جو کوئی اپنے
 کلام میں عادت سچ بولنے کی رکھتا ہو خواب میں بھی اس کو غیب سے سچی خبریں دکھائی
 دیں اور جو کوئی باتوں میں دروغ گوئی کی عادت رکھے اس طرف سے بھی باغیاہل
 اس کے کے معاملہ ہوتا ہے پس جو کوئی عقیدہ اور عمل ناشائستہ کو پسند کر کے واسطے اپنے
 اختیار کرتا ہے اور اس عقیدہ اور عمل سے اس کو قصد رضامندی الہی کا ہوتا ہے والا
 اس شخص کو شہوات نفسانی میں غرق کرتے ہیں تاکہ وہ شخص جان لے کہ یہی عقیدہ اور
 عمل میرا میان میرے اور میان پروردگار میرے کے بڑا وسیلہ ہے اور غیب کی طرف
 سے اس کو بسبب قبول ہو جانے دعا کے اور القا ہونے خطرات پے درپے کے اور خوابوں میں فتوے
 دیکھنے اور انشراح خاطر کی چند نعمتوں اور گناہوں اور افعال رکیکہ اور الوہی گناہوں اور
 صحبت حیوانات ملعونہ کے امداد اور اعانت حاصل ہوتی ہے تاکہ یقیناً اس کو خوبی
 اس بد عقیدہ اور عمل کی دل میں جگہ پکڑتی ہے اور یہی ہے معاملہ خلع کا اس کی طرف
 سے پھار گنا کو منظور ہوتا ہے وقت مرے کے یا صدمہ ہمت قوی یا مرشد کے سے وہ سب کرم
 مفکرم ہو جاتے ہیں اور محالاً اور طرح ہو جاتا ہے اس پر محادثت مومنین کی پس منافقوں کی

لوٹنے سے امن میں رکھا اور غنیمت اور منافع میں اور نگو بھی شریک کیا گو کہ سلام تمہارا مقبول ہوا اور
 ہمارے قہر سے تم نے نجات پائی سوال تیسرا کہ یہ بیان حال منافقوں کا بعد بیان حال کافروں کے
 عطف کے طریق پر لائے اور بیان حال کافروں کا حال مومنوں کے سے قطع کیا اور بطریق
 ملائے اس تغیر کرنے اسلوب میں لکھتے کیا ہے اور بہت جگہ قرآن میں سے کہ ان دو گروہ کا حال بیان
 کیا ہے اوس جگہ عطف کی صورت پر لائے ہیں جیسا کہ اس آیت میں ان الا براد لقی نعیم
 وان الفجار لقی جہیم اور موافق قاعدہ اہل معالی کے بھی جامع وہی کہ وہ تضاد ہو دو
 میں پایا جاتا ہے اس واسطے کہ کفر ضد ایمان کی ہے باوجود جامع اور تناسب کے عطف نہ کرنا خلاف
 آئیں بلاغت کی ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ کلام پہلے اصل میں بیان حال کتاب میں تھی کہ
 کتاب سبب ہدایت فلانی فلانی فرقہ کا ہوئی ہے پس کہ کافروں کا اور برائی اون کی کہ مضبوط
 جوار ان الکتب کفر کا ہے مخالف اس مقام کے ہوا نہ مناسب و جامع وہی کہ تضاد ہے
 درمیان مومن اور کافرا ایمان اور کفر کے پایا جاتا ہے نہ درمیان مدح کتاب اور برائی کفار کے
 اور تضاد کمال بلاغت کا یہ ہے کہ بتائیں اور تغایر مقام کو باوجود تناسب کے مقدم کرتے ہیں اور
 اعتبار ترک عطف کا عمل میں لاتے ہیں جیسا کہ بیچ صورت اختلاف دو کلاموں کے کہ ایک خبر جو اور
 اشنا اس خلاف کو ترجیح دیتے ہیں اور پر وجوب تناسب کے اور عطف کو چھوڑ دیتے ہیں اب یہی مقام
 میں سمجھنا چاہیے صاحب مفتح نے باب فصل اور اصل میں قاعدہ تباہین مقام کا واسطو لازم فصل کے
 تفصیلا بیان کیا ہے سوال جو تھا کہ من یقول اٰمنا باللہ مبتدا ہے اور من الناس خبر اوکی اور
 خبر ای چاہئے کہ اوس کے ثابت کرنے سے فائدہ سننے والے کو حاصل ہوا اور ہونا منافقوں کا
 آدمیوں کے زمرہ سے ہر کسی کو معلوم ہے اسکی خبر دینے کی کیا فائدہ ہے جواب سکا یہ ہے کہ من چ
 من یقول کے موصوفہ ہے پس مدلول کلام کا یہ ہوا کہ آدمیوں کی جنس سے ایسے ایسے گروہ ہیں
 پس ہر فائدہ کلام کا وصف کی اوپر ہے جیسا کہ اس قول میں کہا ہے من المؤمنین رجال
 صدقوا اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ذکر من الناس کا اس واسطے ہے کہ اس فرقہ میں محض وصف
 ایک آدمی ہونے کی پائی جاتی ہے اور کوئی صفت نیک و میوں کی جیسا کہ ذکر اور علم اور فہم
 ان میں موجود نہیں جیسا کہ بیچ اصطلاح علم مصنفین کے لفظ من الناس کا اسی اشارہ کی سطر مذکور

تفسیر غزالی
 ہے اگر کوئی
 خلعت جہانیں
 تقویٰ سے بکھر
 موتی اور آرزو
 کو برباد کرتی تو
 خدا کی جیت
 کرنا انحصار
 آگاہی کی نعمت
 والے کتب
 جہنم دیکھ کر
 ان لے رہے ہیں
 جیسے فرشتے
 جنت - قیامت
 جنت - دوزخ
 رفیع وغیرہ
 تفسیر غزالی
 ہے اور
 جگہ طوبیہ
 میں
 ان کے حقوں کو

ہوتا ہے اور صاحبِ حی نے کہا ہے ومن الناس من عمل فی الفصیہ بھجۃ آخرھی فاسدۃ
 اور شراروں نے کہا ہوا کہ معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ من الناس من العلم اور بعض مفسروں نے
 کہا ہے کہ لفظ من الناس کا اس جگہ میں لانا دوسرے تعجب سنو والوں کے ہے یعنی جملہ آدمیوں میں سے اس
 قسم کے بیوقوف بھی ہوتے ہیں پس ساتھ صورتِ انسانیہ اپنی کے غرہ مت ہوا و بیچ صلاح علم اور فہم انہی
 کے کوشش کرو سوال یا پچاں یہ کہ ہر کچھ عذابِ کافروں کے لفظ عظیم کا لائے ہیں اور منافقوں
 کے عذاب میں لفظ الیم ذکر کیا فرق درمیان ان دونوں عذابوں کو ساتھ لڑائی اور درویشی کے کس
 سے ہو یعنی کافروں کے عذاب کہا کہ بڑا ہے اور منافقوں کو عذاب کہا کہ درویشی والا ہے جو بڑا کچھ
 کہ گروہ کافروں کا کہ موت اون کی کفر کی اوپر مقدم ہے رامدے گئے ازل کے ہیں کہ تقدیر کی موت
 نعمتوں دینی سے محروم کیلئے پس عذاب و تکلیف اسے لیکن بسبب باطل ہونے استعداد اپنی کو اور کمال
 تیرگی دل اپنے کوشدت درد اس عذاب کی دریافت نہیں کرتے ہیں مانند حالت عضو مردار
 یا مفلوج کے یا اس عضو کے کہ سن ہو جائے کہ اس کے کاٹنا اور زخم دینا اور کسی طرح کے درمچھانے سے جو خیر
 ہوتی لیکن مٹا فوج پس واسطی باقی رہنے صل استعداد اپنی کے اور قوت ادراک کی شدت درد اس
 عذاب کے معلوم کرینگے میسور عذاب اور تکلیف نہایت دردناک ہوگا اور بھی کافروں نے کہ باطل صلا
 ایمان کی نہیں چکھی اور پورا دوزخ ایمان کو نہیں چھوٹے کیفیت لذتوں ایمان کی باوجود بالکل
 محروم ہونے کے چنداں خواہش نہیں رکھتے ہیں برخلاف منافقین کے کہ اس گھر کے دروازہ
 پر چھوٹے ہیں اور نے اجماعِ عداوت ایمان کی اون کے تالوار زبان میں لگ گئی ہے
 لیکن پورا کرنے اوس لذت کے سے محروم کئے گئے ہیں ضرور اوپر گم کرنے لذتوں دیکھی
 ہوئی اور چکھی ہوئی کے حسرت اون کی زیادہ تر ہوگی جیسا کہ آدمی ولایت کے کہ اوپر ہوں
 نے ولایت کے میوؤں سے نفع اٹھایا ہے اگر وطن سے دور جائے حسرت نہ ملنے اون میوؤں
 کی زیادہ اونکو حاصل ہوگی بخلاف اون آدمیوں کے کہ ولایت کو کبھی دیکھا نہیں اور وہاں
 کے میوؤں کی لذت نہیں چکھی کہ اون کو اوس قدر حسرت نہیں سوال چھٹا کہ ماہم
 بمعنیان بیچ جواب امنا کے کیونکر واقع ہو سکے اور حال انکہ امنائیں ذکر نشان
 فصل کا ہے نہ ذکر نشان فاعل کا اور ماہم بمعنیان میں ذکر نشان فاعل کا ہے

سلسلہ کا فاضل
 کا عذاب بہت بگڑا
 اور اہل کے ساتھ بگڑا
 اور کافروں کو بہت
 اون کے ایمان کو بھی
 اور عدم ایمان کا بگڑا
 کو باطل عذاب کی کیفیت
 خصوصاً ہونے کی بگڑا
 کہ بعض فاضل کا بگڑا
 ہے ہونے کی بگڑا
 پورا دوزخ ایمان
 میں (ج) اور کمال
 اس سے اسد علیہ
 و آلہ وسلم نے
 نماز میں جو کام
 جس میں طرح کی
 ہیں ان کے اور
 کرنے میں کی پٹی
 نہیں کرتے ہیں
 بلکہ جیسا کہ ایسا
 بڑبڑک جھلک

نہ ذکرشان فعل کا جواب اسکا یہ ہے کہ یہ جواب بطریق ترقی ہے یعنی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان میں داخل ہوئے حال انکہ وہ اہلیت اوسکی نہیں رکھتے ہیں کہ کسی گروہ مسلمانوں کے میں شمار کئے جاویں اور اگر جواب اس کلام کا اس طرح فرماتے کہ ولسم یومنا ایچہ ترقی نہ سمجھتی تھی اور اسی طریق کے ہے آیت دوسری پریدان ان یخجوا من النار و ما ہم بخارجین منها اور ہو سکتا ہے کہ و ما ہم یؤمنین میں ساتھ اور وجہ کی ترقی سمجھی جاوے اور اوقات کی بہت سے یعنی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایمان کا زمانہ قریب میں اور حال یہ ہے کہ یہ لوگ کسی وقت میں نہ بالفعل اور نہ زمانہ آئندہ میں صلاحیت ایمان کی رکھتے ہیں دوسرے عموم متعلقات کی بہت سے یعنی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان ساتھ خدا اور دن آخرت کے ایمان لائے اور حال یہ ہے کہ وہ ساتھ کسی چیز کے ایمان نہیں رکھتے ہیں نہ ساتھ خدا کے اور نہ ساتھ پچھلے دن کے اور نہ ساتھ قرآن کے اور نہ ساتھ اوپر چیز کے اور چیزوں سے کہ ایمان ساتھ اون کے فرض ہے سوال ساتواں یہ کہ فی قلبہم مرض فرمایا اور قلب بہم مرضی کو واسطے فرمایا جملہ طرفینہ لائے میں کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے تاکہ معلوم ہووے کہ مرض اونکا عارض ہے اصلی نہ تھا لیکن باوجود عارضی ہونے کے استقرار اور رسوخ تمام ہم پہنچا یا ہے اور اسبواسطے مرض کو نکرہ کر کے لاؤ اور یہ معنی لفظ قلب بہم مرضی کے سی سمجھے نہیں جاتے تھے اسواسطے کہ قلب بہم مرضی یا لوالہ والت اوپر ہتھنگی مرض اور اصلیت اوسکی کے کرتا ہیں اس صورت میں عروض نہ سمجھا گیا یا اوپر عروض کے کہ بے استقرار اور رسوخ کے ہوا لالت کرتا اور مقصود یہ ہے کہ عروض مع استقرار اور رسوخ کے ہوا حقیقت مرض کی کہ دل منافقین میں ہر وقت پیدا ہونا نہ نزدیک محققین طب روحانی کے یہ ہے کہ ہر گاہ کوئی امر اور غیبیہ الہی سے بچ دار دنیا کے لباس ظاہر ہونے کا پہنتا ہے اوس کے تئیں دو قسم کے عوارض ضروری ہن اول نزہت اور پاکیزگی عالم غیب کی اسواسطے کہ معن اوس کی عالم غیب ہے دوسرے لوازم نشا دنیا کے اسواسطے کہ نشا دنیا میں وارد ہوا یعنی جو امر غیبی دنیا میں آتا ہے اوس کے ساتھ دنیا کی باتیں بھی ملی ہوتی ہیں پس جو مومنین مخلص ہیں اوسی

۱۔ کہ جملہ طرفینہ
۲۔ باغیا فعل منفرد
۳۔ اس امر کے
۴۔ اور دلالت کرتا ہے
۵۔ تفسیر میں
۶۔ یہاں ہی ادا کرتے
۷۔ یہاں اپنے نماز
۸۔ یہاں بھی دکھا دی
۹۔ اور فرمایا ہم کو
۱۰۔ اس طرح نماز پڑھا
۱۱۔ یہاں جملہ طرفینہ
۱۲۔ یہاں بھی دکھا رہا ہے
۱۳۔ اور اس کے اوقات
۱۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۵۔ علیہ وآلہ وسلم
۱۶۔ فرمایا جب کا وقت
۱۷۔ آفتاب ٹھٹھنے کو
۱۸۔ ہر چیز کا سایہ اس کے
۱۹۔ برابر ہونے تک
۲۰۔ ہے اور عکس کا وقت
۲۱۔ ٹھٹھنے تک ہے

تفسیر غزیری

جس کا وقت
میں زبردی نہ آوے
اور مہربان کا وقت
جب تک مشفق
نہ پہنچے اور نہ
کا وقت آدمی
رات تک سب
اور صبح کی نماز
کا وقت نہ ہو
سے جو تک نماز
نہ ہو
کی نماز
رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو
پاک کے نماز نہیں
ہوئی، اس کا
ایک ٹکڑا کھجور
وقت دونوں

امریغی کو دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں اور لازم دنیاوی کا کام نہیں کرتے اور حقیقت کار کی طرف پھرتے ہیں اور منافقین جب لازم غریب کے اس کے ساتھ دیکھتے ہیں اقرار کرتے ہیں اور جب عوارض اس جہان کے اس کے ساتھ پاتے ہیں پھر جاتے ہیں اور انکار کے ساتھ پیش آتے ہیں مثلاً ابن عمر علیہ السلام کو جس وقت نور کے ساتھ اور دلیلوں کے پاس اس کے تہیں ملاحظہ کرتے تھے بے اختیار جھک جاتے تھے اور فرماں برداری قبول کرتے پھر جب بھٹے کہ بغیر غور و فکر کے ساتھ ہم محبت ہوتے ہیں اور کھانا بھی کھاتے ہیں اور بازاروں میں پھرتے ہیں اور کبھی لڑائی میں شکست بھی ادا کی ہوتی ہے اور مرض بھی ہوتا تو کہتے تھے کہ اگر مجھ پر خدا کا مقرب ہونا خدا تعالیٰ اس کے ساتھ کس واسطے یہ معاملہ کرتا؟ و ما لھذا السہول یا کل الطعام و ہمیشی فی الاسلوق لولا انزل الیہ مالک فیکون معہ نذیرا و یلقی الیہ الذوا و نکون لہ جنۃ یا کل منها الی غیر ذلک من الشبہات یعنی کیا ہے واسطے اس رسول کے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے کیوں نہ اوتا گیا طرف اسکے فرشتہ کے ساتھ اسکے رہنا ڈرانے والا یا دیا جاتا اس کو خزانہ یا ہوتا اسکے پاس باغ کہ کھاتا اس سے اور سوا اسکے اور ایسے ایسے شبہ نکالتے اور طریق زیادتی اس مرض کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امر پر ایت کی آیتوں الہیہ سے اور بیچ جہالت ہر شخص کے ہدایت کرینوالوں اس راہ کے لوازمات دنیا کے بھی لگا دئے ہیں جس قدر کہ وہ لوگ بیچ فکر کرنے آیتوں اور تلاش کرنے ہادیوں کے کمال درجہ کو پہنچیں اسی قدر شک اور شبہ اون کے تئیں زیادہ ہوویں اور مقصد سے دور پڑیں و ہن یضلل اللہ فمالہ من ہادیئے جس شخص کو اللہ گمراہ کرے پس کون ہے اس کا ہدایت کرینوالا اور باوجود استحکم ہونے اس مرض کے بیچ جو ہر ذات اون کی کے طرف یہ ہے کہ حقیقت مرض اپنے سے بے خبر ہیں اور اس مرض کھلم کو صحت جانتے ہیں اور شاید اس کا یہ ہے کہ فعال سقیمہ اپنے کو افعال سلیمہ جانتے ہیں وَاَقْبَلْ لَھُمْ لَا تُفِیْدُوْا فِی الْاَرْضِ یعنی اور جس وقت کہا جاتا ہے اون سے کہ فادمت کرو زمین میں اور فادون نمازیں میں کئی قسم پر تھا اول یہ کہ چل کر نے مقتضیات قوت شہویہ اور قوت غشیہ میں زیادتی کرتے تھے

اور مشقیات قوت حکیمہ کی جہل کرنے میں اون نے تفسیر سرزد ہوئی تھی اور حال یہ ہے کہ صحت مزاج روح انسانی کی اس طرح پر ہے کہ قوت حکیمہ غالب ہوا اور قوت شہویہ اور غضبیہ مغلوب اور تابع تاکہ فرماں برداری احکام شریعہ کی ممکن ہو اور بسبب اوس انقیاد کے انتظام دونوں جہاں کے کاموں کا مینس ہو اور انسانیت کے متعین متحقق ہونے کے دوسرے یہ کہ درمیان کافروں اور مسلمانوں کے آنا جانا رکھتے تھے اور باتیں ایک گروہ کی دوسرے گروہ سے کہتے تھے تاکہ دونوں گروہوں میں مرتبہ اور عزت ہماری حاصل ہوا اور ایک طرف ہو کر مسلمانوں سے دوستی نہ رکھتے تھے دوسرے یہ کہ ملنا جلنا کفاروں سے بہت رکھتے تھے اور مدارات اون کی حد سے زیادہ کرتے تھے اور زمین کی باتوں میں سستی سے پیش آتے تھے اور جو قوت اپنے تئیں مسلمانوں کے گروہ سے کہتے تھے کفار کے نزدیک ایسا ثابت ہوتا تھا کہ کام پر یا مبرا اور عقائد یاروں اور سکے کا ایسا شست ہے کہ ہماری آؤ کر خوشامد کرتے ہیں اور ہم سے طمع رکھتے ہیں اس سبب سے کفار دلیر ہوتے تھے اور مسلمانوں کے روبرو شہادت کفار کے کہ دین اور نبوت کفر سے صلی اللہ علیہ وسلم کی میں ذکر کرتے تھے نقل کرتا اور اس سبب سے ضعیف ایمان والوں کو شک پڑ جاتا تھا ان سب باتوں کو تبیر ف کے ساتھ کیا ہے اور جب مسلمان اون کو ایسے ف وول سے منع کرتے تھے جواب میں قَالُوا لَآ اَتَاكُمْ مُصَلِّحُونَ یعنی کہتے تھے کہ سوائے اسکے نہیں کہ ہم اصلاح کر دیا ہے میں جہل اون کے کلام کا یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ حال ملک اور ملت کا اوپر اصل اپنی کے آوے اور تمام آدمی آپس میں متفق اور شیر و شکر ہو جاویں اور جھگڑا اور مخالفت کہ سبب اس دین اور آئین نئی کے کہ آدمیوں میں پھیل گئی ہے دور ہو جاوے اور حقیقت اصلاح کی یہی ہے کہ حال ملک اور ملت کا جیسا کہ قدیم سے چلا آتا تھا ویسا ہی ہو جاوے اور تعصب آئین نئی کا کہ باعث مخالفتوں کا ہے درمیان سے اوٹھے اور کوئی درپے قتل اور ایذا اور قید کرنے اور لوٹنے اور ہتک حرمت کسی کے نہ ہو پس حقیقت میں اصلاح کو منحصر اس میں جانتے ہیں کہ اسباب تحصیل معاش کے آسانی سے میسر ہوں اور انتظام دنیا کو کاموں کا خوب و بد رہے

وہ صحت مزاج روح انسانی کی اس طرح پر ہے کہ قوت حکیمہ غالب ہوا اور قوت شہویہ اور غضبیہ مغلوب اور تابع تاکہ فرماں برداری احکام شریعہ کی ممکن ہو اور بسبب اوس انقیاد کے انتظام دونوں جہاں کے کاموں کا مینس ہو اور انسانیت کے متعین متحقق ہونے کے دوسرے یہ کہ درمیان کافروں اور مسلمانوں کے آنا جانا رکھتے تھے اور باتیں ایک گروہ کی دوسرے گروہ سے کہتے تھے تاکہ دونوں گروہوں میں مرتبہ اور عزت ہماری حاصل ہوا اور ایک طرف ہو کر مسلمانوں سے دوستی نہ رکھتے تھے دوسرے یہ کہ ملنا جلنا کفاروں سے بہت رکھتے تھے اور مدارات اون کی حد سے زیادہ کرتے تھے اور زمین کی باتوں میں سستی سے پیش آتے تھے اور جو قوت اپنے تئیں مسلمانوں کے گروہ سے کہتے تھے کفار کے نزدیک ایسا ثابت ہوتا تھا کہ کام پر یا مبرا اور عقائد یاروں اور سکے کا ایسا شست ہے کہ ہماری آؤ کر خوشامد کرتے ہیں اور ہم سے طمع رکھتے ہیں اس سبب سے کفار دلیر ہوتے تھے اور مسلمانوں کے روبرو شہادت کفار کے کہ دین اور نبوت کفر سے صلی اللہ علیہ وسلم کی میں ذکر کرتے تھے نقل کرتا اور اس سبب سے ضعیف ایمان والوں کو شک پڑ جاتا تھا ان سب باتوں کو تبیر ف کے ساتھ کیا ہے اور جب مسلمان اون کو ایسے ف وول سے منع کرتے تھے جواب میں قَالُوا لَآ اَتَاكُمْ مُصَلِّحُونَ یعنی کہتے تھے کہ سوائے اسکے نہیں کہ ہم اصلاح کر دیا ہے میں جہل اون کے کلام کا یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ حال ملک اور ملت کا اوپر اصل اپنی کے آوے اور تمام آدمی آپس میں متفق اور شیر و شکر ہو جاویں اور جھگڑا اور مخالفت کہ سبب اس دین اور آئین نئی کے کہ آدمیوں میں پھیل گئی ہے دور ہو جاوے اور حقیقت اصلاح کی یہی ہے کہ حال ملک اور ملت کا جیسا کہ قدیم سے چلا آتا تھا ویسا ہی ہو جاوے اور تعصب آئین نئی کا کہ باعث مخالفتوں کا ہے درمیان سے اوٹھے اور کوئی درپے قتل اور ایذا اور قید کرنے اور لوٹنے اور ہتک حرمت کسی کے نہ ہو پس حقیقت میں اصلاح کو منحصر اس میں جانتے ہیں کہ اسباب تحصیل معاش کے آسانی سے میسر ہوں اور انتظام دنیا کو کاموں کا خوب و بد رہے

اور سب اس سمجھ اونکی کا یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں کمال مشغول ہیں اور لذات بدنہ میں نہایت دُوبے ہوئے ہیں اور بسبب کمال توجہ کی طرف منفعیوں جزئیہ اور لذتوں جسمیہ کے دریافت کرنے مصلح کلیہ عامہ اور لذتوں غنئیہ کے سے کہ باقی رہنے والے ہیں محبوب ہیں اور یہ عین فساد ہے جیسا کہ بیچ رو اس فہمیداروں کی کے ساتھ تاکید تمام کی ارشاد ہوتا ہے اَلَا لَہُمْ ہُمُ الْمُفْسِدُونَ یعنی دانا اور گاہ ہوتم کہ تحقیق یہ گروہ ہی ہیں فساد کرنے والے اس واسطے کہ حال ملک اور ملت کا پہلے بشت اس رسول کے فاسد تھا کہ ہمیشہ سے فساد چلا آتا تھا اور حق تعالیٰ نے چاہا کہ اوس فساد کو دور فرماوے اور وہ چاہتے ہیں کہ اوس فساد کو پھر اپنی جگہ پر اوں پس یہ لوگ فساد کا کام بعد اصلاح کے کرتے ہیں اور یہ سب سے بڑا فساد ہے اور حقیقت اصلاح کی اسد کے نزدیک وہ ہے کہ دین حق کو اوپر تمام دینوں کے غالب کیا جاوے اور فرماں برداری اس ارادہ الہی کی جان او دل سے بجالائی جائے اور حجتی المقدور بیچ جاری کرنے اس ارادہ حق کے کوشش کی جاوے اگرچہ اس صلاح کے واسطے قتل اور لوٹ مالوں اور سختیاں طرح طرح کی ساتھ اپنے اور ساتھ بنی نوع اپنی کے پہنچیں چنانچہ دوسری تین اسی سورہ کی فرمایا ہے وَ اَلَا تَعْلَمُ حَتّٰی لَا تَكُوْنُ فِتْنَةٌ یَّکُوْنُ الدِّیْنُ لِلّٰہِ یَعْنِی لِرُؤُتِہٖ اُن سے یہاں تک کہ نہرے فتنہ اور ہو جاوے دین اسد کا اور بھی اسی سورہ میں فرمایا ہے یَسْلُوْا اَعْنَی الْحَرَامِ قَاتِلْ فِیْہِ قَاتِلْ فِیْہِ ثَبِّرْ وَ صَدِّعْ سَبِیْلَ اللّٰہِ وَ اَکْثِرْہِ وَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَ اَخْرَاجْ اَہْلَہٗ مِنْہٗ اَلْبَرِّ عِنْدَ اللّٰہِ وَ الْفِتْنَةُ الْکَبْرٰی مِنَ الْقَتْلِ یَعْنِی پوچھتے ہیں تجھے مہینے حرام سو اوس میں لڑائی کرنے سے تو کہہ لڑائی اوس میں بڑا گناہ ہے اور روکنا اسد کی راہ سے اور اسکو نمنا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا اس کے لوگوں کو اوس سے زیادہ گناہ ہے نزدیک اسد کے اور دین سے بچانا مارنے سے زیادہ ہے پس ان سختیوں کو فساد سمجھنا اور سختیوں سے بچنے کو اصلاح جاننا اور باقی رہنا حال کا جیسا کہ تھا اسکو صحت کاملہ تصور کرنا مثال اسکی یہ ہے کہ ایک مریض کا کوئی عضو بسبب کسی زخم کے کھل گیا اور اوس میں تعفن پیدا ہو گیا اور خوف اسکا ہے کہ دوسرے عضو کی طرف

تفسیر غزالی
وَالْفِتْنَةُ الْکَبْرٰی
ت اسے انہ
یچ میں اور ہر
گناہوں میں
یورب اور گھم
کے برابر دوری
کر دے الہی حکم
بہرے گناہوں
سے اس پاک
صحت کو دے
میں اسد کے
میل کچھل سے
پاک و صحت کی
جاتا ہے الہی ہر
گناہوں کو برف
اور پا لا اور
اس سے دھو
دے (ن)
ایکسے فرمایا
سے (نازیں)

کسی طرف کسی اعضاء سے کیفیت سیرا و سکی سرایت کرے اور کوئی طیب حاذق کاٹنا
اور داغ دینا اور اس عضو کا تجویز فرماوے اور یہ مریض ناقص عقل اوس سے پرہیز کرے اور
کہ کاٹنا اور داغ دینا اس عضو کا فاسد کرنا بنیاد بدن کا ہے بھلو چاہئے کہ اصلاح بدن اپنی
کی کرے اور پہلے سے جیسا کہ تھا ویسے ہی رہنے دوں اور جو چیز کہ اوس میں موجود تھی اپنے حال
پر باقی رہی کہ یہ تجویز اوس کی صریح خطا اور موجب ہلاکت کی ہے لیکن حکم اس کے کہ
سرای العلیل علیل یعنی فکر علیل کا بھی علیل ہوتا ہے یہ جماعت کہ دل انکا بیمار ہی نہیں
سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی اصلاح دو فوجان کے کاموں کو خراب کرنے والی ہے بلکہ خراب
کرنیوالی حقیقت انسانی کی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں وَلَکِنَّ تَشْهَرُ مِنْ عَیْنِهِ اَوَّلَیْکَیْنِ
شعور نہیں رکھتے ہیں کہ عین اصلاح میں فساد کا کام کرتے ہیں اور شاہد قوی اوپر
بے شعوری اُن کی کے بچہ ہے کہ اہل عقل کامل کو بیوقوف اور احمق سمجھتے ہیں قِیَافَ
تَبْلُکَ کَھْمَا مِیْنُ اَیْنِیْنِ اور جب کہا جاتا ہے اُن سے کہ ایمان لاؤ تم ایمان حقیقی
کہ جس سے فتنہ اور فساد اوٹھ جاوے اور مال اور سہا ب دنیا کے سے بے رغبتی پیدا
ہو اور لذتوں فانیہ نفسانی اور نام اور جاہ ڈھوٹنے سے رد گردانی حاصل ہو مَکَا
اَمَتِ النَّاسُ یعنی جیسا کہ ایمان لائے ہیں آدمی کہ حقیقت میں آدمی نام اوس کی گروہ
کا ہے اس واسطے کہ حقیقت انسانیت کی اصلاح اور انتظام داریں کے سبب سے ہے اور
اصلاح اور انتظام بدون فرماں برداری شرع کے کہ ظاہر اور باطن میں ہو میسر نہیں
اور جس وقت بیچ غیر ان کے کے یہ فرماں برداری متحقق نہیں گویا معنی ان نیت کے
بہ متحقق نہیں اُولَئِکَ کَالَاغَامٍ لِّہِم اَضِلُّ مَصْدَقُ حَالِ اُوْنِ کَہَا ہے اور سَیَؤُا
اس آیت میں ناس کو بے تعین کے ارشاد فرمایا تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ سوا انہوں
حقیقی کے کسی کو انسان نہ کہنا چاہئے قَالُوْا اَلَا اَنْتُمْ مِمَّا الشُّفْہَاءُ یعنی کہتے ہیں ایا ایمان
لاوین ہم مانند بے عقلوں کے کہ ایک طرف کو محکم پکڑتے ہیں اور انقلابات زمانہ کے
سے نہیں ڈرتے ہیں کہ مبادا غلبہ دوسری طرف کا ہو جاوے اور اس وقت میں آدمی
اوس طرف کے درپے عداوت کے پڑیں اور دائرہ کو تنگ کریں اور بھی فرمانبردار

تفسیر غزالی

بہرہ کی سورہ

نہیں پڑھی

نہیں پڑھی

رقی آپ نے

والا انسا لین

کہہ کریند

آواز سے فرمایا

آمین (رس)

آپ کی

پہلی دو رکعتیں

میں سورہ فاتحہ اور سورہ

بقرہ پڑھیں

اور چھپلی دو رکعتیں

میں فقط سورہ

فاتحہ پڑھتے اور

سبھی کو قی آیت

اور سبھی کو شہاد

مقدموں کو شہاد

بھی دیتے اور

پہلی رکعت

دوسری رکعت

دوسری رکعت

دوسری رکعت

دوسری رکعت

دوسری رکعت

دوسری رکعت

دوسری رکعت

دوسری رکعت

دوسری رکعت

احکام شرع کی محض واسطے توقع دور دراز کے ہے اور فائدے کثیرہ دنیا کر کہ بالفعل موجود ہیں اون سے محرومی اور اٹھانا مشقتوں سخت اور نقصانوں بے نہایت مقتضائے عقل کا یہ ہے کہ ظاہر میں احکام شرع کی تابعداری کرنی چاہئے تاکہ لگے کو ب مسلمانوں کی سے کہ بالفعل تسلط اونکا ہے بچے رہیں اور نفعی دنیا کے بھی ہاتھ سے بجاویں اور دوسری طرف کے آدمیوں کو بھی خفیہ خفیہ رہی رکھنا چاہئے تاکہ وقت انقلاب کی رضامندی اون کی کام میں آوے اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ السَّافِهَاتُ یعنی دانا اور اگاہ ہو تم کہ تحقیق یہی لوگ بے عقل ہیں اس واسطے کہ اگر مدار اوپر چل کرنے منافع اور دور کرنے مضرت کے ہے پس اختیار کرنا شے فانی خبیث ... کا اور جو چیز کہ باقی اور شرف ہے او کو چھوڑنا کمال بے عقلی ہے اور آخرت کو دنیا کی بدلے میں بیچنا نہایت بے وقوفی اور اگر مدار اوپر رہی رکھنے دو نو جانب کی ہے پس ایک طرف عالم الغیوب ہے کہ اوس کے نزدیک پوشیدہ اور ظاہر ایک ہے خصوصاً کہ وقت نزول وحی کا اور آنا خبروں غیب کا ہے اور نہر عقیدہ آدمی کے کہ وہ او کو پوشیدہ رکھے ہر کسی کو بسبب وحی کے اطلاع ممکن ہے اور باوجود اسکی جو شے کہ موافق دلیل کے ہے اوس سے اعراض کرنا اور جو کہ دلیل کے موافق عمل کرتا ہے اوس کو سفیہ اور بیوقوف کہنا عین نادانی ہے وَلٰكِنْ لَا يَعْلَمُونَ یعنی لیکن وہی نہیں جانتے کہ سفیہ کون ہے اور معنی بے عقلی کے کیا ہیں اور اس جگہ ایک سوال مشہور ہے کہ پہلی آیت کو اویر لایشرعون کے ختم فرمایا ہے اور دوسری آیت کو اویر لایعلمون کے ختم کیا یہ فرق کس نکتہ کے واسطے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ شعور کا اکثر بیچ عالم حسی کے استعمال ہوتا ہے اور اسی جہت سے حواس خمسہ کو مشاعرہ کہتے ہیں اور فدا و نکاز میں ہیں ایک امر تھا محسوس پس نہ معلوم کرنے قباحات اس کی گوسا تھے یہ شعوری کے تعبیر فرمایا اور ترجیح نعمت آخرت کی، اور نعمت دنیا کے اور حقیقت طریقہ ایمان خالص کی اور باطل ہونا طریقہ لفاق کا اور تفریق کا ایک امر استدلالی عقلی ہے اس کے بجائے کو لایعلمون کے ساتھ تعبیر کرنا مناسب ہوا اور بھی ذکر سب

تفسیر تفسیر
بقرہ اور باب
عشر اور ص ۱۷۴
آپ نے منبر
کی کتب ازبس
سورہ طور اور
کبھی سورہ طور
پر بھی ہے منبر
کی کتب ازبس
یاد سے میں فریاد
والشخص فی
اور دافعی
اور دافعی
ازبزنشہ اور
سج اسم
دیک الاعم
کی سورہ بقرہ
کہ دافعی منبر
میں سورہ دافعی
بھی پڑھی ہے
ق اور باب

اور اعتبار رکھنا نہیں رکھتا ہے اب حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہرچند یہ گروہ کسی وقت میں اہل ایمان کو محل استہزاء اور استخفاف کا بناتے ہیں لیکن یہ گروہ ہمیشہ محل استہزاء اور استخفاف عالم الغیوب کے میں پڑے ہوئے ہیں اور ساتھ تہجد و امثال کے کسی وقت میں استخفاف اور استہزاء اور اس جناب کے سے خالی نہیں ہوتیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ تعز و ثواب لینے حق تعالیٰ خود استہزاء ان کے ساتھ کرتا ہے اس واسطے کہ مسلمانوں کو ساتھ تعرض نہ کرنے جان اور مال اون کو کے حکم دیتا ہے تاکہ وہ ہم نفاق اور نکما زیادہ ہو اور بسبب زیادتی نفاق کے مستحق عذاب کے ہوں کہ رنج اور مشقت اس کی مال اور جان کے جانوسے بھی زیادہ سخت ہے اس واسطے کہ مال اور جان کا جانا دنیا کی زندگی میں ضرر کرتا ہے اور بس اس اور یہ نفاق تو بر تو حیات ابدی کے واسطے مضر ہے پس گویا اس جناب کی طرف سے اگر ساتھ وہ ہم ایسا مٹھوتا ہے کہ بے عقلوں اور بے وقوفوں کے ساتھ کرنا چاہتے کہ کنکریاں دیویں اور یا قوت لے لیں اور یہی سبب سے ہے کہ حق تعالیٰ اولوں کو جلدی سے دنیا میں مواخذہ نہیں فرماتا ہے بلکہ فرصت دیتا ہے و یمدھم یعنی اور مہلت دراز دیتا ہے اور نہ کہ مستغرق اور ڈوبے ہوئے ہوں فی طغیان فہم مگرشی اپنی میں یغفلون یعنی اندھے دل کہ ہیں اور برائی حال اپنے سے بے خبر ہیں بجگہ جانا چاہتے کہ ابتدا اپنی طرف سے کیسے ساتھ استہزاء اور تنہی کر لی جہالت ہے جیسا کہ اسی سورہ میں آویگا کہ قالوا انما نزلناہ فی آتال آتھن ذی اللہ ان آتھن من الجاہلین لیکن استہزاء کے جواب میں استہزاء کرنا عین حکمت اور کمال انصاف ہے جیسا کہ اس آیت میں آتھن ہو خصوصاً حب کوئی محبوبوں اپنے سے استہزاء کرتا ہے تو محبوبوں کی طرف سے واسطے انتقام کے جواب استہزاء کا دینا عالم محبت میں واجبات سے ہے اور اس آیت میں اس مقصد کی نظر سے کمال بزرگی شان خالص مسلمانوں کی نکلتی ہے کہ حق تعالیٰ ان کی حمایت کے واسطے استہزاء منافقوں کا جواب آپ ان کی طرف سے دیتا ہے اور بھی اس آیت میں دلیل صریح ہے اور بر رد کرنے وجوب اصل کے کہ مذہب معتزلوں کا ہے اس واسطے کہ رکھنا منافقین کا سہارا اور سیاه دلی میں کسی دہرے منافقوں کے حق میں صلح نہیں ہے اور لغت عرب میں صیحا

ترجمہ تفسیر غزالی
 اور اعتبار رکھنا نہیں رکھتا ہے اب حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہرچند یہ گروہ کسی وقت میں اہل ایمان کو محل استہزاء اور استخفاف کا بناتے ہیں لیکن یہ گروہ ہمیشہ محل استہزاء اور استخفاف عالم الغیوب کے میں پڑے ہوئے ہیں اور ساتھ تہجد و امثال کے کسی وقت میں استخفاف اور استہزاء اور اس جناب کے سے خالی نہیں ہوتیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ تعز و ثواب لینے حق تعالیٰ خود استہزاء ان کے ساتھ کرتا ہے اس واسطے کہ مسلمانوں کو ساتھ تعرض نہ کرنے جان اور مال اون کو کے حکم دیتا ہے تاکہ وہ ہم نفاق اور نکما زیادہ ہو اور بسبب زیادتی نفاق کے مستحق عذاب کے ہوں کہ رنج اور مشقت اس کی مال اور جان کے جانوسے بھی زیادہ سخت ہے اس واسطے کہ مال اور جان کا جانا دنیا کی زندگی میں ضرر کرتا ہے اور بس اس اور یہ نفاق تو بر تو حیات ابدی کے واسطے مضر ہے پس گویا اس جناب کی طرف سے اگر ساتھ وہ ہم ایسا مٹھوتا ہے کہ بے عقلوں اور بے وقوفوں کے ساتھ کرنا چاہتے کہ کنکریاں دیویں اور یا قوت لے لیں اور یہی سبب سے ہے کہ حق تعالیٰ اولوں کو جلدی سے دنیا میں مواخذہ نہیں فرماتا ہے بلکہ فرصت دیتا ہے و یمدھم یعنی اور مہلت دراز دیتا ہے اور نہ کہ مستغرق اور ڈوبے ہوئے ہوں فی طغیان فہم مگرشی اپنی میں یغفلون یعنی اندھے دل کہ ہیں اور برائی حال اپنے سے بے خبر ہیں بجگہ جانا چاہتے کہ ابتدا اپنی طرف سے کیسے ساتھ استہزاء اور تنہی کر لی جہالت ہے جیسا کہ اسی سورہ میں آویگا کہ قالوا انما نزلناہ فی آتال آتھن ذی اللہ ان آتھن من الجاہلین لیکن استہزاء کے جواب میں استہزاء کرنا عین حکمت اور کمال انصاف ہے جیسا کہ اس آیت میں آتھن ہو خصوصاً حب کوئی محبوبوں اپنے سے استہزاء کرتا ہے تو محبوبوں کی طرف سے واسطے انتقام کے جواب استہزاء کا دینا عالم محبت میں واجبات سے ہے اور اس آیت میں اس مقصد کی نظر سے کمال بزرگی شان خالص مسلمانوں کی نکلتی ہے کہ حق تعالیٰ ان کی حمایت کے واسطے استہزاء منافقوں کا جواب آپ ان کی طرف سے دیتا ہے اور بھی اس آیت میں دلیل صریح ہے اور بر رد کرنے وجوب اصل کے کہ مذہب معتزلوں کا ہے اس واسطے کہ رکھنا منافقین کا سہارا اور سیاه دلی میں کسی دہرے منافقوں کے حق میں صلح نہیں ہے اور لغت عرب میں صیحا

جمل ہوئی پس مَنَکَلَهُمْ یعنی تمثیل اون کی اسکوۃ نظری اور غلط فہمی اور خریدنے گمراہی اور تاریکی کی ہدایت اور نور کے بدلے میں مَنَکَلِ الَّذِی اسْتَقْبَلَکَ نَارًا یعنی مانند تمثیل اوس شخص کے ہے کہ روشن کیا اوسنے اگل کو تاکہ شعلہ اوسکا بلند ہوا و بسبب اوسکی روشنی اور گرمی اور پکانا طعام کا اور اوسنافع اگل کے حاصل ہونیں ایسی ہی اس گروہ نے بھی چاہا کہ نونچلی ایمان کا کہ ہر شخص کی استعداد میں رکھا ہے بچ صحبت پیغمبر علیہ السلام اور قاتل اہل ایمان کے روشن اور قوی کریں تاکہ منافع اوس نور کے کہ ظاہر ہونا حقائق اور معارف کا اور گرمی شوق اور ذوق کی عبادتوں اور ذکروں میں اور نچتہ ہونا اخلاق اور خصلتوں کا ہے حاصل ہوویں فَلَمَّا أَهْلَکَ مَا لَمْ یَلْمِزْ یعنی پس جسوقت کہ روشن کیا اوس اگل نے گرد و پیش روشن کرینوالے کا اور قدرے روشنی اوسکی سے آنکھ اوسکی کھل اور دیکھنے لگا اور جزائے لمبا کی محذوف ہے یعنی اطفاء ہا حاصل یہ ہے کہ اوس اگل کو بچھا دیا اس گمان سے کہ اب مجھ کو کیا حاجت ہے کہ اوس اگل کو روشن کروں اس واسطے کہ آنکھ میری کھل گئی ہے خود بخود ہر چیز کو میں دیکھ لوں گا اور جس قدر گرمی کہ میں نے حاصل کی ہے مجھ کو کفایت کرے گی بہتر یہ ہے کہ تاریکی میں بیٹھوں اور محنت رشتہ کرنے اگل کی نگہیں اور منت طلب کرتے لکڑی اور بھوس وغیرہ کی نہ اوٹھاؤں ایسے ہی گروہ بسبب صحبت مہر سہری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مسلمانوں میں بلجائیکہ ٹھوڑی سی بینائی بصیرت کی پیدا کر کے قناعت کرینوالے ہوئے اور یہ جاننا کہ جان اور مال ہمارا کہ گرد اور پیش ہمارے ہی حمایت مسلمانوں میں داخل ہوا اب کس واسطے محنت مراتب ایمان کو طے کرنے کی کھینچنی چاہئے اور تلخی جدائی رشتہ داروں اور کنبے کے لوگوں کی اور چھوڑنا وطن کا کیا ضرور ہے جب اسی حالت میں مرے ذَهَبَ اللَّهُ بِنُجُوہِ یا کھل بے گیا اللہ نور اوں کا کہ حاصل کیا تھا اس واسطے کہ فائدہ اوسکا فقط نگاہ رکھنا جان اور مال کا تھا اویہ فائدہ بعد مرنے کے جاتا رہا وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا یُبْصِرُونَ یعنی اور چھوڑا اون کو حق تعالیٰ نے بعد مرنے کے اندھیروں میں کہ ہرگز کسی چیز کو نہ دیکھتے ہیں اور کسی وجہ سے جیلہ خلاصی کا اون تاریکیوں سے اونچی نظر میں نہیں آتا ہے

مضمین
تاریکی
بچہ
بچہ یا اس
توجہ
اور اس
سوئی روشن
واری نہیں
اور عجب
نہ کے اگل
سوت دیکھ
واری نہیں

اور ظلمات کو جمع اس واسطے لائے ہیں کہ ان منافقوں کو بعد مرنے کے کئی قسم کے اندھیرے گھیر لیں گے اول اندھیرا کفر کا دوسرا اندھیرا مکر اور فریب کا کہ اللہ سے اور مسلمانوں سے کرتے تھے تیسرا اندھیرا جھوٹ اور افترا کا کہ اپنے تئیں مومن کہتے تھے چوتھا اندھیرا طعن کرنے اور برا کہنے مسلمانوں خالص کا کہ اُن کو احمق اور بے وقوف کہتے تھے پانچواں اندھیرا بہل مرکب کا کہ فدا اپنے کو اصلاح جاتے تھے چھٹا اندھیرا گناہوں اور شہوتوں کا کہ ان میں گرفتار ہو کر پیشہ نفاق کو جیلہ اپنے اعمالِ شنیعہ کا قرار دیا تھا سাতواں اندھیرا سختیوں اور ہولوں اور سچے لکے کا کہ طرح طرح کے عذایوں اور غصہ لہی میں گرفتار رہوں گے پس یہ تمثیل اول کی ہے اگر نہیں لیکن یہ لوگ دنیا میں جہنم یعنی ہرے ہیں ہرگز حق بات کو نہیں سنتے ہیں اور اگر سنتے ہیں تدارک حال اپنے کا نہیں کرتے ہیں اس طرح سے کہ ایساں ظاہر ظاہر کریں اور عذرِ تقصیروں اپنے کا کہ پیغمبر کی جناب میں اور مسلمانوں خالص کے حق میں کی نہیں زبان سے عمل میں لاویں نہ لائے اس واسطے کہ وہ لوگ جگہ لینے لگوں گے ہیں سوائے کفر کے کہ اُن کے دلیں بہرا ہوا ہے اور کچھ زبان سے نہیں کہہ سکتے اور اگر بناوٹ اور تکلف کی راہ سے قصد گویائی کا بھی کریں پس اس وقت درپے تدارک اور اصلاح حال اپنے کے ہوویں کہ بہلائی ایمان کی اور برائی نفاق کی نظر کے سامنے آوے لیکن خرابی ایمان کی اور زبونی نفاق کی بسبب گھیر لینے تاریکیوں کے اُن کی نظر سے غائب ہے اس واسطے کہ وہ لوگ غمی یعنی اندھے ہیں کہ خوبی اور برائی ہشیاؤں کی نہیں دیکھ سکتے فقہ یعنی پس یہ لوگ ہر چند قصد پھیرنے اس معاملہ کا کریں لیکن سکتے کہ یوجعون یعنی ہرگز نہ پھر سکیں گے اس واسطے کہ بعد موت کے کہ جو چیز کہ دنیا میں جو ہر روح کے اندر محکم ہوئی ہرگز دوزخ میں نہ ہو سکتی اور تدارک اس کا امکان کے درجہ سے باہر ہے اور جتنے حواس اور قوتیں ہیں اس وقت میں تابع اسی کیفیت کے کہ دلیں ٹیٹی ہوئی ہوئے ہیں اور مخالف اس کے دیکھنا اور سننا اور کہنا اس حال میں کسی سے نہ ہو سکے گا لیکن آثار جزا اس کیفیت کے اسی کیفیت کے ساتھ ترتیب ہوں گے اس واسطے کہ وہ کیفیت ملزم ہو اور آثار اس کے

تفسیر
فیہ
اور
پانچواں
بظہر
سابع
بار دا ہونا
بنا فائدہ
استقام
اور جبر
نہ
کشت اور

لازم ہیں اور بلوروم کا وجود بغیر لازم کے متحقق نہیں ہوتا ہے اور ان آثار کے واسطے
علیحدہ سننا اور دیکھنا اعتبار کرنا ضرور نہیں بلکہ اس کیفیت کے ادراک کے ساتھ
انکار ادراک بھی موجود ہوگا اور یہی ہیں معنی عذاب کے اور اس واسطے اجاع اہل عقل اور
اہل شرع کا اسیر ہے کہ بعد موت کے کسب دنیا کا ممکن نہیں اور وہ کسب کہ زندگی
میں کئے تھے اور کمادور کرنا بھی ممکن نہیں جیسا کہ سوہنی ہسٹریل میں فرماتے ہیں وہی
انسان الزہناء طائشہ فی عنقہ یعنی ہر انسان چپٹا دی ہے ہنسنے بڑی قسمت اوسکی
بچ گردن اوسکی کے اور جو کہ دوسری آیتوں میں فرمایا ہے کہ کافر اور منافق بعد
موت کے قیامت کے دن تیز حواس ہوویں گے اور سننا دیکھنا اونکا تری ترکا
جیسا کہ سورہ مریم میں کہ اسمعہم والیر یوم یا تو تاپس مخالف اس آیت کہ نہیں اسوا
کہ تیزی حواس اون کے کی اس بات میں ہوگی کہ جزا اعمال اپنے کی کہ زندگی میں کئے تھے
نحوی معلوم کریں گے اور تیزی حواس کی اس واسطے نہوگی کہ حق کو دریافت کریں اور
اگر دریافت کرنا حق کا بھی اول کے نصیب میں اوس عالم میں ہوگا محض بطریق حشر
اور افسوس کے ہوگا نہ واسطے کسب تہذیب کے کہ مفید پڑے مانند دق والے کے کہ اگر
اوسکو اخیر درجہ ذوق کے میں سورہ تہمیر اپنی بستہ ضروریہ اور اسباب مرض میں ظاہر
ہوے بخیر حسرت اور مذمت اور تاسف کے کچھ اثر نہ رکھے اعداؤ اللہ من امثال ہذہ الحالات
فی الدنیا والاخرہ اور ہو سکتا ہے کہ جواب لما کا ذهب اللہ بنی رہم ہووی اس واسطے کہ تمام عمر
اول کی بچ روشن کرنے گرد پیش اپنے کے گذری اور جسوقت اس جہان سے روانہ
ہوئے اوس نور کو گم کیا اور اکثر مفسرین نے ذهب اللہ بنی رہم کو تشبیہ و تمثیل میں داخل کیا
ہے اور نور کے بجائے سے مراد بچ رکھی ہو کہ دنیا میں توفیق بندگی کرنے کی اول کو چھوڑ
نہوئی اور خدا لان میں مبتلا رہے لیکن اس تقدیر پر ایک خدشہ قوی ہے اس واسطے
کہ اثر ایمان لسانی اونکی کا کہ مراد اوس سے نور ہے دنیا میں اول کے واسطے مہمل کچھی
اون سے جدا نہیں ہوا اور ہمیشہ جان اور مال اول کے محفوظ رہے اور مسلمانوں کو اونکو
تعرض نہ کیا پس معنی ذهب اللہ بمعہم کہ کیا ہوویں گا اور اثر ایمان اون کو کا زیادہ اس سے

نہ تھا کہ بیان ہوا اور وہ زائل نہیں ہوا کہ اوس کے بدل میں تاریکی لائی جاتی پس نہیں
مگر حالت آخرت کی کہ بعد موت کے درپیش آوے گی اور ہر چند یہ تمثیل بیچ بیان کرنے خسارہ
متافقین کے کہ گمراہی کے خریدنے اور ہدایت کے دینے میں لائی گئی ہے کافی اور شافی ہے
ایسا اگر حال اون کے پر کہ بعد خرید فروخت کے ہوا نظر کیجاوے اور نفرت تام اور روگردانی
مالا کلام کے کہ اون کو سبب ہدایت کے سے ٹھوہریا ہی دیکھا جاوے تمثیل دوسری موقوف
حال اون کے کے پڑتی ہے پس سننے والے کو اختیار ہے اگر چاہے اسی تمثیل پر قناعت
کرے چاہے دوسری کو بھی ملاحظہ کرے جیسا کہ فرماتے ہیں آوے یعنی یا تمثیل اونکی خرید کرنے
مگر ابی اور ہدایت کے دینے میں باوجود متفرق تام کے اسباب ہدایت کے سے تصدیق
السماع یعنی مانند اوش شخص کے سے کہ جگہ بہت میٹھ وال سے کہ آسمان سے برستا ہے بھاگ کر
اوس کے بدلے میں قحط والی جگہ کو اختیار کرے جب یہ گروہ منافقوں کے اسلام سے کہ مکہ
بارش نفع ملوں گا اور جگہ اوترنے روشنیوں اور برکتوں مرضیہ الہی کی ہے آسمان سے
بھاگ کر کفر کو کہ وہ جگہ قحط کی ہے نہ علم قحط دینے والا اوس میں آسمان سے رستا ہے
اور نہ روشنیوں اور برکتیں اعمال صالحہ کی اوس میں نزول کراتی ہیں مابوی اور مسکن ہوا
اختیار کیا اور اپنے خیال میں اس معاوضہ کو عین حکمت اور دانائی جانتے ہیں اسوائے
کہ بارش کی جگہ میں خوف تکلیفوں کا رکھتے ہیں بسبب اسکے کہ **فِي ظُلُمَاتٍ يَفِينِ**
اوس میں اندھیرے ہیں اول اندھیرا البر کا کہ نہایت گہرا ہے کہ ہر تھ او سکی گویا
ایک اندھیرا جدا جدا ہے دوسرا اندھیرا بوندوں بے شمار کا کہ تل کر برستی ہیں تیسرا
اندھیرات کا اور ہر چند ذکر رات کا اس تمثیل میں صراحتہ نہیں آیا لیکن ذکر کرنے پر
اور کما اضاء لهم مشافہہ و اذا اظلم عليهم قاموا سے قریب تصریح کے ہو گیا کہ بھرات
ہی کا ذکر ہے اسوائے کہ یہ حالت نہیں ہوتی ہے مگر رات میں **وَرَعَدٌ** یعنی اور اوس
میٹھ میں اواز مہولناک ہو کہ سنی جاتی ہے ابر سے خواہ بسبب ٹکرانے بادلوں کے ہو یا بسبب
پھاڑنے اجزاء و خانہ کے قوی یعنی اور اس میٹھ کے اندر بجلی بھی چمکتی ہے کہ اکٹھ کو خیرہ
کرتی ہے ایسے ہی یہ گروہ منافقوں کے اسلام لانے میں اذیتوں کا خوف رکھتے

تفسیر
میں
اور تفسیر
کرتے ہوئے
جی رہے
ایسے ہی
کرتے ہوئے
اور فرماتے
ہوئے

ہیں اور سطا عن جاہلوں کے اور مشقتیں جہاد کی اور گھر بار کو ترک کرنا اور کنبے قبیلہ سے جدا ہونا اون کی نظر میں تاریکیاں دکھائی دیتی ہیں اور تہدیات شرعی کہ اوپر شہوت رانی اور غصہ کے اسلام میں سنتے ہیں ماندر عد سخت کے اون کے جگروں کو بھاڑتے ہیں اور انوار جلالیہ کہیہ کہ دلیلوں اور معجزوں سے چمکتے ہیں بنیائی بصیرت کو کو خیر کرتے ہیں اور اون کو ماندر بجلی کے جانتے ہیں بلکہ جیسے بھاگنے والے مینہ کی جگہ سے یَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ یَنۢیۡ لَآئِیۡہِیۡں اونٹلیاں انہی فی اِذَا اٰیٰہِیۡمۡ بیچ سوراخ کا اون اپنی کے ڈر سے مِنَ الصَّیۡقِ اِیۡیۡ یٰنۢنۡہِ تاثیر آوازوں تندر عد اور گرنے آگ بجلی کی سی حَدَّ الْمَوٰتِ یٰنۢنۡہِ لبیب خوف مرنے کے کہ مبادا وہ آواز تندر عد مل کو بھینچا دے اور موت کی طرف پہنچ جاویں ایسے ہی گروہ منافقوں کا سنتے تہدیات شرعیہ کے سے کان اپنے بند کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ سنتے اس تہدیات مولناک سے شہوت اور غصہ کہ باعث لذتوں زندگی کا ہے مرتا ہے اور بھی بھاگنا اون کو کچھ فائدہ نہیں کرتا ہے اس واسطے کہ یہ لوگ مذکورہ سے نہیں چھوٹ سکتے وَاللّٰہُ حَیۡطُ بِالْکٰفِرِیۡنَ یعنی اور خدا ہر طرف سے پکڑنے والا ہر کافروں کو قہر اس کے سے خلاصی نہیں پائیں گے اس واسطے کہ اگر قہر شرعی اس کے سے بھاگے قہر تکوینی اس کو سے کس طرح بھاگیں گے یعنی اگر اللہ تعالیٰ اون پر عذاب کرے گا ہر گز نہیں بھاگ سکیں اور اگر سنتے تہدیات قرانی سے کالوں اپنوں کو بند کیا سنتے آواز گھوڑوں غازیوں اور آواز تلواروں اور نیزوں مجاہدین اور نعرے تندر عد اون کے سے کیونکر کان اپنے بند کر سکیں گے اور جیسا کہ مینہ سے بھاگ نے والوں کو چمک بجلی کی موجب خوف کا ہوتا ہے ساتھ اس حد کے یَاۡکَادُ الْاَبۡرَاقِ یَحۡطَفُ الْاَبۡصَارَہُمۡ یعنی نزدیک ہے کہ تیزی چمک بجلی کی بنیائی آگنی اوچک لے اور اون کو اندھا کرے ایسی ہی روشنیاں دلیلوں طاہر کی بنیائی بصیرت ان خفاش خصلتوں کی کو اندھا کرتی ہیں اور جیسا کہ مینہ سے بھاگنے والوں کو لبیب تاریکیوں بارش کے حیرت اور بائیں داہنے چلنا سرزد ہوتا ہے ساتھ اس حد کے کَلَّمَآۡہُمۡ یعنی ہر گاہ کہ روشن ہوتا ہو

واسطے اون کے عالم بسبب جہنمی بجلی کے مَشْقُوقِینے راستہ چلتے ہیں اور کسی روشنی
 میں ایسے ہی گروہ منافقین کے جسوقت غلبہ نور اسلام کا اور ظاہر ہونا معجزاتِ قویہ کا پانچ
 ہیں ظاہر ہیں اور طریق حق کے مستقیم ہوتے ہیں و اور جیسا کہ بھاگتے والے مینہ
 کے اِذَا اَظْلَمَ یعنی جسوقت تاریک ہوتا ہے یہاں عَلَیْہِمْ یعنی اوپر اون کے بسبب
 چلے جانے روشنی بجلی کے قَامُومَ یعنی بڑھ جاتے ہیں اور راستہ نہیں چل سکتے ایسی ہی
 یہ گروہ منافقوں کے جسوقت کوئی اذیت اور مشقت اونکی اوپر اسلام میں ظاہر ہوتی ہے
 ایسے کفر پر جاتے ہیں اور کلمے بے ذہنی اور لفاق کے اون سے ظہور میں آتے ہیں اور یہ
 نہیں سمجھتے ہیں کہ فیہم ہر چند اس قسم کی مشقیں اور اذیتیں رکھتا ہے اور اوپر حاسد سمع اور
 مینائی کے صدر نہ بھجنا ہے لیکن جو نفع کہ اس سے امید کیئے جاتے ہیں ہزاروں حصہ
 زیادہ اوٹھانے ان مشقتوں اور قبول کرنے ان صدموں کے سے بہتر ہیں اور باوجود
 اسکے بھاگنا اس سے فائدہ نہیں کرتا ہے اس واسطے کہ اسباب مشقت کے کارخانہ
 خدائی میں منحصر اس میں نہیں ہیں کفر میں بھی اسباب مشقت کے بہت ہیں اور صدمے
 جو اس کے بھی منحصر اس میں نہیں ہیں بہت ہیں کفر کی حالت میں بھی پھنستے ہیں بلکہ باوجود اس قدر
 اون کی کہ کہ اون انگلیاں اپنی بسبب خوف و ازرِ عد کے کانوں میں کرتے ہیں اور چمک
 بجلی کی سے بھاگتے ہیں خدا سے تعالیٰ کو طاقت ہے کہ کان اون کے بہرے اور انکھیر
 اونکی اندھی کرے بلکہ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَذَہَبَ بِسَمْعِہُمْ وَاَبْصَارِہُمْ یعنی اگر چاہے اللہ تعالیٰ
 یجاوے شنوائی اونکی اور بینائی اون کی بغیر رعد اور بجلی کے اس واسطے کہ اِنَّ اللّٰہَ
 عَلٰی شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور قدرت اور قوت کی محتاج
 طرف کسی سبب کے نہیں اور کوئی مانع اونکو منع نہیں کر سکتا جو چاہے اپنی قدرت
 سے کرے پس جو جگہ کہ اس میں نفع بے نہایت ہے تھوڑے ضرر کے خیال سے
 اس واسطے چھوڑنا چاہئے علی الخصوص کہ چھوڑ دینے میں بھی یقین خلاصی کا اس
 ضرر سے نہ ہو باقی رہے اس جگہ کئی سوال کہ مفسرین اس مقام میں درپے
 جواب اون کے کہ ہوتے ہیں اول یہ کہ فَلَمَّا اَفْضَاهُ مَلٰئِکَۃُ لَکَ لفظ کو مناسب

تفسیر
 کہ ان اور
 ہر ایک میں
 ہر گروہ
 بلکہ ہر ایک
 کہ ان اور
 اور ان

ایسا تھا کہ ذہب اللہ بقولہم فرماتے ذہب اللہ بنوہم کس واسطے لائے کیونکہ
لفظ اضافت میں مادہ ضمو کا موجود ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ضمو کا استعمال بیشتر
بالذات کے اثر میں ہوتا ہے اور نور عام ہے خواہ اثر مضی بالذات کا ہو خواہ اثر مضی
بالعرض کا جیسا کہ بیچ آیت هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا کے طرف اوس کی
اشارہ ہے پس بیچ مقام بیاں بے اثر ہونے اوس آگ کے ذہب اللہ بنوہم مستحب
زیادہ ہونا کو دلائل کو دیکھ کر اس پر اس کے کہ اثر اوس آگ کا خواہ بواسطہ ہو خواہ بیواسطہ سب برابر لگیا
اور کچھ نام اور نشان اوس کا باقی نہ رہا یہ توجیہ جواب کی اوپر اوس تقدیر کو ہے کہ
ذہب اللہ بنوہم تمثیل میں داخل اور جواب لیا کا ہوا اور اگر موافق تفسیر لکھی ہوئی کے
ذہب اللہ بنوہم بیان حال منافقین کا ہو بعد مرنے کے اور داخل تمثیل میں نہ ہو پس
وجہ اسکی یہ ہے کہ ضمو کا استعمال ظاہر کی روشنی میں ہوتا ہے اور اسکی منظور زیادہ
کرنا روشنی ایمان کا تھا کہ معنوی ہے پس استعمال لفظ نور کا ضرور ہوتا کہ خیال سننے
والے کا طرف روشنی ظاہر کیے بجائے دوسرا سوال یہ ہے اس آیت میں کہ حال دنیاوی
کافروں کا اوس میں بیان ہے اول پہرا ہونا بعد اوس کے گونگا ہونا بعد اوس کے
اندھا ہونا بیان فرمایا ہے اور دوسری آیت میں کہ سورہ نبی اسرائیل میں ہے یٰٰنور
وحشر ہم یوم القیۃ حلّی وجوہہم عیا ویکما وصما بیان حال اخروی کافروں کا
اوس میں ہے اندھے ہونے کو اوپر گوں گے ہونے کے اور گونگے ہونے کو اوپر
بہرے ہونے کے مقدم کیا لکن بیچ بدلنے اس اسلوب کے کیا ہے جواب اس کا
یہ ہے کہ دنیا میں حقائق الہیہ اور حقائق اخرویہ معنی اور پوشیدہ ہیں اور اکثر آدمی
اون حقائق سے اندھے ہیں کہ علم انکا نہیں رکھتے اور طریق اون کے معلوم کرنے
کا یہی ہے کہ واعظین اور مرشدین اوپر متبرکہ کہ اون حقائق کو دیکھتے ہیں اور طرف ہماری
..... پہنچاتے ہیں اون کے فرمانے کو سنتے ہیں اور بعد سننے کے اگر شبہ اور حجاب کسی طرح کا
باقی رہے تفتیش اور تحقیق کرتے ہیں بعد تحقیق کے نشانیاں حقیقت کی ظاہر ہوتی ہیں اور حجاب
اٹھ جاتا ہے اور اندھا بین نہیں رہتا پس فقدان ان قیوں مرتبوں کا دنیا میں

اسی ترتیب سے یاد فرمایا اور آخرت میں کہ حجاب بالکل اوٹھ جاوے گا اور پردہ نہ رہے گا اور آدمی ہر شے خود بخود معلوم کر لے گا و اعطا اور مرشد کی اس جگہ درکار نہیں کہ الیمان کا محتاج الی الیمان پس طریق گم ہو جانے دریافت خالق کا اس مقام میں بھی ہر پہلے انگلیں حقیقت کی اندھی ہو جاویں بعد اوس کے کہ سوال اور تفتیش کا کہ حرف اور صورت بجا رہے بعد اوس کے اگر بغیر سوال اور تفتیش کے بھی کوئی آواز کان میں پہنچے محسوس نہ ہوگی لاچار آخرت کی نسبت سے یہی ترتیب مناسب زیادہ ہوئی تیسرا سوال یہ ہے کہ لفظ ان کا کلام عرب میں شک کے واسطے آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خبروں میں شک کی گنجائش نہیں پس استعمال کلمہ ان کا بیچ ان کھیل من السماء کی کیا وجہ رکھتا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ اصل میں کلمہ ان کا کلام خبری میں واسطے شک کے ہے لیکن جسوقت کلام خبری میں متضمن تنخیر اور تسویہ کے ہو لفظ او کا شک کے معنوں سے مجرد کر کے لاتے ہیں اور تسویہ اور تنخیر میں استعمال کرتے ہیں اور اس جگہ واسطے ظاہر کرنے اس کے کہ دو تشبیہیں جواز میں برابر ہیں اس کلمہ کو لائی ہیں اصل کلام کا یہ ہے کہ منافقوں کے حال کی تشبیہ دو نوطح جائز ہے خواہ مشبہہ ان کے حال کا حال روشن کرنے والے آگ کا کہ جلدی سے اپنی آگ کو اوسنے بجھا دیا کیا جاوے بیٹے جیسا اوس شخص نے اپنی آگ بجھا کر نقصان اور خسارہ پایا ایسا ہی ان منافقوں نے بھی کہ آخرت کے بدلے میں دنیا کو لیا اور ہدایت کے عوض میں ضلالت کو خرید اخسارہ اور نقصان حاصل کیا اور خواہ مشبہہ اس کا حال اوس شخص کا گردانا جاوے کہ منیچے سے بھاگتا ہے اور بعد اور تاریکی سے ڈرتا ہے بیٹے جیسا کہ وہ شخص نفع کی جگہ سے بسبب تھوڑے سے خوف کے بھاگتا ہے یہ لوگ بھی بسبب وحکم کرنے تھوڑے ضرر کے اور خوف مشقت کی کہ سلام میں ہے بڑے بڑے فائدوں کو ترک کرتے ہیں پس سامع کو اختیار ہے خواہ اس تشبیہ کو سنے یا اوس تشبیہ کو کہ دو تشبیہیں سچ تصویر حال اونکو کے برابر ہیں چوتھا سوال یہ ہے کہ منہ سوائے آسمان کے اور طرف سے نہیں آتا پس فائدہ لفظ من السماء کا کیا ہوا جواب اس کا یہ ہے

کہ کبھی بارش کا اور چیزوں میں بھی جتنیں منفعت ہے مجازاً استعمال کرتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں فلانی جگہ نسبت برستی ہے اور فلانی شہر میں زبردست ہے پس واسطے دفع کرنے تو ہم اس مجاز کے اس لفظ کے ساتھ تاکید کرن ضرور ہوئی تاکہ کوئی لفظ صیب کو اوپر بیٹھ مجازی کے محمول نہ کرے جیسا کہ بیچ اذا استیفظ احدکم من منامہ میں کہا ہے کہ غرض زیادہ کرنے لفظ من منامہ کی سی دوکرنا اس توہم کا ہے کہ کوئی استیطاق کو اوپر خبر داری خواب غفلت کی جمل نہ کرے اور اوپر اسی قیاس کے بیچ لفظ ولا طائر یطیر بجنناحہ کے کہا ہے کہ کوئی طیران کو ساتھ طیران ہمت کے تاویل نہ کرے والا طیران جناح ہی سے ہوتا ہے اس کے زیادہ کرنے کا کچھ فائدہ نہیں پانچواں سوال یہ ہے کہ کانوں میں سر اونگلی کا ڈالتے ہیں نہ تمام اونگلی میں مناسب ایسا تھا کہ یجعلون انا ملہم فرماتے نہ اصابعہم اس واسطے کہ ہر ایک تمام انگلیوں کو کہتے ہیں جواب اس کا یہ ہے کہ ڈالنا اونگلی کا سورخ کان میں اس بات کو نہیں چاہتا ہے کہ ساری اونگلی اوس کے اندر داخل ہو جاوے بلکہ سر اونگلی کا جسوقت کان کے سورخ میں گیا کہہ سکتے ہیں کہ اونگلی کان میں آئی اور لفظ اصابع کے لانے میں کہ نام تمام اونگلی کا ہے ایک نوع کا ساتھ سمجھا جاتا ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ بسبب کمال خوف اور ڈر کے چاہتے ہیں کہ تمام اونگلیاں اپنے کانوں کے سورخوں میں ڈال لیں تاکہ کسی وجہ سے اواز نہ سخت رہد کی اون کے کان میں آوے چنانچہ سوال یہ ہے کہ منیہ ابر سے برستا ہے نہ آسمان سے پس ان کصیب من السماء کے کیا معنی ہوں جواب اس کا یہ ہے ہر چند کہ منیہ ابر سے برستا ہے لیکن پیدا ہونا ابر کا موقوف اوضاع آسمانی پر ہے جیسا کہ اگلی آیت میں مذکور ہے پس کہہ سکتے ہیں کہ منیہ آسمان سے آتا ہے سہذا مراد آسمان سے طرف آسمان کی ہے نہ جرم آسمان کا اور ابر آسمان کی طرف میں ہے اگرچہ آسمان میں نہ ہو اس جگہ حکمت والوں نے کہا ہے کہ جسوقت قوتیں فلیکیہ عناصر میں تاثیر کرتی ہیں بسبب گرمی پیدا کرنے اور تخیر کے عناصر حرکت میں آتے ہیں اور کہیں مخلوط ہوتے ہیں اور عناصر کے آپس میں ملجانے سے مخلوقات طرح طرح کی پیدا ہوتی ہیں مثلاً جب گرمی

تفسیر
محیطی
رو
پانچواں
سوال
یہ ہے کہ
کانوں میں
سر اونگلی
کا ڈالتے
ہیں نہ تمام
اونگلی میں
مناسب ایسا
تھا کہ یجعلون
انا ملہم
فرماتے نہ
اصابعہم
اس واسطے
کہ ہر ایک
تمام انگلیوں
کو کہتے ہیں
جواب اس کا
یہ ہے کہ
ڈالنا اونگلی
کا سورخ کان
میں اس بات
کو نہیں چاہتا
ہے کہ ساری
اونگلی اوس
کے اندر داخل
ہو جاوے بلکہ
سر اونگلی کا
جسوقت کان
کے سورخ میں
گیا کہہ سکتے
ہیں کہ اونگلی
کان میں آئی
اور لفظ اصابع
کے لانے میں
کہ نام تمام
اونگلی کا ہے
ایک نوع کا
ساتھ سمجھا
جاتا ہے گویا
ارشاد ہوتا ہے
کہ بسبب کمال
خوف اور ڈر کے
چاہتے ہیں کہ
تمام اونگلیاں
اپنے کانوں کے
سورخوں میں
ڈال لیں تاکہ
کسی وجہ سے
اواز نہ سخت
رہد کی اون کے
کان میں آوے
چنانچہ سوال
یہ ہے کہ منیہ
ابر سے برستا
ہے نہ آسمان
سے پس ان کصیب
من السماء کے
کیا معنی ہوں
جواب اس کا
یہ ہے ہر چند
کہ منیہ ابر سے
برستا ہے لیکن
پیدا ہونا ابر کا
موقوف اوضاع
آسمانی پر ہے
جیسا کہ اگلی
آیت میں مذکور
ہے پس کہہ
سکتے ہیں کہ
منیہ آسمان سے
آتا ہے سہذا
مراد آسمان سے
طرف آسمان کی
ہے نہ جرم
آسمان کا اور
ابر آسمان کی
طرف میں ہے
اگرچہ آسمان
میں نہ ہو اس
جگہ حکمت
والوں نے کہا
ہے کہ جسوقت
قوتیں فلیکیہ
عناصر میں
تاثیر کرتی
ہیں بسبب
گرمی پیدا
کرنے اور تخیر
کے عناصر
حرکت میں آتے
ہیں اور کہیں
مخلوط ہوتے
ہیں اور
عناصر کے
آپس میں
ملجانے سے
مخلوقات
طرح طرح کی
پیدا ہوتی
ہیں مثلاً جب
گرمی

موسم گرمی کے عناصر میں تاثیر قوی کرتی ہے دریا سے بخار اور زمین سے دھواں اٹھتا ہے اور طرف آسمان کے جاتا ہے پس دھواں کبھی ہوا کے مقام سے اُگے بڑھ جاتا ہے اور کرۂ اُگ تک پہنچتا ہے اور وہاں جا کر روشن ہو جاتا ہے اور کبھی کئی روز تک اس کا روشن ہونا باقی رہتا ہے اور ستارۂ دم دار کی صورت اور نیزہ کی شکل نمودار ہوتی ہے اور اگر جلدی سے بعد روشن ہونے کے غائب ہو جاتا ہے شہاب ہوتا ہے اور کبھی مشتعل نہیں ہوتا ہے بلکہ احتراق قبول کرتا ہے اور علامات سرخ و سیاہ آسمان اور زمین کے درمیان ظاہر ہوتی ہیں اور بخار زمین سے جب اٹھتا ہے کئی قسم ہوتا ہے اور بہت بلند جاتا ہے اور ایسے مکان پر پہنچتا ہے کہ عکس شعاع آفتاب گھڑ زمین سے اٹھتا ہے اس مکان تک منقطع ہو جاتا ہے اور سردی اور جم جانا قبول کرتا ہے اور قطرہ قطرہ ہو کر زمین پر گرتا ہے اس بخار جبے ہوئے کو ابر کہتے ہیں اور کبھی اتنا لطیف نہیں ہوتا ہے بلکہ ثقل بھی اس میں موجود ہے اور اسی واسطے بہت بلند نہیں جاتا ہے اور یہ بخار بسبب سردی کے آخرات کو جلدی سے منجمد ہو کر گرتا ہے اور اس کو شبنم کہتے ہیں اور کبھی بسبب شدت سردی ہوا کے بخار رہتے ہیں جم کر زمین پر گرتے ہیں اور اس کو اولہ کہتے ہیں اور بھی کہا ہے کہ جسوقت بخار اور دھواں اور غبار مخلوط ہو کر زمین سے اوپر کو اٹھتے ہیں اور بعد اٹھنے کے آپس میں جدا ہوتے ہیں غبار اولہ پھرتا ہے اور موتند چلتی ہے باؤ گولہ پیدا ہوتا ہے اور بخار اور دھواں جسوقت برودت کی حد پر پہنچتے ہیں بخار سرد ہو جاتا ہے اور دھواں اوپر کو جانا چاہتا ہے پس باعث شدت نفوذ کرنے دھویں کے کہ اوپر کو راستہ چاہتا ہے اور سخت پیدا ہوتی ہے کہ اس کو رعد کہتے ہیں اور کبھی بسبب حرکت سخت کے وہ دھواں روشن بھی ہو جاتا ہے اور بجلی دکھائی دیتی ہے اور کبھی بسبب سردی زیادہ کے دھواں جم کر زمین پر گرتا ہے اور اس کو صاعقہ کہتے ہیں اہل حکمت کے طور پر اس طرح یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں چونکہ نظر ان کی میں تصور ہے ایسی چیزوں کی پیدائش میں سوا متعدد مادہ اور ناشیر صور نوعیہ کے کچھ معلوم نہیں ہیں

تفسیر
بکندہ
کو اور
بکندہ
میں کوئی
ایسا نہ
کون کوئی
ہو
کے (ق)
اور غار

کتاب ہدایت ہے واسطے متقیوں کے کہ پانچ فرقوں کو شامل ہے اب بیچ بیاں اوس چیز کے کہ مقصود نازل کرنے اس سورۃ کے سے شروع فرمایا اور اوپر طریق حاصل کرنے تقویٰ کے کہ سبب نفع پکڑنے کا ساتھ ہدایت قرآن کے ہے دلالت فرمائی گویا ایسا فرماتے ہیں کہ حقیقت جاننا کہ یہ کتاب واسطے ہدایت متقیوں کے نازل ہوئی پس چاہئے کہ فکر تقویٰ حاصل کرینا کریں اور استقامت حاصل کرینا کام سے سنیں **يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا إِلَهَكُمْ** یعنی اے آدمیوں! کہ وہ تم پروردگار اپنے کی اویں فقول کی مثل نہو کہ بچہ گروہ دین اسلام سے کہ مراد نفع ہے سبب تارکینوں اور شرکاء و عدا و غیہ کے بھاگتے ہیں جیسا آدمی نیچے سے کہ عین رحمت ہے بسبب خوف اندھیرے اور عدا و برق کے بھاگتے ہیں اور ایسی تمثیل اپنے اوپر مطابق نکر کہ فقط منافقوں کو تہہ نظر کے حال بیان کرنے کے واسطے لائی گئی ہے اور مفید علمی نہیں پس یہ تمثیل معارض لائل قطیہ کے کہ اوپر واجب ہونے عبادت کے دلالت کرتے ہیں نہوگی پھر جو شخص اس اصل حکم کو چھوڑے اور ایسی تمثیل ضعیف کے ساتھ تمسک پکڑے گویا اثبات سے نکل گیا اور مفہوم لفظ ناس کے سے باہر ہوا اور اصل وس تمسک کا یہ ہے کہ حقیقت ربوبی کی معبودیت کو تقاضا کرتی ہے اور حقیقت عنایت کی عبادیت کو چاہتی ہے خصوصاً وجوہ رب نے بندہ کو ایسی بڑی نعمت دی ہو کہ تمام نعمتیں بعد اوس نعمت کے موجود ہوتی ہوں اور وہ نعمت نعمت پیدا کرنے کی ہے کہ ذات بندہ کو بھی عدم سے طرف وجود کے لایا اور واسکے صول کو بھی یعنی جن سے یہ پیدا ہوا ہے اسی نے نعمت کی نعمت کیا ہوا واسطے کہ پروردگار وہ نعمت ہے **الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ** یعنی وہ کہ پیدا کیا ہے تم کو۔۔۔ اور ان آدمیوں کو کہ پہلے تم سے تھے باپ و دادے تمہارے اور یہ پیدا کرنا ایک نعمت ہے نہایت عمدہ اس کے بدلے میں ایسا شکر چاہئے کہ کمال درجہ کا سوا وہ عبادت ہی پس معلوم ہوا کہ عبادت کو بندہ سے واسطے نفع اپنے کہ نہیں چاہتے ہیں بلکہ **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** یعنی واسطے اسکے کہ شاکر متقی ہوتم اور ساتھ ہدایت قرآن کے کہ یہ نفع متقیوں کے ہے نصیب متقیوں کے ہے نصیب پائے والے ہوا اور اسی واسطے محققین نے کہا ہے کہ حقیقت عبادت کی صحیح کرنی نسبت عہودیت کی ہو اس واسطے کہ جب بندہ نے اپنی تمیز ممکن ہو یا تارک پنہ کو ساتھ وجوب کے پچانگا اور جب پوچھیں ممکن

تفسیر
ایلیس
کہیں
پس
اور
مفسر
وہ
اور
سجود
میں
نہ
فہم
کرتے

رب اپنے کو مالک جانیکا اور جب اپنے نہیں تھوڑا دیکھا رب اپنے کو قاهر دیکھے گا اور جب اپنی تینیں
تحت قدرت کو دیکھا رب اپنی کو قادر دیکھے گا اور جب اپنے نہیں مامور ذلیل پہچانا رب
اپنے کو آمر اور عزیز پہچانیکا اور پھر اسی قیاس کے پس حد اپنی سو تجاؤں کرے گا اور اس
قضیہ عقلمیہ کو منکس کرے گا اور اپنی قدرت اور تصرف کسی وجہ سے معلوم نہیں کرنے کا اور
آپ کو مانع غلام ذلیل کے کہ رو برو و خاوند اپنے کے کہڑا ہوا ہے اور کماحقہ کی باند
ہوئی نظر اور وہی کامیونوالا جانیکا صمعی نے روایت کی ہے کہ ایک غلام کو آگے ایک شخص
کے لئے ناکہ او سکوخرد کرے اوس شخص نے غلام سے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے کہا جو
نام تو رکھے اوس شخص نے پوچھا کیا کھائے گا کہا جو تو کھکھو کھلاوے پھر پوچھا کہ کب
پیسے کا کہا جو تو پہتا دے اوس شخص نے کہا کہ میں تجکو خریدوں غلام نے کہا کہ بندہ
کو کوئی خواہش نہیں ہوتی ہے خواہش اوسکی وہی ہے جو خواہش مولیٰ کی ہے اور پھر گاہ
معنی عبادت کے صحیح کرنا بیت عبودیت کی ہے پس امر فرمانا ساتھ عبادت کو شامل ہے
کا فرا و مسلمان کو اور بھی شامل ہے تمام مبادی اور نہایتوں عبادت کو اور اصول اور
موضوع اوسکے کو کہ تشریع الہیہ شرح اوس کی ہیں اس جگہ جانتا چاہئے کہ ہرچند حقیقت
عبادت کی مجرد متوجہ ہونے کے طرف حال نفس اپنے کے اور دیکھنے دلغ عبودیت
کے اپنے اوپر ظاہر اور روشن ہو لیکن بسبب تصور بشری اور ضعف قوت فکری کے قدرت
معبود کے راستہ کا ایسا نشان دیا ہے کہ بہت آسان اور ظاہر ہے اور معل اوسکا یہ ہے کہ ہر
اہل عقل جانتا ہے کہ میں ایک قوت میں معدوم تھا بعد اوس کے موجود ہوا اور جو چیز بعد
حادم کے موجود ہووے اوسکے واسطے ایک پیدا کر نیوالا چاہئے اور خالق میرا نہ نفس میرا
اور نہ بابا پ میرے اور نہ ہم جنس میرے اسواسطے کہ یہ سیانہ میرے عاجز ہیں اگر کچھ
بدن میرا بسبب کسی صدمہ کے اور تڑپڑے اون کو یہ طاقت نہیں کہ اوس چمڑے کو نئے
سرے سے پیدا کریں اور طبیعتیں فصلوں اور آسمانوں اور عناصر اور کواکب کے بھی ظاہر
ہو سکتیں اسواسطے کہ یہ چیزیں بھی متغیر اور تبدیل ہوتی ہیں پس خالق میرا اور چیز ہے
عجز اور حدوث اور تغیر اور تبدل اور نقصان سے پاک ہے اور وہ ذات معبود کی ہے

باقی رہیں اس جگہ کئی بحثیں کہ مفسرین نے اون میں کلام بہت کی ہے اول یہ کہ علقہ سے روایت آئی ہے کہ جس آیت کے اول میں یا ایہا الناس ہو چکی ہے اور جس آیت کے اول میں یا ایہا الذین امنوا ہے مدنی ہے اور یہ دونو قاعدے منقوض ہیں اس واسطے کہ یہ آیت مدنی ہے بالاجماع باوجودیکہ اس کے اول میں یا ایہا الناس ہے اور آیت - یا ایہا الذین امنوا اقضوا عنکم و اہلکم الذل کہ سورہ تحریم میں ہے مکی ہے اور حال یہ ہے کہ اسکے اول میں یا ایہا الذین امنوا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ معنی مکی اور مدنی کے علقہ کے کلام میں یہ نہیں کہ مکہ اور مدینہ میں اور تری ہو بلکہ مراد اسکی یہ ہے کہ جس جگہ یا ایہا الناس آیا ہے خطاب طرف مشرکین مکہ سے ہے کہ اکثر رہنے والے مکہ کے تھے اور جس جگہ یا ایہا الذین امنوا وارد ہوا ہے خطاب طرف مومنین کو ہے کہ اکثر مدینہ میں تھے اس واسطے کہ اس وقت میں کفر کے غلبہ کی جگہ مکہ تھا اور اسلام کے غلبہ کی جگہ مدینہ تھا دوسرے یہ کہ لفظ فعل کا لغت عرب میں واسطے امید اور توقع کے ہے اور امید اور توقع اس کسی کو لائق ہے کہ انجام کار سے آگاہ نہ ہو کلام الہی میں کیونکر واقع ہو جواب اسکا یہ ہے کہ حرف امید کا کلام الہی میں دو طرح سے آتا ہے اول واسطے نقل کلام حالی یا قالی بندوں کے جیسا کہ نولہ تذکرہ انجیسی اس واسطے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علی نبینا وعلیہما السلام جب وقت میں طرف فرعون کے بھیجے گئے تھے حال اوکا اس وقت کو چاہتا تھا گو وقوع میں نہ آئے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ امید کے معنی سے مجرد کر کے تعلیل محض میں استعمال کرتے ہیں اور اسی واسطے قرآن کہا ہے کہ لعل کلام الہی میں معنی کے ہے تفسیری بحث یہ ہے کہ عبادت سوائے تقویٰ کے اور چیز نہیں پس لعلکم تقویٰ بعد اہم و انکم کے ذکر کرنا ایسا ہو کہ اہم و انکم لعلکم تعبدون یا بمنزلہ اسکو ہو کہ تقویٰ انکم لعلکم تقویٰ کہیں آوری کہ کلام نہایت نامناسب ہے جواب اسکا یہ ہو کہ معنی عبادت کے صحیح کر لی نسبت عبودیت کی ہے اور تہی اس تصحیح کا منتصف ہونا ساتھ صفت تقویٰ کے ہے پس عبادت اور تقویٰ باعتبار نہایت کے آپس میں تعلق رکھتے ہیں اور باعتبار امتیاز کے فرق اور تغایر رکھتے ہیں اس جگہ کلام کی بنا اوپر

تفسیر
تعلیمی
یا اللہ
برادر گلار
توباکر
اسٹا اور
غزالی
شمس
سکا
تہی
بیان

اعتباراً بتدخال کو ہے اور مثال ہے کہ معنی التماس ہے جگہ موافق مفہوم لغوی کے پیر
کرنا اور اپنے تئیں نگاہ رکھنا ہو یعنی عبادت پروردگار اپنے کی بجائے تو تم تاکہ اپنے
تئیں اس کے غصہ سے بچاؤ اس واسطے کہ تلف کرنا حقوق کا موجب غصہ اس کے کا ہے
اور عبادت کے چھوڑنے میں تین تہ متفق ہوتی ہیں اول حق اللہ تعالیٰ کی پرورش کا دوسرے
حق عبودیت اپنی کا تیسرے حق نعمت اس کی کا کہ ترک کرنا شکر کا لازم آتا ہے اور جو
تمشیل کہ منافقین کے حال میں گزری ہے قابل اس کے نہیں کہ عبادت کے چھوڑنے
والے اس کو اپنے مطلب کے واسطے سبکدوش ہیں بلکہ وہ تمشیل اور خلاف دعاؤں کے
کے کمال مبالغہ کے ساتھ دلیل ہے اس واسطے کہ جس کو انہوں نے مشابہا گئے کا اسلام
سے قرار دیا ہے وہ حقیقت میں اسباب دخول اسلام کے سے ہے باعتبار ذات اپنی کے
بھی اور باعتبار مبداء و منتہا اور ثمرات اپنی کے اس واسطے کہ وہ خالق ہی الٰہی جَعَلَ لَكُمُ الدِّينَ
فَرَسًا شَکِیْنِہ وہ کہ گردانا ہے اس سے زمین کو مانند فرش کے واسطے مہیا رکے کہ اوپر اس کے قرار
پکڑنا اور سکونت اختیار کرنا وجود احاطہ دیا شور کے ہر طرف سے تھوڑا کھڑا زمین کا
طاہر کرب اور اس کو نہ اس سخت کیا جیسا کہ سنگ خارا کہ سکونت اور قرار پکڑنا اور
ممکن نہ ہو اور نہ اس قدر لطیف اور نرم بنایا مانند پانی اور ہوا اور گارے کے کہ پانہ
اور سپر پہلے پس گویا تمام زمین مانند فرش کے بھی ہوئی ہے اور اپنی جگہ پر ٹھہری ہوئی
ہے تاکہ اوپر اس کے خواب کروا اور بیٹھو اور عجائب مصنوعات الہی سے زمین میں وہ ہے
کہ اس کو اپنے چیزیں بھر دیا ہے کہ تمام جہان کا درمیان ہے اس واسطے کہ ہر چیز بھاری
بالطبع نیچے کی طرف مائل ہے جیسا کہ ہر چیز ہلکی بالطبع مائل اوپر کی طرف ہے نیچے کی طرف
زمین کے مرکز کو کہتے ہیں کہ عین درمیان زمین کے نقطہ کا نام ہے اور اوپر کی طرف وہ
جہت ہے کہ آسمان کی طرف جس کا موٹہ ہو پس جیسا کہ بلند ہونا زمین کا اس طرف سے
کہ ہم اوپر اس کے ہیں آسمان کی طرف کو مستبعد ہیں ایسے ہی نیچے کو زمین کا جانا بھی
اس جگہ سے بعید ہو اس کو کہ نیچے کو جانا زمین میں بلند ہونا ہی آسانی طرف پس اس تدبیر سے سچ بھرا
زمین کے چیز اپنے میں کسی چیز کی احتیاج نہ رہی تاکہ اوپر کی طرف سے کسی شے سے بلند نہیں

یا نیچے کی طرف سے ساتھ کسی ستون کے مضبوطی اوسکی کریں بلکہ میل طبعی اوسکی طبیعت
 میں وسط حقیقی کی طرف کھلبے وہی کفایت کرتا ہے کہ نیچے یا اوپر کو نہیں جاسکتی
 جیسا کہ اس آیت میں ان الله يمسك السموات والارض ان تزولا لينه تحقيق الله تعالى
 تمام رہے آسمانوں کو اور زمینوں کو کہ ٹل سجاویں اس معنی کی طرف اشارہ ہے اور زمینیں
 الہی بندوں کو اوپر کر زمین کی پیدائش میں ہیں یہ ہیں کہ اوسکو مانند پتھر کے سخت نکلیا
 اور نہ مانند پانی کے نرم بنایا تاکہ چلنا پھرنا بیٹھنا سونا اوپر اوسکے آسان ہو اور
 کھیتی اور عمارت کا بنانا ممکن ہو اور کھودنا کوؤں کا اور چارگی کرنا نہروں کا ہوبکے
 اور انھیں نعمتوں سے وہ ہے کہ اوسکو نہایت لطیف اور شفاف ہوا کی مانند نہیں
 کیا تاکہ شعاعیں انوار آسمانی کی اوپر اوسکی ٹہریں اور بہ سبب اون شعاعوں کے
 اوسکی باطن میں حرارت اور گرمی پیدا ہو اور کھیتی کے کام میں آوے اور انھیں
 نعمتوں میں سے وہ ہے کہ طبیعت اوسکی خشک کی تاکہ عناصر رطوبت والوں کو
 اوسکے ساتھ خمیر کریں اور قوم مرکبات کے بدنوں کا حاصل ہو اور جملہ نشانیوں الہی
 سے کہ زمین میں رکھی ہوئی ہیں اور مجملہ اون آیات کی طرف ہیج آیت وفي الارض
 ايات للموقنین لینے اور زمین میں نشانیاں ہیں واسطے یقین کرینوالوں کے اشارہ
 کیا ہے کتنی چیزیں ہیں بعضی اون میں سے اختلاف زمینوں کا ہے اسطرح پر کہ کوئی سخت
 ہے اور کوئی نرم کسی میں روئیدگی خوب ہے کسی میں کم و علی ہذا یقین اور اسی
 نشانی کی طرف اس آیت تفصیل اشارہ ہو کہ وفي الارض قطع متجانہات اور بعضی نشان
 اون میں سے یہ ہے کہ زمینوں کا رنگ جدا جدا ہوتا ہے اور اس آیت میں بیان اسکا ہے
 ومن الجبال جدد بيض وحمر مختلف الوانها و غرايب سودیئے اور پہاڑوں میں گھاٹیاں
 ہیں سفید اور سرخ طرح طرح کے اور کونکرنگ اور بالکل سیاہ اور بعضی اون نشانوں میں سیاہ گنا
 نباتات کا کہ بیج آیت والارض ذات الصلح کی ذکر اسکا ہے اور بعضی اون میں سے یہ
 ہے کہ بسبب خشکی طبیعت اپنی کے پانی میں کاذب کر کے کھاتی ہے اور رنگاہ رکھتی ہے
 جیسا کہ ہیج آیت وانزلنا من السماء ماء فقدر فاسکناہ فی الارض کی مکتوبیئے آواز آسمان

سورہ بقرہ
 آیت ۲۵۵
 اور زمین
 میں
 کئی

پانی ساتھ امانہ کے پھر اوسکو ٹھیر دیا زمین میں اور بعضی اون میں ہے جو شکرنا بیجوں
کا اور جاری ہونا نہروں کا کچھ آیت والارض مددناھا کی مذکور ہے اور بعضی اون
میں سے یہ ہے کہ زمین کی طبیعت میں کرم اور سخاوت رکھی ہے ایک دانہ
لیتی ہے اور سات سو دانہ اوسکے بدلے میں دیتی ہے جیسا کہ بیج اس آیت کی مذکور ہے
مثل حبة انبثت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة یعنی جیسے ایک دانہ اوسکی اوس
سات بالیں ہر ہر بال میں سو سو دانے اور بعضی اون میں سے حیات اور موت ہے
کہ نمونہ حشر اور قیامت کا ہر سال اوسکے اوپر دیکھا جاتا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہو
واية لهم الارض الميمنة احييناها ليعن او را یک نشانی ہے زمین کو اوسکو جلایا ہم نے
اور بعضی نشانی اون میں سے جانور مختلف کہ اوس میں پیدا ہوتے ہیں اور اس آیت میں
ذکر فرمایا ہے واث فیہا من کل دابة تعنی ہر قسم کی جانور اور اوس
میں سے روئید گیاں طرح طرح کی جیسا کہ اس آیت میں بیان ہے وانبثنا فیہا من
کل زوج یھیم یعنی اور روئیدہ کی ہم نے ہر ہر قسم کی رونق کی چیز اور اگر سبزیوں اور
بوٹنیوں کے حال میں شامل کیا جاوے پس رنگتیں جدی جدی کہ اون میں پالی
جاتی ہیں یہ بڑی نشانی ہے اور مزے جدے جدے ہونے نشانی دوسری ہے اور
خوشبوئیں جدا جدا ہونی نشانی دوسری ہے اور بوئیاں مختلف ہونی یہ اور نشانی ہی پھر
بعضی انہیں سے قوت آدمیوں کا ہیں اور بعضی قوت جانوروں کا خواہ چرند ہوں خواہ
پرند اور بعضی اون میں سے کھانے کی چیزیں ہیں اور بعضی سالن ہیں اور بعضی دوا اور
بعضی میوہ ہیں اور بعضی لباس آدمیوں کا جیسا روئی اور کتاں سوائے پوششوں حیوانی
کے کہ بالوں اور پشم اور پشم اور پوست اون کے سے بناتے ہیں اور انھیں نشانوں
میں سے پھر مختلف ہیں کہ بعضے اون سے واسطے زینت کے ہیں مثل یاقوت اور الماس اور
عقیق اور فیروزہ کے اور بعضے اون کو واسطے استحکام بنا کے مثل خار اور غلولہ کے اور بعضے
واسطے دونوں فائدوں کے مثل مرصع کے اور عجائب قدرت الہی سے ان پھر وغیر
یہ ہے کہ جسکی منفعت زیادہ ہے قیمت اوسکی کم ہے جیسا کہ پتھر چھماق کا اور جسکی

تفسیر
علیہ السلام

اور دونوں

سجدوں

کے درمیان

میں بھی

انتہائی

بہتر

(م)

اور اللہ

دوست

وہ

بہتر

وہ

بہتر

بہتر

بہتر

بہتر

منفعت کم ہے قیمت زیادہ مثل یا قوت سرخ کے اور انہیں نشانیوں میں سے کاغذ عجیب
 اور غریب کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا کر دی ہیں اور سب سے بہتر ان میں سونے
 چاندی کی کان ہے اور عجائب قدرتوں الہی کے سے بچ اس قسم کے یہ ہے کہ
 آدمی کو حرفتیں مشکل اور صنعتیں باریک اور حیلے بڑے بڑے تعلیم کر دیے ہیں یہاں تک
 کہ مچھلی کو قہر دیا ہے اور جانوروں کو ہوا میں سے شکار کرتے ہیں اور باوجود اسکے
 سونے چاندی کے بنائے سے عاجز رکھا ہے یعنی سونا چاندی ہر شخص نہیں بنا سکتا
 اور سمجھتا اسکا یہ ہے کہ اکثر فائدے سونے چاندی کے باعتبار ثنیت کے ہیں یعنی اور
 چیزوں کی ثمن ہوتے ہیں اور گن ہوتا بغیر عزت کے نہیں ہوتا اور عزت اس بات کو چاہتی
 ہے کہ آدمی کو اس کے بنانے کی قدرت نہ ہو الا کچھ قدر نبوی اور اسی واسطے کہا ہے
 کہ من طلب المال بالکیمیا اقلس اور انہیں نشانیوں سے بچ ہے کہ کوہستان میں
 اور بعض قطعات زمین کے میں بڑے بڑے درخت پیدا کر دیے ہیں اور ان پر پھول پھل
 نہیں آتا تاکہ عمارت کے کام میں ادیں اور کوئلہ وغیرہ میں خرچ ہوں اور بخت و بزرگ
 کام میں رہیں خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ اگر آدمی اپنی حال میں فکر کرے اور اپنی حاجتوں کو
 اور جہان کو اندازہ کرے اور تو قیاب یقین جان لیوے کہ تمام جہان میرے واسطے بنا
 گھر ہے کہ جو چیزیں احتیاج کی ہیں او میں رکھی ہوئی ہیں اور آسمان کو مانند چھت کو اوپر
 اسکے رکھ دیا ہے اور زمین کو مانند فرش کے بچھا دیا اور ستاروں کو مانند چراغوں اور
 قندیلوں کے لٹکا دیا ہے اور غذا اور دوا اور پوشاک اور سواری اور زیور جس نہایت
 اور حیوانات اور معادن کی سے اسکو بخش کر مالک اس گھر کا بنا دیا ہے اور مہربانوں
 انعام اور احسان اپنے کا کیا چنانچہ طرف اسی مٹی کے بچ مقام ملک ہے اس نعمت کو
 ساتھ ادا کرنے عبادتوں اور بندگیوں کے اشارہ فرماتے ہیں وَالسَّامِعُ بِمَا كُنْتُمْ
 تمہارے واسطے آسمان کو بنا ہے عالی مانند چھت کے کہ تمہارے تئیں سایہ کرتے تاکہ چھکاری
 نوروں فرشتوں علیہ کے بناؤ تمہاری کو برہم نکریں اور منجملہ انعامات الہی سے کہ بنائے آسمان
 میں بندوں اپنے کے اوپر مرحمت فرمائی ہے کہ آسمانوں کو چراغوں سے مزین

کیا جیسا کہ بیچ آیت وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ كَالمُكُورِ ہے اور ماہتاب سو بھی
 کہ وَجَعَلْنَا الْقَمَرَ فِي تَرَاوُعٍ وَأَفْآبٍ سَعْدٍ بھی کہ وَجَعَلْنَا الْقَمَرَ فِي تَرَاوُعٍ سَعْدٍ اور سو کو کرسی کے
 ساتھ احاطہ فرمایا اور کرسی کو عرش کے ساتھ کہ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَهُوَ
 رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اور منجملہ انعامات سے یہ ہے کہ اس سقف کو شکست اور بخت سے
 محفوظ رکھا اور کتنے جگہ کے وَبَيْنَنَا فَوْقَكُمْ سَبْعُ شُعَبٍ اَدَامُ الْمَرْدِ اَوَ كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ
 سَمَوَاتٍ طَبَاقًا وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا يَسْتَبِينَ بِنَارٍ تَهَارِے اوپر سات طبقہ
 مضبوط کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان اور بنایا ہم نے آسمان کو
 چھت بجاو کی اور انہیں انعامات تو یہ ہے کہ آسمان کو اعمال کو چڑھنے کی جگہ اور جائز
 مورد الوار اور قبلہ دعا اور محل رشنی اور صفائی کا کیا اور یہ بھی انعامات سے ہے
 کہ رنگ اوکے کو سب رنگوں سے زیادہ نافع بنایا کہ بیاعت سبزی کے قوت باہر کو
 فائدہ بخشتا ہے اور شکل اوکی اور شکلوں سے بہتر بنائی کہ مستدیر ہے اور منجملہ انعامات سے
 یہ ہے کہ ستاروں آسمانی کو شیطین کے واسطے رجوم مقرر فرمایا یعنی شیطین کو اون کے
 مارتے ہیں اور آسمان پر کئے نہیں دیتے اور انہیں ستاروں کو جنگل اور دریا کے منظر
 کے نشان بنائے کہ اون کو دیکھ کر سیدھا راستہ چلتے ہیں اور انہیں انعامات سے
 یہ ہے کہ آفتاب کا ظاہر ہونا مقرر کیا تاکہ دن میں چلنا پھرنا آدمیوں کا جتوں کے
 واسطے جگہ جگہ زمین میں آسان ہو اور رات کو ڈوب جانا آفتاب کا رکھنا کہ سکون اور
 راحت اور توجہ قوت باہم کی باطن بدن کی طرف بہ سبب سونے کے چل ہو اور غذا
 کا پہنچنا اعضا کی طرف بخوبی ہو جائے حکما نے کہا ہے اگر آفتاب طلوع نہ ہوتا تو قلب
 سبزی اور کثافت کا اس حد کو پہنچ جاتا کہ موجب جم جانے پانی کا اور سرد ہونا حرارت
 غریزی کا ہو جاتا اور اگر غروب آفتاب کا نہ ہوتا زمین ایسی گرم ہو جاتی کہ جانور اور سبزی
 زمین کی سب جل جانی عین عنایت الہی ہے کہ سب آگے پیچھے آنے نور اور ظلمت اور
 گرمی سردی کے اعتدال معاش آدمیوں کا فرا دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر
 آسمان گردش نہ کرتا آفتاب ایک ہی جگہ آسمان میں ٹھہرا رہتا پس دو لختہ موسم

سجے رونق

دی ہے

اور

آسمان کو

چراغوں

سے

سجے

سجے کیا

چاند کو

سجے اور

سجے

سجے

سجے

سجے

سجے

سجے

سجے

سجے

سجے

سجے

سجے

نفس
عقلی
مست

اسے اس
جگہ پر

اور مجھ پر
ہم پر

کہ اور
مجھ کو

ہم پر
کہ اور

الہام
اور ہم پر

شک
دور

تر
پہلے

اور ہم پر
رکت

ہیں دونوں
سکھوں

سرمایہ اور طرف کو کھول لیا کرتے کہ آفتاب کی شعلے سے نفع اٹھاتے اور گرمیوں میں اس طرف کو بند کر دیا کرتے تاکہ اس کی گرمی سے امن میں رہتے اور فقیر و فوجاالتوں میں محروم اور مایوس رہتے اللہ تعالیٰ نے بہ سبب گردش فلکی کے اس نعمت اور امتیازت کو غنی اور فقیر کی واسطے برابر کر دیا پھر آفتاب کو بسبب نزدیک اور دور ہونے اس کے سمت رہس سے چار فصلوں کا سبب بنا دیا تاکہ موسم سرما میں گرمی اشجار اور نباتات کے اندر چلی جاوے اور میوے اور دانے پک جاویں اور ہوا بسبب کم ہونے گرمی کے پاک اور صاف ہو جاوے اور ایر اور برت برسی اور بدن حیوانات کا بہ سبب بند ہونے حرارت غریزہ کے باطن میں قوت پکڑی اور بہار کے موسم میں طبیعتیں حرکت میں آویں اور مواد کہ سرمایہ پیدا ہوئے تھے ظاہر ہوں اور درخت کلیاں لے آویں اور جانوروں کو جفت ہو چکے واسطے پہچان ہو اور موسم گرمیوں میں ہوا حدت پیدا کرتی ہے تاکہ میوے پختہ ہو جاویں اور فضول بدنوں کی تحلیل ہو جاویں اور موخ زمین کا خشک ہو جاوے اور قابل کھیتی اور عمارت کے ہووے اور خریف میں سڑی اور خشکی قبلہ کرے اور جو میوے کہ تر ہیں قابل ذخیرہ کے ہوں اور بدن حیوانوں کو آہستہ آہستہ جاڑوں کی مشقت اٹھانے کے واسطے تیار ہوویں اور ماہتاب کو خلیفہ آفتاب کا کیا ہے اور عدد برسوں کے اور صاف فتر اور بدتیں اسی کے ساتھ متعلق کہیں اور احکام شرعیہ کو اندازہ اسی سے مقرر کے گوئیں اگر آدمی اپنے حال کو سوچے یقیناً جانے کہ جھکو کسی حالت میں زمین اور آسمان سے چارہ نہیں اور سو واسطے وجہ فضل ہونی ایک کی دوسرے سے متعارض ہیں بعض وجہ سے زمین کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور بعض سے آسمان کی اگر آسمان اس جہت سے بزرگی رکھے کہ عبادت گاہ فرشتوں کی ہے اور خالی گناہ سے اور سقف محفوظ ہے اور برکت کے ساتھ موصوف ہو اور اسکے متناظر کی شعاہیں تاثیر قوی زمین کی چیزوں میں کرتی ہیں اور موثر اثر ہوتا ہے متناظر اور اس واسطے ذکر آسمان کا جا بجا قرآن میں زمین سے مقدم ہے زمین بھی اس جہت سے بزرگی رکھتی ہے کہ خانہ کعبہ عظمیٰ الا اور مسجد قصیٰ نبین میں ہے اور بادہ پیدائش نبیوں کا اور دفن ہونا

پاک بندوں اور ان کے کا اسی میں ہے خصوصاً آدمی کے حق میں اور شفیق کا حکم ممتی ہے بلکہ ایک قسم کی غذا کہ دودھ ہے اور سکودیتی ہے اور زمین طرح طرح کی غذائیں نفیس کھاتی ہے اور اسی سبب سے ہے کہ جب آدمی کو حکم ہوتا ہے کہ ماکے پیٹ میں سے نکل بکمال خوشی اس حکم کو قبول کرتا ہے اور سر کی طرف سے باہر آتا ہے اور جو وقت کہ حکم ہوتا ہے کہ دنیا سے نکل تو سر گر اپنے پاؤں سے نہیں جاتا ہے یہاں تک کہ مومل و جو کو قبض کر لے اور اٹھینچ کر لیجاتی ہیں اور اسی سبب سے ہے کہ اس آیت میں ذکر پڑا کا اوپر ذکر آسمان کے مقدم فرمایا ہے اور آسمان اور زمین کو ہر چند بندوں کے حق میں عمدہ نعمتیں بنائی ہیں لیکن ان دونوں کو جدا جدا نہیں چھوڑا بلکہ دونوں کو آپس میں دیا اور قوت ایک کی دوسری طرف پھنپائی تاکہ ترکیبے آفات و موتوں کو ظاہر ہویں چنانچہ قرآن میں **وَأَنزَلْنَا يُسُفًا مِّنَ السَّمَاءِ مِائِدًا** یعنی بھنے اوضاع آسمانی سے حرکتوں کو اکاب میں خصوصاً آفتاب کی حرکت میں مائید یعنی پانی کو واسطے اوگائے بنیوں طرح طرح کے کر لیا اور انیاں مواد طرح طرح کے میووں کی ہیں **فَاخْرَجْنَا مِمَّا يَخْرِتُ** پس نکالا یہ سبب اس پانی کے کہ قوت فاعل تھا اور زمین قوت قابلہ سوچنی گئی ہے تاکہ یہ سبب جمع ہوں ان دونوں قوتوں کو پیدا کرے **مِنَ الثَّمَرَاتِ** یعنی جنس میووں کی سو **يَخْرِتُ** فاعل کھڑی یعنی رزق واسطے تمہارے اور طریق اوتارنے پانی کا اوضاع آسمانی سے یہ ہے کہ جب آفتاب ساتھ حرکت اپنی کر قریب سمت راس کسی ملک اور شہر کے پہنچتا ہے گرمی اور خشکی اس ملک میں شدت قبول کرتی ہے اور اجڑے اس زمین کے میں تھخل پیدا ہوتا ہے اور غبار اٹھتے ہیں اور اگر اس ملک کے گرد کوئی ٹکڑا دریا ہے شور کا تھو اس دریا کے اجزائیں تیز پیدا ہوتی ہیں اور بخارات اٹھتے ہیں اور آبادی کی جگہ اور شہروں سے وہ ٹپیں بہت جمع ہو کر اوپر کو جاتے ہیں اور یہ تینوں چیزیں کہ غبار اور بخار اور دھواں ہے مابین زمین اور آسمان کے جمع ہوتے ہیں پس موسم گرمی میں کہ تپش غالب ہوتی ہے اور بخارات رطوبت والی کتر ہو ہیں غبار غالب ہوتا ہے اور بگھولے اٹھتے ہیں اور ہوائیں ہولناک تیز ہوتی ہیں جب آفتاب نقطہ انقلاب صیفی سے پھرتا ہے اور سردی و سمت راس اس ملک کی سے

افواج آسمانی سے پائی نازل کرے گئے طریق کابیان

[illegible]

دور ہوتا جاتا ہے اور غبارات اور ذرات میں طراوت پیدا ہوتی ہے اور سب گرمی کے پہلے سے مابین آسمان اور زمین کے تھی رقت اور لطافت اور ان میں آجاتی ہے اور بیج و لائیوں گرم سیر کے متصل دریا و شور کے کناروں کے یہ موسم بہشتی کا ظاہر ہوتا ہے پس ارجح مدبرہ جو کے تئیں لینے فرشتے کہ ابر پر متعین ہیں حکم ہوتا ہے کہ ان تینوں چیزوں کو ساتھ تحریک ہواؤں کے طبقہ زہریر تک لیجا کر نفع دیں اور بعد نفع دیا اور ار کر یں لینے برساویں پس بیج حالت نفع کے غبار اٹھام کہ ارضیت اور نیر غالب ہو مانند مواد سوداویہ کے پختہ ہو کر پانی ہو جاتے ہیں اور مستعد برسنے کے بن جاتے ہیں اور سب جگہ صورت دیگر کے پکنے کی جہم پھپھتی ہے اس طرح سے کہ سردی طبقہ زہریری کی باہر کیطرت و ابر ہیں کہ تیں جزئی یعنی غبار اور بخار اور دھان و مرکب سے تاثیر کرتی ہے اور قاعدہ حکمت کا ہے کہ مری اور گرمی آپس میں جیسا کہ موضوع اور محل میں تضاد رکھتی ہیں مکان میں بھی ضدیت رکھتی ہیں اور اسی سبب سے ہے کہ اندر زمین کا جاڑوں میں گرم ہوتا ہے نسبت ظاہر کے اور گرمیوں میں بالکس اسکا ہے اور پانی کو وں کا جاڑوں میں گرم ہوتا ہے اور گرمیوں میں سردیوں گرمی دھوں کی ابر کے باہر سے بھاگ کر اندر کی طرف پوشیدہ ہوتی ہے اور فرشتے کہ ابر کے اوپر مائل ہیں اس گرمی کو بجائے حرارت غریزہ معده اور آلات غذا کے قرار دیکر روشن کرتے ہیں اور یہ روشن کرنا حقیقت پکائی کی ہے اور اسوقت میں ابر کو مانند ایک دیگ کے مقرر کرنا چاہئے کہ اسکو پکانے کے واسطے جو طہ پر رکھیں فرقی یہی ہے کہ حرارت پکانے والی دیگ کی باہر سے پکائی ہے اور حرارت پکانے والی ابر کی اندر کی طرف سے پکائی ہے مانند معده اور دیگر کے اور ہر گاہ کہ پکانے میں ضرور ہے کہ تری کی مدد سے ہو الا خشک چیزیں آگ کی گرمی سے جل جاتی ہیں اور اگر کہ ہو جاتی ہیں اور ہوا واسطے غذاؤں کے پکانے میں پانی وغیرہ ڈالتے ہیں اور بغیر اسکے غذا جل جاتی ہے اور اسی ہی دانے اور غلی اور اوپر چیزیں سخت کہ خشک ہوں جب تک کہ پانی ہمراہ اور ان کے نہ ہو پکنا اور ناکا نہیں ہو سکتا ہوا واسطے ابر کے پکانے میں غبارات کو بجائے دانوں اور غلوں کے مقرر کرتے ہیں اور بخار کی رطوبت کو بجائے رطوبت پانی کے اور گرمی دھوں کی بجائے آگ کے اور قاعدہ

مقرر و حکمت کا ہے کہ جو بوقت حرارت کو جسم تر کے اوپر مسلط کرتے ہیں بوقت تاثیر اس کی
 سے آواز جوش کرنے کی اور شور و اس جسم رطب کے اجزا میں ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ
 ہانڈی پکینے کے وقت معلوم ہوتا ہے ایسے ہی ابر میں وہ شور و آواز غدا کی سمجھنی چاہتے ہیں اور
 جیسا کہ ہانڈی میں کبھی زیادہ آواز ہونے لگتی ہے کبھی کم ایسی ہی اس جگہ اور جیسا کہ پکانے
 میں ہوا کی حاجت آگ کے روشن کرنے میں پڑتی ہے یوں اس جگہ بھی واسطے جمع کرنے
 اور جدا کرنے ٹکڑے بادلوں کے ہوائیں مسلط کی لگیں اور اس دریا میں کبھی بسبب شدت
 بھرکتے شعلہ دھوؤں کے ہواؤں کے زور سے کوئی ٹکڑا کو در زمین پر گرتا ہے جیسا کہ
 چنگاری اور شنگے چولہے میں سوزتے ہیں تو اس شرارہ کو کہ ابر میں سے جدا ہو کر گرتا
 ہے ساقط سمجھنا چاہئے اور ہر گاہ کہ نفع کامل ہوتا ہے اور غبارات میں رقت اور میدان مکمل
 درجہ کا آجاتا ہے برساتا منہ کا اور جاری ہونا مذیوں کا ہوتا ہے جیسا کہ منضجات اور مہلات
 میں آزمایا گیا کہ بونفع کامل کے تحریک ضعیف تو بھی اخلاط کا نکلنا شروع ہو جاتا ہے
 اور اس جگہ جاننا چاہئے کہ اس کارخانہ میں مارکار اور پیرسخر کرنے ہواؤں کے ہر وقت
 میں ہے اول واسطے اوٹھانے غبارات اور خارات اور دخانات کے اور جمع کرنے
 ان یقینوں کے اس میدان میں کہ زمین اور آسمان کو بیچ میں ہے بعد اس کے واسطے
 پیدا کر فتری کا اٹھانے تجارت رطوبت دار کو پانی کی جگہوں اور دریاؤں سے پہلی قسم
 کی ہواؤں کو بشرات کہتے ہیں کہ فتنہ و سحابا نشان اون کی ہے اور دوسری قسم
 کی ہواؤں کو لوطیہ بولتے ہیں کہ بہتر لہ تخم کے رطوبت کو منتشر کرتی ہیں مانند تیج کچھ
 کے درخت کے وارسلنا الہیہ لوطیہ صفت اون کی ہے بعد اس کے واسطے برابر
 کرنے ٹکڑے بادلوں کے بھی ہواؤں کا ہونا ضرور ہے تاکہ ان شفع کا برابر قبول کریں
 اور اس قسم کی ہوائیں بھی لوطیہ میں داخل ہیں بعد اس کے واسطے پیدا کرنے سوراخوں
 درمیان ٹکڑے بادلوں کو اور کھونے مسام اون کے کے تاکہ پانی خوب طرح جاری ہو بھی
 ہوائیں ضرور ہیں اور اس قسم کی ہواؤں کو بھی بشرات نام رکھتے ہیں اور کبھی اتفاق ایسا پڑتا
 ہے کہ سہرا کے موسم میں منہ کے قطر کو بعد جدا ہونے کے ابر سے راستہ میں ہوا برکھار کر جم

ترجمہ تفسیر خازن
 اور اس جگہ جاننا چاہئے کہ اس کارخانہ میں مارکار اور پیرسخر کرنے ہواؤں کے ہر وقت
 میں ہے اول واسطے اوٹھانے غبارات اور خارات اور دخانات کے اور جمع کرنے
 ان یقینوں کے اس میدان میں کہ زمین اور آسمان کو بیچ میں ہے بعد اس کے واسطے
 پیدا کر فتری کا اٹھانے تجارت رطوبت دار کو پانی کی جگہوں اور دریاؤں سے پہلی قسم
 کی ہواؤں کو بشرات کہتے ہیں کہ فتنہ و سحابا نشان اون کی ہے اور دوسری قسم
 کی ہواؤں کو لوطیہ بولتے ہیں کہ بہتر لہ تخم کے رطوبت کو منتشر کرتی ہیں مانند تیج کچھ
 کے درخت کے وارسلنا الہیہ لوطیہ صفت اون کی ہے بعد اس کے واسطے برابر
 کرنے ٹکڑے بادلوں کے بھی ہواؤں کا ہونا ضرور ہے تاکہ ان شفع کا برابر قبول کریں
 اور اس قسم کی ہوائیں بھی لوطیہ میں داخل ہیں بعد اس کے واسطے پیدا کرنے سوراخوں
 درمیان ٹکڑے بادلوں کو اور کھونے مسام اون کے کے تاکہ پانی خوب طرح جاری ہو بھی
 ہوائیں ضرور ہیں اور اس قسم کی ہواؤں کو بھی بشرات نام رکھتے ہیں اور کبھی اتفاق ایسا پڑتا
 ہے کہ سہرا کے موسم میں منہ کے قطر کو بعد جدا ہونے کے ابر سے راستہ میں ہوا برکھار کر جم

جائے ہیں اور اولہ ہو کر گرتے ہیں پس کچھ فعل بھی ہواؤں کا ہے اور فصل ربیع میں تمام جسم ابر کا جم کر ایک پہاڑ اولوں کا ہو جاتا ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ جاڑوں کو موسم میں باہر کی طرف ابر کی بسبب سردی ہوا عالم کے سرد ہوتی ہے اور سردی سے مسام بند ہو جاتے ہیں اور مسام کے بند ہونے سے گرمی بادل کا اندر گھٹی ہوئی رہتی ہے پس جب تک کہ قطر و مینہ کے بادل کے اندر رتھوں میں رقیق اور سنبھے والے ہوتے ہیں اور جسوقت اوس سے وہ قطرے جدا ہوتے ہیں بسبب سردی ہوا کے جم کر گرتے ہیں اور موسم ربیع میں بسبب گرمی ہوا باہر کے بادل کی باہر کی طرف گرم ہوتی ہے اور بسبب تضاد مکانی کے اجزاء سرد بخارات کے بادل کے اندر کی طرف پوشیدہ رہتے ہیں اور باطن ابر کا بسبب مہری اون کی کے جم کر کھڑا رہتا ہے جسوقت بعض فرشتوں کو حکم ہوتا ہے تو ہوا کو اوپر اٹھ سلاط کر تے ہیں اور وہ ہوا اون اجزاء کو پہاڑی ہے اس واسطے ربیع کے موسم میں وقت برسنے اولوں کے شو بہت سنا جاتا ہے بلکہ نوبت قلع اور قریع سخت کو کچھنچتی ہو اور سورہ ذر میں اسی حالت ربیع کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس آیت میں ویازل من السحاب من نبال فیہا من برد فی صلب بدھ من یشام و یمرقہ عویشاء یکاد سنا بوقہ یدھب بالاد صلا اور وجہ شدت چکنے بجلی کی اسوقت میں یہ ہوتی ہے کہ شعاع بجلی کی جسم شفاف پر کہ وہ برجا ہوا ہے پڑتی ہے پس چمک اوسکی دو چند ہو جاتی ہے اور آنکھ کو خیرگی حاصل ہوتی ہے اور حالت شبیہ بحالت قمو پیرا ہو جاتی ہے اور جیسا بادل چا ہوا ان اسباب کے مانجھ معلق کھڑا رہتا ہے ایسا ہی کبھی بادل پتلا بسبب شدت رطوبت ہوا کے بغیر نفیر یادہ کے بہنے کی صورت پیدا کر کے مانند دریا کے معلق درمیاں زمین اور آسمان کے ٹھہرا رہتا ہے گویا ہوا عالم کی طبقہ زمہری میں تمام پانی بن گئی بسبب تصرف احوال میرہ کے بچو کو نہیں جاری ہوتی اور جسوقت ہوا تند اوس دریا معلق پر گذرتی ہو طرات میثمار کو اوس دریا سے پہاڑوں کی مانند اوڑا لاتی ہو اور اس حالت کو ترشح کہتے ہیں کہ درمیان موسم بارش کے ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ وقت چلنے ہوا تیز کے دریا کے ناروں یا چشمہ یا تالاب پر ایسی ہی شکل نمودار ہوتی ہے اور یہ ہے طریق نزول

مینگ کالج ولایت گرم سیر کی کہ متصل دریا آشور کے ہو لیکن جو ولایت سرد سیر میں ہے
اوپر پہلے میں طریق اور ہے اور وہ یہ ہے کہ جب آفتاب سمت راس اون شہروں
کی سے موسم خریف میں بہت دور چلا جاتا ہے ہوا جو اس جگہ کی یعنی میدان کی کہ باین
زمین اور آسمان کے ہے متکاث ہو کر یعنی غلیظہ صورت ایر کے دکھائی دیتی ہے
اور جم کر بچ ہو جاتی ہے مانند پانی کے کہ وقت زیادہ سردی کے جم جاتا ہے جسوقت
ہوا تیز اور سپر سلا ہوتی ہے تو وہ ہوا بجمد ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو کے گرتی ہے کہ اوسکو
برف کہتے ہیں و جسوقت آفتاب انقلاب شتوی سے پھرتا ہے یعنی وقت سردی کم
ہونے کا آتا جاتا ہے اور قریب اعتدال یعنی کے پھونچتا ہے اور گرمی پیدا کرتا ہے تو وہ
ہوا اچھی ہوی پانی ہو کر زمین پر برستی ہے اور فصل ربیع میں اون ولایتوں میں بارش
کثرت سے ہوتی ہے گویا وہ بیٹھتی ہے ہوا کا برف کے مادہ سے کرتا ہے اور گرمیوں کو موسم
میں اون ولایتوں میں بہ سبب دور ہے آفتاب کے سمت راس سے یعنی ولایتوں سرد سیر
میں آفتاب سر کے اوپر نہیں آتا ہے اپنی گرمی نہیں ہوتی ہے کہ سبب ٹھنڈی زمین کا ہو کہ
اور بخارات اور غبارات وہاں سے اٹھیں اسی واسطے ان شہروں میں باؤ گولے بھی
نہیں اٹھتے اور برنگال بھی نہیں ہوتا ہے اور بھی جاننا چاہئے کہ زور شور کا رخا نہ بارش
اور برف کا اکثر چھپے پھرنے آفتاب کے انقلاب صیفی سے موسم برنگال میں اور بعد پھر
کے انقلاب شتوی سے موسم زمستان میں ہوتا ہے اور اعتدال ربیع سے انقلاب صیفی
تک اور اعتدال خریفی سے انقلاب شتوی تک یہ کارخانہ اتنا زور نہیں رکھتا ہے بلکہ
اگر کبھی کبھی بیٹھ کا برسنا اور برف کا گرنا ان وقتوں میں ہوتا ہے تو نادرا اور خلاف عادت
ہے اور سب اسکا یہ ہے کہ بغیر حرارت شدیدہ کے کہ تابستان میں اول نہو وے
تا شیر حرارت شعل آفتاب کی سخارات کے اٹھانے میں اور غبارات کے رقیق کرنے
میں ظاہر نہیں ہوتی اور ایسے ہی بدون سردی اور خشکی کمال درجہ کے موسم
زمستان میں تاثیر دور ہونے آفتاب کی بیچ جاوینے بخارات اور ہواؤں کے متصور نہیں
ہوتی یہ جو کچھ کہ بیان اسباب اس کارخانہ کا موافق شرع اور عقل کے معلوم ہوتا ہے

اور سوائے ان اسبابوں اور طریقوں کے اور سباب اور طریق بھی ہیں کہ نادر موجب سبب
 میں اور گرنے برف اور اولوں کے ہوتے ہیں اور وہ سباب بھی بہت ہیں پس جو کوئی
 احاطہ سباب اس کا خانہ کا ارادہ کرے نا فہم ہے واللہ خزائن السموات والارض
 ولكن المنافقين لا يفقهون باقی اس جگہ ایک سوال مشہور کہ ثمرات جمع قلت سے
 کہ دلالت اوپر تین کے دس تک کرتی ہے اور حال یہ ہے کہ میوے بہت ہیں استعمال
 جمع قلت کا باوجود اس قدر کثرت کے کیونکر جائز ہو جواب اسکا یہ ہے کہ کریم حبیب
 بخشش اور عطا وکمال کا بہت کو تھوڑا جانتا ہے اس سبب سے جیسے جمع قلت
 کالائے کہ یہ تمام میوے طرح طرح کی بہاری نظروں میں بہت دکھائی دیتی ہیں
 بہ نسبت بخشش اور عطا وکمال کے تھوڑے اور حقیر ہیں اور جو کہ صاحب کشف نے
 بیچ جواب اس سوال کے ذکر کیا ہے کہ عبارت اسکی یہ ہے انما قيل الثمرات على لقلة
 وان كان الثمر المحرم بقاء السماء جمالكثير لانه قصد بالثمرات جماعة الثمرة التي في قولهم ادرکت
 ثمرة بستانه يريدون ثماره كقولهم القصيدة كلمة اور حاصل اسکا یہ ہے کہ لفظ ثمرات کا
 گویا فائدہ جمع الجمع کا دیتا ہے اور یعنی جماعات ثمرات کے ہے پس یہ جواب ۱۱
 سوال کے دفع کرنے میں کافی نہیں اس واسطے کہ لفظ ثمرات کا ہر چند اس تقدیر پر
 دلالت اوپر قلت فردوں شمار نہیں کرتا ہے لیکن دلالت اوپر قلت عدد جماعات
 شمار کے بلاشبہ کہتا ہے اور یہ خلاف واقع کے ہے اور منافی مقام بیان کثرت
 کی ہے اور اس جگہ جانتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ان دو آیتوں میں پانچ چیزیں نعمتوں اپنی
 سے کہ دیلیں حدانیت اسکی کی ہیں اپنے بندوں کے اوپر شمار کریں اول پیدائش
 آدمیوں کی ہر وقت دوسری پیدائش باپ دادوں اور ان کے کی اور ان دو نو
 نعمتوں کو ایک جگہ ذکر فرما کر آیت کو ختم کیا تیسری پیدائش زمین کی چوتھے
 پیدائش آسمان کی پانچویں وہ چیز جو دونوں سے حاصل ہوئی کہ آسمان سے پانی کو
 نازل فرمایا اور زمین سے لبیب اس پانی کے میوے کو اگایا اور ان کو رزق غلات
 کا ہرایا اور یہ تینوں نعمتیں دوسری آیت میں ایک جگہ لائے وہ اس تفریق

اس کا سبب نہیں
 کیا گیا کہ ثمرات
 اوپر دس
 جمع قلت
 اور اگر کہ ثمرات
 غلط ہیں تو
 کیا گیا ہے
 بہت سارے
 ہیں اور اس
 کو قصد کیا گیا
 ساتھ ثمرات
 جامع ثمرہ
 کی کہ ہر فرد
 اور ان کے
 اور ان کے ثمرہ
 بستانہ لادہ
 رکھتے ہیں
 شمار اسکی
 جس کے قول
 اور ان کے ثمرات
 کا ہر ایک

اور ترتیب کی کیا ہے دجہ اسکی یہ ہے کہ پہلی دو نوعیتیں اقسام روحانی کو
ہیں اور تینوں نوعیتیں اخیر کی عالم اجسام سے ہیں پہلی دو نوعیتوں کو مقدم اور ایک
جگہ اس واسطے ذکر کیا کہ ان کو بہت تمام چیزوں کے نفس اپنے سے زیادہ
قرب ہوتا ہے بعد اس کے اپنے ہول کے ساتھ یعنی باپ دادا وغیرہ اور اخیر
نوعیتوں میں بھی ترتیب فایت کی اس واسطے کہ زمین مکان اور جائے قرار بنی آدم کی
ہے بیٹھنا اور لوٹھنا اور جاگنا اور سونا اور نکسا اسی پر ہے اور کسی وقت میں اس کو
خافل نہیں ہوتے ہیں پھر جب نظر اٹھاتے ہیں آسمان کو دیکھتے ہیں کہ مثال ایک
قبہ کے اون کے سر پر سایہ ڈالی ہوئی ہے اور انوار اور شعاعیں طبع طرح کی
اس سے چمک رہی ہیں پھر اس چیز کو کہ مجموع ان دونو معن اور چھت سے پیدا
ہوئی ہے بیان فرمایا اس واسطے کہ مرتبہ مرکب کا بعد مرتبہ سائل کے ہے تو بھی چاہئے جانتا کہ
بعض کونہ اندیشوں نے لفظ فراش کے سبب دلیل سبات کی اوپر پکڑ لی ہے کہ زمین اوپر
نشکل کرو کے نہیں اس واسطے کہ کرو کو فرش نہیں کہہ سکتے اور یہ استدلال نہایت پوچ ہے
بسیب سکے کہ زمین کا فرش ہونا اس قسم کا نہیں کہ اس کو منہ لہ تو ٹنک اور بندہ اور
قائین اور شطرنجی کے ٹھہرایا جائے اور ایسا قیاس کرنا کمال غفلت ہے کہ فرش کیواسطے
لازم نہیں کہ سطح ہوا رہی ہو بین باوجود کرویت اور دور ہونے کے سبب اسکے کہ جسم
اسکا بڑا ہے اور طرفین اسکی آپس میں نہایت دور درمیں اور بلند ہی اوپری اسکی
نظر میں نہیں آتی ہے بے شبہ قابلیت فرش ہونے کی رکھتی ہے اور باوجود اسکے دایار
قوی اور قطعی اوپر کرویت اسکی کے قائم ہیں اور جو کہ سب لیلوں غفلت اس مدعا کی سے
زیادہ دلیل ظاہر ہے یہ ہے کہ طلوع اور غروب ستاروں کا اہل مشرق پر مقدم اوپر
طلوع اور غروب اہل مغرب کے ہوتا ہے اور اہل شمال اور جنوب کے قطب ظاہر
کا زیادہ ارتقاغ اور قطب خفی کا زیادہ اختلاط ہوتا ہے جس صورت میں کہ
نہایت شمال کی طرف ہوں کمال درجہ کو بھونچیں اور جانبیں باہر نہایت یہ دلیل صریح
اوپر کرویت زمین کے ہے اس واسطے کہ اگر زمین سطح ہوتی تو مقدم اور تاخر طلوع

اور غروب کا اور ارتفاع اور اس خطاطہ و فو قیہ کما کیوں ہوتا اور اسی واسطے محققین فقہاء
 فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر دو بجائی بلایو ع آفتاب کے وقت میں ایک چین میں
 اور دوسرا اندلس میں بلکہ سمرقند میں دوسرا وارث پہلے کا ہوتا ہے اور پہلا وارث
 دوسرے کا نہوگا اس واسطے کہ چین میں آفتاب پہلے نکلتا ہے اور سمرقند میں پیچھے پڑتا
 موت برادر چینی کی مقدم برادر سمرقندی کی موت سے ہے اور دلائل شرعیہ سے ہے
 کہ اس مطلب پر ہیں اون میں سے ظاہر دلیل یہ ہے کہ اوقات نماز کے اوپر اوضاع
 آفتاب کے مقرر کئے ہیں اس وجہ پر کہ تمام مکلفین کو کہ اطراف زمین میں ولایتوں
 مختلفہ میں پھیلے ہوئے ہیں شامل ہوا درجہ صورت بغیر کر دیت زمین کے درست نہیں
 ہوتی اور بھی جاننا چاہئے کہ اس آیت سے فریح معلوم ہوتا ہے کہ رزق خاص ساتھ
 غذا بنی آدم کے نہیں بلکہ جس چیز کے ساتھ نفع اٹھائیں رزق ہے اس واسطے کہ ہر مقام
 بیان کرنے عموم نعمتوں کے کفایت اور پر لون میوؤں کے کہ فقط غذا آدمیوں کی ہو
 ہرگز مناسب نہیں اور بھی جاننا چاہئے کہ مفسرین سلف کو ایسا منقول ہے کہ پانی
 مینہ کا آسمان سے آتا ہے نہ ابر سے اور باران صرف ایک واسطے ہے مانند غربال کے
 جیسا کہ البوشیخ نے کتاب احطت میں حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی ہے کہ اون کو
 پوچھا پانی مینہ کا آسمان سے آتا ہے یا ابر سے فرمایا آسمان سے ابر فقط علامت ہے
 اس سے زیادہ نہیں اور پانی آسمان سے ہے اور کعب اجار سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ
 غربال المطر اگر ابر نہ ہو پانی آسمان کا وقت برسنے کے ہر قدر شدت کرتا کہ زمین پھٹ جاتی
 اور لکھو ہی خالد بن سعدان سے روایت کی ہے کہ مینہ عرش کے نیچے سے آتا ہے اور علیؑ
 ساتوں آسمانوں سے گزرتا ہے یہاں تک کہ نیچے کے آسمان میں جمع ہوتا ہے اور اس
 جگہ سے ابر اس کو جذب کر کے اپنی طرف کھینچتا ہے اور عکرم سے ایسی نفس کی ہے کہ مینہ کا
 پانی ساتویں آسمان سے ہے اور خالد بن یزید سے روایت کی ہے کہ مینہ دو قسم کا ایک قسم
 اس کو آسمان سے آتا ہے اور ایک قسم اس کو یہ کہ ابر پانی کو منہ سے پھیلتا ہے اور سبب رعداؤ
 بجلی کا اس کو زمین پر ڈالتا ہے پس جو قسم نیچے کی کہ دریا میں سے ہے اس میں قوت روئیدگی کی نہیں

تفسیر
 غزالی
 امر کی
 رحمت اور
 برکت ہم پر
 اور اس کے
 بیک بنو
 پر سلام
 میں اس
 بات کی کو
 دینا ہوں
 کہ اس کے
 سو کوئی
 بوجھ کے
 اللہ نہیں
 رہا
 اس کی
 ای دنیا
 ن کی
 جبر

کوئی شے اوس سے زمین میں سے نہیں اُگتی اور جو قسم کہ آسمان سے ہے اور زمین
اُگنے اور پیدا کرنے کی ہے اور حقیقت ان قولوں کی یہ ہے کہ پیدائش بادل
کی بلاشبہ درمیان آسمان اور زمین کے ہے اور استحالہ غبارات اور بخارات
کا بھی اویسی جگہ ہوتا ہے لیکن ہر گاہ کہ اکثر چڑھنا بخارات کا دریا رشور سے ہوتا
ہے اور رخداد اور برق سبب پھیل جانے اور قیق ہونے غبارات کے ہوتے ہیں
کہہ سکتے ہیں کہ ابر نے دریا سے پانی پیا اور بسبب رخداد اور برق کے زمین پر سنا
اور پہلی اس کارخانہ کی اوضلاع آسمانی سے اور افعال فرشتوں ساتوں آسمانوں
کے سے ماخوذ ہے کہ ساتھ حکم قضاء و شعی کے تدبیر اس کام کی کرتے ہیں مبین
غبار میں منطبق ہوئیں اور حقیقت میں تمام کارخانہ عالم کے اگرچہ ظاہر میں ساتھ
اسباب ارضیہ سافلہ کے متعلق دیکھائی دیتے ہیں لیکن تاثیر قضاء و عرش کی ہے
کہ ان اسباب کو جمع کر کے ان کارخانوں کی طرف مصروف کرتی ہے خصوصاً پیدائش
زمین اور آسمان کی اور جو کچھ کہ ترکیب قوتوں فاعلہ اور قابلہ ان دونوں کی سر نمود
ہوتا ہے بلاشبہ تاثیر پاک الہی کی ہے اور اللہ تعالیٰ اس امر میں یگانہ ہے اور جیسا
کہ اللہ تعالیٰ ساتھ ان انعامات کے منفرد ہے کہ کوئی انتظام میں شریک اوسکا
نہیں پس بندوں کو چاہئے کہ ان انعامات کے شکر میں عبادت بھی خاص اوسکے
واسطے کریں اور دوسرے کو شریک نہ کریں فَلَا تُجَاهِلُوا لِلّٰہِ اَنْدَادًا یعنی نہ ٹھہراؤ
خدا کے سمیر کہ اُنکو مستحق عبادت میں اوسکے ساتھ شریک مقرر کر دے چہ جاوے اسکے
کہ اہلیت میں یا کسی صفات کمال میں برابر اوسکے عتقاد کرو وَاَنْتُمْ تَعْلَمُونَ یعنی حال یہ
ہے کہ تم جانتے ہو کہ تم کو اور باپ دادوں تمہارے کو اور آسمان اور زمین کو سوا او
دوسرے نے پیدا نہیں کیا ہے اور میں کو سوا اوسکے دوسرے نے نہیں اوتا
اور میوؤں کو سوا اوسکے دوسرے نے زمین سے نہیں نکالا اور یہ بات ظاہر ہے
کہ تفر و انعام میں مویج تفر و کاشکریں ہے پس اختیار کرنا دین اسلام کا مقتضائے
باران وغیرہ کا ہے اس واسطے کہ خودیغہ اور مبداء اوس کا کہ آسمان ہے

اور نہتا اور سکا کہ زمین ہے اور ثمرہ اور سکا کہ حصول رزق ہے اوسے کے قبضہ قدرت میں ہے اور تم کو مینے سے چارہ نہیں پس جو تمہیں کہ تم نے واسطے بھاگنے اپنے کے دین اسلام سے بنائی تھی اولیٰ تمہارے واسطے مضر ہوئی اور مقتضی واسطے فرماں برداری دین اسلام کے ہوئی اس جگہ جاننا چاہئے کہ کوئی شخص جہان میں ایسا نہیں کہ شریک خدا کا وجوب لوجود اور علم اور قدرت اور حکمت میں اعتقاد کرے لیکن بہت فرقوں نے اوچیزوں میں غفلت کی راہ سے اللہ تعالیٰ کے واسطے شریک مقرر کئے ہیں اور جو وقت ابھی طرح غور کریں ان چیزوں کی شرکت سمجھنا و ن چار صفتوں میں اعتقاد شرکت سمجھا آتا ہے پس حقیقت میں اعتقاد شرک کا ناقض اور منافی اعتقادِ خداست ان چار صفتوں کے ہے کہ اس امر کو بنی تحقیق اور تفتیش کے ہر شخص علم رکھتا ہو اس مشرکین اپنی زبان سے آپ ملزم ہوتے ہیں تفصیل شرک کی کہ جہان میں موجود ہے ایک گروہ جہان کے واسطے دو خالق قرار دیتے ہیں ایک حکیم ہے کہ پیدا کر فیو لانیکیو نکا ہو ایک بے بنیہ کہ پیدا کر فیو لانیکیو نکا ہے اور اس گروہ کو توحید کہتے ہیں اور بطمان اس منکر نہیں کی زبان سے معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ وہ سفیہ پیدا کیا ہوا کسا ہے اگر پیدا ہوا صانع حکیم کا ہے پس صادر ہونا شرک کا حکیم سے لازم آیا اور اگر خود بخود پیدا ہوا ہے واجب الوجود ہوا اور واجب الوجود کو کمال علم اور کمال قدرت اور کمال حکمت ہے یہ کیونکر ہو کہ واجب الوجود جاہل اور بے وقوف ہو اور فرقہ دوسرا کہ اپنے صاحبیں کہتے ہیں انکا اعتقاد یہ ہے کہ ہر چند وجوب وجود اور علم اور قدرت اور کمال خدا کے واسطے ہو لیکن اس نے جہان کے کارخانے آسمان کے ستاروں کو رکھ دیے اور تدبیر فریضہ شرک کی انہیں کے حوالہ کی ہے پس ہم کو چاہئے کہ ارواح ستاروں کے واسطے نہایت تعظیم بجالاویں اور کمال تعظیم عبادت ہے تاکہ کارروائی کریں اور انکا مذہب بھی ان کی زبان سے باطل ہوتا ہے اس واسطے کہ اگر خدا سے تعالیٰ ہماری جانتا ہے پس بچہ عبادت کو اکب کی لغو اور بے حاصل ہوئی اس واسطے کہ ہم کو بسبب عبادت اللہ تعالیٰ کجا میں حاصل ہوا پس ہم کو ساتھ تو سل ارواح

ان کو اکب کی کیا حاجت ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ہماری عبادت کو نہیں جانتا ہے
 پس اس کے علم میں تصور پڑا اور اس کا علم کامل نہوا اور بھی ستارے اگر خود بخود
 کارروائی ہماری کرتے ہیں پس قدرت میں خدا کے ساتھ برابر ہو گئے اور شرک
 قدرت میں لازم آیا اور اگر بسبب قدرت دینے خدا کے کارروائی کرتے ہیں پس
 ہم کو ضرور ہے کہ ان واسطوں کی طرف رجوع کریں اس واسطے کہ قدرت اللہ تعالیٰ
 کی انے جیسا کہ ان کو واسطے اور وسیلے کارروائی ہماری کے مقرر کئے ہیں ایسا ہی خواہ
 فیض سالی ہماری کی ہو، اون کے دلوں میں ڈالنا اس کا کام ہے فرقہ تیسرا یہود کا کہتے ہیں
 کہ روحانیات غیبیہ کہ مدبر جہان کے کاموں کی ہیں رنگ برنگ کی صوتیں رکھتی
 ہیں ہم سے درپردہ ہیں اور مخفی رہتی ہیں پس ہم کو چاہئے کہ صوتیں اون روحانیات
 کی سونے اور چاندی سے بنا کر تعظیم کے ساتھ پیش آویں تاکہ یہ روحانیات ہم سے
 راضی ہوویں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا کہتے ہیں کہ جب کوئی بزرگ شخص کہ بسبب کما
 ریاضت اور مجاہدہ کے مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعۃ عند اللہ ہوا تھا اس
 جہان سے گذرنا سے قیامت کی روح کو قوت بڑی اور وسعت نہایت ہم پہنچتی ہے
 جو کوئی صورت اس کی کو برزخ کرے یا اس کی نشست جرفاست کی جگہ یا اس کی
 گور پر سجدہ اور تذلل کرتے روح اس کی بسبب وسعت اور اطلاق کے اس کے
 اوپر مطلع ہوتی ہو ذہن اور آخرت میں اس کے حق میں شفاعت کرتی ہے پانچواں گروہ
 جابلوں میں سے کہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اپنی ذات میں پاک ہے اس بات سے کہ
 کوئی اس کی عبادت کرے پس طریق عبادت اس کی کا یہ ہے کہ کسی کو مخلوق
 اس کی سے قبلہ توجہ اپنی کا کیا جاوے تاکہ توجہ ہماری طرف اس قبلہ کے بعینہ
 توجہ طرف خدا کے ہووے اور وہ مخلوق کہ صلاحیت قبلہ ہونے کی کچھ
 ساتھ ایک جنس کے خاص نہیں بلکہ جو چیز کہ خواہ عجیبہ اور غریبہ اس میں
 موجود ہوں قبلہ ہو سکتا ہے جیسا کہ پانی گندہ کا دریاؤں میں اور درخت تسی کا
 درختوں میں سے اور اوپر اسی قیاس کے حیوانات اور نباتات اور معاون اور

پہاڑوں اور پیروں سے قبیلہ اپنے ہٹا لئے ہیں اور یہی ہے مذہب عوام منہود کا
 یہ تفصیل اول آدمیوں کی ہے کہ عبادت دوسروں کو خدا کے ساتھ شریک کر کے تمیز
 اور شریک کر دینا لے سوائے عبادت کے اور چیزوں میں پس وہ لوگ بہت ہیں بعض
 ان سے وہ ہیں کہ ذکر کرنے میں اور ان کو خدا کے ساتھ برابر کرتے ہیں اور نام دوسرے
 مانند نام خدا کے تقرب کی راہ سے ذکر کرتے ہیں اور بعضے ان سے وہ لوگ ہیں کہ
 فرج اور نذر اور قربانیوں میں خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور بعضے
 ان سے وہ آدمی ہیں کہ نام رکھنے میں منہ فلاں اور عبد فلاں کہتے ہیں اور یہ شریک
 فی اسمیہ ہے اور بعضے ان سے وہ لوگ ہیں کہ واسطے دفع بلاؤں کے دوسروں کو بلا
 ہیں ایسی ہی واسطے حاصل کرنے منافع کے دوسروں کی طرف رجوع کرتے ہیں مستقل کچھ کر
 نہ اس طرح کہ تو تسل اول دوسروں سے کریں کہ یہ شرک نہیں اور بعضے ان سے وہ
 آدمی ہیں کہ نام دوسرے کو خدا کے نام کے ساتھ بیچ مقام عموم علم اور قدرت کے برابر
 کرتے ہیں چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی سے روایت کی ہے کہ ایک دن ایک
 شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ ماشاء اللہ و شئت یعنی جو چیز کہ خدا نے
 چاہی اور تم چاہو ہو جاو گی آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا جلتی للہ ذل اہل ماشاء اللہ
 و حدیث یعنی مقرر کیا تو نے مجھ کو اس کا شریک بلکہ خدا کی ہی شیت سے ہر چیز ہوتی ہے
 اور امام احمد اور ابوداؤد اور ابی اور ابن ماجہ نے حدیث ابن ابی اناس سے روایت کی
 ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے لا تثنی لہا ماشاء اللہ و شاء فلان فقلنا
 ماشاء اللہ ثم شاء فلان یعنی نہ کہو تم وہ چیز کہ چاہی اللہ نے اور چاہی فلان نے نہ کہو تم
 کہ جو چیز چاہی اللہ نے پھر چاہی فلان نے اس جگہ چاہنا چاہئے کہ جیسا کہ عبادت غیر خدا
 کی مطلقاً شرک اور کفر ہے تا بعد ارمی غیر اللہ کی بھی بالاستقلال کفر ہے اور معنی
 غیر کہ کہ بالاستقلال ہو چکے ہیں کہ اس کو یہ نہ سمجھے کہ شیخہ بنی خنیفہ والا احکام الہی کا
 ہے بلکہ حاکم خود بخود سمجھ کر بیٹا اطاعت اس کی کا گردن میں ڈالے اور تقلید
 اس کی لازم جانی اور باوجود ظاہر ہونے مخالفت حکم اس کے کے ساتھ

قرآن
 نازل کی
 برکت
 نبی کریم
 گیا اور بزرگ
 ست اور
 فرمایا پھر
 جو دس
 پسند ہو تو
 (ن)
 اور ایک
 اس
 انجمن
 میں بابل
 پانوں
 برکت اور
 دہشت
 پانوں
 کھسکا
 رکھے

حکم خدا کے اوس کے اتباع سے باز نہ رہے اور کچھ بھی ایک قسم شریک ٹھہرانا ہے کہ بیچ آیت اتخذوا الحجارہم وھربانھم اربابا من دون اللہ والمسلم بن مرہیر کے یعنی مقرر کیا عالموں اور انسانوں اپنے کو پرورش کرنے والے سوا اللہ کے اور سچ بیٹے مریم کو بڑائی اوسکی بیان فرمائی ہے پس وہ لوگ کہ اطاعت اونکی ساتھ حکم خدا کے فرض ہو چھ کر وہ ہیں بعضے اوں میں سے پیغمبر ہیں کہ اطاعت اونکی حقیقت میں اطاعت خدا کی ہے اسواسطے کہ اطلاع اوپر اوہم اور نواہی اللہ تعالیٰ کے بغیر وسیلہ اوں کے کے نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ خلق کو بسبب دوری اور احتجاب ممکن نہیں کہ علوم سچے اپنے پروردگار سے بلا واسطہ سمجھیں اور روح پیغمبر کی نے بسبب مشاہدہ حق کے نہایت مناسبت جناب الہی سے چھل کری اور نفس اوسکو نے بسبب مخالفت خلق کے رتبہ بشریت کا رکھنا قلب اوسکا روح اوسکی سے کلمات ربانیہ کو اخذ کر کے قوا و نفسانی میں القا اون کلمات کو کرے اور خلق اوسکو واسطے سے بسبب ربط جنسیت کے قبول اوں کلمات کو کرے اور اسواسطے اطاعت اوں کی مقید ساتھ انکے ہے کہ اوہم اور نواہی اونکی رسالت کی جہت سے القا کئے گئے ہوں نہ مطلق اور اسی واسطے بیچ قبول کرنے مشورہ اور احکام اجتہاد پیغمبر علیہ السلام کی بھی زیادہ گنجائش کی گئی ہے بریرہ رضی اللہ عنہا کو پہلے فرمایا کہ زوج اپنی کو اختیار کرے اور جب اوسنے پوچھا کہ کچھ حکم رسالت کا ہے یا سفارش کا اور صلح نامہ موافقت کی فرمایا حکم رسالت کا نہیں بلکہ بطریق سفارش اور مشورہ کے کہتا ہوں میں خواہ تو قبول کر خواہ نہ کر اور کبھی فرمایا ہے انتم اعلم بامور دنیا کم اذا امرتکم بامر من امر دینکم فخذوا اللہ یعنی تم خوب جاننے والے ہو امور دنیاوی کو حسبوقت حکم کروں میں تم کو ساتھ کسی چیز کے دین کی چیزوں میں پس پکڑ لو اوسکو اور لیجئے اونہیں جو مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت کہ ہیں کہ حکم اونکا اوپر طریق واجب خیر کے لازم الاتباع عوام کے اوپر ہے اسواسطے کہ سمجھنا اسماء شریعت اور دقایق طریقت کا اؤنکو سیر ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون یعنی پس پوچھ لو اہل ذکر سے اگر ہو

بیان اوں خصوصاً کہ اطاعت حکم ساتھ خدا کے فرض ہے اور وہ چھ کر ہیں ۱۱

مقرر کیا

اور

سی

سبب

ایوں

میں

و

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

تم نہیں جانتے اور بیٹے اور انہیں سلاطین اور امار اور اہل خدمت ہیں جیسا کہ قاضی اور
 محتسب اور حکام کہ ادا اور نواہی اُن کے بھی معاملات روزمرہ میں واجب الاتباع
 ہیں رعایا کے حق میں اور بعضے اُن میں سے شوہر ہے بی بی کے حق میں اور او نہیں
 سے والدین ہیں بچہ حق اولاد کے اور او نہیں ہیں ہر مالک ہر بچہ حق مملوک کے لیکن
 اطاعت ان پانچ فرقوں کی مشروط اور مقید ہے بشرط اسکے کہ ادا اور نواہی انکی
 مخالف شرع کے نہوں اسی واسطے فرمایا ہے لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق ہمیں
 مابعداری لائق ہے کسی مخلوق کو بچہ گناہ خالق کے اور بھی فرمایا ہے اطیعوا اللہ و
 اطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوه الی اللہ والہ رسول نبی مانو حکم ہر
 کا اور حکم مانو رسول کا اور حکم مانو اوناخوا جو اختیار والے ہیں تم میں پھر اگر جھگڑو
 کسی چیز میں تو اسکو رجوع کرو طرف الہ کے اور رسول کے اور وجہ فرق کی
 اطاعت اور عبادت میں کہ اطاعت غیر کی ساتھ شرطوں اوسکی کے احکام
 شریعہ میں جائز بلکہ واجب ہے اور عبادت غیر اللہ تعالیٰ کی کسی حال میں روا
 نہیں رکھی تھی ہے کہ اطاعت نبجالاتا حکم اوس شخص کا ہے کہ وہ لائق حکم چلا
 کے ہے اور لیاقت حکمرانی کے سوا اللہ کی نیابتہ اور وں میں بھی ہے مثل رسول
 اور حاکم کی بخلاف عبادت کے کہ حقیقت اوسکی نہایت ذلیل ہونا ہے اور بچہ اوسکی
 واسطے شایاں ہے کہ کمال درجہ کی عظمت رکھتا ہوں اور بچہ منحصر اللہ تعالیٰ کی
 ذات میں ہے اور میں اور جو جاہل کہ اطاعت اور عبادت کے معنوں میں
 فرق نہیں کرتے ہیں بسبب اسکے شبہ اور حیرانی میں پڑتے ہیں اور مشرکین ہر
 فرقہ کے اُن کو الزام دیتے ہیں کہ شرک ہر مذہب اور ہر دین میں ہوا سوا اللہ کے اطاعت
 غیر اللہ کی تمام دینیوں میں جائز ہے مثل اطاعت پیغمبر اور مرشد اور مجتہد اور حاکم کے
 اور مطاع ہونا سوا عظمت اور مرتبہ کے متصور نہیں ہیں اعتقاد مشارکت کا
 عظمت میں لازم آتا ہے اور بچہ نہیں سمجھتے کہ مطاع ہونے کو عظمت ذاتی لازم نہیں اور
 معبود ہونے کو عظمت ذاتی کہ نہایت درجہ کو پہنچی ہو لازم ہے پس قیاس

تفسیر
 خلیل
 علی
 دوسرا
 اللہ
 من
 سے فارغ
 ہونے
 (۱) (۲)
 اور فرمایا
 جب تک
 کو لے کر
 کہ کبر
 ہو و خود
 کو قرب
 بیکر کر
 پھر ایک
 آدمی کا
 کہ
 پھر
 امام

چیزوں کا ہے کہ کسی نے اول کو نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے اور یہی چیزوں کے بیان میں رعایت تشبیہات و قیقہ اور استعارات بلیغہ کی مقدور کسی فرقہ کا نہیں اور بعض اون موانع میں سے یہ ہے کہ اس کلام میں رعایت طریق صدق کی اور یہ ہنر کرنا کذب سے کمال درجہ کا موجود ہے اور باوجود اسکے فصاحت کا ملہ اسمیں پائی جاتی ہے اور اور نظم اور نثر اگر اس میں رعایت صدق کی اور احتراز کذب اور سبک سے کیا جائے رکاکت اور خست پیدا کرتی ہے اور اسید واسطے کہا ہے **أَحْسَنُ الشَّعْرِ** لکن یہ یعنی جس قدر شعر میں مبالغہ بہت اسی قدر لطف پیدا کرتا ہے اور بعض اون موانع میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص خواہ شعر کی تالیف کرے خواہ نثر کو لکھے جسوقت کلام اپنے میں بیان قصہ کا یا باندھنا مضمون مکرر کا کرے کلام اس کے میں دوسری بار میں بہت پہلے مرتبہ کے حسن کم ہو جاتا ہے اور نقصان قبول کرتا ہے اور اس کلام میں جس جگہ تکرار فرمایا ہے زیادہ لطف پایا جاتا ہے اور بعض اون موانع میں سے یہ ہے کہ کلام جسوقت طویل ہوتی ہے رعایت فصاحت اور بلاغت کی اس میں دشواری پڑتی ہے اور ضرور بالفرد بعض جگہوں میں اعلیٰ مرتبہ سے گرجاتی ہے اور یہ کلام باوجود اس طول کے کسی جگہ درجہ اعلیٰ سے نہیں گری اور بعض اون موانع میں سے یہ ہے کہ مضامین اس کلام کے واجب کرنا عبادتوں شاقہ کا ہے اور حرام کرنا لذتوں اور خواہشوں نفسانی کا اور برائی گنہگار آدمیوں کا اور پر بے رغبتی دنیا کے اور خراج کرنا مال کا اور صبر کرنا مصیبتوں پر اور یاد کرنا موت کا اور توجہ کرنی طرف آخرت کے اور ظاہر ہے کہ ان امور کے بیان کرنے میں دائرہ بلاغت کا بہت تنگ ہوتا ہے اور بعض ان موانع میں سے یہ ہے کہ جو نظم یا نثر بیانے والا ہے بعض مضمون میں دخل زیادہ رکھتا ہے بعضے بیچ بیان کرتے حسن معشون کے قدرت تمام رکھتے ہیں اور بعضے مجلس طرب وغیرہ کے بیان میں اور بعضے بیچ بیان لڑائی کے اور بعضے بیچ جو کلمے اسید واسطے عرب کے استادوں نے کہا ہے کہ امر القیس بیچ بیان حسن خورتوں کے اور گھوڑوں کی صفت میں بیچ نظم

اور اس کا
رسم سے
اور بعض
جی شکر
اور جب
یہ امر
اللہ تعالیٰ
حقانہ کیلئے
نظم
صلوات
تقریب کرنا
والے کی
تقریب
صحی

بیان کرنے میں بلاغت اختیار کرنی محض در بشر کا نہیں اگر کسی شریعت والے سے کہ بلوغ ہو فرمائش کریں کہ ایک دوسرے منطق کے عبارت رنگین میں لکھیے ایک دوسرے فرایض کے ساتھ کلام بلوغ کے ادا کرے ہرگز اوس کو ممکن نہ ہو گا پس ایسی چیزوں سے یقیناً دریافت کریں گے کہ یہ کلام کلام بشر کا نہیں کلام آسمانی ہے اور اگر باوجود اس کے کہ نتیجہ اس کلام کے سے عاجز آؤ اور شک اور شبہ تمہارا دور نہوا اور کو تم کہ شاید سو اسے ہمارے دوسرے اوپر اوس کے قدرت رکھتا ہو گو ہم عاجز نہ ہوں پس علاج اوس کا بھی ہم کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جن محن و فاقات کی قدرت کاملہ اور علم شامل اعتقاد کرتے ہو ان کے ساتھ استعانت ڈھونڈو **وَإِذَا شَكِلْتُمْ كُفْرًا فَدَعُوا اللَّهَ** یعنی تضرع اور زاری کے ساتھ بلا و تم معبودوں اپنے کو سوائے خدا کے تاکہ اس کا میں مدد تمہاری کریں اور حل اس مشکل کو کریں اور ان کے معبودوں کو شہداء و دو وجہ سے کہتے ہیں اول یہ کہ شہداء جمیع شہید کی ہے اور شہید یا خود ہے شہود ہے اور شہود کے معنی حضور کے ہیں اور ان کو اعتقاد دیا تاکہ ہمارے معبودوں کو ایسا علم احاطہ کرنے والا ہے اور قدرت کاملہ حاصل ہو کہ جو کوئی اون کو کسی وقت میں اوقات سے یا کسی مکان میں مکانوں میں سے پکارے اور فریاد کرے اور مدد ڈھونڈے فی الفور حاضر ہوتے ہیں اور امداد اور اعانت کرتے ہیں اور وہ مشکل حل ہوتی ہے اور اس واسطے کہ یہ اعتقاد خاص ان کے ساتھ تھا شہداء کی اضافت ان کی طرف کی دوسرے یہ کہ شہید یا خود شہادت سے ہو اور شہدائین اپنے معبودوں کے حق میں کہتے تھے کہ **هَؤُلَاءِ شَهِدُوا عَلَيْنَا عِنْدَ اللَّهِ** یعنی یہ گواہی دیں گے ہمارے واسطے اللہ کے پاس **إِنِّي كُنْتُ مِنَ الصَّادِقِينَ** یعنی اگر کو تم سچے اس اعتقاد میں کہ معبود ان ہمارے کو منصب حضور اور مشکل کشائی کا یا منصب شفاعت اور شہادت کا عند اللہ حاصل ہے پس اگر باوجود اس استعانت اور استدعا کے بھی مدد تمہارا حاصل نہو پس جانو تم کہ مذہب تمہارا دو طریق سے باطل ہوا ایک یہ کہ تم مسکن و عبادت قرآن کے ہو اور اوس کو کلام بشری کہتی ہو اب ثابت ہوا کہ یہ کلام محض بشر کا نہیں دوسرے یہ کہ معبودوں اپنے کو حل کرنے والا مشکل کا اور غتہ کشائے جسہ اور کل کا تم جانتے ہو اور وہ سب جھوٹ نکلا اور بعض مفسرین

تفسیر
دوسرے
ساتھ لکھتے ہیں
میں نہ چاہتے
سینکھتے
اس کی زبان
میں بھی سچی ہی
جہاں بھی حکم فرمایا
چہ شہداء
سب نماز میں منقو
خوب بکریا
کہتے ہیں
میں بھی حل
چہ حق نہیں
جو سلمان ہوئے
میں وہ نماز کا
سو حق و حقیقت ہوئے
نہیں نماز میں
جہاں کی جہاں

شہد اکو یعنی گواہوں کے لیے ہے اور وجہ ربط اس کلام کی پہلے کلام سے اس
 طرح تفسیر کی کہ اگر بقدر ایک سورت کے مانن اس کلام کے تالیف کر کے جمع عقلا اور
 مجلس مقابلہ اور محارضہ میں پڑھو تم اور یہ گمان تم کو ہو کہ مسلمان تعصب کی راہ سے
 مکابر و کرین اور تمہارے کلام کو حقیقت میں مانند اس کلام کے ہے مثل نہ اعتقاد
 کرین اور کہیں کہ یہ اس کو نہیں پہنچتی پس تدبیر دوسری کرو تم اور گواہ متبہ اپنے
 شاعرون اور شرنو لیون میں سے کہ تمہارے نزدیک گواہی ادا کی متبہ ہو اس
 مجلس میں حاضر کرو تاکہ گواہی دیوین کہ وہ کلام لایا ہوا تمہارا برابر اس کلام کے ہو اور
 اس صورت میں لفظ من دون اللہ کا واسطے نہ دیا وہ کیا ہے کہ خدا کو گواہ مقرر کرنا
 ہر شخص عاجز کی عادت ہے خواہ سچا ہو خواہ جھوٹا پس قطع نزاع کی نہ ہو سکتی اس واسطے کہ
 اطلاع اوپر گواہی اس کی کے قطعاً اور یقیناً ممکن نہیں مگر معجزہ کہ جسے یا وحی سے اور اوپر پہلی
 تقریر کے لازم آتا ہو تسلل اور اوپر تقریر دوسری کے دوسرا لازم آتا ہے باقی رہے اس
 جگہ کئی سوالات کہ ظاہر وارد ہوتے ہیں اور دفع کرنا اداں کو واجب ہے اول یہ کہ بیجا مبر
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کلام میں ساتھ لفظ عبدنا کی کس واسطے ذکر فرمایا لفظ نبینا اور رسولنا
 کس واسطے ارشاد نہ کیا کہ مناسب مقام کے ہوا اس واسطے کہ نزدیکی اس کتاب کا نبین ہوتا ہے مگر
 اوپر رسول ادنیٰ کے جواب اس کا یہ ہے کہ منصب رسالت اور نبیوت کا پر سبب خلوص بندگی
 اور کمال عبودیت کی حاصل ہوتا ہے و ذکر اکا صل یعنی عن کو ذکر فی الفیج یعنی ذکر اصل کا ہے
 پروا کرتا ہے ذکر فرخ کے سے اور کیا اچھا شعر ہے کہ کہا گیا شعر دہ داغ غلا سیت کرد پایہ خسرو
 بلند یہ میرد لایت شود بندہ کہ سلطان خریدہ پس واسطے ظاہر کرنے شرف عبودیت کے لفظ
 عبدنا کا مناسب زیادہ ہوا جیسا کہ بیچ انزل علی عبدہ الکتاب و فرز لایا الفرقان علی عبدہ
 اور اور آیتوں کے اسی امر کی رعایت کی گئی دوسرا یہ ہے کہ متران میں ان آیتیں بطریق
 نقل کے کلام دوسروں کے سے لائے ہیں پس اگر وہ آیتیں انہیں عبارتوں کے ساتھ ہیں
 کہ ان سے صادر ہوئے تھیں پس اعجاز قرآن کا ثابت ہوا اس واسطے کہ کلام بشار کا بھی ساتھ ہے
 بلاغت کے پہنچا اور اگر ان عبارتوں کے ساتھ ان سے صادر منوئی تھیں پس خبر مطالبات واقع

احوال کے لئے
 ہر فرد میں کلام کی
 جانیں لایا کیوں
 کے واسطے اور ہر
 پہلے سے
 اور حق سے ثابت
 کہ باوجود دعویٰ سے
 دوسرا کو ثابت کرنا
 "تفسیر عرغزی"
 بیان پہنچان کر
 میں آیت کا تذکرہ
 سبب اس سے زیادہ
 تفصیل کے لئے
 فی ترجمہ تفسیر
 ان کو دیکھیں
 چاہئے
 ہر شخص کو
 مت اور عبدنا کے
 ہر شخص کے لئے

نہوئی اور نہ مطابق ہونا خبر اگلی کا واقع کے ساتھ محال ہے جواب اس کا یہ ہے کہ حکایت
 کلام دوسروں کی وطریق سے ہوا دل یہ کہ اوس کا کہا ہوا بعینہ لا دین اور کسی وجہ کا اس میں
 تغیر اور تبدل نہ ہو جیسا کہ استفتاء میں کہ احکام طلاق اور عتاق اور اقرا اور انکار اور عین اور وصیت
 کے ہوں بعینہ عبارت قائل کی لگتے ہیں یا کلام لڑکوں کو انہیں کے لغت کے ساتھ نقل کرتے
 ہیں دوسرا طریق یہ ہے کہ نقل بالمعنی کریں اور دوسروں کے معنوں کو عبارت میں ترتیب یوں
 جیسا کہ منشی لوگ احکام بادشاہی لکھتے ہیں اور قبالہ لکھنے والے اور خطوط لکھنے والے اور محضر
 لکھنے والے یہی کام کرتے ہیں پس حکایات اور قصص قرآنی بھی دوسری قسم میں داخل ہیں
 دوسروں کے کلام کو اپنی عبارت میں نقل فرمایا ہو اور ایسا ہی بعض جاہل و ن کی زبان پر اوپر
 وجہ تعلیم اور تلقین کے ارشاد فرمایا ہے مثل ایاک نعبد و ایاک نستعین ایسی جگہ صدق خبر میں
 مطابقت معنی کی واقع کے ساتھ کافی ہے مطابقت الفاظ کی درکار نہیں تبصرہ یہ ہے کہ وقوع
 شک اور شبہ کا فرون کو قرآن کی حقیقت میں یقینی تھا امر یقینی کو ساتھ حرف شک کے کہ وہ
 ان سے اس نکتہ کی واسطے لائے جواب اس کا یہ ہے کہ واسطے ظاہر ہونے دلائل اعجاز قرآن
 کے کہ شک اور شبہ کو جڑ سے اٹھ کر لے لیں اس امر یقینی کو مشکوک قرار دیا اور حرف
 شک کا استعمال کیا چونکہ یہ ہے کہ صاحب شک کا مدعی نہیں تاکہ اس سے حجت کی درخواست
 کہوں ابواسطے کہ حجت اوپر مدعی کے ہونے اوپر مستکر کے اور منکر کے مقابلہ میں اپنی طرف
 سے حجت لانی چاہیے پس طلب کرنا معارضہ قرآن کا مستکرون سے کس وجہ سے کیا گیا
 جواب اس کا یہ ہے کہ جو شخص اعجاز قرآن کا منکر ہو اگر کیا اوس نے دعویٰ کیا کہ تائیف مثل اس
 کلام کے مقدور آدمی کا ہے اوپر اس دعویٰ ضعیفی کے طلب کرنا حجت مدعی سے ضرور ہوا
 جیسا کہ کہا ہے پلیت باچنین یہودہ گوئی سے تو ان گفتن اگر پڑھتے داری گو در
 قدر سے داری بیار پانچواں یہ ہے کہ جو کوئی کہ کسی چیز میں شک کرتا ہے اس کے
 دل میں حکم نہیں ہوتا ہے اور صدق اور کذب لو احق حکم کے سے ہے پس در میان دین
 کنتم فی ریب اور ان کنتم صادقین کے کس وجہ سے ربط ہو جواب اس کا یہ ہے کہ ان کنتم
 صادقین میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ساتھ ان کنتم فی ریب کے مربوط ہوا ہوا پر اس

ترجمہ تفسیر غزالی
 فہم نے سنی ہیں
 جہدین ہیں
 اصل میں یہ ہے
 نے فرمایا ان کے
 ساتھ دوسریں
 بنجلی اور خلیج
 نہیں ہو سکتی
 اور دوسریں
 ہر جہ کو دوسریں
 ان کے ہیں ایک
 ہوا اگر کسی
 بل بالاسود
 دیکھو دوسریں
 آج کل کا
 کا اسکال
 (ق) کی آیت
 مٹی جیسا
 اسیک
 اور اس

ہاں کہہ کر تپتی جان کا اور اس کے غریبوں کا اور جو ملتی اور غریبیوں کا اپنے کے اور مومن
کے اور قیامتیں اختیار کی اور یہ بات مثل سے ہمید ہے جس پر نگاہ کے لئے ایسی چیزیں
شکل کو اختیار کیا اور اس امر مسلسل سے گذر کیا بالیقین معلوم ہوا کہ یہ کام مسلسل نہیں
بلکہ تدریجی قدرت سے غائب ہے پس نہیں ہے یہ مگر کلام الہی پس ایمان اوس کے
ساتھ لانا ضرور ہے اور تم اب تک شک اور شبہ میں ہو اور خدا کی سچے باتے ہو اور
خدا کرے والوں کے واسطے آگ دوزخ کی مہیا ہے **فَأَشَقُّ الشَّارَاتِ الْيَوْمَ وَفَوْقَهُ**
النَّاسُ وَالْجَنَّةُ میں پس پھر اور جس تک جہانے والی سے کہ ایندہن اوس کا
آدمی اور پتھر میں اور د آگ آگ فساد آتی کی ہے کہ سبب روشن ہونے اوس آگ کا
ابتداء ہنس آدمیوں سے کفار میں اور جنس مخلوقات دوسری میں سے بہتہ میں کہ اکثر
پتھر سے بنائے ہیں اور اوس کے تین عبادت میں ساتھ خدا سے عز و دل کے برابر کرتے ہیں
اور سونا اور چاندی کے جو د دنیا کی طلب کرنے والوں کا ہے اور شہوت اور فساد کہ ظہور
شہوت پرستوں اور دوزخ کی خصالت والوں کا ہے پھر اور آدمی میں داخل جو جیسا
کہ پوشیدہ نہیں اور ساتھ اسی قدر کی دفع ہوا سوال کہ نہایت دشوار ہے اور اس مقام
میں اوس کو لایا کرتی تین او یہ اصل اوس کا یہ ہے کہ وہ قدھا الناس والجنجہ آگ کہ عظام
میں اور اوس کی مقرر کی ہے کس راہ سے ہے اگر مراد یہ ہے کہ ابتدا میں روشن ہونا
آگ کا ساتھ ان دو چیزوں کے پایا گیا پس یہ خلاف واقع ہے اس واسطے کہ احادیث
میں یہ ہے کہ اوقد علی النار الف عام حتی ابضت ثم اوقد علیہا الف عام حتی احمرت
ثم اوقد علیہا الف عام حتی اسودت فہی سوداء مظلمة یعنی روشن کی گئی ایک ہزار برس
بیان آگ کہ مشیہ ہو گئے پھر روشن کئے گئے ہزار برس بیان آگ کہ سرخ ہو گئے پھر روشن
کئے گئے ہزار برس بیان آگ کہ سیاہ ہو گئے پس اب وہ سیاہ تار کیا ہے اوس وقت
آدمی اور پتھر کمان تھے کہ ایندہن اس کا ہونے اور مراد یہ ہے کہ آدمیوں اور پتھروں کو
جلا دے گی پس ہر ایک آگ ہی خاصیت رکھتی ہے کہ جو چیز اوس میں ڈالیں بتدریج
استعداد قابل کے باعتبار جلائے اور کرم کرنے کے تغیر کرتی ہے دوزخ کی آگ کی کیا

خصوصیت ہے اور بیان دفع اس سوال کا یہ ہے کہ آگ دوزخ کی ظہور آگ آگہی کا ہے
کہ روشن ہونا اس کا ابتداء و اتصالہ بسبب کفر اور بت پرستی کے وقوع میں آیا اور ارکان
اس کا ربکی یعنی چیزیں ہیں آدمی اور بت کہ ایک عابد ہے اور دوسرا معبود اور روشن ہونا
اور بھڑکنا اوس آگ کا پسب گناہوں کے رجوع بھی اُس کا طرف تو تون فاسدہ
انسانہ کے ہے پس اس وجہ سے بھی ایندھن اوس آگ کا آدمی ہوتے ہیں اور بعض
مفسرین نے ایسا کہا ہے کہ بسبب کثرت اور ہجوم آدمیوں کے کہ اوس آگ میں ہوگا گویا
ایسا ہے کہ بجائے لکڑیوں کی یہی گروہ ایندھن اوس آگ کا ہے پس کلام کی بنا اور تفسیر
کے ہے اور اس جگہ ایک سوال اور ہے کہ اس سورت میں المنار النبی وقو دھا الناس والحق آت
بطریق موصول اور صلہ کے لائے ہیں اور اس طریق کے واسطی علم مخاطب کا پہلے سے رکاز
ہے اور بیچ سورۃ تحریم کے ناراق دھا الناس والحق بطریق موصوف اور صفت کے
ارشاد ہوا اور اوس طریق کو جہل مخاطب کا پہلے سے چاہیے پس وجہ تطبیق کی یہ ہے
کہ سورۃ تحریم پہلے اس سورت سے اتری ہو اور اس سورت میں مخاطبین کو علم ایسی آگ کا کہ
صفت اوس کی یہ ہو حاصل نہ تھا پس لفظ ناراق نہ کر کے لائے ہیں اور موصوف اس صفت
کے ساتھ کیا اور بیچ وقت نزول اس سورت کے کہ بعد اوس کے ہوئی اوس ناراق کو کہ علم
اُس کا آگیا ساتھ ترکیب موصول اور صلہ کے یاد دلایا اور بعض مفسرین سلف سے منقول ہے
کہ انہوں نے حجارہ کو اوپر حجارہ کبریت کے منطبق کیا ہے نہ اوپر بتوں کے لیکن قرآن
کی آیتیں اکثر تکریمین دلالت اس پر کرتی ہیں کہ مراد حجارہ سے بت ہیں جیسا کہ آیا ہے انکو
وما تقبلون من دون اللہ صبیحہم اور انہا اس کے اور اس سے زیادہ بعید یہ ہے کہ حجارہ
کہ محمول کیا جاوے اوپر دون سخت اہل قوۃ کے اور اس آیت کو کہ تقست قلوبکم من
بعد ذلک فی کالحجۃ او شد قضا بطریق مشاہد کے لایا جاوے اس واسطے کہ دل سخت
اہل قوۃ کے ناس کے اندر داخل ہیں پس حاجت اعادہ اوس کے کی نہیں مگر اس طرح
پر کہ تخصیص بعد تکریم کہیں اور یہ اس مقام میں چند ان چہان نہیں اور بعض مفسرین
اس مقام میں اور شبہ کرتے ہیں کہ آگ دوزخ کی کہ نمونہ آگ تہر آگہی کا ہے جیسا کہ

افعال شنیعہ آدمیوں کے سے اشتعال متبول کرتی ہو ایسی ہے بلکہ زیادہ اس سے
 ساتھ افعال قبیحہ شیطانوں کے برائیکہ ہوتی ہے پس شخصیں ناس کی اس جگہ کو واسطے
 ہے جواب اس کا یہ ہے کہ مخالفین ہر گاہ کہ جنس آدمیوں کی سے تھے اذکو اسی آگ سے
 ڈرانا چاہئے کہ جو افعال شنیعہ آدمیوں کے سے مشتعل ہوئی اور ہوتی ہی گو کہ اور جگہ
 اور آگ بھی ہے کہ وہ وہاں الشیاطین و کفار الجن یعنی ایندہن اس کا آدمی اور کافر جن میں
 اور غربت اور مذرت آگ کی اسی میں ہے کہ آدمی اور پھر ایندہن اس آگ کا ہوسے
 میں اور جن اور شیطا میں چونکہ ناری میں اور مادہ ان کا آگ ہے پس اون سے آگ
 کا روشن کرنا کچھ عجیب اور غریب نہیں اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ حرارت آگ کی بھی
 تاج صورت نوعیہ اور اسکی کے ہے کہ وہ طفل روحانیت اور ملکوت اوس کے کا ہے
 اور اگر صورتیں نوعیہ کہ طفل روحانیت اور ملکوت ہر جسم کی بلکہ ہر جوہر اور عرض
 کی ہیں در میان میں نہوین تمام اجسام خواص میں برابر ایک دوسرے کی ہو جائیں
 اور بالکل امتیاز آپس میں نہ ہے اور روحانیت آگ شہری کی آگ قسری کی
 سے ہے کہ بعد تنزل کے مراتب کثیرہ میں نفس کے مرتبہ میں غضب کی صورت
 میں ظاہر ہوئی اور ایسی احاطہ اور ارواح کے جلائے میں موثر ہوتی ہے کہ
 نابجہانہ اوس قدر لکھڑی کے جلائے میں تاثیر نہیں رکھتی ہے اور ہر گاہ کہ قیامت
 کے دن احکام روحانیہ ہر چیز کے غالب ہو دیں گے وہ آگ درد ہو پچائے اور دوام
 تاثیر میں دنیا کی آگ سے ان گنت درجے زیادہ ہو جاوے گی اور یہی ہے مضمون
 حدیث صحیح کا کہ کہ ہذا جن من سبعین جن من ناک جہنم کلہن مثل جناء ہا اور وہ
 آگ قیامت کے دن کافروں سے دور ہوگی کہ روشن کر کے تیار رکھیں گے
 بلکہ آثار بڑا ہے اوس کے کے بعد مرنے کے بھی برابر ہو پچیں گے اس واسطے کہ
 اعدائے اللہ کافرین یعنی تیار کی گئی ہے واسطے عذاب دینے اون کے کے پہلے انکی
 پیدائش سے اور پہلے کفر اور گناہوں ان کے سے اس واسطے کہ وہ آگ اور کچھ
 نہیں گزشتہ قرآن کی کا اور غصہ اور کا اور یہ کافرانہ ان کے غصہ میں ہیں اس جگہ

تجوید فیہ رجزی

تجوید فیہ رجزی

تجوید فیہ رجزی

تجوید فیہ رجزی

تجوید فیہ رجزی

تجوید فیہ رجزی

تجوید فیہ رجزی

تجوید فیہ رجزی

تجوید فیہ رجزی

تجوید فیہ رجزی

تجوید فیہ رجزی

تجوید فیہ رجزی

تجوید فیہ رجزی

تجوید فیہ رجزی

جاننا چاہیے کہ مہیا کرنے اس آگ کے سے واسطے کافروں کے یہ بات لازم نہیں آتی اور
کہ سوائے کافروں کے اور گنہ گاروں اور اہل کبائر کو اوس کے ساتھ عذاب نیکریز
جیسا کہ بنائے بندی خانہ کے سے واسطے چوروں کے لازم نہیں آتا ہے کہ قرضداروں
اور اہل حقوق کو اس میں قید نہ کریں یا بنائے گھر کے سے اپنی سکونت کی واسطے لازم
نہیں آتا ہے کہ عمارتوں کو اس گھر میں جگہ نہ دیوین یا کرایہ داروں اور عمارت
لیئے والوں کو اوس میں نہ اترنے دیوین پس تمسک محض زلہ کا اور خوارج
کا اس آیت سے واسطے اس کے کہ اہل کبائر کا فرہین اور اہل صنائر واجب العفو
ہیں ساقط اور پوچ ہے بدلیل اس کے کہ بہشت کی صفت میں اعدت التفتین فرمایا
ہے اور اس میں لڑکا اور مجنون بھی اجماعاً معتزلہ اور خوارج کے نزدیک بھی داخل
ہوئے اور اہل کے اور مجاہدین متقی نہیں ہیں بلکہ لفظ اعدت کا کہ ماہنی کے صیغہ کے
ساتھ واقع ہوا ہے دلیل صریح اہل سنت کی ہے اور اس کے کہ بہشت اور دوزخ
ملوک ہو چکے ہیں اور تیار ہیں جیسا کہ احادیث متواتر المعنی اس کے اوپر شاہد ہیں اور
معتزلہ برخلاف اس کے اصرار رکھتے ہیں اور اس جگہ میں ایک سوال ہے جو اب طلب
رہے یہ ہے کہ اس آیت میں اول آدمیوں اور پھر دین کو ایندھن آگ کا قرار دیا پھر
یا ایہ کہ وہ آگ تیار کی گئی ہے کافروں کے واسطے اور جس وقت کافر عذاب لئے
آگ کے ساتھ ہوں گے اور پھر آدمی کون ہیں کہ وہ اوس کا ایندھن ہونگے جواب
کہ یہ ہر کہ جب معرفہ کو بعد معرفہ کے لاتے ہیں اتحاد کے اوپر دلالت کرتا ہے جیسا کہ
مذہبی زید فاکر مت الجاحی جاحی اور زید ایک شے ہے پس کافر ذکر کئے گئے
وہ آدمی کہ ایندھن آگ کا ہیں مصداق دونوں کا ایک ہے اور ہر گاہ کہ غرض اولی
کا کام میں تاکید اور تنقید کرنا آدمیوں کا ساتھ عبادت اور توحید کے تھا اور اس
میں ذکر اعجاز قرآن کا اور طلب کرنا معارضہ منکرون اُسکے سے آیا اور بیچ
رت عاجز ہوئیے معارضہ سے اور اصرار کرنے کے اوپر انکار کے ڈرنا آگ و زخمی سے
یہ اسوافق قاعدہ حکمت کے تہذیب نفس کی لازم آتی کہ جو آدمی اس کلام سے راہ پائیو ہر

اور مطابق ادا اور انوار ہی اس کے انہوں نے عمل کیا ہوا ان کے تین خوش خبری لذتوں
ہیشگی کی اور راحت دائمی کی دی جاوے تاکہ ڈرانے کے ساتھ خوش کرنا ہی جمع ہو جاوے
اور رجا اور خوف و ہجرت اور اعتدال ان کیفیتوں کا سننے والوں کے دلوں میں پیدا
ہووے اور یہی ہے عادت الہی اس کلام مجید میں کہ وعدہ کو وعید کے ساتھ بلایا ہو
اور کسی چیز میں ایک امر کی اور پر کفایت نہیں کی ہر تاکہ خوشخبری اور ڈرنا دونوں آپس میں
جمع ہو کر برابر کی دونوں کیفیتوں خوف اور رجا کی کرتے رہیں اور دونوں باز و ایمان
کو کہ سبب اڑنے اور چڑھنے کا قرب کے مرتبوں میں اور باعث اصلاح کرنے
جو ہر نفس کا ہر برابر ایک دوسرے کے کیا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ
لو وزن خوف المؤمن ورجاءه لا تعدل یسے اگر تو لے جاوے خوف اور رجا مؤمن کے نسبت
برابر آوے اسی واسطے بطریق عطف کے اوپر یا ایھا الناس لعبدہ کے یا اوپر یا اندھم بالند
الموصوفی کے بعد اعتدال لکھا تو ان کے مقدر ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ ڈرنا تو اس آگ سے
منکروں اس کتاب کو و کثیر الذین آمنوا یعنی اور خوشخبری دے ان لوگوں کو کہ ایمان
لائے ہیں ساتھ اس کتاب کے و یعملوا الصلوات یعنی اور کئے انہوں نے کام اچھے
اور اچھا کام وہی ہے کہ اس کتاب میں امر اس کے واسطے ہوا ہو یا تین فروع اس
کتاب کے میں سے کسی فرع نے اس کے اوپر دلالت کی ہو اور فروع اس کتاب کی
سنت پیغمبر کی اور اجماع مجتہدین کا اور قیاس حلی میں کھو جاتا ہے یعنی ساتھ اس بات
کے کہ واسطے اول کے تیار ہیں باغ باعتبار مرتبہ ایمان کے اور موافق علموں مثالیہ
ان کے کے اور ان با خون مسین سے ایک کا نام جنت الفردوس ہر اور
دوسرے کا نام جنت عدن اور تیسرے کا نام جنت الماوی اور چوتھے کا نام دارالخلد اور پانچویں
کا نام دارالسلام اور چھٹے کا نام دارالمقامہ اور ساتویں کا نام علیین اور آٹھویں کا نام
جنت نعیم اور بھی عطا ہونا ہشتون کا بدلے اس چیز کے ہے کہ باطن ادن کے میں بسبب
ایمان کے معارف حقہ اور فضائل پاکیزہ مانند باغوں کے مرتب ہوئے تھے اور وہ
باغ ہمیشہ سرسبز اور تروتازہ ہیں اس واسطے کہ پیغمبر می منی تھیں ان کا کھانا دینے

جاری ہیں نیچے درختوں اور باغوں کے نثرین جیسا کہ نثرین حکمت ایمانی کی باطن
اور دن کے سے اوپر زبانون اور کئی کے جاری ہوتی تھیں اور فیض اور عالم سین
پہنچتا تھا اور اس وقت میں کہ وہ نیک لوگوں باغوں میں داخل ہوں گے اور لذتیں
اوس جگہ کی استعمال کریں گے اور کوسلوم ہو گا کہ یہ سب لذتیں گوناگون کی
بدلہ اسی ایمان اور عمل صالح کا ہے تاکہ لذت اور کی بسبب اس جاننے کے دوجہ
ہوے اور قرار ایمان اور عمل شایستہ کی اور دن کے ذہن میں بڑھ جاوے اور اگر یہ امر
اور کوسلوم نہ تو ان نعمتوں کو بھی مانند نعمتوں دنیا کے نعمتیں ابتدائی تصور کریں اور
لذت جزا پانے کی معلوم کریں یا دلیل اس جاننے اور کے کی یہ ہے کہ کَلَّمَا
رَزَقْنَا مِثْقَالَ ذَرَّةٍ یعنی جس وقت کہ روزی دے جاوین اور باغوں سے مِنْ ثَمَرِهِ ذَرَّةً
یعنی جس بیوہ کی سے رزق خواہ حصے ہو یا عقلی یا خیالی تَاكُلُوا مِنْهَا لَيْسَ يَكُنْ لَكُمْ
بِالرِّزْقِ حِزَابٌ اَللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اس جہیز کی ہے کہ ہر کو عنایت کی بھی
پہلے اس سے دنیا میں یعنی مقامات اور احوال کہ شرے ایمان اور اعمال نیک ہمارے
کے تھے اور ہر گاہ کہ ہر عمل کے ثمرے بے نہایت اور کے باطن میں پیدا ہوے تھے
اور یہ تمام ثمرے باوجود تشابہ اور تماثل کے کہ بسبب تشابہ و منشا کے رکھتے تھے کیفیتیں
اور کی بسبب قوی ہونے اور لاحق ہونے وسعت اور رسوخ کے آپس میں ایک دوسری
سے بڑی ہوتی تھیں وَأَنْتُمْ إِلَيْهِ مُتَشَابِهُونَ یعنی اور دے جاوین گے اور رزق کو ہر گز
اور ہم صورت اور باوجود اس کے لذتوں میں تفاوت ہو گا یعنی لذتیں حبس جہیز ہوتی
تاکہ تشابہ و منشا کا اور تفاوت آثار کا دونوں برقرار رہیں اور اکثر مفسرین نے ہَذَا الَّذِي
رَزَقْنَاكُمْ اور ہر نوعیت اور جنسیت کے حاصل کیا ہے نہ اوپر جزائیت کے اور اونکے
اور ایک اشکال حکم وارد ہوتا ہے اس واسطے کہ لفظ کَلَّمَا کا تمام اسرار رزق اور ہر
رزق کو گھیرنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ اول دفعہ میں یہ قول اور سے متصور نہیں
ہو سکتا ہے اس واسطے کہ پہلے اس سے کہی رزق احسروں اور کے متین عنایت
نہو اتھا تاکہ پہلے رزق کو مثل کسی اور رزق کے کیا جاوے اور اسی واسطے بعض مفسرین

لے دقتا من قبل کو اور پر رزق دنیوی کے حاصل کیا ہے اور یہ بھی مستقیم نہیں
ہوتا ہے اس واسطے کہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ آخرت میں کوئی نعمت غیر نعمت
دنیوی کے موجود نہ ہو اور حال یہ ہے کہ آئین اور حدیث میں بے شمار اس بات کے اوپر
دلائل کثرتی ہیں کہ آخرت میں بہت نعمتیں نایدہ اور ناشنیدہ بھی ہو دین کی منجملہ
اون کے یہ آیت ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لہ من قرة اعین اور حدیث اعلیٰ لعداوی
الصالحین لالاعین لالت ولا اذن صحت ولا خط علی قلبہ بشر اور واسطے انہیں دو اشکال کے
متاخرین میں سے ایک جماعت نے دقتا من قبل کو عام کیا ہے کہ خواہ دنیا میں ہو خواہ
آخرت میں پس اول مرتبہ میں رزق دنیوی کو یاد کریں گے اور دوسرے مرتبہ میں رزق
اخروی کو لیں یہ توجہ بھی باوجود تکلف کے کہ اس میں ہے مطلقاً درست نہیں ہوتی
ہو اس واسطے کہ اکثر افراد ہستیوں کے مفاسد اور سائکین بے مایہ ہوں گے اور دنیا
میں زیادہ قدر یا محتاج الیہ سے عنایت نہیں ہوا تھا پس نعمتیں بہشت کی دیکھ کر کوئی شخص
کو یاد کریں گے کہ اون کو پہونچی تھیں اور باوجود اسکے کہ بیچ بار بار لائے اور نہیں چیزوں
کے لذت کم ہو جاتی ہے اور خواہش اس کی طرف نہیں رہتی ہے گو منافع اور مزہ میں
تفاوت ہو اس واسطے کہ مثل مشہور ہے جو حلوا بہ یک بار خور دند و بس پس صحیح
یہی ہے کہ حاصل هذا الذی دقتا من قبل میں حل جزا کا اوپر مجزی علیہ کے جزو حل نوع کا
اوپر فرسکے اور جو احتیاج درمیان جزا اور مجزی علیہ کے واقع میں متحقق ہے قوی زیادہ
ہے اس اتحاد سے کہ درمیان فرد اور نوع کے نظر ظاہر دین میں معلوم ہوتا ہے اس واسطے
کہ جزا حقیقت میں ظہور مجزی علیہ کا ہے بیچ لباس دوسرے کے اور بیچ دریافت کرنے
اس امر کے کہ یہ نعمت ظہور و بس عمل کا ہو کہ دنیا میں اہم سے صادر ہوا تھا ایسی لذت
اور لطف حاصل ہوتا ہے کہ حدیثان سے زیادہ ہے اور وہ کہ کہتے ہیں کہ آدمی کو اپنے
مالوفات سے انیت بہت ہوتی ہے اور مالوف چیزوں کی طرف رغبت اور میلان
بہت کرتا ہے پس یہ اُس وقت میں ہے کہ مزاج معتاد اور قوتیں متہوانیہ پسلی حالت
پر ہو دین اور ہر گاہ کہ اس صورت میں فشار ثانی میں مزاج بدل جائے اور قوت متہوانیہ

کیونکہ مجزی علیہ
احوال میں اور
دقتا من قبل سے
دقتا من قبل سے
احوال میں اور
پھر دقتا من قبل سے
نہیں بلکہ ایک
نوع کی چیز ہے
نہیں بلکہ ایک
ف اب اور
کے سچے سچے
تینوں راہیں
دل کا نہ سمجھ
بند رہی گئی
میں اب وہ حق
چون کہ سمجھ
کلیں کہ
کیونکہ
دقتا من قبل سے

تفسیر خلیل

ان دو آیتوں میں
کا فرق ان کا حال
بیان ہوا کہ گویا
نہر آیتوں تک
نہر سے آیتوں
کے لوگوں کا
بیان ہے جو
ظاہر میں تو مسلمان
ہیں اور باطن
میں کافر ایمان
کا دھوسے کرتے
ہیں لیکن باطن
میں نہیں ہرگز
دین اسلام
میں اس درجہ
کا نام نہ ملتا ہے
یعنی کون سا اس
درجہ کے نہیں ہو
مرد اور ایک

بسبب کمال علو اپنے کے ترقی مقبول کی ہو بعد اس کے آدمی کو پابند مالوف رابطہ
اپنی کا جاننا نادانی ہے البتہ اس قدر حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور ائمہ العین سے
منقول ہے کہ میوے بہشت کے صورت میں ایک رنگ ہوں گے اور مزہ مسین مختلف
اور جذبے جادے طے لیکن ان بزرگوں نے آیت کو اس پر حمل نہیں کیا ہے بلکہ بیان
واقع فرمایا ہے اس واسطے کہ یہ طریق بھی لذت کے طریقوں اور خوش آنے کے سے
جو بعض وقتوں میں اور لفظ انہار کا کہ اس جگہ محمل واقع ہوا ہے احتمال رکنا ہے کہ محمول
اور اس تفصیل کے ہو کہ سورہ محمد میں مذکور ہوگی اور وہ یہ ہے کہ نہرین بہشت کی چار قسم پر
ہونگی بعضی بانی کی نہرین اور بعضی شہد کی نہرین اور بعضی دودھ کی نہرین اور بعضی
شراب کی نہرین اور احتمال ہے کہ اس جگہ فقط نہرین بانی کی مراد ہوں اس واسطے کہ
سر سبزی درختوں اور تر تازگی اون کی میں یہی نہرین بانی کی کام میں لاتے ہیں
اور بہشتیوں کے پینے کے واسطے وہی چار نہرین کہ موافق خواہشوں مختلف کے اون
سے کہا دیں اور پیوں گے مہیا ہیں اور بعض اہل فلاح کہیتی کے درختوں کو بھی ساتھ
دودھ اور شہد اور شراب کے تربیت کرنے میں اور کہتے ہیں کہ نرمی اور چکنا چٹ درخت کے
میوہ میں دودھ کے دینے سے زیادہ ہوتی ہے اور حلاوت شہد کے دینے سے بڑھتی ہے اور
تفحہ طبیعت کی شہد کبے دینے سے محال ہوتی ہے اور بیج اس صورت کے بہشت کے درختوں
کی تربیت کی واسطے چاروں نہرین کام میں آتی ہیں اور جو وقت مقام سکونت اور کھانا پینا
بہشتیوں کا اس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا اور یہ بھی ارشاد کیا کہ یہ اذنین اور نعتین کو
اعمال کے بدلے میں دی جاوے گی تاکہ فرحت اور خوشی ان کی بڑھے اور قاعدہ ہے کہ بشر
باروں موافق کے اور جو بلن دل فریب کے ہر نعمت مکر ہو جاتی ہے اسی واسطے ارشاد ہوا جو
کہ واسطے کامل اور پورا کرنے خوشی ان کی کے ہم صحبت موافق بھی دے جاوے گے
وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ عِدَّةٌ اُولَئِكَ فِيهَا مُتَنِفُونَ اور یہ وہ دن ہیں بدلے اون
اخلاق اکیہ کے کہ اپنے اندر لازم جو ہر روح اپنے کا کیا تھا اور متعلق اون اخلاق کے
ساتھ ہوئے تھے کہ از روئے عبارتوں اور اشارتوں اس کتاب کی سے اون کے تئیں

دفعہ مشبہہ کا اقامت حجت کے ساتھ ملکر کام کو تمام کرے نفرت پر معارضہ مقدر کی
کافروں کی طرف سے کی بیچ باطل کرنے حقیقت قرآن کے کہتے تھے یہ ہے کہ ہر چند
ہم مقابلہ کرنے قرآن کے اور منع اس کے سے عاجز ہیں اور یہ دلیل اس امر کی
ہو کہ یہ کلام بشری نہیں کلام الہی ہے لیکن ہمارے واسطے ایک دلیل دوسری ہی
اور اس بات کے کہ یہ کلام کلام بشری ہو کلام الہی نہیں اور وہ یہ ہے کہ بزرگ لوگ
ذکر کرتے اشیاء حقیقہ کے سے اپنے کلام میں پہنچ کر لے ہیں اور مثیلین خلیفہ اپنی باتوں
میں ذکر نہیں کرتے ہیں اور حق تعالیٰ نے کسب بزرگوں سے بزرگ ہو کر واسطے اپنے کلام
میں ذکر کئی اور کڑی کا فرمایا ہو سورج کے آخر اور اوسط سورہ عنکبوت میں واسطے
تحقیر بتوں اور پوجنے والوں انکے کے پس ذکر ان چیزوں کا دلالت کرتا ہو اور اس بات
کے کہ یہ کلام کلام الہی نہیں اس واسطے کہ ایسا ذکر لائق عظمت اوس کی کے نہیں اور نفرت پر
جواب اس معارضہ کی یہ ہے کہ **إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا لِّمَنْ يُنَاقِضُ** یعنی تحقیق
خدا تعالیٰ شرم نہیں کرتا ہو اس بات سے کہ بیان کرے بیچ کلام اپنے کے جس
مثل کو کہ چاہے خواہ حقیر ہو خواہ خلیفہ ہو اس واسطے کہ غرض تمثیل سے وہ ہے کہ معنی
مستقل کہی بسبب منازعت و اہمہ کے اچھی طرح ذہن نشین نہیں ہوتے اور جہت معنی
مستقل کو بیچ صورت محسوس کے ظاہر کریں وہم کی کشاکش سے خلاصی حاصل ہوتی ہے
اور ادراک اس معنی مستقل کا بکمال وضوح کے میر ہو جاتا ہو اور اس غرض میں حقارت
اور عظمت اس شے کی کہ بیچ مقام تمثیل کے لاتے ہیں برابر ہو بلکہ تمثیل میں واجب یہ ہو کہ ہوا
مثلاً کہ ہو اگر حقیر ہے حقیر ہو اور اگر صاحب عظمت ہی صاحب عظمت چاہئے البتہ اس قدر
بزرگ لوگ اور صاحب عظمت اپنے کلام میں رعایت کرتے ہیں کہ ذکر شخص سے اور لانے
تمثیلات کے سے کہ شخص بابتیں اس میں ہوں حیا کرتے ہیں اور قرآن مجید میں بھی
اس ادب کی کمال وجہ کے ساتھ نصیحت فرماتی ہے جس جگہ مذکور جباع یا اعضاے
متورہ انسان کا ہے کنایہ اور بطریق اہام کے ادا ہوا ہے کافروں کو اس حیا
محمود کا ساتھ تمثیل اشیاء حقیرہ کے استہزاء اور قیاس مع الفارق کر کے اعتراض کیا

[illegible]

اور واقع میں ذکر اشیاء حقیقہ کا جس مقام میں کہ مقتضی ذکر اودن کے کا ہو کمال بلاغت اور
عین فصاحت ہو برابر ہو کہ وہ شے حقیقہ یعنی **مَعْقُودَةٌ مَّا لَوْ كُنْهَا** یعنی خبر ہو پس اوپر اوس
کے اوپر پٹ سے اوپر ہو نودا و احتمال کھتا ہو ایک یہ کہ اوپر اوس سے یعنی زیادہ اوس سے
جستہ میں ہو جیسا کہ کہی اور عنکبوت اور مانند اوس کے دوسرے یہ کہ اوپر اوس سے چوہا پن
میں ہو اور حقارت میں مانند پر پٹ کے کہ حدیث شریف میں تمثیل دنیا کی اُس کے
ساتھ فرمائی ہے جس جگہ ارشاد کیا ہے **لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحُ بَعْضَةٍ**
لَمَا سَفَى كَافَرًا مَنَّهُ شَرَابُهُ مَاءٌ یعنی اگر دنیا کی اللہ کے نزدیک پٹ کے پر کے برابر ہی قدر
ہوتی کسی کا فکر اس سے ایک گھونٹ پانی کا ہی نہ دیت اور عرب میں مشہور ہے کہ **مَا**
الْبَقِيَّةُ وَاشْجَعُهُ وَمَا رَجُلٌ يَجْرِدُ وَمَا لَحْمُهُ اور فارسی کی امثال میں ہو کہ از بسن پاسے
پٹہ چہ کثاید و علیٰ ہذا القیاس حاصل یہ ہو کہ خوبی تمثیل کی موقوف اوپر کمال مطابقت
کے ہے درمیان تمثیل کے اور درمیان اوس شے کے تمثیل جس کی لاسے ہیں اگر یہ مطابقت
اوپر وجہ کمال کے متحقق ہو جس کلام کا اور بلاغت اوسکی زیادہ ہووے اور اگر مطابقت اچھی
طرح نہ ہو کلام کی بلاغت میں قصور آجا دے گا اور یہ بات ظاہر ہے کہ مطابق اشیاء حقیقہ
کے نہیں ہوتی مگر شے حقیقہ پس چوڑ دینا تمثیل کا ساتھ امور حقیقہ کے اوس
مقام میں کہ مناسب تحقیق اور امانت کے ہے سبب نقصان بلاغت کا ہے کلام الہی آسمان
سے مبرا ہے اور بسبب اس حقارت کے تمثیل چوڑ دینی اور اوس معنی کو نہ تمثیل
کے لانا سمجھانے مطلب اور ظاہر کرنے اس کے میں خلل ڈالتا ہے اسی واسطے کہا ہے کہ
الامثال مصابیح الاقوال یعنی تمثیلین چراغ ہیں قولون کے اور ظاہر ہے کہ چرلغ خواہ
سولنے کا ہو خواہ ٹٹی کا روشنی میں فرق نہیں کرتا ہے پس حیا کرنی تمثیل سے ساتھ اشیاء
حقیقہ کے حق تعالیٰ کی نسبت سے محال ہو اور اگر کافر کہیں کہ حیا کرنی خدای تعالیٰ کی تمثیلات
حقیقہ سے کوئی دلیل سے ثابت ہو اگر اسی کلام کے ساتھ تک پڑتے ہو پس مصادره لازم
آتا ہے اس واسطے کہ بیچ ہونے اس کلام کے کلام الہی اب تک بحث ہے اور اسی کے ساتھ
ثابت کرنا کہ یہ کلام کلام الہی ہے اثبات اشیاء حقیقہ سے ہم کہتے ہیں اس مطلب کو

تمثیل

تقریب

نقصان

چراغ

چراغ

چراغ

چراغ

چراغ

چراغ

چراغ

چراغ

چراغ

چراغ

چراغ

چراغ

چراغ

چاہئے کہ کان رکھنے میں تمثیل دو سہری واسطے تمہارے بیان کرتا ہوں کہ ملکوت آسمانی کیسے تہمت مناسب ہے ایک اور شخص نے دانہ رائی کا لیا کہ سب دانوں سے چھوٹا ہے اور اس کو اپنے نیکیت میں بویا جب وہ دانہ اگا اور درخت بڑا ہوا یہاں تک کہ اور بڑا ہوا تو ان کے درخت سے بلند ہوا اور بالوز آسمان سے آئے اور اس کی شاخوں میں انہوں نے گونے بنائے یہی تمثیل ہے ہدایت کی جو کوئی طرف ہدایت کے دعوت کرتا ہے خدا کے واسطے اجر اس کے کو بڑا مانتا ہے اور ذکر اس کے کو بلند کرتا ہے اور جو کوئی اوس ہدایت کے ساتھ راہ پاتا رہتا ہے اوس کو نجات حاصل ہوتی ہے اور یہی انجیل مقدس میں فرمایا ہے کہ تم مانند چہا بنی کے ہو کہ اچھا اچھا اوس میں سے نکل آنا ہے اور دی ردی رہ جاتا ہے ایسا نہ کہ حکمت تمہارے دلوں میں سے نکل جاوے اور کیسے تمہارے سینوں میں باقی رہیں اور یہی فرمایا ہے کہ دل تمہارے مانند کنکریوں کے ہیں کہ نہ اوس کو آگ پکائی ہے اور نہ پانی نرم کرتا ہے اور نہ ہوا اون کو ہلاتی ہے اور یہی فرمایا ہے کہ اے بندو خدا کے اس گئے دن کے ذخیرہ کا فکر نہ کرو اور جانوروں کا حال دیکھو کہ لباس صوف اور پشم کا اون کو دیا ہے اور زرقاں کا انکو پوچھتا ہے نہ موت کا ستے ہیں اور نہ کیتی کرتے ہیں اور بھٹے جانور پتھر کے اندر اور لکڑی کے اندر ہوتے ہیں کون ہے کہ اوس جگہ اون کو لباس اور زرقاں پونچا تا جو کہ خدا سے تعالیٰ آیا نہیں سمجھتے ہو تم اور یہی مندرمایا ہے زبورون کو اپنی جگہ سے نہ اور افس کاٹین گے تم کو ایسے ہی ہو تو فون اور بے عقول کے ساتھ ٹکرا کر دنا کہ دشنام دینا میں انتہی حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ پیدا کرنے والا بڑے چھوٹے کا ہے اور جس چیز کو پیدا کیا ہے حکمت اوس کی اوس میں ظاہر ہے پس تمثیل ہر شے کے ساتھ کہ جس میں حکمت اور نفع ہو بہتر اور نیک ہے بلکہ چھوٹی چیز دن میں کہ جسم اور قد اون کے نہایت چھوٹے ہیں اگر حکمت بڑی اور نفع عمدہ ظاہر ہو نہایت عجیب ہووے جیس کہ پرندہ کی پوہ ایش میں کتنی عجیب چیزیں پائی جاتی ہیں کہ باوجود اس چھوٹے جسم پر ہونے کے تمام اعضا مانتی کے کہ نہایت بڑا ہے اس میں موجود ہیں اور کچھ زائد بھی ہے اور شجر کی سونڈ میں یہ عجیب بات ہے کہ باوجود چھوٹے ہونے کے اور نرم ہونے

محمد

میں نے

2-1-75

المجلس

والله اعلم

بنیادی

۱۰۰

بسم الله الرحمن الرحيم

سید محمد

بجانب دیگر

مفتی محمد سعید

...

100

100



526

تفسیر غلطی

انہ کے لئے

ایمانداروں کو بفر

کردی کہ تم اور خدا

ظاہری اسلام

بارہو کا نہ کہادو

وہ دل میں کافر

ہیں گو کہ ظاہر میں

ایماندار ہونا

جہاں سے ہیں یہ

لوگ جو خیال کرتے

ہیں کہ جہاں سے

کفر کو جیسا کہ ایمان

گوشت کر سہا کر دیکھو

دیکھو کہ ایمان

اسی طرح یہ فقرہ

ہمدا اللہ کے لکھا

بی بی علی جاری رکھا

یہ انکا خیال تمام

(جہم)

اگر کہیں کے چڑھے ہیں یا ہاتھی کے جہودے تو ایسی چلی جاتی ہے جیسا کہ حلوے میں
 اونگلی اور بید اس کا یہ ہے کہ اوس کی خرطوم کے سر میں سمیت رکھ دی ہو کہ بسبب
 اوس کے ایسی سخت چیز دن کے اندر بیٹھ جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ حکیم ہے تمثیل
 ساتھ اشیا حقیقہ کے کہ اون میں جھکتیں رکھی ہوئی ہیں ہرگز ترک نہیں فرماتا ہے لیکن
 سننے والے کلام آسمی کے دو قسم ہوتے ہیں ایک قسم اہل ایمان ہیں کہ قول اون کا معتبر ہو
 اس واسطے کہ موافق عقل کے چلتے ہیں اور قسم دوسری کفار میں کہ قول اون کا معتبر نہیں
 اس واسطے کہ عناد کی راہ سے برخلاف متفقائے عقل کے چلتے ہیں **فَاَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا**
فَيَعْلَمُونَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ یعنی پس اے پرورد آدمی کہ ایمان لائے ہیں پس وہ جانتے ہیں
 کہ وہ تمثیل سچی آئی ہوئی ہے اون کے پروردگار کی طرف سے اس واسطے کہ میان خست
 کسی چیز کا اور حقارت اس کی کا بغیر تمثیل کے ساتھ حقیر اور خیس شے کے نہیں ہو سکتا
 اگر اس مقام میں بڑی بڑی چیزوں کے ساتھ تمثیل دیوں بے موقع پڑتی ہے اور
 پروردگار کہ تمام اشیا کے مراتب کو جانتا ہے اور ہر چیز کو اپنے مرتبہ میں رکھتا ہے ہرگز
 خلاف اس کا نہ کرے گا **وَاَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُوْنَ** یعنی اور اے پرورد آدمی کہ کافر
 ہوئے پس کہتے ہیں باوجود اس کے کہ مطابقت مثال کی مثل لہ کے ساتھ جانتے ہیں
 اور سمجھتے ہیں کہ اس شے کی تمثیل سوائے شے حقیر کے نہیں ہو سکتی **مَا اَذْكُرَاكَ اَللّٰهُ**
 یعنی کس کا ارادہ کیا ہے اللہ نے باوجودیکہ عظمت اوس کی بے نہایت ہے **يَهْدِيْكَ**
 یعنی ساتھ صحت رکھنے اس چیز حقیر کے مثال تاکہ سبب ہدایت کا ہو اور حال یہ ہو
 کہ یہ شے حقیر مناسب عظمت اس کی کے نہیں اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ مثال ایسی چاہئے کہ
 مطابق مثل لہ کے ہو عظمت اور حقارت میں نہ مطابق مثل کے کہ ذکر کرنے والا مثال
 کا ہے اسببہ حق تعالیٰ نے بسبب لائے ان حقیر چیزوں کے متران کی تمثیلوں
 میں ارادہ ایک امر عظیم کا فرمایا ہے اور وہ کیا ہوا امتیاز ہونی درمیان مومنوں اور
 کافروں کے اس واسطے کہ **يُضِلُّ بِهٖ** یعنی گمراہ کرتا ہے بسبب اس مثال کے باوجود
 اس کے کہ وہ فی نفسہ سبب ہدایت کا ہے گمراہ یعنی بہت آدمیوں کو کہ غلط فہمی سے

ایسا شخص کا فرض اسلام سے نکلا ہوا اور متزلزلوں کے نزدیک مومن اور کافر کے درمیان میں ہے نہ بالکل مومن ہے اور نہ بالکل کافر اور زیلیوں کے نزدیک قابل امامت کے نہیں وہ کہنے ہیں کہ ایسے شخص کے پیچھے نہ ساز و دست نہیں اگر چڑھ لی ہو اعادہ کرنا اس کا فرض ہے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ شخص کفر میں حد سے گزرے اور سرکشی اور عناد اختیار کرے اور دیدہ دانستہ انکار حق بات کا کرے اور اس آیت میں کہ بش لاثم الفسوق بعد الایمان یعنی بڑا گناہ مفتق ہے بعد ایمان کے پہلے معنی میں مستعمل ہوا اور بیچ آیت ان المنافقین هم الفاسقون یعنی تحقیق منافقین وہی فاسق ہیں اور بیچ آیت منهم المؤمنون والکذہم الفاسقون کے دوسرے معنی میں مستعمل ہے اور اس آیت میں بھی معنی دوسرے مراد ہیں اس واسطے کہ فاسق بمعنی پہلے کے بالکل مزاج اس کا اب تک فاسد نہیں ہوا حکم مریض کا کرتا ہے کہ مرض اس کا عارضی ہے اور مزاج صحت اس کی کا بسبب اعتقاد عقاید حقہ کے درست ہے کلام اللہ کی نصیحتوں اور تنبیہوں سے نفع پاتا ہے اور اصلاح قبول کرنا ہی بخلاف فاسق کے کہ ساتھ دوسرے معنی کے ہے کفر اس کا حد جبل بسیط سے تجاوز کر کے جبل مرکب کی حد کو پہنچا قرآن اور تمثیلات قرآن کی بنسبت مزاج فاسد اس کے کے ایسے ہیں جیسا کہ غذا اچھی بنسبت مزاج مریض کے کہ مسدہ میں جا کر باعث ازدیاد مرض اور فساد کا ہوتی ہے اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ فاسق مطلق خصوصاً وہ فاسق کہ ساتھ صفت آئندہ کے نصف ہیں خود گمراہ ہیں پس گمراہ کرنا گمراہوں کا اس کے کیا معنی ہیں کہ اس میں تحصیل حاصل کی ہے ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ مرتبہ گمراہی کے اندر مراتب ہدایت کے انتہائیں رکھتے ہیں ایک مرتبہ سے طرف دوسرے مرتبہ کے ترقی ہوتی ہے پہلے قرآن کے انکار اور اس کی تمثیلات پر طعن کرنے سے اصل گمراہی او کو حاصل تھی اور بعد نزول قرآن کے اور انکار کرنے اعجاز اس کے سے گمراہی دوسرے مرتبہ کی حاصل کی کہ بیشتر اون کو جاہل نہ تھی البتہ استعداد رہنے گمراہی کی اون میں موجود تھی کہ اس وقت میں اس نے ظہور کیا اس واسطے کہ یہ فاسق لَئِنْ یَقْضُیَ لَہُمْ عَمَلُہُمْ مِنْ بَعْدِ مِثْلَ مَا کَانَ یَوْمَئِذٍ

تفسیر علی
روشن ہوئے
جی جہلا نے
بیان سے معلوم
ہو کہ جس ذہب
کی بنیاد تفسیر پر
ہوئے خارج ہے
خلاف بہرہ
بسیب نہایت
(رف)
بہت
اور اقبل
تفسیر
اور
جب ان سے
سہ جہا ہے کہ
ہمک میں فساد
نہ پہلا وصف
خدا کی مافوقی
ست سہا کہ خدا
سے نزدیک ہے

کہ توڑنے میں عہد کو کہ خدا کے ساتھ باندھا ہے بعد پختہ کر لئے اُس عہد کے آس جگہ جانتا
چاہیئے کہ جو وقت شخص نے کلمہ اسلام کا زبان پر جاری کیا اور ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے یا ساتھ کسی خلیفہ کے اوس کے خلیفوں میں سے بیعت کی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کو پہنچا ہوا اور نائب خدا کا تصور کیا پس اوس شخص نے خدا کے ساتھ عہد باندھا کہ جو حکم
اور احکام اس کے بواسطہ اس پیغمبر کے میری طرف پہنچے سب قبول کئے اور جس وقت
پیغمبر کی صحبت میں پہنچا یا کتا بین سیر اور شامل اس کے کی مطالبہ کین اور اوضاع اور
اطوار ان کے کے کہ سراسر دلیل حقانیت اسکی کے ہیں مطلع ہوا اور منجبرے اوس کے اور
کر امتیں اولیا امت اوس کے کی دیکھیں اور سنیں اس عہد کو پختہ کیا بعد اس حالت کے
اگر عہد اللہ شہد اسلام میں اس کے دل میں آوے اور بسبب اوس شبہ کے طعن
بیچ احکام شرعیہ کے شروع کرے یقین ہے کہ یہ شخص حد عقل اور شرع سے خارج
ہوا اور اعلیٰ مرتبہ گمراہی کے میں ترقی کی کہ پہلے مسلمان ہونے سے اور دیکھنے پیغمبر اور
معجزات یا سننے اوضاع اور اطوار اس کے سے حاصل نہ تھا پس یہ حالت علامت ظاہر ہے اوپر
اس بات کے کہ شخص اوتنے حد کفر کی سے خارج ہوا اور طرف اعلیٰ حد کفر کے پہنچا اور بعض
مفسرین نے اس عہد کو اوپر عہد است برکیم کے حاصل کیا ہے اور کہا ہے کہ تمام روحیں کو دیکھنا
کی بعد پیش حضرت آدم علیہ السلام کے اون کی پشت سے نکال کر مانند جینٹون کے پہلاد
اور علم حق تعالیٰ کی وحدانیت کا اون کے اندر رکھ دیا اور اون سے ساتھ مضمون اوس کے
کے افتر کر دیا یا پس اوس وقت میں تمام روحوں نے اپنے پروردگار سے عہد
باندھا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور اوس کی اطاعت سے قیام
باہر نہ نکالیں گے اور یشاق اوس عہد کا اور حکم کرنا اوس کا دو طرح سے ہے اول قائم
کردینا توحید کی دلیلوں کا اور ان کی عقلوں میں اس طریق سے کہ اگر عقلوں اپنی کو دیکھوں
کے پردوں سے مجرد کریں اور ان دلیلوں کو معلوم کر لیں اور یہی بین معنی اشرہ دم
علیٰ الفہم کے دوسرے ہیجانوں کا واسطے یاد دلائے اس عہد کے اور دور کرنے
شہوات و ہیمہ کے اور توڑنا اوس عہد کا یہ ہے کہ اس قدر بیچ تقلید باپ دادوں اپنے

تفسیر ظلی
بین دارم بین
خلل است دارم
بین
سوارے واسطے
بین ف ابن
عباس رضی اللہ
عنه
جہاننا فون
کو کہ خدا کو
تو کہتے ہیں کہ
ہم دونوں ذوق
کو بین اور اہل
کتاب میں صلح
کر لے ہیں دلی
آج کل مسلمان
صلح کی داون کا
حال ہے

اور پیروی کرنے خواہشوں نفسانی کے مشغول ہووین اور لذتیں بدنی اور دنیا کے فائدوں کو ایسا اختیار کریں کہ وہ علم ضروری اُن سے محجوب ہووے اور اس کو معلوم نہ کر سکیں اور جو لوگ باوجود ان تاکیدوں کے کہ بیچ اس عہد کے کی گئیں اُس کو توڑ ڈالیں اور برخلاف اوس کے اصرار کریں یقین ہے کہ کمال سرکشی اور عناد اُن کا ثابت ہووے اور حال یہ ہے کہ وہ لوگ اوپر اسی قدر کے کفایت نہیں رکھتے ہیں بلکہ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُؤْتَىٰ حَتَّىٰ يَبْلُغُوا الْبُقْعَةَ الْمَعْلُومَةَ یعنی اور قطع کرتے ہیں اس علاقہ کو کہ حکم فرمایا ہے اللہ نے ساتھ اس بات کے کہ اوس علاقہ کو بلا جاوے اور وہ کئی علاقے ہیں اول وہ علاقہ کہ روح کو ساتھ بادی عالمیہ طارعی اور گروہ جبروت اور ملکوت کے ہے اور قطع کرنا اس کا یہ سبب مستغرق ہونے کے شہوات میں اور محبت کرنے جو اہر دنیاوی کے اور حرص کرنے اور پر امور خسیہ کے محدود اس علاقہ کے ساتھ حضرات انبیاء و اولیاء اور مرشدوں اور داعیوں کے باعتبار جبلت انسانی کے متحقق ہے اور قطع کرنا اس علاقہ کا سبب مصاحبت کفار اور منافقوں اور بدعتوں کے اور سننے شیعہ اُن کیلئے اور بسبب طعن کرنے کے بیچ اوضاع اور اطوار نیکوں کے ہے نیز اس علاقہ قربت اور رحم کا ہے اور قطع کرنا اس کا کئی طرح پر ہے ایک بسبب ترک کرنے ملاقات کے اور بسبب نہ حاضر ہونے کے جس وقت میں کہ امیدوار حضور کے ہووین مثل شادی اور ماتم اور بیماریا پرسی اور اعانت کے دوسرے باعث ترک کر لے احسان اور عروت کے تیسرے یہ سبب ایذا پہونچانے قریبوں کے اور قطع کرنا ان علاقہ کا باوجود اس کے کہ یہ علامت عقل اور شرع کے موافق ہیں و جمیل صریح ہے اوپر اوس کے کہ یہ شخص دائرہ عقل اور شرع کے سے نکلا وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ یعنی اور فساد کرتے ہیں زمین میں کئی وجہ سے اول یہ کہ آدمیوں کو ایمان سے نفرت دلاتے ہیں اور مسلمانوں کے مخالفوں کو اوپر لڑائی اُن کی کے درغلانے ہیں اور کافروں کو مسلمانوں کے اہل از پر مطلع کرتے ہیں اور غیب صحابہ اور نیک لوگوں کے ڈھونڈ کر مشہور کرتے ہیں تاکہ آدمی تاثر صحبت بخیبہ اور غیبی اس دین کی سے بد اعتقاد ہووین دوسرے یہ کہ طمع مال اور احسان اور انعام کی جوے کر بد زمین اور ممنوع بدعتیں آدمیوں

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر ظہری

فصل فی غذا

اور رسول پر ایمان

لَا تُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِبِ

مَنْ تَوَلَّى كَيْفًا

بِإِسْلَامِهِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

تَوَلَّوْا لِلَّهِ

وَاللَّهِ هُوَ الْمَوْلَى

لِلْمُؤْمِنِينَ

وَاللَّهُ يَخْتَارُ

مَنْ تَوَلَّى كَيْفًا

بِإِسْلَامِهِ

میں رائج کرتے ہیں تیسرے یہ کہ واسطے شہوت رانی اور غصہ اپنے کے بیباکی کر کے قتل کرنا اور زخمی کرنا اور مارنا اور دشنام دینا اور تاوان لینا اور سلفے لینا مال کا کرتے ہیں اور تلف ہونا ناجائز کا اور مواشی اور کہیتوں کا اور قطع طریق اور احتکار بسبب اوس کے وقوع میں آتا ہے اور ان جسم زون سے زمین کا فساد ہے لیکن ان باتوں سے مقصد اپنے کو کہ وہ امانت دین حق کی اور تحفہ اہل صلاح اور عیب لوگوں کی ہے نہیں پہنچتے ہیں بَلْ كَرِهَ الْغَافِلُونَ یعنی یہ لوگ ٹوٹے ہیں ہیں کہ اس مال اپنا کہ وہ عقل تھی اور بسبب اس کے توقع بڑے بڑے فائدوں کی تھی کہ دنیا میں فائدے کتاب کے اون کو ملتے اور آخرت میں لذتیں بہشت کی حاصل ہوتیں بالکل برباد گئے اور بدلے اسکے ان مہلکات کو کہ بعد مرنے کے بصورت سانپ اور بچھون کے نمودار ہونگی خرید اور بیچ جو اسے دیکھنے کے وہی مثل درست آئی کہ اعطی دتہ واخذ ابصۃ یعنی دیا مونی کو اور لیا ایک اینٹ کو اور اگر نتیجہ اس قرآن کے سے تم عاجز ہوئے اور سجدہ اور شکل کشا تمہارے بھی مدد تمہاری سے عاجز آئے پس معلوم ہوا کہ تم اس قرآن کو کلام آسمی جان کر انکار کرتے ہو پس یہ انکار کرنا کفر کرنا خدا کے ساتھ ہے اور کفر کرنا خدا کے ساتھ باوجود واقفیت حال اپنے کے کہ ابتدا اور انتہا میں اس طرح ہے متصور نہیں کیف تکفرون یا اللہ کس طرح کفر کرنے ہو تم ساتھ اللہ کے وَكُنْتُمْ أَكْوَافًا یعنی اور حال یہ ہے کہ تمہارے جسم غیبیہ رجاں کے کہ کچھ حس و حرکت تمہارے میں تھی پہلے تم عناصر تھے بعد اس کے غذا اور باپ کی ہوئے بعد اس کے نطفہ بعد اس کے خون بندہ ہوا ہوئے بعد اس کے گوشت کے شکرے اور اس حالت میں عنایت الہی طرف تمہارے متوجہ ہوئی فَأَحْيَاكُمْ یعنی پس زندہ کیا تم کو ساتھ ہو نکلنے روح کے یہاں تک کہ حس اور حرکت تم میں پیدا ہوئی لیکن ابھی تک کہ تم عقل عنایت کی تھی مردہ اور جاہل تھے پر عقل کامل تم کو بخشی اور زندگی دوسری تمہارے تین سوینی اور باتکسیج جاننے اون چیزوں کے کہ عقل و فہم نہیں پہنچتی ہے مانند مرد کے تھے پر کتاب اور پر تمہارے نازل فرمائی اور غیبیہ کی زبان سے اس کتاب کا بیان کر دیا اور زندگی دوسری بخشی تھی تَعْبُدُونِ

یعنی ہر مادی گائنٹو لیکسن اس واسطے نہیں مارتا ہے کہ ہر ٹمکو زندہ نہیں کرے گا بلکہ اس واسطے
دنیا میں مارتا ہے کہ اس گم رنگ فانی سے طرف گم فراخ ہمیشہ رہنے والے کے لچاڑے
تاکہ جبراً علم اور عمل اپنے کی اس میں دیکھو تم کو یحییٰ کو ہر زندہ کرے گا تمکو جس وقت
کہ صورت پونکا جاوے گا اور یہ زندگی مانند پہلی زندگی کے نہیں اس واسطے کہ پہلی زندگی میں
خالق اپنے سے محبوب تھے اور اس زندگی میں حجاب بالکل مرتفع ہو گا **ثُمَّ لَیْکُمْ مِیْثَاقٌ**
یعنی ہر طرف اوس کے رجوع کر دے جادو کے تم پس جو کوئی ابتدا سے انتہا تک مہر ہوں
احسان اور متوجع انعام کسی کا ہو اور ہر حالت میں کام اس کا اسی کے ساتھ سرانجام پاوے
اوس سے یونکر ہو سکے کہ کفر ساتھ ایسے منعم کے اختیار کرے باقی رہے اس جگہ کئی
سوال جواب طلب ہیں پہلا یہ کہ جملہ وکنتموا اوتاناکو ساتھ تکفرون بلکہ کے کیا ربط ہے
ظاہر ہے کہ حال ہوا اور حال ہوئے اس کے میں کئی وجہ سے اشکال آتا ہے اول یہ کہ جملہ
ماضیہ جو وقت حال واقع ہووے ضرور ہے تقدیر سے اور خاصہ قد کا وہ ہے کہ ماضی کو
حال سے نزدیک کرتا ہے اور ہناونکا ماؤن کے پیٹ میں بغیر جان کے یہ ماضی بعید ہے
لفظ قد کا اس کے اوپر نہیں آسکتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ کبھی ماضی بعید کو قریب
اعتبار کرتے ہیں اور لفظ قد کا اوس کے اوپر داخل کرتے ہیں جیسا کہ بیچ کیف نکذب وقد
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یکنذب یعنی کس طرح جھوٹ بولیں ہم حالانکہ فرمایا آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن نہیں جھوٹ بولتا ہے ہر گاہ کہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا اس حدیث کو ذہن میں محفوظ ہے قریب اعتبار کیا گیا ہے اگرچہ ماضی بعید ہے
ایسے ہی اس جگہ ہر گاہ کہ معاتین حیات کی اور زمانہ عمر کا شتابی شتابی چلا جاتا ہے
اگرچہ دور ہے نزدیک دکھلائی دیتا ہے دوسرا یہ کہ اوپر اس تقدیر کے عطف ترمیم تکوثر
یحییٰ کو ترمیم ترمیم کا دیر وکنتموا اوتاناکے مشکل ہوتا ہے اس واسطے کہ یہ امور بالکل
آگے آنے والے ہیں اگر اوپر اس کے معطوف ہوں تو یہی حال ہو جاوین اور مستقبل محض حال
نہیں ہو سکتا ہے صاحب کشف نے اس اشکال سے اس طرح پر جواب دیا ہے
کہ فقط جملہ ماضیہ حال نہیں بلکہ تمام قصہ حال واقع ہوا ہے پس گویا الی ارشاد ہوتا ہے

خلیلی
حقیقت میں
خدا سے غافل
ہو جائی ہو قوفی
جیسا آگے
ارشاد متوجہ
آگے
وکنتموا اوتاناکو
تاکہ
ن سنوئی
بے خوف بن جاوے
جانتے نہیں
ف اس سے
و یاد اور کون
اصح ہوگا جو
حق کو حق نہ
سچے اور باطل
سوا باطل نہ جانے
کجا رہا سچے
سچہ اور باطل
و جاوین

تفسیر خلیلی

افعیار کرسا

مبادی ان فو

مبادی ان فو

مبادی ان فو

مبادی ان فو

مبادی ان فو

مبادی ان فو

مبادی ان فو

مبادی ان فو

مبادی ان فو

مبادی ان فو

مبادی ان فو

مبادی ان فو

مبادی ان فو

مبادی ان فو

کہ کیف تکفرون باللہ وقصتکم هذا القصة لیکن اس جواب میں اب تک خدشہ باقی ہے
اس واسطے کہ جو قصہ اوپر امور مستقبلہ کے شامل ہونا ثابت ہونا مجموعہ اس کے کایچ حالت
وجود عامل کے شکل دکلائی دیتا ہے اور حال ہونی کے واسطے ضرور ہے کہ عامل ذوالحال
اور حال کا زمانہ مقارن ہو اسی واسطے اکثر توجیہ کرنے والوں عبارت کثافت کے لئے ایسا
اختیار کیا ہے کہ مجموعہ قصہ کا حال جامع ہوا ہے باعتبار معلومیت کے نہ باعتبار وقوع
کے اور علم ساتھ اس قصہ کے مقارن عامل کے ہوا اور اس جواب میں بھی خدشہ باقی ہے
اور وہ یہ ہے کہ کافرون کو اقص کا علم تھا اور اگر بعضے دیدہ و دانستہ مکابہ کرتے ہوں یہ بھی
احتمال ہے لیکن ان میں سے دوسری بار زندہ ہونیکا اور رجوع کرنے کا یقین نہیں کہتے
تھے اور بعضے چیلون مغربوں نے ایسا کہا ہے کہ اس جگہ مستقبلات باعتبار معنی ثم کے ماول
ساتھ ماضی کے ہیں اس واسطے کہ معنی ثم کے عطف مع تراخی کے پہلے معنی کلام کے
یہ ہوے کہ فاحیا کہ وتراخی اما بته وتراخی اچا عہ ایا کہ وتراخی رجوع عکمالیہ - یعنی
پس زندہ کیا تمکو اور تراخی ہوا مارنا اوس کا اور تراخی ہوا جلانا اوس کا تمہارے تبیین
اور تراخی ہوا رجوع تمہارا طرف اوس کے اور اس وجہ میں بھی خدشہ باقی ہے اس واسطے
کہ تراخی ان امور کو بیچ نہونے کفر کے دخل نہیں اور باوجود اس کے کہ تراخی ماول ثم کا ہے
معنی حرفی ہیں کہ ہرگز استقلال نہیں رکھتے ہیں بلکہ فقط عرآة ملاحظہ غیر کی ہے اور حال
کو چاہیے کہ معنی مستقل ہوں اور اگر معنی حرفی کو بیچ حکم معنی اسی کے لیون اور وصف
اور حال میں استعمال کیا جاوے پس کچھ مشرق معنی حرفی اور اسی میں نہیں رہتا ہے
پس سب سے صحیح توجیہ یہ ہے کہ جملہ وکنتم امانا فاحیا کہ کا منقطع کلام کا ہے اور ثمر
عیتکو معطوف اور جملہ کیف تکفرون باللہ کے ہوا اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ باوجود جاننے
ابتداحال اپنے کے کفر ثم سے نہایت بعید ہے اور اگر باوجود اس تمام جاننے کے
کفر قبول کرتے ہو پس تمکو پھرموت اور حیات دوسری دپیش ہے سزا اس کفر کی
اوس موت اور حیات میں تم چکو گے سوال دوسرا یہ ہے کہ بیچ فاحیا کہ
کے استعمال فاکا کیا اور محفوظات اوس کے میں اعظم ثم کالائے ان دونوں میں فرق کیا ہے

جواب اسکا یہ ہے کہ جو موت بیچ و کندھا اوصاف انا کے مذکور ہے وہی ہے کہ لطفہ کے واسطے
 پشت پدین اور جنین کے واسطے ماکے پیٹ میں ہوتی ہے یعنی نہونا حیات کا اور عدم
 حیات منہ ہے وقت احیا تک پس زندہ کرنا اُس کے متصل ہوا اور محل دخول ناکا ہو گیا
 اور امانت احیا سے بہت پیچھے ہے گو کہ حیات سے مترافی نہوا اور ایسے ہی احیا دوسرا ہی امانت
 سے بہت مترافی ہے گو کہ موت سے مترافی نہوا اور ایسے ہی رجوع الی الدار احیا دوسرے
 سے مترافی ہے پس محل تم کا ہوا سوال نمبر ایہ ہے کہ بعض مفسرین نے تو بھیجے کہ کو
 اس کے اوپر محل کیا ہے کہ یہ احیا وہ ہے کہ قبر میں واسطے سوال منکر اور نکیر کے ہوگا اور
 ثلثیہ تہجوت کو اس احیا پر محل کیا ہے کہ دن حشر کے ہوگا واسطے ثواب اور عذاب
 کے یہ توجہ درست ہے یا کسی طرح کا اس میں غلط ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ توجہ ہر چند من
 حیث اللفظ محتمل ہے لیکن من حیث المعنی چند ان چسپان نہیں اس واسطے کہ اگر حیات قبر کی
 حیات حقیقی اعتبار کیا جاوے پس بیچ وقت بعثت اور حشر اور نشر کے آنا حیات دوسری کا
 اوپر اوس حیات کے کہ قبر میں ہو چکی درست نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ زندہ کو زندہ کرنا ایسے
 ہے پس ضرور ایک بات دو چیزوں میں سے اختیار کرنی چاہیے یا قائل ہونا چاہیے موت و نشر
 کہ قبر میں ہو اور یہ خلاف اجماع کا ہے اور یہی خلاف اسلوب اس کلام کا ہے اس واسطے
 کہ اس صورت میں ایسا فرمانا چاہیے تھا کہ بھیجے کہ ثلثیہ تہجوت کو ثلثیہ تہجوت یا قائل ہونا
 پس کا چاہیے کہ حیات بعثت اور حشر اور نشر کی مجازی ہے حقیقی نہیں وہو صریح البطلان
 بلکہ حقیق یہ ہے کہ حیات کے معنی کیا ہیں تعلق پیکر ناروح کا ساتھ بدن کے اور قبر میں
 ہرگز تعلق روح کا ساتھ بدن کے نہیں یعنی حلول روح کا نہوگا بلکہ ادراک اور شعور روح
 کا کہ بعد مفارقت کے بدن سے اوس کو باقی رہتا ہے اسی کو حیات قرار دیا ہے پس محل
 کرنا حیات قبر کا اوپر حیات مجازی کے معنی ہے اور پس سوال چوتھا یہ کہ بعض آدمیوں کو
 ساتھ دلیل نصوص قرآنی کے میں باموت و بعثت آئی مثل حضرت عزیر کے کہ انکو
 پورے تیس تک مرا ہوا رکھ کر مہر زندہ کیا پھر موت دوسری کہ قیامت تک رہے گی کہ پائی
 اور ایسے ہی وہ آدمی کہ بنی اسرائیل میں سے تھے اور وبا کے دُرسے بہاگ کر چلے

۴
 یعنی نفس زندہ
 کہ جس کا سبب
 وارنہ نہوا سے
 رب وقت خاص
 میں ہو چکا ہوا
 کہ نہیں اور
 اس نفس کے
 حیات باقی ہے
 وہی ہے اسکا
 اتصال رات کو
 باجا ہے یہی
 ہی حال رات
 اور موت کا ہی
 تفسیر علی
 ساتھ ہیں مسلمانوں
 سے نہوا ہی
 سے کہتے ہیں
 ف یعنی ہم
 مسلمانوں سے
 کہتے ہیں

کئے تھے اذن کو حکم ہوا کہ مومن ہوں اور ایسے ہی وہ آدمی بنے اسرائیل
 میں سے کہ ہمراہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میقات میں گئے تھے بجلی سے مر گئے تھے
 بعد اس کے پہر انکو زندہ کیا جیسا کہ بیچ اس سورت کے آتا ہے ثوبیثنا گھروں بعد موصی تصکم
 اور جب بعد ہر موت کے احیا لازم ہے پس اس جماعت کو احیا بھی تین مرتبہ واقع ہوا اس
 آیت میں مطلقاً دو موت اور دو حیات پر کفایت کرنی کس طرح درست بیٹھے جو آب
 اس کا یہ ہے کہ عادت میں دو موت اور دو حیات سے زیادہ نہیں اور اس جگہ مذکور ان
 نعمتوں اور تصرفات کا ہے کہ موافق عادت کے کثیر الوقوع ہیں اور ہر اہل میں
 پائے جاتے ہیں اور موت اور حیات زیادہ دو بار سے خاص بعض افراد اور بعض جماعت
 میں ہے کلیہ نہیں اور باوجود اس کے علم ساتھ موت اور حیات کے زیادہ دو بار سے
 مخاطبین کو حاصل نہ تھا اس واسطے کہ یہ لوگ اوپر قصوں پہلی امتوں کے خبردار نہ تھے پس
 اون کے خطاب میں ذکر زندہ کا بے وجہ تھا اس جگہ جاننا چاہئے کہ اس آیت میں بڑے
 مقاصد عدہ علم عقائد کے دلیلون کے ساتھ مذکور ہیں سامع کو چاہئے کہ اذن مقاصد
 کسوح دلیلون کے معلوم کرے مقصد پہلا یہ کہ عالم کا پیدا کرنے والا ہے دانا اور توانا
 اور زندہ اور سننے والا اور دیکھنے والا اور غیر محتاج ماسوے اپنے سے اور انہیں
 مقاصد سے ہے کہ قدرت جلالتے اور مارنے کی غیر اوس کے کو حاصل نہیں اور
 انہیں مقاصد سے ہے کہ حشر اور نشر حق ہے اس واسطے کہ دوسری بار کام
 کرنا پہلی دفعہ سے آسان ہوتا ہے اور انہیں مقاصد سے ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے
 بندوں کو ساتھ امر اور نہی کے تکلیف دی ہے اور اسباب خوف اور جہا کا عالم آخرت
 میں ان کے واسطے تیار کیا ہے اور انہیں مقاصد سے ہے کہ دنیا میں زہد اور بربر غبتی
 اختیار کرنی چاہیے اس واسطے کہ بعد اس زندگی کے موت دپیش اور یہ زندگی ساقی
 موت کے بدل ہوگی اور جو شے کہ اس حالت میں ہے خواہ مال خواہ اولاد خواہ گھر اور
 باغ کہ واسطے نفع اس زندگی کے ہیں تمام اوس سے دور کئے جا دیں گے یہاں تک
 کہ بعد موت کے مالک کسی چیز کا نہ رہے گا اور دنیا میں کوئی اثر اور نشان اوس پر چھوڑینگے

تفسیر غلامی
 کہ ہم ایمان لائے
 دلی گزشتہ میں اور
 حقیقت میں ہم تین
 لوگوں کے ساتھ
 ہیں اور ہمارے
 ہی ہم خیال ہیں
 انہیں کچھ نہیں
 دیکھنا چاہئے
 ت اللہ ان سے
 دل کی گزشتہ
 اور ان کی شہادت
 میں ان کو دلیل
 دینا ہے کہ وہ اور
 ہلک جائیں ف
 یعنی وہ جو سہاڑوں
 سے ہٹ کر رہیں
 ہیں تو اوس

مدت دراز محمد بن گذارے گا کہ ہر چند اسکو آواز دیتے ہیں جواب نہیں دیتا ہر چند اس سے پوچھتی ہیں بات نہیں کہتا ہے اور ساتھ اس مرتبہ کے دلون سے مخو ہو جاتا ہے کہ اقربا کو پروا زیادہ اسکی کی نہیں رہتی ہے اور کہنے والے اوس کو مطلق فراموش کر لے ہیں جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے ہلیت دوہیم جگر کو روزے کباب پکھی گفت گوئند کہ باریاب پڑوینا کہ بے مابے روزگار پڑوینا گدازو بہارہ بساتیرودی دادار کی بہشت پڑوینا کہ خاک با شیم خوشت پڑوینا کہ حالت اس حیات کی ایسی ہے پس قابل اس کے نہیں کہ دل اس کے ساتھ باندھا جاوے اور اوس کو اوپر زندگی ہمیشگی کے کراگے آتے ہی اختیار کیا جاوے اور اگر کافر کہیں کہ ہر چند خدا سے تالے جلانے والا اور پڑوینا والا ہمارا ہوا لیکن کسی طرح کا حق اور کا اوپر ہمارے ثابت نہیں تاکہ ہم کو کفران نعمت اوس کے کا اور التجا طرف غیر اس کے کے مضر ہو اس واسطے کہ زندگی اور موت ہماری اوس کی طرف سے قصد اور اختیار کی راہ سے نہیں بلکہ اسباب وجود ہمارے کے اس سے صادر ہوئے اور وہ اسباب رفتہ رفتہ اس پنج پر ہم ہو گئے کہ ہم موجود ہو گئے ابتداء اللہ تعالیٰ کو قصد پیدا کرنے ہمارے کا نہ تھا تاکہ ہمارے اوپر منت اوس کی ہوتی ہم کہتے ہیں یہ اعتقاد تھا ہمارا غلط ہے اسواسطے کہ اللہ فی خلقک لکن فی ذلک پاک وہ ہے کہ مقرر کیا واسطے ہمارے پیدائش ہماری کا فی الذکر فی جہنم یعنی وہ چیز کہ بیچ زمین کے ہے تمام جیسا کہ غذائیں ستہری اور خوشبوئیں پاکیزہ اور آوازیں اور صوفیوں زیبا اور لذت کی چیزیں موافق خواہشوں کے اور بعضی زمین کی چیزوں کو کہ وسیلہ ان چیزوں کے حاصل کرنے کا کیا جیسا کہ تہر اور کمان اور جال اور شست شکار کے واسطے اور لکڑی اور لوہا اور نیل اور سی کمیتی کے واسطے اور درختوں کے بونے کے واسطے اور بعضی چیزوں کو کہ وسیلہ تکلیفوں کے دور کرنے کا اور آرام اور قرار حاصل ہونیکا کیا جیسے کہ مکان اور خیمہ واسطے دور کرنے گرمی اور سردی کے اور دوا واسطے دور کرنے بیماری کے اور بعضی چیزوں کو واسطے حاصل ہونے عبرت اور موعظ اور سمجھ کے پیدا کیا مانند موت اور بیماری کے اور شقت اور درد کے اور موت میں فائدہ دوسرا ہی ہے کہ اگر پہلے لوگ نہ مرتے اور

و بیان اوس
کہ جتنی چیزیں
ہیں سب انسان
کے کام میں آتی
ہیں اور اس
میں ایک ذرہ
کام نہیں ہے
تفسیر
بے خدا ہو
انہ نہیں
کہ وہ لوگ
نے جن ان
خدا کو کچھ
بے دلیل
دینے کا تاج
مخوب
سین کو

ہو اطراف پیدا بش آسمان کے واسطے کہ آسمان متفصن ہے اسباب حاصل کرنے
 اودن چیزوں کا کہ زمین میں ہیں فشق نقص پس ٹھیک کیا اودن آسمانوں کو اس
 طرح سے کہ کہیں سوراخ یا شکاف اور ٹیراہیں اوس میں نہ اور اعتدال کلی
 حاصل ہوا سبب نقصان یعنی سات آسمان تاکہ کو اکب سیدہ اودن میں حرکت
 کریں اور حرکتوں ان کی سے طرح طرح کے اوضاع ظاہر ہو دیں اور اودن اوضاع
 سے جو چیزیں کہ زمین میں مخفی ہوں ظہور کریں مثل ریش مینہ کے اور پکنا میون
 اور دانوں اور غلن اور گاس کا ساتھ آفتاب کے اور رنگت دینے اور حرہ اور
 خواص ساتھ آفتاب کے اور اور ستاروں کے اور تبدل چارون فصلوں کا ساتھ
 قرب اور جد آفتاب کے اور ایسے ہی غلے اور میوے ہر موسم کے اور ہتیا ج طرف
 سامان درست کرنے ہر موسم کے تکلیفات اوس کی دفع ہو دیں جیسا کہ عارتین مضبوط
 بارش کے وقت اور لباس گرم سردی کے موسم میں و علی هذا القیاس اور روشنی
 ہر حال میں بسبب ستاروں آسمانی کے ہے واسطے کہ جو ہر چک دار زمین کی چیزوں
 میں بجز آگ کے دوسری شے نہیں اور آگ کو اگر ہمیشہ پاس رکھو نقصان پہونچاتی ہے
 اور آسمان کے ستارے ایسے نہیں اور علاوہ اس کے آگ کی روشنی ہر وقت باقی
 نہیں رہتی بلکہ حاجت لکڑیوں وغیرہ کی دم بدم پڑتی رہتی ہے کہ اوس کے سبب
 سے جلتی رہے اور آدمی میں جیسا کہ اسرار تمام زمین کی چیمیزوں کے کہیں ہیں اور
 بسبب اوس کے تمام چیمیزوں زمین کی سے نفع اور ہوتا ہے ایسا ہی اسرار تمام
 آسمان کی چیمیزوں کے اس کے اندر رکھ دئے ہیں تاکہ آسمان کی چیمیزوں سے بھی
 نفع اور ہوتا ہے اور ایک قسم نفع کی کہ سب فائدوں سے عمدہ ہے اور یہی ہے اور
 کل چیزوں سے وہ نفع حاصل ہو سکتا ہے خواہ مخلوقات سفلی ہوں خواہ مخلوقات علوی
 مگر یہ نفع خاص نوع انسان کی واسطے ہے اور وہ خاص نفع یہ کہ انسان دلیل پکڑے ساتھ
 نشانہ قدرت اور دلیلون الوہیت اللہ تعالیٰ کے جیسا کہ طرف اس نفع کے اشارہ
 فرمایا ہے حج آیت سبذہم آیاتنا فی الافاق و فی انفسہم حتیٰ یبیین لہم انہ لحنیٰ یعنی اب ہم دکھا دیں گی

تفسیر خلیلی

بجہ اوست
اون کے پاس
سوائے اسکی

سبب چیمیز

ستاروں کے

انعام

تو

سبب

طرف سے

اون کے ساتھ

سبب جاری ہے

سبب فائدوں سے

جو ہر چیز میں

ساتھ ہے

سبب فائدوں

رہنے میں

سبب

وہ میں جلدی

اون کی سبب

نہیں ہونی

سبب

او کو اپنے نمونہ دنیا میں اور انکی جانوں میں تاکہ اہل جاوے اوپر کہ یہ بات ٹھیک ہے اور
 ایک اور نفع ان چیزوں سے یاد دلانا آخرت کا اور یاد دلانا ثواب و عقاب اس جہان کا
 حاصل ہوتا ہے اور وہ بھی خاص انسان کو واسطے یہ ہے کہ لذتیں کمانے اور پہننے اور
 میوے اور نکل اور سوار یوں کی دیکھتا ہے اور سنتا ہی قیاس کرتا ہے بہشت کی
 نعمتوں کو اور سباب و حشت اور تکلیفات کے جیسا کہ غم اور خوف اور بکلی اور آگ اور بیماریا
 جانور اور طوق اور زنجیر اور سانپ اور بچھو دیکھ کر اور سن کر دوزخ کے عذاب کو اوس پر
 قیاس کرتا ہے اور تخصیص سات آسمان کی کہ اس مقام میں مذکور ہے اس واسطے کہ آسمان
 سفلی کہ نوع انسانی کو اکثر درکار میں بسبب انہیں سات آسمانوں کے اور ستاروں ان کے
 ہے والا صلیب ان سب چیزوں کی اور لوح مدبرہ عرض اور کرسی کی سے پیدا ہوئی ہیں اور
 بڑا نفع انسان کا بلکہ ہر مخلوق کا انہیں سی ہے لیکن ہر گاہ کہ ارتباط موجودات سفلی کا ان کے ساتھ
 ظاہر میں لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہے ذکر عرض اور کرسی بلکہ لوح اور قلم کا بھی اس مقام
 میں نہیں فرمایا چاہل یہ ہے کہ آدمی کو زمین اور آسمانوں کی چیزوں سے نفع دینا اور
 ان چیزوں کو اس کے کام کے واسطے پیدا کرنا دلیل حرج ہے اور پھر اس کے کہ جوڑ
 اور حیات اور موت اوس کی بسبب عنایت خاص جناب الہی کے ہوئے اوس قبل سے
 نہیں کہ بسبب پیدائش اور چیزوں کے تناسل کی بھی پیدائش ہو گئی بغیر اس بات
 کے کہ مقصود بالذات ہو اس واسطے کہ الدقائق ساتھ ربط دینے تمام چیزوں کے ان کے
 اسباب کے ساتھ دانا ہے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اَعْلَمُ یعنی اور وہ ساتھ ہر چیز کے
 دانا ہے پس جو چیزیں زمین کو زمین اور آسمان میں ہیں جانتا ہے اور مداروں سب
 چیزوں کے آدمی کے اندر رکھ دینے کی طاقت رکھتا ہے اور ایسے ہی بعد موت کر
 مردہ کے تمام اجزاء کو جانتا ہے پس جمع کرنا اجزاء مردہ کے واسطے دوبارہ پیدا
 کرنے کے اوس کے نزدیک ایک آسمان کا کام ہے اور یہی جو کہ مقصود سے ہر عمل
 کا ہے کہ جزا اوس کی اچھی ہے یا بری اوس کو بھی جانتا ہے اور شکر کرنے ان
 نعمتوں کے سے یہ چیز لازم ہے اور ناشکری ادا کی سے یہ شے لازم ہو اور مذکور بھی جانتا ہے

نمبر ۱۰۰

ذیل دی ویکائی
 ہے (۱) انا وانا
 الذین یؤمنون بالظلمۃ
 انما یؤمنون فیما
 یخافون فاما
 کانوا یحسدونہ
 ثم یروا ان دی
 ین جنون سے
 راہ کے بدلے
 گمراہی میں
 سوا انکو دہن
 پہلا نہیں اور
 وہ راستہ پانے
 واسے ہی نہیں
 ین ان فی
 دین اسلام کی
 سیدھی راہ کو
 گمراہی کی راہ
 کو دینا کی ہی
 راہ اختیار کی
 ہے اور ان کو

پس معلوم کرنا آدمی کا ان سب چیزوں کو خواہ مخواہ اس کی طرف لانا ہو کہ ناشکری اسکی
 نہ کرے اور انکار احکام منزلہ اس کے کا اس سے سرزد نہواں جگہ دو سوال ہیں کہ جواب لکھا
 چاہیے اول یہ کہ خلق لکھ مافی الارض جیسا کہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ جو کچھ زمین میں
 ہے ہر کسی کے واسطے نفع لینا اوس کا مباح ہے جیسا کہ مذہب ابا حنیفہ کا ہے اور حال
 یہ ہے کہ حرام چیزوں کی حرمت سب شریعتوں میں قطعاً ثابت ہوئی ہے جواب اس کا یہ ہے
 کہ پیدائش تمام چیزوں کی واسطے انتفاع سب آدمیوں کے تقاضا اسبات کو کرتی ہے
 کہ ہر چیز سے ہر شخص نفع اٹھاوے بلکہ اس آیت میں کہ مقابلاً جمع مافی الارض کا ساتھ
 تمام ہی آدم کے ہے اسکو تقاضا کرتا ہے کہ افراد اول کے اوپر افراد دوسرے کے
 منقسم ہوں گے یعنی کسی شے سے کوئی نفع اٹھاوے اور کسی سے کوئی پس جو چیز کہ غیر
 حق اس میں متعین ہو اور کسی سبب سے اوس کی ملکیت میں آئی نفع پکڑنا اس سے
 دوسرے کو بغیر اجازت صاحب حق کے رد انہو اور ایسے ہی نفع پانا بنی آدم کا جمع مافی الارض
 سے اسبات کو ہی تقاضا نہیں کرتا ہے کہ ہر کسی کو ہر چیز سے ہر قسم کا نفع لینا روا ہو بلکہ ایک
 شے کے نفع کی طرح کے ہوتے ہیں اور ہر ایک طریق نفع اٹھانے میں شرع کی طرف رجوع
 کرنا چاہیے مثلاً جو انتفاع کہ زور سے ہے وہی کے ساتھ ہے اور انتفاع ماوراء زمین کی
 طرف سے باعتبار شفقت اور امداد کے ہے اور انتفاع پانی سے ساتھ پینے کے ہے اور
 انتفاع آگ سے ساتھ پکانے کے ہے بلکہ لفظ لکم کہ لام نفیہ اوس میں موجود ہے
 دلیل صریح اسبات پر ہے کہ ان سب چیزوں کا نفع اپنے استعمال میں لاؤ نہ ضرر
 اور ضرر دو قسم ہے دنیوی اور دینی ضرر دنیوی کو اہل تجربہ جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں
 اور ضرر دینی سوائے تسلیم انبیاء کے معلوم نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ وقت ظهور
 ضرر دینی کا آخرت ہے اور وہ وقت کسی نے اب تک نہیں دیکھا تاکہ تجربہ اوس ضرر کا
 اسکو ہو تاہیں طریق صرف ضرر کا بحر اس کے نہیں کہ پیغمبروں سے سنا جاوے اور
 یقین کیا جاوے اور اسی سبب سے ہے کہ تحریم مجرمات کی سب شریعتوں میں موجود ہے
 اور اگر کوئی کہے کہ بعض چیزیں زمین کی ایسی ہیں کہ شرع میں نفع اوس کا بالکل

۱۰
 بنی حنیفہ
 شے نفع نہیں
 وجہ سے استعمال
 میں لاؤ اور جس
 وجہ سے ضرر
 دینی یا دنیوی
 اوس میں ہو
 اوس سے بچو

تفسیر

بنی حنیفہ

سیدنا بیان کی

بہنجی باب کے

مفسر علیہ السلام

مفسر علیہ السلام

مفسر علیہ السلام

مفسر علیہ السلام

باطل ہے اور مال مقوم کی جنس سے نکال دیا ہے جیسا کہ غم اور خنزیر پس ایسی چیزیں
 سے نفع کیونکر تصور ہو ہم جواب دیتے ہیں جیسا کہ زمین کی چیزیں بعضی اس
 قسم کی پیدا کی ہیں کہ بے قدر محض ہیں ایسے ہی بنی آدم میں ایک ایسا فرقہ پیدا کیا جو
 کہ عند اللہ بے قدر محض ہیں وہ فرقہ ساتھ ان چیزوں بے قدر کے منتفع ہوتا ہے
 مثل شہور ہے ہر گندہ پڑے راگندہ خوری است اور نزدیک عقل اور اہل شرع کے
 جس وقت اس جماعت بے قدر کو ان چیزوں کے ساتھ نفع اوٹھاتے دیکھیں اور نفس
 ان کا بھی تقاضا اس انتفاع کو کرے اور وہ لوگ اپنے تین موافق حکم شرع کے
 اس سے بند کریں بہت بڑا نفع حاصل ہوتا ہے کہ صبر کے ثواب کے مستحق ہوں گے
 وانما یوفی الصابرین اجرہم بغير حساب یعنی دیا جاوے گا صبر کرنے والوں کو
 ثواب اور ان کا بے شمار دوسرے یہ ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش اس
 چیز کی کہ بیچ زمین کے ہے مقدم اوپر پیدائش اسمائون کے ہے اور یہی مضمون سورہ حم
 سجدہ میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے اور وہ کہ سورہ والنا زعات میں مذکور ہے کہ
 والارض بعد اذ خلق دحاها صراحۃ دلالت کرتا ہے کہ دو جز زمین کا جسے چوڑا کرنا
 اور چھانا اوس کا بعد پیدائش آسمان کے اور برابر کرنے اوس کے کے بلکہ بعد
 حرکتوں ستاروں اوس کے کے ہے اور بعد موجود ہونے دن اور رات کے اور یہ ظاہر جو
 کہ پیدائش زمین اور اوس چیز کی کہ زمین میں ہے بحر پھیلائے زمین کے ممکن
 نہیں پس دونوں آیتوں کے مضمون میں تعارض اور تناقض ہوا اور باوجود اس کے
 یہ بھی خلل ہے کہ خلق لکھ مافی الارض کم سے کم دلالت اوپر اس کے کرتا ہے کہ جو
 کچھ زمین میں ہے ابتدا پیدائش اوس کی سے خطاب تک مقدم اوپر تو یہ اسمائون
 کے ہے اور یہ بات مخالف حس اور باہت کے ہے قطع نظر اس سے کہ معارضہ و محال
 آیت کے ساتھ ہو جواب اس کا یہ ہے کہ خلق لکھ مافی الارض بمعنی قدر لکھ کے سمجھنا
 چاہیے اور ایسے ہی سورہ سجدہ میں وجعلناہا واسی من فضا وبارک فیہا وقل فیہا اقوالہا
 اس واسطے کہ پیدائش جمیع مافی الارض کی بدون حرکتوں آسمانی کی واقع نہیں پس

سورہ اعراف
 کہ غم اسنوی الی
 السامعین خلق لکم
 فی الارض کے
 مذکور ہے اور اس
 سے یہ معلوم
 ہوتا ہے کہ آسمان
 کی پیدائش بیچ
 ہوئی ۱۲
 تفسیر ظہیری
 ت اور ان کا مثل
 ایسی ہے جسے
 کی سنان اگل سنان
 جب اوس کے
 ارد گرد دونوں
 ہو تو قضا نے
 ادنی (انکم کی)
 روشنی ہی
 چھین لی اور
 ان کو ایسی

تسویہ آسمانوں کا ستارہ نہیں ہو سکتا ہے اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ دھوڑ زمین کا قطر
پیدا ایش آسمان کی سے ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ تسویہ آسمان کا زمین کی پیدائش
سے پیچھے ہے اور یہ اقوال مفسرین کے بسبب غفلت کرنے عموماً مافی الارض جمیع
کے سے ناشی بین اور اس آیت کے مضمون سے بھی غفلت ہے و دفعہ سہمکا احتیاجاً
واغشش لیلھا و اخرج ضلھا و الارض بعد ذلک دھما البتہ یہ احتمال ہے کہ اول زمین کو
نہایت چھوٹا سا پیدا کیا ہوا اور اُس میں اصول پہاڑوں کے اور برکت نہروں اور
چشمون کی رکھ دی ہو اور قوت حیوانوں کے اوس میں مقرر کئے ہوں بعد اس کے
طرف آسمان کے متوجہ ہو کر اور اوس کو سات آسمان بنا کر گردش میں لاکر نور اور
ظلمت رات دن کے ظاہر کر کے پھر زمین کو بچھا کر چڑھا اور فرائخ کیا ہوا اور اس
احتمال کے سبب آیتیں مطابق ہوتی ہیں مگر مافی الارض جمیعاً کو مخصوص اصول
اور نباتات کے ساتھ کرنا ضرور ہے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے تائید
اسی احتمال کی منقول ہے کہ فرمایا ہے خلق الله الارض في موضع البيت كهيئة القهقر
عليها دُخان ملقق بها ثم اصعد الدخان وخلق منه السموات وامسك الفهم في
موضعها وبسط منه الارض فذلك قوله كائناتاً نقياً یعنی پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے زمین
کو بیت اللہ کی مانند ایک غولہ پتھر کے اوپر اوس کے دھوان لپٹا ہوا تھا پھر بلند
کیا دھوین کو اور پیدا کئے اوس سے سب آسمان اور پھر اراکھا اوس غولہ کو اپنی
جگہ اور پیدائی اوس سے زمین پس یہی ہے مضمون قول اوس کے کا کائناتاً نقیاً
یعنی تھے آسمان اور زمین مومنہ بندھے یعنی ایک چیز تھے اس جگہ میں کتنے فائدہ
جائنے چاہئیں اول یہ کہ ساتھ روایت سدی کے ابن عباس سے اور اور گروہ صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا منقول ہے کہ پہلے پیدائش آسمان اور زمین کی سے دو
چیزیں موجود تھیں عرش اور پانی جب ارادہ الہی ساتھ پیدائش آسمان اور
زمین کے شعلی ہوا پانی سے ایک دھوان اڑھا اور سب اُس دھوین او شنے کا بعضی
روایتوں میں ایسا آیا ہے کہ ہو کر اوس کے اوپر مسلط کیا اور بسبب اوس

۱۰
یعنی دھواں
اور نباتات کے
پیدا کئے اور
ترجمہ تفسیر عزیز
زمین کی ملامت
وہی خلل لازم
اور پھر آسمان
کی پیدائش
پہلے زمین کی
چیزیں پیدا
ہو جانے اور
پیدا ہے
تفسیر خلیلی
اور زمین
پس چھوڑ کر
ابا و کو سچا
سو جائی
نہیں
فائدہ ہے

ہوا کے پانی میں موج اور جنبش پیدا ہوئی اور بسبب سختی حرکت کے گرمی پانی میں
موجود ہوئی اور اس سبب سے دھوان پیدا ہوا اور اس دھوان نے اوپر کی طرف کو
صعود کیا اور وہی دھوان مادہ آسمان کا ہوا کہ دوسری آیت میں اس کی طرف اشارہ
ہے *فَرَأَسْتَبْقَىٰ إِلَىٰ السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ* پھر تھوڑے سے پانی میں خشکی اور تجر پیدا ہوا اور
وہ مادہ زمین کی پیدائش کا ہوا پس پہلے اس زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے سات
زمینیں بنائیں بعد اس کے طرف مادہ آسمان کے متوجہ ہوا اور اس کے سات
آسمان بنائے اور ان روایتوں میں پیدائش زمین کی چاروں میں اس تفصیل کے
ساتھ ذکر کی ہے کہ یک شنبہ کے دن ابتدا پیدائش دھوان کی کہ مادہ آسمان کا ہے
اور پیدائش کچھ چھٹی ہوئی کی کہ مادہ زمین کا ہے وقوع میں آئی اور دو شنبہ کے
دن زمین کو سات ٹکڑے بنایا اور یک شنبہ کے دن پہاڑوں کو زمین پر قائم کیا اور
نہروں کو جاری کیا اور چار شنبہ کے دن درختوں کو اگایا اور قوت جانوروں کا کہ دانہ
اور گھاس ہے اس میں پیدا کیا اور چھ شنبہ کے دن آسمان کے مادہ کی طرف متوجہ ہوا
اور اس کو سات آسمان کئے اور جمعہ کے دن ہر آسمان میں ستارے پیدا کئے
اور گردش ہر ستارے کی مقرر فرمائی اور فرشتوں کو واسطے کار و بار ہر ایک
آسمان کے قائم کیا پس تمام پیدائش جہان کی چھ دن میں اس تفصیل کے ساتھ پائی
گئی جیسا کہ سورہ حم اسجد میں اس تفصیل کی طرف اشارہ فرمایا لیکن ایک اشکال اس
جگہ آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو درات دن کا آفتاب کے طلوع اور غروب پر موقوف
ہے پس پہلے پیدائش آسمان اور زمین سے رات دن کا ہونا کیونکر ہو سکے یعنی
عالموں نے جواب اس اشکال کا ایسا دیا ہے کہ مراد ان دنوں سے حقیقت دنوں
کی مراد نہیں بلکہ اتنی مدت مراد ہے یعنی تمام پیدائش جہان کی اتنی مدت میں
واقع ہوئی کہ اگر اس مدت کو اوپر مدت رات دن کے قیاس کریں چھ دن حساب
میں ہو دیں اور بعضے علمائے ایسا کہا ہے کہ دن رات جیسا کہ طلوع اور غروب آفتاب
کے سبب سے ہوتا ہے ایسے ہی اور حرکتوں اور حوادثات سے بھی متصور ہے

ترجمہ تفسیر غفری
دو شنبہ کے دن ابتدا
پیدائش دھوان کی
کہ مادہ زمین کا ہے
اور پیدائش کچھ
چھٹی ہوئی کی کہ
مادہ آسمان کا ہے
وہ دن زمین کو
سات ٹکڑے بنایا
اور یک شنبہ کے
دن پہاڑوں کو
زمین پر قائم کیا
اور نہروں کو
جاری کیا اور
چار شنبہ کے
دن درختوں کو
اگایا اور قوت
جانوروں کا کہ
دانہ اور گھاس
ہے اس میں پیدا
کیا اور چھ شنبہ
کے دن آسمان کے
مادہ کی طرف
متوجہ ہوا اور
اس کو سات
آسمان کئے اور
جمعہ کے دن
ہر آسمان میں
ستارے پیدا
کئے اور گردش
ہر ستارے کی
مقرر فرمائی
اور فرشتوں
کو واسطے کار
و بار ہر ایک
آسمان کے
قائم کیا پس
تمام پیدائش
جہان کی
چھ دن میں
اس تفصیل
کے ساتھ
پائی گئی
جیسا کہ
سورہ حم
اسجد میں
اس
تفصیل کی
طرف
اشارہ
فرمایا
لیکن
ایک
اشکال
اس
جگہ
آتا
ہے
اور
وہ
یہ
ہے
کہ
جو
درات
دن
کا
آفتاب
کے
طلوع
اور
غروب
پر
موقوف
ہے
پس
پہلے
پیدائش
آسمان
اور
زمین
سے
رات
دن
کا
ہونا
کیونکر
ہو
سکے
یعنی
عالموں
نے
جواب
اس
اشکال
کا
ایسا
دیا
ہے
کہ
مراد
ان
دنوں
سے
حقیقت
دنوں
کی
مراد
نہیں
بلکہ
اتنی
مدت
مراد
ہے
یعنی
تمام
پیدائش
جہان
کی
اتنی
مدت
میں
واقع
ہوئی
کہ
اگر
اس
مدت
کو
اوپر
مدت
رات
دن
کے
قیاس
کریں
چھ
دن
حساب
میں
ہو
دیں
اور
بعضے
علمائے
ایسا
کہا
ہے
کہ
دن
رات
جیسا
کہ
طلوع
اور
غروب
آفتاب
کے
سبب
سے
ہوتا
ہے
ایسے
ہی
اور
حرکتوں
اور
حوادثات
سے
بھی
متصور
ہے

پس احتمال ہے کہ پہلے پیدائش آسمان اور زمین کی سے نور عرش کا کسی وقت میں
 پسیل جاتا ہوا اور اُس وقت کو دن کہیں اور کسی وقت میں چھپ جاتا ہوا اور اس وقت کو
 رات قرار دین جیسا کہ اب بھی بھٹے مقاموں میں رات دن اس حساب سے نہیں ہوتا ہے
 جیسا کہ عرض تین میں رات دن ادھی طرح سے ہے کہ چھ مہینے رات اور چھ مہینے دن شمار
 میں آتا ہے پس اول حمل سے آخر سنبلا تک سکون کتے ہیں اور اول
 میزان سے اخروث تک اسکورات ٹھیراتے ہیں اسی قیاس پر جب کہ آفتاب موجود نہ تھا اور
 حرکتوں اور حوادث کے ساتھ تین رات اور دن کی ہوئی ہو اور اسی حساب سے پیدائش
 تمام جہان کی چھ دن کی مدت میں ہوئی ہو اور محققین اس کے اوپر ہیں جیسا کہ رات اور دن
 بسبب حرکات سابقہ کے متعین ہوتے ہیں ایسے ہی بسبب حرکات لاحقہ کے بھی متعین ہو سکتے
 ہیں پس جس جس مدت میں پیدائش آسمان اور زمین کی ہو اسی مدت کا نام دن رکھ دیا اور پیدائش
 اس کی ایسے ساتھ محدود اور مشخص ہوئی جب ایک کام کیا ایک دن ہو گیا دوسرا کام کیا دوسرا
 دن ہوا پس دنوں کے معنی وفات کے ہیں یعنی چہ بار توجہ اوس کی ہوئی دوبار توجہ
 طرف آسمان کے ہوئی ایک بار واسطے جد اکرنے مادہ اوس کے کے ہیو لاشتر کے سے کہ
 اوس کو بانی کے ساتھ تغیر فرمایا ہے اور دوسری بار توجہ اوس کی طرف واسطے
 ڈالنے صورتوں اسکی کے ہوئی کہ وجود ستاروں اور ترتیب سات آسمانوں اور صادر
 ہونا حرکتوں خاص خاص تمام آسمانوں کا بطویل اونہیں صورتوں کے ہے اور چار
 دفعہ توجہ طرف زمین کے بانی لگی ایک بار واسطے جد اکرنے مادہ سفلیات کے اور دوسری
 بار واسطے پیداکرنے صورتیں کے اور تیسری بار واسطے اخافہ صورتیں کے اور چوتھی بار
 واسطے القاسے صورتیں کے کہ اکثر قوت حیوانات کی اوس سے حاصل ہوتی ہے
 اب یہ ہم بیان کرتے ہیں کہ صحیح مسلم اور تاج بخاری اور صحیح نسائی اور دوسری
 کتابوں حدیث میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 لاحقہ اوس کا پکڑا اور اوپر اوٹکیوں اسکی کے شمار کیا اور فرمایا خلق اللہ تبارک
 و تعالیٰ خلق فیہ الجبال یوم الاحد و خلق النہر یوم الاثنين و خلق المکرمہ

تفسیر خلیلی
 زکی جان دن
 چاہے دن
 دم و دہ چہ
 چہ کیوں
 بن تو چہ
 ہی نہیں اب
 کے زہرے
 دن و رات کے
 کہ غلاب آبی
 چہ جہاں
 ف زہرے
 صبح اس واسطے
 ف ایک کہ
 دن کے بعد
 مٹی صبح کی
 زہرے
 دن کے
 ہونے

یومناثلثاء وخلق النوا یوم الاربعاء وبث فیہ الذاب یوم الخمیس وخلق ادم یوم السبت
 بعد العصر یعنی پیدا کیا اللہ نے زمین کو ہفتہ کے دن اور پیدا کئے اوس میں پہاڑ
 یک شنبہ کے دن اور پیدا کئے درخت دو شنبہ کے دن اور پیدا کیں مکروہ چیزیں سہ شنبہ
 کے دن اور پیدا کیا نور چار شنبہ کے دن اور پہلا سبے بیج اوس کے چوپائے پنج شنبہ کے دن
 اور پیدا کیا آدم کو نوح جہد کے بعد عصر کے اور اس روایت اور پہلی روایت میں ظاہر ہیں
 تعارض اور تناقض ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث میں بیان ابتدا پیدا ایشل آسمان
 اور زمین کا نہیں بلکہ بیان پیدا ایش زمین کی چیزوں کا ہے گویہ پیدا ایش برابر بنو بلکہ
 ان کی پیدا ایش میں آپس میں فاصلہ دراز پڑا ہوا جو فائدہ دوسرا یہ کہ آسمانوں
 کی ذاتیں اور جوہران کے مختار جو اہر زینی کے ہیں پس وہ کہ بیج روا بتوں ربیع بن انس
 اور سلمان فارسی اور کعب احبار کے واقع ہوا ہے کہ آسمان دینا کا ایک موح ہے
 معلق کٹری ہوئی اور آسمان دوسرا چاندی سفید کا ہے اور آسمان تیسرا لوہے کا ہے
 اور چوتھا آسمان تانبے کا اور پانچواں سونے کا اور چھٹا زمر و سبز کا اور ساتواں قوت
 شرح کا اور دوسری روایتوں میں ہی مانند اس کے ہے ان سب کی بنا اور تشبیہ
 کی ہے یعنی اون جو اہر کو اگر دنیا کے جو اہر پر قیاس کریں یہ تشبیہ دے سکتے ہیں اور
 اسی واسطے ان روایتوں میں اختلاف بہت آیا ہے اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ
 کلام کی بنا اور تشبیہ کے ہے فائدہ تب را یہ کہ اہل حکمت نے بمقتضائے حرکتوں معلومہ
 اپنی کے ایسا مقرر کیا ہے کہ آسمان کے نوبطہ میں پہلے آسمان کو اوپر کی طرف سفلک
 الافلاک کہتے ہیں اور یہ حرکتیں روزمرہ کی کہ طلوع اور غروب آفتاب کا اور استاروں
 کا کہ ہر خاص اور عام جانتے ہیں اویسی کی طرف نسبت کرتے ہیں اور دوسرے
 طبقہ کو فلک الثوابت کہتے ہیں اور حرکتیں آہستہ آہستہ ستاروں کی بسبب اون
 کی صورتوں اور برجوں کے اور منزلوں کے پس و پیش ہوتی ہیں اویسی کی طرف نسبت
 کرتے ہیں اور سات آسمان دوسرے ہیں کہ سات ستارہ سیارہ کہ ایک ایک ستارہ
 ہر ایک ایک آسمان میں علی الترتیب ثابت کرتے ہیں اور وہ ترتیب یہ ہے ہلیت

فہم غنی
 (۱) کفر کی انہی خاص
 (۲) خدا و مومن
 کے ساتھ کہ وہ ہیں
 کی اندر ہی اسی
 اے کہ ہوتے
 موح و نبی سے
 مومن کہنے کی
 اندر ہی اسی
 عالم و مومن کو
 طعن سے الحق
 کہنے کی اندر ہی
 (۵) باہل ملک
 کی اندر ہی اسی
 جگہ کو کہنا بیستہ
 سلف (۶) گنہوں
 اور خون گنہوں میں
 بیستہ ہستی کی
 اندر ہی اسی
 جگہ کو کہنا بیستہ

قمر است و عطار و زمهرہ و شمس و مریخ و مشتری و زحل و اور ہر گاہ کہ دسیلین نقلیہ تمام دلات اس کو ہر کرتی ہیں کہ عدد آسمان کے سات ہیں پس واسطے تطبیق کے در بیان معلومات اپنی کے اور اولہ نقلیہ کے کہتے ہیں کہ اون دو آسمان کو شمس و مریخ و مشتری اور کرسی کہتے ہیں لیکن یہ سب بنی اور تکلفات کے ہیں جیسا کہ پوشیدہ نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ان ساتوں آسمانوں کا ایک فرشتہ بدر ساتھ حرکت یومیہ کے سب کو حرکت دیتا ہو اور تمام ستارے ثوابت آسمان زحل کی پشت کے اوپر گڑے ہوئے ہوں اور زحل آسمان کے مٹاپے میں ثابت ہو پس سات آسمان سے زیادہ ثابت نہ ہوں گی اور وہ کہ عرش اور کرسی کے اوصاف میں بیچ روایات شرعیہ کے آیا ہے منطبق اور اون دو آسمانوں کے کہ حکما قرار دیتے ہیں نہیں ہو سکتا پس بہتر یہ ہے کہ عدد آسمانوں کے سات اعتقاد کرنے چاہئیں اور عرش اور کرسی سوائے اون کے ثابت ہو وین ابوالشیخ نے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ نام آسمان دنیا کا رفیع ہے اور نام آسمان ساتوں کا برج اور ابن المنذر فی ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سید السموات الہی فیہ العرش سید الارض الہی تم علیہا اور ابن ابی حاتم نے جبہ عربی سے روایت کی ہے کہ سمعت علیاً ذات یوم یحلف والذی خلق السماء من کج خان ماء اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ تفکدہ فی کل شیء ولا تفکدہ فی ذات اللہ فان السماء السابعة الیٰ کسبہ سبعة الای نود وھو فوق ذلک یعنی فکر کر دم بیچ ہر شے کے اور نہ فکر کر و تم بیچ ذات اللہ کے اس واسطے کہ در آسمان ساتوں آسمان کے کرسی تک سات ہزار نور ہیں اور وہ فوق اون کے ہے اور اس جگہ میں جاننا چاہئے کہ تعدد عرش اور کرسی کا یعنی جدا جدا ہونا اون کا اب تک دلیل سے ثابت نہیں بلکہ بہت دلیلوں سے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ ساتوں آسمانوں کے اوپر بہت فاصلے سے کہ اوس فاصلہ میں الواربے شمار موجود ہیں ایک جسم نورانی ہے کہ اسی جسم کا کہی عرش نام فرمایا ہے اور کہی کرسی اور وہ جسم تمام آسمانوں اور زمین کو گھیرنے والا ہے جیسا کہ بیچ آیت و سمع کسبہ السموات و الارض

تفسیر

اور زحل

شعبہ

سچی باہن

صل جاتی ہیں

اسی لیے اللہ

نے قرآن مجید

سماوات و بہت

بیان فرمائی ہیں

رسول اللہ

اس واسطے کہ حکم

سچی و عذر و حجت

و شکیوں میں مثال

و دیگر اکثر

حکم فرماتے

یہ ثابت ہو سکتا ہو

مفسرین نے

مفسرین نے

اسی چھٹی ۵

نہ بہرین

میں بھی اس طرف رمز کی ہے والدہ اعلم حاصل یہ ہے آدمی کو کہ ساتھ ایسی شرافت کے ممتاز فرمایا اور تمام مافی الارض کو اوس کے واسطے پیدا کیا اور ساتون آسمان کو واسطے کاروبار اسکے کے دربت کیا اس سبب سے ہر کہ وہ حج کرنے والا دونوں اسرار یعنی اسرار خدائی اور اسرار عالم کا اور قابل اللہ تعالیٰ کی خلافت کے بنے اوپر تمام عالم کے رہنے والوں کے واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات طرح طرح کی پیدا کی ہیں بعضی علوی اور بعضی سفلی اور وہ باوجود خالق ہونے اور مالک ہونے کے بے احتیاج ایسا ہے کسی شے کے ساتھ آپ نفع نہیں اٹھاتا اور کچھ اوس کو غرض نہیں اس واسطے کہ اگر وہ بھی کسی چیز کے ساتھ نفع اٹھاتا تو اس کو لازم ہو دے اور محتاج ہونا مافی صمدیت اوس کی کے ہے پس ضرور ہو کہ کوئی مخلوقات اوس کی سے ایسی مخلوق ہو کہ ساتھ اخلاق الہی کے متخلق اور ساتھ اوصاف اوس کے کے متصف ہو اور تنفیذ اور جاری کرنا ادا اور نواہی اوس کے کا اور سیاست مخلوقات کی اور تدبیرات کاموں اوس کے کی اور نگاہ رکھنا انتظام خلق کا اور مشغول کرنا اوس کا ساتھ بندگی خدا تعالیٰ کے اوس سے ہو سکے والا یہ تمام مخلوقات طرح طرح کی معطل اور بے کار ہیں اور یہ حکمت کے خلاف ہے پس اس تدبیر سے گویا اس خلیفہ کے سبب سے تمام چیزوں کے فائدے اور نفع اوس نے ظاہر کئے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے بلیت سرمد کہ عند لیب ست پر دے زردار ذہ یارش گل ست و گل را یک مشت ز ضرورت بہ اور جب ایسا ہوا پس خلیفہ کے حق میں یہ بات ضرور ہوئی کہ بعد پیدائش تمام انواع کے پیدا ہوتا کہ نفع اٹھانا تمام مخلوقات سے اوس کو حاصل ہو ہو دے اور دوسری چیزیں جہاں کی مانند مصالح اور اسباب خانگی کے کہ گھر والے کو ادن سے گریز نہیں پہلے موجود ہوئے اوس کے سے تیار ہو کر ساتھ زبان استخوان اپنی کے خلیفہ کے جو کی خواہش تیار ہوئیں اور زبان حال ادن کی اس کلام کے ساتھ بولنے والی ہو کہ مصرع متی ترکیب الناقۃ المسرحۃ اور وہ شخص کہ قابل ان امور کے ہو بجز انسان کے نہیں اس واسطے کہ انسان کے پیدا ہونے سے

میں اس کے وہ حق کی طرف ان کو نفع ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے دین اسلام اور دنیا کا اور خلق کے میں راہ دہانی اور منافعی اس وقت انہیں ہو سکے ان کی راہ دہانی کا نام اوس کے لئے ہے جو اس کو کلام کی بات سے بہرہ لے ہو اور کو نفع دے

اس امر کا کرے اوس کے روبرو قصہ حضرت آدم کا یاد دلاؤ اذ قال ربک یسے اور یاد دلا اوس وقت کو کہ فرمایا پروردگار تیرے لئے واسطے ظاہر کرنے فضیلت آدم کے پہلے پیدا ایش اوسکی سے تاکہ بعد پیدا ہونے اوسکے کے کوئی اوس کو نظر حقارت سے نہ دیکھے اور تابعداری حکم اوس کے سے عار نہ کرے لکن کثرت یعنی فرشتوں کو واسطے کہ منافق تمام مخلوقات کے حقیقت میں فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں بسبب اس کے کہ حفاظت ہر مخلوق کی اور ظاہر خاص و عموم کا اللہ نے انھیں کے سپرد کیا ہے جیسے آسمانوں اور ستاروں کی گردش اور مٹھ کا برسانا اور نباتات کا اگانا اور وحشیات کو پہاڑوں میں قائم کرنا سب ان کے حوالے ہے جو پس تمام جہان بمنزلہ ایک آباد شہر کے ہے کہ فرشتوں کے ہاتھ میں سوئپ رکھا ہے اور اوس کے عامل اور کارکن انہیں کو مقرر کیا گیا اور جب تک یہ فرشتے اطاعت خلیفہ حق کی نہ کریں انھیں صرف اوس خلیفہ کا کسی چیز میں جاری نہ ہو مثلاً اگر انسان تخم زمین میں بونے جب تک کہ وہ فرشتے کہ اوس کے اگانے پر متعین ہیں اطاعت اوس کی نہ کریں کہیتی اور درخت زمین سے نہ نکلے اور مٹی خلافت کے متحقق نہ ہوں اور کیا نہ کیا اوس کا برابر ہو جاوے اور جس وقت نہ نکلے اور مٹی خلافت کے متحقق نہ ہوں اور اطاعت قبول کرے پھر کسی چیز سے نافرمانی اور سرکشی متصور نہ ہو اس واسطے کہ زمام اختیار کی انہیں کے ہاتھ میں ہے اور حیوانات اور جن ہر چند کہ کچھ ارادہ اور خست یار کہتے ہیں لیکن فرشتوں کی تشخیر کے مقابلہ میں وہ ارادہ اور خست یاروں کا بالکل باطل اور لغو ہو جاتا ہے جیسا کہ جن وقت حاضر ہوتے ہو گویا کے لاچار ہوتے ہیں اور جانور سائیموں کے ہاتھ میں عاجز ہوتے ہیں پس جو وقت کہ قبول کروانا خلافت حضرت آدم علیہ السلام کا تمام جہان کے رہنے والوں سے منظور تھا اول فرشتوں کو اوس کی طرف جھکیا اور تابعدار کیا تاکہ اور چہیزین چار و ناچار اوس کی طرف جھکیں اسی واسطے جس وقت خلافت آدمیوں کی حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کے وقت میں اپنے کمال کو پہنچی جن اور ہوا اور اور مخلوقات بے سکر کو فرشتوں نے چار و ناچار فرمان بردار کیا اور حکم اوپر ان مخلوقات کے چلایا گیا بلکہ بیچ شہر مع محمد حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام

ترجمہ تفسیر عزیزی
اللہ تعالیٰ نے انھیں کے سپرد کیا ہے جیسے آسمانوں اور ستاروں کی گردش اور مٹھ کا برسانا اور نباتات کا اگانا اور وحشیات کو پہاڑوں میں قائم کرنا سب ان کے حوالے ہے جو پس تمام جہان بمنزلہ ایک آباد شہر کے ہے کہ فرشتوں کے ہاتھ میں سوئپ رکھا ہے اور اوس کے عامل اور کارکن انھیں کو مقرر کیا گیا اور جب تک یہ فرشتے اطاعت خلیفہ حق کی نہ کریں انھیں صرف اوس خلیفہ کا کسی چیز میں جاری نہ ہو مثلاً اگر انسان تخم زمین میں بونے جب تک کہ وہ فرشتے کہ اوس کے اگانے پر متعین ہیں اطاعت اوس کی نہ کریں کہیتی اور درخت زمین سے نہ نکلے اور مٹی خلافت کے متحقق نہ ہوں اور کیا نہ کیا اوس کا برابر ہو جاوے اور جس وقت نہ نکلے اور مٹی خلافت کے متحقق نہ ہوں اور اطاعت قبول کرے پھر کسی چیز سے نافرمانی اور سرکشی متصور نہ ہو اس واسطے کہ زمام اختیار کی انھیں کے ہاتھ میں ہے اور حیوانات اور جن ہر چند کہ کچھ ارادہ اور خست یار کہتے ہیں لیکن فرشتوں کی تشخیر کے مقابلہ میں وہ ارادہ اور خست یاروں کا بالکل باطل اور لغو ہو جاتا ہے جیسا کہ جن وقت حاضر ہوتے ہو گویا کے لاچار ہوتے ہیں اور جانور سائیموں کے ہاتھ میں عاجز ہوتے ہیں پس جو وقت کہ قبول کروانا خلافت حضرت آدم علیہ السلام کا تمام جہان کے رہنے والوں سے منظور تھا اول فرشتوں کو اوس کی طرف جھکیا اور تابعدار کیا تاکہ اور چہیزین چار و ناچار اوس کی طرف جھکیں اسی واسطے جس وقت خلافت آدمیوں کی حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کے وقت میں اپنے کمال کو پہنچی جن اور ہوا اور اور مخلوقات بے سکر کو فرشتوں نے چار و ناچار فرمان بردار کیا اور حکم اوپر ان مخلوقات کے چلایا گیا بلکہ بیچ شہر مع محمد حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام

کے بھی جانوروں سے اسی طرح کی تخلیق فرمائی ظاہر ہوئی تھی جیسا کہ تواضع میں مذکور ہے اور اسی واسطے سب موجودات میں سے خطاب خاص فرشتوں کی طرف فرمایا اور ارشاد کیا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط یعنی تحقیق میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک خلیفہ کہ خلافت میری کرے اور زمین کی چیزوں میں تصرف کرے اور چونکہ تصرف زمین کی چیزوں میں بغیر تصرف کرنے ہا بگائے کے میں کہ آسمان سے اون کا ربط ہے تصور زمین پس ہر چند وہ خلیفہ عناصر زمین کے سے پیدا ہوا اور کون اور فساد کی جگہ بٹھیرایا اوس میں روح آسمانی بھی ہم ہوئیں گے کہ بسبب اوس روح کے آسمان کے رہنے والوں اور ستاروں کے موکلوں پر حکم چلاوے اور اون کو اپنی کام میں مصروف کرے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے بلیت لکد اے مصطفیٰ ام ایک وقت مستی میں نہ کہ ناز بر فلک و حکم پرستارہ کخم ط اور طریق خلافت دینے کا اوس خلیفہ کو یہ تھا کہ روح اوس کی کو نمونہ صفات اپنی کا عطا فرمایا یعنی علم اور حکمت کہ اس میں رکھ دیا کہ مراد دریافت کرنے کلیات اور قاعدوں کے سے ہے اور ارادہ اور اختیاریہ کہ بسبب ارادہ کلیہ کے براگینجہ ہوتا ہے اور قصد کرتا ہے کہ نظامات کلیہ جہان میں ظاہر ہوں اور مدتوں تک باقی رہیں اور سمع اور بصر اور کلام غنایت کیا بیچ پورا کرنے اس مراد کے اور سرانجام پہنچانے اس مہم کے صرف ہوتے ہیں پہر او کو قدرت دی کہ نمونہ قدرت اوس کی کا ہے ساتھ اس طرح کے کہ جیسا قدرت کاملہ اسی سبب ہے موجود ہوئے چیزوں کی کہ جن کے آثار واقع میں ثابت اور قائم ہیں ایسے ہی قدرت اس خلیفہ کی سے بسبب جمیع اور تفریق اور تحلیل اور ترکیب وغیرہ کے بہت چیزیں بن جاتی ہیں اور اس وجہ سے وہ مصنوعات مختلفہ الاثار موجود ہوتی ہیں کہ مدتوں تک باقی رہتی ہیں پس بیچ تمام صفتوں اور آثاروں کے نمونہ صفات الہی کا ہوا اور معنی خلافت کے مستحق ہوئے اور علم اور حکمت اس مرتبہ کو پہنچا کہ قواعد کلیہ نظام کے دریافت کئے اور علم کیمیتی کا اور علم کیمیا اور بدلنے کا نون کی چیزوں کا اور سوا اس کے استخراج کیا گیا گویا محافظت انتظام بدنون

تفسیر خلیلی

ربی انبی انکبان

سازوین درانے

ہین اور اند

سافون کو

کھبے ہوئے

جہ قرب ہے

جہ جلی اور جلی

رکھو تاکو ایک

بوسے جب

جلی کی شہنی

جکیتی ہے نو

چلنے چلنے ہیں

وجہ انہیہا

ہوتا ہے

کھڑ جاتے

ہین اور اگر

اندر چاہے نو

رون کے

انسانی اور حیوانی اور بنائی اور مدنی کو اپنے قابو میں لیا بلکہ نظام اصلاح نفس اور ترقی بخشش روح آسمانی کا پست درجہ سے طرف بلند درجہ کے اور طے کرنا مراتب سلوک کا بھی مالک ہوا اور بسبب اس علم شریف کے ملکوت آسمان میں بھی تصرف کرنا پکڑا اور طریق مسخر کرنے ستاروں کی قوتوں کا اور تابع دار کرنا مولوں کا بھی جانا اور اس مرتبہ کی قدرت کو پہونچا کہ مختلف چیزوں کو جمع کر کے ایک شے مرکب بنا لے جیسا کہ شہد اور سرکہ سے منجنبین درست ہو جاتی ہے اور شورہ اور گندمک سے باروت اور قند اور ہلیہ سے شربت اور تفریق اجزا چیزوں کی بھی کر لیتا ہے یعنی جیسے جبرجدا ہو جاوین بعضوں سے جیسا کہ جدا کرنا سمیت اور جنبت کا مادہ الجبرج سے اور جدا کرنا سمیت کا زہر دار چیزوں سے کشتہ کر کے اور بعض اجزا شیا کے تحلیل بھی کر سکتا ہے جیسا کہ گلاب اور عقیات کے کھینچنے سے اور جھڑی جھڑی دو اون کو اس طرح ترکیب کر لیتا ہے کہ نیا مزاج اون پر آ جاتا ہے جیسا کہ تریاق فاروق اور مشرودیطوس اور بعضی چیزوں میں تصرف اپنا کر کے صورتیں نئی ڈالتا ہے جیسا کہ برتن اور اتھام زپور کے کہ کانوں کی چیزوں سے بنائے ہیں اور نوپ اور بندوق اور دانہ بن چیزوں سے تیار کرتے ہیں اور مثل اوس کے حقیقتیں اور خواص نئے نئے کر دیتا ہے اور سے طور میں آتے ہیں اور صبح اور بھر میں ایسی گنجائش پیدا کی کہ آلات وحدت کی استعانت سے آسمان کے اوپر ستاروں کو شمار کر لیا اور مقدار میں حرکتوں اجماع علویہ کی یہاں تک کہ دقیقہ اور ثانیہ اور ثالثہ دیکھنے شروع کئے اور ساتھ استعانت آلات موسیقی کے سموعات بلے حاصل کئے اور اون سموعات سے کہ مراد فنون مختلف عمر ہے لذتیں اور کیفیتیں جدی حبدی پیدا ہوئیں کہ قوت سامعہ آدمی کی اوس سے بہرہ مند ہوئے اور کلام میں بھی ایسی وسعت اور تعقید رکھتا ہے کہ نہایت اوسکی ظاہر ہیز طبع طرح کے مضمون کوئی جھوکا اور کوئی مدح کا اور کوئی معنوق کے حسن کا بیان کرنے لگا اور نہ قدرت الہی کا کہ طرح طرح کی چیزوں میں باعتبار جمع اور تفریق اور تحلیل اور ترکیب اور حکایت اور تصویر کے ظاہر کرتا تھا بعینہ لفظ اور حسنی میں جاری کر کے کا رخا نہ درست کیا

تفسیر
انسانی اور حیوانی اور بنائی اور مدنی کو اپنے قابو میں لیا بلکہ نظام اصلاح نفس اور ترقی بخشش روح آسمانی کا پست درجہ سے طرف بلند درجہ کے اور طے کرنا مراتب سلوک کا بھی مالک ہوا اور بسبب اس علم شریف کے ملکوت آسمان میں بھی تصرف کرنا پکڑا اور طریق مسخر کرنے ستاروں کی قوتوں کا اور تابع دار کرنا مولوں کا بھی جانا اور اس مرتبہ کی قدرت کو پہونچا کہ مختلف چیزوں کو جمع کر کے ایک شے مرکب بنا لے جیسا کہ شہد اور سرکہ سے منجنبین درست ہو جاتی ہے اور شورہ اور گندمک سے باروت اور قند اور ہلیہ سے شربت اور تفریق اجزا چیزوں کی بھی کر لیتا ہے یعنی جیسے جبرجدا ہو جاوین بعضوں سے جیسا کہ جدا کرنا سمیت اور جنبت کا مادہ الجبرج سے اور جدا کرنا سمیت کا زہر دار چیزوں سے کشتہ کر کے اور بعض اجزا شیا کے تحلیل بھی کر سکتا ہے جیسا کہ گلاب اور عقیات کے کھینچنے سے اور جھڑی جھڑی دو اون کو اس طرح ترکیب کر لیتا ہے کہ نیا مزاج اون پر آ جاتا ہے جیسا کہ تریاق فاروق اور مشرودیطوس اور بعضی چیزوں میں تصرف اپنا کر کے صورتیں نئی ڈالتا ہے جیسا کہ برتن اور اتھام زپور کے کہ کانوں کی چیزوں سے بنائے ہیں اور نوپ اور بندوق اور دانہ بن چیزوں سے تیار کرتے ہیں اور مثل اوس کے حقیقتیں اور خواص نئے نئے کر دیتا ہے اور سے طور میں آتے ہیں اور صبح اور بھر میں ایسی گنجائش پیدا کی کہ آلات وحدت کی استعانت سے آسمان کے اوپر ستاروں کو شمار کر لیا اور مقدار میں حرکتوں اجماع علویہ کی یہاں تک کہ دقیقہ اور ثانیہ اور ثالثہ دیکھنے شروع کئے اور ساتھ استعانت آلات موسیقی کے سموعات بلے حاصل کئے اور اون سموعات سے کہ مراد فنون مختلف عمر ہے لذتیں اور کیفیتیں جدی حبدی پیدا ہوئیں کہ قوت سامعہ آدمی کی اوس سے بہرہ مند ہوئے اور کلام میں بھی ایسی وسعت اور تعقید رکھتا ہے کہ نہایت اوسکی ظاہر ہیز طبع طرح کے مضمون کوئی جھوکا اور کوئی مدح کا اور کوئی معنوق کے حسن کا بیان کرنے لگا اور نہ قدرت الہی کا کہ طرح طرح کی چیزوں میں باعتبار جمع اور تفریق اور تحلیل اور ترکیب اور حکایت اور تصویر کے ظاہر کرتا تھا بعینہ لفظ اور حسنی میں جاری کر کے کا رخا نہ درست کیا

کہ ایسا طبعی کجی انسان کے اور مخلوقات کے خیال میں نہیں گنجائش کہتا ہے عالم لفظ اور سنی کو ایک نمونہ عالم اجسام اور ارواح کا کیا پہرہ اسے محافظت الفاظ غیب قرارہ کے کہ آنکھ وجود کو قیام نہیں ایسی تدبیر سوچی کہ ساتھ استعانت تسلیم اور کاغذ کے اون امور غیر قرارہ کو ثبات اور دوام دیا اور اون الفاظون کے نقشون کو قائم مقام اون کے کیا اور اس امر میں ایسا سحر کیا کہ حرف منقوط اور غیب منقوط اور متحرک اور ساکن بلکہ اظہار اور اخفاء اور اور دقایق خفیہ سب کی شکلین محفوظ رکھیں تاکہ جو شخص کہ دور ہے وہ بھی معلوم کرے اور نہر گا کہ مدار اس خلافت کا دو چیزون پر تھا اول علم ساتھ قواعد اور کلیات ہر نظام کے نظامات آئینہ سے دوسرے متوجہ کرنا قصد اور اختیار کا موافق اس نظام کے تاکہ حکایت اس نظام کی کرے یا محافظت اور باقی رکھنے اوس کے میں کوشش کرے مگر فرشتون کو یہ بات حاصل ہونی ممکن نہیں اس واسطے کہ اولادون کو علم قواعد اور کلیات ہر نظام کا حاصل نہیں ہو سکتا ہے غایت کمال اون فرشتون کا یہی ہے کہ جن خدمات اور نظامات کے واسطے مستدربین اونہیں کے قواعد اور کلیات کو پہچانتے ہیں دوسرے نظام کا اونکو علم نہیں مثل قوت بصریہ کے کہ آدمی کے بدن میں ہے نظام اصوات اور تعلقات اوس کے سے بے خبر محض ہے یا قوت سمعیہ کہ نظام رنگون کے سے سے مطلق غافل ہے اور اوپر اسی قیاس کے تمام قوتیں اور جو کس کہ ہر ایک ایک کام کے ساتھ مشغول ہوتے اگر دوسرے کام کے ساتھ مشغول ہو سلسلہ اوس کام کا برہم ہو جاوے اور ثانیاً قصد اور اختیار موافق معلومات اپنے کے بھی انکو ممکن نہیں اس واسطے کہ آن کو اختیار موافق طور ان کے کے نہیں دیا ہے بلکہ موقوف اپنی مرضی پر رکھا ہے اور تابع حکم بنا دیا گیا اور نہ تزلزلہ نہیں اترتے ہیں ہم گمراہ عالم رب تیرے کے لا یعصون اللہ ما اوصیہم ویفعلون مایؤمرون یعنی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اللہ کی اس چیز میں کہ امر کیا اون کو اترنے اور کرتے ہیں وہ چیرچا حکم کئے جاتے ہیں اور قابل اس منصب کے وہ ہے کہ اختیار اس کا بھروسہ کے چھوڑیں بلکہ ارادہ اپنا تابع ارادہ اوس کے کا کرین یہاں تک کہ جس چیز کا ارادہ کرے خود سرانجام اوس کا فرما کر اوس کے حوالہ کرین اور نافرمانی

نفاذ

سائنس دان

تاریخ ۱۳۰۲

جی. پی. سی

اور حال ہے اور

بجای این

جی کئی

کے لئے یہ سب سیکھنا پڑے گا

۱۰۰

روشنی

تلفات

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

کتاب

۱۰۰

5

فرشتوں کی

وہ لوگ جن کی نافرمانی
کے لئے زمین پر رکھی
جانی تھی اور جو اب
ان کو اس کے لئے
سبب بن گئے ہیں
یعنی ان لوگوں
سے رہنے ہیں
اور جب کوئی بگڑ
جائے تو اسے
بہتر بنانے کے لئے
میں اور جب میں
کو پہنچاؤں تو میں
فوج کر رہا ہوں
اور جب میں کوئی طرف
بھیجوں تو میں
بہتر کر رہا ہوں

اور مخالفت حکم اسکے کی بھی اس سے متصور ہوا اور اسی واسطے قوتین اور حواس انسان کے قابل خلافت اونکی کے نہیں ہیں لیکن فرشتوں نے لفظانی جاعل فاعل لادض خلیفہ سے سمجھا کہ جب یہ ظلیفہ زمین میں پیدا ہوئے اور عناصر مختلفہ زمین کے سے نفع اوٹھا رہے ضرور ہے کہ خواہش لذات سفلیہ کی جبلت اوس کی میں رکھی جاوے کہ مادہ اسکا بھی اس خواہش کو چاہتا ہے اور یہی غرض کہ خلافت اوس کی سے منظور ہے یعنی انتفاع لینا زمین کی چیزوں سے بجز اس خواہش کے سرانجام نہیں ہوتی ہے پس اس میں قوت شہویہ زور و شور کے ساتھ ہوگی اور قوت غضبیہ بھی واسطے دفع کرنے مزاحم اور محارض کے جوش کرے گی کہ تقاضا بعضے چیزوں اوس کے کا بلکہ تقاضا صورت جامعہ اوسکی کا ہے اور یہ دونو قوتیں ایسی ہیں کہ بہ سبب اُن کے برہم ہونا نظامات صالحہ کا ہوگا اسی واسطے بطریق استفسار اور دریافت کے جناب الہی میں قالوا یعنی عرض کی فرشتوں نے کہ پیدا کرنا خلیفہ کا زمین میں اگر محض اس واسطے ہے کہ زمین کو آباد کرے اور اصلاح اوس کی کرے پس یہ امر بجز محتاج ہونے اُنکے کے طرف اشیاء و زمین کے ممکن نہیں اور جو قوت اوسکو احتیاج سفلی چیزوں کی طرف پڑی قوت شہویہ جوش میں آئی اور جو قوت دوسرا شخص نفع اور لذت لینے سے ساتھ اون چیزوں کے مزاحمت کرے پس قوت شہویہ اس وقت میں غضب کی صورت میں نمودار ہوگی اور نوبت قتل اور جنگ اور جدال کی پہنچے گی پس پیدا کرنا اس قسم کا خلیفہ واسطے عمارت اور اصلاح زمین کے بیچ نظر قاصر ہماری کی موافق حکمت تیری کے نہیں دکھلائی دیتا ہوا جھگڑا یعنی آیا متصرف کرے تو اس زمین میں مَن یَفْسِدُ فِہَا یعنی اوس کیسکو کہ فساد کرے اس زمین میں اس واسطے کہ جو داس کا عناصر مختلفہ سے کہ داعی طرف لذات سفلیہ کے ہیں وقوع میں آوے گا اور ہر گاہکہ نمونہ صفات کاملہ تیرے کا اوس کی روح میں تجلی فرماوے گا اون سب کو بیچ کار لذتوں سفلیہ کے صرف کرے گا اور پیر و بی شہوت کی کرے گا اون صفات پاک کو ساتھ کہ ورت کے ملوث کرے گا مثلاً علم اور حکمت اسکا بیچ لذتوں نفسانی کے ساتھ طرح طرح کے حیولوں اور تدبیروں شیطانی

کے خرچ ہوگا اور قدرت اوسکی بیچ تمام ماکولات اور شروبات اور ساکن محرکے خرچ ہوگی اور ارادہ اور اختیار اوسکا ساتھ گناہوں اور قبائح کے متعلق ہوگا اور سمع اور بصر اوس کی بیچ سننے باجون اور غیبت اور جھٹل خوری اور خرابی کے اور دیکھنے لڑکون اور غورتوں کے رنگان ہوگی اور کلام اوس کی بیچ تعریف اور خوشامد متکبروں کے اور جہر اور مذمت نیکوں کے اور برا کہنے اور گالیان دینے اور لعن اور طعن کے خرچ ہوگی پس ایسی مخلوق کو کہ بندہ مشہوت اور غضب کا ہو نمونہ اپنی صفات کا بخشنا ایسی مثال ہے کہ قلاوہ جو اہر اور مر وارید کا کہنے کے گلے میں ڈالنا اور یہ مخلوق ساتھ تقاضا جزو و ناریت اپنے کے کہ اس کے بدن میں ہے اور اسی قدر کے کفایت نہ کرے گا بلکہ جس وقت کوئی ہم جنس اوس کا واسطے حاصل کرنے نہ توں اپنی کے اوس کے ساتھ مزاحمت کریگا آگ غضب اوس کے کی روشن ہوگی اور واسطے جنگ اور قتال کے مستعد ہوگا و کشف اللہ صاعۃ یعنی اور کرے گا بہت سے خون جانوروں چرنے والوں کو واسطے گوشت کمانے اور پوست لینے اونکے کے مارے گا اور جانوروں اور ڈلنے والوں کو بلکہ دریا کی مچھلیوں کو واسطے بازی اور شکار کی ہلاک کرے گا اور اپنے ہم جنسوں کو واسطے ملک اور مال کے ماریگا تاکہ میرے شریک شوجا دین اور ظاہر ہے کہ سب مخلوقات زمین کی سے بہتر ذی روح ہیں اور حیوان کے تمام جہزون سے بہتر خون ہے کہ جزو قریب بذنون کے واسطے یہی ہے اوجب کہ ایسی جنس عزیز اور شریف کو ساتھ اس بے باکی کے صنایع کرے پھر توقع صلاح کی اس سے کیا رکھنی چاہیے اور اگر پیدا کرنے خلیفہ کے سے منظوریہ ہے کہ پروردگار اپنے کوسات کمالات اوس کے سے بچائے اور نقصان اور قصور سے اوس کو پاک جائے اور کمالات اور پاک اوس کی زبان سے ظاہر کرے پس ہم اس کام میں کیا قصور رکھتے ہیں و لیکن یہ سب تہیج کرتے ہیں ذات پاک کی ملی ہوئی ساتھ حمد تیری کے کہ اوپر کمالات ذات تیری کے ہو پس حق ذات اور صفات تیری کا ادا کرتے ہیں ادا کرنا حق ذات کا ساتھ تہیج کے اور ادائے حق صفات کا ساتھ حمد کے و تقدیر تھی یعنی اور یہی پاک جانتے ہیں ہم افعال تیرے کو اس بات سے

تفسیر

نورانی

میں

کے

تعالے

طرف سے

جہاد

کے

نہ

بیان

ہوں

کہ خلافت حکمت کا اور عبث اور ضلالت اور ہدایت کا راہ پاوے اور یہ تسبیح اور تقدیس اور حمد اور ہر کمال ذاتیہ تیس کے ہم سے صادر ہوتی ہے لاک یعنی محض واسطے تیسے ہر دوسرے کے ہمین
شرکت نہیں بخلاف اس مخلوق ارضی کے کہ جو قوت کہ بندہ حوص اور ہوا بنی کا ہوگا جس
طرف سے حاصل ہونا مطلب اپنے کا سوچے گا تسبیح اور تقدیس اور حمد اور ذکر اپنا اویسی
طرف سے صرف کرے گا اور اسباب کے فکر میں ایسا مشغول ہوگا کہ سبب سے غافل ہوگا
پس ہماری نظر میں پسید اگر نا ایسی مخلوق کا اور دینا اور مسکو منصب خلافت کا کسی وجہ
سے موافق حکمت کے نہیں دکھائی دیتا ہے حق تعالیٰ نے بیچ جواب اس عرض ملائکہ
کے قال اِنِّیْ اَعْلَمُ یعنی فرمایا البتہ جانتا ہوں میں قصور تسبیح اور تقدیس تمہاری
کا اور قابل ہونا تمہارا واسطے خلافت میری کے اور پر تمام عالم کے اور واسطے
ظہور مقتضائے اسماء لطیفہ اور قہر میرے ماکلا لکن کہہ یعنی وہ کہ تم نہیں جانتو
ہو اس واسطے کہ معنی خلافت آئندہ اور تجلی اوصاف ربانیہ کے خواص بیانات احتجاج
تکبیر کے سے ہے پس ایسی ترکیب چاہیے کہ جمع کرنے والی دونوں عالم کی ہو اور شہرت
اور غصہ کا ہونا بھی اس میں ضرور ہے کہ تعلق روح کا بدن کے ساتھ بدن ان دونوں
کے باقی نہیں رہتا اور قوت عقیدہ پاک کا ہونا بھی اور میں لابد ہے کہ کائنات
کی چیزوں کی حکایت اور صورت نظام کل کی اس میں مقصور ہوا اور نتیجے ان تینوں
قوتوں کی ترکیب کے ظہور میں آوین اور ظاہر ہے کہ ہر ایک طبقے ملائکہ کے تینوں اوپر
کمالات اپنے کے اطلاق ہے پس حمد اور کنی اور نہیں کمالات کے مقابلہ میں ہوگی
یہ مقابلہ ان کمالات کے کہ اوپر یا نیچے اوٹے ہوں اور ایسے ہی تسبیح اور تقدیس ہوں
وقوع میں آوے گی مگر مقید اور نہیں نقصانوں کے ساتھ کہ خداون کمالات کے
میں اور دوسرے نقصان سے تقدیس نکرین گے پس نہ مقرر کرنا خلیفہ جامع
کاملاً کی تقریر دن سے کہ بیچ وقت مشورہ کے انہوں نے ظاہر کہین مثال اوسکی
ایسی ہے کہ قوی اور جوارح کسی شخص کے عرض کوں کہ حاجت پرورش غلام کی نہیں
ہم سب کفایت کرتے ہیں یہ نصیحہ کہ غلام تربیت یافتہ منتظم ہر ایک کار و بار مالک و

تسبیح اور تقدیس اور حمد اور ہر کمال ذاتیہ تیس کے ہم سے صادر ہوتی ہے لاک یعنی محض واسطے تیسے ہر دوسرے کے ہمین
شرکت نہیں بخلاف اس مخلوق ارضی کے کہ جو قوت کہ بندہ حوص اور ہوا بنی کا ہوگا جس
طرف سے حاصل ہونا مطلب اپنے کا سوچے گا تسبیح اور تقدیس اور حمد اور ذکر اپنا اویسی
طرف سے صرف کرے گا اور اسباب کے فکر میں ایسا مشغول ہوگا کہ سبب سے غافل ہوگا
پس ہماری نظر میں پسید اگر نا ایسی مخلوق کا اور دینا اور مسکو منصب خلافت کا کسی وجہ
سے موافق حکمت کے نہیں دکھائی دیتا ہے حق تعالیٰ نے بیچ جواب اس عرض ملائکہ
کے قال اِنِّیْ اَعْلَمُ یعنی فرمایا البتہ جانتا ہوں میں قصور تسبیح اور تقدیس تمہاری
کا اور قابل ہونا تمہارا واسطے خلافت میری کے اور پر تمام عالم کے اور واسطے
ظہور مقتضائے اسماء لطیفہ اور قہر میرے ماکلا لکن کہہ یعنی وہ کہ تم نہیں جانتو
ہو اس واسطے کہ معنی خلافت آئندہ اور تجلی اوصاف ربانیہ کے خواص بیانات احتجاج
تکبیر کے سے ہے پس ایسی ترکیب چاہیے کہ جمع کرنے والی دونوں عالم کی ہو اور شہرت
اور غصہ کا ہونا بھی اس میں ضرور ہے کہ تعلق روح کا بدن کے ساتھ بدن ان دونوں
کے باقی نہیں رہتا اور قوت عقیدہ پاک کا ہونا بھی اور میں لابد ہے کہ کائنات
کی چیزوں کی حکایت اور صورت نظام کل کی اس میں مقصور ہوا اور نتیجے ان تینوں
قوتوں کی ترکیب کے ظہور میں آوین اور ظاہر ہے کہ ہر ایک طبقے ملائکہ کے تینوں اوپر
کمالات اپنے کے اطلاق ہے پس حمد اور کنی اور نہیں کمالات کے مقابلہ میں ہوگی
یہ مقابلہ ان کمالات کے کہ اوپر یا نیچے اوٹے ہوں اور ایسے ہی تسبیح اور تقدیس ہوں
وقوع میں آوے گی مگر مقید اور نہیں نقصانوں کے ساتھ کہ خداون کمالات کے
میں اور دوسرے نقصان سے تقدیس نکرین گے پس نہ مقرر کرنا خلیفہ جامع
کاملاً کی تقریر دن سے کہ بیچ وقت مشورہ کے انہوں نے ظاہر کہین مثال اوسکی
ایسی ہے کہ قوی اور جوارح کسی شخص کے عرض کوں کہ حاجت پرورش غلام کی نہیں
ہم سب کفایت کرتے ہیں یہ نصیحہ کہ غلام تربیت یافتہ منتظم ہر ایک کار و بار مالک و

مرئی اپنے کا ہوگا اور قوی اور جوارح اوس کے فقط ایک ایک شان ظاہر کر سکتے ہیں
پس وجود اداں کر سے بیچ حصول ہیئت جامعہ کی کفایت نہیں ہو سکتی اور فرشتوں کے
فساد اور برائیاں قوت شہوت اور غضب انسان کی ذکر کیں مگر ان دونوں قوتوں میں جو
چیزیں نفع کی تھیں اُن سے غفلت قبول کی اول یہ کہ جب شہوت اوسکی کارخانہ حق
میں صرف ہووے کیا کیا نتیجے عمدے اس سے ظہور میں آتے ہیں کہ ہرگز فرشتوں کے
حوصلہ میں نگذریں مثل غلبہ شوق آہی کا اور جوش کرنا محبت کا اور ایسے ہی جو قوت قوت
غضب دسکے کی کارخانہ حق میں صرف ہووے جاہل بازی اور شہادت اور جہاد اور غیرت
دین کی دفعہ میں آوے دوسرے یہ کہ اگر جہان میں برائیاں اور قبا حنین موجود ہوں
معنی تکلیف اور بحث رسولوں کے اور اتارنا کتابوں کا اور کارخانہ وحی اور امر اور نہی اور
ترغیب اور ترہیب اور وعدہ اور وعید کا تمام برہم ہووے اور صورت مجازات کی آخرت
میں اور آبادی دار النواہب اور عقاب کی مستحق نہو اور یہ تمام مشیون اکہیہ بیچ پردہ پوشیدہ
کے اور محفل رہیں جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے بیت درکار خانہ عشق از کفر ناگزیر است
دور خ کرمود و کر بواب نباشد اور یہ بھی کہا ہے بیت تا تلش غازی و مقولش
بود صاحب شہید و بیچ کافر اورین دنیا بہ چشم کم مبین و باقی رہے فائدے کمی کہ
اطلاع کر فی ادب اوان کے ضرور ہے اول یہ کہ جب ارادہ آہی نے واسطے پیدا کرنے
اس قسم مخلوق کے اور دینے منصب خلافت کے اوس کے تین نسل پڑا پس
ظاہر کرنا اس غرض کافرشتوں سے کس وجہ سے تھا اور اس امر کی فرشتوں کے خبر کرنے
سے کیا حاصل تھا اور اُن سے بطور مشورہ کرنے کے خبر کرنی کیا ضرورت تھی اور حقیقت مشورہ
کی مدد و جانی غیر کی عقل سے ہے اور حق تعالیٰ ہر چیز میں دو سرور سے بے پردہ
ہے کس واسطے ساتھ کسی کے مشورہ کرے جواب اوسکا یہ ہے حقیقت خلافت کی جیسا کہ
تفسیر میں مذکور ہوئی یہ ہے کہ نفع اوٹھانا جہان کی چیزوں سے اور تصرف کرنا اوان
میں ہے اور منافع تمام جہان کے فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں جیسا کہ گذرا پس عامل
اور کارکن اس آبادی کے فرشتے ہیں اور دوسری چیزیں مانند آلات اور اسباب کے ہیں

یہ
بیچاؤ
تفسیر

نئے
پہلوں
کو

بنایا
کہ
نعم
ہو
وہ
جو
تھے
نہا
کے

پس
نہیں
کو
چھو
دیا
اور
اس
ان
کو
جوت

بنایا
اور
آسمان
کے
پانی
نار
اب

اس
پانی
سے
میں
کے
کھانے
کو
رطوبت
کے
پیل
نکالے
اور
تم
جان
جو
بیکر
کے
پیر
سے
نیک
بہ
عقل
اور
فہم
کو
بوجہ
کے
راہی
ہے
الہی
کے

پس پہلے قائم کرنے خلیفہ کے سے کہ جس کی اطاعت فرشتوں پر واجب ہوا وگوا اطلاع
 دینی اور واسطے اطاعت حکم اوسکے کے سخر کرنا ضرورتاً اس واسطے کہ اگر بلا اطلاع کے
 اوسکے اوپر خلیفہ بنایا جاتا استحقاق خلافت اوسکے میں قدح کرتے اور سلسلہ اطاعت
 کا کمانبھی سرانجام نہوتا اور ہر گاہ کہ پہلے پیدائش اوس کی سے شبہہ و نکادور کیا بعد کے
 اطاعت میں ساتھ کمال رغبت کے رجوع ہونگے اور بعض مفسرین نے کہا ہے اس
 معاملہ میں منظور یہ ہے کہ بندے اس بات کو جان لیوین کہ عمدہ کاموں میں مشورہ کرنا ان
 کام والوں سے ضرور ہے اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے باوجود بے احتیاجی کے مشورہ
 کیا اور خطاب کو ساتھ صورت مشورہ کے القا فرمایا پس بندے کہ بسبب نقصان عقل
 کے اور نہ علم ہونے ساتھ انجام کاموں کے بالکل محتاج طرف مشورہ کے ہیں ہرگز مشورہ
 ترک نہ کریں اور اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے ماخبا من استخار ولا یندر من
 استشار یعنی بے بہرہ نہ ہوا وہ شخص جس نے استخارہ کیا اور پشیمان نہوا وہ شخص جس نے مشورہ
 کیا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جو چیز جہان میں حادث ہوتی ہے اوسکی ایک صورت ہے
 پہلے پیدا ہونے اوس کے سے بیچ عالم فضا کے پہر لوح محفوظ میں پہر لوح محو اور اثبات
 میں کہ اوس کو اکثر استعمالون شرع میں تعبیر ساتھ شمار دنیا کے بھی فرماتے ہیں پس لفظ
 قال ربك للملائكة کنا یہ سے نزول صورت اس ارادہ کے سے بیچ ان مراتب
 کے بے اس کے کہ کلام اور اظہار اور مشورہ درمیان میں آوے جیسا کہ آدمی کو اپنے حال
 میں تامل کرنا طرف میدان مرتبوں کے پہونچا تا ہے اس واسطے کہ جو چیز اور اعضا اور جوارح
 آدمی کے کہ عالم کون اور شہادت اوس کی کہیں خواہ قول خواہ فعل ظاہر ہوتے ہیں ادلہ
 اسکا وجود مرتبہ روح میں ہوتا ہے کہ مادر اغیب الغیب اسکا ہے پہر قلب اوسکے میں کہ
 غیب الغیب اسکا ہے کچھ قوای غسانہ اس کے ہیں کہ غیب دل سے اور سار دنیا اسکا ہے نہر اور جوارح
 اور اعضا کے ظاہر ہوتا ہے فائدہ دوسرے کہ حقیقت میں فرشتہ کہ اوسکو لغت عربی میں
 ملک کہتے ہیں آدمیوں کو باوجود اتفاق ہونے کے اور ثابت ہونے اوس حقیقت کے خلافت
 بہت ہے اکثر مسلمان اور یہود اور نصاریٰ اس طرف گئے ہیں کہ فرشتے اجسام

ملک
 الغیب سے اور
 قوت خلیفہ
 اسکا سکونی کی
 بات میں نہیں
 اور خدا کی عین
 کی ایک ہی صورت
 دینی کی ایک ہی
 شکل ہے نہ اولی
 یعنی ہر چیز میں
 کی نشانی ہے نہ
 بتلاوی کہ خدا ایک
 ہے
 درمیان ہر دو
 ہر شے ہر چیز
 قوت ہر شے ہر
 کہ لفظ ہر شے
 سوا اسکا
 دوسرا کوئی نہ

لطیفہ نورانیہ ہیں اور حق تعالیٰ نے اُن کو قدرت بخشی ہے کہ بسبب اوس کے حالت
 رکستے ہیں کہ جس شکل میں چاہیں اپنے تئیں ظاہر کریں اور مجاہدے کرنے والے کشف
 کی راہ سے اُن صورتوں کے اوپر مطلع ہوتے ہیں اور بعض اوقات حاجتوں اور درویشوں
 والوں کو بھی عجیب عجیب شکلیں اور آثارِ نادر اُن کے واسطے حل مشکلوں کے اور کفایت
 کرنے مہموم کے ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ بیچ تواریخ حکما کے لکھا ہوا ہے کہ جالینوس
 کو ایک دفعہ درجہ لاجع ہوا ہر چند کہ معالجے طرح طرح کے کئے اچھا نہوا ایک دن خواب میں
 دیکھا کہ گویا ایک شخص نورانی شکل اُس کو فرماتا ہے کہ فصد اوس رگ کی کہ اوپر پشت
 داہنے ہاتھ تیرے کے ہے درمیان انگوٹھے اور انگشت شہادت کے اس بیماری کے
 واسطے سفید ہوگی نیند سے اٹھا اوس رگ کو ڈھونڈ کر فصد کری اور اچھا ہوا اور شریعتوں
 میں تو اتر کے راستہ سے ثابت ہوا ہے کہ کثرت فرشتوں کی اس حد کے ساتھ ہے
 کہ اوپر کثرت دوسری مخلوقات کے اُس کو قیاس نہ کرنا چاہیے حدیث شریف میں وارد
 ہے کہ بولتا ہے اور چڑچڑ کرتا ہے آسمان اور لایق ہے اُس کو کہ آواز کرے اس واسطے
 کہ آسمان میں کسی جگہ ایک قدم کی جگہ نہیں کہ اس جگہ فرشتہ نہ مشغول ہے وہ فرشتہ
 ساتھ مسجد کے یار کو ع کے اور جو کچھ حال خدمتوں اس گروہ کا احادیث صحیحہ سے ثبوت
 کو پہنچا ہے یہ ہے کہ بعض اُن میں سے عرش کے اوٹھانے والے ہیں اور بعض اُن
 سے بڑے فرشتے ہیں کہ کام عمدہ اُن کی تدبیر کے ساتھ متعلق ہیں مانند حضرت جبرئیل
 علیہ السلام کے کہ صاحب علم وحی کے ہیں اور حضرت میکائیل کے صاحب رزق اور غذا
 کے ہیں اور حضرت اسرافیل کے صاحب لوح محفوظ اور صاحب صور اور نفخ ارواح کے
 ہیں اور حضرت عزرائیل کے ملک الموت ہیں اور بعض اُن میں سے خازنِ بہشت کے
 ہیں اور بعض اُن میں سے دوزخ کے اوپر موکل ہیں اور بعض اُن سے محافظت
 کرنے والے بنی آدم کے ہیں آفتوں اور بلاؤں سے اور بعض اُن سے اعمال بنی آدم کے
 لکھنے والے ہیں اور بعض اُن سے موکل ہیں واسطے محافظت نظام اس جہان کے
 جیسا کہ ملک الجبال اور ملک البحار اس جگہ میں جانا چاہئے کہ جمہور علماء دین نے

تفسیر جلیلی

بوجہ جادو

بوجہ جادو

سورہ فاتحہ

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

اجماع کیا ہے اس پر کہ فرشتے ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ اور معصوم ہیں اور
 آیتیں صریح اس معصوم پر گواہ ہیں جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا بل عباد مکرمون
 لا یسبقون بالقول وھم بآئۃ یعلمون ایسے بلکہ بندے ہیں عزت دے گئے نہیں بیشدنی
 کرتے ہیں بات میں اور وہ ساتھ حکم اور سکے کے کام کرتے ہیں اور دوسری آیتیں اس
 جنس کی بہت ہیں اور اس قصہ میں خلاف اس عقیدہ کا کئی وجہ سے ظاہر ہیں معلوم ہوتا ہے
 جیسا کہ فرقہ حشویہ نے اسی قصہ کے ساتھ دلیل پانچ کر عصمت فرشتوں کا انکار کیا ہے بجملمہ
 ان وجوہات سے یہ ہے کہ فرشتوں نے یہ لفظ کہا البتھل فیہا من یفسد فیہا اور یہ
 طریق اعتراض کا ہے اور اعتراض کرنا اور خدا کے گناہ سے بہت بڑا اور اونہیں میں سے
 یہ ہے کہ بنی آدم کو نسبت قتل اور فساد کی طرف کیا ہے اور یہ غیبت کی قسم سے ہے
 اور غیبت کبار سے ہے اور اونہیں میں سے یہ ہے کہ اپنی تعریف میں طول کلامی کی
 کہ بھن منبر بھلاؤ و نقد سلاک کہا اور یہ بات دلالت اور عجب اور خود پسندی کے
 کرتی ہے اور اونہیں میں سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اون سے منہ ریا کیا کہ ان
 کم صلاۃین یعنی اگر ہو تم سچے پس معلوم ہوا کہ وہ جوڑے تھے اور اونہیں میں سے
 یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے المراقل لکھوان اعلو غیب السموات والارض یعنی ایا نکہا تھا
 تم سے کہ میں جانتا ہوں چھپی چیزیں آسمانوں اور زمین کی اور اس عبارت سے معلوم
 ہوتا ہے کہ فرشتوں کو اس بات میں شک اور شبہ نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو علم تمام چیزوں کا
 ہے اور اونہیں میں سے یہ ہے کہ قول فرشتوں کا سبحانک لا علولنا الا ما علمتنا
 یعنی تسبیح کرتے ہیں تیری نہیں علم واسطے ہمارے مگر اوس قدر کہ سکھایا تو نے اور
 بیان عذر اور توبہ کے دلالت کرتا ہے اور عذر اور توبہ دلیل گناہ کی ہے اور جوہر علم
 ان وجوہ کا جواب دیا ہے کہ غرض اون کی کہنی اس قول کے سے کہ البتھل فیہا من یفسد فیہا
 یہ نتھی کہ اعتراض اور خدا سے تعالیٰ کو کہیں بلکہ میان اس بات کا ہے کہ ہمارے تین
 وجہ حکمت کی اس ارادہ میں معلوم نہیں ہوتی ہے تنفی ہمارے فرمانی چاہئے اور انکال
 بیان کرنا یعنی جو شبہ دل میں آوے اوسکو ظاہر کرنا واسطے جواب معلوم کرنے اوسیکے

لے فرشتوں
 آدم کے تفسیر
 بنی آدم
 فرشتوں کا نام
 سے
 تفسیر
 اجماع
 بات میں
 ہو کہ
 خود
 فرشتوں
 فرشتوں
 جوہر
 سورہ
 لا اور
 سوا
 بنی آدم
 بلات
 انکار
 ہے باوجود
 حق منادی
 کی ہے

بے ادبی نہیں ہے جیسا کہ شاگردوں کا اوستاذوں کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہتا ہے اور
قاعدہ ہر عاقل کا ہے کہ جو کسی کے حق میں حکمت کا ملکہ کا اعتقاد کرتا ہے اور اس سے کوئی
ایسا فعل معلوم کرے کہ وجہ حکمت کی اسکو معلوم نہ ہو بے اختیار تعجب کی راہ سے اس سے
دریافت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہید پوشیدہ اس محل میں کیا ہے اور غیبت بنی آدم کی
لکھ سوال میں پائی گئے محض شبہ جو دل میں آیا تھا اس کے بیان کرنے کیلئے سرور
ہوئی حقارت اور اذیت کے ارادہ سے نہیں اور یہ قسم غیبت کی حلال ہے جیسا کہ استفتا
کے وقت اور واسطے بیان کرنے صورت مسئلہ کے حال بیان کرنا کسی شخص کا درست
ومنہ ما ورد فی الحدیث الصحیحان ہذا زوجۃ ابی سفیان قالت بحضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان ابی سفیان رجل شیخی ای یخیل مسک و لم یغنی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم عن ہذہ الغیبۃ۔ یعنی اسی قسم سے جو وہ کہ آیا ہے بیچ حدیث صحیح
کے تھیں ہند بی بی ابی سفیان کی لئے کہا جو بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تھیں
ابی سفیان مرد شیخ ہے یعنی یخیل مسک اور نہ منع کیا اس کو ان حضرت صلح نے اس غیبت
سے اور تعریف اپنی کہ فرشتوں نے بیان کی خود پسندی کی راہ سے نہ ہی بلکہ واسطے بیان
کرنے عذر اس سوال کے حال اپنا بیان کر دیا یعنی یہ سوال ہمارا اس وجہ سے نہیں کہ تیری
پاکی اور کمال حکمت میں کچھ ہمو شک اور شبہ ہوا واسطے کہ ہم ہمیشہ ساتھ نبی اور تقدیر
اور حمد اور شکر تیرے کے مشغول ہیں بلکہ سوال ہمارا محض واسطے طلب کرنے وجہ حکمت
کے ہے کہ یہ یہید پوشیدہ ہم پر ظاہر ہو جاوے اور فرمانا حق تعالیٰ کا اون کے تین
ان کثرتو صدقین دلالت اوپر جو بڑے ہونے اونکے کے صلحہ نہیں کرتا ہے بلکہ مراد
یہ ہے کہ تم نبی اور تقدیس اپنی کے تین اور حمد اور شکر اپنے کو کامل جانتے ہو اور ایسا
نہیں اور اگر کسی شے خلاف واقعی کو اپنی غلط فہمی سے کوئی شخص مطابق واقع کے جانکر
خبر دی اسکو ایسا جو شک کہنے والے کی مذمت اس کے سبب کیجاوے نہیں کہ میں گے بلکہ ایسی
صورت میں اگر اس خبر کو قسم کے ساتھ بھی تاکید کرے جب ہی وہ شخص باخود نہ ہو گا جیسا کہ
بیچ تفسیر آیت لا یؤاخذکم اللہ باللغو ایما انکم کے آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور ایسے ہی فرمانا

تفسیر خلیلی
اور نہ ہو سکے گا
اسد جہشت کا
خانی ہے انکے
علامہ کا تعلق
مخوف کہ غیب
سنا مخوف کی
بان خان کی
بان کہ بابین
چوتھی جو قی
قرآن میں غور
سنا اسکو عجز
قرآن کے سبب
چھ لفظ دینی
اور بیت سے جوہ
معلوم ہو جائیگا
کہ یہ ایک خط
سے زور دینا
بیان جدید
امرونی حاکم

الہ تعالیٰ کا اونکو کمال اقل لکھوانی اعلو عنہا سموات والارض اوپر شک اور شبہہ اونکے
 کے دلالت نہیں کرتا ہے بلکہ اوپر یاد دلانے انکے کے اس چیز کو کہ پہلے جانتے تھے اور سوال
 کے وقت اس سے غافل ہوئے تھے اور ایسے ہی کہنا اونکا سبحانک لاعلم لنا کہ اعتذار اور
 توبہ کی دلالت اس پر نہیں کرتا ہے کہ حدود گناہ کا اونسے ہو بلکہ دلالت اوپر وقوع ترک دلی کے
 کرتا ہے اس واسطے کہ سوال کرنا اور پوچھنا الہ تعالیٰ کے فعلوں کی حکمتیں اہل کمال کی شان سے
 نہیں ایمان اجمالی اونکا حکمت الہی کے ساتھ مقتضے ہے کہ ایسے سوالات تحریرین کہ ہر فعل الہ تعالیٰ
 کی جدی جدی حکمتیں دریا فت کرین فائدہ تیسرا یہ ہے کہ الی جاعل فی الارض خلیفہ ارشاد
 فرمایا اور طرح فرمایا کہ خالق فی الارض خلیفہ اور حال یہ ہے کہ خلق کو مافی الارض کے مناسب
 یہی لفظ تھا کہ جاعل کے جگہ خالق فرمائی جیسا کہ اور جگہ یہی اسی قسم کا ارشاد ہوا ہے فی خالق البشر ام
 طین جواب یہ ہے کہ منظور اس جگہ بیان بنی آدم کو خلافت نبیہ کا ہے اور خلافت کے معنی بغیر وہ چیزوں
 کے موجود نہیں ایک جسم غصری کہ عالم خلق سے ہے دوسرے روح آسمانی کہ عالم امر سے ہے پس لفظ
 خالق اس مقام میں مناسب تھا کہ وہ ایک ہی چیز کے اوپر دلالت کرتا ہے اور اور مقاموں میں منظور
 بیان خلافت کا نہیں بلکہ محض بیان خلقت اوس کی کا ہے اسی واسطے ان مقاموں میں لفظ
 خالق کا مناسب ہوا فائدہ چوتھا خلیفہ وہ ہے کہ سجادہ نشین کسی شخص کا ہو اور حکایت قولوں اور
 فعلوں انکے کی کرے یہاں وہ کون ہے کہ جب کا خلیفہ ہونا قرار دیا ہے جواب محققین کے نزدیک ہذا ذات
 پاک حق تعالیٰ کی ہے اور انسان خلیفہ اوس کا زمین میں ہے جیسا کہ بعض نے آدمیوں کی صراحت کلام الہی سے
 خلافت ثابت ہوتی ہے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں ارشاد ہوا ہے یا داؤد انا جملناک
 خلیفۃ فی الارض فلحکم بین الناس بالحق یعنی اسی داؤد بنایا ہے جسکو خلیفہ زمین میں پس حکم کر تو
 آدمیوں کے ساتھ حاکم اور دیک بعض مفسرین کے خلافت سے مراد یہ ہے کہ خلیفہ جنوں کے ہوئے کہ حضرت
 آدم کی پیدائش سے پہلے کسی ہزار برس زمین پر قابض اور تصرف تھے اور زمین کے منافع کو اپنی حاجتوں
 میں خرچ کرتے تھے اور وایتون میں ابن عباس و دوسرے صحابہ مفسرین نے یہی یہ قصہ جنوں کے تصرف
 کا اور انکے فتنہ اور فساد کا آپس میں مشہور اور قول ہے جیسا کہ حاکم نے سچو سچو کیا ہے فائدہ پانچواں یہ کہ خلافت
 اسی شخص حضرت آدم علیہ السلام پر نہیں بلکہ تمام نوع انسان کی واسطے ثابت ہے اور کوئی وقت ایسا نہیں

لہم خلقی

وہم وود وود
 ذلک کاغز بالمثل
 بینین گویا ان خبر
 کی خبرین فیض
 بلافت استعارہ
 کما سے وغیرہ وغیرہ
 سب کہ اس قوی
 اور نزدیک ہوں
 آخر تک ایک طرف
 علاوت کا کلام ہو
 کہیں کی جگہ لائی
 ہوئی اور ہوا
 ہوا اس لئے کہ
 بشر سے انکے
 ذات کو خلقی اور
 متعلق انسانی
 انسانی وود
 الناس وود

مستطابق

ہفت روزہ

اور وہ بہترین

میں نے اس کو دیکھا ہے

انما هو الذي

۱۱۰۱

فصل في بيان

فَرَاكَ

از قضاوت

هذا الزعيم العظيم
اسمها خليفة

افراد ای میں

بہنوں نے

۲

کے اور اس وقت میں سو اسے فرشتوں کے کوئی مخلوق صاحبِ شہور اور صاحبِ ارادہ موجود تھی
جب ارشاد ہوا کہانی جاعل فی الارض خلیفہ اس سے انہوں نے جان لیا کہ معصیت اور نافرمانی
اسی مخلوق سے صادر ہوگی اور جنہوں نے کہا ہر کہ جبکہ خلیفہ نائبِ خدا کا ہوا بیچ احکام جاری
کرنے کے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جتنا جاحکام کی نہیں ہوتی مگر وقت تنزع اور نظام کے
پس لفظ خلیفہ کے سے التزام معلوم ہوا کہ فساد اور شر موجود ہوگا اور تفسیر آیت میں وجہ دوسری
اسکی کہ فرشتوں نے کیونکہ یہ حال معلوم کیا ہے یا ذکر فی چاہیے فائدہ سنا ان آیت سے
معلوم ہوا کہ خورنری اور فساد زمین میں خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے اور فرشتوں کے نزدیک
یہی اور یہ واسطے اس گناہ کو خلیفہ کی برائی اور خاست ذکر کرنے سے اللہ کی جناب میں عرض
یا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ باوجود نقصان عقل کے وجوہات حکمت فعلوں کی فی تفصیل ادبیات
رئی ایک قسم کی بے ادبی ہے فائدہ آٹھواں اس مقام پر تہہ اس قصہ کا محذوف ہے اور حذف اس واسطے
یا کہ کچھ غرض اسکی تمام کرنے میں متعلق نہ تھی بلکہ جس شے سے لیاقت خلافت کی معلوم ہوتی تھی
راو کو دخل اس امر میں نہ تھا تمام قصہ میں سے اسکا بیان کیا اور تمام قصہ یہ کہ البتہ خدا اور جبرئیل نے
نفرت علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ آدم کو پیدا کرے جبرئیل کو بھیجا اور
یا کہ تمام رومی زمین سے خواہ سفید ہو خواہ سیاہ خواہ سرخ خواہ شور خواہ شیریں خواہ نرم خواہ سخت
یا مٹی خاک کی اہل الاوس و مشرک خاک سے ایک مخلوق پیدا کرونگا جو وقت جبرئیل زمین کے
سے گئے اور چاہا کہ ایک مشت خاک اوٹھا و زمین نے پوچھا کہ کس واسطے مجھے تو اتنی مٹی کم کرتا
جبرئیل نے کہا کہ حق تعالیٰ تجھے ایک مخلوق پیدا کریگا کہ خلافت زمین کی اسکو بخشے گا اور وہ ایسا اور
مکرم کا اور ثواب و عقاب میں وہ پڑیگا زمین نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی عزت کیساتھ پناہ پکڑتی ہوں
ت سے کہ ایک مشت مجھے دے دے تو کہ کچھ اس سے جہنم میں جیلے جبرئیل پہرہ اور عرض کی کہ بار خدا یا
ساتھ عزت تیری کے پناہ پکڑتی میں تیرے نام اور عزت کے ادب سے مٹی نہ اوٹھا سکا اور
پھر کواحق تعالیٰ نے میکائیل کو بھیجا میکائیل بھی اسے طرح پہرے پہرہ اسرافیل کو بھیجا وہ
اسی طرح پہرہ پہرہ ملک الموت کو بھیجا ملک الموت نے زاری زمین کی اور عاجزی نہ سنی اور
زمین تابعدار اللہ کے حکم کا ہون تیری زاری کرنے سے طاغوت اللہ کے حکم کا نہیں۔ جبرئیل

حق تعالیٰ نے روحوں کے قبض کرنے کا کام اسی واسطے اون کو سونپا اور فرمایا کہ اس مشت خاک کو جس جگہ کہ خانہ کعبہ نے الحال موجود ہے جمع کرو بعد اوس کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اوس خاک کا گارا بناوین اور چالیس دن تک اوس خاک پر بیٹھ نہ برس انتالیس دن تو عزم اور سنج کا مینہ برس اور ایک دن خوشی کا مینہ اور اسی سبب سے ہے کہ آدمی کو عزم اور الم بہت رہتے ہیں اور خوشی کم ہوتی ہے بعد اوس کے اوس کچر کو خشک کیا جیسے گھارنا پچا برتن خشک ہوتا ہے اور ہوا کے چلنے سے آواز کرتا تھا جیسا کہ اور جگہ اس کو فرمایا ہے صلصال کا لفظ بعد اوس کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اوس خشک گارے کو درمیان مکہ اور طائف کے وادی نعمان میں کہ متصل عرفات کے ہر لیجا کر ڈالیں اور حق تعالیٰ نے دست قدرت اپنے سے اوس گلاری جو قالب آدم کا بنایا اور صورت اوسکی تیار کی فرشتوں نے کہ کبھی ایسی صورت نہ دیکھی تھی تعجب سے آس پاس اوس کے پھرتے تھے اور خوبصورتی اوسکی سے حیران ہوتے تھے ابلیس بھی اوس قالب کو دیکھنے کی واسطے آیا اور گردا گرد اس کے پہر اور کہا کہ اس قالب سے کیا تعجب کرتے ہو کہ ایک جسم ہو کہ اندر سے خالی ہو اور جگہ جگہ اندر اس کے خلل ہیں بغیر پر کرنے کے اندر وہ اسکا نہیں ہو سکتا اور اگر پر کریں تو بسبب ضعف کے زمین پر گر پڑے اور اگر میر ہو جائے تو پٹے اسکے کچھ لگیں اور چلنے پھرنے میں مستی پیدا ہووے پس اس قالب خاکی سے کسی حال میں کچھ کام نہ ہو گا مگر سینہ اسکے میں بائیں طرف ایک ججزہ ہی بغیر دروازے کا اوس کو میں نہیں جانتا ہوں کہ کیا چیز اوس میں پوشیدہ ہو شاید کہ وہی مقام لطیفہ بانی کا ہو کہ بسبب اوسکے استحقاق خلافت کا حاصل کرے بعد اسکے حکم روح کو ہوا کہ اس قالب میں آؤ اور اوسکے گڑھوں میں ہر جا دے جب روح قالب کے پاس پہنچی اور دیکھا کہ جگہ تنگ اور تاریک ہے اوس کے اندر جانے سے ٹھکر گئی اوسکو اندر کے حکم سے جبراً قالب میں داخل کیا اب تک روح سرخون آئی تھی کہ حضرت آدم کو چھینک آئی اور الہام سے کلمہ الحمد للہ کا زبان سے نکلا حق تعالیٰ نے جواب میں فرمایا رحمت اللہ علیہ کہ روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو ابن عباس سے اور بقی نے روایت کی کتاب الاسماء والصفات میں ابن مسعود سے اور محدثین نے دوسرے کھیا پڑے روایت

تفسیر خلیلی

اور اچھا

کام کے

لئے ایسے

بائع ہیں

نہیں ہر ہی

جب اور کون

کام کو

کھات ہو

یہ دیکھ

جو پہلے ہی

ہوتا اور

پس ملتی

جس سے

جانب

پس

کی ہو کہ جب روح حضرت آدم کی کمرنگ پنچھی تھی کو درکٹے چونکہ نیچے کے دھڑ میں ابھی تک نہ آئی تھی اس واسطے زمین پر گر پڑے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ خلق کا لسان من عجل یعنی پیدا کیا گیا انسان شتابی سے بعد اوس کے جب تمام بدن میں روح پہل گئی حکم ہوا کہ فرشتوں کے پاس جا اور ان کے اوپر سلام علیک کر اور دیکھ کہ تجھ کو کیا جواب دیتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں کی طرف گزرے اور کہا السلام علیکم فرشتوں نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ علیہ حکم ہوا کہ یہی کلمات تحیت تیری اور تحیت اولاد تیری کے مقرر کئے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوند امیری ذریت کیا ہے فرمایا کہ ذریت تیری دونوں ہاتھوں میرے میں ہے ان دونوں ہاتھوں میں سے جسکو تو چاہے اوسی میں سے پہلے تجھ کو دے گا اور ان حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اول میںے داہنا ہاتھ پروردگار اپنے کا اختیار کیا اور دونوں ہاتھ پروردگار میرے کے سیدھے ہیں حق تعالیٰ نے پہلے داہنا ہاتھ اپنا حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر پہرایا اور پشت اون کی سے جس قدر نیک بخت قیامت تک پیدا ہوں گے اون کی صورتیں حضرت آدم کو دے گا اور دین پر دوسرا ہاتھ حضرت کی پشت پر پہرایا اور بد بختوں کو نکالا اور صورتیں اون کی دے گا میں جب حضرت آدم علیہ السلام نے صورتیں اولاد اپنی کی دیکھیں کہ بڑا فرق اون میں ہے بعض خوب صورت ہیں اور بعض بد شکل اور بعض تو انکار اور بعض مفلس اور بعض بے وقار کے اور بعض چھوٹے اور بعض عجم الاعضا اور بعض اندھے اور بعض لولے وغیرہ عرض کیا کہ بار خدا یا یہ سب بندے میرے ہیں سب کو یکساں کو واسطے پیدا کیا تو نے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر انکو یکساں بناتا میں کوئی شکر میرا کرتا اور اب کہ اون میں تفاوت واقع ہوا ہر کوئی اوس نعمت کو جو اس کے واسطے حاصل ہو پہچانے گا اور شکر اکرے گا بعد اسکے نبیوں کو دیکھا کہ بہ سبب زیادتی نور کو کہ اون کی پیشانی تیر نہیں چمک ہاتھ سب کے درمیان میں ممتاز تھے اور بہ نسبت اور پیغمبروں کے حضرت داؤد کی پیشانی کا نور زیادہ چمکتا تھا حضرت آدم کو بہت خوش معلوم ہوا اور وجہ اوس کی یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام سب نبیوں میں سے ایک خطا میں گرفتار ہوئے تھے اور تدارک و سکا تو بہ اور استغفار سے اس قدر کیا کہ کسی بشر سے ویسا تدارک ممکن نہیں ہیں تو نبیوں اون کی کا نور توبہ اور ندامت کیسا تھ بل کر زیادہ تر روشن ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 کہ ان دونوں ہاتھوں میں سے جسکو تو چاہے اوسی میں سے پہلے تجھ کو دے گا اور ان حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اول میںے داہنا ہاتھ پروردگار اپنے کا اختیار کیا اور دونوں ہاتھ پروردگار میرے کے سیدھے ہیں حق تعالیٰ نے پہلے داہنا ہاتھ اپنا حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر پہرایا اور پشت اون کی سے جس قدر نیک بخت قیامت تک پیدا ہوں گے اون کی صورتیں حضرت آدم کو دے گا اور دین پر دوسرا ہاتھ حضرت کی پشت پر پہرایا اور بد بختوں کو نکالا اور صورتیں اون کی دے گا میں جب حضرت آدم علیہ السلام نے صورتیں اولاد اپنی کی دیکھیں کہ بڑا فرق اون میں ہے بعض خوب صورت ہیں اور بعض بد شکل اور بعض تو انکار اور بعض مفلس اور بعض بے وقار کے اور بعض چھوٹے اور بعض عجم الاعضا اور بعض اندھے اور بعض لولے وغیرہ عرض کیا کہ بار خدا یا یہ سب بندے میرے ہیں سب کو یکساں کو واسطے پیدا کیا تو نے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر انکو یکساں بناتا میں کوئی شکر میرا کرتا اور اب کہ اون میں تفاوت واقع ہوا ہر کوئی اوس نعمت کو جو اس کے واسطے حاصل ہو پہچانے گا اور شکر اکرے گا بعد اسکے نبیوں کو دیکھا کہ بہ سبب زیادتی نور کو کہ اون کی پیشانی تیر نہیں چمک ہاتھ سب کے درمیان میں ممتاز تھے اور بہ نسبت اور پیغمبروں کے حضرت داؤد کی پیشانی کا نور زیادہ چمکتا تھا حضرت آدم کو بہت خوش معلوم ہوا اور وجہ اوس کی یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام سب نبیوں میں سے ایک خطا میں گرفتار ہوئے تھے اور تدارک و سکا تو بہ اور استغفار سے اس قدر کیا کہ کسی بشر سے ویسا تدارک ممکن نہیں ہیں تو نبیوں اون کی کا نور توبہ اور ندامت کیسا تھ بل کر زیادہ تر روشن ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام

کو بھی ایسا ہی حال درپیش ہوا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گرفتار ہوئے اور انہوں نے بھی اوس کا تدارک تو یہ اور ندامت اور استغفار اور گریہ اور زاری سے قرار واقعی کیا اس واسطے نور اوددی کو ساتھ نور حضرت آدم کے کمال مناسبت ہوئی اور جس قدر مناسبت زیادہ ہوئی ہے محبت بڑھتی جاتی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت داؤد کو انور و بکر عرض کیا کہ بارخدا یا یہ بندہ تیرا کون ہے اور کیا نام اسکا ہے ارشاد ہوا کہ یہ بیٹا تیرا داؤد ہے عرض کی کہ عمر اسکی کتنی ہے ارشاد ہوا کہ ساٹھ برس کی عرض کیا کہ عمر میری کس قدر ہے فرمایا کہ ہزار برس کی عرض کیا کہ میری عمر تین سے چالیس برس کم کر کے اسکی عمر میں زیادہ کر دے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر تین چالیس برس باقی رہے ملک الموت اور ہماہری اونکے روبرو آکر حاضر ہوئے اور کہا کہ وقت مرنے تمہارے کا پہونچا حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ ابھی عمر میری تین چالیس برس باقی ہیں فرشتوں نے کہا کہ وہ چالیس برس تم نے اپنے بیٹے داؤد کو دیدئے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو یا د نہیں کہ کسی کو میرے اپنی عمر دی ہو اور کوئی شخص کسی کو عمر اپنی نہیں دیا کرتا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم نے معاملہ لین دین کا فراموش کیا اور منکر ہوئے یہی رسم اون کی اولاد میں بھی باقی ہے اور اسی وقت یہ حکم ہوا کہ ہر کوئی کسی کو کوئی چیز دیوے چاہیے کہ یہ نہ لکھے اور شاہدی اور گواہی کرے تاکہ عند الحاجت کار میں آوے اور امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو اولاد اون کی دلائل فرشتوں نے عرض کیا کہ بارخدا یا اس جماعت کثیر کی زمین میں گنجائش نہوگی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے واسطے کم لئے انکے کے ایک چیز ہٹا رکھی ہے اور وہ موت ہے فرشتوں نے عرض کیا کہ اگر موت اپنی کو یہ دیکھیں گے تو ہرگز نہ لگائی انکو گوارا نہوگی اور سبب یاد کرنے موت کے عیش اونکا بالکل تلخ ہوگا اور پنج و خم رات دن گدیرے گا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ انکے غافل کر نیکی واسطے طول اہل اور امید میں بڑی بڑی انکے دل میں ڈال دینا کہ سبب اسکے موت سے غافل رہیں اور صحاح ستہ میں اور اور کتابوں معتبرہ حدیث کی میں

مستقیم

آرد و کافون نرنگا
 در تفرقه نامدار
 بهشتین جوهر نامدار
 بی چای کباب
 چای بردن بود
 سوگاو و دمان
 غم جو یا سوگ
 سبب کیم طیار
 سبب غش و دمان
 در بان خدا کفر
 سے محافی ہے
 در کس غم بگوئی
 ان الله لا یجیب
 ان یتضرع الیه
 علی الجحش فکذا
 فی کاف و کافا الذین
 امنوا فی کاف الذین
 امنوا من کاف
 امنوا الذین

آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو ہر ایک قسم کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور اسی جہت سے آدمی رنگ میں مختلف ہوتے ہیں کوئی سرخ کوئی سفید اور کوئی سیاہ اور طبیعت اور خلق میں بھی جدے جدے کوئی نرم کوئی سخت کوئی نیک کوئی بد کوئی خبیث کوئی طیب اور یہی لئے کتاب الاسماء والصفات میں ابن سہود سے روایت کی ہے کہ فرشتے اس خلیفہ کے پیدا ہونے سے نہایت ڈرتے تھے کہ جب یہ خلیفہ ہمارے اوپر حکم چلاوے گا ساتھ اسکے کیا معاملہ ہوگا اور کس طرح کیا جاوے گا ابلیس آیا اور حضرت آدم کی پٹلی کو دیکھا اور ہر ایک عضو کو علیحدہ علیحدہ نظر میں لایا کہا کہ لا تہبوا من ہذا فان ربکم صمد ہذا اجوف لئن سلطت علیہ لاهلکتہ یعنی نہ درو تم اس سے اس واسطے کہ رب تمہارا بے پرواہ ہے اور یہ اندر سے خالی ہے اگر میں مسلط کیا جاؤں اور پر اسکے البتہ ہلاک کروں میں اسکو اور دہلی نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ہوا اور بلا اور شہوت کو چالیس دن تک حضرت آدم کی مٹی میں خمیر کیا ہے اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں مروی ہے کہ آن حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہتر سب دنوں میں دن جمعہ کا ہے اس واسطے کہ اسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اور اسی دن بہشت میں انکو داخل کیا ہے اور اسی دن بہشت سے نکال کر زمین پر ڈالا ہے اور اسی دن حضرت آدم نے وفات پائی ہے اور اسی دن قیامت ہوگی اور روایت میں امام احمد اور طبرانی اور ادرمحدثین کی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشتی جو بوقت کہ بہشت میں آویں گے بغیر داڑھی کے ہونگے اور بدن پر یہی بال نہ ہوں گے اور رنگ اونکا سرخ و سفید اور سر کے بال چچ دار اور آنکھیں اونکی سرگیں گویا کہ تین تیس برس کے ہیں اور سب آدمی حضرت آدم کی صورت پہ ہونگے اور قد اونکا سا کھٹہ ہاتھ کا اور عرض بھی مناسب اسی طول کے ہوگا اور ابن سعید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر اپنی تاریخ میں ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام روی زمین سے پیدا کیا ہے خواہ شور ہو خواہ شیریں جس میں شیریں جن کو غلبہ ہے آخر کو نیک بخشی کی طرف ہیکے کا اگر چہ ماورباہ اوسکے کافر ہوں اور جس کسی میں اولاد اونکی سے شور جزو غالب

چیزوں کے جیسا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے اس کے اسم کل شیء حتی القصصہ والقصصۃ یعنی سکھلا
اس کو نام ہر شے کا یہاں تک کہ پیالہ اور پیالی کا اور سعید بن جبیرؓ نے کہا ہے حتی البعید والبقرۃ
والنشاۃ یعنی یہاں تک کہ اونٹ اور بیل اور بکری اور تعلیم ناموں کی اس واسطے کی گئی کہ نام عبارت
اس لفظ سے ہے کہ دلالت کرے اور حقیقت کے اور منظور فائدہ دنیا علم حقائق کا تھا تاکہ
کام خلافت کا سرانجام کر سکے اور نام کمزور چیزوں میں سے ہے جن کے سبب سے
استیاض حقائق کا ہوتا ہے اور یہ بھی منظور تھا کہ خواص تمام چیزوں کے اور نفع اور نقصان
اون کے سکھلاے جا دیں اور طریق استعمال اون خواص کا بھی اور مقدمہ اس تعلیم کا یعنی وہ چیز
کہ تعلیم اور پرہیز و عفو ہو جو کہ اول اس کو نام ہر چیز کا تعلیم کریں تاکہ وقت بیان کرنے اس بات
کے کہ فلاں چیز فلاں خاصیت رکھتی ہے اور فلاں نفع اس سے لینا چاہیے اور فلاں مضر اس سے
دور کرنا چاہیے آسانی سے معلوم ہو جاوے اور زیادہ ترجاحت طوالت کی نہ پڑی اس مقام میں
جاننا چاہیے کہ فرشتوں اور آدمیوں کے درمیان میں ماہ الامتیاز کہ جس کے سبب فرشتہ پر فوقیت
حاصل کی فقط تعلیم اسموں اور صرف حقیقتوں اشیاء و خواص و منافع اور مضرانہ کے کی نہیں
اس واسطے کہ قطعاً ثابت ہو کہ پہلے پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کے فرشتوں کو بھی خطاب
آئی ہوتا تھا کہ فلاں چیز اس طرح کرو جیسا کہ اسی قصہ میں گزرا کہ پہلے جبریل علیہ السلام کو واسطے
لینے ایک شت مٹی کے روئے زمین پر بھیجا اور بعد اوس کے دوسرے فرشتوں کو پہلے گر
فرشتوں کو علم حقیقتوں اور اسموں ان حقیقتوں کا حاصل ہوتا تو حکم آئی کہ مخلوقات کے حق میں
صدور پاتا تھا کہ چونکہ بجا لاسکتے بلکہ امتیاز آدم کی فرشتوں سے ساتھ دودھہ کے ہر اول یہ ہو
کہ پہلے پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی سے فرشتوں کو علم ہر چیزوں کے ناموں کا
حاصل نہ تھا بلکہ علم اون کا منحصر تھا بعضی چیزوں میں کہ تعلق اون کی خدمتوں سے رکھتی تھیں
دوسری حقیقتوں اور اسموں سے کچھ کار اون کا متعلق نہ تھا اور اطلاع بھی اون کو ان امور کی
نہ تھی بخلاف حضرت آدم علیہ السلام کے کہ انکو ہر سبب خلیفہ بنانے کے تعلیم عام کی گئی تاکہ
منفعت ہر حقیقت اور حضرت اوسکی سے آگاہ ہو جن جیسا کہ حاکم نے اور ابن عساکر نے مرفوعاً
روایت کی ہے کہ ان حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اسماء کی تعلیم

فرشتوں کی
کی فرمائی ہوئی ہے
اور انکو لوگ کہنے
کے میں ای مثل
اس کے سے خدا کا
کیا مطلب ہو گا
الہی مثال سے
ہم کو کو گواہی
ہے اور ہوتوں کو
راہ دیکھا دیتا ہے
اور علم راہ انہیں
کو کرتا ہے جو ایسے
ہر کار میں کہ خدا
کا علم و حکم انہیں
سے بعد اور فرشتوں
میں اور فلاں سے
جو کہ جو رہنے کو
فرمایا ہے اوسکو
فرشتوں میں

ہزار حرفتین طرح کی حرفتوں میں سے تعلیم فرمائیں اور ارشاد کیا کہ اولاد اپنی کو کہہ آدَمَ کہ اگر تم صبر نہ کر سکو دنیا سے پس دنیا کو ان حرفتوں کے ساتھ طلب کرو اور دنیا کو دین کہہ ساتھ طلب کرو اس واسطے کہ دین خالص واسطے میرے ہو اور وای اوپر اس شخص کے کہ دنیا کو ساتھ دین کے طلب کرے اور قلمی نے بولنا فتح سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مثلت لی اصبی فی الماء والطین یعنی تصویریں امت میری کی پانی اور مٹی میں بنا کر مجھ کو دکھائیں وعلت الاسماء کلھا کما علم ادم الاسماء کھلا اور سکھلائے جو تمام چیزوں کے نام جیسا کہ سکھلائے آدم کو نام سب چیزوں کے اور اس آیت میں جو لفظ کھلا کہ واسطے تاکید عموم اسماء کے زیادہ کیا ہے اسی نکتہ کی واسطے ہے کہ امتیاء آدم کی فرشتوں سے بسبب تعلیم عام کہ تھی نہ بسبب فقط تعلیم اسماء کے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ تعلیم عام ہی ابتداء خاص ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کے تھی اور بعد اسکے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو ہر چیز کے ناموں سے خبر دی اور فرشتوں نے استعمال ہر چیز کا حضرت آدم اور ان کی اولاد سے سنا بعض فرشتوں نے جیسا کہ حضرت جبریل اور اور بڑے فرشتے ادنوں نے نام ہر چیز کے معلوم کر لیے اس واسطے کہ قطعاً بات شریعت سے ثابت ہے کہ حضرت جبریل اور دوسرے فرشتے بڑے بڑے دبر و انبیاء ان کے آئے تھے اور ہر چیز میں بحث اور تفتیش کرتے تھے اور امور مختلفہ کا ذکر آتا تھا اور کسی وقت افادہ و استفادہ اور کہنے سننے میں عاجز نہ ہوتے اور سب بات کو نہیں پوچھا کہ فلا ناکس چیز کا نام ہے اور اس لفظ کے کیا معنی ہیں اور حقیقت فلائی چیز کی کیا ہے الیہ یہ تعلیم ابتداء خاص حضرت آدم کو ہوئی تاکہ زیادتی علم او کی فرشتوں کے اوپر خصوصاً اس علم کی کہ تعلق ساتھ سب بات اور خلافت کے رکھنا سے ظاہر ہووے اور اسی واسطے او پر محض تعلیم حضرت آدم علیہ السلام کے کفایت نہ ہوئی بلکہ لہر عرض ہم علی الملئکہ یعنی پیش کیا حق تعالیٰ نے اون ناموں کو اور فرشتوں کے ساتھ اس طریق کے کہ تصویریں اون چیزوں کی کہ نام ان کے حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم فرمائے تھے فرشتوں کو دیکھنا کہ اَللّٰهُمَّ عَلٰی الْمَلٰٓئِکَۃِ یعنی پس فرمایا کہ خبر دو تم جو کہ اسے فرشتو ساتھ ناموں ان چیزوں کے اس واسطے کہ انے اون چیزوں کی جو تمیز دینے والی ہیں نام ہو اور واسطے استحقاق خلافت کے معرفت حقایق کی اور امتیاز کرنا اون میں

تفسیر خلیلی

روسلک میں

فراموش نہ ہونے

میں بس لو علم

پانچویں سے چھٹی

میں فصل اللہ

کے کلام میں جو

جہاں شاکل کی

چھٹی سے

دی گئی ہے

اس کا فوک

عیب گیری کرنے

نے کہ خدا کی

پشان نہیں

کہ یہی ایسی

خبریں ہیں جو

نہاں دیکھنے

قرآن اگر اسد

کلام ہو تا تو

ایسی ادبچا

تفسیر غزالی

ثانی بن ہشام

الدعا کا نسخہ

دو آیتیں

دس آیتیں

دس آیتیں

دس آیتیں

دس آیتیں

دس آیتیں

دس آیتیں

دس آیتیں

دس آیتیں

شرط ہو اگر تمہارے تین ناموں ان چیزوں کے سے خبر ہوگی دعویٰ استحقاق خلافت کا تم سے ممکن ہوگا اور اگر تم ان چیزوں کے ناموں سے بے خبر ہو تو خلافت کہ عبارت ہے تصرف کرتے سے تمام چیزوں میں تم سے کس طرح سرانجام اور کیا ہوگا اور ہر چند کہ غنہ ظاہر میں تھو کہ خلافت کا دعویٰ نہیں کیا ہی لیکن تمہارے کلام سے دعویٰ لازم آیا پس شرطیں اس میں عموماً ثابت کرو ان کلمات صلیہ قلیہ اگر ہو تم بھی بچ کلام اپنے کے کہ غنی لے جو لے و نقد لے اس واسطے کہ معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ شیخ اور تقدیس ہمارے کمال کے رتبہ کو پہنچائی اور شکر ہمارا نہایت کے مرتبہ کو ملا اور ظاہر ہے کہ کمال شیخ اور تقدیس کا یہ ہے کہ ساتھ تمام اسماء الہی کے ہو اور ایسے ہی نہایت حمد اور شکر کی یہ ہے کہ مقابل ہر کمال اور ہر نعمت الہی کے ہو اور اس امر کو علم تمام اسماء الہی کا اور تمام اسماء کو فی اور علم تمام کمالات اور نعمتوں الہی کا اور کار ہے اور یہ علم بدون جانے تمام حقیقتوں جہان کے تفصیلاً مشہور نہیں اور درمیان حقیقتوں کے امتیاز بہت وجہ سے ہوا دے اون کا یہ ہے کہ نام انکا جان لے اگر اس قدر سب امتیاز تنکو حاصل نہوا پس دعویٰ شیخ اور تقدیس علی الاطلاق کا اور حاکم کا تم سے کیونکر درست ہوا باقی یہاں کئی بحثیں ہیں کہ مفسرین اون بحثوں کو اس مقام میں ذکر کرتے ہیں اول تو یہ کہ اکثر مالمون نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اور پر اس کے کہ مقرر کرنا الفاظ کا معانی کی واسطے خدا کی طرف سے ہو واسطے کہ اس آیت میں فرمایا ہو کہ وصلوا دعلاً سماء کلہا۔ اور اگر واضح الفاظ کا معانی کے واسطے آدم یا اولاد آدم کی ہوتی تعلیم اسماء میں اللہ کی طرف سے گنجائش نہ تھی لیکن اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وضع لغات کی وقت پیدائش آدم علیہ السلام کے نہ تھی بلکہ بہت پہلے اس سے تھی اور واقعہ یہ اسی طرح سے ہے اس واسطے کہ پہلے پیدائش حضرت آدم کی سے نام فرشتوں کے اور اور چیزوں کے بھی کہ جن چیزوں کے سرانجام کی واسطے فرشتوں کو خطاب ہوتا تھا مقرر تھے اور کلام کرنا فرشتوں کا آپس میں اور سمجھنا مضمون احکام الہیہ کا بواسطہ الفاظ کے قطعاً پہلے حضرت آدم کی پیدائش سے موجود تھا اور جو لوگ کہ وضع لغات کی ساتھ اصلاح آدم اور آدمیوں کے جانتے ہیں فرشتوں کے کلاموں سے کہ آپس میں کرتے ہیں شاید وہ غافل ہیں اور یہ

تیسرا اور واضح الفاظ کا

کہنا اور نکالنا معنی تعلیم اسماء کے حضرت آدم کے تئیں یہ ہیں کہ خدا نے تعالیٰ نے آدم کے
 دل میں غم و ہش ڈال دی کہ توجہ طرف وضع الفاظ کے ہوں بہ طریق وضع کا اور نہ کو
 سکھلا دیا جیسا کہ معنی و علم نہ صنعتہ لبوس لکے کچھ ہی ہی ہیں یعنی سکھلا دیا ہنسنے اور کچھ پیشہ
 زور بنانے کا واسطے تمہارے یعنی پہلے دل میں زور بنانے کا داعیہ ڈال دیا بہ طریق اس کے
 بنانے کا تعلیم کیا سو فساد کا ظاہر ہے اس واسطے کہ تکلیف دہنی فرشتوں کو ساتھ اس کے
 کہ الفاظ اور معانی اصطلاحیہ آدمیوں کے سے خبر و قبیلہ تکلیف الاطلاق کے سے ہوگی باوجود
 اس کے کہ کچھ حاصل ہی نہیں اس واسطے کہ اگر کوئی کسی کی اصطلاح سے واقف نہ ہو تو اس کے
 علم میں کیا قصور اور اس دوسرے کو اس پر کیا فوقیت والا عرب کے عالموں پر بسبب نہ
 جانتے اصطلاح ترکون کے قصور لازم آوے اور ترکون کو ان کے اوپر فوقیت ہو البتہ
 بسبب جانتے علم لغات اور اس کے کہ علم الہی میں واسطے معانی مخصوصہ کے مقرر تھے طاعت قصور کی ہوا اور
 جانتا اس کا دلیل ترجیح اور فوقیت کی اس واسطے کہ جس قدر احاطہ معلومات الہی کا زیادہ
 ہوگا اسی قدر مہارت اور شبہ جناب باری کے ساتھ بہت ہوگی اور زیادتی تشبیہ کی
 جناب الہی کے ساتھ سبب کمال فوقیت مخلوق کا ہے دوسرے یہ کہ ضمیر ثور عرضہم
 کی ظاہر اس طرح ہے کہ رجوع طرف اسماء کے کرے باعتبار اسمیات کے اور اسمیات اسماء کو
 ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں میں اس ضمیر کو کہ مخصوص مذکرین ذوی العقول
 کے ساتھ ہے اس واسطے کہ اس سے جواب اس کا یہ ہے کہ عرض کرنا اسمیات کا فرشتوں پر باعتبار
 جسامت ظاہری کے تھا کہ محل ظاہر ہونے تکمیل اور تائید اور عقل اور غیر عقل کا ہے بلکہ
 باعتبار وجود روحی اور ملکوتی کے تھا کہ تمام مخلوقات باعتبار اس وجود کے عاقل اور درک
 اور بہرہ اندیز اور تائید سے ہیں البتہ بسبب ہونے تائید کے اس جو میں الفاظ اور حیثیت تذکر کے
 اس کے واسطے بولے جاتے ہیں جیسا کہ فرشتوں کے حق میں بھی اسی اعتبار سے الفاظ تذکر
 کے استعمال کئے گئے ہیں تمیز یہ کہ صیغہ امر کا جچ انبونی کے واسطے عاجز کرنے اور لازم
 دینے کے ہر نہ واسطے تکلیف اور حکم کرنے کے پس جن شخصوں نے سبب اس صیغہ کے
 تکلیف والا لایطاق جائز رکھی ہے انہوں نے خطا کی ہے اور اسی واسطے فرشتوں نے یہ مجرور

تفسیر خلیلی
 پرستوں کے
 و کچھ سے اور
 تکمیل ہوتی
 اور پیشہ جابجا
 معنی اور ان کی
 امت کے رتوں
 کی اس تائید و تائید
 سنیں اور بعد
 اور پچھو کیا اب
 اگر توجہ نہ ہو
 سلام کی سی بات
 میں کچھ بھی شبہ
 ہوا اور سلام
 کی سی بات ہو
 مایہ پسندی اور
 شریعتی احکام میں
 محض شریعتی
 و ثابت قیام
 شخص پر ہو

تفسیر غزالی

کی اس حدیث سے
نقل کیا گیا ہے کہ
اس حدیث میں ہےکہ اس حدیث میں ہے
کہ اس حدیث میں ہے
کہ اس حدیث میں ہےکہ اس حدیث میں ہے
کہ اس حدیث میں ہے
کہ اس حدیث میں ہےکہ اس حدیث میں ہے
کہ اس حدیث میں ہے
کہ اس حدیث میں ہےکہ اس حدیث میں ہے
کہ اس حدیث میں ہے
کہ اس حدیث میں ہے

سنئے اس امر اور خطاب کے عاجزی اپنی شروع کی اس طریق سے کہ قَالُوا سُبْحَانَكَ
یعنی کہا انہوں نے پاک جانتے ہیں ہم تجھ کو اسی پر درگاہ ہمارے اس بات سے کہ تیرے
علم میں کچھ قصور ہو یا تیرے فعل میں کوئی بات عبث واقع ہو اور خلاف حکمت کے وقوع میں
آوے اور سوال ہمارا فقط واسطے طلب ہدایت اور ارشاد کے تھا اس واسطے کہ لَا يَعْزُبُ عَنْكَ الْإِصْمَاعُ
عَلَيْهِمْ سُبْحَانَكَ یعنی کوئی علم حاصل نہیں ہونا ہی ہم کو مگر اس قدر کہ تو نے تعلیم فرمایا ہو کہ اور یہی سب سے
ہنے وجہ حکمت پیدا کرنے اس خلیفہ کی بخانی اور تسبیح اور تقدیس و حمد اور شکر اور تحمید کو کامل جانا اور
معرفت حقیقتوں اشیاء کی تفصیلاً اور کمالات ان کے ہم کو حاصل نہوے اور نام ہی اور ان چیزوں
کے کہ جملہ کمالات کے ہیں ہنے بخانے اور جب کہ جناب تیری سے ابتداء یہ علوم حاصل نہوے
تو کچھ جگہ اعتراض کی نہیں اس واسطے کہ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيمُ یعنی تحقیق تو نہایت دانا ہو اور تو
جانتا ہو کہ حقیقتیں ہماری ایسی نہیں کہ یہ علم بلا واسطہ تیرے معلوم کریں ایسا واسطہ اس مخلوق کو
خلیفہ اپنا کیا تو نے اور قدرت اور طرح طرح فاعلون کے دی تو نے اور ہم کو واسطے پورا کرنے عبادوں
اور خدمتوں اس کی کے امور کیا تاکہ ہم ہی بواسطہ اس خلیفہ کے اور خدمت اس کی کے اوپر
اون فاعلون اور حقیقتوں کے مطلع ہوں اس واسطے کہ تو ان کے کچھ یعنی صاحب حکمت کامل کا ہی
ساتھ اس تدبیر کے ہماری حقیقتوں کو ہی ان علموں سے بہرہ مندر کے گاجب حق تعالیٰ نے
ملائکہ سے یہ عجز اور زاری اور اقرار کرنا اون کا ساتھ علم اور حکمت اپنی کے پسند کیا قَالَ يَا آدَمُ
اَنْبِئْهُمْ یعنی فرما کہ اے آدم خبر دے ان فرشتوں کو اگرچہ علانی جہانہ کے تجر و مسین تو ان سے
بہت کم ہے اور مقرر ہے کہ جس قدر بجز زیادہ ہووے اطلاق حقیقتوں کے اوپر ہی زیادہ ہو
يَا سَمِيعُ یعنی ساتھ ناموں ان چیزوں کے کہ فرشتوں نے یافت کی ہنے اس واسطے کہ ان چیزوں کا
علم ساتھ خواص و رفیعوں اور عزروں اون کے کے حاصل نہیں ہو سکتا مگر ساتھ عقل کے کہ وہم اور
شہوت اور غضب کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور یہ بات خاص تیرے ہی میں پائی جاتی ہے حضرت آدمؑ
نے جب یہ حکم سنایا ان حقیقتوں اور اسموں اور صفیوں ان کی کاربرد فرشتوں نے شروع کیا
اور نام ہر چیز کا ساتھ تمام خواص و تاثیرات کے ظاہر کیا قَالُوا اَنْبِئْهُمْ يَا سَمِيعُ یعنی جب بتلا دے
حضرت آدمؑ نے فرشتوں کو نام ان کے باوجود کہ وہ چیزیں بی شمار و بے انتہا تھیں اور اس بیان کے

کچھ غلطی نہیں ہوتی فرشتے کمال علم آدم کے سے حیران ہوئے اور اس وقت میں قاک یعنی فرمایا
 جتنا لی نے واسطے تاکید کرنے امر خلافت آدم کے فرشتوں سے اَلْاَوَّلُ لَکُمْ یعنی ایا نکھاتا میں نے
 تمکو پہلے پیدا کرنا اس مخلوق کی ہو کہ اِنِّیْ اَعْلَمُ یعنی تحقیق جانتا ہوں نہیں اور چیز کو کہ تم نہیں
 جانتے اور عرض میری اس کلام سے یہ ہے کہ میں جانتا ہوں غیب استخوان یعنی اوستہ اور چیز کو
 جو عالم علوی میں پوشیدہ ہیں جیسا کہ احوال اور چال ڈھال ستاروں کے اور حرکتیں آسمانوں کی
 منہ تمام آثار اور خواص ان کے باوجود یکہ تم فرشتے عالم علوی کے رہنے والے ہو ہرگز ان باتوں کو
 نہیں جانتے ہو اور یہ شخص باوجودیکہ عالم سفلی کی مخلوقات میں سے ہو اور نہ جانتا ہو اور نہ انا
 صغریٰ اور کبریٰ اور وسطیٰ اور کسوف اور خسوف اور دوسرے اوضاع ستاروں کے ان اوضاع کو
 پیدا ہونے سے پہلے ہزاروں برس پہلے جانتا ہو اور ہر اک کے نام بیان کرتا ہو اور احکام ان اوضاع
 کے خواہ باعتبار افراد کے خواہ باعتبار اجتماع کے نکالتا ہو وَالَّذِیْ یعنی اور یہی جانتا ہوں میں وہ
 چیز کو پوشیدہ ہو عالم سفلی میں ہر چند کہ عالم سفلی جس کے نزدیک بہت ظاہر دنیا کی ہر گز طریق پیدا ہونے
 نباتات کا اور بدل ڈالنا معدنیات کا اور طریق پیدائش حیوانوں غیب شکل کا اور فائدے تغیل اور
 تلفیح کے اور بنالینا کاریگری سے شے مرکب کو جیسا کہ کاریگری کی کہ ایک حقیقت مرکب ہر انسان
 اور لکڑی اور حیوان اور وہ ہے سو فیہ ذلک معلوم نہیں اور یہ شخص اس قسم کی چیز میں پوشیدہ بہت
 جانتا ہو اور اسی چیز میں بنا سکتا ہو کہ علم تمہارا اوسکے نام تاکہ ہی نہیں پہونچتا ہو باوجودیکہ مخلوق
 سفلی سے کہ عقل اور ادراک کے مانع ہیں بالکل تم پاک ہو وَاَعْلَمُ مَا تَدْرُوْنَ یعنی اور جانتا ہوں میں
 اس چیز کو کہ تم ظاہر کرتے ہو یعنی شیع اور تقدیس اور معرفت اسماء الہی کی جقدر کہ استعداد
 اور حوصلہ تمہارا ہے وَمَا کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی اور وہ چیز کہ تم اوسکو پوشیدہ رکھتے تھے یعنی بہت کام
 اور قوتیں تمہاری اسی تمہیں کہ ہرگز تمکو اطلاع نہ تھی کہ اوان قوتوں اور قوتوں کو اللہ تعالیٰ نے
 تمہارے اندر رکھ چھوڑا ہے جیسا کہ آدمیوں کی صورت جسم بنانی اور قدرت مجددوں کی اور انس
 پاکر ناسا تھ ذکر الہی کے اور حاضر ہونا بیچ مکانوں شبرکہ صلحا کے اور اعانت اور مدد کرنی غازیوں
 اور عاجیوں کی اور غاشا منظر اسم قہار اور غفار اور اسماء الہی کا اور پہونچنا ناٹوایا درختوں کا
 زندوں کی طرف سے مردوں کو اور فائدہ پہونچنا نیکوں کا اور ترقی دینی خدا کے رستہ چلنے والوں کو اور

ترجمہ تفسیر خازن
 دنیا میں ہر
 سورہ البقرہ
 رنگ پچھلے
 عہد کا مضمون ہے
 مع عرفان
 میں ہی مذکور ہے
 شنبہ یعنی
 اول اس کی باقی
 اللہ کے عہد میں
 والوں میں داخل
 ہیں اور جوتے
 کی چیز کا
 جسے قوت ہو
 دنیا صاحب
 چھوڑ دینا جماعت
 چھوڑ دینا سب کو
 کی طرف چھوڑ دینا
 امیر وقت کی
 رعایت چھوڑ دینا

خدمت کرنی تجلیات شہودی کی بیچ عالم مثال کے واسطے کالمون کو جس خلیفہ کی اولاد میں سے ہونے والے ہیں اور تاراجی اور کتابوں آئینہ کا اور قایم کرنا شریعتوں اور دینوں اور ملتوں اور طریقوں اور مذہبوں کا اور اسی قسم کی چیزیں اور حال یہ ہے کہ سب چیزیں بالقوہ تمہارے اندر موجود تھیں اور ظہور ان چیزوں کا موقوف اور پر وجود اس خلیفہ کے ہمنے کہا تھا کہ بواسطے اس خلیفہ کے تم ان چیزوں پر خبردار ہو اور تم بسبب خدمت اس خلیفہ کے کمالات بالقوہ کو اپنے تصرف میں لاؤ گے اب یہ خلیفہ پیدا ہوا اور اسے تمکو آنکر خبر دی اور تم نے جانا کہ ہمنے کیا کیا چیزیں تمہارے اندر رکھی تھیں پس حق اس خلیفہ کا تمہاری گردن پر بہت بڑا ہے کہ تم کو حقیقت تمہاری سے آگاہ کیا اور باعث زیادہ نزدیکی تمہاری کا جناب الہی میں ہوا لازم یہ ہے کہ تم اس خلیفہ کو مانند استاد اور مرشد کے سمجھو کہ آداب تعظیم اسکی بجا لاؤ اب اس جگہ کہی بحثیں ہیں اول یہ کہ جب تک کہ کو اشیا کی حقیقتوں کا علم طفیل حضرت آدم کے حاصل ہوا پس اس واسطے علیحدہ فرمایا اور انبئہم کہا جیسا کہ انبئہم کہا تھا جواب اسکا یہ ہے کہ سب اور حاصل کرنا علم کا اور مشق کرنا استاد سے یہ خاصیت بہت جہت نام کی ہے فرشتوں کو یہ ترقی ممکن نہیں ہوا اسلیکے سب کمالات فرشتوں کے انکے وجود کے ساتھ پائے جاتے ہیں البتہ حضرت آدم کے طفیل سے قوم کے فرشتوں کو انکی جنس درکات میں سے بہت چیزوں کا اور اک کہ پہلے حاصل نہ تھا حاصل ہوا لیکن یہ کثرت معلومات کی سبب ترقی مرتبہ علم کا نہیں ہوتی ہے جیسا کہ اوت بصر کی آدمی میں کہ بسبب کثرت مبصرات کے مرتبہ اسکا علم میں زیادتی نہیں قبول کرتا ہے بلکہ باوجود کثرت مبصرات کے کم کو ممکن نہیں کہ سواری دیکھنے سے اس کے اوپر چیز کو قبول کرے ایسے ہی حال فرشتوں کا بیچ زیادہ ہونے معلومات ابھی کے طفیل حضرت آدم کے ہو اور واسطے اسی نکتہ کے انباء ہم باسما اٹھ فرمایا اور علیہم باسما اٹھ فرمایا دوسری بحث یہ ہے کہ یہ آیت اور یہ قصہ دلیل ظاہر ہے اور فضیلت اور شرف علم کو واسطے کہ جو بیچ عالم امکان کے اگر اور کوئی چیز سو علم کے اس حد کی شرافت رکھتی البتہ بیچ مقام بیان کرنے فضیلت حضرت آدم کے اوپر فرشتوں کے اس جہیز کو پیش کرتے اور بھی اس قصہ سے معلوم ہوا کہ لاۓ کا وجود اس کے کہ ہندو الے مکان قدس کے میں اور عبادت اور اخلاص و نکاح و عبادت اور اخلاص آدمیوں کے ہے اور طہارت اور عصمت انکی جو ہر ذات کو لازم ہے اور ہر امر میں کہ لا یعصی اللہ ما امرہم

تفسیر غلیظی
اور ملک بن فواد
طیلسی سے نقل کی
ناظرانی ذکر کیا ہے
بنیاد پر توری
وہ کہ فرشتوں کی
مسلمانوں سے انکی
کیونکہ ان کو غیر
و غیر ان کے
ان کو ان کے
اور ان کے
ماں کو ان کے
و ان کے
فنادی اس قسم
کے لوگ اپنے
بد کا میں کہ ان
سے ایسی باتوں کا
علم ہی کے اوپر
نصیب نہیں ہے
یہ وقت اتنا نہیں

و یضلعان مایہ نور یعنی نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی اس چیز میں حکم کیا اور انکو اقتدار دہ کر کے تین
اس چیز کو کہ امر کئے گئے شان اونکی ہو اور بے رغبتی اور بے پروائی کہانے اور پینے اور
نکاح اور سواری اور حوائج سفلائی اور علاقوں جمائی سے مخصوص نہیں کے ساتھ ہے
اور جو قدرت کہ بڑے بڑے سخت کاموں میں رکھتے ہیں آدمی کے واسطے عشر
عشر بھی اسکا نصیب نہیں اور قہر جالبونکا اور شاہد تجلیات آبی کا اور سننا خطاب آبی کا
بلا واسطے اور قرب اور مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جعفر و انکو حاصل ہوا دیوں کو مگر نہیں
اور باوجود ان سب باتوں کے استحقاق خلافت کا انکو حاصل نہیں ہوا اس واسطے کہ علم
حقائق کو نہ کے نہیں کہتے ہیں اور سیاست رعایا کی عالم کون و فساد میں نہیں کر سکتے اس
لہجہ سے معلوم ہوا کہ عصمت اور طہارت یا کمال درجہ ولایت کا یا ظاہر و باخوار قی اور کرامات کا
یا کثرت عبادت اور زہد کی یا حاصل ہونا فنا اور بقا کا اور شرف ہونا ساتھ تجلیات آبی کے
اور دیکھنا عالم غیب کا اور سننا غیب کی آوازوں کا شرطوں خلافت کی سے نہیں شرط خلافت
کی یہی فضیلت ہے کہ علم تینوں قسم کی سیاستوں کا حاصل ہو یعنی منری اور ملکی اور ملی من خل
زیادہ تر کے اور خوب طرح تجربہ ان سیاستوں میں رکھتا ہوا دیر ہی ہے مذہب اہل سنت و
جماعت کا کہ مدار استحقاق خلافت کا اس علم کی فضیلت پر ہے علماء اور حکماء کے علم کی فضیلت
میں بہت کلام کے ہیں فقیہ ابواللیث محمد قندی نے کہا ہے کہ حاضر ہونا بیچ مجلس عالم کے بغیر
اس بات کے کہ کچھ اوس سے فائدہ اور ٹھکانے یا مسئلہ یافت کرے واجب سات کر امتونکا ہوتا ہے
اول یہ کہ متعلموں کے زمرہ میں گنا جاتا ہے اور جو ثواب کے واسطے طالب علموں کے وعدہ کیا گیا ہے
اوس میں شریک ہوتا ہے دوسرے یہ کہ جب تک اس مجلس میں بیٹھا رہے گا گنا ہوں سے بند تیرا
تیسرے یہ کہ جو وقت اپنے گھر سے بنیت طلب علم کے نکلتا ہے جو ثواب کے واسطے طالب علموں کے
وعدہ کیا گیا ہے اس میں بھی داخل ہوتا ہے چوتھے یہ کہ بیچ حلقہ علم کے وقت نازل ہونے وقت
کے شریک ہوتا ہے پانچویں یہ کہ جب تک ذکر علم کا سنتا ہے عبادت میں ہے چھٹے یہ کہ جو وقت مسئلے
مشکل کو سنتا ہے اور اوس کے سمجھنے میں کہ نہ کو نہیں ہو چھٹا ہے اور دل تنگ و مشک
خاطر ہوتا ہے پس بیچ گروہ منکسر القلوب کے شمار کیا جاتا ہے ساتویں یہ کہ عزت علم کی

اور ذلت فوق اور جہل کی ادس کی خاطر میں بیٹھتی ہی اور جاہلون اور فاسقون سے اُس کو
 نفرت پیدا ہوتی ہے یہ حال اُس شخص کا ہے کہ مجلس علماء کی سے اور کو بہرہ نہیں پہنچتا ہے
 اور حال اس شخص کا کہ فائدہ بے شمار دین کا اور دنیا کا صحبت اونکی سے اور ٹھاتا ہے قیاس
 کرنا چاہیے حضرت امیر المؤمنین مرتضیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ علم کو مال کے اوپر سات چھ
 سے فضیلت ہے اول یہ کہ علم میراث پیغمبروں کی ہے اور مال میراث فرعون اور امان اور
 شداد اور غزو کی دوسرے یہ کہ علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا ہے بلکہ زیادہ ہوتا ہے اور مال ہر
 سبب خرچ کرنے کے کم ہوتا ہے تیسرے یہ کہ مال کو حاجت نگہبانوں کی ہے اور علم خود آدمی کا
 نگہبان ہے چوتھے جب آدمی عمر تہا مال کو چھوڑتا ہے اور علم ساتھ اس کے قبر میں جاتا ہے پانچویں
 یہ کہ مال اشیاعت متحرکہ ہے مومن اور کافر دونوں کو مل جاتی ہے اور منفعت علم کی صرف ایماندار آدمی کو حاصل
 ہوتی ہے چھویں یہ کہ کوئی فرق آدمیوں کا ایسا نہیں کہ اس کو حاجت عالم کی نہونچ امردین اپنی
 کے اور بیت فرقی ایسے ہیں کہ الداروں کی طرف اونکو حاجت نہیں ساتوین یہ کہ دن قیامت
 کے علم مل صراط پر گذر نیکی قوت دیگا اور مال موجب ضعف کا ہوگا بعض حکماء نے کہا ہے کہ قرآن مجید
 میں حق تعالیٰ نے سات چیزوں کو فرمایا ہے کہ آپس میں برابر نہیں بلکہ ایک دوسرے سے بہتر ہے اول
 هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون کیا کیا برابر ہیں وہ شخص کہ علم کتنے ہیں اور جو بی علم ہیں
 دوسرے قل لا یستوی الخبیث الطیب یعنی کہ نہ تو کہ نہیں برابر ہے خبیث اور طیب تیسرے
 لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنة یعنی نہیں برابر ہیں صاحب دوزخ کے اور صاحب جنت کے
 چوتھے اور پانچویں اور چھٹے اور ساتوین لا یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور
 الظل ولا النور وما یستوی الاحیاء ولا الموات یعنی نہیں برابر ہیں زندہ اور مرنے والے اور
 نہ اندھیرے اور روشنی اور نہ گرمی اور نہ نہیں برابر ہیں زندہ اور مردے اور جو
 جو ان ساتوں چیزوں کا عالم کی فضیلت اوپر جاہل کے ہے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ جو فضیلت
 ہے مجموعہ اسکا تفصیل عالم کی جاہل کے اوپر ہے اور اسی واسطے حدیث شریف میں عالم کو اہر عابد کے
 بار بار سات تہ عبادتوں مختلفہ کے ترجیح دی ہے اور حق تعالیٰ نے بھی بیچ مقام تفصیل بعض نبیوں
 کے اوپر دوسروں کے ساتھ اسی صفت اور شائون اسکی کے ترجیح فرمائی ہے خصوصاً سات آدمیوں کو

مفسر غلی
 حضرت امیر المؤمنین
 مرتضیٰ علیہ السلام
 سے مروی ہے کہ
 علم کو مال کے
 اوپر سات چھ
 سے فضیلت ہے
 اول یہ کہ علم
 میراث پیغمبروں
 کی ہے اور مال
 میراث فرعون
 اور امان اور
 شداد اور غزو
 کی دوسرے یہ کہ
 علم خرچ کرنے
 سے کم نہیں ہوتا
 ہے بلکہ زیادہ
 ہوتا ہے اور مال
 ہر سبب خرچ کرنے
 کے کم ہوتا ہے
 تیسرے یہ کہ مال
 کو حاجت نگہبانوں
 کی ہے اور علم
 خود آدمی کا
 نگہبان ہے
 چوتھے جب آدمی
 عمر تہا مال کو
 چھوڑتا ہے اور
 علم ساتھ اس کے
 قبر میں جاتا ہے
 پانچویں یہ کہ
 کوئی فرق آدمیوں
 کا ایسا نہیں کہ
 اس کو حاجت عالم
 کی نہونچ
 امردین اپنی کے
 اور بیت فرقی
 ایسے ہیں کہ
 الداروں کی طرف
 اونکو حاجت نہیں
 ساتوین یہ کہ
 دن قیامت کے
 علم مل صراط
 پر گذر نیکی
 قوت دیگا اور مال
 موجب ضعف کا
 ہوگا بعض حکماء
 نے کہا ہے کہ
 قرآن مجید میں
 حق تعالیٰ نے
 سات چیزوں کو
 فرمایا ہے کہ
 آپس میں برابر
 نہیں بلکہ ایک
 دوسرے سے بہتر
 ہے اول هل یستوی
 الذین یعلمون
 والذین لا یعلمون
 کیا کیا برابر
 ہیں وہ شخص
 کہ علم کتنے
 ہیں اور جو بی
 علم ہیں دوسرے
 قل لا یستوی
 الخبیث الطیب
 یعنی کہ نہ تو
 کہ نہیں برابر
 ہے خبیث اور
 طیب تیسرے
 لا یستوی
 اصحاب النار
 واصحاب الجنة
 یعنی نہیں برابر
 ہیں صاحب دوزخ
 کے اور صاحب
 جنت کے چوتھے
 اور پانچویں
 اور چھٹے اور
 ساتوین لا یستوی
 الاعمی والبصیر
 ولا الظلمات ولا
 النور الظل ولا
 النور وما یستوی
 الاحیاء ولا الموات
 یعنی نہیں برابر
 ہیں زندہ اور
 مرنے والے اور
 جو ان ساتوں
 چیزوں کا عالم
 کی فضیلت اوپر
 جاہل کے ہے اس
 جگہ سے معلوم
 ہوا کہ جو
 فضیلت ہے
 مجموعہ اسکا
 تفصیل عالم کی
 جاہل کے اوپر
 ہے اور اسی
 واسطے حدیث
 شریف میں عالم
 کو اہر عابد کے
 بار بار سات
 تہ عبادتوں
 مختلفہ کے
 ترجیح دی ہے
 اور حق تعالیٰ
 نے بھی بیچ
 مقام تفصیل
 بعض نبیوں کے
 اوپر دوسروں
 کے ساتھ اسی
 صفت اور
 شائون اسکی
 کے ترجیح
 فرمائی ہے
 خصوصاً سات
 آدمیوں کو

انبیائین سے سبب سات علوم کے حراۃ تفصیل دی ہے حضرت آدم علیہ السلام کو سبب علم لغت کو
 کہ فرمایا و علم آدم لا سماء کلھا اور حضرت نوح کو ساتھ علم فراست کے کہ و علمہ من لانا لھا اور حضرت
 یوسف کو ساتھ علم تعبیر کے کہ علمتہ من تاویل الاحادیث اور حضرت داؤد کو ساتھ علم صنعت
 کے کہ و علمہ صنعة لبوس لکم اور حضرت سلیمان کو سبب جاننے زبان جانوروں کے کہ علما
 منطق الطیث اور حضرت عیسیٰ کو ساتھ علم تورات اور انجیل کے کہ و یعلہ الکتاب والحکمة والتواہد
 والانیل اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ علم اسرار کے کہ و علمک ما لکن تعلم علما
 کہا ہے کہ ان سات علوم نے بیچ حق ان سات پیغمبروں کے عجیب غمے ظاہر کئے ہیں حضرت آدم
 کو ان کے علم نے فرشتوں سے سجدہ کروایا اور حضرت نوح کو ان کے علم سے استاد حضرت موسیٰ جیسی
 پیغمبر کی عنایت ہوئی اور حضرت یوسف کو ان کے علم نے باو شاہی زمین مصر کی دلوئی اور حضرت
 سلیمان کو ان کے علم نے یقیس جیسی عورت مال دار اور صاحب مرتبہ اور ملک اور لشکر کی بخشی اور
 حضرت داؤد کو ان کے علم نے طرف ریاست اور بادشاہت کے پہونچایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم
 نے تہمت الکی مان سے دور کرائی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے علم نے ساتھ
 خلافت کبریٰ اور شفاعت عظمیٰ کے سرفراز کیا اہل نکات سے کہا ہے کہ حضرت آدم کو نام مخلوقات
 کے جاننے نے سجدہ فرشتوں کا کیا پروردگار کے ناموں اور صفات کا جاننا کس حد کو پہونچا و گیا
 اور حضرت خضر کو فراست کے ساتھ صحبت موسیٰ کے مشرف کیا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم
 حقیقت اور شریعت اور طریت کا گریز صحبت انبیاء کے پہونچا وے کیا بعید ہے اولئک مع اللہ
 انعم اللہ علیہم من الذبیین یعنی وہ لوگ ساتھ اون شخصوں کے ہیں جنکو اوپر انعام کیا اللہ
 نے کہ وہ انبیائین حضرت یوسف کو جاننے تاویل خواب کے لئے دنیا کی قید سے نجات بخشی اگر فزون
 اس امت کو تاویل کتاب اللہ کی بنیاد شہیون اور بنیاد آخرت کے سے نجات بخشے کیا بعید ہے
 حکماء سے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی بڑے ذریعہ سے ملازمت بادشاہ کی حاصل کی
 اور بادشاہ سے چاہا کہ موافق دستور اور خواصوں کے مجبور ہی خدمت حضور کی عنایت ہو بادشاہ
 نے فرمایا کہ اول علم حاصل کرتا کہ قابل میرے حضور کے ہوئے تو وہ شخص حضرت امام محمد غزالی کے پاس
 آیا اور تحصیل علم کی شروع کی بعد اسکے کہ لذت علم کی اسکو چال ہوئی اور آفتین بادشاہوں کی

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

صحبت کی جانیں بادشاہ نے اوسکو بلایا اور امتحان کیا اور بعد امتحان کے کہا کہ اب قابل خدمت
 میری کے ہوا تو طلب علم سے پس کر اور میری خدمت میں مشغول ہو اس شخص نے عرض کیا کہ جو
 لائق تمہاری خدمت کے تھا تم نے قبول نہ کیا اور اب میں لائق خدمت خدا کے ہوا تم کو نہیں قبول
 کرتا ہوں کہا جی کہ فضیلت علم کے واسطے یہی پس ہے کہ کتنے تعلیم یافتہ کا شکار حلال ہے محض بکرت
 تعلیم سے یہ بات حاصل ہوئی باوجود اس کے کہ کناہل میں نجس ہے جو نجی ضعیف کو حقیقتاً
 نے کہ ایسے بڑے مرتبہ الہیہ ساتھ بکرت ایک نکتہ علمی کے اس قدر پسند کیا کہ اس نکتہ کو زبان اسکی
 سے بیچ کلام اپنے کے نقل فرمایا اور تمام سورۃ کی نسبت طرف اسی چوٹی کی اور سورۃ النمل نام
 رکھا اور وہ نکتہ یہ کہ لشکر انبیاء و حج کے دیدہ و دانستہ اور چوٹی ضعیف کے بھی ظلم نہیں کرتے
 ہیں جیسا کہ زبان اسکی سے نقل فرمایا لایحط منکم سیلمان وجودہ وہم لا یستغفران یعنی نہ پیش آئے
 پاؤں میں شکو سیلمان اور لشکر اوسکا اور انکو خبر نہ ہو پس قدر صحبت انبیاء و انکی جانی چاہیے کہ صحبت
 سرسری انکی کہ لشکریوں کو میسر ہوتی ہے اسقدر روشن کرنے باطن انکے میں تاثیر کرتی ہے اور
 نہ ظلم کرنے میں موثر ہے کہ دیدہ و دانستہ چوٹی ضعیف پر بھی ظلم نہیں کرتے میں پس واکر اور
 حال ان لوگوں کے کہ مصاحبوں قدیمی پیغمبر کو ظالم اور غاصب حقوق خاندان پیغمبر اپنے کا بیان
 کرتے ہیں عقل ان بیوقوفوں کی اس چوٹی کی عقل سے بھی کم ہے اور اعتقاد ان نفاق میں نہ
 بیچ حق پیغمبر کے ہزاروں درجہست اعتقاد مثل اس چوٹی سے ہے کہ بیچ حق سلیمان کے
 رکھتی تھی اور جو آیتیں قرآن کی کہ علم اور عالموں کی فضیلت میں آئی ہیں بہت ہیں کہ انشاء اللہ
 ہر ایک کو اپنے مقام میں بیان کیا جاوے گا اور جو کچھ لائق اس مقام کے ہے کہ حق تبارک
 نے خوف اور ڈر اپنا خاص نصیب عالموں کے کیا ہے اور فرمایا ہو کہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
 یعنی سوائے تین کہ ڈرتے ہیں اللہ سے بندوں اوس کے سے علما اور دوسری جگہ بہشت کو حصہ
 ڈرنیوالوں کا کیا ہے اور فرمایا ہو کہ ذلک لمن خشیہ یعنی یہ واسطے ان لوگوں کے کہ ڈرتے ہیں رب
 اپنے سے پس تمام ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ بہشت خاص حصہ عالموں کا ہے اور سب اسکے
 کہ علما کو حقیقتاً نے اپنے خوف کیساتھ خاص کیا ہے اور جو شخص کسی چیز کو بخائے محال ہے کہ وہ شخص
 اسے ڈرے گروا فیت اس شے کی سبب خوف اس چیز کا نہیں ہوتا ہے بلکہ تین چیزیں اور بھی

یعنی غفری بن
 ان کی یاد میں کیا ہو
 آج اور اللہ کا نام
 نہیں کرنا
 تفسیر غفری
 آیتوں کو سمجھنا
 ہے اس طرح کہ
 کے مودوں کے
 ہر ایک کو
 جانتا ہے
 اس کے
 کے واسطے
 اس کے
 یہ جملہ اس پر
 نہایت ہی
 سہل ہے اور
 تو عقل حق
 ہے اس کو
 خوب جاننا
 اور جی نہیں

یہاں آن فرقہ ان دونوں کا صحابہ شکر اللہ خاصہ ص ۱۰۴

ہمارے جانی ذات اور سبکی کے ضرور ہیں تاکہ خوف اور ڈر حال ہو اور یہ کہ اسکو قادر توانا جانے
 اس واسطے کہ ہر ایک بادشاہ جانتا ہو کہ رعیت میری اور افعال قبضہ میرے کے مطلع ہو اور ان کو
 مکر و دلاور معیوب جانتی ہو لیکن بادشاہ اپنی رعیت سے ڈرتا نہیں اس واسطے کہ جانتا ہو انکو قدرت
 مقابلہ اور باز رکھنے میرے کی نہیں دوسری یہ بھی جانتے کہ میرے حال سے یہ آگاہی اس واسطے کہ
 اگر کوئی چور بادشاہ کے خزانہ میں سے کچھ چورائے اسکو یقیناً معلوم ہو کہ بادشاہ محجو سزا دیکھتا ہو
 لیکن جانتا ہو کہ بادشاہ کو میرے حال سے خبر نہیں اس جہت سے نہیں ڈرتا تو دوسرے یہ کہ اسکو
 یہ بھی سمجھے کہ حکمت اور دانائی سے کام کرتا ہو اور اپنی قدر اور منزلت کا اسکو پاس ہو اس واسطے کہ
 منحرف آدمی بادشاہ ہون کے سامنے بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں اور خود بادشاہ اور امیر و ن کو
 گالی بان دیتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ بادشاہ اور امیر ہماری ان باتوں کو جانتے ہیں اور شیخ
 اور تنبیہ کرتے رہے ہی انکو قدرت ہے لیکن بسبب ہلکاپن اور کم ظرفی کی جبری باتوں اور گالیوں
 سے رہی اور خوش ہوتے ہیں اس واسطے ہرگز نہیں ڈرتے ہیں تب ثابت ہوا کہ قدر تابندہ کا خدا سے
 نہیں ہوتا ہے جب تک یہ نہ جائے کہ خدام چیر کو دیکھ نہ پائے اور ہر چیز پر اسکو قدرت ہو اور حکمت والا
 ہے اور فیض نہیں کہ ہمارے جیسے کاموں کو پسند کرے حال یہ کہ اول ہی اول جہان میں علم کی فضیلت
 ظاہر ہوئی ہے کہ حضرت آدم کو منصب استاذی فرشتوں کا بسبب اسی فضیلت کے حاصل ہوا
 اور حق تعالیٰ نے حق استاذی کا فرشتوں سے ادا کروایا اور نہایت درجہ کی تعلیم انکی فرشتوں
 سے کروائی جیسا کہ واسطے بیان اس بات کے مقرر کیا ہو کہ اذ قلنا نبی اور یار دلائل ان کا فرو
 کو کہ باوجود عاجز ہونے کے نتیجہ اس کلام سے فرمانبردار نہیں ہوتے ہیں اور خشوع اور خضوع
 سے رجوع نہیں لاتے اور پڑی راہ چلتے ہیں اس وقت کو کہ کہا ہے بعد اسکے کہ فرشتے یہاں
 کرنے ناموں اشیاء کے سے عاجز ہوئے اور آدم نے سب کے نام رو برو انکے بتلائے اور
 خلافت اور سبکی بلا واسطہ جناب الہی کی طرف سے ثابت ہوئی جیسا کہ بسبب عاجز ہونے
 ان کافروں کے نتیجہ اس قرآن کے سے نبوت تیری اور تعلیم قرآن کی بلا واسطہ ثابت
 ہوئی اَللّٰهُمَّ کَرِّمِیْنِیْ سَمَامِ فرشتوں علوی اور سفلی کو اس واسطے کہ خلافت اور فضیلت
 آدم کی ان سب پر ثابت ہوئی اس ملائکہ سے خاص سفلی مراد لینے بلا وجہ و تخلف روایتوں

تفسیر خلیلی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

کے ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے صخرہ سے روایت کی ہے کہ اوس نے کہا
سمعت من يذكر ان اول الملائكة خلقا بدينه حين امت الملائكة بالسجود لا دهر اسرافيل فانا لله
بذلك ان كتب القرآن في جهنمته يعني سناين نے اس شخص کو کہ بیان کرتا تھا تحقیق
پہلا فرشتوں میں سے کہ سجدہ میں گرا واسطے اللہ کے جو قوت حکم ہوا فرشتوں کو سجدہ کرنے کے
واسطے اسرافیل تھا پس اجر دیا اللہ نے اس کو بسبب اس جلدی کہ یہ کہہ لیا قرآن چم پینانی اس کی
کے اور ابن عساکر نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم کے سجدہ
کو فرمایا پہلے جسے کہ سجدہ کیا اسرافیل تھا حق تعالیٰ نے اوس کو بدلے اس عبادت کے یہ مرتبہ بخشا
کہ تمام قرآن کو اس کی پیشانی میں لکھا اور باوجود اس کے دوسری آیت قرآن مجید میں ہے
کہ فسجد الملائكة كلهم اجمعون اس قدر عموم اور استغراق میں صریح ہے کہ تخصیص اس کی
حد تعریف کو پہنچتی ہے اور امر واقعی ہے جیسا کہ فرشتوں سفلی کو وجود اس خلیفہ کے سے حوت
کمالات کی حاصل ہوئی فرشتوں علوی کو بھی کمالات عالیہ نصیب ہوئے کارخانہ بہشت بنیگا
اور اتان ناوحی کا اور قائم کرنا شریعت کا اور عذاب اور انتقام دنیوی متکبروں اور سرکشوں
سے لینا اور کارخانہ مجازات اخروی کا قبر سے لیکر بہشت اور دوزخ تک اور کارخانہ سلوک
الی اللہ کا توبہ اور انابت سے لیکر فنا اور بقا تک اور کارخانہ تجلیات اور تدلیات کا اور
قائم کرنا شاخبر اللہ کا یہ تمام امور تحت خدمت علویوں ہیں پس جیسا کہ سفلی خادم اس خلیفہ
کے ہیں ویسا ہی علویوں نے بھی متحد اس خلیفہ کی سے حظ کامل اوٹھایا ہے اور یہ خلیفہ
نسبت ان کے ہی قبلہ تقرب الی اللہ کا ہوا اور حکم کعبہ کا اس نے پیدا کیا اور اسی واسطے
تمام فرشتے خواہ علوی ہوں خواہ سفلی مخاطب ساتھ اس خطاب کے ہوئے کہ انبیاء قنا
لا دھر یعنی سجدہ کرو تم آدم کو ساتھ اس طرح کے کہ اذن کو قبلہ سجدہ اپنے کا منکر
کرو تاکہ دلیل ہو اور اطاعت کر کے تمہاری کے احکام ہمارے کی کہ بیچ حق اس خلیفہ کے
فرمایا گئے گویا اول سے بسبب اس سجدہ کے تم کو استخدا و نابعداری امر الہی کی کہ واسطے
خداستون اس خلیفہ کے ہر وقت علیحدہ علیحدہ اور تمنا کی حاصل ہووے جیسا کہ بادشاہ جب
کسی کو اپنی جگہ پر ولیعہد یا خلیفہ کرتا ہے ملک کے سرداروں کو حکم کرتا ہے کہ نذیرین او سکودینین

تفسیر خلیلی
توڑا توڑا میں
جگہ کو کہتے ہیں
پہلے ان نب کو
کچھ لکھ دیا ہوں
پہلے ان نب کو
کرتا جادو کا اور
اونکا بیچنے والا
فائدہ لکھنا چاہتا
اور دوسری جگہوں
میں اسی قسم کا
حوالہ دیا کہ ان کا
آدم کا قصہ
جب اللہ نے ان کا
کو پیدا کیا جانا
تو فرشتوں سے
فرمایا کہ ان میں زمین
میں اپنا ایک باب
کا گھر (اصحاب)
(یعنی) (ان)

اور تعظیم بنیالاولین تاکہ دلیل ہو اور پر اس کے کہ فرمان برداری اولن کی اور امومین ہو لیکن اس طرح
کا قبل بنانا مخلوقات کا واسطے بعضی مخلوقات کی حکمت الہی میں مشروط ساتھ درجیزون کے ہر
اول یہ کہ ہم جنس اپنا نہوں بلکہ غیر جنس اپنا ہو اس واسطے جس صورت میں قبلہ ہم جنس اپنا
ہو اکما یعنی تعظیم اوسکی نہوگی اور تو ہم شرکت اور اعتقاد استقلال کا پیدا ہو جاوے گا
مانند سجدہ کے واسطے تصویر فرشتوں صلحا کے کہ آدمیوں اور جنوں کی جنس سے گزرے ہیں اور
آدمی اور جن اس مرتبہ ایک جنس ہیں اس واسطے کہ احکام تکلیفی میں دونو شرکاء ہیں دونو
یہ کہ قبلہ بنا باساقہ امر الہی کے ہونہ ساتھ استخوان عقلی کے یعنی عقل جس کو پسند کرے
اوسکو قبلہ بناے اس واسطے کہ کسی چیز کو وسیلہ تقرب الی اللہ کا ہرانا موقوف اور ظاہر ہوئے
شان الہی کو ہے کہ اس وقت میں شان خدا کی فلانے طور پر اور یہ ایسی شے نہیں کہ عقل
کسی مخلوق کے خود بخود اس کو دریافت کرے پس جس جگہ یہ دونو شرطیں متحقق ہوں اسکو
قبلہ توجہ کا کرنا شرع میں جائز بلکہ واجب ہے جیسا کہ کعبہ منظر اور حجرہ بیت المقدس کا جنوں اور
انسانوں کے حق میں اور مثل حضرت آدم علیہ السلام کے بیچ حق فرشتوں کے کہ فرشتہ جنس
آدمی کی سے نہیں ہیں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ قبلہ افضل ہو اس شخص سے جو
کہ قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس واسطے کہ قطعاً معلوم ہے کہ کعبہ منظر جناب آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے افضل نہ تھا یا وجود اس کے قبلہ انکا تھا پس جو لوگ کہ محض قبلہ بنانے حضرت
آدم علیہ السلام کے سے واسطے فرشتوں کے دلیل اور برافضلیت حضرت آدم کے اوپر
سب فرشتوں کے پڑتے ہیں راہ صواب کی نہیں چلے اور جبکہ فرشتے علویوں اور سفلیوں
کو واسطے اطاعت اور فرمانبرداری اور اعزاز اور کرام اس خلیفہ کے حکم ہوا تو چونکہ اس وقت میں
تا بعین فرشتوں کے گروہ میں داخل تھے خصوصاً ابلیس کہ سبب کمال مخالفت فرشتوں کے مثل
فرشتوں کے ہوا تھا بالاولی اس حکم میں داخل ہوا فصیحاً و بلیغاً یعنی پس سجدہ کیا سب فرشتوں
نے اور جنوں نے کہ شور اور ادا رک اور فہم اور خطاب میں فرشتوں کے مانند ہے الا ابلیس
یعنی مگر ابلیس کہ اصل میں جنوں کے فرقہ میں تھا اور سبب کمال اختلاف کے فرشتوں داخل ہوا
تھا اور سبب باز رہنے اوس کے کہ حضرت آدم کے سجدہ سے یہ تھا کہ کئی ہزار برس پہلے پیدائش حضرت

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

آدم علیہ السلام کی سے اولاد جان کی زمین میں قابض اور تصرف تھے اور حیوانات اور نباتات
 زمین کے سے بقدر استعداد اپنی کے نفع اور مٹاتے تھے اور آسمان پر بھی چلتے اور بہرتے تھے
 جبکہ جنوں کے گردہ میں فتنہ اور فساد اور خون ریزی بہت ہوئی تو حق تعالیٰ لا آسمان دنیا کے فرشتوں
 حکم فرمایا کہ جنوں کو زمین کے اوپر سے دفع کرو تاکہ زمین انکی آلودگی سے پاک ہو آسمان
 دنیا کے فرشتوں نے زمین پر اگر بہت مار ڈالے اور بہت ہلکا کر خیر بدن اور پہاڑوں
 میں چھپ گئے اہلین بھی زمین میں سے تھا اور اسکا نام عزرا نزل تھا اور باعث کثرت علم
 اور عبادت کے سب جنوں میں سے ممتاز تھا ہمراہ فرشتوں کے آسمان دنیا گیا اور غدر
 اپنا بیان کیا کہ میں اس خون ریزی میں جان کی اولاد کے ساتھ شریک نہیں ہوا حق
 تعالیٰ نے اسکو بسبب شفاعت آسمان کے فرشتوں کی نکالنے اور مارنے سے محفوظ
 رکھا اوس نے بسبب اس طمع کے کہ جب تمام جنوں کو نکالا گیا پس فقط میں انکی جگہ کل رہی
 قابض اور تصرف میں لگا زیادہ کوشش عبادت میں شروع کی اور جس وقت آسمان دنیا
 کے فرشتوں کو کوئی گنجاب اتنی کی طرف سے پہونچتا تھا کہ فلا فی معہ میں ایسا اور ایسا کام
 کرو یہ بعین سب آگے اور زیادہ اس معہ میں دوڑتا تھا اور سر انجام کرتا تھا یہاں تک کہ آسمان
 دنیا کے فرشتوں میں اسکو قدر اور منزلت حاصل ہوئی اور اپنے دل میں اسید وار نصب غلات
 کا رہتا تھا کہ حکم اتنی فرشتوں کو پہونچا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ اوس وقت سے
 اس نے جانا کہ یہ منصب مجھ کو دیوینے اور وہ سب بندگی اور عبادت کہ یہاں سے کرتا تھا برباد
 ہو گئی اس واسطے رگ و رخت اور رشک اوس کی لئے جوش کیا کہ درپے توڑنے قدر اس
 خلیفہ کے رہتا تھا جب حکم سجدہ کا سنا بے پردہ مخالفت کی یہاں تک کہ ابی یعنی ہٹے
 رہا سجدہ کرنے سے واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے اور یہ انکار اس راہ سے نہ تھا کہ حکمت
 طلب کرے یا شاگرد بنے بلکہ اپنے تئیں حضرت آدم سے بہتر جانا تھا واستلک یعنی
 نیک قبول کیا اور آپ کو بڑا سمجھا اس بات سے کہ مجھ کو باوجود اس کے کہ آگ روشن سے پیدا
 ہوا ہوں اور سالہا سال عبادت اور بندگی میں مشغول رہا اور چچ مرانجام کرنے احکام کے
 بہت خوشنیں بجا لا یا حکم کہ میں کہ ایسی مخلوق کو کہ اسلی مٹی سے قالب اور سکامیر

ترجمہ تفسیر غفر فی
 آدم علیہ السلام
 حکم فرمایا کہ جنوں کو زمین کے اوپر سے دفع کرو تاکہ زمین انکی آلودگی سے پاک ہو آسمان
 دنیا کے فرشتوں نے زمین پر اگر بہت مار ڈالے اور بہت ہلکا کر خیر بدن اور پہاڑوں
 میں چھپ گئے اہلین بھی زمین میں سے تھا اور اسکا نام عزرا نزل تھا اور باعث کثرت علم
 اور عبادت کے سب جنوں میں سے ممتاز تھا ہمراہ فرشتوں کے آسمان دنیا گیا اور غدر
 اپنا بیان کیا کہ میں اس خون ریزی میں جان کی اولاد کے ساتھ شریک نہیں ہوا حق
 تعالیٰ نے اسکو بسبب شفاعت آسمان کے فرشتوں کی نکالنے اور مارنے سے محفوظ
 رکھا اوس نے بسبب اس طمع کے کہ جب تمام جنوں کو نکالا گیا پس فقط میں انکی جگہ کل رہی
 قابض اور تصرف میں لگا زیادہ کوشش عبادت میں شروع کی اور جس وقت آسمان دنیا
 کے فرشتوں کو کوئی گنجاب اتنی کی طرف سے پہونچتا تھا کہ فلا فی معہ میں ایسا اور ایسا کام
 کرو یہ بعین سب آگے اور زیادہ اس معہ میں دوڑتا تھا اور سر انجام کرتا تھا یہاں تک کہ آسمان
 دنیا کے فرشتوں میں اسکو قدر اور منزلت حاصل ہوئی اور اپنے دل میں اسید وار نصب غلات
 کا رہتا تھا کہ حکم اتنی فرشتوں کو پہونچا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ اوس وقت سے
 اس نے جانا کہ یہ منصب مجھ کو دیوینے اور وہ سب بندگی اور عبادت کہ یہاں سے کرتا تھا برباد
 ہو گئی اس واسطے رگ و رخت اور رشک اوس کی لئے جوش کیا کہ درپے توڑنے قدر اس
 خلیفہ کے رہتا تھا جب حکم سجدہ کا سنا بے پردہ مخالفت کی یہاں تک کہ ابی یعنی ہٹے
 رہا سجدہ کرنے سے واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے اور یہ انکار اس راہ سے نہ تھا کہ حکمت
 طلب کرے یا شاگرد بنے بلکہ اپنے تئیں حضرت آدم سے بہتر جانا تھا واستلک یعنی
 نیک قبول کیا اور آپ کو بڑا سمجھا اس بات سے کہ مجھ کو باوجود اس کے کہ آگ روشن سے پیدا
 ہوا ہوں اور سالہا سال عبادت اور بندگی میں مشغول رہا اور چچ مرانجام کرنے احکام کے
 بہت خوشنیں بجا لا یا حکم کہ میں کہ ایسی مخلوق کو کہ اسلی مٹی سے قالب اور سکامیر

سائے تیار کیا اور ابھی تک کوئی کام بڑا اور مهم بنالسنہ اس سے وقوع میں نہیں
آئی اور کہوٹا کھرا ہوا اس کا ہندگی میں امتحان نہوا میں سجدہ کروں اور تابعداری ادبی
میں اختیار کروں صحیح خلاف حکمت اور ناقدر دانی اور ضائع کرنا حق خدمت میری کا ہر
اور اس استکبار نے رفتہ رفتہ اس حد کو پہنچا یا کہ اس حکم الہی کو خلاف حکمت کے کہنا
پڑا اور انکار بہتر ہونے اس انکار کا کیا و گان من اب کے فریق اور ہوا وہ انکار
کرنے والوں سے خدا کے ساتھ اس واسطے کہ انکار حقیقت امتثال امر قطعی الہی کے کیا
کیا اور جو کوئی انکار امر الہی کا کرے اس وجہ سے کہ ماننا اور بجالانا اس کا واجب نہیں
وہ شخص کافر ہے جیسا کہ انکار وجوب نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کا پس منکروں اس قرآن کے کہ
تو سمجھا کہ جب ایک حکم قطعی کے انکار سے اہلبیس کافر اور ملعون ہوا تم کہ انکار تمام قرآن کا
کرتے ہو باوجودیکہ اس معارضہ میں عاجز بھی ہونے اور یقیناً جان بچنے کہ یہ کلام الہی ہر
کس حد کے کفر اور ملعونیت کو پہنچو گے باقی رہیں اس جگہ بحثیں کتنی کہ اس مقام کی تفسیر سے
علاقہ رکھتی ہیں اول یہ کہ ان آیتوں سے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ حکم سجدہ کا بعد پیدائش
حضرت آدم علیہ السلام اور تعلیم اسماء کی اور بعد ظہور عرج بیان کرنے اور اسماء کے سے ہوا اور
دوسری آیتوں سے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ میں اور سورتوں میں آئی ہیں ایسا سمجھا
ہوتا ہے کہ پہلے پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کے سے فرشتوں کو فرمایا تھا فاذا سجدوا فسجدوا
من روجی فقطوا الہ ساجدین یعنی پس جس وقت دست کروں میں اسکو اور پوچھو تو ان میں
روح اپنی پس گر پڑو اس کے واسطے سجدہ میں اور یہی ان آیتوں کا ساتھ آیتوں دوسری کے
سجدہ کے وقت میں تعارض ہے اس واسطے کہ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کجی و پوچھنے کے
کے فرشتوں کو حکم کیا تھا کہ سجدہ کرو اور اس جگہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سجدہ کا حکم بہت پیچھے اس
سے ہوا تھا جواب پہلے تعارض کا پہلے پیدائش حضرت آدم کی سے ہی حکم ہوا تھا کہ حضرت
آدم کو بعد پیدائش کے سجدہ کرو مگر لیکن وجوب ادا سجدہ کا دوسرے امر سے ثابت
ہوا جیسا کہ لڑکے کو آموز کو پہلے آفتاب کے پہرنے سے کہتے ہیں کہ جب آفتاب پہرے
وضو کرو نماز ادا کرو بعد پہرنے آفتاب کے پہرنے سے کہتے ہیں کہ اب وقت نماز کا پہر چلا

تفسیر خلیلی

یہ تفسیر ہے

بین شہدائے

یہ تفسیر ہے

اور میں کہ

باتوں کو

ہوں اور

یہ تفسیر ہے

جو پہلے

ہو سکتی

خدا جانتا

یہ تفسیر ہے

یہ تفسیر ہے

یہ تفسیر ہے

یہ تفسیر ہے

یہ تفسیر ہے

وضو کر اور نماز پڑھ اور دفع تعارض دوسرے کا یہ ہے کہ مرد فسخ روح سے ظاہر ہوتا تھا
 اس فسخ کا ہے بیچ عقلوں فرشتوں کے اور ظاہر ان فسخ خاص روح الہی کا کہ گہر لینی والی مشا
 الہی کے ہو اور اسی روح کے سبب قابلیت خلافت کی آدم کو حاصل ہوئی اور اس کے نزدیک
 اس وقت میں پایا گیا کہ تعلیم آسمانی جو حضرت آدم کے واسطے حاصل ہوئی تھی ملاحظہ کی اور
 اپنے اندر یہ جہیت اور استیجاب پائیا اور باوجود اسکے بیچ آیتوں اس مقام کے تصریح اس
 امر کی نہیں کہ قصہ سجدہ کا بعد قصہ تعلیم آسمانی اور اعجاز فرشتوں کے ہوا ہوا البتہ ترتیب بیان قصہ
 کی کہ ساتھ یہ پیش آدم کے تعلق کر سکتی ہیں اصل امر کو تقاضا کرتی ہے اور احتمال ہے کہ قصہ
 پہلے کو ترتیب بیان میں متاخر لائے ہوں نہ جنت دوسری یہ ہے کہ حقیقت سجدہ کی ہو چنانہ
 پیشانی کا اور پر زمین کے ہے اور یہ معنی شرع میں واسطے غیر خدا کے جائز نہیں اور اس حکم
 میں فرشتوں کو ساتھ ادا کرنے اسی فعل کے واسطے حضرت آدم کے امر فرمایا ہے و جہاں
 امر کی کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ پیشانی کو زمین پر ہو چنانہ اور طرح سے ہوتا ہو ایک یہ کہ
 واسطے ادا کرنے حق عبودیت کے ہوا اور یہ تم سب دنیوں میں اور سب ملتوں میں واسطے
 غیر خدا کے حرام اور ممنوع ہے اور کبھی جائز نہیں ہوئی اس واسطے کہ محرمات منتقلی ہے ہر اور
 محرمات عقلی ساتھ بدلنے دینوں اور ملتوں کے نہیں بدلتے ہیں اور دلیل اس کی یہ ہے
 کہ اس قسم کی تعلیم نہایت تذلل کے اور پر دلالت کرتی ہے اور نہایت تذلل اس کے واسطے
 لائق ہے کہ نہایت بڑائی میں ہو اور نہایت بڑائی یہ ہے کہ ذاتی ہو اور عظمت ذاتی خاص
 خدا کے واسطے ہے اور کسی مخلوق میں پائی نہیں جاتی ہے دوسری یہ کہ واسطے مکرم اور
 تحیت کے ہو مانند سلام کے اور سر جھکانے کے اور یہ سبب اختلاف رہوں اور
 عادتوں اور تبدل وقتوں کے مختلف ہے کبھی جائز ہے اور کبھی حرام پہلی امتوں میں جائز
 تھا جیسا کہ بیچ قصہ حضرت یوسف اور ہامیوں ان کے کے وقوع میں آیا کہ خدا والہ سبحانہ
 یعنی گرسے واسطے اس کے سجدہ کرنے واسطے اور ہماری شریعت میں یہ طریق مکر میان مخلوق
 کے کہ آپس میں کیا جاوے حرام اور ممنوع ہے ساتھ دلیل حدیثوں متواترہ کے کہ اس میں
 وارد ہوئی ہیں اور سجدہ فرشتوں کا واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے اسی طریق کا تھا

فصل غلبہ
 جن میں آدم کو
 بیشک کو پہلا اور
 آدم بن بانی
 روح ہوتی تو
 دین سب کا
 سارے عالم میں
 جہاں میں بہک
 پڑا (جہاں کا)
 ایسے سب سجدہ
 دیکھا (اور ان کے)
 یہ جہاں ان کے
 ساتھ خدا کا حکم کیا
 دیکھا (اور ان کے)
 کہ جہاں ان کے
 ساتھ ان کے
 ان کے کیا (جہاں)
 شیخی کی اور کافر
 بنا (بقرہ الم)
 سب کو پہلا

اس واسطے کہ بسبب تعلیم اسماء کے حضرت آدم کا احسان اور فوقیت ان کی اوپر فرشتوں کے حاصل ہوئی تھی اور فرشتوں کی طرف سے پہلے انکی پیدائش سے بلا دلی ہوئی تھی واسطے مکافات اس احسان اور کفاری اس بلے ادبی کے ملائکہ کو حکم اس نوع کی تعظیم اور تکریم کا کیا بجا تیسری یہ ہے جسے منسبون ظاہرین نے ابلیس کو فرشتوں میں سے گناہی ساتھ اس دلیل کے گمراہ فرشتوں سے منواتا حکم سجدی کا اس کو شامل منواتا اور بیچ ترک کرنے سجدے کے ملاست اور عتاب بھی اسکی طرف متوجہ منواتا اس واسطے کہ حکم سجدی کا خاص ساتھ فرشتوں کے منواتا اور یہی استثنا اسکا ملائکہ سے کہ بیچ فیصلہ والا ابلیس کے وار و متسل نہ ہوتا اس واسطے کہ استثنا غیر جنس کا متصل نہیں ہوتا اور اصل استثنا میں اتصال ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ابلیس فرشتہ نہ تھا جیسا کہ تفسیر میں گذارا اور بیچ منورہ کف کے اس کے حق میں صحیح فرمایا ہے کہ کان من انجی اور سورہ سبا میں بھی قریب صحیح کے ہے کہ وہی و منخسر ہر جمیعاً

لَا تَقْعَلُ لِلْمَلٰئِكَةِ اَهْوَ اَبَاکُمْ کَانَ اَبْعَدُوْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَکَ اَنْتَ وَلٰیئُنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ کَانَ اَبْعَدُوْنَ اِلَیْهِمْ اَوْ یٰسٰی قُرْآن مجید میں ابلیس کے واسطے ذریت ثابت فرمائی ہے کہ اختلافاً و ذریتہ اولیاء من دوی اور فرشتوں کے واسطے ذریت نہیں اس واسطے کہ ذریت یعنی اولاد کے ہے اور اولاد اور بارہ کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے اور فرشتوں میں مادہ یعنی نمونہ موجود نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے بیچ مقام انکار کے فرمایا ہے کہ وجعلی الملائکۃ الذین هم عباد الرحمن انا کائنات یعنی اور مقرر کیا انہوں نے فرشتوں کو کہ وہ بندے جن کے ہیں عورتیں اور علاوہ اس کے فرشتوں کو جابجا ساتھ عصمت اور طہارت کے وصف فرمایا ہے اور خال ابلیس کا سر مخالف ان دونو صفاتوں کے ہے اور یہ بات اول کی کہ حکم سجدے کا خاص واسطے فرشتوں کے تھا پس صحیح ہے لیکن احصائاً حکم فرشتوں کو تھا اور جن خصوصاً ابلیس بطریق تبیت کے اس حکم میں داخل ہوئے تھے جیسا کہ بادشاہ سپاہیوں کے اور کوئی حکم فرماتا ہے اس کے شمول میں حکم سائیکوں اور فرشتوں اور در بالون وغیرہ پر بھی ہو جاتا ہے اور واسطے تبیت کے استثنا ابلیس کا فرشتوں سے بطریق اتصال کے صحیح ہوتا ہے بحث چوتھی یہ ہے کہ ایک جماعت منسربین نے اس قصہ سے دلیل پکڑی ہے اور پراس بات کے کہ

تفسیر خلیلی

ابلیس توحید

سے والو کے

ساتھ کیون منواتا

وجہ ابلیس شخص

سے سجد کرنے

سے جھکے کے روکا

جس میں نے

خود اپنے ہاتھ سے

بنایا تو بے نیکی

کی باتوں

میں ہے

وہ اس جھگو

سے بات نے

روکا کہ باوجودیکہ

حکم کے تو نے

سجد کیا

وجہ ابلیس

داعوف ابلیس

نے کہا کہ کیا میں

اسے سجد

حضرت آدم تمام فرشتوں سے خواہ علوی ہوں خواہ سفلی افضل تھے اس واسطے کہ حکم کرنا
 فرشتوں کو واسطے سجدی حضرت آدم کے بغیر اسکے کہ حضرت آدم کو اوپر اود کے فضیلت ہوئے
 بخلاف حکمت کے ہر لیکن یہ استدلال اس وقت صحیح ہوتا ہو کہ سجدہ حقیقہً طرف حضرت
 آدم کے ہوئے اور عرض سجدی حضرت آدم کے سے قبل بنانا اونکا تھا پس یہ استدلال صحیح
 نہیں اس واسطے کہ قبلہ کو یہ بات لازم نہیں کہ مستقبل سے افضل ہو والا لازم آتا ہو کہ کسی چیز پر
 افضل ہو وہو خلاف الاجماع یعنی یہ خلاف اجماع کے ہر بحث پانچویں یہ ہر کہ اس قطعہ میں
 دلیل واضح ہے اور فضیلت سجدی کے اور جتنے کام تعظیم کی واسطے مقرر ہیں ان میں سے سجدہ
 کی شان اور تہہ برابر ہے اس واسطے کہ ترک ایک سجدہ کے سے کہ بندہ کی واسطے اسکا حکم کیا تھا پس
 کو اس حد کو پہنچا یا کہ سختی لعنت ہمیشگی کا ہو پس ترک کرنا بہت سے سجدوں کا کہ اللہ تعالیٰ
 نے اپنے واسطے مقرر کئے ہیں کس حد کو پہنچا دے گا سچر وایتوں کے آیا ہے کہ جس وقت دوزخ
 کو غمرات قیامت میں حاضر کریں گے اور آگ اوسکی پڑے اسوقت چوبہول میں واسطے فرق گئے
 درمیان مسلمان اور کافر اور مکلف اور منافق کے حکم سجدی کا ہو گا خاص مسلمانوں کو سجدی ہو گا
 اور کافر اور منافق جب چاہیں گے کہ سجدہ میں گرین پشت اونکی مانند تختہ لوہے کے ہو جائے گی
 یعنی نیچے کو نہ جھگے گی اور حکم ہوئے گا کہ فامتا زوالیو علیہا الجحیم پس معلوم ہوا کہ یہی سجدہ
 ہے کہ واسطے امتحان دوست اور دشمن اور کافر اور مومن کے مقرر ہوا ابتدا میں ہی اسکی
 ساتھ امتحان فرمایا اور آخر میں ہی اسی کے ساتھ امتحان فرما دیں گے اور حدیث شریف
 میں وارد ہے جب مرد مسلمان خدا کے واسطے سجدی میں جاتا ہو شیطان خاک اپنے ہر پر
 ڈالتا ہے اور اوپر لگتا ہے اوسکنا ہے کہ اس آدم کو خدا نے سجدی کا حکم کیا اور حجاب الازار
 پس اوسکو بہشت نصیب ہوا اور مجبور سجدی کے واسطے فرمایا اور میں نے انکار کیا پس مجبور
 دوزخ ملا اور اسی جگہ سے معلوم ہوا کہ غیر کے واسطے سجدہ کرنا علامت کفر کی ہے
 اس واسطے کہ آدمی زاد کی شرافت یہی ہے کہ فرزند آدم کا ہو اور آدم کو یہ شرافت حاصل ہوئی
 کہ اوس کے سجدہ نہ کرنے سے ابلیس ملعون ہوا اگر یہ فرزند باخلف اس فعل کو واسطے دوسرے
 کے بجا اود کے شرافت پوری اپنی کو برباد کرے بن ابی الدنیا مکنا الشیطان میں ابن عمر سے

فہم غلبی
 بجدہ کردن چو
 نوسنہ کار اسات
 میو ایادی
 امریکالکسائین
 ایسا نہیں ہوں
 کہ اس آدمی کو
 بجدہ کردن حق
 نوحانہی چو
 سبب بنایا "ارحی"
 میں اس سے
 ہم ہوں بلکہ
 آگ سے پیدا
 کیا ہے اور
 گارے سے
 خدا نے فرمایا
 سے جل دور ہو
 جو یہاں شیخی
 کرنا نہ تھا
 سے ذیل دوز

روایت لائے ہیں کہ ایک بن ابلیس نے حضرت موسیٰ سے التجا کری اور کہا کہ اے موسیٰ اللہ نے تجھ کو اپنی رسالت کے واسطے پسند کیا اور ساتھ میرے ہم کلام ہوا اور میں کننگار ہوں اور چاہتا ہوں کہ توبہ کروں میں شفاعت میری کرنا کہ حق تعالیٰ توبہ میری قبول کرے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ البتہ جناب الہی میں دعا کرتا ہوں کہ توبہ تیری قبول کرے حضرت موسیٰ دعا میں مشغول ہوئے جناب الہی سے حکم ہوا کہ حق تعالیٰ نے توبہ اسکی بسبب شفاعت تیری کے قبول کی مگر یہ کہ حضرت آدم کی قبر کی طرف سجدہ کرے تاکہ عفو و تغیر تیری کا ہو حضرت موسیٰ نے یہ بات ابلیس سے کہی اوس نے جواب میں کہا کہ جب آدم زندہ تھا سجدہ اسکو نہیں کیا اب مردہ کو کیونکر سجدہ کروں پھر ابلیس نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ میرے اوپر تہا راقی ثابت ہو گیا کہ تم نے میری شفاعت کی میں ہی تمکو ایک فائدے کی بات بتاتا ہوں تاکہ امت اپنی کو سمجھا دو کہ میری شہادت سے میں حاضر ہوں میں بہت خبر دار ہوں کہ انہیں تینوں میں آدمیوں کو خراب کرتا ہوں اول بیچ حالت غضب کے کہ اوس وقت آدمی کے اندر بجائے خون کے دھڑکتا ہوں اور اکٹھے اور کان اور زبان اور اعضاء اور پاؤں اوس کے اختیار سے باہر نکالتا ہوں اور جو چاہتا ہوں اوس سے کراتا ہوں دوسرے بیچ حالت جہاد اور لڑائی کے کافروں کے ساتھ میں کہ اوس وقت خیال گہرا باراد عورت اور فرزند کا دل میں ڈالتا ہوں اور اوس کو ایسے ایسے خیال دلا کر لڑائی کے میدان سے بھگاتا ہوں تیسرے وقت خلوت کے نا محرم عورت کے ساتھ اوس وقت میں کٹنا پن رنگ برنگ کا ظاہر کرتا ہوں اور دونوں کے دلوں میں طرح طرح کے قریب ڈالتا ہوں کہ ارادہ گناہ کا یہ دو نوکرین اور ابن المنذر نے عبادہ بن امیہ سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلا جو گناہ جہان میں ہوا ہے مردے ابلیس کو خدا آدم علیہ السلام کے لئے ایسا تباہ کیا کہ نافرمانی اللہ کے حکم کی کی اور ملعون ہوا خلاصہ یہ ہے کہ بعد اس قصہ کے حضرت آدم علیہ السلام تنہا زمین میں پھرتے تھے اور ہر جانور کو غیر جنس اپنا دیکھ کر اس سے گہرا تے تھے اور یہ آرزو اپنے دل میں کرتے تھے کہ کاش کوئی شخص ہم جنس میرا پیدا ہو کہ اوس کی صحبت سے اس پکڑوں میں حق تعالیٰ نے یہ خواہش دیکھ کر رحمت فرمائی اور دوسرے جہ کو کہ حضرت آدم اس وقت سوتے تھے فرشتوں کو فرمایا کہ بائیں پسلی انکی چاک کرو اور اس جگہ سے لگ

میں چاہیے

راحت

دوست

چاہیے

قیامت تک

سنت

وجہ ابلیس

عوض کی

قیامت تک

سنت و عباد

خدا نے فرمایا

اچھا سنت

دی گئی

(اعراف)

ابلیس نے عرض

سنی رہے

بجائے ہی کی

قسم میں ان

تفسیر خلیل

سکون کی بیان
کے لئے کہا کہ اس
سبب سے
انسان کی
راہ کو وہ چاہتی
ہیں مری پسند
راہ پر اور ان کی
ہیں جو ظاہر
انسان کو کہہ کر
انسان کے اور
پیشہ اور اپنے
اور باطن ہر طرف
سے اور ظاہر
انسان کو کہہ کر
تو انسان کی
پیشہ اور اپنے
(اس کے لئے)

عورت خوب صورت نکالو کہ ایک لمحہ میں قیاد و قامت اوس کا درست ہو اور اس پسلی
چیری ہوئی کو ملا دیا اور اس چیرنے سے کچھ درد اور تکلیف حضرت آدم کو معلوم نہیں ہوئی جب
حضرت آدم جہان کے دیکھا کہ ہم جنس میرا دوسرا شخص برابر میرے بیٹھا ہی ہو چکا کہ تو کون ہے
حکم آئی ہو چکا کہ یہ لونڈی ہماری ہے نام اس کا حوا تیرے انس اور دل لگی کو ہنسنے پیدا
کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے چاہا کہ ہاتھ اپنا ان پر ڈالیں حکم ہوا کہ ہاتھ اس کے اوپر
نہ ہو چکا جب تک کہ مہر اوس کا ادا نہ کرے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ مہر اس کا کیا ہے
حکم ہوا کہ مہر اوس کا یہ ہے کہ اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اوپر آل اوسکی کے دس مرتبہ درود
بھیجے تو حضرت آدم نے عرض کیا کہ مجھ کو کون ہے حکم ہوا کہ خاتم المرسلین اولاد تیری میں سے
ہے اور اگر اوسکی بیہوش منظور نہ ہوتی تجھ کو پیدا کرتا میں حضرت آدم علیہ السلام نے دس بار
اور محمد و آل اوسکی کے درود بھیجا اور فرشتے گواہ ہوئے اور عقد نکاح اوسکے درمیان میں
منعقد ہوا بعد اسکے پچھلے پر اسی جہے کے حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا کہ حضرت آدم کو اور
حضرت حوا کو ساتھ زیورون گوناگون کے کہ بازو بند اور کمر بند اور خنجرال سنہری اور ہاتھ
یا قوت کے اور مردارید کے جڑے ہوئے ہوں اور طرح طرح کے لباسوں کے ساتھ آہستہ
اور سناور کر ایک سنہرے تخت پر بیٹھا کر بادشاہوں کی مانند اوٹھا کر بہشت میں داخل کروں
وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسکن اہل بیت اور کہا ہے اسی آدم ہر چند کہ ہے تجھ کو واسطے خلافت زمین اور عمارت اسکی
پیدا کیا لیکن تجھ کو وضع خلافت کی اور طریق عبادت کا معلوم نہیں ہو سکتا ہے مگر جب
کتنی مدت بہشت میں رہے اور دنیا کی چیزوں کو ملاحظہ کرے تاکہ نمونے دن چیزوں کے زمین
میں اپنی صنعت سے کیا کرے اور آبادی زمین کی کیسے تخمین اور بعض آلات سے اور یہی ہوتی
ہو اور یہ چیزیں بہشت میں موجود ہیں اور دوسری جگہ نہیں پائی جاتی ہیں پس تجھ کو چاہیے
کہ مانند باغبان کے کہ اوسکو واسطے کشادہ زمین اقتادہ کے یا باغ لگانے کے قرار دیا جاوے
اور باغبان جب تک سیر باغوں اور چمنوں کی نہ کرے اور وضع درخت لگانے اور تنم بونے اور چاہے
کرنے نہ زور اور نالیوں کی اور طریق پر بند و غیرہ کے نہ کیے کہی اس سے شرعاً نام اس مہم کا
ممکن نہیں یا مانند عمارت کے مقرر کیا جاوے کہ اوسکو لگانے واسطے تیرے قلوبہ اور حویلی کے کسی جگہ نہیں

حکم فرمادے اور جب تک کہ وہ میر غمارت نقشہ قلموں اور مکانات کا ملاحظہ نہ کرے
بنو اناقلہ کا اور کہنا برجون وغیرہ کا اس میں ممکن نہیں چاہیے تہہ بہشت کے جائزہ کرے تو
اور فقط چلنے پر نہ پر کفایت نہیں بلکہ چند مدت بطریق دطن بنانے کے اسکن ائت یعنی
سکونت اختیار کر اس جگہ کی تاکہ کیفیت تعمیر کی اور سرانجام کام بائع کا اور جاری کرنا پانی
کا اور نرون اور چشمون کا دیکھے تو اور موافق اس کے زمین کے آباد کرنے میں عمل کرے اور
یہ کام محض تجسس سرانجام نہوگا بلکہ وَتَوْجَّاهُ الْجَنَّةُ یعنی اور عورت تیری ہی سکونت کرے
بہشت میں واسطے دو سبب کے ایک یہ کہ جو چسپنا آرائش میں سے عورتوں کے ذمہ ہر چ مثل
آرائش مکان اور زیب و زینت اور طریق استعمال زیور اور پوشاک وغیرہ کے بہشت کی چیزیں
دیکھ کر سیکھے اور موافق اس کے زمین پر عمل کرے اور آبادی دو طرح کی خواہ مردوں کی وضع
کی یا عورتوں کی ہو تحقق ہو دے اور اگر عورت تیری ان چیزوں کو بنانے کی تمام زمین ایسی
ہو جاوے گی جیسا کہ گہرین عورتین نہوں یا اگر نہوں تو ہور نہوں اس واسطے کہ مردوں سے عورتوں
کے کام سرانجام نہیں ہو سکتے دوسرے یہ کہ اگر عورت تیری ہمراہ ترے بہشت میں نہو خاطر تیری ایسی
طرف لگی رہے گی اور دجہلی سے رہنا تیرا بہشت میں نہوگا اس واسطے کہ آدمی بہشت میں نہوگا علاوہ
اس کے آدمی وطن اپنا اسی جگہ کو جانتا ہے جس جگہ عورت اور فرزند اس کے ہو دیں اور
بغیر دجہلی کے رہنے سے معلوم کرنا حقیقہ میں اس جگہ کا ممکن نہوگا اور تم دو لوگو چاہیے کہ بہشت
کے رہنے میں فقط بیویوں کے دیکھنے پر کفایت نہوگا اس واسطے کہ حقیقت ماکولات اور مشروبات
کی سوائے کھانے اور پینے اور دریافت کرنے مفرے اور خوشیوں کے اور خواص اور نفع
اور ضرر بغیر تجربہ کے حاصل نہیں ہوتے ہیں بلکہ چاہئے کہ تم اس جگہ کے میوہوں میں تصرف
کرو تاکہ یقین میں آوے کہ تم کو تم و کلاً متفاد عنداً یعنی اور کھانا و تم اس میں بہشت
سے کھانا بہت فراغت سے اس واسطے کہ فقط پکینے ماکولات اور مشروبات کے سے جب تک
کہ میری اون سے نہو اچھی طرح خواص اور نفع اور ضرر اس کے دریافت نہیں ہو کے اور
جبکہ ہر طبقہ بہشت کا آب و ہوا دوسری طرح کی کھانا اور مکانات اور حویلیاں اور محل
ہر طبقہ کے رنگ و رنگ کے اور جگہ سے جگہ میں تو تم دو لوگو چاہئے کہ فقط اور بر سکونت ایک طبقہ

تفسیر غزالی
ترجمہ تفسیر غزالی
تو نہو چاہیے
اس کے لئے
قیامت تک کی
معت دی تو
چند شخصوں کے
سوا اس شخص
کی سب اولاد
کو بیٹے
کھانا پانی تو
دارو کا فرمایا جا
جو جو ہے اس کے
ہوں گے تیری
اولاد کے
سب بیوی لڑ
دفعہ ای ہے
رہی اس کے
میں جمع ہو
نہو سے اور
نہو اس کے

تفسیر خلیلی

سے ہم اور خلاص
ذہبی نکلا
جس کو بیکس
بیکس اور پائے
ایسا نور اور
پیرل دالون کو
بیکس دانی کا کرد
اشمال اور اور
پن جو بہشت

دوسرا اور
شیطان اُسے
جو وہ دوسرا
کتاب ہے
دوسری اور
پن دانی اور
سوا سے ان بند
ساکسوں سے
یہ ایک نام

اور کہا ہے میروں ایک قطعہ کے اس میں سے کفایت کرو بلکہ جنت ششما یعنی جس جگہ
چاہو تم سکونت کرو اور اس کے میروں میں تصرف کرو تا کہ تمام طبقہ بہشت کے مومناں پر
کے کہ ان کے اندر ہیں تمہارے خیال میں یا دہین اور جو وقت زمین میں جاؤ موزا کا کہ تمہارے
خیال میں بیٹھا ہوا ہے ظاہر کرو اور معنی خلافت داخلی اور خارجی اور مدنی اور منبری کے سبب
اجتماع اور شورہ مرد عورت کے پاسے جاوےن لیکن تم کو باوجود اس اجازت عام اور
وسعت تام کے واسطے آزما لیں تکلیف قبول کرنے اور بچنے منہیات کے کہ جو ہر جہات تمہارے
میں رکھا ہے اور ظہور اور مکا وقت ظاہر ہونے خلافت تمہاری کے زمین میں پایا جاوے گناہ
کرنا یعنی چیزوں بہشت کا بھی ضرور ہوتا کہ اباحہ عامہ کے ساتھ نہ کرو جو آواز پر ہیز کرنا
لذتوں نفسانی اور مرغوبات طبعی سے تمہارے پر شاق نہو اور وہ چیزیں کی ہونی ایسی نہو کہ فخر
عقلی اور طبعی اوس میں ہو بلکہ اوس جس سے ہو کہ قبح عقلی اور طبعی اوس میں نہ پایا جاوے
والا اجتناب قباح عقلی اور طبعی سے جبلت انسانی کا تقاضا ہے احکام شرعی کی غرض و مصلحت
اس میں معلوم نہیں ہوتی ہے اس واسطے تم کو کہتا ہوں کہ اس درخت کو بہشت کے بے انتہا
درختوں میں سے اپنے اور پر حرام جانو اور بے تحقیق کرنے وجہ ضرر اوس درخت کی بچنا اس
سے لازم سمجھو و لا تقربوا یعنی اور نزدیک نہو تم پر جا اسکی کہ اوس سے کچھ توڑ کر کھا لو
ہذا الشجرة یعنی اس درخت کے اور طرف کسی درخت بہشت کے درختوں میں اشارہ فرمایا
اور تعیین کرنی اس درخت کی کہ گہیوں کا درخت تھا یا انگور کا درخت یا سوا اس کے
ہے جیسا کہ روایتیں ان کی آئی ہیں فروغیں لیکن اکثر روایتوں میں یہ ہے کہ وہ درخت گہیوں
کا تھا اور ابن عباس اور دوسرے صحابہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور وہ سب بن منہ
نے ایسا کہا ہے کہ ہر ہر دانہ اوس گہیوں کا بیل کے گردہ کے برابر تھا اور مسک سے نرم
اور شہد سے میٹھا تھا اور ابن مسعود اور جابر بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ وہ درخت انگور کا تھا
اور کہا ہے انہوں نے کہ اسی درخت کے پہل سے بڑی بڑی نشہ کی چیزیں بناتے
ہیں اور دنیا میں باعث فتنہ اور فساد کا ہوتا ہے اور موجب بے عقلی اور بے حیائی اور ظاہر
ہونا متر عورت کا ہوتا ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ درخت ابجیر کا تھا اور ابو الشیخ

لے یزید بن عبداللہ بن قسبط سے روایت کی ہے کہ وہ درخت تریخ کا تھا اور ابن ابی حاتم نے
 اور ابو الشیخ نے ابی العالیہ سے روایت کی ہے کہ وہ درخت ایسا تھا کہ جو کوئی اس سے کچھ
 کھاوے حاجت پاخانہ کی اوس کو ہووے اور یہ بھی ہزر درہنیں کہ وجہ حکمت حرام کرنے اسکی
 دریافت کجاوے کے کیونکہ ہمیں کچھ فائدہ نہیں بلکہ غرض کے واسطے مضر ہے اسواسطے کہ منظور اس
 تحریم سے عادت کر دانی حضرت آدم علیہ السلام اور بنی آدم کی تھی تاکہ زمین میں وقت
 تکلیف اور حرام کرنے مستحیات اور مرغوبات کے کہ ضرر عقلی اور طبعی اور انکا معلوم نہو اور ان چیزوں
 کے چھوڑنے میں حیلہ اور توقف نہ کریں اور فرمانبرداری حکم الہی کی کریں اور اگر وجہ حکمت حرام
 کرنے کی معلوم کر لیں اور نزدیک اونکے اور اولاد اونکی کے حرمت عقلی اور طبعی محرمات کی ظاہر
 ہو پس یہ ترک کرنا اونکا فقط واسطے فرمانبرداری حکم شرعی ہے نہوا بلکہ حسن اور تیج عقلی اور طبعی
 ہی اوس کے ساتھ مل گیا کہ عقل اور طبع ہی اونکے مانع آئی اور اسی واسطے سزا اوس سے
 کھانے کی زمین کوئی وجہ ضرر عقلی یا طبعی بیان نہیں فرمائی بلکہ یوں ارشاد ہوا کہ اگر تم اس درخت
 کے پاس جاؤ گے یا اس میں سے کھاؤ گے برخلافی میرے حکم کی تم سے مرزد ہوگی فتکون کا
 من الظالمین پس جو جاؤ گے ظلم کرنے والوں میں سے اس واسطے کہ ظلم نام حق تلفی کا ہے اور
 حق مالک کا یہ ہے کہ مملوک اوس کے کہنے سے نہ ہو بخاؤ نہ کرے اور ایسا مالک کہ پردہ نیستی کے ہو
 تمکو وجود میں لایا اور ہر تمکو نام چیزوں کے سکھائے اور جو سب بہتر مخلوق کہ فرشتے ہیں انکے
 اوپر تمکو فوقیت دی کہ قبیلہ عبادت اونکی کا تمکو بنایا یہ واسطے سکھانے آئین خلافت زمین کے
 حرم خاص اپنے میں کہ وہ بہشت ہے سکونت تمکو دی اور دامن کی چیزوں سے نفع لینے میں اجازت
 عام دی اور فقط ایک قسم کے درخت سے منع فرمایا اور اگر تم اس سے اجتناب نہ کرو گے اور بغیر رضی
 اس کی کے اوسکو کھاؤ گے کس قدر اس کے حقوق تلف کرو گے اور جب شیطان نے معلوم کیا کہ
 اسوقت تک اونکو کسی طرح کی تکلیف شاق نہ دی تھی اور ہر طرف سے ہر چیز کی اجازت تھی مگر اور
 فریب سیریش نہیں جاتا تھا اسواسطے کہ صدور گناہ کا اور ذلت کا اسوقت ہوتا ہو کہ شرع کی طرف
 سے کچھ قید ہو اور اونکو کوئی چیز منع نہیں اب اونکو تھوڑی سی تنگی آگئے آئی ہے کہ ایک چھین
 بہشت کی سے اونکو منع کیا سو میرا قلوبا د پھر ہو گیا پس فکر بہکا لے اذن کے کہ اب شرع ہو گیا

خاص مذکور

تجوید

نہو کا رجب

اور تواجی

بی بی سیت

جنت میں رہ

اور اس میں جان

بجائے سے چاہو

باقی درخت

بہر سب کہ

اس وقت کے

پس بخاؤ اگر

جاؤ گے تو ظلم

ہو جاؤ گے

اے آدم

پس سب

پس سب

حضرت آدم اور حوا کے زور و گیا اور کہا کہ کچھ تم جانتے ہو کہ انجام کار تیار کیا ہو گا اور
 بسبب اس تعظیم اور مکرم کے ذریعہ مت ہو آخر کار واسطے تمہارے موت ہے حضرت آدم نے
 پوچھا کہ موت کیا ہے شیطان نے اپنے تئیں مردہ جانور کی صورت بنا کر زور و داؤ کے ڈال
 دیا اور جس طور سے کہ جانکندی کے وقت حالت غرغزہ کی اور ہاتھ پاؤں مارنے کی اور روم
 نکلنے کی ہوتی ہے او کو دکھایا پھر دیکھنے اس حالت کے ہول اور خوف حضرت آدم پر غالب
 ہوا پوچھا کہ اس حالت سے محفوظ رہنے کی تدبیر کیا ہے شیطان نے کہا کہ اہل ادلک علی شجۃ
 الخلد و ملک لایبلی یعنی بین نشان دیتا ہوں تم کو ایک درخت کا کہ جو کوئی اوس سے
 کچھ کھاوے ہرگز مردہ نہ ہو گا اور بادشاہت اوسکی فنا نہ ہو گی اونہوں نے کہا کہ وہ درخت
 کونسا ہے شیطان نے اوسی درخت کو بتایا جسے اللہ تعالیٰ نے او کو منع کیا تھا کہ وہ مہی
 درخت ہے اونہوں نے کہا کہ یہ درخت تو فنا کا ہے درخت ہمیشگی کا نہیں ہے اور یہ درخت
 سبب وال ملک کا ہے سبب دوام کا نہیں بلکہ سبب سوائی اور باعث دور کر نیک خدا کی جہاں
 سے ہے اور موجب قرب اور وجاہت کا نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس درخت سے منع فرمایا
 جانے سے منع فرمایا ہے اگر اس درخت میں یہ فائدے ہوتے ہم کو اس کے پاس جانیے کیوں
 منع فرمایا کہ وہ ارحم الراحمین ہے شیطان نے کہا کہ ما ھلکم اربکما عن ھذہ الشجۃ الا ان
 تم کو ناملکیں او تم کو نامن الخالدین یعنی حق تعالیٰ نے تم کو اس درخت سے اس واسطے منع
 نہیں فرمایا کہ اس کا میوہ کھانے سے کچھ تم کو ضرر پہنچے گا بلکہ اس واسطے منع فرمایا ہے کہ تم اس
 درخت کا میوہ کھانے سے فرشتوں کی مانند ہو جاؤ گے کہ ہرگز خدا کی یاد سے غافل نہیں ہو
 ہیں اور کھانے پینے اور عورت اور بچوں کے فکر میں نہیں رہتے ہیں اور تم کو اگر یہ حالت
 حاصل ہو جاوے گی زمین کی خلافت کا کام تم سے سرانجام نہوے گا اس واسطے اللہ چاہتا ہے کہ
 کہ تم کو کھانے پینے اور زن و فرزند کے فکر میں مشغول رکھے اور ایک مدت یاد اپنی سے تم کو غافل
 کرے تاکہ تم سے کام خلافت کا میوے پس حقیقت میں ارادہ اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ تم اس سے
 دور جاؤ اور کھانا اس درخت کے میوے کا سبب قرب اور اتصال الہی کا ہے پس اس منع
 کر نیکی مثال ایسی کہ بادشاہ کسی شخص کو اگر کہیں بھیجتا ہے تو وہ شخص خدمت حضور سے دور رہتا

تفسیر
 کہ یہ تم کو موت
 نکال دے تاکہ تم
 جو حقیقت ہو جاوے
 وہ جگہ ہے کہ تم
 کسی ہو سکا ہو
 نہ شجۃ الخلد
 یہ اس سے دور ہے
 کہ یہی دہویہ بین
 جلا کر
 شیطان نے تم کو
 دلو سے بین ڈال دیا
 کہ او کی ذہنی قوت
 کھول دین (القول)
 شیطان نے کہا
 اس آدم کو تو
 میں نہیں پہنچ
 بہتے کا درخت
 اور میری نمونہ
 والی سلطنت

یاس واسطے نسخ فرمایا ہے کہ لیبب کھانے میوہ اس رخت کے برشت سے ٹکنا تھا ہارا
 ہو سکے گا اور برشت میں موت نہیں ہے اور ارادہ اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ تمکو وضع اور اس میں خلقت
 برشت کے رہنے سے یاد دلا کر دنیا کی طرف بھیجے اور اس جگہ موت اور فوت تمکو لاحق ہو دے
 تاکہ ہر طرح کے گروہ تمہاری نسل سے زمین پر ظاہر ہو دیں اور یہ قرب کہ اب جناب باری
 کے ساتھ تمکو میسر ہے جاتا رہے حاصل کلام یہ ہے کہ یہی تفریحی اور ارشادی ہے
 مخالفت اس نہی کی اسطے حاصل کرنے مرتبہ بلند کے کہ جو اسے امتثال اس نہی کے مرتبہ
 سے ہو مصداقہ نہیں حضرت آدم اور حوا کو یہ سبب سے باتوں فریب آمیز کے دل میں تردد
 پیدا ہوا اور اسوقت شیطان نے قسمیں بہت سی کہائیں کہ میں محض ارادہ خیر خواہی تمہاری
 کار کرتا ہوں اسواسطے کہ ایک بے ادبی مجھے تمہاری جناب میں ہوتی ہے کہ میں تمسجد
 نہیں کیا اور بسبب اسکے ملعون ہوا اب چاہتا ہوں کہ آلودگی اس بے ادبی کی اپنے سے
 دھوؤن میں اور تمکو ایسے مرتبہ کی طرف پہنچاؤں کہ تمام عمر شکر گزاری میری کرتے رہو
 حضرت آدم کے دل میں آیا کہ مخلوق کو جرأت نہیں کہ جوئی قسم اللہ تعالیٰ کی اس تاکید سے
 کہا وے البتہ اس شخص نے سچ کہا ہے **فَاَزَلَهُمُ الشَّيْطَانُ عَنَّا** یعنی پس بہلا دیا ان کو
 کو شیطان نے اس درخت کے بچنے سے اس طرح ہر کہ پہلے مور کے آگے گیا اور اسکو کہا کہ برشت
 میں جا کر اپنے تئیں رو برو آدم اور حوا کے آہستہ کر کے رخص کرو جبہ دونو تماشے
 میں فریفتہ ہو میں آہستہ آہستہ ان کے پاس سے ہٹ کر اپنے تئیں برشت کی دیوار تک پہنچا
 جو وقت دونو برشت کی دیوار کے پاس پہنچے سانپ کے پاس جا کر اس کے گزرنے میں بیٹھا اور
 کہا کہ مجھ کو برشت کی دیوار پر پہنچا دے دیوار پر چڑھ کر حضرت آدم اور حوا سے ملاقات کی اور
 جس درخت سے منع فرمایا تھا اس کے کمانکی رغبت دلائی اور دوسرے شرمع کیا اور یہ
 خیلہ شیطان نے اذن دونو کی ملاقات کے لئے اسواسطے کیا تھا کہ بعد انکار سجدہ کے متعلانی
 نے ان کو برشت سے نکال رہا تھا اور برشت کے دربانوں کو حکم تھا کہ اندر برشت کے نہ لے دیویں
 اس تدبیر سے چاہا کہ آدم اور حوا کو بھی اس مکان سے نکالے **فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ**
 پس نکالا اس نے اذن دونو کو اس چیز سے کہ وہ اس میں تھے اور میوے نفیس کھاتے تھے

تفسیر
 تبارون رکھ
 اور یہ بھی کہا کہ
 خوارے تمکو اس
 وقت سے غفلت
 اسی لئے روک دے
 کہ اگر تم اس سے
 کچھ کھا لو گے
 تو غم فرشتے پہنچا دے
 باجنت میں رہنا
 ہو گے اور قسم
 کھا کر کہ میں
 تمہارا خیر خواہ ہوں
 یہ کہ تمکو دھوکہ
 میں دے دیا تاکہ
 اس وقت کی
 سچہ کھینچا تھا کہ
 دونوں کے
 دونوں کی
 یہ سچہ کہ

اور لذت میں مغرب اور خوش ہوائیں اور سایہ باخون کا اور نہر میں جاری اور لذت میں طرح طرح کی برکتیں اور کیفیت نکالنے حضرت آدم اور حوا کی بہشت سے اور کہا ناؤ نکالنا اور رخت سے اور پہنہ ہو جانا اور نکالنا پس شیعی سے اور حیران اور سرگردان ہونا اور نکالنا لباس عریانی ہو اور ٹھونڈا ہوا و ختون کے ہونکا واسطے پوشش شرکاء کے کلام اللہ کی اور سورتوں میں میں مذکور ہو اس سورت میں واسطے ظاہر کرنے برائی گناہ کے اسی ظہر فرمایا کہ دُلْنَا اَلْطَّيْفَ یعنی اور کہا ہم نے آدم اور حوا کو اور اولاد انکی کو کہ اللہ تعالیٰ نے انکی نسل میں مشد کر دیا تھا اور شیطان کو کہ اور تو تم بہشت سے اس واسطے کہ بہشت گناہ کی جگہ زمین لایق گنہگاروں کے دار الکلیف ہو یعنی دنیا کہ سراسر جگہ رنج اور سخت کی ہے اور اسے رنج اور سخت کے مہر میں عداوت آپس کی ہو کہ دنیا میں بھی حضرت اسکی ہو اور دین میں بھی مضر ہو اور یہ تم کو نہوا ہے اس واسطے کہ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ یعنی بعض تمہارا بعض کا دشمن ہو جیسا کہ شیطان ہمیشہ سبب عداوت کے رہے مگر اگر آدمی کے ہو اور آدمی ہمیشہ دوسرے ذلیل کرنے شیطان کے پس در بیان ان دونوں کے دشمنی دینی اور شرعی ہو جیسا کہ آدمی اور سانپ اور طاؤس میں دشمنی طبعی ہے اور اولاد آدم کو ہر چند کہ آپس میں یکانگت اور اتحاد جنسی ہو لیکن بعضے انہیں سے بسبب تعلیم شیطان کے راہ شیطنت کی اختیار کرتے ہیں اور انکی طبیعت میں ایذا رسانی ہم جنس اپنے کی ہوتی ہو اور اسکی عادت کرتے ہیں اور دشمن بننے ہیں اور بعضے ان میں سے سانپ کی طبیعت قبول کرتے ہیں اور قوت صبیحہ اور غصیہ انکی ہیجان کرتی ہو اور عادت نیش زنی خلق اللہ کی ان کے اندر ہو جاتی ہو اور بعضے ان میں سے طاؤس کی طبیعت اختیار کرتے ہیں کہ شہوت پرستی اور کربش اپنی اور خود پسندی اور پندارانکے اندر سامتا ہو اور اپنے ہمجنسوں کا حسد اور کینہ اور بغض کا شیعہ اختیار کرتے ہیں اور اسی واسطے انکو بعد نکلتے کے بہشت سے جلدی رجوع اسکی طرف ممکن نہیں اس واسطے کہ بہشت جگہ بغض اور عداوت اور دشمنی کے جمع ہونکی نہیں بلکہ بود و باش تمہاری زمین میں ہو و لکھو فی الکافض مستقر یعنی اور تمہارا واسطے ہو زمین میں نہر نا ایک مدت دراز اور بسبب اس مستقر کے اسید عملدی بڑھ جاو گی اور دروازہ حرص کا ممل جادو گاہ ہر ایک آدمی زندگی بڑی خیال کر کے دوسرے سے لڑے گا

ترجمہ سیرت نبوی
اور لذت میں مغرب اور خوش ہوائیں اور سایہ باخون کا اور نہر میں جاری اور لذت میں طرح طرح کی برکتیں اور کیفیت نکالنے حضرت آدم اور حوا کی بہشت سے اور کہا ناؤ نکالنا اور رخت سے اور پہنہ ہو جانا اور نکالنا پس شیعی سے اور حیران اور سرگردان ہونا اور نکالنا لباس عریانی ہو اور ٹھونڈا ہوا و ختون کے ہونکا واسطے پوشش شرکاء کے کلام اللہ کی اور سورتوں میں میں مذکور ہو اس سورت میں واسطے ظاہر کرنے برائی گناہ کے اسی ظہر فرمایا کہ دُلْنَا اَلْطَّيْفَ یعنی اور کہا ہم نے آدم اور حوا کو اور اولاد انکی کو کہ اللہ تعالیٰ نے انکی نسل میں مشد کر دیا تھا اور شیطان کو کہ اور تو تم بہشت سے اس واسطے کہ بہشت گناہ کی جگہ زمین لایق گنہگاروں کے دار الکلیف ہو یعنی دنیا کہ سراسر جگہ رنج اور سخت کی ہے اور اسے رنج اور سخت کے مہر میں عداوت آپس کی ہو کہ دنیا میں بھی حضرت اسکی ہو اور دین میں بھی مضر ہو اور یہ تم کو نہوا ہے اس واسطے کہ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ یعنی بعض تمہارا بعض کا دشمن ہو جیسا کہ شیطان ہمیشہ سبب عداوت کے رہے مگر اگر آدمی کے ہو اور آدمی ہمیشہ دوسرے ذلیل کرنے شیطان کے پس در بیان ان دونوں کے دشمنی دینی اور شرعی ہو جیسا کہ آدمی اور سانپ اور طاؤس میں دشمنی طبعی ہے اور اولاد آدم کو ہر چند کہ آپس میں یکانگت اور اتحاد جنسی ہو لیکن بعضے انہیں سے بسبب تعلیم شیطان کے راہ شیطنت کی اختیار کرتے ہیں اور انکی طبیعت میں ایذا رسانی ہم جنس اپنے کی ہوتی ہو اور اسکی عادت کرتے ہیں اور دشمن بننے ہیں اور بعضے ان میں سے سانپ کی طبیعت قبول کرتے ہیں اور قوت صبیحہ اور غصیہ انکی ہیجان کرتی ہو اور عادت نیش زنی خلق اللہ کی ان کے اندر ہو جاتی ہو اور بعضے ان میں سے طاؤس کی طبیعت اختیار کرتے ہیں کہ شہوت پرستی اور کربش اپنی اور خود پسندی اور پندارانکے اندر سامتا ہو اور اپنے ہمجنسوں کا حسد اور کینہ اور بغض کا شیعہ اختیار کرتے ہیں اور اسی واسطے انکو بعد نکلتے کے بہشت سے جلدی رجوع اسکی طرف ممکن نہیں اس واسطے کہ بہشت جگہ بغض اور عداوت اور دشمنی کے جمع ہونکی نہیں بلکہ بود و باش تمہاری زمین میں ہو و لکھو فی الکافض مستقر یعنی اور تمہارا واسطے ہو زمین میں نہر نا ایک مدت دراز اور بسبب اس مستقر کے اسید عملدی بڑھ جاو گی اور دروازہ حرص کا ممل جادو گاہ ہر ایک آدمی زندگی بڑی خیال کر کے دوسرے سے لڑے گا

اور اسباب دشمنی کے آپس میں بڑھنے کے وقت تک یعنی اور نفع لینا جو زمین کی چیزوں سے
 اور وہ نفع بکڑی طرح کی خواہشوں نفسانی میں تمکو پہنچا دے گا اور فکر بہرہ رشتہ میں
 جانیکا تمہارے لئے بالکل بہلا دے گا لیکن یہ قرار بکڑنا اور نفع ادا کرنا ہمیشہ نہیں ہوگا بلکہ
 منقطع ہو جاوے گا الیٰ جیسا کہ یعنی ایک وقت معین تک کہ وہ وقت موت کا ہو بہر شخص کے حق میں
 اور وقت قیامت کا جو نسبت تمام قوم کے اور جب حضرت آدم نے یہ خطاب عتاب کا سنا اور ہرشت
 منقطع نہایت اور شرمندگی بہت ہوئی اور گریہ اور زاری کرتے تھے کہ رحمت الہی انکو پہنچی
 فَلَقِيَ آدَمَ یعنی پس کچھ آدم نے مَن رِبَّہ یعنی اللہ نام پر درگزار اپنے سے کلمات یعنی کہتے
 کلمہ کہ سبب قبولیت تو یہ اونکے کے ہوئے اور وہ کلمہ یہ کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَأَنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا
 وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَ مِنَ الْخَاسِرِينَ اور پھر انی نے بمعصیہ میں اور حاکم اور انعم اور یہی نے حضرت
 ابراہیمؑ میں عزمین الخطاب سے روایت کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت
 آدم سے یہ گناہ سرزد ہوا اور پھر عتاب الہی نازل ہوا تو یہ قبول ہونے میں حیران تھے کہ اتنے
 میں انکو یاد آیا کہ مجھ کو جس وقت خدای تعالیٰ نے پیدا کیا تھا اور روح خاص میرے اندر پہنچی تھی
 اس وقت میں نے اپنے سر کو عرش کی طرف اٹھایا تھا اُس جگہ لکھا تھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ صلی اللہ
 یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ قدر کسی شخص کی اللہ کے نزدیک برابر قدر اس شخص کے نہیں کہ
 نام اسکا اپنے نام کے ساتھ برابر لکھا ہو تب میری سب سے کہہ کنی اسی شخص کے سوال مغفرت کا
 کروں میں پس عائن کہا اسٹاک بھی محمد ان غفرتے حق تعالیٰ نے انکی بخشش کی اور وحی پہنچی
 کہ مجھ کو کہاں سے جانا تو نے اونوں نے تمام ماجرا عرض کیا حکم پہنچا کہ آدم محمد سب پیغمبروں
 سے پہلا پیغمبر ہے اولاد تیری میں سے اور اگر وہ نہ ہوتا مجھ کو نہ پیدا کرتا میں اس جگہ سے جانا چاہتا
 کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ عاکر نے میں غلط بحق فلان کا لانا کر دیا ہے اس واسطے کہ کسی کا
 اوپر خدا کے حق نہیں ہوتا جو اور تفصیل مقام کی یہ کہ متزئوں کے نزدیک کہ بندہ کو اونکے
 فعلوں میں خالق سمجھتے ہیں جزا و ان فعلوں کی حقیقت حق بندہ کا ہے اور اوپر مذہب
 اہل سنت و جماعت کے افعال بندوں کے مخلوق خدا کے ہیں پس بندوں کو بسبب ان
 فعلوں کے کوئی حق حقیقت ثابت نہیں بلکہ باعتبار وعدہ اور رحمت کے اپنی طرف سے مقرر کیا

تفسیر چلی
 دشمن ہوا اور
 حکم کر دیا
 میں زمین پر پہنچا
 ہے اور حکم چلا کر
 (بقول) اسی زمین
 میں نہیں ہے
 اسی زمین کو
 اور اسی سے پہنچا
 کہنے جاوے (فرض)
 آدم خدا کا حکم کر
 اسے کہہ گیا
 (کہ) یہ آدم نے
 اپنے سب سے کنی
 بول سکتا ہے (بقول)
 (منہ) اسی
 ہمارے پروردگار

متعدد کہ روایت کی ہے اور عبد بن حمید ساتھ روایت صحاح کے ابن عباس سے لایا کہ
 کہ حضرت آدم علیہ السلام دوسویس تک توبہ اپنی کے فکر میں گریہ اور زاری کرتے رہے پھر
 کفرت اپنا پیشانی پر رکھ کر اور سزا نوین ڈال کر مشغول رونے کے تھے کہ ناگاہ جبریل وارد
 ہوئے اور اس قدر گریہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام نے ان میں تاثیر کی کہ انکو بھی
 رونا لگیا اور پوچھا کہ اس قدر گریہ اور زاری تمہاری کس واسطے ہے حضرت آدم علیہ السلام نے
 کہا کہ میں تضرع اور زاری کس طرح کروں کہ خدا سے تعالیٰ نے مجھ کو بسبب شامت ابن گناہ کے
 بندی آسمان سے زمین کی بستی سین ڈال دیا اور دار المقامہ سے بیچ دار الزوال کے
 گرایا اور نعمت کے گھر سے باہر کے بیچ اور بلا کے گھر میں پہنچایا اور مقام جاویدی اور ہستیگی سے
 بیچ محل فنا کے لایا اسے جبریل اگر شائد اس مصیبت کے شمار کرنا چاہوں پس یہ بات
 میرے امکان سے باہر ہے حضرت جبریل نے بارگاہ الہی میں یہ حقیقت عرض کی حکم ہوا کہ
 آدم کے جاؤ کہ میری نعمتوں کو کہ کھدو تجھ کو عطا ہوں یا ذکر اول دست قدرت اپنے سے
 تجھ کو پیدا کیا پھر ترے قالب میں روح خاص اپنی کو کھپو نکا پھر اپنے فرشتوں سے تجھ کو سجدہ
 کروایا اور تو نے ان نعمتوں میری کی قدر بخانی اور حکم میرے کی نافرمانی کی حضرت آدم
 علیہ السلام نے عرض کی البتہ اسے پروردگار مجھے یہ تقصیر سرزد ہوئی اور میں نادم ہوں
 حکم پہنچا کہ رحمت میری غصہ میرے پر غالب ہے آواز تیری سنی میں نے اور تضرع
 اور زاری تیری پر رحم کیا میں نے اور تقصیر تیری سے درگزر کی ان کلموں کو کہ لا الہ
 الا انت سبحانک و بحمدک عملت سوء و ظلمت نفسی فاعف عني ذنوبی انک انت خیر
 الغافرین لا الہ الا انت سبحانک و بحمدک عملت سوء و ظلمت نفسی فاعف عني ذنوبی انک انت خیر
 الرحیم اور ساتھ روایت ابن المنذر کے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے
 یہ الفاظ مع اس زیادتی کے اللہ اساک بجاہ حمل عبدک و کرامتک علیک ان
 تعف عني خطیئتی واراد ہوسے اور ابتداء دعائیں لا الہ الا اللہ و بجلہ لا شریک لہ بھی
 ہو علی کل شے قدین تک وارد ہوا اور ساتھ روایت ابن مسعود کے خطیبہ و ابن عباس کے

تفسیر حلی
 اور جاسوسی غائب
 جملہ روایت دینی
 ہوگا اور اس
 میں بڑا مصیبت
 جہنم (سنگ)
 (رضی) اس قے
 کی غوری بین
 بیان فرمانے ہیں
 باقی اور مامون
 میں دیا ہے
 عبرت پسندی
 قصہ بے عبرت
 کا قصہ چار کو
 بڑے غور سے
 سوچنا چاہیے کہ
 خارج کا چاہنا ہو
 کیا چاہنا ہو
 اور اسباب
 پروردگار ہے کہ

تفسیر غزالی

مرفوعا ایسا لاسے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ سبب شامت اس گناہ کے بہشت تکمّل زمین پر
 پہنچو رنگ انکا سیاہ ہو گیا تھا جب وقت توبہ اُن کی کا پوچھا حکم ہوا کہ تیرہوین تارخ
 چاند کی روزہ رکھ اونہون نے اسدن روزہ رکھا اور تیسرہ حصہ آتش بدن کا حالت اصلی
 برآیا پھر فرمایا کہ تارخ چودہوین کو بھی روزہ رکھ اور ایک حصہ رنگ اور درست ہوا پھر تارخ
 پندرہوین کو بھی حکم ہوا اور روزہ رکھا اور تمام بدن رنگ اصلی برآیا بعد اسکے یہ تینون روزہ
 اوپر آئے اور اولاد اُنکی کے فرض ہوئے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ تک لیکن ظاہر ایسا
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینون روزے واسطے کامل کرنے توبہ کے ہونگے اسواسطے کہ صحیح روایت
 میں آیا ہے کہ قبول ہونے توبہ اُنکی کا عاشرہ کادن ہی اور ابن عباسؓ نے ابن عباسؓ سے روایت
 کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بعد اسکے کہ بہشت سے نکلے اور زمین پر گرے جمہور گریہ
 اور زاری کی کہ اگر گریہ اور زاری تمام نبی آدمؑ کی اور گریہ کرنا حضرت داؤد علیہ السلام کا ساق
 اسکے برابر کریں گریہ اور زاری حضرت آدمؑ کی زیادہ ہو جاوے اور یہی نے شعب الایمان
 میں بریدؓ سے مرفوعا روایت کی ہے کہ لو وزن دموع آدمؑ مجیع دموع دلہان صحیح دموع علی جمیع
 دموع ولاد یعنی اگر برابر کے بجادین اشک آدمؑ کے ساتھ تمام اشک اولاد اسکی کے البتہ زیادہ
 ہو دین اشک آدمؑ کے اوپر تمام اشک اولاد اسکی کے اور امام احمد کتاب الزہد میں حضرت حسن
 بصری رحمۃ اللہ علیہ سے لاسے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پہلے اس گناہ مجھے سے یہ
 حالت تھی کہ موت اُنکی رو برو آنکھوں کے بہتی تھی اور امید اُنکی پس پشت جبکہ یہ گناہ صادر
 ہوا امید اُنکی آنکھ کے رو برو ہوئی اور اجل کو پس پشت ڈالا اور ابن عساکر مجاہد سے روایت
 لایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو حکم نکالنے کا ہوا حضرت جبریل اور حضرت میکائیل
 علیہما السلام آئے اور تاج کو سر اُن کے سے اٹھایا اور کمر بند یعنی پٹیکہ اُنکی کمر سے کھولا اور
 آنکھو پر نہ کیا اور عربی زبان اُن سے موقوف کروائی اور بجائے اسکے زبان سریانی جاری کی
 بعد قبولیت توبہ کے پھر حکم ہوا کہ عربی زبان میں باتیں کرتے رہیں حال کلام بعد کد و کاوش
 بہت کئے عاشرت آدم علیہ السلام کی جناب الہی میں متجاف ہوئی فتاک علیک یعنی پس جوج
 ساتھ صحت کے حق تعالیٰ نے طرف ہیجلی اور توبہ اُنکی قبول فرمائی آئندہ کو گناہوں سے معصوم

بقرہ غزالی
 نہ نونی بن یکسا
 جلاؤ نہایت آدم
 عیسایہ اسلام کی پڑائی
 اور اُنکی نافرمانی
 بھلائی نافرمانی
 عاشرہ کادن کرم
 اور اس کے کرم
 کے ذیل دینی
 میں چھوڑ دینا
 بی بی بروت کا فتنہ
 عاشرہ کادن کرم
 اور عیسائی شیطان
 ایک کلمہ کا
 شیخی سے بالکل ہی
 ہمیشہ ذلیل و خوار
 ہو جانا اور اُنکی
 بی بی دونوں کا ایک

کیا اور یہ سب بسبب کمال رحمت اور عنایت اُنکی کے ہوا سو اسطے کہ اللہ ھو القاب اللہ ھو
یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ قبول کرنے والا تو یہ بندوں کا ہے اور بے شمار مہربان
کر بار بار گناہ اُنکے بخشتا ہے اور باوجود کمال رحمت اور عنایت کے کہ اوپر کل بندوں
اپنے کے رکھتا ہے اور خصوصاً حضرت آدم کے اوپر انکو بہ مجرد قبول کرنے تو بہ کے فوراً
بہشت کے لذت لیکن بلکہ قلنا اھبطوا یعنی کہا ہم نے کہ ابھی اسی جگہ رہو جان تمکو اتارا ہی
منہا یعنی بہشت سے دور پڑے ہوئے جہنم یعنی سب اور اگر تمکو اس وقت میں
طرف بہشت کے اٹھا دین تمہاری اولاد میں تفرقہ لازم آوے اسواستے کہ نیک لوگ پیروی
حضرت آدم علیہ السلام کی کر کے مستحق بہشت کے ہو جاویں اور بہشت میں اُنکو پہنچا یا جاوے
اور بدوں کو کہ برخلاف حضرت آدم کے طریقہ اختیار کیا دنیا میں جھوٹا جادے یا دوزخ میں
ڈالا جاوے اور یہ تفرقہ منافی غرض کے ہو کہ نیچے اتارنے میں تھی اسواستے کہ مقصود زمین
میں لائے سے تکلیف احکام کی اور امتحان کرنا ساتھ امر اور نہی کے تاکما یاکتسبوا فیہ
ھدای یعنی پس اگر ثابت ہوئے یہ کہ اُسے تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت کہ دلائل
عقلیہ اور مجزون قولیہ اور فعلیہ سے میری طرف سے ہونا اس کا یقینی ہو فھن یتبع ھدای
پس جو کوئی تابعداری کرے اُس ہدایت کی میری ہدایت جان کر فکھوف علیکم یعنی
پس کچھ ڈراؤ پران کے نہیں اس بات کا کہ وہ ہدایت فریب دینا ہو میری طرف سے یا کام
شیطان کے سے ہو یا بعضے اوضاع مساویہ اور استعداد ارضیہ سے صورت پکڑی ہو مٹی انکی
ہدایت کو ایسے احتمالات سے کچھ خلل نہیں پہنچے گا بلکہ اُس ہدایت پر مضبوط رہیں گے اسواستے
کہ حج علوم عادیہ کے اس قسم کے احتمالات ضرر نہیں کرتے ہیں ولا ھو فی انون یعنی
اور وہ دغما نہ ہونگے اور فروت ہوئے سکونت بہشت کے اور لا تون اُنکی کے کہ اُن کے
باپ کے ہاتھ میں سے نکل گئی اسواستے کہ بھڑان کو بعد مفارقت بدن کے رجوع بہشت کی طرف
میسر ہو گا اور خوشی اور لذتیں پوری پوری اُن کو ہمیشہ کے واسطے میسر ہونگی واللہ ین کفر
یعنی اور وہ لوگ کہ جنہوں نے انکار کیا اس ہدایت میری کا اور احتمالات ہمیدہ کو اپنے
دل میں راہ دی اور وجوہات باطلہ اپنے ذہن میں محکم کئے ولکن ھو بالیتنا یعنی اور بہشت

تفسیر خلیلی
حکم از باب
سوچنے کی بات ہو
اس فقرے کو پیش
کرکون کے ساتھ
کھلائی حالت
سورہ میں پہنچنے
دینا چاہتے اور
خدا شناسی جو
ماورائے ان کی
جڑ ہیں اس سے
بہت دور رہنا
چاہیے اور غلطی
اور اپنے میں ہون
کا قدر و قدرتی
سی جڑ میں اسکی
عادت ڈالنا
چاہیے

جھوٹ کی کرسی طرف علامتوں اور نشانوں بھیجی ہوئی ہماری کے سبب ان نشانوں کے صدق یقین ہوتا ہے پس وہ محروم ہوئے اس بات سے کہ بہشت کو دیکھیں اور مقام نردال سے کہ وہ زمین ہے ترقی کرین بلکہ اس مقام سے بھی انکو نیچے ڈالا جاوے اس واسطے کہ اولئک اصحاب اللہ یعنی یہ گروہ یار و رنخ کے ہیں کہ ہرگز صحبت انکی سے جدا نہونگے اور اس جگہ سے انتقال بخیر گئے بلکہ مقرر فیما کالدون یعنی وہ دونوں میں ہمیشہ رہیں گے اس واسطے کہ امتحان تمام نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ وعدہ عذاب بھیگی کے اس واسطے کہ عذاب موقوف ہو جانوالے کو وہم خاطر میں نہیں لاتا ہے اور اس سے نہیں ڈرتا ہے اور جب کہ وعدہ عذاب بھیگی کا وقوع میں آیا پھر پورا کرنا اس وعدہ کا لازم ہو کہ خلاف وعدہ کا کرنا نقصان اور عیب ہے اور جب ابھی نقصان اور عیب سے پاک و بر ہے باقی رہیں اس قصہ میں چند بحثیں کہ بیان کرنا انکا ضرور ہے اول یہ کہ حق تعالیٰ نے سکونت بہشت کی اصالۃ حضرت آدم کے حق میں فرمائی اور زوجہ انکی کو کہ حضرت حوا تھیں تابع انکے کیا کہ اسکن انت و زوجک اور بیچ کہا نے میوؤں کے دنوں کو مالا مالات خطاب فرمایا کہ کلامنا رغلا حیثا اور ایسے ہی منع کرنے میں نزدیک درخت ممنوع کے سے دنوں کو شریک کیا تاکہ اس طریق میں یہ ہو کہ مقرر کرنا مکان سکونت کا مرد کے اختیار میں ہوتا ہے عورت کو اور میں داخل نہیں جس جگہ چاہے اسکو لیجاوے اور کھائے اور پیئے اور نہیات کو بچے میں دو نوبہا رہیں کوئی تابع دوسرے کا نہیں دوسرے یہ کہ و زوجک معطوف اور ضمیر کن کے ہو پس چاہیے کہ اسکن طرف زوجک کے بھی سند ہو اور حال یہ ہو کہ صیغہ امر حاضر کی ہناد طرف اسم ظاہر کے جائز نہیں جواب اسکا یہ ہو کہ عطف سبب مشارکت کا اہل نسبت میں ہوتا ہو کیفیت نسبت میں نہیں ہوتا ہو دلیل اسکی یہ ہو کہ جاسنی زید لا عمر و دست ہے باوجودیکہ معطوف علیہ میں نسبت ثبوتی ہے اور معطوف میں نفی ہے اور ایسے ہی قامت ہند و دید میں معطوف علیہ کا عامل صیغہ موش کا ہے اور معطوف ہے مذکر عامل اسکا صیغہ مونث کا نہیں ہو سکتا ہے اس طرح جائز نہیں کہ قامت زید کا جاوے اس جگہ بھی اسکن انت و زوجک ساتھ معنی اسکن انت و لکن زوجک کے سمجھا چاہئے یہ سرے یہ جو بہشت کہ حضرت آدم کو اس میں داخل کیا تھا وہی بہشت ہے کہ دن قیامت کے بہشتیوں کو اس میں داخل کیا جاوے گا یا کوئی اور جگہ ہے

[illegible]

زمین میں کہ مانند بہشت کے اُس میں درخت میوہ دار اور چشمے اور نرین تھیں صحیح یہ ہے کہ وہی بہشت ہے کہ قیامت کے دن ہوگی اور بہت احادیث اور آثار اُسی کے اور دلائل کرتے ہیں اور وہ کہ بعضوں نے کہا ہے کہ پیدائش حضرت آدم کی زمین میں تھی اگر اُس بہشت میں لیجاتے البتہ اس قصہ میں یہ بھی ذکر ہوتا کہ آسمان کی طرف اُنکو درجہ بدرجہ لیکھے اور یہ کہ میں ذکر نہیں پس جواب اسکا یہ ہے کہ اس جگہ غرض منازل اس سفر کے ذکر کرنا یہی نہیں مدعا اور مطلب کہ مقصد کا ہے کہ وہ بہشت ہے جو اسی واسطے اور ذکر مقصد کے کفایت کی بخلاف سفر معراج محمدی کے علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کہ اس سفر میں ہر منزل میں وقایع عجیبہ اور ملاقات نبیوں کی روحوں سے اور ہر آسمان کے فرشتوں سے تھی یہاں بہت سے سراج کی حدیثوں میں تفصیل اُن منزلوں کی مذکور ہوئی جو سمجھتے ہیں کہ اس سورۃ میں دُکلا منہا ردعا حرف واو کیساتھ مذکور ہے اور سورہ اعراف میں اسی قصہ میں فکلا حرف فاکساتھ وجہ اس فرق کی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ پہلے نبیوں کے قصے جا بجا کلام الہی میں مناسب ہر جگہ کے کر ہوئے ہیں اور بیان کرنے اُس قصہ میں مقصداً اُس مقام کی رعایت فرمائی ہے اور اس سورہ میں قصہ حضرت آدم کا باعتبار خلافت اُنکی کے نہیں میں مذکور ہوا اور خلافت بسبب سکونت زمین کے ہے اور واسطے تسلیم کرنے طریقہ سکونت زمین کے اور نفع لینے اور کسی چیزوں کے سکونت بہشت کی بھی مذکور ہوئی پس سکونت مقصود اولیٰ ہے وید اکل وشراب کا نہیں اگر اس جگہ میں فکلا فرماتے معلوم ہوتا کہ سکونت واسطے کہانے میوے کھتے اور یہی مقصود بالذات تھا اور سورہ اعراف میں سابق اور لاحق سے ذکر تیار کر دیتے اسباب بہشت کا آدمیوں کے واسطے ہے اور اکثر یہ امر کہانے اور پینے سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ بیشتر اس قصہ سے بھی وجعلنا لکم فیہا معاین فیما ہے اور بعد اسکے بھی کلاواشر ہوا ولا تفسدوا رشاد ہوا اور حلال کرنا طیبات رزق کا بیان کیا پس اُس جگہ قصہ حضرت آدم کا باعتبار جوت معاش اور خوبی کہانے اور پینے کے مذکور ہوا اور یہ واسطے اوتار لینا لباس ہستی کا حضرت آدم سے اور عوصا سے الہام کرنا طریق لباسِ نیادی کا تفصیلاً وارد فرمایا پس مقصود بالذات اُن سورۃ میں کھانا اور پینا میوے ہستی کا ہے اور سکونت بہشت کی وسیلہ اُس کھانے اور پینے کا پس لانا کا بیج فکلا کے اُس جگہ ضرور پڑا اور اسی واسطے کہ مقصود بالذات کھانا اور پینا ہے و فرخی کھانے اُس جگہ میں ذکر نہیں فرمائی اور اوپر اسی قدم کی کفایت کی کہ فکلا من حیث شئنا اور اس جگہ میں کہ

تفسیر خلیلی
اور نبی آپ
وقت کو یاد کرنے
والے سورہ میں
فرمایا زمین
جانتا ہوں تم
نہیں جانتے
ف فرشتوں کا
کہنا یہ اعتراض
سے قصہ نہ تھا
اور حق کے
سبب تھا بلکہ
بات چھی کہ جب
الذات نے
وہ زمین آدم
سورہ بابت جانے
سار اور ذکر فرمایا
اور فرشتوں کو
بات پہلے
معلوم تھی کہ

کھانا مقصود تھا اور انہی کھانے کی ساتھ ذکر خدا کا منظور ہوا اس واسطے کہ جو چیز مقصود ہوتی ہو خود
 بخود کثرت اور فراخی اسکی لازم آتی ہو حاجت تاکید کی نہیں ہوتی یا پھر یہ کہ لا تقربا صیغہ
 نہی کا ہر اور نہی الہ کی طرف سے درج سے وارد ہوتی ہو اول بطریق تحریم شرعی کے کہ اس کے
 کرنے میں غرض دینی ہو یا حرام کا کرنا خدا سے دور ڈالنا ہو دوسرے اس طرح کہ اسکی کرنے میں مغرت
 دنیوی ہوتی ہو اس سے بچانے کی واسطے نہی کی ہو جیسا کہ یہچ ولا تساموا ان تکتنبوا صغیرا و اکبیرا
 الی اجلہ یعنی کابھی نہ کرو اس کے لکھنے سے جو چھوٹا ہو یا بڑا اس کے وعدہ تنگ اور مثالین اسکی اور بھی ہیں
 پس پہلے طریق میں خلاف اس نہی کا کرنا موجب گناہ کا ہوتا ہو اور اگر نہی واسطے کو حاجت توبہ اور
 استغفار کی ہوتی ہے اور نہی دوسری میں ان چیزوں کے کرنے سے کچھ لازم نہیں آتا ہے بلکہ ترک
 اولی اور خلاف مصلحت کا لازم ہوتا ہو اور علمائے اس میں اختلاف کیا ہو کہ یہی کونسے قبیل سے
 تھی ایک گروہ اسکی طرف گیا ہو کہ دوسرے قبیل سے تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلی قسم سے تھی
 اس واسطے کہ لا تقربا بالذات کرنا ہو اور پر منح نزدیک ہونے اس درخت کے سے اور کھانا تو بہی
 چیز ہے اور ہر قدر تاکید اس کے بچنے میں نہیں ہوتی ہے جو کہ واسطے احتیاط مغرت دنیوی کے ہو
 اور سیواسطے یہ صیغہ محرمات شدیدہ میں مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لا تقربوا الزنا اور لا تقربوا مال
 الیتیم اور لا تقربوا بھن حتی یطہسنا اور لفظ فتکوننا من الظالمین کا بھی سوید
 اس کا ہو اور نکاحنا بہشت سے اس گناہ کے سبب سے اور اگر یہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام
 کی خوف اس کے سے اور ملقین توبہ کی اور لفظ فتا ب علیہ اور ربنا ظلمنا انفسنا وان
 لم تغفر لنا ورحمنا لنکونن من الخاسرین کا سبب دلیلین ترجیح اسی قول کی ہیں چھٹے یہ کہ جب
 کھانا درخت ممنوع کا موافق قول صحیح کے معصیت ہو یا پس حضرت آدم علیہ السلام سے
 گناہ کا ہونا لازم آیا اور یہ خلاف قاعدہ عصمت انبیاء کے ہے لیکن مفسرین نے جواب
 اس شبہہ کا ایسا کہا کہ یہ گناہ ان سے نبوت سے پہلے ہوا تھا اس واسطے کہ مرتبہ نبوت
 کا بعد اترنے کے زمین میں حاصل ہوا لیکن یہ جواب قوی نہیں اس واسطے کہ مرتبہ نبوت
 کا انکو بجز پیدائش کے حاصل تھا اور دلیل اسکی تعلیم کرنا اسما کا بلا واسطہ اور حکم کرنا اور
 واسطے سجدہ ان کے کے اور سجدہ کرنا تمام فرشتوں کا واسطے غیر نبی کے بہت بعید ہے

تفسیر قرآنی
 آدمی کی شفقت میں
 خدا کا نہ ہونے سے
 توبہ کا نہ ہونے سے
 ایسی فساد اور
 فوجی صفات کو
 نائب بنانے میں
 کیا مصلحت ہے اگر
 اسے عبادت مطلوب
 ہے تو ہم لوگ نہی
 پانی بیان کر سکتے
 ہو جو یہی ہیں اور
 ہم لوگ نہی کی
 فتح کے واسطے
 کی بھی ایسا نہیں
 ہے اسکی بوجواب
 باری تعالیٰ نے
 ارشاد فرمایا
 اسکی مصلحت خوب
 معلوم ہے ہم نہیں

اور بطور انی اور ابو اسحق اور ابن ابی شیبہ نے ابو ذر سے روایت کی ہے کہ قلت یا رسول اللہ
 روایت آدم کہ کان نبیا قال نعم کان نبیا رسولاً کلمہ اللہ قبل قال یا آدم اسکن انت و زوجک
 یعنی کہ اس نے خبر دی کہ آدم تھے بنی فرمایا مان تھے بنی اور رسول اللہ نے اسے کلام کیا اور کہا
 واسطے اسکے آدم رہ تو آدم بنی تیری بہشت میں اور یہی ہے شعب الایمان میں حضرت
 حسن بصری فرمے روایت کی ہے کہ قال موسیٰ رب کیف یستطیع آدم ان یؤدی شکمہ ما صنعتہ
 خلقہ بیدلک ونفخت فیہ من روحک واسکنتہ جنتک وامرت الملائکۃ فحفظوا لہ فقال
 یا موسیٰ علم ان ذلک منی فحفظ فی علیہ فکان ذلک شکمہ لما صنعت ایلہ
 یعنی کہ موسیٰ نے اسے رب میرے کھڑے کھاتے رکھے آدم کہ ادا کرے شکم میں چیز کا کہ کیا تو نے
 ساتھ اسکے پیدا کیا تو نے اسکو ساتھ ساتھ اپنے کے اور بھونکی تو نے اس میں روح اپنی ادا کیا تو نے
 اسکو اپنی بہشت میں اور حکم کیا تو نے فرشتوں کو کہ اسکو سجود کیا انھوں نے اسکو پس فرمایا اللہ نے
 اسے موسیٰ جانا آدم نے کہ یہ سب باتیں میری طرف سے ہیں پس حمد کی اسے میری ہی ہو شکم
 چیز کا کہ کی مینے ساتھ اسکے اور اس واسطے اکثر متحقیق اس طرف گئے ہیں کہ ہمارا ہونا اس گناہ کا
 حضرت آدم سے بطریق ذلت کے تھا اور معنی ذلت کے یہ ہیں کہ کوئی شخص اس پر مباح کا یا بندگی کا
 ارادہ کرے اور بسبب غفلت اور بے احتیاطی کے اس پر مباح یا مستحب میں اس سے خلاف
 شرع کوئی امر ظہور میں آوے پس صورت اس عمل کی صورت گناہ کی ہے اور حقیقت میں عتیا مباح ہے حضرت
 آدم علیہ السلام کو بسبب قہر کھانے ابلیس کے اور قہر و غریب اسکی کے ایسا معلوم ہوا کہ جبکہ
 اس درخت کے کھانے سے واسطے خلافت زمین کے منع فرمایا ہو اور اگر اس درخت سے کچھ
 کھا لوں گا تو در بڑا مرتبہ خلافت زمین کی سے زیادہ مجکو حاصل ہو گا اس واسطے جرات اسکے کھانے
 بر سر کی اور جو وقت لباس در زیور بہشت کا اُنسے چھین گیا تب جا نا کہ یہ سمجھ میری خطا ہے تھی اور کھانا
 درخت ممنوع سے سبب نافرمانی و خلیا خالی کا ہوا اس واسطے تو بے ادب تھا زمین کو شش کی اور
 یہی ہوشان کابل کو گوئی کہ تھوڑے گناہ کو بہت جانتے ہیں اور اوپر ترک اولیٰ یا بی احتیاطی کی
 جنم اور فرغ کرتے ہیں ساتویں یہ کہ سورہ اعراف میں مذکور ہے کہ شیطان نے جس وقت حضرت
 آدم سے سجود کیا بہشت سے انکو فوراً نکال دیا تھا اور حضرت آدم بہشت میں رہتے تھے ورنہ شیطان کی نکرحت

تفسیر

حافظ بن ابی

موسیٰ رسول صلی علیہ

وسلّم علیہ و آلیہ

و سلم علیہ

تفسیر

علی بن ابی

علی بن ابی

علی بن ابی

علی بن ابی

علی بن ابی

علی بن ابی

علی بن ابی

علی بن ابی

علی بن ابی

علی بن ابی

علی بن ابی

علی بن ابی

آدم کے دل میں دوسرے ڈال دیا اور دشت ممنوع کے کھانے پر دیکر کیا جواب اسکا یہ ہے کہ بہتر تفریق آیت
 میں گذر کر کہ سبب طاؤس اور سانپ کے اُس لعین نے سہرا انجام اس کام کا کیا اور اہل اسرار نے
 بیچ تخصیص ان دو جانوروں کے کہ شیطان نے انہیں دونوں کے واسطے کر واسطے یہ کام کیا اسکی یہ
 وجہ لکھی ہے کہ شیطان ہر چند سی اور کوشش کرے گا آدمی کو نیکی کے راستے سے دور ڈالے اور اگر اسی
 کے راستے میں چلاوے مگر یہ طلب ہرگز محال نہیں ہوتا یہی وجہ تک قوت شہوہ اور قوت غضب یہ سبھی اپنے
 قابو میں نہیں کر لیتا ہی اس واسطے کہ یہ دونوں قوتیں آدمی کے نفس پر غالب ہیں اور طاؤس منظر قوت شہوہ
 کا ہے اور سانپ منظر قوت غضب کا جیسا کہ شیطان منظر قوت ہمہ کا ہے اور اکثر تسلط شہوہ تو کنا خارج بدن
 ہے اور تسلط غضب کا داخل بدن سے پس صورت دوسرے شیطان نے اس طرح سے ظہور کیا کہ طاؤس کو
 باہر سے بھیجا اور سانپ کو وسیلہ برکت کی دیوار پر آنے کا کیا تاکہ انا شاہد ہو طرف اسباب کے کہ قوت غضب
 ساتھ مکان روح اور دل کے زیادہ تر نزدیک ہے نسبت قوت شہوہ کے کہ وہ اس سے کہ اہبطوا صیغہ جمع کا
 ہے اور برکت میں سوا ہے حضرت آدم اور اس کے دوسرے قابل نکالنے کے نکالیں چاہئے تھا کہ اہبطوا صیغہ
 صیغہ تنیہ کا فرماتے جواب اسکا یہ ہے کہ اس جگہ خطاب تمام نوع آدمیوں کی واسطے تھا اور یہ دونوں اہل
 نوع کی تھے پس بیچ خطاب ان دونوں کے صیغہ جمع کا لائے تاکہ دلالت کرے اور اسباب کے کہ منظر
 مکانا تمام نوع تمہاری کا ہے اور کچھ مفسرین نے کہا ہے کہ اہلین و در سانپ اور طاؤس بھی اس
 خطاب میں شریک ہیں تو میں یہ کہ اس قصہ میں عجیب عبرت ہے اور بڑی نصیحت ہے یہی آدم کو واسطے
 ہے کہ ہرگز نہ گناہوں کے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے بلیت یا ناظرین بنوا بیتی لافدا و مشاہدا
 لا امر غیہ مشاہدا + فصل الذنوب الى الذنوب و تنجی + ذرک الجنان و نیل الجبال عبادا
 انیت ان الله اخرج آدم + منها الى الدنيا بذنب واحد خلاصان شعرون کا یہ ہے
 کہ اسے شخص انکھین تیری غفلت کی نیند میں بھری ہوئی ہیں اور جو شے لائق دیکھنے کے نہیں
 اسکو دیکھتا ہے تو اور گناہوں کو گناہوں کے ساتھ ملا کر چلا جاتا ہے اور پھر اسیر کھتا ہے کہ درجے برکت
 کے مجاہدین اور ثواب عبادت کرنے والوں کا حاصل ہو آیا بھول گیا تو کہ اللہ تعالیٰ نے نکال یا آدم کہ
 برکت سے طرف دنیا کے بسبب ایک گناہ کے دوسرے یہ کہ ایک بار قلنا اہبطوا فرمایا اور طلب
 اس سے خارج کرنا برکت سے تھا اور وہ معلوم ہوا دوسری بار ذکر کرنے کی کیا حاجت تھی کہ

تفسیر غزالی
 آسمان پر بادین
 تزلزل سے ہر دو گار
 بڑھتی ہے دلاک
 ثوب جاندار کو فرما
 بندہ کو کمال
 میں جو کمال کا فائز
 دون کریمین نماز
 بیٹھے جو اسناد
 جب ہم سب کو خوب
 ہی انکھین تیری برکت
 پاتا تھا دنیا و آخرت
 جوام بنیہ اس
 آیت سے معلوم ہوا
 کہ غیب کا علم اس
 خدا کے لئے تو کبھی
 نہیں ہوتا
 آدم کو اس کے
 گناہوں سے
 علی اللہ

اور وہ بلا نیوالی اپنی ہلائی کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور دیکھے لوگوں پر نشا اور
 نہیں ہیں وہ نشہ میں ہے پر عذاب الہی کا سخت ہے نیکف تنقون ان کفر قریباً یجمل الولدان
 شیباً یعنی پھر کو نکرو پچو گے اگر نکرو ہو گئے اُس دن جو کڑا لے لڑکو نکو بوڑھا یعنی اتنا بڑا دن ہوگا
 کہ لڑکے بوڑھے ہو جاویں گے اگرچہ وہ ان جیسے ہیں ویسے ہی رہیں گے یوہ یجمل اللہ الیہ سل فیقول
 ماذا جئتم یعنی جس دن اگرچہ کفار رسولوں کو پھر کے کا تم کو کیا جواب یا فلنشل الذین ارسل
 الیہم ولننشلن المی سلان یعنی پس اسہنے پوچھیں گے ہم ان سے جتنے پاس رسول بھیجے تھے
 اور البتہ پوچھیں گے رسولوں سے بلکہ اکثر علما نے لکھا ہے کہ اہل بہشت کو بعد داخل ہونے بہشت
 کے بھی خوف جلال الہی اور عظمت اُسکی کا بانی رہے گا جواب اس کا یہ ہے کہ خوف اور وزن
 آخرت میں نہوگا اور اتباع ہدایت کا دم واپسین تک موجب بشارت اجمالی کا ہونا ہے اس
 طرح ہر کہ ہر معاملہ میں آسمانی اونکے ساتھ کیجا دیگی اور اپنے مطلوبوں اور مردوں کو نہیں گے جیسا کہ
 دوسری آیت میں مذکور ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ
 ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ الی کنتم وعدون یعنی جن جنوں نے کہا رب ہما
 اللہ ہے پھر اسی پر ٹھہرے ہے انہیں اترنے میں فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اور اس
 بہشت کی جگہ کا تمکو وعدہ تھا اور لاحق ہو نا خوف عام کا آخرت میں واسطے دہشت سختیوں قیامت
 کے ہوگا اور قیامت کی دہشت ایسی ہوگی کہ بسبب اسے جو کہ بشارت اجمالی حاصل ہوئی تھی
 وہ بھی فراموش ہو جائیگی لیکن ہر گاہ کہ وہ خوف ربیع الزوال ہو گیا کہ خوف نہیں ہے الا یخلفوا
 الفزع الا کلب وتلقیہم الملائکۃ لکھذا یوہو الذی کنتم وعدون یعنی زخم ہوگا انکو اس بڑی
 گھبراہٹ میں اور لینے آویگئے انکو فرشتے آج دن تھا اور جس کا تم سے وعدہ تھا اور دہشت
 جلال الہی کے تئیں خوف نہکونا چاہئے اور نہ وہ موجب غم اور اندوہ کا ہو پس باقی رہنا دہشت
 جلال الہی کا بہشت کے اندر مافی فی فی خوف کے نہیں اور کیا اچھا ہو وہ کہ کہا گیا نظم ببلہ
 برگ گئے خوشترنگ و درمقارداشت ہا فاندان برگ و نوا خوش ناہا سے زارداشت پگفتش در
 عین وصل ہا بن نالہ و فریاد جیت ہا گفت ارا جلوہ معشوق براہین کارداشت ہا اور اس واسطے
 اہل تدقیق نے کہا ہے کہ خوف کو جو وقت ساتھ لفظ علی کے متعال کرتے ہیں معنی الہ او چتر کے اُمین

تفسیر خلیلی

علم اسرار

نشین کا علم

چادر بیکار

رہبر بیکار

چند نکتہ نام نہ

سلم صمد

گر کھڑا نہ علم

نواز نہ تار تاج

تفسیر اور

کا نام نہ

سینہ کی

تاریکی

تاریکی

رب اپنے کو کہ آیا جگو خون نہیں بچا تھی ہوں میں اسکو پس بکارا الدنۃ اسکو البتہ خون جاری
 کرونگا تیرا اور اولاد تیری کا اور سب متفرک کرونگا میں واسطے تیرے کفارہ اور پاک کرنا گناہا
 سے اور صحاح ستہ میں ساتھ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے آن حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے منقول ہے کہ لی لا یسوا سرائیل لم یختار اللہ ولولہ لاجلہ لعمین انش زکھا الذہن
 یعنی اگر نہ ہوتے بنی اسرائیل نہ سڑتا گوشت اور اگر نہ ہوتی حواء نہ خیانت کرتی کوئی عورت خاوند
 اپنے کی تمام وقت اور بیعتی لئے دلائل النبوة میں اور خطیب نے بیچ تاریخ کے ساتھ روایت ابن
 عمرؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضلت
 علی آدم مخلصین کان شیطانا مسلما وشیطانہ کافرا وازواجی عنانی علی دینی ووزوجہ عنانہ علی
 خطیثہ + یعنی فضیلت دیا گیا میں اور آدم کے ساتھ دو فضیلتوں کے ہو گیا شیطان میں اسما
 اور شیطان اسکا کافر اور عورتیں میری مددگار میری بین اور دین میرے کے اور عورت اسکی
 مددگار نہ ہوتی اور پر خطا اسکی کے اور بچہ لائے بھی ہو کہ جگہ اُسے حضرت آدم کی موافق اکثر روایتوں
 کے زمین ہے ملک ہند میں سے کہ انکو و جہا کہتے ہیں اور حاکم اور بیہقی ساتھ روایت ابن عباس
 کے لاسے ہیں کہ حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہر کچھ جانتے ہو تم کہ زمین ہند
 کی خوشبو ناک اور زمینوں سے سوا سب ہی اور قسم قسم کی خوشبوئیں جیسا کہ خود اور جو ز اور قریفل
 خاص اسی زمین کے ساتھ کیوں ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ جب حضرت آدم اس زمین میں اترے
 بہشت کے درختوں کے پتے انکے بدن پر تھے ہوانے ان پتوں کو منتشر کر دیا جس درخت پر کہ کوئی
 پتہ ان پتوں میں چھپا اور اس درخت سے چٹ گیا خوشبو اس میں پیدا ہو گئی اور حضرت
 حوا موافق اکثر روایتوں کے جہہ میں گرے اور ہائیں بیچ بگل مہسان کے کہ کئی کو س بصرہ
 ہے اور سائب اس جگہ کہ اصفہان بالفعل آباد ہے جب حضرت آدم کو واسطے توبہ کس حج خانہ کعبہ
 فرمایا اور درج سے فارس ہوئے تو حضرت حوا کے ساتھ ملاقات ہوئی اور تولد اور ناسل جاری
 ہوا اور انھیں میں سے یہ ہے کہ جب حضرت آدم کو بہشت سے زمین پر چھانو تیس قسم کے ہوئے بہشت
 کے ہر اہ انکے کو دیئے کہ وہ زمین میں تھے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی
 کہ اہبط آدم ثلاثین صفا من فاکہ الجنة منها ما یوکل داخلہ وخارجہ ومنها ما یوکل

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

داخلہ و بطرح خاکہ و منہا ما یؤکل خارجہ و بطرح داخلہ یعنی اُتارے گئے آدم ساتھ تیس قوموں کے
 یسوعون جنت کے سے بعضے اُن میں سے دیکھے کہ کھایا جانا ہی اندر اُنکا اور باہر اُنکا بھی اور بعضے
 اُنمیں سے وہ ہیں کہ کھایا جانا ہی اندر اُنکا اور کھینکا جانا ہی باہر اُن کا اور بعضے انمیں سے وہ ہیں
 کہ کھایا جانا ہی باہر اُنکا اور کھینکا جانا ہی اندر اُنکا اور بعضی روایتوں میں نہیں بھی اُن یسوعون
 کی آئی ہے کہ عجم و اترتج اور موزان میں سے تھا اور بعضی ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس
 سے اور ابن عساکر نے تاریخ اپنی میں ساتھ سند صحیح کے سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم آدم اھبط بالھند ومعہ السندان والکلبتان والمطرقۃ
 اھبطت حامیجۃ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم اُتارے گئے ہند میں اور
 ہمراہ اُنکے تین اور ازلو مار کے تھے یعنی اہرن اور جس سے لوہے کو کپڑے ہیں اور تھوڑا اور اتھاری
 گئی خواججہ کے اور ساتھ روایت ابن جریج کے وارد ہوا ہے کہ حجر اسود بھی ہمراہ حضرت آدم
 کے بہشت سے آیا ہو اور عصا موسیٰ علیہ السلام کا بھی ہمراہ اُنکے بہشت سے آیا اور وہ عصا اس کے
 درخت کا تھا کہ یہ بھی بہشت کے درختوں میں سے تھا طول اسکا دس گز کا تھا موافق قد حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حج خانہ کعبہ کا دیکھا حجاز اسود کو اوپر پہاڑ ابو قیس
 کے رکھا اور وہ پتھر اندھیری راتوں میں چاند کی مانند چمکتا تھا جہاں تک شمع اشکی پڑی حد
 کی مقدار ہو گئی اور طرانی اور ابو نعیم اور ابن عساکر ساتھ روایت ابو ہریرہ کے لائے ہیں کہ جب
 حضرت آدم بہشت سے نکل کر زمین پر پڑے تو کمال وحشت اُنکو تھی حضرت جبریل نے اُکر آواز بلند کر
 آذان کی جب کہ اس کلمہ پہنچے کہ اشھدان محمد رسول اللہ حضرت آدم کو بسبب سننے اس نام کے
 انس اور اطمینان حاصل ہوا اور وحشت دور ہوئی اور انھیں میں سے یہ ہو کہ ابن حاتم نے روایت
 کی ہے کہ حضرت آدم نے وقت آتھنیکہ دنیا میں بہشت سے دونوں ہاتھ اوپر دو نوزانو اپنی کے رکھے تھے
 اور سر پناہ میان دونوں کے رکھ کر شرمندہ مکی مانند گردن نیچے ڈالی تھی اور بلا پس اپنے دونوں ہاتھوں
 کی انگلیوں کو بچہ بنا کر اُن دونوں کو اپنی کو کھ پر رکھا تھا اور سر پناہ آسمان کی طرف بلند کر کے شکل حریت
 ندون کے کہ تکبر ہوئے ہیں نیچے اُترا تھا اور ابن ابی شیبہ نے بیچ مضیف اپنے کے معین ہلال کو
 روایت کی ہے کہ کھ پناہ تھی گاہ پر کھنا نماز میں اسی سبب سے مکر وہ ہو کہ ہمیں چہ وقت زمین کے آئیکے

تفسیر عربی
 کیا ہو گیا تھا کہ
 علم کی بدولت
 آدم اُنمیں سے
 جنت کے اورد
 کھنا بہشت
 باوجود فرشتوں
 ہوتی آدم کو
 فرشتوں کی
 شرف پہاڑ اور
 شرف کی کڑوا
 شرف کلام فرشتوں
 کو ان کے آگے
 جھکنا ہی تو پڑا
 شیطان نے انہیں
 کیا تو ہمیں سر
 لئے اس کو
 جھکا دیا
 وارڈ خود انہیں

اسی شکل پر آیا تھا اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم بہشت میں تھے
 بہرہ اُنکے تخم طرح کے تھے لیکن حضرت آدم بعد اُترنے کے اُن تخمون کو بسبب غم اور الم گناہ
 کے اور توبہ کے فکر میں بھول گئے کہ کون کون سے درخت کے تھے ایسے اُن وقت میں فرصت پاکر
 ملاحظہ کیا اُن تخمون پر پہنچا یا جس تخم کو ملاحظہ کرنا لگانے نہ صفت ہو گیا اور سمیت پیدا ہو گئی اور جو اُسکے
 سے محفوظ رہا نہ صفت اُسکی برقرار رہی اور انھیں مین سے یہ کہ حضرت آدم کو بہشت میں کبھی حاجت
 بر لانی نہ ہوئی تھی جب زمین پر آئے اول اول یہ وہ بھی لکھا یا اور اُنکو حاجت پا خانہ کی شکم میں معلوم
 ہوئی نہایت حیران ہوئے بائیں دائیں دوڑتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ کیونکر یہ حاجت دفع
 ہووے بہرین آئے اور اُنکو طریق قضا حاجت کا تعلیم کیا جب آپنے برازمین بدبو سو گئی گریہ و زاری
 اپنے غالب ہوئی ستردن اسی غم میں رستے کذا رواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب البکاء عن
 اصیال المؤمنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ واخرج ابن عساکر من طریق جعفر بن
 محمد عن ابیہ عن جدہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لما خلق الدنیا لم یخلق
 فیہا ذہبا ولا فضة فلما اھبط آدم وحواء انزل معہما ذہبا وفضة فسلکہما یابعا فی
 الارض منفعة لا ولادھما من بعد لھما یعنی جیسا کہ روایت کیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا نے
 بیچ کتاب بکا کے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اور نکالا جو ابن عساکر نے طریق
 جعفر بن محمد سے کہ روایت کی اُس نے باب اپنے سے اور باب اُس کے لئے دادے اُس کے سے
 کہ کہا اُس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ سے ہر گاہ پیدا کیا دنیا کو
 پیدا کیا تھا اُس میں ہونا اور نہ چاندی پس ہر گاہ کہ اُنارے گئے آدم اور حوا اُنارے ساتھ آئے ہونا چاند
 پس جاری کئے اُسکے چشمے زمین میں واسطے اولاد ان دو لوگوں کے بعد اُنکے ہونے اور دینی نے سند
 فریوس میں ساتھ روایت انس بن مالک کے آنحضرت سے نقل کیا ہے کہ اول من حاک ادر
 یعنی پہلے پہلے کام بننے کا حضرت آدم نے شروع کیا اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی
 ہے اور ابن عساکر نے بھی کہ کان ادم حرا تا یعنی حضرت آدم شغل مساتھ کھیتی کرتے اور حرا
 اپنی اسی پیشے سے حاصل کرتے تھے اور حضرت نوح علی نبیا وعلیہ السلام ہر بھی قید اور گرفت
 اور یس علیہ السلام درزی اور حضرت ہود اور حضرت سلارح دولہ تجارت کرتے تھے اور حضرت

ترجمہ تفسیر عزیزی
 ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم بہشت میں تھے
 بہرہ اُنکے تخم طرح کے تھے لیکن حضرت آدم بعد اُترنے کے اُن تخمون کو بسبب غم اور الم گناہ
 کے اور توبہ کے فکر میں بھول گئے کہ کون کون سے درخت کے تھے ایسے اُن وقت میں فرصت پاکر
 ملاحظہ کیا اُن تخمون پر پہنچا یا جس تخم کو ملاحظہ کرنا لگانے نہ صفت ہو گیا اور سمیت پیدا ہو گئی اور جو اُسکے
 سے محفوظ رہا نہ صفت اُسکی برقرار رہی اور انھیں مین سے یہ کہ حضرت آدم کو بہشت میں کبھی حاجت
 بر لانی نہ ہوئی تھی جب زمین پر آئے اول اول یہ وہ بھی لکھا یا اور اُنکو حاجت پا خانہ کی شکم میں معلوم
 ہوئی نہایت حیران ہوئے بائیں دائیں دوڑتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ کیونکر یہ حاجت دفع
 ہووے بہرین آئے اور اُنکو طریق قضا حاجت کا تعلیم کیا جب آپنے برازمین بدبو سو گئی گریہ و زاری
 اپنے غالب ہوئی ستردن اسی غم میں رستے کذا رواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب البکاء عن
 اصیال المؤمنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ واخرج ابن عساکر من طریق جعفر بن
 محمد عن ابیہ عن جدہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لما خلق الدنیا لم یخلق
 فیہا ذہبا ولا فضة فلما اھبط آدم وحواء انزل معہما ذہبا وفضة فسلکہما یابعا فی
 الارض منفعة لا ولادھما من بعد لھما یعنی جیسا کہ روایت کیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا نے
 بیچ کتاب بکا کے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اور نکالا جو ابن عساکر نے طریق
 جعفر بن محمد سے کہ روایت کی اُس نے باب اپنے سے اور باب اُس کے لئے دادے اُس کے سے
 کہ کہا اُس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ سے ہر گاہ پیدا کیا دنیا کو
 پیدا کیا تھا اُس میں ہونا اور نہ چاندی پس ہر گاہ کہ اُنارے گئے آدم اور حوا اُنارے ساتھ آئے ہونا چاند
 پس جاری کئے اُسکے چشمے زمین میں واسطے اولاد ان دو لوگوں کے بعد اُنکے ہونے اور دینی نے سند
 فریوس میں ساتھ روایت انس بن مالک کے آنحضرت سے نقل کیا ہے کہ اول من حاک ادر
 یعنی پہلے پہلے کام بننے کا حضرت آدم نے شروع کیا اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی
 ہے اور ابن عساکر نے بھی کہ کان ادم حرا تا یعنی حضرت آدم شغل مساتھ کھیتی کرتے اور حرا
 اپنی اسی پیشے سے حاصل کرتے تھے اور حضرت نوح علی نبیا وعلیہ السلام ہر بھی قید اور گرفت
 اور یس علیہ السلام درزی اور حضرت ہود اور حضرت سلارح دولہ تجارت کرتے تھے اور حضرت

تفسیر خلیلی

انہم الذین یزکیہ
بجہای گناہ و بیگناہ
پس اسی مرد درست
ہو جائے خالی سے
اسکو کفر و منکرات
ہٹا کر بے گناہ بنائے
گو وہ ظالمین
عبادت کرتا رہے
اصل یعنی آخر
پس میں لوگو
نیچے گیا اور خدا
کا ایک ہی حکم
ماننے سے کافر
ہو گیا ہر کام میں
اعتقاد رکھنے کا جو
خدا کا حکم دے
ہر کام میں خاتمہ
نیز کرے

ابراہیم بھی زراعت کرتے تھے اور حضرت شعیب علیہ السلام صاحب مویشی کے تھے اور اولاد
مویشی کی سے اور دودھ سے اور پنچم آنکی سے معاش اپنی کرتے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام
کرتے تھے اور حضرت موسیٰ نے جندرت بکریاں چرائیں اور حضرت داؤد زہ بنایا کرتے تھے
اور حضرت سلیمان علیہ السلام خواص تھے اور خواص وہ ہے کہ درخت کے پتوں سے کوئی چیز
بنے مثل زنبیل اور بلوکیے اور پتھریے کے اور باوجود اسکے کہ انکو بادشاہت تمام زمین کی تھی
سو اسب ہاتھ اپنے کے نہیں کھاتے تھے اور ہم مہینے میں نودن روزہ رکھتے تھے تین روز اول
چاند کے اور تین روز درمیان سے اور تین اخیر چاند کے اور باوجود اس زندہ کے انکے تین قوت
بشری اس مرتبہ کی تھی کہ سات سو کیرک اور تین سو عورتیں منکوحہ انکے گھر میں تھیں اور حضرت
عیسیٰ سراج کرتے تھے اور کسی طرح کا پیشہ نہیں کرتے تھے اور کسی چیز کو نفع و جنس سے کل کو واسطے ذخیرہ نہ کرتے تھے اور
تھے تھے کہ جسے کھانا چاشت کا محبو کھلا یا جو ہی کھانا شام کا بھی کھلا یا بگا اور جو کھانا شام کا کھلا تا جو کھانا شام
کا بھی کھلا یا بگا اور باوجود اس تمام سیر اور سفر کے تمام رات جاگتے اور دن کو روزہ رکھتے اور حضرت محمد رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشہ جہاد کا تھا حق تعالیٰ نے آخر عمر میں رزق انکا نیچے سبایہ نیزہ انکے کے کیا
تھا اور ان سب میں سے یہ جو کہ جب حضرت آدم علیہ السلام مقبول التوبہ ہوئے حضرت جبریل
علیہ السلام آئے اور پکارا کہ اے جانور زمین کے حق تعالیٰ نے تمہارے اوپر خلیفہ کو بھیجا ہے
پس اطاعت اور فرمانبرداری اس کی کرو جانوروں دریا کے لئے سلا بنا اٹھایا اور اطاعت و
فرمانبرداری ظاہر کی اور جانور جنگل کے تمام گردا گرد حضرت آدم کے اگر کھڑے ہوئے حضرت
آدم علیہ السلام ہر جانور کو آگے اپنے بلاتے تھے اور اوپر سر اور پیٹھ اس کی کے ہاتھ پھیر لے
تھے جو جانور جنگل کا پاس حضرت آدم علیہ السلام کے آیا اور ہاتھ انکا اس جانور پر پٹ پٹا دیا
اور خانگی ہوا کہ معاش اس کی آدمیوں میں ہے جیسا کہ گھوڑا اور اونٹ اور بیل اور کبوتر
اور گٹا اور بلی اور جس کسی نے اپنے تئیں کھچا ہوا رکھا اور پاس حضرت آدم علیہ السلام
کے آیا اور برکت ہاتھ انکے کی پناہی دشمنی را کہ بنی آدم سے نفرت کرتا ہے جیسا نیل گاؤ
اور گور خور ہرن اور سواے اسکے اور ان میں سے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے
بعد توبہ کے جناب الہی میں عرض کی کہ بار خدا یا یہ بندہ تیرا کہ اے الیس ہے درمیان میرے

اور اس کے عداوت تکمیل ہوئی اگر تو اعانت میری اور اولاد میری کی نکرے تو مجھ کو قدرت مقابلہ
 اُسکے کی ہنسی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اولاد تیری میں سے پیدا ہو گا اُسکے ساتھ ایک
 فرشتہ اپنے فرشتوں میں سے مقرر کرینگے تا اس کو دوسرا دشمن کے سے منع کرے حضرت
 آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ بارخدا یا اس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہوں میں حتیٰ تک
 نے فرمایا کہ دروازہ توبہ کا واسطے اولاد تیری کے کھلا ہوا رکھیں گے جب تک کہ روح بدن
 میں ہے تو مقبول ہر حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اب تجھ کو کفایت ہوئی جب ابلیس نے یہ
 معاملہ معلوم کیا ساتھ کمال تضرع اور زاری کے جناب الہی میں عرض کی کہ بارخدا یا اس بند
 اپنے کی کہ دشمن میرا ہے اسقدر اعانت کی اب کس طرح مجھ کو قدرت اس کے بہکانے پر
 ہوگی میری بھی مدد فرما حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمراہ ہر ایک شخص کے اُسکی اولاد میں سے تیرا
 بھی ایک فرزند پیدا ہو گا کہ تمام جہل کے گمراہ کرنے میں مصروف رہیگا ابلیس نے عرض کی
 کہ بارخدا یا اس سے بھی زیادہ مدد اپنی چاہتا ہوں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو اور اولاد تیری
 کو ایسی قدرت دی کہ خون کی جگہ رگ اور پوست بنی آدم میں چلین اور سینہ اور دلون
 اُسکے میں اپنا گھر بنالین ابلیس نے عرض کی کہ اس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہوں حق
 تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ کو قدرت دی کہ اوپر شخص کے بنی آدم سے تمام فوج اور لشکر اپنا
 خواہ سوار خواہ پیادہ جمع کرے تو اوپر ہر طرف سے اوپر اُسکے ہجوم کرے اور بیچ مالون اور
 اولاد اُنکی کے شریک ہووے تو کذا رفاہ ابن ابی الدنیا فی مکاتل الشیطان وابن المنذر
 ابن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یعنی جیسا کہ روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے بیچ مکاتل
 الشیطان کے اور ابن المنذر نے روایت کیا جابر بن عبداللہ سے اور انھیں میں سے یہ ہے
 کہ امام احمد اور بیہقی نے سلمان فارسی سے اور ابن عساکر نے حضرت حسن بصری رضی اللہ
 عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم کو بعد توبہ کے وحی ہوئی کہ چار باتوں کو یاد رکھ
 اور ہر ایک کو اپنی اولاد میں سے پہنچا ایک اُن چار میں سے حق میرا ذمہ تیرے ہے اور
 دوسرا حق تیرا جو میرے ہر ایک پر اسکا کہ درمیان میرے اور درمیان تیرے ہر ایک پر اسکا کہ درمیان تیرے
 اور درمیان خلق کے ہر ایک پر حق میرا ذمہ تیرے پس یہ کہ میری عبادت کرے اور ساتھ میرے کسی کو ترک نہ کرے

تفسیر

مکملہ سیرت

ارکب جی جندہ

جی آدم

سے کافر ہو گیا

جندہ

نار پر کھڑا

ہو گا جو دخل

پاک ہی کے جو

سے کافر بن

اور ایک عجیب

نہیں بلکہ سب

نار و نحدون

سے رسول اللہ

وہاں سے کسی ملے ملا کرے

فیہ تفسیر

(م) اور زبان پر
جان و فکر غار
چھوٹی آست لکھو
دین خدا کی
نازنی ایسی میری
پیر نہ کہ شیطانایک ہی نافرمان
کو لایا گیا کہ
پھر اٹھ نہ سکا جلا
ان بندوں کی
حال ہو گا جو
نیکان شیطانی
بزار نیکوں کے
مقابلہ میں ایک
اور گناہ اس

اور جو کہ حق تیرا میرے دہے یہ ہو کہ تیری عمل کی جزا تمام و کمال تجھ کو پہنچاؤں اور کسی طرح کا ظلم اور نقصان اس جزا میں نہ کروں اور جو معاملہ کہ درمیان میرے اور تیرے جاری ہو میں یہ ہے کہ تیری طرف سے سوال اور دعا اور میری طرف سے قبولیت اور عطا اور جو معاملہ کہ درمیان تیرے اور درمیان خلق کے ہو پس وہ یہ ہو کہ جو چیز اپنے اوپر نہ پسند کرے تو دوسروں کے اور پر بھی پسند کرے اور جو چیز چاہے تو کہ آدمی میرے ساتھ کوئن تو بھی دیا سہا آدمیوں کے ساتھ کر اور انھیں میں سے یہ ہو کہ خطیب اور ابن عباس کہنے انس بن مالک سے مروی روایت کی ہو کہ حضرت آدم نے آخر عین جبکہ اولاد اور اولاد کی اولاد انکی کی چالیس ہزار کو نوبت پہنچی خاموشی اختیار کی اور ظلت کلام کیا التزام کیا اس واسطے تمام اولاد انکی پاس جمع ہوئی اور عرض کی کہ ابے باپ ہمارے تمھارے بچے ہیں کیا ہے کہ ہمارے ساتھ کلام نہیں کرتے ہو اگر ہم سے پرست تمھارے کچھ قصید اور گناہ صاف اور ہوا ہو انکی اطلاع کرو تاکہ ہم تو اس سے کریں حضرت آدم نے اس وقت میں کلام کیا اور کہا اے آدمیوں میرے حق تعالیٰ نے مجھ کو بسبب شامت گناہ میرے بشت سے نکال کر زمین پر ڈالا اور تمام عمر میری اسی تپ و تاب میں گزری کہ ساتھ کسی حیاء کے اپنے تئیں پھر اسی مکان میں پہنچاؤں اس وقت مجھ کو وحی آئی کہ اقل الکلام حتیٰ توجع الی جوارئ یعنی باتیں کم کر تاکہ چھ پر طرف ہسا گئی میرے بچے اور ابن صلاح نے بیچ الہی اپنی کے محمد بن نصیر سے روایت کی ہو کہ حضرت آدم سے خطاب اسی میں عرض کی کہ بار خدایا میں چاہتا ہوں کہ تمام دم عمر میری کے تیری حمد و تسبیح میں گذریں لیکن تو نے کھیتی اور حرفت میں ایسا مشغول کیا کہ اس سے فرصت نہیں پس مجھ کو ایسی چیز تعلیم کر کہ تسبیح اور حمد تمام خلق کی اسمیں جمع ہو حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ وقت جمع اور شام کے ان کلموں کو تین بار کہہ الحمد للہ رب العالمین صلا یوافی نعمہ و یکافی من یدک منہ اس واسطے کہ یہ کلمے شامل سب قسم کی حمد اور تسبیح کو ہیں اور ان کو تسبیح نے قنوادہ سے روایت کی ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تمام عمر عیشہ کا پانی پیاز میں کا پانی ہرگز نہ پیا اور ابن ابی شیبہ نے کعب احبار سے روایت کی ہو کہ اول روپیہ اور اشرفی حضرت آدم نے بنایا تھا اور سونے اور چاندی کو پیڑ کی قیمت میں رواج دیا اور ابن سعد اور حاکم اور دوسرے محدثین نے ابی بن کعب سے اور انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ جب دفات حضرت آدم کی نزدیک

پہنچی اس وقت خواہش بہشت کے میوے کھانے کی غالب ہوئی خود سب سخت اور نہولے قوت کے حرکت نہیں کر سکتے تھے بیٹوں اپنوں کو کہا کہ جاؤ تم اور میرے واسطے خدا سے میوے بہشت کے مانگو اور اس وقت بن آدمیوں کی عادت یہ تھی کہ جو مطلب خدا سے مانگتے تھے کچھ منظمی کی زمین پر آتے تھے اور وہاں دعا کرتے تھے حاجت روا ہو جاتی تھی حضرت آدمؑ کے بیٹے اس قصد پر نکلے حضرت جبریلؑ اور اور فرشتے اُن سے بل گئے اور مطلب دریافت کیا انھوں نے حضرت آدمؑ کی فرمائش کا حال بیان کیا فرشتوں نے کہا کہ ہمراہ ہمارے پھر لاؤ کہم خود بخود مطلب تمھارا لائے ہیں جیسا پاس حضرت آدمؑ علیہ السلام کے پچھنے حضرت حواموت کے فرشتوں کو دیکھو ڈرین اور حضرت آدمؑ کے پاس کو ہونے لگیں حضرت آدمؑ نے انکو ترش روئی سے کہا کہ اس وقت میں مجھ سے دور ہو کہ کچھ بگاڑنا چاہتا ہوں سب سے پہنچا میرے درمیان میں اور درمیان بھیجے ہوں پروردگار میرے کے حال مت ہو فرشتوں نے حضرت آدمؑ علیہ السلام کی روح قبض کی اور کہا کالے بیٹو آدمؑ کے دیکھو تم کہ ہم ساتھ باپ تمھارے کے کیا کرتے ہیں ویسے ہی تم بھی اپنے مردوں کے ساتھ کرتے ہو حضرت جبریلؑ خود کعبہ بہشت کی خوشبوؤں سے مانند گرگج کے اور کفن بہشت کے کپڑوں سے اور میر کے پتے بہشت کی بیرون میں سے لائے اور حضرت آدمؑ علیہ السلام کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور وضو ملا اور لجا سکے انکو اٹھا کر کعبہ میں لیگئے اور اوپر انکے نماز پڑھی اور متصل مسجد خیف کے دفن کیا اور دار فطنی نے بیچ سنن ابنی کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جو کہ صلی جبریل علی آدم و ابن علیہ انبعا صلی جبریل بالملئکہ یومئذ فی مسجد الخیف واحدا من قبل القبلة ولحد له وقم فابہ یعنی حضرت جبریلؑ نے اوپر جنازہ حضرت آدمؑ علیہ السلام کے امام ہو کر نماز پڑھی اور چائے میرین کو بہن اسلام چیم مسجد خیف کے اور بدن انکا قبلہ کی طرف سے قبر میں لائے اور قبر انکی بنی کی اور بعد دفن کرنے کے قبر انکی کو ڈھلوان کوٹان اوٹ کی شکل پر بنایا اور ابن عباسؓ نے ابی بن کعبؓ سے مروی روایت کی کہ جو کہ واسطے حضرت آدمؑ علیہ السلام کے قبر بنی بنائی اور باعتبار عدد و طاق کے انکو غسل دیا اور ابن عساکر عطاء خراسانی سے لایا کہ حضرت حوا علیہا السلام نے سات روز تک پر حضرت آدمؑ کو ماتم رکھا اور گریہ اور زاری کرتی تھیں اور ابوالشیخ اور ابن عدی اور ابن عساکر نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ کوئی آدمی اہل بہشت سے نہو گا مگر کہ اُس کو اس جگہ اوس کے نام کیساتھ

تفسیر

مرد کے ایک

بن ہشام

جسی تہا

فرشتہ کا آدم

خود را خاک

کعبہ سے خواب

سوا کے

سیکوجہ

سرا طم

ی مکتا ہا آدم

ان کے

و فی حلق

الحنی و کعبہ

منہا

فرمایا کہ جس جگہ اب کعبہ ہے ایک گھر تیار کرو مانند بیت المعمور کے کہ آسمان میں کعبہ فرشتوں کا ہو
 اور گرد اسکے طواف کرو جیسا کہ فرشتے گرد بیت المعمور کے طواف کرتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام
 جیسا کہ فرشتوں کو انھوں نے طواف کرتے ہوئے دیکھا تھا اسی طرح طواف خانہ کعبہ کا کرتے تھے اور نماز
 اسکی طرف پڑھتے تھے جیسا کہ فرشتے بیت المعمور کی طرف پڑھتے تھے روایت کیا اسکو طبرانی نے
 عبد اللہ بن عمرؓ نے اویسیؓ نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم
 نے ہندوستان کی زمین سے چالیس حج پیادہ پاکئے ہیں اور خجلہ اُن چیزوں کے یہ ہے کہ حج بخاری
 اور مسلم اور یاقی صحیح ستہ میں اہل اس فقہ کا ذکر ہے اویسیؓ نے اسما و صفات میں اور واحدی نے
 کتاب الشریعہ میں اور ابو داؤد نے ایسا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمران الخطابیؓ کہا ہے کہ آنحضرتؐ نے
 ارشاد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الہی میں عرض کی کہ بار خدایا حضرت آدم سے میری
 ملاقات کرو اے تاکہ اُن سے دریافت کروں کہ انھوں نے ہمکو اور اپنے متین بہشت سے کس طرح
 نکلوایا اور محنت اور بلاؤں میں دنیا کے اندر چھنسا یا تعالیٰ نے انکو اُن سے ملوایا حضرت موسیٰ
 نے بطور اعتراض کے حضرت آدمؑ سے کہا کہ تم ہی آدم ہو کہ حق تعالیٰ نے روح خاص اپنی تمھارے
 اندر ڈالی اور ہر چیز کے نام تمکو سکھلا دئے اور فرشتوں سے تمکو سجدہ کر دیا اور بہشت اپنی میں
 تمھاری سکونت مقرر کی حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اُن میں ہی آدم ہوں حضرت موسیٰ
 نے کہا کہ پس کیا سبب ہو کہ بہشت سے تم نکلے اور ہمکو بھی نکالا اور زمین پر پڑے حضرت آدمؑ نے
 جب یہ اعتراض سنا اُسے فرمایا تو کون ہو انھوں نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں حضرت آدمؑ نے کہا وہی
 موسیٰ ہے کہ خدا کیساتھ تونے باتیں کیں ہیں اور مجھکو پیغمبر مقرر کیا ہے اور ربہ مناجات کا
 مجھکو عطا کیا اور تورات عنایت کی حضرت موسیٰ نے کہا کہ اُن میں وہی موسیٰ ہوں حضرت آدمؑ نے
 کہا پس سچ کہہ کہ تورات میری پیدائش سے کتنی مدت پہلے لکھی گئی تھی حضرت موسیٰ نے کہا کہ دو
 ہزار برس پہلے تم سے لکھی گئی تھی پھر حضرت آدمؑ نے کہا کہ آیا تورات میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ
 و عصی آدم یہ یا نہیں یعنی نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی حضرت موسیٰ نے کہا کہ البتہ موجود ہے
 حضرت آدمؑ نے کہا پس کس واسطے مجھکو ملاست کرتا ہو اور اس امر کے کہ میری پیدائش سے دو ہزار
 برس پہلے اسکو لکھ دیا اور منکر دیا آنحضرتؐ نے بعد نقل کرتے اس فقہ کے فرمایا کہ حضرت آدمؑ

تفسیر

و جی طرح کہاتے

ہجرت انکا پورا

طاف و تفتخ زمین

سکون و تاج

اور بیت کے ہر

دستور کی آب

و جی کا لطف

جدا گاہ سے اور

او کی ہر عمارت

اور درجے اور

نہ کی بلندی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے دونوں

پہننے کے دونوں

سب کی ہر کوئی

اور جان جان

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

چاہو ہوا اور

کہ پھر باورداشتن شہر و شہرہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس قسم کے اعتراض بہت پہنچا کہ اپنی کمال کی بات سے کہتے تھے کہ پھر نقصان
 کی بات اُن کے حق میں نہ تھی تھوڑا اُن کے حضرت خضر کے قصہ میں تین باتوں کا اتفاق پڑا تھا چنانچہ
 وہ حکایتیں سورہ کہف کے آخر میں مذکور ہیں والہ اعلم اذ جبکہ ان باتوں سے فراغت ہوئے
 یعنی اثبات نبوت کا بسبب عاجز ہوئے کفار کے بدلے سفل قرآن کے سے پھر یاد دلانا حال میں کہ
 باوجود ثابت ہونے خلافت حضرت آدم کے نص میرے سے اور عاجز ہونے تمام فرشتوں کے و ہر حضرت
 آدم کے بیان کرنے نام چیزوں کے سے فرمانبرداری اُسے قبول کی اور انکار اور تکبر کیا پھر یاد دلانا اُسے ہمارا
 کہ حضرت آدم اور اولاد اُن کی سے بعد قبول ہونے توبہ اُن کی گئے زمین میں لیا تھا بعد اسکے یہ بھی ضرور
 ہوا کہ بنی اسرائیل کو وہ عہد بھی یاد دلانے چاہئیں کہ اُن کے باپ دادوں نے خدا سے کہے تھے اور گئی
 کہنی وجہ سے ضرورت ہوئی کہ بنی اسرائیل تمام آدمیوں سے ممتاز تھے نبیوں کے پہچاننے میں یہ
 لوگ نیز بنی علامتیں خوب جانتے تھے بسبب اسکے کہ حضرت یعقوب سے حضرت عیسیٰ تک چاہے ہر نبی ان
 میں سے ہوتے تھے چنانچہ ہر نبی بادشاہ بنی صورت میں گذرے ہیں جیسے کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان
 اور بعض علموں اور شاہنحوں کی صورت میں جیسے کہ حضرت ذکریا اور حضرت یحییٰ اور بعض وزراء اور
 مشیران ملک کی صورت میں جیسے کہ حضرت ثعلیٰ اور بعض زاہدون اور راہبوں کی صورت میں جیسے کہ
 حضرت یونس پس ان باتوں سے اُن کو چاہئے کہ نبوت کو نہ صرف ایک وضع اور ایک شکل میں سمجھیں بلکہ یہ بات
 جانیں کہ دنیا کئی وضع پر ہوتے ہیں اور غیر آخر الزمان پر بھی بنی برحق سمجھا ایمان لاویں اور فرمانبرداری
 تاکہ اُن کے ایمان لانے سے اور لوگ بھی کہ جنگ و شاخت وغیرہ کی نہیں ہو اس بنی پر ایمان لاویں اور برحق
 سمجھیں اور سوا اسکے اُن کے پاس کتب الہی موجود ہیں اور سوا اسکے اور دلیلین بھی ہیں کہ اُن سے برحق ہوا
 اس نبی کا معلوم ہوتا ہے اور جو بوقت کہ مدعی اور مدعا علیہ حکم میں حاضر ہوں اور نوبت اداسے شہادت کی
 پہنچے تو گواہوں کے ذمہ گواہی دینی فرض ہوتی ہے پس فرقہ بنی اسرائیل تمام آدمیوں کے درمیان سے
 ایسے ہیں جیسے کہ دفتر کے متصدی ہوتے ہیں کہ ہر شخص کی خدمت اور عہدہ اور صحت اور قسم اُن کے سے وقف
 ہوتے ہیں اور ان کی بات مستبر ہوتی ہے اور گواہی مقبول ہوتی ہے اگر ایسے لوگ حاجت کے وقت حق بات
 ظاہر کریں تو دہال جن کی گاؤں کو آدمیوں سے بھی سرزد ہوا ان کی گردن پر ثابت ہوتا ہے اور اُن کے سکوت کو کہنے
 سے ناواقف کو بھی شک پڑتا ہے اور گمان کرتے ہیں کہ اگر یہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہوتا تو یہ آدمی کلام

تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

حال خوب معلوم ہوا اسکے سچے ہونیکی گواہی دیتے (دوسری وجہ یہ کہ اگرچہ حضرت آدم سے لیکر ہر ایک
تک بیشمار آدمی ہوئے ہیں لیکن ہر وقت بعضے اشخاص انہیں سے منتخب ہوتے رہے ہیں
اول حضرت نوح کیوقت میں کہ تمام آدمی شرک اور بت پرستی میں مبتلا ہو گئے تھے اور اسقدر عقائد
باطل انکے محکم ہو گئے تھے کہ قریب ہزار سال کے حضرت نوح انکو سمجھاتے رہے لیکن درستی پر
نہ آئے اللہ تعالیٰ نے سبکو قتل کر کے خلافت و ولایت حضرت نوح کو باقی رکھا اور ان سے منتخب کیا
دوسرے حضرت ابراہیم کیوقت میں کہ پریش سار و زمین تمام آدمی گرفتار تھے اور پابند اسباب کے بند
ہو گئے تھے کہ سبب حقیقی سے بالکل غافل ہو گئے تھے حضرت ابراہیم کے تابعدار و نوکر خفا تھے متنازع
اور واسطے انکے طریق خاص حدیکہ عتقہ اور غسل جنابت کا اور اور قسم کی طہارتیں بدنی اور چرخانہ کعبہ اور
قریبانی حیوانات کی اور حقیقہ اولاد کا اور اور زمین اور عادیین کہ ہر حال میں التکلیف متوجہ ہیں بنی علی کا
میں بھی اور اولاد میں بھی متوجہ فرماؤں پھر حضرت موسیٰ کیوقت میں بنی اسرائیل کو کہ حضرت ابراہیم کی اولاد
میں سے تھے منتخب کیا اور انکو دفر وراپنا بنایا تاکہ کتابوں الہی اور احکام الہی کے محافظ بنیں اور وحی
کے فرشتوں کی بھی انہیں پر آمد رفت رہی اور پیغمبر بھی اسی گروہ میں سے ہوتے رہے بعد اسکے انحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے عہد میں یہ عنایت طرف فرقہ قریش کے بنی امیہ میں سے کہ یہ بھی حضرت ابراہیم کی اولاد
میں ہیں متوجہ ہوئی اور انکو منتخب کیا لیکن انتقال اس منصب کا بنی اسرائیل کو ہیث شاق ہوا اور
رگ حسد انکی نے جنبش کی پس لازم ہوا کہ اول بنی اسرائیل کو انکے عیوب پر مطلع کیا جاوے تاکہ انکو بھی
اور اور انکو یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس گروہ کی استعداد بالکل جاتی نہی اور لایق اس منصب کے
نہ ہے تاکہ ظاہر بنوئی نظریں یہ امر بلاوجہ سمجھا جاوے بلکہ حکمت کی راہ سے جانیں تیسری وجہ یہ
کہ جب تک انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے اکثر مناظرہ اور گفتگو قریش کیسا تھے
بہت تھی اس واسطے کہ اس جگہ سوائے اس گروہ کے اور کوئی نہیں رہتا تھا اور جو بوقت مدینہ کی طرف
ہجرت فرمائی اکثر صحبت اور گفتگو بنی اسرائیل سے ہوتی اور تمام عرب اسی امر کے منتظر تھے اس واسطے کہ
بنی اسرائیل کو اہل کتاب اور واقف ان امور کے جانتے تھے اور جو بوقت بنی اسرائیل اس خیمہ سے پھرتے
اور تابعداری قبول نہی اس مکان اسباب کا ہوا کہ اور آدمیوں کے دل میں شبہ اور شک جاوے اس شبہ
کے رفع کرنے واسطے بنی اسرائیل کی پہلی پھلی باری ہو گیا بیان ہوا تاکہ لوگوں کے نزدیک قول و فعل انکے کا

[illegible]

اعتبار نہ ہے اور یہ لوگ قابل استدلال کے نہیں چوتھی وجہ یہ ہے کہ تمام گروہوں میں سے بنی اسرائیل کو بڑا فخر تھا کہ ہم میں سے پیغمبر ہوتے چلے آئے ہیں اور جو کوئی فخر لب لباب داد و ناپسند کے کر کے انکو چاہیے کہ ازل اپنے نفس کو منوارے و برائیان ظاہری اور باطنی انکی دور کرے تاکہ موافق اس قول کے کہ ازل دمر لایہ دلیل صحت نسب ان فخر انکے کی پائی جاوے والا حال کھانا دعوے اسکے کا ہو گا اور غرض دینی زبان سے الزام کھا دیا اس واسطے پہلے تمام آدمیوں کو خطاب فرمایا کہ یا ایہا الناس اعلموا اور جو نعمتیں کہ عام سب کے واسطے تعین جیسی کہ بیدائش زمین اور آسمان سے لیکر پیدائش حضرت آدم علیہ السلام تک اور داخل کرنا انکا بہشت میں اور خلیفہ کرنا انکا زمین میں یاد دلاتین بعد اسکے خاص خطاب بنی اسرائیل کو کیا اور جو نعمتیں کہ حاصل نیک بزرگوں کو عطا کی تھیں اور انھوں نے ناشکری کی اور اپنی وضع اور طور بدل ڈالے سب باتیں یاد دلاتین جیسے کہ فرماتے ہیں یا بنی اسرائیل یعنی اسے بیٹو یعقوب کے کہ وہ بیٹا اسحاق کا اور اسحاق بیٹا ابرہیم کا اور اسیریل نام حضرت یعقوب کا اور یعنی اسرا کے عبرانی زبان میں بندہ کے ہیں اور اسیریل یعنی اللہ کے بچہ ہیں حتیٰ اس کلمہ کے عبداللہ ہو اور عبد بن حمید نے ابو جریس سے روایت کی ہے کہ اصل نام انکا کہ حضرت اسحاق نے رکھا تھا یعقوب تھا اور اس کے کہ حضرت یعقوب اور حضرت عیص ایک جبل سے دونو پیدا ہوئے تھے حضرت عیص اول پیدا ہوئے اور حضرت یعقوب چھپے اس واسطے حضرت اسحاق نے نام انکا یعقوب رکھا کہ عیص کے غضب میں پیدا ہوئے اور معنی یعقوب کے عبرانی زبان میں چھپے آنے والے ہیں اور یہی نام انکا باقی رہا کہ قریب جولانی کے پہنچے ایک ن حضرت اسحاق خلوت خانہ میں تھے اور انکو خلوت خانہ کے رواز پر بٹھلایا تاکہ کوئی نا محرم خانہ وقت میں اندر نہ جائے اور مناجات الہی میں تشویش نہ ڈالے دفعہ ایک فرشتہ مقرب فرشتوں میں سے آئی کی صورت بنکر حضرت اسحاق کی زیارت کیواسطے آیا اور چاکا کہ خلوت خانہ میں جاوے انھوں نے اس کے ساتھ دست دپائی کی اور اس نے دنیا یہاں تک کہ حضرت اسحاق اندر سے نکلے اور جب یہ حال دیکھا کہ فرشتہ سے متاثر ہو کر ہے ہیں انھوں نے فرشتہ سے عذر کیا اُس فرشتہ نے حضرت یعقوب کو بہت سراہا اور آفرین کی کہ حق خدمت کا ایسا ہی بجالانا چاہیے اور حضرت اسحاق سے کہا کہ اس فرزند کا کھتا ہے نام کیا ہے انھوں نے کہا یعقوب فرشتہ نے کہا کہ میری طرف سے نام اس فرزند کا اسرائیل رکھو اس واسطے کہ ہماری زبان میں اسرا کے معنی بزرگ پروردگار کے ہیں اور اسیریل بمعنی خدا کے اور یہ فرزند تھا رام و خدا کا ہے

۱۰۰

تحت

پیشہ ورانہ

جنگل و جنگلی

جہانگیر

الحمد لله

تاریخ نویسی

پیشانی

فہرست

الحمد لله رب العالمين

کتابخانه

اسکاتلینڈ

ری دس سہ ماہی

سید احمد علی



جیو میڈیکل سوسائٹی

نبوت تیری اولاد میں جاری رکھے بعد کتنی دیر کے حضرت عیصؑ آئے اور انھوں نے دعا کر والی چاہی
 حضرت اسحاقؑ نے فرمایا کہ اس وقت خاص میں پیشتر تو آیا تھا اور میں نے دعا کر دی ہے حضرت عیصؑ نے اٹھا
 مجھ کو نہیں بعد کتنی کر نیکی معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اگر برکت دعا آج کی کی لیکن حضرت
 اسحاقؑ نے واسطے حضرت عیصؑ علیہ السلام کی دعا دوسری فرمائی کہ حق تعالیٰ تیری نسل سے باورنا
 کرتا رہے گا اور جب حضرت اسحاقؑ علیہ السلام کی وفات نزدیک پہنچی دونوں بیٹوں اپنے کو وصیتیں فرمائیں
 لیکن بھرا اور سجادہ حوالہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے کیا اس سبب حضرت عیصؑ کو حضرت یعقوبؑ سے
 کدورت خاطر کی ہو گئی تھی بعد انتقال حضرت اسحاقؑ کے تمام مال پر حضرت عیصؑ تصرف ہوے
 اور آدمیوں کا جوع انہیں کی طرف ہوا اور حضرت یعقوبؑ فقیر اور بیاہ رہے حضرت یعقوبؑ کی ماں نے
 جب حال اس وضع پر دیکھا حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا کہ اس جگہ بود و باش تمھاری مناسب
 نہیں بھائی میرا کہ نام اسکا لایا ہے اس کے پاس جاؤ اس کے گھر میں کئی لڑکیاں ہیں اور آدمی والدہ
 ہے ایک لڑکی کا نکاح تمھارے ساتھ کر دیا اور تم کو معاش کی طرف سے فراغت حاصل ہوگی جب
 حضرت یعقوب علیہ السلام لایا ان کے یعنی اپنے ماموں کے پاس پہنچے وہ ان کے آنے سے بہت خوش
 ہوا اور حال انکی والدہ اور ان کے بھائی کا دریافت کیا تمام حقیقت انھوں نے بیان کی لایا ان
 کے کہا کہ برس لوگی بھائی کی سے اندیشہ مت کر کہ تو فرزند میرا ہے اور تمام امور اپنے گھر کے لئے
 حوالہ کئے اور بڑی بیٹی اپنی سے شادی انکی کر دی چار بیٹے اس لڑکی سے پیدا ہوئے وہیں
 اور سمعان اور لاوی اور یہوذا بعد اس کے وہ لڑکی فوت ہوئی لایا ان نے اپنی دوسری لڑکی کا
 ان کے ساتھ نکاح کر دیا اُسے بھی دو بیٹے پیدا ہوئے اور یہ بھی مگر کین لایا ان نے تیسری لڑکی کا
 ان کے ساتھ نکاح کر دیا دو بیٹے اور ایک لڑکی اُسے پیدا ہوئی اور وہ بھی مگر کین لایا ان نے
 چوتھی لڑکی اپنی کہ اسکا حمل نام تھا ان کے ساتھ اسکا بھی نکاح کر دیا اور یہی لڑکی والدہ حضرت
 یوسف علیہ السلام اور بنیامین کی تھی اور اس وقت میں عمر حضرت یعقوب علیہ السلام کی چالیس برس کو
 پہنچی تھی اور طرف ان کے وحی آئی کہ ہمے مجھ کو بغیر کیا اور کنعان کی طرف جا اور وہاں کے آدمیوں کو
 دین آبا اور اجداد اپنے کا لقمہ لڑکھوں یہ حقیقت لایا ان سے کہی لایا ان عجدہ شکر کا بجالایا اور کہا
 ہر چند کہ جدائی تیری اور جدائی لڑکی کی میرے اوپر بہت شاق ہے لیکن رضامندی خدا کی

تفسیر
 اس لیے بانی
 آدمی کو عین
 حرام نہیں ہے
 جبکہ ہر گز
 اپنے کسی گھن
 میں پیچیدگی
 سے نکلے گا
 تب تک چین
 باغی کے خلاف
 ہر گز ایک
 جہانے دشمن
 بھانے سے بیک
 جا کرتے ہیں اور
 مردان خدا جو
 شفقت و مہربانی
 کے ساتھ سمجھا
 ہے آسانی کتاب
 بھیجی آئی
 مردانِ خدا

سلسلے کا اور جیسا کرنا بارہ چھوٹا ایک پتھر سے اور چھوٹا پتھر و نکاس فرقہ میں پڑے پڑے اور تارنا
 کتابوں کا بھی زبان میں اور ان کے خاندان میں اور حمایت انکی ہر وقت دشمنوں سے اور خبردار کر دینا ان کو تب سے
 اور غفلت میں نہ چھوڑنا اور پھر پھر ان کی خدمت کا واسطہ ہدایت انکی کے اور نیتیں ان کے نعمتوں میں جو ہیں کہ غالب
 انہیں کو واسطے ہیں اور کسی فرقے کے تئیں بنی آدم میں سے اس قسم کے خوارق عادت کرتے اور اس قسم کی
 تفسیر میں نصیحتیں اور تعلیمیں اللہ کی جناب سے عطا نہیں ہوئیں پس گویا رب زمینین سے اس فرقے
 کو امتیاز تمام دیا اور ہر چیز کے اکثر نعمتیں اور بزرگوں اور باب دادوں ان کے کی تھیں لیکن جو نعمت کہ با
 دادوں کے اور یہ ہوتی ہر بیٹوں کے حق میں بالاولیٰ ہوتی ہر واسطے کہ اگر وہ نعمتیں نہ ہوتیں پس انکی ہر
 نہوتی اور بیشہ پیدا نہوتے اور یہ بھی ہو کہ بیٹوں کو بسبب سے باپ دادوں کے نعمتیں عمدہ ان کے حق میں اللہ جل
 کی طرف سے عنایت ہوتی ہیں اور ہر ہوتا ہوا یہ بھی ہو کہ جو وقت بیٹے یہ جانیں کہ ہمارے باپ دادوں کو
 یہ نعمتیں طفیل بچا لائے حکم الہی کے اور صبر کر نیکی اور پختہ ہوئے اور درگزر دانی کو نہ کفر سے محال ہوئیں
 ان کو بھی محبت ہوگی کہ ہم بھی طریقہ باپ دادوں کا اختیار کریں اور یہ امر مقرر ہو کہ ہر ایک بیٹے کی جبلت
 اتباع طریقہ باپ اپنے کا ہوتا ہو پس یاد کرنا ان نعمتوں کا کہ باپ دادوں ان کے کو عطا ہوتی تھیں ان کو بھی
 طمع ان نعمتوں کی میں ڈالتا ہو اور یہ طمع ظاہر نہ کرے محض محنت حکم الہی کی سے اور توڑے عمدہ کے سرخ کر گئی اور
 اس واسطے کہا ہو کہ انسان عبید الاحسان اویج یاد دلائے ان نعمتوں کے فائدے دوسرے بھی منظور ہیں
 ایک فائدہ یہ ہو کہ بیان کرنا بغیر علیہ السلام کا ان نعمتوں کو دلیل نبوت ان کے کی ہے کہ بغیر مطالعہ کتاب
 کے اور محالطت اہل کتاب کے ان قصوں کو بیان کرتا ہو اور یہ بھی فائدہ ہے کہ جہتہ الثمتین بہت
 ہوتی ہیں نافرمانی منعم کی سے اور گناہ سے زیادہ تر خوف اور ہیبت ہوتی ہو اور برائی مخالفت کی
 معلوم ہوتی ہو اور کم درجہ یہ ہے کہ جیسا کہ فی مخالفت منعم کی ہی ہر عاقل کی جبلت میں ہے اور سب
 فائدے جو وہ معاوان دعا کے ہیں کہ وہ ثابت کرنا نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اصلاح کرنا فرقے
 بنی اسرائیل کا ہر اور بھی یہ نعمتیں باعث بڑائی اور بزرگی کا ہیں جیسا کہ بزرگی حضرت آدم کی بسبب
 سجدہ فرشتوں اور سکونت بہشت کے محال ہوتی تھی مگر بزرگی حضرت آدم کی میں بسبب نے گناہ
 کے کہ میںو ایک نشت منعمی کا کھالیا تھا داخل آگیا انکی بزرگیو نہو بھی اگر ان سے کفران نعمت کا ہوگا
 دور ہونیوالی سمجھا چاہیے اور قطع نظر اس سے کہ یاد کرنا ان نعمتوں کا باعث مخالفت چھوڑ دینا ہونے

تفسیر علی
 اجتازت سب کی
 کیلئے ایک کتب
 الدنویۃ انکی توبہ
 قبول فرمائی بیٹے
 اللہ اور سعادت
 کو حاصل والا و نہایت
 ہی بہرمان ہے
 وقت بیٹے اس خطا
 کے بعد عیب آدم
 شرمندہ ہوسکتے
 تو غلطی نہی نہا
 یہ دعا سکھائی کہ ہو
 اسے ہمارے رب
 ہے اسی ماہ و پیر
 بڑائی کا حکم کیا اگر نہ
 ہو کہ غشیا اور
 ہر آدم نافرمان کا
 توبہ کی ہم لوگ
 ہر سال کا لین

پس ایمان ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور توفیق اور تائید ان کی بمقتضائے اس عہد کے بنی اسرائیل کے ذمہ واجب ہوئی اور مذکور اس عہد کا سورہ مائدہ کے اول میں ہے دوسرا عہد کہ خاص واسطے اتباع بنی امی کے لیا ہے اور مذکور اس کا سورہ اعراف میں ہے تیسرا وہ عہد کہ تمام انبیاء سابقین سے واسطے تائید اور تصدیق پچھلے نبیوں کے لیا ہوا اور ہم گاہ بنی اسرائیل کے گروہ میں بہت نبی گذرے ہیں اور بنی اسرائیل اپنے تئیں ان نبیوں کی امت میں گنتے ہیں پس وہ کرات و مرات ان کے اوپر لازم الوفا ہوا اور مذکور اس عہد کا چوتھ واسطہ سورہ آل عمران کے ہے چوتھا عہد کہ علی العموم آدم کی اولاد سے لیا ہے جیسا کہ اس جگہ مذکور ہوا یا سب ملما سے لیا ہے جیسا کہ آخر سورہ آل عمران میں مذکور ہے یہ عہد بھی بنی اسرائیل کے فرقہ پر کہ اپنے تئیں حضرت آدم کی اولاد میں سے اور عالم کے گروہ سے گنتے ہیں لازم الوفا ہوا پس اس جگہ بنی اسرائیل سے پورا کرنا ان چاروں عہدوں کا طلب کیا گیا اولاً اس تقریب کے دفا کرنا عہد کا تقاضا جبلت انسانی کا ہے اگر اس میں قصور کر دے تو انسانیت کے دائرہ سے خارج کئے جا دے گا اور ثانیاً اس طرح سے کہ ہر عہد کے مقابلہ میں سینے بھی عہد دیا ہے اگر کوئی طرح پورا کرنے ان عہدوں میں سے ہو پس طریقہ اس کے حاصل کرنے کا پورا کرنا عہد کا ہے پس گویا ایسا ارشاد ہوا کہ دفا کرنا عہد کا جو پھر دی اور سن پروری اپنی سے نہ روا طریقہ اور معاملہ سوداگری کا پھڑپھڑو کہ اس طرف سے کچھ دینا اور اس طرف سے دس گنا لینا ہے اور اگر تمہارے لین میں یہ بات آوے کہ منفعہ نہ نکال کرنا اگرچہ بہت ہوں اس وقت خوب ہونا ہے کہ خوف ضرر کا نہ ہوا ورنہ ہم کو ان عہدوں کے پورا کرنے میں بہت ضرر معلوم ہوئے ہیں ایک ضرر یہ کہ مرتبہ اور ریاست ہماری برہم ہو جاوے اور یہ بھی ضرر ہے کہ نذر اور نیازیں اور فتنے اور تحفے کہ ہم مذہب ہمارے سے حکموں میں ایک حکم موقوف ہو جاوے اور یہ بھی ضرر ہے کہ اگر توبہ اور بخیل کے احکام ہم موقوف کر دیں معاملہ ثلوث ستانی کا کہ ہم کرتے ہیں بالکل بند ہو جاوے اس واسطے کہ در صورت فرسخ ہونے ان دولتوں کا بون کے کوئی ہم سے ان احکام کو کہ ان میں منہج ہیں دریافت نہ کیا آوے بھی ضرر ہے کہ ناخوشی قوم اور قبیلہ اور قراچی ہم سے ہوگی اور جدائی اور ترک کرنا تمام امور و کردار نہ داروں کی کہ بسبب قومیت کے اور قربت کے ہے خصوصاً میں آوگی اور اسی کی مانند اور ضرر بھی ہیں پس ہم پورا کرنے ان عہدوں کے اگرچہ سخت ہیں ان بڑے نقصانوں سے خوف کرتے ہیں اور عامل کا کام یہی ہے کہ جس چیز میں بھی ہوا ضرر بھی ہو اس سے بچے ہم کہتے ہیں

منہ

سید محمد علی

پیشکش

مفتی محمد رفیع

سید محمد علی

میں نے

مجلس

پروپوزیشن

۱۳۳۳

میداد

537/1747

میں نے اسے دیکھا ہے۔

1/15/20

[Signature]

سید احمد علی

10/10/1941

ان عہدوں کے پورا کرنے میں تھوڑے تھوڑے نقصان کا اندیشہ کرتی ہوئیں چاہیے کہ جو مضرتیں نہ پورا
 کرنے عہد میں ہیں کہ وہ ہزاروں درجہ ان مضرتوں سے زیادہ ہیں اندیشہ کو واسطے کہ بیچ صورت
 بیوفائی کے ہم تم سے ناخوش ہونگے اور ناخوشی ہماری وبال بنیاد اور آخرت کا ہی پسراں ان دونوں میں
 مضرتوں کو آپس میں بلانے کے درمیان میں تفاوت آسمان اور زمین کا ہی بلکہ دنیا کی مضرتوں کا
 نہ تو کو اس میں میری ضمانندی ہو سکتی ہے وَاَيُّاكَ فَاَذْهَبُوْنَ یعنی ناخوشی میری سے البتہ ڈرو اور اس
 کہ وہ فتنیں دنیا کی انکے عوض میں نہیں ہو سکتی ہیں جیسا کہ کہا ہے بیت لَکُمُ شَيْءٌ اِذَا فَاذَقْتُمُوْهُ
 عوض + ولیس لله ان فاذا ذوقتموه اس جگہ جانا چاہیے کہ سنی بہت کے لغت عرب میں ڈرنا ہر
 تقصیر کرنے سے کسی کے حق ادا کرنے میں اور یہ ڈرنا عذاب اُسکے سے ہر اور یہ نصیب اہل ظاہر
 کا ہی یا ڈرنا جلال اُسکے سے ہر اور وہ لائق اہل دل کے ہر اور خوف پہلا زائل ہو سکتا ہے اور خوف
 وہ سزا زائل نہیں ہو سکتا ہے یعنی خوف جلال اُسکے کا ہر وقت موجود رہتا ہے اور اسی واسطے وہ ایسی
 فاذهبوا فرمایا یعنی اس کلام میں خوف اپنے جلال کا بیان کیا اور اس طرح لکھا کہ دامن عقاب فاذهبوا
 یعنی اور عذاب میرے سے ڈرو اور یہ بھی جانا چاہیے کہ اہل کتاب پہلے سے ساتھ ریاست اور جو
 خلائق کے مالوف تھے اور مذہب اور نیازین اور تحفے آدمیوں سے علم اور تعلیم کے حیلہ سے لیتے تھے
 ترک کرنا اُس دین کا اُن کے اوپر بہت شاق تھا پس صبر اور اس مشقت کے اور متابعت کرنی انہیں
 آخر الزمان کی کہ اُن سے دفع میں آدمی سبب زیادتی ثواب کا ہے اللہ کے نزدیک اور اسی واسطے
 بیچ حق مومنین اہل کتاب کے سورہ قصص میں ارشاد ہوا کہ وَلَئِنْکَ یُؤْتِیَنَّکَ اِجْرًا مِّمَّنْ یَّدْعُ
 یعنی یہ لوگ دے جاویں گے اجر اپنا دو بار سبب صبر اُنکے کے اور سمجھیں میں ساتھ روایت ابو موسیٰ
 اشعریؓ کے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں شخصوں کو ثواب دے گا جنہاں آئی
 سے عطا ہو گا اول جو کوئی کہ اہل کتاب میں سے اسلام کے ساتھ مشرف ہو دوسرا وہ شخص کہ
 نوڈی مدخول اپنی کو آزاد کر کے پھر اپنے نکاح میں لاوے تیسرا وہ غلام کہ بندگی خدا کی بھی
 بجالا دے اور اپنے مولیٰ کی خدمت میں بھی قصور نہ کرے پس فرقہ بنی اسرائیل کو جیسا کہ پہچاننا بعد از
 نبی آخر الزمان کے مشقت بہت کھینچنی پڑے گی ایسی ہی توقع ثواب کی بھی زیادہ رکھنی چاہیے **مصرع**
 بہم مشیر عنایت دہم مشیر عنایت مشقت کو نظر میں لانا اور بڑی بڑی مسفحون او فاکدان حشمت و جلال

میں
 سبب جو فتنہ ہوا
 دامن سے فتنہ
 نہیں ہے اور اس
 اس کا اگر تو جو
 کوئی عوض
 فتنہ
 حق ہے حق
 ہم دین کی فکر
 خوف خدا
 ملک و دولت
 ہم کو
 سبب نہ تمام
 پھر دین میں
 جیسا کہ پہچاننا
 تمام ریاست
 راہ کی خبر
 تو کوئی میری
 بنائی اور میری
 نہ ہو

کہ اور ان کو انکار اعلیٰ ہوتو نکاح نہیں جیسا کہ ان کے لیے کہا ہے عرفتون علینا فی المعالی نفق سنا و
 من خطب الحسناء لم ینقلہ الامم اور اگر تم سے عمدہ لیتا میں کہ ساتھ اس پیغمبر کے ایمان لاؤ
 اور اس کتاب کو پچا جانو پھر بھی تمہارے ذمہ واجب تھا کہ اس کتاب پر ایمان لائے تم اس کو چھو
 جو موافق حق کے ہو البتہ حق ہر اور یہ کام عاقل کا نہیں کہ جس چیز کو حق جانے اور جو چیز اس کے
 ہو اس کا انکار کرے اس واسطے کہ اس صورت میں انکار حق کا لازم آتا ہے پس تم اس پیغمبر کو برحق جانو
 واصلو ایما التورۃ یعنی ایمان لاؤ تم ساتھ اس کتاب کے کہ تاری میں لے اور تم کو یقیناً معلوم ہو کہ
 میری اناری ہوئی ہر اس واسطے کہ مجھ سے اور یہ بھی معلوم ہو کہ سر اس روایت ہر اس واسطے کہ مصلحت کا
 کیا معاذ یعنی موافق ہے اس چیز کے کہ ہر اہم تھا ہے یعنی تورت اور انجیل اور زبور اور موافق ہے ہر
 صحیفوں پہلے نبیوں کے بیچ اعتقادات اور صفات اور احوال ملائکہ کے اور نبیوں کے قصو میں اور
 اور دفع کے ذریعہ اور توحید اور عبادت کے امین اور کبار کی سخی میں آجس چیز میں ان کو
 کتابوں اپنی کہ جانتے ہو یہی نسخ ہونا بعض حکموں تورت اور انجیل کا پس اگر تامل کرو یہ بھی دلیل قوت
 کی اور شاہد تصدیق اس کے کی ہر اس واسطے کہ اس کتاب میں جا بجا مذکور ہے کہ دین موسیٰ اور دین عیسیٰ
 کا حق ہر اور احکام تورت اور انجیل کے اپنے وقت میں حق تھے پس ایمان لانا ساتھ قرآن کی تاکید
 کرتا ہر ایمان لانے کو ساتھ تورت اور انجیل کے بیچ احکام منوط ان کے کہ اور ان کتابوں میں جو
 اس پیغمبر کے آنیکی اور اس کتاب کے اثر نیکی بھی موجود ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ بسبب آنے اس پیغمبر کے
 اور انزال ہونے اس کتاب کے تکلیفات شاقہ اور احکام بھاری تم سے رفع ہونگے پس اگر یہ پیغمبر اور یہ کتاب
 ان حکموں کو نسخ نہ کرے تو وعدہ خلائی اللہ تعالیٰ کی متصور ہوگی پس بسبب نسخ کرنے کے تصدیق ان کتابوں
 کی کرتی ہے اور واسطے اسی نکتہ کے مزاحمت اس طرح فرمایا کہ اصنا بالقران وبطل الکتاب بلکہ
 طریق کنایت کا اختیار کیا اس واسطے کہ کنایت میں مبالغہ زیادہ ہوتا ہے میرے اور اس کنایت و علت
 وجوب ایمان کی بھی سمجھی جاتی ہے اور اگر تم کو اس قرآن میں اور اس پیغمبر پر ایمان لائے میں باوجود
 قائم ہونے دلیل عقلی کے اور تم کے عمدہ کے کچھ شبہ باقی ہو تو ایسا نہ کرو کہ پہلے ہی مرتبہ میں ساتھ انکار اور کذب
 کے پیش آؤ بلکہ اپنی کتابوں کی طرف رجوع کرو اور احوال اس قرآن اور اس پیغمبر کا جیسا کہ ان کتابوں میں لکھا
 مطابق کرو کہ شان عقل ان کو بھی ہو و لا تلو فاقول کافوہ یعنی ادرت ہونم اور ان دینوں میں کہ کہید

تفسیر غفری
 بیگناہ غم
 بیخیزان
 جاکر سودان ہم
 شہری اولادی
 ہایت کیلئے انبیا
 سول بھیجا رہے
 جاکر ان کی یاد
 اس میں بیگناہ
 دہ دنیا میں گمراہ
 ہوگا آخرت
 میں بخت رہا
 سطرہ
 اور اس کو بیگناہ
 یعنی بیخیز غم
 ہو جا کر سب
 اند آخست
 کا جلا تہم ہو گا
 (پس) س علق
 (را)

والسنتہ حق پوشی اسکی کوین اسواسطے کہ دوسرے فرقے اہل کتاب کے تابعداری تمھاری کر کے انکار اور
 ٹکڑی کر کے اور بال انکار تمھاری گردن پر پڑے گا اور اسوقت تک کہ مشرکین مکہ اور قریش نے کہ انکار
 اور تکذیب اس پیغمبر کی اور اس قرآن کی ہے دیرہ و دلسنتہ حق پوشی نہیں کی بلکہ سبب جہل و بے
 خبری اپنی کے اور جہالت اور نادانی کے سبب سے پس لایق اس کے نہیں کہ کوئی پیروی اسکی کرے یا نہ
 تمھارے کہ باوجود واقف ہونے احوال اس پیغمبر کے اور اس قرآن کے سے چشم پوشی کر کے حق کو چھپا
 تو حقیقت کفر کی کہ حق پوشی ہر پہلے تم سے وقع میں آئی گی گو کفر حکمی تم سے پہلے بھی اور دن سے نرود
 ہوا اور اس کے کفر اہل کہ کا خاص اسبی قرآن کیسا تمھنھا بلکہ توحید اور محاد اور تمام پیغمبروں اور تمام
 کتابوں اکبر کا انکار تھا اور تم اپنے زعم میں ان سب چیزوں کو حق سمجھ کر خاص سی قرآن کے منکر ہو
 ہو پس تم خاص انکار کرنا والوں قرآن کے اور اول شمار کے جاوے گا اور یہ امر بہت بعید ہے اسواسطے کہ
 جو کچھ اس قرآن کے مذکر توحید اور نبوت اور محاد و خوبی عبادت اور برائی گناہ کی سے ہر کو بیچ اعتقاد
 کر کے پھر انکار کرتے ہو اور یہ دلیل تعصب کی ہے اور مشرکین مکہ چونکہ سب چیزوں کے منکر تھے اگرچہ
 میں ان چیزوں کا ذکر کرنا یقین نہیں اور انکار کیا تھا پیش آہوں چندان بعید نہیں کہ انکار مضمون اس
 کتاب کے سے انکار کیا جا بھی لازم آتا ہے اور اگر تصدیق تمام مضمونوں کتاب کی کر کے پھر انکار کیا
 کر میں تو دلیل تعصب و عناد کی ہے اور اگر کہو تم کہ ہر چند یہ کتاب موافق وعدہ توحید اور انجیل کے
 نازل ہوئی ہو اور آیتیں تورات اور انجیل کی کہ بیچ آنکے وعدہ اس کتاب کا ہی ہمارے پاس ہو جو دین
 لیکن اگر اور پران آیتوں کے عمل کوین ریاست اور مرتبہ ہمارا بالکل فوت ہو جاوے بلکہ کارخانے معاش ہمارے
 کے ہم ہر چھوٹی سے پس اس واسطے اس ضرورت اور عوم بلوے کے ان آیتوں کے اوپر ہم سے عمل نہیں ہو سکتا
 اسواسطے کہ خرچ کے سبب تکلیف ساقط ہوتی ہے جواب ابراہیم پر سب اسواسطے سے کہ دنیا کے ضرور و کثرت
 بڑا سمجھتے ہو اور ان کا خوف کرتے ہو اور ناخوشی ہمارے سے نہیں ڈرتے اور دنیا کے فائدہ کو آیتوں کے عمل کے
 فائدہ سے افضل سمجھتے ہو اور یہ کام نہایت قبیح ہے اور تورت اور انجیل میں مذمت اسکی وارد ہے پس اگر
 ایمان ساتھ تورت اور انجیل کے رکھتے ہو اس کام سے دست بردار ہوو کا تشدد وایا یا آتی
 مِّنَّا قَلِيلًا یعنی اور خیر نہ کر میری آیتوں کے عوض نیکی انھوں کی قیمت کو کہ بہت ثواب ان آیتوں کے
 کوئی شے نہیں اور باوجود اس کے سب فانی ہے اور کوئی عاقل قلیل کو اوپر کر کے اور فانی کو اوپر باقی

تفسیر غیبی
 فالسنتہ حق پوشی
 اسکی کوین اسواسطے کہ
 دوسرے فرقے اہل کتاب کے
 تابعداری تمھاری کر کے
 انکار اور ٹکڑی کر کے
 اور بال انکار تمھاری
 گردن پر پڑے گا اور اسوقت
 تک کہ مشرکین مکہ اور
 قریش نے کہ انکار اور
 تکذیب اس پیغمبر کی اور
 اس قرآن کی ہے دیرہ و
 دلسنتہ حق پوشی نہیں
 کی بلکہ سبب جہل و بے
 خبری اپنی کے اور جہالت
 اور نادانی کے سبب سے
 پس لایق اس کے نہیں کہ
 کوئی پیروی اسکی کرے یا
 نہ تمھارے کہ باوجود
 واقف ہونے احوال اس
 پیغمبر کے اور اس قرآن
 کے سے چشم پوشی کر کے
 حق کو چھپا تو حقیقت
 کفر کی کہ حق پوشی
 ہر پہلے تم سے وقع میں
 آئی گی گو کفر حکمی تم
 سے پہلے بھی اور دن سے
 نرود ہوا اور اس کے کفر
 اہل کہ کا خاص اسبی
 قرآن کیسا تمھنھا بلکہ
 توحید اور محاد اور تمام
 پیغمبروں اور تمام
 کتابوں اکبر کا انکار
 تھا اور تم اپنے زعم میں
 ان سب چیزوں کو حق
 سمجھ کر خاص سی قرآن
 کے منکر ہو ہو پس تم
 خاص انکار کرنا والوں
 قرآن کے اور اول شمار
 کے جاوے گا اور یہ امر
 بہت بعید ہے اسواسطے
 کہ جو کچھ اس قرآن کے
 مذکر توحید اور نبوت
 اور محاد و خوبی عبادت
 اور برائی گناہ کی سے
 ہر کو بیچ اعتقاد کر
 کے پھر انکار کرتے ہو
 اور یہ دلیل تعصب کی
 ہے اور مشرکین مکہ
 چونکہ سب چیزوں کے
 منکر تھے اگرچہ میں
 ان چیزوں کا ذکر کرنا
 یقین نہیں اور انکار
 کیا تھا پیش آہوں
 چندان بعید نہیں کہ
 انکار مضمون اس کتاب
 کے سے انکار کیا جا
 بھی لازم آتا ہے اور
 اگر تصدیق تمام
 مضمونوں کتاب کی کر
 کے پھر انکار کیا کر
 میں تو دلیل تعصب و
 عناد کی ہے اور اگر کہو
 تم کہ ہر چند یہ کتاب
 موافق وعدہ توحید اور
 انجیل کے نازل ہوئی ہو
 اور آیتیں تورات اور
 انجیل کی کہ بیچ آنکے
 وعدہ اس کتاب کا ہی
 ہمارے پاس ہو جو دین
 لیکن اگر اور پران
 آیتوں کے عمل کوین
 ریاست اور مرتبہ ہمارا
 بالکل فوت ہو جاوے
 بلکہ کارخانے معاش
 ہمارے کے ہم ہر چھوٹی
 سے پس اس واسطے اس
 ضرورت اور عوم بلوے
 کے ان آیتوں کے اوپر
 ہم سے عمل نہیں ہو
 سکتا اسواسطے کہ
 خرچ کے سبب تکلیف
 ساقط ہوتی ہے جواب
 ابراہیم پر سب اسواسطے
 سے کہ دنیا کے ضرور و
 کثرت بڑا سمجھتے ہو
 اور ان کا خوف کرتے
 ہو اور ناخوشی ہمارے
 سے نہیں ڈرتے اور دنیا
 کے فائدہ کو آیتوں کے
 عمل کے فائدہ سے افضل
 سمجھتے ہو اور یہ کام
 نہایت قبیح ہے اور
 تورت اور انجیل میں
 مذمت اسکی وارد ہے
 پس اگر ایمان ساتھ
 تورت اور انجیل کے
 رکھتے ہو اس کام سے
 دست بردار ہوو کا
 تشدد وایا یا آتی
 مِّنَّا قَلِيلًا یعنی
 اور خیر نہ کر میری
 آیتوں کے عوض نیکی
 انھوں کی قیمت کو کہ
 بہت ثواب ان آیتوں کے
 کوئی شے نہیں اور
 باوجود اس کے سب
 فانی ہے اور کوئی
 عاقل قلیل کو اوپر
 کر کے اور فانی کو
 اوپر باقی

کے تبرج نہیں دینا ہو واپائی فائقون یعنی اور ناشی میری سے چاہئے کہ پر سیز کرو تم اور میرے
اور ریاست کے چلے جانے سے اندیشہ نہ کرو اس واسطے کہ عوض اسکا شکوہ بید خوشنودی میری کے
حاصل ہو سکتا ہے اور میری خوشنودی سے ریاست اور مرتبہ بدل نہیں ہو سکتا ہے باقی اس جگہ یہ کہ ان
طلبہ وہ یہ کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہیں کہ نہ خریدو تم ہلے آیتوں میری کے قیمت تھوڑی پس خریدنا قیمت کا
اسکے کیا سنی ہیں اس واسطے کہ عرفین ربح اس طرح ہے کہ قیمت سے اسباب خریدتے ہیں نہ یہ کہ اسباب
دلوین اور قیمت کو خریدیں پس اگر آیتوں کو متاع ٹھیکہ یا جاوے اس طرح کہنا چاہئے تھا کہ لا بیعوا بالاتی ثمن
قلیل یعنی مت جو قیمت آیتوں ہماری کو ساتھ قیمت تھوڑی کے اور اگر آیتوں کو قیمت مقرر کریں پس اس طرح
کہنا چاہئے کہ ولا تشتروا بالاتی متاعا قلیلا یعنی مت خریدو آیتیں ہماری دیکر متاع تھوڑی
کو اور جو ترکیب کہ آجگہ مذکور ہے جو دونوں ترکیبوں سے علیحدہ ہے وہ یہ کہ کیا ہو جواب اسکا یہ ہے کہ اہل مقصود
بالذات آدمی کو اس واسطے حاصل ہونا فائدہ و آخرت کا ہو کہ بسبب رضا مندی خدا اور فرمانبرداری الہی کے
میسر ہوتے ہیں پس حقیقت میں بیچے گئے فائدے آخرت کے ہیں کہ اہل کتاب آٹکے ہلے میں شرفین
اور تحفے اور ہدیے اور حصے مقرر کئے ہوئے اور کھیتیاں اور میوے اور اعانت اور نصرت اور دوستی
اور قربت کے فائدے لینے تھے اور فائدہ دینا کے مقصود بالذات نہیں ہیں بلکہ یہ وسیلے آخرت کے
حاصل کرنے کے ہیں جیسا کہ کہا ہے الدینا مزرعة الاخرة یعنی دنیا کھیتی آخرت کی ہے پس حقیقت میں دینا اور
جو چیزیں دنیا کی ہیں بجز نقدی کے ہیں کہ قیمت اور چیز دینی جیسے نفع اٹکھا یا جاوے ہو سکتی ہیں اور
خود نافع نہیں ہیں اور ہر گاہ کہ اہل کتاب نے فائدے آخرت کے برابر کر کے ان فائدہ و فتنہ ہموار کو
کہ مقصود بالذات تھے اسکے عوض میں لیا گیا یا انھوں نے معاملہ اٹا کر لیا کہ جس چیز کو دینا تھا اس کو لیا
اور جس چیز کو لینا تھا اس کو دیدیا پس اللہ تعالیٰ نے موافق غلط فہمی انکی کے یہی ترکیب ارشاد فرمائی
کہ ولا تشتروا بالاتی غنما قلیلا گویا اس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ آیتیں میری ایسی نہیں کہ جو
کسی چیز کے حاصل کرنے کا کرتے بلکہ مقصود بالذات انھیں اور اگر اسکے عوض میں کوئی چیز ایسی بھی لینے کہ قابل خرید
کے ہوتی تو بھی صورت معاملہ کی درست ہوتی لیکن تم نے اسکے عوض میں ایسی چیز لی کہ فانی اور پلے جانوالی ہے کہ تم
قیمت کا کتنی ہو اور دینے کے لائق ہو لینے کے لائق نہیں جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیؑ فرمایا ہے میت تذاولع
الناشئ دنیا بربعہ اکل و شرب علیہا و منکوح و منکوحہ کلان فکنت فیہ الی و روت و بول و مطن و مرق و مضجع یہاں

تفہیم
بہار
پیشانی
آئینہ
غفرتی
میرا
ملک

ایمانی فارسی

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں
میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں

میں نے غلام
برقی زبان پر

1

جاننا چاہئے کہ ہر پندہ میں تین ظاہر ہیں نصیحت بنی اسرائیل کی سطر کی لیکن حقیقت میں اس واسطے چند فرق اس میں
 بھی ہے کہ بعض آیتوں انہی کے طور پر ہی قیمت لیتے ہیں اور وہ نعمت عظمیٰ پر یاد کرتے ہیں چنانچہ حضرت امیر المومنین عمر بن
 الخطابؓ نے اس آیت کی تفسیر میں ایسا ہی فرمایا کہ کہہ مضمی بنی اسرائیل و درجہ ما لیسع ہذا الا انک عنہ کو فرق
 علما و کما بسبب جنس انسانی کو دنیا داروں اور ظالموں کے ساتھ خلط کرتے ہیں اور واسطے جائز کرنے اور درست
 کرنے ناجائز باتوں انہی کے روایتیں غیر معتبر اور غیر مشہور نکالتے ہیں یہاں تک کہ اس حلیہ سے باعث اور شہوت
 اور لذتوں انہی کے ہوتی ہیں فرقہ و سر قاضیوں کا کہ ثبوت کھاتے ہیں اور مفتیوں میں پاک کا کہ واسطے شہوت
 کے حکم شرع کے بدلے ہیں اور مدعی کو مدعا علیہ اور مدعا علیہ کو مدعی قرار دیتے ہیں فرقہ تفسیر با و شاہوں اور طرہ
 عالم کا کہ اور مظلوموں کی نہیں دیتے ہیں اور اوپر احوال کا رندوں اور تصدیقوں اور کارپردازوں اپنے کے
 اطلاع اور تفتیش نہیں کہتے ہیں اگرچہ رعایا پر تعدی کریں فرقہ چوتھا دینوں اور تصدیقوں دفتر کا کہ ہر
 تحصیل کرنے والوں کے اور خارج لینے کے عیا سے خوف آخرت کا نہیں کرتے کہ موافق حکم خدا اور رسول کے
 ایسا چاہیے فرقہ پانچواں علم پڑھنے والوں اور عطا کرنے والوں کا کہ غرض انہی کا سکھانے احکام الہی سے حاصل کرنا
 دنیا کا مطلب ہوا جس شخص سے امید فائدہ کی ہو اس کی طرف خوب توجہ ہوں اور جس جگہ توقع نفع کی ہو وہاں بے پروائی
 اور بخلی کرے لیکن فرقہ تعلیم کرنے والے کو نہ نکالے کہ کو نہ پڑائے کیر واسطے لو کہہ دے ہیں وہ اس گرد
 میں داخل نہیں اس واسطے کہ نوکری انہی کو عن تعلیم انہی کا نہیں ہے بلکہ وہ مشاہدہ اجرت محنت انہی کا کہ
 صبح سے شام تک پتہ گھر سے ملحد ہو کر اور اپنا کاروبار سائن کا چھو کر اور کون بٹے ہنگام کے اور پانچواں
 کرتے ہیں اور جیسے کہ چرواہا اپنی بکریوں کو جگہ جگہ سے گھبرا کر کے اکٹھا کرتے ہیں ایسے ہی مسلم ان کو بکری
 انکو جمع کر کے احتیاط سے رکھتے ہیں البتہ یہ بات واقعی ہے کہ جو شخص فقط تعلیم قرآن اور حدیث اور فقہ کے اور
 بغیر مقرر کرنے مکان یا وقت کے اجورہ طلب کرے اس فرقہ میں شمار کیا جاوے گا اور بیعت اجرت امامت کے
 اور اذان اور خطبہ کے اختلاف عالموں کا جو بعض کہتے ہیں کہ بجا نہیں ہے چنانچہ عبادت میں ہیں اور اجرت لینے سے عبادت
 کا تو خارج ہے تاہم اور بعض کہتے ہیں کہ بجا نہیں ہے اس واسطے کہ اجرت اور اس کے ملکہ اور پرانے اس عبادت کے سچے مکان
 یا وقت خاص کے عبادت یہ خصوصیت داخل عبادت نہیں ہیں اس واسطے وہ اجرت جائز ہے اور تحقیق یہ ہے کہ پہلے نا
 میں امام اور خطیب اور موزن خالص خدا کو سطر یہ کام اختیار کرتے تھے اور فاضل دینی اور محاسبہ و خراج
 اور شہادہ کو کہ جس کے گروہ اسے نیت سے اپنے کام میں مشغول ہوتے تھے اور جو وقت اس کے اندر میں خلفاء شہید اور

میان امامت کی تم
 کا کوئی نیکو کار
 است بین میں ۱۳
 کوئی پڑھنا سولہ
 کوئی کوئی نہیں
 لا شہد باکی ثناء
 غلامین داخل پذیر
 تفسیر خلیلی
 غلامین کو تین
 اقلی میں اکثر
 کا نام اس کا کہ
 سلطان اس کا کہ
 سے روایت کی ہے
 کو اس کے دل
 بیخبروں کو
 اور وہاں کو
 شہید
 کے

دیکھا کہ ان لوگوں نے اللہ کی اسطے ان کا منہ کو اختیار کر رکھا ہوا ہے انکی مناس کہ واسطے مسلمانوں کے فالوین مرد
 خراج مقرر کیا دے اور اجرت کے طور پر مقرر نہیں کرتے تھے رفتہ رفتہ کہ سستی اسلام کی ہوئی گئی ان کا منہ کو بھی
 مثل اور پیشو کے ایک صورت مباحی مقرر کر لی ہو اسطے ابن مانیہ یہ وجہ مباحی مشکوٰۃ پر ذکر ہے جہاں
 کے جو حتی المقدور پہا اس سے ضرور رہائی رہا ایک اور مسئلہ کہ اجرت یعنی اوپر توبہ و بذاتہ کے کہ قرآن میں ہے ہوا
 یہ بالاجماع جائز ہے اور نص اس کے جواز پر آگئی ہے جیسا کہ بیحد صحیح بخاری اور مسلم نے اسکے جواز میں ذکر کیا اور
 کتابوں معتبرہ میں بھی اسکا ذکر ہے اور علماء متحققین نے ایک قاعدہ مقرر کیا ہے کہ بت کام کا ہوا بخون نہ لکھا جائے
 کہ جو چیز بالکل عبادت پر خواہ فرض نہیں ہو خواہ فرض کتابی خواہ سنت ہو کہ اس کے اوپر اجرت یعنی جائز نہیں
 جیسا کہ تعلیم قرآن اور حدیث اور فقہ کی لکھو قید اس کے ساتھ ہوا اور مثل نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور ذکر اور
 تسبیح کے اور جو چیز کسی وجہ سے عبادت نہیں اور وہ مباح محض ہے اس کے اوپر اجرت یعنی جائز ہے جیسا کہ
 افہام کرنا ساتھ ذکر کے بالتو ذلکھنا اور انڈا کے اور جو عبادت میں کہ سبب مقرر کرنے مدت کے یا تحصیل مکان
 کے مباح ہوتی ہیں ان کے اوپر بھی اجرت یعنی جائز ہے جیسا کہ تعلیم قرآن کی لکھو کو کہ فقط تعلیم قرآن ہی نہیں
 بلکہ بیس سے شام تک گھر پر پڑھنا اور خبر داری انکی کرنی کہ دیکھو اور شرارت نکون بھی اس کے ساتھ ہوتی ہیں
 اور جو چیز میں عبادت نہیں اور یہ بھی جانا چاہیے کہ جیسا کہ اوپر بنا دینا اور بندگیوں کے اجرت یعنی
 روا نہیں ایسے ہی اوپر چھوڑنے گناہوں اور بچے محرمات کے بھی اجرت یعنی جائز نہیں اور یہ بھی اجرت
 کے حکم میں ہے کہ منصب کو واسطے محرمات سے بچے رہیں کہ اگر ہم محرمات سے بچیں گے منصب ہم سے نہیں
 جاوے گا کو کہ ظاہر میں اجرت نہیں دینا آدمیوں کو عالموں سے دیکھا گیا کہ جب تک قصا اور افتا کے
 عہد و پڑھتین تھے باجے اور مقرر کے سننے سے نہایت کناد کش تھے بلکہ فقط سننے آواز مباح سے بھی
 اجتناب کرتے تھے جبکہ اس عہد سے معزول ہوئے تدارک افات کا بخوبی عمل میں لائے باقی ہیں
 اس جگہ کہی جہنم کہ مفسرین اس مقام میں بیان انکا کہ لے ہیں اول یہ کہ بنی اسرائیل کو فرمایا کہ تم
 کا فر پہلے ساتھ استکباب کے ہنو اور حال یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا پہلے کا فر ہونا ممکن تھا اور منع فعل کی
 جب ہو دے کہ ممکن ہو اس واسطے کہ آدمی کو نہیں کہہ سکے کہ اوپر آسمان کے سمت اڑو اور بنی اسرائیل
 کا دل کا فر ہونا اس سے بیکار ممکن نہیں کہ پہلے ان سے کہہ کے مشرکوں نے اور قریش نے دس برس تک
 کفر اختیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو طعنے طرح کی تکلفیں دیتے تھے جو آپ اس کا

بیان اجتناب سے
اور توفیق سے
بیان عدم حرج
اجتناب کا ادب
جوڑنے لگانا ہو
تفسیر خلیلی
بیان محکم علیہ
و علیہ
اسلام کے متفق
شہرہ پرست
بین سب نہیں
یعنی ہم ادرا
پہن اعراف اللہ
پہن اعراف اللہ
کی ادرا اللہ
بہا نیکو کار
کے غم میں
یاد رکھئے تم کو
فرعون کے

عین تفسیر میں گذر کر مراد کافر ہے اس جگہ دیدہ و دانستہ حق بات کا چھپا بیوا لاہو اور یہی سوا سے اہل کتاب کے اور وہ میں ممکن الحصول نہیں اور اہل کتاب میں سے پہلے دعوت اس دین کی اسی فرقہ بنی اسرائیل کی طرف پہنچی کہ جسے خطاب اس کلام کا ہو اور دوسرے مفسرین نے ایسا کہا ہے کہ اس جگہ یہ لفظ مثل کا محذوف ہو اصل میں لا نکو فامثل اول کافر بہ اور یہی نہ تم اند پہلے کافروں کے ساتھ ایک اور حاصل یہ کہ تم باوجود جانشین نعت اس پیغمبر کے اور حقیقت قرآن کے اسد کفار کہ کی نمود اور بعضوں نے کہا ہے کہ من اهل الکتاب اس عبارت میں متدر ہے اصل میں اس طرح شکاک ولا تنکون اول کافر بہ من اهل الکتاب یعنی اور نہ تم پہلے کافروں کے اہل کتاب میں سے اس واسطے کہ بنی اسرائیل اور اہل کتاب سے قرآن کے انکار کرنے میں سابق ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ ضمیر یہ کی طرف ما معکم کے پھرتی ہے نہ طرف ما انزلت سے یعنی تم اول اُن لوگوں میں سے نہ کہ ساتھ کتاب اپنی کے کافروں اس واسطے کہ کفر تھا اس ساتھ اس قرآن کے موجب کفر تھا یہاں ساتھ کتاب اپنی کے ہوا اور جبکہ جہاں میں ایسا کوئی نہیں گذرا ہے کہ اپنی کتاب سے کافر ہوا ہو پس اگر تم یہ کام کرو گے اور ضرور میں کافر ہو گے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد اول کافر سے وہ ہے کہ پھر دے اس قرآن کے کفر قبول کرے بے اس کے کہ اس کحال میں نال اور غور کرے اور عقل اپنی سے سوچے دوسری بحث یہ ہے کہ لا نکو فامثل اول کافر بہ سے بطریق مفہوم مخالف کے سمجھا جاتا ہے کہ کافر ہوا نکا جائز ہے لیکن اول کافر ہونا چاہیے اور ایسے ہی لا تشذوا بآیاتنا فمن اقلید بھی اسی راہ سے دلالت کرتا ہے کہ اگر شین کثیر ہو تو مضائقہ نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ مفہوم مخالف کا اس وقت میں اعتبار کرنا چاہیے کہ منطوق صریح اور خلاف اسکے کے دال نہ ہو اور اس جگہ میں اصنافاً بما انزلت اور دوسری آیتیں بہت دلالت اور پر حرمت کفر کے مطلقاً کرتی ہیں علاوہ اس کے دلالت مفہوم مخالف کی کلیہ بھی نہیں جیسا کہ در بیان لا تا ملوا الا باضعاف امضاعفہ اور رفع السموات بغیر عمل تروفا کے کہا ہے جو بحث دوسری یہ کہ پہلی آیت کو ختم کیا ساتھ فادھبون ان اور دوسری آیت کو ساتھ فائقوں کے اور حال یہ ہے کہ معنی بہت اور الفاظ کے ایک ہیں یعنی ڈرنا اور پرہیز کرنا تفسیر میں کرنے میں ایک لفظ کیساتھ ایک آیت اور دوسرے لفظ کیساتھ دوسری آیت کے کیا لکھتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ آیت پہلی میں اب تک بنی اسرائیل کو صریح خطاب ساتھ ایمان کے نہیں ہوا تھا پس گویا ابھی تک یہ نہایت اپنی پر باقی ہیں اور یہودیوں کی اصطلاح میں خدا سے ڈرنے کو یہ بہت اور نہ بہانیت کہتے ہیں اور خدا سے

تفسیر غفر بنی
ما معکم کے پھر تروفا کے کہا ہے جو بحث دوسری یہ کہ پہلی آیت کو ختم کیا ساتھ فادھبون ان اور دوسری آیت کو ساتھ فائقوں کے اور حال یہ ہے کہ معنی بہت اور الفاظ کے ایک ہیں یعنی ڈرنا اور پرہیز کرنا تفسیر میں کرنے میں ایک لفظ کیساتھ ایک آیت اور دوسرے لفظ کیساتھ دوسری آیت کے کیا لکھتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ آیت پہلی میں اب تک بنی اسرائیل کو صریح خطاب ساتھ ایمان کے نہیں ہوا تھا پس گویا ابھی تک یہ نہایت اپنی پر باقی ہیں اور یہودیوں کی اصطلاح میں خدا سے ڈرنے کو یہ بہت اور نہ بہانیت کہتے ہیں اور خدا سے

منہج البلاغت سیرتہ نے بنیاد رکھ کر بعد بلا و فلاں کے نقل کیا ہے خلاصہ یہ کہ اگر پرمرد علم کے درجہ تک
کہ کوئی وجہ نہ ملے اور اگر اور نیکی ایجنڈہ نہ نکھیں جیسا کہ مذکور ہے واجب ہے کہ خود راہ پائے والے ہوں پس
اسے بنی اسرائیل تک بھی لازم ہے کہ ان دونوں طریق اغوا کے سے پرہیز کر دے ورنہ ممکنہ یعنی اور حال یہ کہ
تم جانتے ہو کہ حق حق اور باطل باطل حق حق جیسا کہ انجانا ہے اور باطل کو ہم رنگ حق کے کر کے ظاہر کرنا چاہو
اور یہ قید اس واسطے بُرائی ہے کہ کبھی شبہ نہ کرنا ساتھ باطل کے اور پوشیدہ کرنا حق کا خطافہی کی راہ سے بھی
کہ اسکو بیچ عرف اصول والوں کی خطا ہر تادی سکتے ہیں ہوتا ہے اور پوشیدہ کرنا حق کا عمل مناسب
سخت کا نہیں کہ کفر کی طرف ہونچا دے بلکہ اس میں تفصیل ہے اگر صاحب اس خطا کے نے بیچ تلاش
کرنے حق اور حجب کرنے اسباب ہدایت کے کوشش کمال دھج کی کی اور نہ اس کا طرف صرف حق کے نہ ہونچا
ہو بلکہ اجڑا جاوے گا اور اگرچہ دریافت کرنے حق کے موافق مقصد و اپنی کے کوشش تھی اور ساتھ فکر سرسری
تقاعد کر کے خطا کی البتہ وہ تحقق عتاب و درملت کا ہے لیکن باوجود اسکے نوبت طرف کفر کے نہیں پہنچ سکتی
بمخلاف اس صورت کے کہ حق پوٹی اور فریب دیدہ و دانستہ کیا کہ وہ کفر کی طرف نہ چلا گیا اور بعض مفسرین نے
کہا ہے کہ معنی دانقہ قلمی کے یہ ہیں کہ تم قباح اس فعل کی جانتے ہو اور ہر جنس پوشی اولیٰ میں
باوجود نہ جاننے قباح اسکی کے بھی حرام ہے لیکن باعث جاننے کے نہایت پیچ ہوئی ہے جیسا کہ ہر کو جان کر کھانا
پس یہ قید واسطے بیان کرنے زیادتی قباح اس فعل انکے کے ہے ہر کچھ جاننا چاہیے کہ اکثر عوام جانتے ہیں
کہ تحصیل علم دینی کی ساتھ خوف اس مسئلہ کے مشرک اور جبل میں رہنا ہرگز اسواسطیکہ عالم کے حق میں باوجود
جاننے احکام شرع کے کہ فلائی چیز واجب ہے اور فلائی حرام ہے لہذا ان حکموں کی کرنی زیادہ برائی ہے
پر نسبت جاہلوں کے کہ انہی مخالفت احکام شرع کی اور دانستہ ظاہر ہوئی ہے پس علم حاصل کرنے میں یہ وبال سخت اپنی
گردن لینا ہے اور علم نہ سیکھنے میں اس وبال سے امن سے اور واسطے تاکید اس اعتبار اپنے کے حدیث البود و
اور ابن مسعود کی کہ بیچ مصنف ابن ابی شیبہ اور کتاب الزہراء امام احمد کے موجود ہے لہذا انہی کہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویل للن لا یعلمون قالوا اللہ اعلمہ ویل لمن یعلم ولا یعلم سب مرآت یعنی فرمایا
رسول اللہ نے وبال ہے واسطے اس شخص کے کہ نہیں علم کتاب پر کیا اور حضرت نے اسکے حق میں بھروسہ نہ کرنا
منہ یا یاد کر چاہے اللہ تعالیٰ البتہ عالم کورسے اسکو اور وبال ہے واسطے اس شخص کے کہ عالم ہے اور عمل نہیں
کرتا ہے اور اسکے واسطے سات بار فرمایا اور رفع اور در کرنا اس شبہ کا یہ ہے کہ حقیقت میں وبال جبل کا

میں نے

مجلس

(Signature)

خوابگاه
تخت‌کوبان

15

۱۳۵۰ - ۱۳۵۱

فامینا

مصطفیٰ ﷺ
میں جو اول

وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ

کافیہ

وہابیہ

پہرہ

ایک ہی وقت میں

10

100

سید بابا زوئی

مستشار

کتابخانه عمومی

شیخ پرواز

علاء الدین

فیہ منہ
نور دہا
دین کا شہر
سینہ پر نور
ہو فیہ
جبار و قهار
کتاب کو
پتھر کی
من کیا
کو ادا
میں
نور
دیکھی
ظلم
جلالت
دینا
انمول
وہابی

زیادہ ہو دال علم ہے عمل سے اس واسطے کہ جہل میں فرض ترک ہونے ایک علم اور دوسرا عمل اور علم بے
عمل میں ایک شے فرض ترک ہوئی کہ وہ عمل جو پس مواخذہ کہ اوپر ترک و فرض کے کیا جادے زیاد
سخت اور بڑی اس مواخذہ سے کہ اوپر ترک ایک فرض کے کیا جادے البتہ یہ بات ہو کہ باوجود علم کے
عمل نکرنا عقل کے نزدیک بہشتیج و کھلائی دیتا ہو اور آدمیوں کے نزدیک جاہل معذور ہوتا ہو لیکن اس وقت
ترخیص اس علم کی ضرورت نہاد اگر تحصیل اس علم کی ضروری ہو پس آدمیوں کے نزدیک بھی وہ جاہل
زیادہ تر مطعون اور ملامت کیا گیا ہو جیسا کہ کوئی شخص اپنے باپ کو نہ پہچانے اور اس کے ساتھ معاملہ علانی
کا کرے یا والدہ اپنی کو نہ پہچانے اور اس کے ساتھ معاملہ کو نہ لے گا کر اور جو حدیث شریفہ میں آیا ہو کہ جاہل
کے حق میں ایک بار دلیل ہے اور عالم بے عمل کے حق میں سات بائیس یہ بات اوپر حکم ہونے عذر
جاہل کے کلمات نہیں کرتی بلکہ اوپر کثرت عتاب اور ملامت عالم بے عمل کے کرتی ہو کہ اگر کفر میں
لامت ہو سکتی ہو اور جاہل کے اوپر فقط ملامت و محال کو نہ لگائی ہو جیسا کہ ناظر لیبیا نکار کرنے دین کے منازرہ
اور زکوٰۃ اور حج اور واجبات کے مواخذہ سے چھوٹ جاتا ہو جو عذاب کہ ایمان نہ لانے اس کے پیغمبر جو ہزار
جسے سخت زیادہ عذاب ترک کرنے واجبات اور محرمات کے سوا ہے ایسے ہی اس جگہ سمجھنا چاہیے کہ ایک
جاہل کا زیادہ سخت ہو ہزار دلیل عالم بے عمل کے سے اور ایک طرف لہنے اس شبہ عوام کو ایک شخص سے
سنا اس کے جواب میں کہنا کہ یہی برکت علم کی ہے جو کہ بال جاہل کا کٹر دال عالم بے عمل کے سے ہوا کہ
حدیث کو سمجھ کر شبہ دل میں آیا پس انکار کرنا فضیلت علم کا لیبیب اس شبہ کے کٹاؤں کرنا ہو سکتا
فضیلت علم کے اس واسطے کہ اگر علم سنا کا ساتھ اس حدیث کے حامل نہ ہوتا تو یہ تہذیب دل میں گذرتا
اور اس حیلہ سے تخفیف عذاب اسکے کی کب معلوم ہوتی اور ہم کا کہ نبی اسرائیل کو واسطے بھیج کرنے عفا
اور انہیں گمراہی اور گمراہ کرنے سے حکم فرمایا اب بیان فرماتے ہیں کہ اگر تم نے اس کتاب اور اس
پیغمبر کی تصدیق کی اور حق بات سے چھاپانے سے اور غلط کرنے اس کے سے بھی باز ہو فقط استدرت نجات
تمہاری حاصل نہیں ہوتی جو جب تک حکام استکتاب کے مالہ اور اس پیغمبر کی اطاعت نہ کرو اور اپنے پیغمبر
اس کے گروہ میں داخل نہ کرو اس واسطے کہ عمل کرنا اس کتاب منہج پر اگر کسی طرح کا تغیر اور تبدل نہوا اور حق
پوشی بھی اس میں نہوا جائز نہیں بلکہ اوپر تمہارے لازم ہے کہ شریعت کی اصولوں میں پیروی اسی کتاب
اور اسی پیغمبر کی اور تمہارے قیوم الصلوات والوں ان کے کہنی اور قایم کہ تم نماز کو اور دھرم زکوٰۃ کو موافق حکم

استکباب کے اور اس پہنچ کر بلکہ فضائل اور مستحبات دین میں بھی پیروی اسی کتاب و راسی پہنچی
 کرو تم اس واسطے کہ بعض فضائل اور مستحبات اس جس سے ہوتے ہیں گویا کہ شارع دین کے ہوتے ہیں
 اور انکا کرنا علامات قبول کرنے اس دین کی ہوتی ہے جیسا کہ جماعت نماز میں اس واسطے نماز کو تہمانہ
 پڑھو *وَأَكْعُوهُمُ التَّائِبِينَ* یعنی اور نماز ساتھ جماعت کے پڑھو ہمراہ اور نماز پڑھنے کے واسطے کہ اس
 شریعت میں نماز جماعت کا ثواب سترائیس درجہ زیادہ ہوتا ہے تہمانہ پڑھنے سے اور جماعت کی نماز خاصہ
 اسی دین کا ہے اور دینوں میں نہیں اور اس مقام میں نماز کو لفظ رکوع کے ساتھ بیان کیا اس واسطے کہ رکوع
 کی نماز میں رکوع نہیں اور رکوع خاصہ اسی امت کا ہے پس گویا ایسا ارشاد ہو کہ نماز کو مسلمانوں کے طور پر پڑھو
 رکوع کیساتھ اور رکوع کو اس خوبی کیساتھ ادا کرو کہ ایسا معلوم ہو کہ مقصود بالذات رکوع ہے سب نماز کے رکوع
 میں سے تاکہ دین تمہارا ساتھ دین اسلام کے یعنی ہو اور اس آیت سے اکثر شافعیوں نے دلیل پکڑی ہے
 کہ کافر و کفر کی حالت میں جیسا کہ تکلیف ایمان کی ہے ایسی ہی تکلیف اور عبادتوں کی جیسا کہ نماز اور
 روزہ اور زکوٰۃ بھی ثابت ہے اور خفیہ جواب دیتے ہیں کہ یہ خطاب بعد خطاب ایمان کے ہے گویا ایسا فرماتے
 ہیں کہ اول ایمان لاؤ بعد اس کے نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو لیکن حرف واؤ کا واسطے مطلق جمع کے ہے
 اور اس تعقیب اور ترتیب کے دلالت نہیں کرتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ خفیہ کے نزدیک یہ خطاب کفار کا
 ساتھ عبادت کے کہ ملا ہو ساتھ خطاب ایمان کے ہے کچھ مضائقہ نہیں بھتا ہے اس واسطے کہ خطاب ساتھ
 مجموعہ ایمان اور عبادت کے ہے نہ ساتھ عرف عبادت کے اور بعض خفیہ نے لفظ *فَقِيمُوا الصَّلَاةَ* اور *آتُوا الزَّكَاةَ*
 کو اوپر قبول کرنے نماز اور زکوٰۃ اور اعتقاد و فرضیت انہی کے حمل کیا ہے لیکن یہ معنی درست نہیں
 ہو قیہ اس واسطے کہ قبول کرنا نماز اور زکوٰۃ اور اعتقاد و فرضیت انہی کا ہیج مضمون اعتقاد بما آنزلت
 مصلیٰ لہما معکم کے داخل ہے حاجت تکرار کی نہیں اور بعض علماء و ظواہر بسبب اقتضا اس آیت کے
 اس طرف گئے ہیں کہ تہمانہ نماز پڑھو جیسا کہ جماعت کا نماز میں فرض ہے اور بعض
 علمائے واسطے باطل کرتے مشکل نیک کے کہا ہے کہ قید مس الکرعین کی سے ثبوت جماعت کا نہیں
 ہوتا ہے مقصود یہ ہے کہ ہمراہ مسلمانوں کے تم بھی بطورائے نیک پڑھو کہ جس میں رکوع ہو نہ کہ تخریبہ
 اور ادا میں بھی موافق ہو جیسا کہ جماعت کے اندر ہوتا ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ لفظ مع کا دلالت
 اوپر واجب ہونے موافقت کے ساتھ مسلمانوں کے کرتا ہے خواہ ارکان اور ہیت نماز میں ہو خواہ

تفسیر
 کتاب و راسی
 چھپاؤ حق کے
 خلاف کتاب
 رکوع
 رکوع
 نفع پہنچا کر فوری
 لینا اس میں بعض
 نہیں ہو
 صحابی
 صحابہ کا ترجمہ
 پس اپنے زمان
 سیکھ جائے
 کے لئے کیا حکام
 سند صحابہ سے
 پاس آیا اور پھر
 کر آپ کو نہیں
 کوئی چھڑنا
 بھی ہے ایک
 صحابی کے

تفسیر خلیلی

اور اس کو اور دیکھو

ایک دیکھو اور دیکھو

ایک دیکھو اور دیکھو

ایک دیکھو اور دیکھو

ایک دیکھو اور دیکھو

ایک دیکھو اور دیکھو

ایک دیکھو اور دیکھو

ایک دیکھو اور دیکھو

ایک دیکھو اور دیکھو

ایک دیکھو اور دیکھو

ایک دیکھو اور دیکھو

ایک دیکھو اور دیکھو

بیچ ادا اور تحریم کے لیکن تحقیق یہ ہے کہ ہر امر واسطے وجوب کے نہیں پس لفظ اگر کا دلالت اور اسبقہ کے کرنا ہے کہ جماعت تم سے مطلوب ہے کہ واجب نہ خصوصاً جو وقت دلیل دوسری اور پر عدم وجوب کے دلالت کرے امر کو اور وجوب کے حمل کرنا چاہئے اور وہ دلیل یہ ہے کہ قدرت اور جماعت کے درمیان اور پر موقوف ہے کہ ایک شخص سے جماعت نہیں ہو سکتی ہو اور بسبب غیر کے قدرت ہوئی حقیقت قدرت نہیں اور تکلیف بے قدرت کے نہیں ہوتی ہو پس اگر جماعت فرض ہو تکلیف بے قدرت کے لازم آوے اور بعض کو تو نظرون نے اس دلیل میں نقص اور قبح کیا ہے کہ جمعہ کی نماز میں جماعت بالاجماع فرض ہے اگر قدرت اور جماعت کے متعلق ساتھ غیر کے ہو اور قدرت بالغیر حقیقت میں قدرت نہیں پس جمعہ کی نماز میں کس سے تکلیف بے قدرت کے ہوئی اور جواب اس کا یہ ہے کہ فرضیت نماز جمعہ کی اور تقدیر بہم پہنچے جماعت کے ہو اور یہ صورت نہ منعقد ہوئے جماعت کے جمعہ فرض نہیں ہوتا ہو اور حاضروں نے جماعت کے نام کو اور پر امامت کے اور مقتدیوں کو اور اقتدا کے ذات اپنی سے قدرت حاصل ہے پس تکلیف بغیر قدرت کے متحقق نہیں اور اس واسطے جو اندام کہ بغیر ٹانگہ پر ٹپنے والے کے مسجد تک نہیں پہنچ سکتا ہو نماز جمعہ کی اس سے ساقط ہو اس واسطے کہ قدرت اس کی متعلق ساتھ غیر کے ہے نہ اپنی ذات سے حاصل یہ ہے کہ جماعت نماز پنجگانہ میں ہر آدمی کے اور ہر سنت مکرہ ہے کہ بغیر عذر کے جب تک بیماری یا سفر یا بھیا یا کچھ یا ہوا سے سرد اور تیز گزند نہ کرے اور اوپر کل مسلمانوں کے فرض کفایہ ہو اگر آدمی شہر کے سب سے جماعت کے چھوڑنے پر اصرار کریں گہنگار ہوتے ہیں اس واسطے کہ یہ سنت شعا ر دین سے ہے جیسا کہ اذان اور جو سنتیں کہ اس جنس سے ہوں چاہئے کہ یہ وقت بالکل متروک نہ ہوں والا امتیاز اور فرق دین کا اور دینوں سے کم ہو گا اور ہر گاہ کہ بنی اسرائیل کو بلکہ اکثر علما ظاہرین کو شبہ اس مقام میں آتا ہو اور کہتے ہیں کہ جو وقت تعلیم کرنے دین اور حکموں آتی ہیں قصور نہ کریں اور حق پوشی بھی انکو نہ بھرنے کو حاجت نہیں لکھ بھی موافق ان حکموں کے عمل کریں اس واسطے کہ ہمارے فرمانے اور تعلیم ہمارے بہت آدمی ان حکموں پر عمل کرتے ہیں اور وہ سب اعمال ہمارے اعمال نامہ میں لکھے جاتے ہیں ساتھ حکم الدال علی الخیر کفایہ کے یعنی راہ بتلانی والا اور نیک امر کے نیشنل کرنے والے کے ہے مثلاً نماز سب نماز پڑھنے والو کوئی کہ بسبب تعلیم ہماری کے پڑھتے ہیں گویا نماز ہماری ہے اور ایسے ہی روزہ اور زکوٰۃ اور تلاوت اور ذکر اور منشا اس غلط فہمی انکی کا یہ ہے

کہ شرع کے کاموں کو اوپر ادا دمال اور خدمت بدنی کے قیاس کرتے ہیں جیسا کہ کسی نے کسی کے کھینے کر کسی شخص کو کچھ پالنے دیا یا خدمت ہاتھ پاؤں سے کر دی نزدیک اس شخص کے یہ مدد اور یہ خدمت گویا مدد اور خدمت اس کے لئے کی جوتی ہے اور اس واسطے شکر گزار اسکا ہوتا ہے اور کتاب ہے کہ تو نے یہ کام کیا اور طفیل تیرے یہ نفع مجھ کو پہنچا اگر احکام شرعیہ ایسے نہیں ہیں بلکہ تکلیفات شرعیہ کو ایسا سمجھنا چاہیے جیسا کہ دوامین اور پر میر کر نامہ فرجیہ زون سے کہ جب تک خود شخص بیمار و مستحال اس دوا اور اس پر سیرین کا کرے اسکو کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے اور صحت بدن کی بھی حاصل نہیں ہوتی ہے اگرچہ اس کے فرامان سے ہزاروں آدمی اس دوا اور اس پر سیرین سے آرام پاویں جیسا کہ طبیب کو اگر حاجت اپنے تنقیہ اور سہل کی ہو تو اور بیماریوں کے تنقیہ اور سہل سے اسکو کچھ فائدہ نہ ہوگا اور بدن امتلا سے کہ بسبب اخلاط کے عارض ہوا ہے پاک نہ ہوگا لہذا واسطے دور کرنے اس شہید کے کہ بسبب غلط فہمی کے آیا تھا بطریق عتاب کے فرامان ہیں اَلْاُمُورُ لِلْاِنْسَانِ يَا اَيُّهَا + یعنی آیا حکم کرتے ہو آدمیوں کو ساتھ نیکی کے مثل ادا کرنے نماز اور دینے زکوٰۃ کے اور پورا کرنے عہد کے اور ظاہر کرنے حق کے وَتَسْئَلُونَ اَنْفُسَكُمْ یعنی اور بہلائے ہوا اپنے نفس کو جس اپنے نفسوں کو نیکیوں کی طرف متوجہ نہیں کرتے ہوا اور اصلاح انکی میں مشغول نہیں ہوتے ہوا اور اپنے نفسوں کے حال سے ایسے غافل ہو کہ جو چیز بھول گئے ہو ہرگز اسکو یاد نہیں کرتے ہوا و غفلت میں گزارتے چلے جاتے ہو وَانْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ یعنی اور حال یہ ہے کہ تم ہمیشہ تلاوت کرتے ہو کتاب الہی کی اور دوسرے لوگ اس کتاب کا تم سے شکرا و پرہیزوں اس کے عمل کرتے ہیں بس حق تمہارا یہ ہے کہ سب سے زیادہ اور سب سے پہلے سچ عمل مضمر ان اس کے کی کوشش کرو اور کتاب الہی میں بھی جا بجا پڑھتے ہو کہ جو کوئی برخلاف حکم الہی کے عمل کرے اور قول اسکا مخالف عمل اس کے ہودہ شخص مستحق وبال اور عذاب کا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اسی امر کو تین مقام میں ارشاد فرمایا ہے اول بیچ اس آیت کے اور دوسرے بیچ آیت لَمْ تَقُولُوْنَ مَا لَمْ تَعْمَلُوْنَ کے اور تیسرے بیچ آیت مَا ارید اِنْ اَخْلَفْتُمْ اِلٰی مَا لَمْ تَعْمَلُوْنَ کے اور عاقل سے بہت بعید ہے کہ بیچ اصلاح حال غیر کے کوشش کرے اور ملاکت نفس اپنے کی سے جہنم پوشی کرے اور ہمیشہ تلاوت کلام الہی کرے اور ہرگز موافق اس کے عمل نہ کرے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یعنی یا بس تم نہیں سمجھتے ہو معنی کتاب الہی کے اور بُرائی کا کام اپنے کی اور حال یہ ہے کہ ہر اہل عقل اور پر

نظمی
تفسیر

د. یوسف بنی

الحاج محمد

سیکریٹری جنرل

1/1/19

سید محمد علی

وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ

وہی ہے جو ان کے لئے ہے

شیخ الاسلام

بسمت ملاو

مجلس

جنگی دست نیل

الحمد لله رب العالمين

اور عبادت

مستحق

3

ماہنامہ

برائی اس کام کی دلالت کرتی ہے اس واسطے کہ مقصود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے یہ کہ اگر کوئی
لوگ مصلحت اپنی کو جائز اور ضرر اپنے سے بچیں اور ظاہر ہو کہ مصلحت نفس اپنے کی سمجھنی اور ذکر کرنا
مفرت اسکی کا جائز یا بدہ تر مطلوب ہو اور دن کی مصلحت اور ذکر کر کے مفرت کے سے پس جو کوئی
اور نہ کو نصیحت دے اور اپنے تئیں نصیحت کر نہوا الا نودہ ایسی چیز کو اختیار کر رہا ہو کہ اسکو عقل صحیح
قبول نہیں کرتی ہے اور بھی ایسی قسم کی نصیحت دینی سبب دلیہ کرنے اور نہ کا ہو اور گناہ کے اس واسطے
کہ سننے والے کہیں گے کہ اگر ان چیزوں کی وعظ کر نہو اسے کے نزدیک کچھ حاصل ہوتی اور یہ ڈرانا اور
اسکی اسکی سچی ہوتی آپ کو واسطے برخلاف اسے عمل کرنا پس معلوم ہوا کہ یہ سب نصیحتیں اسکی اپنے
اصل میں اور ریشہ بہرہ انگاہت ہلکا جانے دین کے حکموں کا اور حیات کر نیکا اور گناہوں کے ہوتا ہو اور
جو کہ نصیحت اور وعظ سے غرض ہو یہ بات اس کے مخالف ہو اور صاحب عقل ایسا کام نہیں کرتے کہ عین اس
کام میں غرض اسکی کو توڑ ڈالیں اور اس قسم کا وعظ کہ عمل اسکا مخالف قول اس کے ہو تو
کلام میں بھی تاثیر نہیں ہوتی اور بات اسکی دلو نہیں لگتی اور آدمی اسکی بات کو قبول نہیں کرتے پھر
پس تمام محنت اسکی آدمیوں کے نصیحت کرنے میں رائگان بڑتی ہو اور کیا نکلیا اسکا برابر ہوتا ہو اس
مقام میں جاننا چاہیے کہ بعضے ظاہر ہونے سے اس آیت کے ساتھ اور ساتھ دوسری آیت کے سورہ
صف میں ہو لا تقولوا لا تفعلوا دلیل بڑی ہوا پر اس بات کے کہ گناہ کو جائز نہیں کہ امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کے اور یہ صحیح نہیں بلکہ حق یہ ہو کہ آدمی کو دو چیزوں کا حکم ہو کہ آپ بھی گناہ کو چھوڑ
اور دوسرے کو بھی اس سے ہٹا دے اور اگر آپ اس نے گناہ کو نہ چھوڑا دوسرے کو نصیحت کر نیسے ہی
کرے کہ ایک حکم کے چھوڑنے سے لازم نہیں آتا ہو کہ دوسرا حکم کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے اور
عتاب اور مذمت کہ ان آیتوں میں آئی ہو واسطے منع کرنے واعظ کے وعظ سے نہیں بلکہ اس واسطے ہی
کہ پہلے اپنے نفس کو پاک اور کامل کرے اور قاعدہ مقرر کیا ہو اصول کا ہو کہ جب انکا مجموعہ دو چیزوں
کی طرف متوجہ ہوتا ہے ہر چیز علیحدہ علیحدہ ان دونوں سے انکا سمجھنا خطا ہو اسی قاعدہ کے موافق اس
آیت میں بھی انکا اور مجموعہ کر کے غیر کراد بھلا نے نفس اپنے کے ہو اگر چہ یہ انکا بسبب بھلا نے نفس اپنے
اسی کے ہو البتہ دن قیامت کے بلکہ دنیا میں بھی اس قسم کا عمل ہے عمل کی نصیحت اور پرانی بہت
ہو گی جیسا کہ مخرج کی حدیث میں ساتھ روایت انس بن مالک کے کہ تمام صحاح ستہ میں موجود ہے

تفسیر خلیلی
یہ روایت اس کی
اور قرآن کی پرانی
صاف ظاہر ہوتی
ہے اس کو ان پرانی
نصیحت کا جو عمل کر
یا بعضے غیری بیکر
یا بعد از خلاف
یعنی اپنی طرف سے
منع کر دینا یا لکھا
نقطہ اپنی طرف
کے زائد کر دیا
نویس الفون
عرفوں کو بدل دیا
یا ہم کو بدل دیا
یعنی فہم کو بدل
سوائے نصیحت
کر دیا یا مٹا دیا
ایسا کہ لکھا دیا

یہ روایت اس کی

وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے معراج کی رات میں ایک گروہ دیکھا
 کہ ان کے ہونٹوں کو لوگ کی مقررہ وقت سے کٹتے ہیں اور جو وقت کاٹنے سے فراغت ہوتے ہیں پھر وہ
 دست ہوتے جاتے ہیں میں نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ جماعت کن لوگوں کی ہے کہا جبریلؑ نے کہ یہ وہ
 کہنے والے تیری امت کے ہیں کہ آدمیوں کو نیکی کی واسطے کہتے تھے اور اپنے تئیں فراموش کرتے تھے
 اور صحیحین میں ساتھ روایت اسامہ بن زید کے آنحضرتؐ سے وارد ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لا کر
 وضع میں ڈالیں گے اور انڈریان اُسکی نکل کر باہر پڑے گی وہ شخص اُن انڈریوں کو کھینچتا ہوا چکرے گا
 جیسا کہ گدھا پکی کا بچے کے گرد پھرتا ہے اور درختی اُسکے پاس آکر کہیں گے کہ اے فلاںے تجھ کو
 بلانے مارا تو ہتھونیک باتیں بتلا یا کرتا تھا اور بڑے کاموں سے منع کرتا تھا وہ کہیگا کہ میں تمکو اتنا تھا اور اب
 نہیں کرتا تھا اور تمکو منع کرتا تھا اور آپ اُس چیر کو کرتا تھا اور خطیب اور ابن النجار ساتھ روایت جابر کے
 آنحضرتؐ سے لائے ہیں کہ قیامت کے دن ایک گروہ ہشتون کا دغخ کے آسمون کی طرف گدیرے گا اور
 آواز دینگے کہ اے فلاںے اور فلاںے تمکو کیا ہوا کہ دغخ میں جا پڑے اور ہم تمھاری تعلیم سے بہشت میں
 آئے وہ جواب دینگے کہ ہم تمکو تعلیم کرتے تھے اور آپ عمل نہیں کرتے تھے اور برائی اور خطیائی میں
 ابی شیبہ نے جناب بن عبد البر علی اور ابو ہریرہؓ سلمیٰ اور سلیم غطفانی سے ساتھ ہمارے
 روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عالم بے عمل ایسا ہے جیسے کچرے کی تہی کہ اپنے
 تئیں جلاتی ہے اور دوسرے کو روشنی بخشتی ہے اور ہر گاہ کہ پورا کرنا عہد اور ظاہر کرنا حق کا اور چھوڑنا
 دین مالف کا اور تابعداری کرنا فی سبیل اللہ کی اور اگر نماز کا بطریق ہیشگی کے اور رعایت
 جماعت کی اور نیاز کو کا کھلے دل سے نفس کے اوپر بہت شاق اور بھاری ہے اس واسطے فرماتے
 ہیں کہ اگر عمل کرنا ان چیزوں کا جو اور دیکھتے ہو خود تم سے نہو سکے اور شکل معلوم ہو پس علاج اُسکا یہ ہے
 دو دو باتیں استعمال کروا سَتَعْمَلُوا الْبُحْرَ وَالصَّلَاةَ یعنی اور طلب مدد کی کرو تم اور اُن کا
 کے کہ مشکل ہیں ساتھ صبر اور نماز کے اور صبر پس تین قسم ہے اول صبر اور مشقت بندگی کے جیسا کہ
 اٹھنا واسطے نماز غسل اور وضو کے بعد وقت سردی کے اور جانا مسجد میں گرمی کے وقت اور
 اندھیرے میں اور اوپر اسی قیاس کے اور عبادتیں دوسرے صبر گناہ کی لذتوں سے کہ بے اعتنا
 طبیعت انہی طرف راغب ہوتی ہے تیسرے صبر کرنا اور مصیبت کے اپنے تئیں جس عارضہ اور غم اور غم

تفسیر

ایسا کہ

چھپا دینے

وہ

جہاں

الہی

والد

کسی

لوگوں

چھپا

آہستہ

یا

چھپا

چھپا

چھپا

چھپا

چھپا

چھپا

تفسیر غفری

سید غفری راہِ برحق
دہا دا جب ہوئی
طریقِ حق دا جب
ہو گیا دوسرا دھوکا
نہیں لگا کرین تو
اسی جی اسی
م کو بھی ان دونوں
دھبے لگا جائیں
بے یمن نہ لانا دے
دوسرا تھکے
جو کو بوقتِ بات
سولہ ہو اے پیر
چھپانا حرام ہے
اور اس کا ظاہر
کو دیکھنا فرض ہے
مسلکِ حق سے
بہرے ہو کر نہ
سے کوئی نہ

اور اور حرکتوں نامرغیہ سے بزدل ہوا دے اور جب آدمی نے ان تینوں حالتوں میں
صبر کی عادت اختیار کی یقین ہو کہ ہر حال میں مالک نفس اپنے کا ہوگا اور نفس اسکا متغلب
اور عقل اسکی غالب ہوگی اور یہ سب چیزیں آپس آسان ہوگی پس صبر مثل دوزخ اور پھر
کے ہے لیکن جیسا کہ دوزخ اور پھر سے حفظ صحت اور امن مرض سے تباہی کی جی جی صبر سے ایمان مستحکم ہوا اور
حرف شریف میں وارد ہو کہ ایمان نصفان نصف فی الصبر ونصف فی الشکر روا البیہقی
فی شعب الایمان عن انس مرفوعاً یعنی ایمان کے دو ٹکڑے ہیں ایک ٹکڑا بیچ صبر کے اور ایک
بیچ شکر کے روایت کیا اس حدیث کو بیہقی سن بیچ شعب الایمان کے حضرت انس سے مرفوعاً گویا اس
حدیث میں اشارہ فرماتے ہیں اس بات کا کہ ایمان بمنزلہ صحت کے ہے اور صحت دو چیزوں سے حاصل
ہوتی ہے پہلے اور دوسرے پہلے صبر اور دوسرا شکر ہے اور ہر گاہ کہ پہلے نہ ہو دوا کچھ فائدہ نہیں کرتی
ہو اور پہلے نہ ہوں دوا کے بھی مفید پڑتا ہے حضرت امیر المؤمنین عرقی علی کرم اللہ وجہہ نے صبر کو
جزو عظم ایمان کا قرار دیا ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے بیچ کتاب الایمان کے اور بیہقی نے اُسے روایت
کی ہے کہ الصبر من الایمان بمثلہ الا ان من الجسد اذا قطع الا سائر ان فی الجسد ایمان لمن
صبر لہ یعنی صبر کو ایمان سے ایسی نسبت ہے جیسا کہ سر کو بدن سے جو وقت کا ٹا جاوے سر باغیاں
ہو وہ چیز کہ بدن میں ہے اور نہ ایمان اسے اس شخص کے جس شخص کو واسطے صبر نہیں اور اس واسطے حدیث
شریف میں بھی ساتھ روایت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کے موافق قول حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ
وجہہ کے آیا ہے کہ ایک دن ایک شخص پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا اور پوچھا کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصبر والسماعۃ یعنی یا رسول اللہ کیا ہے ایمان فرمایا آپ نے صبر اور سماعت
اور کبھی صحاح ستہ میں روایت ہے کہ ما اعطی احد عطاء خیر او سمع من الصبر یعنی نہیں دیا گیا
کوئی شخص عطا کہ بہتر ہو صبر سے اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حسن بصری سے روایت کی ہے
کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے اور اپنے پیاروں کو فرمایا کہ تم میں سے کوئی چاہتا ہے
کہ اسکو خدا تعالیٰ بغیر سیکھنے کے علم عطا کرے اور بغیر راہ جنگ اس کے راستہ ہدایت کا اسکو ملے اور کوئی
تم میں چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ اسکی کوئی چیز کو خود دے اور اسکو دنیا کے یاروں نے عرض کیا کہ ہر شخص تم
میں سے یہی چاہتا ہے فرمایا کہ جو کوئی دنیا میں رہد قبول کرے اور رسی امید اپنی کی کو تانا کرے

حق تعالیٰ کو بغیر سیکھنے کے علم عطا فرماتا ہے اور بغیر ہدایت کے گمراہ کر دیتا ہے اور آگاہ ہو کہ جو کچھ
 ایسے آدمی پر ایمان ہوئے کہ بادشاہت انکی بغیر قتل اور تکریر کے رونق نہ پکڑیگی اور دولت انکی بغیر بخل و ظلم کو
 برقرار نہ رہیگی اور محبت انسے بغیر سستی دین کے اور پیروی خواہش نفس انکی کے حامل نہ ہوگی پس جو کوئی تم
 میں سے اس وقت کو پاوے اور فقر اپنے کے صبر کرے اور دولت انکی سے اپنے تئیں ہٹا دے اور اپنا خوشی
 انکی کے صبر کرے اور محبت انکی سے دست بردار ہو اور اپنی دولت اپنی کے صبر کرے اور عزت کو چھوڑے اور غرض
 انکی بیچ ان امور کے سواے رضا مندی خدا کے چیز دوسری نہ ہو جسے انکو ثواب بچاؤں دلی کا عنایت
 کرے گا اور حکم ترمذی نوادر الاصول میں ساتھ روایت ابن عباس کے لائے ہیں کہ میں ایک دن رولیف
 آنحضرتؐ کا تھا لیجے پس پشت آنحضرتؐ کے سوار تھا فرمایا کہ میں تنگ کوئی چیز میں کہ نفع دینے والی ہیں تخلیک فرما
 دیتے کہا البتہ فرمایا حلیہ بالعلم فان العلم خلیل المؤمن والحکمۃ زینۃ والعقل دلیلہ والرفق اخوہ
 والبصیرۃ صلیۃ خیرہ یعنی لازم کرے علم کو تحقیق علم و دست خیر خواہ مومن کا اور اولیٰ بمنزلہ وزیر اس کے ہے اور عقل
 بمنزلہ راہبر اس کے ہے اور رفیق یعنی تواضع اور نرم خوئی بمنزلہ بھائی اس کے ہے جو کہ ہر وقت اس کے کام میں
 آتی ہے اور صبر بمنزلہ امیر اور سردار اس کے ہے جو کہ کوئی نعم بدون اعانت انکی کے فتح نہیں ہوتی جو اور
 بیہقی نے اشعث بن سلامہ سے روایت کی ہے کہ اسے ابو حامد اسدی سے سنا کہ آنحضرتؐ نے ایک شخص
 کو بارون اپنے سے کہ ہمیشہ آپکی مجلس میں حاضر ہوتا تھا چند روز نہ دیکھا حال اسکا دریافت فرمایا یاد
 لے کر کہ اس نے فالانے پہاڑ میں گوشہ اختیار کیا ہے اور عبادت میں مشغول ہوا ہے فرمایا کہ اسکو میرے سامنے
 لاؤ جب وہ شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا فرمایا کہ تجھ کو کیا باعث ہوا کہ پہاڑ میں جا کر گوشہ اختیار کیا
 تو نے اور مسلمانوں کی صحبت سے کنارہ کیا تو نے اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے تئیں صحبت
 آدمی نہ ہوئی عبادت خدا میں تنویش دیتی ہے فرمایا کہ صبر کرنا آدمی کا بیچ ایک صحبت مسلمانوں کے اور
 مکروہات اس صحبت کے اپنے اوپر گوارا کرنے بہتر اس عبادت سے ہیں کہ خلوت میں بیٹھ کر ساتھ برکت
 بجا لاوے اور بخاری نے کتاب الادب میں اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ساتھ روایت عبد اللہ بن عمر
 کے آنحضرتؐ سے روایت کی ہے کہ جو مسلمان آدمیوں کے ساتھ ملا رہے اور ان کی
 ایذاؤں پر صبر کرے بہتر ہو اس مسلمان کے انکی ایذاؤں پر صبر کرے اور انکی صحبت کو چھوڑ دے اور اگر اس تہمت
 اسکی دو طریق سے جو طریق پہلا کہ نصیب عوام کو ہے جو کہ کوئی حاجت و پیش آوے اور کوئی چارہ

تفسیر خلیلی
 پوچھا جائے
 اور پوچھا جائے
 قیامت میں اسکو
 جس کی نقام
 دیا جائے گی
 (میں) بیان اس
 چچی معلوم ہو گیا
 یہ عالم کہ اپنے علم
 کی اشاعت پر
 دلچسپی سے وفات
 دس سے تالیف
 سے فروغ حاصل
 مسلمان ہو کر
 جابلو کی رسم
 بیجاچ میں چھوڑ
 ملاجہ اویسیں
 پس جلائے
 بزرگوں کی
 بانہن کو رہی

اسکا خجائین اور سرانجام اسکا نکر سکین واسطے حاصل ہونے اُس مطلب کے سجدین جاوین اور دو گانہ ادا کرین اور دعائین مشغول ہوں اور اس طویل کو ترمیزی اور دوسرے صحاح نے اس وضع پر روایت کیا ہو کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت له حاجة الى الله والى احد من بنی آدم فليقلضها واليخس الوضوء ثم ليصل لکنتین ثم لیثن علی اللہ ویصل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لیقلض لآله آلاہ الله اکیلمو لکیر سویتان الله رب العرش العظیم الحمد لله رب العالمین اَسْأَلُكَ مِنْ جِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَرَائِرِ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اَبْرٍ لَا تَدْعُنِي ذَنْبًا اَلَا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا اَلَا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةً اِلَا هَيَّ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ط یعنی کہ رسول اللہ نے جو شخص کہ ہوئے اسکو حاجت طرف اللہ کے یا طرف کسی آدمی کے پس چاہیے کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر چاہیے کہ پڑھے دو رکعتیں پس چاہیے کہ شہادہ پڑھے اور پھر اللہ کے اور چاہیے کہ درود بھیجے اور پڑھنی کے پس چاہیے کہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اَخْرَجَ اس طریق کی استنات کا یہ کہ آدمی کو کوئی حاجت دنیا کی حاجتوں میں سے اپنی طرف نہ کھینچے ایچ حاصل کرنے اسباب اس کے کے مستغرق نہ کرے اور غفلت کا خدا کی طرف سے نہ جادے بلکہ پیش آنا حاجتوں دنیاوی کا ایسے حق میں حکم آنے نماز کا پکڑے اور نظر اسکی اور مابون سے منقطع ہو کر خالص سبب اسباب کیساتھ متعلق ہو اور ہر گاہ کہ تمام اسباب اس کے قبضہ قدرت میں ہیں اور اسی کے تصرف سے حج ہوتے ہیں اور اسی کے ارادہ سے علحدہ ہو جاتے ہیں تمام اسباب کے بخون سے فراغت حاصل ہوئے اور خصوصیتیں اسباب کی کہ اکثر باعث حملہ بغض اور طرد کی ہیں اور ابہداری ان آدمیوں کی چکی طرف سے صول ان اسباب کا متوجہ نظر سے ساقط ہوئے اور کم ہوا اسباب کا اور ذوال قہر و دیاست کا عقل کے نزدیک ہلکا معلوم ہوا اور چھوٹا ٹکانا دشوار و طریق دوسرا یہ کہ ایچ استنات کے ساتھ نماز کے محال ہونا مطلب کا لحاظ میں نہیں ہوتا ہو بلکہ کھینچنا نفس کا ساتھ تمام قوت کے طرف جناب کبریا خدا کے ہوتا ہو اس واسطے کہ حاجتیں دنیاوی اکثر سبب تنزل روح کے طرف شہوتوں اور اسباب شہوتوں کے ہوتی ہیں جیسا کہ کوہ عالم سے طرف عالم بالا کے کھینچا جاوے اور اور خرق پیچ لذت رکالہ اور دنیا آتی کے اچھوٹی نوا جلال و جمال اس کے کی محال ہو دوسرے اس طرف غفلت آجاتی ہو اور دنیا کی ہیز و فتنہ غلام و کار اس کے ہوں یا نہ ہوں خبر ہو جاتا ہے جیسا کہ غشی یا بھری ٹوٹے ہوئے کو وقت میں ختم کیے یا نہ کیے بھری ٹوٹی ہوئی کی

تفسیر غزیری
ط حضرت بیان کرتے ہیں کہ شیخ دانا اس کو خدا رسول کی بات مان لینا وہ بھی پکڑیں محوٹ لانا دوسرے بین بغض عقیدین بھی اپنے لوگوں کے اپنے ماسون کی باتوں کو کچھ لے ہی اور پربریان کو پیش میں تین سے ان نادون کو بغض ہو جاتا ہے کہ یہ غلطی کا کام ہے بھگتوہ فقط اسی زور و ہر اور دران و حدیث سے اہل کراچی

ہے کہ ہر آنکہ عشق کے درد لاش گرفت قرار پڑا اور کد کھل کند جھائے ہزارہ اور حدیث صحیح میں کہ
 بیچ بیچین کے مذکور ہے کہ الا حسان ان تعبدوا الله كان ثوابك تراه فان لم تترك تراه فانك تراه
 یعنی نیک کرنا عبادت کا یہ ہے کہ عین عبادت میں ایسا خیال کرے تو کہ میں مہمود اپنے کو دیکھتا ہوں
 پس اگر یہ بات محکو میر نہیں استدر خود مفر ہے کہ وہ محکو دیکھتا ہے اور یہ بھی حضور میں کفایت کرتا ہے
 اور لذت بخشتا ہے اور ہر گاہ کہ اس بگاہ تک بنی اسرائیل کو طریق حاصل کرتے ایمان اور قوس کا جلا یا
 کہ وہ صبر اور استخراق بیچ سناجات اور دوام حضور اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ طریق بہت مشکل درجہ جاری ہے
 اس واسطے بیان فرماتے ہیں کہ اگر یہ راہ چلنا تم سے ممکن نہ تو راہ دوسری آسان زیادہ آس راہ سے
 بتلا تا ہوں اور وہ راہ شکر خدا کی ہے اس واسطے کہ حقیقت شکر کی ملاحظہ کرنا نعمتوں نعم حقیقی کا ہے اور
 ملاحظہ نعمتوں کا باعث کثرت محبت کا ہے ساتھ نعم کے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جملت القلوب
 علی حب من احسن الیہا یعنی پیدا کئے گئے ہیں دل اور محبت اس شخص کے کہ احسان کرے طرف
 اس کے اور کمال محبت سفید لذت کی ہے کہ لذتوں اور خواہش کی چیزوں سے کامل اور قوی تر ہوتی ہے اور
 برابر اس لذت کے سب لذتیں کتر ہوتی ہیں جیسا کہ پھر خطاب فرما کر ارشاد کرتے ہیں یا نبی اسرائیل
 اذکر الیٰ ربی الّٰہی فقلت علیک کونئی اسے بیو یحیوب کے یاد کرو تم اس نعمت میری کو کہ انعام کیا ہے میرے
 تمہارے پس حق تمہارا یہ ہے کہ یہ بیچ شکر اس نعمت کے اعمال نیک بجا لاؤ اور اگر ملاحظہ دوسری نعمتوں
 سے عاجز آؤ تم جو نعمت کہ تمام نعمتوں کی بیچ کر نوالی ہے ملاحظہ کرو اور وہ نعمت یہ ہے کہ میں تم کو سب فرعون
 بنی آدم کے سے ممتاز اور ستمنے کیا ہے و اذنی فضلکم علی العالمین یعنی اور یہ کہ فضیلت دی
 میں تم کو اور تمام عالموں کے اس واسطے کہ تمہارے کردہ میں سے چارہم از پیہر پیدا کئے ہیں اور توریت
 اور زبور اور انجیل اور دوسرے صحیفے الہیہ اور پر لفت تمہاری کے اور بیچ ہاتھ تمہارے کے انارے ہیں اور
 بادشاہ عادل اور عالم با عمل بیچ تمہارے موجود کرتے ہیں تم سب فرعون بنی آدم کے سے ساتھ اس
 بزرگی کے ممتاز ہوئے کہ کوئی فرد دوسرا سوقت تک جائے نزول وحی الہی کا اور مخزن کتابوں آسمانی
 اور جائے والا سر احکام شرعیہ کا اور وقف اوصاف اور اطوار نبیوں اور فرشتوں کا نہیں ہوا اور یہی
 فضیلت تم کو اور تمام موجودات کے اس وقت تک حاصل ہے کہ حق اور تمہارے یہ ہے اس وقت میں کہ وقت
 نزول کتاب جدید کا اور نبوت سید المرسلین کا ہے یہی سب خلق سے افضل ہو تم اور بیچ قدرت اس میں اور

تفسیر خلیلی

چاندی نکاح

نفس جاوید

وہ کہ جس کے

میر نورانی

اس کا پالیان

حصہ نکاح انوار

چہ اس حکم

میں کو نہ نہیں

رہیے رسول

الرحمۃ الرحیم

یاد کہ در مسلم

فایا چو کھیت

یا بلخ آسمان یا

نہ دیش کے پانی

سے بیچا جائے

یا زمین میں

ہو اس کی پیار

میں دھوان

حصہ زکوٰۃ

فرمانبرداری اس کتاب اور اس پیغمبر کے مہم کو تاکہ فضیلت تمھاری اور پر تمام عالموں اس وقت کے بھی
 باقی رہی اور اس مرتبہ اور منصب سے کہ فخر الکار خانہ شریعت کی ہے معزول نہو تم مفسرین ظاہرین ہی
 مضمون اس لفظ کے کہ فضیلت دینی بنی اسرائیل کی اور پر تمام عالم کے جو مرد کرتے ہیں اور حال یہ کہ کچھ
 جگہ تہذیب کی نہیں اس واسطے کہ حقیقت سے فرقہ بنی اسرائیل کا پیدا ہوا اور وقت خطاب تک کوئی فرقہ
 ان فضیلتوں کے ساتھ ان کے شریک نہیں ہوا ہے ان یہ بات یہ کہ بعد اسی بنی اسرائیل نے دعوت اس
 پیغمبر کی قبول نہ کی اور ایمان اس کتاب کا ان کو میسر نہ ہوا اس سبب کہ اسے اور انا اور آدمیوں کے ہوسے
 لیکن یہ وقت مضمون کلام سے خارج ہے اس واسطے کہ تفصیل بنی اسرائیل کی اور پر تمام عالم کے اس وقت
 میں اس لفظ سے سمجھی نہیں جاتی ہر جگہ محل اشکال کا ہوا اور تفصیل مجمع فرقہ بنی اسرائیل کی اور فرقوں
 دوسرے کے بیچ فضیلتوں بیان کئے ہوئے مکمل قطع ہو کر کہ بعضے نا اہل فرقے کے لئے سبب شامت
 نفس اپنے کے اس فضیلت اپنی کو بر باد کیا اور اہل اساطیلین کو پیچھے جیسا کہ فارون اور سامری ہوا
 کہ تفصیل کل فرقہ میں یہ ضرور نہیں کہ ہر فرد اس فرقے کا اور فرقوں سے افضل ہو جیسا کہ فضیلت فرشتوں
 سادات کی باقی امت پر اس بات کو نہیں چاہتی کہ ہر شخص اس فرقے کا غیر اپنے سے افضل ہو ایسی مثالوں
 میں نظر نہایت مجموعی کی طرف ہوتی ہے نہ ہر فرد کی طرف اور اگر بنی اسرائیل کہیں کہ پہلوں ہمارے
 شکر ان نعمتوں کا بخوبی ادا کر لیا ہے اور اس مرتبہ کو پہنچ گئے ہیں کہ اب جو کوئی اولاد انکی میں سے ہو
 یا ان کے ساتھ وسیلہ پڑے اس کو خوف باز پرس کا نہیں اور انکی شفاعت اسکے حق میں کافی ہے جو نہایت
 اتنی کی کہ ہمارے بزرگوں کے حال پر مصروف ہوئی ہماری نجات میں کارگر ہوگی کہ نام انکا ہم لیتے
 ہیں اور نسل انکی سے ہیں کہتے ہیں ہم کہ ساتھ اس خیال کے فریفتہ مت ہو اور آخرت کے دیکھو دنیا کو
 دن پر قیاس مت کرو واقعی کیا مائینی اور ڈرو تم اس دن سے کہ لا تجزئی نفس کا یعنی ادا نہیں
 کر سکا کوئی نفس اگرچہ کیسا ہی کامل اور نہایت شکر گزار شمع حقیقی کا اور مقرب اسکی درگاہ کا ہوا ہو عن
 نفس کی شمع کی شخص کی طرف سے گو بیجا حقیقی اسکا ہوا تمام عمر نام اسکا لیا ہوا اور اپنے تئیں اسکی طرف
 نسبت کیا ہو اگر شخص ناشکر ہو اور طریق کفر کا اختیار کیا ہو شیطان یعنی کسی چیز کو حقوق شکر کے
 سے جو ذرا سے واجب لاواہین یعنی جو حق اسکے ذمہ تھا دوسرا شخص وہی حق اسکی طرف سے ادا
 کرے اس واسطے کہ اس وقت میں اپنا شکر دوسرے کو دینا ممکن نہیں ولا یقبل عنہا شفاعت یعنی اور

تفسیر عربی
 دفع بہادری
 کہیں کیا پائیے
 یہاں کیا جاسا
 اس کی پیداوار
 میں بیوان تھو
 زکوۃ دفع بہادری
 (ب) (طرح جلد)
 آدھ جھون سے
 زکوۃ سے مراد
 صلوات فرمائی جھا
 ہاتھ سے نیکو
 صلوات دودار
 جہالت کے
 پابندی ہوینے
 ناز کو جہالت کے
 ساتھ ادا کیا کرو
 ناز کو جہالت سے
 یہاں لکھنے کا حکم
 زکوۃ کے بعد

قبول کی جاوے گی اُس نفس شکر گزار سے سفارش اُس نفس تقصیر کرنے والے کے حق میں ہو جائے گی اور کافر ہوا اور کُفْرًا مَعًا عَلٰی یعنی اور نہ لیا جاوے گا اس نفس شکر گزار سے فدیہ یعنی ناشکر اور کافر سے جو حق تلفی اور ناشکری خدا کی ہوئی ہے اُس کے بدلے میں کوئی چیز دوسری دیوے اگر بالفرض وہ چیز اسکو ہم پہنچے وَلَا هُوَ مُنْصِفٌ وُنْ یعنی اور نہ اُن لوگوں کے واسطے کہ تقصیر شکر میں کرتے ہیں کوئی مددگار ہوگا گذر اور غلبہ سے عذاب کو اُن سے دفع کرے اور اسے دفع کرنے عذاب کے منہ پر ان چار چیزوں میں ہیں یا ساتھ قہر اور غلبہ کے یہ یعنی کوئی زور سے اگر عذاب کو ہٹا دے اور اس کو نصرت کہتے ہیں اور بالیقہر اور غلبہ کے ہو اور وہ دو قسم ہیں یا منت بدون دینے کسی چیز کے خلاص کر دے اور یہ شفاعت ہے اور یا ساتھ دینے کسی چیز کے اور دوسری قسم ہے یا ساتھ دینے اُس چیز کے جو کہ ذمہ رکھے واجب تھی بعینہ جیسا کہ اگر ناقض کا اور تادان اور ال معًا کا یا ساتھ دینے عوض کے خلاصی کر دین اور اس کا نام فدیہ ہے اور یہ ہر گاہ کہ چاروں راستے خلاصی کے آخرت میں نیست و نابود ہیں پس بھروسہ کرنا اُس دن میں غیر ہو جائے کہ اس مقام میں جاننا چاہیے کہ مستر لہ انکا شفاعت میں اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان قیامت کے شفاعت نہ ہو لیکن یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ اس آیت میں نفی شفاعت کی اس کے واسطے ہے کہ جسے ہرگز شکر نعمت اسی کا نکلیا ہو اور ایسا شخص اور کوئی نہیں مگر کافر اور شفاعت ہی حق کافر کے بالاجماع مقبول نہیں ہے کوئی جگہ بحث اور نزاع کی نہیں باقی رہی اس جگہ کسی سوال جواب طلب ہے کہ یہ نفی شفاعت اور فدیہ کے تاکید ساتھ ضمیر کے نفرائی اور نفی نصرت کے تاکید ساتھ لفظ ہم کے ارشاد کی اس طریق کے بدستور نہیں کیا لکن یہ جواب اس کا یہ ہے کہ لانا ضمیر لایچ ایسے مقاموں کے فائدہ دیتا ہے جیسا کہ بحث اور انافیت کے مقرر ہے پس سنی کلام کے یہ ہوئے کہ نصرت مذہبی مخصوص ساتھ کافر دینے کے اور مسلمانوں کے واسطے اسدن میں نصرت ہوگی اس واسطے کہ انتقام اُن کے دشمنوں سے قرار دے لیتا جیسا کہ دوسری آیہ میں صراحت مذکور ہے کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَبِوَعْدِنَا لَا نَسِيْكَ وَحٰلًا عَلَيْنَا اَنُفِیْثُوْا یعنی تحقیق نصرت کریں گے ہم رسولوں اپنے کی اور اُن لوگوں کی جو ایمان لائیں دنیا میں اور آخرت میں اور ہمارے اوپر ہے نصرت ہونے کوئی اور قبول کرنا شفاعت کا کہ بے حکم ہو اور لینا فدیہ اور چھٹی کا کسی کو واسطے خواہ مومن ہو خواہ کافر خواہ صلح خواہ فاسق ہرگز نہ ہو گا اس واسطے

تفسیر خلیلی

بیان فرمانے سے

پہلی معلوم ہو گیا

کہنا زور کر کے

مسلح سے جماعت

سی پابندی کا بھی

مستقل حکم ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علیہ وآلہ وسلم

فرضوں کو سچا

بین جماعت و

اور ان کی سچی ہے

جس کی فراموشی ہے

بیان تک کی بات

میں حاضر ہو کر

منازہ پیش کرنے والے

کے گھر ہی جلا

دارنے کا منتظر

مجاہد یا جفا

دعا اور لیے

اس جگہ فیہ پر کے ثلاثے سوال دوسرے یہ کہ اس آیت میں قبول شفاعت کو اوپر فدیہ لینے کے مقدم فرمایا اور دوسری آیت میں کہ بیچ آخر اس سپارہ کے ہر بالکس ارشاد ہوا اس عنوان بدلتے میں نکتہ کیا ہر جواب اسکا یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی بلا میں گرفتار ہو تا ہو اور عزیز اس کے بیچ فکر خلاصی اس کے ہونے میں کوشش انکی اسی ترتیب کیساتھ ہوتی ہے کہ اول جو اس کے ذمہ حق ہے اس کے دور کرنے میں کوشش کرتے ہیں جب اس تہذیب سے بھی عاجز ہوتے ہیں ساتھ شفاعت اور وسیلہ کے اس بلا کو دفع کرتے ہیں اور جب اس سے بھی عاجز ہوتے ہیں کچھ عرصہ اور فدیہ اسکی خلاصی کا دیتے ہیں اگر یہ بھی کارگر نہیں ہوتا تب بھائی اور عزیز جمع ہو کر مستحکم طائی کے ہوتے ہیں کہ مراد نصرت سے یہی ہے پس اس آیت میں یہ ترتیب کہ فیہ پر وقوع تھی منظور ہوتی اور چونکہ بعضے شخص محبت مال کی دل میں بہت رکھتے ہیں اور کم ہمت ہوتے ہیں اور سفارش کرنے والوں کا احسان اٹھانا اور عار اسکی اختیار کرنی نسبت مال خرچ کرنے کے خفیف سمجھتے ہیں اور جب تک ہو سکتا ہو مال کو بچاتے ہیں ننگے ناموس باقی رہے یا نہ رہے ایسے لوگوں کا قاعدہ یہ ہے کہ اول حیلہ سفارش اور وسیلہ کا کھڑا کرتے ہیں بعد اسکے جب دیکھتے ہیں کہ سبب اس حیلہ کے کار بر گری سنوئی لا چاری سے فدیہ دینے پر مستعد ہوتے ہیں اس واسطے وہ اس آیت میں یہ ترتیب رکھی تاکہ اشارہ طرف حال دونوں فلیک کے ہو جاوے لیکن کثرت کی رعایت کر کے پہلی ترتیب کو مقدم کیا اور دوسری ترتیب کو مؤخر فرمایا کہ نادر الوقوع ہو اور کام بہت ہمنون کا ہو قابل تقدیم کے نہیں سوال تیسرے یہ ہے کہ بیچ مقام نفی شفاعت اور نفی فدیہ کے اوپر فیہ پر مفرد کے کفایت فرمائی ہو اور بیچ مقام نفی نصرت کے فیہ پر جمع کی لائے اور اس طرح فرمایا دکھا ہی تضاد کا فیصلہ احدا احدا جواب اسکا یہ ہے کہ نصرت کو اجتماع لازم ہے کہ تنہا ایک شخص کسی کی نصرت نہیں کر سکتا ہر اد جب اشخاص ہو سکتے ہیں ہمراہ تفصیل کے واسطے نصرت کے جمع ہونے ہیں ہر ایک ہر ایک کی مدد کرتا ہر ایک مدد کرنے والا بہت ہو سکتا اور نصرت جنگلی کی وہ بھی بہت ہو سکتا اس نکتہ کیلئے فیہ پر جمع کو جمع کر کے لائے گویا اشارہ فرماتے ہیں طرف اس بات کے کہ اگر گریباں کا ر لکھ جائیں کہ کوئی انکی نصرت کرے اور اس صورت میں نصرت انکی سہل ہے کہ خود بھی جماعت کثیر میں فوت مقابلہ کی رکھتے ہیں چاہے کہ دوسرا شخص اس حال میں انکی نصرت کو قبول کرے لیکن اس پر بھی کوئی قبول نہ کرے گا چاہے اس کے کہ تنہا نصرت کا خواہاں اور طالب ہو اسکی نصرت کرنی بہت مشکل ہے سوال چوتھا یہ ہے کہ آیا تنہا بحسب ظاہر دلالت کرتی ہے اور یا اس کے

نہ فیہ پر کے ثلاثے سوال دوسرے یہ کہ اس آیت میں قبول شفاعت کو اوپر فدیہ لینے کے مقدم فرمایا اور دوسری آیت میں کہ بیچ آخر اس سپارہ کے ہر بالکس ارشاد ہوا اس عنوان بدلتے میں نکتہ کیا ہر جواب اسکا یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی بلا میں گرفتار ہو تا ہو اور عزیز اس کے بیچ فکر خلاصی اس کے ہونے میں کوشش انکی اسی ترتیب کیساتھ ہوتی ہے کہ اول جو اس کے ذمہ حق ہے اس کے دور کرنے میں کوشش کرتے ہیں جب اس تہذیب سے بھی عاجز ہوتے ہیں ساتھ شفاعت اور وسیلہ کے اس بلا کو دفع کرتے ہیں اور جب اس سے بھی عاجز ہوتے ہیں کچھ عرصہ اور فدیہ اسکی خلاصی کا دیتے ہیں اگر یہ بھی کارگر نہیں ہوتا تب بھائی اور عزیز جمع ہو کر مستحکم طائی کے ہوتے ہیں کہ مراد نصرت سے یہی ہے پس اس آیت میں یہ ترتیب کہ فیہ پر وقوع تھی منظور ہوتی اور چونکہ بعضے شخص محبت مال کی دل میں بہت رکھتے ہیں اور کم ہمت ہوتے ہیں اور سفارش کرنے والوں کا احسان اٹھانا اور عار اسکی اختیار کرنی نسبت مال خرچ کرنے کے خفیف سمجھتے ہیں اور جب تک ہو سکتا ہو مال کو بچاتے ہیں ننگے ناموس باقی رہے یا نہ رہے ایسے لوگوں کا قاعدہ یہ ہے کہ اول حیلہ سفارش اور وسیلہ کا کھڑا کرتے ہیں بعد اسکے جب دیکھتے ہیں کہ سبب اس حیلہ کے کار بر گری سنوئی لا چاری سے فدیہ دینے پر مستعد ہوتے ہیں اس واسطے وہ اس آیت میں یہ ترتیب رکھی تاکہ اشارہ طرف حال دونوں فلیک کے ہو جاوے لیکن کثرت کی رعایت کر کے پہلی ترتیب کو مقدم کیا اور دوسری ترتیب کو مؤخر فرمایا کہ نادر الوقوع ہو اور کام بہت ہمنون کا ہو قابل تقدیم کے نہیں سوال تیسرے یہ ہے کہ بیچ مقام نفی شفاعت اور نفی فدیہ کے اوپر فیہ پر مفرد کے کفایت فرمائی ہو اور بیچ مقام نفی نصرت کے فیہ پر جمع کی لائے اور اس طرح فرمایا دکھا ہی تضاد کا فیصلہ احدا احدا جواب اسکا یہ ہے کہ نصرت کو اجتماع لازم ہے کہ تنہا ایک شخص کسی کی نصرت نہیں کر سکتا ہر اد جب اشخاص ہو سکتے ہیں ہمراہ تفصیل کے واسطے نصرت کے جمع ہونے ہیں ہر ایک ہر ایک کی مدد کرتا ہر ایک مدد کرنے والا بہت ہو سکتا اور نصرت جنگلی کی وہ بھی بہت ہو سکتا اس نکتہ کیلئے فیہ پر جمع کو جمع کر کے لائے گویا اشارہ فرماتے ہیں طرف اس بات کے کہ اگر گریباں کا ر لکھ جائیں کہ کوئی انکی نصرت کرے اور اس صورت میں نصرت انکی سہل ہے کہ خود بھی جماعت کثیر میں فوت مقابلہ کی رکھتے ہیں چاہے کہ دوسرا شخص اس حال میں انکی نصرت کو قبول کرے لیکن اس پر بھی کوئی قبول نہ کرے گا چاہے اس کے کہ تنہا نصرت کا خواہاں اور طالب ہو اسکی نصرت کرنی بہت مشکل ہے سوال چوتھا یہ ہے کہ آیا تنہا بحسب ظاہر دلالت کرتی ہے اور یا اس کے

کہ شفاعت کیسے واسطے نہو ایواسطے لفظ نفس کا دونوں جگہ اور شہادت کا عالم واقع ہوا پہلے نفس میں تعظیم نفس
 شفاعت کرنیوالے کی ہوتی اور دوسرے نفس میں تعظیم نفس کی کہ جسکے واسطے شفاعت ہو اور شہادت
 میں تعظیم اس چیز کی کہ جس میں شفاعت کیجاوے حاصل یہ ہوا کہ کوئی شفاعت کرنے والا کسی شخص کی
 کسی امر کو واسطے نہیں ہوگا اور حال یہ ہو کہ اہل ملت کا اتفاق ہو اس بات پر کہ فی الجملہ شفاعت
 ضرور ہو دیکھیں مستزاد بیچ حق غیر صاحب کبیرہ کے شفاعت جائز رکھتے ہیں اور اہل سنت صاحب کبیرہ
 کے حق میں بھی کہتے ہیں الا کا فر کو کوئی شخص قابل شفاعت کا نہیں جانتا اور جواب اسکا یہ ہو کہ بہت
 آیتیں اور حدیثیں شفاعت کے ہونے پر دلالت کرتی ہیں پس تخصیص اس آیت کی ضرور ہوا اہل
 سنت کہتے ہیں کہ خاص کا فر کی شفاعت نہوگی اور کہتے ہیں کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ شفاعت
 بے حکم الہی کے اُسدن قبول نہوگی ساتھ دلیل اسکے کہ بہت آیتوں میں نفس شفاعت کو مقید ساتھ
 اس قید کے فرمایا ہو مانند یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضی له فی کلمہ من الذی
 یشفع عنہ الا باذنه ومن جمیع ولا یفیع بطاع ولا تنفع الشفاعة عندہ الا لمن اذن له او صدق ثون
 متواتر سے ثابت ہوا ہے کہ سوا کافر کے کسی حق گناہ کارونکے حکم شفاعت کا ہوگا پس معلوم ہوا کہ بالکل مجوز
 شفاعت سے فقط کافرین اور مناسب مقام کے بھی نفی اسی شفاعت کی ہوا واسطے کہ اسکا حکم کو واسطے
 رد کرنے خیال فاسد اہل کتاب کے اور جو ہم مذہب انکے ہیں لائے ہیں کہ یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اولاد
 نبوی کی ہیں اور بزرگوں کے ساتھ توسل ہمارا ہر ہر خوف مواخذہ اور باز پرس کا نہیں ہوا اور جانتے
 ہیں کہ باوجود کفر اور دوسری برائیوں کے بھی بزرگ ہمارے ہمکار عذاب آخرت کے سے چھٹا لیں گے
 اور طریق رد کرنے اس خیال کا یہ ہے کہ جو شفاعت کہ تمھارے ذہن میں ہو اُسکے اوپر فریفتہ مت ہو
 اس واسطے کہ ایسی شفاعت اُسدن میں نہیں ہونگی بلکہ شفاعت ہر شفع کی اُسدن میں موقوف اور
 حکم الہی کے ہوگی اور جب کہ شفاعت اور حکم الہی کے ہوتی جگہ اعماد کی نثری اس واسطے کہ فقط وسیلہ شفع
 کا اس امر میں کفایت کرے گا بلکہ حکم الہی بھی درکار ہوا اُسکا دونوں طرح احتمال ہو جائی اور چاہے نہ ہو
 چاہے کہ بعض توسل کے ساتھ ازان مت ہو کہ یہ توسل سبب متقل نہیں اور اسی واسطے بعض مفسرین نے
 ضمیمہ شہادت کی بیچ لایا قبل منافع شفاعت کا یونہی منافع اعدال کے راجع طرف نفس تفسیر دار کے کی ہوا اور اسکو
 یعنی نہما کو قید شفاعت منفعہ کی کی چیز یعنی قبول نہوگی وہ شفاعت کہ اس نفس تفسیر دار کے وسیلہ اور زیادہ

تفسیر غزالی

ہوا الیسا

جی سجدی

بین آقا اجماع

ضعف کے خود

نہیں آسکتا

شخص سجدی

میں اگر کہ سکد

ضعف میں پنج

بیتے ام او

آپ نے فرمایا

خاستہ جماعت

کتاب میں

وجہ شہادت

رقی ہر صفوں

تفسیر غزالی

ہوا الیسا

جی سجدی

بین آقا اجماع

ضعف کے خود

نہیں آسکتا

شخص سجدی

میں اگر کہ سکد

ضعف میں پنج

بیتے ام او

آپ نے فرمایا

خاستہ جماعت

کتاب میں

وجہ شہادت

رقی ہر صفوں

روشنی پڑی اُسکے سامنے ہوا اور بعضی چیزیں جو اُسکے مقابلہ میں نہیں ہوتی ہیں جیسا کہ گھر کی چھت
 اس فیض سے وہ محروم ہیں لیکن جب ایک طشت بھرا ہوا پانی صاف کا آفتاب میں رکھیں شعلہ آفتاب
 کی اُس پانی صاف سے طرف چھت کے منکس ہوگی اور اُسکو روشن کرے گی پس ارجح انبیاء کی
 مانند پانی صاف کے درمیانی ہیں واسطے بخشش الہی کے جیسا کہ پانی صاف نے شعلہ آفتاب کو طرف
 چھت کے پہنچایا ایسی ہی یہ روحیں رحمت الہی کو عام مسلمانوں کی طرف پہنچاتی ہیں مگر اگر یہ بھی اُمتدار
 قبولیت لور کی شرط ہے یہاں تک کہ اگر چھت استعداد روشن ہونے کی مطلق نہ رکھے تو پانی صاف کی
 وساطت سے بھی روشن نہ ہوگی مانند کافر کے کہ استعداد اُسکی برہم ہو کر بے نصیبیت ہو گیا اور ہم چند کہ
 چھت مقابلہ آفتاب کے سے محروم ہو لیکن صاف پانی کے مقابلہ میں ساتھ کمال درجہ کہ ہے اور سبب
 اُسی مقابلہ چھت کی روشنی پائی گئی اور جو کوئی کہ ایمان ساتھ نبیوں کے نہ رکھے مانند اس چھت
 کے ہو کہ ساتھ پانی صاف کے بھی مقابلہ اسکو حاصل نہیں اس صورت میں پانی کے سبب سے بھی
 روشنی اُس چھت کی تصور کرنے کی خیال خام ہو جائے کہ یہ کہ بنی اسرائیل کو مانند اس خیال خام کے کہ کہتے
 تھے یایوس کر کے واسطے تاکبید شکر بعضی نعمتوں کے لائے اسلاف پر مبذول ہوئیں تھیں یاد دلاتے ہیں
 اور فرماتے ہیں کہ تم سب نعمتوں میں سے اُن نعمتوں کو یاد کرو کہ نمودن قیامت کا تھا اور کوئی شخص نہ دون
 اور مردوں سے تمھاری یاد کو نہیں پہنچتا تھا اور ساتھ کسی وجہ کے اعانت اور امداد کی وجوہات سے
 خلاصی تمھاری نہیں ہو سکتی تھی واذا یحییٰ کائنات اُکسے یعنی اور یاد کرو تم اسوقت کو کہ ہم نے خلاص کیا
 اور نجات دی تم کو ساتھ قوت اپنی کے کہ کلمی نے باپ دادوں تمھارے اور یار دوستوں تمھارے
 اور واسطے اشارہ کرنے کمال قوت کے ضمیر جمع کی کہ صیغہ جمع متکلم مع الغیر کا ہے اختیار فرمایا اور الا
 شروع یا بنی اسرائیل پہلی سے اس جگہ تک صیغہ متکلم واحد کا مستعمل ہوا تاکہ توحید طرف باری تعالیٰ
 کے بیچ شکر کے اور ایمان لانے کے ساتھ آیتوں منزلاً اُسکی کے سمجھی جاوے قرآن الٰہی رفیع عظیم
 یعنی انا تھون ابھون فرعون کے سے کہ بلے شمار تھے اور ذکر تابعین کا کیا باوجود اسکے کہ باعث بدسلوکی
 کا اصل میں فرعون تھا واسطے اشارے کے کہ طرف اُسکے کہ جو رئیس ساتھ کسی فرقے کے بدی
 کا ارادہ کرتا ہے اور وزیر اور امیر اور تابعین باطن میں خسیہ خواہ اوس فرقے کے ہوں تو
 اُس صورت میں مصیبت اس کی سہل ہوتی ہے اس واسطے کہ ارادہ اس رئیس کا بغیر شمار ہے

تفسیر خلیلی
 کاغذ لیسے بھی صفحہ
 سر جیسا کہ لائے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ و آلہ وسلم
 حق پرست کا حال
 پوچھتے تو وہ کہو
 حضرت پیمان
 دیکھی شبت دلائے
 گمراہی راست ہے
 گمراہی اور
 مریض کے چھوٹا بچہ
 خیال سے خود
 بیان دلائے
 مسیحیہ تباری
 منیبہ سلطان
 پہلے دین کا علم
 کچھنا فرض ہے
 جھوٹا کاس فرس
 ہیں سونو چکل

اور سادہ ملازمین کے چند اہل پیش نہیں جانا ہوا اور اس حکم تابعین فرعون نے بھی فرعون سے زیادہ
مکر اور عداوت اس فرقے کے باندھی تھی اور سب کے سب برسرِ غاش ہو کر سیو من نکمہ یعنی
پہنچائے تھے تمھارے تئیں سوئے العذاب یعنی بڑا سخت عذاب اس طرح سے کہ یکنے یکنے کئے گئے
یعنی بہت بے رحم کرنے تھے بیٹوں تمھارے کو اور یہ عذاب سخت تر عذابوں میں سے ہر واسطے کہ ہر ایک
کو بیٹوں کا سبب نیست اور نابود ہونے تمام فرقے کا ہوا اور یہ بھی ہے کہ اگر در در میں نیست و بدلتوں
کی بہت مکد رہتی ہوا واسطے کہ سب اور تلاش معاش کی ذمہ مردوں کے ہوا اور بھی قتل کرنا والا
کا بعد اسکے کہ کوشش اور مشقت بہت تکلیف حمل اور پیٹ میں ہونے اسکے کے کھینچی ہوا اور وقت پیدا
ہونے اسکے کے امید قوی بیچ انتفاع لینے کے اُس سے ہوتے موجب نہایت کا ہش و مرج کا ہے
وہ بھی جنس بیٹے کی باعتبار جبلت بشری کے زیادہ محبوب و مرغوب ہوا جنس لڑکی کی سے تنگ
کہ عربوں نے کہا ہوا بیت سروران مالکھا ثالث + حیوة البینین و موت البناکس یہم فرج
رہنے بیٹوں کے درد عقلی بھی ہے اور درد طبعی بھی ہوا اور دوا اہم کمال شدت کو پہنچے اور کاش تو اہم
فرعون کے تمام اولاد تمھاری کو خواہ لڑکے خواہ لڑکیاں قتل کر لے کہ بسبب اسکے بعضی مصیبتیں
ہی تھیں لیکن وہ فقط لڑکوں کو مار لے تھے و یکنے یکنے کئے یعنی اور زندہ چھوڑ لے تھے لڑکیوں
تمھاری کو اور لڑکیاں ہر چند کہ ابتداً بیدارش میں محبوب اور مرغوب ہوتی ہیں اور پیاری پیاری باتوں
سے فریفتہ کرتی ہیں لیکن بعد جوانی کے جبہ لڑکیاں بالغ ہوں اور ان کا تہذیباتی سہیل طوطی طرح کے فکر
سے طرف سے واسطے اخراجات اور نفقوں کے بھی اور اس جہت بھی کہ دشمنوں کے تحت مہین
میں گی اور نہایت ذلت اور عار لاحق ہوگی باعث کمال غم اور اہم کا ہوگی اور واسطے جلدانے
کی نکتہ کے و یکنے یکنے بنانکہ نفرایا اور بدین چون رجا لکہ نفرایا اور تفصیل اس مقام کی یہ ہے کہ
ال مشقت اور بیٹوں کے مرنے کا بیچ وقت صخرنی کے ہے کہ ابھی قابل عقوق اور نافرمانی کر
میں ہوں اور امید منفعت کی اُن سے بچنے الوجہ ہوا اور میل طبیعت کا انکی حرکتوں کی طرف
جہ کمال اور نہایت مشقت اور بیچ بیچ زندگی بیٹوں کو وقت بلوغ آنے کے ہے کہ اس وقت میں
بیعت انکی طرف مائل نہیں رہتی ہے جیسے کہ حالت لڑکپن میں طبیعت کو خوش آتی تھیں
بدرجہ طرکی ذلتیں اور عار اُن کی بہت سے جو کم کرتی ہیں پس اگر بدین چون رجا لکہ و یکنے

فساد کم یا بد بھون ابناء کم ویستحقون بنا بکفر فراتے یہ شدت عذاب کی منہم منوتی
باقی لڑا جبکہ ایک سوال جواب طلب اور وہ ہے کہ اس صورت میں بد بھون واؤ کے واقع ہوا
اور سورۃ اعراف میں بھی یقتلون بغیر واؤ کے مانند اسی سورۃ کے واقع ہے اور سورۃ ابراہیم میں و
بد بھون واؤ کے ساتھ آیا ہے وہ اسکی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یسوع منکم سوء العذاب کو اس
سورۃ میں اور سورۃ اعراف میں ساتھ قتل اور فرج انبا اور ابجد اسکی کے تفسیر فرمایا ہے پس حلت
واؤ کی انہیں بلکہ واؤ کا لانا محل مطلب اس واسطے کہ تفسیر اور مفسر دونو ایک چیز میں درمیان اُن کے
مخالفت نہیں تاکہ گنجائش حرف واؤ کی ہو اور سورۃ ابراہیم میں یسوع منکم سوء العذاب سے
اور تکلیفات شاقہ مراد رکھی ہیں کہ فرعون کے متعلقین و فرعون بنی اسرائیل کو دیتے تھے بعضی
ان تکلیفات میں سے یہ کہ جو لوگ ان میں زبردست اور قوت والے تھے انکو خدمت پتھروں کے
اٹھانے کی پہاڑوں میں سے واسطے عملت باغون اور مکانات فرعون کے مقرر کی تھی یہاں تک کہ
ہاتھوں اور گردنوں میں زخم ہو گئے تھے اور پٹھین بھی انکی مجروح ہو گئی تھیں اور جو لوگ انہیں
کمزور تھے انکو واسطے لیجانے چھوٹے پتھروں کے اور گارسے کے قرار دیا تھا اور بعض کو انہیں سے
واسطے بنانے کی اینٹوں اور پکالنے آنکے کے آوہ میں معین کیا تھا اور ایک جماعت کو واسطے کام
نجا اور لوہا اور صاف کرنے ہستوں اور گھروں کے متعین کیا تھا اور جو ان سب سے ضعیف ہوتا تھا
اور کسی کام میں انہیں آتا تھا اس کے سر پر چڑھ مقرر کیا تھا کہ سال بسال اور ماہ ماہ ادا کرے اور
بنی اسرائیل کی عورتوں کو بطریق بریگار کے واسطے کاتنے کتان کے اور بننے کپڑوں کتانی کے
اور بعض کو واسطے اور کاموں ذلیل اور ناجیزوں کے ٹھرایا تھا یہاں تک کہ مرد اور عورتیں بنی اسرائیل
کی اس حالت سخت میں آکر زوموت کی کرتی تھیں اور زندگی اپنی سے ہزار ہوں تھیں اور یہ بات
ظاہر ہے کہ ہارنا بیٹوں کا اور یہ چیزیں ان میں معافین واسطے مخالفت کے درمیان مضمون دونو
جملوں کے لانا حرف واؤ کا کہ دلالت ادہا اس کے کرتا ہے اور یہ بات کہ اس جگہ واسطے اہل
بد بھون کو تفسیر یسوع منکم کی گردانا اور سورۃ ابراہیم میں کو واسطے تفسیر مقرر کیا اور مخالفت اس کے
تھیں ایا اور بلاؤں میں شمار کیا پس وہ اسکی یہ ہے کہ اس سورۃ میں اور سورۃ اعراف میں یہ دونوں
جملے جملہ کلام آہی کے سے واقع ہوئے اور حق تعالیٰ کو بسبب کمال مہربانی اور رحمت کے اور پر حال بندہ

تفسیر غفری
خود عمل کرنا
اور مکتوبات
کے بارگاہی گردن
پر بیٹھے ٹھیک
بیجاں ہونے کا عالم
اچھا بن گونگو
خود بنے آج
خود عمل کرنا
خود اور مکتوبات
سے خود کر کے
آج خود اس
میں جھنسا ہوا
بن جبر کے کلمہ
اردو سرور کو تانے
میں پہلے اپنے
عالم ہوئے کا
نہایت جا بجا
پر کسی کو بھی
بہت سی کیا جانی
سے

رکھتا ہے شمار کرنا محنتوں اور بلاؤں کا منظور نہ پڑا اس واسطے کہ یاد دلانا بلا کا یہ بھی ایک قسم کا عذاب ہے
 اور سورۃ ابراہیم میں یہ دونوں جملہ حضرت موسیٰ کے کلام میں واقع ہوئے اور حضرت موسیٰ کو حکم تھا کہ تمام
 محنتوں اور مشقتوں کو بنی اسرائیل کو یاد دلادین کہ فرمایا ذکر کر ہم یا امار اللہ اور بھی کلام حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم عہدوں اپنے کے تھے کہ تمام مشقتوں اور محنتوں سے واقف تھے اور
 یہ کلام خطاب ہے ساتھ ان بنی اسرائیل کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے کہ ہرگز انھوں نے
 مشقتیں نہ دیکھی تھیں بلکہ اکثر ان میں سے ان مشقتوں اور محنتوں سے واقف بھی نہ تھے مگر مشقت
 قتل بیٹوں کی کہ یہ حال ان میں بطریق تواتر کے رائج اور مشہور ہوا تھا ضروری مشقت کا فقط ظاہر
 کرنا منظور ہوا اور حقیقت میں ہی شقت بڑی مشقتوں میں سے اور خاتمہ بلاؤں کا تھا جیسا کہ فرماتے ہیں
 وَفِي ذٰلِكَ لَعَلٌّ لِّعَلٰی اَوْ رِجَاسٍ اس مذکور کے کہ مارنا بیٹوں کا اور باقی رکھنا لڑکیوں کا ہو بلکہ عَصَیْنِ رِجْلُکُمْ
 عَصَیْجَم یعنی آزمائش تھی پروردگار تمھاری سے بہت بڑی اسواسطے کہ ساتھ اس مرتبہ کے مسلط کرنا
 دشمن کا کہ بیٹوں کو جو سب سے عزیز ہیں برباد کرے موجب کمال ذلت اور سوائی اور بیخ اور اندوہ
 کا ہے اور یہ تمام اسواسطے تھا کہ خلاصی بعد اس بلا عظیم کے تمھاری نظر میں غفلت پیدا کرے اور قدر
 اس نعمت کی جانو تم اور یہ بھی سمجھو کہ جو کوئی بلا سخت پر صبر کرے مستحق بڑی جزا کا ہوتا ہے خصوصاً
 بیچ دار و بزرگ کے اور یہ بھی جانو تم کہ سوائے ذات پاک خدا کے دنیا کی سختیوں میں بھی کوئی کام
 نہیں آتا ہے اسواسطے کہ اس وقت میں کوئی زندوں اور مردوں سے تمھاری فریاد کو نہ پہنچا اور
 نہ شکوہ تاکہ فرعون اور فرعونوں کے سے ساتھ زور اور غلبہ کے خلاص کیا اور نہ بدلے تمھارے اور
 کیس کو یہ محنتیں اٹھائے کو لادیا اور نہ محنتیں تمھاری اپنے اوپر لیں پس جبکہ دنیا میں کہ وقت نعمت
 اور نصرت ایک دوسرے کا ہے کوئی تمھارے کام نہ آیا آخرت میں کہ وقت نفسی نفسی کا ہے تو قیام امداد
 اور اعانت کی غیر سے رکھنی خیال تمام تمھارا ہے اور وجہ عداوت فرعون اور فرعونوں کی ساتھ فرقہ
 بنی اسرائیل کے یہ تھی فرعون کہ نام اس کا ولید بن مصعب تھا اور اس کا واسطے روشن ہوئے پھر اس کی
 لقب تھا کہ چونکہ قابوس چنگاری روشن کو کہتے ہیں اور اسواسطے کہ وہ بادشاہ کا بصر کا تھا اوس کو
 فرعون کہتے تھے کہ اس لفظ کے معنی قبطیوں کی نعت میں بادشاہ کے ہیں جیسا کہ لفظ سلطان
 کا بیچ لغت عرب کے اور لفظ شاہ کا بیچ لغت فارسی کے اور لفظ راجہ کا بیچ لغت ہندی کے جیسا کہ

تفسیر خلیلی
 سبک لکھا ہے
 کوئی بھی ہے تو
 ساری نیکیاں
 کرتا ہوا اور جس
 کوئی فریاد رکھتا
 ہوا نہ یہ بات
 بدستہ کے حکم کو
 عمل کوئی نہیں
 کرنا زیادہ ضروری
 اور جو حالت کا کوئی
 مانا نہ ہو وہ عمل
 نہ کرنا بڑی ضروری
 علامت عمل کی
 بیجا ہے بلکہ
 نہیں سمجھا کہ کوئی نہ
 اس پر فرض کی تھا
 اس کی تعمیل میں نہیں
 علامت تھی کہ
 سکتی تو نہ عمل کرنا

بیان جو دشمنی فرعون اور فرعونوں کا ساتھ فرعون بنی اسرائیل کے

تفسیر غزالی

جو فرض تھا

جس کو اس نے

تہہ کیا ہے

بات الیہ سخت

حالت کی ہے

چہ حالت ہی

پیچھے امام غزالی

حلیہ رحمت فرماتے

میں اگر عالم کو

علم کی دیابت

سرنے اور نفی پیچھا

میں اپنے نہ کیا

دیر ہو تو مستعد

اس خرابی کا علاج

کے گھر وہ خرابی

دور ہو تو خدا کے

پیر ہو کر اپنی جان

کو اپنے بندوں

کے نفس پر قابو

میں جب اس کو بخند

قابل ہو اور سامانِ مرتبہ و حرمت کا اور سکونِ طرف سے ہم پہنچا تھا ہر اہل کی تمام رعایا ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک میرے واسطے سجدہ کیا اور کس چنانچہ دل اور سکون ماننے سجدہ کیا بعد اسکے اور میرے اور سرداروں نے سجدہ کیا اور جو لوگ دو دروازے پر پہنچے وہ سو رہتے تھے ان کے واسطے تصویریں اپنی شکل کی سونے کی بنوا کر اوپر تختوں ہاتھی امنت اور انہوں نے چاندی کے قایم کر کے اور گرد گرد ان تختوں کے درخت سنہری تختہ کے کہ پتے ان کے زمر و زینت تھے لگا کر اوپر ہر شاخ ان کی کے چاندی کے نیار کر کے اور چرخ ان جانوروں کی یا کبوتر جاہر و دست کر کے بٹھلا دیئے اور ہر جانور میں ایسی ترکیب تھی کہ جس وقت ان کو خادم اس تخت کی حرکت دیتے ان کے پیٹ میں سے بچہ آواز نکلتی کہ اے سر کے لوگو فرعون خداوند تمہارا ہی واسطے اور سجدہ کرو اس آواز کو سن کر آدمی قصبوں اور گاؤں کے بے اختیار سجدہ کرنے لگے اور جس وقت تمام اہل مصر فرعون کی پیش میں گرفتار ہوئے نبی اسرائیل نے ان کی موافقت کی اور سجدہ کیا فرعون نے سرداروں ان کے کو اپنے روبرو بلوا کر تنبیہ سے کہا کہ تم میرے واسطے سجدہ نہیں کرتے ہو اور میری تصویروں کو بھی نہیں پوجتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ زندگانی تمہارے اوپر جاری ہے اگر تجھ کو میری تصویروں کو سجدہ کر کے تم کو ساتھ طے طرح کے عذاب کی تکلیف دوں گا کچھ کہا اور جلادوں کو مع تمام سامان عذاب کہ نیکے اپنے رو برو بلایا اور نبی اسرائیل کو ڈرایا نبی اسرائیل کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا کہ عذاب فرعون کا زیادہ ایک ساعت و نہ ہے گا اور عذاب خدا نکلے گا ہمیشہ رہی والا ہے بہتر ہے کہ فرعون کے عذاب پر صبر کرو اور اسکے واسطے سجدہ نہ کرو تمام فرقہ نبی اسرائیل کے نے اوپر اسی ارادہ کے اتفاق کیا اور فرعون سے ظاہر کیا کہ سجدہ سوائے خدا کے دوسرے کو جائز نہیں ہم ہرگز تجھ کو سجدہ نہیں کریں جو جاہل سو کر فرعون نے تانبے اور لوہے کی دیگیں منگوا کر ادوں دیگیں میں زینتوں کا تیل اور گندک ڈلو کر لوہے پر رکھ کر گرم کر دیا جب وہ خوب گرم ہو گئیں او تیل اور گندک کی جوش کرنے لگی نبی اسرائیل کو ان دیگیں میں ڈلوانا تھا اور جلوانا تھا اور نبی اسرائیل ہرگز اور سجدہ نہ کرتے تھے اور اس عذاب پر صبر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پروردگار ہمارا وہی خدا ہے کہ پروردگار ہمارا ہے ہم اسحاق و یعقوب کا تھا ہم اوپر اسی پروردگار اپنے کے ایمان رکھتے ہیں یہاں تک کہ ان وہ کثیر نبی اسرائیل سے جلانے گئے مامان کہ وزیر فرعون کا تھا واسطے سفارش کو اٹھا اور عرض کیا کہ باؤنٹا

ابھی انکو مہلت فرما دو تاکہ سوچ سمجھ کر حکم بادشاہ کا قبول کر سکیں فرعون نے کہنے سے بلاؤ سے
 بازار یا لیکن اس نے قہر پیگاریں کہ پہلے ذکر و مکار کو چکا مقرر کریں یہاں تک کہ فرعون نے تین رات دن
 خواب دہشت ناک اور وحشت میں ڈالتے والے دیکھے کہتے ہیں کہ ایک اگل او سکو خواب میں نظر آئی
 کہ تمام شہر مصر و قبیلوں کے ملک کو جلائی ہوئی چلی آتی ہے اور جب کہ محلہ بنی اسرائیل میں گزرتی
 ہے کسی کو نہیں جلاتی یہ اذنی اسرائیل کے محلہ میں ہو ایک بڑا اثر دما نکلا اور فرعون کو اوپر دھڑک کر
 او سکو تخت کر اوپر سے اوندھا ڈالا صبح کو اٹھا اور غجیوں اور تعبیر دینے والوں کو جمع کر کے تعبیر
 خواب کی پوچھی سنے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ اس کے سبب سو بادشاہت تیری زوال
 قبول کرے گی فرعون نے جب یہ تعبیر سنی کہ تو ال شہر کو بلو کر حکم فرمایا کہ ایک ہزار پادہ بنی اسرائیل کو محلہ
 میں مقرر کرے اور ہزار دایاں ہمراہ اون کے ہوں تاکہ بنی اسرائیل کے گہروں میں تلاش کریں او
 جس گھر میں دیکھیں کہ بیٹا پیدا ہوا او سکو مار ڈالیں اور لڑکیوں کو چھوڑ دیں بموجب حکم فرعون کے
 دو برس تک اسی طرح کا ظلم بنی اسرائیل پر جاری رہا جب تیس سال ہوا تھانکہ نام عمران کی بی بی کا تھا
 اور عمران بنی لاوی کے سرداروں میں سے تھا اور لاوی بڑا بیٹا حضرت یعقوب علیہ السلام کا چوتھا
 موسیٰ علیہ السلام اون کی بیٹ میں رہا اور دایاں فرعون کی ہر روز ان کو گھر میں اوپیا دی دو رازو
 پر تلاش کے واسطے آتے تھے جب تول حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قریب ہوا ایک نے انی نے فرعون کی
 دایوں میں سے تھپا کے واسطے ان کے گھر میں رہنا اختیار کیا اور حضرت موسیٰ عم رات کو بوقت پیدا
 ہوئی مجھ دیا مونیکی آنکھ دالی کی آنکھ چہرہ مبارک پر پڑی بے اختیار محبت انکی نے او کو دل میں
 غلبہ کیا اور ہر چند چاہا کہ اون کو مارے ہرگز قادر نہ ہوئی آخر انکی ماسے کہا کہ میرا تھ اس لڑکے کو مارنے
 کیواسطے نہیں چلتا ہے اسکی تدبیر کیا ہے انکی مانے کہا کہ ہمارے پڑوس میں ایک بکری کا بچہ کھینچا
 ہے ایک ٹکڑا بکری کے گوشت کا او اس کو لاکر ایک ٹکڑی میں ڈال کر پادوں کو کھلا دکر دیکھا
 لڑکا پیلا ہوا تھا مینے او کو مار ڈالا اور اس کے دبا کے واسطے جگل میں جالی ہوں حج کو بوقت کی یاد
 تحقیق کر نیکے واسطے آؤ دالی نکلی اوپیا دوں کو مانڈی سر بندھی ہوئی دکھلا دی کہ یہ لڑکا اس گھر
 میں پیدا ہوا تھا مینے او کو مارا یہی وجہ گل میں لڑکے جاتی ہوں پیدا دی کہ دایوں کے کہنے پر اعتبار رکھتے تھے
 زیادہ تحقیق نکی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر میں رہے لیکن فرعون کو غجیوں نے اور تعبیر دینے

تفسیر غزیری
 اور حکم کرنے دیکھنا
 اور راز دینے لکھنے
 اور تعبیر دینے لکھنے
 لوگوں کو مانڈا ہوتا ہے
 اور اسکو بکری کا بچہ
 علی دینے کے نقصان
 ہوتا ہے وقت اسے
 کی نفس رسانی کو اسے
 کے واسطے اختیار کر
 اور اپنے شہر کی
 پر وہ انکو کب
 عجیب ہے کہ اس
 خوش بینی کی بنا
 وہ بلائی بھی دے
 ہو جائیں اور اپنا
 نشروک لینے کے
 خیالات کو دوسروں
 شیطان سمجھے
 مضمون انہم غزالی
 کی کتابوں کے

والوں نے جمع ہو کر خیر پہنچائی کہ وہ لڑکا پیدا ہوا اور ستارہ اوسکے نے طلوع کیا خبردار رہنا چاہو اور تلاش کرنی ضرور ہے خون نے کوتوال کو تنقید کی اور اوسنے پیادوں کو اوپر نہایت سختی کی پیادوں نے کہا کہ ہم نے ایک گھر میں زیادہ تحقیق نہیں کی ہے دالی کے کہنے پر بھروسہ کیا ہے اگر فرماؤ اوس کے اندر جاویں اور تلاش کریں اور دایوں کے کہنے پر بھروسہ کریں کوتوال نے فرمایا جلدی جاؤ اور بے پردہ گھوس گھس جاؤ تاکہ اگر لڑکے کو چھپا لیا تو ہمارے پیادے بغیر اطلاع کو گھر میں آئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑی بہن اپنی کی گویں کہ ہم تم نام تھا تھے بہن انکی نے جب دیکھا کہ پیادے شور کرتے ہوئے اندر گھر کے آئے حضرت موسیٰ کو تنویر میں ڈال دیا کہ تنویر اوسوقت گرم اور روشن تھا اور اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اگر یہ لڑکا ظاہر ہو جاوے گا تو تمام گھر کے آدمی مارے جاویں گے اور یہ لڑکا مارا جاوے گا اور اگر اس لڑکے کو تنویر میں ڈالوں تو فقط جان اس لڑکے کی جاوے گی لیکن اور آدمیوں کی کہ گھر میں ہیں جان بچ رہے گی پیادوں نے تمام گھر کو تلاش کیا کسی بجائے ان لڑکے کا پایا یا اونٹن کو کہ دیکھ رہا تھا نہ دیکھا اور اوپر اگر چلے گئے والدہ حضرت موسیٰ کی فکر اس حادثہ میں نہایت خوفناک ہو گئی تھیں بیٹی اپنی سے بعد افاقہ کے حال دیکھ لیا کہ اس لڑکے کو کہاں ڈالا تو نے اوسنے کہا کہ اضطراب کو سبب تنویر میں ڈالا مائیں بہت غمناک ہوئیں اور تنویر پر گر پڑا کہ تنویر شعلے مار رہا ہے اوسوقت زندگی انکی سے مایوس ہوئیں یہ کیا یکایک تنویر کے اندر سے اواز آئی کہ اے ماغممت کھا کہ حق تعالیٰ نے اس گ کو میرے اوپر سرور کر دیا ہے جیسا کہ اوپر برابر ہم علیہ السلام دادا میری پر سرور کیا تھا والدہ ان کی حیران ہو گئیں ور کہا کہ اب کیا تدبیر ہے کہ تجکو تنویر سے باہر نکالوں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمایا کہ ماتھ اپنا دراز کر کے تنویر سے مجھ کو نکال لے کہ ماتھ تیرے کو اس گ کی کچھ ضرر نہ پہنچے گا اور اوسوقت میں عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چالیس سن کی تھی تھی بعد اسکے کہ ماون کی نے تنویر کو نکالنا اپنے گھر کے لوگوں کو مشورہ کیا کہ یہ لڑکا جہیز کے عجائب قدرت الہی کی ہے لیکن آخر لڑکا ہی رو دیکھا اور کو از نکالے گا اور پیادے فرعون کے جا بجا گھر گھر تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ازاو کسی شیشے کے اور ہم کو اور اسکو مار ڈالیں گو بہتر یہ ہے کہ اس لڑکے کو منہ پر ہین لکھ کر ربائے نیل میں چھوڑ دیں تاکہ گاؤں میں کسی گاؤں میں بچ ماتھ کیسے جا پڑے گا اور زندہ رہے گا اور ہم بھی خون فرعون کے سے نجات پاویں گے گھر کے لوگ سب اس مشورہ پر متفق ہوئے اور

تفسیر علی
جیسا کہ علامہ
نے فرمایا ہے اور یہ بھی
کہ کہتے ہیں
خود کہتے ہیں
بھی اصل یہی
یعنی ہے اور جب
عالم بات کرتا
چھوڑ دیتا ہے
اور اپنے کو عوام
لوگوں میں داخل
کرتا ہے
یعنی عوام کی
منج سے روز
بروز دست پہنچاتا
ہے یہ تو بڑا عوام
یہ بھگتہ ہویا
ہو گیا اور عوام کو
اس عالم کی سند
مجانا ہے وہ اور
تباہی میں پہنچاتے
ہیں

کی ہمیشہ سے کہا کہ اگر میری زندگی چاہتی ہے تو بیچے اس صندوق کے جا اور دیکھتی رو کہ کہاں جانا ہے اگر شہر کے کنارہ سے علحدہ چلا گیا خاطر ہماری جمع ہوگی اور اگر شہر کے آدمیوں میں سے کسی نے اس صندوق کو چھو کر اٹھا لیا یقین ہو کہ بادشاہ کے پاس لیجاوے گا ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صندوق کے ہمراہ دیا کہ کنارہ پر جاتی تھی اور مثل اسجان کے دور سے دیکھتی چلی جاتی تھی کہتے ہیں کہ پیدا ہونے حضرت موسیٰ تک بارہ ہزار لڑکے بنی اسرائیل کے قتل کئے گئے تھے اور نوے ہزار جل خون اسکے کہ مبادا لڑکا پیدا ہوا اور فرعون نے اسکو ہلاک کریں کر لئے گئے تھے اور یہ سب تیرہ بیس فرعون کی تقدیر لکھی کے مقابلہ میں کچھ بھی کارگر نہ ہوئے قصہ صندوق دیکھنے نیل کے درمیان میں سے نکل کر اوس نہر میں کہ فرعون دریائے نیل سے کہہ دیا اگر اپنے باغ میں لے گیا تھا اور نام اوسکا عین شمس کھا تھا چاہیہ اور پانی میں بہتا ہوا عین فرعون کے باغ میں پہنچا اوقت فرعون باغ کی سیر کر رہا تھا اور بی بی اور لڑکی فرعون کی اور محل کے لوگ ہمراہ تھے جب دیکھا کہ ایک صندوق نہر میں آتا ہے دوڑے اور اوس صندوق کو اٹھا کر فرعون کے سامنے لے گئے حضرت موسیٰ کی بہن نے جب دیکھا کہ صندوق پانچ کے ساتھ باغ کی نہر میں چلا گیا دوڑی گئی اور اپنی والدہ کو خبر کی انکی والدہ اسوقت کمال مینا بہو میں اور قریب تھا کہ بے اختیار رو کر روٹی پٹتی ہوئی گھر کو نکل کر حق تعالیٰ نے اونکو دل میں الہام فرمایا کہ غم مت کھا اور تماشا قدرت ہماری کا دیکھ کہ اوسکو کس تدبیر سے پاس تیرے پہنچا تے ہیں اور آخر کو سولوں ولوالعزم سے کریں گے قصہ جب فرعون نے دیکھا کہ ایک لڑکا حال کا پیدا ہوا صندوق میں رکھا ہوا ہے مانا وزیر اپنی کو بلایا اور کہا بی بی لڑکا ہے کہ نجومی مجھ کو اس سے ڈراتے تھے میرے اقبال کو دیکھ کہ سطور خود بخود پاس ہمارے آیا اب اسکو مار ڈالو عورت فرعون کی لکھی نام اوسکا تھا بخود دیکھنے جمال جہان آراہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قرینہ ہوئی اور کہا کہ اس بے گناہ کو ساتھ گمان فاسد کے مت مارو اور زندہ رہنے دو کہ شاید ہمارے کام میں آویا اوسکو بیٹا اپنا بنالیں کہ ہمارے بیٹا نہیں ہو فرعون نے بہ سبب مرار عورت اپنی کے حضرت موسیٰ عم کر رہنے سے ہاتھ کھینچا اور فرعون کی بی بی نے اونکو بیٹا اپنا کر لیا اور حکم کیا کہ دائیوں کو اسکو لڑکے کے لایوں جس دلی کو لاتے تھے حضرت موسیٰ دودھ اوسکا نہیں پیتے تھے یہاں تک کہ بہن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نئے کا نکو حال کے معلوم کرنے کے واسطے بار بار فرعون کے دروازہ پر جاتی تھی

وہ علی علیہ السلام کے واسطے اپنی کمر منصب طابوہ ہے زیادہ تر فرعون کے دروازہ پہنچا وہ زمانہ ہے کہ عام دنیا میں ابھی تو اسی میں ہوئی دنیا میں بدویوں پر دھوکا آدھو جاتی ہے وہ غلوں کی زبان سے اپنی زبان کا اچھا سم سنانے کا چھوٹے سے عالم کو سچ سے جاننے والی ہے سچ تو اچھا جانتی ہے بعض کی کثرت کے موافق وہ حال طیبین کی بھی تعداد بخلاف ابھی ہے اور طیب محال ہے اور عالم کے موجود ہونے جو حال طیبین

یہ اجازت نہ کیا کہ ایک دالٰی تہلاتی ہوں کہ لڑکوں کی پرورش کرنے کے طریق خوب جانتی ہے اور اس کام میں بے مثل ہے غالب ہو کر یہ لڑکا اس دالٰی کا دودھ پی لیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو بلا کر لے گئی حضرت موسیٰ اپنی ماں کا دودھ پینے لگے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا ایک شرفی واس لایا اس کے چلن کی روزینہ مقرر کیا اور کہا کہ اس لڑکے کو یہی دالٰی دودھ پلاتی رہے حدیث شریف میں ہے کہ مثال غازیوں بہت میری کی کہ بادشاہ اور وزیر اور امیر و مہمیانہ یاسا لیتے ہیں اور بیچ تیاری اسباب جہاد کو خرچ کرتے ہیں اور بیت اون کی ٹھاس خدا کے واسطے ہے مانند والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہے کہ فرعون کی روزینہ لیتی تھیں اور اپنی بیٹی کو دودھ دیتی تھیں اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ طرف ایک بڑے قاعدے کے قاعدوں کا پیغمبر کے سے یعنی آخرت عبادت کی اور پر لیتی ایسی صورت میں جائز نہایت خالص خدا کی واسطے ہوا اور ملنا اجرت کا برابر ہوا اور اس عبادت کو اپنا کام سمجھے خواہ کوئی اور اس کے اجرت دے دیا نہ اسے اور اگر اس عبادت کو مثل اور پیشوں اور مزدوریوں کے کہ دنیا میں برتی جاتی ہیں اجرت ہی کے لینے پر معین کرے کہ اگر اجرت میں تو عبادت کیجا دی نہیں تو چھوڑی جاوے پس وہ محض مزدوری پر شوق اس میں کچھ نہیں بلکہ خوف عذاب کا ہی کہ کام دین کا دنیا کی واسطے کیا اور آخرت کو ساتھ ادنیٰ شے کی بجا قصہ کہ سیمہ عورت فرعون کی اور حضرت موسیٰ کے واسطے ایک گھوڑا سوئیا تختوں سے تیار کروایا اور انکو ساتھ کمال عزت اور بزرگی کے رکھا اور دو برس تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے فرعون کے گھریں انکو دودھ پلایا جب دو برس کو بعد دودھ انکا چھوڑ دیا تو سیمہ نے انکو ایک خچر بھرا ہوا رکھا اور کئی شتر اور نفیس چیریل اور تحفوں کی دیکر رخصت کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے پاس پرورش کرنی شروع کی جب حضرت موسیٰ علی نبیا و علیہ السلام تین برس کی عمر ہوئے تو ایک روز فرعون انکو اپنی گودی میں لئے ہوئے کھلا رہا تھا کہ نعمتہ حضرت موسیٰ نے ڈارٹی اسکی پکڑ کے اپنے ہاتھ سے خوب کہنچی اور فرعون کے مونہ پر زور سے طمانچہ مارا فرعون خفا ہوا اور سیمہ کو کہا کہ میں نہیں کہتا تھا کہ یہ لڑکا وہی دشمن میرا ہے کہ جس سے ڈرتا تھا میں اور تو نے مجھ کو مارنے نہیں یا اب بھی اس سے ہاتھ اٹھا آسیمہ نے کہا تو کس خیال میں ہے لڑکوں کی ایسی حرکتیں بے تمیزی کہ بہت ہوتی ہیں انکی حرکتوں کو دشمنی کا خیال نہ کیا جائے فرعون نے کہا اس لڑکے کو اور لڑکوں پر قیاس مت کر اس لڑکے کے قیادہ سے تمیز اور عقل اسکی

تفسیر غزیری
ہو گا تو اسکا وبال
اسی روحانی طبع
پر ہونگا اسکا
عالموں کی غفلت
دور کرے اور بدایت
کا شوق دے
و استیعنی
والصلوات
لکھو کا
الذین یلقون
انہم متعلقون
اور صبر اور غنا
ان لوگوں کے
جسکا دل بے غم ہو
ہیں اور غنا نہیں
کہ تم اللہ سے
دوسرے ہیں

بڑی آدمیوں کی تمیز و عقل سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے اور یہ حرکت اسنے سوچ سمجھ کر کی ہی
نادانی سے نہیں کی آسیہ نے کہا کہ اس عمر میں تمیز و عقل کہاں ہے دیکھ کہ میں امتحان ہسکا کر
ہوں فرمایا کہ ایک طبق سونے کا آگ سے بھرا ہوا اور دوسرا طبق چاندیکا مروارید اور یاقوت
بھرا ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دو فوطیق لائے اور اسنے کہا کہ ان دونوں میں سے
جو تجھ کو اچھا معلوم ہوا اٹھالے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ اپنا طرف طبق مروارید اور یاقوت کو
دراڑ کیا حضرت جبریل نے اگر ہاتھ اٹھا آگ کے طبق میں ڈال دیا اور ایک ہاتھ ہوا کو لٹا اوس میں سے اٹھا
ان کے منہ میں کھوایا یہاں تک کہ زبان انکی جل گئی اور اوسی وقت سے کشت ان کی زبان میں پیدا
ہوئی آسیہ نے فرعون سے کہا کہ تمیز و عقل اس لڑکے کی دیکھی تو نے بعد اسکے جب حضرت موسیٰ
آٹھ برس کے ہوئے ایک دن روبرو فرعون کے مؤدب بیٹھے تھے یکایک فرعون نے مرغبان کو
کہا کہ مرغوں جگی ہمارے کو کھول پہلے ایک مرغ آیا اور اسنے دو بازو اپنے ہا کر آواز کی حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے کہا کبھی کہا تو نے فرعون نے پوچھا کہ اسنے کیا کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا
کہ اسنے پروردگار اپنی تسبیح کی اس عبارت میں کہ پاک ہو وہ خداوند کہ جسنے ایک چرواہے
کو لڑکی کو اتنی مدت دراز تک دولت اور خیمت کے ساتھ نوازا اور طرح طرح کی نعمتیں اوسکو عطا
فرمائیں باوجودیکہ وہ سچ مقابلہ ہر نعمت کے کفران اور ناشکری کرتا ہے فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ
مرغ کو ان باتوں سے کیا کام تو اپنی طرف سے یہ طوطیا بندی کرتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
مرغ کو آواز دی کہ آ اور ایسی بولی بول کہ سب عام اور خاص سمجھ لیں مرغ روبرو آیا اور زبان فصیح
کے ساتھ اوسی بات کو خوب کھو لکر بیان کیا چہرہ فرعون کا ہل گیا اور نہایت ڈرا مانا وزیر اوسکا
حاضر تھا عرض کی کہ ام مرغ کو کسی نے سحر کیا ہے فرمانا چاہئے کہ اسکو ذبح کریں جب اوسکو ذبح کیا
حق تعالیٰ نے پھر اوس میں روح ڈال دی اور ہوا میں اڑ کر چلا گیا اور آدمیوں کی نظروں سے غائب
ہوا اور جب حضرت موسیٰ نو برس کے ہوئے ایک دن فرعون نے اونکو مہلنی کی راہ سے پتخت پٹھلایا
اور تمام امیر اور وزیر گرد اگر تخت کے کھڑے تھے فرعون نے موافق حادث اپنی کے کہ تکبر اور نخوت
اوسکے میں بھری تھی کفر کے کلمے کہنے شروع کئے حضرت موسیٰ علیہ السلام غصہ میں بھڑک اٹھتے
سے نیچے اترے فرعون نے کہا کہ کہاں جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک لٹ اوس تخت پر

تفسیر غزیری
اور بہت جلدی
وہ بہت فوری
اسان ہوجاتی
ایسے ہی برس
لگانے سے فائدہ
یہ تھا اسکا ذوق
اور جس جانتا
اسنے اور فوری
کہ اسکا خیال
ہو جاتا ہے
طبیعت نہ جانت
ہے اسبطر
جہا آدمی دور
امری کی طرف
متوجہ ہو جاتا ہے
وہ دوسری چیز
کے خیالات کم
ہو جاتے ہیں
اندر نہ کچھ ہو
نظر ہوتا ہے

کہ دوپائی تخت کے ٹوٹ گئے اور تخت اولٹا ہو گیا اور فرعون تخت سے گر پڑا اور اسکی ناک میں
خون بہت بہا اور دیار کے آدمیوں میں لوہ پڑا حضرت موسیٰ علیہ السلام جلدی سے بھاگ کر آسکے
پاس آئے اور اس قصد کی اسکو اطلاع کری فرعون جب اندر محل کے آیا اور دیکھا کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام آسکے پاس بیٹھے ہوئے ہیں فرعون نے آسید پر غصہ کرنا شروع کیا کہ تو نے مجھکو اس بلڈ کی
کوسا نے نہیں دیا اور اب یہ لڑکا بہت شور مچاتی کرتا ہے آسید نے کہا کہ لڑکے چھپیں میں بابا پ کے اوپر
شوخیاں کیا کرتے ہیں کچھ شکایت کی جگہ نہیں بلکہ دلیل ہے اس پر کہ بعد بلوغ کے اور تیز ہونیکے
یہ شوخی اور زور بابا پ کے دشمنوں پر کرے گا اور سب میرا اور وزیر اسکی بہت سی تیرے روبرو
ہیں گے بعد اسکو دسترخوان چنا اور خاصہ طرک فرعون کھانا کھاتا تھا اور حضرت موسیٰ بھی ہمراہ آکر
کھانا کھاتے تھے اتفاقاً ایک چھوٹا بکرا تمام اور کمال تنویریں دم نچت کر کے واسطے فرعون کے لائے
تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بکرے کو فرمایا کہ قُحْرِ يٰ اٰدَمُ اللّٰہ وہ بکرا اونٹن کو روٹنے لگا
فرعون نہایت متعجب ہوا آسید نے کہا کہ یہ سب باتیں واسطے باقی رہنے ملک اور دولت تیری کے
کام میں آویں گی اس لڑکے کو غنیمت جان بعد اسکے فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طریق
ادب کا چلتا تھا اور ان سے کچھ تعرض کرتا تھا بہانہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں برس کر
ہوئے ایک ن نیل کے کنارے پر جا کر اور وضو کر کے نماز پڑھتے تھے دفعہ ایک شخص فرعون
کے خوہوں میں آکر بکرا کہا اسطرح کی عبادت کسے واسطے کرتے مہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
کہا واسطے آقا اور خداوند اپنے کے اوسنے کہا کہ تم کو آقا اور خداوند کا نہیں پڑا پ فرعون کی عبادت
کو تم کو یہی کافی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اوپر تیرے اور اوپر فرعون کے بھی نعمت خدا کی
ہو جو اوسنے کہا کہ میں فرعون کو اس ماجرے کی اطلاع کرتا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
کہ اے زمین اسکو پکڑے زمین اسکو زانو تک نگل گئی اور ہرگز نہ چھوڑا بہانہ کہ قسم ظیفا اور سخت
اوسنے کھائی کہ میں ہرگز عبادت کی فرعون سے خبر نہیں کرنے کا بعد اسکے زمین کی خلاص ہو کر
چلا گیا لیکن عبادت اور نماز کی بات فرعون کی خواہوں میں پھیل گئی اور قریب ذیہ خبر فرعون کو پہنچی
فرعون نے کہا کہ جو وقت موسیٰ نماز اور عبادت میں مشغول ہو مجھکو کچھ ایک شخص فرعون کے
خواہوں میں سے منظر وقت کا رہا جب دیکھا کہ حضرت موسیٰ نے نماز شروع کی جا کر فرعون سے

خبر کی فرعون خود آیا اور کھڑا رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز سے فارغ ہو کر فرعون نے پوچھا کہ اے موسیٰ یہ پرستش کسکے واسطے تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ واسطے اسی آقا اپنے کے کہ مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور پہناتا ہے اور پرورش کرتا ہے فرعون نے کہا سچ کہتا ہے تو وہ میں ہوں کہ یہ کہہ کیا اور کرتا ہوں حال یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بعد اسکے بنی اسرائیل کی بڑی عمروں والوں کو رو بہ رو اپنے بلاتے اور اوروں کے ساتھ صحبت رکھتے اور اوہیں کے ساتھ انس اور الفت کھتے اور یہ امر فرعونوں کے اوپر بہت شاق ہوتا تھا یہاں تک کہ ایک بن بنی اسرائیل کو راتوں کو اپنی مجلس میں جمع فرما کر پوچھا کہ کب سو تم فرعون کو عذاب میں گرفتار ہوا وہ انہوں نے کہا کہ بہت مدت سے اسی عذاب میں گرفتار ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عذاب تم پر اس قدر کی طرف سے ہے بسبب گناہوں تمہارے تم کو چاہئے کہ کوئی قدر اپنی پر لازم کرو کہ اگر حق تعالیٰ یہ عذاب تم کو رفع کرتے وہ قدر پوری کرو سب نے کہا کہ ہم روزہ اور نماز اور سکنیتوں کا کھانا بہت سا کریں گے فرمایا کہ ایک چیز اپنے اوپر قبول کرو کہ ان سب باتوں کو قائم مقام ہو جاوے گی اور وہ یہ ہو کہ اطاعت اپنی پروردگار کی کرو اور نافرمانی اسکی نہ کرو سب نے کہا کہ ساتھ جان اور دل کے ہنسی قبول کیا بعد اسکے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے شتا ہو کہ زمانہ پہلے میں اللہ تعالیٰ نے ایک بت پرستوں کی جماعت میں بھیجے بھجایا تھا وہ انہوں نے قدر اس میں بھیجی بھجانی اور واسطے اس میں بھیجے ڈھیر لکڑیوں کو جمع کر کے اس میں آگ روشن کی اور اس میں بھیجے کو اس میں ڈالا اور اس آگ نے اسکو کچھ ضرر نہ کیا یہ قصہ کس طرح تھا وہ انہوں نے کہا کہ وہ بھیجے خود جذبہ جاری اور تمہاری حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی ہر ایک طرف پر رہو اور اید فرعون اور فرعونوں کی سے مذرتم کہ حق تعالیٰ شر اور کج کو تم کو دفع کریگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تیس برس کو ہوئے ایک دن رستی میں چلے جاؤ تھے کہ یکایک ایک پیادہ فرعون پیادوں میں کو کہ داروغہ فرعون کو باوچی خانہ کا تھا گٹھا لکڑیوں کا اسہ لکڑی کے سر سے کھینچتا تھا اور کہتا تھا کہ اس گٹھے کو بادشاہ کے باوچی خانہ میں بچھا دے اسرائیل نے جب حضرت موسیٰ کو دیکھا فریاد شروع کی حضرت موسیٰ نے فرزند کو اسکو حکم سے منع کیا باز نہ آیا ناچار ایک مٹکا اسکی پیشانی پر مارا وہ پیادہ مگر کیا اسرائیلی خلاص ہو کر اپنے گھر گیا اور یہ خبر فرعون کو پہنچی فرعون نے کہا کہ کج

خبر کی فرعون خود آیا اور کھڑا رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز سے فارغ ہو کر فرعون نے پوچھا کہ اے موسیٰ یہ پرستش کسکے واسطے تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ واسطے اسی آقا اپنے کے کہ مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور پہناتا ہے اور پرورش کرتا ہے فرعون نے کہا سچ کہتا ہے تو وہ میں ہوں کہ یہ کہہ کیا اور کرتا ہوں حال یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بعد اسکے بنی اسرائیل کی بڑی عمروں والوں کو رو بہ رو اپنے بلاتے اور اوروں کے ساتھ صحبت رکھتے اور اوہیں کے ساتھ انس اور الفت کھتے اور یہ امر فرعونوں کے اوپر بہت شاق ہوتا تھا یہاں تک کہ ایک بن بنی اسرائیل کو راتوں کو اپنی مجلس میں جمع فرما کر پوچھا کہ کب سو تم فرعون کو عذاب میں گرفتار ہوا وہ انہوں نے کہا کہ بہت مدت سے اسی عذاب میں گرفتار ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عذاب تم پر اس قدر کی طرف سے ہے بسبب گناہوں تمہارے تم کو چاہئے کہ کوئی قدر اپنی پر لازم کرو کہ اگر حق تعالیٰ یہ عذاب تم کو رفع کرتے وہ قدر پوری کرو سب نے کہا کہ ہم روزہ اور نماز اور سکنیتوں کا کھانا بہت سا کریں گے فرمایا کہ ایک چیز اپنے اوپر قبول کرو کہ ان سب باتوں کو قائم مقام ہو جاوے گی اور وہ یہ ہو کہ اطاعت اپنی پروردگار کی کرو اور نافرمانی اسکی نہ کرو سب نے کہا کہ ساتھ جان اور دل کے ہنسی قبول کیا بعد اسکے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے شتا ہو کہ زمانہ پہلے میں اللہ تعالیٰ نے ایک بت پرستوں کی جماعت میں بھیجے بھجایا تھا وہ انہوں نے قدر اس میں بھیجی بھجانی اور واسطے اس میں بھیجے ڈھیر لکڑیوں کو جمع کر کے اس میں آگ روشن کی اور اس میں بھیجے کو اس میں ڈالا اور اس آگ نے اسکو کچھ ضرر نہ کیا یہ قصہ کس طرح تھا وہ انہوں نے کہا کہ وہ بھیجے خود جذبہ جاری اور تمہاری حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی ہر ایک طرف پر رہو اور اید فرعون اور فرعونوں کی سے مذرتم کہ حق تعالیٰ شر اور کج کو تم کو دفع کریگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تیس برس کو ہوئے ایک دن رستی میں چلے جاؤ تھے کہ یکایک ایک پیادہ فرعون پیادوں میں کو کہ داروغہ فرعون کو باوچی خانہ کا تھا گٹھا لکڑیوں کا اسہ لکڑی کے سر سے کھینچتا تھا اور کہتا تھا کہ اس گٹھے کو بادشاہ کے باوچی خانہ میں بچھا دے اسرائیل نے جب حضرت موسیٰ کو دیکھا فریاد شروع کی حضرت موسیٰ نے فرزند کو اسکو حکم سے منع کیا باز نہ آیا ناچار ایک مٹکا اسکی پیشانی پر مارا وہ پیادہ مگر کیا اسرائیلی خلاص ہو کر اپنے گھر گیا اور یہ خبر فرعون کو پہنچی فرعون نے کہا کہ کج

جھوٹ ہو موسیٰ نے ہر اہل کی حمایت کیو سکو قبطی کو ناما مارا ہو گا دوسری دن پھر اہل ہی اتفاق
پڑا کہ اوی ہر اہل کو اوپر دوسرے قبطی ظلم کر رہا تھا اوسنے پھر حضرت موسیٰ سے فریاد کی حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے اول وی ہر اہل کو تنبیہ کی اور پھر کابینے ایک مرتبہ تو نے جسے ایک قبطی کو مروایا
آج پھر وی ہی حرکت کرنے لگا بعد اوسکے چاہا کہ اوس قبطی کو اسکو غلام کر دے اویں ہر اہل نے
چاہا کہ مجھکو مارے ہیں پکار کر کہا کہ اوی موسیٰ آج مجھکو مارنا چاہتا ہو تو وارکل تو نے فلائے شخص کو
مار ڈالا بازار کے تمام آدمیوں نے فرعون کے روبرو گواہی دی کہ قاتل قبطی کے موسیٰ علیہ السلام
ہیں او قبطے کے تمام سرداروں نے فرعون کو درخواست کی کہ موسیٰ کو ہمارے حوالہ فرما تاکہ اسکو قبطی
کے بدلے میں مار ڈالیں فرعون حکم قتل حضرت موسیٰ کے متوقف تھا کہ ایک شخص قبطیوں میں سے
کہ نام اوسکا حرقیل تھا اور ایمان لایا تھا اور حالی دسکا سورہ مؤمن میں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور
اوس مجلس دور ہوا آیا اوی موسیٰ علیہ السلام کو آگاہ کیا کہ تمام امیر و رئیس قبط کے درپے مارنے
تمہارے ہیں تمہارے حق میں مصلحت یہ ہے کہ چند روز اس شہر سے باہر جاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام
اس خبر کے سننے پر بے توشہ اور بے سواری مصر سے نکلے اور راہ مدین کی لی رستہ میں ایک چرواہے
ملاقات ہوئی پوشاک نفیس اپنی کہ بہن رہے تھے اوسکو دیدی اور چوبہ بالوں کا اور کملی اوس
چرواہے کی بہن کے روانہ ہوئی یہاں تک کہ ساتویں دن مدین میں پہنچے اور راہ کے درمیان تمام دن
دو سویر ہوا رہتے تھے اور رستہ بدلتے تھے اور رات کے وقت درندوں اور ستاروں والی چیزوں سے
اوکی مخالفت کرتے بعد پہنچے مدین کے حضرت شعیب بنیاد علیہ السلام کے گھر میں ٹھہر گئے اور اونکی
اڑکی سے نکاح کیا جیسا کہ سورہ قصص میں تفصیل سے قصہ کی مسطور ہے اور بعد دس برس کر کہ
حضرت شعیب کی خدمت میں گزارے پھر مصر کو ارادہ کیا راستہ کے درمیان ساتھ نبوت اور رسالت
کے مشرف ہوئے اور مصر میں چالیس برس تک ساتھ فرعون اور فرعونوں کے مقابلہ اور خاص کیا اور سحر و جادو دکھانا
میں مشغول رہے جیسا کہ سورہ اعراف میں کور ہے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ایمان فرعون اور قبطیوں کو سوا ہو
ہو گیا آپ ہی میں عرض کی کہ بار خدایا کوئی تدبیر و حیل مجھکو تعلیم کر کہ نبی ہر اہل کو قبطیوں کو اٹھائے جو چھڑاؤں تمارے
تیری بے خوف و درندہ ہو کر ہیں حق تعالیٰ نے طرف ان کو بھی بھیجی کہ اب ہر چہ کہ نبی ہر اہل کو جمع کر کے راتوں رات
کوچ کرو اور اگر فرعون تمہارے پیچھے آوے گا تو اسکو ہم ہلاک کریں گے انہوں نے نبی ہر اہل کے سرداروں کے

تفسیر غزیری
ادب و کرامت کی
سودت غاندے
غندہ کوئی نہیں
ہے جیسے رسول
الہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو کوئی
نہیں پہنچاتا تو
غاندے بڑے سنگ
ایک بار انہوں نے
بہن کے دروازے
پر تھامے تو
حضرت نے فرمایا
اٹھو غاندے غاندے
شناسے، ابن
عباس کو سفر
میں خبر ملی کہ
انہوں نے فرعون
کو قتل کر دیا
تو فرعون نے
اپنے دوستوں کو
کہا کہ تم میری
جگہ پر جاؤ اور
میرے جیسے ہو جاؤ
تو فرعون نے
کہا کہ میں تم
کو قتل کروں گا
تو فرعون نے
کہا کہ میں تم
کو قتل کروں گا
تو فرعون نے
کہا کہ میں تم
کو قتل کروں گا

اور نائل کیا خدا کی طرف سے وحی آئی کہ اس کے ساتھ جہاد کرے اور جو وہ چاہے اس کے حوالہ کرے یہاں تک کہ اس کے مطالب میرا دو چہرہ نہ ہوں ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں اس کے مطالب نیا کا یہ ہے کہ میں نہایت مہربان ہوں طاقت چلنے کی مجھ میں نہیں ہے بلکہ سواری پر بٹھلاؤ اور مصر سے ہمراہ اپنے لیے عیال اور طلب آخرت کا یہ ہے کہ ہشتائیں ہمراہ تیار کیے بیچ درجہ تیار کیے ہوں میں حضرت موسیٰ نے دو نو چہرے قبول فرمائیں بعد اوس کے اوس بڑھیا نے بتا دیا کہ قبر کوئی عین نیل کر پانی کے اندر ڈالنی چکے ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اوس مقام میں گئے اور صندوق اونکا کہ سنگ مرمر کا تھا وہاں سے نکالا اور آپ اوسکو وٹھا کر آگے آگے لٹکر کے لیجاتے تھے اور ساتھ ظاہر ہوتا جاتا تھا اس درمیان میں فجر طلوع ہوئی اور فرعون کے جاسوسوں نے اوسکو خبر پہنچائی کہ نبی اسرائیل جس مقام میں عید کو دوسلو جمع ہوئے تھے راتوں رات کوچ کر کے چلے گئے فرعون کے دل میں گنجھٹ کی جھڑکی اٹھیں انہوں نے کوئی اور نواح شہر کے قصبوں اور گانوں میں بھیجا کہ سوار عمدہ تیز گھوڑوں والے حاضر ہو جس اور آپ بھی اپنی فوجوں کے ہمراہ سوار ہو کر اشراق کے وقت پہنچا لیا اور بہت انبواہ ہمراہ تھا کہتے ہیں کہ ستر سزار سوار اطلق گھوڑوں کے مقدمتہ پیش یعنی پیش لٹکر اوس کے تھے اور ایک لاکھ سوار تہہ انداز اور اسی قد نیزہ باز اور اسی قد گر زبرد از فرعون کی رکاب میں چلتے تھے القصد نبی اسرائیل نہایت جلدی کر رہا تھا اور دوڑتے ہوئے دریا قلم کے کنارے پہنچے اور قلم نام ایک شہر کا ہے کہ اس کے کنارے رہ رہا جا رہا ہے اور متصل اسی شہر کے انتہا اس دریا کی سہولی ہے ایسا طو اس دریا کو اسی طرف بہت کرتے ہیں الا یہ دریا اس میں ایک شاخ ہے سمندر کی شاخوں میں سے کہ دریا جس کے شہروں اور عرب کے گزرتی ہے اور اسکو خلیج احمر کہتے ہیں جیسا کہ دوسری خلیج کو دریائے فارس اور عرب کے حاکم و خلیج اخصر کہتے ہیں اور طول اس خلیج احمر کا جنوب سے طرف شمال کے چار سو اور ساٹھ فرسنگ ہو اور عرض اوسکا اول میں بقدر ساٹھ فرسنگ کے ہے اور اخیر کی طرف عرض اوسکا کمتر ہوتا جاتا ہے اور مصر سے کہ دار السلطنت اوس جگہ کا ہے یہ خلیج تین دھکار ہے جنگل میں اور دو تیل بیج جانب غربی شہر مصر کے ہے اور شہر جانب شرقی نیل کو بہتا ہے اور پیر ضلع غربی اس خلیج کے اکثر شہر ہر کے آباد ہیں اور بعض شہر حبشہ کو بھی ہیں اور پیر ضلع شرقی اس خلیج کو اکثر شہر ہیں اور بعض شہر

فجر طلوع ہوئی اور فرعون کے جاسوسوں نے اوسکو خبر پہنچائی کہ نبی اسرائیل جس مقام میں عید کو دوسلو جمع ہوئے تھے راتوں رات کوچ کر کے چلے گئے فرعون کے دل میں گنجھٹ کی جھڑکی اٹھیں انہوں نے کوئی اور نواح شہر کے قصبوں اور گانوں میں بھیجا کہ سوار عمدہ تیز گھوڑوں والے حاضر ہو جس اور آپ بھی اپنی فوجوں کے ہمراہ سوار ہو کر اشراق کے وقت پہنچا لیا اور بہت انبواہ ہمراہ تھا کہتے ہیں کہ ستر سزار سوار اطلق گھوڑوں کے مقدمتہ پیش یعنی پیش لٹکر اوس کے تھے اور ایک لاکھ سوار تہہ انداز اور اسی قد نیزہ باز اور اسی قد گر زبرد از فرعون کی رکاب میں چلتے تھے القصد نبی اسرائیل نہایت جلدی کر رہا تھا اور دوڑتے ہوئے دریا قلم کے کنارے پہنچے اور قلم نام ایک شہر کا ہے کہ اس کے کنارے رہ رہا جا رہا ہے اور متصل اسی شہر کے انتہا اس دریا کی سہولی ہے ایسا طو اس دریا کو اسی طرف بہت کرتے ہیں الا یہ دریا اس میں ایک شاخ ہے سمندر کی شاخوں میں سے کہ دریا جس کے شہروں اور عرب کے گزرتی ہے اور اسکو خلیج احمر کہتے ہیں جیسا کہ دوسری خلیج کو دریائے فارس اور عرب کے حاکم و خلیج اخصر کہتے ہیں اور طول اس خلیج احمر کا جنوب سے طرف شمال کے چار سو اور ساٹھ فرسنگ ہو اور عرض اوسکا اول میں بقدر ساٹھ فرسنگ کے ہے اور اخیر کی طرف عرض اوسکا کمتر ہوتا جاتا ہے اور مصر سے کہ دار السلطنت اوس جگہ کا ہے یہ خلیج تین دھکار ہے جنگل میں اور دو تیل بیج جانب غربی شہر مصر کے ہے اور شہر جانب شرقی نیل کو بہتا ہے اور پیر ضلع غربی اس خلیج کے اکثر شہر ہر کے آباد ہیں اور بعض شہر حبشہ کو بھی ہیں اور پیر ضلع شرقی اس خلیج کو اکثر شہر ہیں اور بعض شہر

فرعون کا اور طول اس کا اور عرض اس کا اور قلم نام ایک شہر کا ہے کہ اس کے کنارے رہ رہا جا رہا ہے اور متصل اسی شہر کے انتہا اس دریا کی سہولی ہے ایسا طو اس دریا کو اسی طرف بہت کرتے ہیں الا یہ دریا اس میں ایک شاخ ہے سمندر کی شاخوں میں سے کہ دریا جس کے شہروں اور عرب کے گزرتی ہے اور اسکو خلیج احمر کہتے ہیں جیسا کہ دوسری خلیج کو دریائے فارس اور عرب کے حاکم و خلیج اخصر کہتے ہیں اور طول اس خلیج احمر کا جنوب سے طرف شمال کے چار سو اور ساٹھ فرسنگ ہو اور عرض اوسکا اول میں بقدر ساٹھ فرسنگ کے ہے اور اخیر کی طرف عرض اوسکا کمتر ہوتا جاتا ہے اور مصر سے کہ دار السلطنت اوس جگہ کا ہے یہ خلیج تین دھکار ہے جنگل میں اور دو تیل بیج جانب غربی شہر مصر کے ہے اور شہر جانب شرقی نیل کو بہتا ہے اور پیر ضلع غربی اس خلیج کے اکثر شہر ہر کے آباد ہیں اور بعض شہر حبشہ کو بھی ہیں اور پیر ضلع شرقی اس خلیج کو اکثر شہر ہیں اور بعض شہر

واقعہ ہیں اور انہیں میں فرضہ کر ساحل مدینہ منورہ کا دروازہ قلعہ مصر اور حبشہ کے جاز کی طرف اسی بند سے عبور کرتے ہیں پھر ساحل میں کوجہ و لیکر عدن تک دیرکنارہ شرقی اسی طبع کے ہیں اور اس خلیج کے وسط میں بعضے شہر کے تعلق مصر کو ساتھ رکھتے ہیں بھی آباد ہیں منجملہ انہیں کو ہے و میاطہ کہ حیلانہ مصر کا جو جیسا کہ قلعہ گوالیار کا ہندوستان میں قلعہ وغیرہ کشتی پھر سر واد میں لیجاتے ہیں اور محافظہ اوس قلعہ کے مصر کے حاکم کی طرف ورتتی ہیں اور شہر قلم کہ منتہا اس دریا کا ہر طول اسکا سبب یعنی ساٹھ اور چار درجہ اور عرض اسکا کطل یعنی انیس درجہ اور تیس دقیقہ جب بنی اسرائیل اس دریا کو گنا رو پھینچے اور پانی کو نہایت زور و شور میں دیکھا حیران ہوئے اور کہا اتنی کشتیاں ایک فوج کہاں سے میسر آویں گی کہ ہم جلدی کر اس دریا سے اور تیر جاویں اور اسی اثنا میں کہ آفتاب بھی طلوع ہوا اور دن روشن ہو گیا چھپے سوا درگاہوں کی سنی جب خوب غور کیا معلوم ہوا کہ فرعون مع تمام لشکر اپنے کو چھپا کے ہوئے چلا آتا ہے اور مقدمہ بحال اوسکا نمودار ہوا تھا اور پالو زنی اسرائیل کو پھول گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یاس کو اور کہا کہ اب وعدہ تمہارا کو کہاں ہیں یہ فرعون بھیجے ہمارے آیا اور دریا کے ذخار ہماری سامنے ہے نہ یہ طاقت کہ فرعون کا مقابلہ کریں اور نہ قدرت اسکی کہ ہم کو دریا سے خلاص ہو ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یاسو مت ہوا مادا ابھی حمزہ ہمارے ہو مشکل آسان کرے گا اس میں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی آئی کہ عصا اپنا دیا پر مار اور کہہ کہ چھٹ جاتو اور ہم کو رستہ دو حضرت موسیٰ نے ایک بار عصا مارا اور اوسیطرح کہا دیا اوسیطرح را جیسا تھا پھر حکم آیا کہ دیا کو اوسکی کنیت کو ساتھ آواز دے حضرت موسیٰ نے دوسری بار عصا مارا اور فرمایا کہ چھٹ جاتو ابی ابو خالد خدا کہ حکم سے وہ دریا پھٹ گیا اور بارہ سو خشک و سیم ظاہر ہو گئے حدیث شریف میں ہے کہ حق تعالیٰ نے اوسدن ہوا کو اور آفتاب کو دیا پر مسلط کر دیا تھا ہوا پانی کے اندر سے زلزلہ کی مانند نکلنے اور پانی کو جدا جدا کر کے کپڑا کر دیا اور آفتاب نے دریا کی زمین کو خشک کر دیا تاکہ بنی اسرائیل آسانی سے چلے جاویں بعد اوسکے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ دریا میں کوا اور نکل چلو بے سبب سستی اعتقاد تو کے جرات نہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کو کیا اعتبار ہے کہ ہمارے نکاتے تک پانی اسی وضع پر اپنی جگہ کھڑا ہے ایسا نہ کہ ہم رستہ کے درمیان میں ہیں اور دریا آپس میں ملجاوے اور کھو غرق کر دی حضرت یوشع نے پہلے گھوڑا اپنا ڈالا بعد اوسکے حضرت ہارون آئے اور روانہ ہوئے

جب نبی اسرائیل نے دیکھا کہ گھر بچے جاتے ہیں نا چار رو یا میں آئے اور بارہ قویں نبی اسرائیل
 کی بارہ رستوں میں کو کہ دریا کے اندر ہو گئے تھے داخل ہوئیں یہاں تک کہ سب پیچھے حضرت موسیٰ اپنی قوم
 کو ہمراہ لیکر دریا میں داخل ہو کر حضرت موسیٰ کے گرد نہ کہہ کر ای موسیٰ ہم کیا جاؤ ہیں کہ دوسری گروہوں
 پر کیا گزرا اپنی ذات کو سب سے کہہ کہ تو ہمراہ ہمارے اطمینان رکھتے ہیں لیکن اپنی بھائیوں کی طرف
 سے ہم کو اطمینان نہیں کہ مباد اپانی اونٹنوں اور پرل گیا ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواباً الہی میں
 عرض کی کہ بار خدا یا انہی بری خصلتوں پر میری مدد فرما حق تعالیٰ نے ہوا سخت کو فرمایا کہ پانی کی دیوار بن کر
 روزنہ جالی کی مانند پیدا کی ہو کر وہ دوسروں کو دوسری دیکھنا تھا کہ چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ سلائی
 سو دیا کو کنارے کو اس ٹھکانے میں فرعون ساتھ شکر اپنے کو دیا کو کنارہ پہنچا اور دیکھا کہ دریا میں استرو
 ہو چکے ہیں اور دریا کا پانی دیواروں کی مانند جا بجا کڑے حیران ہوا اور اپنے لشکر والوں کو کہا کہ
 میرا قبائل جو کہ دریا میرے واسطے اب ہو گیا تاکہ اپنی غلاموں بھاگے ہوں کو کپڑوں اور زندہ اپنے
 ہاتھ میں لاؤں اگر غرق ہو جائے تو کام میری مصلحت ہو جائے لیکن اپنے دل میں ڈرنا تھا کہ پھینکا دریا کا محل اعتبار
 نہیں مباد اگر رتے ہوئے دریا میں یکساں ہو جاؤ اور سب کو غرق کرے اور امان کو زیر و بسکا
 تھا وہ بھی دریا کے اندر آنے سے منع کرتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ جلدی نہ کریں چلے کشتیاں جمع کر لیں
 اور سہولیت سے ہم اوتیریں گے اور انکو جس جگہ ہوں گو قید کریں گے اسی حالت میں جبرائیلؑ امداد
 کے اور فرعون کے دست گھوڑے آگے نمودار ہوئے اور اوس گھوڑی کو دریا کے دریاں میں ڈال دیا
 فرعون کا گھوڑا بے اختیار گھوڑی کی بوٹوٹھکھک دریا میں گھس گیا اور لشکر والوں نے جب دیکھا
 کہ بادشاہ خود دریا میں اخل ہوا ہر طرف سے هجوم کر کے آگئے اور اترنا شروع کیا یہاں تک کہ فرعون
 اور تمام لشکر کنارے کے پاس پہنچا اور سوت حکم الہی دریا کو ہوا کہ جلدی مل جا یکا یک دریا نے
 موجیں مٹتی شروع کیں اور تمام پانی میں ڈوب گئے اور نبی اسرائیل سن تمام ماجری کا دوسری کنارے
 پر کھڑے ہو کر تماشا دیکھ رہے تھے اور جس جگہ میں گذرنا نبی اسرائیل کا اور ہلاکت فرعون کی تھی عرض
 اس دریا کا اوسوقت نہایت تھوڑا ہو گیا تھا بقدر چار فرسخ کے عرض اوسکا تھا کہ آدمحمد
 میں قطع ہووے اور فیض شوریہ کے دن واقع ہوا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ساتھ روایت
 انس بن مالک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قلی الجلی لینی اسرائیل میں مرعاش شوریہ

تفسیر
 کے روایات میں
 کا ہوا کہ
 یہاں تک کہ
 اس کا حکم
 ایسا تھا کہ
 پانی میں
 بیٹھ گیا
 بھاگے گا
 جس کے
 بھولے
 حقوق نہ طلب
 کرتے ہیں
 گنہگار
 کہ ان کے
 میری اولاد اور
 بی بی اور بھائی
 اور اس کے
 اور تمام
 دل کے
 جھونکے

یعنی پہاڑ گیا دیا اور بنی اسرائیل کے دن عاشورہ کو اور صحیحین میں ساتھ روایت ابن عباس کے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے دیکھا کہ یہودیوں نے ایک دن روزہ رکھا ہے فرمایا کہ کیا سبب ہے آج کے دن تم نے روزہ رکھا ہے اور انہوں نے کہا کہ آج دن عاشورہ کا ہے اسی دن میں حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نجات دی ہے اور فرعون کو غرق کیا حضرت موسیٰ اس دن میں بطریق شکر کے روزہ رکھتے تھے ہم بھی اون کی پیروی کے واسطے روزہ رکھتے ہیں آنحضرت نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ ہم کو زیادہ لائق ہوں کہ سبب پیروی حضرت موسیٰ کے روزہ رکھیں یہ بھی روزہ رکھا اور آدمیوں کو بھی روزہ کی یاد فرمایا لیکن آخر عمر میں فرماتے تھے کہ اگر میں سال آئندہ زندہ رہا ہمارا دن عاشورہ کو نہیں تاج کو بھی روزہ رکھو گنا کہ مشابہت یہودیوں کی لازم نہ آوے حق تعالیٰ دریا کے چیرنے کو کہ بڑا معجزہ تھا بطریق نعمت و نعت کے بنی اسرائیل کو یاد دلاتا ہے اور فرماتے کہ وَاذْكُرْ فِرْعَانَ لِيَعْلَمَ أَنَّ رَاحَتَهُ عَلَى اللَّهِ فَرَحًا لِّغُلَامَيْهِ فَخَلَا لَهُمْ الْوُجُوهُ فَجَاء بِمُوسَىٰ وَهَارُونَ فَاَصْلَحَ سَبْعَ مِائَةٍ وَفِي قَوْمٍ نَّذَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فَلِئَلَّيْنا يَنْفَكُوا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

سے اور بوقت میں کہ چیرا بنے پگھر یعنی سبب پھوڑا رہے کے دریا کے کنارے پر اور مضطرب ہونے تمہارے کے روبرو حضرت موسیٰ کے اس واسطے کہ حقیقت میں باعث چیرنے دریا کا یہی تھا گو کہ مائع عصا کا بطریق آدھونے کے سبب قریب ہوا اٹھتا یعنی دریا دریا کو اور بحر بحر عربیں دریا شور اور اسکے ٹکڑوں کو کہتے ہیں اور استعمال بحر کا اگر کسی جگہ شیریں پانی اور شیریں مذیوں میں آگیا ہو بطریق مجاز کے ان کو نہروں کہتے ہیں اور بحر نہیں کہتے اور ہم نے اس نعمت میں اوپر اسی قدر کی کفایت نہیں کی کہ فقط پھٹ جانا دریا کا تم کو دکھلا دیں بلکہ پورا کرنا نعمت کا فرمایا ہوتا ہے لہذا کفر یعنی پس نجات دی ہم نے تم کو پانی دریا کا اوشی شکل پر کہ پھٹا ہوا تھا محفوظ رکھا اور ہوا کو اسکے اوپر مسلہ کیا تاکہ آپس میں ملنے نہ دے یہاں تک کہ تم سب ساتھ سلامتی کے اوپر کنارے کے پیچھے اور ڈوبنے کے خوف سے امن میں ہوو اور اسکے ضمن میں تمام شیعہ کہ بیچ وجود صالح حکیم مختار کے یا بیچ نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آویں سبب ہو گئے پھر اس قدر بھی کفایت نکلے ہم نے

ترجمہ تفسیر خازن
اور میں سچ جانوں
وہی سچا ہے
اور نبی مانی کے
یہ صحیحین ہوتا
بھی میں توفیق
میں وہ دنیا کے
سارے دوست
و دشمن ہوا ایک
ہاں پیر پیر کا
سی دوستی اپنے
باقی رہ جائیگی
وہیں زخمت نہ
وہاں نہ کسی شاعر
کے کچھ کام نہ لکھا
نہ دیکھا روئے
سچے گاہے
وہاں کافروں
مشرکوں منافقوں
کے چھکارے
کی سوتی

اور یہ جاقیون اُسکی سے خلاص ہوئے بلکہ مقابل اُسکے ہو گئے اور دوسری آیت میں مذکور اُس نعمت کا ہے کہ بیچ وقت بچکے مصر کے غلبہ شکر فرعون کے سے بر سبب پار ہوئے دریا کے خلاص ہوئے اور بسبب غرق ہونے اُس کے اور شکر والوں اُسکے کے خوف آئندہ کا بھی اُن کے دلوں سے نکلے ہو اور سب طرح سے مطمئن ہوئے حکایت کہتے ہیں کہ ایک عورت بنی اسرائیل میں سے پہچلی رات کو واسطے لانے پانی کے دریا کے اوپر گئی برتن اپنا بھر رہی تھی کہ فرعون کی ڈاڑھی کے جواہر اور دروارید میں بڑی ہوئی تھی اُسکے ہاتھ میں آگئی اُس نے بال اُس کی ڈاڑھی کے جڑ سے اُکھڑے اور جواہر اُس میں سے نکال لئے اتفاق سے یہی عورت تھی کہ فرعون کے محل میں اُسکو مزدوری کیواسطے لیجاتی تھی اور مزدوری اس نے پناہی تھی ایک ہاتھ لے آواز دی کہ غلام اجسا لا یعنی لے تو مزدوری اپنی یہ آواز اُسکے کان میں پڑی اور آدمیوں میں اکر نقل کی اور ڈاڑھی فرعون کی اور جواہر اور دروارید اُنکو دکھلائے آدمیوں کو یقین ہوا کہ انجام کار ظلم کا خوری ہے اور کفر مظالم کیواسطے رستگاری اور حب بنی اسرائیل خوف فرعون اور فرعونوں کے سے بالکل مطمئن ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُنکو یاد دلایا کہ تم نے نذر کی تھی کہ اگر حق تعالیٰ ہمکو شکر فرعون کے لوگوں سے خلاص کرے بیچ اطاعت اُسکی کے ہم کو شمش کریں گے اب وہ نذر بجا لاؤ بنی اسرائیل نے کہا کہ ہمکو یہ بات جان اور دل سے قبول ہے لیکن ہم کو احکام الہی و امر و نہی کی اطاعت نہیں تاکہ قدم بیچ راستہ اطاعت اُسکی کے رکھیں چاہئے کہ ایک کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ہمارے واسطے لاوے تو تاکہ موافق اُسکے حکم بجا لاویں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس امر کو جناب الہی میں عرض کیا حکم آیا کہ تم کو وہ طور میں کہ مقام عطا ہوئے راستہ تمہاری کا ہے حاضر ہوا اور ایک جیلے تک کہ مدت تیس دن کی ہے روزہ رکھو اور اعتکاف کرو بعد اُسکے تمکو کتاب کہ تمام ادا ہو اور نہی اس میں ہو دیں گے دیوین گے حضرت موسیٰ مطابق ارشاد کے بنی اسرائیل کو چھوٹا اور حضرت ہارون کو اوپر اُن کے خلیفہ کر کے آپ طرف کوہ طور کے روانہ ہوئے اور بعد پاک کرنے بدن اور کپڑوں کے اُس پہاڑ میں مستکف ہوئے اور شروع اعتکاف اُنکے کا غرہ ذی قعد کا تھا جب اعتکاف اُن کا تمام ہوا اور ایک دن پناہی ہاتھوں بسبب روزہ اور کم خوری کے بوسہ پہننے کی تنبیہ دیکھلائی آدمی اسواسطے استقامت

خطیبی

سفارتیں

فصل پنجم

مَدِينَةُ الْمَدِينَةِ

عن أبيه

باب العذاب

مختار

...
...
...

فِيهِ

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ لَكُمْ آيَاتِنَا فَتَدَارَكُوا أَلَمًا لَّيِّنًا

وفاقی

اور اس کے

اسیر کی اولاد

ریاست کو صواب

١٠٠

والله اعلم

مفتی محمد رفیع الرحمن

مجلس

بسم الله الرحمن الرحيم

سواک کا کیا غیب کی طرف سے حکم آیا کہ یہ بوسے ناخوش نزدیک ہمارے بہتر مشک کی بو سے تھی اس بو کو واسطے تو نے دور کیا اب بیچ گناہ اس تقصیر کے دس راتیں اور اعتکاف کرو دسویں ذی الحجہ کو کہ دن عید الفصحی کا ہے تم کو کتاب دون گا اور کلام بھی تمہارے سے کروں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتکاف دس راتوں کا اور فرمایا اور اُس مقام میں ٹھہرے لیکن اُن کے پیچھے بنی اسرائیل میں بڑا حادثہ واقع ہوا اور سب اُس کا یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں ایک شخص کہ نام اُنکا موسیٰ بنیاطفر کا قبیلہ سامرہ میں سے زرگری کے ہنرمین اور قالب بنانے میں نہایت آستا اور ماہر تھا جس دن کہ فرعون غرق ہوا اور حضرت جبرئیل ۴ مادیان پر ہوا ہر کو دریا کے کنارے پر پھرتے تھے اُس نے دیکھا تھا کہ جس جگہ نقش سُم اُس مادیان کا پہنچتا تھا زمین سرسبز ہو جاتی تھی اس جہت سے جان لیا تھا کہ انرحیات کا بیج نقش سُم اس مادیان کے ہے اس واسطے تھوڑی سی خاک اُس گھوڑی کے پاؤں کے نیچے ہوا ٹھالی تھی اور یہ طریق تبرک کے اعتبار سے اپنے پاس رکھتا تھا اور جس وقت بنی اسرائیل دریا سے اتر کر جنگل میں بڑے گزران کا ایک قوم پر ہوا کہ گاؤ پرست تھی اور صورتیں گاؤ کی برنج وغیرہ سے بنا کر پوجتے تھے بنی اسرائیل کو یہ صورت پرستی نہایت خوش آئی تھی جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ ہمارے واسطے بھی صورت پروردگار ہمارے کی بنادے تاکہ حق عبادت اس کی کا اچھی طرح سے بجا لادیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اوپر اس سوال کے زجر اور توبیخ فرمائی تھی لیکن سامری نے معلوم کیا تھا کہ اس گروہ کو صورت پرستی مرغوب طبع ہے جسوقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور پر تشریف لے گئے بنی اسرائیل کے سرداروں نے بیچ خدمت حضرت ہارون کے حاضر ہو کر عرض کی کہ ہم نے جس وقت مصر سے نکلے تھے عید کی زمینت کے بہانہ سے بہت زیور قیسون کا مانگ لیا تھا اب اُس زیور کا کیا حکم ہے حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا کہ اُس تمام زیور کو ایک گڑھے میں ڈال کر آگ پر جو کچھ چل جائے اور رکھ کہ اس کی بانی رہے زمین میں دفن کرو اور واسطے کہ یہ سب مال کافروں کا ہے جانتا چاہیے کہ اس مقام میں جیسے فقہاء اعراض کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل شہر مہدین مستامن تھے اور ساتھ تبیین بنیاناہ پکارتے تھے مستامن کو عربوں کا مال لینا جائز نہیں اور اگر بنی اسرائیل نے جمعیت کی راہ سے

نہیں چلی
اس مقام پر
تمہارا یہ بولنا کہ
فرما کر کہ اس مقام
اور غار کی طرف
جیسا کہ وہ کہتے تھے
اور اس میں پروردگار
کی طرف سے عبادت
پرستی کا نفع
ف موسیٰ کا قصہ
موسیٰ اور فرعون
کا قصہ کلام اللہ میں
میں مذکور ہے
جیسا کہ اس میں
مذکور ہے
اس کا ذکر
کے لیے
گروں میں
میں زمین سے
کیا ہے
فقط

یہ امر اختیار کیا تھا حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو بھی اس پر اطلاع تھی کہ واسطہ
 ان کو اس حرکت سے منع نہ فرمایا جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ ستان ہونانی اسرائیل
 کا بیچ شہر مصر کے مسلم نہیں بلکہ وہ قیدی تھے کہ زبردستی اور قیدی سے فرعون نے انکو
 نکلنے سے نہ کر رکھا تھا ہر روز ظلم قبیحوں کا کھینچتے تھے اور بیخ اور سخت انکی طرف سے دیکھتے
 تھے اور قیدیوں کو درست ہے کہ مال حرمیوں کا جس طرح مل سکے خواہ گدائی سے خواہ چوری سے
 لے لیں اور اگر بالفرض ستان بھی تھے تو زیور اور مال انکو لے جانے کی ضرورت تھی ابو طیکہ
 اگر وقت بھاگنے کے عاریت کر کے پھرنے میں مشغول ہوئے مگر قتل ہو جائے اقصہ سامری نے
 بنی اسرائیل سے کہا کہ یہ سب زیور میرے حوالے کر دو کہ میں طلسم عجیب اس سے بناتا ہوں کہ عصای
 موسیٰ سے بھی بہتر ہو اور دلچاس کے تمکو ساتھ موسیٰ کے دعویٰ ہماری اور برابر کا حاصل ہوگا
 اور موسیٰ کو تمہارے اوپر بزرگی اور زیادتی نہ ہے گی بنی اسرائیل نے تمام اس زیور کو حوالے کیا
 کے کیا سامری نے سونا جدا کیا اور جواہر اور یاقوتوں کو جلا سونے کا ایک بچہ بنا یا نہایت خوبصورت
 اور جواہر اور یاقوتوں کو بجائے کانوں اور آنکھوں اور پیچوں اور زین اور قدم کے موافق قرینہ کے
 قائم کیا اور شکم اس کا خالی چھوڑا اور اس خالی جگہ میں وہ خاک کہ حضرت جبریل علیہ السلام کی
 گھوڑی کے دم کے نیچے کی تھی ڈالی پھر اسباب نائیر اس خاک کے ہلنے لگا اور ایک آواز کی مانند آواز
 بیلوں کے سامری نے کہا کہ دیکھو پردہ گار تمہارے نے بیج صورت اس گوسالہ کے نمود فرمایا اور
 تمہارے خیون میں آیا ہے اور موسیٰ خدا کو ڈھونڈتا ہوا پہاڑ پر دوڑتا پھرتا ہے بنی اسرائیل نے کہا کہ
 بیج کتابہ تو تیس دن گزر گئے کہ موسیٰ نے وعدہ پھرنے کا کیا تھا اور ابھی تک نہیں آیا معلوم ہوتا ہے
 کہ اپنے خدا کو اس جگہ نہ پایا قریب آٹھ ہزار آدمیوں کے بنی اسرائیل میں سے بسبب ہٹانے سامری
 کے عبادت اس بچہ کے کی کرنے لگے اور موافق مثل مشہور کے کہ ع اچھے آدم میکند بوزینہ ہم
 گرد اگر اس گوسالہ کے گوشہ نشین ہوے اور سامری نے ایک بڑا خیمہ اوپر اس گوسالہ کے کھڑ کیا
 اور فروش اور سامان مکلف اس جگہ ڈالا اور گرد اس خیمہ کے نوبت بجانی شروع کی اور اس
 گوسالہ کے سامنے گانا بجانا ساتھ چنگ اور باب کے مقرر کیا اور مرد اور عورتیں تماشے کی واسطہ
 جمع ہوئے لکین اور بازار شیطان کا خوب گرم ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہاڑ پر دسویں

تفسیر خلیلی

دسی گئی ہے انکا

پورا قصہ یوں ہے

جس طرح ایک

جدا یا شاہ فاضل

سورہ تاجا ہری

کا فرد کس طرح تھا

جس نے خواب میں

سورہ بیت المقدس

سے اگل بھی اور

بنی اسرائیل کے

کھڑکی اور ایک

کھڑکی اور ایک

بنی اسرائیل کے

بنی اسرائیل کے

محقق ہو حضرت موسیٰ کی طرف سے وعدہ پورا کر کے انکشاف کا اور حق نمائے کی طرف سے
 وعدہ کتاب دینے کا اصرار وعدہ مقرر کیا گیا تھا ساتھ اس مدت کے کہ
 اَنْ بَعِثْ كَيْدًا لِّمَنْ يَّجَالِسُ رَاتِيْن اور اکثر راتیں میں آیا ہے کہ تیس راتیں ذی القعد کے
 مہینے سے تھیں اور دس راتیں اول ذی الحجہ سے اور دسواں دن کتاب کے دینے کا وقت تھا
 اس واسطے کہ راتیں یوں انفریاد الا دسواں دن بھی انکشاف و صوم کے دنوں میں داخل ہو جاتا اور وہ
 حلال نہیں اور کچھ محققین نے کہا ہے کہ ہر گاہ کہ رات و وقت عبادت اور خلوت کا ہے اور رات
 والے اکثر اسی وقت میں اپنے کام میں مشغول ہوتے ہیں اسی واسطے خاص کر ذکر اذکار اور نماز اور یہ
 بھی ہے کہ مہینے عرب کے اوپر سیر اور گردش چاند کے مقرر ہیں اور ابتدا اُس کا ہلال سے لیتے ہیں
 اور پہنی خاص رات ہی کے ساتھ ہے اور موسیٰ اہل لغت میں لفظ عبرانی ہے کہ عرب ہو گیا ہی
 گئے ہیں کہ اصل اسکی میثاقی می محبی بانی کے ہر اور شاہ معنی درخت کے اور چونکہ حضرت
 موسیٰ کو فرعون نے نہر میں درختوں کے نیچے پایا تھا یہ نام اُنکے واسطے مقرر کیا اور عربی زبان
 میں یا کو و او کے ساتھ اور تین کو میں کیا تھ بدل کیا موسیٰ ہوا اور عدد چالیس کا بیت مقاموں
 میں اعتبار ہے اور اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ من اخلص لله اربعین صباحا ظہرت
 بنا ببع الحکمة من قلبه علی لسانہ یعنی جو شخص کہ خلوص کے اللہ کے واسطے چالیس دن
 ظاہر ہوں گے چھپے حکمت کے دل اُس کے سے اور زبان اسکی کے اور بھی آیا ہے کہ حضرت
 طین آدم اربعین صباحا کہ خیر کیا گیا مٹی آدم کو چالیس دن اور بھی بچہ آدمی کا
 بیٹ میں اتنی ہی مدت میں ایک حال سے طرف دوسرے حال کے انتقال کرتا ہے چالیس روز
 تک لفظ رہتا ہے اور چالیس دن تک خون بستہ اور چالیس دن تک گوشت کا ٹکڑا بعد
 اِس کے قابل نفع روح آگئی کے ہوتا ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ تمام صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم نے
 قاطبہ چلہ کو ریاضت و خلوت کے واسطے مقرر کیا ہے اس واسطے کہ قہہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
 سے معلوم ہوا اگر اتنی مدت ریاضت کرنے سے ترقی ہوتی ہے ادنیٰ حال سے طرف اعلیٰ حال کے
 آئے ہم اوپر اِس مطلب کے کہ اِس آیت میں چالیس رات کا وعدہ مذکور ہے اور سورۃ اعراف
 میں وعدہ تیس رات کا لھا ہوں یہ متناقض ہے جواب اِس کا یہ ہے کہ اِس آیت میں بطریق

نفسیہ چلی
 جبریکہ کر
 سونہر حالت
 میں چنچا آنا تھا
 مرنے کو کون
 تو ڈالتا اور
 اور کی عورتوں
 چھٹی اپنے بنا
 اور شاہی نادی
 تھا فعلی میں
 بنی اس میں کو
 بڑا کھد دینے کے
 سے اس میں بھی
 چانچ تھی چنے
 مرنے کو دنیا میں
 سونہر تھے تھے
 میرانی کرتی کچا پی
 اور زمین کو سونہر
 بنا اور ملک کا
 دینے کو اور

واسطے عرض کسی مطلب کے جانا ہے تو دوسرے لوگ پاسداری اُس میں پنے کی کرتے ہیں اور ہرگز خلاف اور اختلاف نہیں کرتے بلکہ تم نے قَدْ اخَذْنَا مِنَ الْجَلِّ مَنْ بَعْدَهُ یعنی بعد جلد سے پہلے اور بجا قرار چالیں دن کے بنالیا تم نے کچھ طے کو بعد موسیٰ کے اُسکی غیبت میں اس واسطے کہ موسیٰ جب تک درمیان ہتھاکے تھا انکو عبادت فرعون اور ایمان کی سے باز رکھتا تھا حالانکہ فرعون اور ایمان کو ظاہر میں ایک طرح کی قدرت اور اختیار نفع اور ضرر کا تھا پرستش گورنا نہ ایمان بے عقل کی سے کس طرح تمکو ممانعت نہ کرتا اور لفظ غم کہ اصل میں واسطے تراخی زمانہ کی ہے اس جگہ واسطے بعد جاننے مضمون مابعد کے قبل کے مضمون سے متعل ہوا گویا کسی طرح مناسب تھا کہ سردار اپنے کو واسطے عرض مطلب اور درخواست غرض کے ہمارے حضور میں بھیجا اور آپ غیبت اُس سردار کی میں مخالف مرضی ہماری کے کام کرو بلکہ تمکو لازم تھا کہ ہرگز مخالفت ہماری تم سے سرزد نہ ہوتی اور اخذ افتعال ہے ہند سے ماخوذ ہے ہمزہ کو بعد تلمین کے تاکہ ساتھ بدل کر کے تاکو تا میں ادغام کیا اور ہر گاہ کہ افتعال کے صیغہ پر یہ لفظ بہت آیا ہے عربوں نے وہم کیا کہ شاید اصل ہوا اور تخذ تخذ سے ماخوذ ہوا اسی واسطے تخذ تخذ کو بھی استعمال کرنا پڑا اور اتحاد کے فعل نے عربوں کے نزدیک حکم افعال قلوب کا لے لیا ہے کہ اوپر مبتلا اور خبر کے داخل ہوتا ہے اور دونوں کو اوپر مفعولیت کے لھب دیتا ہے اگر اس استعمال کو اس جگہ مقرر کریں ہیں دوسرا مفعول محذوف مانیں گے اور تقدیر عبارت کی اس طرح ہوگی قَدْ اخَذْنَا مِنَ الْجَلِّ اَلْهٰٓءَ اور معانی والوں نے وجہ حذف کرنے مفعول ثانی کی اس جگہ فیج جانا تفریح اس امر تہج کامقرر کی ہے اور اگر اس استعمال کے موافق نہ ٹھہرا دیں بلکہ اتحاد کو ساتھ منے بنانے کے لیوں قی اس صورت میں ایک ہی مفعول کہ موجود ہے کفایت کرتا ہے اور اس تقدیر پر بعض اہل معانی کے دل میں شبہ گذرا ہے کہ فقط بنا نا بچھوٹے کا محل انکار کا تھا کہ اسکے بنانے سے منع فرمایا ہوا اور علاوہ اس کے بنا نا گوسالہ کا خاص سامری کا کام تھا بانی نبی اسرائیل اس میں شریک تھے بخلاف مجبور ٹھہرائے گوسالہ کے کہ سب امین شریک تھے پر حق آپ اس کا یہ ہے کہ انکار کرنا مطلق گوسالہ کا مقصود نہیں بلکہ اسی گوسالہ میں کا ہی جیسا کہ لام عہد سے سمجھا جاتا ہے اور گوسالہ مجبور موجود تھا سو اسے اسکے یہ کہ تصویر بنانی بھی حرات سے ہر اور نفع لینا

تفہیم علی

اس کو چھوڑ کر

پاس لیا بیگے

اور اسکو پیشینہ

کئے موئے کی ان

نے موئے کو راہی

طرح دریا میں

کو ال یا اوامی

سین سے کہہ کر

تو بھی بچے بچے

دیکھے کا یہ

کا صاحب ملی جا

وہ مد سے کہی

موتی اللہ سے

چلی گئی کہ کیو

خوبی انوں

ہوتی فرخانی

نے موتی کو دیا

سے لانا کو

فرعون کی لالچ

بنی اسرائیل کے ذہنوں میں ایسا یہ شے پیش کر دیے کہ حضرت موسیٰ کو قدرت اور اس
خوارق عجیبہ کے ساتھ ادا اور اعانت طلبیات اور نیرنجات کے حامل ہوئی ہے پس نگو یہی چاہئے
کہ کوئی ظلم اور نیرنج مثل ظلم اور نیرنج اُنکے کے بناؤ اور حضرت موسیٰ کے برابر ہو جاؤ اور
جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ اکثر کہاں بنی اسرائیل کا مذہب حلول تھا یعنی کہتے تھے کہ ذات
خدا بعضہ جسموں میں حلول کرتی ہے اور اُنکے اندر پیر جاتی ہے سامری نے اس طرح اُنکو
یہ بات سمجھائی اور فریفتہ کیا کہ پروردگار یہاں سے بھیج صورت اس کو سال کے ظہور کیا ہے اور
اُوراد و حرکت اُسکی کو کہ اول فقط ایک سوئے کا پتلا تھا دلیل اپنے دعوے کی مقرر کی مثال اُسکی
جیسے کہ منور جن جگہ کوئی شے عجیب دیکھتے ہیں اُس میں اللہ تعالیٰ کا حلول اعتقاد کر کے پرستش
اور تعظیم حد و درجہ کی اُسکے واسطے کرتے ہیں اور آستین اور حدیثیں بہت جمہور کے قول کی تائید
کرتی ہیں اور پہلے قول کے ساتھ منافات کرتی ہیں مجاہد اُنکے یہ ہے کہ سامری نے کہا ہذا اللہ
واللہ موسیٰ یعنی یہ ہے منور تھا اور موجود موسیٰ کا پس بھول گیا موسیٰ اور بعضی لیلون میں یہ بھی ہے کہ
گردا گرد اُسکے بطریق عبادت کے متکلف ہوتے تھے اور تعظیم اُسکی بجالاتے تھے اور طلبیات اور نیرنجات
ساتھ ایسے معاملہ کا معمول نہیں ہوا اُسکا اور یہی دلائل اور شواہد میں حاصل کلام یہ ہے کہ یہ عمل
شیخ بنی اسرائیل کا کہ تمام اقسام کفر کی سے بدتر قسم ہے تقضی اسکا تھا کہ انخونی الفوریت اور نابود
کرین اور فرصت قرب کی ہی نذین اور گنجائش عذر اور معذرت کی پھر نذین لیکن حق تعالیٰ نے بسبب
کمال مہربانی اور رحمت اپنی کے کہ اصلہ طرف حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے
مستوجب تہی اور بظہیل اُنکے بنی اسرائیل کو یہی پہنچتی تھی اُنکو مواخذہ عاجلہ دینا وہ یہ نفرمایا اور ہلاک نہ کیا
جیسا کہ فرماتے ہیں فخر عفو کا عذک عفو فیہ پھر صاف کر دیا یعنی تم سے اور نگو فی الفور ساتھ
خدا صاصل کے کہ بالکل نیست اور نابود کر دے ہلاک نہ کیا جیسا کہ فرعونین کو بسبب عدل حکمی
اُنکے سے کتر تہی بالکل ہلاک کر دیا مرنے کا ذلالت یعنی پیچھے بنائے پھر شے اور پرستش
اس صورت بیان کے کہ تم سے بعد ایمان لانے اور دیکھنے عجوز اور بڑی بڑی نشانیوں کے
جناور ہوئی اور یہ گناہ انکا نہایت بڑا اور بدتر تھا اسی واسطے قابل اس کے ہوا کہ اشارہ بعید
اسکی طرف کیا جاوے لیکن یہ سب واسطے تھا کہ لعل کہ شکر و ن بھیئے تاکہ شاید تم آئندہ کو

تفسیر علی
 اور اسکو بھی
 کہیں ہرگز
 کی ان ہی کا بیجا
 یوں جسے
 کہ علی بن
 وہو کہ ایک
 مٹھڑی میں اور
 دھڑلاراجان کے
 اندر کا دھڑلہ
 یہ کہ سب مٹی
 ہونے پر تو غصہ
 کشت و خیل کی
 باتیں کہ کیا
 دن وہ غفلت کے
 وقت ردو پر
 پتھر میں کیا
 سے

شکر نعمتوں آسمی کا بجا لاؤ اور تحمل مشقون کا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دو اس واسطے کہ ابھی تک
استعداد کردہ تمہارے کی بالکل باطل نہیں ہوئی تم سے توقع ہے کہ نیک اور صلح پیدا ہوں اور
بیچ کام معرفت اور عبادت کے قیام کریں بخلاف قوم فرعون کے کہ استعداد انکی مطلقاً نازل ہوئی
تھی کوئی ان میں سے قابل تحمل امانت معرفت اور عبادت کا نہ تھا اور لعل اگرچہ اہل عرب میں
اُس جگہ مستعمل ہوتا ہے کہ امید ہو خواہ وہ شے حاصل ہو یا نہ ہو لیکن کلام آسمی میں بہت جگہ یقین کے
مقام میں مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ اس جگہ بھی اسی قسم کا ہے اس واسطے کہ بنی اسرائیل بعد اس کے معذرت
علوم آسمی کے اور حال معارف اُس کے ہوئے اور درمیان اُن کے ہزاروں نبی اور شہید اور صالحین
پیدا ہوئے اور راہب اور احبار ظاہر ہوئے اور خدا کے کاموں میں مصروف رہے اس جگہ
ایک اشکال ہے نہایت سخت اور وہ یہ ہے کہ پرستش گو سالہ کی بلاشبہ کفر تھی بلکہ سب کفر
کفر کے سے قبیح اور کفر قابل معاف ہو نیکی نہیں اور غیر توبہ کے بخش نہیں جاتا ہے اور اگر
اس طرح کہا جاوے کہ ایسا لفظ کہ دلالت توبہ کے اوپر کرتا ہے اس جگہ مقتدر ہے جیسا کہ جمہور
مفسرین نے اسی طرح کیا ہے اور کہا ہے کہ تقدیر کلام کی یہ ہے کہ نہ عفو نہ عذبت نہ بدلہ
لعل کہ تشکرون نفع العفو فی صورت میں لازم آتا ہے کہ مضمون اس آیت کا اور مضمون آیت
فتاب علیہ کہ انہ هو التواب الرحیم کا ایک چیز ہو اور مضمون آیت فتاب علیہ کا مضمون
اس آیت کے ذکر کرنا مگر ایسے فائدہ ہو اس واسطے کہ یہ مقام مقام نعمتوں کے شمار کرنے کا ہو اور
اس آیت میں ہواے قبول توبہ کے کوئی نعمت مذکور نہیں اور جواب اس اشکال کا آیت کی تفسیر
اشارۃ گذارہ عفو سے ترک کرنا مواخذہ کا ہے کہ دنیا میں بالکل انکونیست اور نابود کرے نہ چھوڑنا
مواخذہ اخروی کا اور کفر میں یہ بات ہو سکتی ہے کہ دنیا میں اس میں رکھے جیسا کہ کفار امت مصطفویہ
علیہا صلوٰۃ و الخیرۃ ہی نعمت میں شریک ہیں کہ کفر کرتے ہیں اور دنیا میں ہلاکت عذاب کے سبب
نہیں ہوتی گویا کہ مواخذہ اخروی باقی ہے اور اگلی آیت میں قبول کرنا توبہ بنی اسرائیل کا مذکور
ہے اور تعلیم طریق اُس توبہ کی کہ آثار گناہ کے بالکل محو کرے اور دنیا اور آخرت میں اُس کے ضرر سے
بے خوف ہو جاوے اور ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے پھر فرماتے ہیں کہ واسطے تعلیم طریق
شکر نعمتوں کے نعمت دوسری کہ بہت بڑی اور بزرگ ہے عطا کی ہے اس سبب اس تمہارے گناہ

نعمتوں آسمی
دفعہ مشقون کو بھول کر
دیکھنا ان میں ایک
انتظار فی عفو اور
دوسرا دشمنی استقامت
دینی سادہ فہم کی
زیادگی کوئی گناہ
اُس کو ایک گناہ
وہ مگر گناہ کی
لغایہ نوشیطان کی
توئی اس سبب
رب بے پناہ جان
بروز کیا تو مجھے
خشیت کا گناہ
عیشیہ تفسیر کی
بمورد کار و عبادت
چشم فضل کی بات
اس میں بھولنے کی
خاتم کی یاد دہانی
بھولنے کو دہانی

فیج کے اُس نعمت کو تم سے پھیر نہ لب پس اُس نعمت عظمیٰ کو یاد کرو وَاذَلِّتُمُو سَيِّئَاتِكُمْ
 یعنی اور یاد کرو تم سو گت کو کہ دی تھے موسیٰ کو کتاب اور وہ تو ربیت مقدسہ ہے کہ تمام قواعد شکر
 گزار سی کے اُس میں موجود ہیں تاکہ شکر گزار ہو جب اُن قواعد کے عمل کریں اور شکر حق کا بجا لاؤ
 وَالْقَدْرَ قَاتِ یعنی اور بھی دہی تھے موسیٰ کو وہ چیز کہ باعث فرق کا ہو در میان اہل حق اور اہل
 باطل کے اور وہ شعائر دین اور لہر کان مشع کے ہیں کہ پر سبب بجا لائے اُنکے کے موافق اور غنا
 کے نزدیک معلوم ہو جاتا ہے کہ فلا نا اس دین میں آیا اور فلا نا اس دین سے باہر گیا مثل تنظیم روز
 و شبہ اور روز رکھنے اُس دن کے اور مغل رہنا اُس دن میں دنیا کے کاموں سے اور ہوا اسکے اور
 زمین اور میدان دین یودیت کی اور ترک کرنا گوشت اور دودھ اور گھی اونٹ کا اور ختنہ اور بچ
 اور قربانی اور اس دین میں مانند اُنکے یہ چیزیں ہیں اذان اور نماز جمعہ اور جماعتیں اور عیدین
 اور ختنہ وغیرہ اور جسے مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد فرقان سے وہی توریث مقدسہ ہے اور
 عطف واسطے تخیار صفت کے ہر یاد جو د متحد ہونے ذات کے جیسا کہ عرب کہتے ہیں رایت الغیث و
 اللیث ای رایت الرجل الذی ہوا جواد کا لغیث و شجاء کا للیث۔ اس مثال میں غیث
 اور لیث ایک شخص سے مراد ہے لیکن ہر گاہ کہ یہ دونوں لفظ باعتبار معنی کے کہ وہ سخاوت اور شجاعت
 ہے مختلف تھے اس واسطے حرف عطف کا اُنکے در میان میں لایا گیا اور مفسرین نے کہا ہے کہ مراد فرقان
 سے تجزئے ہوئی ہیں کہ در میان کافر اور مومن کے فرق کرتے تھے اور مراد تقدیر پر عطا کرنا کتاب اور
 فرقان کا ساتھ جس معنی کے ہو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہ کا تھا مگر اس واسطے کہ لَعَلَّكُمْ
 تَقْتَدُوا ذَلِکَ یعنی تاکہ شاید تم راہ پاؤ ساتھ آئیں شکر گزاری کے اور یہ نعمت دوسری تمہارے اور
 ہوئی اس واسطے حضرت موسیٰ نے جناب الہی میں عرض کی ہوا اِنْعَمْتَ عَلَیَّ بِالْغَمِّ وَالسُّلُوبِ وَامْرَأَتِی
 بِشُكْرِهِا وَانَا شُکْرِیَا لَیْلَہُ فَتَاللّٰہُ تَعَالٰی ہا موسیٰ حبیبی من عبدی الذی یعلم ان ہا من نفعہ ففی ہنی
 یعنی اے بار خدایا انعام کہیں تو نے میرے اور نعمتیں پوری پوری اور حکم کیا تو نے مجھ کو ساتھ شکر
 اُنکے کے اور سو ابسے نہیں کہ شکر کرنا میرے تین یہ بھی ایک نعمت ہے تیری طرف سے پس
 فرما اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ کفایت ہے مجھ کو نہ اپنے سے یہ بات کہ جان لے اس امر کو
 کہ تمہیں جو چیز اور جنت اوس کے پاس ہے پس وہ میری ہی طرف سے ہے حاصل یہ ہر کہ

نفس پستی
 چھوٹا بھلا تر ہے
 صلہ اور انکی معنی
 حج و عید و قربانی
 گناہوں سے بچنا
 تو بجا جگہ اور ہے
 جب موت سے لے اپنے
 اور اپنے رفیق
 کے دشمن پر غم
 اور انکا بار تو انکا
 رفیق و جلا پانچا
 سے بجا کر سوتے
 سے کہ بڑا پانچا
 ہیں اپنے اپنے
 سے کیا آپ چلی
 حلقہ آج مجھ کو بھی
 بڑا انکے پاپ
 بھی چاہتے ہیں
 کر دنیا میں رہتی
 کرتے پھرتے
 اور بلا کر دنیا

بندہ کا شکریہ ہی ہے کہ جو نعمت اوسکو حاصل ہے اللہ ہی کی طرف سے اوسکو سمجھے اور حضرت داؤد نے اس مضمون کو ایسا بیان فرمایا ہے کہ سبحان من جعل عذاب العبد العجز عن شكره مثلہ
کیا جعل عذاب العبد العجز عن معرفة معرفته یعنی پاکی ہے اوس فرائض کو کہ تھیرا یا اقرار بندہ کا ساتھ
عاجز ہوئے شکر اپنے سے شکر اپنا جیسا کہ تھیرا یا اقرار اوس کا ساتھ عجز کے معرفت اپنی سے معرفت اپنی
اور یہ دونو چیزیں معاملہ میں بجز اسی آیت کے مذکور ہیں اور حلیہ ہدایت اوس کتاب کے اور بڑا فرق
کرنیوالی درمیان تخریج اور چوڑی کے تو یہ تہی کہ قتل کرنا نفس کا یہ سبب گناہ کو سالہ پرستی کے مقرر ہوئی
پس اوس میں آیت عمدہ کو یاد کرواؤ **وَاذْكُلْ أَرْضَكَ لَوْ كُنْتَ تَقْوِي لَقَوْمًا** یعنی اریا کروا دوسوقت کو کہ موسیٰ نے قوم اپنی
سے کہا ازراہ شفقت اور غم خواری کے اسواسطے کہ آدمی کو اپنی قوم کی طرف توجہ ہوتی ہے اور علاج
بیماریوں اونچی کا مانند علاج بیماری اپنے کے جانتا ہے اور اگر انکو اپنی مرض باطنی سے خبر نہ ہوتا تہ
لطف اور عنایت کے انکو اوس مرض پر خبر دار کرتا ہے یا قوت دیتا ہے قوم میری مقتضائے شفقت
میں قوم ہونے کا یہ ہے کہ تمکو اور بیماری باطنی اور طریق علاج اوسکی کے آگاہ کروں میں پس سوچو
کہ **اَنْتُمْ ظَلِمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاِثْنِ اَدْنٰى كُمْ اَنْتُمْ لِحُجْلٍ** ایسے تحقیق تم نے ظلم کیا ہے اوپر جانوں اپنی کے
بنا بننے کو سالہ کے اسواسطے کہ ہر گاہ کہ رو برو ہوتا ہے سامری نے اندر قبیوں کو سے کو سالہ
تیار کیا اور تم نے اوسکی دینے نہ وغیرہ سے امداد اور اعانت کی اور واسطے اواز کرنے اور ظاہر
ہونے انزحیات کے بسبب ڈالنے اوس خاک کے کیچے سم گھوڑی حضرت جبریل علیہ السلام
کے اور خاصیت زندہ کرنے کی اوس میں جانکر اور تھائی تھی دیدہ و دانستہ اوسکو تم نے معبود
بنالیا اور اللہ تعالیٰ کا سما جانا اوس میں اعتقاد کیا پس گویا دعویٰ اس امر کا کیا کہ ہم نے
حیات اپنی معبود میں ڈالی اور ہر خد کہ آواز کرنی اوس کو سالہ کی ایک مرعجب خارق عادت
تھا لیکن جو قوت فعل عجیب خارق عادت کا کسی حکمت اور تدبیر اور کسے کے ہاتھ کی کام سے ظاہر
ہو کر اوسکو امر غیبی جاننا عقل سلیم کے خلاف ہے اور اسواسطے افعال عجیبہ جو دگردہ اور نظر بندوں اور
بازگردوں وغیرہ کے صاحب عقلوں کی نظر میں کسی طرح کی قدر اور منزلت نہیں رکھتی بنی ایسی چیز
ہاتھ کی بنائی ہوئی کو موجود ہونے کیا مناسب اور الوہیت سے کیا ربط کہ فرعون اور زمان کے
مرتبہ سی ہی نہایت کستری یہ بات نہ کہ حضرت موسیٰ کی قوم کے اکیلا کرنا چاہتے تاکہ عذاب اس ظلم

کے سے نجات پاویں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو اے الٰہی بابر کچھ عینے میں رہ کر تو تم توحید
ہو کر طرفِ قالبِ تباشیر کے کہ وہ جنابِ حق تعالیٰ کی ہر جل شانہ تاکہ جانیں تمہاری آلودگی
اس ظلم کی سے پاک کرے اس واسطے کہ یہ ظلم تمہاری جانوں میں گہس گیا اور محکم ہوا اور بسببِ محبت
اوس کو سالہ کے جانیں تمہاری آفتِ ناک ہو گئیں اور بارِ اصل میں ترانے والے قلم وغیرہ کو
کہتے ہیں اور اختیار کرنا اس نام کا اس جگہ لہذا ناموں الٰہی سے اس واسطے ہو کہ انہوں نے خدا کے
قالبِ تباشیر کے مقابلہ میں دوسرا قالبِ تباشیر مقرر کیا تھا اور لفظ الٰہی بابر کم کا زیادہ کرنا اس واسطے
ہے کہ یہ توبہ ریا کے طور سے نہ ہو اس واسطے کہ توبہ طرفِ خدا کے وہی توبہ ہے کہ دل کی تہ میں ہو اور
اگر زبانِ ظاہر میں فقط توبہ کیجا وہ توبہ فقط آدمیوں کی ہے نہ طرفِ خدا کے فاقفول انفس کھ
یعنی پس میں و تم اپنے تئیں اور جانیں اپنی قالبِ پنوں جدا کرو تاکہ کفارہ اوس گناہ تمہاریکا ہو سکے
کہ دھوکے کی جان بیچ قالبِ پنو ہاتھ کے بنائے ہوئے ہیں ڈالی تم نے اور اسکو مبدو اپنا ہیرا یا اور طلا کا
اس میں ختمات کہ مارڈالنا اپنا یہی توبہ وانے واسطے تھی یا یہ تہ توبہ کا تھا جیسا کہ بیچ حق قاتل خدا
کے کہ قصدا کسی کو ناحق مارڈالے شریعت میں توبہ اسکی مقبول نہیں مگر اس طرح پر کہ اپنی جان کو
مقبول کے وارثوں کے ہاتھ میں سوچ ڈا اگر جانیں بخشدین اور اگر جانیں مارڈالیں اور اس قسم کا
اپنے تئیں ہلاک کرنا ہر چند کہ ظاہر عقل کے نزدیک بہت فتنہ اور زبون دکھلائی دیتا ہے لیکن
ذکرِ خیر کہ عذرا بابر کچھ عینے یہ امر عظیم ہیرے واسطے تمہارا نزدیک قالبِ تباشیر والے
تمہاریکے اس واسطے کہ دلالت کرتا ہے اور یہ کمال محبت تمہاری کے ساتھ ہے کہ اوس کے رستے میں
جان اپنی دی تم نے اور یہی دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ قالبِ تباشیر اوس کے کو تسلیم رکھا تم نے اور جان
کے پیدا کرنے کو کہ وہی کرتا ہے تصدیق کیا تم نے اور ساتھ حکم اوس کے کہ اوسکی امانت کو پہرا اسکو
دید باور بسبب اس محبت اور تابعداری کے عذاب ہمیشگی آخرت کے سے خلاص ہو جاؤ گے اور
ضرر اور تکلیف میں کی کتنی ہی سخت ہو آخرت کے عذاب بہت ہلکی ہے بلکہ تمہاری کو کہ جس کی حد
ساتھ غیر تمہاری کے کہ جسکی حد نہ ہو کچھ نہایت نہیں اور موت ضرور آتی ہے پس سختی قتل
کی تحمل کرنے میں کی طرح کا ضرر نہیں ہرگز لگے بیچ ہو گا اور وہ ہی صرف وہم میں اس واسطے جیسا کہ تہ
مقرر ہے وقت اوس موت کا یہی تقدیر میں لکھا ہے حقیقت میں کمی بیشی نہیں اور جب بنی اسرائیل نے

توفیق علی
 جب دین سے
 بن گئی گھٹ بے پونچا
 دان کیو اگر تو دین
 کی شہر سے حسب
 لے لے پنے نافذ ہو
 پانی بلا دین اور
 دلوں کیان میں کردہ
 پنے شہر کو
 دلوں کے اسلمی
 میں آنے پنے
 تو یہاں کیوں ہو
 کو کین گاہیں
 جو کین پنے
 جانور دن کو باجی
 پنے کے نہیں
 جانے ہر نہیں
 کے اور

یہ طریق توبہ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سابقہ قبول کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے عہد و پیمان حکم لیا کہ کچھ نہ کہو جنے والے پسے گھروں سے بلے ہتیار اور بغیر خود اور زرہ کے آئیں اور اوپر دروازوں اپنے کے زانو مار کر بیٹھ جاویں اور بیٹھیں اپنی زانوؤں سے باندھ لیں اور سروں اپنے کے زانو پر رکھ لیں اور زخم تلوار کا اپنے سر پر لپیٹیں زانو بند نکھولیں اور بدن کو نہ ہلا دیں اور ہاتھ اور پاؤں نہ ماریں اور جو کوئی ان شرطوں میں سے عدول کرے گا توبہ اسکی قبول نہیں بعد اسکے جب ویرا دن ہوا صبح کو وقت حضرت ہارون کو فرمایا کہ بارہ ہزار آدمیوں کو بنی اسرائیل میں سے کہ جنھوں نے گوسالہ پرستی کی تھی اور یہی انکار اس فعل قبیح کے حضرت ہارون کے شریک ہے تھے شمشیر برہنہ بنی کروا کر لیجاؤ اور قتل کرنا انکا شروع کرو اور آپ ایک مکان بلند پر کھڑے ہو کر آواز کرتے تھے کہ یا مائیکہ بنی اسرائیل ان اخوانکما انوکھ شاہرین سیو فھو یریلدون ان یقتلوکم فانقوا اللہ و اجدہم ایمنی اسے گروہ بنی اسرائیل کے تحقیق بھائی تمھارے آئے تمھارے اوپر تلواریں کھینچے ہوئے چاہتے ہیں کہ قتل کریں تمکو پس ڈرو غم اندر سے اوصیر کرو اور حضرت حسن بصری سے منقول ہو کہ تین گروہ بنی اسرائیل میں سے دو گروہ کو یہ حکم ہوا تھا کہ آپس میں قاتل اور مقتول ہو دیں جنھوں نے گوسالہ پرستی کی تھی انکو حکم تھا کہ مقتول ہوں اور جنھوں نے پرستش اسکی کی تھی اور یہ انکار کیا تھا انکو حکم ہوا تھا کہ وہ قتل کریں تاکہ توبہ انکا نکلنے کی کہ آئے سرزد ہوا ہے حاصل ہوا اور جنھوں نے گوسالہ پرستی کی تھی اور اس کام کو برا سمجھتے تھے اس توبہ میں شریک نہ ہوئے اس واسطے کہ وہ محتاج توبہ کے نہ تھے اور اور دوائیوں میں آیا ہے کہ جب مارنے والوں نے دیکھا کہ جنکے قتل کرنے کیواسطے حکم ہوا ہے بھائی اور بھتیجے اور بھانجے اور نند کی اور دوست ہمارے یہی قتل کرتے ہیں تردد کیا اور بے اعتداف شفقت طبعی کے ماتھ انکے کام نہ کرتے تھے حتیٰ تعالیٰ نے ایک سیاہ غبار بھیج دیا کہ کوئی کیسکو نہ دیکھتا تھا بیدہشک مارنا شروع کیا اور رحم طبیعت کا مانع قتل سے نہوایا ہاتھ تک کہ صبح سے اخیر دن تک ستر ہزار آدمی مقتول ہوئے اور عورتیں اور بچے بنی اسرائیل کے حضرت موسیٰ کے روبرو فریاد کرنے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سر پر ہنر کر کے دعا کی حکم ہوا کہ توبہ مرے ہوؤں اور زندہ دل کی سبکی قبول ہوئی جو کوئی مارا گیا اسنے مرتبہ شہادت کا پایا اور جو کوئی زندہ رہا وہ بھی گناہوں سے پاک ہوا اس مقام میں جاننا چاہیے کہ لفظ فاقتلوا انفسکم کا ظاہر نہیں اس پر دلالت کرتا ہے کہ انھوں نے

تفسیر طبری
یہاں باب برادر دینا
ہم کو سے ان دونوں
کی اور دونوں کی پانی
پلاؤ نہ وقت کے ساتھ
سے آواز دے گا کہ پانی
میں تیری بھلائی
کا عین ہوں بھگ
ان دونوں میں
کی ایک اور کی شری
ہوئی سوئے کے
پاس آئی اور کہا
آپ کو کیا جان
دیشی ہو پوچھا
پانی پلاؤ نہ
مزدوری دینا
کو بلائے ہیں
موسے نے ان
پانی (شیش)
سے پانی بنا کر

ایسے متین آپ مارا جیسا کہ بعض مفسرین طرف ظاہر اس آیت کے گئے ہیں لیکن روایتیں اس قصہ کی سبب کی سبب مخالف اس ظاہر کے ہیں پس حقیقت کلام کی مراد نہیں یا محمول اور اسناد دجائی کے ہے کہ سنا و قتل کی طرف سبب ممکن کے فرمائی ہے یعنی ہر گاہ کہ تالین کو قدرت اور قتل کرنے کے دیدی گویا آپ ہی اپنے نفسوں کے قائل ہوئے یا انفسم سے باعتبار اسی توجیہ کے آپ ہی ملو ہوں اور مئی مجازی لینے پڑھ وایتین دلالت کرتی ہیں اور اوپر ہر تقدیر کے بنی اسرائیل یہ تو یہ ممکن بجلائے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَتَابَ عَلَیْکُمْ یعنی جب تم نے یہ کام کیا تو ہر تمہاری قبول ہوتی پس قبول کیا اللہ تعالیٰ نے توبہ تمہاری کو اگرچہ گناہ تمہارا سخت تر گناہ آل فرعون سے تھا اس واسطے کہ تم نے بعد ایمان کے یہ کفر کیا تھا اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ یعنی تحقیق وہ الذی بیچ قبول کرنے توبہ کے مبالغہ فرماتا ہے یہاں تک کہ اس عمل ناشائستہ پھر بھی کہ آل فرعون کو اس سے کمتر پر عذاب کیا تھا۔ توبہ قبول فرمائی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو بندہ صدق دل سے توبہ کرتا ہے اور اوپر گناہ کے نادم ہوتا ہے حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اگرچہ ایک دن میں ستر بار اس گناہ کو کرے اور یہ اس واسطے ہے کہ اللہ تعالیٰ الذی حی یعنی بہت مہربان ہے اوپر ہندون اپنے کے کہ بسبب نخل اذیت ایک ساعت کے کرامت ہمیشگی کی عنایت فرماتا ہے اور یہ توبہ بنی اسرائیل کی ایک ہدایت عمدہ تھی کہ اس نے درمیان حق اور مصلیٰ کے فرق کر دیا اور ان کی نیرنگوں نے اس ہدایت کو باوجود یکہ مشقت اس میں تھی کمال رضامندی اور خوشی سے قبول کیا اور جو گروہ بنی اسرائیل کا کہ خطاب کئے گئے ساتھ اس کلام کے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہیں ہرگز زبان سے بھی توبہ نہیں کرتے ہیں اور عبادت سہل اس شریعت کی باوجود کثرت فضائل کے قبول نہیں کرتے ہیں اور یہ بھی کفران نعمت کے اندر داخل ہے اور اس آیت میں خبردار کرنا ہے تمام امت کو کہ توبہ اور ندامت سے دل کو نہ چھپا دیں اس واسطے کہ امت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نے اس توبہ میں باوجود دنیایت مشقت اس کی کے تن ہدیا اور انکار نہ کیا اور تم کے سوا سب ندامت کے اور کچھ طلب نہیں کرتے و تحصیل کرنی بہت بعید ہے حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے باوجود دیکھنے ان آیتوں زبردست کے اور چاہنے ان عذابوں پے درپے کے ہرگز حق شکر کا ادا نہ کیا بلکہ پھر بھی اسی بے ادبیدن

تفسیر خلیلی

عوض حال کی

اس لئے توبہ کرنے

مست بار سفر

ظالموں سے بچ

آئے ان آدموں

توبہ میں سے

ایک نے عرض کیا

اے آباؤ اجداد

کھینچے بیٹے

مفسر اور اہل علم

ترجمہ میں

تفسیر میں

سے کہا میں چاہتا ہوں

کران دونوں

توبہ میں سے

ایک کو توبہ

بہن کی توبہ

چھپا دوں

ترجمہ میں

اور یہ چلنیوں اپنی میں گرفتار رہے اور سب زیادہ بے ادبی یہ تھی کہ ہرگز نہ تہہ نہایت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرماؤں کے کہ بنی اسرائیل کے پاس پہنچا تھا کفایت کی یہاں تک کہ درخواست کی ہم سب ان حکموں کو اپنی کانوں سے سنا تھا ابھی سے سنیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سب کے سب علیہ علیہ یہ بات چاہو یا جو بعض نیک نیت تم میں ہیں اگر بلا واسطہ وہ اپنے کانوں سے سناؤ میں یقین کروں گا وہوں نے کہا کہ جو گروہ بڑا نیک بخون ہمارے میں سے کہ خبر اونی تو اتر کی حد کو پہنچے اور عقل کے نزدیک اتفاق اور کجا چوتہ پر محال ہو اگر ایسے لوگ بلا واسطہ جناب الہی سے سناؤ میں البتہ ہم یقین کریں گے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں ایک جماعت کہ تم میں معتبر اور ثقہ ہوں چنکر ہمراہ میرے کرواؤں ہوں نے اپنے نیکو بخون کو بقدر ستر آدمیوں کے چنکر اس کام کے واسطے اختیار کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو فرمایا کہ تم سب غسل کرو اور تمام گناہوں سے توبہ نصیح کرو اور میں تین روزہ کرو اور تیج اور تہلیل میں مشغول ہو وہ لوگ موافق ارشاد حضرت موسیٰ کے عمل میں آ اور وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو ہمراہ لیکر وہ طور پر روانہ ہوئے اور جناب الہی میں عرض کی کہ بار خدایا یہ گروہ نیک بخون کا تیرے بندوں میں سب سے شوق سننے کلام تیرے کے آئے ہیں ان کے ساتھ کلام فرما حقائق اے حضرت موسیٰ کی التجا قبول فرمائی اور جب حضرت موسیٰ نزدیک پہاڑ کے پہنچے ایک چوٹا ستون نور کا ابوسفید کی شکل میں کہ نیل اور تہند تھا نور ہوا اور آہستہ آہستہ پہلے گیا اور فرخ ہوا اور تمام پہاڑ کو گہر لیا اور اس نور میں حضرت موسیٰ غرق ہوئے اور بنی اسرائیل کے گروہ کو پہاڑ کے نیچے کھڑا کر دیا اور فرمایا یہاں کلام الہی سنو تم وہ کلام الہی اپنے کانوں سے سنو تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوتا تھا اور اور نہی آتا تھا اور انہوں نے فریاد کی کہ یتیم خطاب طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہی ہو چکی ہاں نعمت حصہ لے چکا ایک ایک بجلی نور کی طرف ان کے گونڈی اور یہ کلام اس بجلی نور کی سے ان کے کان میں پہنچا کہ اِنِّی اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا ذَوِیْکَ اَخْرِجْکَ مِنْ اَرْضِ مِصْرَ فَاَعْبُدْنِیْ وَلَا تَعْبُدْ وَاغْدِیْ یٰمُنِیْ تَحْقِیْقٌ مِنْ اِلٰہِ ہوں نہیں کوئی معبود مگر میں صاحب کہ کا کلام میں نے زمین مصر کی زمین عبادت کرو میری اور نہ پوجو کسی سوا میرے بعد اسکے کلام منتقل ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس زمین غرق رہے جب ابرضا ہو گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے اور اس گروہ سے کہا کہ کلام الہی کو سنا اور احکام اس کے سمجھے اور انہوں نے

میں پارسا کردگار
 فوجی ہند احسان
 ہو گا اسی کے ہاتھوں میں
 دینی ہی مستور نہیں
 ہے اشارہ اس لئے
 تمیزات کا پیکار
 پانچ گنا موی نہ
 کیا یہ ستر نور کا
 بیخود خیال ہو کہ ابھی
 میں میں سے نکلا
 یاد میں اس کا
 کہوں میں جس سے
 پھر الٹا نام نہیں اور
 ہمارا خدا دو گار
 ہے وہ جب
 لوسی بانی دت
 چوری کر چکا
 اور اسے
 انا د و
 میں

ساتھ ساتھ یہ کہ دلیل بکری اور کہا کہ ہلو کو کر معلوم ہووے کہ یہ کلام کلام خدا کے تھے مبادا کوئی شیطان یا کوئی جن اس برہمن سے آواز کرتا ہو پس یہ اعتقاد کہ کلام کلام خدا کی ہے محض تیری تقلید اور تیرے کہنے سے کہیں ہم اور اگر تیرے کہنے کا ہلو یقین ہوتا تو یہ ہر یقین کر لیتے علاج اسکا یہ ہر کہ ہلو خدا کی صورت دکھلا اور اس صورت سے ہم آواز سنیں اور یقین کریں کہ یہ آواز اور شیطان یا جن کی نہیں پس یہ بے ادبی حضرت موسیٰ کے حق میں بچھڑی کی عبادت سے بھی زیادہ واقع ہوئی اور سبب اس بے ادبی کے پہلے لوگ تمہارے ستحق عذاب کے ہوئے کہ قتل سے زیادہ ہوا اور باوجود اسکے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دعا سے یہ گناہ معاف کر دیا اس عذاب آئے ہوئے کو بعد پہنچ جانے کے ساتھ کمال کرم اپنے کے اٹھایا اور طرف اسی قصہ کے اشارہ فرماتا ہے اس آیت میں کہ **وَإِذْ جَعَلْنَا يَحْيَىٰ نَذِيرًا** یعنی اور یاد کرو تم اس وقت کو کہ کہا تمہیں اے موسیٰ **يَا يَحْيَىٰ لَكَ الْيَقِينُ** نکرینگے ہم اوپر کہنے تیرے کے کہ جو کچھ ہم سنتے ہیں کلام کلام خدا کی ہر حسی **نَرَىٰ اللَّهُ جَهَنَّمَ** یعنی یہ بات کہ کہہ دیکھیں ہم خدا کو سادہ صورت اور شکل کی جیسا کہ آواز بلند اپنے کا نون سے ہم سنتے ہیں نہ جیسا کہ درویش اور عارف شہود اور مشاہدہ میں پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ہم اس کو خیال کی بناوٹوں سے جانتے ہیں اور اوپر اس کی اعتقاد نہیں رکھتے ہیں اور نہ جیسا کہ آخرت میں دیدار کا وعدہ ہے کہ **بَلَا كَيْفَ يُسِيرُ** ہو گا اس واسطے کہ وہ دیدار بلا کیفیت ہماری عقلوں ناقصہ میں دیدار نہیں دیدار وہی ہے کہ ظاہر میں ساتھ صورت اور شکل کے محدود سبب طرفوں میں ہو یا جادے جیسا کہ آواز بلند کا نون سے سنی جاتی ہے پس حق تعالیٰ نے اوپر اس بے ادبی بزرگوں تمہارے کے عقصہ فرمایا بسبب دو وجہ کے اول یہ کہ کہا اوہ نون نے کہ حضرت موسیٰ نے کہنے پر ہم یقین نکرینگے حالانکہ ایسے رسول کو کہ تصدیق اس کی بسبب معجزوں کے ہو گئی ہو یقین نہ کرنا بنیاد کفر کی ہے خصوصاً بیچ مقام حضور اور سننے کلام کے دور سے یہ کہ حسی **نَرَىٰ اللَّهُ جَهَنَّمَ** کہا اگر سطح کہتے کہ ہم از رو خدا تعالیٰ کی رویت کہے ہیں ہلو دیدار بناوٹوں میں محض غصب کا نہ ہوتا اس واسطے کہ رویت اللہ تعالیٰ کی دنیا میں بھی محال نہیں اور اس کی طلب کرنے پر غصہ اور عتاب نہیں جواب کا اس بقدر تھا کہ تم اس وقت قابل اس نعمت کی نہیں ہو آخرت میں کہ آؤ دیکھو اور بخاستیوں سے پاک ہو گئی دیکھو گے کہ رویت آخرت کی نصیب عام مسلمانوں کی ہے اور رویت دنیوی مخصوص ساتھ

قفسہ
 یکایک
 پیا پیا
 آن نظر آنی
 گوں گوں
 ہوش بھال
 نظر آنی
 ویر تھیں
 کون کون
 اچھا لڑکھو
 سنے کو بھالو
 رقص آیا
 وہاں آنی
 کھانچا کھانچا
 رطل مہنگی
 گھر سے بچو
 قوس کشت
 بیکر کدنی
 جانب درخت
 آواز کی

خاصون درگاہ کے بلکہ سائنہ انحصار خواص کے مثل جناب پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام صلوٰۃ والسلام
 سلام لیکن ان لوگوں نے دیدار اللہ کا دنیا کے اندر صورت اور شکل کے سیرا یہ بین چاہا اور اسی جہت سے
 غصہ خدا کا آپر ہوا فَاحْذَرُوا النَّارَ النَّارُ مِثْلُ بِرِّهِ اُنکو صاعقہ نے اور وہ ایک آگ ہے کہ آسمان کی
 طرف آویزا اور اکثر زمین ہوتی ہے اور اگرچہ یہ صاعقہ جو آگے اوپر گری تھی یہ بجلی تھی کہ ابر کے اندر سے
 گر پڑتی ہے اسوہطی کہ یہ آگ ہوتی ہے اور وہ بجلی نور کی تھی کہ اُس ابر سفید میں چمکتی تھی بسبب غصہ کے
 آگے اوپر گری اور سامون کے راستوں سے اُنکے بدنوں میں گھس گئی اور انکو ہلاک کیا لیکن چونکہ
 مشابہت اور مناسبت تمام ہلاک کرنے وغیرہ میں صاعقہ حقیقی کے ساتھ اسکو تھی اس جہت سے
 اسکا صاعقہ نام رکھا اور بعض مفسرین صاعقہ کو صمد صمت کا قرار دیا ہے جیسا کہ کاؤتہ اور عافیتہ
 اور معنی اسکے بیہوشی اور غشی کے آئے ہیں لیکن صحیح روایتوں میں ثابت ہے کہ وہی بجلی کو نذر والی نور
 کی اوپر لگنے گر پڑی اور بحین اور بے حرکت کیا پس اگر بمعنی بیہوشی اور غشی کے بھی لیا جاوے جب
 بسبب اسی بجلی نور کے تھا کہ ساتھ صاعقہ آسمانی کے مشابہت رکھتی تھی بلکہ صاعقہ آسمانی سے
 قوی اور سخت زیادہ تھی اسوہطی کہ صاعقہ جو مشہور ہے۔ ایک فخر میں اسقدر آدمیوں کو نہایت اتنی
 ہو اکثر دو تین آدمیوں کو قتل کرتی ہے اور بھی بھاگنا اُس صاعقہ سے چھٹ اور سایہ اور کمانا کے
 نیچے ممکن ہے اور اس بجلی کو نذر والی کو کہ حرکت او کی اختیاری تھی یہ طبعی متے بھاگنا نہ گیا کہ اسکو
 تم کو پڑ لیا وَانْتُمْ تَنْظُرُونَ یعنی اور تم دیکھتے تھے آنا اُس صاعقہ کا اور ہلاک ہونا بعضوں کا
 بسبب اُسکے اور ہرگز تم اُس سے بھاگ سکتے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا واقعہ دیکھا
 جناب الہی میں تضرع اور زاری شروع کی اور عرض کی کہ بار خدا یا میں کس منہ سے بنی اسرائیل کے سنے
 جاؤ گا کہ بڑے بڑے سردار اور بخت لوگ جو انکو واسطے گواہی دینے کے لایا تھا وہ سب ہلاک ہو گئے
 بعد اسکے بنی اسرائیل جھک جھوٹا جانیگا اور کہیں گے کہ ہر گاہ اس افترا سے دعویٰ ہم کلام ہونیکا
 خدا کی ساتھ میں کیا تھا گواہوں کے گروہ کو کسی مکر اور بہانہ سے ہلاک کر کے اُٹھا۔ تاکہ بسبب ظاہر
 ہونے جھوٹ کے زردرو ہوں پس باوجود ان گستاخوں کے کہ ان سے سرزد ہوئیں ان کے اوپر بخشش
 کر اور از سر نو ان کو زندہ کر پس ہم حضرت موسیٰ کی دعا قبول کی ثُمَّ بَعَثْنَا لَکُمْ بَعْرَ زَنْدَہ
 کیا ہم نے تمکو مین بعد مکتوہ لکھ دینے پیچھے مرنے تمہارے کے کہ حقیقی تھا اور غشی اور سکوت

تفسیر عزیزی

وہ بارگاہ

اور وہ اللہ کی ذات

پاک و جود و علم

کا درجہ ای عظمیٰ

میں ہونے کی وجہ سے

جو کہ (نہ سہ)

تمام عالم کا پائے والا

(فصل - دوم)

لیکن میں تیرا وہ

ہوں تو اپنی جونی

آئندہ مال تو اس وقت

نوی کے بلکہ میدان

میں ہے جسے تم کو

پسند کیا وہ جب چاہو

حکم ہو سکتا رہا اللہ

میں ہی ہوں یہاں

سوائے کوئی اور جسے

کے لائق نہیں ہے

جی کو بوس

کی جن سے تھا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ یعنی تاکہ شاید تم آئندہ کو شکر نعمت اس پر کرتے رہو اور زندہ
 کرنے موت سے پیچھے کا بچا لاؤ اور یہ نجات دینی زیادہ تر ہی اس نجات دینے سے کہ بیشتر فرعون
 کے لوگوں کا اور عذاب گو سالہ پرستی کے سے وقوع میں آئی اور مفسرین نے اختلاف کیا ہے اس میں
 کہ یہ واقعہ گو سالہ پرستی سے پہلے ہوا تھا یا بعد اسکے ایک گروہ اس طرف گیا ہو کہ گو سالہ پرستی سے پہلے
 تھا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ سورہ نسا میں آیا ہے یَسْئَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تَنزِلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا
 السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَلْبَدًا مِنْ ذَٰلِكَ فَقَالَ أَلَا رَأَىٰ اللَّهُ جَعَلَ خَافِذًا تَمُّ الْعَصَا بَطْلَمَ لَهُمْ فَهُوَ اتَّخَذَ
 الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَعْنِی اور سوال کرتے ہیں تجھ سے اہل کتاب اس بات کا کہ آئی ہو
 اوپر ان کے کتاب آسمان کی جس میں تحقیق طلب کرتے تھے موسیٰ سے اس سے بھی بڑی بات پس کہا تھا انہوں
 نے فَعَلَا دِیٰ تَمُّ كُوَالِدِ تَعَالٰی كُوَالِدِ ہر پس بچو لیا اور کچھ بچے نے بچے بچے کے بچے بچے لیا انھوں نے بچے کو بعد
 آنے دلیلوں روئے کے پاس لگے اور اکثر مفسرین اور اہل فہم نے کہا ہے کہ یہ قصہ بعد گو سالہ پرستی کے تھا
 بلکہ حضرت موسیٰ اس جماعت کو واسطے عذر گو سالہ پرستی کے کو طور پر لگائے تھے اور وہ لوگ عذر
 بدتر گناہوں میں لگے اور دلیل انہی ذکر اس قصہ کا ہے کہ اس سورہ میں سورہ اعراف اور سورہ تین
 میں موجود ہے اس واسطے کہ اکثر ترتیب ذکر میں ترتیب مانی باعتبار وقوع کے بھی ملحوظ ہوئی ہے اور سورہ
 نسا میں کہ کلمہ تم کا واسطے ترتیب زمانی کے موضوع ہے و اولیٰ فائدہ دینے ترتیب زمانی اور ترقی کو ادنیٰ
 سے طرف اعلیٰ کے سمجھا ہے جیسا کہ قول شاعرین شاعران من سادۃ سادۃ ادوہ نہ تم قد سادۃ
 قبل ذلک جدہ مستعمل ہوا اور کلام الہی میں بھی کثیر الوقوع ہے اور اس مقام میں جاننا چاہیے
 کہ منکرین رویت اللہ تعالیٰ کی آخرت میں ہو یا دنیا میں اس آیت سے متک پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
 اگر دیدار اللہ تعالیٰ کا ممکن ہو تا سوال کرنا اس کا سبب غضب کا ہوتا لیکن تفسیر میں معلوم ہو چکا
 کہ سبب عقوبت کا دوسرے جہتیں اول کلمہ لن نوٹن لات کا کہ صریح کفر ہے دوسری قید جہت کی رویت میں
 کہ محض کشتی اور بیا دینی ہے اور فقط سوال رویت کا محض غضب کا نہیں تاکہ متک ان کا درت ہو تاکہ
 جب حضرت موسیٰ نے دوسری بار اپنے واسطے رویت طلب فرمائی اور عرض کی کہ رہا دفن انظر الیہا
 جواب لکے میں سوای بیطاعتی کے کہ دنیاوی ہو تم اس کا کر لیا اور کچھ ارشاد نہوا اور فرمایا لن توئی
 ولكن انظر الی الجبل فان استقر مكانه هنوت تو انی القصہ بنی اسرائیل نے باوجود دیکھنے اس نعمت کے

تفسیر

در سبب یا در کتاب

سورہ نسا

جس میں اس کو

چھپا کر دیا ہے

برآوردی تو اس کے

عمل کا بدلہ دینے

کے لئے ہے

ایسا نہ کہ جو بیعت

سوچیں نہ تھا اور

اپنی خواہش کے

پیچھے چلے گئے وہ

جو کچھ فراموش کی

تھوڑے زمانہ میں

سورہ میں نہیں

نہا ہو چکا اور

موسیٰ نے دوسری بار

میں چلی موسیٰ نے

عرض کی یہی بات تھی

من

بہارِ نبویؐ

۱۰۰

کامیابی کی خبر

اسلامی مین

وہاں سے اس کا والد

بسم الله الرحمن الرحيم

الوٹا کہ بیچے

یہ فیض

طرف

یرو و

عَلَيْهِمُ

اور

برایان حسین

بے دود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہی لشکر گزانی کی جیسا کہ او فتنوں کا بھی لشکر کیا اور خدایت الہی اور انکی حال پر بسبب حضرت موسیٰ اور
 ہارون علیہما السلام کی جاری رہی اور موقوف ہونے اور اعانت اور نجات دینی اور ان کے بعد انکی
 بھی کہ اسقدر ناشکریان علی بن لائی ہوئی رہی خصوصاً جو وقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 ان سبب موسیٰ فارغ ہوئی بنی اسرائیل کے لشکر میں پہنچے اور انکو حکم الہی پہنچا یا کہ تمکو حق تعالیٰ
 نے فرمایا ہے کہ زمین شام کی کہ دفن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اولاد انکی کا ہے اور بیت المقدس
 بھی اوس جگہ پر ہاتھ عاتقہ کے سے کہ ایک قوم جباروں کی تھی خلاص کرو اور انکی ساتھ چلا
 رو اور اوی زمین میں مل اپنا مقدر کرو اور مصر کو چھوڑ دو اور کھیداس حکم میں یہ تھا کہ بنی اسرائیل
 بناتک مصر میں تھی عیش و فرعون اور اسکی لوگوں کا کہ طرح طرح کے باغوں اور کھیتوں اور خانوں
 ہارون اور عورتوں اور راگ رنگ میں مصروف تھے دیکھتے تھے اور جب فرعون اور اسکی
 ق ہلاک ہوئے اور انکو ہاروس ملک میں حاصل کی اختیار حاصل ہو امان اسبات کا تھا کہ
 اوس زمین عیش و خیر میں عیش و آرام میں آجا وینگے اور جہاد اور اللہ کے دشمنوں کے ساتھ لڑے
 اور ریاضتوں سے اور عبادتوں سے دل چڑا وینگے اور تکامل اور سستی اختیار کرینگے اور یہ ہی
 حاصل اور عام بظاہر ہو دے کہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون پر غالب ہوئیے
 اور تھا کہ اسکی ملک پر سلطہ ہوں اور مرتبہ اور عزت دنیا کی حاصل کریں جیسا کہ فرعون کو انکی
 بھی خیال امکیہ ہوا تھا اور بار بار کہتا تھا کہ ان ہذا ان کساجرا کین یزید ان ان یخیر جاکھ
 مرضیکم یخیر ہا کینے تحقیق یہ دونوں البتہ جادو گر ہیں ارادہ کہتے ہیں اسبات کا کہ انحال میں
 و تمکو زمین تہاری سے بسبب جادو اپنے کی اور اس طرح بھی کہتا تھا کہ ان ہذا کساجرا
 یزید ان یخیر جاکھ ان یخیر جاکھ اس بات کا مطلب بھی یہی ہے پس حق تعالیٰ نے چاہا کہ انکو
 سے ملک و مال فرعون کے سے لطف ہوا اور بے رغبتی اور انکی دنیا اور تلع دینا کے سے ظاہر ہو
 کی خلیفوں اور انکی کو بھی یہی بات منظور ہوا اور انکو لوگ مثل اور دنیا داروں کے حیلہ بانچا
 و در عام بنی اسرائیل کو کہ دنیا کی محبت میں پہنچے ہوئے تھے اور کھانا زمین مصر کے سے کہ لقمہ
 و انکی ہاتھ میں آگیا تھا بہت شاق و درگران کھلائی دیا اول اوس حکم کو دفع کیا اور ثانیاً
 ہا جبر اور ناخوشی سے ہمراہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام روانہ ہوا رستہ میں اور ان

جو سختی اور مشکل و پریشانی تھی حضرت موسیٰ کو بسبب شکایت اور زبان درازی کے تنگ گئے تھے اور
 اوہیں شکایتوں میں سے ایک یہ بھی کہ جو وقت ایسی شکل میں کہ بے سایہ اور بے گھاس کے تھا جاڑے
 گرمی آفتاب کی سختی شروع کی اور غلہ اور کھلے کی چیزیں مرنے لگیں بہت سے بیتیاج
 حتیٰ تعالیٰ نے انکو موسیٰ کی دعا سے ان دونوں آفتوں سے نجات دی اور عجیب عجیب قیامتیں ظاہر
 کیں چنانچہ اشارہ ان نعمتوں کی طرف فرماتا ہے کہ ایت میں قُلْنَا عَلَيْنَا لَعْنَةُ اللَّهِ الْمُلُوكِ
 اور تمہارے ابرہید کہ باریک اور ٹھنڈا تھا واسطے دُور کرنے گرمی آفتاب کے بسبب عاصرت
 موسیٰ علیہ السلام کے جو وقت کہ شکایت گرمی کی اون سے کی تھی اور یہ نعمت پہلی نعمتوں سے
 عمدہ تھی اس واسطے کہ ہوت بسبب بدل حکمی کے کہ تم سے بابت جہاد کرنے کے عاملہ سے سرزد ہو
 مستحق عتاب الہی کے ہونے تم پہن محل محل انتقام اور عقوبت کا تھا اوس محل میں یہ نعمت عطا کی
 کمال شکر گزاری کو چاہتی ہے اور حضرت ابن عباس سے ایسا منقول ہے کہ یہ غام اور ابرہہ لسان تھا جو یو
 میں مشہور ہے بلکہ اوس برس زیادہ پاکیزہ اور ٹھنڈا تھا اور یہ غام وہی ہے کہ جنگ بدر کے دن فر
 اوس میں ادتری تھی اور مجاہد سے یہ منقول ہے کہ هُوَ الْقَوْمُ الَّذِي يَأْتِي اللَّهُ فِيهِ نَوْهَا لِقَاءَهُ
 وَلَكِنَّ يَأْتِيهِ يَوْمَ يَوْمَ غَمَامٍ غَمَامٍ تَحَابُّ مِّنْ أَوَسْ كَاللَّهِ تَعَالَى دَن قِيَامَتِ كَسْ اَوْرَمِي
 تھا وہ ابرہہس ان روایتوں سے مراد یہ ہے کہ ابرہہ کی پیدائش و طرح سے ہر ایک طبعی متعارف
 ہے کہ بسبب جمع ہونے بخارا اور غبار اور دھان اور بچہ ہونے کے ظاہر ہوتا ہے دوسرے غیر طبعی جلا
 عادت کہ عالم مثال کی طرف سے اس جہان میں ظاہر ہو گیا تھا اور وہ غام کہ سائبان
 بنی اسرائیل کا تیرہ کے میدان میں تھا دوسری قسم میں سے تھا نہ پہلی قسم سے اور یہ مراد نہیں
 کہ وہ غام بعینہ غام روز قیامت یا غام روز بدر کا تھا اسکو خوب طرح سمجھنا چاہیئے اور مفسرین اور
 اہل قصص نے لکھا ہے کہ ہمراہ سائبان ابرہہ کی اور نعمتیں بھی اوس سفر اور سرگردانی میں دی گئیں
 تھیں اور انہیں نعمتوں سے ایک یہ بھی تھی کہ رات کے وقت ایک ستون نور کا انکی لشکر میں کھڑا ہوا
 تھا کہ اوسکی روشنی میں کام کرتے تھے اور چلتے پھرتے تھے اور یہ بھی تھی کہ کپڑے اونکو پرنے اور میلے
 ہین ہوتے تھے اور یہ بھی تھی کہ ان ابرہہ کی ہین بڑھتے تھے کہ حاجت کرنے اور موٹنے کی
 بڑی اور یہ بھی تھی کہ جو کچھ اوس سفر میں پیدا ہوتا تھا کپڑا بھی اوسکے بدن پر پیدا ہوتا تھا

جلیبی
 یہ دو محل ہے
 یہ منقول ہے
 یہ کتب ہے
 دیکھا جاؤں گا
 تو باریک و درویش
 کو اپنے دونوں بازو
 ملائے پیر و زنیان
 تیس پروردگار کے
 نوشا نہیں کی ہیں
 زحل انور و حور
 کے سوار و کج
 پس جادہ شب
 ہی نافان ہوئے
 بیت موسیٰ نے حق
 میں نے ان کے
 ایک آدمی کو
 بار بار لایا
 عجیب و غریب
 وہ بھی جسے بار بار
 (قصص رسم)

تفسیر تیسری

برس سے بڑے ہین میں سیاہی وہ کپڑا بدن پر بڑھتا جاتا تھا گو یا مادہ ناخن اور بال اس
 کپڑے ہی کی طرف لگیا تھا اور ناخن اور بال کا بڑھنا موقوف ہو گیا تھا اَنَّا لَنَّا عَلَیْکُمْ مِّنْ عِصْمَ الْمَنِّ یعنی
 اور اُنہی کے اوپر تمہارے آسمان سے مَن کو واسطے نجات بخٹاری کے عذاب بھوک اور پیاس کے
 سے کہ صبح صادق کی وقت سے آفتاب کے طلوع تک برف کے مانند برستی تھی اور شکر
 کے آدمی چادرون اور کپڑوں پر لپٹے اور جمع کرتے کہتے ہین کو واسطے ہر ایک آدمی کے بقدر
 ایک صلح کے کہ قریب چار سیر اس ملک کے ہوتا ہے جمع ہوتے اور تمام دن مانند قندار و شکر کے
 اسکو کھاتے اور چھ روز تک برابر برستی بلکہ جمعہ کے دن اُس قدر برستی کہ ہر ایک آدمی کو دو
 دن کے واسطے کفایت کرے اور ہفتہ کے دن بالکل نہ برستی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 لشکر والوں کو حکم کر دیا تھا کہ جمعہ کے دن دو چہرے برے گی چاہیے کہ ہفتہ کے دن کے واسطے
 بھی ذخیرہ کر لو کہ اُس دن نہیں برسے گی اور ایک دن سے زیادہ ذخیرہ نہ کرنا جو حقیقت مَن کی
 بیچ اصطلاح محققین کے یہ ہے کہ بخارا اور دھوان پہلین جہاں زمین سے آسمان کی طرف جاتے
 ہیں ابراہیم علی اور رعدا اور تارے ٹوٹنے والے اور دمار تارے وغیرہ پیدا ہوتے ہیں جیسا
 کہ تفصیل اسکی اپنے موضع میں مشروح ہے اور سورہ فاتحہ کی تفسیر میں بھی رب العالمین کے بیان میں کچھ
 ذکر اوسکا لگیا اور جو قوت بخارا اور دھوان پہلین ملجاتے ہیں اور زمین سے آسمان کی طرف جاتے
 ہیں پس اگر دھوان لطیف اور صاف ہو اور رطوبت غالب ہو جاوے اور حرارت ساتھ اعتدال
 کے آئین تاثیر کرے شیرینی آئین پیدا ہو جاتی ہے اور برف کی مانند اٹل کر زمین پر گر جاتی ہے اور
 اسکو برف کہتے ہیں اور اگر خشکی غالب ہو اور حرارت اعتدال کے ساتھ تاثیر کرے اُس کو
 خشک برف کہتے ہیں اور اگر رطوبت اور ہوس دو دونوں ساتھ اعتدال کے ہوں اور تاثیر
 حرارت کی بھی اعتدال کی ساتھ ہو اسکو شیر خشک اور شیر خشک کہتے ہیں اور اگر بخارا اور دھوان دونوں
 لطیف الجوہر ہوں اور اعتدال کے ساتھ حرارت آئین تاثیر کرے اسکو مَن کہتے ہیں اور اگر حرارت کم
 ہو یا بالکل نہ ہو اسکو بنیم کہتے ہیں کہ کچھ مزا اوس میں نہیں ہوتا ہے اور بالفعل طبیبوں کی اصطلاح
 میں مَن کا لفظ عام ہے جو شبنم کہ درخت یا پتھر پر گرے اور مزہ اور مزاج اُس میں پایا
 جاوے سب کا نام مَن ہے جیسا کہ ترجمہ میں اور شیر خشک اور گز انگبین اور بیڈ انگبین

میرا دم گھٹ جاتا ہے اور کسی زبان نہیں چینی (شہادہ) (روسی) تارے پروردگار کا میرا دل کھول دے اور میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گنگھول دے کہ لوگ میری بات بوجھیں (ظہر) (۲۰) بیٹھے لوگوں میں سے کیونکہ میرا دوزیر بنا (ظہر) (۲۰) بیٹھے بھائی (۲۰) بیٹھے زبان میری زیادہ

اور مانند اسکے اور خاصیت من کی جکی حقیقت مذکور ہوئی یہ ہے کہ گرم ہو درجہ اول میں اور رطوبت اور
 بیوست میں معتدل ہے سینہ کو مفید ہے اور جگر پیرے کی رطوبت کو دور کرتی ہے اور خشونت اسکی کو
 نرم کرے اور جو کھانسی کی رطوبت کے سبب ہو اسکو دور کرے اور معدہ کے استرخا کو نفع کرے اور
 طبیعت کو مضبوط رکھے اور زرد پانی کو فائدہ دیوے اگر اس کے واسطے اسکو بیون اور شکم کے اوپر ضاد
 کریں اور اسی واسطے سفر کریں والون کو کہ بانی مختلف پیئے ہیں بہت نفع کرتی ہے اور جو برابر ایک
 دانگ کے ناک میں چڑھا دیں مغز کو پاک کرے اور غلیظ ہواؤں کو اس سے باہر کرے اور اس واسطے
 وسوسے والون اور بالیخ لیا والون اور وہم والون کو مفید پڑتی ہے اور اسی تختہ کے واسطے
 آثارنا اس قسم کا بنی اسرائیل پر منظور ہوا کہ ان کے دماغوں کو صاف کرے تاکہ شبہ و اہی وہیم
 آنکھ دماغ میں جائے پکڑیں اور عرف میں ہر چیز کو کہ بغیر رنج اور شقت کے کھانے کے واسطے آسوی
 اور حاجت ملنے جو تھے اور پانی دینے اور پکانے اور گوندھنے کی اوسمیں نہو من کہتے ہیں اس واسطے
 کہ ہو ممان اللہ تعالیٰ بہ علی عبادہ یعنی وہ چیز ہے کہ احسان کیا ہو اللہ تعالیٰ نے ساتھ
 اوپر بندوں اپنے کے اور باعتبار اسی معنی کے ہے کہ جو صحیحین اور دوسری معتبر کتابوں میں روایت
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الکماۃ من امن وماء ما شفاء للعین یعنی سماروغ
 کہ اسکو نبات الرعد کہتے ہیں اور ہندی میں نام اسکا کھننی ہو جس من کی سی ہو یعنی ہتیا کر دے
 اللہ تعالیٰ نے واسطے تمھارے بغیر اسکے کہ تم نے بویا ہو یا پرورش اوکی کی ہو اور پانی اسکا شفا ہے
 واسطے آنکھ کے اور من باعتبار اس معنی کے بہت چیزوں کو شامل ہے جیسا کہ جگر پیرے کی سکے وغیر
 خود روشناس لوگ وغیرہ کے اور من جو حدیث میں ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ کماۃ اور مانند اس کے
 بنی اسرائیل کے من کی جس سے تمھارا واسطے کہ حج روایتوں میں ثابت ہوا کہ من بنی اسرائیل کا وہی
 حقیقی من تھا جیسا کہ توریت وغیرہ کے ترجموں میں شکل اور چہرہ اسکا کھول کر بیان کیا ہے اور
 جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے پاس شکایت لائے کہ ہر روز اس مٹھائی کو کھاتے کھاتے ذائقہ
 ہمارا بگڑ گیا ہم چاہتے ہیں کہ ذائقہ بدلنے کے واسطے کوئی چیز نکلیں بھی جناب الہی و طلب کی
 چاہیے بلکہ بعضے شوح طبیعت والون نے انہیں سے کہا کہ واللہ قد خلنا حلاوتہ یعنی قس
 کی تحقیق مارڈالا ہم کو مٹھائی اسکی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر جناب الہی و عارف

تخصیص

فصل کا تفصیل

دو آئین کو برابر

پانچ بار روزانہ

سرور اور کو برابر

بہتر خیال کیا کہ ہم

دو دنوں میں چھائی

چل کر تیرے پاس

ذات کا بیان کیا

سین اور جگر کو

سیا کرین تو ہر

خوب چاہی ہے

فراہم اسی موٹی

دعا قبول کی میں

بزرگ کو تیرے

زور دینا اور

سو غلبہ دینا

جہم و بھڑ اور

والقبہ ہوتا ہے اور تندرستوں اور کم قوتوں کو غذا خوب بخشتا ہے اور گوشت اسکا سنگ کردہ اور شانہ کو
 نکالتا ہے اور درار یوں کرتا ہے اور زبان شیرازی میں اس جانور کو آروہی کہتے ہیں اور عجیب ترین
 کہ بنی اسرائیل سے اس نعمت عمدہ کے اوپر شکر بہت بھاری طلب نہیں کیا تھا اور تکلیف
 مشکل اسکی اور بزدلی تھی جیسا کہ بیچ نعمت نجات دینے کے گناہ گو سالہ پرستی کے سے
 قتل نفس کا طلب کیا تھا ہم نے یا بیچ گناہ سوال نے ادبانہ کے کہ انا اللہ جہرہ کہا تھا
 ساتھ لڑنے بجلی کے تنبیہ کی تھی بلکہ کہا ہم نے انکو کہ شکر اس نعمت کا ہی ہو گا **فَاِنْ كُنْتُمْ لَا تَفْقَهُوا**
 یعنی کھاؤ یا کیونکہ ان چیزوں سے کہ روزی ہی ہم نے تمکو اور کھانے ہی کے اوپر کفایت کرواد
 ذخیرہ کرو اور اسکو کسی اور جے سے بدلو بھی نہیں اس واسطے کہ یہ بات مخالف شکر کے ہے لیکن
 بنی اسرائیل باوجود اسکے کہ یہ شکر بہت آسان تھا بجا نہ لائے اور ذخیرہ کیا یہاں تک کہ گوشت گندہ ہوا
 اور لشکروالوں کے وماغ بدبو اس گوشت گندہ کی سے پریشان ہوئے اور بدلا بھی کیا
 اور کہا کہ ہم سے اوپر ایک خوراک آسانی کے صبر نہیں ہو سکتا ہے ہمارے واسطے خوراکین میں
 کی جنس مسورا درکار یوں اور گیہوں اور گڑھی اور پیاز اور لہسن اور مانند اسکے سے چاہیے
 اور بسبب اس ناشکری کے سرکشی اور نافرمانی میں پڑے اور اپنے تئیں رنج اور سختی میں ڈالا
وَمَا ظَلَمُوْنَا اِیْنِیْ اور ظلم کیا اوپر ہمارے بسبب اس ناشکری کے اگرچہ فیض ہمارے کا دروازہ
 انھوں نے بند کیا اور شان رزاقی کو کہنے وسیلہ اسباب کا ظاہر چوٹی تھی پوشیدہ کیا لیکن
 پوشیدہ ہونے ایک شان کے سے نہ نہایت شانوں ہماری میں بے عظمت اور جلال کا کم نہیں
 ہو جاتا ہے **وَلٰكِنْ كَانُوا لَا يَتَنَبَّهُوْنَ بِیْظِلِّیْنَ** اور لیکن تھے وہ کہ اپنی جانوں ظلم کرتے تھے اور اپنے تئیں
 قابلیت اس فیض سے کسی سے محروم رکھتے تھے جیسا کہ اس زمانہ میں نعمت بہت آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی قدر نہیں جانتے ہیں اور ناشکری کرتے ہیں اور جو کام کہ نہایت ہل اور آسان ہیں
 بیچ مقام سکرانٹس بخشش بڑی کے بجا نہیں لانے ہیں اور قبول کرنے اس فیض عام کے سے اپنے
 تئیں محروم رکھتے ہیں باقی ہے اس جگہ دو سوال جواب طلب اول یہ کہ شروع ہر قصہ کا پہلا
 قصہ میں سے ساتھ لفظ آؤ کے تھا اس قصہ میں کہ ابتدا اسکی **وَمَا ظَلَمْنَا عَلَیْكُمْ اَلْغَلَامَ** ہے
 کس واسطے ساتھ کلمہ آؤ کے شروع نہ فرمایا جواب اسکا یہ ہو کہ لفظ **وَمَا ظَلَمْنَا** کا معطوف اوپر

خلیفہ
 قریب
 چوتھی اور چوتھی
 سحر کر کہہ دینا
 اپنے شخص سے تبادون
 جو اس کا چھٹی صبح
 اپنے (یعنی)
 جسے چھوڑ دینا
 ان کے پس
 چھوڑا جس میں
 اس کی آنکھ میں
 چھڑائی ہون
 اور غم و درد اور
 دینے ایک دفعہ کا
 خون بہانے تجو
 اسکی آفت سے
 جس سے کیا اور
 جگہ پر اس کا جانی
 جس سے کیا اور
 جس میں دالون
 میں نہ چھوڑا

تفسیر خازن

بُعثْنَا کلمہ کے ہے کہ وہ مدخول قہم کا واقع ہوا اور تہمتہ نعمت نجات دینے کا ساعتہ سے ہی یعنی باوجود کمال نے ادنیٰ کے سوال ویت میں کہ تم سے سرزد ہوئی تھی جتنے عذاب کے تم سے موقوف کیا اور پھر از سر نو زندہ کیا اور سائبان ابر کا واسطے تمھارے مقرر کیا اور کھانا آسمان سے اتارا تاکہ بالکل آثار غضب کے نجات پاؤ مثال اسکی یہ ہو کہ ایک شخص کو جیل خانہ سے نکالیں اور پھر اسکو جام میں بھیجیں اور ایک حویلی واسطے رہنے اُسکے کے مقرر کریں اور خلعت اُسکو پہنا دیں اور ایک خوان بھرا ہوا کھانیکا بطریق الوش کے اُسکے واسطے مقرر کریں کہ یہ سب ایک نعمت ہے تہمتہ نعمت بند بخاند سے نکالنے کا ہی واسطے کلمہ آکا اس مقام میں نہیں لائے اور اگر سایہ کرنا ابر کا نعمت علیحدہ متقل ہوئی البتہ اُسکو ساتھ کلمہ آ کے شروع فرماتے اور بھی سایہ ابر کا اور اتارنا من اور سلوی کا ہر چند کہ نعمتیں عمدہ ہیں لیکن نعمتیں اسوقت میں انکولیں کہ ویرانہ جنگل میں کہ وادہ پانی اس جگہ نہ تھا اسوقت انکی ہوئی اور اسکی طرف سے یہ تکلیف انپڑائی تھی پس ہالا استقلال نعمتیں انکو شمار کرنا بنی اسرائیل کو ممکن تھا کہ اس طرح کہہ دیتے کہ یہ نعمتیں اس وقت ہو کر رہیں کہ بسبب فرمائے تیرے کے جنگل بیابان میں سرگردان ہوئے اور بے گھر اور بھوکے پیاسے اس میں آہڑے اگر یہ تکلیف ہم پر نہ ہوئی کس واسطے محتاج ان چیزوں کے ہوتے باغ اور چین فرعون کے ہمارے سایہ کرنے کیواسطے کیا کم تھے اور کھیتیاں اور میوے مصر کے لذت میں کیا ناقص تھے بخلاف طلب پانی کے کہ آئندہ نہ کو نعمت مستقلہ بیان فرمایا ہواسطے کہ موافق ترجموں توریت کے وہ واقعہ تکلیف سفر شام کے سے پیشتر تھا دوسرے سوال یہ ہو کہ اس سورہ اور سورہ اعراف اور سورہ توبہ اور سورہ روم میں اس عبارت کو اسطرح لائے ہیں کہ یہی پہلے لفظ انفسہم کے سے لفظ کا نوا کا زیادہ کیا ہے اور سورہ آل عمران میں ولکن انفسہم یظلمون ارشاد ہوا بغیر لفظ کا نوا کے بدلنا اس طریق کا کس کلمہ کیواسطے ہو جواب یہ کہ یہ ہو کہ ان سورتوں میں ان آدمیوں کے حال سے خبر دیتے ہیں کہ پہلے نہ ہو چکے اور سورہ آل عمران میں خبر کسی کے حال سے نہیں بلکہ ضرب المثل ہی کسی وقت میں ہو گا حال ہی میں ہو خواہ مستقبل میں ہو اس واسطے لفظ کا نوا کا جو اس شے پر دلالت کرتا ہو کہ پہلے ہو چکی ہو اس جگہ حذف فرمایا اہتمام میں جانا چاہیے کہ جہاں سے ذکر نعمتوں کا کہ بنی اسرائیل کو عنایت ہو میں تعین اس نعمت تک کہ سایہ کرنا ابر کا اور اتارنا من اور سلوی کا ہی آیا ہو وہ نعمتیں ہیں شکر بھی انکے بڑے بڑے مقرر فرمائے تھے

انداز پر آیا اور
یعنی جنگل کو خاص
ایسے پہلے پختہ
تم دونوں میری
آیا میں کسی کڑا
(ظاہر ہے) پھر جتنے
سوئی اند اس
بجائی ماروں کو
ایسی نشانوں کو
علانیہ کے ساتھ
فرعون اور اس
وہابیوں (پورہ)
ہاں اور قارون
(یوں صاف کہیں
بجھا کہ اپنی قوم
کو اندھیرے سے
انکھنی میں نکال
لا دے) (ابراہیم
۱۰) تو ہر

شکراً اور برنجات دینے کے فرعون کے ہاتھ سے اور دریا کے پھارنے پر طاعت و اطاعت اور نواہی و نہی کی درخواست کی اور اوپر نعمت دینے کتاب اور فرقان کے بجالانا اُن احکام کا طلب کیا اور اوپر نعمت نجات کے عذاب گوسالہ پستی اور سوال ملے ادا نہ رویت عیانی کے سے قتل نفس کا اور ہلاکت بسبب صاعقہ کے اور چہاد ساتھ علاقہ کے اور خلاص کرنا بیت المقدس کا اور زمین شام کا اُن کے ہاتھ سے مقرر ہوا اور چہاد بھی حقیقت میں قتل نفس اور ہلاکت میں ڈالنا تھا اور یہ سب چیزیں شاق اور گران تھیں کہ ان کی طبیعت گوارا نہیں کرتی تھی بخلاف نعمت من اور سلویٰ کی کہ اُن کے اوپر شکر نہایت سہل طلب کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ نہ ذخیرہ کرو اور نہ بدلہ لو اس کو دوسری شے سے اور یہ بھی اُن نے نہوسکا اور اسپر نہ ٹھہرے اب اشارہ فرماتے ہیں طرف اُن کے کہ اس شکر میں یعنی نہ بدلنے اُن کے میں دوسری شے سے ایک قسم کی مشقت تھی کہ ایک نئی چیز پر اور ایک ہی کھانے پر آدمی اگر عادت کر لے طبیعت پر ناگوار ہوتا ہے اور نفرت کرتی ہے لیکن بزرگوں تمھارے لئے بنی اسرائیل دوسری نعمت کا بھی شکر ادا کیا باوجود اسکے کہ بالکل آئین منج اور مشقت نہ تھی اور وہ فقط ایک بار سجدہ کرنا اور ایک کلمہ زبان سے کہنا شکر اُسکا مقرر کیا تھا اُس نعمت اور ناشکری اُس کی کو یاد کرو **وَلَوْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْفُرْقَانَةَ** یعنی اور یاد کرو تم اُن وقت کو کہ کہا ہم نے بزرگوں تمھارے کو کہ آدم تم اُس گاؤں میں بعد اسکے کہ من اور سلویٰ کھانے اور سایہ ابر اور سحر جگہ سے عاجز ہو گئے تھے اور اختلاف ہو یہیں کہ یہ گاؤں کو نہا گاؤں تھا صحیح یہ ہے کہ اگر چاہتا اور وہ گاؤں علاقہ کے رہنے کی جگہ تھی اور بسبب قریب پہنچنے لشکر بنی اسرائیل کے وہاں کے رہنے والے اُس گاؤں کو خالی کر کے چلے گئے تھے اور غلہ اور میوے اُس میں بہت تھے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ گاؤں شہر بیت المقدس تھا لیکن یہ قول صحیح نہیں اس واسطے کہ اہل قصص کا اجماع ہے کہ اس ہر کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بیت المقدس میں داخل نہیں ہوئے اور منشار اس شبہ کا یہ ہے کہ باب خط ایک دروازہ ہی بیت المقدس کے دروازوں میں سے کہ مشہور اور معروف ہے اور اب تک آباد و زیارت گاہ ہے اور جو کوئی واسطے استغفار گناہوں کے اس مسجد میں آتا ہے اسی دروازہ سے آتا ہے اور وہاں مجاوروں کی درباری مشہور ہے کہ داخل ہونا اس دروازہ کا موجب پاک ہونے کا گناہ سے ہے حالانکہ یہ دروازہ بعد بنائے بیت المقدس کے کہ حضرت سلیمان

ترجمہ تفسیر عزیز

فرعون کے بیان جاتے

اُن سے سزا پانے

سزا ہر کہ وہاں

جائے یا ڈرے

انھوں نے عرض

کی "لے میرے

پروردگار ہم کو

ڈرتے ہیں کہ وہ

ہم پر چھوڑ جائیں

وہاں سے فرمایا

وہاں میں

تمھارے ساتھ

ہوں تمھاری

سزا پہنوں گا

اور تم کو بچھڑاؤں

جی رہوں

رکھ دوں

اُن کے پاس

تفسیر غزیری

اور پھر غزیری کی

خویشی کی

پہلے کی

پہلے کی

پہلے کی

پہلے کی

پہلے کی

پہلے کی

پہلے کی

پہلے کی

کے وقت میں تیار ہوا آبا و اجداد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں بیت المقدس تھا اور پھر دروازہ
تھا البتہ یہ کہ حضرت سلیمان اور چلیبیوں نے بسبب وحی کے یا کشف کے اس دروازہ کو اس
گاہ کے دروازہ کے ساتھ مشابہت دیکر باب حطہ لقب کیا ہو کہ خاصیت میں دونوں مشابہ
ہوں حاصل کلام یہ کہ بنی اسرائیل کو بسبب طالت سفری و خوراک آسانی کے حکم ہوا کہ ہر گاہ
میں جا کر آرام کریں اور فرمایا کہ فَاَكُلُوا مِنْهَا یعنی پس کھاؤ تم غلہ اور میوے اور لذت کی
چیزوں اس گاہ کی سے حیث شہتم یعنی جس جگہ چاہو خواہ اس گاہ میں اور خواہ
پہلے شکر میں لاکر اور زیادہ کرنا لفظ حیث شہتم کا اسی واسطے ہوتا کہ یہ نہ سمجھیں کہ غلہ اور
میوے کھائے گاہ کے اندر ہی درست ہیں باہر اس سے درست نہیں اور اگر پھر شکر کی طرف
آویں سوائے اسی خوراک آسانی کے حلال نہیں اور ان چیزوں کے کھانیکا کچھ اندازہ بھی نہیں کہ
تناہی کھاؤ زیادہ اس سے نہو جیسا کہ مضطر کو سدرتی سے تجاوز کرنا چاہیے بلکہ سداً
یعنی کھانا پیٹ بھر کر خوب طرح سے لیکن پہلے ملنے اس نعمت کے سے شکر بھی بخلاؤ فَاَكُلُوا
الْبَابُ شُجْدًا یعنی آؤ تم بیچ دروازہ اس گاہ کے سجدہ کرتے ہوئے اور یہ شکر ہی ہو
فَاَكُلُوا یعنی اور کہو تم ساتھ زبان کے تاکہ توبہ اور شکر زبانی بھی ادا ہو کہ مطلب ہمارا
حیطۃ یعنی معاف ہونا گناہوں کا ہی اور جس وقت یہ دونوں عمل بدلی اور زبانی نہ راست قلبی
کے ساتھ کہ وہ موجود ہو جمع ہو جاوینگے توبہ تمھاری صحیح اور مقبول ہو جاوے گی پس تَنْفُذُ لَكُمْ
خَطَايَاكُمْ یعنی الیتہ بخشین گے ہم گناہ تمھارے اور آؤ لوگی گناہوں کی سے توبہ پاک کر دیں گے
اور اس دروازہ کو تمھارے حق میں حکم کعبہ دینگے کہ طواف اسکا اور سجدہ اسکی طرف کر لینا
گناہوں کا ہی اور ہم نے کفایت فقط گناہ گاروں کے بخشنے کے اور نہیں کی کہ جو کہ گناہ گار
ہوں انکے گناہ بخشے جاویں اور گناہ نہ کرنے والوں کو کچھ ترقی نہو بلکہ فَسَيُزِيدُ الْحَسَنَاتِ
یعنی اور البتہ زیادتی ثواب اور عبادتیں کریں گے بسبب ان دونوں عملوں کے نیک
لوگ تمھاروں کے واسطے کہ جو گناہوں سے پاک تھے اس واسطے کہ جو چیزیں گناہ کو چھپا دیتی
ہیں جب گناہ نہ پائیں جو ان کو بلند کر دیتی ہیں چاہیے جاننا کہ اس آیت سے کئی فائدے
نکلتے ہیں اول یہ کہ بیچ توبہ کے استغفار کرنی زبان سے اور بدن سے نماز اور سجدہ بجالانا

پورے کر نیوالے توبہ کے ہیں اور ہم چند کہ حقیقت توبہ کی ندامت اور پگنہ کے کہ زمانہ ماضی میں ہو چکا
 اور چھوڑنا گناہ کافی الحال اور قصہ محکم اور ادا وہ قطعی چھوڑ دینے گناہ کا زمانہ آئندہ میں ہی اور
 یہ سب تعلق دل کے ساتھ رکھتے ہیں لیکن صفت دل کی جب فی ہو جاتی ہی جو لوح اور زبان
 پر بھی بغیر ظاہر ہو نہیں پتی ہی اور اسی واسطے حدیث شریف میں صلوٰۃ التوبہ اور تہنّٰی بھی وقت
 توبہ کے تعلیم فرمائی ہی دوسرے یہ کہ علمائے لکھا ہی کہ جب کوئی شخص کسی گناہ کرنے میں آدمیوں
 میں شہو ہو چا وے اور آدمیوں کو اُسکے گناہ پر اطلاع ہو پس اُسکو لازم ہو کہ توبہ ظاہر کرے
 اور آدمیوں کو اپنی توبہ پر واقف کرے اور جو لوگ کہ نقد اور صلح ہیں اُنکو گواہ کرے اور صدقوں
 اور نمازوں پر قائم ہو لیکن یہ چیزیں ہوا سے نہیں کہ توبہ بغیر ان چیزوں کے تمام نہیں ہوتی ہے
 اس واسطے کہ توبہ گونگے کی بھی جو کہ چل پھر نہیں سکتا ہی مقبول ہو اگرچہ ہو کہ قدرت بڑے یا چلنے پھرنے
 کی نہیں بلکہ یہ امر واسطے اطلاع دینے آدمیوں کے اور توبہ اپنی کے ہی تاکہ وہ جان لیویں گناہ
 سے اس شخص نے کنارہ کیا اور اوپر سیدھے رستے دین کے چلا تاکہ تہمت اُسکے منہ سے دور ہو چا
 اور آدمی بدگمانی اور غیبت اُسکی سے باز رہیں اور ایسے ہی جو شخص بیچ کسی مذہب باطل کے مثلاً
 اور متہم ہو یا پھر اسکو سخت بات ظاہر ہو وے اسکو لازم ہو کہ جو آدمی اُسکے حال سے واقف ہو گئے
 تھے اس مذہب سے پھر نہ کی اُنکو خبر کر دی انہیں وجہ کے واسطے تیسرے یہ کہ جو مقام متبرک
 کہ جائے ورود نعمت اور رحمت الہی کے ہوئے ہیں یا بعضے خاندان قدیم کہ اہل صلاح اور تقویٰ کے
 ہیں ایسی خاصیت انہیں پیدا ہو جاتی ہو کہ انہیں توبہ کرنی اور بندگی بجالانی باعث جلد فی عمل
 ہونے اور حاصل ہونے نیک ثمروں کا ہوتی ہی اور اسی جگہ سے ہو کہ ابن مردویہ نے ابوسعید
 خدری سے حکایت کی ہو کہ ہم ایک دن ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رات قیوت
 کسی غزوہ یا سفر میں جاتے تھے جب پھلی رات ہوئی بیچ پشہ ایک پہاڑ کے گزرے کہ اُسکو
 دار کھنڈل کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما مثل هذه الثنية الا کمثل اللیل
 الذی قال الله لیسنا من اهل الباب بجلاد وقلو لحطة نغفر لکم خطایا کہ یعنی نہیں ہی حال اس
 گھائی کا مگر مثل حال اُس روزہ کے کہ کہا تھا اللہ تعالیٰ نے واسطے بنی اسرائیل کے داخل ہونے دروازہ

بہار جگہ سے سجھی جاتی ہو بہتری بیعت کی ساتھ خاندان اہل صلاح اور تقویٰ کے ۱۲

نفس طبعی
 جی لائے ہیں
 ملا سنی اسی کو
 چھوڑتے ہی
 بات مانے اور
 خدا نے فرادیا
 اپنے کجوںہ مانگا
 اور نہ موڑیج
 اسے غلاب ہوگا
 فحشوں نے پوچھا
 غم دونوں کا رب
 سن جو وہ فرمایا
 ہر گھر کا رب وہ
 تہ جتنے ہر چیز کو
 اس کی مناسب
 صوت دی پھر
 اسکو اسکی زندگی
 کی راہ بچائی
 پوچھا بچا بیٹے
 زبانہ والوں کا

لپٹنے کے اور کہتے تھے حنظلہ فی شعبۃ یعنی گہرے بیچ جو کے اس مقام میں جانا چاہیے کہ اس آیت سے بعض علماء شافعیہ نے دلیل پکڑ لی کہ تحریم نماز کی بغیر لفظ اللہ اکبر کے جیسا کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ عظیم اور اجل درست نہیں اس واسطے کہ بسبب بدلنے لفظ کے موجب احتیاج کے ہوئے اور بعض اہل نواہر نے کہا کہ یہ بدلنا ہر لفظ ذکر کا جس مقام میں آیا ہو درست نہیں یہاں تک کہ بسبب بدلنے لفظ ذکر کے سے فساد نماز کا حکم کرتے ہیں اور اس تبدیل کو موجب طعن اور سخت مذمت کا کہتے ہیں لیکن تفسیر میں معلوم ہوا کہ مغایرت کلام کی ساتھ دوسرے کلام کے مدار اسکا اور پر مغایرت مضمون کے ہونہ اور فقط مغایرت لفظی کے پس اگر فقط تبدیل لفظی ہو جائے اور معنی ایک یا قریب ہوں محل طعن اور عتاب کا معلوم نہیں ہوتا ہو واللہ اعلم باقی ہے اس جگہ کئی سوال کہ جواب طلب ہیں اول یہ کہ اس سورۃ میں واذا قلنا فرایا ہے اور سورۃ اعراف میں واذا قیل لهم اسکنوا لفظوں کے بدلنے میں کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس سورۃ میں جہان سے یا بنی اسرائیل اذکر وانعمتی الی انھت علیکم شروع ہو فعلوں کو طرف تہمیشکرم کے نسبت کیا ہے جیسا کہ ظاہر ہو چکا ہے یہی مناسب ہوا کہ اس قول کو بھی ہر جہان کہ حضرت سئی کی زبان سے کہلایا تھا اپنی طرف نسبت فرماوین کہ کمال نے ادبی بنی اسرائیل کی ظاہر ہوئے کہ ہمارے کہنے کے مقابلہ میں تم سر کے ساتھ پیش آئے اور اس متحرک امرہ انھون نے چمک لیا اور سورۃ اعراف میں روانگی کلام کی اس مضمون کی واسطے کہ حضرت موسیٰ کی قوم وہ گروہ تھی امۃ یجدون بالحق وہ یعدلون وامۃ ضالۃ جاشۃ یعنی ایک جماعت ہدایت حق کی کرتی تھی اور آپ بھی اُس کے ساتھ عمل کرتی تھی دوسرا گروہ گمراہ تھا اور ظلم کرنے والا اور اسی تقریب سے و طرح کا اختلاف اور تفرق انکا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ہوا تھا یا د فرمایا ایک فرق بنی اسرائیل کی قوم کا کہ بازہ گروہ انکے تھے اور ہر ایک کا پشتمہ علیہ علیہ پشتمین سے جاری تھا دوسرا اختلاف حال انکے کا کہ وقت دخول قریہ کے تھا کہ بعض موافق حکم کے بجالائے اور بعضوں نے کمال نے ادبی اختیار کی اور پیچ غرض کے کہنا خدا کا بلا واسطہ کہنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا برابر تھا باوجود اسکے قریبوں سے معلوم ہو کہ کہنے والا کون ہے اور کس کے فرمانے سے کہا ہے پس ابہام رفع ہو گیا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس سورۃ میں ادخلوا فرمایا

ترجمہ تفسیر غزالی

اور تھکا سگئے

باب دادوں کا

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

تفسیر غلیلی

اور تو ہمارے

یہاں رسول بنا

اور جو کہ کرنا تھا

سورہ کو تو احسان

فراموش آدمی

ہے اس لئے اس نے

کہا ان میں سے

مگر میں اس وقت

راہ برداشت اسی

ڈرے بھال بھی

گیا تھا جس سے

سزا ہو مگر خدا

اور سورہ اعراف میں اسگنوا جواب اسکا یہ ہو کہ سیاق اس آیت اس سورہ میں بیچ کھانے
 من اور سلوی کے اور بدلنے اسکے کے ساتھ اور چیزوں غلہ وغیرہ کے ہی پس مقصود بالذات
 اس مقام میں یہ بیان ہو کہ ہم نے انکو اجازت دی کہ اس گاؤں کی چیزوں کو کھاویں اور دخول
 موقوف علیہ اور وسیلہ اس مقصود بالذات کا ہو والذین بالشئ اذن ہما یتوقف ہوں علیہ
 یعنی اور اذن ساتھ ایک شے کے اذن اچیز کے ساتھ بھی ہو جن چیزوں پر وہ موقوف ہو لاچار ذکر
 دخول کا بھی ضرور ہوا اور سیاق اس آیت کا سورہ اعراف میں بیان تقریر اور اختلاف انکے کا
 ہو کہ سفر اور حضر میں تھا پس سفر میں بانی پینے میں تفرق کیا اور حضر میں بیچ سکونت اور طریق اسکے
 کے اختلاف کیا پس لفظ اسگنوا کا مناسب ہوا اور بھی اس سورہ میں سکونت قریر کی بھی مقصود
 بالذات بیان فرمائی ہو واسطے جیسا کہ وہ لوگ من اور سلوی کے کھانے سے ناخوشی ظاہر کرتے
 تھے سکونت خیموں اور ڈیروں کی سے بھی عاجز ہوئے تھے اور ہر گاہ کہ دخول مقدم ہو اور سکونت
 کے اور سورہ بقرہ بھی مقدم ہو اور سورہ اعراف کے پس دخول کو سورہ بقرہ میں فرمایا کہ کیا
 اور سورہ اعراف میں سکونت کو تیسرا سوال یہ ہو کہ اس جگہ فکوا فا کے ساتھ لائے اور سورہ اعراف میں
 وکلاوا وا کے ساتھ یہ فرق کس جہت سے ہو جواب اسکا یہ ہو کہ اس جگہ میں لفظ دخول کا ذکر فرمایا ہے
 اور دخول کا وہاں مقصود بالذات نہیں ہوتا ہے مقصود بالذات چیز دوسری چاہیے کہ دخول
 کے اوپر مرتب ہو اور وہ چیز کہ دخول کے اوپر مرتب اور بعد اسکے تھی کھانا اناجوں اور غلہ کا ہے
 پس ایسا لفظ لانا کہ ترتیب کے اوپر دلالت کرے اور وہ لفظ تھا جو ضرور ہوا اور سورہ اعراف میں
 ہر گاہ کہ لفظ اسگنوا کا لائے اور سکونت قریر کی مقصود بالذات ہوتی ہو اور وسیلہ کسی چیز
 دوسری کا نہیں ہوتی ہو واسطے مناسب ہوا کہ کھانا اناجوں اور غلہ کی جگہ کا بطریق عطف کے کہ مجرور
 ترتیب سے ہو بیان فرماویں جو تھا سوال یہ ہو کہ اس جگہ لفظ غذا کا زیادہ کیا ہو اور اعراف میں
 اس لفظ کو گرا دیا وجہ اسکی کیا ہو جواب اسکا یہ ہو کہ اس سورہ میں مقصود بالذات اجازت
 و انون اور غلہ اور فراخی کرنی انکی ٹھہرائی ہو پس تا کہ اسکی ساتھ لفظ غذا کے مناسب
 ہوئی اور سورہ اعراف میں سکونت مقصود بالذات ہو اور کھانا اس واسطے مباح ہوا کہ سکونت
 بغیر اسکے نہیں ہوتی ہے والضروری یقتل و یقتل بالضروری یعنی جو چیز ضروری ہے

اور تو ہمارے
 یہاں رسول بنا
 اور جو کہ کرنا تھا
 سورہ کو تو احسان
 فراموش آدمی
 ہے اس لئے اس نے
 کہا ان میں سے
 مگر میں اس وقت
 راہ برداشت اسی
 ڈرے بھال بھی
 گیا تھا جس سے
 سزا ہو مگر خدا
 اور یہاں میں بنایا
 جس کو تو جہاز بنا
 ہے یہ کیا احسان
 ہے جب کہ قرآن
 دوسری قوم کی
 قوم کو غلام

بقدر ضرورت کے اسکو مقرر کیا جاتا ہو پس دخل کالا نامناسب نہ ہو اور بھی داخل ہونا کسی
 باغ میوہ دار میں مستلزم اس بات کو نہیں کہ وہ ان جا کر شکم سیر ہوں اس واسطے کہ شکم سیری
 کی وہ جگہ ہر جس مقام میں رہتا ہو اور سکونت کسی مکان میں مستلزم اس امر کو ہر کہ وہ مکان کے
 کھانے سے سیری حاصل ہو اس واسطے کہ جس جگہ کوئی ہمیشہ رہتا ہو کھانا پینا اسی جگہ
 ہوتا ہو اور مکان میں اکل اور شرب نہیں ہوتا پس ہر گاہ کہ لفظ دخول و سکونت کا کہ دونوں
 سورتوں میں مذکور ہر ایک حال نہیں اس واسطے ایک جگہ مرقدا کا ذکر مناسب ہو اور دوسری جگہ
 حذف اسکا پانچواں سوال یہ ہو کہ ابجگہ خطایا کہ فرمایا اور سورہ اعراف میں افق بعضی قسامت کے
 خطیئتاکہ جواب اسکا یہ ہو کہ خطایا جمع کثرت ہو اور خطیئات کہ جمع سلاست ہو جمع
 قلت کے صیغوں میں سے ہو اور جب کہ اس سورہ میں قول کو اسد تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت کیا
 یعنی قلنا فرمایا اور لائق جناب پاک رحم الرحیم اور اکرم الاکرمین کے یہ ہو کہ بسبب ایک سجدہ
 اور ایک دعا کے بشمار گناہوں کو بخشہ سے پس ایسا لفظ لانا کہ کثرت کے اوپر دلالت کئے
 مناسب ہو اور اعراف میں قول کو نسبت اپنی طرف نہیں فرمائی ہو ابجگہ لفظ کثرت کا لانا ضروری تھا
 اور یہاں سے دوسرا نکتہ واسطے ذکر کرنے مرقدا کے اس رقمین اور حذف کئے اس سورہ میں
 ظاہر ہوا چھٹا سوال یہ ہو کہ اس سورہ میں دخول باب کو مقدم اور قول خطیئے فرمایا ہو اور اعراف
 میں بالعکس بایہ تبدیل عنوان کی اس واسطے ہو جواب اسکا یہ ہو کہ محاطین و قسم کے تھے ایک گناہ
 کرنے والے اور دوسرے نیکی کرنیوالے محسن کو لائق یہ ہو کہ عبادت و بندگی کو مقدم کرے
 اور توبہ اور معاف کرنا تفصیر میں کا بعد اسکے بجالا دے تاکہ کسر نفسی اور دور کرنا خود پسندی و
 خود بینی کا حاصل ہو دے اور گناہ کار کو لائق بلکہ واجب ہے کہ اول صدق لے توبہ نصوح
 بجالا دے بعد اسکے قدم پہنچ بندگی اور عاجزی کے رکھئے تاکہ وہ طاعت و عبادت قبول ہو و
 اور سورہ اعراف میں جو چیز لائق حال گنہگاروں کے ہو اسکی اعانت کی اس واسطے کہ اس سورہ میں اکثر
 مذکور پہلی امتوں کے گنہگاروں کا ہو اور اس سورہ میں جو تریبہ لائق حال نیکو خوں اور صالحین کے تھی
 مناسب ہوئی اس واسطے کہ اس سورہ میں اکثر صفتیں متقیوں اور نیکو خوں کی بیان ہیں اور بھی اس
 سورہ میں ہر گاہ کہ ذکر دخول کا پہلے گذرا پس مناسب ہوا کہ اول کیفیت دخول کی بیان کریں

خلاصہ
 باب "دخول"
 فسخون کے کجا
 اسے مستعمل
 میری اصل میں تو
 چادریا پہننے
 دینی اتریں (۱۲)
 سوئی کے کجا اگر
 میں نیسے لے
 تھے مجھے آدوں
 جب جی تو مجھے
 قید جی کے لگا
 رشتہ دار
 فسخون ابن
 سارے عالم کے
 رب کا رسل ہوں
 جب کسی طرح
 جھوٹ بولتا لائق
 نہیں جو میں اپنے
 رسول ہو جی

تفسیر غزیری

اور اس سورۃ میں جو کر سکت کا ہو دخول کی کیفیت کو اسکے ساتھ چند ان تعلق نہیں سنا تو ان سوال
یہ کہ اس سورۃ میں وسنزید للہسنین ساتھ لفظ واو کے لئے ہیں اور سورہ اعراف میں سنزید
ساتھ حذف واو کے یہ فرق کس واسطے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس سورۃ میں ہر گاہ کہ داخل ہو دروازہ میں
کہ نہنگی اور عبادت کی جنس سے تھا مقدم ہوا اور لفظ حط کا کہ توبہ اور استغفار کی جنس سے تھا
نزدیک اسکے ذکر کیا و دونوں فعل ملکر گویا ایک چیز ہوئی پس توبہ کی تاثیر دلا گناہوں کے دور کرنے کے واسطے
اور نایا واسطے بلند کرنے درجے نیک بخون کے ہوئی جیسے کہ قاعدہ استعمال و اذان اور تفسیر کا ہو بخلاف
اعراف کے کہ قول حط کا کہ جنس توبہ اور استغفار کی سے ہو مقدم ہوا پس بیچ دور کرنے مرض گناہوں کا تاثیر کی
بعد اسکے کہ دخول باب کا آیا اور یہ جنس عبادت سے ہے بیچ بلند کرنے درجوں اور زیادتی ثواب کے مفید ہوا
پس دونوں جزائیں اوپر دونوں فعلوں کے منقسم ہوئیں حرف واو کی گنجائش نہ ہی اور بیچ کلمہ لفظی ہو اور وہ
یہ ہے کہ در بیان واو قلنا کے کہ صیغہ شکام مع الغیر کا ہوا اور در بیان وسنزید کے کہ یہ بھی ہی صیغہ
انصال باعتبار لفظ کے موجود ہے پس مناسبت عطف کے واسطے بانی گئی بخلاف اعراف کے کہ بیچ گاہ واو
فیل آیا ہو سنزید کا عطف اسکے اوپر کرنا مناسبت تھا اور یہ کلمہ اسکے اوپنی ہے کہ سنزید اوپر
نخضر لکھ خطایا کہہ کے معطوف نہو جیسے کہ واقع میں بھی ہی سطح ہے اس واسطے اگر یہ معطوف ہوتا سنزید
کی جگہ سنزید جزم کے ساتھ ہوتا تاکہ جواب امر کا ہو جاتا تھا جیسا کہ معطوف علیہ جواب امر کا ہے انھوں سوال
یہ ہے کہ اعراف میں فذل الذین ظلموا انھم ساتھ زیادتی لفظ متہم کے فرمایا ہو اور اس جگہ اس لفظ کو حذف کیا
اس تفسیر کی کیا وجہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اعراف میں پہلے یہ عبارت گزر گئی کہ ومن قوم موسیٰ
امۃ یتھدون بالحق و یعد لون لھن جگہ اگر لے شخص کے کہ بکلام فرماتے دونوں کلاموں
میں مخالفت ہو جاتی اور اس سورۃ میں اول کسی طرح کی تخصیص اور تفسیر نہیں گزری پس حاجت
لفظ متہم کی نہ پڑی تو ان سوال یہ ہے کہ اس سورۃ میں واسطے بیان کرنے عذاب کے فاذنلنا
واقع ہوا اور اعراف میں فارسلنا یہ فرق کس وجہ سے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس سورۃ میں اول
سے ذکر انزال کتاب کا ہو اور یہاں تک اکثر لفظ انزال کا مستعمل ہو جیسا کہ تریب گزرا ہے
واذنلنا علیکم اللہ والصلوی اس عذاب کو بھی بطریق استہزا کے اسی قبیلہ سے
مقرر کیا گویا اس عذاب کو خوان جہانی کے ساتھ تشبیہ دیکر اس لفظ کو ذکر فرمایا اور سورۃ

نشان بھی لایا ہوں
توئی اس میں
میرے ساتھ بیچ
فون سے کہا
الو بیچ ہو تو لاو
دکھا، سو سے
ذالہ ی وہ فوراً
ماں از دہا بنائی
اور اپنا باغ نکالا
وہ اسی وقت بیفید
(اراق) معلوم
ہوئے لگا
(اعراف - ۱۲۳)
تب فرعون کے
در بادیوں مرداروں
سے لکھ دیا
کوئی بڑا جادوگر
سیحہ

اعراف میں دل سے لفظ ارسال کا مذکور ہو جیسے کہ بیچ فلنسلن الذین ارسل الیہم ولنسلن
الموسلین کے اور بیچ قصوں پہلی امتوں اور قصہ فرعون کے پس لفظ ارسال کا کہ ولالت التی
کے کرتا ہو مناسب ہوا اور بھی لفظ انزال کا اول حدت کا فائدہ دیتا ہو اور لفظ ارسال کا ولالت کرتا ہو
اور تسلط عذاب کے اُنکے اوپر اور اُنکھینے جڑا لگی کے بالکل پس اس سورۃ میں کہ مقدم اور پرورد
اعراف کے ہو ذکر ابتدا و نزول عذاب کا مناسب ہوا اور سورہ اعراف میں ذکر انجام کام کا
و سوال سوال یہ ہو کہ جگہ جگہ کا لفظ ایفسقون ذکر فرمایا ہو اور اعراف میں یظلمون بجائے
یفسقون کے ارشاد ہوا اس فرق کا کیا نکتہ ہو جواب اُنکا یہ ہو کہ فعل اُنکا ظلم تھا اپنے حق
میں کہ بسبب اُنکے غمہ الہی میں اخل ہوتے تھے اور فرق تھا نسبت دین خدا کے پس دونوں صورتیں
دونوں صفتیں فقیر اس فعل کی یاد فرمائیں اور وجہ تخصیص اس سورۃ کی ساتھ ذکر فسق کے یہ ہو کہ
ظلم اُنکا اپنے حق میں تھوڑا سا پہلے اس سورۃ میں گزرا بیچ آیت وما ظلمونا ولکن کانوا الظالمین
یظلمون کے اگر اس جگہ بھی یہی لفظ مذکور ہوتا تو سمجھنا کہ اُنکا ہوتا بخلاف اعراف کے کہ اُن میں پہلے
صفت اُنکی ساتھ ظلم کے نہیں گزری اس جہت سے افادہ اس معنی کا مناسب ہوا انقص
بنی اسرائیل کو اوپر اس تسخر اور ستہزائے چشم نامی ضرورت تھی اسی واسطے اُنسے درگزر نہیں کی گئی
بلکہ سزا دے ادبی کی چھائی فَأَنْزَلْنَاهُ عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا یعنی پس اُنارہنے اور اُن
آدمیوں کے کہ یہ نے ادبی کی تھی اور تسخر اور ستہزائے اُنکا نہ اوپر دوسروں کے کہ نے گناہ تھے
رَجَزًا یعنی عذاب سخت فَرْنَ السَّمَاءَ یعنی آسمان سے کہ سب مکانون سے بڑا اور بلند ہو اور
اور یوں بھی اسی جگہ سے اُنکو عنایت ہوتا تھا بَمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ یعنی بسبب اُنکے کہ عادت فسق
کی اُنھوں نے کی تھی اور جو گروہ سے تھے ساتھ فسق کے کہ حقیقت اُنکی یا بہر ہونا بندگی خدا
اور دین اُنکے سے ہی اکثر مفسرین نے کہا ہو کہ وہ عذاب طاعون کا تھا اور بسبب اُن طاعون کے
جو بیس ہزار آدمی بنی اسرائیل میں سے ایک دن میں مر گئے اور اُنرا اُسکا آسمان سے سطرچ تھا
کہ ہوا زہر دار آسمان کی طرف سے آئی اور ساموں کے رستوں سے بدن میں اگر مزاج روح کا فاسد
کر دیا اور خون میں سمیت پیدا کر کے بیچ مغابن اور نرم جھکون بدن کے دفع کیا یہاں تک کہ طاعون
ظاہر ہوئی اور بسبب سمیت اُنکی کے کہ دل کے اندر پہنچی ہلاک ہوئے اور صحیح مسلم اور باقی صحاح

خلیفہ

جانتا ہے کہ ہم

تجارت سے ملک سے

کال سے آب

رنا کیا جاتے

وگون نے صلاح

دی گئے فرعون

ابھی سوئی اور اُنکے

بھائی سے کچھ

چھبڑ بھاؤنگ

اور نام گزرتوں میں

سب سے بڑے

جادو گروں کو

اچھا کہ لائیں

جادو گر فرعون

کے بیان

رکھتا ہے

اور بد جانتا ہے

رکھتا ہے

تفسیر نصیری

فہم کو کچھ افہام بھی
 نہ لگا کہ فرعون نے
 کہا مان عزور
 بیٹا اور تم میرا
 پاس سا کر دے گا
 (اعراف ۱۲۱) فرعون
 اپنے دو اہلکات
 کے ساتھ آیا تو موسیٰ
 ان کو نصیحت کرنے
 لگا کہ تم سے کبھی
 تمہاری خدا پرستوں
 نہ بننا ضروری نہ تھا
 تم لو کی آفت میں
 کیا دیکھا اور تو
 جھوٹ بولتا ہو وہ
 نامراد ہو گیا
 جو خدا کو نہ سزا
 دے گا یہ لو کہ خدا
 کے پیچھے چلے آئے

بناں ماضیت بھائی

رستہ میں موجود ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون جزیر اور بقیعہ اُس عذاب کا ہے کہ پہلے لوگ ساتھ اُسکے عذاب دینے گئے پس جب پڑے کسی شہر اور ملک میں اور تم اس شہر اور ملک میں نہ ہو اس شہر اور ملک سے مت بھاگو اور اگر سنو کہ کسی ملک یا شہر میں وبا پڑی ہوئی ہے پس اُس شہر اور ملک میں جاؤ بھی نہیں اس واسطے کہ وہاں کے بھاگنے سے بھاگنا قضا الہی ہے اور مخالف توکل و تسلیم کے ہو اور دوسری صورت میں یعنی جس جگہ وہ وبا پڑی ہوئی ہے اگر جگہ چلنے میں جرات کرنی اور ہڑاب الہی کے اور پیش وی کرنی اور غضب اُسکے کے ہو تو بھی حدیث صحیحہ میں وارد ہوئی کہ جو وقت با کسی جگہ پڑے اور آدمی اُس جگہ کے نہ بھاگیں اور صبر کریں اور خدا تعالیٰ سے اوپر اس صبر کے توقع اجر کی کہیں حق تعالیٰ ان کو شہیدوں کے مرتبے کو پہنچا دے اگرچہ وہ زندہ بھی رہیں اور اس جگہ ہر خاطر اکثر ظاہر بینوں کے ایک نکال اور شبہ گزرتا ہے کہ بھاگنا قحط اور بلاؤں سے بلاشبہ شریعت میں جائز ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ الفرائض لا یطاق من سنن المرسلین یعنی بھاگنا پیچھے سے کے طاعت اُٹھانے اُسکے کی نہو کے مرسلین کی سنت ہے و با اور طاعون کہ سب بلاؤں سے سخت ہے اس واسطے بھاگنا اس سے شریعت میں منع کیا ہے جواب اسکا وطرح سے ہے اول یہ کہ وبا اور طاعون کی صورت میں اکثر شہر والے خصوصاً اپنے نزدیک اور کنبے والے اور دست اور جان پہچان پیار ہوتے ہیں اگر آدمیوں کو بھاگنے کی واسطے اجازت ہوتی ان پیاروں کی بیمار داری کون کرنا سب اپنی جان کی خوف سے کہ نہایت خبریں ہی بھاگ کر چلے جاتے اور بیمار لوگ کمال تکلیف سے مر جاتے اور جرح عظیم کھینچے پس ایسے وقت میں خدمت بیماروں کی کرنے اور نہ توڑنے خاطر اُنکی اور عاجزوں اور مسکستہ پاؤں کی لئے کہ بالکل طاقت بھاگنے کی نہیں رکھتے ہیں حکم جہاد کا پیدا کیا ہے اور ایسی جگہ کے ٹھہرنے میں ایسا نواب ہے جیسکہ جہاد کی صف میں ٹھہرنے اور قائم رہنے کا ثواب ہے بخلاف اور بلاؤں کے مثل قحط اور خوف زمین کے کہ وہاں کے بھاگنے سے یہ مانع اور حاجت نہیں پائی جاتی ہے بلکہ فقیر اور مفلس قحط میں سب سے پہلے بھاگتے ہیں اور زمین کا خوف ملازموں کو ہوتا ہے اگر غریب تنہا ہے زمین اور مالدار بھاگ جائے تو ان کو کوئی نہیں ستاویگا اور وہاں کی صورت میں ناجار آدمی اگر پڑے زمین اور دوسرے لوگ بھاگ جاویں وہ لوگ سبب تنہائی اور تکلیف کے مر جاویں گے پس وبا اور قحط وغیرہ میں فتنی ہو گیا دوسری وجہ یہ ہے کہ

تفسیر خلی

ذالین کے پانچ

موسیٰ کے پانچ

عقین شروع

کو جو جادو گردن

نے اپنی جادو کی

سیان اور اٹھان

ذالین (ظہر ۳۰)

اور کہا فرعون

کی قوت کی قسم

ہے ہم جیسے

(شعر ۳۰) پھر

سب کی نظر بندی

کی اور ذرا ایک

(سامانہ)

اور جادو کیا

(اعراف ۱۳۸)

موسیٰ کے کہ یہ جو

لاہے ہو یہ تو

دونوں شاخیں مثال و مشعل کے تاریکی کے وقت کی کو حکمتی تھیں اصل میں یہ عصا حضرت آدم علیہ السلام
 بہشت سے لائے تھے اور بطریق وراثت کے انبار کے ہاتھ میں پہنچا تھا بہشت کے حضرت ابراہیم علیہ السلام
 سے لائے گئے بیٹے کو کہ تین نام تھا پہنچا اور لائے ساتھ کئی واسطے کے حضرت ثعلبہ علیہ السلام کو پہنچا اور حضرت
 ثعلبہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا اور اختلاف ہے اس میں کہ مراد پھر سے پھر غیر معین ہے
 یعنی کوئی پتھر جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام جس پتھر کو چاہتے تھے اس پر عصا مارتے تھے اور بانی نکلتا تھا
 جیسے کہ حسن بصری اور وہاب بن منبہ نے کہا ہے اور الف لام کہ نزدیک جہنی ہے کہ اشارہ اُس کا طرف ایک
 جنس کے ہے پس اس صورت میں یہ معجزہ بھی عصا کے اندر ہوا بغیر واسطے پتھر کے یا وہ پتھر معین تھا
 اور روایتوں میں یہی قول ثابت ہوا ہے کہ وہ پتھر معین تھا کہ حضرت موسیٰ نے اُس کو ایک قبلی میں رکھ
 چھوڑا تھا اور وقت حاجت کے اس سے یہ کام لیتے تھے بعض نے کہتے ہیں کہ یہ وہ پتھر تھا کہ پڑے حضرت
 موسیٰ کے لیکر بھاگ گیا تھا چنانچہ قصہ اُس کا سورہ احزاب میں بطریق اشارہ کے مذکور ہے حضرت
 جبریل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ اس پتھر کو اٹھا اور احتیاط سے رکھو کہ یہ پتھر کئی وقت میں
 خدا کی قدرتوں میں سے بڑی قدرت ظاہر کریگا اور غدرہ معجزہ تھا کہ مجزوں میں سے ہو گا اور بعض نے
 کہتے ہیں کہ اُس پتھر تھا کہ حضرت موسیٰ بطور پر سے اٹھا لائے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ پتھر بھی اصل میں
 بہشت کا تھا کہ ہمراہ حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا میں پہنچا اور وراثت کی راہ سے طرف
 حضرت ثعلبہ کے پہنچا تھا اور انھوں نے ہمراہ عصا کے وہ پتھر بھی حضرت موسیٰ کو دیا تھا بہر تقدیر وہ پتھر
 سنگ مرمر کا تھا ایک ایک گز ہر طرف سے شکل مکعب کے چھ سطح محیط رکھتا تھا دو سطح نیچے اوپر
 اور چار سطح اُدھیں کہ ہر ایک سطح سے تین تین چنبے جاری ہوتے تھے اور عطا اور مفسرین سے
 منقول ہے کہ حضرت موسیٰ بارہ مرتبہ عصا کو اوپر بارہ جگہ کے مارتے تھے پس ہر جگہ سے عورت کی پستان کا
 سامنے ظاہر ہوتا تھا اول عرق سا آتا اور پھر قطرہ قطرہ نکلتا اور پھر پانی بہنے لگتا تھا اور حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے لشکر کے لوگوں کو کہ بارہ گروہ تھے فرمایا تھا کہ بارہ گروہ عمیق کھود دیوین
 تاکہ بانی ہر چشمہ کا اس گڑھے میں جمع ہوئے اور اس سے پانی اور جب اس پتھر کو وقت کو ج کے
 اٹھاتے تھے خشک ہوتا تھا اور پانی بند ہو جاتا گیا مارنا حضرت موسیٰ کا اس پتھر کو ساتھ عصا کے
 باعث پیدا کرنے قوت کا اس پتھر میں ہوتا تھا کہ بسبب اُس کے دو فعل عجیب صادر ہوتے تھے

اول جذب کرنا ہوا پاس الی کا پے در پے دو حیرت انگیز ہوا کا ساتھ صوت پانی کے سبب کثرت سردی کے اور اس قسم کے خواص عجیب پتھرون میں بہت دیکھے اور سنے جاتے ہیں جس کا جذبہ لوہے کا بیچ مغناطیس کے جیسے کہ خواص حجر لطر وغیرہ میں لکھتے ہیں اب عجیب بادہ اس سے ہو کہ صحیحین میں ساتھ روایت اس بن مالک اور اوصحابہ کے مروی ہو کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام زور میں تشریف لکھتے تھے ایک برتن چھوٹا پانی سے بھرا ہوا واسطے وضو کے آگے آنحضرت کے رکھا پانی انگلیوں مبارک سے نواہ کی مانند جوش کر اٹھا اور بہت آدمی اس پانی سے وضو کرتے تھے اور بعض تبرک کے واسطے نوش کرتے تھے قتادہ کہ شاگرد انس رضی اللہ عنہ کے ہیں انھوں نے حضرت انس سے پوچھا کہ کتنے آدمی تھے جنھوں نے اس پانی سے وضو کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تین سو یا تیرہ سو کے القصر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بموجب ارشاد الہی کے اس پتھر کو ساتھ عصل کے مارا فَاَنْفَجَرَتْ مِنْهُ اَشْتَاكَ عَشْرَةَ عَيْنًا یعنی پس جاری ہوئے اس پتھر سے بارہ چشمے اور اس پتھر کے چار منہ تھے ہر ایک منہ سے تین چشمے جاری ہوئے کہ بنی اسرائیل کے بھی اتنے ہی گروہ تھے تاکہ وقت پینے پانی اور پلانے چو بابون کے جھگڑا کر میں اور واسطے دور کرنے اسی تنازع کے تفریق چشموں کی طرح بھی نہ ہوئی کہ ایک دن ایک گروہ ایک چشمہ سے پانی پیوے اور دوسرے دن وہی گروہ دوسرے چشمہ سے بلکہ چشمے بھی متحدہ مقرر کیے گئے تاکہ ہر ایک گروہ ہر روز اسی چشمہ پر پانی کی واسطے آوے بعدیکہ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنْثٰی اَنْ قَدْ شَرِبَتْ مِنْ حَمْرِ اَيُّهَا یعنی تحقیق جانی تھی ہر ایک گروہ نے بلکہ پانی پینے کی کہ فلا نائے پتھر کا فلا نی طرف سے ہمارا چشمہ ہے اور یہ فرق اور اختلاف پانی غیبی کے جوش کس نے میں اس واسطے تھا کہ جب اتفاق بنی اسرائیل کا ایک پانی پینے کی جگہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں باوجودیکہ وہ اسکو ملانے والے تھے سبب قصور استعداد انکی کے ممکن نہوا بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہ ظاہر کی جمعیت بھی انکی برہم ہوگئی اجتماع انکا اوپر ایک شریعت کے کیا ممکن ہی باقی رہا اس مقام میں ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہو کہ فَاَنْفَجَرَتْ مَعْطُوفٍ وَّ بَرِّ قُلْنَا کے نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ حرف فاء کا موضوع واسطے تعقیب بلا مہلت کے ہی یعنی اگرچہ معطوف کا ترتیب صحیح ہو لیکن بیچ میں فصل نہوا اور انفجار ملا ہوا ساتھ قول مذکور کے

[illegible]

تفسیر علی

یہ لکھا سدا ایک کس
بجائے دسے گا ان کا
بنایا تو جادوگر کا
فریب سے اور
جادو گر کس میں
کامیاب نہیں ہوتا
لکھ (۲۰)
اپنی لاشی ڈال دی
پس وہ راز دہا
ہو گیا جادو گروں
کے سانگے قلعے
جو کچھ وہ قلعے
ہو گیا ان کا کھانا
بلا لیا کس میں
وہ لکھا سدا ایک کس
جادو گر کا کھانا

نکھایا جس ضرر و عطف اور پر خدوف کے ہو یعنی فضا بہ بصاۃ فالنخیرات وجاس حذف کی
کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس حرف کے لئے میں ا لالت اس پر ہو گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
معصوم ہونے کی جہت سے ہرگز نہ بچا لائے اس امر کے توقف فرمایا اور فی الفور جو کہ فرمایا گیا
عمل میں لائے اور فرمانبرداری انہی حکم الہی کی اسبی قطعی اور یقینی ہے کہ حاجت کرا اور تصریح
کرنے کی نہیں بلکہ جو حق تمام نبیوں کے وار د ہونا امر الہی کا کفایت کرتا ہے سوالے ذکر کرنے
اطاعت اس امر کی سے بسبب معصومیت انہی کے گناہوں سے اور بعضے وقت طلب اس امر کو
بھی پوچھتے ہیں کہ اس سورہ میں فالنخیرات واقع ہوا اور سورہ اعراف میں فالنجست اور انجا
شدت سے جاری ہونے کو کہتے ہیں اور انجا جس تھوڑے تھوڑے ٹپکنے کو وجہ فرق کی کیا ہے جواب
اسکا یہ ہے کہ پہلے مذکور ہوا کہ اس پتھر میں اول انجا جس ہوتا تھا بعد اسکے انفجار اور اس سورہ میں
ہر گاہ ذکر استغفار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے پروردگار اپنے سے اور وہ بہت قوی ہے استغفا
است سے پیغمبر اپنے سے لاچار نہایت کرا اور اخیر اسکا کہ انفجار ہے اور ولالت اور تمام قبولیت اور
غنایت عام کے کرتا ہے مناسب ہو اور اسی واسطے لفظ قتلنا کا کہ مدلول اس فعل صریح کا ہے اس
سورہ میں لکے اور سورہ اعراف میں ہر گاہ کہ ذکر استغفانی اسرائیل کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہے
ذکر شروع قبولیت عا کا کہ تھوڑا تھوڑا سا شرح ہے کافی ہوا اور اسی واسطے اس جگہ لفظ واوچینا
کا کہ مبنی اشارہ غفیع کے ہوا لے القصہ انہی اوہ اس نعمت کے کوئی شکر سوائے پرہیز کرنے کے
نکھان ہوں سے درخواست کیا اور فرمایا کلاوا واشربوا یعنی کھاؤ تم طعام آسانی سے کہ وہ
من اور صلوٰی ہے اور یہ وہ بانی پتھر کے چٹھوں سے کہ ساختہ ہر داخہ تھا ہے لیکن بلکہ مستکن
پہنچتا ہے من رزق اللہ یعنی روزی خاص خدا کی سے کہ بلا واسطے اسباب اور تنگ و متھاری
کے آتا ہے اور اس کھانے اور پینے کو باعث فرمانبرداری اور عدول حکمی اسکی کا نہ ٹھہرا بلکہ
اسکو جو اوپر بندگی اسکی کے کرو اور دلیل اوپر عنایت اور کرم اس کے مقرر کرو و لا تقوا
یعنی اور نہ باہمی نکر و اس قسم کی کہ اثر اسکا پھیل جاوے فی الامر جن یعنی نہیں ہیں حالانکہ تم سبب
تفرقہ اور اختلاف کے ہو گئے ہو مفسدین ہیں یعنی فساد کرنے والے لیکن یہ فساد تھا را
اب تک پشیدہ ہی نہ بچ و نون تھا ہے کے اور جو کہ موجب فساد استعدا دتھاری کا ہے

اشارہ اسکا کہ زمین پر زمین پر ہونا اور سچ فعلوں تمہارے کے ظہور زمین کیا اگر احتیاط نہ کرو گے بھی فساد
 بیشدت تمام ظہور کرے گا اور ایک جہاں کو خراب کرے گا تاہم معلوم ہوا کہ نعمتیں الہی سچ حق بزرگوں
 تمہارے کے اتنی ہی اسرار میں ہیں یا دتی فساد انکے کا ہوا اور اسی سبب ہے کہ بعد مبعوث ہو
 اس حق پر عمل اسلام کے زیادہ تر حال انکے تباہ ہوا باقی رہو اچھا کہ دو سوال اقول یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ
 شمس ہے عقی سے اور عقی بخسعی مبالغہ کرنے کے فساد میں ہے پس ذکر غیب میں کا بعد اس کے
 انکار ہو گیا جواب اسکا یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ صیغہ فعل کا ہو دلالت اوپر حدوث اور پیدا ہونے
 فساد کے کرتا ہے اور مفسدین کہ صیغہ اسم فاعل کا ہو دلالت اوپر ثبوت اس کے کرتا ہو پس
 حاصل کلام کا ایسا ہوا کہ لا یفعل فی اللہ فساد فساد حال کو نکتہ ثابتین فلا فساد گویا ایسا
 فرماتے ہیں کہ بخسعی تمہارا مطلق فساد سے خود ممکن نہیں اس واسطے کہ فساد نے تمہارے دلوں میں
 جبر کھڑی ہے لیکن احتیاط کر دو کہ وہ فساد زیادتی نہ قبول کرے اور حد مبالغہ کو نہ پہنچے اور جو کچھ
 تفسیر میں گزری وہ سب یہ ہے کہ بحسب ظاہر ایسا مناسب تھا کہ نعمت جاری ہونے چٹھوں کی حقیر
 سے بھی ہمراہ سایہ کرنے ابر اور آسمان سے من اور سلوی کے ذکر فرماتے تاکہ رفع تمام حاجتوں انہی کا
 کہ سفین جہ میں آتی تھیں رکھانے اور پینے اور سایہ کھڑنے سے ایک جگہ مذکور ہو جائیں کہ مناسب
 ایک عین سے ہیں اس نعمت کو جبر بیان کرنا اور سایہ ابر کا اور انزال من اور سلوی کا ایک
 جگہ لانا اور سچ تمہارے نعمت نجات کے عذاب عاقبت سے داخل کرنا اس میں کیا عجز ہے جو الہ کا
 یہ کہ ہر گاہ کہ صاحب حق کے اوپر آسمان کی طرف تبرا بر فیک کے درمیان سے کہ وہ غلام خود کا تمہارا گری
 تھی پس سچ تمہارے نعمت نجات کے اسی آفت سے ذکر اسکا کہ کہنے اسی غلام کو کہ سبب ہلاک کا ہوا تھا
 اور اسی آسمان کو کہ جاحی صدد وراس آفت جان کا ہوا تھا ازراہ کرم اور عنایت کے تمہاری کام میں
 انکو مصروف کر دیا یہاں تک کہ اس غلام نے مگو گری آفتا ہ کی سے نگاہ رکھا اور اس آسمان نے اوپر
 تمہارے من اور سلوی بر سایا مناسب ہوا بخلاف نعمت جاری ہونے چٹھوں کے پتھر سے کہ نعمت
 زمینی تھی مدہ آسمانی اور ابر اور آسمان سے کچھ تعلق اسکو تھا اور بھی یہ نعمت یہیے بھارتا ون کا
 پتھر سے ہر جگہ کہ ظاہر میں نعمت تھی لیکن دلیل اختلاف اور تفرقہ انکے دلوں کی بھی تھی پس ایک امر
 مستقل تھا خیر دینے والا ساتھ اس مرتبت کے کہ درمیان انکے اختلاف اور تفرقہ امور بات میں

نیکوئی
 بے شک ہے
 عالم کے پائے
 رحمت کا کو
 معنی موتی
 اور اردو کے
 چور و گدا کا
 فساد نے کہا
 یہی بلجارت
 کے قیام
 حرام گون کا
 یہ سچ ہے
 نجات
 نہ کہنے
 بوجہ کہنے
 حرمہ فیہ کیا ہو
 اچھا اچھا اس کا
 دینہ معلوم
 کر کے عرف
 یہی ہی تمہارا
 شہر ہے

موجود ہو گا اور سبب اسکے مصدر فساد کے ہونگے بخلاف تحلیل غلام اور انزال میں سہولت کے
 کہ سبب انہیں شریک تھے اور کسی طرح کا تفرق اور اختلاف نہیں رکھتے تھے اور اس واسطے اوپر ذکر
 اس نعمت کے شمار نعمتوں کے ختم فرمائے اور آئندہ ذکر قصور استعداد انکی کا اور مختلف ہونا انکا
 نبیوں سے اور نافرمانی انکی اور رجوع انکا طرف ہستی کے کہ ان سے بار بار سرزد ہوتا تھا ایمان فرماتے
 ہیں اور ارشاد کرتے ہیں کہ نعمتیں ان کی گئیں اس واسطے ان کے حق میں سبب کفر اور تفرق کا ہرگز نہیں کہ
 یہ نعمتیں تمام امور مادیہ اور خصائص غیبیہ تھیں اور ان کے صبر کرنا ان نعمتوں پر شاق اور گران ہوا ہوا ہوا کہ
 طبیعتیں انکی مائل ادنیٰ ادنیٰ زمین کی چیزوں کی طرف تھیں اور بالکل علو ہمینی سے انکو
 حصہ نہ تھا چنانچہ اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرنے کے واسطے کئی واقعات یاد دلاتے ہیں کہ **وَإِذْ قُلْنَا**
يَا مَوْسَىٰ یعنی اور یاد کرو تم ہو وقت کو کہ کہا تم سے موسیٰ اور اس پر کافر سے میں کمال نے ادنیٰ ہوتی
 کہ ایسے پیغمبر اور العزم کو نام لیکر پکارا اور یارسول اللہ اور یا بنی اللہ اور اسناد اسکے نکہا اور
 مضمون کلام تمھارے کا بھی کمال نے ادنیٰ تھی اس واسطے کہ کہا تم سے **لَنْ تَصْبِرَ** یعنی ہم ہرگز
 صبر نہ کریں گے اور ایسا کلام دلالت کرتا ہے اوپر اسکے کہ صبر تو کر سکتے ہیں لیکن قصد ہم نہیں کرنے
 والا اس لفظ کی جگہ **لَنْ نَسْتَعِصِمَ الصَّابِرِينَ** ایمن منا الصابر کہنا چاہیے تھا یعنی ہمیں طاقت
 رکھتے ہیں صبر کی یا نہیں ممکن ہے جس سے صبر علیٰ طعام **وَإِذْ قُلْنَا** یعنی اوپر ایک جنس کے
 کھانے کے کہ آسمان سے آتا ہو کئی وجہ سے اول یہ کہ وہ کھانا آسمانی ہو اس واسطے کہ زمین بھی اصل میں
 وہ شبنم ہے کہ بیج بعضے طباقوں ہوا کے مزد اور مزاج پیار کر کے گرتی ہے اور سلویٰ بھی جانور اور نمل
 کہ ہوا اسکو ہانک کر ہمارے آگے ڈالتی ہے اور ہم زمین کی پیدائش ہیں ہمارے تئیں
 چاہیے کہ غذا بھی ایسی چیز میسر ہو کہ حکم زمین کا اس میں غالب ہو دوسرے یہ کہ ہمیشگی گرتی
 اوپر کھانے ایک قسم طعام کے اشتہا کو مارتی ہے اور مفہم کو ضعیف کرتی ہے تیسرے یہ کہ
 اس طعام کی عادت ہو کہ نہیں تھی اور جس کھانے کی عادت نہیں ہوتی ہر چند کہ
 اعلیٰ اور شہ ریف ہو ایسا مرغوب نہیں ہوتا ہے جیسا کہ کھانا عادت پڑا ہو
 مرغوب ہوتا ہے ہر چند کہ ادنیٰ اور خسیس ہو اور اسی سبب سے ہی کہ وہ بہانہ کی زمیندار
 شہر والوں کے کھانے اور مزہ کی چیزیں مرغوب نہیں ہوتی ہیں اور اس شہر کی سبزی

تفسیر سبزی
 نکو باد و سکایا
 بن غزوہ تھا
 ہاتھ ایک طرف
 اور با دوں دوسری
 طرف کے کار
 ڈالوں گا
 پھر نکو
 کھڑی تھانوں
 پھر نکو
 تب نکو
 ہو گا کہ کوں
 بے زیادہ غزیر
 زمین سخت
 ہر کس کا عذاب
 زیادہ پائدار
 ہے ان زمینوں
 سے جواب دیا
 اب ہم لوگ

انکی نہیں ہوتی گو بطریق نقل اور مزد بدلنے کے واسطے ایک درم تہہ کھایوں اور اس مقام میں ایک سوال ہے کہ من اور سلوٹی دو کھانے تھے ایک کھانا انکو کس واسطے کہا جواب اسکا یہ کہ مراد وحدت سے کہ آیت میں مذکور ہے وحدت فردی اور جنسی نہیں بلکہ وحدت تکراری یعنی ہر روز وہی کھانا آتا ہے اگرچہ دو جنس تھیں اور عرفین رائج ہر کہ کئی کھانے اگر مختلف ہوں اور ہر روز وہی کھانے استعمال میں آویں ان کو ایک کھانا کہتے ہیں اور اس وحدت اعتباری کو بجا سے وحدت حقیقی کے استعمال کرتے ہیں اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ جب طعام سالن کے ساتھ ملتا ہے ایک کھانا ہوتا ہے مثل قلبہ اور خشکہ اور وال اور خشکہ اور شیر اور برنج اور روٹی اور کباب کے لیکن اس جواب میں خدشہ ہے اس واسطے کہ من اور سلوٹی آپس میں ملتے تھے تاکہ ایک کو طعام اور دوسرے کو سالن ٹھہرایا جاوے القصہ بنی ہر مثل ہمیشہ کھانے اس طعام کے سے عاجز آئے اور کہا کہ فاذع لکٹ پس عاکر واسطے آسانی ہماری کے ہر ایک یعنی رب اپنے سے کہ جس میں پرورش اور عنایتیں اسکی متوجہ تیرے حال پر ہیں اور تیرے طفیل سے ہماری بھی پرورش فرماتا ہے اور اس اضافت میں بھی بویگانگی کی آتی ہے کہ انھوں نے فاذع لکٹا لکٹا کہا خیر ج لکٹا یعنی تاکہ کھانے واسطے کھانے ہمارے کے نہ اسباب ظاہری کے مثل جو تینے بولنے اور پانی دینے وغیرہ کے واسطے کہ یہ چیزیں حالت سفر اور سرگردانی اور مقام مقام کوچ کرنے میں ممکن نہیں ہیں چاہیے کہ بطریق خلاف عادت کے جیسا کہ من اور سلوٹی آسمان سے برستا ہے جو وقت لشکر ہر کسی جگہ پہنچے اس جگہ موجود اور تیار ہوں صیغۃً لیت الارض یعنی ان چیزوں سے کہ آگاتی ہوں ان کو زمین میں بقیہ یعنی ساگ اور سبزی اپنی سے مثل خرفہ اور پالک کے کہ اسکو اسفانخ کہتے ہیں اور مثل تھنی کے کہ اسکو تاجکہ کہتے ہیں اور مثل سویہ کے کہ اسکو شمت کہتے ہیں اور سبزی یعنی ترکاری کھانے کی دو قسم ہے ایک قسم وہ ہے کہ اسکو کچا کھانا بھی رائج اور متعارف ہے مثل پودینہ اور دھنیہ اور اجودہ اور ترہ تیزک اور گدے کے اور اس قسم کو احرار البقول کہتے ہیں اور دوسری قسم یہ ہے کہ اسکو بجا کر کھاتے ہیں اور کچا نہیں کھاتے مثل تھنی اور پالک اور سویہ وغیرہ کے اور ساگ اور سبزی کو طلب کرنے میں اس واسطے مفہوم کیا کہ جو چیز وقت نہ ملنے

نقصانی

بجانب

فصل پنجم در بیان احوال و حال

جنگجو کرنا ہو

ایک نیا نیا جہان

پیشکش کی جاتی ہے



معاف فرما

مفتی جلیل

روسی ہندو

میں نے کہا

تاریخ

تفسیر غزالی

بن دینے زب
کی طرف دون
جانتا ہی ہے
دشوار اور آسان
بی بیس رہا کہ
جب ہمارے پاس
اللہ کی کائنات
آئین تو ہے ہمارا
ان لیا۔ س
ہمارے رب
تو ہم پر کدے
خود و سوار
مقام طلب کرنے
والوں کے خوف
میں اب تو ہمارے
پس اس کے لیے
کہ ہمارے

کھانے کے سریع النفع ہونے میں سے یہی جنس ہے کہ تنہا کھائی جاتی ہے بے انتظار
دائے اور غلا و رسوہ کے خصوصاً احرار البقول کہ انہیں حاجت جو ش دینے اور نہ کٹانے کی بھی نہیں ہوتی ہے
اور نقد سود اور وقت کا بچا یعنی اور خیار اس زمین کا خواہ خیار دراز ہو کہ اسکو ہندی میں لکڑی کہتے ہیں
یا چھوٹا خیار ہو کہ اسکو کھیر کہتے ہیں اور یہ جنس بھی کچی کھائی جاتی ہے اور قائم مقام عزہ کے ہوتی
ہے اور پکا کر بھی بطریق سالن کے استعمال کرتے ہیں اور نفع عمدہ ظاہر میں بھی اور دفعہ
یعنی اور گیہوں اس زمین کے سے کہ نفع اسکا محتاج طرف پسینے اور پکانے کے ہو و قد کما
یعنی اور سور اور کسی سے کہ روٹی کے ساتھ سالن کے کام میں آتی ہے اور اسکے دانہ کو حاجت
چھیلنے کی بھی نہیں بلکہ لذت بن چھیلنے کی زیادہ ہوتی ہے بلکہ نسبت چھیلے ہوئے کے بخلاف
اور دانوں کے مثل چنے اور ماش وغیرہ کے کہ اکثر اونحو حاجت طرف چھیلنے اور صاف
کرنے کے پڑتی ہے و قد کما یعنی اور پیاز اس زمین کی سے کہ بسبب خوشبو اپنی کے صلاح
تمام سالنوں کی کرتی ہے اور آپ بھی بعضے وقت سالن کی جگہ استعمال میں آتی ہے۔ اور
بعضے مفسرین نے صحابہ میں سے قوم کو بس کے معنی میں لیا ہے فصل کی مناسبت کیواسطے
اسواسطے کہ اصل میں یہ کلمہ قوم کا نوم تھا تا کہ اسے بدل کرتے ہیں اور بالعکس بھی جبکہ کہ
خروج اللہ لوین خروج اللہ لو کہتے ہیں اور جدت کہ معنی قبر کے ہے اسکو جدت بول دیتے
ہیں اور اگر اس طرح نہ کہیں پس قوم کہ خاک کے ساتھ ہوا اسکے معنی فقط گیہوں کے ہیں اور جو بن ثقی نے
کہا ہو شہر قد کنت احسنہ کا عین واحد۔ قدم اللہ دینہ عن ذراعتا قوم اور عرب جج
مقام طلب کرنے نان گندم کے کہتے ہیں کہ قوم اللہ ای اخنہ والنا من الحنطة یعنی پکا قوم و سوار
ہمارے روٹی گیہوں کی اور اتصال اسکا عرس کے ساتھ اور جد کرنا اسکا اصل سے بھی دلالت
اسی بات پر کرتا ہو کہ فاسمیں اعلیٰ ہے اور معنی گیہوں کے ہے البتہ اسقدر ہے کہ قرأت عید اللہ
میں خود کی میں و نوٹھا بجای و نوٹھا کے کیا ہے اور اس قرأت میں اس کے ہی معنی میں ابوبکر بن
ابی الدنیاء بن عباس سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے قرأت بہتر میرے نزدیک قرأت
زید بن ثابت کی ہو مگر تولاہ حروف بن قرأت ابن خود کی اختیار کرتا ہوں انھیں میں سے
بقلم خود لکھا و نوٹھا ہے۔ اور ظاہر اسباب اختیار کرنے اس حدیث کا ابن مسعود وغیرہ کی

۴۶۹

قرأت میں سے سبب ایک شیعہ کے ہو کہ انکی خاطر میں گزرا ہو اور وہی شیعہ ایک جماعت پچھلے مفسرین کے
میں میں بھی آیا ہے اور وہ یہ کہ پہنچ آخر اس آیت کے ان کھانوں کو ادنیٰ اور خیر میں ہے جو ہی اس
نے طلب کو تھا اور سال درخیا اور مسورا و پاز نیچی ردی کھانوں میں سے ہیں اور گیموں کا وہ ناچون
سے ہے اسکو ردی کھانوں میں کیونکر داخل کیا جاوے پس سوائے اسکے نہیں کہ اس جگہ بدل
نا ہے ہوا اور اصل کلمہ ہمیں پس کے ہے کہ ردی ہونا اسکا پوشیدہ نہیں۔ اور حل اس شیعہ کا
یہ ہے کہ جو ہر گیموں کا فی نفع بلاشبہ اعلیٰ اناجون میں سے ہے لیکن جب سال در پاز
اور مسورا و کلڑی سے کھائی جاوے ادا ہے ہو جاتا ہے اسواسطے کہ اعلیٰ اور ادا ہونا
گیموں کا تابع سالن کے ہو گیا ہو اگر نفیس ہو تو نفیس ہوتا ہے اور اگر خیس ہو تو خیس ہوتا ہے
اسی واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے جواب میں قال انکم کثیر لکون الذی اوتو
اے یعنی فرمایا کہ یا چاہتے ہو کہ بدل میں لے لو اور چیر کو کہ وہ ادا ہے قہد میں بھی اور قیمت میں بھی اور
فائدہ اور نفع کی جہت سے بھی اور مزہ اور لذت کی جہت سے بھی بالذی اھو خذو۔ یعنی
بعض اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے باعتبار ان وصفوں کے اور ہر چند کہ یہ بدل لینا فی نفع
آگاہ شرعی نہیں اسواسطے کہ سوارنا مزہ کا حلال چیزوں سے ہے لیکن اخیر میں بہت ہمتی
اور کرم و صلیکوں طرف دنیا کے بدل آخرت کے اور احتیاج کر کے شریعت تنوہ کے بدل شریعت
مقبولہ کے کیجئے گی اور اسی قیاس پر ہر محل میں بہت اور نیچے کرنا عادت تمھاری ہو جاوے گی اور
عالی ہوتوں کے کام سے باز ہو گے پس میں عرض اس مطلب کی جناب الہی میں نکروں گا کہ یہ مطلب
قابل عرض کے نہیں اگر تم باوصف تنبیہ و رحمت لانے کے اوپر طلب در خواہش ان کھانوں کی دی
اکی اصرار رکھتے ہو پس علاج اسکا یہ ہے کہ اھبط اھضیٰ یعنی اترو کسی شہر میں شام کے
شہروں میں سے اور مراد اس صر سے صرغون کا نہیں اسواسطے کہ جو مصر نام شہر معین کا ہے
وہ غیر منصرف ہو توین اس صر کا وہ داخل نہیں ہوتی ہے مہم کی قرأت میں جیسے کہ فرمایا ہے
لیس لی ملک مصر وقال ادخلوا مصر ان شاء اللہ منین۔ اگرچہ موافق قاعدہ ہست
اور اند اسکے کہ منصرف پڑھنا بھی اسکا جائز ہے جیسا کہ کتابوں وغیرہ میں مذکور ہو قال لکھ
یعنی پس تحقیق واسطے تمھارے مہر ہو گا اس شہر میں ما سکا لکھ یعنی وہ چیز کہ سوال کی ہے تھے

تقسیم کر چکی

سوائے اس پر
کوئی خدا نہیں
جاننا انوں سے
ہمان میرے لیے
مٹی کی اینٹیں
الگ ہیں پاک اور
میرے لیے اور
علیٰ تبارک و تعالیٰ
موسیٰ کے رب کا
پارسل جہاں
میں تو پہنچا
جاننا انوں اور
فرعون اور اسکا
لشکر نے ناحی
رکھ کر کی اور یہ
سمجھ گے کہ وہ اب
ہو اللہ نہیں

م
مسور اور پیرا وغیرہ سے بغیر حاجت دعا کسی کے اور محکوم لائق نہیں کہ ایسا سوال جناب الہی میں
کروں پس بنی اسرائیل کو ہمیشہ میلان اور رجوع طرف پستی اور کم ہمتی کے لازم رہا جب تک کہ آدمی
عالی ہمت اور بڑے حوصلے والے انہیں موجود رہے مثل حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون اور
حضرت یشع اور اور انبیاء عالی قدر کے اور ان نبیوں کے حکم غالب ہے بہت ہمتی انکی ہفتد تاثیر
نہیں کرتی تھی اور جب یہ لوگ عالی ہمت ان میں نہ رہے خلعت دی کہ طبیعت انکی میں مانی
ہوئی تھی اُسے ظہور کیا اور کام ذلیل لوگوں کے اختیار کیے اور خواہش طرف کھینچی اور بوسے جنت
کے کی اور رعیت گری اختیار کی اور جہاد اور لڑائی کھار سے اور چھین لینے شہر و دیں کے
دین کے دشمنوں کے ہاتھ سے دل چھپایا یہاں تک کہ مانند زمینداروں اور کھیتی کرنے
والوں کے ملکہ اور ذلیل ہوئے اور وجاہت اور دہرہ باقی نہ رہا اور اس قدر بے بعد غالب ہوئے
جاووت کے انکے اور اور بعد حادثہ نجات نصر اور سنجاریب کے کمال منسوخ پیدا کیا و حضرت
علیہم السلام ﷺ یعنی اور مانند خیر کے مارے گئے اور بڑے ذلت اور فقر و ذلت میں بہت سے
کہ ہمیشہ زیر دست مسلمانوں اور نصاریٰ کے رہے ہیں اور خود حاکم کسی جگہ کے نہیں رہے ہیں
اور محتاج میں واسطے رہے ہیں کہ سبب بھرنے تاوان اور مصادرات اور ادا کرنے جزیرہ اور عشر
وغیرہ کے خیرچ انکا زیادہ آمدنی سے رہتا ہی اور اگر کبھی کسی کو ان میں سے تو نگری بھی حاصل
ہوتی ہی پھر بھی باعث خوف مصادرات اور پکڑ یا دشاہی کے اپنے نہیں مانند مغفلوں
ناچیس کے پہننے اور کھانے میں ٹوٹا حال ظاہر کرتا ہی تاکہ حکام اُسکو مالدار جانکر مال انکا کسی جیلہ سے
نہ چھین لیوں اور یہ ذلت اور فقر و ان کا برابر ذلت اور فقر مسلمانوں کے نہیں اس واسطے کہ مسلمانوں کو
اسکے صبر کرنے پر خوشنودی خدا کی اور بلند ہونا درجوں کا حاصل ہوتا ہی اور سبب و غول بہشت کا
اور تخفیف حساب کا ہی اور انکو یہ بات حاصل نہیں بلکہ سبب اس ذلت اور فقر کے زیادہ تر نقصان
آتی سے دور پر سے و باؤ یعنی پھر سے اُس تہ بلند سے کہ بظیف انبیاء اور صلحا کے انکو حاصل ہوا
طرف ذلت اور فقر ذاتی اپنے کے جیسا کہ کوئی سفر سے اپنے گھر کی طرف پھر تا ہی نہ نصیب
من اللہ یعنی ساتھ پھندہ کے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب انکے ہوا کہ تہ انکے اپنے اور فرمایا
اور لطف اور عنایت ظاہری اور باطنی اپنی اُسے باز رکھی اور اسی سبب سے ہے کہ کفر

انکی جہالت میں بیٹھ گیا ہی اور ایمان انکو ہرگز نہیں ہوتا ہی اور یہ حالت قبیحہ کنگوچہ اسی سبب سے
 لاحق نہیں ہوتی تھی کہ طعام زمین کا آسمان کے طعام سے بدل لیا اور گستاخیان اور ملے اوبیان کہ
 حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ان سے صادر ہوتی تھیں بلکہ ہمیشہ سے ہی حال انکار اور استدوا و جمل
 ہوتی رہی اور اعمال کے لئے اور گناہ سخت ان سے صادر ہوتے تھے اور اسی سبب سے یہ لوگ سختی اس
 خرابی کے سبب جیسا کہ فرماتے ہیں ذلک یعنی ذلت اور فقر غضب الہی کے ساقط نہ ہوا تھا
 یا کھمہ کا کٹا ایکھڑون یا نہایت اللہ یعنی سبب اسکے ہو کہ وہ انکار کرتے تھے ساتھ آیتوں
 خدا کے اور آیتیں کہ تورات میں مخالف خواہش نفس ان کے کہ ہوتی تھیں انکو نہ مانتے تھے اور تفسیر
 تحریف لفظی یا معنوی کرتے تھے اور آیتوں صحیفوں و سکرانیوں کا اور زبور اور انجیل کا بھی اسی
 طریق پر انکار کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن کی آیتوں کے بھی منکر ہوئے اور جو آیتیں روشن کہ ہر مغیر کے
 ہاتھ سے سچ و سچ کی جنس سے ہوتی تھیں انکو نسبت طغی و سحر اور کہانت اور استدراج کے کرتے تھے اور
 یقین نہیں رکھتے تھے وَ یَقْتُلُونَ النَّبِیِّیْنَ یَعْنِی اوقتل کرتے تھے مغیرون کو جیسا کہ حضرت شیخ
 اور حضرت نے فرمایا اور حضرت یحییٰ کو قتل کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے گمان میں دہر پر کھینچا اور پیغمبر
 آخر زمان کو سحر کیا اور زبور اور انجیل کے اسے جو اسکے اس نفس مبارک کے قتل کرنے کے واسطے کام میں
 لائے اور حدیث شریف میں کہ اسکا امام احمد نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے وار دہو ہے کہ
 اشبد الناس ابابجل قتله بنی او قتل نبیا و امام ضلالہ و مثل من المشکین یعنی سخت تر
 باعتبار خطاب کے اور آدمیوں سے وہ شخص ہو کہ شک و پیغمبر قتل کیا ہو یا اسے کسی پیغمبر کو قتل کیا ہو
 یا پیشوا اگر اسی کا گزرا ہو کہ سبب اغوا اسکے بہت آدمی گمراہی میں پڑے ہوں یا تعویذ بنانے والا
 جائدار کی پس بیچ حق ان لوگوں کے سبب غضب کے شدت تمام جمع ہوئے تھے کہ کفر بھی کرتے تھے
 اور قتل بھی کہ وہ بھی بعد کفر کے سبب کبیرون سے بڑا کبیروہ اور قتل کی قسموں میں سے جو کہ
 بہت بدتر ہے اختیار کرتے تھے یعنی قتل کرنا پیغمبر کا کہ امین موقوف کرنا ہدایت کا کہ خدا کی طرف سے
 تھی اور ناشکری سبب بہتر قسموں کی اور بند کرنا و ازہ فیض کا ہے کہ نفع عام کی اس سے تھی
 اور وہ ہی تفسیر الحق یعنی بغیر سبب شرعی کے ان کے گمان میں بھی اس واسطے کہ فی نفسہ
 قتل پیغمبر کا بلا موجب شرعی کے ہوتا ہے لیکن کبھی سبب شبہ کے کہ منکر کے ذہن میں

نہیں چھپا

جس کو

جس سے

جس سے

جس سے

جس سے

جس سے

جس سے

جس سے

جس سے

جس سے

جس سے

جس سے

جس سے

تفسیر خلیل

ہو تبہ ناسحق ہونا اسکے نزدیکی یقینی نہیں ہوتا ہے اور اس جگہ اس قسم کا شبہ بھی تھا دیدہ و
دانستہ مارتے تھے اور اگر کسی کو استیفاء داس بات کا خاطر میں گزرے کہ وہ بھی آخر اہل کتاب تھے
اور دعویٰ ایمان کا اور حضرت موسیٰ اور پیغمبروں کے کرتے تھو ان سے یہ کیونکر ہو سکے کہ پہلے
موجب شرعی اور بغیر شبہ کے اوپر کفر صریح اور رائے پیغمبروں کے پیش دستی کریں کہتے ہیں ہم
ذالک بما عاصو یعنی یہ جرات انھی اوپر کفر کے و قتل کرنے پیغمبروں کے اس سبب تھی کہ ناظراتی
کی آنھوں نے پیغمبروں کی اور آہستہ آہستہ خصلت نافرمانی کی بیچ ان کے حکم ہوئی اور گناہ کرنے
میں ایک و مرتبہ پر کفایت نہیں کرتے تھے کہ جلدی تدارک لے سکا ساتھ تو بہ اور ندامت کے ہو سکے
بلکہ گناہ میں کمال مبالغہ رکھتے تھے و کاذبا یعتدقونہ یعنی اور تھے وہ کہ تجا و ز حد سے
کرتے تھے بیچ گناہ کے پس گناہوں کو بہتر جانتے تھے اور جو کوئی ان کے تین گناہوں کے منع اور
تنبیہ نہ کرتا تھا اسکو دشمن سمجھتے اور جو آیتیں الہی کہ دلالت اور برقاہت ان گناہوں کے کرتی تھیں
تاویل باطل سو دفع کرتے تھے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ پیغمبروں کو کہ جو گناہوں کے منع کرنے
میں مبالغہ کرتے تھے مار ڈالا اور کتاب الہی کی آیتوں کا صریح انکار کیا اور یہ شامت گناہ کی
ہو کہ آہستہ آہستہ اعتقاد میں بھی فتور لگتا پھر اور تبدیل پیدا کرتا ہو اور اسی واسطے علماء اور ربانی
گناہوں کی مذمت اور لذت اور عادت پکڑنے انھیں سے نہایت تاکید کے ساتھ منع کرتے
ہیں کہ رفتہ رفتہ اچھا معلوم ہونا گناہوں کا اور بُرائی اسکی جو اس کو منع کرے دل میں بیٹھ جاتی
جس طرح ہر ایک خیر کو نوبت پہنچ جاتی جو کہ شرع کے حکموں کو بھی مکروہ جاننے لگتا ہے
اور کفر کی حد کو پہنچاتا ہے جیسا کہ کہا ہے من تہا دن بالآداب عوقب بجرمان السنۃ ومن
تہا دن بالسنۃ عوقب بجرمان الفرائض ومن تہا دن بالفرائض عوقب بجرمان المعروف فیہ
جس نے خفیت جانا ادب کی باتوں کو عذاب یا جاوید گناہاتہ محروم ہونیکے سنت سے اور جس نے خفیت
جانا اور سستی کی سنت سے عذاب یا جاوید گناہاتہ محروم ہونے کے فرضوں سے
اور جس نے سستی کی فرضوں سے عذاب یا جاوید گناہاتہ محروم ہونیکے معرفت سو باقی ہی اس جگہ کئی
سوال کہ حاجت جواب کی رکھتے ہیں اول یہ کہ بنی اسرائیل نے کہا تھا کہ ہم اوپر ایک قسم کے کھانوں کو
صبر کرنے کے ہمارے ذائقہ بدلے اور تعین طبیعت کے واسطے دوسرا کھانا زمین کے کھانوں کی جنس سے

اور کسی قرآنی
بھیلاؤ یا ایسی
فرضوں کے لوگوں
میں جو دنیا بامان
پہنچا دی ہوئے خدا کا
کیا ایسا تعین کر دے
ذائقہ بدلے دے گا
ایسی آیتوں سے
نہایت عذر و ہلاک
ب کی طرف سے
بھی لایا اور وہ قیود
ہو گا تو ایسا تعین
پہنچا دیں اور وہ کچھ
توفیق سے فائدہ
وہ طے کرانی ہو
خدا سے نہیں

ہمارے ذائقہ بدلنے اور قرض طبیعت کے واسطے دوسرا کھانا زمین کے کھانوں کی جنس سے چاہئے کھلایا پس مدعا
 اد نکایہ تھا کہ ہمراہ من اور سلوی کر کوئی کھانا دوسرا زمین کا بھی آنا ہے نہ کہ من اور سلوی
 مطلق موقوف ہو جاوے اور اس کے بدلے میں طعام زمین کا عتار ہے پس غرض انکی جمع کرنا
 دونوں کھانوں کا تھا نہ استبدال ایک کا ساتھ دوسرے کے کلام اُنکے کو استبدال کے اوپر
 کس واسطے حمل فرمایا اور اس طرح کیوں اُنکو کہا کہ استبدال لون الذی ہوا فی بالذی
 ہوا خیر جواب اسکا یہ ہے کہ جب انہوں نے ناخوشی اپنی طعام آسمانی سے بیان کی اور
 یہ بھی کہا کہ فاجع لئلا ربک یخسح لنا حاتمیت الارض من بقہا و قناتھا الخ
 اس سے صریح معلوم ہوا کہ وہ بعد اسکے یا طعام آسمانی کو مطلق نہا دینگے کہ اُس سے عاجز آؤں
 یا بعد رشک میری کہ کھبا دینگے بلکہ طعام زمینی سے شکم سیر ہوئے اور یہ بات ظاہر ہے کہ شکم آدمی کا
 سوائے اندازہ کے زیادہ غذا کھاتا نہیں سکتا ہے جو قوت تہوڑا سا ایک کھانا کھاتا ہے دوسرا
 کھانا اس قدر کم کھا دیکھا پس تبدیل ادنیٰ کی عوض اعلیٰ کے لازم آئی گو جتنے کھانے میں ہوا اور
 اگرچہ لفظ تبدیل کما انہوں نے فقیر کا بیان کیا دوسرا سوال یہ ہے کہ ہبوط لغت میں نیچے آنا بلندی و طرف
 پستی کے ہے سفر سے شہر میں آنا کیونکہ ہبوط کس واسطے فرمایا کہ اھبطوا مصر اجاب اسکا یہ ہے کہ شہر تک سفر
 میں ہونا ہے سوارین کے اوپر سوار ہونا ہوا اور مال اور اسباب اونٹوں کی پشت پر یا چمچ و دیر لایا ہوا ہو یا
 اور جیسے ڈیرے ہی چوبائو پر رکھے ہوئے ہوتے ہیں اور جب شہر میں پہنچتے ہیں ان سبکو بلند دی سے
 طرف پستی کے نقل کرتے ہیں اور آپ بھی سواری سے نیچے اترتے ہیں اس سبب سے سفر سے شہر میں
 آنا ہبوط یا ہبوطی ہی تھا کہ علوی سے طرف پستی کے انتقال کرتے تھے اور مرتبہ بلند طعام آسمانی
 کے سے طعام زمینی کی پستی میں نزول کرتے تھے پس استعمال لفظ ہبوط کا بہت مناسب ہوا دوسرا سوال
 یہ ہے کہ اس سورۃ میں دقتلون النبیین بغیر الحق فرمایا ہے اور لفظ حق کو مؤثر
 بالکلام کر کے لائے اور سورۃ آل عمران میں بغیر حق ارشاد فرمایا ہے لفظ حق کو نکرہ کر کے لائے
 جواب اسکا یہ ہے کہ حق مندرجہ نزدیک تمام اہل کتاب کے کہ جس کے سبب سے آدمی کو قتل کیا جاوے
 ایک ان میں حیرت میں سے ہے مرتد ہونا یا قتل نافرمانی کرنا یا ترنا بعد محض ہونے کے یعنی مائل یا علی کج والا

تفسیر خلیلی

ترجمہ تفسیر عزیزی
 کھانا کھانا
 کھانا کھانا
 کھانا کھانا

کھانا کھانا
 کھانا کھانا
 کھانا کھانا

کھانا کھانا
 کھانا کھانا
 کھانا کھانا

کھانا کھانا
 کھانا کھانا
 کھانا کھانا

کھانا کھانا
 کھانا کھانا
 کھانا کھانا

کھانا کھانا
 کھانا کھانا
 کھانا کھانا

کھانا کھانا
 کھانا کھانا
 کھانا کھانا

کھانا کھانا
 کھانا کھانا
 کھانا کھانا

کھانا کھانا
 کھانا کھانا
 کھانا کھانا

کھانا کھانا
 کھانا کھانا
 کھانا کھانا

کھانا کھانا
 کھانا کھانا
 کھانا کھانا

تفسیر خلیلی
بعد از آن که
در این باب
مذکور است
که خداوند
تعالیٰ فرمود
که من این
کتاب را بر
بنی اسرائیل
نازل کردم
و این کتاب
را بر هر
کس که ایمان
آورد
و عمل صالح
کرد
مستحق
پاداش
خداوند
تعالیٰ
فرمود
که من این
کتاب را بر
بنی اسرائیل
نازل کردم
و این کتاب
را بر هر
کس که ایمان
آورد
و عمل صالح
کرد
مستحق
پاداش
خداوند
تعالیٰ

زنا کرے پس اس جگہ کہ حق کو معذکر کے لائے اشارہ طرف حق معلوم کیے ہے اور سورہ آل عمران میں کہ حق کو نکرہ کر کے لائے غرض یہ ہے کہ کوئی حق نہ تہا نہ یہ حق معلوم اور نہ حق دوسرا اُس کے زعم میں اور درج فرق کی کہ اس سورہ میں خاص حق ذکر کیا اور اس سورہ میں عام یہ ہے کہ اس جگہ خاص ذکر بُرائی بنے اسرائیل کا کیا ہے کہ وہ اہل کتاب تھے اور اُن سے قتل نبیوں کا ناحق سرزد ہونا نہایت قبیح ہے بخلاف سورہ آل عمران کے کہ اس مقام میں کلام خاص ساتھ فسقہ بنی اسرائیل کے نہیں بلکہ بطریق عموم کے قاعدہ کلیہ ارشاد ہوتا ہے اُس جگہ ذکر کرنا حق خاص کا بلا وجہ ہے اور ہر چند کہ اصرار کرنا اور پکارنے کے کفر کی طرف لیجا تا ہے جیسا کہ فرقہ یہود میں یہ بات پائی گئی لیکن اگر ایمان ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے درست کر کے لا دین تمام کفر کی قسموں کو محو کر دیتا ہے اور مشابہت ہے اور اگر عمل صالح ہی ایمان کے ساتھ لمجا دے تو تمام اقسام کفر اور غم کے دور کرتا ہے پس کوئی کافر اور گنہگار بعد ایمان لانے کے قبول ہوئے ایمان اور توبہ پائی ہے مایوس نہ ہو دے چنانچہ فرماتے ہیں رَانَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی تحقیق وہ آدمی کہ ایمان لا چکیں ساتھ زبان کے اور دل سے اس دین کو سچا نہیں جانتے ہیں ہر چند کفر کا بہت مذموم ہے اس واسطے کہ باوجود کفر کے ارادہ فریب دینے خدا اور رسول کا بھی کرتے ہیں چنانچہ ابتدا سورہ میں بُرائی حال اُٹھائے گزری وَالَّذِیْنَ هٰذَا یعنی اور وہ لوگ کہ یہودی ہوئے ہر چند کہ بُرائیاں اُنکی بھی معلوم ہیں اور اعتقادوں اور اخلاق میں حد سے زیادہ ہیں چنانچہ بڑا کفران کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو جسمانی اوپر صبرت انسان کے اعتقاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر چند ذات باری تعالیٰ کی حیثیت سے پاک ہے لیکن تعلق اُس کا جسم کے ساتھ ضرور ہے ہرگز بغیر جسم کے نہیں رہتا جو اور وہ جسم کہ اس کو لازم ہے جسم مثالی اور نورانی ہے مانند شعاع کے کبھی جمع ہوتا ہے اور کبھی پراگندہ اور اسی سبب سے ہے کہ آواز اور کلام پکار کر کرنا اور طور سینا پر اُترنا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جانا اور بات اپنے سے تورات کا لکھنا اور عرش کے اوپر استوا کرنا یعنی ٹھہرنا اور قرار پکڑنا اور جواز ریت کا کسی جہت میں ہونا اور طوفان نوح کے اوپر رونا اور ہنسی اور اندہ اور غم اور خوشی ذات باری کے حق میں جائز رکھتے ہیں اور ان چیزوں کا ادا کے اوپر اطلاق کرتے ہیں بعد اُس کے نبیوں کے حق میں بدگمانی اور تہمت گناہ کی بھی بہت

تفسیر

دل پر نہ ہونے

سردیاء اور منی

اور غنوں نے

اپنے لوگوں سے

ملا کر کرب

کو دیکھا

برائے اس صرک

مک نہیں ہے

اوسے نہیں جہاں

دھل کے ہے

چلتی ہیں کیا نہیں

دیکھتے ہیں اس

شخص سے اچھا

ہوں تو ذلیل ہے

اور بات مک صاف نہیں

بول سکتا ہے اگر وہ چاہے

سیل کو توڑ دے

(مخ)

لائی ہیں کہ کان بستے اُن کفریات کے سے کمال متفر کرتے ہیں اور یہ دونوں فرقہ معاد کے حال میں بھی کفر اختیار کرتے ہیں اکثر یہودی کہتے ہیں کہ جو کچھ تورات اور زبور اور دوسری کتابوں آسمانی میں عید اور خوف دلانا لکھا ہو پھر مذکور ہے محض واسطے اور لوگوں کے ہے سوائے فرقہ بنی اسرائیل کے کہ انکو بسبب شفاعت اُبا اور اجداد اپنے کے کہ بڑے بڑے نبی ذی قدر گزرے ہیں اندیشہ نہیں اور کسی طرح کا خوف اُس عید سے نہیں رکھتے ہیں اور اکثر نصاریٰ کہتے ہیں کہ مقدمہ جزا اور دار و گیر حساب دن قیامت کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہوگی بلکہ دن جزا کا محض حضرت عیسیٰ کے ظاہر ہونے کا دن جانتے ہیں اور اسی جہت سے کمال تسلی رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے تابعین کو بغیر پریشی کے بہشت کی نعمتوں سے سرفراز فرما دیں گے وَالْقَبَائِشِیْن یعنی اور بے دین کہ سایہ کسی دین آسمانی کے مفید نہیں ہیں اور خلاصہ مذہب اُنکے کا یہ ہے کہ آدمی کو سعادت حاصل کرنے میں کسی پیغمبر یا مرشد کی حاجت نہیں روحانیات کہ آسمانوں اور عنصر و ادویہ ثلاثہ کے واسطے مدبر ہیں اور نئی تکمیل اور پرویش کے واسطے کفایت کرتے ہیں لیکن آدمی کو چاہئے کہ روحانیات سے مناسبت پیدا کرے تاکہ فیض اُسے یوسے اور طریق مناسبت پیدا کرنے کا ساتھ روحانیات کے یہ ہے کہ اُنکے نام پر سیکلین اور شکلیں بنائی جادین اور اُن بتوں کی کمال تعظیم بجالائی جاوے اور اُن روحانیات کے نام اور وصف لکھی رو برو اُن بتوں کے بیان کے جادین اور اسی سبب سے بعضی لوگ اس فرقہ میں سے اقطاب اور جادو اور ستاروں کو سجدہ کرتے ہیں اور بعضے انہیں سے ان ستاروں کے نام پر صورتیں تراشتے ہیں اور اُسکو قبلہ اپنا بتاتے ہیں اور کلدانیین ایک گروہ ہے انہیں سے انکی پہلی دیش تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اُنکے مقابلہ کے واسطے بھیجے گئے اور فرقہ حرانین اور بابادیان کا کہ انہیں میں سے بعضے بزرگوں اپنے کو پیغمبر جانتے ہیں اور اکثر صاحبین تین وقت نماز پڑھتے ہیں اور جنابت سے غسل کرتے ہیں اور میت کی ہاتھ لگاتے ہے بھی غسل واجب جانتے ہیں اور کہا نا گوشت گد چو کا اور گئی کا اور پنجہ گیر جانور دن کا پرندوں میں سے حرام جانتے ہیں اور اونٹ اور کبوتر اور بیل اور باقلا اور مار ماہی وغیرہ کو بھی حرام جانتے ہیں اور مشرب کا پینا جائز کرتے ہیں لیکن مستی کو مشرب سے ہوا سکو حرام جانتے ہیں اور ختمہ کو بھی حرام جانتے ہیں اور طلاق بغیر حکم حاکم کے درست نہیں

کہ جبکہ ایمان بجا اور معاد کے ساتھ کماحقہ نصیب ہوا بخیر رسولوں اور فرشتوں اور کتابوں کے لیے
 نہیں ہوا اور محض ایمان ہی ساتھ مباد اور معاد اور وسائط کے ہر چند کہ بیچ امید نجات کے تاثیر
 عظیم رکھتا ہے لیکن واسطے نجات کلی کے چیز دوسری بھی چاہئے جیسے کہ فرمانے ہیں **وَعَلَىٰ صُلَاحِهَا**
 یعنی عمل کیا عمل شائستہ اور عمل شائستہ میں یہ بات ضرور ہے کہ ناسخ کو نئے یوسے اور منسوخ کو
 ترک کرے اور احکام الہیہ کو بیچ مقابلہ مصلحتوں عقلی کے ترجیح دے اور جب ہر ایک گروہ نے
 ان چاروں گروہوں میں سے ایمان درست کیا اور عمل اس قاعدہ کے ساتھ بجالائے **فَلْيَهْدِ**
اَبْرَهُمْ یعنی پس واسطے اُنکے ہے اجر کامل اُنکا کہ اگر ابتدا سے اس وقت تک اوپر اُنکے مداومت
 کرتے بھی اجر پاتے **عِنْدَ رَبِّهِمْ** یعنی نزدیک پروردگار اُنکے کے کہ ایمان اور عمل ان کی
 تربیت فرماتا ہے اس حد تک کہ ایمان ایک لمحہ اور عمل صالح ایک ساعت کے کو مثابو الاکفر
 اور فسق تمام عمر کا کرتا ہے اور اُس ایمان اور عمل صالح ایک ساعت کی کو سبب حسن تربیت
 اوی کے موافق ایمان اور عمل صالح عمر بھر کے پہنچاتا ہے پس کمال مہربانی اور رحمت اُسکی
 بندہ کے حال پر ہے کہ تہوڑی سی نیکی پر ثواب تمام عمر کی نیکی کا عنایت کرے **وَكُلَّا حَقٌّ عَلَيْهِ**
 یعنی اور نہیں ہے خوف اوپر اُنکے تاثیر پہلے کفر کی سے کہ مبادا موجب نقصان اجر کا
 ہو دے اسواسطیکہ سبب عنایت او سیکے پچھلے عمل اُنکے نے بعض عمر کے ایمان کو برابر
 ایمان تمام عمر کے کیا **وَلَا تَهْتَفُ بِحُزْنٍ** یعنی اور نہ وہ غم ناک ہو وین گے سبب فوت
 ہونے عمل صالح کے کہ ایام کفر میں اس عمل سے محروم تھے اسواسطیکہ عنایت الہی اور پرورش
 اُسکی سے پچھلے عمل نے تدارک پہلے کا بھی کیا باقی رہا اس مقام میں ایک سوال کہ جواب اُسکی
 حاجت ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سورہ میں ذکر نصاریٰ کا صائین کے ذکر پر مقدم فرمایا ہے اور سورہ حج
 میں صائین کو اوپر نصاریٰ کے مقدم کیا ہے اور سورہ مائدہ میں نطق صائین کو مقدم فرمایا ہے
 اور تقدیر امروضا اسواسطیکہ تقدیر کلام کی اس جگہ اس طرح ہے کہ **وَالصَّابِقُونَ** کے ذلک یعنی
مِنَ اٰمِنٍ بِاللّٰهِ الْخَيْرَانِ اللہ ان اُمنی والذین ہادوا والنصارے کی ہے اور صابقوں کی
 خبر محذوف ہے یعنی کہ نگ پس تقدیر میں صابقوں پیچھے ہو گیا اور باعتبار لفظ کے نصاریٰ سے
 مقدم ہے وجہ اس تفتین عبارت اور جدا جدا لانے کی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ کلام اس سورہ میں

تفسیر عزیزی
 منہ جہد و توفیق
 ربیب
 بنی اسرائیل کے
 بنی مائیکہ مارا دیا
 اور انکی عورتوں کو
 جتنی کھینچے اور ہم
 وزیر و فراد و میں
 موسے نے اپنے
 دو گونے کہا اُنکے
 مردانگو اور مردانے
 اسکی زمین جو جس جگہ
 کو چاہے اُنکا ملک بناوے
 اور خدا
 اور
 ہی سے راہنمون
 ہی سے راہنمون
 تفسیر عزیزی

تفسیر

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

تفسیر خازن

یہ صائب مرتبہ ہے جو نصرائیہ اور مجوسیہ کے آراء و اعمال سے منقول ہے کہ الصائبون قوم من اهل الکتاب یقرون الزبور یعنی صائبون ایک گروہ ہے اہل کتاب سے کہ پڑھتے ہیں زبور کو اور سدی سے منقول ہے کہ الصائبون طائفہ من اهل الکتاب یعنی صائبون ایک گروہ ہے اہل کتاب سے اور قتادہ سے منقول ہے کہ الصائبون قوم یعبدون الملائکۃ ویصلون الی غیر القبۃ و یقرءون الزبور یعنی صائبون ایک قوم ہیں کہ پرستش کرتے ہیں فرشتوں کی اور نماز پڑھتے ہیں طرف غیر قبلہ کے اور پڑھتے ہیں زبور کو آسمان میں جہنا چاہتے کہ جیسے منطوق اس آیت کا دلالت کرتا ہے اور قبول ہونے ایمان اور عمل صالح ہر کافر کے اگرچہ بدتر انوار کفر افسوس کا مرکب ہوا ہو ایسے ہی مفہوم اس آیت کا دلالت کرتا ہے اور نہ قبول ہونے ایسے ایمان کے کہ جن چیزوں کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے بعض چیزوں کے ساتھ انہیں سے ایسا نہ لاوے اور بعضوں کے ساتھ تلاوے بلکہ ایمان جب قبول ہو گا کہ کل ان چیزوں کے ساتھ ایمان لاوی اور اس کے اوپر ہی دلالت کرتا ہے کہ تمام عبادتیں خواہ دینی ہوں خواہ مالی اگر کفر کے وقت اور بغیر ایمان کے کی جاوین مقبول نہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو یہی ارشاد فرمایا تھا جو وقت کہ مسلمان فارسی مسلمان ہوئے تھے اور راہیون نصاری کا حال اور بڑی بڑی سخت عبادتیں اور استدراج ان کے آنحضرت کے رد و بیان کئے تھے اور یہی آیت واسطے تصدیق کلام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نازل ہوئی تھی جیسا کہ ابن جریر کی روایت میں کہ مجاہد سے یہی قصہ مسلمان فارسی کے کہ وہ قصہ بہت طویل ہے مذکور ہے کہ حضرت سلمان نے آنحضرت سے سوال کیا تھا نصاریٰ اور عیون ان کے کا پس آنحضرت نے ان کے جواب میں فرمایا تھا کہ نہیں مرے وہ اوپر اسلام کے اور اسی قصہ میں یہی مذکور ہے کہ بعد سوال ان کے ان ہی یہ آیت اب الذین امنوا الذین ہادوا پس بلایا انھم من مسلمان کو پس فرمایا اتری یہ آیت تیرے ہمراہیوں کے حق میں پھر فرمایا آنحضرت نے جو شخص مرا اور دین عیسے کے قبل اس کے کہ سنا میرے تئیں پس وہ اور غیر اس کے اگر جس شخص نے کہ سنا مجھ کو اور نہ لایا ایمان ساتھ میرے پس تحقیق وہ ہلاک ہوا انقصہ بنے اسرائیل نے اسراستبدال میں نافرمانی خدا کی شروع کی تھی اور آخر کو بے پردہ مخالفت ظاہر کی جیسا کہ پھر عنایت اللہ نے ظاہر ہوئی تھی یا دلائے ہیں کہ قد اخذنا من ثاقب کفر یعنی اور یاد کرو تم اس وقت کو کہ ایسا

نفع دنیا کے کہ ظلیل ہے اُس کی سختیوں کے اٹھانے میں نہایت مشقت کرتے ہو حالانکہ تکلیفات شرع کی عقل سلیم کے نزدیک اُن دنیا کی سختیوں سے بہت مرغوب اور مقصود ہیں اس واسطے کہ اُن تکلیفوں کے اٹھانے میں نفع بہت بڑا ہے پس جب اسلاف اور بزرگوں تمہارے نے جس چیز کو کہ کمال آندہ اور خواہش سے طلب کیا تھا سبب مشکل اور بھاری ہونے کے انکار کیا اور پھر گئے یہاں تک کہ بسبب کھڑے کرنے پہاڑ کے اُن کے سروں پر اُن کو ڈرایا ہم نے اور جد لا چاری اور اگر اہ کو بچا یا تم سے کیا بعد یہ ہے کہ متابعت اور پیروی اس پیغمبر آخر الزماں کی بسبب فوت ہونے رشوتوں اور زردوں اور میانوں کے کہ جاہلوں اپنے سے لینے ہو اور بہیم ہونے ریاست اور مرتبہ اپنے کے ترک کرو اور منکر ہو جاؤ یہاں تک کہ تم کو ساتھ قتل کر لے اور لوٹے اور قید کرنے اور جلا وطنی کے نڈراوین اطاعت اُس کی بجا نہ لاؤ حالانکہ اگر تم تامل کرو متابعت اس پیغمبر کی بھی منجملہ انھیں تکالیف کے سے ہے کہ نیچے اُس پہاڑ کے قبول کی تھیں تھیں اور اسی واسطے تھے کہ نفاذِ فقہ ساتھ عہد لینے کے اور پر عمل کرنے ظاہر توریث کے نکی بھی بلکہ کہا تھا تھیں وَاذْكُرْ مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ یعنی اور یاد کرو تم بار بار اُس چیز کو کہ درمیان اُن تکلیفوں کے ہے قانون اور بیدون اور حکمتوں سے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ تھیں تاکہ ہو دے کہ تم بسبب اس فرس کر اور فکر کے مرتبہ تقویٰ کا حاصل کرو اور مخالفت حکموں الہی کی سے ہر زمانہ میں جس پیغمبر کی زبان سے سنو پرہیز کرو باقی رہا اس جگہ ایک اشکال قوی اور وہ یہ ہے کہ بسبب تکلیفات آئی کی اور اختیار بندوں کے ہے اور زبردستی اور جبر کرنا بیچ قبول کرنے اُن تکلیفوں کے مخالف غرض تکلیف کے ہے اس واسطے کہ منظور تکلیف دینے بندوں کے سے ساتھ احکام اور امر اور نہی کے امتحان اور آوازِ مالش اُنکی ہے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون ان میں سے خوشی اور رغبت اپنی سے مطابق اُس کے عمل کرتا ہے اور کون ساتھ اختیار اور راہ اپنے کے راہ عصیان اور نافرمانی کا چلتا ہے تاکہ موافق اُس کے جزا دیا جاوے اور جس صورت میں زیرِ دستگی لا چاری سے ایک چیز کو دانی جاوے خواہش اور رغبت بالکل سلب ہوتی ہے اور مطیع نافرمان سے جدا نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ یہ بات انسان کی جبلت میں پڑی ہوئی ہے کہ وقت خوف جان اور ہلاک ہونے خاندان اپنے کے ہر چیز کو خواہ مخواہ قبول کرتا ہے اور

نفس غلبی
(اور ان) غلبی
موسے اور فرعون
میں سے ہوا
پتھر ڈالوں کے
کی سختیوں کے
وہ بھی اُس سے
کہ لیکن فرعون
اور فرعون کی نافرمانی
تکلیفوں کے دیگر
(ان) سے بچنا
میں سے ہوا
کہ اُس سے ہوا
اگر تم کو ملے
ہو لے لے لے
فرعون اور فرعون
اسی پر ہوا
کہ مسلمانوں
نے کیا ہے اللہ
پر ہوا

طرف ای بات کو اشارہ فرمایا ہے اور دوسری آیت میں کہ لا اکراہ فی الدین یعنی نہیں زبردستی
 کرتی بیچ دین کے اور ظاہر ہے کہ طور کا اٹھانا ادا کرنے کے ساتھ نہایت مضطر
 کرنا اور زبردستی تو ایسا کہ دانا بنی اسرائیل سے احکام تورات کے اس طرح سے کیا فائدہ رکھتے تھے کہ
 میں قبول کرنا تھا جواب اسکا یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے پہلے اس واقعہ سے خواہش اور رغبت اپنی
 سے بار حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ ایک کتاب جس میں احکام الہی ہوں
 ہمارے پاس لاؤ تاکہ بموجب اُس کے ہم عمل کریں اور اس امر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
 ان سے عہد و پیمان منع فرمایا تھا اور جب وہ کتاب آئی اور احکام اُس کے مخالف خواہش اپنی کے
 دیکھے انکار کیا اور اُس کے قبول کرنے سے سر پھرا پس حقیقت میں انھوں نے عہد شکنی کی اور اپنے
 اقرار سے پھرے بسبب اٹھانے پر اُس کے اُس عہد شکنی سے باز رکھا اور وہ بد عہدی کے ڈرایا پس
 اکراہ دین اور ایمان میں نہوا بلکہ ڈرانا انکا اور ایک حرکت ناشائستہ الکی کے وقوع میں آیا مثل
 قائم کرنے حجاز و تہذیب کے مسلمانوں کے حق میں کہ ہرگز اکراہ کے قبیل سے نہیں تاکہ تکلیف کی
 صحت ہو نہیں کوئی خلل پڑے مثال اسکی یہ ہے کہ کسی شخص نے کسی شخص سے عہد
 کیا ہو کہ جو کچھ اس شادی یا اس عمارت میں تیرا مال حشر حج ہو وہ میرے ذمے ہے اور
 جس وقت فرو جمع اور حشر حج اُس شادی یا عمارت کی ملاحظہ کرے پھر جاوے اور کہے
 کہ اس قدر اپنے ذمہ پر نہیں لو لگا پس یہ حشر عہد شکنی اور بد معا لگی ہے اُس کو تنبیہ اور خوف
 دلانے سے پہلے عہد پر پھر جاوے اور اقرار اول کے ساتھ پورا جاوے اور بعض مفسرین نے
 جواب میں کہا ہے کہ جو کافر ذمی اور معاہدہ ہوا اسکے اوپر جبر کرنا واسطے اسلام کے جائز ہے اور اگر اسی
 اور جہاد اور لڑائی اور راکہ بادشاہ اسلام حریوں کے ساتھ کرتے ہیں تمام اکراہ کے قبیلہ سے
 ہیں پس آیت لا اکراہ فی الدین کی ساتھ آیت قتال کے منسوخ ہوئی اور اکراہ ذمیوں اور
 معاہدوں کا دین کے اوپر کہ حرام ہے اس سبب سے کہ عہد شکنی کرتے ہیں اور عہد شکنی حرام
 ہے اور مخالف اس امر کو بھی ہے کہ دعویٰ و مایہ دینوں یعنی چھوٹے و کم آنکوں ساتھ دینوں اور
 لے پس اس جہت سے ہی اُن کے اوپر اکراہ حرام ہوتا ہے علاوہ اسکے آیت لا اکراہ فی الدین
 نافی اکراہ کی بدو کی طرف سے ہے کہ کوئی بندہ دوسرے بندہ پر اکراہ اور زبردستی نہ کرے

تفسیر خلیلی
 اسے ہاں سے
 غلاموں کا زبردستی
 مت آنا اور دیکھو
 مفسرین کے بیان
 دے متا الذکر
 نے موٹے اور نیک
 چائی پر مبنی
 سر غم اپنے لوگوں
 کے واسطے مہربانی
 سمجھنا اور اپنے
 اپنے کلمات
 قلب کی طرف باؤ
 اور ناز و تمکین
 پر پورا کرنا اور
 اس سے
 ایمان والوں کو
 خوش خبری دینے
 دینے کے عوض
 کی اسے ہاں سے

۱۰۰

میں اور اس کے

سید محمد علی

سے کہیں

۱۰۰

الاول
الابن

مستحق

بیا تمنا

حکموں کے

محمّد بن عبد الله

اس واسطے کہ نفی سارہ معنی بنی کر یعنی کافر ہوا احکام فی الدین نہ بدستی نکرد کسی پر دین کے معاملہ میں اور طور کا کھڑا کر دینا ان کے سروں پر یہ فضل خدا کا ہے اس نفی میں وہ دخل نہیں اس واسطے کہ یہ نفی خاص بندوں کے واسطے ہی بہر حال بزرگوں تمھارے لئے وہ عہد اور پیمان دیئے اور احکام توریت کے اور تکلیفیں اوسکی قبول کیں لکن کوئی تکرار یعنی پھر بھی گنمے ظاہر اور باطن توریت کے سے نہ احکام توریت کے بجائے اور نہ پجودل سو اس پیغمبر کی اطاعت کی تمنہ جس سے کہ متابعت ان دونوں کی بدلوان طینی توریت کے ہے یعنی اوسکے مضمون سے سمجھی جاتے تھے من بعد ذلک یعنی بعد ان یکیدون سخت کے اور لینے عہدون اور پچایون محکم کے کہ عقل کے نزدیک تھا اور اہل کتاب اور شرع کے نزدیک بھی مخالفت اون عہدون کی مذموم اور قبیح ہے شکوہ لا تحفل للذکر علیکم ورحمتہ پس اگر ہو تا فضل اللہ کا اور رحمت اللہ کی تمہر ہرگز تقصیر نہ معاف نکرتا اور تو بہ تمہاری قبول نہ فرماتا اور ایمان تمہارا اس پیغمبر کے ساتھ صحیح نہ کرتا پس لیسے نیکو متبعین الخ یعنی البستہ ہو جاتے تم خسارہ کھانے والوں میں سے لیکن عنایت خداوند ہے کہ اب تک بھی تمہارے اوپر دروازہ توبہ کا کھول رہا ہے اور ایمان اور عمل صالح تمہارے کو لائق قبولیت کے کیا ہے پس چاہیئے تمکو کہ زبان کاری اپنی کو ثابت نہ کرو اور ہرگز روا نہ رکھو کہ اس پیغمبر پر فی الحال دو امراض تمہارے کے منحصر ہے اور ایک متابعت سے حاصل ہے انکار کردادروسی انکار پر مرور اور اگر تمگوی بات بعید معلوم ہووے کہ اکیشخص کی متابعت کرنے سے کہ وہ ہمارے ہی جنس سے ہی کیا ہے نفسی اور نقصان افضل اور حجت الہی ہم سے دور ہو جاوگی ہم بہت پیغبروں کی تنظیم کرتے تھے اور بہت شریعتوں کے ساتھ کہ نسخ ہو گئیں عمل کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اس بعید سمجھتی کی کوئی وجہ نہیں تمہاری ہی گردہ میں سے ایسے آدمی تھے کہ تم سے درجہ میں بہت بڑے تھے بسببے کہ کرنے ایک حکم کے کہ توریت کے حکمون میں سے تھا اس پیغمبر کے متابعت کرنے سے بہت حصہ کم تھا زیا نگاری اور بی نصیبی ہوگئی کے اپنے واسطے حج کی اور بغالت اور سخ کی اپنے بدن پر راستہ کی وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ جَعَلُوا اٰیٰتِنَا اَحْقَاقًا وَآیٰتِنَا اَوْ تَحْقِيقًا تَمَّ جَانَتْ هُوَادْن لوگون کو کہ زیادتی کی ادھون نے بہ سبب شکا پہلویوں دریافتی مِنْكُمْ فِی السَّبَاتِ یعنی فرقہ تمہارے سے تھے ہفتہ کے دن میں کہ

تجوہ فیض عربی

۴۰

تکو توبت میں حکم ہوا تھا اس بات کا کہ اگر وہ اس دن کو دنیا کا کام نہ کر داور خالص اللہ کی عبادت میں مشغول رہا اور وہ گروہ بنی اسرائیل میں سے تھا کہ شہر ایلیا میں رہتے تھے اور وہ شہر دیریا کے کنارے پر تھا اور امتحان اللہ کو اونکا منظور تھا اس واسطے ہفتہ کے دن بہت مچھلیاں پانی کی اوپر ظاہر ہوتی تھیں اور اوس دن بسبب حرام ہونیکے شکار اونکا نہیں کر سکتے تھے کہ جال یا بشت کے ساتھ پکڑیں اور مچھلیوں کے کھانے کی حسرت میں رہتے تھے اور دیریا کے قریب پہنے والوں کو بہت مرغوب ہوتے ہیں مانند مچھلی بے آب کے تڑپتے تھے اور جب دن شنبہ کا چلا جاتا مچھلیاں پوشیدہ ہو جاتی تھیں اور ہرگز نام اور نشان مچھلی کا معلوم نہیں ہوتا تھا جس وقت اس حسرت میں مبتلا ہو مشورہ اس کا آپس میں کیا کہ جیلہ شرعی اونٹھا یا جاسے تاکہ حرام فعل سے باز رہیں اور مچھلی کی شکار سے بھی محروم نہ رہیں جو لوگ اون میں بڑے ذمی عقل تھے اونہوں نے یہ جیلہ لکھا کہ جب وہ دن شام کے وقت دیریا کے کنارے پر گڑھے کھودتی تھے اور ہفتہ کے دن کو مچھلیوں کا آثار و ہوتا تھا دیریا سے اون گڑھوں تک نالیاں بناتے تھے کہ پانی دیریا کا اون نالیوں کے رستہ سے اون گڑھوں میں بھر جاتا اور پانی کے ہمراہ مچھلیاں بھی اون گڑھوں میں چلی آئیں اور جب مچھلیاں خوب بھر جاتیں تو اون نالیوں کو بند کر دیتے تاکہ پھر دیریا میں نہ چلی جاویں اور جب دن یک شنبہ کا ہوتا اون مچھلیوں کو جال اور شست اور ہاتھوں سے اون گڑھوں میں سے پکڑ لیتے اور اپنے گہروں میں لیجاتے اور کھاتے اور فروخت کرتے اور کہتے کہ ہم نے ہفتہ کے دن مچھلیوں کو پانی میں سے نہیں لکھا ہے بلکہ پانی میں نگاہ رکھتے تھے پس دن شکار مچھلی کا ہفتہ کا دن ہمارے اوپر ثابت نہیں ہوتا ہے یک شنبہ کے دن کٹکا مچھلی کا حلال ہے اونکو پانی سے ہم باہر نکالتے ہیں اور جب اونکو اللہ تعالیٰ نے اس بڑے کام پر فی الحال نہ پکڑا اونہوں نے جانا کہ یہ عمل حلال ہے کہتے ہیں کہ چالیس برس تک یہ عمل یا ستر برس تک عمل اور تین راج نہ پایا یہاں تک کہ عہد نبوت اور خلافت حضرت داؤد علیہ السلام کا پہنچا حضرت داؤد علیہ السلام نے اون کے حال پر مطلع ہو کر پند اور نصیحت فرمائی اور فرمایا کیا کہ بند کرنا تمہارا اون نالیوں کو اور روکنا مچھلیوں کو گڑھے کے اندر بھی شکار سے ہے کہ ہفتہ کے دن کرتے ہو تم ہرگز یہ عمل نہ کرو والا نہ عذاب سخت میں گرفتار ہو گے

بہارِ انوار و سحر کہ بندگی کی صورت میں معاف ہوئی تھی

سے باز نہ آئے اور کہا کہ ہم بیرون اور قرون سے اس جیلہ سے شکار کرتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں اُن کے گوشت کو اور دور دور کے آدمیوں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں اور بسبب فروخت کرنے ان کی ہڈی اور دانت اور چربی وغیرہ کے تو نگریہ گئے ہیں اور ایک جہاں کی پہنچ حاصل کی ہے اُنکو ہم نہیں چھوڑتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے اُنکے اوپر بددعا اور لعنت فرمائی حق تعالیٰ نے دعا حضرت داؤد علیہ السلام کے قبول فرمائی اور ان سے انتقام لیا جیسا کہ فرماتے ہیں **فَقُلْنَا لَهُمْ يٰۤاٰدَمُ اٰمِسْ اٰمِسْ** اُنکے تئیں کوئی نواز نہ پہنچے ہو جاؤ تم بندر اور یہ کہنا کہنا ایجاد و تدوین کا ہے اور کہنا تکلیف کا نہیں جیسا کہ اور ادا امر شرعی میں ہوتا ہے تاکہ اس میں قدرت مکلف کی درکار ہو تو اور یہ صفت اُن میں اس طرح پیدا ہو گئی کہ وہی گوشت پھیلے گا اُن کے شکم میں فاسد ہوا اور مادہ غدیرہ جدام کا ہوا اور ایک غم ہی اُن کی جلد کی طرف دفع ہو کر پوست اُنکے لئے شکل پوست بندرون کی پکڑی اور اُن کی ہڈیوں میں بھی خم اور جھک جانا ظاہر ہوا اور رنگ چہرہ کا جل گیا اور جل بال اُنکے گر گئے اور شکل چہرہ کی بدل گئی جیسا کہ وقت غلبہ جدام کے ہو جاتی ہے اور قوت بولنے کی بھی اُن سے زائل ہوئی اور فہم اور شعور انسانی باقی رہا یعنی سب باتیں سمجھتے تھے آپس میں دیکھتے تھے اور روتے تھے اور بعد تین دن کے سب ہلاک ہوئے اور مر گئے اور کاش خوش شکل بندر ہوتے کہ آدمی اُنکو لبیب پسند ہونے حرکتوں اُنکی کے پرورش کرنے میں اور کھانے اچھے اچھے کھلائے اور پٹے سنہری اور کپڑے یسین پہنائے ہیں اور اپنے ہمراہ رکھتے ہیں اور مانند لڑکے بالوں کے اُنکو چاہتے ہیں لیکن ہو گئے وہ بندر اس حال میں کہ تھے وہ خاکین یعنی خوار اور بول بسبب گند ہونے غلط اکال کے اور بد بویا نے بد بون اُنکے سے اور جو کوئی دور سے واسطے عبرت کے اُنکے دیکھے کو اتنا تھا اور اُنکو لعن طعن اور سرزنش کرتا تھا کمال حسرت سے سر ہلاتے تھے اور دیکھتے تھے حقیقہ میں آیا ہے کہ اُس شہر کے لوگ وقت پھیلنے اس عمل بد کے تین گروہ ہوئے تھے بہتر بارہ ہزار آدمیوں کے اُن میں سے نصیحت کرنے والے تھے اور اس کام سے اُنکو منع کرتے اور حق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بجالاتے تھے یہاں تک کہ درمیان اپنے اور محلہ اُس گروہ بدعت سے ایک دیا رکھیں بی تھی اور کسی کو اپنے درمیان سے اُنکے پاس نہیں جانے دیتے تھے اور نہ کسی کو

منزل اول سبع
نظارتی اسرار
سکینہ جبرائیل
جبرائیل و قریب
بنی اسرائیل اور
قرون کی خیال
ہو میں تو مروت
کے کو لون سے کہا
اب تو ہو گئے پکڑ
کے مروت
کہا ہر گز نہیں
راکھو یہ اہمیت
دیکھو اب حقیقی
کی راہ بتا دیا
بھوکو مروت کو
ہو کہ اپنی لاف
سے دیا کو دیا
بن لاف دیا
تھا کہ دیا

بندہ کہ سلطان خرید باقی را اس جگہ ایک سوال جواب طلب کہ در میان اہل معانی کے مشہور ہے
اور وہ یہ ہے کہ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدُوا لَكُمْ فِي السَّيِّئَاتِ مَا يَحْكُمُ بِهِمْ
صحاب بہت کے قصہ کو جانتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ ساتھ حکم الکریم اَعْلَمْتُمْ بِمَا كَانُوا
کے یعنی آدمی اپنے حال کو خوب جانتا ہی مخاطبین اپنے تین جانتے تھے کہ ہم اس قصہ کو جانتے ہیں بہت
اخبار واسطے جملہ مخاطبین کے خود نہیں ہو سکتی ہی اور ایسے ہی اس بات کا جتنا نا ہی مفید نہیں کہ
متکلم اس حکم کو جانتا ہی واسطے کہ ہر شخص جانتا ہی کہ اللہ تعالیٰ سب چیزیں جانتا ہی اور متکلم اس جگہ
وہ ہر کس فائدہ خبریہ کا کہ علم مخاطب کا ساتھ حکم کے ہی اور لازم فائدہ خبر کا کہ وہ اعلام مخاطب
کا ہی ساتھ علم متکلم کے اس اخبار میں دو نو مفقود ہیں پس یہ خبر صحیح ہوئی اس واسطے کہ خالی
دو نو فائدوں سے ہی جواب سکا یہ ہے کہ عالم ہونا مخاطبون کا ساتھ اس قصہ کے اوسکے واسطے
ایک لازم ہی وہ کیا عبرت پکڑنے اور ہند پذیر ہونا ہے اور مراد اس جگہ اخبار سے افادہ لزوم
اوس لازم کا ہی پس گویا معنی کلام کے یہ ہیں کہ قَدْ لَرَّ مَثَلُكُمْ الْوَبْرَةَ وَوَجِبَ عَلَيْكُمْ تَحْزُنُ
عَنِ الْعَصِيَّةِ تَوَحُّدًا لِقَصَّةِ الْفَقْدِ یعنی لازم ہوئی تم کو عبرت اور وجب ہوا اور ہتھاکر
بچنا گناہ سے جو قوت جانتے اس قصہ کو اور باعتبار معنی کنی عنہ کے مقصود اس اخبار سے بھی
فائدہ دینا ثبوت حکم کا مخاطب کو ہی کہ فائدہ خبر کا ہے اور اخبار میں فائدہ خبر کا کہی باعتبار معنی
صریحی اوسکے کے مقصود ہونا ہی اور کہی باعتبار معنی کنائی کے قصد کیا جاتا ہی جیسا کہ در میان
کلام بلاغت فرجام نبوی کے دو وہ کے حق میں آیا ہی کہ لَنْ يَكُنْ لَكُمْ سَعْيٌ لِّعَيْنِ وَاسْطِ اَوْسِ دو وہ
کے چکنا چٹ ہی اور اس جگہ کنایت انتخاب مضمرہ کے سے بعد کھانے اوسکے کے ہی اور فائدہ
اخبار کا یہی ہی و لا معنی ظاہری اوسکے ہر شخص کو معلوم ہیں حاجت کر کر لے اوسکے کی نہیں
اور مثل اسی کے دوسری حدیث میں آیا ہی لَنْ يَكُنْ لَكُمْ سَعْيٌ لِّعَيْنِ وَوَجِبَ عَلَيْكُمْ تَحْزُنُ
کہ کنایت اندو گین اور غنا کہہنے سے ہی اور سوال اسکے اور مثلین ایسی بہت ہیں اور اوپر
جواب کے سوال دوسرا پیدا ہونا ہی اور وہ یہ ہے کہ معنی کنائی کے بیان کرنے میں حجاب
تاکید قسمی کی کہ لام موطئ اوسکے اوپر دلالت کرتا ہی اور ضرورت تاکید کے ساتھ لام او
قد کے کیا ہی اور لانا جملہ کا کہ ٹوک ساتھ ان تاکیدوں کے ہو گیا درکار تھا جواب سکا یہ ہے

چنانچہ کمال حقیقی کہ بخیر کہتے ہیں چلنے اور دوڑنے سے باز رکھتی ہو اور جیسا کہ آدمیوں کو اس قسم کے عذاب میں سے مقصود کیا ہوتا ہے کہ تنفی غصہ کی اور دوڑ کر فی اذیت دل کی کہ عاصی ہستی تقاضا کی نظاری میں ہوتا ہے کہ میں ہو مقصود نہیں تھا اس واسطے کہ عزت اور کبر بانی ہماری ایسی امور سے منزہ ہے اور یہ عبرت اور منع کرنا لگا ہوں سے فقط اور نہیں شخصوں کے واسطے تھا جو اوس وقت میں موجود تھے بلکہ عام لوگوں کے واسطے ہے کہ اس مقام اور عذاب کے عادی ہیں جیسے کہ ملاک کرنا و بااقتضی اور غرق اور حرق کے ساتھ کفایت کرتی ہیں بلکہ عبرت عام کا ارادہ ہنسنے کیا لہذا یکن یک چھکا یعنی واسطے اوس شہروں اور گالون کے کہ روبرو اوس شہر کے اوس زمانہ میں موجود تھے اور ترکیب لگا ہوں کے ہوتے تھے و ما خلفہا یعنی اور اوس شہروں اور گالون کے کہ پس پشت اوس شہر کے تھے اور غیبت زمانی یا مکانی کہتے تھے یعنی اوس شہر کے پاس تھے بلکہ اوس سے غائب تھے یا اوس زمانہ میں نہ تھے چچھے اوس سے موجود ہوں گے اور ترکیب لگا ہوں کے ہوتے تھے ہوا ہے کہ یہ واقعہ عجیب و غریب سبب قدرت کے آدمی اوسکی نقلین اور حکایتیں کر کے مشہور کریں گے اور اوسکو تواریخوں میں لکھیں گے اور تاجر اور سوداگر دور دور کے شہروں میں پہنچا دیں گے تا کہ عبرت عام متحقق ہووے و موعظۃ لمتقین یعنی اور سبب نصیحت کا واسطے متقیوں کے کہ تقویٰ کی جہت سے گناہ کرنے سے باز رہے ہوں لیکن نفوس فانی حکم جبلت بشریت کے میلان گناہ کی طرف کرتے ہیں ہر گاہ کہ اس اقدار میں تامل کریں گے تقویٰ کی حد سے باہر بخاویں گے اور یہ اقداروں کے حق میں نمبر اور عطا کریں گے کہ ہو کہ سبب خوف والے اور ڈرانے کے طریق مستقیم سے نہ پہنچیں اور فرق درمیان کمال اور موعظہ کے کہ اول کو واسطے لکھنا روکن مقرر کیا اور موعظہ واسطے متقیوں کے کہ جہت سے ہو کہ کمال یا غلی ہو اور موعظہ نقلی اور یا غلی قوی ہو یا غلی قوی سے گناہ کریں اوان کو بغیر منع قوی کے نہیں باز رکھ سکتے اور متقیوں کو یا غلی قوی سے گناہ کرنا بھی کفایت کرتی ہے بالعماد و انحراف لکھنا غلام کو مار لکھنی کی اور آزاد کو ملامت بھی کفایت کرتی ہے اور اس مقام میں ایک اور نکتہ بھی حاجت بیان کی رکھتا ہے کہ قردۃ جمع غیر ذوی العقول ہے اور غیر ذوی العقول کی صفتوں میں مؤنث کا صیغہ آتا ہے خواہ مفرد خواہ جمع پس موافق اس قاعدہ کے قردۃ خاصات اور خاصۃ فرمانا چاہیئے تھا خاصائیں کہ صیغہ ذوی العقول

جانبی

۱۰۰

اولیٰ و ثانی

سید محمد علی

وَرَعْلًا - وَرَعْلًا

فمنعوا

محمّد

میرزا یوسف

1

۱۰۰

وہی ہے جس نے

سیدنی جی

ری زید و سلمہ

مکتبہ اسلامیہ

۱۷۱

پیشہ

66

وہملا

مرحوم

2-9

اور ایک پانچ گوشت اوس گاؤ کا اوس مقتول پر مارو تم کہ زندہ ہو جاوے گا اور اپنے قاتل کا
 نشان دیگا اور چھ طریقہ واسطے اختیار فرمایا کہ اگر وحی کی راہ سے نام قاتل کا معین کر کے
 خبر دیتے تو یہ جماعت یدباک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تہمت چوٹ اور ہتھان کے لگاؤ
 اور گرداب صیح کفر کے میں پڑتے اور پھر انکو عذاب کے ساتھ چشم نمائی کرنی ضرور ہوتی
 اسی واسطے معجزہ زندہ کرنے مردہ کا لبیب مارنے ایک عضو کے مردہ کے اعضاؤں سے کہ
 ہرگز علاقہ سببیت اور سببیت کا کسی کے خیال میں نہیں گذرتا ہی اول اذکو دکھلایا بعد اوس
 مقتول کی زبان سے کہ تازہ عالم غیب سے آیا ہوں اور دارالجزاؤ کو دیکھ کر پھر ہے البتہ بات اسکی
 سچی ہوگی تعین قاتل کی کر دیگا کہ اگر قاتل بھی اسکا انکار کرے تو وہ مقتول خود اس کے قریب
 ثابت کر دیگا اور حقیقہ میں قاتل اوس مقتول کا سوا وارث اس کے کے اور تھا اور وہ مقتول بھی
 سوا اس کے کوئی وارث اپنا نہ رکھتا تھا اور قاعدہ شرعی ہے کہ قصاص کا لینا بغیر دعویٰ وارث کے
 درست نہیں اگر حضرت موسیٰ وحی کی راہ سے قاتل اوسکا معلوم کر کے نام قاتل کا بتائے تو
 جب ہی لینا قصاص کا ہرگز ممکن نہوتا اب ہم اوی مطلب پر آئے کہ زندہ کرنا میت کا لبیب
 مارنے گوشت گاؤ کے محض اللہ کے فضل سے تھا اور علاقہ سببیت اور سببیت کا ان میں تھا پس
 کہ واسطے تخصیص اس جانور کے فوج کرنے میں ہوئی جواب اس واقعہ میں یہ بھی منظور تھا کہ ایک مرد
 کی بیٹی کو کہ اوسکو حوالہ اللہ کے کر کے آپس جہان سے خفت ہوا تھا اور سوائے ایک پھر بڑے گاؤ
 کے کوئی میراث اوس بیٹی کے واسطے چھوڑی تھی داروقتی فائدہ اور نفع ہو کہ تمام عمر اوس نفع
 سے وجہ معیشت اپنی کے حاصل کرے اور اسی جانور کو زمین کے زندہ کرنے اور آباد کرنے اور
 درختوں کے جوتے بونے اور پانی دینے کے دخل بہت ہی اور اصل پیدائش آدمی کی مٹی ہے
 سبک درخت اصل غذا اوسکی ہے پس اس جانور کو واسطے خصوصیت زیادہ تر ہوئی اور اگر زندہ
 گاؤ کے لگانے سے بغیر فوج کرنے کے یہ میت زندہ ہو جاتی ہرگز نفع اوس سکین کا کہ جب تک
 منظور تھا پہنچتا اور علاوہ اسکے میت کو میت کے لگانے سے زندہ ہو جانا زیادہ عجیب
 بہت زندہ کے میت لگانے سے حاصل کلام بنی اسرائیل نے اس حکم صریح سے روگردانی
 کی اور ساتھ کمال بے ادبی کے ساتھ حضرت موسیٰ کی فتاویٰ آنحضرت کا ہنر و گد

یہاں تک کہ
 قاتل کا معین کر کے
 خبر دیتے تو یہ
 جماعت یدباک
 حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کو
 تہمت چوٹ اور
 ہتھان کے لگاؤ
 اور گرداب صیح
 کفر کے میں
 پڑتے اور پھر
 انکو عذاب کے
 ساتھ چشم
 نمائی کرنی
 ضرور ہوتی
 اسی واسطے
 معجزہ زندہ
 کرنے مردہ کا
 لبیب مارنے
 ایک عضو کے
 مردہ کے اعضاؤں
 سے کہ ہرگز
 علاقہ سببیت
 اور سببیت کا
 کسی کے خیال
 میں نہیں
 گذرتا ہی اول
 اذکو دکھلایا
 بعد اوس
 مقتول کی زبان
 سے کہ تازہ
 عالم غیب سے
 آیا ہوں اور
 دارالجزاؤ کو
 دیکھ کر پھر
 ہے البتہ بات
 اسکی سچی
 ہوگی تعین
 قاتل کی کر
 دیگا کہ اگر
 قاتل بھی اسکا
 انکار کرے تو
 وہ مقتول
 خود اس کے
 قریب ثابت
 کر دیگا اور
 حقیقہ میں
 قاتل اوس
 مقتول کا
 سوا وارث اس
 کے کے اور
 تھا اور وہ
 مقتول بھی
 سوا اس کے
 کوئی وارث
 اپنا نہ
 رکھتا تھا
 اور قاعدہ
 شرعی ہے کہ
 قصاص کا
 لینا بغیر
 دعویٰ وارث
 کے درست
 نہیں اگر
 حضرت موسیٰ
 وحی کی راہ
 سے قاتل
 اوسکا
 معلوم کر
 کے نام
 قاتل کا
 بتائے تو
 جب ہی
 لینا
 قصاص کا
 ہرگز
 ممکن
 نہوتا
 اب ہم
 اوی
 مطلب
 پر آئے
 کہ
 زندہ
 کرنا
 میت کا
 لبیب
 مارنے
 گوشت
 گاؤ کے
 محض
 اللہ کے
 فضل
 سے
 تھا
 اور
 علاقہ
 سببیت
 اور
 سببیت
 کا
 ان
 میں
 تھا
 پس
 کہ
 واسطے
 تخصیص
 اس
 جانور
 کے
 فوج
 کرنے
 میں
 ہوئی
 جواب
 اس
 واقعہ
 میں
 یہ
 بھی
 منظور
 تھا
 کہ
 ایک
 مرد
 کی
 بیٹی
 کو
 کہ
 اوسکو
 حوالہ
 اللہ
 کے
 کر
 کے
 آپس
 جہان
 سے
 خفت
 ہوا
 تھا
 اور
 سوائے
 ایک
 پھر
 بڑے
 گاؤ
 کے
 کوئی
 میراث
 اوس
 بیٹی
 کے
 واسطے
 چھوڑی
 تھی
 داروقتی
 فائدہ
 اور
 نفع
 ہو
 کہ
 تمام
 عمر
 اوس
 نفع
 سے
 وجہ
 معیشت
 اپنی
 کے
 حاصل
 کرے
 اور
 اسی
 جانور
 کو
 زمین
 کے
 زندہ
 کرنے
 اور
 آباد
 کرنے
 اور
 درختوں
 کے
 جوتے
 بونے
 اور
 پانی
 دینے
 کے
 دخل
 بہت
 ہی
 اور
 اصل
 پیدائش
 آدمی
 کی
 مٹی
 ہے
 سبک
 درخت
 اصل
 غذا
 اوسکی
 ہے
 پس
 اس
 جانور
 کو
 واسطے
 خصوصیت
 زیادہ
 تر
 ہوئی
 اور
 اگر
 زندہ
 گاؤ
 کے
 لگانے
 سے
 بغیر
 فوج
 کرنے
 کے
 یہ
 میت
 زندہ
 ہو
 جاتی
 ہرگز
 نفع
 اوس
 سکین
 کا
 کہ
 جب
 تک
 منظور
 تھا
 پہنچتا
 اور
 علاوہ
 اسکے
 میت
 کو
 میت
 کے
 لگانے
 سے
 زندہ
 ہو
 جانا
 زیادہ
 عجیب
 بہت
 زندہ
 کے
 میت
 لگانے
 سے
 حاصل
 کلام
 بنی
 اسرائیل
 نے
 اس
 حکم
 صریح
 سے
 روگردانی
 کی
 اور
 ساتھ
 کمال
 بے
 ادبی
 کے
 ساتھ
 حضرت
 موسیٰ
 کی
 فتاویٰ
 آنحضرت
 کا
 ہنر
 و
 گد

توین

ادبی اور ادبی
کمال کا جو فوج
زیورات تالی
بہادور کا ہمارا
پس برتا ہنسن
چاہیے اسی ان
زین میں گام
ہم موسیٰ حبیب
وہاں ان کا
انہوں نے گام
نوساری سے
ظلال اور کو
بچھڑے پانچ
بت یا ادبی
خال دی اس
شخص سے گام
کے اور ان

یعنی کہا اوہوں نے کہ کیا بنانا تو ہو کو سخرہ ہم پوچھتے ہیں کہ قاتل اس مردہ کا بیان کرو اور تم کہتے ہو
کہ ایک گاؤ کو فوج کرو اس سوال جواب میں کیا مناسبت ہو بے جان کرنے ایک جاندار کے سے قاتل
اس مقبول کا کیونکر معلوم ہوگا اور سبب نہیں ہوگا دانی کے فرقہ بنی اسرائیل نے کمال دوری اپنی
اجداد کی وضع سے کہ جن کے ساتھ فر کرتے ہیں حاصل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس تک
نے خواب میں فرمایا کہ اپنے بیٹے کو ہمارے واسطے فوج کرو وہ فی الفور مستحسانات کے ہوئے
اور جب بیٹے اپنے سے کہا اوہوں نے بھی بے تامل اور بے توقف گردن رکھ دی اور یہ نہ کہا
کہ مدار خواب کا خیال پسہ اور یہ لوگ گاؤ کے فوج کرتے ہیں اس قدر تردد اور توقف عمل میں لائے
یہاں سے اطاعت اور فرمانبرداری ان کے بعد اور حکم الہی کی اسی قیاس پر کرنی چاہیئے
اب ہم پھر اسی مطلب پر آئے کہ یہ کلام اور نکاح حضرت موسیٰ سے موجب کفر کا ہوا یا ہوا علما کا
اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ کافر ہوئے اس واسطے کہ یہ کلام اور نکاح اگر شک کی را
سے قدرت الہی میں زندہ کرنے مردوں کے صادر ہوا پس صریح کفر ہے اور اگر موسیٰ پر تہمت
وحی کی رکھے تو یہ بھی کفر ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی باعث اس کلام
کا تھا بلکہ اس جواب میں تعجب کرتے تھے کہ ہرگز سوال کے ساتھ مطابقت جواب کے ادن کے
ذہن میں نہیں آتی تھی بطریق تشبیہ کے کہا کہ گویا ہمارے ساتھ خوش طبعی اور مسخر کرتا ہے
اور جائز ہے کہ انبیا کا مطائبہ اور استہزا اوہوں نے جائز جان کر یہ کلام کہے ہوں اور ہر چند
کہ انبیا ایسے امور استہزا وغیرہ سے پاک ہیں کہ ایسے مقام میں خوش طبعی اور بانہی کریں لیکن
اونکو یہ بلندی منصب کی معلوم ہوئی ہوگی اور اسی واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکے
جواب میں قال اَعُوذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنُ مِنْ الْاَکْهٰلِ یعنی کہا پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ
کے اس بات سے کہ ہوں میں جاہلون سے اور جواب کو مطابق سوال کے نہ لاؤں میں یا
وقت حکم چاہنے کے کہی عوی کے اور طلب کرنے قصاص کے استہزا کروں میں بلکہ اگر انبیا
سے خوش طبعی بھی واسطے ظاہر کرنے تفریح طبیعت کے وقوع میں آتی ہے غیر مقام میں تبلیغ
احکام اور طعم حضومات کی واقع ہوتی ہے چنانچہ جناب پیغمبر آخر الزمان سے بھی اس قسم کی خوش
طبعیان پسندیدہ منقول ہیں اور جنس جبل اور نادانی کے سے نہیں اس واسطے کہ اوپر موقع اپنے

ذکر کر لینی کیا حاجت ہو کہ جو ان اور میں ذلک کا بھی ایک مطلب ہے پس تکرار پر تکرار لازم آتا ہے
 جواب اسکا اس طرح ہو کہ لول لافاض کا بلکہ کایہ ہو کہ نہ بڑی عمر کسی ہو اور نہ جوان تھے اور
 یہ بات چھوٹے بچہ کو بھی کہہ سکتے ہیں اور میانہ سال کو بھی شامل ہو جس کو جوان کا پہلے
 احتمال کے دفع کر نیکی واسطے کیا اور میانہ سال ہونا بھی عام تھا کہ عین وسط حقیقی میں ہو یا
 بالکل بڑھاپے یا جوانی کی طرف ہو واسطے معین کرنے اس بات کے کہ وسط حقیقی کے نزدیک
 لفظ بینات کا لانا ضرور ہو پس کیوں سے تکرار نہیں جو دوسرا سوال ہے کہ خاصہ لفظ بین کایہ ہو کہ
 محفل کا خاصہ ایک چیز ہو بلکہ کئی چیزیں ہوں اور سب کا لفظ ذلک کے اوپر داخل ہوا ہے اور وہ
 ایک ہی شے ہو جواب اسکا یہ ہو کہ کئی چیز ہونا مضاف الیہ بین کا اعم ہے اس سے کہ لفظ ہو
 یا معاً اور سب کا لفظ معنی موجود ہے اس واسطے کہ لفظ ذلک کا اشارہ طرف و چیزوں
 کے ہو یعنی فاض اور دیگر دوسرا سوال ہے کہ یہ گاؤں دو حال سے خالی نہیں فرمایا مادہ
 اگر نہ تھا پس کا ذکر اسکے حق میں کہنا کیا ضرور ہے اس واسطے کہ ہر ایک نہ کہ ایک ہے کیونکہ
 حیوانات میں بکر کے معنی یہ ہیں کہ اس کے بچہ پیدا ہوا ہوا اور باعتبار تقابل عدم ملکہ کے
 صلاحیت پیدا ہونے کے یقین ضرور ہے اور نہ بالکل بچہ جتنے کا صلاح نہیں پس بکر کے
 ساتھ متصف نہیں ہو سکتا ہے اور علاوہ اسکے کہ ضمیر بین تائینت کی ابتدائی قصہ سے
 انہماک کلام الہی میں موجود ہیں یہ بھی نہ ہونے کو منع کرتے ہیں اور اگر اسکو مادہ ٹھہرایا
 جاوے پس صفت لادکر کی اور ضمیرین درست ہو جاتی ہیں لیکن لادلول تشر الارض
 ولا تنقی الحرف صفت ممیزہ انکی نہیں ہو سکتی ہو اس واسطے کہ ہر مادہ گاؤں باعتبار عرف اور
 عادت کے صلاحیت ہل میں چلنے اور پانی کھینچنے کی نہیں کھتی ہے گویا اعتبار عقل کے ممکن
 ہو جواب اس کایہ ہو کہ ظن غالب یہ ہو کہ وہ گاؤں نہ گاؤں ہو اور تائینت ضمیروں کی باعتبار
 لفظ بقرہ کہہ ہو اس واسطے کہ بقرہ مؤنث لفظی ہے اگرچہ تا اس میں واسطے وحدت
 کے ہے نہ واسطے تائینت کے مثل تیرا اور حمامہ اور صفورہ کے اور اسی کی
 مانند اور لفظ بھی بین جن میں فارق در میان جنس اور واحد کے تا ہوا اور قاعدہ
 لغت عرب کا ہے کہ جب مذکر کو ساتھ لفظ مؤنث کے تفسیر کرتے ہیں -

تفسیر

تفسیر کا حکم
میں بقیہ ذلک
اور تکرار

چراغ کے بعد
تباہی خلاص
بہترین احسان

یعنی جب ہوئی
سے آئے اور اسے
جو کہ تفسیر
عقیدہ پر نہ دیا
وہ آیت تفسیری
ہو گیا تفسیر

تفسیر کا حکم
میں بقیہ ذلک
اور تکرار

اور اس کے بعد
تفسیر کا حکم
میں بقیہ ذلک

لفح کرتا ہے طیرانی اور وحشیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو کوئی پاپوش زرد پہنے وہ شخص خوش رہتا ہے جب تک کہ وہ جوئی اوس کے پیر میں ہے اور تفسیر ون من حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ وہ منہ مانتے تھے من لبس نغلاصفاء قل ھید یعنی جو کوئی پہنے پاپوش زرد کم ہوتا ہے عنہم اسکا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ جو کوئی سات جوڑے پاپوش زرد رنگ کپے درپے پہنے غم اور رنج اسکا دور ہو جائے حال یہ کہ پانچون رنگ یعنی سرخی اور زردی اور سیاہی اور سفیدی اور سبزی جدی جدی خواص رکھتی ہیں کہ تجربہ اور قیاس والوں انکو ثابت کیا ہے عرب میں مشہور ہے کہ الحی اھل والصفرة اشکل والخضرة انیل والسواد اھول واللبیاض افضل یعنی سرخی جمال رکھتی ہے اور زردی نظر میں خوش معلوم ہوتی ہے اور سبزی موجب بزرگی اور وقار کا ہے اور سیاہی ہولناک ہے اور سفیدی خوبی اور فضیلت رکھتی ہے اور لغت عرب میں وقت بیان کرنے تفسیری اور صفائی ہر ایک رنگ کے علیحدہ علیحدہ لفظ اسکی تاکید کے واسطے لاتے ہیں کما حرقان واصفر فاق واسود حالانکہ اخضر وادق وناضی وابیض ناصع پس معنی فتوح کے صفائی اور تفسیری زرد رنگت کے ہیں دوسرے رنگ ہیں استعمال اسکا جائز نہیں۔ القصد بنی اسرائیل باوجود نشان میں نے رنگ وں گاؤں کے پھر بھی سوال کرنے سے باز نہ رہا قالوا یعنی انہوں نے کہا کہ ہر چند کمال اسکا باعتبار سن و سال اور باعث بار رنگت اور جمال کے معلوم کیا لیکن یہ کمال بہت گاون میں پایا جاتا ہے ایک خاص سرد کیونکہ معلوم ہوئے کہ جمین یہ خاصیت عجیب ہمارے نشین ہو ہیں اذ کلنا ذلک یبین لنا ما ھی یعنی دعا کر رہا ہے واسطے پروردگار اپنے سے ناکہ بیان کرے ہماری واسطے کہ حقیقت شخصی اس گاؤں کی کیا ہے کہ جسکے سبب سے یہ خاصہ آمین موجود ہوا واسطے کہ ان البقر تشابه علیکنا یعنی تحقیق جس گاؤں کے مشابہ ایک دوسرے کے ہوئے اوپر جس اور خیال ہمارے کے کوئی مرج اس خاصہ عجیبہ کا ان تحقیقات سے ہماری نظر میں نہیں آتا ہے ولنا یعنی اور تحقیق ہم جب اوس مرج کو معلوم کریں گے اور ذہن نشین ہمارے ہوگا انشاء اللہ لہم ھندو

تفسیر خطیبی

لے بری قوم

نہ پاپوش زرد پہنے

اب اپنے چکر میں

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

کھڑے ہو جائے

جس کی تقسیم نہ ہو سکی خواہ وہ جز غیر قسم زمانہ باضی میں فرض کیا جاوے یا زمانہ آئندہ یا ماضی
جب اس لفظ پر الف لام عہد کا لاتے ہیں امر اُس سے ایک جز معین ہوتا ہے کہ متکلم اور مخاطب
وہ معلوم ہو اور اس وقت ہر ایک جز کے اوپر استعمال نہیں ہوتا ہے اور بعد داخل ہونے لام
عہد کے اس لفظ کو مانند ظروف غیر ممکنہ کے استعمال کرتے ہیں اور ہمیشہ منصوب لاتے ہیں
جیسا کہ الیوم اور الساعة میں بھی اسی طرح عمل میں آتا ہے چونکہ بالحق یعنی لایا قیوت درست
کہ فی الحقیقہ سبب پیدا کرنے اس صفت کا اُسمین بھی ہر دراب تردد ہمارا بالکل دُور ہوا اس
واسطے کہ فیضانِ حیات کا عالم غیب سے سب حیوانوں میں اول اور روحِ حیوانی کے ہونا اثر
اور بواسطہ اُس روح کے اثر حیات کا تمام بدن کے اجزا گوشت اور پوست وغیرہ میں پہنچتا ہو اور
حیوانات و قسم کے بین وحشی اور اہلی حیات وحشیوں کی متعدی نہیں یعنی دوسرے
طرف پہنچے بلکہ انہیں کی ذات کو لازم ہواثر حیات اُنکے کا طرف انسان کی کہ اُس سے نفرت
رکھتے ہیں اور بھاگتے ہیں یا درپے مارنے آدمی کے ہوتے ہیں کس طرح پہنچے ہیں حیات
کہ فیض انسان کو پہنچے اور اُسکو زندہ کرے نہیں ہو سکتی مگر حیات جانور اہلی کی اور اہلی
جانوروں میں سے جسے کہ حیات غیبی بعضی صورتوں میں بغیر اسباب ظاہری مثل نطفہ
پڑنے اور تربیت رحم کے قبول کی ہے ہماری نظریں گاؤ کا بدن ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے وقت میں بچھڑا۔ سامری کا بسبب ڈالنے خاک شمع گھوڑے چیر ٹیل علیہ السلام کے زندہ
اور بولچروالا ہو گیا تھا پس زندہ کرنا مردہ ہمارے کا بواسطہ ایسی حیات کے کہ گاؤ کے بدن پر
فائض ہوئی ہو موافق حکمت الہی کے ہی پھر وہ گاؤ کہ آدمیوں کے استعمال میں آتی ہیں۔
اور اُنکے بدنوں میں پکڑنے اور ذلیل کرنے اور سوراخ کرنے اور داغ وغیرہ سے تصرف کرتے
ہیں اور اپنے کاموں میں دوڑاتے ہیں اس سبب سے صرف حیات غیبی اپنے پر نہیں رہتے
ہیں اور روحِ حیوانی اُنکی اُس صفائی اور قوت پر نہیں ہستی ہوتا کہ بے پردہ و سلیقہ زندگی
کا ہو مگر جو تنے اور کھینچنے وغیرہ کے پردہ میں کرنا جو وغیرہ کی پیدائش میں انکو دخل ہے
اور ظاہر حیات غیبی کے ہیں روحِ حیوانی اپنی صفائی اور قوت پر باقی رہی آدمی ایسی گواہ
زرد رنگ صاف بے داغ اور خدمت آدمیوں اور تجارت اور ذلیل کرنے اُنکے سے مبرا

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

تفسیر عرabi

بقرہ

بقرہ

بقرہ

بقرہ

بقرہ

بقرہ

بقرہ

بقرہ

بقرہ

بقرہ

بقرہ

بقرہ

اور معزز ہوگی اس عزت کی چیت سے کسی کے زیر حکم نہیں ہوئے کمال مشابہت اسکو معزز گوارا
 سامری کے پیدا ہونی کہ اسکو خالص زر سے بنایا تھا اور کمال تعظیم و توقیر سے نگاہ رکھا تھا
 اور وہ گوارا ہمارے سامنے گویا ہوا تھا اور انار حیات غیبیہ کے اس سے ظاہر ہوتے تھے کہ اس
 اس قضیہ کے کہ حکمہ للشلیل واحد یعنی حکم دو مثلون کا ایک ہوتا ہے ظاہر ہونا
 اس اثر کا یعنی زندہ ہو جانا میت کا اسکے واسطے سے ذہن میں بٹھ گیا اور اگر کوئی کہے کہ
 حیات انسانی کو ساتھ حیات انسانی کے مناسبت زیادہ ہے بدنسبت مناسبت حیات
 حیوانی کے ساتھ حیات انسانی کے پس زندہ کرنا اس میت کا اس طرح کیوں نہ کیا کہ کسی
 آدمی کو اس میت کے بدن سے لگا دیتے کہتے ہیں کہ ہم لگانا اجزا آدمی یا اور حیوان کا کسی
 میت کے بدن سے سبب زندہ کرنے اس میت کا نہیں ہو سکتا ہے مگر اس طرح کہ اس زندہ
 کی روح نکل کر مردہ کے بدن میں چلی آوے پس اس صورت میں ایک آدمی کے جلانے پر
 دوسرا آدمی مر گیا اور اس کی ایسی مثل ہو جاوے گی کہ بنی قصداً و هذا موصلاً یعنی بنایا ایک
 محل اور گرایا ایک شہر اس واسطے کہ مارنا انسان کا بیوجہ شرعی کے کسی طرح روا نہیں
 حیوان کے مار ڈالنے اسے بسبب فحش کرنے اوسکے کے ساتھ نام خدا کے کچھ قیات نہیں بلکہ ایک
 قسم کی عبادت ہو اور جب تک نقل کرنا حیات انسانی کا ساتھ حکم شرع کے مستعذر ہوا لاچار استغفال
 حیات اس حیوان کا کیا گیا کہ انسان کے ساتھ کمال مشابہت رکھتا ہے بیج نہ پھول جاتا
 کے عالم غیب سے کہ مدت حل اسکے کی برابر مدت حل انسان کے ہے اور اسی سبب ہے
 کہ دودھ اس کا سب دودھوں سے بہتر ہوتا ہے اور مدت حل کی برابر ہونے سے یہ
 بھی معلوم ہوا کہ اسکی روح بھی اتنے دنوں میں پڑتی ہے جتنے دنوں میں انسان کی روح پڑتی
 ہو اور بدن اوسکا بھی اتنے ہی دنوں میں پورا ہوتا ہے القصہ جب بنی اسرائیل کو بقدر فہم
 اور استعداد اپنی کے اطلاع اوپر وجوہ حکمت الہی کے اس امر میں حاصل ہوئی کہ بیج
 تلاش ایسی گاؤں کے کہ جبین یصفیقین ہوں سرد گرم ہوئے اور جو جو کرنے لگے اتفاقاً ایک
 گاؤں کو کہ ایسی صفتوں کے ساتھ موصوف ہوئی فقط ایک گاؤں کی کسی نواح میں اور قصہ لگاؤ
 کا یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے اندر ایک مرد بہت بکج تھا اور اسکے ایک کا تھا سفیر اور اس مرد

صالح کے پاس سبب حوادث زمانے کے سوا اسے ایک کچھڑے گاؤ کے کوئی چیز مال کی جنس سے باقی نہ رہی تھی اس کچھڑے کو پکڑ کر اور مہر انکی گردن پر لگا کر ساتھ نام خدا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے تبرک پکڑ کے جنگل میں چھوڑ دیا اور کہا کہ بارخدا یا مینے اس کچھڑے کو اپنے بیٹے کے واسطے تیرے پاس امانت چھوڑا ہے جب تک کہ میرا بیٹا بڑا ہوا اور یہ کچھڑا اس کے کام میں آوے بعد اسکے دشمن مہر گیا اور وہ کچھڑا اس جنگل میں چرنا تھا اور درختوں کے پتوں سے پرورش پاتا تھا اور سبب غنایت الہی کے آفت درندوں کی سے محفوظ رہتا تھا اور جبروت جنیل سے آتا تھا اور کوئی شخص آدمیوں میں سے اسکو دکھتا تھا اور ارادہ پکڑنے کا کرتا ایسا بھالکتا اور چھپ جاتا کہ ہرگز کسی کے ہاتھ نہ آتا جب یہ لڑکا بڑا ہوا موافق باب اپنے کے بیچ کمال نیکی اور تقوی کے مستحق ہوا رات کو تین حصہ کرتا تھا ایک حصہ اپنی ماں کے پاس بیٹھتا تھا اور حصہ انکی کرتا اور ایک حصہ سوتا تھا اور ایک حصہ میں مناز پڑھتا تھا اور جب صبح ہوتی تھی رتی اور کہاڑے کر جنگل کا راستہ لیتا اور لکڑیاں بہت ساری باندھ کر لاتا اور شام کے وقت بازار میں بیچتا اور قیمت ان لکڑیوں کی بھی تین حصے کرتا ایک حصہ خدا کے واسطے دیتا اور ایک حصہ آپ کھاتا اور ایک حصہ اپنی ماں کے پاس چھوڑتا اور ایک مدت اسی کام میں مشغول رہتا یہاں تک کہ اسکی ماں اس سے کہا کہ تیرا باپ اسطے ترے ایک کچھڑا جنگل میں چھوڑ گیا تھا اور ساتھ نام خدا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب کے امانت کھ گیا تھا اب وہ کچھڑا جوان ہوا ہو گا نہ اس میں شوخی ہے مثل ولز جو النون حا بوزون کی اور نہ ضعف ہے مانند بوطر جو جانور کو چاہیے کہ اس کچھڑے کو اس جنگل میں سے لاکر لکڑیاں کہ جنگل سے لاتا ہے اس پر لاد کر لایا کر تاکہ پیٹھ تیری ہر روز لکڑیاں لاتے لاتے زخمی نہ ہو جاوے اس لڑکے نے کہا کہ علامت اس کچھڑے کی کیا ہے مبادا میں اس جنگل میں جاؤں اور کسی غیر شخص کی گاؤ پکڑ لاؤں اور وہ مجھ کو حلال نہو اسکی ماں نے کہا علامت اسکی یہ ہے کہ رنگ اسکا صاف زرد ہو چمکتا ہوا اگر کوئی اسکو دوسرے دیکھے ایسا خیال کرے کہ شرع آفتاب کی اس کے پوست میں سے نکلتی ہے اور اسی واسطے کہتے نام اسکا زین رکھتا تھا لڑکے نے کہا اب تک بھی میں نے یقیناً اس کچھڑے کو نہیں پہچانا مبادا کہ میں دوسرا گاؤ بھی اس رنگت کا اور کسی کا اس

میل اور
 ہر طے کو
 کے
 سے
 بوقت
 اور
 کی
 رست
 رتی
 یا بار
 پ
 کی
 لے
 ا
 فی
 ر
 م
 و
 جہم
 پر لڑا
 کی
 ہوتی
 ہی
 کا
 ۱۱

جنگل میں جڑتا ہوا اسکی آواز بھاگ کر دوسری نشانی اس گاؤ کی یہ ہو کر آدمی کو دیکھ کر بھاگتی ہے اور ہرگز
 تابعدار نہیں ہوتی ہے اور پاس نہیں آتی ہے جب اسکو دوسرے دیکھے تو اس طرح کھڑکھارے
 کر لے گا تو بنام خداے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کی فرمانبرداری
 ہو اور میرے پاس آلو گا یہ علامت معلوم کر کے اس جنگل کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ
 ایک ویسی ہی جنگل میں جڑتی ہے اس لڑکے نے اس طرح سے کہ اس نے اسکو تعلیم کیا تھا آواز
 دی وہ گاؤں پر گاہ کو چھوڑ کر پاس اس لڑکے کے آکر کھڑی ہوئی اس لڑکے کو اپنی مائے صحبت
 کی تھی کہ تو گردن اس گاؤ کی پکڑ کر کھینچ کر لانا اور اس کے اوپر سوار نہ ہونا تاکہ انسان کے تصرف
 میں نہ آوے اور متعل نہ ہووے کہ مبادا بسبب استعمال آدمی کے برکت اسکی جاتی ہو لڑکا موافق
 وصیت والدہ کی گردن اسکی پکڑ کر کھینچنے لگا وہ گاؤں والہ کے حکم سے بولنے لگی اور کہا اے جوان
 کی بخت میرے اوپر سوار ہوتا کہ آسانی سے اپنے گھر پہنچے تو کہ یہاں سے گھر تیرا ایک دن پرستہ ہے
 اس لڑکی نے کہا کہ والدہ میری نے تیرے اوپر سوار کی کلج کو حکم نہیں دیا ہے بلکہ کہا ہے کہ گردن اسکی
 کھینچ کر لائیو گاؤں لے بھاگ کہ آفرین باد اور شاباش میں تیری آرائش کرتی تھی اگر تو میرے اوپر
 سوار ہوتا تجھ کو اپنی پیٹھ پر سے ڈال کر بھاگ جاتی یہ فرمانبرداری میری اس سبب سے ہے
 کہ تو اپنی والدہ کے ساتھ احسان کرتا ہے اور اسکی عدول حکمی نہیں کرتا ہے درمیان اس راہ کے
 اچیس جہاں ایک مسافر کی شکل میں اس لڑکے کے ساتھ ملا اور کہا اے جوان تو بہت کی بخت
 معلوم ہوتا ہے اور مجھ کو ایک حادثہ درمیش آیا اس مشکل میں میری مدد کر اس طرف پہاڑ
 کے ایک قطار گاؤں کی رکھتا ہوں اور انکو چراتا تھا ایک مجھ کو خواہش قضا حاجت کی
 ہوئی اس پہاڑ میں قضا حاجت کی واسطے گیا تھا اب میرے شکم میں درد اٹھا ہے کہ رستہ چلنے
 سے حیران ہوں چاہتا ہوں کہ اپنے دل کی طرف جاؤں اگر تو فرما دو تو میں اس گاؤں پر سوار ہو کر جاؤں اور
 اسکی فردوری میں ایک گاؤں بہت عمدہ اپنے گاؤں میں سے چل کر تھک دو لکھا پس میرا بھی سین
 نفع ہو گا اور تیرا بھی بہت نفع ہو اور کسی طرح سے تیرے گاؤں کو تکلیف نہیں پہنچانے کا اس
 لڑکے نے کہا کہ والدہ میری نے خود میرے سوار ہونے کو منع فرمایا ہے تیرے تین کرا لیکے
 کس طرح سوار گردن ابیس نے کہا تیری ما کو کیا عقل ہو تجھ کو چاہیے کہ اپنی عقل سے بھلائی برائی

وہ جنگل میں جڑتا ہوا اسکی آواز بھاگ کر دوسری نشانی اس گاؤ کی یہ ہو کر آدمی کو دیکھ کر بھاگتی ہے اور ہرگز
 تابعدار نہیں ہوتی ہے اور پاس نہیں آتی ہے جب اسکو دوسرے دیکھے تو اس طرح کھڑکھارے
 کر لے گا تو بنام خداے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کی فرمانبرداری
 ہو اور میرے پاس آلو گا یہ علامت معلوم کر کے اس جنگل کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ
 ایک ویسی ہی جنگل میں جڑتی ہے اس لڑکے نے اس طرح سے کہ اس نے اسکو تعلیم کیا تھا آواز
 دی وہ گاؤں پر گاہ کو چھوڑ کر پاس اس لڑکے کے آکر کھڑی ہوئی اس لڑکے کو اپنی مائے صحبت
 کی تھی کہ تو گردن اس گاؤ کی پکڑ کر کھینچ کر لانا اور اس کے اوپر سوار نہ ہونا تاکہ انسان کے تصرف
 میں نہ آوے اور متعل نہ ہووے کہ مبادا بسبب استعمال آدمی کے برکت اسکی جاتی ہو لڑکا موافق
 وصیت والدہ کی گردن اسکی پکڑ کر کھینچنے لگا وہ گاؤں والہ کے حکم سے بولنے لگی اور کہا اے جوان
 کی بخت میرے اوپر سوار ہوتا کہ آسانی سے اپنے گھر پہنچے تو کہ یہاں سے گھر تیرا ایک دن پرستہ ہے
 اس لڑکی نے کہا کہ والدہ میری نے تیرے اوپر سوار کی کلج کو حکم نہیں دیا ہے بلکہ کہا ہے کہ گردن اسکی
 کھینچ کر لائیو گاؤں لے بھاگ کہ آفرین باد اور شاباش میں تیری آرائش کرتی تھی اگر تو میرے اوپر
 سوار ہوتا تجھ کو اپنی پیٹھ پر سے ڈال کر بھاگ جاتی یہ فرمانبرداری میری اس سبب سے ہے
 کہ تو اپنی والدہ کے ساتھ احسان کرتا ہے اور اسکی عدول حکمی نہیں کرتا ہے درمیان اس راہ کے
 اچیس جہاں ایک مسافر کی شکل میں اس لڑکے کے ساتھ ملا اور کہا اے جوان تو بہت کی بخت
 معلوم ہوتا ہے اور مجھ کو ایک حادثہ درمیش آیا اس مشکل میں میری مدد کر اس طرف پہاڑ
 کے ایک قطار گاؤں کی رکھتا ہوں اور انکو چراتا تھا ایک مجھ کو خواہش قضا حاجت کی
 ہوئی اس پہاڑ میں قضا حاجت کی واسطے گیا تھا اب میرے شکم میں درد اٹھا ہے کہ رستہ چلنے
 سے حیران ہوں چاہتا ہوں کہ اپنے دل کی طرف جاؤں اگر تو فرما دو تو میں اس گاؤں پر سوار ہو کر جاؤں اور
 اسکی فردوری میں ایک گاؤں بہت عمدہ اپنے گاؤں میں سے چل کر تھک دو لکھا پس میرا بھی سین
 نفع ہو گا اور تیرا بھی بہت نفع ہو اور کسی طرح سے تیرے گاؤں کو تکلیف نہیں پہنچانے کا اس
 لڑکے نے کہا کہ والدہ میری نے خود میرے سوار ہونے کو منع فرمایا ہے تیرے تین کرا لیکے
 کس طرح سوار گردن ابیس نے کہا تیری ما کو کیا عقل ہو تجھ کو چاہیے کہ اپنی عقل سے بھلائی برائی

ہنیں ہون فرشتہ ہوں تیرے امتحان کے واسطے آیا تھا کہ کیسی اطاعت اپنی ماں کی کرتا ہے تو اب اس گاؤ کو اپنے گھر لے جا اور بازاری میں کیونکہ دکھلائی اسرائیل کو ایک اقدہ درپیش ہو رہے اور علاج اس کا موسیٰ عمران کی بیٹی نے کہ پیغمبر اور کتاب ہے اس طرح فرمایا ہے کہ ایسی گاؤ ذبح کر دینی اسرائیل جنت و عوار ملاش میں ہیں اور سوائے گاؤ تیری کے کوئی گاؤ ساتھ ان صفوں کی متصف نہیں اگر بنی اسرائیل تجھے اس گاؤ کو طلب کریں ہرگز ان کے ماتھے نہ بچھو یہاں تک کہ سونا اس گاؤ کے چڑے میں بھر کر تیرے حوالہ نہ کریں کہ تمام عمر وجہ معیشت سے بے گزیر ہو رہے اور آدمی جانیں کہ جو کوئی عیال اپنے کو حوالہ خدا کے کر جاتا ہو خدا تعالیٰ اس طرح پرورش کرتا ہو اور جو کوئی مال اپنا خدا کے امانت میں چھوڑتا ہو خدا تعالیٰ اس طرح اس کو بڑھاتا ہے یہ جو ان اس گاؤ کو پکڑ کر اپنے گھر لایا اور تمام ماجرا اپنی ماں کے سامنے ظاہر کیا رفتہ رفتہ اس گاؤ کی خبر شہر میں مشہور ہوئی اور بنی اسرائیل اس کے خریدنے کیوڑے اس کے گھر پہنچ ہوئے اور قیمت اس گاؤ کی بڑھانے لگے وہ جوان اور ماں اس کی رہنی نہوتے تھے یہاں تک کہ یہ بات مقرر ہوئی کہ اس گاؤ کا چمڑا بعد فرج کرنے اور جدا کر نیے سو نیسے بھر کر اس کو حوالہ کریں اور اس جوان اور اس کی ماں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ضامن لیکر گاؤ کو بنی اسرائیل کے ماتھے میں سوپا فَنَجَّیْہَا یعنی پس فرج کیا بنی اسرائیل نے اس گاؤ کو اور ذبح عبارت ہو کاٹنے گلے کے سے ٹھوڑی کے پاس سے اور بکری اور گائی اور بھینس وغیرہ میں یوں ہی مسون ہو اور نخر کہتے ہیں کاٹنا گلے کا سینہ کے پاس سے اور منظور دو ذین کاٹنا حلقوم اور مری اور شرہ رگون کا ہے لیکن گردن اونٹ کے لبنی ہوتی ہے اگر اوپر کی طرف سے اس کا گلا کاٹیں دیر میں جان اس کی نکلے اور تکلیف ہو اس واسطے کہ مکان خون کی کہ سواری روح حیوانی کی ہر دل اور جگر اور اسکے گردا گرد میں ہیں ایسے اوٹ کی اندر نخر آیا ہے اور اگر اونٹ کو بھی کوئی اوپر کی طرف سے ذبح کر لی جائے جیسا کہ بکری اور گاؤ کا نخر بھی جائز ہے لیکن ترک اولیٰ اور غیر مستحب ہے مَا کَادُوا لَیَقْعَلْنَ یعنی اور نزدیک ہے بنی اسرائیل کہ اس کام کو کریں ہو اس طرح کہ سوال پر سوال واسطے طلب کرنے بیان خصوصیتوں اس گاؤ کی لاتے تھے یہاں تک کہ سلسلہ اون کی لغتیش کا منقطع ہوتا تھا اور یہ بھی بسبب انی قیمت اس گاؤ کے خراج کرنے استقدر زکریا کی نجل کرتے تھے اور اس بات سے

بھی ڈرتے تھے کہ مبادا مقتول بعد زندہ ہونے کی کسی کا نام ہوے اور سبب رُحوانی کا ہو اور قصص
لینا اوس سے دشوار ہو لیکن حق تعالیٰ نے اودن سے چار و ناچار یہ کام کر دیا اور اگر بنی اسرائیل
کے اسلاف ہمارے نے اس معاملہ میں وحی الہی سے رُود گردانی نہیں کی بلکہ جب حضرت موسیٰ نے
قاتل کے ظاہر ہوئیے واسطی فرج کرنا گاؤ کا ٹھہرایا اور طاہرین ان میں کچھ مناسبت نہ تھی نجیب
کی راہ سے اتنا اونہوں نے توقف کیا اگر پہلے ہی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام قاتل کو معین
کر دیتے اسلاف ہمارے ہرگز اعراض نہ کرتے کہ تیری ہم کہ یہ سب غلط ہے بلکہ اسلاف اور بزرگ ہم
ابتداء قصہ سے اقوار وحی الہی کا کرتے تھے اور سببات کو بعید جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
وحی کے اس امر غیب پر اطلاع ہوگی والا ایک دوسرے پر تہمت خون کے ڈالتے اور قاتل خود قرا
کر تا اور اگر اسکی یقین نہیں کہتے ہو تو پس یاد کرو تم سر سے قصہ کو قراؤ قَتَلْتُمْ نَفْسًا یعنی اور یاد
کر دو تم اس وقت کو کہ مار ڈالا تھے ایک جان کو کہ نام اوسکا عامیل تھا اور ہر خید کہ مارنے والا
ایک شخص تم میں سے تھا لیکن جب قتل و میان تمہارے واقع ہوا اور تحقیق قاتل کے سی تمہ
سستی کی گویا تم سب شریک قتل کے ہوئی اور کاش ایک ہی گناہ قتل کا تمہارے اندر ہوتا لیکن
تمہیں اور گناہ بھی اوسکے اوپر زیادہ کیا فَاذْآرُؤْا تَنفِيْهًا یعنی پس تم ایک دوسرے پر ڈالتے تھے
اور ہر شخص کہتا تھا کہ فلا نے یہ کام کیا ہے میں نے نہیں کیا اور اصل اس صغیہ کی تَدْآرُؤْ تَحْذَرُ
تاکو دال میں ادغام کیا اور احتیلاج ہمزہ وصل کی بڑی تَدْآرُؤْ بمعنی توافع کے ہے یعنی ایک دوسرے
کو دفع کرے اور تزعج کوے اور پہاڑ کے ڈالے پس تدار گناہ دوسرا ہو کہ تہمت ناحق آپس میں
کرتے تھے اور دلیل سببات کی ہوئی کہ تمہارے تین وحی آئین کا طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یقین
کامل نہیں تھا اور اطلاع ہو جانے قاتل کی اوندکے تین غریب کے طرف سے بعید جانتے تھے وَاللّٰهُ وَجْہ
یعنی اور خدا تعالیٰ باہر لایا ہے پردہ پوشیدگی سے مَا كُنْتُمْ تَدْرِكُوْنَ یعنی اوس چیز کو کہ تم
چھپاتے تھے یعنی حال قاتل اور نفاق اور سستی یقین اپنی کی اور اسی واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو نہ فرمایا کہ نام قاتل کا بیان کریں کہ مبادا تم لذیب کرد اور قاتل جو بھائی قسم کھا دے کہ
میں نے نہیں مارا ہے پس بہر مقدمہ پردہ میں سے اور عادت الہی اس طرح سے جاری ہے کہ
جب کوئی بندہ اوسکی بندوں میں سے کسی چیز پر سہیلی کرتا ہے خواہ وہ چیز نیک ہو یا بد البتہ

ظاہر میں تکلیف مالا یطاق اور حاجت تاویل کی بڑی بخلاف قتل کے کہ باعث مذمت اور عذاب کا وہی قتل ہے کہ نفس کے اوپر ہوا ہی اور اسی قتل نے تعلق اور نفس کا بدن سے دور کیا ہی بلکہ حقیقت میں ہی قتل ہے اور بس بعضہا یعنی کسی عضو کے ساتھ اوس کا رے اعضا میں سزا کہ زندہ ہو جاوے اور اپنی قاتل کے خبر دے اور اوس سے قصاص طلب کی اور اگرین خلاف ہو کہ وہ کو نسا عضو تھا بعضہ کہتے ہیں کہ زبان اوس کا وہی تھی اس واسطے کہ منظور زندہ کرنے اور میت کے سرخص بلانا اوس مردہ کا تھا اور یہ بات زبان کے ساتھ بہت مناسب ہے بعضہ نے کہا ہے کہ عجب الذنب ہی اور عجب الذنب ایک بڑی کا نام ہے کہ جانوروں کی دم یا ہوتی ہی اس واسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ حشر تک تمام بدن آدمی اور حیوانوں کے جل جاوینگے اور جو را جو را ہو جاوین گے گو یہ بڑی باقی رہیگی اور اسی بڑی سے مردوں کا بدن بنانا شروع کرینگے اور اصل بدن کی یہی بڑی ہی اور بعضہ نے کہا ہے کہ دہنی ران اس کا وہی تھی کہ حرکت اکثر اسی طرف سے شروع ہوتی ہے اور بعضہ نے کہا ہے کہ دونوں شانوں میان میں ایک ٹکڑا گوشت کا تھا کہ اکثر جگہ ہنہ روح حیوانی کی قلب در جگہ میں منشر ہے وہی ہے چھ پیچے کہ کوئی ٹکڑا مقرر تھا بلکہ اونکو اختیار تھا کہ جس ٹکڑے کو مارین حق تعالیٰ وقت مارنے سکے کہ اوپر بدن مردہ کے اوکو زندہ کرے لیکن جو وقت کہ اوس کا وہی کو بیچ کیا کسی نے زبانکو پھیرا کہ کو اوکسی اور ٹکڑے کو مارا ہو نقل کرینو الوں نے ان کو نقل کیا اور جانا کہ یہ سب کے حکم سے تھا القصہ بنی اسرائیل نے بعد بیچ کرنے کا وہی اوس مردہ کو ساتھ اعضا او سکے کے دروہ زندہ ہوا اور کھڑا ہوا اور اوسکی طلق کے رگوں میں سرفوارہ کی مانند خون اُلبتا تھا اور اپنے اکانام بتا دیا کہ فلا نے میرے تین مارے تاکہ میرے مال کا وارث ہو حضرت موسیٰ نے اس سے اقرار کروایا اور بعد اقرار کے اوس سے قصاص اوسکا لیا اور اوس وقت سے حکم شریعت ہو گیا کہ قاتل میراث مقتول کے ہی محروم ہے گو آپس میں با بیٹے ہوں یا بھائی بھائی ہوں رحم کی قرابت ہو حدیث شریف میں آیا ہے کہ ما وراث قاتل بعد حصا البقرۃ یعنی نہیں وارث قاتل بعد حصا بقرہ کے باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب دروہ یہ ہے کہ ذکر اقرار کروانے سے موسیٰ علیہ السلام کا قاتل سے حدیثوں میں نہیں آیا ہے اور مقتول کے کہنے سے

[illegible]

قصاص کے نہیں سکتے اکثر اہل فقہ نے جواب اس کا اس طرح دیا ہے کہ جب مقتول بعد مرنے کے زندہ ہوا تھا اور حال بنہرغ اور غمخیز تھا یا آخرت کا دیکھ کر آیا قول اوسکا برابر دو گواہوں معتبر کے بلکہ اوس سے بڑھ کر ہو گیا البتہ جب تک مقتول نہیں مرنے پہنچا ہے اور حال بنہرغ کا اوس نے نہیں دیکھا احتمال صدق اور کذب کا اوس کے کلام میں پایا جاتا ہے اور کہنا اوسکا بیچ معین کرنے قاتل کے معتبر نہیں ہوتا ہے لیکن موافق قاعدہ کلام کے اس جواب میں خدشہ تو یہ ہے اس واسطے کہ اہل کلام نے معجزات کی بحث میں ایسی تقریر کی ہے کہ اگر پیغمبر کی دعا سے مرد زندہ ہو اور اوپر حق ہونے نبوت اوس پیغمبر کے گواہی دیوے یا تکذیب اوس پیغمبر کی کرے معتبر نہیں بلکہ معجزہ اوس پیغمبر کا فقط زندہ کرنا میت کا ہے گواہی اوسکی خواہ موافق دعوی نبوت کے ہو یا مخالف اوس کے دخل نہیں اوس واسطے کہ میت جسوقت زندہ ہوئی عقل اور شعور اور خیال اور ہم انسانی کے محل خطا کا معرفت کسب میں ہے حاصل ہوا اور حکم اوسکا حکم اور آدمیوں کا ہے کہ گواہی اوسکی کام نہیں آتی ہے اور اگر کوئی جانور یا پتھر یا درخت پیغمبر کی دعا کو ماننے لگے اور گواہی اور حقیقت دعوی نبوت کے دے معتبر ہے اور اگر تکذیب کرے تو یہ معتبر ہے اور نبوت کے دعوی کرینوالے کی اسکے امانت ہو جاوے گی جیسے کہ امانت میلہ کتاب وغیرہ کی ہوئی تھی اوس واسطے کہ کلام جمادات اور حیوانات کے خیال اور ہم کی بناوٹ میں نہیں بلکہ کلام ان کے کلام غیبی بین احتمال صدق اور کذب کی اوس میں گنجائش نہیں پس موافق اس قاعدہ کے چاہئے کہ کلام مردہ کے بعد حیات کے محتمل صدق اور کذب کے ہوں کہ جوڑ اور بناوٹ بیچ کلام کے شیوہ انسان کا ہے اور کہنا اوسکا بیچ تعین قاتل کے معتبر ہو گا جب تک قاتل اقرار کرے کہ میں اس پیغمبر سے ہے کہ جب حق تعالیٰ نے اوندکو واسطے فوج بقرہ کے امر فرمایا کہ لبیب مارنے بعض اعضا اسکے کے مردہ زندہ ہو جاوے گا اور حال قاتل کے سے خبر دے گا بصنفت میں گواہی اور سچا ہونے اس مردہ خالص کے اسکے کلمات ثابت ہوئے اسی واسطے اوس مقتول کے کہنے سے قصاص لینا قاتل سے درست ہو اور کچھ حاجت اقرار قاتل کے نہیں اور مردہ کو سپر قیاس نہ کرنا چاہئے کہ اسکا صدق نص سے ثابت ہوا خاص کہ اس خبر میں گواہی اوسکا کہ اس جواب کی حاجت اوسوقت ہر کہ لیتے ہیں اس معجزہ مردہ میں اور حال ہونا کی قاتل نے خود اقرار کیا ہو اور یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے ظن غالب یہ ہے کہ

[illegible]

تفسیر

اور یہ کہ قاتل نے بھی قرار یا سکوت کہ قائم مقام قرار کے ہو کیا ہوا اور حدیث میں آیا ہے کہ بیچ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لڑکی انصار میں کی کہ زیور چاندی کا گلے اور ہاتھوں اور پانوں میں پہنے ہوئے تھے کھینچنے کی واسطے باہر چلی گئی ایک یہودی مرد دے نے جنگل میں اسکو مار ڈالا اور زیور اسکا لینگیا جب اس کے وارثوں کو خبر ہوئی تگے دے کر کے اس لڑکے کو پایا اور ابھی کچھ رفق نہیں باقی تھی کہ رو برو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکو لائے آنحضرت نے فرمایا کہ حملہ والوں کا نام اس کے سامنے لیتے جاؤ کہ فلا نے نے تجکو مارا ہی یا فلا نے نے یہاں تک کہ نام اس یہودی کا لیا سر اسکا ہلا اور اشارہ کیا کہ اس نے مارا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کو بلا کر قصاص لیا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ اس یہودی نے بھی اقرار کیا کہ قاتل اس کے قاتل نے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قصاص لیا تھا اس سے ہی اقرار کیا ہوا اور بعضی روایتوں میں ذکر اقرار اس کے کا سا قسط ہوا اب حکم اس مسئلہ کا معام کرنا چاہیے اور شہادت حضرت موسیٰ کی بھی اس حکم میں مطابق اسی شریعت کے ہر چنانچہ اذیت مقدسہ سے بھی بات سمجھی جاتی ہے اگر مردہ کہ نشان قتل اور زخم کا امین پایا جاتا ہے اور کسی جگہ پڑا ہو اسکو اور قاتل اسکا معلوم نہ ہو کہ نزدیک نام عظیم رضی اللہ عنہ کے اس حملہ والوں یا اسکا نو والوں کو جیمنہ مقتول پڑا ہو اسکو اور اگر جنگل میں پڑا ہو اسکو جو گانو کہ قریب اس کے ہو چاہے شہادت آدمی معتبر کہ خدا کی قسم دینی چاہیے کہ مینے نہیں مارا ہے اس مقتول کو اور نہ اس کے قاتل کی ہکو خبر ہے اگر انہوں نے قسم کھائی تمام ان حملہ والوں یا گانو والوں سے دیت لینی چاہیے اور انکو چھوڑ دیں اور اگر قسم کھانے سے انہوں نے انکار کیا انکو قید رکھنا چاہیے تاکہ قسم کھاویں یا قاتل کا تحقیق کر کے نشان دیویں کہ اسقدر جماعت کثیر ایک حملہ یا ایک گانو کے ایسے واقعہ سے کہ اس حملہ یا گانو میں ہو جاوے یہ خبر نہیں رہ سکتی اور امام شافعی کے نزدیک سین تفصیل ہے اگر تہمت قتل کے اوپر جماعت اس حملہ یا گانو کی ہو اسطرح سے کہ ظن غالب حکم کرتا ہے کہ انہوں نے مارا ہے جیسا کہ کوئی جماعت گھر میں یا جنگل میں جمع تھی بعد اس کے متفرق ہوئی اور ایک کو مار کر چھوڑ گئی یا گانو والے اس مقتول سے عداوت رکھتی تھی اور عداوت انکی اس کے ساتھ مشہور تھی پس مقتول کے دیویں کو کہنا چاہیے کہ پچاس آدمی اس جماعت میں سے ایک ایک

نشان قتل اور قصاص کا

یہ کہ قاتل نے بھی قرار یا سکوت کہ قائم مقام قرار کے ہو کیا ہوا اور حدیث میں آیا ہے کہ بیچ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لڑکی انصار میں کی کہ زیور چاندی کا گلے اور ہاتھوں اور پانوں میں پہنے ہوئے تھے کھینچنے کی واسطے باہر چلی گئی ایک یہودی مرد دے نے جنگل میں اسکو مار ڈالا اور زیور اسکا لینگیا جب اس کے وارثوں کو خبر ہوئی تگے دے کر کے اس لڑکے کو پایا اور ابھی کچھ رفق نہیں باقی تھی کہ رو برو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکو لائے آنحضرت نے فرمایا کہ حملہ والوں کا نام اس کے سامنے لیتے جاؤ کہ فلا نے نے تجکو مارا ہی یا فلا نے نے یہاں تک کہ نام اس یہودی کا لیا سر اسکا ہلا اور اشارہ کیا کہ اس نے مارا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کو بلا کر قصاص لیا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ اس یہودی نے بھی اقرار کیا کہ قاتل اس کے قاتل نے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قصاص لیا تھا اس سے ہی اقرار کیا ہوا اور بعضی روایتوں میں ذکر اقرار اس کے کا سا قسط ہوا اب حکم اس مسئلہ کا معام کرنا چاہیے اور شہادت حضرت موسیٰ کی بھی اس حکم میں مطابق اسی شریعت کے ہر چنانچہ اذیت مقدسہ سے بھی بات سمجھی جاتی ہے اگر مردہ کہ نشان قتل اور زخم کا امین پایا جاتا ہے اور کسی جگہ پڑا ہو اسکو اور قاتل اسکا معلوم نہ ہو کہ نزدیک نام عظیم رضی اللہ عنہ کے اس حملہ والوں یا اسکا نو والوں کو جیمنہ مقتول پڑا ہو اسکو اور اگر جنگل میں پڑا ہو اسکو جو گانو کہ قریب اس کے ہو چاہے شہادت آدمی معتبر کہ خدا کی قسم دینی چاہیے کہ مینے نہیں مارا ہے اس مقتول کو اور نہ اس کے قاتل کی ہکو خبر ہے اگر انہوں نے قسم کھائی تمام ان حملہ والوں یا گانو والوں سے دیت لینی چاہیے اور انکو چھوڑ دیں اور اگر قسم کھانے سے انہوں نے انکار کیا انکو قید رکھنا چاہیے تاکہ قسم کھاویں یا قاتل کا تحقیق کر کے نشان دیویں کہ اسقدر جماعت کثیر ایک حملہ یا ایک گانو کے ایسے واقعہ سے کہ اس حملہ یا گانو میں ہو جاوے یہ خبر نہیں رہ سکتی اور امام شافعی کے نزدیک سین تفصیل ہے اگر تہمت قتل کے اوپر جماعت اس حملہ یا گانو کی ہو اسطرح سے کہ ظن غالب حکم کرتا ہے کہ انہوں نے مارا ہے جیسا کہ کوئی جماعت گھر میں یا جنگل میں جمع تھی بعد اس کے متفرق ہوئی اور ایک کو مار کر چھوڑ گئی یا گانو والے اس مقتول سے عداوت رکھتی تھی اور عداوت انکی اس کے ساتھ مشہور تھی پس مقتول کے دیویں کو کہنا چاہیے کہ پچاس آدمی اس جماعت میں سے ایک ایک

کا نام لیکر قسم کھا دیں کہ فلا نا قاتل اس شخص کا ہو اور بعد قتل کے اس شخص کے مال سے دیت دلائی جائے اور قصاص نہیں اور امام مالک اور امام احمد کہتے ہیں کہ اگر دعویٰ کر لو کہ خون کے قتل ہو تو قسم کھانے سے ثابت کہین قصاص لینا چاہیے اور اگر تہمت نہ ہو بطور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اُن حملہ والوں یا اُس قانون الون سے مین لیکر اور دیت لو اگر حاص کر چاہیے اللہ تعالیٰ نے بعد حکم کرنے کے واسطے فوج کاؤ کے اوامروں نے بعض اعضا اسکے میت کے ساتھ اور زندہ ہوئے اُس مرد کے اور خبر مبنی اُنکی کے قاتل اپنے کی اور پھر جانے اسکے کی بنی اسرائیل کی گروہ کو فرمایا اِنَّكَ تَجِدِي اللّٰهُ الْمَوْكِبَ یعنی جیسا کہ اس مردے کو محض اپنی قدرت سے رو بر و تھمائے زندہ کیا اور کلام اسکے سننے میں ویسے ہی زندہ کر دیا اور مردوں کو نزدیک نفع صو کے نہ سبب اُس نفع کے اور نہ سبب کسی اور شو کے سببوں میں سے بلکہ واسطے محض جزا دینے اور قائم کرنے عدل اور جاری کرنے قصاص کے اس واسطے کہ اس جگہ بھی سوائے لگانے اعضا کے کاؤ فوج کی ہوتی کے ساتھ بدن میت کے کوئی سبب واقع نہ ہو اور یہ بات ظاہر ہو کہ لگانا میت کا ساتھ میت کے سبب حیات کا نہیں ہوتا ہو لیکن عمل اور انتقام لینا قاتل سے منظور تھا اور اولیا مقتول کو تشفی بدون اسکے حاصل نہ ہوتی تھی ارادہ الہی نے تعلق اسکے ساتھ بکرا کہ مردے کو زندہ کر کے زبان اُنکی سے تعیین قاتل کی اور دعویٰ قصاص کا کروائے اور قاتل کو اسکے بدلے میں مارنے کا حکم فرمائے اور یہی بات بیچ آخرت کے واسطے قائم کرنے عدل عام اور بدلہ لینے تمام ظالموں سے باعث قوی اور زندہ کرنے مردوں کے ہو وِیْرَیْکُمْ اَیَادِیْہُمْ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ یعنی او کو کھانا ہو مگو حق تعالیٰ نشان قدرت اور حکمت اور عدالت اپنی کے تاکہ تم سمجھو اور فکر کرو پس تمام اُن نشانوں میں سے کہ اس قصہ سے ظاہر ہوئی کتنی چیزیں بکار آمدین اول یہ کہ جب مارنے اعضا ایک میت کی سے اوپر اعضا میت دوسری کے حصول حیات کا ہو ا یقیناً معلوم ہو کہ موثر عالم کے پیدا کرنے میں فقط ذات سبب کی ہو اس بات موثر نہیں ہیں دوسری یہ کہ جب لٹی چاہیے کہ کوئی فیض عالم غیب سے اوپر لے یا خاندان اپنے کے نازل کئے پس طریق اسکا یہ ہو کہ اول فوج اور قربانی او اور نیکیاں اور خیرات کرے تاکہ اُس کی برکت سے مطلب اُسکا حاصل ہو دوسری تیسری یہ کہ سخت گیری اپنی طرف سے موجب سخت گیری اسد کی طرف ہو اور جلدی کرنی بیچ فرمان برداری

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ
اِلٰلٰهًا غَيْرَہِ
فَاُولٰٓئِکَ
سَمٰوٰتِہِمْ
وَالْاَرْضُ
وَالَّذِیْنَ
یَدْعُوْنَ
اِلٰلٰهًا غَيْرَہِ
فَاُولٰٓئِکَ
سَمٰوٰتِہِمْ
وَالْاَرْضُ

اور وہ لوگ جو غیر خدا کے لئے دعا کرتے ہیں

اور وہ لوگ جو غیر خدا کے لئے دعا کرتے ہیں

اور وہ لوگ جو غیر خدا کے لئے دعا کرتے ہیں

اور وہ لوگ جو غیر خدا کے لئے دعا کرتے ہیں

اور وہ لوگ جو غیر خدا کے لئے دعا کرتے ہیں

اور وہ لوگ جو غیر خدا کے لئے دعا کرتے ہیں

بنا کر پڑھنا

تشریف

سید الشہداء علیہ السلام

فوائد و محاسن

دینار

مستقیم

کتاب فی الجہان

موسیٰ بن جعفر

بسم الله الرحمن الرحيم

کتابخانه
شیراز

منظ

بزرگ
مین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اور امر اور نواہی الہی کے موجب سہولت اور آسانی اور مقبولی کا ہی جو تھے یہ کہ شیعوں کے اور پرتی تھائے
مہربانی اور رحمت اپنی کرتا ہی پس ساتھ حکم تخلقوا باخلاق اللہ کی رعایت کرنی حال یتیموں
محافظت کرنے مال انکے کی اور نفع کرنا تجارتوں انکی سے اور تمام خلائق کے لازم ہی پانچویں
یہ کہ جسے عیال اپنی کو خدا کے اوپر چھوڑا اور مال اپنے کو بیچ محافظت خدا کے اور پناہ اُسکے کے سونپنا
حق تعالیٰ نے انکی بقین طبع کے اوپر نفع بخشا چھٹی یہ کہ احسان کرنا والدین کے ساتھ اور رحمت
کرنی انکی موجب نزول رحمت اور برکت جناب الہی کی طرف سے ہی ساتویں یہ کہ جو مال کہہ
کے واسطے خرچ کریں اور اُسکی عوض میں امید ثواب بچے کی رکھیں چاہیے کہ بہتر اور نفیس مالوں میں
ہوا اور دل پسند اور بیش قیمت ہو جیسا کہ یہ کاؤ تھی اور اسی واسطے قربانی کے حق میں بڑی قیست
آئی ہے کہ لاغر اور عیبتار نہوا آنحویں یہ کہ بنی اسرائیل کو تنبیہ اور عبرت ہو جائے کہ جب سالہ زین کو
کہ سامری نے بنایا بغیر حکم الہی کے تعظیم اُسکی کی اُسکی عوض میں شتر نیز آرمیوں دستوں اور گناہوں کا
قتل کرنا لازم ہوا تاکہ توبہ صحیح ہوئے اور کس گناہ زین کو کہ اللہ کے حکم سے بہت ساز و خرچ کر کے
غریب اور حکم الہی سے فرج کیا باعث ظاہر ہوئے اس معجزہ عجیبہ کا ہوا کہ اُسکے عضو کے مارے سے مردہ
زندہ ہو گیا تاکہ معلوم کر لو کہ سالہ پرستی بسبب مخالفت حکم الہی کے موجب اس وبال و عذاب کا ہوا
اور گناہ کشی میں بسبب تابعداری حکم الہی کے اس قدر برکت ظاہر ہوئی اور کیا اچھا ہو کہ ہر
پست کے لئے حکم شرع آب خوردن خطاست و اگر خون پرستوئی بریزی رواست
نی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ پہلے ذکر عامل کے مائے جانیکا کس واسطے کیا کہ
شرع اس قصہ کا وہاں سے تھا اور بقرہ کا فوج کرنا اُس سے پیچھے تھا چاہیے تھا کہ ذکر اُسکا بھی اہل
ناس میں کیا نکلتے جواب لطیف اس سوال کا عنوان تفسیر میں گزرا تھا تا مل کرنا چاہیے اُس
جواب کہ دو مفسرین نے لکھا ہے یہ ہے کہ اگر طرح ذکر کرے تو تمام ایک قصہ ہو جاتا اور جو غرض
ور تھی حاصل نہوتی اس واسطے کہ غرض بیان کرنے اس قصہ کے سے اس مقام میں اولاً یہ ہے کہ
وہ تھا جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بیچ پہنچانے ایک حکم الہی کے کہ حکمت اُسکی انکی فہم ناقص
نہ آتی تھی تہمت استہزاء اور مسخری لگا دیئے تھے اور پھر اُس حکم کی جلدی سے بجا آوری نہ کی
بارکھو دکھا و شروع کی اور یہ بات اسبر دلالت کرتی ہے کہ نزدیک اُن کے وحی الہی کی چند

عظمت نہ تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمانے کو حساب میں لائے اور یہی بیماری سخت پہنچی
استون کو تھی کہ اپنے نبیوں کی نسبت سے ضعیف الاعتقاد ہوئے تھے اور صلیبن عقلی کو مقدم اور احکام
شرعیہ کے کرتے تھے اور ثانیاً یہ کہ تم ساتھ اس تہ کے بذال فعال ہے ہو کہ بزرگوں تمہارے نے
جس نامہ میں کہ قتل نفس محرک کا کیا تھا ایک دوسرے کو تہمت لگائی تھی اور بیچ پوشیدہ کرتے اس قصہ کے
کو شمش کی تھی حالانکہ وحی نازل ہوتی تھی اور ایسا پیغمبر اور الو الغرم ان میں موجود تھا پس باعتبار
جدا جدا ہونے ان دونوں غرضوں کے اور مقدم ہونے پہلی غرض کے دوسری سے اس قصہ کو لکھ کر
لکھ کر کے بیان کیا مگر اس تقدیم سے شہد اس بات کا پڑا کہ کوئی شخص جدا جدا کرنے اس قصہ کے سے
ایک قصہ کو دو قصے سمجھ کر غلطی میں پڑے سو علاج اسکا کر دیا ہو کہ ضعیف بعضہا کی جوع طرف بقرہ کے
کرسے گویا کہ اس سے تصریح ایک قصہ ہونے کی کی ہو و لاہم اللہ تعالیٰ باسراہر کلامہ اور بھی اس
جگہ جانا چاہئے کہ قاتل خواہ عمداً ہو یا خطاً اور محروم ہونے میراث مقتول میں دونوں برابر
بالاجماع اختلاف اس بات میں ہو کہ اگر قاتل حق پر ہو اور مقتول ناحق پر پھر بھی حرام
میراث کا ہوتا ہو یا نہیں امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر عادل باغی کو مارے یا کسی نے کسی
شخص پر حملہ کیا اور جبر حملہ کیا تھا اسے حملہ کرنے والے کو مار ڈالا میراث سے محروم نہیں ہوتا ہو اور امام شافعی
کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی میراث سے محروم ہوتا ہو گو گناہ اور عذاب نہ ہو یہاں تک بنی اسرائیل کی
عادت کا بیان کہ انکار حکمون الہی کا ہمیشہ کرتے رہے ختم ہوا آب فرماتے ہیں کہ زیادہ تعجب
حال تمہارے سے یہ ہو کہ جو چیز سبب نرم ہونے دل اور قبول کرنے نصیحت کے ہوتی ہو تمہارے
حق میں ہی شو سبب سختی اور نہ ماننے نصیحت کا ہو جاتی ہو اس واسطے کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں
کبھی کافر ہوتے تھے اور کبھی ایمان لائے تھے اور کبھی گناہ کرتے تھے اور کبھی توبہ اور مذمت کرتے تھے
اور کبھی عہد شکنی تم سے ہوتی تھی اور کبھی اس عہد کو محکم اور مضبوط کرتے تھے اور کبھی پیغمبر اپنے کو کہتے
تھے کہ اتقوا نافر و ا اور کبھی اطاعت اور فرمانبرداری اس کے کی آرزو کرتے تھے کہ
وانا انشاء اللہ لمصلحت و ان مختلف حالتوں میں اور جدی جدی رنگتوں میں تمہارا
دلوں میں فی الجملہ نرمی تھی اور صلاحیت قبول کرنے نصیحت اور خیر خواہی کی تم میں تھی اور بیماری
تمہاری ہر چند کہ سخت ہوتی تھی تخفیف بھی قبول کرتی تھی اور سورہ مزاح میں تمہاری سختی بھی

خبریں

اور خدا کے بندوں کو

باز جانے کے لئے

خبریں

اور خدا کے بندوں کو

باز جانے کے لئے

خبریں

اور خدا کے بندوں کو

باز جانے کے لئے

خبریں

اور خدا کے بندوں کو

باز جانے کے لئے

خبریں

اور خدا کے بندوں کو

باز جانے کے لئے

خبریں

اور خدا کے بندوں کو

باز جانے کے لئے

خبریں

مجلسی

منہج

فوائد

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

اس تبصرہ میں ہوا وہ روح مجروح و مٹا اور اگر کوئی حیوانہ اور شیخ جمادات و حیوانات کی کہ
 بہت کچھ کلام الہی میں کر اسکا آیا ہے جسے کہ کلمہ علم صلیقہ و تسبیحہ وان من شیء الا یسبح بحمدا
 ولکن لا تفقهون تسبیحہم ساتھ اس روح کے ہی لیکن اس روح کو علاقہ تدبیر اور تصرف کا ان کے
 بدنوں میں نہیں اور نہ اثر اسکا روح حیوانی کے واسطے ہے پہنچا ہی بلکہ مانند وحوش فرشتوں کے کہ اپنے
 بدنوں میں بلا واسطہ روح حیوانی کے تصرف کرتی ہیں پھر روحین بھی پر تو اور روشنی اپنے جسم خاص پر
 ہیں اور اس وقت میں اس جسم سے افعال شعور اور ارادہ کے صادر ہوتے ہیں اور یہ تعلقی
 دائمی نہیں تاکہ محل تکلیف اور ثواب اور عذاب کے ہوں اور آخرت میں ظہور آثار ان وحوش کا اپنے
 بدنوں میں ہمیشہ ہو گا اور اسی سبب سے گواہی دی گئی اور کلام کرنگی اور شاخیں اور پھل بہشت کے
 بہشتیوں کی آواز کا جواب دینگے اور اس جہان میں کہ حکم ارواح کا ان میں غالب ہیں ساتھ قوت نفس
 قدسیہ کے وہ تعلقی پر کوڑا لٹا ہی اور پھر پوشیدہ ہو جاتا ہی اور یہی ہو درختوں اور پتھروں اور حیوانوں
 کے زبانوں کے ساتھ نبیوں کے کام کیے ہیں اور نبیوں کے فرمانے سے کلام اور اولیٰ شہادت اور جواب
 اور فرمانبرداری انکے حکمون کی کی ہی اور قدرت و اثر کے ایسے امنیوں علیہم السلام سے منقول ہوئے مجملہ ان
 اموکے یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوپر پہاڑین کے تشریف رکھتے تھے اور کفار آنحضرت کے شمس میں
 پہاڑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس جگہ سے نیچے آؤ کہ میری پشت پر سے ٹکوں کہ دل میں اور مجھ کو شرمندگی
 حاصل ہو اور صحیح مسلم میں ساتھ روایت جابر بن سمرہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کو پہنچا
 کہ فرمایا آنحضرت نے پہچانتا ہوں میں ایک پتھر کو کہ کہ میں ہی پیشتر نبوت سے میرے اوپر سلام کرتا تھا
 اور حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے بھی سلام کرتا کہ کہ پتھر کا اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 منقول ہوا اور صحت کو پہنچا اور صحیحین میں ساتھ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آیا ہے کہ جب
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کا پہاڑ نظر آیا فرمایا کہ ہذا جبل یحییٰ کا بیچہ اور صحیحین میں ساتھ روایت
 ابو ہریرہ اور اوصیٰ کے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقہ ایک بیل کا بیان فرماتے تھے کہ میں کو ایک
 شخص پکڑے ہوئے ایو جاتا تھا اسکے دل میں آیا کہ اسپر سوار ہو جاؤں اس بیل نے کہا کہ مجھ کو حق تعالیٰ نے
 سواری کے واسطے پیدا نہیں کیا ہی واسطے کھیتی کے پیدا کیا ہی اور بولنا بیٹھنے کا بھی حدیث شریف
 میں آیا ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے اور صحیحین میں ساتھ چند روایتوں کے ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم حرا کے پہاڑ پر تشریف لے گئے تھے کہ اُس پہاڑ کے پتھروں نے بطور زلزلہ کے ہلنا شروع کیا آنحضرت علیہ السلام نے اُس پتھر کو لات لاری اور فرمایا ادب سے رہنا اُسے کہ یہی پشت ہر اور کوئی نہیں مگر بنیبر اور صدیق اور کئی شہید بھجرو فرمائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہاڑ ٹھہر گیا اور آواز کرنا ستونِ حنا کا بسبب مفارقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قدر مشہور ہو کہ حاجت بیان کی نہیں اور رونائیں ستون کا اور خاموش ہو جانا کا بعد شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ولالت اُسکے شعور اور حیات پر کرتا ہی اور سب آیتوں میں یہ آیت زیادہ تر اس امر کے اوپر ولالت کرتی ہو اور تاویل بھی اس میں نہیں کہ لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرايناه خاشعا متصدعا من خشية الله اور سوا اسکے اور دلیلین بھی ظاہر اور روشن ہیں دوسری بات یہ ہے کہ اگر مراد اس آیت سے طعن کرنا کفار اور فجار سنگ دل کا ہو اس طرح سے کہ پتھر خدا کے حکموں کو بجا لاتے ہیں اُس سے ڈرتے ہیں اور تم اُسکے حکموں کو بجا نہیں لاتے ہواور نہ اُس سے ڈرتے ہو پس یہ مطلب ظاہر نہیں اُس واسطے کہ جو امر خود بخود جبلت میں پیدا ہو جائے اور طبیعت اُسکو تقاضا کرے نہ انسان ایسی شے سے انکار کرتا ہو اور نہ پتھر اور نہ درخت اور امار اور لواہی شرمندہ اور تکلیفوں شرع کا قبول کرنا پتھروں اور درختوں اور جمادات سے ثابت نہیں ہوتا کہ بسبب اُسکے الزام دے سکیں اور بسبب نہ قبول کرنے اُسکے کے انکو پتھروں سے زیادہ سخت کہا جاتا جواب اسکا یہ ہے کہ طبیعت کے الہاموں کا قبول کرنا ہر چند پتھروں اور فاجروں سنگدلوں میں برابر ہے لیکن پتھروں کی کمال فرمانبرداری اسی قدر کافی ہے کہ انکی خلقت میں عقل اور شعور اور حس اور حرکت نہیں رکھی گئی قبول کرنا جملوں الہی کو کو طبیعت کے تقاضے سے ہو بڑے تعجب اور کمال کی بات ہو اور کفار اور فجار سنگدلی میں سب طرح کی عقل اور شعور اور سمجھ رکھتے ہیں انکو واسطے الہاماتِ طبعی کا قبول کرنا اور تقاضائے جبلت کے امر الہی کو مان لینا بعید نہیں اور یہ بات پایہ اعتبار سے ساقط ہو اُس واسطے کہ کمال انسان کا ہی میں کہ موافقت الہام ناموسی کی کرے اور جو احکام شرع کے رسولوں اور وارثوں انکے کے واسطے سے پہنچتے ہیں اپنے اختیار سے انکو قبول کرے اور غسل میں لاوے پس جمادات اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں اور جو الہام کہ لائق انکے ہے اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں

تفسیر طبری
قوله لا تاتوا
علیہم و لا یحزنو
لکم فیہم شیء
اسکے بعد یہ بھی لکھو
اگر نہیں اس کا فضائل میں
نہیں اور نہ اس کی عیبت
واحد علیہ السلام
اعتقاد و اطمینان
قلنا نعم
خانیہ
اور تم انکو فرمان
پتھروں سے نہیں سنا
بول رہا ہے بلکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا

ترجمہ تفسیر غزالی

پہلے خداوند نے اپنے
چربی حلقہ کی تھی
تھوکنے سے اس سے
بچا کر اسکی قیمت
کھائی اور خلیجیان
کے ان فریبان میں
سے جسے اس نے
اسلام میں لائون
کو دھوکا دیا ہے وہ
جیل اور کاروبار
میں جو اسکا مال
حرام کی ہوئی چیز
حال کے لئے اور اسے
فسادوں کو
کھانے اور اسے
نہج کے خلاف ہے
خدا نے اس کو
باطل سے جو کسی
برائی پر

اور فجار سنگدل حد کمان کو نہیں پہنچتے ہیں اور فرمانبرداری اُس اہم کی کہ لائق اُنکے ہی نہیں کہتے
ہیں بس قسادت اور سختی میں پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں اور اسکی مثال ایسی ہو کہ کہتے ہیں کہ
اس سال میں موسم گرمی کا زیادہ گرم ہو موسم جاڑے کے سے یعنی گرمی اُسکی شدت اور کمال میں
زیادہ تر ہو سڑی جاڑے کی سے جو کہ موافق اُس موسم کے ہو تیسری یہ بات ہے کہ کفار سنگدلوں
کے اور پھروں کے درمیان فرق کے واسطے تین قسم کے پتھر ذکر کیے ہیں حالانکہ ذکر ایک
قسم کا بھی اس بات کے واسطے کافی تھا اس اطناب کی کیا وجہ ہو جواب ذکر تین قسم کے پتھر کا
اشارہ ہو طرف معرفت سلوکیہ کے اس واسطے کہ نزدیک اہل سلوک کے تمام دل تیار رہیں
اول وہ دل ہو کہ نور الہی میں ڈوبا ہوا ہو اور علم کے دریا میں فضا ہوا ہو اور اُس دل میں نہیں سخت
کی جوش کئی ہیں اور سبب ندگی دلون راہ دھوڑنے والون کے اور فیض چاہنے والون کی ہوا
ایسے دل اہل السداد و سابقین کے دل ہیں اور ایک دل ایسا ہو کہ دریائے علم سے سیر ہو کر پانی
نفع خلائق کا ہو اور یہ دل علماء و اخیان کے ہیں تیسرے وہ دل ہو کہ فرمانبرداری اور اطاعت میں
مشغول ہو اور یہ دل اہل عدل اور عابدوں کے ہیں اور کثر حال پتھر کا یہ ہو کہ اللہ کے خوف سے نیچے کو
گرہے یعنی فرمانبرداری کرے حکم طبعی کی کہ اللہ نے اُسکے اوپر حاکم کیا ہو اور حکم طبیعت اُسکی کا
ہو کہ سبیل مرکز کی طرف کرے یعنی بسبب بھاری ہونے کے نیچے کو جائے اور جب اس حد سے
گزر تا ہو پانی کو راستہ دیتا ہو اور بسبب لطافت جہر کے مسام بار یک اُس میں پیدا ہوتے ہیں کہ
شرح پانی کا لکے اندر سے نکلن ہو پھر جب اس حد سے بھی بڑھتا ہو تو قوت مستحیل کرے نہ ہو کہ پانی کی
طرف پیدا ہو جاتی ہو اور سامان جاری ہونے نہروں کا اُس میں بہم پہنچتا ہو جو قصا دل
غیر متاثر یعنی اثر قبول ٹھکے اور بسبب کمال سرکشی اور غرور کہنے کے خوف ہوتا ہو اور فیض علی قبول
نہیں کرتا ہو اور اطاعت کی طرف نہیں آتا ہو اور ایسا دل کفار اور فجار کا ہو اور کوئی چیز سخت
مثل لہے پتھر وغیرہ کے اُسکے ساتھ مشابہت نہیں رکھتی ہو اور حدیث شریف میں آیا ہو کہ جو چیز
اللہ تعالیٰ نے محکوم عنایت کی ہو یعنی ہدایت اور علم مانند مینہ کے کہ کثرت سے زمین پر برستا ہو
پس جو ٹکڑا زمین پاک اور پاکیزہ اور نرم ہو پانی کو پی لیتا ہو اور گھاس وغیرہ بہت اُس میں پیدا
سوتی ہو اور بسبب اُسکے نفع عام ہوتا ہو اور دوسرا ٹکڑا کہ سخت اور نیچاں میں ہو پانی اُس کے

اُس کے اندر ٹھہر جاتا ہوا اُس سے بھی نفع اُدیون کو پہنچتا ہے کہ پانی پیتے ہیں اور کھیتوں کو بھی پانی دیتے
 اور مویشی وغیرہ کو پلاتے ہیں اور ایک قطعہ زمین کا کہ شوراہہ ہوا ہے نہ پانی کی رطوبت اُس میں
 باقی رہتی ہو اور نہ اُس میں اکٹھا ہوتا ہے نہ کچھ اُس میں پیدا ہوتا ہے اور نہ کسی کے کام میں پانی اُٹکا
 آتا ہو اور ایسی ہے مثال اُس شخص کی کہ ہدایت کو قبول کیا اور آپ بھی علم حاصل کیا اور دوسروں کو
 بھی تعلیم کیا اور مثال اُسکی کہ اس طرف نہ بھی نہ اُٹھایا اور کسی طرح سے نفع نہ لیا اور بعض مفسرین
 اس طرح سے کہتے ہیں کہ یہ تینوں قسم کے پتھر اشارے ہیں طرف تاثیروں الہی کے کہ غیرت انھوں نے
 پتھروں میں ظہور پکڑا ہے پس وان من الحجارة لما تیفج منه الانهار اشارہ ہر طرف اُس پتھر کے
 کہ بسبب اسے عصائے موسیٰ کے بارہ چشمے اُس میں ظاہر ہوتے تھے اور وان منہا لما يشقق فيخرج
 منہ الماء اشارہ ہر طرف اُس پتھر کے کہ واسطے بند کرنے تیل عم کے اُسکو مقرر کیا تھا اسد کے
 حکم سے پھٹ کر تیل کے پانی کو رستہ دیا کہ ملک سب کا خراب کر دیا اور وان منہا لما يهبط من
 خشية الله اشارہ ہر طرف پتھر تھیل کے کہ اسد کے حکم سے آسمان کی طرف سے گرا اور
 لوط کی قوم کو زیر و زبر کیا جو تھیلی بات یہ ہے کہ کلمہ آو کا شک کے واسطے ہوا اور علام الغیوب کے
 کلام میں جگہ شک کی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ کلمہ آو کا اس جگہ شک کے واسطے نہیں بلکہ واسطے
 تخیر کے ہے یعنی جو سننے والا اُنکے حال کا ہے اُسکو اختیار ہے کہ صل سختی لگی کا اعتبار کرے لکن
 دلون کو پتھر کے ساتھ تشبیہ دیوے یا سختی کے مرتبہ کا تصور کرے کہ کس مرتبہ کی سختی ہو پتھر کی
 سختی سے زیادہ جائز اس تشبیہ کو چھوڑ دے اور باعتبار سختی کے پتھر سے زیادہ ہونے کا اُن کے
 واسطے حکم کرے اور اگر کہا جائے کہ تخیر انشادات میں ہوتی ہے نہ اخبار میں جواب اسکا یہ ہے کہ
 ہر انشا کو ایک خبر منی لازم ہے جیسے کہ ہر ایک خبر کو انشا بھی لاحق ہوتی ہے پس کبھی باعتبار انشا
 مقام کے لازم خبر منی کی طرف نظر کرتے ہیں اور جو اعتبار کہ لائق اُس حال کے ہے اُس کی
 رعایت کرتے ہیں یا انھیں یہ ہے کہ اشد قسوتہ کس واسطے کہا حالانکہ اس فعل سے ہم تفصیل کا
 وزن بھی ممکن تھا یعنی اقسی کہہ سکتے تھے لفظ اشد یا اکثر یا ازہ کا اُس جگہ لایا کہ یہ فعل تفصیل کا
 وزن اُس جگہ ممکن نہو جیسے الوان و عیوب میں جواب اسکا یہ ہے کہ ولالت قسبی کی او پر زیادتی
 قنات کے ولالت اجمالی ہے اور ولالت اشد قسودہ کی ولالت تفصیلی اس مقام میں کیونکہ بیان

ترجمہ خلیجی

سلف کے گھر

شفق بین

راغائہ اللہ بان

ایسا جملہ حرام ہے

اس بارے میں

تہذیب الامان

خود کو بکھنا چاہیے

بعض نفع کی کتاب

جسے انسانہ النظر

غیر میں چلیوں کا

خاص باب ہے

جنس بہت حرام

یا چون حمل

معلوم ہونے کے

میں لائق

چلتا ہے

نہیں جان میں

رسول اللہ صلی

علیہ وسلم فرمایا

۱۰۰

فرائض کی بات ہے

کیا آج کل
کچھ نہیں ہے

مومن سے خدائی

بسم الله الرحمن الرحيم

غلبہ

لفظ

معدود

کی جگہ
تراش

جانتے تھے

کے وقت بقیہ

ذہن سے
ایسا ہو

غیر ما لیبہ

یعنی سُنّت ہے
غیر اُس شے کا کہ

حکم المعاصی اصل المناقضۃ کے یعنی بمعصرونا اصل تنافر کی ہے کسی وجہ سے نفرت اُس
پیغمبر سے نہیں آئی تھی اور تنصب اور جانب داری کہ مناظرہ کے وقت اہل علم ظاہری کو ہوتی تھی
لاحق نہ ہوتی تھی اور باوجود اسکے یُتَمَعْنُونَ کلام اللہ یعنی سنتے تھے کلام خدا کے تو ریت کے
اندر کہ اُس سے برحق ہونا پیغمبر تھے اور دین تمھارے کا معلوم ہونا تھا اور کثرت بزرگیوں اور
فضیلتوں بخاری کی ثابت ہوتی تھی لہذا یُتَمَعْنُونَ یعنی پھر تحریف کرتے تھے اُس کلام کو کبھی
لفظ اسکے بدل دلتے تھے چنانچہ بجائے اتبعی کے کہ پیغمبر بیان شان پیغمبر تمھارے کے تھا آدم بنا دیا اور
بجائے ربعة ما آتلا الی الطول کے طو لا لکھ دیا اور کبھی تاویل فاسد اُسکی کرتے تھے چنانچہ
فضائل اور کرامات امت مصطفوی کو اور صلاحیت اور خوبی اطوار ان کی کو کہ تو ریت اور زبوں
میں منصوص ہے اور پرانظام امور دنیوی اور وافت تدریس اُنکی کی ساتھ تقدیر کے اور تسلط اور
غلبہ اور اقبال ظاہری کے حل کرتے تھے مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْا یعنی بعد اسکے کہ سمجھتے تھے انہوں نے
لفظ اور معنی اُس کلام کے اس واسطے کہ اگر اُن کو اُس کلام کے لفظوں کے سننے میں شبہ پڑتا
ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ سمجھتے یا معنی میں شبہ پڑتا تو اُس کلام سے اور معنی سمجھتے البتہ
معذور ہوتے لیکن انہوں نے بوجہ جاننے کے کہ یہ لفظ ہے اور یہ معنی ہیں لفظ دوسرا اصلی لفظ
کی جگہ لائے کہ بالکل اُس لفظ کو تو ریت کے لفظ سے مشابہت نہ تھی یا معنی اپنی طرف سے
تراش لیے کہ ہرگز لفظ اصلی اُس معنی کے اوپر دلالت نہیں کرتا تھا وَلَهُمْ یُعْلَمُونَ یعنی اور وہ
جانتے تھے تحریف کے وقت کہ یہ لفظ تو ریت کا نہیں ہے یا یہ معنی ہرگز خدا کی مراد نہیں پس کسی وجہ سے
تحریف کرنے میں معذور نہ تھے اس واسطے کہ عذر کلام کی تحریف میں دُور وجہ سے ہو سکتا تھا یا سننے
کے وقت لفظ اور معنی کو چھٹی طرح نہ سمجھتے یا وقت نقل کرنے اُس کلام کے لفظ اور معنی اُس کے
ذہن سے فراموش ہو جاویں اور انکو ان دُور عذروں میں سے ایک بھی نہ تھا پس ان کی مثل
یہی ہوتی کہ کسی شخص نے کسی لکھنے والے کی جو میں کہا ہے کہ سیم غیاں ما یقال له ویفہم
نہیں ما لیمہ ویکتب غیاں ما یفہم ویقرأ غیاں ما یکتب ویلہ جمع غیاں ما یقرأ
فی سنتا ہے غیر اُس سے کا کہ کہا جاتا ہے اُس سے اور سمجھتا ہے غیر اُس سے کہ سنتا ہے اور لکھتا ہے
اُس سے کہ سمجھتا ہے اور پڑھتا ہے غیر اُس سے کہ لکھتا ہے اور ترجمہ کرتا ہے غیر اُس سے کہ

نعت اس پیغمبر اور حقیقت اس میں کہ میں طرف دوسروں کے جھکی زبان سے اظہار تریف بزرگوں اپنے کا
 ہوا اور موجود ہونے نعت اس پیغمبر کا اور حقیقت میں اس کے کا اقرار کیا اور اس خلوت میں کوئی
 مسلمانوں میں سے نہیں ہوتا ہی قالوا کہتے ہیں یہ چھپا بیٹو الے ظاہر کرنا لوں کو اُتھکد فی کفہ
 یعنی کیون تبادیتی ہو تم مسلمانوں کو یہما فتح اللہ علیکم کھڈ یعنی اون چہیون کو کہ کھولدی ہو
 اللہ نے تمہارے اوپر علم کے خزانوں سے کہ نورت اور زبور اور دوسرے صحیفوں میں لکھی ہوئی
 ہے اور اون سے بھی جاتی ہے تعظیم اس پیغمبر کی اور حقیقت رسالت اس کی کے اور فضیلت اور
 بڑائی امت اس کی اور ایمان اور عہد کہ تم سے لیا ہو اور قبول کرنے حکموں اس کے کے اور مدد کرنے
 دین اس کے کی سلجھا کھڈ یہ تاکہ انجام کام کا یہ ہو کہ یہ مسلمان ساتھ اس حجت اور دستاویز
 کے تمہارے ساتھ مقابلہ کریں اور تمکو خیف اور ملزم کریں عند ربکم یعنی نزدیک پروردگار
 تمہارے کے کہ ہر کسی سے حجت اور دستاویز طلب کر لگا آیات تم انکو اپنی طرف سے حجت تلقین
 کرتے ہو اپنے اوپر افاکہ تعقلون پس نہیں سمجھتے ہو کہ انجام اس کام کا کیا ہے ان سرسری
 باتوں تمہارے سے انکو دستاویز محکم ہو جاو گی اس مقام میں جاننا چاہیے کہ اکثر مفسرین نے
 عند ربکم کے معنی میں بہت تردد کیا ہے اور ایسی تاویلات کی ہیں کہ مطلب سے بہت دور
 ہیں اور وجہ تردد کی یہ ہے کہ اگر انکو خوف رسوائی اپنی کا قیامت کے دن روبرو پروردگار کا
 باعث اس کلام کا ہوتا پس اس کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ حق تعالیٰ تمام حجّتوں اور دلیلون
 اور دستاویزون کو جانتا ہو ظاہر کر نیسے خوف کس طرح دفع ہوگا لیکن تحقیق یہ ہے کہ انکو منظور
 انکار کرنے سے یہ تھا کہ اگر ہم اپنی زبان سے اقرار کریں گے کہ یہ پیغمبر اور یہ دین برحق ہے ہمیں
 زیادہ رسوائی اور فضیحت قیامت کے دن لگے چلچلون میں اللہ کے سامنے ہوگی اور جتنا کہ ہمیں
 اقرار نہیں کیا فقط جانی حاکم کے سے حجّتوں اور دلیلون کو اس قدر فضیحت اور رسوائی نہیں
 چنانچہ دنیاوی مجاہدات میں ہی تجربہ میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زبان سے کہے کہ حق کا اقرار
 کرے یا دستاویز لکھدی اور پھر روبرو حاکم کے انکار کرے نہایت رسوا ہوتا ہے اور اگر آپ حاکم
 اسکو جانتا ہے یا اور گواہوں سے حق ثابت ہوتا ہے منکر کو اس قدر رسوائی اور فضیحت نہیں
 ہوتی ہے اور جو لوگ کہ اس تفرقہ سے غافل ہیں کہی عند ربکم کو ساتھ معنی فی کتاب

نعت اس پیغمبر اور حقیقت اس میں کہ میں طرف دوسروں کے جھکی زبان سے اظہار تریف بزرگوں اپنے کا
 ہوا اور موجود ہونے نعت اس پیغمبر کا اور حقیقت میں اس کے کا اقرار کیا اور اس خلوت میں کوئی
 مسلمانوں میں سے نہیں ہوتا ہی قالوا کہتے ہیں یہ چھپا بیٹو الے ظاہر کرنا لوں کو اُتھکد فی کفہ
 یعنی کیون تبادیتی ہو تم مسلمانوں کو یہما فتح اللہ علیکم کھڈ یعنی اون چہیون کو کہ کھولدی ہو
 اللہ نے تمہارے اوپر علم کے خزانوں سے کہ نورت اور زبور اور دوسرے صحیفوں میں لکھی ہوئی
 ہے اور اون سے بھی جاتی ہے تعظیم اس پیغمبر کی اور حقیقت رسالت اس کی کے اور فضیلت اور
 بڑائی امت اس کی اور ایمان اور عہد کہ تم سے لیا ہو اور قبول کرنے حکموں اس کے کے اور مدد کرنے
 دین اس کے کی سلجھا کھڈ یہ تاکہ انجام کام کا یہ ہو کہ یہ مسلمان ساتھ اس حجت اور دستاویز
 کے تمہارے ساتھ مقابلہ کریں اور تمکو خیف اور ملزم کریں عند ربکم یعنی نزدیک پروردگار
 تمہارے کے کہ ہر کسی سے حجت اور دستاویز طلب کر لگا آیات تم انکو اپنی طرف سے حجت تلقین
 کرتے ہو اپنے اوپر افاکہ تعقلون پس نہیں سمجھتے ہو کہ انجام اس کام کا کیا ہے ان سرسری
 باتوں تمہارے سے انکو دستاویز محکم ہو جاو گی اس مقام میں جاننا چاہیے کہ اکثر مفسرین نے
 عند ربکم کے معنی میں بہت تردد کیا ہے اور ایسی تاویلات کی ہیں کہ مطلب سے بہت دور
 ہیں اور وجہ تردد کی یہ ہے کہ اگر انکو خوف رسوائی اپنی کا قیامت کے دن روبرو پروردگار کا
 باعث اس کلام کا ہوتا پس اس کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ حق تعالیٰ تمام حجّتوں اور دلیلون
 اور دستاویزون کو جانتا ہو ظاہر کر نیسے خوف کس طرح دفع ہوگا لیکن تحقیق یہ ہے کہ انکو منظور
 انکار کرنے سے یہ تھا کہ اگر ہم اپنی زبان سے اقرار کریں گے کہ یہ پیغمبر اور یہ دین برحق ہے ہمیں
 زیادہ رسوائی اور فضیحت قیامت کے دن لگے چلچلون میں اللہ کے سامنے ہوگی اور جتنا کہ ہمیں
 اقرار نہیں کیا فقط جانی حاکم کے سے حجّتوں اور دلیلون کو اس قدر فضیحت اور رسوائی نہیں
 چنانچہ دنیاوی مجاہدات میں ہی تجربہ میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زبان سے کہے کہ حق کا اقرار
 کرے یا دستاویز لکھدی اور پھر روبرو حاکم کے انکار کرے نہایت رسوا ہوتا ہے اور اگر آپ حاکم
 اسکو جانتا ہے یا اور گواہوں سے حق ثابت ہوتا ہے منکر کو اس قدر رسوائی اور فضیحت نہیں
 ہوتی ہے اور جو لوگ کہ اس تفرقہ سے غافل ہیں کہی عند ربکم کو ساتھ معنی فی کتاب

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

اُن آرزوؤں کو خلاصہ مضمون کتاب کا جانکر خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے لب لباب کتاب کا کمال لیا ہے
 انھیں آرزوؤں میں سے ایک یہ ہو کہ ہم کو اللہ کے ساتھ علاوہ سولے ہنگام اور مخلوق کے کہ تمام
 لوگوں میں مشترک ہو اور بھی ہو کہ ہم اللہ کے محبوب ہیں اور اللہ نے ہم کو بنا کر لیا ہے پس جو گناہ
 اسے ہوتا ہے حق تعالیٰ بسبب کمال محبت اور شفقت کے درگزر کرتا ہے دوسری آرزو یہ ہو کہ
 باپ دادا ہمارے بڑے بڑے مرتبے والے ہو گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسی و شناسی انھوں نے
 پیدا کر لی ہو کہ مرضی اسکی کو بدل سکتے ہیں اگر بالفرض ہم کو مواخذہ گناہوں کا ہو گا بھی تو باپ دادا
 ہمارے کوشش کر کے ہم کو چھٹالین گے تیسری یہ ہے کہ یہو د کے گروہ کو اگرچہ سخت کافر ہوں نہایت
 دل یا چالیس دن سے زیادہ عذاب ہو گا تو چوتھی یہ ہو کہ شریعت یہود کی قیامت تک واجب العمل ہو
 اور نسخ ہونی والی نہیں پانچویں یہ کہ استعداد نبوت اور رسالت کی مختصر بنی اسرائیل کے خاندان میں ہو
 اور ان کو ہرگز لیاقت اس کام کی نہیں چنانچہ علوم اور جاہلون کو قدیمی خاندانوں سلطنت میں بھی یہی
 اعتقاد ہو اور اسی قسم کی دوسری جھوٹی باتیں بھی البتہ سید کے لئے نہ ہوں نہ بیٹھی ہوئی ہیں مگر
 اس اعتقاد و تقلید میں کہ علمائے دین نے عمل اپنے سے حاصل کیا ہو کفر سے خلاص نہیں ہوتے ہیں
 اور معذور نہیں ہونگے اس واسطے کہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ علماء ہمارے جھوٹ بولتے ہیں اور ان کے
 جھوٹ اور رشوت ستانی کا دنیا کے معاملات میں تجربہ کرتے ہیں پس ان کو خود اپنے عالموں کے
 کہنے کا یقین نہیں تاکہ معذور ہوں **وَالَّذِينَ لَا يَرْجُونَ ظُلْمًا** یعنی انہیں ہیں وہ مگر یہ کہ گمان قوی
 کرتے ہیں اور اعتقاد انکا فقط اسی قدر ہو کہ ظن غالب ہو جاتا ہو اور اسکا اصول دین میں اعتبار
 نہیں جب تک یقین کامل نہیں علماء اور جہلانے گمراہی اور گناہ اور وبال میں دونوں برابر ہیں
 اس واسطے کہ عالم پر فرض ہے کہ موافق علم اپنے کے عمل کرے اور جھوٹ بولنے اور تحریف
 کرنے کتاب کے سے احتراز کرے اور عامی کے اوپر فرض ہو کہ فقط تقلید اور ظن کے اور کفایت
 کرے بلکہ یقین کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے البتہ اتنا فرق ہو کہ عذاب جاہلون کا ان عالموں کی
 نسبت سے جنھوں نے ان جاہلون کو گمراہ کیا ہو کہ ہم گناہیں واسطے کہ عذاب جاہلون کا محض گمراہی کے
 سبب سے ہو اور عذاب عالموں کا بسبب گمراہی اور گمراہ کرنے کے ہو **فَوَيْلٌ** یعنی پس بہت
 حال ہو **لَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ** یا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا** یعنی ان عالموں کا کہ لکھتے ہیں کتاب تحریف

مفسرین
 اور کچھ گمراہی
 جانا جو میں کی ہو
 علمائے دین کے
 البتہ سید کے لئے
 کتاب بیان ہو
 کتاب بیان کے
 پھر ان کو لاسے اور
 فتح کیا اور ان کے
 کام ہوا بہت دشوار
 جیسا انھوں نے
 ہو چھپے ہو چھپے ہو
 کو ایک کیا دیا
 اللہ نے بھی ان کو
 جلی میں لا اور
 پہلے ہی جس نے
 کو ان کے لئے
 کام چل جاتا ہو
 یہ لوگ ان گمراہ
 نہ تھے نہ ان پر

اور ہم مضمحل کا ہو اسکا استعمال بھی بدخواہی کے مقام میں ہو تبویم بیچ کتاب لائل النسبۃ کے اسیر المؤمنین حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کہتے ہیں الولیہ والویل بابان فاما الولیہ فباب رحمة واما الولیل فباب عذاب یعنی بیچ اور ویل دو دروازے ہیں اس پر توجہ پس دروازہ رحمت کا ہو اور ویل پس دروازہ عذاب کا ہو اور برابر اسیم عربی نے بیچ فوائد اپنے کے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک ن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کلام اور خطاب فرماتے تھے اور مجھ کو و بچا کہہا میں اس کلمہ کے سننے سے بہت مضطرب کیا اور تنگ دل ہوئی فرمایا کہ اوسر خک و بچا اور ویسک رحمت ہو اس سے تنگ دل مت ہو لیکن ویل سے تنگ دل ہو حاصل یہ ہے کہ یہ کلمہ کہ کلام الہی میں بھنے گروہ کافرون اور فاجروں کے حق میں وارد ہوا ہو قیامت کے دن اس د عید کا پورا کرنا کئی کئی طرح سے ظہور پکڑا ہو و اور مخفی کتاب کے حق میں ایک پہاڑ آگ کا ظاہر ہو کر اُپر گر گیا اور اُنکا جسم پاش پاش کر گیا جیسے کہ انھوں نے کتاب اللہ کو تحریف سے پاش پاش اور جدا کر دیا ہو اور کافرون اور متکبروں کے حق میں ایک غار کی صورت میں نمودار ہو گا اور اُنکو اُسکے قعر میں جبر اور خود پسندی کے گرایا جاوے گا اور بیچ حق جو دھریوں نے دین کے کہ اپنے گروہ پر ظلم اور ستم کرتے ہیں ایک پتھر کی صورت میں ظاہر ہو گا اور وہ پتھر نہایت گرم اور دھکتا ہوا ہو گا اور ان لوگوں کو اُس پتھر پر چڑھا دینا تارین گے اور ناسقون کے حق میں خصوصاً شراب خواروں کے واسطے ایک میہتی ہوئی کی صوت میں ظاہر ہو گا کہ اُس میہتی میں روپائی بدودار و درخیزوں کے بدن کا جاری ہو گا اور اُنکو اُس میہتی کی پانی پلایا جاوے گا اور امام احمد اور ترمذی بیچ باب صفة النار کے اور ابو یعلیٰ اور طبرانی اور ابن جبان بیچ صحیح اپنے کے اور حاکم بیچ مستدرک کے اور بیہقی بیچ کتاب البعث کی ساتھ روایت ابو سعید خدری وغیرہ کے لائے ہیں کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ویل نام ایک کنوین کا ہے جنہم کہ کافرون کو شہین دالین گے اور چالیس برس تک نیچے چلے جاویں گے تب بھی عمق اُسکا تمام نہیں ہو گا اور ابن جریر نے حضرت اسیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ سے بیچ تفسیر فوئیل لہو ما کتبت لایم کے نقل کی ہے کہ آن حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ویل ایک پہاڑ ہو گا کہ اور وہ وہی پہاڑ ہو گا کہ گرسے گا اور یہود کے اس واسطے کہ انھوں نے تحریف کیا ہو تو ریت کو اور زیادتی اور کمی کی ہے کلام الہی میں

[illegible]

صدر آیین اسی طرح فرمایا ہو جواب اسکا یہ ہو کہ جب کتابت انکی ایک بار ہو چکی اور اس کلام مخرف کو ایک نسخہ میں لکھ کر چھوڑ دیا تو تعبیر اسکی ساتھ صفیہ باضی کے مناسب ہوئی اور رشوت ستانی انکی تمام نہیں ہو چکی بلکہ ہر باطالع اب میں مضمون کا انکے آگے آتا تھا اسی نسخہ مخرفہ سے نشان دینے اور موافق اسکے خواہش کے بیان کرتے پس تعبیر اسکی ساتھ صفیہ مضاعف کے کہ دلالت اوپر ہتر ارتجد دی کے کرنا ہو ضرور ہوئی اور معمول تحریف کئے والوں کتابوں کا اوچل سارون اور فرمان اور پرولنے بنائو لالوں کا اور مہربین جھوٹی کرلے والوں کا یہی ہے ایک بار ان چیزوں فریب کی کو درست کر کے رکھ بھوٹے ہیں اور وقت حاجت کے اس سے مطلب اپنا حاصل کرتے ہیں چوتھے یہ کہ صدر آیت میں جنی اول میں قہ نزل اللہ الذین یکتبون الکتاب بالیدینہ واقع ہو ایسے تکرار اسی مضمون کا خرات میں کس واسطے فرمایا جواب اسکا یہ ہو کہ مطلب شروع آیت کا اور اخیر آیت کا جدا جدا ہے و وجہ سے اول یہ ہو کہ صدر آیت سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ جو لوگ موصوف ان صفیہ کے ساتھ حال برکھتے ہیں اور معلوم نہیں ہوتا ہو کہ ان صفات کو بھی بیچ بھری انجام انکے کے و خل نہیں میں اس واسطے کہ حمال ہو کر ان صفیہ کا محض علامت اور پہچاننے کے واسطے ہو جیسے کہ اس ل میں یا غلام عطا دھما صاحب النبی لہ لاجہما یعنی ای غلام سے تو ایک دیر ہسم کچ کرے والے کو یہاں سرخ ہونا کرے کا محض نشان بتلانے کے واسطے ذکر کیا ہو اور دینے دینے میں داخل نہیں اور اخیر آیت سے داخل ان صفیہ کا بد انجامی انکی میں معلوم ہوتا ہو دوسری وجہ یہ کہ جہاں اس قاعدہ کے کہ تعلیق لکھو بالوصف بشرطہ لہ یعنی معلق کرنا ساتھ وصف کے مشعر ہو ساتھ علت ہونے اس وصف کے واسطے اس حکم کے داخل ان کا بیچ خرابی حال انکی کے شروع آیت سے بھی سمجھا جاتا ہو لیکن یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ مجموعہ صفیہ کو اس امر میں داخل ہو اور یہ بات نہیں سمجھی جاتی ہو کہ ہر صفیہ کو علاحدہ علیحدہ میں داخل ہو اور زیادتی تعداد انکے کی ایسوں کے عذاب ہو جو جہنم سے بھی نہیں جاتی ہے یہ بات سمجھی جاتی ہو کہ معال ہر جہت کے گزریل کا لائے ہیں پانچویں یہ ہے کہ طے مفسرین میں سے کہ ظاہر میں مین مضمون اس آیت کا دیکھو کہ ظاہر میں اسکے اندر ذکر تحریف اور تہمین میں نکلیں گا کہ کس جس سے ہو اور کو نہی پس زری یا عوض کا غذا اور سہما ہو

مکتبہ

بسم الله الرحمن الرحيم

میں نے اس کے بعد

مجلس

یہ ہیں جو بیخود

یہ ہے کہ حکم کا

اس امر پر
آخر آ

١٠٠

تفسیر خلیلی

یہاں غزلت کے لیے
انٹ دی گئی ہے
پچھلے کو جان
بوجھ خلاف کے
بہت سے ایسا
ہی پچھلے کے خلاف
نہاڑیں کا مٹی
نہاڑیں کے جان

قرآن کی فتح بدعت حسنه ہے اور اسکے جائز ہونے پر اجماع ہوا ہے
جہاں سے حدیث کے
قرآن خلاف کے
بالکل خلاف کے
دیدہ و دانستہ
بطبع مال بافت
یا بہت زیادہ
یا بہت کم
وہ یاد رکھیں کہ
ان کا بھیج
گناہ شراب

خواری اور
نہاڑیں
خواری ہے

عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود سے بھی منقول ہے سچ کتاب ابن ابی داؤد کے کہ کتاب المصاحف امام کا شہرہ
اور عبد اللہ بن شقیق عقیلی سے عبد الرزاق اور ابن ابی داؤد نقل لائے ہیں کہ کان اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشدون فی بیع المصاحف و یروونہ عظیماً یعنی اصحاب رسول ہمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے تشدد کرتے تھے سچ بیع مصاحف کے اور دیکھتے تھے اسکے تین بڑا سخت امر
اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ صحابہ کے زمانہ میں بیچنا مصاحف کا
مروج نہ تھا عادت ایسی تھی کہ جسکو لکھوانا قرآن کا منظور ہوتا تھا خالی ورق اور دوات قلم لیکر
متصل منبر کے بیٹھا تھا جو مسلمان کہ اتنا اُس سے استدعا کھنے کی کرتا جو کوئی لکھنا چاہتا ایک
ورق لکھ کر دیتا پھر دوسرے سے اسی طرح لکھواتا اسی طریق سے چند روز میں کلام اللہ تمام
ہو جاتا اور عطا اور تابعین سے بھی یہی مضمون مروی ہوا ہے حاصل یہ ہے اس قدر خود سچ ہے کہ
قرآن کا لکھ کر بیچنا یا اجرت اسکے لکھنے کی لینا جاہلون غلیفون کے عہد تک تھا اور اللہ کے واسطے
لکھتے تھے پہلے یہ بدعت خیر زمانہ معاویہ بن سفیان میں مروج ہوئی چنانچہ ابو عبیدہ وغیرہ نے
ابو مجرز تابعی سے کہ شاگرد ابن عباس کے ہیں روایت کی ہے لیکن یہ بدعت حسنہ ہی بدعت
سیدہ نہیں ابتدا میں اُس وقت کے علمائے انکار کیا تھا اور اسی آیت کو متک پکڑا تھا جب او
علمائے غور اور تامل کی کوئی وجہ حرمت کی اس میں نہ پائی تو اُسے جواز پر اجماع ہو گیا
اور اس آیت سے حرمت انکی ثابت نہیں ہوتی ہے اس واسطے کہ اگر مراد لیشدون ابہ ثمناً
فلیلا سے لینا اجرت کتابت کا یا قیمت کا غذا و رسیا ہی کا ہو تا لفظ تفریق لولون لہذا من
عند اللہ محض ضائع اور لغو ہو جاتا اور اسی واسطے ابن عباس اور محمد بن حنفیہ نے اسکے مباح
ہونیکا فتویٰ دیا ہے ابن ابی داؤد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ان سے اس مسئلہ کا حکم
پوچھا فرمایا کہ لا باس انما یاخذون اجور اید یھو یعنی نہیں ہے ڈر سوا اس کے
نہیں کہ لیتے ہیں مزدوری یا حقول اپنے کی اور محمد بن حنفیہ سے نقل لائے ہیں کہ کہا انھوں نے
لا باس انما بیع انما بیع اللوق و علی ید یہ یعنی نہیں ہے کچھ اندیشہ اس میں فقط بیع
ورق اور عمل یا حقول اپنے کی ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے
حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لا باس بشرع المصاوان یعطی لاجر علی کتابتہا

ہی پس لالت اور پرکشت کرتا ہی اس سورہ میں مذکور اسکا جو کہ اسنے طمع ایمان کی سمت کھینچ کر
 یہ لوگ ایسا اعتقاد فاسد رکھتے ہیں اسواسطے کہ وقالوا ان تمسنا الذل انما باعتبار عطف کے
 افظلموں کے تحت میں داخل ہو اور اس غرض کے بیان کرنے کے واسطے ذکر تکفیل ہے
 عذاب کا صورتہ اور معنائیں سبب زیادہ ہو اور سورہ آل عمران میں مذکور اسکا جو کہ وہ کفر کرتے ہیں
 ساتھ آیتوں مخلی کے اور پیغمبروں اور واعظوں کو ناحق مارتے ہیں پھر ایک قد انہیں سے حکم الہی سے کہ
 انکی کتاب میں آیا ہو وگردان ہونا ہو اور یہ سب باتیں جرأت کے سبب ہیں جو اعتقاد فاسد کی
 جہت سے ہو اور جب کہ انہیں پر بہت فعل اس قسم کے کہ موجب عذاب شدید کے ہیں شمار کئے تو
 لازم آیا کہ حج مدت عذاب کے بھی کثرت لفظی اور صوری ملاحظہ فرما دیں گو باعتبار معنی کے قلت ہو
 اسواسطے کہ جسقدر افعال زیادہ ہوں جبر بھی انکی کثیر جائیں اگر معنی کے باعتبار نہ ہو صورت
 کی رعایت ضرور ہو اور علاوہ اسکے سورہ آل عمران میں لفظ اذا جمعنا ہم کا
 آیا ہو پس صیغہ جمع کا لانا مناسب اسکے ہوا حاصل یہ ہے کہ پیغمبر وقت کے تین فرماتے
 ہیں کہ اگر اس قسم کا اعتقاد واپسی رو بردہ تیرے ذکر کریں اور نے پروائی اپنی ایمان
 اور عمل صالح سے بیان کریں تو انکے جواب میں قل یعنی کہہ کہ مقرر کر لینی مدت عذاب کی
 کہ اسقدر آخرت میں ہو کہ عذاب ہوگا اس قبیل سے نہیں کہ عقل خود بخود اسکی طرف راہ پاوے
 پس تمسے یقین اس بات کا کسی دلیل سمعی سے لیا ہوگا اَتَّخَذَ قَعْدًا لِلَّهِ عَهْدًا اِیْنِی کیا ہے
 ہی تمسے اسد سے بیان کہ نہ کو کفر اور گناہوں تمھارے پر زیادہ کئی روز سے عذاب مجھے پس
 ہم اس بات کا دیکھ کہ کونسی کتاب میں ہے تاکہ ہم بھی دیکھیں اور اقرار کریں اور اگر ہم اسد تعالیٰ
 سے عہد لینے کی حاجت نہیں فقط کہہ دینا بھی بس کفایت ہو ہواسطے کہ خبر اسکی سچی ہو اگر
 اسنے اس بات کو کہ لیا ہو تو یہ بھی بمنزلہ عہد کے ہر فَلَکَ عٰہِدًا لِلّٰہِ عٰہِدًا یعنی بس ہر خلاف
 ہو کہ خدا تعالیٰ اس عہد حکم اپنے کو اسواسطے کہ خبر اس کی کلام ازلی اسکا ہے اور کہ بت
 کلام میں بڑا نقصان ہوتا ہو کہ ہرگز خدا تعالیٰ کی صفیوں میں اسکو دخل نہیں ہو سکتا
 اور کہ بعضی ظاہر میثون لے کہا ہے کہ وعدہ نیک میں خلاف کرنا نقصان ہو اور وعدہ
 میں خلاف کرنا کرم اور لطف ہے اس قول کی بنا اسپر ہے کہ غائب کے حاضر ہر قیاس میں ہوتا ہے

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

تفسیر عربی

کہ سب عیدوں اور نقصانوں سے پاک ہے مطلق خبر کا خلاف کہ ناخواہ نیک نہ ہو خواہ بد نقصان

ہوا سب سے کہ اس کے لطف اور کرم کی راہیں بہت ہیں بعد میں کہ معاملہ لطف اور کرم کا بھی کرے اور عید

اپنے میں بھی خلاف نہ کرے بخلاف آدمیوں کے کہ بسبب عجز بشری کے بغیر خلاف کرنے کے بیچ عید

کے انکو لطف اور کرم کرنا ممکن نہیں ہوتا پس ان کے حق میں عید کے خلاف کرنے میں اگرچہ

ایک طرح کا نقصان ہے مگر پورا کرنے و عید میں اس سے زیادہ نقصان ہو سوائے حق میں یہی

کمال ہو کہ بڑے نقصان کو اختیار نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے حق میں اپنے عید کا خلاف نہ کرنا نقصان

پس اللہ کے عید میں اور اولوگوں کے عید میں فرق ہو اور اگر کسی شخص کا کہ جس سے یہ تفسیل عدت کی

معلوم ہو نشان نہیں دیتے ہو تو پس معلوم ہوا کہ بات نے دلیل کہتے ہو اور بات نے دلیل کی حق میں

کہنی چاہیے اور یہ بہت ہی بڑا ہو کہ خدا کے اوپر اھم ٹھونکن علی اللہ لا تھلون یعنی کیا انکار کرتے ہو

اللہ پر وہ چیز کہ نہیں جانتے ہو کہ سچ ہی یا جھوٹ اور بڑا شک تھا راہ میں سادہ اس حدیث کے ہو کہ

حضرت یعقوب علیہ السلام سے تمہاری خبروں میں منقول ہو مضمون اسکا یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت

یعقوب کے ساتھ عہد باندھا ہے کہ ان کے بیٹوں کو عذاب نہ کر دے مگر محمد اللہم یعنی واسطے پورا کرنے قسم

اپنی کے اور یہ حدیث دل تو خود صحیح نہیں کہ حضرت یعقوب نے اٹھ فرمایا ہو سنا کسی مستغیر میں

دوسرے یہ کہ تھے کہاں سے جانا کہ مراد حضرت یعقوب کے بیٹوں سے تمام فرقہ بنی اسرائیل کا ہو بلکہ

ظاہر یہ ہو کہ مراد بیٹوں سے صلی بیٹے ان کے ہیں واسطے کہ اطلاق بیٹوں کا متعارف اسی حق میں ہے

میسرے یہ کہ عذاب نہ کرنا ان کے بیٹوں کا بھی ساتھ و جہ شرعی کے تھا واسطے کہ بیٹوں کے لئے تو صحیح کی اور

ندامت قوی عمل میں لائی اُن گناہوں سے کہ بیچ حق حضرت یعقوب کے اور بیچ حق حضرت یوسف

کے اُن سے سرزد ہوئے تھے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل میں مذکور ہو کہ انھوں نے حضرت

یعقوب کی خدمت میں اقرار اپنے گناہ کا کیا اور استغفار اُن سے طلب کی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے روبرو

بھی اپنی خطا کا اقرار کیا اور انھوں نے ان کی خطا میں معاف کیا اور حضرت یعقوب نے بھی استغفار کیا پس حق اللہ

اور حق العباد دونوں ان کے دسمے سے سافط ہوئے اگر تم بھی اسی طرح کی تو بے قصور کرو اور حق تلخی سے ندامت

کرو اور اس وقت کے پیغمبر سے اپنے حق میں استغفار طلب کرو تو البتہ تم بھی اپنی نجات میں داخل ہو جاؤ گے

اور جب تک کہ یہ باتیں بجا نہ لائو گے معاملہ خدا کا تھا اسے سادہ اصل قاعدہ پر رہیگا چنانچہ بیان فرماتے ہیں

نہیں کہ سب عیدوں اور نقصانوں سے پاک ہے مطلق خبر کا خلاف کہ ناخواہ نیک نہ ہو خواہ بد نقصان

ہوا سب سے کہ اس کے لطف اور کرم کی راہیں بہت ہیں بعد میں کہ معاملہ لطف اور کرم کا بھی کرے اور عید

اپنے میں بھی خلاف نہ کرے بخلاف آدمیوں کے کہ بسبب عجز بشری کے بغیر خلاف کرنے کے بیچ عید

کے انکو لطف اور کرم کرنا ممکن نہیں ہوتا پس ان کے حق میں عید کے خلاف کرنے میں اگرچہ

ایک طرح کا نقصان ہے مگر پورا کرنے و عید میں اس سے زیادہ نقصان ہو سوائے حق میں یہی

کمال ہو کہ بڑے نقصان کو اختیار نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے حق میں اپنے عید کا خلاف نہ کرنا نقصان

پس اللہ کے عید میں اور اولوگوں کے عید میں فرق ہو اور اگر کسی شخص کا کہ جس سے یہ تفسیل عدت کی

انکی یعنی ایسا نہیں کہ تنگدور گناہوں پر عذاب عمتی کا نہواسواسطے کہ کفر قابل بخشش کے نہیں اور قاعدہ مقررہ شریعت کا ہو کہ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً يُعَذِّبْهُ لَهَا وَعَذَابُهُ مُّؤْتَمِرٌ وہ گناہ صغیرہ ہوا اور تحریف کتاب اور رشوت لینے سے کم ہوا اور لفظ سیئۃ کا اصل میں سیئۃ تھا ساریسور سے کہ داوی ہے نہیانی وَاذْكُوكَیَا اور یا کو یا میں او غام کیا سیئۃ ہوا وَاَحَاطَتْ بِہِ حُطَّتْ اور گھیرا انکو گناہ اسکے نے اور حد احاطہ کی یہ ہے کہ اَوَّلُ اُس گناہ کا جو ارجح سے دل کی طرف پہنچے اور لذت اُس سے بہت اٹھا دے بعد اسکے خوبی اُس گناہ کی اسکے دل میں معلوم ہونے لگی اور اُنکی بُرائی کا انکا ذہن میں بیٹھا جاوے گا پس لازم آوے گا اور جب تک یہ حال نہ ہوگا احاطہ متحقق نہ ہوگا اسواسطے کہ معنی احاطہ کے یہ ہیں کہ انسان کو ہر طرف سے گھیرے اور انسان اُس کے خلاص ہونے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور گناہ کو جب تک نیک اور مباح نہیں جانتا تو تب تک اُس نے اُس کے دل کو نہیں بکڑا ہوا اور بندگیوں کو خراب نہیں کیا ہی اور خلاصی اُس سے ساتھ تو باور نہ دامت کے ممکن ہے اور جسکو گناہ نے گھیر لیا کافر ہوا کَاذِبُكَ اَصْحَابُ النَّارِ پس وہ گروہ ملازم و فوج کے ہیں کہ ہرگز اس سے جدا نہیں ہوتے ہِنَ هُمْ فِیْمَا حَزَلُوْا یعنی وہ لوگ ہیں جو زمین ہمیشہ رہنے والے ہیں نے انتہا مدت تک کہ ہرگز انکی مدت نہیں پھرے کیونکہ ہر سو کے کہ چند روز انکی مدت ٹھیرائی جاوے جیسے کہ وہ اعتقاد کرتے ہیں اسواسطے کہ جب تک وہ گناہ کرتے تھے اور دل سے اُس سے بیزار ہوتے تھے اور اُس کے اوپر نہ دامت کرتے تھے تو دل انکا گنہ گار نہ تھا اور گناہ نے انکو احاطہ نہ کیا تھا اور نہ بندگیان اُنکی جھڑپ ہوئی تھیں توقع انکی تھی کہ بعد چکنے عذاب کے خلاص ہو جاویں اب کوئی وجہ خلاصی کی نہ رہی اور کس واسطے عذاب انکو ہمیشہ ہے حال آنکہ وہ مقابلہ میں مومنین صاحبین کے ہیں وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ یعنی اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اعمال شائستہ کیے پس دل بھی انکے گناہ سے پاک ہیں اور بدن بھی اُنکے عمل صالح کے نور سے منور اور روشن ہیں ناچار اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ یعنی یہ گروہ ملازم بہشت کے ہیں کہ جاوے پاکیزہ اور مقدس ہِنَ هُمْ فِیْمَا حَزَلُوْا یعنی وہ زمین ہمیشہ رہنے والے ہیں پس جیسے کہ جزافرقہ اول کی دائمی غیر تنہا ہی ہے جزافرقہ دوسرے کی بھی ایسی ہی دائمی جاوے اسواسطے کہ پہلے فرقہ میں ایمان اور عمل صالح دونوں نہیں ہیں اور دوسرے فرقہ میں

میں نے

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دہلوی

حضرت کے بیان

جہاں کہیں کہیں

کتابخانه جامعہ اسلامیہ

یہ سب ان کو اپنی اس
سے خرابی ہے

۱۰۰

جی کے موافق

الکتاب

هــ

١٠٠

...

10

اور اس تہ کا فاسق اور فاجر اور عصیان نام رکھا ہے اور اس کے واسطے آخرت میں عذاب منقطع کا وعدہ کیا ہے یعنی ایسے فعلوں پر عذاب ہمیشہ نہیں رہنے کا واسطہ کہ عقائد و ریت کا راجحان نجا و بگا اور عذاب دائمی سے نجات پد بگا دو سر فریبہ یہ ہے کہ اعتقاد میں بھی مخالفت ہو اور جو چیز کہ نفس الامر میں ثابت ہو خواہ الہیات سے ہو اور خواہ معاویہ سے اور خواہ شعائر اللہ جیسے کہ کتابیں الہی اور رسول اس کے اور خواہ حکمون متواترہ مشہور اُن میں کے سے ہو انکا انکار کرے اور اس تہ کو کفر اور زندہ اور الحاد کہتے ہیں اور اس کے اوپر وعدہ عذاب ہمیشگی کا آخرت میں فرمایا اور ان دونوں مسئلوں کو مسلمانوں کی اصلاح میں ساتھ اس عبارت کے تعبیر کرتے ہیں کہ الفاسد لا یجمل فی النار والکافر یخلد فی النار یعنی فاسق ہمیشہ نہیں رہنے کا آگ میں اور کافر ہمیشہ بگا آگ میں اور ہر زمانہ میں جو شریعت ہوتی تھی جو اس کے موافق ہوتا تھا اُسکو کہتے تھے کہ یہ شخص مومن ہے اور عذاب دائمی سے اُسکو نجات رہیگی اور جو اس کے مخالف ہوتا تھا اُسکو کہتے تھے کہ یہ شخص ہمیشہ دوزخ میں رہیگا پس بنی اسرائیل کے زمانہ میں کہ ملت حقہ ملت ہوئی تھی اور اس ملت کے اوپر بنی اسرائیل قائم تھے ہو اسطے یہ عبارت کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل عذاب دائمی نہ ہوگا اور جو لوگ سوال کے ہیں انکو عذاب دائمی ہوگا اور اس گروہ نے بسبب بلاوت اور کم فہمی کے عنوان اور معنوں میں فرق کیا اور یہ سمجھا کہ یہ حکم ہمارے ہی واسطے خاص ہے اور ایسا کہنے لگے کہ لن تمسنا النار الا ایا ما معدودۃ حق تعالیٰ نے جواب میں اس شبہ کے اول طریق منع کا جاری کیا اور طلب دلیل کی کہ انکذا لا عند اللہ عجلًا اسطے کہ اصل کلام میں تخصیص بنی اسرائیل کی اور نام یہود کا نہ تھا بلکہ نصوص الہیہ میں مطلق ذکر اہل حق کا اور اسوقت کے دین کی پیروی کرنا والوں کا تھا اور جب اسوقت میں ہوا بنی اسرائیل اور یہود کے یہ صفت اور ول میں تھی انھوں نے ان فقہوں سے اپنے ہی وقت کی تخصیص سمجھی پس نص صریح غیر مادل کہ عہد عبارت اس سے ہے اس بات میں پالی نہیں لگی اور نص اول دلفق فہم اپنے کے قابل اس بات کے نہیں کہ اعتقاد و اصول دین اور رحمت معاویہ میں شک اس کے ساتھ جائز ہو اور ایسی واسطے فرمایا کہ اتقوا لعلی اللہ فالایمانون او نانیہ تحقیقی بیان کر کے رفع شبہ کا کیا اور فرمایا کہ احاطہ کرنا خطا و ن کا نفس کو کہ عبارت فاسد

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

خدا کی عبادت

تفسیر غلیظہ

بگو کہ عذاب اللہ کی بات

بگو کہ عذاب اللہ کی بات

بگو کہ عذاب اللہ کی بات

بگو کہ عذاب اللہ کی بات

بگو کہ عذاب اللہ کی بات

بگو کہ عذاب اللہ کی بات

بگو کہ عذاب اللہ کی بات

بگو کہ عذاب اللہ کی بات

بگو کہ عذاب اللہ کی بات

بگو کہ عذاب اللہ کی بات

ہوئے علم اور عمل سے ہے اور عذاب ہو جانا عقیدہ اور فعلوں کا جس تک کہ برابر ایک ذرہ کے بھی
ایمان نہ رہے موجب عیشی عذاب کا جو جس فرق میں کہ یہ بات پائی جائے کہ تجھ شخص کسی کی نہیں
گو کہ زبان سے کلمہ بھی کہتا ہے اور دعویٰ دین داری کا بھی کرے جانا چاہیے کہ مباح جانا
گناہ کا کفر ہے اور معنی استباحہ کے یہ ہیں کہ دل میں خوف اور ڈر عذاب اس گناہ کا نہیں ہے اور
برائی اسکی اعتقاد اس کے میں دور ہو جو کہ جانے کہ اس گناہ کو شرع میں حرام کیا ہے اور اس کے کرنے سے
سخت منع فرمایا ہے اور زبان سے بھی اقرار کرے کہ یہ گناہ گناہ ہے اس واسطے کہ معنی استباحہ کے
مباح جاننے کے میں مباح کہنے کے نہیں اور جب خوف عذاب اس گناہ کا دل سے جاتا رہا اعتقاد میں
وہ گناہ مباح ہوا اور معاملہ مباحوں کا سا ساتھ اس گناہ کے وقوع میں آیا اور بعض فقہاء نے یہاں
سمجھے ہیں کہ استباحہ اسے کہتے ہیں کہ انکار اسکی حرمت کا کہ یعنی اس طرح کہے کہ حرمت اسکی
شرع میں وارد نہیں ہوئی ہے اور یہ بات نامدار وقوع جو اندوہ سے حدیثوں اور آیاتوں کے استباحہ
کی تحقیق میں ہیضہ کافی ہے اور انکار و رد حرمت اسکی کا شرع میں دل یا زبان سے ضرور نہیں
ہیئت آدمی ایسا اعتقاد کرنا ہے کہ شرع میں حرمت اس فصل کی محض واسطے مصلحت عام کے
جو گئی ہو تاکہ رسم فاسد پھیل نہ جائے اور رفتہ رفتہ اور قیامت کی طرف پہنچ جائے اور واسطے
ڈرانے اور خوف دلانے کے وعدہ عذاب کا کیا ہے والا فی نفسہ یہ فعل کسی وجہ سے قیامت نہیں
رکتا ہے اور عذاب اس کے اوپر متبرک نہیں ہوتا ہے اس فرق کو خاطر میں نگاہ رکھنا چاہیے کہ اکثر حدیثوں
اور آیاتوں کے سمجھنے میں کام آئے گا اور یہ بھی جانا چاہیے کہ اہل قبلہ کو اس مسئلہ میں اختلاف ہے
بعضے انہیں سے گناہ کہہ کر دینے والے کے لیے عید قطعی دائمی ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر
صاحب کبر و ستیہ تو برے حکم اس کا حکم کافروں کا ہے اور یہی جو مذہب معتزلوں اور خارجیوں کا
ہے کہ مذہب معتزل کہتے ہیں کہ شخص و مرتبوں کے درمیان میں ہوا خارجی کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے
لیکن جب ایمان سے غلام معتزلوں کے نزدیک بھی کافروں کے حکم میں داخل ہوا پس اسکو اس کے
نزدیک مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا چاہیے اور اسکی جنازہ کی نماز بھی پڑھنے چاہیے اور
اس کے واسطے صدقہ اور فاتحہ اور عدد اور تلاوت قرآن اور استغفار بھی کرنا چاہیے اس واسطے کہ یہ
سب باتیں ایمان والوں کے واسطے ہیں اور ان چیزوں کے واسطے ایمان شرط ہے وَاِذَا

فَاتِ الشَّرْطَ ذَاتِ الْمَشْرِطِ وَطِيعْنِي جِسْمُ قُتْلِهِ هُوَ الشَّرْطُ أَوْ بَعْضُهُ مِنْهُنَّ
 ایسے ہیں کہ ان کے واسطے وعید قطعی منقطع ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ معاف نہیں ہوگا اور ان کے
 کرنے والے کو ضرور عذاب ہوگا لیکن عذاب اسکا اخیر کو منقطع ہو جاویگا اور بہشت میں داخل ہوگا
 اور یہی ہے مذہب بشری اور خالیدی اور دوسرے جہلون نے وقوف کا اور بعض کہتے ہیں کہ
 فاسقوں کے حق میں کوئی وعید نہیں جتنے وعید قرآن اور حدیثوں میں آئے ہیں کفاروں کے
 حق میں ہیں کہ فسق کے ساتھ انہیں کفر بھی موجود ہے اور جو شخص ایمان سے مرگیا اسکو گناہ
 سے کچھ ضرر نہ ہوگا اور قول اُنکا یہ ہے کہ لایضامہ الايمان معصية كما لا ينفعهم الكفر طاعة
 یعنی نہیں ضرر کرتا ہی ساتھ ایمان کے کوئی گناہ جیسا کہ نہیں نفع کرتی ہی کفر کے ساتھ بندگی
 اور یہی ہے قول مرجیہ کا رسول کریم ﷺ انکو اللہ تعالیٰ اور اُن کے حق میں صحیح حدیث میں آیا ہو کہ
 صنفان من امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب للمرجیۃ والقدر یہ ہے یعنی دو فرقے
 میری امت میں ایسے ہیں کہ نہیں واسطے ان کے حصہ اسلام میں ایک مرجیہ دوسرا قدریہ
 اور مذہب صحیح کہ صحابہ اور تابعین نے اسکو مشرودہ بیان کیا ہے اور اہل سنت جماعت نے
 اسی کو اختیار کیا ہے یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ کا قابل عفو کا ہے اگرچہ بڑے توبہ مرے اور مانند
 اور مسلمانوں کے اسکو بھی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاوے اور اُن کے حق میں
 نماز جنازہ اور استغفار اور اعانت ساتھ صدقہ وغیرہ کے کی جاوے اور شفاعت آن
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رحمت الہی کو اُن کے واسطے امید رکھنی چاہیے بلکہ یقین رکھنا چاہیے
 کہ حق تعالیٰ ساتھ رحمت نے غایت اپنی کے یا بسبب شفاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کبیرہ
 والوں کو بخش دیا کو بعضوں کو عذاب بھی کرے اور یقین اس بات کا کرنا چاہیے کہ جس کی گناہوں سے
 عذاب کر لیا عذاب اسکا ہمیشہ نہ ہوگا اور اخیر کو منقطع ہو جاویگا حتیٰ عذاب ہمیشگی کا کوئی گناہ سوائے
 کفر کے نہیں لیکن یہ معلوم نہیں کہ کبیروں کے اوپر کس قدر عذاب ہوگا اور یہ بھی معلوم نہیں کہ
 کون سے گناہ کبیرہ کرنے والے کو عذاب ہوگا اور کون سے کو بالکل معاف ہو جاویگا اس سبب سے
 ہم امید اور خوف میں ہیں اور مایوسی اور بے خوف ہو جانا نکرین اور تشرآن کی آیتیں مانند
 ان الله لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذللا لمن یشاء کے اور سوال اس کے نفس صریح

تفسیر غزیری

اور گناہ نے اسکو

محبت کیا ہے اور حق

دہی لوگ ہیں دوسرے

انہیں ہمیشہ عذاب

یعنی اس قدر

گناہ کیے ہو گناہ نے

اسکو دیکھ کر طرف

سے گھبرا گیا جات

سی راہ ہوتی ہے

بہرحقی سوا حق

اب اس وقت کی

توجہ قبول نہیں

ہوتی نہ پوچھیں

کی سبب نادانی سے

کوئی گناہ ہو جاوے

پھر عذابی سے توبہ

کی والی نساہت

تفسیر علی

واللہ اعلم بالصواب

اور جو لوگ ایمان لائے اور جو کلمہ

نجات کے لئے فقط

تصدیق غیبی اور ازاد

سبغی کافی نہیں

ہیں اسی مذہب کے واسطے اور کلام اللہ بجا بجا ہوا۔ اور ان صفتوں سے کہ کان اللہ عفو اغفوراً
 ورجحاً وکرمیاً اور اگر حدیثوں کو دیکھیں تو یہ مضمون حد تو اترو کر پہنچ جاوے گا اور اسی واسطے کبھی
 ابن معاذ رازی نے اپنی مناجات میں فرمایا ہے کہ الہی جب ایمان ایک ساعت کا شہر برس
 کے کفر کو نیست اور نابود کرے پس ایمان شہر برس کا کس طرح گناہ ایک ساعت کے کو نیست
 اور نابود نہ کرے گا اور بھی جبکہ آئینہ اور عیثین اوپر وعدہ اور وعید کے صراحتہ دونوں پر دلالت کرتی
 ہیں اور جمع کرنا متنافی نہیں کا محال ہی ضرور تطبیق دینی چاہیے اور تطبیق دینے میں دو احتمال
 ہیں ایک یہ کہ پہلے بندہ کو ثواب عنایت کریں اور نعمتیں دیں بعد اسکے عذاب میں گرفتار
 کریں اور یہ بات خلاف اجماع کے ہو اور خلاف حکمت کے بھی ہو اور خلاف کرم کے بھی ہو
 اگر نوازے ہوئے کو اگر انا چاہیے دوسرے یہ کہ اول انکو عذاب میں گرفتار کریں جبکہ سزا سے
 عمل بدلنے کی چکھ کر عبرت پکڑے بعد اسکے ساتھ بخشش اور کرم کے بخشیدن اور ثواب عنایت
 کریں اور یہی بات موافق حکمت کے ہو اور موافق قاعدہ کرم کے پس یہی متعین ہوئی اور مذہب
 بھی یہی ہو یعنی طرفدار معتزلوں کے اس مقام میں کہتے ہیں کہ ہر چند مذہب اہل سنت کا تو یہ
 باوجود ہو اس واسطے کہ یہ لوگ حق تعالیٰ کی دونوں صفتیں جمال بھی اور جمال بھی عفو بھی اور
 انتقام بھی لطف بھی اور قہر بھی ثابت کرتے ہیں اور کسی صفت کو ان دونوں صفتوں میں سے
 بندوں کے حق میں واجب نہیں جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خاوند ہی یفعل ما یشاء و حکیم یا ولید
 اور تعین نہیں کرتے ہیں کہ فلا نا واجب العفو ہو اور فلا نا واجب العقاب اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے
 فعلوں کو غرضوں اور باعثوں سے متبرک جانتے ہیں لیکن مذہب معتزلہ کا قریب احتیاط ہو اس واسطے
 کہ باوجود امن واقعی کے ڈرانا اور اندیشہ ناک رکھنا بہتر ہو اس سے کہ باوجود خوف واقعی کے
 ڈرنا و مطمئن کر دینا لیکن اس کلام میں خدشہ ہو اس واسطے کہ احتیاط اچھی اہل سنت ہی کے
 مذہب میں ہو اس واسطے کہ یہ لوگ تعین نہیں کرتے ہیں کہ قابل عفو کا کون ہو اور انتقام کے
 لائق کون سا ہو دونوں صفتوں کو بغیر تخصیص کے ثابت کرتے ہیں پس ہر ایک شخص کے دل میں
 خوف باقی ہو بخلاف مذہب معتزلوں کے کہ صغیرہ دل کے حق میں انکے نزدیک کچھ خوف
 نہیں اور کبیرہ دل کے حق میں بالکل نہیں ہو اور اسی احتیاط اچھی نہیں بلکہ علاج سے ناامید

کرنا ہو اور اسی جہت سے مرنے والے استغفار اور صدقات اور نیکوں کی شفاعت سے کہ وسیلہ قوی نجات کا ہو محروم ہوتے ہیں ایسی احتیاط کہ باعث محروم کرنے کی بڑے بڑے نفعوں سے ہو اور وہ نفعے بھی اُس شر کے اندر ہوں جس میں کہ احتیاط منظور ہی نہایت مذموم اور قبیح ہے سب عقلمندوں کے نزدیک واللہ اللہ ادا دی علیہ تو کھلی با اعتمادی یعنی امدادیت کرنی والا ہے اسی کے اوپر ہی بھروسہ میرا اور اگر بنی اسرائیل باوجود عاجز ہونے والے دلیل سمعی کے سے اوپر دعویٰ لینے کے اور باوجود سننے قاعدہ کلیہ کے کہ متفق علیہ تمام شریعتوں اور مینوں کا ہو اور اس سے ہمیشگی عذاب کی ان کے واسطے ثابت ہوتی ہے اپنے دعوے سے دست بردار نہ ہوں پس انکو از روئے کتاب الہی کے لازم کہ اس واسطے کہ انھوں نے واسطے قبول کرنے بعض حکموں کے اُس کتاب میں عہد اور بیان محکم کر لیے تھے اور ان سب عہدوں کو انھوں نے توڑ ڈالا اور عادت الہی میں یہ بات محال ہو کہ ایسے محکم عہدوں اور بیانوں کے توڑنے پر چند روز عذاب کر کے چھوڑنے علی الخصوص جب کہ انھوں نے عہد شکنی کی عادت بکری ہو اور انکی طبیعتوں میں یہ بات بیٹھ گئی ہو اس واسطے کہ موافق اس قاعدہ کے کہ العادة طبعیة ثانیة اگر ان کی عمر ابدی بھی ہو جائے تو ہرگز اس سے باز نہ آویں پس انکی نیت میں یہ بات بڑی ہوئی ہو کہ اگر سخت گناہوں پر ہمیشہ ہم قائم رہیں اور گناہ دائمی ہو موافق فہم ان کے کہ بھی عذاب دائمی واجب ہو اور واسطے الزام ان کے کہ کھ واذ اخذنا ميثاقي بنی اسرائیل یعنی اور یاد کرو تم میں تو کہ کہ لیا جنے عہد محکم بنی اسرائیل سے اوپر نہ شرک کرنے کے عبادت کے اندر اور واسطے ویاہنی تاکید اور مضبوطی اُس عہد کے بطور امر کرنے کے انکی عین طلب نہیں کی بلکہ بطریق انجا کہ کہ مرد مسلمان ہیچ خلاف کرنے اس کے کہ تذبذب خبر خدا تعالیٰ کی سے ڈرتا ہو کہا جسے کہ لا تعبدون الا الله یعنی عبادت نہ کرو گے کہ خدا کی خالص پس یہ عہد دو کلیفوں کو متضمن ہوا ایک یہ کہ خدا کی عبادت نہ کرو دوسری یہ کہ غیر کی عبادت نہ کرو اور پہلی تخلیف موقوف اس بات پر ہو کہ خدا کو جانو تم اور جب کہ جاننا اس کی ذات کا محال ہو پس جاننا اُس کا اس طرح ہو کہ اسکو صفیوں کمال کے ساتھ پہچانو اور جو بات کہ اس کے حق میں ضرور ہو اُس کا اعتقاد کرو جیسے کہ

بلکہ یعنی یہ تہذیب و تمدن ہے جس کی بات کی کہ ہم اسلام کو نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ وہ ہم کو نام کو کہہ لیں لازم آئے کہ اس کی خبر کا وہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ۱۲ مئی

بسم الله الرحمن الرحيم

تاریخ ۱۳۰۲

مجلس شورای اسلامی

بسم الله الرحمن الرحيم

کون سا مکتبہ

مجلس شورای اسلامی
جمهوری اسلامی ایران

تاریخ

۱۶۵

دین پرورد

تمام علم اور عموم قدرت کا یعنی ہر شے کا اسکو علم ہی ہر وجہ سے اور ہر وقت اور قدرت الٰہی ہر شے پر کہ
ممکن ہر ثابت ہو اور نافذ ہونا ارادہ اس کے کا یعنی جس شے کا ارادہ کرے وہ ہو جائے اور سننا
اور دیکھنا قولوں و فعلوں بندوں کا اور امر اور نہی اور جو چیز کہ اس کے حق میں محال ہو اس کا
بھی اعتقاد کرو اس طرح سے کہ انہی ذات اس سے ستر اہر جیسے کہ عجز اور جہل اور بدا اور نہت
بدائے مراد یہ ہے کہ ایک شے کو مثلاً جانے کہ چٹھی ہو اور خبر اس کے بہتر ہونے کی دیوے بعد چند روز کے
یہ سوچہ جاوے کہ وہ شے بڑی ہو اللہ تعالیٰ کی شان سے ایسا امر محال ہو اس واسطے کہ اس میں
جہل اس کا ثابت ہوتا ہے اور نسخ کو اس کے اوپر قیاس کرنا چاہیے اس واسطے کہ نسخ کی صورت میں
حقیقت میں اللہ کے نزدیک ایک چیز کا حکم ایک مدت معین تک ہوتا ہے جب اس کی مدت ہو چکی
اس حکم کو بدل ڈالا اور نسخ کیا اور بھی تخلیف پہلی موقوف ہو اور جو جائے کیفیت عبادت کے اور وقتوں
اس کے اور یہ جاننا بغیر وحی اور رسالت کے نہیں ہو سکتا ہے پس اعتقاد کرنا ساتھ نبیوں اور کتا بوں
الہی اور فرشتوں کے بھی کہ انکی وساطت سے وحی آتی ہے موافق لفظ اللہ کے ضرور ہوا
اور تخلیف دوسری موقوف ہو اور پہنچنے کے ریا اور شرک سے اور غالب کھنے محبت لاسوی اللہ کے سے
دل میں پس احتراز ان چیزوں سے بھی لازم ہوا اور بھی کہا جس نے کہ **وَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ وَهُوَ مَعَ السَّاعِدِينَ** یعنی او
ساتھ ما باپ کے احسان کرو تم بڑا احسان کرنا کہ سب قسموں احسان کی کو شامل ہوا اور وہ تین
قسم ہر اول ترک کرنا ایذا رسانی انکی کا خواہ قولی ہو خواہ فعلی دوسرے خدمت انکی کرنی بدن سے
اور مال سے تیسرے حاضر ہونا انکی خدمت میں جس وقت کہ بلاوین پہلی قسم واجب مطلق ہے اور اسی واسطے
اس کے ترک کرنے میں معوق اور نافذ مالی سخت لازم آتی ہے اور قسم دوسری مشروط ہے ساتھ اس شرط کے کہ
ما باپ محتاج ہوں اور اسکو قدرت ہو پس اگر وہ محتاج نہیں یا اسکو طاقت نہیں تو اس صورت میں
واجب نہیں اور قسم تیسری بھی مشروط ہے ساتھ اس شرط کے کہ انکی خدمت کے حاضر ہونے میں
کوئی فساد شرعی یا باہنجائے والا حاضر ہونا واجب نہیں اور اگر ما باپ یا ایک ان میں سے فرماوین کہ
نفل بندگی کو چھوڑ دے اور ہمارے پاس حاضر ہو تو ما باپ کی فرمانبرداری کرنی اس وقت مقدم ہے اور اگر
فرماوین کہ واجبات کو چھوڑ دے یا واسطے حج فرض کے مت جانو اس بات میں انکا کہنا زمانے اور اگر شہنشاہ
مکہ کو مثل جماعت اور وزہ عرفہ کو ترک کرادین تو صحیح یہ ہے کہ اگر ایک و بار ترک کرادین تو جماعت انکی کرو

اور اگر عادت اسی کی کر لیں تب انکے حکم کو قبول نہ کرے حاصل یہ ہو کہ ہمیں بھیجے عبادت ابہنی کے
 باب کا حق ساتھ بیان کیا کئی وجہ سے اول یہ کہ والدین جیسے کہ سبب پرورش اور تربیت اولاد اپنی
 کے ہیں ایسے ہی سبب پرورش اولاد کے اور واسطے فیض ایجاد الہی کے ہیں اور سوائے والدین کے
 کوئی شخص یہ تربیت نہیں کھاتا اگرچہ دوسرا شخص سبب تربیت اور پرورش کا ہو جائے مگر سبب
 وجود کا ہرگز نہیں ہو سکتا ہی پس انعام کسی کا بعد انعام خدا کے باب کے انعام سے بڑھ کر نہیں
 دوسرے یہ کہ انعام والدین کا زیادہ تر مشابہت اللہ کے انعام کے ساتھ رکھتا ہی اس واسطے کہ جیسا
 کہ انعام الہی اس جہت سے نہیں کہ مجھ کو عوض اسکا ملے ایسے ہی باب بھی اولاد کی پرورش کے نہیں
 تعریف یا شکر یہ یا ثواب یا جزا نہیں جانتے ہیں بخلاف انعام دوسرے آدمیوں کے کہ البتہ کوئی نہیں
 نہیں ہوتی ہی تو شکر یہ کہ جیسے حق تعالیٰ انعام کرنے سے اوپر بندہ اپنے کے ملول نہیں ہوتا ہی اگرچہ
 بندہ عاصی اور نافرمان ہو ایسے ہی باب بھی شغقت اور خیر خواہی اولاد کی سے ملول نہیں ہوتے ہیں اگرچہ
 اولاد ناخلف ہو چوتھے یہ کہ والدین کو کمال مناسبت ساتھ ذات واحد حقیقی کے ہی جیسے کہ
 خدا کی کار تربیت لے ایڈات مقدس کے نہیں ممکن ہی ایسے ہی تہ پداری اور مادی کا بھی سوائے ایک آدمی کے
 نہیں ہو سکتا ہی پانچویں یہ کہ اولاد کے حق میں جو کمال کہ ممکن ہو اولاد کے واسطے باب آپ زکوٰۃ میں
 بلکہ اولاد کی ترقی اپنے اوپر بھی ہر کمال میں جانتے ہیں اور کسی نیک چیز میں اوپر اس کے حد نہیں لیجاتے
 ہیں اور یہ خاصیت سوائے والدین کے کسی میں نہیں اور اسی واسطے ہی کہ تعلیم الدین کی تمام شریعتوں
 اور دینوں میں واجب ہے بلکہ مناسب اور محبت اور میل والدین کا طرف اولاد کے ذاتی ہے
 حیوانوں میں بھی کہ نے شعور میں پایا جاتا ہی جیسے کہ محبت حق تعالیٰ کی بھی ساتھ بندہ کے
 ذاتی ہی اور اسی واسطے کافروں کے حق میں بھی بسبب بھیجنے رسولوں اور نازل کرنے کتابوں کے
 اور قائم کرنے دیلون اور دور کرنے عذروں کے حروف ہی اور اس آیت میں کہ والدین کو
 مطلق نے قید ایمان کے ذکر کیا ہی اشارہ ہی طرف اس بات کے کہ باب ہر چند کافروں
 منافی یا فاسق اور فاجر ہوں اولاد کو چاہیے کہ ان کے ساتھ بھی راستہ لطف و احسان کا
 چلے اور اسی سبب سے ہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بیچ تلقین
 باب اپنے کے راستہ نرمی کا اختیار کیا جن پنج سورہ مريم میں بیان اسکا ہی اور جب

تفسیر عزیزی

حق میں اللہ کا

حق بندوں کا حق

اس کے خدوں میں

سب پر مقدم اللہ

کی توجہ پر جو نیاز

و غفر اور بخواند بڑے

سبب زیادہ خدا

باب میں اسی لیے

امدادی لے لے لے لے

حق کو اور باب کے

حق کو ساتھ بیان

فرما یا ابن مسعود

نے جو عبادت رسول

اللہ اکبر کن عمل

سبب خصل ہو

فرمایا وقت پر

نماز پڑھنا اور چوچا

بھر کن و بڑا

باب

حفظہ کہ صحابی جلیل القدر ہیں اور انکا باب ابو عامر راہب تھا اور ہر کافر شہید العناد تھا اس کے قتل
 کر لئے میں ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے رخصت چاہی ان حضرت نے رخصت
 باب کے قتل کرنے کی مذی باوجودیکہ وہ کافر واجب القتل تھا اور طریق احسان کرنے کا ساتھ
 باب کے موافق اس کے صحیح حدیثوں میں مروی ہے کہ وہ دل سے اُنکی دوستی رکھے اور کلام اور رفتا
 اور نشست اور برخاست میں ادب کے طریقہ رعایت کرے مثلاً چلنے میں آگے نہ چلے اور کلام میں
 نام لیکر نہ بلاوے بلکہ تعظیم کے لفظوں سے جیسے کہ یا سید دی باب کے واسطے اویا سیدتی ما کے
 واسطے اور یا ابی اور یا فی انکو پکارتے اور ایسے ہی اپنے تئیں حق المقدور اُنکی خدمت میں
 خرچ کئے اور ہر کام اور بات میں اُنکی رضا مندی کا ارادہ کرے اور اوقات عزیز اور مال نہیں اپنا
 اُنسے دینے رکھے اور بعد مرنے کے بیچ جاری کرنے وصیت اُنکی کے مصروف ہو اور بیچ و عمارت نکال دے
 استغفار کے اُنکو یاد رکھے اور واسطے اُنکے خیرات اور صدقات بھیجے اور ہر ایک جمعہ کے اندر
 قبر اُنکی کی زیارت کرے اور سورہ یس پڑھ کر نواب اُنکا اُنکی روح کو بخشے اور جو آدمی کہ
 اُنکے ساتھ دوستی یا قرابت رکھتے ہوں اُنکے ساتھ مہربانی اور سلوک کرے اور جو کہ باب
 کسی شخص کے ساتھ مینے لینے میں کام آئے تھے یہ بھی اُس کے ساتھ ویسا ہی کرے کہ احسان
 والدین کا انھیں کاموں کے ساتھ تمام ہوتا ہے اور تمام ان مرتبوں کو حق تعالیٰ نے سچ سورہ
 اسرار کے درمیان کئی مکھوں کے ارشاد فرمایا ہے کہ فلا تَقْتُلْ لِهَما اَوْ لا تَنْفَرْ هَما وَا
 قُلْ لِهَما قَوْلًا کَرِیْمًا وَاخْضَعْ لِهَما جُنُودَکَ الذَّلِیْلَ مِنَ الْجَنَّةِ وَقُلْ لِهَما رَحْمَةً کَرِیْمًا
 یعنی اور بھی کہا ہے کہ احسان کرو تم طرف ذوی القربیٰ یعنی صاحب قرابت کے اور
 ہمنے اس احسان کو تابع احسان والدین کے کیا اس واسطے کہ جو قرابت جہان میں ہے
 یا بواسطہ ما اور باب دونوں کے ہے جیسے بھائی حقیقی اور بہنیں حقیقی یا ایک کے واسطے سے
 یعنی فقط مکی جہت سے یا باب کی جہت سے جیسے کہ جد پدری یا بھائی علانی یا چچا یا بھوپلی کہ
 باب کی طرف سے قرابت اُنکی ہے یا جیسے بھائی اور بہنیں انخیانی اور جد مادری اور ایسے
 ہی ماموں اور خالہ کہ والدہ کی طرف سے قرابت رکھتے ہیں پس تمام ذوی القربیٰ
 والدین کے ساتھ قرابت میں شریک ہوئے اور فرق یہی ہے کہ والدین بالاصالہ سلسلہ

تفسیر
 ساتھ سلوک کرنا
 پوچھا کہ کون با
 فرمایا۔ خلیفہ
 میں جہاد کرنا
 ان جہاد کو نہ
 درجین فرمایا
 حقوق العباد میں
 یاد دہانی اور
 مسکین کی خدمت
 کو فرمایا اور
 بولنے کی تاکید
 اچھی بات کہ
 توجہ دار الموعود
 وہی عن ابن عمر
 بات کہ تمام کار
 جہان میں شریک
 تھیں یعنی ماموں
 نانا دادا وکھواس
 کہ بیان فرمایا

وجود میں قریب ہیں اور اور لوگ بالطبع اور اسی واسطے اصل احسان میں شریک ہیں اور احسان کو شریعت میں ساتھ صلہ رحم کے تعبیر کیا جاتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ الرحم شجرة من الرحمن یعنی قرابت ایک شعبہ ہے شاخوں ظہور اسم رحم کے سے گویا رحمت الہی بیج اس پردہ کے ظہور کرتی ہے اور اسی واسطے حق تعالیٰ نے قرابت کو فرمایا ہے من صلک وصلنہ ومن قطعک قطعته یعنی جو کوئی ساتھ تیرے سلوک نیک کے میں بھی اسکے ساتھ سلوک نیک کروں اور جو کوئی تیرے ساتھ سلوک نیک کرے میں اسکے ساتھ سلوک بد کروں اور مصلحت عقلی بھی تقاضا کرتی ہے کہ آدمی اپنے اقارب کے ساتھ احسان کی راہ جاری رکھے اس واسطے کہ آدمی کو شادی اور غمی میں اور کاروبار دنیاوی میں بغیر شریک اور ہمراہ ہونے دوسروں کے اور سولے اعانت مالی اور خدمت بدنی کے درستی کام کی نہیں ہوتی ہے اور ہر کسی کو ساتھ ہر کسی کے اس قسم کی مدد کرنی ممکن نہیں پس ضرور ہوا کہ جن شخصوں کے اندر میل جلی اور الفت طبعی آپس میں ہے یہ سلوک لازم کیا ہوا طریقہ احسان کا ہے تاکہ انتظام ان چیزوں کا کہ جنہیں حاجت اجتماع اور مدد اور معاونت کی پڑتی ہے ہر قسم نہ ہو جائے اس جگہ چاہیے جاننا کہ قرابت والے دو قسم ہیں ایک قسم کی قرابت والے ایسے ہیں کہ قرابت محرمیت کی کہتے ہیں یعنی نکاح اٹنے سے حرام ہے جیسے کہ چچا اور دامون اور خالہ اور بھائی اور بہن اور اولاد بھائیوں کی اور بیٹوں کی اور احسان کرنا ساتھ اس قسم کے فرض ہے تارک اس کا گنہگار ہے اور دوسری قسم ایسی قرابت والے ہیں کہ محرمیت نہیں کہتے ہیں جیسے کہ اولاد چچا و بھائی اور اولاد دامون کی اور اولاد بھوپوں کی اور اولاد خالہ کی اور احسان ان کے ساتھ کرنا سنت مذکورہ ہے لیکن سنت بہ احسان ہے کہ اولاد اور اثاث اور خبر گیری ان کی کی جائے اور جو احسان کہ بعضی ترک ایداکے ہے پس بہ نسبت ان کے فرض ہے بلکہ بہ نسبت تمام مسلمانوں کے یعنی ہر کسی مسلمانوں کو ایذا پہنچانی حرام ہے اور بھی چاہیے جاننا کہ اس جگہ ایک سوال مشہور ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ اس آیت میں یتامیٰ اور یمین کو ساتھ صیغہ جمع کے لائے ہیں اور اہل قرابت کو کہ وہ بھی بہت ہیں ساتھ صیغہ مفرد کے انکو ذکر کیا اور اس طرح نہ کہا ذوی القربی اس میں کیا نکتہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ تمام اہل قرابت کو بمنزلہ ایک شخص کے مقرر کر کے صیغہ مفرد کا لائے تاکہ اشارہ اس بات کی طرف ہو جاوے

تفسیر عزیز
اور اس آیت
میں جن باتوں
کا ذکر ہے ان میں
سے یہ سلوک
جو قرابت والوں
کے ساتھ کرنا
آپس میں چچا
بھائی اور بہن
اور اولاد
بھائیوں کی
اور اولاد
دامون کی
اور اولاد
بھوپوں کی
اور اولاد
خالہ کی
اور احسان
ان کے ساتھ
کرنا سنت
مذکورہ ہے
لیکن سنت
بہ احسان
ہے کہ اولاد
اور اثاث
اور خبر گیری
ان کی کی
جائے اور جو
احسان کہ
بعضی ترک
ایداکے ہے
پس بہ نسبت
ان کے فرض
ہے بلکہ بہ
نسبت تمام
مسلمانوں کے
یعنی ہر کسی
مسلمانوں کو
ایذا پہنچانی
حرام ہے اور
بھی چاہیے
جاننا کہ اس
جگہ ایک سوال
مشہور ہے حاصل
اسکا یہ ہے کہ
اس آیت میں
یتامیٰ اور یمین
کو ساتھ صیغہ
جمع کے لائے
ہیں اور اہل
قرابت کو کہ
وہ بھی بہت
ہیں ساتھ
صیغہ مفرد کے
انکو ذکر کیا
اور اس طرح
نہ کہا ذوی
القربی اس میں
کیا نکتہ ہے
جواب اس کا
یہ ہے کہ تمام
اہل قرابت کو
بمنزلہ ایک
شخص کے مقرر
کر کے صیغہ
مفرد کا لائے
تاکہ اشارہ
اس بات کی
طرف ہو جاوے

قرآن مجید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین

والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

وبعد

والله اعلم بالصواب

والله اعلم بالصواب

والله اعلم بالصواب

والله اعلم بالصواب

اگر تمام اہل قریبیت کو برابر سمجھے اور کسی بیشی سلوک کرنے میں نکرے تاکہ کسی کو دوسرے کا حال دیکھ کر جنت نہ ہو
بجائے امتیون اور سیکینون کے کہ اس جگہ ضرور نہیں کہ سب کو برابر سمجھے اگر کسی مصلحت کے واسطے
کمی و بیشی بھی کی جائے تو حرام نہیں اور سوال و دوسرا بھی ہی حاصل اسکا یہ ہے کہ اس سورۃ میں
وذی القربی بغیر اعادہ جار کے کہ حرف با کا ہی ارشاد ہوا اور سورۃ نسا میں و بذی القربی ساتھ
اعادہ جر کے اس فرق میں کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس سورۃ میں ذکر اس عہد کا ہے کہ بنی اسرائیل
سے لیا تھا اور بنی اسرائیل بسبب کم استعدادی اپنی کے بجز والدین کے کسی کا حق نہیں سمجھتے تھے
اس واسطے سمجھانے انکے کے ذی القربی کو والدین کے حکم میں داخل کر دیا اس واسطے کہ تمام ذوالقرب
ساتھ ما باپ کے اتصال کہتے ہیں خواہ دونوں کے ساتھ خواہ ایک کے ساتھ والمتصل بالمتصل
متصل پس ساتھ کرنا حرف با کا کہ دلالت او پر استقلال اور علیحدگی کے کرتا ہے اور یہ منافی
اتصال کے ہے ضرور ہوا اور سورۃ نسا میں خطاب ط ف امت مصطفویہ کے ہے علی صاحبہا السلام
والتیۃ اور وہ بسبب کمال معرفت اور فراخی استعداد کے حق ہر ذی حق کا بالاستقلال سمجھتے
تھے پس لا نا حرف با کا کہ دلالت او پر استقلال کے کرتا ہے مناسب ہوا اور بھی بنا رکھام کی
اس سورۃ میں او پر اختصار کے ہے اس واسطے کہ مقصود اصلی یا دولا ناعہد کا ہے نہ تکلیف بالفعل
کی اور اسی واسطے توحید کے مقام میں بھی او پر صیغہ نفی اور اثبات کے کفایت فرمائی کہ اس طرح
ارشاد کیا ہو لا تعبدون الا الله پس حذف با کا کہ یہ بھی موجب اختصار کا ہے رعایت کیا گیا
تاکہ نسخ اور طرز کلام کے مناسب رہے اور سورۃ نسا میں تفصیل تکلیفات کی ہے او اسی واسطے اس جگہ
توحید کو ساتھ دو عبارتوں مستقلہ کے ادا فرمایا ہے کہ و اعبدوا الله ولا تشركوا به مشیاء اور بیچ
بیان حق داروں کے بھی القول منظور کی کہ والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب
فابن السبیل وما ملکت ایماء لکھ یعنی احسان کرو ساتھ ہمسایہ کے کہ قریب جتنا ہے یعنی وراثہ
اسکا تھا سے وراثے کے ساتھ بلا ہوا اور احسان کرو تم ساتھ ہمسایہ دور کے کہ وراثے دونوں کے ملے ہوئے نہ ہوں
اور بعضوں نے جاز ذی القربی سے ملو ہمسایہ قرابت والا اور جار جنب سے مراد ہمسایہ اپنی لیا ہی اور احسان
کرو تم ساتھ رفیق برابر کے کہ ناز کے وقت کسی مسجد میں ڈنوا یک جگہ ہو جاوین یا بازار و نوکی خرید و فروخت کا
ایک ہو یا عظمیٰ محفل میں ایک جگہ اتفاق اجتماع کا ہو جاوے اور احسان کرو تم ساتھ مساکین کے اور احسان

کرو تم ساتھ ان شخصوں کے کہ ایک تمہاری میں ہیں آپس لانا حرف باکا اس جگہ ضرور ہوتا کہ ملاذ نسق کا
 نہ ہو جائے بلکہ اگر تا مل کیا جائے تو معلوم ہوتا ہو کہ سورہ نسا میں فی القرنی کو بالاصالۃ ذی حق
 کیا ہو اور جبار ذی القرنی اور جارجنب اور صاحب الجنب کو تابع اور اقارب حکمی کیا ہو اور اس
 سورہ میں الدین کو اصالۃ ذی حق مقرر کیا اور ذی القرنی کو تابع حکمی کیا پس اسی واسطے اس جگہ
 لانا حرف باکا اور اس جگہ حذف کرنا اس کا لازم ہوا یعنی اور فرمایا جس نے کہ احسان کرو تم طرف
 ایک سخی یعنی یتیموں کے خواہ جنس مردوں کی سے ہوں یا عورتوں کی سے اور یتیم عرف شرع میں
 نابالغ طفل کو کہتے ہیں کہ جس کا باپ مر گیا ہو یا گم ہو گیا ہو خواہ ماں اسکی زندہ ہو یا نہ ہو اگر ماں بھی
 نہ ہو تو زیادہ تر مستحق احسان کا ہوتا ہو اور جانوروں میں یتیم وہ جانور ہو جسکی ماں نہ ہو گو باپ کتا ہو
 اور یتیم دھار اور نفیس چیزوں میں وہ ہو کہ نظیر اپنی نرکھے جیسے کہ کہتے ہیں در یتیم اور یتیم کی
 بے کی ہو حالانکہ جمع فعل کے اوپر فعلی کی نہیں آتی ہو لیکن ہر گاہ کہ یتیم آفت زدہ ہو
 اسکی جمع ویسی ہی لائے جیسے کہ اور آفت زدوں کی لائے ہیں مثل و جاعی اور جالعی
 صاحب کثاف نے کہا ہو کہ یتیم اگرچہ صفت ہو لیکن اس کو حکم اسما غالبہ کا دیا ہو
 صاحب اور فارس کے اور جمع انکی موافق جمع انکی کے آتی ہو پس اصل میں جمع یتیم
 غالب مکانی کر کے پٹائی بنا لیا اور احسان اور یتیم کے دو قسم ہو ایک قسم وہ ہو کہ
 ہو پر وارثوں اس کے واجب ہو مثل حفاظت مال اس کے کی کہ رو بر و زیادہ ہو و سے سبب
 تجارت یا زراعت کے تاکہ قدر نفقہ اور ضروریات اس کے کی اس سے نکل آوے اور خبر گیری انکی
 خوراک اور پوشاک وغیرہ سے اور تعلیم علم اور کتابت و تلقین آداب کی کمال نرمی اور خیر خواہی سے
 اور دوسری قسم وہ ہو کہ اوپر حام آدمیوں کے واجب ہو اور وہ ترک کرنا ایذا انکی کا اور نرمی اور نرمی
 اس کے ساتھ کرنی اور مجلسوں اور محفلوں میں نزدیک اپنے بٹھانا اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور اسکو ہانڈ
 فرزندوں کے گو دین لینا اور محبت ظاہر کرنی اور حق یتیموں کا اس واسطے تابع حق قارب والدین کے
 ہو کہ جب شخص یتیم ہوا اور باپ اس کا نہ باقی بچا لے سب بندوں کو حکم کیا کہ اس کے ساتھ باپ کا طریق برتن
 اور اسکو مانند اپنے بیٹے کے سمجھیں تاکہ عمر بچی کہ سبب موت باپ کے اس کو لاحق ہوا تھا ساتھ
 اس قوت حقیقی کے کہ ہزاروں آدمی اس کے باپ کی جگہ سے موجود ہو وے دور ہو گیا پس یتیم بھی

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

مبالغہ بہت تکرر سے جو کچھ یہ کہہ بیچ وقت ملائے اسکے کے یاد کر گئے اسکے کے اچھا نام اور اچھا لقب
 اور پر زبان کے لاوے اور جس نام یا لقب سے ناخوش ہوئیں سے پرہیز کرے اپنی اس جگہ
 بھی رعایت سچ کی کرے اور جھوٹ بچے پانچویں یہ کہ عائشہؓ اسکو خوبی کے ساتھ یاد کرے اور سچی
 تعریف اسکے روبرو بیان کرے اور اسکی فضیلتیں ظاہر کرے مگر جھوٹ اور ببالغہ سے بچے جیسے
 یہ کہ بیچ وقت مشورہ کے صلاح نیک بتلانے سے دریغ کرے ساتویں یہ کہ اگر کسی کو کچھ کہنا دانتے
 کسی غریبی یا نقصان میں گرفتار ہوتا ہو اور شخص طریق نجات کا اس غریبی یا نقصان سے جانتا ہو
 چاہے کہ ساتھ کمال حسن خلق اور رعایت ادب کے اسکو بتلاوے یا کوئی انداز سے میں جلا
 جاتا ہے اور کسی گڑھے یا کوئے میں قریب گئے کے ہی یا کوئی شخص سہ جھول گیا ہی یا کوئی
 اپنی شے کسی شخص نے گم کر دی ہو اور وہ ڈھونڈھ رہا ہو اور نشان اٹکے سے نے خبر ہے
 یا کسی شخص کو خرید یا کسی اسباب کا منظور ہو یا بچپانہ کسی والی کا چاہتا ہو اور اسکو ان چیزوں میں
 دخل نہیں ایسے ہی کوئی علم کی بات پوچھتا ہو یا کسی شبہ کا دین کے امر میں دیر کرنا چاہتا ہے
 و علیٰ ہذا القیاس سو کسی باتوں کے سوچ جانے میں کوشش کرے اور اکثر ایسے معاملوں میں کافروں
 کے ساتھ بھی موجب اجزا اور ثواب کا ہو اور اسی واسطے دَقُّوا لِلَّذِینَ حَسَنُوا فَرمایا ہو اور ساتھ قید
 ایمان اور اسلام کے مقید نہیں کیا مگر شروع ساتھ سلام علیک کے کہ ناخامس ماہوں کو واسطے
 ہے اور اسجگہ جاننا چاہئے کہ معنی حسن کے اس آیتیں یہ نہیں کہ مخاطب کے نزدیک سب سے
 مستحسن اور نیک ہو والا اکثر جگہ سستی امروں میں اور خلاف مشروع لازم آویگا واسطے کہ اکثر
 آدمی جو چیز کہ موافق خواہش اپنی کے ہوا اسکو اچھا جانتے ہیں گو کہ مخالف مشروع اور ساقی اہل
 دینداری کے ہو بلکہ معنی اسکے یہ ہیں کہ فی نفسہ وہ شے اسکے حق میں نیک ہو اور ایسے طریق سے
 اسکو بتلانی جائے کہ دشمنی اسکی نہ ہو اور عار نہ ہو لائق نہیں اس آیتیں امروں میں سستی کہ نیواہل
 اور خوشامد کرنے والوں کے واسطے دست آور نہیں اسواسطے کہ کلام خوشامد بونہی اگرچہ مصاحبوں
 اور مخاطبوں نے فہم کے نزدیک بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں لیکن عند المذموم اور بُری ہیں
 پس فی نفسہ حسن نہ ہوئی اور اس آیتیں لفظ حسن کا آیا ہو لفظ مستحسن کا نہیں ہے اور مستحسن کے معنی
 ہیں کہ دوسرا اسکو نیک سمجھے اور اسجگہ ایک مخالف ہوا رہش آیا ہو کہ اکثر آدمیوں کی دیان ہارات

تفسیر حلی

بات ماننے ہوا اور

بعض بات نہیں

ماننے سوئم

یہ دون میں

جسنے اسکیا

اسکی انداز میں

سوائے ہے اور

قیامت میں وہ

میں سخت سے سخت

عذاب پہنچائے

جائینگے اور عذاب

میں منورہ کے ارد

گرد ہوئے درخت

میں بنو نصر و بنو

میں منورہ

تفسیر تفسیر عزیز

تفسیر غزیری
 میں دو فرق ہیں جن مدارات کے تحت
 لکھا گیا ہے جو ایمان اور کفر کے درمیان
 اور فرق جو قرینہ اور کفر کے درمیان
 ہے جو کفر کے درمیان ہے
 میں دو فرق ہیں جن مدارات کے تحت
 لکھا گیا ہے جو ایمان اور کفر کے درمیان
 اور فرق جو قرینہ اور کفر کے درمیان
 ہے جو کفر کے درمیان ہے

اور حسن خلق اور درمیان مہانت کے فرق ظاہر نہیں ہوا مدارات اور حسن خلق ہر ایمان کے تحت
 بلکہ کافر کے ساتھ بھی شروع ہر ایمان بہتر ہو اور مہانت اور خوشامدیوب قبیح ہو اور نامہم آدمیوں کے
 نزدیک ان میں امتیاز اور فرق نہیں بلکہ جو کوئی حسن خلق سے آدمیوں کے پیش آئے اسکو
 مہانت اور خوشامدی کہتے ہیں اور فرق ان میں اس طرح سے ہو کہ تواضع اور نیک خلق عبارت
 اس سے ہو کہ اپنے نفس کے حق میں خفت اور سہولت اختیار کرنی اور اسکا اہتمام کرنا اس طرح سے
 کہ اپنے نفس کو بڑا نہ سمجھے اور نفسانیت سے کام نہ کرے اور جو قصیر کسی سے اس کے حق میں ہو جائے
 اُس سے درگزر کرے اور مہانت اُسے کہتے ہیں کہ امر دین میں سستی اور نرمی اختیار کرنی
 اور باوجودیکہ اور سننے امور نامشرعہ کے اور قولوں نامرضیہ الہی کے سختی نہ کرنی اور دین سے
 کو ہلکا کرنا اور جو حق کہ شرع اور دین میں واجب ہو اُس سے درگزر کرنا مثلاً اگر کسی شخص نے
 اسکو بڑا کہا یا تعظیم کی غصہ میں نہ آنا اور اُس کے ساتھ درپے انتقام کے نہونا بلکہ نیک رویوں اُس
 سے اختیار کرنی یہ قبیلہ حسن خلق اور مدارات کے سے ہوا اگر کوئی شخص مخالف شرع کے حرکت
 کرتا ہو یا تعظیم دین کی چھوڑتا ہو اُس کے ساتھ مل جانا اور ناخوشی ظاہر نہ کرنی اور اسکی بات کو
 رد نہ کرنا اسکا نام مہانت اور خوشامدی پس حسن خلق اور مدارات میں تلف کرنا حق اپنے کا ہر
 واسطے رضامندی اور دلاری دوسرے کے اور مہانت میں تلف کرنا حق شرع کا ہر واسطے
 اسی غرض فاسد کے اور ان دونوں کے درمیان میں بڑا فرق ہو ایک دوسرے کے ساتھ مشتبہ
 نہیں ہوتا ہر جب کہ یہ فرق معلوم ہوا پس چاہیے جاننا کہ کلام کرنی آدمیوں سے یا بیچ امور
 دینی کے ہو اور وہ بھی دو قسم ہے یا ساتھ کافروں کے ہو مانند دعوت اسلام کے اور اس جگہ
 نرم گوئی اور دل جوئی معتبر ہو ساتھ دلیل اس کے کہ خدا تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ اور حضرت
 ہارون علی نبینا علیہما السلام کو رسول بنا کر روبرو فرعون کے بھیجا تو ارشاد فرمایا کہ فقولا لا
 قولا لیلنا لعلہ یتذکر او یحشینی یعنی کہو تم اُس سے بات نرم شاید کہ نصیحت قبول کرے
 یا خدا سے ڈرے اور ساتھ دلیل اس کے کہ درمیان مہانت اور کفر کے حق تعالیٰ نے
 فرمایا ہر ماہی رحمۃ من اللہ لنت لہم ولو کنت فظاً غلیظاً القلب لا نفصوا من حقہ یعنی
 کمال مہربانی خدا کی ہو کہ خود بخود نرم طبیعت ہو گیا ہو تو واسطے منافقوں اور کافروں کے اور

اگر سخت گوارا سخت مل ہوتا تو البتہ صحبت تیری سے بھاگ جاتے اور بات تیری نہ سنتے دوسرے
 یہ کہ کلام ہو ساتھ فاسقوں کے اور ان لوگوں کے کہ اسلام کے حقوق میں کوتاہی کرتے ہیں جیسے کہ
 طاعت کا حکم کرنا اور معصیت سے روکنا اس جگہ بھی عایت ادب و حسن خلق اور نرم گوئی اور
 اسالت قلوب کی کرنی چاہیے کہ اچھی طرح سے امر شرع کا اٹنے کہے اور گناہ کی بات سے روکے
 جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہوا دعاء الی سبیل ربک بالحکمۃ واللمظنۃ المحسنۃ
 یعنی بلا تو طرف سے رب اپنے کے ساتھ دانائی اور اچھی نصیحت کے اور بھی فرمایا ہوا دفعہ بالقی ہی
 احسن اور یہ کلام امور دنیاوی میں ہو جیسے کہ تقاضا کرنا قرض کا اور طلب کا ناحق اپنا غاصب
 اور امانت دار سے اس میں بھی نزدیک ہر شخص عاقل کے جب تک کہ غرض نرمی اور آہستگی سے
 حاصل ہو سکے سختی کرنی نہایت قبیح اور مذموم ہے اسی واسطے حدیث میں آیا ہوا داخل الرقی نے
 شئے الاذانہ وما دخل الخرق فی شئ الا شأناہ یعنی نہیں داخل ہوئی نرمی بچ کسی شئے
 کے مگر زینت دیدی اُسکو اور نہیں داخل ہوئی سختی بچ کسی شئے کے مگر معیوب کر دیا اُس کو پس
 ثابت ہوا کہ بات نیک اور نرم کہنی کچھ خاص ساتھ اہل اسلام اور اہل صلاح کے نہیں بلکہ ہر طرح
 کے آدمی کے ساتھ مقدمات دینی اور دنیاوی میں طریق حسن خلقی اور ادب اور تواضع کا چلنا
 مستحسن ہے مگر جس جگہ کہ بغیر سختی اور بد خلقی کے کام دین یا دنیا کا نہ بچلے یا حسن خلق اُس جگہ ساتھ مذمت
 اور خوشامد کے لمجاوے ایسی جگہ تشدد اختیار کرنا مضائقہ نہیں اور اس آیت کا بھی محل یہی ہے کہ
 یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنافقین واخلف علیہم یعنی ایوٹی جہاد کر تو ساتھ کافروں
 اور منافقوں کے اور سختی کر اور پرنکے آنحضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ تفسیر و قول
 للناس حسنا کے فرمایا ہے کہ قول للناس ما تحبون ان ینقال لکم یعنی کہہ دو تم ساتھ آدمیوں کے
 ایسی بات کہ اگر تم سے کوئی بات ایسی کہے برا نہ مانو اور خوش ہو اور تفصیل اسکی یہ ہے تمام کاموں
 میں خواہ دین کے ہوں جیسے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا دنیا کے ہوں جیسے کہ تقاضا
 کرنا قرض کا اور طلب کرنا ناحق اپنے کا چاہیے کہ شخص اپنے تئیں حریف ٹھہرا دے اور دوسرے
 کو مثل اپنے قرار دے اور بعد اُسکے سوچے کہ مجھ کو کلام کیسی اچھی معلوم ہوگی جس وقت دوسرا
 شخص مجھ سے امر بالمعروف یا نہی عن المنکر یا تقاضا قرض وغیرہ کا کرے پس اس صورت میں

تفسیر خلیلی

بجی قریب ہاں

ہوے اور دیرانی

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

تقسیم غفری

اور سب کا وطن
کے لئے ہیں وہ
زور مند اور کرسٹاور جب ان کا
تم انہیں کا
مدد سے ان کےہم ملے کہ اگر غدار
کر لیتا تو اپنے ہملست کو ال دیا
تھو اٹھی اپنے لئے
دس اور خراجایک لائی میں
بہنو قریظ کا
نہ اٹھی خیر چونلاہین کا
جائے تو بغیر
کو خیر دے
ذکر دے اور

جو بات اسکو پسند ہو ویسی ہی دوسرے سے کہے اور یہ گاہ کہ بیان حقوق بندوں کے سے کہ اس
عہد میں ہندو میں فراغت ہوئی اللہ تعالیٰ نے طلب حقوق اپنے کی بھی فرمائی کہ **وَاقِیْطُوا**
الصَّلٰوةَ یعنی اور قائم کرو تم نماز کو اور سیدھی کرو اسکو پس جب سے کہ کسی طرح کی کجی نہیں نہ ہے
ہو اسطے کہ نماز پس عبادت ہو کہ دل کی عبادت بھی اسکے اندر ہو اور زبان اور ہاتھ پاؤں کی
بھی **وَاتَّقُوا الشِّرْکَۃَ** یعنی اور دو تم زکوۃ کہ چالیسواں حصہ چاندی اور سونے میں اور اور
جیون میں قیمت انکی میں سے مقرر ہو بشرط اگر جانے ایک برس کے اور مویشی اور کھیتی ہیز
حصہ مختلف ہو باعتبار جنس اور صنف کے جیسے کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہو اسو اسطے کہ یہ
عبادت ہر چند کہ ظاہر میں خدا کا حق ہو لیکن حقیقت میں حق بندوں کا ہو اور زکوۃ پس شے ہو کہ
بیچ نیک کے اخلاق اور دور کرنے خصلتوں پر فائدہ بخل کے اسکو کمال دل ہو آتی رہا اس جگہ
ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہو کہ اس عہد میں اول توحید کا ذکر کیا بعد اسکے آدمیوں کے
حق بیان کیے بعد اسکے نماز اور زکوۃ کا بیان فرمایا پس اس بیان میں انتشار لازم آیا اسو اسطے کہ
اگر منظور مقدم کرنا حق العباد کا تھا اس وقت سے کہ حق العباد بڑا سخت ہو اور گاہ رکھنا اسکا بہت
مقصود ہو اور اسکے اندر عہد شکنی کرنی نہایت قبیح پس چاہیے تھا کہ توحید کو بھی مؤخر ذکر کرتے اور
ہمراہ نماز اور زکوۃ کے لائے اور اگر منظور مقدم کرنا حق اللہ کا تھا اسو اسطے کہ اصل یہی ہے
پس نماز اور زکوۃ کو بھی ہمراہ توحید کے ذکر کرنا چاہیے تھا اور اسکی بعض حقوق الہی مقدم کیا
اور بعض کو مؤخر کیا اسکے کیا وجہ ہو جواب اسکا یہ ہو کہ اصل میں منظور تقدیم حق العباد کی ہو اسو اسطے
کہ بندے بسبب احتیاج اپنی کے نہ ملے حقوق اپنے سے درد ناک ہوتے ہیں اور تکلیف پہنچتی ہو اور
اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک ہو اگر اسکے حق میں کوئی قصور کرتے اور اسکو کچھ ضرر اور نقصان نہیں
پہنچتا ہو لیکن توحید تمام حقوق الہی سے بڑھ کر ہے اسو اسطے کہ شرط قبول ہونے تمام بندگیوں کی ہو
خواہ وہ بندگی متعلق ساتھ حقوق بندوں کے ہو یا ساتھ حقوق الہی کے پس تمام حقوق کی یہ شرط ہو اور
شرط کو مقدم طبعی اور بشرط ہے اسو اسطے مقدم کرنا توحید کا اور تمام چیزوں کے لازم آیا اور بعد توحید
حقوق العباد کو اور ہر حقوق اللہ کے مقدم کیا تاکہ تاکہ یاد اور کرنے حقوق العباد کی سمجھی جاوے اور سوال
دوسرا بھی ہو کہ احسان کرنا ساتھ یتیموں اور مسکینوں اور فوی القربی کے زکوۃ میں داخل ہو اجازت دے کہ

انکے کی کیا حاجت تھی جواب کیا یہ ہے کہ احسان کرنا ساتھ یتیموں اور سیکینوں اور امل فاقوں کے
 جیسے کہ بیشتر تفسیر کی میں اشارہ ہوا عام ہر اس بات سے کہ ساتھ مال کے ہو یا ساتھ اور طرح کے
 اور جس صورت میں مال کے ساتھ ہو وہ بھی عام ہر اس سے کہ بچہ قدر نصاب کے ہو یا اس سے
 کمتر میں اور اگر قدر نصاب میں ہو وہ بھی عام ہر اس سے کہ زکوۃ میں حساب کیا جائے یا سوا سے
 زکوۃ کے پس اس احسان کو کہ جن میں ان مرتبوں کا عوم ہر زکوۃ کے دینے میں داخل کرنا چاہیے
 البتہ ایک طریق احسان کرے گا انکے ساتھ یہ بھی ہر زکوۃ مال کی بھی انکی طرف خرچ کیا ورنے
 اور یہ بات بھی ہے کہ احسان قرابتیوں اور یتیموں کے ساتھ ذکر کرنے میں امداد کو منظور
 یہ ہے کہ خاص ان شخصوں کی طرف توجہ اور ہر مانی مصروف ہے جس طرح ہو اور جس نہج پر ہو
 اور زکوۃ کے دینے میں منظور یہ ہے کہ خرچ کرنا مال کا خالی راہ میں ارادہ کریں اور اسی واسطے
 احسان پہلا کامل کرنے فحاصلت حدالت کی قبیلہ سے ہر اور احسان دوسرا یعنی زکوۃ کا یاد دلا
 حاصل کرنے صفت جو انفرادی اور روت کے ہے اور پہلا احسان حقوق العباد سے ہر اور دوسرا
 حقوق امداد سے حاصل کلام یہ ہے کہ جب عہد یاد دلانے سے فراغت ہوئی جو تامل اور کچھ تکلیفوں
 کے ہر اور جمع کرنا لاہو تمام انواع تکلیفات کو اس واسطے کہ تکلیف یا بدنی ہر یا مالی ہے اور ہر ایک
 ان میں سے یا عام ہر یا خاص بدنی عام عبادت مطلق ہے کہ آدمی تمام اعضا اور قوتوں اپنی کو
 مستعد بجالائے حکم اور امر الہی کا کر کے منتظر ہے مانہ غلام کے کہ روبرو خداوند اپنے کے بالادہ بجالا
 حکم انکے کے کھڑا ہے اور طرف ہی تکلیف کے اشارہ کیا ہے ساتھ اس لفظ کے کہ لا تقبلون
 الا الله اور تکلیف بدنی کہ خاص غازی کہ خاص وقتوں میں اور ساتھ مشروطوں اور سکون
 معین کے مقرر ہوئی ہے اور تکلیف مالی خاص زکوۃ ہے اس واسطے کہ زکوۃ خاص ہر ساتھ مالاک
 نصاب کے اور ساتھ گزرنے برس کے اور ساتھ مستحقوں معلوم کے اور ساتھ جنسوں معین کے
 اور تکلیف مالی عام کہ شرط کی قدرت ہے اور سبب اسکا یا نسب یا غیر نسب اور سبب تین حال سے
 خالی نہیں یا سابق ہر جیسے کہ والدین یا متاعن ہر جیسے کہ اور شدہ دار تیسرے یہ کہ لاحق ہو جیسے کہ یتیم
 بچے اگر کسی سے انکی قرابت نہ ہو مگر شائع سے سبب میر جائے باپ کے انکو ملزولہ اور لازم مسلمانوں کے
 ٹھہرا دیا ہر تاکہ سب لوگ انکے اور پر شفقت کریں اور تکلیف مالی کہ بدون نسب پائی جاوے

تفسیر

موسیٰ اور حماد بن
 کے انھیں
 گرفتار ہو جائاد
 بدو قریب مال و دیگر
 انکسور ہوا کرتے
 اگر کوئی اتنے کہتا
 کہ شہنشاہ ملت
 سے کیوں شہنشاہ
 کرتے ہوا اور ایک
 دوسرے کو جلا
 دھن کرتے ہو پھر
 مان بدکیان کو
 جہالت بقوت
 کہتے کہ خدا کا
 بچی حکم ہے
 کہ جب ہم
 اپنے ہم ملت
 کسی غیبت
 ہر خیر میں

تفسیر غزالی

گرفتار بادین تو

جس میں ہر قسم کا

اس کا پھر اللہ اور

یہ دوائی کھڑی

نیک دنیاوی مسرت

سے ہے، تو نذرانے

اس کو دین دے کر دیا

کہ جیسا تمہارا

دینی بھائیوں کو

غیر ان کے ہاتھوں

سے رہا کرنا

ہو دیا ایسا

جلسے وطن کرنا

بھی تو حرام ہے

اور جب مجلس

وطن کرنا حرام ہو

تو ان کو مار ڈالنا

یا مار ڈالنے پر

مرد کرنا اور

اُسکے دو سبب ہو سکے ہیں یا احتیاج اور غلبہ سبب اسکے مال خرچ کیا جاوے جیسے کہ مسکینوں
 کی خدمت کرنے میں یا ہم جنس ہونا یعنی شرکت آدمی ہونے میں لیکن یہ بات تمام آدمیوں کے
 ساتھ پائی جاتی ہو اور تمام آدمیوں پر مال کے ساتھ احسان کرنا ممکن نہیں پس اُنکے ساتھ
 میں سوائے احسان قولی اور خوبی اخلاق کے اور شریعت میں نہیں ہو سکتی جیسے حدیث شریف
 میں آیا ہے اَللّٰهُمَّ لَنْ تَعْلَمَ النَّاسُ بِاَمْرِ اَللّٰهِ لَكِنْ سَعَوْهُمْ بِاَخْلَاقِهِمْ + یعنی تم سے یہ ممکن
 نہیں کہ ساتھ مال اپنے کے تمام آدمیوں کے ساتھ سلوک کر سکو لیکن چاہیے کہ ساتھ اخلاق اپنے
 کے سب کے ساتھ پیش آوے بطریق تواضع اور عتاب کے بنی اسرائیل کے فرقے کو فرماتے ہیں کہ
 تَقَرَّبُوا لِيَتَّقُوا یعنی پھر نہ پھر اُٹھتے اس عہد سے باوجود مضبوط اور حکم کرنے اسکے کے اور تمام اُن
 آئینوں تکلیفوں کو ضائع کیا اَلَا قُلَيْدًا مِّنْكُمْ یعنی مگر تھوڑی سی جماعت نے تم میں سے جیسے عبد اللہ
 ابن سلام اور اسد اور اسید بیٹے کعب رضی اللہ عنہ کے اور ان زمانہ کے جنھوں نے متابعت پیغمبر وقت
 اپنے کی اختیار کی اور بیچ توحید اور ادا کرنے حقوق العباد اور حقوق اللہ کے راسخ قدم ہوئے پس
 باوجود توڑ ڈالنے اس عہد حکم اور ضائع کرنے ان آٹھ تکلیفوں عمدہ کے طرح توقع ہنر کی کہتے ہو
 کہ تم کو یاد دہندہ عذاب ہو حال اُنکے بعضی تکلیفیں انہیں ایسی ہیں اُنکے چھوٹے سے عذاب بادی ہوئے جیسے
 توحید اور بعضی ایسی ہیں اُنکے چھوٹے سے مدت و رازنک فریغ میں ہو جیسے کہ نافرمانی والدین کی اور ترک کرنا
 نماز کا اور کاش تم بعد اسکے تدارک اس و گردانی کا کرتے اور اس عہد شکنی کو ساتھ صلاح کے ملتے لیکن تم
 روز بروز اس عہد شکنی میں ترقی کرتے ہو اَلَا تَتَذَكَّرُونَ یعنی اُنکے منہ پھرنے کی حکمون الہی سے عائد
 پٹری ہو اور موافق اس قول کے کہ الْعَادَةُ طَبِيعَةٌ ثَانِيَةٌ اثر اس و گردانی کا بیچ جو ہر نفسوں
 تمہارے کے محکم ہو گیا ہو اور بمنزلہ سورج مستحکم کے قابل علاج کے نہیں ہا اور اگر بنی اسرائیل اس
 زمانہ کے کہیں کہ روگردانی اور نافرمانی اور توڑنا اس عہد کا تمام گروہ ہمارے سے نہیں ہوا بلکہ بہت
 لوگ ہمارے فرقہ میں سے ہیں توحید الہی اور ادا کرنے حقوق کے ثابت قدم ہیں خصوصاً ہم لوگ کہ اس زمانہ اور
 اس مکان میں میں بیچ ادا کرنے تخلیفات شرعی کے قصور نہیں کرتے ہیں پس سبب اعمالی بزرگوں ہمارے کے
 ہمارے اوپر طعن تو جنہیں ہوتا ہو تو جواب اُن کے میں عہد و سر یاد دلا اور کہ وَاِذْ اَخْلَا نَا مِيثَاقًا
 یعنی اور یاد کرو تم اس وقت کو کہ لیا ہے عہد تمہارا محکم اوپر اس کے کہ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ

یعنی آپس میں خونریزی نہ کر دے اور اس عہد کو بھی مانند عہد توحید کے خبر کی صورت میں لائے تاکہ جانو تم کہ خون کرنا ایک دوسرے کا قریب کفر اور شرک کے ہی بیج برائی اور قباحت کے اور اسی واسطے احکامات الہی ہیں یہ بات مقرر ہو کہ بعد شرک کے سب کیوں سے بڑا کبیر ناحق خون کر دینا ہے اور مثل پہلے حکموں کے اور حکم بھی بہت تاکید کے ساتھ منکو کیا ہے کہ وَلَا تُخْلِفُونَ أَنْفُسَكُمْ فِي يَدِ الْكَافِرِينَ یعنی اور نہ نکالو گے تم ہم مذہبون اپنے کو گھروں اپنے سے اس واسطے کہ جلا وطنی بھی آفت ہو قریب سے کے پس بیچ حکم خونریزی کے ہو اور ایسے بڑے بڑے گناہوں کے کرنے میں باوجود عہد اور پیمان انکے چھوڑ دینے کے کر لیے ہیں نہایت سخت عذاب مدت دراز تک سمجھنا چاہیے اور قریب عذاب کفر اور شرک کے ان گناہوں کے عذاب کو تصور کریں اور نکالنا آدمی کا اپنے گھر سے کسی طریق پر ہوتا ہے اوئی انکار یہ ہو کہ کوئی شخص کسی کے ہمسایہ میں آکر رہے اور شخص اسکو ستانا اور تکلیف دینی شروع کرے یہاں تک کہ وہ لاچار ہو کر اس گھر کو چھوڑے پس جیسے نے ناحق اس شخص کو اپنے گھر سے نکالا ہو حق تعالیٰ بسبب اسکے مودنی گھر اسکے سے کہ وہ بہشت ہو نکالے گا اور تم نے اس عہد کو قبول کر لیا تھا اَفَلَا تَذَكَّرُونَ یعنی پھر تم نے اقرار بھی کر لیا کہ ہم نے اس عہد کو اپنے اوپر لازم کر لیا اور قبول کر لیا وَانْتَقَضَتْهُ وَاذْكُرْ اَيُّكُمْ كَفَرَ اَوْ هُوَ خَالٍ مِنْهُمْ يَتَّبِعُ الْحَدِيثَ الَّذِي نَزَّلْنَا بِهٖ عَلَى الْمُرْسَلِ یعنی اور تم بھی کہ اس زمانہ میں ہو گا وہی پیٹے ہو ساتھ اس قرار بزرگوں اپنے کے اور انکار اسکا نہیں کرتے ہو تھا یعنی پھر بعد اس اقرار اور گواہی کے اَنْتُمْ هُمْ اُولَئِكَ یعنی تم کہ اس وقت میں حاضر ہو تو تھے ہو تم دونو عہدون کو کہ حقیقتاً نے ساتھ بزرگوں تمھارے کے نہایت تاکید کے ساتھ لیے تھے اور بطریق اخبار کے انکو ذکر کیا تھا اور یہ عہد شکنی تمھاری مشابہت ساتھ تکذیب خبر الہی کے رکھتی ہے الْعِيَادُ بِاللّٰهِ مِنْهُ اَسْوَا۟ مِنْكُمْ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ یعنی مارنے ہو تم کروہ ہم مذہب اور ہم قوم اپنے کو کہ حقیقت میں اپنے سین مارنے ہو اس واسطے کہ ساتھ حکم شرع کے قصاص تمھارے اوپر واجب ہوتا ہے اور واجب القتل ہوتے ہو اور صورت اس واقعہ کی اس طرح سے تھی کہ بیچ گرد و فواج مدینہ منورہ کے دو فریقے یہود کے رھتے تھے بنو قریظہ اور بنو نضیر اور اندر مدینہ منورہ کے بھی دو فریقے نصاریٰ کے رھتے تھے اوس اور خزرج اور بنو قریظہ نے اوس کے ساتھ عہد کر لیا تھا کہ تمھارے شریک ہیں اور بنو نضیر خزرج کے ساتھ ہم قسم تھے اور جس وقت درمیان اوس

میں

1750

پیشین

اورنگزیں

عمر بن الخطاب

میں نے

رسول

شاہنشاہ

بعض

وہی ہے جو

الحمد لله

وہاں پر بھی

17

بھی نہیں

پیشہ

سید محمد

سید احمد علی

ان تھارا

۱۰۰

5

تفسیر قرآنی

اس کتاب کا ایک

حکم بھی نہ ماننا ہے

کافر مطلق ہو جائے

اور جو خدا کی ایک

بات نہ ماننا ہے

ظہر اذہم انہم

کی سزا دینا میں

رسولانی اور آخرت

میں سخت عذاب

کے سوا اور کچھ

نہیں ہوا اس آیت

سے معلوم ہوا کہ

جو لوگ دنیاوی

سلطنت سے جان

بوجھ کر شریعت

کے خلاف چلے

ہیں ان کا جزا موت

کے موافق عمل

بھی مردود ہے

اور خرچ کے جنگ جہال ہوتا تو بنو قریظہ اُس کی طرف ہو جاتا اور بنو نضیر خرچ کے ساتھ اور
 آپس میں ایک دوسرے کو مارنے اور قتل کرتے بنو قریظہ کے ہاتھ سے بہت سے بنو نضیر
 مارے جاتے اور بنو نضیر کے ہاتھ سے بہت سے بنو قریظہ مارے جاتے اور یہ معاملہ انکا سالہا سال
 سے جاری تھا اور ہرگز تدارک اُسکا نہیں کرتے تھے اور اُس کام سے ندامت عمل میں نہ لاتے تھے
 اور کاش اوپر اسی قدر کے تم کفایت کرتے لیکن تم اور بھی اُسکے اوپر بڑھاتے ہو وَ هُمْ جُنُودٌ
 فَرِيقًا فَمِنْهُمْ دِيَارٌ هُوَ يَعْنِي اور نکالتے ہو تم ایک فرقہ کو گروہ ہم مذہب اپنے سے اُن کے
 گھروں سے اور وہ گروہ وہ آدمی تھے کہ لڑائی میں مغلوب ہوتے تھے اور مدثر اُنکے مارے جاتے
 اور یہ لوگ اُس گروہ کو ضعیف جانکر اوپر تعلقات اُنکے کے متصرف ہونے اور اگر تم کہو کہ ہم قصداً
 گروہ ہم مذہب اپنے کو نہیں مارتے ہیں اور نہ نکالتے ہیں بلکہ واسطے محافظت قسم اور عہد کے
 کہ اپنے ہم عہد یوں کے بابتہ باندھ لیا ہوا امداد اور کمک اُنکی کے کرتے ہیں اور اسکے بیچ
 میں مارنا اور نکالنا لازم آتا ہی ہم ناچار ہیں کہتے ہیں ہم کہ اللہ تعالیٰ نے اسی باتوں کا عہد
 پیشتر اس سے لے بپا تھا کہ تمہیں عہد اُن لوگوں سے کر لیا ہوا قتل اور جلا وطنی حرام کر دی تھی
 اور حرام فعل میں ہوا اور اعانت کرنی اُسی حرام میں شریک ہونا ہوا اور شک نہیں کہ تم
 نَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی پستی اور مدد دیتے ہو اوپر مار ڈالنے اور
 نکالنے ہم مذہب یوں اپنے کے ساتھ ایسے فعل کے کہ فی نفسہ وہ گناہ ہوا و بیچ حق برادرینی
 اپنے کے تعدی ہوا اور ظاہر ہو کہ جیسے کہ ظلم حرام ہے مدد کرنی ظالم کی اور ظلم اُسکے کے بھی حرام ہے اور
 اگرچہ ایک شہ قوی ہو کہ اصل میں یہ شبہ معتزلوں کے اوپر کیا گیا ہے ہوا ہے کہ وہ اللہ کے اور عدل
 کو نا واجب کہتے ہیں اور اگرچہ ہمارے اوپر بھی ہو سکتا ہو کہ اگر مدد گاری ظالم کی حرام ہے پس حق تعالیٰ
 کو واسطے ظالم کو اور ظلم کے قدرت دیتا ہے جواب اسکا یہ ہو کہ جیسے کہ حق تعالیٰ نے قدرت ظالم کی ظالم کو
 بخشی ہو ویسے ہی اُسکو ظلم سے منع بھی فرمایا ہے اور اُسکے حق میں سخت عید کی ہے بخلاف آدمی کے کہ
 جو وقت مدد گاری کسی ظالم کی کرے زیادہ تر باعث ظلم کروانے پر ہوتا ہے اور ظلم اسکی نظر میں
 نیک دکھائی دیتا ہے اور اگر حق تعالیٰ ظالم کو قدرت اور ظلم کے نڈیتا معاملہ حکیمف اور
 امتحان کا موجود نہ ہوتا مدد رجزائے نیک اور بد کا اُسی کے اوپر ہے اور جو بوقت بندوں کو قدرت

ظلم کے اور نہ ہوتی پس باز رہنا بندوں کا ظلم سے بسبب مقتدری کے ہوتا نہ بسبب ایمان اور
تا بعد ازیں حکم کے اور جب کہ آدمی کو ساتھ آدمی دوسرے کے ایسی قدرت دینے کی تکلیف کے اندر حجت
نہیں ناچار آدمیوں کے درمیان میں آپس میں امداد اور اعانت کرنی ظلم کی مطلقاً حرام اور منع ہو
اور عجیب یہ کہ بیچ مارنے اور جلا وطن کرنے ہم مذہبوں اپنے کے مقتدر صرف نہیں کہتے ہو ورنہ تاؤ کو
اُس دُشمنی تھا دُوْهُم یعنی اور اگر کہتے ہیں اگے تمہارے ہم مذہبی ہی ہو کہ فدا کا دیکر قید سے
خلاص کرو الیہ ہو مثلاً اوس اور خزرج کی لڑائی میں اگر کوئی بنو قریظہ سے بیچ ہاتھ خرچوں کے
میں ہوتا تھا تو بنو نضیر اس کو خرید کر کے آزاد کر دیتے اور اگر بنو نضیر میں سے کوئی بیچ ہاتا تو سیون کے
گروہ ہوتا تو بنو قریظہ اس کو زبردستی خلاص کر دیتے اور اگر کوئی ان سے کہتا کہ تم آپس میں جنگ و قتال
کرتے ہو اور ایک دوسرے کو جلا وطن کرتے ہو پھر قیدیوں کو زبردستی اسے چھڑاتے ہو جواب میں کہتے کہ
ہم کو خدا تعالیٰ نے بھی حکم فرمایا ہے کہ جس وقت دین کے بھائیوں اپنے کو کسی کے ہاتھ میں قیدی
دیکھیں ہم اس کو ہر طرح چھڑا دیں اور لڑائی ہماری آپس میں محض بسبب نیاداری کے ہی ہو سکتی
کہ اگر لڑائی کرنے سے بیٹھ رہیں مطعون ہو جائیں و مدنگ ہوں و لاحق ہو جائے کہ جنگ کے ساتھ
ہم نے عہد کر لیا ہے انکی مدد کی اور وہ بھی حاجت کے وقت ہماری مدد کرے گا اور انتظام ہمارے دیکھا
کاموں کا جانا ہے کیا حق تعالیٰ جواب اُنکے کو باطل فرماتا ہے کہ جیسا کہ خلاص دانا براور دینی کا
خالف ہو قیدی سے اور پھر اسے فرض تھا اور تم اس کو بجالاتے ہو اور اسی اسطے عہد شکنیوں کے
بیان میں ہم نے سکویاں نہیں کیا یہی لڑائی اور خونریزی بھی آپس میں اور تمہارے حرام تھی
وَهُوَ یعنی حال یہ ہے کہ مُحَمَّدٌ عَلَیْکُمْ اٰخِرًا جُمُہُ یعنی حرام ہو اور تمہارے کا لانا ہم مذہبوں
اپنے کا اور جب بھالنا حرام ہو تو قتل کرنا اور رد او قتل کے کرنی بالادلی حرام ہوئی اور ان چیزوں
سے دھڑکنا عمل میں لائے ہو پس معلوم ہوا کہ تم عمل کرتے ہو موافق بعض عہدوں کے اور توڑتے ہو بعض
عہدوں کو اَفْتَرْتُمْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمُ الْکِتٰبَ یعنی آیا پس ایمان لاتے ہو ساتھ بعض حکموں کتاب
اپنی کے کہ خلاص کرو انا قیدیوں کا ہو ظالموں کے ہاتھ سے دُکھائے دُنَا بِمَعْصُومِیْنَ یعنی اور کفر
کرتے ہو تم ساتھ بعض حکموں اسی کتاب کے کہ قتل کرنا اور جلا وطن کرنا ہم مذہبوں اپنے کا ہو حالانکہ
ایمان لانا ساتھ کتاب کے متجزی نہیں یعنی جب تک کہ کُل کتاب کے اور ایمان نہ لائے کہ مومن

تفسیر

اور خدا نے اس سے

بھی کافی سبب

ہے اس سے بحال

ان دونوں کے

جو خدا کے فضل سے

نہیں ہوتے ہیں

اور جس طرح کے

جسے نے لایا ہوں

میں رات میں

پہنچے ہیں

اور اللہ تعالیٰ نے

اللہ تعالیٰ نے

تفسیر غزالی

دنیا کو آخرت دینا

خبر دینا ہے تو

اب ان سے عذاب

کا کیا نیک

جامدے کا اور نہ

انہی کی جگہ

یعنی جو لوگ دنیا

کے فائدے کے

لگے خدا کا حکم

نہا دیتے ہیں وہ

لوگ دین بیکار

دینا غریب

دلہا ہیں یعنی

ان کے نزدیک

دنیا ہی اچھی چیز ہے

کونسل واسطے دین

ایسی ان مول

چیزوں کو بھی

مومن نہ ہونگے بلکہ اگر ایک حکم کا بھی کتاب اپنی سے انکار کرو گے بالکل کافر ہو گئے پس جب
ایک حکم کا انکار کتاب کے حکمون میں سے کفر ہے ﴿فَاَجَزَ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ﴾ یعنی پس کیا ہر چیز
اُس شخص کی کہ یہ کام کرے خواہ کسی گروہ کا ہو خصوصاً منہ کے یعنی تم میں سے کہ اپنے تئیں
اہل کتاب اور تابعداری کرنے والوں اُس کتاب کے سے کہتے ہو خود انصاف کرو تم اور
ظاہر ہو کہ ہر چیز کفر کی نہیں بلکہ آخرت کے یعنی مگر ذلت سخت کہ بسبب اُسکے تنگی کی جاتی ہے
﴿فَالْحَقُّ لِلَّهِ﴾ یعنی زندگی دنیا کی میں جیسا جز یہ لینا ساتھ کمال اہانت کے اور خارج لینا
ساتھ مار دھار کے اور نہ قبول کرنی گواہی اُسکی اور شست برخواست اور ہر محفل اور راستہ میں
ذلیل اور حقیر کرنا اور قتل کرنا اور قید کرنا اور لوٹنا مال کا اور جلا دینا گھروں کا چنانچہ بنو قریظہ اور
بنو نضیر پر آنحضرتؐ اور سلمانوں کے ہاتھ سے یہی حال واقع ہوا کہ تمام بنو قریظہ کو قتل فرمایا اور
عورتوں اور بچوں اُنکے کو لونڈی اور غلام بنالیا اور بنو نضیر کو ساتھ کمال سواری کے جلا وطن کیا
یہاں تک بھاگ کر خیمہ کو چلے گئے اور پھر خبر میں سردار اُنکے مقتول ہوئے اور عورتیں قید میں پڑیں
اور باقی رہے ہوئے کھیتی کر نیوالے اور خدمتی مسلمانوں کے ہوئے اور یہ سب باتیں اس واسطے ہوئیں کہ
انھوں نے خدا کے عہدوں کو توڑ کر باس ظران لوگوں کی کا کیا جکے ساتھ عہد کر لیا تھا پس
خدا کے عہد کو ہلکا اور حقیر جانا اور کاش اُنکے تئیں اوپر اسی سزا کے کفایت ہوتی لیکن دنیا اور
ذلت دنیا کی تمام ہو جاوے گی ﴿وَكُذِّبُوا﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ ﴿إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ﴾ یعنی اور
دن قیامت کے پھیرے جاویں گے طرف سخت ترین عذاب کے کہ مثل عذاب نیا کے بعد مدت معین
موقوف ہو نیوالا نہیں اس واسطے کہ یہ لوگ خدا کے عہدوں کے توڑنے میں ہمالہ کرتے تھے اور
وہ عہد نہایت محکم اور مضبوط تھے اگر حق تعالیٰ اُنکے عذاب کے میں ہمالہ فرمائے تو جاہلون
کے وہم میں آئے کہ اللہ تعالیٰ اُنکے حال سے غافل ہو ﴿وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ یعنی اور نہیں ہر
خدا غافل اُس چیز سے کہ کہتے ہو کہ بار عہدوں اُنکے کو توڑتے ہو اور باس مستی اور آشنائی اپنے کا
اللہ تعالیٰ کے حق پر مقدم رکھتے ہو اور کس طرح آخرت میں سخت تر عذاب میں گرفتار نہ ہوں اس واسطے
کہ انھوں نے کوئی چیز آخرت کے نفع کی اپنے واسطے باقی نہیں بھی ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا﴾
﴿الْحَيَاةُ الدُّنْيَا﴾ ﴿بِالْآخِرَةِ﴾ یعنی یہ لوگ وہ گروہ ہیں کہ خرمی انھوں نے زندگی

دنیا کی بد کے آخرت کے جس وقت حکم ہم عہد یوں اپنے کا قبول لکھا اور حکم خدا کا خاطر میں نہ لگا اور جب کہ آخرت کو چھٹا لایا پھر کیا توقع کسی نفع کی آخرت کے نفعوں میں سے کھین فلاح کھینچنے کا
عَنْهُمْ الْعَذَابُ یعنی پس سب کا کیا جاوے گا ان سے عذاب اس واسطے کہ سب کا ہونا عذاب کا بھی
ایک نوع کا نفع اخروی ہو کہ بسبب بیت الہی کے مستحق ہوتا ہو وَلَا هُمْ يُنصِفُونَ یعنی اور نہ
ان کے تین کوئی مدد کرے گا کہ عذاب خدا کے کو ساتھ زور کے لئے دفع کرے جیسے کہ دنیا میں ہم عہد یوں
اپنے سے اسکی توقع رکھتے تھے پس معلوم ہوا کہ وہ لوگ موافق اقرار اور گواہی اپنی کے مستحق سخت
عذاب دائمی کے ہیں اور اپنے قول کو کہ لن نغسنا النار الا ایا ما معدودۃ ہے خود جھوٹا کہنے
ہیں اس جگہ جاننا چاہیے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص بعضے حکم شریعت کے کہ
موافق طبیعت اور عادت اسکی کے ہوں قبول کرے اور جبکہ مخالف طبیعت اور عادت اسکی
کے ہوں اس کے قبول کرنے میں قصور کرے سو ایسا عمل کچھ کام نہیں آئے گا مثلاً ایک شخص بڑے شراب
کو اپنے مزاج کے مضرباً مخالف وضع خاندان اپنے کے دیکھ کر چھوڑے اور زنا کو پوشیدہ پوشیدہ
کرنا رہے پس چھوڑنا شراب کا اس کے حق میں موجب ثواب نہ ہوا اس واسطے کہ بسبب اتباع شریعت کے
اسکو نہ چھوڑا مان اگر بمقتضائے طبیعت اور رسم کے پیروی شریعت کی کرے لیکن کوئی بات مخالف
ظاہر کے بھی کرے البتہ اس میں اصلاح رسم کی ہوتی ہو اور اسی واسطے علماء اس قسم کی عبادت میں
مختلف ہیں بعضے کہتے ہیں کہ ایسی بندگی سے کہ ریا کی جہت سے ہو گناہ کہ جن میں صفائی ہو بہتر ہو
ہر سیت جس سے کہ رخت با حرم صفا کشد بہتر نطاعت کے عجب بیکشدہ اور بعضوں نے کہا ہے کہ طاعت
ریا والی بہتر گناہ نلے توبہ سے ہو اور فیصلہ درمیان دونوں یہ ہون کے یہ ہے کہ اصلاح نفس اور
تہذیب اسکی میں گناہ کہ جس میں غلامت اور خجالت ہو بہتر اس بندگی سے ہے کہ ساتھ خود پسندی
اور ریا کے ہو اور بیچ اصلاح رسم و رواج شریعت کے بندگی یا ریا والی گناہ سے بہتر جو والد علم
اور اگر کہو تم کہ یہ سب عہد کنیان ہماری ہیج قتل اور اخراج بھجنوں کے اور مدد گاری ظالموں کے
اور سوا اسکے اور چیزوں میں متحقق ہوئے لیکن ان کے سبب کفر نہیں ہو گیا اصل میں یہ چیزیں فسق شمار
کی جاتی ہیں اور عذاب فسق کا اخیر کو موقوف ہو جاوے گا اور ہمیشہ نہیں رہنے کا کہتے ہیں ہم کہ منقطع
ہو جانا عذاب فاسق کا اس صورت میں ہے کہ کفر کی طرف ہیج نہ گیا ہو بخلاف فسق تھا ساری کے

نظمی

ہے دوسری دنیا

آسان
دینی نفع

بسم الله الرحمن الرحيم

طوفانِ عظیم

خدا اور انسان
وہم

اور پشیمانی

لغات اور
سیکریٹ

اور رسولی
نہ خیر ہی اور

५

من حبیب

بہارِ حلال ہے تو ان
بچے کیسے غریب

محمد علی خان

تفسیر

ناشری نے ایمان
کی کجی کوئی مرد
بھی نکرے گا
سلمان کو چاہئے
کہ دین سے ہمیشہ
دل اٹھائے
یہ ایمان کی
کسی لذت و
غواستوں میں
کبھی نہ پھنسن
وَلَقَدْ آتَيْنَا
مُوسَى الْكِتَابَ
وَفَقَّيْنَا لَهُ
الْقُرْآنَ بِاللُّغَةِ
عِلِّيَّةٍ إِنَّ هَذِهِ
الْكِتَابَ يَتْلُوهُ
بِقُدْرَةِ الْقُدْرَةِ
أَوْسَعُهَا

کہ انکار بعض احکام الہی کا ایمان پایا گیا اور کفر کے حد کو پہنچ گیا اور احاطہ خطیہ کی نوبت پہنچی اور اگر اس سے بھی قطع نظر کریں پس عہد ایمان کا ساتھ پیغمبروں کے کہ خبر لے کر توحید کے ہی نہ کبھی تھے تو زوال یہاں تک کہ عوض ایمان کے کہ پیغمبروں کے اوپر لانا چاہیے اُنکو قتل کروا دیا وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ یعنی اور البتہ دی ہم نے موسیٰ کو کتاب کہ توریت تھی اور اُس کتاب میں تمام عہد اور پیمان الہی مذکور تھے اور سب عہدوں سے بڑا عہد یہ تھا کہ ہر وقت کے پیغمبروں کی اطاعت کرو اور ساتھ اُنکے ایمان لاؤ اور راہ تعظیم اور توقیر کی اُنکے ساتھ جاری رکھو حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تختیان توریت کی عنایت ہوئیں تو حضرت موسیٰؑ نے اپنے انہر طاقت اُنکے اٹھانے کی نہ کبھی حق تعالیٰ نے واسطے ایک ایک آیت کے اٹھانے کے ایک فرشتہ مقرر کیا وہ بھی نہ اٹھا سکے بعد اسکے ایک ایک حرف کی واسطے ایک ایک شتہ بھجا وہ بھی نہ اٹھا سکے جب حضرت موسیٰؑ کو اور فرشتوں کو عظمت اور قتل معنوی اُس کتاب کا معلوم ہوا اور قدر اُسکی اُنکے ذہنوں میں جانشین ہوئی تو حضرت موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ اب پر تیرے اٹھانا اس کتاب کا ہم نے ہلکا کیا حضرت موسیٰؑ اُسکو اٹھا کر بنی اسرائیل کے پاس لائے وَفَقَّيْنَا لَهُ الْقُرْآنَ بِاللُّغَةِ ط یعنی اود لائے ہم آپچے حضرت موسیٰؑ کے بہت رسولوں کو کہ حضرت یوشعؑ اور حضرت ایساؑ اور حضرت ایسحؑ اور حضرت شموئیلؑ اور حضرت اودوؑ اور حضرت سلیمانؑ اور حضرت شعیاؑ اور حضرت رسیاؑ اور حضرت یوشاؑ اور حضرت نیرؑ اور حضرت حزقیلؑ اور حضرت کریمؑ اور حضرت یحییٰؑ اور سوا ایک چار ہزار آدمی تھے اور سب پر شریعت حضرت موسیٰؑ کے چلتے رہے اور مقصود بھیجئے اُنکے سے جاری کرنے احکام اس شریعت کے تھے کہ سب تکامل اور سستی بنی اسرائیل کے ہو جاتی تھی اور سب تجھے یغاث طلمون نے عمل کے بدلے جاتی تھی پس یہ رسول بھی بنی اسرائیل کے مانند علماء ربانین اور مجتہدین ہیں امت کے دین کے ہیں جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان الله تعالى يبعث لهذه الاممة على راس كل مائة من مئيد دلها دينها یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا ہر مائت میں ہر صدی پر ایسا شخص کہ تازہ کرے گا اس امت کی واسطے دین اسکا پس میں ایسے لوگ ہوں گے کہ انھوں نے ان پیغمبروں میں بعضوں کا پناہ کیا اور بعضوں کو جیسے کہ حضرت یحییٰؑ اور حضرت کریمؑ اور اودوؑ اور کریمؑ کہ پیغمبر ایسے مجتہد بنے بڑے رکھتے تھے جیسے حضرت موسیٰؑ رکھتے تھے اس واسطے ہرگز کہ اُنکے انہر بہرہ پڑا اور سب غلط فہمی کے اُنکے تکذیب کی اور

[illegible]

پیشانی

اسماء

۱۴۱۰

۱۰۰

استاذ

پیشوینا

نہایت

۱۰۰

۱۰۰

بسم الله الرحمن الرحيم

15

200

بنامین

三、

کد اسکا مری

۱۰۰

سید علی

پایبندی

10

تفسیر علی

ہو تو نہ کرنا اگر نہ
سلاطین ایک فرقہ
کو چھوڑ دیا اور ایک
فرقہ کو مادی ڈالا

یہی کے بعد اور
عسی کے پہلے ایک
ہزار نو سو پچیس
ہیں جن جو جو ہوں
لگے تار تار گئے
دو ذرا تار ہی سا
موافق حکم کرتے
رہا جب عسی

کا نہ تھا اس قدر تعالیٰ
نے آپ کو انجیل
عنایت کی اس کے
احکام پر عمل نہ کرے
ہو عسی اس کے
نہاں میں پھرنے

اس واسطے کہ ابناک و بیچ فکر قتل پیغمبروں کے تھے اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ انہر ہر کا کہ میں نے بکری کے
گوشت میں خیر میں کھا یا تھا ہر برع و ذکر تاہو کہ اس کے سبب سے دروگلے کا اور خاق پیدا ہوتا ہو
یہاں تک کہ اس وقت معلوم کرتا ہوں کہ سبب ان کے کہ رگ میری جان کی چیری گئی پس حقیقت میں
وفات اس نبی کی بھی سبب ان کے کہ تھی اور اس بیچ کا ارشاد کہ اس آیت میں بیان فرمایا نہایت
بلاغت اس کے اندر پائی گئی گو یا ارشاد فرماتے ہیں کہ وصف سال کا تھا سے نزدیک ایک شو کہ ان
دو نو چیزوں میں سے تقاضا کرتا ہو تکذیب یا قتل اور یہ نہایت جہالت ہے کہ ساتھ بہترین مخلوقات کے
بدترین معاملات سے پیش آؤ اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ روح القدس جبریل علیہ
اور بخاری اور دو ستر صحاح میں موجود ہے کہ آنحضرت واسطے حسان شاعر کے منبر مسجد میں کھولتے تھے
اور اشعار ان کے کہ بیچ جواب شاعروں کفار کے کہتے تھے سنتے تھے اور اس کے حق میں عافرتے
تھے کہ اللہ ایدہ بروح القدس پس معلوم ہوا کہ تاہم روح القدس کی حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعض آدمیوں کو لطیف متابعت آنحضرت اور ایمان لانے
ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نصیب یعنی آپس آنحضرت کو تائید انکی بالاولیٰ حاصل ہوگی اور ان
جہان نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روح القدس
میرے سینہ میں چھونک مارتا ہے کہ کوئی جاندار نہیں مرنے کا جو جب تک کہ پورا نہیں کر لیتا ہے رزق
اپنا پس رزق خدا سے اور رزق کے ڈھونڈھنے میں بہت کد و کاوش نہ کرو اور روح القدس کی
صحبت کے خواص میں سے یہ ہے کہ زبیر بن بکاء نے بیچ کتاب اخبار المدینہ کے حضرت حسن بصریؒ
سے روایت کی ہے کہ حسن شخص کے ساتھ روح القدس ہمکلام ہوتا ہے زمین کو حکم نہیں کہ گوشت اس کا
کھائے باقی رہا اس جگہ ایک سوال کہ اہل تفسیر اور کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ کذب کو ساتھ
حیثیت ہنسی کے اور فقہانوں کو ساتھ صیغہ مضارع کے واسطے لائے ہیں جواب کا یہ ہے کہ تکذیب
پیغمبروں کی ایسی شے ہے جو قتل ناہنگ پیغمبروں کو ابھی تک تمام نہیں ہوا اس واسطے کہ وہ قتل سب سے
فصل پیغمبروں کے ہیں پس گویا ابناک شغل قتل کے ساتھ ہیں اور نہ جند کہ قتل پیغمبروں کا بھی مستلزم
تکذیب انکی کا ہے اور جب تک قتل باقی ہے تکذیب بھی باقی ہے لیکن تکذیب پیغمبر کی ابتدا سے بعثت
انکی میں حادث ہوتی ہے اور ایک دفعہ ہو چکی بخلاف قتل کے کہ بارہا اسباب اس کے تیار ہوتے ہیں اور ان

اسباب کے بار بار تیار ہونے سے لازم نہیں آتا ہو کہ کذب نبی حادث ہوتی ہے بلکہ باقی رضا
تکذیب پہلی کا کفایت کرتا ہی اسی نکتہ کے واسطے تغیر سلوب کی کیا واللہ اعلم۔ **وَقَالَ لَوْ اِ**
یعنی اور کہتے ہیں یہودی بنیامین کے قتل کرنے کے عذر میں کہ ہم نے انکو اس واسطے مارا ہو کہ ہمارے
نزدیک صدق انکا ثابت نہیں ہوا ہر چند عوام اور جاہل لوگ بسبب دیکھنے خارق عادتوں انکے
کے قریب کھا کر سچا جانتے تھے اور انکی طرف میل کرتے تھے لیکن ہم مذہب اپنے میں اس قدر
سکتے ہیں کہ ہرگز ساتھ اس جو زور و میر کے قریب نہیں کھاتے ہیں اور ہرگز طرف کسی شخص کے کہ برخلاف
مذہب اور آئین ہمارے کے ہو ہر چند کہ خارق اور کرامات اُس سے صادر ہوں رجوع نہ کریں گے
اور فرمانبرداری اسکی اٹھا دینگے اور اس بات میں اس حد کو ہم پہنچے ہیں کہ قُلُوْا بِنَا عُلْفٌ یعنی
دل ہمارے سچ غلاف کے ہیں خلق اور چالوسی اور صفائی تقریر کی انہیں اثر نہیں کرتی ہو اور
فیہر کی باتوں اور کرشمے دکھانے سے تردد اور شبہہ میں نہیں پڑتے ہیں حق تعالیٰ فرماتا ہو
کہ مقدمہ اس طرح نہیں ہلے لَعَنَہُ اللہ یعنی بلکہ لعنت کی ہو انکے تئیں اللہ تعالیٰ نے اوجرت
اپنی سے دور ڈالا ہو اور حق بات کے سمجھنے کی اور قبول کرنے اسکی کی انکے دلوں میں جگہ
نہیں دی ہو اسی سبب سے ہو کہ نصیحت کرنے والوں کی طرف رجوع نہیں ہوتے ہیں
اور حق بات نہیں سنتے ہیں پس انکے تئیں اشتباہ ہو گیا کہ تعصب باطل کو تعصب حق سے
جد نہیں کہتے ہیں جو چیز کہ انکو حاصل ہو تعصب باطل ہو کہ ناحق شی کے اوپر جیسے ہوئے ہیں
اور اس کے اوپر مستحکم ہیں اور دعویٰ تعصب حق کا کرتے ہیں اور وہ ان کو بالکل حاصل نہیں
اور معنی تعصب حق کے یہ ہیں کہ دین حق کو قوت سے پکڑے اور ہرگز طرفین اور انہیں
دوسرے کے نظر نہ کرے اور اوپر فریون اور دھوکے بازیوں شیطانوں اور استدراجات جو گیون
اور راہیون کے کان نہ لگا دے اور بسبب پیش آنے مصیبتوں اور امتحانوں کے سچ خوبی
دین اپنے کے کسی طرح کا شک اور تردد پیدا نہ کرے اور یہ بات تمام دونوں کے اندر مستحسن اور نرمان
میں مطلوب ہو اور معنی تعصب باطل کے یہ ہیں کہ بسبب حمیت رسم یا ریاست خاندان اپنے کے اوپر
مذہب سرے کے باوجود ظاہر ہونے نشانیوں حقیقت اسکی کے انکار کرے اور اپنے تئیں نیک
اور خیر اپنے کو کہ نیک ہو رہا جانے اور یہ بات مردود اور معیوب ہے اور انکے تئیں ان دنوں مہنی میں

تفسیر

پیش کرنے سے چلا

میں خدا کے

پیارے اور چھوڑ کر

چھوڑی تہیں بنا

جہاں علیہ السلام

ان کی ملک میں

مصابیہ ایسے

تھا کہ نبی انہیں

ان کو مان لین

سے انہوں نے

آپ کے پاس

خلاف دیکھیں

نہیں

بیان حق تعالیٰ تعصب باطل

تفسیر

اور کہنے مقدس رسول کو قتل

یہودیوں کو قتل فرمایا جو خون

کسانی کو قتل نہیں کیا تھا

مگر جو لوگ اس کے اگلوں

افس تھے اس لئے وہی قصور

نہی ثابت معصوم ہوا

انتیاز حاصل نہیں تعصب باطل کو تعصب حق جانتے ہیں اور بسبب حاصل ہونے کی ایک خود پسندی
 اور فخر رکھتے ہیں اور اگر وہ کہیں کہ جب ہم ملعون ہمیشہ کے واسطے اور راندے گئے مہدی جناب کے
 ہیں اور لیاقت قبول کرنے خطاب کی اور سچو بات کی ہمارے دلوں میں چھن گئی ہو پس ہمارے
 اوپر کیا گناہ ہم معذور ہیں ہم کہتے ہیں یہ عذر انکا نامسموع ہی واسطے کہ اگر یہ حالت صلی سے ہوتی
 اور بغیر مدافعت الہی کے دلوں میں پیدا ہوتی لہذا یہ معذور ہوتے لیکن یہ حالت ابتداً ناجائز
 الہی کی طرف سے انکے اوپر فائض نہیں ہوتی بلکہ بکھڑا ھو یعنی بسبب کفر انکے کے کہ جن کو ایک
 معجزے اور ایک پیغمبر اور ایک حکم الہی کا انکار کیا ایک نوع کی سختی اور سیاہی انکے دلوں میں چھن گئی
 اور جب سے بار معجزے دو سکرا اور پیغمبر دو سکرا اور حکم دو سکرا کا انکار کیا وہ قساوت یا ماری
 یہاں تک غلظت اور کثافت کی نوبت پہنچی جیسے کہ پانی کے سرے کے موسم میں بسبت ہوائے سر کے کس قدر کثافت
 غلظت پیدا کرتا ہے اور جب بار بار ہوائے سر کو کھاتا ہے تو سخت ہو جاتا ہے یہاں تک کہ مانند پتھر کے ہو جاتا ہے
 اور ہرگز کہ جسے سترتا نہیں ہوتا ایسے ہی انکے دل جو قوت یادہ سخت ہو گئے بالکل ناگزیر نہیں قبول
 کرتے ہیں اور جو کہ بندہ کے اختیار سے قسم لعن امد و درمی رحمت الہی سے بہ نسبت اس کے پانی
 جاتی ہے اس میں جلے عذر نہیں اور اسی سبب ہے کہ کاشمیریہ لوگ ساٹھ کتاب اور پیغمبر اپنے کے
 بھی ایمان نہیں رکھتے ہیں فقیلاً متائیض صلوٰۃ یعنی پس بہت کم ایمان لاتے ہیں ساٹھ
 حضرت موسیٰ اور توریت کے باوجود اسکے کہ دعویٰ ایمان کا ان دنوں کے ساتھ رکھتے ہیں
 اور امام احمد نے ساٹھ سند صحیح کے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا ہے کہ دل چار قسم کے ہیں ایک دل ایسا ہوتا ہے کہ صاف ہو اور اس میں چراغ
 چمکتا ہے اور ایک دل ایسا ہوتا ہے کہ غلاف کے اندر ڈالا ہوا ہے اور اوپر سے دھاکا لپیٹ کر
 خوب بند کر دیا ہے اور ایک دل الٹا اور فہدھا کیا ہوا ہوتا ہے اور ایک ایسا ہوتا ہے کہ ایک صفحہ اسکا
 سفید اور ایک صفحہ سیاہ دل صاف اور روشن مومن کا دل ہے اور چراغ روشن نہیں تو ایمان کا ہر
 اور دل غلاف میں ڈالا ہوا دل کافر کا ہے اور دل اوندھا کیا ہوا دل منافق کا ہے کہ اس نے
 بعد ایمان لانے کے انکار کیا ہے اور دل دور نگاہ وہ دل ہے جس میں ایمان اور نفاق دونوں
 جمع ہوں اور شمال ایمان کی کہ دل میں ہوتا ہے مانند سبزہ کے ہے کہ اس کے تئیں ستر پانی

مرد ویتا ہے اور بڑھاتا ہے اور مثال نفاق کی کہ دل میں ہوا نماند اس کے ہر کہ وہ بد مہم پیپ اور
خون اُس سے نکلتا ہوا ان وجانب سے جو طرف کہ غلبہ کرتی ہو دوسرے کے احکام کو مغلوب
کرتی ہو اور مضمون اس حدیث کا ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے حذیفہ سے روایت
کیا ہے کہ فرماتے تھے القلوب اربعة قلب اغلف فذلک الکافر وقلب اجرد فیہ مثل
السراج فذلک قلب المؤمن وقلب منکوس فذلک قلب المنافق عرف ثلثا نکرو
قلب مصغیر فیہ ایمان و نفاق فمثل الایمان فیہ کمثل شجرة یبدها ماء طیب و
النفاق کمثل قرحة یبدها القیم والد فای الی الی غلبت علی الاخری غلبت علیہ اور حاکم نے
ساتھ سند صحیح کے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ گناہ کے کام اور خواہشیں نفسانی
و لون پر وارد ہوتی ہیں پس جس دل نے کہ انکار اُس کا کیا ایک نقطہ سفید اُس میں پیدا ہوتا ہے
اور جس دل نے کہ انکار اُس گناہ کا نگلیا ایک نقطہ سیاہ اُس دل میں پیدا ہوتا ہے پھر اگر دوسری بار
وہی گناہ یا اور گناہ درپیش آیا اور اس کا بھی انکار کیا تو سفیدی اُنکی زیادہ ہوتی ہے یہاں تک کہ
سفیدی خالص ہو جاتی ہے پھر اُس کو کوئی گناہ نہیں سنا ہوا اور اگر دوبارہ بھی انکار کیا اور اُس
گناہ کو کر لیا تو سیاہی اُنکی زیادہ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ دل ناک آلودہ اور آلودہ
ہو جاتا ہے پس حق بات کو حق نہیں سمجھتا ہے اور باطل کو باطل نہیں جانتا ہے اور اسی مضمون کو پہنچتے
شعب الایمان میں حضرت مرتضیٰ علی کرم السرد وجہ سے روایت کیا ہے قال ان الایمان یبدو
لمظة بیضاء فی القلب فکلما ازداد الایمان عظما ازداد ذلک البیاض فاذا استکمل الایمان
ابیض القلب کلہ وان النفاق یبدو لمظة سوداء فی القلب فکلما ازداد
النفاق عظما ازداد ذلک السواد فاذا استکمل النفاق اسود القلب کلہ وایما
الله لو شققتم عن قلب من لوجدتموہ ابیض ولو شققتم عن قلب
منافق لوجدتموہ اسود حاصل اس کا یہ ہے کہ ایمان کے سبب سے دل سفید ہوتا ہے
روشنی کا چمکارہ پیدا ہوتا ہے پس جس قدر ایمان بڑھتا جاتا ہے وہ سفیدی بھی زیادہ
ہوتی جاتی ہے پس جو وقت ایمان کامل اور پورا پورا ہو جاتا ہے تمام دل سفید اور نورانی
ہو جاتا ہے اور نفاق کے سبب سے دل میں تھوڑی سی سیاہی آجاتی ہے اور جب قدر نفاق

حاکم نے

جہاں کہ تھوڑا

کے بارے میں

و قال فیہ

غلبت علیہ

اور حاکم نے

دل خلاف میں

میں اس قدر

فانما یبدو

بلکہ خلت اُنکی

کہہ کہ سبب

یہاں کہ

مضمون ہی کو

ایمان اس لئے

ہو جاتی تھی

تفسیر غزیری

بن بکتھلے کا

بھارسے دل پر

غلاف سے پٹنی

سوائے اسے

دین کے اور

کسی کی بات

ہمسک اور نہیں

کرتی اسد تعالیٰ

نفس راہ

نہات کا اثر

نایہ خدا کی

کائنات میں

میں غفلت اور غیور

میں غفلت اور غیور

میں غفلت اور غیور

بڑھا جاتا ہے سیاہی بھلتی جاتی ہے اور جس وقت بڑا منافق ہو جاتا ہے تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے اور قسم شدہ کی اگر چہ وہ دم دل ہون کا البتہ پاؤں گئے اسکو مفید اور اگر چہ وہ دم دل منافق کا البتہ پاؤں گئے اسکو سیاہ اور دلیل اور اس کے کہ سختی یہودیوں کی اپنے دین میں جس تعصب باطل اور حق پوشی کی سے ہے یہ ہے کہ انھوں نے پیغمبر وقت اپنے کی دین و دانستہ اور حقیقت اسکی کو پہچانکر بغاوت اختیار کی اور طریق عناد کا قبول کیا اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ يٰعْنٰی اور ہر گاہ کہ آئی آگے لکے کتاب جانا انھوں نے کہ یہ کتاب مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی خدا کے پاس ہے اس واسطے کہ بڑے بڑے بلحاظ آدمیوں میں سے معارضہ اس کے سے عاجز ہوئے اور بھی دیکھا انھوں نے کہ یہ کتاب مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ یعنی موافق ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہمراہ آئے ہیں کتابوں پہلے نبیوں کی سے حالانکہ وہ شخص کہ اس کے اوپر یہ کتاب اُتری ہے بالکل اس کتاب کی واقفیت نہ رکھتا تھا خط عربی کہ اس کے مُلک میں لُجّ تھا اسکو بھی لکھ سکتا تھا چہ جائیکہ خط عبرانی اور عبرات عربی کی لکھی ہوئی ہوئی اسکو بھی نہیں پڑھ سکتا تھا چہ جائے کہ لغت عبری و کافرا مِنْ قَبْلُ یعنی اور تھے یہ یہودی پہلے اُترنے اس کتاب کے سے اقرار کرنے والے ساتھ نبوت اس شخص کے اور بزرگی اسکی کے اوپر سب نبیوں کے اس واسطے کہ یہ سچ وقت لڑائی اور خوف شکست اپنی کے یَسْتَفْتِحُونَ یعنی طلب تم اور نصرت کی کرتے تھے جناب الہی سے ساتھ نام ابن مہرب کے اور جانتے تھے کہ نام اسکا اس قدر برکت رکھتا ہے کہ بسبب ذکر اس کے اور توسل پختنے سے ساتھ اس کے فتح اور نصرت حاصل ہوتی ہے عَلٰی الَّذِیْنَ کَفَرُوا یعنی اوپر ان لوگوں کے کہ کفر قبول کیا انھوں نے بسبب شریک کرنے غیر اللہ کے بیچ عبادت کے اور انکا پیغمبروں کا کیا پس گویا اس پیغمبر کے نام کو مقوی اور مددگار تمام پیغمبروں کا جانتے تھے اور یہ بھی یقین کرتے تھے کہ یہ پیغمبر جو کافر کشی اور دور کرنے دینوں باطلہ کے اس حد کو پہنچا ہے کہ نام اسکا قائم مقام ایک شکر جزار کے ہے ابو نعیم اور بیہقی اور حاکم نے ساتھ ساتھ صحیحہ اور طریق متعددہ کے روایت کی ہے کہ یہودی مدینہ اور یہودی خیبر کے جس وقت ساتھ بُت پرستوں عرب کے یعنی فرقہ بنی اسد اور بنی غطفان اور حنینہ اور غدرہ کے جنگ کرتے تھے مغلوب ہو جاتے اور شکست کھاتے لاچار ہو کر طرف دانشمندوں اور کتاب دان اپنے کے رجوع کیا انھوں نے بعد مائل

بہت کے یہ دعا اپنے سپاہیوں کی تعلیم کی کڑوائی کے وقت میں پڑھا کرین پھر مغلوب نہ ہوے اور فتح پاتے تھے دعا یہ ہو اللہ صر ربنا انا نساألك بحق احمد ان النبی الامی الذی وعدتنا ان تخبره لنا فی اخبار الزمان وبمکتا بک الذی تنزل علیہ اخر ما یُنزل ان تصن لنا علی اعدائنا یعنی اے رب ہمارے سوال کرتے ہیں ہم تجھ سے ساتھ حق احمد نبی اُمی کے لیے نبی کہ وعدہ کیا ہو تو نے اس بات کا کہ ظاہر کرے اُسکو واسطے ہمارے بیچ آخر زمانے کے اور ساتھ برکت کتاب تیری کے کہ تاریخ کا تو اوپر اُسکے پیچھے سب اوتری ہوئی کتابوں کے یہ کہ غالب کرے تو جھکوا پر دشمنوں ہمارے کے اور یہی ان سب محمد بن کر کیے گئے اور امام احمد و طبرانی نے سلمہ بن قیس سے روایت کی ہو کہ بیچ محلہ ہمارے کے کہ محلہ بنی عبد الاسہل کا تھا ایک یہودی رہتا ایک اُن یہودی اپنے گھر میں سے باہر آیا اور بنی عبد الاسہل کی محفل میں گیا اور کھڑا ہوا اور پکار کر کہا اویس اُن دنوں میں صنغیر بن تھا کہ اے مشرک اور بت پرست تو تم نہیں جانتے ہو کہ بعد مرنے کے کیا ہونا ہے ہم سب نے کہا کہ ہائے تو کھ کیا ہو گا کہا کہ تمام آدمی بعد موت کے زندہ ہونگے او بہشت و دوزخ ظاہر ہو گا اور حساب اعمال کا اور میزان موجود ہوگی اور ہر ایک کو مواثق عمل اُسکے کے جزا ملیگی کہا ہم نے یہ بڑی بعید بات کہتا ہو تو کہا اے قسم خدا کی اگر میرے آگ اُس دن کے جھک و نیامین بڑے تنور میں کہ آگ سے بھرا ہوا ہو ڈال کر بند کرین اور آخرت کی آگ سے جھک و نیامین ہر جا و حسین آرزو میری ہو جانے کہا دلیل سچے ہونے تیرے کی کیا ہو کہا دلیل اس کلام میرے کی پیغمبر ہو کہ عنقریب مکہ اور مین کی طرف سے ظاہر ہو گا اور جو کچھ مین کہتا ہوں تمھارے او پر بات کرو گا کہا کہ ہم نے وہ پیغمبر کہا ہو گا اُس بیٹوی نے بانین اور دائین مجلس کو دیکھا اور میری طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اگر اس نوجوان کی عمر بڑی ہو وے البتہ زائد اُس پیغمبر کا پائے سلمہ بن قیس کہتا کہ چند روز گزرے کہ خبر پیغمبر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور ہوئی اور جب آنحضرت صلعم مدینہ منورہ میں پہنچے ہم سب ساتھ بزرگی اسلام کے شرف ہوے اور وہ بیٹوی دیکھا ہی کافر رہا اور بغاوت اور حسد کرتا تھا ہم اُسکو ملاست گئے تھے کہتے تھے کہ یوفلانے تجھ کو بلایا ہوئی کہ تو کافر ہی نہ کیا تجھ کو وہ بات یا نہیں کہ ہم سے کہی تھی تو نے وہ کہتا تھا مان یا ہو تجھ کو لیکن شخصہ پیغمبرؐ نہیں حاصل یہ کہ بیٹوی بیشتر نے اس پیغمبر اور اس کتاب کے سے ساتھ وجہ کلی کے حوالہ دینا

جانتے تھے یعنی چونکہ پیغمبر اور کتاب دیکھنا نہ تھا اتنا جانتے تھے کہ ایسا ایسا پیغمبر اور ایسی کتاب
 اسکے ساتھ ہوگی اور بعد ازاں ان دونوں کے علم خیرنی بھی حاصل ہوا یعنی شاہد کر کے شناخت کر لی
 فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَّا كُنْهُنَّ يُعْنَى اُنَّی جب انکے پاس وہ چیز کہ پہچان لیا انھوں نے اُس چیز کو اور
 اوصاف کلیہ اسکے کہ پیشتر سے جانتے تھے اور اُس کے مطابق پائے ہیئت اور شکل اور جائے ولادت
 اور مکان انھیں ملے اور اخلاق انکے اور واقعات کہ تیرہ برس کی مدت میں انکے درپیش آئے تھے
 ویسے ہی تھے جیسے کہ جانتے تھے اور کتاب اور انکے آماری ہوئی تھی اعجاز لفظی اور معنوی اور
 اوضاع شریعت اسکے کہ وہ سب کچھ کمال درجہ کی اور رعایت صحتوں حامی سب انہیں جو تھیں
 کھراؤ اور یہ یعنی مسکروں سے اُس سے از روئے عناد اور حسد کے اور یہی ہی علامت نصب
 باطن کی کہ لعنت سابق بھی اُنکی کے آثار سے ہو اور لعنت دوسری لاحتہ یہ بھی اُنکی کے
 آثار میں ہیں سے ہر دیکھو عَلٰی الْكَافِرِيْنَ یعنی پس لعنت خدا کی ہو اور ان کافروں کے کہ
 دیدہ و نہاد نہ تھے پوچھ کر لے ہیں اور بسبب بغاوت اور عناد اور حسد کے انکار حق صحیح کا کرتے ہیں
 حالانکہ اگر دیکھ لیتے کہ یہ وہی ہے جو اُنکو تھوڑے عرصہ تو ریت اور عرصہ پہلے پیغمبروں کے واجب رالہ تھا
 کہ کمال کشش اور سعی و تہجد نصرت اس میں اور اس خیمہ کے صرف کریں تاکہ جانوں اپنی کو طالبہ
 پورا کر لے اُن عہدوں کے سے خلاص کریں پس یہ لوگ اس معاملہ میں مانند اُس غلام کے ہوئے
 کہ بروض مال کے گرو تھا اگر وہ مال کسب کر کے ادا کرنا خلاص ہو جاتا اور یہ بات ہو سکتی تھی لیکن
 اُس غلام کم عقل نے طریق خلاصی کا یہ سوچا کہ اصل سے اُس مال کا انکار کیا اور یہ کہنے لگا کہ اُس شخص کا
 حق جسکے ہاتھ میں ہیں گروہوں میرے اور کچھ نہیں بلکہ اس عرصے میں یہ جھوٹا ہوا ورسک اچھا
 جعلی ہو ایسے ہی ان لوگوں نے انکار نبوت اس پیغمبر اور اس میں کا اور انبیا حقیقت اُنکی کا
 وسیلہ خلاص کرنے اپنے کا وہ داری اُن عہدوں واجب الوفا سے مقرر کیا پس بَشَرًا
 اَشْرَقَ وَابْرَأَ لِقَوْمٍ یعنی بُری چیز ہے کہ خریدنا انھوں نے ساتھ اُنچیز کے جانوں اپنی کو ہوا سٹے کہ
 جانیں اُنکی بروض مال سے تکلیفات شرعیہ اور پورا کر لے عہد کے کہ بابت نصرت اور اتباع کے اُن سے
 لئے گئے تھے گرو تھیں کہ اگر خلاف اسکا کریں عذاب الہی میں گرفتار ہوویں اور انھوں نے چاہا کہ اُن
 جانوں کو اُس گرو سے خلاص کریں اور عذاب خدا کے سے ان میں ہوجاویں اور وجہ خلاصی کی

فَلَمَّا جَاءَهُمْ
 مَّا كُنْهُنَّ يُعْنَى

اُنَّی جب انکے

پاس وہ چیز کہ

پہچان لیا انھوں نے

اُس چیز کو اور

اوصاف کلیہ اسکے

کہ پیشتر سے

جانتے تھے اور

اُس کے مطابق

پائے ہیئت اور

شکل اور جائے

ولادت اور مکان

انھیں ملے اور

اخلاق انکے اور

واقعات کہ تیرہ

برس کی مدت میں

انکے درپیش آئے

سوائے اسکے انھوں نے نہ پایا کہ ان کا کفر و ایمان اللہ یعنی یہ کہ انکار کریں علامتوں اور صفاتوں پہنچے آخر الزماں کا کہ توریت میں موجود تھیں اور ایسے ہی انکار کریں قرآن کا کہ وہ بھی دلیل صدق اور حقیقت انکی کی ہے تاکہ اس سبب سے نصرت اور اتباع پیغمبر کا کرنا نہ پڑے اس واسطے کہ وجوب نصرت اور اتباع کا موقوف اور پشناخت اس پیغمبر اور اس میں کے تھا اور مفرغ اور پراعتقاد صدق اور حقیقت انکی کے اور جب کہ پشناخت اور یہ اعتقاد حاصل نہ ہوا وہ وجوب بھی نہ تھی نہوا اور کاش انکو جہل اقصیٰ یہ کفر اور انکار کروانا اور فی حقیقت صدق اس سول کا اور حقیقت اس میں کی انکے سین میں حاصل نہ ہوتی کہ اس صورت میں حتیٰ ایک غضب آہی کے ہوتے سبب تھو نظر اور چھوٹنے ہائل کے بیچ نصوص و ریت کے اور دلائل قرآن کے جیسے کہ امی کافرون کے اندر یہی بات تھی لیکن ان لوگوں کو فی حقیقت جہل اور نادانی نہ تھی بلکہ کیا انھوں نے جو کچھ کیا بخیا یعنی انراہ ضد کے اور کفر وہ کہنے ان بت کر لے اللہ یعنی اس بات کے کہ انا سے خلیتعالیٰ وحی اپنی کو کہ میں فضیلہ یعنی وحی جنس فضل و عطا الہی سے ہر کچھ عمل نیک کی اجرت سے نہیں اور نہ بشریت کمال سے حاصل کر کے پس پہنچتی ہو اللہ کو یہ بات کہ انکو نازل فرما ہے علیٰ من یشاء ہمیں عبادہ یعنی اور جس کسی کے کہ چاہے بندوں اپنے سے بغیر کسی عمل اور استحقاق کے پس اس انکار میں کئی وجہ سے کفر میں پڑے اول یہ کہ کفر کیا ساتھ کتاب اپنی کے اور اس کے نصوص کو تحریف کیا و کفر یہ کہ کفر اور انکار کیا ساتھ قرآن کے باوجود ظاہر ہونے دلائل حقیقت انکی کے تیسرے یہ کہ انکار کیا اور کفر وہ رکھا ایک عمدہ فعل کو اللہ کے افعالوں میں سے ساتھ عقل ناقص اپنی کے پس گویا اور پروردگار کے اعتراض کیا کہ وحی کو ابھکے نہ بھیجا چاہیے تھا جو تھے یہ کہ پیغمبر وقت کے ساتھ حمد کے قابل رسالت کا نہ جانا اور اس کے کمالوں سے انکھ ڈھانپی اور مجر د اس بات کے کہ بنی اسرائیل کے گروہ میں سے وہ تھا اگرچہ کمال رسالت خلقی اور عملی دونوں آئین تھے اعتبار سے ساقط کیا اور اپنے تئیں مجھیں اس بات کے کہ فرقہ بنی اسرائیل میں سے ہیں لائق مرتبہ رسالت کے جانا پس اہل کو نا اہل اور نا اہل کو اہل قرار دیا قباۃ یعنی پھر سے وہ مقام سوداگری اور تجارت کے سے کہ اس سے خلاصی جانوں اپنی کی قصد کی تھی بغض نبی علیٰ تعظیظ یعنی ساتھ غصہ اللہ کے کہ اوپر اس کے اور غصہ سے گویا غصہ الہی کو

خلاصی

کہ کیا کرتے
ایک سبب زائد میں
ایک سبب ہی پیدا
ہونے والا ہے
اس کا زمانہ آگیا
لے انصار
جہل کے ساتھ
ہر کچھ کو حاد
اور دوسری طرح
قل کہ گئے
جب اللہ تعالیٰ
نے رسول کو
دین میں پیدا
کیا اور انصار میں
نے انکا دین
اختیار کیا تو
ہر دو جان بجا کر
نہ سبب گئے
رہنا

تفسیر خلیل

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ

کوئی چیز کو

لوگ کی حکمت کا

قرآن وحدیث میں ہونا چاہئے

میں اور پھر بھی

عمل سے محروم

ہیں انکو بہت دانا

چاہیے اللہ تعالیٰ

فقط حق کو حق

جان سیکھنے

بندہ مست

نورانی

ہو گیا

تو برتو حاصل کر کے لائے اور اس کی عیب کے لوگ بیچ مقام بیان کثرت شی کے استعمال کرتے ہیں چنانچہ عرف میں ایچ ہو کہ کہتے ہیں نور علی نور اور اس بات کی حاجت نہیں کہ فقط دو ہی قسم کا غصہ بیچ وقت استعمال اسکے کے طوطا کریں بلکہ کثرت قسموں قسموں غصہ کی کہ پہلے انکا ذکر ہو چکا بیچ وقت استعمال اسکے کے منظور ہو اور جب کہ انھوں نے بسبب ان وجوہات کفر کے پشدار غصہ الہی کے اپنے اوپر اٹھائے ہیں اعتقاد تخفیف عذاب کا قیامت کے دن یا منقطع ہونا اس عذاب کا چند روز میں بہت بعید ہو اور اس طرح عذاب انکا ہلکا اور منقطع ہو حالانکہ انھوں نے بقیہ سبب اور تکذیب پیغمبروں کے قصد دلیل کرنے ایسے شخص کا کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے اسکو دو نو جہان میں عزت دی ہو اور عیب کرنے معجزوں کے اسکو سچا کیا ہو پس قطع نظر وجہ کثرت غضب کی سے انکے اندر ایک وجہ غصہ کی کہ وہ کفر ہی بلا شبہ پائی جاتی ہو وَلِلّٰہِ فِیْہِ عَذَابٌ مُّہِیْنٌ اور واسطے کافروں کے عذاب ہو دلیل کہنے والا سرگز بعد گزرنے چند مدت کے عزت انکو حاصل نہ ہوگی اور اصل حال پر وہ عذاب سبب کی اور تخفیف قبول کر گیا اس جگہ سے معلوم ہوا کہ عذاب دلیل کرنی والا بھی نہیں ہوتا ہی جیسے کہ عذاب گنہگار مسلمانوں کا کہ محض واسطے پاک کرنے انکے کے آلودگی گناہوں کی سے ہونہ واسطے اہانت اور دلیل کرنے کے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے وَلِلّٰہِ الْعِزَّةُ وَلِیُّ سُلٰوٰہِ وَلِلّٰہِ مَدِیْنٌ یعنی اور ہی واسطے اللہ کے عزت اور رسول اسکے کے اور واسطے مسلمانوں کے پس عذاب گنہگاروں ایماندار کا اس قسم سے ہی جیسے کہ باپ شفیق اپنے بیٹے کے اوپر اس کے نفع کے واسطے زجر اور توبخ اور گوشمالی وغیرہ کرے یا مثل ختمہ اور حجامت اور مالش حمام کے ہے کہ واسطے پاک کرنے اسکے کے گرد و غبار اور میل مٹی سے کیا جاتا ہو اور اس جگہ جاننا چاہیے کہ اہل کتاب کے تین باوجود جاننے احوال اس سول کے اور ظاہر ہونے دلائل حقیقت انکی کے نصوص پہلی کتابوں کے سے کئی چیزیں اس بات کے اوپر باعث ہوئیں انھوں نے انکار کیا اور تابعت اور موافقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کی اول یہ کہ بعضوں کو ان میں سے ایسا گمان تھا کہ نبی آخر الزمان چاہیے کہ بنی اسرائیل میں سے ہو اس واسطے کہ خاندان کشت کا یہی خاندان تھا اور جب کہ وہ جناب بنی اسمعیل میں سے تھے متابعت انکی گوارا نہ ہوئی اور اکثر

عوام اور جاہلون کو یہی باعث تھا کہ خاندان پرستی شدہ اٹھارہ انصوبوں کی گستاخانہ لون
میں مروجی عقائد کرتے ہیں تو سہیہ کہ بعضے انہیں سے اپنے تئیں اہل کتاب اور جاننے والے
احکام الہی کے جاگیر پیغمبروں کی دعوت سے ملے پروا اور نہ حلیج جانتے تھے اور کہتے تھے
اگر پیغمبر کی حاجت اس زمانہ میں ہو تو عرب کے لوگوں کو یہی کہہ بھی انکے اندر کتاب نہیں اتری
اور اتنی محض ہیں بس نبوت اس پیغمبر کی خاص ساتھ گروہ عرب کے ہے اور جب آنحضرت صلعم
نے انکو بھی دین اپنے کی دعوت کی اور بعضے حکم انکی کتابوں کے منسوخ کیے تو انکی رگ جسد
اور سخت حرکت میں آئی اور واسطے انکار نبوت اور مقابلہ اور لڑائی کے دہش ائے تیسرے یہ
علما اور دانشمندانہ لکھنے باوجود جاننے اس بات کے کہ نبوت اس پیغمبر کی عام ہو تمام آدمیوں اور
جنون کو اور یہ کہ پیغمبر آخر الزمان بنی سہیل سے ہو گا نہ بنی اسرائیل میں سے اور جائے ہدائش اسکی
لکھ ہو اور قوم اسکی قریش میں اندیشہ و فکر کیا کہ اگر جہنے اس پیغمبر کی تابعداری کر لی سرداری اور
حکامی ہماری جاتی رہیگی اور شوثین اور غزیرین اور تحفے کہ رعایا اور حاکموں جہان کے سے
لیتے ہیں یک قلم نیست و نابود ہو جاوینگے ناچار طریق عناد اور عداوت کا اختیار کیا اور بدوستانہ
اجل را پرانکا زہوت کے کیا اور قرآن مجید میں احوال ان تینوں گروہ کے جوہے جہے بھی اور طے
ہوئے بھی کرتے ہیں اور ان آیتوں میں اکثر احوال تینوں گروہ کے شمول میں بیان کیے گئے ہیں اس واسطے
کہ اصل مادہ کفر کے کا خود پسندی اور بڑائی اپنی اور لائق سالت کے اپنے ہی تئیں جاننا اور انکو
پیغمبروں اور رسولوں سے مستغنی اور نہ پروا اٹھہرانا ہو کہ لفظ بغیا ان بذل اللہ من فضله
علی من یشاء من عبادہ کا اسی کے اوپر ولایت کرتا ہی باقی میں اس جگہ کی تفسیر کہ مفسرین انکا تفسیر
کرتے ہیں اول یہ کہ لما کلمہ طحاہی اور شرط کے واسطے جزا اور جواب چاہیے تو یہ کلمہ اس
آیت میں وجہ آیا ہو اول بیچ و لما جاءہم کتاب من عند اللہ مصدق لما ہم کے اودوسرے
بیچ و لما جاءہم ما عرفوا کفر وہابہ کے اور جزا انکی و سری جگہ کہ وہابہ واقع ہوئی ہے
پہلی جگہ ایسی کوئی چیز نہ کو نہیں ہوئی کہ قابلیت جواب کی رکھے انکی توجیہ کس طرح چاہیے
جواب اسکا یہ ہے کہ جواب لکھا کا پہلی جگہ مخدوف ہو اور شرط اگلی اسکا قریبہ ہے اور اصل
عبارت اس طرح سے ہو و لما جاءہم کتاب من عند اللہ مصدق لما ہم عرفوا کفر وہابہ

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

تفسیر قرآنی

افزون سبب تک

بہ سبب ابی جانن

کہ یہ سبب ہے

کہ ابی جانن

سبب سے اس

فہم پر مبنی

کہ کیونکہ

سبب سے

سبب سے

سبب سے

ما عرفی کفر فابہ اور بعضے اہل عربیت نے کہا ہے کہ حقیقتہً جو اس کا لفظ کفر واہے ہو تو بحسب ظاہر کے جواب لما جاءہم ما عرفی فابہ کا ہو وجہ اس کی یہ ہے کہ تاکو بیچ مقام دوسرے کے محض واسطے تاکید کے لائے ہیں بسبب طول کلام کے اور ظن اس بات کے کہ سننے والے کو کلمہ تاکہ سے کہ ابتدا آیت میں ہو غفلت ہو گئی ہو جیسا کہ یہ سبب فلاختسبہم بمغادرۃ من الحداب کے بعد لاختسبہم الذین یفرحون کے مقرر کیا گیا ہے اور اس توجہ میں ایک خدشہ باریک ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے تاکو تکریم اور تاکید کی واسطے کہنا ہو وقت مناسب تھا ہے کہ مدلول مابعد اسکے کا اور مدلول مابعد دوسرے کا ایک چیز ہو بغیر کی پیشی کے جیسے کہ بیچ لاختسبہم الذین یفرحون اور فلاختسبہم کے موجود ہے اور اس جگہ در میان دونوں مدلولوں کے تشابہ اور تفاوت ظاہر ہے ہواستے کہ آنا کتاب کا کہ جس میں تصدیق پہلی خبر ہوئی ہو مستلزم اس بات کو نہیں کہ معرفت بھی انہی حاصل ہو جائے اور یہ ظاہر ہو گیا کہ معرفت کو حل اور اسکے کیا جاوے کہ استعداد قریب معرفت کے ہو جاوے اور اس طرح کہنے میں بعد ہے اور بعضے مفسرین نے اس طرح کہا ہے کہ جواب تاکہ پہلے مقام میں ساتھ قریبہ جزا آئندہ کی محذوف ہے یعنی کن بوجہ واستہانوا کہ لفظ کفر واہے کا یہ ودالت کرتا ہے اور اس توجہ میں بھی خلل ہے اس واسطے کہ اس سورۃ میں لفظ فلما کا ساتھ فارفرج اور تحقیق کے مناسب نہیں جیسے کہ اوپر صاحبون سلیقہ کے پوشیدہ نہیں اور بھی تکریم استہانہ عین کفر ہے پس ترتیب ایک جزا کا اوپر و شرطون متغایر کے کہ ایک عام ہے اور ایک خاص لازم آتا ہے حالانکہ لازم عام کا لازم خاص کا ہے دوسری بحث یہ ہے کہ شہری لغت عرب میں بمعنی خریدنے کے ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بیویوں نے بسبب کفر کے جانوں اپنی کو برباد کیا نہ یہ کہ خریدائیں معنی بشما اشتروا بہ انھم کے کیا ہو وینگے جواب اس کا یہ ہے کہ پیشتر بیچ تفسیر اس آیت کے گذرا کہ یہ بیویوں نے ساتھ اس کفر کے قصد اس بات کا کیا کہ اپنی جانوں کو کہ بیچ عہد و پیمان اس امر کے کہ نصرت اتباع اس پیغمبر کا کرینگے گروختیں خلاص کرین جو کوئی کسی چیز کو گروے چھٹا نا ہو خریداری اس چیز کی کرتا ہے پس تعبیر کرنی اس معاملہ سے ساتھ اشتراک کے مناسب ہوئی اور بعضے مفسرین نے کہا ہے کہ اشتراک واہ ساتھ معنی باحوال کے ہے ساتھ اس طریق کے کہ شہری ساتھ معنی

شرعی کے ہے یعنی مزید یعنی مجبور کے اور شرعی ساتھ معنی مع کے ہے جیسے کہ بیچ آیت و شر وہ
 بشنہن خپن کے اور بیچ آیت ومن الناس من ایشتری نفسه ابتغاء مراضات اللہ کے
 اور جب کفر کو بسبب طمع اور حسد کے اختیار کیا گیا جانوں اپنی کو بیچ جگہ ہلاکت کے ڈالا
 اور بیچ ہائے مہمکوں و ذبح کے بیچا لیکن اس توجیہ میں خلاف عرف اور استعمال کا لازم آتا ہے
 اس واسطے کہ اہل عربیت نے ایسا کہا ہے کہ اکثر اور اتباع استعمال عرب میں خاص ہے کہ
 معنی میں آتا ہے اور باع اور شرعی خاص ساتھ معنی بیچنے کے اور بیاعت اور شارات مشترک کر
 و نون معاملون میں حاصل کلام دلیل صریح اور اس بات کے کہ یہودیوں نے یہ معاملہ نقصان والا
 محض حسد اور بغاوت کی راہ سے کیا ہے نہ را غلط فہمی کی سے اور نہ بسبب شہ اور شک کے یہ نہوت
 اور شریعت اس پیغمبر کے یہ کہ وَاذْأَقِیْلُ لَحْمُ اَوْلَیَا اِنَّمَا اَنْزَلَ اللہ - یعنی اور جب کہا جاتا ہے
 ان کے تین کہ ایمان لاؤ تم ساتھ انہیں کے کہ اتار ہی اسکو اللہ نے خواہ تو ریت ہو خواہ بچل خواہ
 قرآن مجید اس واسطے کہ سبب جو ایمان کا علاقہ عبودیت اور بوبیت کا یہ بندہ کے اوپر واجب ہے
 کہ اطاعت حکم خداوند اپنے کی کرے خواہ وہ حکم کسی طرف یا وسط گروہ اپنے کے پیچھے یا با وسط غیر کے
 اور علت سبب ان کے اندر شرک ہی بیچ جواب کے کَالْوَالِدَیْنِ اِنَّمَا اُنْزِلَ عَلَیْکَ اِنَّمَا کہتے ہیں کہ ایمان
 لاتے ہیں ہم ساتھ انہیں کے کہ اتاری گئی ہے اور پر گروہ ہمارے کے کہ مراد بنی اسرائیل سے ہے اور
 اس قید لگانے سے احتراز کرتے ہیں انہیں سے کہ وہ پیغمبر بنی اسرائیل کے نازل ہوئی ہو یا بنی اسرائیل
 کے اور قرآن کے پس مکر وہ جانتے ہیں اتارے کتاب کو اور پیغمبر بنی اسرائیل کے اور حسد کرتے ہیں
 اور پر ان نبیوں کے جنکو یہ کتاب میں دی گئی ہیں وَیُکَفِّرُوْنَ بِمَا وُذِعُوا یعنی اور منکر ہوتے ہیں
 انہیں سے کہ سولے کتاب اپنی کے ہے اور جو دیکر وہ چیز کہ جسکے سبب ایمان لانا ساتھ اس کے
 واجب ہے ان کے اعتقاد کے موافق بھی پایا جاتا ہے وَهُوَ یعنی اور وہ یہ بات ہے کہ وہ کتاب میں فی انفسہا
 الحق یعنی سچی اور مطابق واقع کے ہیں باعتبار مضہون اور ویلئون اپنی کے اور جو اس کے
 مَصْدِقًا لِّمَا مَعَهُم یعنی حقائق ہی ساتھ پیغمبر کے کہ ہمراہ لگتے ہی یعنی کتاب کے جسکے اوپر دعویٰ ایمان کا
 رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب چیز فی نفسہ دلیل کے ساتھ سچی اور مطابق واقع کے ہو اور مع اس کے
 اس شو کے ساتھ مطابق ہو جس شو کو وہ سچا جانتے ہیں پس ایسی چیز کا یقین نہ کرنا صریح دلیل

تفسیر

اور بکرہ و نون کا علاقہ

خدا کا چلنا غصہ

تو ریت پر چل نکلتے

سے ہوا و دوسرا

غصہ چھڑکی نبوت

سے انکار ہے ہوا

چونکہ اللہ تعالیٰ

حکم کرنے میں سچی

سوا اس کے غلاب بھی

رسول کا نصب ہوا

رسول اس کے بعد

علیہ آ کہ وسلم نے

فرمایا جسکے دل میں

راہی برائی سچی

گئی وہ جنت

کی توبہ پا چکا اور

سچی سچی ہو کر

حق بات کا تار

تفسیر فیلی

تعبص بطل اور عناد کی ہر لائن مطابق مطابق یعنی اس واسطے کہ مطابق مطابق کا
مطابق ہو پس بیچ کلام اُنکے کے اگر تامل کیا جاوے صریح تناقض آتا ہے اس واسطے کہ دعویٰ
ایمان کا توریت کے ساتھ رکھتے ہیں اور جو چیز کہ موافق توریت کے ہو اسکا انکار کرتے ہیں پس
حقیقت میں یہ انکار نکار توریت کا ہی ہو اور ایمان لانا ساتھ انجیل اور فرقان کے اُنکے اوپر لازم
آتا ہے اور اسی جہت سے یہ کلام بھی کہ صریح تناقض اور مخالف اس میں ہو محتاج جواب کی
نہیں اور اگر چاہے تو کہ بیچ جواب اُنکے کے مشغول ہووے پس بطریق تنزل کے اس معوے
اُنکے کو تسلیم کر کے جواب میں قُل یعنی کہہ کہ اگر ایمان تمہارا ساتھ توریت کے صحیح ہو پس توریت
یہ مضمون نکلتا ہو کہ عہد ایمان لایکا ساتھ ہرنی کے لازم ہو کہ بعد اُسکے آوے پس کیا سبب ہو کہ تم
ساتھ نبیوں مانا اپنے کے ایمان نہیں لاتے ہو اور اگر تم کو مسکناں توریت منع کرتا ہو اس بات
سے کہ جو نبی منسوخ کر نیوالا بعض احکام توریت کا ہو اُسکے اور ایمان لاؤ فَلَہٗ تَقْتُلُوْکَ اَیْدِیَکُمْ
اللہ مِنْ قَبْلِ یعنی پس کس واسطے قتل کرتے ہو اُسکے پیغمبروں کو کہ پہلے ہو چکے ہیں اور کسی نے
ان میں سے احکام توریت کے منسوخ نہیں کیے بلکہ واسطے رواج دینے احکام توریت اور تائید شریعت
موسوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہوئے تھے مثل حضرت شعیب اور حضرت نوح یا اور حضرت
یحییٰ علی نبینا علیہم السلام کے اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ فِیْہِیْنَ یعنی اگر صحیح ہو دعویٰ ایمان تمہارے کا
ساتھ توریت اور شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور احتمال ہو کہ معنی آیت کے طرح ہوں کہ
جب کہا جاتا ہو اُنکے کہ ایمان لاؤ ساتھ اُن چہ کہ اُناری ہو اُنکے اُن مانے میں یعنی قرآن مجید
کہتے ہیں کہ ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ اس قدر کہ کہ ہمارے اوپر اُنرا ہو مضمونوں اور حکمون
قرآن کے سے یعنی جو حکم کہ مشترک میں درمیان کتابوں ہماری کے اور اس کتاب کے اور انکار کرتے
ہیں ساتھ اُن چہ کہ سوائے اُن قدر مشترک کے جو شل اُن احکام کے کہ منسوخ کرنے والے توریت کے میں
حال اُنکے وہ بھی بیچ حقیقت اور تصدیق کرنے توریت کے برابر اُسی قدر کہ میں جن کا وہ تین کرتے ہیں
پس اُنکے نزدیک ایمان کفر کا مدار اس پر ہو کہ جو تابع حکم توریت موافق شریعت موسوی ہو وہ ہے
قبول کرنا چاہیے ورنہ مرد ہو پس اُن کے جواب میں کہہ کہ اگر سبب جو ایمان کا نزدیک تھا ہے
بھی ہو پس جن پیغمبروں نے کہ پہلے ہو چکے ہیں اُنھوں نے مخالفت توریت کی نہیں کی ہو اور

دونوں کو پھر
تھے (م) شیخی باز
وگ قیامت میں
جو نبیوں کے برابر
آدمی کی صورت
بن اٹھسے جائیگا
دوران اُنکو ہر طرف
سے ذلت ہوگی
جہنم کے لوگ
چلے گا اُنکی طرف
ہٹکا لے جائیگا
اُن کو دینی تیز لگ
ٹھانسنے ہوگی اور
دوزخیوں کا چوڑ
پلاجا جائیگا اور
پچھٹا ٹھانسا اور
سالان کا ہوا کہ دوسرا
نظر سے گرجا تین ہزار
واسطے باحقوں سے

تفسیر علی

اسی کو ماننے
بین اور اس کے
سوا کسی کو نہیں
مرد (حالات)

ہے اور اس کی
کتاب کو بھی بھی
بنائی ہے اور اس کے
مومن ہی صفی
تب پہلا پہلا
سائینوں کو
کون مار ڈالا
کے ساتھ

ایک بات پر ارجحان
اور اس کے
سوا کسی کی نہ
ہے اگرچہ کسی بھی
کھلا گشت

کے سے تھا اختیار کیا اس واسطے کہ گناہ نے عقل کو خصوصاً موت بنائی ہوئی پھر اس کے ساتھ
جناب ربوبیت کے کیا شرکت اور مشابہت وہم کی جائے اور کس طرح حضرت موسیٰ کے حکم کو
منسوخ قرار دیا حالانکہ شریعت موسوی کو قابل نسخ کے نہیں جانتے ہو مگر تم سے یہ نئے انصافی بعینہ
اس واسطے کہ جو کوئی شوکر کسی چیز کے ساتھ ہوتا ہے وہ چیز اس کو بہت خیفہ کھلائی دیتی ہے اگرچہ
فی نفسہ چیز نہایت قبیح اور شنیع ہو وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ یعنی اور تم شوکر ہو سہو ساتھ ظلم کے گویا
ظلم کو تمھارے تخم میں خیر کر دیا ہو اور اسی سبب سے یہی کید شرک یعنی تلفیان کہتے ہو یہ جو خال ایمان تمھارے
بزرگوں کا ساتھ حضرت موسیٰ علی نبیہا السلام کے اور اگرچہ وہم کہ حال ایمان ان کے کا ساتھ تو ریت کے معلوم
کر وہیں قصہ دوسرا سنو وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ لِيَصْنَعُوا صُورًا لِّقَوْمٍ يُظَلَّمُونَ اور یہاں تو ریت کو کہ کیا ہے عہد تمھارا
اور قبول کرنے احکام توریت کے اور جب توریت دبرو تمھارے پہنچی اور احکام اس کے طبیعت اپنی پر
شاق اور گران دیکھے تو اس عہد سے بچر گئے تم اور یہی قبول کرنے ان حکمون کے حیلہ بیان کیا تم نے پس تمکو
ساتھ زجر اور توبیح کے اور خوف کھڑا کرتے پہاڑ کے سے اور برہمن تمھارے کے پھار عہد کے اور بلائے ہم
وَدَقَعْنَا فَوْكُهُمُ الظُّلُمَاتِ لِيُخِشُّوا وَلِيُخِشُّوا لِيُخِشُّوا اور اٹھایا ہم نے اور برہمن تمھارے کے پہاڑ کو تاکہ سبب خوف بننے اس کے
عہد اپنے سے نہ پھر اور کہا ہم نے زبانی حضرت موسیٰ کی کہ خُذْ فَاِذَا آتَيْنَاكَ الْكِتَابَ فَيَكُونُ لَكَ دَلِيلًا اور یہاں ہم نے
حکموں توریت کے سے اور تحلیفات شاقہ انکی بقیہ یعنی ساتھ اس وقت کے کہ یہاں اٹھائے مشتقون
دنیا کے خراج کرتے ہو وَأَنْتُمْ كَاذِبُونَ اور سنو تم تمام وہ چیز کہ کہی جاتی ہے ساتھ تمھارے ہیچ توریت کے تاکہ
کوئی چیز اور اور نوا ہی الہی سے فوت نہ ہو اور تمھارے حافظ سے باہر نجاوے قَالُوا لَيْسَ كَمَا لَأَن
شخصوں نے بزرگوں تمھارے میں سے کہ اس وقت میں حاضر تھے جو وقت پہاڑ گرنے سے ڈرے
سَمِعْنَا یعنی سننے احکام توریت کے وَعَصَيْنَاكَ یعنی اور نافرمانی واری کی ہم نے ان احکام کی
اس واسطے کہ ساتھ اس وضع کے قبول کرنا احکام شاقہ کا کارگر نہو گاہیں سبب سے کہ جب تاک خوف پہاڑ
کے گرنے کا ہمارے اوپر ہے چاروں اچار حرف تابع داری اور قبول کا زبان پر لاتے ہیں اور جب
ان حرف سے نہ ہو جاوین گے اور شہوت اور غصہ اور سستی اور حالات صلی اپنی کے آویٹ گئے اسے اختیار
صدور گناہ کا ہم سے ہو گا اور باعث اس کلمے کے کہنے پر یہی حالتیں کہ وقت نہایت خوف کا اور قبول
جانے شہوت کی باتوں اور غصہ کا تمھارے تمھارے محبت صحت پستی کی ان کے جو نفس میں محکم ہو گئی تھی

تفسیر طبری

بیرا یا ہمس

تم سے اس کی

غیبت میں ہونے

نالا اور نام کا

موسیٰ علیہ السلام

کے نمایاں ہونے

یہ تھے عیسیٰ

من و سلمیٰ

بہلی کا یہ

کنا پتھر سے

بارہ ہفتے

ظلم تو فان

نورانی برزخ

پوش و خون

وڈنا خدنا

رہنہ ناکو و درختا

فی نکلوا الصودا

کہ ہیں کہ ضمیر قالدو کی لاج طرف تمام گروہ بنی اسرائیل کے ہی خواہ قبول ہوں خواہ فروغ اور ان دونوں
 کلموں کو تمام اس گروہ نے بطریق تقسیم کے کہا بعضوں نے ایک کلمہ کہا اور بعضوں نے دوسرا
 یعنی ایدہ دون اور بزرگوں نے سمعنا کہا اور میٹوں پوتوں وغیرہ نے عصینا کہا اور انسی کلمہ کے واسطے
 قالو فرمایا ہو والا سنا سب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلندر فرماتے لیکن قلم کے کہنے میں ملتے ہیں بات کا ہر تھکا
 کہ حاضرین اور مجاہدین نے سمعنا کا کلمہ بھی کہا ہو حالانکہ انہیں سوائے عصیان کے دوسرا
 وصف متحقق نہوا اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ جو حاضر تھے وہ دو قسم تھے بعضوں نے سمعنا
 کہا اور بعضوں نے عصینا اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ تمام گروہ بنی اسرائیل کے نے یہ
 دونو باتیں کہیں ہیں لیکن سمعنا ساتھ زبان قال کے اور عصینا ساتھ زبان حال کے
 اور بعض علماء اس طرح کہتے ہیں کہ فی الحال سب نے سمعنا کہا اور بعد اسکے کہ وقت بجالانے
 تحقیقات کا پہنچا اور وہ تکلخیص اور پرانے شاق ہو میں عصینا کہا حاصل کلام یہ ہے کہ ہمارا اس
 اشکال کا انکی اور یہ کہ سمعنا ولالت و اطاعت کے کرتا ہو اور عصینا برخلاف اسکے پس جمع
 کرنا دو کلاموں تنافین کا عاقل شخص سے خصوصاً وقت کمال خوف و ہراس کے ظاہر کرنا گناہ کا
 کس طرح تجویز کیا جائے اور اسی واسطے جواب میں کبھی ساتھ اختلاف قول کے یعنی بعضوں نے ایک
 کلمہ کہا اور بعضوں نے دوسرا اور کبھی ساتھ اختلاف زمانہ دونوں قولوں کے یعنی ایک زمانہ میں
 ایک قول کہا اور دوسرے زمانہ میں دوسرا قول اور کبھی ساتھ اختلاف آلہ قول کے کہ حال تھا یا
 قابل تصادم اس اشکال کا ارادہ کیا ہو اور تحقیق یہ ہے کہ سمعنا ولالت و اطاعت کے نہیں کرتا ہو
 پس مآل کلام ان کے کا محض نافرمانی ہو گویا اس طرح کہا کہ ہم سب نے ان احکام کو کانوں سے
 سنا لیکن اطاعت ان حکموں کی نہیں کریں گے پس جمع کرنا دو کلاموں تنافین کا لازم نہ آیا اب
 ہم بیان اس امر کا کرتے ہیں کہ قبول کرنا بھی بنی اسرائیل کا کہ اس وقت میں حاضر تھے احکام تو ریت
 کے کو متواتر اور ثابت ہو اور یہ کلام ظاہر ولالت و اطاعت قبول کرنے کے کرتا ہو اسکی وجہ کیا ہے
 اور بھی اٹھنا یہاں کا محض واسطے قبول کروانے ان احکام کے تھا اور اگر یہ لوگ یہ کلمہ کہتے پس
 چاہیے تھا کہ یہاں کو ان کے اوپر ڈالاجاتا اس واسطے کہ نافرمانی کی اور قبول نہ کیا کہتے ہیں ہم کہ حقیقت
 امر یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے باوجود دیکھنے بہاڑ کے اپنے مرن برآول میں ان حکموں کو قبول نہ کیا

اور یہ جانا کہ پہاڑ کا لانا محض اُن کے واسطے ہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام
 شفاعت سے یہ حادثہ ہولناک ناسد اور حادثوں کے دفع ہو جائیگا کلیفین شاہ تورات کی کس سٹ
 اپنے دماغ لازم کریں اُسی وقت میں یکملہ اُنھوں نے کہا تھا اور جب یکجا کہ بعد کہنے اس کلمہ کے
 پہاڑ زیادہ نیچے کو آیا اور نزدیک سرور کے پہنچا جانا اُنھوں نے کہ یہ ناز اور تحریک بہرے مقبل انہو کے
 ناچار سجدہ میں گئے اور الفاظ قبول کرنے کے کہنے لگے اور سورہ اعراف میں مفصلاً اُطراف قصہ کے
 اشارہ فرمایا ہی سچ اس آیت کے کہ واذ تقنا الجبل فوقعہ کانه ظلة و ظلوا الله واقع
 بصحاہی اخرھا یعنی اور جس وقت اُٹھا یا ہم نے پہاڑ اُنکے اوپر جیسے ساتبان اور ڈرے وہ کہ وہ
 گر گیا اُنہر اور اسی تقریر سے معلوم ہوا کہ ذکر اس قصہ کا سچ اس مقام کے بعد ذکر کرنے واذ اخذنا
 ميثا فلكم ورضنا ففلكم الطوبى کے کہ سچ شروع قصوں بنی اسرائیل کے درمیان رکوع ان الذين
 امنوا کے گزرا ہی مگر انہیں بلکہ یہ اول قصہ کا ہی اور وہ آخر قصہ کا مانند واذ قتلتم نفسا
 فادارائتم فيها کے بعد واذ قال موسى لقومه ان الله يامرکم ان تذبھو بقرہ کے تفصیل اسکی یہ ہو کہ
 ابتدا قصہ بنی اسرائیل میں بعد ذکر خدا واما آتینا کو بقوۃ کے واذک واما فیہ واقع ہوا اور
 وہ دلالت کرتا ہی اوپر طلب یاد کرنے اور یاد رکھنے کے بعد سننے اور قبول کرنے کے ہوئے اور
 اس جگہ وسمعوا کہ واسطے طلب سننے کے ہی اور ظاہر ہو کہ امر کرنا ساتھ سننے کے سچ وقت عدم
 قبول کے ہی اور بھی اُس جگہ یہ کلام ثم توبی لستم من بعد ذلک فلو فضل الله علیکم
 ورحمته لکنتم من الخاسرین صحیح دلالت کرتا ہی کہ وہ لوگ قبول کر کے بعد ایک مدت کے پھر گئے
 پس ابن تمام قرینوں سے سمجھا گیا کہ اُس جگہ میں بیان حال قبول کرنے اُنکے کا ہی کہ کس طرح بعد انکا
 کے قبول کیا اور پھر وقت کے اوپر پھر گئے اور اس جگہ بیان ابتدا حال اُنکے کا ہی کہ اب تک
 قبول کیا تھا پس اشکال سب طرح سے دفع ہو گیا اور تو ہم تکرار کا بھی جائز ہا دوسری بحث یہ ہے کہ
 مقتضی ظاہر کلام کا یہ تھا کہ قلتم سمعنا وعصینا کہا جانا جیسے کہ بیچ ميثا فلكم اور ففلكم اور خدا
 اور اسمعرا کے الفاظ خطاب کے لئے ہیں اس ظاہر کو چھوڑ کر قالوا صینہ غائب کا کس واسطے لائے
 جواب اسکا یہ ہے کہ طریقہ اہل کرم اور بزرگوں کا ایسا ہے کہ آدمی کے گناہ کو اُسکے منہ پر ذکر نہیں
 کرتے ہیں اور نے اولی اسکی کو بالمشافہ اسکی ظرف نسبت نہیں کرتے ہیں بلکہ جس وقت

مربعہ نصیر

مربعہ نصیر

مربعہ نصیر

مربعہ نصیر

مربعہ نصیر

مربعہ نصیر

مربعہ نصیر

مربعہ نصیر

مربعہ نصیر

مربعہ نصیر

مربعہ نصیر

تفسیر ظہری

اسکو ذر سے عقابو
اور سب کو ذر سے عقابو
اور نہانا اور بسب کو
کے لئے دلوں میں
بجھڑے کی محبت
بلاؤ گی کیا اگر تم
ایمان لائے ہو تو تمہارا
ایمان کو بہت بڑی
بات سنا کر

ایسی ہی غمی کا شوق
کہ یہ دیر ہو گیا ہو
ہلے کی یہ ساری کو یاد
کو سنا نہ دانا ہو
خدا کا ذکر نہ کرنا ہو
محبت کو نہ کرنا ہو
قلبی کی حالت کو
البتار الخیرۃ
وعد اللہ

بیان کرنا بڑے بڑے گناہوں میں مخاطب کا منظور ہوتا ہو التفات غم کی طرف کر کے غائبانہ
حال انکے سے جو دینے ہیں جیسے آقاؤں بڑے حوصلہ والوں کا اپنے غلاموں اور نوکروں کے ساتھ
یہ بھی معمول ہو چکا ہے جب تک خدا تعالیٰ اپنی عنایتوں کا مثل آخذ میثاق اور دفع طور اور
امر کرنا ساتھ آخذ کے اور سماع کے ذکر فرمایا تھا صیغہ خطاب کا لایا اور جب غم کی اس حرف
نقل انکے کی پہنچی توجہ طرف پیغمبر اور مومنین کے فرائض بطریق غیبت کے نقل اس حرف کی کمی
بہر حسب الزام دینا اور باطل کرنا دعویٰ انکے کا اس حرف شنیع سے ثابت ہونا منظور ہوا جو بھڑچ
بشما یا امر کہہ رہے تھے انکے تین مخاطب کیا لیکن بواسطہ پیغمبر کے گویا تہ خطاب منہ و رمنہ کا
انہی سبب ہو گیا تیسری بحث یہ کہ اگر شراب بیچ سہماں فضیلت عرب کے دو معنی رکھتا ہے
ایک پلانا اور دینے کرنا اور وہ تفسیر کہ گزری بنا اس کی اور اسی معنی کے تھی اور اس مقام میں
ایک استعارہ لفظی ہے اور لفظ شراب کا لانا بہت خجستہ اور خوش معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ اگر
شراب کے معنی پلانے کے ہوں پس جیسے کہ پانی زمین کو پلاتے ہیں تو اس کے سبب سے مادہ
روئید گیون اور سبز گیون کا زمین میں حاصل ہوتا ہو ایسی ہی محبت کو سالہ پرستی کے مادہ
افعال شنیعہ اور حرکات قبیحہ انہی کا ہوئی اور اگر شراب مسکرات پلانے کے معنی ہوں تو یہ مطلب ہو گا
کہ جیسے شراب گوریشہ میں دوز کر آئی کو ایسا مہوش لال عقل کہ دیتی ہو کہ بہن اور بیوی
اور نیک بہن کچھ تمیز نہیں کرتا ویسا ہی انکو گوسالہ پرستی کی محبت نے مسٹ لال عقل کو یاد دلا دیا
معنی شراب کسی ایک گناہ میں آمیزش دوسرے کی دینی جیسے کہ عرب کہتے ہیں ثوب مشرب بچرق
یعنی کپڑا سرخی مائل اور اس استعارہ میں بھی حسن اور لطافت پائی جاتی ہو واسطے کہ جیسے رنگ
پڑے میں گھس جاتا ہو اور اس کے سام میں نفوذ کرنا ہو ایسے ہی محبت کو سالہ کی نے اور جو عبادت
انہی نے انکے دلوں کو رنگین کیا جو تھی بحث یہ کہ یہ لفظ شراب کا صیغہ جمول کا ہو لالت اس بات پر کرتا ہے
کہ کسی نے انکے ساتھ یہ کام کیا ہو وہ شخص کو جسے معتزلہ کہتے ہیں کہ سامری اور اہل بیت کے
شیطانوں اور جنوں کے شیطانوں نے انکو اور عبادت کو سالہ کے فریفتہ کر کے ساتھ اس رنگ
رنگین کیا اور ساتھ اس شراب کے مست کیا اور اہل سنت کہتے ہیں کہ سبب الاسباب ایک
ذات ہی تمام اسباب انہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اگر اہل بیت سے تو سبب یہ کہ انہی نے اس کے کام

کرتا ہے اور اگر سامری ہے تو اس نے بھی اسی کی تعلیم سے یہ صنعت سیکھی ہے یا بخوبی بحث
 یہ ہے کہ ایمان ایک صفت اور عرصہ ہے اور امر اور نہی کو عقل کے ساتھ تعلق ہے ایمان سے مرید
 مستقیم ہو سکے لیکن جو چیز کہ باعث کسی فعل پر اور عیب کا ہو تو ہی اسکو مشابہت سے
 امر اور حکم کرنے والے کے حامل ہوتی ہے پس اسکی ہمیت کو تویر سنا امر کے کرتے ہیں جیسے کہ
 بچہ آیت ان الصلوة تہی عن الفسقا والنکر کے ایسی ہی تشبیہ ویکر صلوٰۃ کو نہی کرنے والا
 قرار دیا ہے جیسی بحث یہ ہو کہ اگرچہ ایمان نہایت شریف اور معظم چیز ہے اور افعال ذمیمہ کی
 نسبت اسکی طرف جیسا بشما یا امر کہ بہ ایمان نہ کہ میں موجود ہے مناسب تھی لیکن بیچ مقام
 الزام خصم معاند کے تھا کہ نسبت ہشیار قبیحہ کی طرف اشیاء واجب التعمیم کے جائز رکھی ہو تا تو بن بحث
 یہ ہو کہ تقریب اس کلام کی کہ متذوقوا قلوبنا غلف سے پہلے تک پہنچی ہے موافق قاعدہ و نماظہ
 کی یہ ہے کہ مضمون قلوبنا غلف کا کہ یہودیوں سے صادر ہوا اتحاد دعویٰ کمال تشدد اور سختی
 اپنی کا دین اپنے میں تھا کہ یہ امر نیک ہے اور حق تعالیٰ نے اس سے کد پر انکی رد فرمایا ساتھ
 اس طرح کے کہ یہ سب آثار عین اور سختی دل کے ہیں کہ سبب کفر تھا سے کے تھا سے دلوں پر
 چھانکے ہیں پس نے التفاتی تمھاری طرف غیر دین اپنے کے اور نہ تامل کرنا دلیلوں میں تعصب
 باطل کے قبیل سے ہو نہ تعصب حق کی قسم سے اور علامت اسکی تین چیزیں ہیں اول یہ کہ قرآن اور
 پیغمبر نظر الزمان کو پہلے آئے سے نہایت متبرک اور معظم جانتے تھے اور ساتھ نام اسکی کے اپنے
 مطلوبوں میں وسیلہ و نمونہ بنے تھے جب یہ دونوں حج بنی اسرائیل کے پیدا ہوئے اور بنی اسرائیل
 میں پہلے کے رگہ حد تھا یہ کی جنبش ہیں آئی اور قبول تمھارا ساتھ انکار کے بدل گیا اور یہ دلیل
 صریح اور تعصب تھا سے کے ہے دوسرے یہ کہ تم کہتے ہو کہ مولے تو دیت کے کسی کتاب کا ہو
 یقین نہیں اگرچہ وہ کتاب موافق تو دیت کے ہو اور یہ بھی علامت تعصب کی ہے جیسا کہ کوئی دیت
 اپنا اگر التماس فوقہ کہے یقین کریں اور اگر کوئی دشمن اس کلام کو کہے یقین نہ کریں اور جھگڑا دین
 سو یہ مکتوب ہر شخص کے نزدیک باطل ہے اور اسی سبب سے ہے کہ تھے بنی اسرائیل
 کے یہودیوں کو کہ ہرگز مخالفت تو دیت کی نہ کرتے تھے بلکہ تو دیت کے حکموں کو مضبوط کرتے
 تھے جیسے اور چار استقامت کی راہ سے قتل کر ڈالا پس معلوم ہوا کہ مخالفت تمھاری تعصب کی

خلاصہ
 خلاصہ تفسیر
 ان کلمات
 علی قلوبہ
 کہ اگر میں بات
 میں ہے جو کہ
 آخرت کا گھر اور
 کے پاس سے ہی
 لے کر اور دین کے
 لے نہیں جو دنیا
 (دینی) کو تو دنیا
 جو نقصان دہ ہے
 کوخت میں بارے
 کوئی نجات
 اور کو غلبہ ہو گا
 کو جو کہ ہو
 خاک کے ہیں اور

راہ سے ہر نہ تعلق حق کی جہت سے پھر یہ کہ تمھارے بزرگوں نے بیچ زمانہ حضرت موسیٰ
 کے بھی دے التفاتیان اور سرکشی اور اصرار اور محبت کو سالہ کے اور توڑنا عہدوں محکم کا کلیس
 اگر انھیں حرکتوں کو دین اور ایمان کی مضبوطی کہتے ہو تو تمھاری عقیدہ نہایت ہی بُرا ہی اور ان
 تینوں علامتوں میں کہ درمیان تعصب باطل اور تعلق حق کے فرق کرنیوالی میں ترقی دینی سے
 طرف اعلیٰ کے واقع ہوئی اس واسطے کہ اول دلیل جسٹکے کی نکال کر ناقراں کا وجود ظاہر ہونے
 قرآن صدق اُسکے کے ٹھہرائی ہو بعد اُسکے ساتھ قتل کرنے لگے نبیوں کو باوجود اسکے کہ موافق
 توریت کے امر اور نہی کرتے تھے اُنکے اوپر نقض کیا ہو بعد اُسکے حضرت موسیٰ نے انکی حیات میں ساتھ
 مخالفت اپنی کے اپنے نقض کیا ہو اور یہ اعلیٰ مرتبہ تعصب اُنکے کا ہو اور اگر گردہ یہود کا کہیں کہ
 ہم اور کتابوں کا کہ سولے توریت کے ہیں اور اور شریعتوں کا کہ سولے شریعت موسوی کے
 ہیں اس سبب سے انکار کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بعد توریت کے کتاب دوسری
 آسمان سے نہیں اُتری اور نہ کوئی شریعت دوسری آسمان سے آئی ہو پس کہنا ہمارا
 نقض بجا آئند علینا کا واسطے احتراز کرنے غیر منزل من اللہ کے ہے اور اس شو سے حتر از نہیں
 جو منزل اللہ کی طرف سے ہوا وغیرہ ہمارے کے سوچ اس صورت میں قابل ملامت اور
 عتاب کے نہیں ہو سکتے ہیں پس بیچ جواب اُن کے کے یہ بات اُنے قُل یعنی کھ اگر پس
 کہ بیچ اعتقاد تمھارے کے سولے توریت کے کوئی کتاب نہیں اُتری اور سولے شریعت
 موسوی کے کوئی شریعت نہیں آئی پس چاہیے تھا کہ گھر آخرت کا کہ مراد بہشت سے ہو
 اللہ کے نزدیک خالص واسطے تمھارے ہوتا اس واسطے کہ حقیقت منحصر تمھارے اندر ہوئی
 اِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدِّانُ لَا يَخُفُّ عَنْكُمْ اللّٰهُ یعنی اگر ہووے واسطے تمھارے دار آخرت
 نزدیک اللہ کے خصوصاً جب کہ وہ دار آخرت خالقہ یعنی خالص ہو تمھارے ہی واسطے
 اور دوسرا زمین شریک نہ ہو اور عدم شرکت بھی ایسی نہیں کہ بٹنے بٹنے درجے خاص تمھارے واسطے
 ہیں گو چھوٹے چھوٹے درجوں میں اور بھی داخل ہو جاویں بلکہ قُل دُونَ النَّاسِ یعنی
 اللہ اور آدمیوں کے کہ اور آدمی بہشت میں بالکل نمایاں ہیں بلکہ کہ موت زیادہ تر حیرت
 ہو تمھارے نزدیک نہ گانی دنیا کی سے بسبب اس کے کہ یہی سبب جو حال ہوئے ایسے گھر بڑی نعمتوں والے کا

تفسیر غزالی

فدلیہا سہل

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

موسیٰ (۱۰)

اس واسطے کہ اگرچہ سبب زندگانی دنیا کے اعمال کہ جنکے سبب سے درجے بلند ہوتے ہیں میرے ہیں لیکن سبب اس زندگانی کے نہیں چنانچہ طرف اس محبوب اور مرغوب کے جلدی سے نہیں ہوتا اور اس سبب مرنے کے جلدی سے وصال اسکا حاصل ہو جاتا ہے اور قاعدہ محبت کا ہے کہ دوست کو اپنے محبوب سے ایک ساعت اور ایک کشتہ کا دور رہنا مشکل پڑتا ہے اگرچہ یہ بات جانتا ہے کہ دیر آید دوست آید پس اگر یہ بات تمہارے نزدیک ثابت ہو فَمَتُوا الْمَوْتِ اِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ یعنی پس آرزو کرو تم موت کی اگر تم سچے اس عرصے میں آؤ اگر کو تم کہ ہم اس سبب سے آرزو موت کی نہیں کرتے ہیں کہ ہم کو یقین اس بات کا حاصل نہیں کہ جس وقت آرزو موت کی کریں گے البتہ موت ہم پر آجاو گی کہتے ہیں ہم کہ اس خیال کو اپنے دل سے ہم دور کرو اس واسطے کہ ہم مالک موت اور حیات کے ہیں تم سے سزاوار کرتے ہیں کہ جس وقت تم آرزو موت کی کرو گے بلا توقف کو طرف تمہاری نہیں جائیگے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر مرنے کی آرزو موت کی کریں البتہ تم شخص ساتھ پانی نہ لے کر گلا گھٹ کر اپنی جگہ مرجائے اور زمین پر کوئی بیٹھوی باقی نہ رہے اور وہ اسکی یہ ہے کہ جو شے ممکن ہو سچ وقت متحدی اور ظاہر کرنے معجزے کے موافق وعدہ الہی کے واجب الوقوع ہو جاتی ہے لیکن وجہ معلق اوپر آرزو مانگی کے تھا جب انھوں نے آرزو کی وجہ بھی متحقق نہ ہو اَوْ لَنْ يَمُوتُوا اَبَدًا یعنی اوپر گزار آرزو موت کی نہ کریں گے کبھی جب تک دنیا میں زندہ ہیں گو بعد چھنے موت اور دیکھنے سختیوں کے کہ موت سے بھی زیادہ ہوگی چار و ناچار کہہ میں گے کہ یا لیھا کانت القاضیۃ و یا لیتفق کنت ترا یا یعنی کسی طرح وہی موت ہو جاتی اور کسی طرح ہوتا میں مٹی ہیں واسطے کہ یہ لوگ سبب سے جانتے اس نبی کے کہ تجھ سے راست گئی اسکی وعدہ اور وعید میں معلوم کر لی جو یقین جانتے ہیں کہ جس وقت ہم آرزو موت کی کریں گے موت آجاو گی اور بعد مرنے کے اللہ تعالیٰ جزا پوری پوری دیگا عَمَّا قَدْ مَاتَ اَیْدِیْہُمْ یعنی موافق اس کے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں ان کے لئے اور ہاتھوں کی طرف نسبت اس واسطے کہ اکثر کام ہاتھوں سے ہوتے ہیں اور اس واسطے حق تعالیٰ جزا کامل اور بکے کاموں ان کے کے باوصف کمال ظلم کے کہ انھوں نے کیا ہے ندیوسے وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِالظَّالِمِ یعنی اور خدا تعالیٰ دانا ہے ساتھ ظالموں کے یعنی اُن کو جانتا ہے اگرچہ آرزو موت کی نہیں اور اس سے ہزاروں خیر سنگ بھاگین البتہ اُن کو موت سخت پہنچے گی اور میرے گے اور بعد

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

تفسیر علی

بازر اس جیت

حالہ الکتبی

تفسیر علی

تفسیر علی

تفسیر علی

تفسیر علی

تفسیر علی

تفسیر علی

تفسیر علی

تفسیر علی

تفسیر علی

تفسیر علی

تفسیر علی

تفسیر علی

تفسیر علی

تفسیر علی

تفسیر علی

مرتبہ کے اپنے اعمال ناشائستہ کی جزا پانچ گنے اور بیقی نے ہر کتاب الدلائل کے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آیت پہلی اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو جمع فرما کر کہا کہ اگر تم اس عہدے میں سچو ہو پس ایک بار زبان سے کہو کہ اللہم اھتنا ایسے بنی بار خدا یا ہمکو مار ڈال تم اس خدا کی کہ جان میری بیچ یہ قدرت اسکے کے ہے کہ کوئی آدمی تم میں سے یہ دعا نہ کرے گا کہ پانی گلے اسکے کا مادہ خناق مہلک کا ہو گا اور گلے اسکے کو بند کرے گا اور فی الفور درجا ہو گیا یہودیوں نے اس کلمہ کہنے سے انکار کیا اور ڈرے اور بھڑکے یہ آیت اتری کہ ولن یقنوا ابدالاً بما قدمت ایدینہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ لن یقنوا ابدالاً یعنی قسم اس کی ہرگز آرزو نہ کرے گئے موت کی ہمیشہ حاصل یہ ہے یہ کلام یعنی لن یقنوا ابدالاً کہ خبر اس بات کی ہے کہ یہودی کسی وقت آرزو موت کی نہ کرے گئے خبر غیب کی ہوا و مطابق واقع کے اس واسطے کہ اگر وہ آرزو موت کی کرتے البتہ نفل اس کی ہوتی بلکہ تو اس سے ثابت ہوا کہ آدمی اس قسم کی امتحان کی باتوں میں منتظر رہتے ہیں کہ کب یہ چیز ہوگی اور جو وقت ہو گا وہ ہو جائے جلدی اسکو مشہور کرتے ہیں اور اگر کسی کے ہاں جگہ شبہ دل میں گزرے کہ آرزو اور خواہش کام دل کا ہے نہ ہونا اسکا خلق کو کیونکر معلوم ہو سکے پس مطابقت اس خبر کی ساتھ واقع کے کس طرح ظاہر ہو کہتے ہیں ہم اول تو تمہی کام دل کا نہیں بلکہ لغت عرب میں تمہی آہی کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی زبان سے آرزو کسی چیز کی ظاہر کرے اور کہے کہ کاش یہ چیز مجھ کو حاصل ہو اور دلیل اس کی یہ ہے کہ انبیاء اسی شے کے ساتھ معاضدہ و تقابلہ کرتے ہیں کہ ظاہر اور روشن ہو نہ مخفی اور چھپی ہوئی اور ظاہر ہو کہ دل کی باتوں پر سو اعلام الغیب کے کوئی مطلع نہیں ہو سکتا ہے سچ مقام مقابلہ اور ثابت کرنے حقیقت کی سلسلہ کے مسائل سے یا کسی عہدے کے دعاوی میں سے پوشیدہ امر کے اوپر بنا کر فی خلاف غرض کے ہی آہی اسطے بیچ روایتوں ابن عباس کے کہ پیشتر ذکر آچکا آیا ہے گزرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کہنے کلمہ اللہم اھتنا کے کھایت کی اور یہودیوں سے سولے اسکے یہ نکھا کہ دل میں آرزو موت کی کرو تو دوسرے یہ کہ سلکنا یعنی مان لیا ہم نے کہ آرزو کام دل کا ہی لیکن کوئی کام دل کے کاسوں سے ایسا نہیں ہو سکتا وجود اور عدم اسکے کی افعال جوامع سے نہ لے سکیں اور اسی اسطے کہا کہ ما من عیالی الا ولہ نبیان

عین انتظار اور کمال اشتیاق میں آئی اور جسے اسکے آنے سے نہامت اٹھائی اسکو فلاح نہ ہو ورنہ
 اور عمار بن یاسر بھی صفین کی لڑائی میں بھی فوج مائے تھے الا ان اللہ العزیز نے محمدؐ کی فوج پر
 یعنی اب ملاقات کرونگا میں دوستوں محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور گروہ اسکے سے اور جب
 ایک ہزار اور چار سو آدمیوں نے حدیبیہ کے دن آنحضرتؐ کے ساتھ بیعتا پر موت کے کی
 حق تعالیٰ نے بیچ شان انکی کے عہد آیت بھی لقا دفعی اللہ عن المؤمنین اذینا یعونک
 منتخب الشجر یعنی تحقیق راضی ہوا اللہ مسلمانوں سے جس وقت بیعت کی انھوں نے
 تجھے نیچے درخت کے حاصل کلام یہ ہے جو کوئی خصلت نیک صحابہ کبار کی سے خصوصاً
 صحابہ کہ بدر اور احد میں حاضر تھے اور بیعت الرضوان والوں سے واقف ہو یقیناً جان لے کہ
 یہ لوگ بیچ جنت موت فی سبیل اللہ کے طرفہ قدم راسخ اور محکم رکھتے تھے یہاں تک کہ سعد بن
 ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیچ خط اپنے کے طرف ستم بن فرخ زاو کے کہ دروازہ کفار کا تھا لکھا تھا کہ
 فان معی قوم ما یحبون الموت کما یحبون الاعمال یعنی تحقیق ساتھ میرے ایسی قوم ہے کہ
 دوست رکھتے ہیں موت کو جیسے دوست رکھتے ہیں عجم والے شراب کو اور اس لکھنے میں اشد
 باریک ہے واسطے دور کرنے استبعاد اس بات کے اس واسطے کہ حالت سرگرمی بھی ایک نوع کی
 مشابہت رکھتی ہو ساتھ حالت موت کے کہ نشہ میں آدمی مست اور بیہوش ہو کر اس جہان سے باہر
 جاتا ہے اور بیچ سیر اور گردش عالم خیال کے مستغرق ہوتا ہے پس اس حالت کو کہ مشابہت موت
 کے ہے اور شراب بخوار واسطے راحت چند ساعت بعد عالم خیال کے دوست رکھتے ہیں ہم آدمی موت کو
 کہ بہت وبال محبوب حقیقی اور سیر عالم ملکوت کا ہے کس واسطے دوست نہ رکھیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ
 متاع دنیا سامنے نعمت آخرت کے نہایت قلیل ہے اور قلیل بھی اوپر ہو دیوں اس زمانہ کے
 جسکی طرف خطاب اس کلام کا ہے نہایت منقص اور کدر ہوا ہوا اسطے کہ بعد غلبہ اسلام اور ظاہر
 ہونے فور اور دشمنوں نبوت آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرح طرح کی خطریاں بسبب
 نہ اسلام لانے انکے کے پیش آئیں کہ جدال اوقفال واقع ہوا اور راجحان مردوں اور مقید
 ہونا لڑکوں اور عورتوں کا اور غارتگری اچھے اچھے نفیس مالوں کی اور معتبر ہونا
 جزیر اور علاج کا اور لازم ہونا دولت اور احتیاجی کا ان کو اٹھانا پڑا پس

تفسیر غزالی
 اور طرح طرح سے
 ایک طرح سے
 نہایت
 بہت
 جہان کی موت
 سے نہایت
 کی ایک دہ قرآن
 دودہ خدا کے
 علم سے
 ہیں اور اس میں
 اگلی باتوں کی
 تصدیق بھی ہو
 اور وہ قرآن مانا
 بھی ہے اور ان میں
 ایمان والوں کو
 خوشخبری بھی ہے
 جہان کی توبہ کا
 الیٰ الیٰ

تفسیر غزالی

لوگوں سے عداوت کی
وہ کافر اور خدا
روں کا دشمن ہو

اسد تعالیٰ نے جو اولین

فطرتی احوال کا ذکر کیا

دشمن بنایا اس واسطے کہ

دشمن بنائے اور دشمن

بنو تو کچھ اور انہیں

دشمن ہو اور جو کسی

دشمن کو کام نہیں آتی

اور خدا کے رسول
سے دشمنی کرنا
اسد صلی اللہ
علیہ وسلم ذاکہ و
سلم

کہ ایک تین گھر کہ بالکل عذاب سے بچا ہوا ہو مگر نہیں آئیگا یا بالکل اس سے محروم رہیں گے
یا بعد چھٹے عذاب کے انکی طرف جاویں گے اور ساتھ اس توجہ کے اعتقاد و دوسرا بھی کہ پہلے مذکور
ہو اس کلام سے ظاہر اور روشن ہوا اور انہیں اس کلام کا مسلمانوں کے اوپر پڑیوں کی طرف سے
بھی لازم نہ آیا اس واسطے کہ مسلمان اس بات کا دعویٰ نہیں کرتے ہیں کہ بہشت کو قطعاً نہ چھوٹے
عذاب کے بل جاویں گے بلکہ احتمال اور خوف عذاب کا کچھ نزدیک ہے سوال دوسرا یہ ہے کہ
اس آیت سے اور آیت ولقد کنتم عتقون الموت من قبل ان تلقوا فقد
رایتہ و انتم تنظرون سے یعنی اور تحقیق تم آرزو کرتے تھے موت کی پہلے ملنے اسکے سے
سو اب بچھاننے اسکو آنکھوں کے سامنے اور مانند اسکے اور آیتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آرزو
موت کی اور دل سے چاہنا اسکا امر نیک اور اچھا ہے اور نشانی نجات اور دلیل شوق
الہی کی ہے اور اسی کی تائید میں بہت حدیثیں آئی ہیں منجملہ انکے یہ ہے کہ ساتھ روایت
عبادہ بن صامت کے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من احب لقاء
اللہ احب لقاءہ ومن کس لقاء اللہ کس لقاءہ یعنی جو شخص دوست رکھے
منا اللہ کا دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ملنے اسکے کو اور جو شخص ناخوش رکھے ملاقات اس
کی ناخوش رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ملاقات اسکی اور منجملہ انکے یہ ہے کہ بیچ مذمت مسلمانوں
اخیر مانہ کے اور بڑی انکی کے جہاد کافروں کے سے آیا ہے حب الدنیا و کبراہیۃ
الموت یعنی محبت دنیا کی اور ناخوش جانا موت کا جہاد سے انکو روکے گا اور دلیل
عقلی بھی اسی کو چاہتی ہے اس واسطے کہ مرد ایماندار کی تمام ہمت بیچ حاصل ہونے رحمت
اور عیش آخرت کے مصروف رہتی ہو اور اسکو یقین کامل ہو کہ وہ حالت آنے والی ہو اور
زندگی دنیا کی فانی ہو اور ناپائیدار اور باوجود اسکے دنیا کے اندر طرح طرح کے موانع
عبادت کے اور نظر ات لاحق رہتے ہیں پس بالضرور رغبت آخرت کی اور روگردانی
دنیا کی لذتوں سے اور ناچیز جانا عیش اس جگہ کا اسکو لازم ہو اگر طبیعت بشری کر کہ است
موت کی کرے لیکن یہ کراہیت اس سبب سے نہیں کہ بے رغبتی آخرت کی لذتوں سے ہو
بلکہ دو سبب سے اول اس جہت سے کہ مختیار جان کنڈنی کی اور تکلیف نکلنے روح کی مثل

دو امی بد مزہ کے کہ طبیعت کو کروہ معلوم ہوتی ہو اور عقل کے نزدیک وہ مغرب اور محبوب ہو جو خوف مواخذہ کا اور پر اعمال کے اور ڈر عتاب الہی کا اور بقرہ قصیر و ن کے پس چاہتا ہو کہ زندگی بڑی ہو مے تاکہ نیکیاں بہت کروں اور توفیق توبہ کی نصیب ہو کہ پاک صاف ہو کر اس جہان سے جائے اور سفر اس جہان کا نہ زائد اور راحلہ کی نہ ہو اور اسی واسطے بیچ حدیث عباده بن الصامت کے آیا ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ یا رسول اللہ تم سب موت کو مکروہ جانتے ہیں پس حال ہمارا کیا ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کراہیت تمہاری معتبر نہیں اب تک تم کو سبب خوف اور ڈر مواخذہ اور عتاب کے خالص لذت اس گھر کی نظر کے سامنے نہیں ہوئی اعتبار اس وقت کا ہو کہ وقت حاضر ہوئے موت کا ہو کہ اس وقت میں آدمی ایماندار کو ہر طرف سے بشارت پر بشارت پہنچتی ہے اور آثار رضا مندی الہی اور بخشش اس کی کے اپنے حق میں ظاہر اور نہ پرودہ دیکھتا ہو اس وقت میں کوئی چیز نزدیک اس کے محبوب زیادہ موت سے نہیں ہوتی ہو اور کافر کو ہر طرف سے اسباب اور سامان عذاب کے نذر اور ہوتے ہیں اور خوف اور ڈر لاحق ہوتا ہو پس اس وقت میں کوئی چیز نزدیک اس کے ناخوش موت سے نہیں ہوتی ہو اور بعضی وایتوں میں آیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ جواب اس سوال کے فرمایا کہ الموت قبل لقاء اللہ یعنی کراہیت موت کی مستلزم کراہیت لقاء الہی کو نہیں اس واسطے کہ موت بیشتر ملاقات خدا کی سے ہو اور وسیلہ اس کا ہے اور بہت وقت وسیلہ مکروہ ہوتا ہو اور مطلب محبوب باندہ پینے دولے تلخ کے کہ وسیلہ حاصل ہوئے صحت کا ہو اور شل فصد اور سہل بد مزہ کے کہ وسیلہ حاصل ہونے شفا ہے اور سفر پر خطر کہ وسیلہ حاصل ہونے مال کا ہو اور بہت حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آرزو اور خواہش موت کی حرام ہو چاہیے کہ فی جیسے کہ بیچ حدیث مشہور ہے کہ صحاح ستہ میں ولایت شکی ہو یا ہے لایتمنین احدکم الموت لضرب نزل بہ وان کان ولا بد فليقل اللهم احيني ما كنت الحيوة خيالي وتوفي اذ اكان الحيوة خيالي یعنی چاہیے کہ نہ آرزو کرے کوئی تم میں سے موت کی بسبب کسی شیخ کے کہ واروہو ہو اور پر اس کے اور اگر نہایت لا چاری ہو پس چاہیے کہ اس طرح کہے اللهم احيني ما كانت الحيوة الخ

تفسیر

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

فرمایا کہ جسے میرے

میں دوست ہے

وشتی کسی وجہ سے

لئے اور جیسا کہ

کافرا کا دشمن ہو

اور اس سے عداوت

ہو چاہیے وہاں

جہاں ہر مومن خدا

کا دوست ہے

اس سے محبت

بھی فرض کر دی

مومن نہ بد مزہ

سے عداوت کرے

نہ کھنا چاہئے

و نہ خدا کو بھی

عداوت ہو جائیگی

اور فلاں فلاں

آیت الہیہ

جان اسکا شکر کر فی موت کی حرام ہے

تفسیر خازنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور سختی اس عاکہ یہ ہیں اسے باز خدا یا زندہ رکھ چکے ہیں جب تک کہ زندگی بہتر ہو سکے حتیٰ کہ میں اگر ڈال چھو کر
 جوت میں نہایت ہو واسطے میرے پس جبہ مطابقت کی بیج اس تعارض حدیثوں کے کیا ہو جواب
 اسکا یہ ہے کہ آرزو موت کی کبھی اس سبب سے ہوتی ہے کہ راحت اخروی کا شوق کمال درجہ کا دل
 میں ہے اور تجرد علانی سے مانوس اور مغرب ہے اور یہ دلیل نجات اور غلبہ شوق الہی
 کی ہے لیکن ظاہر کہ اس آرزو کا شرع میں حلیہ نہیں اس واسطے کہ اصل میں یہ آرزو اس وقت ہوتی ہے
 کہ آدمی مغلوب الحال ہو جائے اور مجذوبیت کے رتبہ کو پہنچے کہ زندگی کے فائدوں سے غفلت
 آجاتی ہے اور یہ بات نہیں سمجھتا ہے کہ جس قدر اس دنیا میں دیر تر زندہ رہوں گا زیادہ تر
 اسباب قرب جناب الہی کے حاصل کروں گا اور زیادتی شوق اور رغبت کی حاصل ہوگی
 پس اگر کبھی سبب غلبہ شوق کے یہ حالت موجود ہو جائے کہ اسکے پوشیدہ کر نہیں کوشش کرے
 اور زبان سے ظاہر کرے جیسا کہ تمام آثار مغلوبیت اور مجذوبیت کو شرع میں چھپانا واجب ہے
 اور بعضی کا یہ صحابہ سے کہ ایسی آرزو منقول ہے سو وقت میں تھی کہ اسباب موت کے حاضر ہو چکے تھے
 اور بقا اور زندگی دنیا کی سے مایوسی ہو گئی تھی اس وقت میں خوشی اور فرحت موت کے آنے کی
 اور حاصل ہونے مطلب کی ظاہر کی ہے اور وہ وقت بحث سے خارج ہے اور باوجود اسکے
 طلب اور دعا اور آرزو اور خواہش اُن سے بھی منقول نہیں ہوئی محبت موت کی اور خوشی اور پہنچنے
 اسکے کے دوسری شے ہے اور طلب اور درخواست اُن کی اور شے اور کبھی آرزو موت کی بسبب
 بے صبری کے اوپر کسی بلا کے بلاؤں میں سے اور تنگی حوصلہ کے اسکے اٹھانے سے ہوتی ہے جیسے کہ
 کہنے والے نے کہا ہے **لَا مَوْتَ يَبْلُغُ فَالْتَزِيهِ هَذَا الْعِشْرُ وَالْآخِرُ فَيَدْرُ الْإِزْجُ لِلْهَيْمَنِ**
 مرحوم جلد ۱۰ تصدیق بالوفاء علی اخینہ یعنی کاش کہ بھی جاتی موت پس خریدتا میں اسکو
 پس یہ عیش وہ ہے کہ نہیں خریدتا اس کے کاش کہ دم کرے اعدا پر روح بندہ کے کہ تصدیق
 ہو جائے بسبب مرنے کے اوپر بجائی اپنے کے اور یہ آرزو کئی وجہ سے محل عتاب اور دلیل نقصان
 کی ہے اس واسطے کہ آرزو موت کی دلیل جزع اور بے صبری کی اور سبب ناراض ہونے کا ساتھ
 مشیت ایزدی کے اور منافق توکل اور تسلیم کے ہے اور ایک نوع کفر کا بھی اہل امین ہو جاتا ہے
 اس واسطے کہ جو شخص آرزو موت کی کرتا ہو سمجھتا ہے کہ بعد مرنے کے چنگل قضا کے سی خلاص ہو جائیگا

اور قدرت حضرت جناب باری کی میرے اوپر اسی وقت تک ہو کہ جب تک میں زندہ ہوں جب
مر جاؤں گا تحت قدرت الہی سے باہر ہو جاؤں گا معاذ اللہ اس اعتقاد باطل سے اور یہی اثر زور
جسکی منع شدید حدیثوں میں آئی ہو اور اسکی برائی کی گئی ہے چنانچہ حدیث ذکر کی گئی میں لفظ
لضر نزل بہ کا اشارہ اسی بات کی طرف کرتے سوال تیسرا یہ کہ اس سورۃ میں ولین یقمنہ
فرمایا ہے اور سورۃ جمعہ میں ولا یقمنہ نہ کہا ہے یہ فرق کس وجہ سے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ
دعویٰ یہودیوں کا اس سورۃ میں یہ ہے کہ لنا الدار الاخرۃ خالصۃ من دون الناس
یعنی بہشت اور مافیہا کہ بغیر خدا کے ہو ہمارے ہی واسطے ہو اور دوسروں کا اس میں
حصہ نہیں اور مطلوب بالذات بہشت اور آخرت کی نعمتیں ہیں اور اسی کا حصہ انہوں نے اپنے
واسطے کیا اور سورۃ جمعہ میں یہ دعویٰ ہے کہ نحن اولیاء اللہ من دون الناس یعنی ہم دوست
خدا کے ہیں نہ دوسرے اور ظاہر ہو کہ دعویٰ خدا کی وسیلہ ملے بہشت اور آخرت کی نعمتوں کا ہو سو
حصہ وسیلہ کا اپنے واسطے اُسجگہ کیا پس مناسب ہو کہ اس سورۃ میں عوعے لکے کا کمال تاکید کے ساتھ
انکار کیا جائے کہ مطلوب بالذات کا دعویٰ کیا تھا اور سورۃ جمعہ میں بغیر تاکید کے عوعے لکے کا کہ
انحصار وسیلہ کا ہو اور چندان مقصود نہیں انکار کیا جائے تاکہ فرق بیچ مطلب اور وسیلہ کے حاصل ہو
اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو دعویٰ انکا سورۃ جمعہ میں ہی خاص ہو اس عوعے سے کہ اس سورۃ میں
نہ ذکر ہے اس واسطے کہ جسکو بہشت اور نعمت آخرت کی حاصل ہوا لازم نہیں کہ ولی خدا کا بھی ہو اس واسطے
کہ مرتبہ ولی کا قریب متبہ نبی کے ہی بیچ کمال مجملے کے اور قاعدہ مقررہ اہل معقول کا ہو کہ نفی عام کی
زیادہ تر بعید ہے نفی خاص کی سے جیسے کہ اثبات خاص کا یہی جو اثبات عام کے سے مثال الہی
قول فیہ الانسان موجود اور فلان بن فلان موجود کہ انسان عام ہو اور فلان بن فلان خاص ہے
اور جبکہ دعویٰ پہلا یعنی انحصار نجات اور پہنچنا جنت کے وجوہ میں اپنے گروہ میں ابعد تھا دوسرے
دعویٰ سے یعنی انحصار کرنا ولایت کا بیچ اپنے پس پہلے دعویٰ میں حاجت تہ کے لایمکی پڑی کی
تاکید نفی میں کوئی حرف اس سے زیادہ نہیں اور دوسرے دعویٰ میں کفایت ساتھ اصل نفی کے
کہ مدلول کلام لاکہ ہے مناسب ہوئی اور جبکہ پہلی آیت میں خبر دعویٰ اس بات کی دی ہو ہرگز آرزو
موت کی نہیں کہ تین اور ذکر کیے اور احتمال ہو کہ شخص آرزو دونوں کی کئے اور ساتھ کلمی نے کے دو طرفوں

خلاصہ تفسیر

۱۔

۲۔

۳۔

۴۔

۵۔

۶۔

۷۔

۸۔

۹۔

۱۰۔

۱۱۔

۱۲۔

۱۳۔

۱۴۔

تفسیر خلیل

کتاب بر حصر کی

ایک فن (ابو سنن)

کتاب کو

ایسا سوچو جیسے

ذرا دیا جیسے وہ

ہم نے ہی نہیں

والتقوا ما بینکم

الشہید علی بن محمد

مملکت سلیمان

وَمَا كُنْ

میکمان و لیکن

الشہید علی بن محمد

یعنی ان کے

الشیخ علی بن محمد

ان کے

میکمان و لیکن

میکمان و لیکن

میکمان و لیکن

تضاد کی سے انس اور غربت اسکو نہیں دیکھتے دیون کے موت اور حیات ایک سان ہون نہ موت کی خواہش کرنے والے ہوں اور نہ طلب کرنے والے زندگی کے پس واسطے دفع کرنے اس اعتبار کے فراتین کہ کاش وہ آرزو موت کی کرتے اور نہ حرص اور زندگی دنیا کے تے بلکہ اپنے ارادہ کی نفی کر کے موت اور حیات کو اس کے حوالے کر دیتے کہ جس طرح اسکی رضا ہو اس طرح رکھے خواہ زندہ رکھے خواہ اسے یہ حالت بھی بہتر حالت ہے طالبوں سے یہ ملکہ موعے کے طالبوں کی سے لیکن جب تجربہ اور امتحان کر گیا تو حالت انکی برخلاف اس حالت کے بھی پاو گیا تو وَلَیَجِدَنَّ تَحْتَهُ لِبَاسًا یُّبَیِّنُ لَیْسَ الْبَشَیْرُ بِاَوَّیْکَ تُو ان ہو دیون کو کہ بہشت کو خاص حصہ اپنا کہتے ہیں اَحْصَ الصَّالِحِیْنَ عَلٰی حِصَّتِیْ تُو یعنی زیادہ تر حص کر نیوالے اور پس زندگی کے کہ نہایت بڑی اور آرام کے ساتھ زیادہ تر اس سے کہ آدمیوں کے نزدیک ت انکی مقرر ہی بلکہ انکو عزیزین یادہ پاوے تو ایسی زندگی سے وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا یعنی اور ان آدمیوں سے کہ شرک کرتے ہیں اور بہ نسبت آدمیوں کے بہت محبت زندگی دنیا کی رکھتے ہیں ساتھ اس مرتبہ کے کہ گویا ہر امر میں حد انسانیت کی سے نکل گئے اور گروہ آدمیوں کے سے باہر ہوئے اس واسطے کہ معاد اور آخرت کا ہرگز اعتقاد نہیں رکھتے ہیں اور موت کو فنا محض اور عدم مطلق جانتے ہیں اور سچائے زندگانی دنیا کے کوئی زندگانی نہیں جانتے ہیں پس بہشت انکا ہی دار دنیا ہے اگر وہ اور اس زندگانی کے حرص میں اور جان و یون بجا ہی اور یہ بیہوشی کہ اپنے تئیں اہل کتاب کہتے ہیں اور اقرار دار انجرا کا کرتے ہیں بلکہ نعمت اس گھر کی خالص اپنے واسطے جانتے ہیں جب شرکین کی نسبت سے حرص زیادہ کرین پس انکو دوزخی ہونا پانا نظر آتا ہو اور یہ باتیں انکی صرفانی ہی اور دلیل حقیقہ نے انکے کی اور زندگی دنیا کے نسبت اور آدمیوں کے یہ ہے کہ زیادہ تر آدمیوں سے بیچ فکر زیادتی عمر اپنی کے حصے ہیں اور بیچ طلب کرنے شفا کے زیادہ غم مشروری سے سعی کرتے ہیں ہر طرف ہر طریقہ اور منتر پڑھنے والے اور ساحر کے جوج کرتے ہیں اور واسطے بقا حیات کے ایمان اور دین اپنے کو برباد دیتے ہیں اور واسطے رفاهیت عیش اپنے کے اور نہ مکر رہونے اس کے ہر طرف سے بغیر تقشیر حلال اور حرام کے مال کو جمع کر کے ذخیرہ کرتے ہیں اور یہ طریقہ انکا اخیر دم زندگی تک باقی رہتا ہی باوصف پڑھا ہے اور گر جانے و انتون اور سفیدی بالون کے کہ پیغام موت کے ہیں معاجات اور تدبیر زیادتی عمر اپنی سے باز نہیں آتے ہیں

اودلیل اور زیادتی حرص اگلی کے نسبت مشرکوں کے یہ ہو کہ یہ کچھ احمق یعنی دوست
 رکھتا ہو ایک انہیں سے بیچ حق اپنے کے نہ بیچ حق تمام گروہ اور خاندان اپنے کے کہ بیچ حق تمام گروہ
 اور خاندان اور مذہب اپنے کے یہ آرزو اکثر شخصوں کو ہوتی ہو اور بعضوں کو نہیں ہوتی ہو لیکن
 انکے اندر ہر شخص آرزو کرتا ہو کہ تیرہ لاکھ سنہ یعنی یہ کہ ہو جائے ہزار برس عمر اسکی حالانکہ
 جانتے ہیں کہ اس عمر میں ہرگز کسی طرح کی حلاوت زندگی کی نہیں رہتی ہو اور ساتھ کسی عیش کے
 بہرہ مند نہیں ہوتے ہیں اور اپنی قوت سے کوئی کام نہیں کر سکتے ہیں اور مشرکوں کو آرزو اس قدر
 عمر کی مل میں نہیں آتی ہو اور وہ یہ بھی کہ مشرکین جب سے سے منکر آخرت کے ہیں نہ وہ ان
 کی خیر کی رغبت کرتے ہیں اور نہ شر اس جگہ کے شر سے ہیں اور بھاگتے ہیں اور یہ لوگ جانتے ہیں کہ
 اس جہان میں جزا سزا اور بد کی دی جاوے گی اور ہم سختی عذاب عیش کی سے ہو گئے جب تک دنیا میں
 زندہ ہیں اس عذاب سے بچے رہینگے پس بسبب اس محبت اور اس آرزو کے اپنے تئیں عذاب الہی سے
 دور رکھتے ہیں و ما ہو یعنی اور نہیں ہو اس قدر عمر یا بی بخت حرام من العذاب یعنی دور
 رکھنے والی اس آدمی کو عذاب الہی سے اگرچہ موافق آرزو اسکی کے ہو جائے ان لکھتے ہیں یہ کہ عمر
 ہزار برس کی دی جائے اس واسطے کہ ہر چند یہ مدت طویل کھلائی دیتی ہو لیکن جبکہ آخر کو متام
 ہو جاوے گی بیچ حکم تھوڑی مدت کے ہو اور یہ شخص جس کو کفر اور گناہ کا ہی جس قدر دنیا میں برتر ہے
 زیادہ تر بوجہ گناہ کا اٹھاتا ہو پس اس قدر بڑی عمر کفر اور گناہ میں گزارنی حقیقت میں اپنے
 تئیں عذاب سے نزدیک کہنا ہر نہ دور رکھنا اور دور رکھنا عذاب سے یہ ہو کہ اصلاح اعمال اپنے کی
 کریں اور ساتھ توبہ اور مذمت کے خواہش کریں اور یہ امر ان کو میسر نہیں واللہ بصیران یتا یعملون گناہ
 یعنی اور خدا دیکھنے والا ہی اس چیز کو کہ کرتے ہیں یعنی بڑھنا و بدم کہ کفر میں اور گناہوں اور
 منہیات کا تودہ تودہ جمع کرنا پس انکو تخفیف بھی عذاب کی کہ بیچ صحت چھوٹے ہونے عمر کے
 متوقع تھی حاصل نہ ہوگی بلکہ بسبب زیادتی اعمال قبیحہ کے عذاب انکا بڑی عمر ہونے میں زیادہ تر
 ہوگا اور اگر عمر انکی واقع میں کوتاہ بھی ہو تب بھی بسبب اس آرزو کے کہ ہزار برس کی عمر کفر اور
 گناہوں میں گزاریں مزید کفر اور گناہ ہزار برس کے ہوتے ہیں اس واسطے کہ حق تعالیٰ جانتا ہے کہ
 اگر اس قدر انکی عمر ہو جاوے گی انھیں بے کاموں میں گزارینگے پس اپنے تئیں عذاب سے دور

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

تشریح خطی

اور اس چیز کا جو

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

نہیں کرتے ہیں بلکہ نزدیک کرتے ہیں اور اگر یہودی کہیں کہ ہم بغیر تورات کے ایمان نہیں لاتے ہیں اور نہ سوائے تورات کے کسی کتاب کا یقین کرتے ہیں اور یہ حسد کی راہ سے نہیں کہہ رہے اور لوگوں پر کیوں کتاب نازل ہوئی بلکہ اس سبب سے کہ تورات بلا واسطہ اسد کی طرف سے حضرت محمد علیہ السلام کو عنایت ہوئی تھی اور یہ قرآن جبریلؑ کے واسطے سے اوپر تمھارے نازل ہوتا ہوا جبریلؑ تمام فرشتوں میں سے دشمن ہمارا ہی نفس ہمارا قبول نہیں کرتا یہ کہ توجہ احسان دشمن کا ہم اٹھاؤں پس بیچ جواب اس بات کے اُسے دئیے یعنی کہ جبریلؑ تمھارے ساتھ دشمنی نہیں رکھتا ہے بلکہ تمھارے ساتھ خیالات فاسدہ اپنے کے دشمن رکھتے ہو مثلاً کہتے ہیں کہ جبریلؑ علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر پریشیدہ باتوں ہماری کے اطلاع کر دی ہے اور جو تدبیر اور شورہ پوشیدہ کہ بیچ مقابلہ اُسکے کرتے ہیں اُس بات سے خبردار کرتا ہے اور عذاب اوپر کافروں کے لاتا ہے اور خف اور سرخ آنکھ کر لے اور بخت نصر کو اُسے ہمارے ہاتھ سے چھڑا دیا اور مارے ندیا ہائیک کے وہ جوان ہوا اور بیت المقدس کو اُسے خراب کیا اور قوم بنی اسرائیل کو قتل اور قید کیا اور جب اُسے یہ سب چیزیں اسد کے حکم سے کیں اُس کو ان باتوں میں دشمن رکھنا نہیں چاہیے پس مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَبْرِائِيلِ یعنی جو کہ ہو دشمن جبریلؑ کا دشمنی انکی محض نے وجہ ہے فَإِنَّكَ تَرَىٰ أَنَّكَ سَآءَ عَلَىٰ قَلْبِكَ يَا ذَا الْإِلَهِ یعنی اوپر ول تیرے کے محض ساتھ اذن اسد تعالیٰ کے اور ساتھ فرمودہ اُسکے کے نہ خود بخود طرف اپنی سے اس واسطے کہ جبریلؑ کو سوائے منصب الٰہی گری اذ پیغام پہنچانے کے کچھ اختیار نہیں اور اس بات پر اتفاق تمام انبیاء کا ہو پس وہ جو کچھ کرتا ہے اور پہنچاتا ہو ساتھ حکم خدا تعالیٰ کے کرتا ہو اور پہنچاتا ہے اور ظاہر کرنا مجید و ن تمھارے کار و برو پیغمبر وقت کے بھی ساتھ حکم خدا کے ہو نہ عداوت کی جہت سے ساتھ تمھارے اور باوجود اس کے اگر بالفرض جبریلؑ علیہ السلام بسبب کفر اور نافرمانی تمھاری کے دشمن بھی ہو اس واسطے کہ حق تعالیٰ ساتھ ذات پاک اپنی کے دشمن کافروں اور نافرمانوں کا ہے اور جبریلؑ علیہ السلام تابع مرضی انکی کا پھر بھی چھوڑنا ایمان کا اور کفر کرنا ساتھ اچھے کے کہ اُناری ہوئی جبریلؑ کی ہو کوئی وجہ نہیں رکھتا ہے اس واسطے کہ وہ اُنارہو انہیں مگر مَصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی موافق کتابوں کے کہ

کہ پہلے اُس سے ہیں کہ اوپر حضرت اسٹی اور اور انبیاء بنی اسرائیل کے نازل ہوئیں پس ذکرنا اُن سے
 ہوئے جبرئیل کو گویا کہ کتابوں پہلیوں کا ہو اور اقرار کرنا سائے اُس کے بعینہ اقرار کرنا سائے اُن سے
 ہوئے جبرئیل کے ہو اور کمال ہو قوی اور حقاقت ہو کہ اگر دوست تھا رکھے کہ السمک فوقنا
 یقین کرو اور اگر دشمن السمک فوقنا کہ یقین نہ کرو اور اگر دوست تھا راہوشاہ کی طرف سے
 کوئی حکم پہنچاے اُسکو تو قبول کرو اور اگر دشمن اسی حکم کو پہنچاے تو رد کرو بلکہ اگر اُس چیز میں کہ
 جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لایا ہو اُس وقت میں تامل کرو تو اُن میں صفت دوسری بھی
 پائی جاتی ہو واسطے کہ وہ موافق کتاب تھا رہی کے بھی ہو وہ دیکھی یعنی اور ہدایت کامل زیادہ ہو
 ہدایت پہلی کتابوں کی اسی وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ یعنی اور خوشخبری ہے واسطے مسلمانوں کے
 پس اگر اُسکو قبول کرو اور یقین کرو تو اُس بشارت میں داخل ہو جاؤ اور سائے اُس ہدایت کے
 ہدایت پانچواں ہو اور بہت بڑا نفع تمکو جب جبرئیل کے حاصل ہوا اور کمال محبت اُس سے کرو
 اس واسطے کہ نزدیک اندھے کی ہدایت دیتی ہو کہ اُسکو کوئی شخص نشانہ راست کا دیوے اور
 نزدیک شخص پریشان اور حیران اور ڈرنے والے کے زیادہ اس سے دیتی نہیں کہ اُسکو
 خوش وقت کریں پس جبرئیل کو متنبہ سبب اوت کا کھان یکما ہو عین سبب محبت کا ہو اور یہ عذر
 تھا راہ اندھ را اُس اندھے کے ہو کہ ہنکو کوئی کوے اور چائے ہلاکت سے خلاص کرے اور سیدھا
 رستہ بتلاے اور وہ کہے کہ یہ آدمی دشمن میرا ہو میں بات اُسکی قبول نہیں کرتا ہوں اور کوے
 میں گرنا ہوں یا مانند عذر اُس حیران اور پریشان کے ہو کہ بسبب کمال خوف کے جان اُسکی
 نکلتی ہو اور اُس کے متین کوئی شخص خوشی پہنچاے اور تسلی بخشے اور وہ کہے کہ میں بات اُسکی
 یقین نہیں کرتا ہوں اور اسی حال میں رہو نکلا اور جان اپنی کو بہرہ اور کرنا ہوں اور سبب
 نازل مجھے اس آیت کا بیچ تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور اور کتابوں حدیث کی مثل طبرانی اور
 بیہقی اور سند امام احمد اور عبد بن حمید کے ایسا مرقی ہوا کہ جب آنحضرت علیہ السلام ہجرت مدینہ منورہ
 کے ہجرت فرما کر داخل ہوئے ایک جماعت کثیر یہودیوں میں سے واسطے تفتیش حال کے آنحضرت
 صلعم کے پاس آئی اور سردار اُنکا عبداللہ بن صویاکہ فدک کے دشمنہ دن میں سے تھا دیوے تھا کہ
 ہوا اور پوچھا کہ اول ہم سے اپنے بولنے کا حال بیان کر کہ کس طرح سے ہے اس واسطے کہ کیفیت

ترجمہ تفسیر عری
 اور یہ دونوں
 کہ یہ دونوں
 نہیں کہ یہ
 نہیں کہ یہ
 اور اس کے
 بنی قرآن کے
 بلکہ کہ اس
 مست ہو چکا
 وہی ان دونوں
 سے اسی چیز
 کہ یہ چیز
 سے بیان دیتی
 بنی قرآن کے
 وہی ان دونوں
 کہ یہ چیز
 سے بیان دیتی

تو جبکہ کہ جنس کھانے کی سے نزدیک میسے مرغوب یا دہلے اپنے اوپر حرام کرتا ہوں حق تعالیٰ نے ان کو
 شفا دی انھوں نے گوشت اور دودھ اور دھواں کا کہ زیادہ مرغوب ان کے نزدیک تھا حرام کیا اور بعد
 اسکے ان کے سب میوں پر یہ کھانا حرام ہوا کہا یہ بھی سچ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 جب تم نے میرا ان سوالوں کے جواب دینے میں امتحان کیا اور راست گوئی میری جانی پس تم کو کیا توقف ہو کہ
 میرے دین میں داخل نہیں ہوتے ہو اور متابعت میری اختیار نہیں کرتے ہو کہا انھوں نے کہ ایک چیز
 باقی رہی ہے جب تک کہ اس چیز سے تسلی ہماری حاصل نہیں ہوتی ہو متابعت تیری نہیں کرتے ہیں
 آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ تو تم وہ چیز کو منی ہی کہا انھوں نے کہ یہ جو خبر ہے کہ کوئی فرشتہ اوپر سے
 وحی لاتا ہے اور رفیق تیرا اور نگہدار تیرا صتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رفیق اور نگہدار
 میرا سب فرشتوں میں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی کہ سب فرشتوں میں سے ہمراہ ہر نبی کے
 رہتا ہے اور وحی طرف اسکے لاتا ہے اس بات میں شریک سب فرشتوں کے ہوں میں انھوں نے کہا کہ ہم
 تیری متابعت نہیں کیے تھے اس لئے کہ جبرئیل دشمن نہ ہا ہے تمام فرشتوں میں سے اگر سب کمال وحی میرے
 پاس لاتا تو لہذا متابعت تیری کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل کو سب سے دشمن بھی ہو
 کہا انھوں نے اسکے کئی سبب میں اول یہ کہ قدیم سے نبوت اور رسالت ہمارے خاندان میں تھی اب
 جبرئیل نے اس منہ غیبہ کو جو نبی ہا عیسیٰ کے مقرر کر دیا اور ہر قوم میں سے مقرر کیا دوسرے یہ کہ خف
 اور سرخ اور عذاب اور مخط اور باہلی امتوں میں آئی نے کیا ہے اور میکائیل صاحب بارش اور ازلانی اور
 رفاہیت کا ہے تیسرے یہ کہ پیغمبر ہا سے نے ہو جو جودی تھی کہ بیت المقدس ہا نہ ایک شخص کے کہ
 بخت نصر نام اسکا ہو گا خراب ہو گا اور وہ شخص میں بابل اور عراق میں پیدا ہو گا اور پیدا نش
 اسکی فلانی تاریخ ہوگی اور جائے سکونت اسکی فلانی جگہ ہوگی اور نبی اسرائیل کے فرقہ کو اسکے ہاتھ سے تباہی
 اور زلی حد سے زیادہ پیش آوے گی جب وقت پیدائش اسکی کا پہنچا ہا سے بزرگوں نے چند آدمی
 اپنے معتبر خفیہ بھیجے اس لئے کہ کسی جیلہ اور تدبیر سے مار ڈالیں جو وقت بھیجے ہوئے آدمی ہا سے بزرگوں کے
 بخت نصر کے شہر میں پہنچے اور اسکو لڑکوں میں کھیلتا ہوا پایا اور چاہا کہ ماریں جبرئیل آدمی کی صورت
 میں ظاہر ہوا اور اس لئے کہ نیچے دہن اپنے کے چھپا لیا اور کہا کہ اگر یہ لڑکا وہی ہے کہ اسکے ہاتھ سے
 تمکو ازیت پہنچے مقدر ہے پس تمکو اوپر مار ڈالنے اسکے کے قدرت ہوگی اس لئے کہ تقدیر بدلتی نہیں

خلیجی

جادو و طرف سے

و یا ایک حضرت

سلمان کے عہد میں

آدمی اور شیطان

مطالعہ رہتے تھے

خطباتوں نے

آدمیوں کو جادو

سکھار کھا تھا

جو کہتے تھے کہ

جادو کو شیطان

سے پہنچا ہے

سلمان انہی کے

زور سے جنات

اور آدمیوں اور

سوا باہمی حکومت

چلائے تھے خدا نے

کھردر کر دیا کہ

چکا سفر کا ہے

سلمان انہی کے

تفسیر خلیل

بین بنی اسرائیل (رض)

وَقُلْنَا ذٰلِكَ ذٰلِكَ

سے نقل کیا ہے کہ

ن دا کو عداوت

کے کی سننے جادو

کے ساتھ بیان

بڑی کی دیکر دو

بہتر دن کے پہچان

کوئی کہانی میں

لا سے پھر

ایک ایک میں

خادو جادو کے کام

اس کلام میں جمع ہوں پھر تصدیق نہ کرنی اور کفر اختیار کرنا کمال حماقت اور یقونی ہو خصوص ساتھ
 اس غصہ ناسمعی کے کہ لایموا لاکاشم ہمارا ہی جاتی ہے اس جگہ کئی سوال جواب طلب سوال پہلا
 یہ کہ درمیان شرط اور جزا کے ربط چاہیے اور اس جگہ درمیان شرط کے کہ من کا وعدہ والمجربیل
 ہی اور درمیان جزا کے کہ فانه نزلہ علی قلبك ہا ذن اللہ ہے ظاہر میں ربط نہیں معلوم
 ہونا ہی جواب اہکایہ ہو کہ مفسرین نے بیچ بیان کرنے ربط کے درمیان اس شرط اور جزا کے
 دو طریق اختیار کیے ہیں اول یہ کہ جزا اس شرط کی محذوف ملتے ہیں اور دلیل اس جہان فحروف کی کو
 فانه نزلہ علی قلبك الی آخر ہے قائم مقام جزا کی جانتے ہیں پس معنی کلام کے یہ ہونگے
 کہ جو کوئی جبریل کو دشمن رکھے دشمنی اسکی محض نے وجہ ہو واسطے کہ جبریل اللہ کی طرف سے
 اس نعمت عمدہ کو لایا ہے اور جبکہ نزول قرآن کا بواسطہ جبریل محض حکم خدا کے سے ہے نہ
 خدا جس جبریل کی سے پس اگر نظر اس بات کی طرف کریں کہ جبریل کو اس کام کا حکم ہر چاہیے کہ انکو
 معذور رکھیں اور جانیں کہ اگر حق تعالیٰ میکائیل کو یہ کام فرماتا وہ بھی ایسا ہی کرتا اور اس کے اوپر
 بھی اشکال متوجہ ہوتا اور اگر اس بات کی طرف نظر کریں کہ جبریل ہمارے واسطے ایک خواں بھرا
 ہوا نعمت ہدایت اور بشارت کا لایا ہی اور وہ دہشتناکی دروہا سے کی شفا خانہ غیب کے سے
 اُسے ہماری طرف پہنچانی ہے چاہیے کہ اس صورت میں اسکی نگرانی کریں اور ساتھ ہزار
 زبان کے شکر اس احسان کا اور کریں اور ساتھ ہزاروں کے دوستدار اس کے ہوں دوسرے
 یہ کہ جزا اس شرط کی محذوف نہیں بلکہ فانه نزلہ علی قلبك الی آخرہ جزا واقع ہوئی ہے
 لیکن جزا شرط کے ساتھ دو وجہ کے بغا کے کلام میں آتی ہے ایک یہ کہ جبریل کہ شرط کے اوپر مرتب
 اور مخرج ہوتی ہے اور شرط اسکا سبب ہو سکودا کرتے ہیں جیسے کہ اس جگہ کہتے ہیں کہ من
 کلن عد والمجربیل استحق انتل العذاب دوسرے یہ کہ جزا ایسی شے کو بناتے ہیں کہ شرط
 اس کے اوپر مرتب ہوا اور وہ شے سبب حصول شرط کا ہو سکودا کرتے ہیں جیسے کہ کہیں
 ان عادت زید فقد اذیتہ واساءت الیہ یعنی اگر دشمن کھے تجکو زید پس تحقیق اید اہنخانی تھی
 تو نے اسکو اور برائی کر لی تھی تو نے طرف اس کے اس مقام میں بھی یہی طریق جاری کیا ہی واسطے
 کہ اوپر ہو دیوں کے کہ جبریل سے عداوت رکھتے تھے دو طریق سے عتاب منظور ہے

اول ساتھ بیان کرنے خباثت سبب اس عداوت کے دوسرے ساتھ بیان کرنے شاعت اور
 قبح فہمہ اور نتیجہ اس عداوت کے کہ اگلی آیت میں مذکور ہو اور جب کہ سبب ہر چیز کا اور ہر سبب
 اس کے کے تقدم طبعی رکھتا ہو ذکر میں بھی تقديم سبب عداوت کی اور پرتیجہ اور فہمہ اس کے کے ضرر پر پڑی
 پس معنی کلام کے اس طریقہ پر ایسے ہو گئے کہ جو کوئی دشمن جنبریل کا کہو پس سبب اس شہابی کا یہ ہے کہ وہ
 قرآن کو تیرے دل پر القا کرتا ہو نہ اور ہر دل کسی کے بنی اسرائیل میں سے اور از بسکہ وہ قرآن جمع
 کر نہیو الا صفات کمال تمام کتابوں کا یہ کہ پہلی کتابوں کے بھی موافق ہو اور دلیل ثبوت بھی ہو اور
 بشارت اور خوشخبری بھی ہو اس سبب سے حسد کر کے اس کے آثار نیولے کو دشمن بنالیا ہو
 اور ظاہر ہو کہ جب سبب کیسی عداوت کا حسد ہو اور وہ بھی اور نعمت دینے کے تو زیادہ قبیح
 ہوتا ہو نسبت اس کے کہ کسی اور جہت سے ہو سبب دشمنی کے سے سوال دوسرا یہ ہو کہ ضمیر مفعول کی
 بیچ نزول کے راجح طرف قرآن کے ہو حالانکہ لفظ قرآن کا مذکور نہیں پس ضما قبل الذکر لازم آیا جو آب
 اس کا یہ ہو کہ ضمیر کو کبھی حکم اسم اشارہ کا میت ہیں اور بجائے اس کے استعمال کرتے ہیں اور اس استعمال
 میں حضور ذات مشارالیه کا کھایت کرتا ہو مقدم ہونا ذکر اس کے کا لفظ میں رکھا نہیں اور پھر وقت
 تلاوت قرآن کی حضور ذات قرآن کا بلاشبہ متحقق ہو پس یہ استعمال صحیح ہوا جیسے کہ بیچ انا
 انزلناه فی لیلۃ القدر کے معلوم ہو اور اسی واسطے اہل عربیت نے بغتہ سے کرنے ترکیبوں فصحا
 عرب کے کہا ہو کہ کتنی چیزیں ان کے نزدیک ضما قبل الذکر جائز ہو مثل آسمان اور زمین اور رات اور
 انگلیان اٹھ کی اور اور مثل اس کی اور بعضی مثالیں یہ ہیں ولہ یواخذ اللہ الناس بما کسبوا ما تولا
 علی ظاہرہا من ذآلک اور اھا الخ ذآلک بادۃ والذی شقھن حننا او تحقیق اس کی
 یہی ہو کہ ان استعمالات میں ضمیروں کو بجائے اسماء اشارہ کے لائے ہیں اور یہ استعمال
 اسم اشارہ کے حضور ذات مشارالیه کا کافی ہو اور یہ چیزیں اکثر حاضر ہوتی ہیں طرح ہر کہ
 اشارہ اس کی طرف صحیح ہو سکے مثال ہر کہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ کہنے اس کلام
 کے مامور ہوئے پس زبان ان کی سے فرمانا چاہیے تھا اس طرح ہر خانہ نزلہ علی قلبی
 بالذواللہ علی قلبک کس واسطے فرمایا جو آب اس سوال کا اکثر مفسرین نے اس طرح کہا ہے کہ لفظ
 خطاب کا بیچ علی فلانک کے واسطے حکایت کلام الہی کے ہو گیا ایسا ارشاد ہوتا ہو کہ یہ کلام

تفسیر خلیلی
 ان شاء اللہ تعالیٰ
 انشاء کا جائز ہے
 بیت اچھی ہے
 جہ سے نزدیک
 جادو ماننے کی
 وہ چیز سب سے
 اچھی ہے جو اس
 نے اپنے رسول
 پر خاص جادو ہی
 کرنا شروع کیا
 جیسی وہ چیز
 تھیں
 مع غرض
 حق اٹھانے
 سی سبب میں
 ان دونوں متون
 سزا دہ کی سزا
 چاہئے اور فرما کر
 کسی کو پکڑنا
 ہے ان دونوں

تفسیر خلیلی

سورہ بقرہ

کی چیز سے بنا

نہیں ہوئی

اسی طرح

نہیں ہوئی

نہیں ہوئی

نہیں ہوئی

نہیں ہوئی

نہیں ہوئی

نہیں ہوئی

نہیں ہوئی

نہیں ہوئی

کہ میں فرماتا ہوں طرف آدمیوں کے خصوصاً طرف یہودیوں کے پہنچا کہ پس اس صورت میں لانا
 علی قلبی کا مناسب نہیں بلکہ علی قلبک چاہیئے اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم مامور نہ تھے مگر ساتھ کہنے جملہ شرطیہ کے کہ شرط اسکی موجود ہو اور جزا اسکی محذو
 اور وہ یہ ہے من کان عدواً للجبریل فانہ یعادى من لا یلیق ان یعادى یعنی جو شخص
 عدوت کرے جبرئیل کی پس نے شک پر شخص عدوت کرتا ہو ایسی شخص کی کہ وہ لائق عدوت
 کئے جانے کے نہیں اور اگلی کلام یعنی فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ دلیل اس جملہ شرطیہ کی
 ہے کلام امر سے کہ حق تعالیٰ ہے اور کلام رسول کا نہیں تاکہ علی قلبی کہا جاتا سوال چوتھا
 یہ ہے کہ نازل کرنا قرآن مجید کا اوپر تمام ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھانہ فقط دل کے
 اوپر پس لفظ علی قلبک کہنے کی کیا وجہ ہو جواب اسکا یہ ہے کہ نزول قرآن کا اوپر تمام شخص کے
 خاص اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں بلکہ عام ہے تمام امت کو واسطے کہ جیسے کہ
 قرآن بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نازل ہوا ویسے ہی بواسطہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر صحابہ کے کہ آنحضرت کی زبان مبارک سے دولت سننے قرآن شریف کو
 انکے نصیب ہوئی تھی نازل ہوا اور بواسطہ اُن سننے والوں کے اوپر دوسروں کے نازل ہوا اور
 ایسے ہی چلا آیا ہمارے زمانہ تک فرق قلت اکثرت مسائل کا ہی اور وہ شے کہ خاص ساتھ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے جو نزول قرآن کا اوپر قلب کے ہے کہ امتیوں کو یہ بات حاصل نہیں اور
 بیان اس ابہام کا یہ ہے کہ کلام کسی شخص کی دوسرے کی طرف دو طریق سے پہنچتی ہے ایک یہ کہ
 اول کان پہنچے اور کان کے رستہ سے دل پہنچے اور یہ طریق عام اور مطلق اور متعارف ہو اور امتیوں کے
 کلام اللہ اسی طریق سے طرف دل کے پہنچتا ہے دوسرے یہ کہ اولاً وابتداءً دل پہنچے اور الفاظ خیال
 میں حاضر ہوا وین اور یہ طریق خاص ساتھ اہل کمال کے ہے اور نادر اور قلیل ہے آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کے اوپر قرآن مجید بواسطہ جبرئیل کے اسی طریق سے پہنچتا تھا اور اسی جہت سے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یاد رکھنے اس کلام طویل کے ہرگز حاجت تکرار اور بار بار پڑھنے کی نہیں پڑتی
 تھی اور اسکو فراموش نہ کرتے تھے والا کلام ایک دفعہ کی سُنی ہوئی خصوصاً کلام دراز چنانچہ
 کہ کیسا ہی حافظہ قوی ہو یا وہ نہیں رہتی ہے پس واسطے بیان کرنے خصوصیت اس نزول کے

ہر گاہ کہ قبض ارواح کی اوکی سپرد ہے اور موت کو طبیعت ہر جاندار کی کردہ جانتی ہو عموماً اور خصوصاً انسان پس اگر سمیت فضل اوکی کی اگر عداوت کی ساتھ مشتبہ ہو جاوے گنجائش اسکی ہے بخلاف ان دو فرشتوں کے کہ نہ حقیقت عداوت کی اوکی نسبت ہی مقصود ہو سکتی ہو اور نہ شبہ عداوت کا پس عداوت اوکی صریح دلیل عداوت خدا کی ہی اعتقاد کا اللہ تعالیٰ کا طریق اور الباقی شیخ نے بیچ کتاب کے اور بیہقی نے بیچ شعب الایمان کے ساتھ سند معتبر کے روایت کی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام کے بیچ خلوت کے بیٹھے تھے کہ ناگاہ کنارہ آسمان کا ترخا اور حضرت جبریل سبباً و من شئنے کے کھٹکے اور منقصر ہونے لگے اور سر او پر زمین کے رکھنا شروع کیا اور آثار تواضع اور عاجزی اور خوف اور ذوق کے اونکے اوپر ظاہر ہونی شروع ہوئی ہی حالت میں ایک فرشتہ کسی صورت میں رو برو حضرت کے ظاہر ہوا اور کہا کہ اے محمد پروردگار تیرا تجھ کو سلام فرماتا ہے اور تجھ کو اختیار دیتا ہے ہر سبابت کا کہ اگر چاہے تو پیغمبر بادشاہوں کی مانند رہ اور اگر چاہی تو پیغمبر بندہ کی مانند زیست کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تردد کر کے حضرت جبریل کی طرف نظر کی حضرت جبریل علیہ السلام نے سر جھکا کر اشارہ فرمایا کہ بندگی اور فروتنی اختیار فرما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بندہ کی مانند زیست کروں گا بادشاہی مجھ کو نہیں چاہیے وہ فرشتہ اس جواب کو سنکر اوپر آسمان کے چڑھ گیا بعد اس حال عجیب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ اے جبریل میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ فرشتہ کون ہے اور تم کو ساتھ دیکھنے اور سکے کی حالت میں ہم پوچھی اور میں تمہارا یہ حال دیکھ کر اس سوال سے بند ہوا میں اب کہہ دو کہ یہ کون تھا اور پر تمہارے یہ حالت کس سبب سے تھی جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فرشتہ اسرافیل ہے جس من سے کہ قصداً نے اسکو پیدا کیا ہے ہمیشہ رو برو تجلی الہی کے حاضر رہتا ہے اور درو نو قدم اپنے ملا کر کمال عاجزی کے ساتھ کھڑا رہتا ہے ہرگز آنکھ اپنی اوپر کو نہیں اٹھاتا ہر دو میان اسکی اور دو میان پروردگار او سکے کو اس حالت میں بھی ساٹھ پردہ نور کے حامل ہیں اگر ایک پردہ کے پاس بھی آوے لجاجت اور ضدت اس فرشتہ کی یہ ہر کوئی محفوظ رو برو اسکی کہی ہوئی ہے اور اسکو اسکی چیزوں پر اطلاع دی ہے ہر گاہ کہ ارادہ الہی خلق پکڑتا ہے کہ آسمان یا زمین میں کوئی چیز موجود ہو ورنہ خود بخود

خلیفہ
 عن حبیب اللہ
 فرمایا کہ جو شخص
 (جو) دینی کی خاطر
 جسے کسی قوم کی
 شہادت پید کی
 وہ اسی قوم سے ہے
 جیسے مثلاً گیسو
 چورن کی وضع
 ایشیائی اور یورپین
 لگا جاتا ہے اور
 جو بد میں مشغول
 کی مشابہت
 خوشیاد کرتا
 ہے وہ بد میں مشغول
 بین مشغول
 ہوتا ہے
 اور مشغول
 بین میں ہے

نہیں

کے لیے

کے لیے

کے لیے

کے لیے

کے لیے

کے لیے

کے لیے

کے لیے

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ظاہر اور معلوم ہوا اور شفاعت کی حدیث میں صحیح وارد ہوا ہے کہ اَدْعُوهُمْ
 دُعَاؤُكُمْ تَحْتَ رُءُوسِهِمْ اَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْفِئْتَةُ لَعْنَةُ اَلْمَلٰٓئِكَةِ اَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْفِئْتَةُ لَعْنَةُ اَلْمَلٰٓئِكَةِ
 ہونگے دن قیامت کے اور تحقیق کہ اس مسئلہ کی یہ ہے کہ اگر نظر طرف عموم اور گہیر لینے لگا
 کے کجاوے برابر حضرت آدم علیہ السلام کے کوئی آدمی نہیں ہو سکتا کہ جو کمال الخ انسانیت میں
 ظاہر ہوا ذات اوئی میں بطریق اجمال کے مندرج تھا یہاں تک کمال محمدی بھی اور اگر نظر طرف
 علو اور بلندی درجہ کمال کے کجاوے برابر ذات مقدس خاتم المرسلین کے کوئی شخص نہیں مثال سکی
 جیسے کہ رُوئی جامع کمالات پٹری کی ہر کہ اصل سبکی ہے گاڑہ سے لیکر شبنم اور آب روان تک
 حالانکہ رُوئی شبنم اور آب روان کے مرتبہ کو پہنچنے سے اور پہنچنے سے شبنم یاں میں اور پہن
 ابی شیبہ نے ثابت بنانی سے روایت کی ہے اور صابونی نے بیچ کتاب اللبائین کی جابر بن عبد اللہ
 مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ ایک شخص جبریل کے سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کو اور عرض کی
 حاجتوں آدمیوں کے داروغہ فرمایا ہے اگر کوئی محبوب خدا کے محبوبوں سے واسطے حصول کسی
 مطلب کے جناب الہی میں دعا کرتا ہے جبریل عرض کرتے ہیں کہ فلا نبذہ فلا نا مطلب عرض
 کرتا ہے حکم ہوتا ہے کہ یہی حاجت او کی بند کر رکھو اور مطلب سکا حاصل نہ کرو یہاں تک کہ دعا بہت
 کرے کہ کجگو آواز او کی اور دعا و زاری او کی خوش آتی ہے اور اگر کافر با فاجر واسطے کسی مطلب کے
 دعا کرتا ہے حکم ہوتا ہے کہ جلدی مطلب سکا حاصل کرو تا کہ ساتھ آواز ناخوش اپنے کے جگنا ناخوش
 ذکر سے اور ابراہیم نے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور امام احمد نے یہی روایت کی ہے کہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت جبریل سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اوپر صلی صورت کی
 دیکھوں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ فلا فی ساعت میں رات میں بیچ میدان لقیع القریۃ کے
 شریف لاؤ تا کہ شہد صورت اپنی سے تم کو دکھلاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت اوس میدان
 میں تشریف لے گئے اور دیکھا کہ حضرت جبریل آسمان کی طرف ساتھ لباس سندس یعنی دارائی کے کہ اوپر
 اس کے مرادید اور قوت اور مرد و جڑے ہوئے میں اور چہرہ پر ہتھکین اور اون پر دن میں مرد
 اور قوت اور مرداریدگی ہوئی میں اور ایک ایک پر اون پر دن میں اس قدر فراخی رکھتا تھا کہ
 آسمان کے کنارہ کو ڈانپ لیا تھا اور ابراہیم نے شریح بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

یہاں صورت اہل حضرت جبریل علیہ السلام کا
 کی بوی تالیف
 اور کادی روکی
 ہوا کوئی
 کا فردن کے
 اقبال و افضال
 و لباس و
 اہم

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں نے جبریل کو طرح طرح کی صورتوں میں دیکھا ہے اور اب اکثر اہل
صوت و حیثہ کلی کے دیکھتا ہوں اور پتہ اس سے صورتیں مختلف پر ظاہر ہوتا تھا اور اکثر اوقات انکو
ایسا دیکھتا تھا کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو خیال کے پیچھے سے دیکھتا ہے کہ وہ بیٹھنے سے بچ دلائل نبوت
کی روایت کی ہے کہ ایک ن حضرت حمزہ چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نے عرض کی کیا رسول
میں جاتا ہوں کہ جبریل کو اوپر صورت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجھ کو دکھلاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
طاقت اس کے دیکھنے کی نہ ہوگی اور ہوں گے کہا کہ میں بہت قوی ہوں مجھ کو دکھاناں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بس بیٹھ جاؤ ناگاہ حضرت جبریل اترے اور دو قدم اپنے اوپر ایک چھڑے کے متصل
کے رکھا ہوا تھا اور آدمی اس پتھر پر کھڑے اپنے وقت طرف کے ڈالتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ نظر اپنی کو اٹھاؤ اور ہوں گے نظر اپنی اٹھائی اور دو قدم جبریل
کے دیکھنے و غرض میں گر پڑے جب ہوش میں آئی آدمیوں نے پوچھا کہ تم نے کیا دیکھا کہا انہوں نے کہ میں نے
ایک زرد و سبز دیکھا لیکن اس مرد میں اس قدر چمک و روشنی تھی کہ آنکھ چھڑھیا گئی اور مجھ کو گر پڑا
میں اور ابن المبارک کچھ کتاب لڑہا اپنی کے ساتھ روایت ابن شہاب کے لائے میں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ایک دن چاندنی رات میں طرف مصلی کے جانے تھے کہ دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام بہم نہایت
جھاکے ظاہر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوش گر پڑے جب ہوش میں دیکھا کہ حضرت جبریل
سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے سینہ پر رکھے ہوئے ہیں اور ایک تھاپنا اور سینہ مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھا ہوا ہے اور ماتھہ دوسرا درمیان دو شانہ آنحضرت کے رہی جو بیٹھ
میں اور پوچھتے ہیں تم کو کیا ہوا کہ بیہوش ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہرگز لگان نہ
لیکھا کہ کسی مخلوق میں یہ نور اور چمک حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اسرا فیل کو دیکھو ایک
مہر مشرق کے ہو اور ایک مغرب میں اور عرض شاد کے اوپر ہے بہت تعجب کرو اور باوجود اس
طول اور عرض چشم کے بعضی وقت بسبب تجلی عظمت الہی کے سکڑ کر چھوٹی چڑیا کی مانند ہو جاتا ہے
اور ابن داؤد نے بچ کتاب المصالح کے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تمام صحابہ
میں سے حضرت امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ مرتبہ حاصل تھا کہ جو باتیں حضرت
جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مبارکین کیا کرتے تھے پتہ تھے لیکن صورت او کی نہیں دیکھتے تھے

محبوب
عبداللہ
غیبہ اور
میں جو باری
شیخ بن
نہیں ہیں
پس شہادت
کی کہ یہ
یہ اسلامی
سے نفرت اور
نفرت کی حالت
انصاف سے
دیکھ کر عجیب
سے حیران
سے حیران
میں گئے اور
سے حیران
میں گئے اور
سے حیران
میں گئے اور

اور حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ تم کو میں ایک دن بیچ خلوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا اور حضرت جبریلؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انوس جو کوئی سوای نبیوں کے حضرت جبریلؑ کو سر کی انگٹوں سے دیکھے اندھا ہو جاتا ہے لیکن میں خدا سے اسطرح تیرے دعا کروں گا کہ یہ اندھا ہونا اخیر عمر تیرے میں نہ چاہئے پھر حضرت ابن عباسؓ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور ابو الشیخ سنا کہ روایت ابن عباسؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لائے ہیں کہ بہشت میں ایک نہر ہے کہ سوای جبریلؑ علیہ السلام دوسرے کو حکم کرنے والے کا نہیں اور حضرت جبریلؑ علیہ السلام ہر روز ایک غوطہ اُس نہر میں کھاتے ہیں اور بعد کفنی کے اگر کسی بنی بن اپنے جا بکھلتے ہیں ہر قطرہ افکار کی ایک نیک شتہ پیدا ہوتا ہے اور نہر روایت علماء ابن عربیہ کے ہے کہ وہ نہر کو ہر آدمی اور بن مرد و عورت کی ہر ایک حرکت کی روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ رافعات حضرت جبریلؑ علیہ السلام آگے میرے سینہ پر ڈون میں آتے تھے لیکن کچا سینچانے کے مروارید اور موت اونکی کپڑوں پر ٹکی ہوئے ہیں اور میرا دل جیسا کہ جالی دار مروارید سے ہوتا ہے اور اوپر درواری مری موتیوں کی حامل ہوتے ہیں اور دو نوپر اوکر سنراور دونو پاؤں کی بنجر جنیر سے لپیٹی ہوئی ہوتے ہیں موزہ منبر پہنے ہوئے ہیں اور الوشیخ اور ابن مردویہ سنا کہ روایت انس رضی اللہ عنہ کے لائے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن جبریلؑ علیہ السلام سے فرمایا کہ تلگو کہی دیدار خباب البزہ جل شانہ می مسرتا ہی کہا نہیں در میان میکسر اور در میان اوسن خباب کے شتر پردے لوٹے ہیں اگر کچر بردہ کی طیف دیکھوں چلاؤں اور طربانی اور ابن مردویہ اور ابوعبیم نے ساتھ سندیق کے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص یہودیوں میں سے آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا اور پوچھا کہ السلام یا خباب حق تعالیٰ کو مخلوق اپنے سے بردہ اور حجاب بھی ہی فرمایا البتہ در میان اوسن خباب مشنون کے کہ گرداگرد عرش کے ہیں شتر حجاب لوٹے ہیں اور شتر حجاب تاریکی کے اور شتر حجاب کے رفوفوں سے اور شتر حجاب سندس یعنی دارائی کے رفوفوں سے اور شتر حجاب مروارید سفید ہو اور مروارید مسخ ہو اور شتر حجاب مروارید بنیر ہو اور شتر حجاب روشنی تیز سے اور شتر حجاب برف سے اور شتر حجاب سے اور شتر حجاب اولہ سے اور شتر حجاب آدمین عظمت ذاتی حق کے سے کہ وصف بابونکی بیان میں نہیں آتی ہے پہر اوس یہودی نے کہا کہ مجھ کو خبر دی او فتنہ خدایتعالیٰ کے سے

[illegible]

کہ بہت متصل تجلی حق تعالیٰ کے رہتا ہو آنحضرتؐ نے فرمایا جو فرشتہ کہ بہت متصل اس خاب کے ہو
اسرافیلؑ ہو جبرئیلؑ پھر میکائیلؑ پھر ملک الموتؑ اور امام احمدؒ نے بیچ کتاب اللہ کے ابو عمران
جونی سے روایت کی ہو کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلامؑ پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے
اور روئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ روئے تمھارے کا کیا سبب ہے حال آنکہ تم معصوم
اور خوفناک ہو جس کے سے تم نڈر ہو جبرئیل علیہ السلامؑ نے کہا کہ قسم خدا تعالیٰ کی کہ آنکھ میری خشک نہیں ہوئی ہو
میں سے کہ خدا تعالیٰ نے آگ دوزخ کی پیدا کی ہو کہ بسا ا کوئی گناہ مجھ سے سرزد ہو جائے اور حتی دوزخ کا
ہو جاؤں اور بیچ مسند امام احمدؒ کے ساتھ روایت انس رضی اللہ عنہ کے آیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلامؑ سے پوچھا کہ میں نے کبھی حضرت میکائیلؑ کو مٹتے ہوئے
نہیں دیکھا ہو اس کا کیا سبب ہے حضرت جبرئیل علیہ السلامؑ نے کہا کہ جس دن دوزخ پیدا ہوئی ہے
حضرت میکائیلؑ نہیں مٹتے ہیں اور ابوالشیخؒ ساتھ روایت لیث بن سعد کے خالد بن سعید سے لائے ہیں
حضرت اسرافیلؑ بیچ بارہ ساعت کے بارہ مرتبہ اذان کہتے ہیں ایک ایک ساعت میں ایک ایک
اذان مقرر ہو اور اس اذان کو تمام فرشتے سناؤں آسمان اور ساتویں میں کے سنتے ہیں اور جن اور انسان نہیں
سنتے ہیں اور آسمان کے فرشتے سب بیت المہر کے پاس مکمل مقابل خاکہ کہہ کے ہو ساتویں آسمان میں جمع
ہو کر انتظار جماعت کا کرتے ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلامؑ امام ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور حکیم
ترمذی نے زید بن فیح سے روایت کی ہو کہ ایک دن آنحضرت علیہ السلامؑ مسواک کرتے تھے کہ پچاس
حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ دونوں شریف لائے آدمی کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بطریق تحفہ کے مسواک حضرت جبرئیل علیہ السلامؑ کو دی حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ کد کد حکیم
ترمذی کہتے ہیں کہ یعنی یہ مسواک حضرت میکائیلؑ کو دو کہ وہ مجھ سے زیادہ بزرگ ہیں اور ابوالشیخؒ نے
عکرمہ بن خالد سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ خدا کے
مخلوقات میں سے کونسا اللہ کے نزدیک یا وہ عزیز ہے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ہوں جب حضرت جبرئیلؑ
آئے اُن سے پوچھا انہوں نے کہا کہ میں بھی نہیں جانتا ہوں جب جبرئیلؑ گئے اور پھر لے کہا کہ سب
مخلوقات سے عزیز زیادہ اللہ کے نزدیک چار فرشتے ہیں جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اور
ملک الموتؑ اب جبرئیلؑ پس کا رخا نہوت اور وحی کا اور آمد رفت پاس رسولوں کے اور فتح

جبرئیلؑ
جو اس منہ
ہیں اہل کتاب
ہوں یا مشرک
انکا بھی نہیں جانتا
کہ اللہ تعالیٰ
کچھ بھی بخلا
کے اور خدا
جسکو جانتا ہے
جسکو اجبت
جسکو خاص
کے ساتھ اور خدا
کے فضل
والا ہے۔
جسکو اہل کتاب
نہیں جانتے ہیں
جسکو بھی
انہی پر ہے

تفسیر خلیل

ناہی جائیہ
ما تہتہ من ذلک
او تہتہ من ذلک
فیما او تہتہ
الذہن فیما
فیما او تہتہ
فیما او تہتہ

بسم

ہم جو ایسی کوئی
آیت اٹھا لیتے ہیں
یا بھلا دیتے ہیں
تو پھر اس سے
بہتر یا ویسی ہی
لاجی دیتے ہیں
کیا تو نہیں جانتا
کہ خدا کو سب
اختیار ہے

اور شکست لڑا یوں میں انکے تعلق ہو اور یہ کائنات میں ہر ایک قطرہ مینہ کا اور ہر ایک تار کہ زمین سے
نکلتا ہو تعلق انکے ہو اور ملک الموت پس کام انکا قبض کرنا ہر ایک روح کا ہو خواہ جنگل میں ہو
خواہ دریا میں اور اسرافیل پس وہ امین خدا کا ہو درمیان انکے اور ان تینوں فرشتوں کے
یعنی حکام الہی طرف انکے پہنچاتا ہو اور مکتوبات لوح محفوظ کا انکو نشان دیتا ہو اور ابوالشیخ سادہ
روایت جابر بن عبد اللہ کے آنحضرت سے لائے ہیں کہ تمام جبرئیل کا داہنی طرف تھلی الہی کے ہو
اور مقام میکائیل کا بائیں طرف اور مقام اسرافیل کا درمیان دونوں کے ہو پیش وادھبی ابوالشیخ
لے خالد بن ابی عمران سے روایت کی ہو کہ اعمال نامہ بھی بندوں کے حضرت میکائیل کے اگے پہنچتے
ہیں اور سادہ روایت ابو سعید خدری کے لایا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صاحب صور کا
اسرافیل ہو اور ابوالشیخ نے وہب سے روایت کی ہے کہ لعنت گندگاریوں کی اور حیرت مطہری
اور محبوبیت مجنون درگاہ الہی کی ایک خدمت ہو کہ حضرت جبرئیل کے تعلق ہو اول انکو ان
چیزوں کا حکم ہوتا ہو اور بواسطہ انکے دوسرے فرشتوں کو پہنچتا ہو اور حاکم سادہ روایت
ابو سعید کے لایا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر پیغمبر کے دو شخص ہند گان خدا سے خاص
وزیر اور شریعے ہیں اور مجھ کو چار وزیر عنایت ہوئے دو وزیر آسمان والوں میں سے ایک جبرئیل
اور دوسرے میکائیل اور دو وزیر زمین والوں میں سے ابوبکر اور عمر اور طبرانی نے سادہ سند معتبر کے
حضرت ام المؤمنین ام سلمہ سے روایت کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آسمان میں
دو فرشتے ہیں ایک انہیں سے نرم خو ہو اور دوسرا تند خو یعنی حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل اور
زمین میں بھی دو پیغمبر ہیں ایک نرم خو دوسرا سخت خو یعنی حضرت ابراہیم اور حضرت نوح زری حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی اس تہ کی ہو کہ اپنے مخالفوں کے حق میں بھی شفاعت کرتے ہیں اور کہتے ہیں
من تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانہ غفیر رحیم یعنی جس شخص سے متابعداری کی میری
پس تحقیق وہ مجھ سے ہو اور جس نے نافرمانی کی ہو میری پس تحقیق تو بخشے والا مہربان ہو اور سختی حضرت
نوح کی اس تہ کی ہو کہ فرماتے ہیں دب لا تذرو علی الارض من الکفرین دیتا سارا
اور میرے بھی دو یار ہیں ایک نرم خو اور دوسرا سخت خو اور ہر ایک اپنے کام میں صواب پر ہو
یعنی ابوبکر اور عمر اور یہی نے بیچ کتاب الاسرار اور صفات کے اور طبرانی نے بیچ معجم وسط

اور بزار نے بیچ مسئلہ اپنے کے ساتھ روایت عبد اللہ بن عمر کے ذکر کیا ہے کہ ایک دن آدمی بہت جمع ہو کر روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضرت ابو بکرؓ کا ہیں تمام نیکیاں اللہ کی طرف سے ہیں اور سب برائیاں بندوں کی طرف سے ہیں اور حضرت عمرؓ کہتے ہیں نیکیاں اور برائیاں سب خدا کی طرف سے ہیں بعض لوگ حضرت ابو بکرؓ کے کہنے پر قائل ہوئے اور بعض ساتھ قول حضرت عمرؓ کے قائل ہوئے اور آپس میں جھگڑتے ہیں ہم روبرو آپ کے آئے ہیں تاکہ ہتھیار فیصلہ کرو آنحضرت ہنسے اور فرمایا کہ عجب اتفاق ہے کہ آسمان میں بھی ایسا ہی مناسبت ہو گیا ہے حضرت میکائیل علیہ السلام نے موافق قول ابو بکرؓ کے کہا اور حضرت جبریل علیہ السلام نے موافق قول عمرؓ کے بعد اسکے حضرت جبریلؓ نے حضرت میکائیلؓ سے کہا کہ جب ہم آسمان کے رہنے والے ہیں آپس میں مختلف ہیں تو اہل زمین بالاولیٰ مختلف ہونگے آؤ تم تاکہ آگے حضرت اسرافیلؓ کے یہ جھگڑا لجاوین اور فیصلہ کروین حضرت اسرافیلؓ کے روبرو یہ جھگڑا لے گئے حضرت ہارونؓ علیہ السلام نے انکو بھجوا دیا اور قدر کا بتلایا اور کہا کہ القدس خیر و شہ و حلوہ و مزہ کلامہ من اللہ تعالیٰ یعنی تقدیر خیر و شر کی اور شیرین اور تلخ کی کل اللہ کی طرف سے ہے بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ یا ابو بکرؓ اگر حق تعالیٰ چاہتا کہ کوئی نافرمانی انکی نکوسے تو ابلیس کو پیدا کرتا حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی کہ صدق اللہ و دسو لہ یعنی اللہ اور اسکا رسول سچا ہے اور حاکم نے اسامہ بن عمیرؓ نے روایت کی کہ میں ایک دن دو رکعت سنت فجر کی متصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھ کر بیٹھا دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت چھوٹی چھوٹی پڑھ کر بوجہ فرماتے ہیں اللہ رب جبریل و میکائیل و اسرافیل و محمد اعدوہ بک من النادر اور اس عاکو میں بار فرمایا اور معنی اس عاکے یہ ہیں اے بار خدا یا رب جبریلؓ اور میکائیلؓ اور اسرافیلؓ اور محمدؓ کے پناہ چاہتا ہوں میں ساتھ تیرے آگ سے اور امام احمدؓ نے کتاب الزہد میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ مرض موت کے جب فات شریف قریب پہنچی تو بہوشی سخت لاحق ہوئی اور سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیچ گودی میری کے تھا بار بار پانی اوپر چہرہ مبارک انکے جھڑکتی تھی اور دعا شفا کی کرتی تھی اور بتقریر تھی میں کہ ایک دفعہ کچھ ہوش ہوا اور فرمایا کہ یہ دعا مست کر بلکہ میں خدا تعالیٰ سے صحبت و نسبیق

میکائیل

اللہ تعالیٰ انکے
لہ ملک السموات
والارض والارباب
من دون اللہ
قلی وک نصیب

۵۷۹

سیدنا زید بن جابر

سیدنا اسحاق بن

سیدنا بشار بن

سیدنا جابر بن

سیدنا جابر بن

سیدنا جابر بن

سیدنا جابر بن

تفسیر

اعلیٰ کی چاہتا ہوں اور کہتا ہوں میں کہ ساتھ جبریل اور میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے صحبت رکھوں اُس وقت سے پہلے جانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد اسکے دنیا میں نہیں گئے کے حاصل یہ ہے کہ مرتبہ ان تینوں فرشتوں کا سبب اب نزول کی الہی کے کہ بجا آوری احکام الہی کی نئے آمیزش خواہش نفسانی اپنی کے کرتے ہیں اُس کو پہنچا ہے کہ عداوت انکی حقیقت میں اعتراض کرنا اور افعال جناب کبریا الہی کے ہو پس عداوت جبریل کی اس جہت کہ قرآن مجید اور غیر فرقہ بنی اسرائیل کے آثار حقیقت میں یہ عداوت ہماری ہو اس واسطے کہ آثار انکا ہوں کام ہماری ہو جبریل ہوا ابھی گری کے اور کوئی منصب نہیں لکھا ہے وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ یعنی اور تحقیق پہنچے مقام عظمت اپنی سے اُتاری ہیں طرف تیری اُنایت یعنی آیتیں قرآنی اور ہرگز التباس و اشتباہ آیتوں اُتاری ہوئی ہماری کا ساتھ اُتارے ہوئے دوسرے کے ممکن نہیں اس واسطے کہ وہ آیتیں بے شکایت یعنی دلیلین و شہین اس وجہ سے بھی کہ اعجاز الفاظوں کا انہیں پایا جاتا ہے کہ مثل انکی کسی اور سے ممکن نہیں اور اس وجہ سے بھی کہ معانی انکے مطابق ہیں ساتھ مقتضائے عقل سلیم کے اور اس وجہ سے بھی کہ موافق ہیں وہ آیتیں ساتھ کتابوں پہلے نبیوں کے کہ یہودیوں کے نزدیک بھی مسلم الثبوت ہیں پس یہودیوں کو انکار ان آیتوں کا ممکن نہیں اس واسطے کہ انکے انکار کر دینے انکار تمام کتابوں پہلے کا لازم آتا ہو وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ یعنی اور انکا نہیں کہتے ہیں ان آیتوں کا گروہ آدمی کہ کفر کے اندر حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور ہرگز کسی کتاب کے اوپر پہلی کتابوں میں سے ایمان نہیں رکھتے ہیں اور مقتضائے عقل اور نقل و دونوں سے قدم انکا باہر ہے اور حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں جس جگہ کافر کی صفت میں فوق کا ذکر آیا ہے جیسے کہ اے آیت میں تو مراد اس سے وہ کفر ہوتا ہے کہ نہایت بڑھ کر پہنچے اور اس سے بڑھے کہ کوئی کفر متصور نہ ہو اور جس جگہ فوق صفت اہل ایمان کی فرمائی ہے مراد اس سے گناہ کبیرہ ہیں اور احتمال ہے کہ معنی آیت کے اس طرح ہوں کہ یہ یہودی اگرچہ ساتھ جبریل کے عداوت رکھتے ہیں اور اسی سبب سے کفر کے گرداب میں گرفتار ہیں لیکن یہ امر بھی موجب کفر کا ساتھ قرآن مجید کے نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ جہنم بہت معجزے بغیر وساطت جبریل کے تیرے اوپر نازل کئے ہیں جیسے کہ یہودیوں کا اور جواب یہ خداوند کا تیرے کلام کا اور شکایت انہوں اور یہودیوں کی اور سلام کرنا پھر دن کا اور پہاڑوں کا

ببین یعنی آیت
خداوندی جانی ہے
اگر اس کی طرف
سے غشی تو پھر کیا
عینہ و کجساجہ
موقوف کر دیا ہے
اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ عیب نہ ہو
آیت میں غش نہ
پہنچے میں برحکم
جس وقت جو جہاد
حکم کر سادہ فہم
تعالیٰ کا انتظام
اُس ان زمین میں
جہاد اور کسی دن
کوئی خسار نہ
اور نقصان نہ ہو
بے اسبب

تیری اور جواب رسالات اجباریہ کے اور چیزیں ہوا اسکے کہ مجموع انکا موجب یقین صحت رسالت تیری کا ہوتا ہو اور ان مجزون ظاہر کا انکار نہیں کرتا ہو مگر وہ شخص دائرہ دین کے سے بالکل خارج ہو اور ساتھ کسی دین اور آئین کے گردیدہ نہ ہو والا انکار مجزون دوسرے بیوں کا کہ بڑھکر ان مجزون سے نتھے اُسکے تین لازم آویگا یعنی یا انکار فسخ اپنے کا کرتے ہیں یہ بیہوشی اور کہتے ہیں کہ ہم مقتضائے عقل و نقل سے باہر نہیں گئے ہیں اور مخالف عقل و شرع کے چنے کوئی حرکت نہیں کی اور اگر تم اس انکار کو مخالف عقل و نقل کے سمجھتے ہو خارج حساب سے ہے کہ کلام مذکور کی سی کرتے ہو و کَلَّمَا عَاوَدُوا عَنكَ اِیْنِیٰ اور حال یہ ہو کہ جھوٹ کوئی عہد باندھتے ہیں ساتھ خدا کے یا ساتھ رسول وقت کے یا اور خلقت کے ساتھ اگرچہ سہل مقدمہ میں ہوں بَلَّاءُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ یعنی پس پشت پھینکتا ہو اُس عہد کو ایک فریق انہیں سے چنانچہ اس پیغمبر کے زمانہ میں بھی بنی قریظہ اور بنی نضیر نے بار بار حضرت کے ساتھ عہد باندھا کہ شکرین کی مدد لڑائی میں نہیں کریں گے اور بدخواہ تمہارے نہیں ہوں گے اور ہر دفعہ اُس عہد کو توڑا اور باب داد و نلکے سے یہ گناہ کثرت سے وقوع میں آیا چنانچہ اسی سورہ میں بار بار اِذَا رَاَوْا اِذْ خِذْنَا مِثْقَلًا ذَرَّةً وَّ دَفْعًا فَكَمَ الطَّوْعُ - وَاِذَا خِذْنَا مِثْقَلًا ذَرَّةً فَكَمَ الْمَكْرُ وَاِذَا رَاَوْا اِذْ خِذْنَا مِثْقَلًا ذَرَّةً فَكَمَ الْمَكْرُ اور ظاہر ہے کہ توڑنا عہد کا شرع میں بھی حرام ہو اور کبیرہ ہی اور مخالف مقتضائے عقل کے بھی ہے اور اسی واسطے اوپر قباحات اس امر قبیح کے تمام کردہ آدمیوں کے یہاں شک کہ نہ دین بھی متفق ہیں اور مرکب اس کلام کے کو بدکار جانتے ہیں پس فسخ انکا بسبب عہد شکنی کے کہ کئی کئی بار اُن سے سرزد ہوا اور ہوتا ہی ثابت ہوا اور اگر انکے حال کو غور کر کے دیکھا جائے تو فقط اسی حرکت سے فاسق نہیں ہوئے بلکہ یعنی بلکہ کفر بھی انہیں پایا جاتا ہے اس واسطے کہ اَلْاَیْمُوْنَ اَیْمُوْنَ یعنی اکثر انکے ایمان نہیں کہتے ہیں ساتھ کتاب اپنی کے کہ تو ریت اور جو عہد کہ تو ریت میں موجود ہیں انکو بھی واجب الحفظ نہیں جانتے ہیں اور احتمال ہو کہ یہ کلمہ جمل کے مضمون فق کے سے ترقی منطوب ہو یعنی ایک فریق گناہ عہد شکنی کا کرتے ہیں بلکہ اکثر انکے تصدیق نہیں کرتے ہیں کہ نقص عہد بھی گناہ ہو اور یہ اُس سے بھی بڑھ کر ہو اور دلیل اوپر کفر اُن کے کے ساتھ کتاب اپنی کے اور نکلنے اُنکے کے دائرہ دین کے سے یہ ہے کہ اگر اُن کو ساتھ کتاب اپنی کے

خبریں

اگر وقتوں کے

ایک جہیز سے

احکام بھی ملے

کئے تو کون تعجب

کی جگہ سے

پہنچے کہ نہ یک

لے کر آئے

جائز ہے آدمی

عہد میں جاتی

جن میں نکاح

دوست تھا چنانچہ

ہو گیا آبرو پر

چلے حکم ہو کر

اپنے بیٹے کو

رو چھوڑ

کرو یا وغیرہ

وغیرہ شاہ

ولی اسد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر غزالی

نہایت سہل و آسان
 کے نزدیک قرآن
 بھریں باغ
 آئین منور
 ہیں اور حدیثیں
 ان جوڑیوں کے
 نزدیک کمر
 اور ان قلموں کے
 نزدیک دست
 بھی کمین سوا
 کی شرح میں
 زبانی سے لکھی
 کو حدیث میں ہیں
 و فقہانہ زیر
 کجباتک جی جی
 جو جمع کرنا واجب
 (جسم)

ایمان حاصل ہوتا تو اوپر دین اپنے کے قائم رہتے اور ہرگز اس شخص کا کہ موافق اس کتاب کے کلام
 یا موافق قاعدہ اُس میں کے دعوت کسے انکار کرتے اور وہ پے ایسا ایسی کے ہوتے و کفاجہ کلم
 رسول یعنی ہر گاہ کہ آیا پاس لے کے پیغمبر کہ آنا انکا جانتے تھے میں عند اللہ یعنی اللہ کے پاس سے
 ہوا سٹے کہ مجھے اس کے مانند معجزوں پہلے نبیوں کے دلیل قوی اور صدق اس کے کہ ہوا اور باوجود اس کے
 مصلحتاً قلماً معہہ یعنی وہ پیغمبر صدیق کہ نبی الہی کتابوں کو کہ ہوا انکی ہیں مثل تورات اور
 زبور وغیرہ کے ہوا سٹے کہ انے اس پیغمبر کے سے بیچ ان کتابوں کے خبر دی ہو اگر یہ پیغمبر آتا وہ خبریں
 سچی نہ ہوتیں پس مقتضای حال انکے کا یہ تھا کہ سبب انے اس پیغمبر کے ایمان انکا سارے کتابوں اپنی کے
 زیادہ ہوتا اور وہ بالعکس کفر میں پڑے اور کتابوں اپنی کا بھی انھوں نے انکار کیا اسوا سٹے کہ
 نَبَدَ حَرِيقَ قَيْنَ الدِّينِ اَوْ نَوَالِ كِتَابٍ یعنی پھینکا ایک جماعت نے انہیں سے کہ جنکو
 علم کتاب کا دیا تھا مہنے اور نبی کلمہ اس کتاب کے معنوں کے ساتھ ربط رکھتے تھے اور اس کتاب کو
 مطابق اس پیغمبر کے پہچانتے تھے کہ کتاب اللہ یعنی کتاب اللہ کی کو کہ پیشتر اسکو کتاب خدا کی جانتے تھے
 اور حقیقت مضمون اس کے کا اقرار کرتے تھے گویا اس فرقہ نے اس کتاب کو پھینکا وَاَدْءَا ظُهُوْرِهِمْ
 یعنی پس پشت اپنے کہ صلا اتفات اسکی طرف نہیں رکھتے ہیں اور لفظ اور معنی اس کے کو نہیں دیکھتے
 ہیں اور جب کتاب پس پشت ہوا صلا مطالعہ اور درس اور تکرار میں کام نہیں آتی ہو پس لوگ
 سبب اس حرکت کے نے برکت ہوئے کہ کَاثُفُھُ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی گویا کہ وہ کچھ نہیں جانتے ہیں
 پس جہل مطلق کو اختیار کیا اور کتاب الہی کو چھوڑا اس جگہ سے معلوم ہوا کہ انکو سارے کتاب اپنی کے
 بھی ایمان حاصل نہیں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہودی توریت کو دیا اور
 حرب کے غلافوں میں رکھتے تھے اور رسول نے اور لاجور دے مٹا کر تھے لیکن حلال اس کے کو حلال
 نہیں جانتے تھے اور حرام اس کے کو حرام نہیں مانتے تھے ہوا سٹے حق تعالیٰ نے انکے حق میں فرمایا کہ انھوں
 نے کتاب الہی کو پس پشت پھینکا یا مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ ایسے عمل کرنے سے ڈریں اور وہ پے علم
 اور عمل کتاب اپنی کے میں اللہ اَدْرُفَا اور کاش یہ یہودی اور اسی قدر کے کفایت کرتے لیکن
 انھوں نے کتاب الہی کو پس پشت ڈالا وَاَتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّیْطٰنُ یعنی اور یہودی کی ان
 منہوں کی کہ پڑھتے تھے شیاطین جنوں اور آدمیوں کے صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی ارجع عہد بادشاہت حضرت سلیمان علیہ السلام کے اور قصہ اسکا ایسا تھا کہ حق تعالیٰ نے
 حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی عالم دی تھی اور تمام مخلوقات خواہ جن خواہ انسان یا جانور
 وحشی اور ہوا وغیرہ کل زیر حکم انکے کیے تھے پس انکے عہد میں شیاطین جنوں کے بھی آدمیوں کی
 صوت میں تشکیل ہو کر بڑے بڑے کام مشکل جیسے غماہی اور سنگ تراشی اور بلند عمارتیں بنانی
 اور حوض اور قلعہ تیار کر لینے اور عجیب ملکوں اور نقش کھینچنے میں مصروف تھے چنانچہ ہر مری حکم
 قرآن مجید میں مذکور ہے اور اس سبب اختلاف آدمیوں کا جنوں کے ساتھ بے پردہ کے ہو گیا تھا
 اور اپنی شست بر خاست کرتے تھے اور شیاطین آدمیوں کے سامنے عجیب و غریب کام اپنے ظاہر
 کرتے تھے اور فرشتہ جنہیں کہ الفاظ صریح شرک کے تھے جیسے کہ نام بتوں اور شیطانوں پہلے مانے کہ
 پہکائے اور کافر کرنے میں پیشوائے تھے آدمیوں کے سب پر پڑھتے اور بسبب پڑھنے انکے کے بڑی بڑی
 عجیب چیزیں ظاہر ہوتیں اور ان امور کے صادر ہونے کی دو وجہیں اول یہ کہ جن کی پیدائش اور
 آدمی کی پیدائش میں بہت تفاوت ہے پس واسطے مگر اور کرنے آدمیوں کے بسبب ان منتروں کے
 شیاطین جنہیں عجیب و غریب ظاہر کرتے اور کسی کی گردن توڑتے اور کسی کا پاؤں باندھ لیتے اور کسی کے
 شکم کے اندر اگر درو پیدا کرتے اور بعضے وقت میں کسی آدمی کے اندر تاثر میں ناشائستہ ڈالتے اور
 جو وقت وہ فصول اسکے اوپر پڑھا جاتا چھوڑ دیتے اور اسکو آرام ہو جاتا تاکہ آدمی عقائد تاثر ان
 منتروں کا کر کے تعظیم بتوں اور شیاطین پیشوائے کی بجائے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جنوں کے فعل
 بنسبت افعال آدمیوں کے حکم خوارق عادت کا رکھتے ہیں جو ہر مری جبر ہے کہ ارواح بعضے ماریوں
 نے سترت اور خباثت میں حکم جنیوں کا پیدا کیا ہے کہ بالطبع اس بات کو چاہتے ہیں کہ ہماری عبادت
 اور تعظیم اور پرستش کجائے اور چاہتے ہیں کہ آدمی ہماری طرف جمع کریں اور جنوں کے شیطانوں نے بعضے
 منتر کہ جنہیں تعظیم اور الخاطر ان ارواح کے کا حقہ پالی جانے آدمیوں کو تعلیم کرتے تھے اور سجدہ
 اور قربانی ان ارواح کی اور اور کام تعظیم کے ان منتروں کے پڑھنے کی شرائط مقرر کرتے تھے
 تاکہ آدمی شرک اور گمراہی میں گرفتار نہ ہوں اور انار عجیب ان کاموں کے اوپر مرتب ہوتے تھے رفتہ
 رفتہ یہ حرکت ناشائستہ اور عمل بد انکا مشہور ہو گیا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام بھی
 اسکے اوپر مطلع ہوئے اور آصف بن برخیا کو کہ وزیر ان کا تھا حکم فرمایا کہ شیطانوں کو نماز کر کے

عجیب

وہ

وہ

وہ

وہ

وہ

وہ

وہ

وہ

وہ

وہ

وہ

وہ

وہ

تفسیر

وہ سبھی راہ
بہک گئییہی ہونے کی طرح
تم اپنے پیغمبر سے ایسے
سوال مت کرو کہ
مثلاً یہ لایا گیا کہ ہر فرد
رکھا جائے یا غم
لوگ اس حکم
سے خوش نہیں
ہیں، یا کوئی خدا
سے کام سے باز نہ
ہو، یا اس کو غم
مناسب نہیں لگتا
بات نہ کرو اور ایمان
کی بات نہ چھوڑو
کفر کی بات نہ چھوڑو
کرنا سبھی

جو کچھ ان کے پاس اس قسم کی چیزوں سے جو سب کو جمع کر کے اور لکھو اگر نیچے کرسی لاری کے دفن کرواؤ
بعد اسکے قید کر دو کہ شیاطین اور آدمی آپس میں نشست و برخاست نہ کریں اور طریقہ تعلیم اور تعلم کا
انکے درمیان جاری نہ رہے جب تک کہ حضرت سلیمان زندہ تھے یہی طریق باقی رہا بعد وفات حضرت
سلیمان اور آصف برخیا کے شیطانوں نے آدمیوں سے یہ اصرار کیا کہ حضرت سلیمان نے سحر اور
جادو کے زور سے یہ تمام سلطنت حاصل کی تھی کہ ہوا اور جانور وحشی و جن اور انس انکے سحر ہو گئے
تھے اور اس نام سحر کو اپنی کرسی کے نیچے دفن کر کے اس جہان سے چلے گئے ہیں اب تم میرے ہو کہ اس
مکان کو کھود کر ان کنہوں کو نکالو اور موافق اسکے عمل کرو تاکہ مانند حضرت سلیمان علیہ السلام کے
تمھارے ہاتھ سے بھی عجائب اور غرائب ظاہر ہوں آدمیوں نے سب سے پہلے ان شیطانوں کے
کتاب کو بوجھ نکال لیا اور ان منتروں کو پڑھنا شروع کیا اور خاص عجیبہ نہیں پائے یہاں تک کہ تورات اور
علوم دین کا شغل بالکل متوقف ہوا اور تمام ہمت انکی اوپر حاصل کرنے علم سحر اور افسوس بخاری کے مصروف
ہوئی اور جب تک شیطانوں کو گمراہ کرنا انکا مشغور تھا ان منتروں کے پڑھنے سے خوب تابعداری کرتے
اور آثار بھی خوب طرح سے اس کام پر ظاہر ہوتے اور جب وقت شیطانوں نے دیکھا کہ یہ گمراہی کے گڑھے
میں گر پڑے اور اچھی طرح کتب الہیہ سے روگردانی کی بعد اسکے ان منتروں کے پڑھنے
سے اطاعت بجا نہ لائے اور اس کام سے دست کش ہوئے اور وہ تاثیریں کم ہونے لگیں پس
بسبب اس حادثہ کے کئی عجب سے ضرر پڑا یہودیوں کے دین میں پایا گیا اول سدر وانی کتابوں الہی
سے کہ علاج امراض و حالی کا انھیں میں تھا دوسرے اعتقاد کرنا تاثیر بتوں اور بڑے بڑے شیطانوں کے
ناموں کا اور بجالانا نذروں اور قربانیوں کا انکے واسطے کہ صریح کفر اور شرک ہی تیسرے بظنی کرنی بیچ
حق حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کے یہاں تک کہ انکار نبوت انکی کا کیا اور کہنے لگے کہ سلیمان اسلحہ
تھا زبردست چنانچہ ابن جریر نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے کہ یہودی آپس میں کہتے تھے کہ دیکھو
مصرح علی علیہ السلام کو کہ حق کو ساتھ باطل کے ملاتا ہے اور سلیمان علیہ السلام کو نبیوں کے ساتھ
میں ذکر کرتا ہے حال انکہ سلیمان ایک جادوگر تھا کہ بزدل و سرکش ہوا کے اوپر سوار ہوتا تھا حق تعالیٰ نے
دونوں کاموں یہودیوں کی یعنی اعراض کرنا کتب الہیہ سے اور اعتقاد کرنا تاثیر بتوں اور شیطانوں کے
ناموں کا ذریعہ فرمائی اور بڑی انکی ظاہر کی اور تیسرے امر کو کہ گمان جادوگری حضرت سلیمان

علیہ السلام کا تھا ساتھ اس عبارت کے رد کیا کہ وَمَا كُنْ فَرَسِيْلًا كَانِي اِدْرِكَرْ كَا فَرَقْتَا سَلِيْمًا
 علیہ السلام سبب اعتقاد تاثیر بتوں اور شیطانوں کے ناموں کے اور بجا الے نذر وں اور قرآن میں
 انکی کے کہ خبر سحر موقوف ہو اس واسطے کہ سلیمان پیغمبر تھے ساتھ اقرار ایک جماعت کثیر کے
 یہودیوں میں سے اور معصوم ہونا پیغمبروں کا کفر سے قطعی ہے بلکہ یہی ہوا واسطے کہ منصب
 نبوت کا ساتھ کفر کے منافات اور مخالفت صریح رکھتا ہو اور مبعوث کرنا پیغمبروں کا واسطے دور
 کرنے کفر کے ہے اور خود نبی کفر اختیار کرے تو نقصان غرض بعثت اُسکی کا لازم آوے وَلٰكِنْ
 الشَّيْطَانِيْنِ یعنی اولیٰک شیطانیں جن اہل اللہ کے کہ رو برو حضرت سلیمان علیہ السلام کے سبب دیکھنے
 معجزوں اُنکے کے ایمان لائے تھے اور مسلمانوں کے گروہ میں داخل ہو گئے تھے اور بیچ
 جو ہر ذاتی اُنکے کے شرارت اور کفر کا خمیر تھا بعد وفات حضرت سلیمان کے کہ مقتضائے
 خبت اصلی اپنے کے کفر و یعنی کافر ہو گئے اور تہمت جھوٹ کی اوپر سلیمان علیہ السلام کے
 باندھی کہ وہ بھی سحر اور جادو کرتے تھے اور بسبب انہیں اعمال خبیثہ کے جن اور انس
 اور وحوش اور طیور اور ہوا اور اُف و مخلوقات کو سحر اور تا بعد رکھتا تھا اور فقط ہی کہنے پر
 اور عقاد کرنے پر قناعت نہی بلکہ کہنا شروع کیا کہ لَيَعْلَمُوْنَ النَّاسُ الْتَحْصَا یعنی تعلیم کرتے
 تھے آدمیوں کو سحر کی باتیں تاکہ اور آدمیوں کو بھی مانند اپنے کافر اور جادو گرا دین اور آدمی
 ساتھ افزا اور جھوٹ اُنکے کے فریب کھا کر گمان کریں کہ سحر کے کرنے میں کچھ ہرانی نہیں ہوا
 ایسا پیغمبر عالمی قدر کس واسطے ایسا کام کرتا تھا جگہ جانا چاہیے کہ حکم سحر کا مختلف ہے اگر سحر
 میں قول یا فعل ایسا ہو کہ موجب کفر کا ہووے جیسے ذکر کرنا نام بتوں اور ارواح خبیثہ کا
 ساتھ ایسی تعظیم کے کہ لائق حضرت بالغزت کے ہے جیسے کہ ثابت کرنا عموم علم اور قدرت کا
 یعنی ہر شے کا علم باستقلال اور ہر شے پر قدرت اسی طرح کی اور غیب دانی اور شکل کشائی
 اسی قسم کی یا ذبح بغیر اللہ یا سجدہ بغیر اللہ اور مثل اُسکی اور کوئی شے باقی جائے تو
 بلاشبہ وہ سحر کفر ہے اور صاحب اُسکا مرتد ہوتا ہے اور ایسے ہی جو شخص کہ اس شے کا
 نسخہ واسطے کسی مطلب اپنے کے کہ وادے دیدہ و دانستہ کافر ہو تا ہو اور کفار
 مرتدوں کے اُسکے اوپر جاری ہیں اگر مرد ہے تو اُسکو تین دن کی مہلت دینی چاہیے

تفسیر

یہ ہے سبب باری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی

عین قال اور

انما عدت مال اور عدت مال یعنی خیر علیہ السلام

نہ سوال سے

منع فرمایا ہے

رق اور فرمایا ہے

لکھ دو کثرت

سوال و اختلاف

کے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

سحر کی مشقوں اور لکھنے کے حکم کی کتابیان

اور اگر کہے کہ میں نے ان شخص پر جو حکم تھا اتفاقاً نام اسکا موافق نام اس کے کا بڑا لگا کر اسکا حکم کے مقام میں ہوا اور اس میں تاثر اسکی ہو گئی پس قیل خطا کا ہوا حکام خطا کے اس پر جاری ہون کے اس جگہ میں ایک شبہ ہو کہ شرف ذہن میں آتا ہو حاصل اسکا یہ ہے کہ افعال خارق عادت کے کہ محض سادہ قدرت الہی کے صادر ہوتے ہیں اکثر اوقات اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتے ہیں مثل بدلنے ایک شے کے ساتھ شے دوسری کے اور بدلنے صورتوں کے اور ایسے ہی وہ افعال کہ مشابہ معجزہ پیغمبروں کے ہیں مانند زندہ کر دینے مردے کے اور طے کرنے مسافت طویل کے ایک سات میں اور مانند اس کے اولیاء اللہ سے کثیر الوقوع ہیں اور اولیاءوں کے حال دیکھنے والے ان فعلوں کو اولیاءوں کی کرامتوں اور مناقب میں دیکھتے ہیں پس اگر نسبت فعل الہی کی غیر کی طرف کفر تو اس مقام میں بھی کفر لازم آوے اور اگر نظر طرف بعیدیت ظاہری کے کی جائے اور کفر نہ کیا جائے پس ساحر کے حق میں کس واسطے حکم کفر کا کیا ہو بلکہ دعوتیں ہمسار الہی وغیرہ کی کرنیوالے اور عزیمتیں پڑھنے والے بسبب سیفی اور دعوت کے عجائبات گوناگون ظاہر کرتے ہیں اور مشابہت کمال درجہ کی ساحروں کے ساتھ انگلیں پیدا ہوتی ہے و جفر کی کیا ہو جواب اسکا یہ ہو کہ جو افعال خلاف عادت کے ہیں خواہ مشابہ معجزوں پیغمبروں کے ہوں خواہ اوجس سے تمام خاص قدرت الہی سے صادر ہوتے ہیں اور کسی کے ارادہ اور بجاوے سے پیدا ہوتے ہیں اور انہیں اولیاءوں کے افعال اور ساحروں کے افعال دونوں برابر ہیں فرق یہ ہو کہ اولیاء اللہ اور دعوت ہمار وغیرہ کی کرنیوالے اور عزیمت پڑھنے والے ان فعلوں کو نسبت طرف غیر خدا کے نہیں کرتے ہیں بلکہ طرف قدرت الہی کے یا خاص ہمار کے کے نسبت کرتے ہیں پس شرک لازم نہیں آتا ہو اور جاوہر گراں فعلوں کو طرف غیر خدا کے مثل ارواح غیبیہ اور بیرون کے نسبت کرتے ہیں یا خاص منتر و ادب و تون کے ناموں کے سے جانتے ہیں اور انسی واسطے ان فعلوں کو اپنے قابو میں سمجھتے ہیں اور تحت حکم اپنے کے شمار کرتے ہیں اور ان کاموں پر حلو ان اور اجرت لیتے ہیں اور مذہب ان اور قربانیاں واسطے ان ادراج غیبیہ اور ان منام باطلہ کے درخواست کرتے ہیں پس شرک صحیح لازم آتا ہو اور موجب کفر کا ہوتا ہو اور اسکی مثل ایسی ہے جیسے کہ شرکین افعال عادی خدائے تعالیٰ کو مانند فرزند عطا کرنے اور فراخی رزق اور شفا و مرخص اور اور کاموں کو جو شمل ان کے ہیں

جس کا

میں نسبت ہے

یعنی جو کفر کا

و ایسے ہو کہ اس کا

مذہب یا عقیدہ ہو کہ

نہ تو اس کا

مذہب یا عقیدہ ہو کہ

نہ تو اس کا

مذہب یا عقیدہ ہو کہ

نہ تو اس کا

تفسیر خلی

اور نماز کو رکھ کر

اور رکوع و ریزہ

اور ایست و اسط

جو جو بنیادیں

بجھو گے سب خدا

کے یہاں باؤں گے

تھکے کام دیکھتے

وفا کو ان کی

ان کی طرف سے

ان کی طرف سے

ان کی طرف سے

ان کی طرف سے

ان کی طرف سے

طرف ارواح خبیثہ اور بتوں کے نسبت کرتے ہیں اور کافر ہونے میں اور موحّد لوگ تاثیر اسرار
 الہی یا خواص مخلوقات انکی سے مثل تاثیر دواؤں اور بوٹیوں کے جانتے ہیں یا تاثیر دھانیاں
 بندوں انکے سے کہ وہ بھی جناب انکے سے درخواست کے لیے مطلب آری کر دیتے ہیں سمجھتے ہیں پس
 انکے ایمان میں کچھ خلل نہیں پڑتا ہوا ایسا ہی غیر متین غیر بین اب ہم متوجہ اس طرف ہوتے ہیں حقیقت سحر کی
 کیا ہوا تو قسم انکے کہتے ہیں اور کونسی قسم انکی موجب کفر کی ہوا کونسی موجب فتن کی اور کونسی صلاح کہ شریعت
 میں جائز ہو تفصیل اس بحث کی طول چاہتی ہو محال کیا یہ ہو کہ حقیقت سحر کی پیدا کرنی قدرت اور افعال
 عجیبہ کے ہو کہ خلاف عادت کے ہوں ساتھ ساتھ انکے کرتے اسباب خفیہ کے نے وسیلہ کہ انکے ساتھ جناب
 الہی کے سبب یا پڑھنے اسرار انکے کے اور بغیر نسبت ان فعلوں کے طرف قدرت انکی کے اور جب
 اسباب خبیثہ جہان میں کئی قسم میں تھو بھی چند قسم ہوا اور ضبط انقسام کا اس طرح ہو کہ سبب خفیہ اور حائیات
 کی تاثیر ہو یا تاثیر حائیات کی اور روحانیاں یا روحانیاں کلیہ مطلقہ میں مثل روحانیاں کو اکاب اور
 افلاک اور روحانیاں عناصر کے یا وہ روحانیاں جزئیہ میں خاصہ میں مثل روحانیاں امراض
 اور جن اور شیاطین اور نفوس مفار قری آدم کے کہ ان نفوس کو بعد سحر کرنے کے کسی کام اپنے
 میں ہندی لغت میں تیر کہتے ہیں ساتھ کسوف بار موحّدہ اور سکون یا کے اور جسمانیات کی
 تاثیریں عجیب عجیب یا سبب کیب اور جمع ہونے کیفیات مختلفہ کے ہوتی ہیں یا سبب خواص
 صور نوعیہ انکی کے بلا واسطہ کیفیتوں کے مثل جذب کرنے مقناطیس کے لوہے کے تین تہجہ انکے
 طریق حاصل کرنے مناسب کلمات روحانیاں کے اور حاصل کرنے تاثیر و انکی کا یا ذکر انکے ناموں کا
 اور التجار کرنی طرف انکے ہو موافق شرطوں مقرر کی ہوئی کے یا کلین اور صورتیں مناسب بنا کر
 عمل مرغوب انکے بجالانے یا ایسے کلام پڑھنے کہ مفردات اس کلام کے بغیر ملاحظہ نہ کر سب کے اشارہ
 طرف عظمت اور بزرگی کسی روح کے ارواحوں میں سے کرین یا طرف کسی فعل عجیب کے کہ اس سے
 بیج کسی وقت کے صادر ہوا ہوا اور زبان حاصل اور عام کو ساتھ موج اور ثنائی انکی کے جاری کیا ہوا
 قسم قسم کے باعتبار ان شغلوں کے بہت سے ہوا جو دیکھ لیں جو کہ راہ اور معمول ہو کئی قسم ایک
 زمین سے کہ عمدہ قسموں میں سے ہے جاودہ کلامین اور جاودہ جابل کا ہو کہ حضرت ابراہیم
 علی نبینا وعلیہ السلام واسطہ رو کرنے مذہب باطل کے عقیدوں انکے کے مبعوث ہوئے تھے

اور (اہل کتاب)

کہتے ہیں کہ جنت

میں ہوا اور انصاری

کے سوا دوسرا

کوئی نہیں بنا سکتا

اور اصل اس علم کی ہاروت اور ماروت سے نکلی ہو کہ بابل کے لوگ اُنہیں سیکھ کر کام میں لائے اور اُسکے اندر انھوں نے بہت تمق اور تامل کیا اور کلدانیوں نے کہہنے والے بابل کے تھے بہت مشغول اس علم کے تھے اور تواریخ معتبرہ میں لکھا ہے کہ بابل کے حکیموں نے مروہ کے عہد میں بیچ شہر بابل کے کہ تختگاہ اُسکا تھا چھ طلسم تیار کیے تھے کہ عقلیں اور وہم اُنکے دریافت کر نہیں حیران نہیں ایک یہ کہ ایک بطنانہ کی بنائی تھی اور اس میں یہ بات لکھی تھی کہ جو بوقت کوئی جاسوس یا چور اُس شہر میں آتا تو اُس بطن میں سے آواز نکلتی کہ تمام شہر والے اُس آواز کو سُننے اور جاننے کہ مقصود اُس کا یہ ہو اور اُس جاسوس اور چور کو پکڑ لیتے دوسرے ایک نقارہ تھا کہ جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جاتی اُس نقارہ کے پاس آتا اور چوبیس بار اُس بطن میں سے آواز آتی کہ فلائی چیز تیری فلائی جگہ ہے اور بعد جست و جو کے ویسے ہی نکلتی تیسرے یہ کہ ایک آئینہ بنایا تھا اور اُس سے غائب شخص کا حال معلوم ہو جاتا تھا اس طرح سے کہ جو بوقت غرض والا اُس آئینہ میں نگاہ کرتا شکل اُس غائب کی اُس آئینہ میں ظاہر ہوتی شہر میں یا جنگل یا کشتی یا ہاڑ میں جس جگہ ہوتا صوت اُنکی جس حال میں ہوتا بعینہ نہیں مشاہدہ کرتا اگر بیمار یا تندرست یا فقیر یا مالدار یا رنجی یا مقتول ہوتا ویسا ہی نظر آتا چوتھے ایک حوض بنایا تھا کہ ہر سال میں ایک دن اوپر کرنا ہے اُس حوض کے جشن کیا کرتے تھے اور سردار اور ہر شراف شہر کے حاضر ہوتے جو کوئی جو کچھ چاہتا خواہ شربت قسم قسم کے خواہ افشورے لاکر اُس حوض میں گرا دیتا اور جب پانی اُس حوض پر آدمیوں کے پلانیکے واسطے کھڑے ہوتے اور حوض میں سے نکالتے تو ہر شخص کو واسطے پیالہ میں ہی چیز نکلتی کہ آپ اُسے پیشتر اُس سے ڈال دی تھی یا چونچین ایک تالاب بنایا تھا واسطے فیصلہ کرنے جھگڑوں اور قصوں کے کہ اگر دو شخصوں میں کچھ جھگڑا دیریاں ہیں ہو جاتا اور حق ناحق معلوم نہ ہوتا اُس تالاب پر آتے اور اُسکے اندر گھستے جو کوئی ناحق ہو جاتا تالاب کا پانی ناف اُسکی سے نیچے نیچے آتا اور جو کوئی ناحق ہوتا پانی اُسکے سر پر آ جاتا اور اُس کو غرق کرتا لیکن اگر وہ شخص جھُٹا اپنے دعوے سے باز آتا اور امان جاتا تو نجات ہو جاتی تھیں مروہ کے محل کے دروازہ پر ایک رخت لگا ہوا تھا کہ اُسکے سایہ کے نیچے آدمی دربار والے بیٹھتے اور جس قدر آدمی زیادہ ہوتے جاتے سایہ بھی اُس رخت کا بڑھتا جاتا یہاں تک کہ اگر لاکھ آدمی ہو جاتے تو سایہ بھی اسقدر فراخ ہوتا اور جب لاکھ سے ایک آدمی بھی زیادہ ہوتا

خلیجی

تفسیر

رسد نقالی نے

فرمایا ہے کہ

جو کوئی آرزو میں

میں ان سے کہ

اگر چہ ہو تو

اس کی سند لاؤ

اب کتاب کہتے

تھے شہر لوگ اس کے

پیارے کیے پیارے

میں ہی لوگ شہر میں

پانچ گھنٹے اس کے گرد

اور اس پر مالی شغلیہ

ایسا ہی اس زمانہ میں

جی وہ لوگ جو بی کی

میں غافل ہیں

میں طرح کی تھی

اور میں طرح کی

باتوں کو دیکھ کر

میں ہنسے ہیں

میں غافل ہیں

بیان طعنا ت بابل

تفسیر

۴۰
ہین ان کو اس
خیال باطل پرند
چاہیے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
نے تو یہ فرمایا ہے
کوئی کلمہ مسلمان
نہو کا جب تک
ہو کہ اپنے باپ اور
بیٹے اور ساسا
جہان سے بڑھ کر
بڑا ہوگا اور جہنم کی
نشانی اور اس کا نتیجہ
فریاد ہے غیری کفر
کو پائے جسے غیری کفر
جسے غیری کفر
ہین جسے غیری کفر
ہین اور فریاد

بالکل سارہ نہتا اور تمام و خوب بین ہو جائے اور تھوڑو کو بھی کہ بادشاہ اٹکا تھا اس قسم کی باتوں میں بہت
تو غل تھا کہتے ہیں کہ قیسم سحر کی سب جادوؤں میں مشکل ہے اور اس کے حاصل کرنے میں بہت
وقت ہوا جبکہ اس قسم کے سحر میں کمال ہو چلے جو چاہے مخالف عادت ظاہر کرے اور موافق
عادت کے کام نہ کرتے ہے چنانچہ جن بیماریوں کا علاج طبیبوں سے نہ ہو سکے مثل برص اور جذام
اور زمامت اور عشق شدید سب کا علاج اس سے ہو سکتا ہے اس واسطے کہ ساحر ساتھ ساتھ دھاتیا
کے غیر کرتا ہے اور طبیب ساتھ استعانت جسمانیات کے اور کہہ اس صنعت کی یہ ہر کہ ہر جسم کے
واسطے آسمان سے لیکر عناصر و روایات تک ایک روح ہر کہ مدبر اس کی ہے اور تاثرین تمام جسموں
کی بطنیں ارواح کے ہیں اور جب ارواح تمام جہان کی اس شخص کی سحر ہوئی گویا مالک جہان کا
ہو گیا پس بغیر جنگ جہال کے دفع کرنا دشمنوں کا اور مغلوب کا منصف و ناکا اس سے ممکن ہے
چنانچہ اسطوئے حکیم برہا طوس اور بیداغوس کی نقل کی ہے کہ بیچ شہر بابل کے ورمیان ان دونوں
آرمیوں کے سناعت پڑی بیداغوس نے کہا کہ تجھ کو میری ساتھ کس طرح طاقت مقابل کی ہوئے
کہ منہج اور اصل سے مقابلہ سے عاجز ہیں برہا طوس نے جب یہ کلام سنا بیچ محرق بنا کر استعانت
ساتھ روح منہج کے کی اور بیداغوس کو بتلایا اور بغیر جنگ اور لڑائی کے شہر اسکا دفع ہوا
اور او شہر ہون میں بھی اس قسم کے قصے نقل کرتے ہیں جب حضرت ابراہیم پیدا ہوئے حق تعالیٰ نے
انکو تمام ہم اور زمین دکھائیں اور بکھو بیچ دست قدرت اس کے کے مجبور اور نے اختیار دیکھا اور یہ
مٹا اپنا پھیرا اور توجہ طرف اتنا حدیثی کے ہے چنانچہ سورہ انعام میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ
اس آیت میں وکذلت نوری ابراہیم ملکوت السموات والارض سے اٹی و جھت
و جی للذی فطر السموات والارض خیفاً و ما انا من المشرکین تک اور اس قسم کا سحر
کفر صرف اور شرک محض ہے اس واسطے کہ بیچ شہر انطا اس سحر کے کہ پندرہ ہین لکھا ہے
اول شرط یہ ہے کہ ارواح کو دلوں کے اوپر مطلع جائے اور ہر گز گمان عجز اور جہل کا اس کے حق میں
نہ کرے والا وہ ارواح اس کے کہنے میں نہ سہیگی اور مطلب کو نہ پہنچا دہیگی اور بھی بیچ کیفیت
دعوت و جانیاں کو اکب کے لکھے ہین کہ شروع ساتھ دعوت قر کے کرے اس واسطے کہ وہ قریب
عالم سفلی کے ہوا و ساتھ وسیلے اس کے کے دعوت عطار و کی علی ہذا القیاس دعوت قر کی ہین لکھی ہین

تفسیر غزیری

بانی مکتبہ اسلامیہ
دعوتِ اسلامیہ
چشمِ فاطمہ
عبدالرحمن بن عبدالمطلب
خاتونِ مطہرہ
ہمدرد

ان جتنے ہیں ان سے
کو پہنچا دیا اور وہ
نیکو کا بی بی اور بی بی
کے یہاں ٹھہرا
کو پہنچا دیا اور وہ
نیکو کا بی بی اور بی بی

بی بی سے ملا
جانِ ناز و نیاز
کچھ کو سونپا دیا
یہاں کی بھانجی
شہیناز اور کون

یا قریب سرحد کفر کے پہنچاتا ہو اور اکثر اس قسم کی ارواح کہ شہوت اور غصہ کی باتوں میں دگرگاری کرتی ہیں خبیث روحین ہوتی ہیں جیسے کہ منہ و یا فساد کی پس اختلاط نباتات کا بھی اس عمل میں لازم آتا ہو اور قسم چوتھی اُس سے فاسد کرنا تخیل کا ہو کہ بواسطہ بعض ارواح جنیوں کے آدمی کے خیال میں تصرف کرتے ہیں یہاں تک کہ انکو جو چیز موجود نہیں نظر آتی ہو یا صوتوں ہولناک اپنے خیال میں آتی ہوئی سے ڈرتا ہو یا حرکتیں کہ واقع میں نہیں انکو موجود جانتا ہو اور اس قسم کو نظر بندی اور خیال بندی کہتے ہیں اور بیچ قصہ جادو و گردن و عیون کے اس آیت سے بخیل البیہ من صحرہم انھا تفسی اسی قسم کا سحر سمجھا جاتا ہو اور اس قسم کا سحر اگر بیچ مقابلہ معجزے کے واسطے دو کر کے ولات اُس معجزہ کے یا بچہ مقابلہ اولیاء اللہ کے جھگڑنے کے واسطے کیا جاوے حرام اور کبیہ ہو اور ایسے اگر سبب اس خیال بندی کے کسی کو دعا دیں اور آبرو اور مال اُسکے کی خیانت کریں تو بھی کبیہ ہوتا ہو اور اس قسم کا سحر فی نفسہ کفر نہیں لیکن جس وقت تصرف بیچ خیال کسی شخص کے کرتے ہیں تو انجا کرنے طرف ارواح جنیوں کی یاد کر کے ناموں بٹے بٹے جنوں کی حاجت ضرور پڑتی ہے اگر وہ التجا اور ذکر کمال درجہ کی تعظیم کے ساتھ پایا جاوے تو کفر لازم آوے اور قسم با پنجوین صحرا صحاب او نام کا ہو کہ بیشتر منہ و دین اسکا رواج بہت تھا اور اب نام و نشان اُس کا موجود نہیں اور اسکو تعلیق الہم بھی کہتے ہیں اور طریق اُسکایہ ہو کہ جو شہو مطلوب ہو انکی صوت کو سامنے رکھ کر وہم کو واسطے حاصل کرنے اُسکے کے متعلق کریں اور شرطیں اس تعلیق کی مثل کم کرنا غذا کا اور پاک طرف ہونا آدمیوں سے اور مثل اُسکے اور باثیر عجل میں لاویں تاکہ وہ مطلوب حاصل ہو اور حکم اس قسم کا یہ ہو کہ اگر کوئی غرض مباح اُسکی ساتھ ارادہ کریں جیسے جدائی ڈالنی درمیان دونوں کے یا ہلاک کرنا کسی ظالم اور کافر کا پس مباح ہو اور اگر کسی غرض منہ و کا اس ارادہ ہو جیسے جدائی ڈالنی درمیان میان بی بی کے یا ہلاک کرنا نفس معصوم کا ہو تو حرام ہو حاصل یہ ہو کہ فی نفسہ قبیح نہیں تابع فعل کے ہو اگر فعل مباح کے واسطے کیا ہو تو وہ بھی مباح ہو اور اگر فعل حرام ہو تو وہ بھی حرام ہو اور قسم چوتھی سحر بیج کا جو یعنی بسبب خواص اشیاء کے فعل عجیب صادر کرتے ہیں اور وہ خواص کسی کو معلوم نہیں ہوتے ہیں جیسے کہ کوئی چاہے کہ انکلیوں کو روشن کرے تو تھوڑا سا بورہ کا بیلی سر کر میں تر کر کے تھوڑا کھنکھوڑا کر دیا اُسکے ساتھ ڈال دے اور انکلی بیٹھ جائے اور لفظ اہم مقام میں ڈالتے

پس اگر کسی مجلس میں شیخ یا چراغ جلتا ہو اور اُن انگلیوں کو اُگے چراغ کے بجائے تِن اُگے لگا دیں اور انگلیاں نہ جلیں گی اور قسم ساقین سحر جِل کا یہ کہ سات استعانتِ آلاتِ عجیبۃ الصنعة کے امور نادر پیدا کرتے ہیں اور بنائے اُن آلات کا اکثر اِدھر پر تعقیق اور ریاضتوں کے موقوف ہونا ہی مثل جِل ہی موسیٰ اور آلاتِ ساعتوں پہچانے کے کہ اہلِ فرنگ بناتے ہیں اور قسم آٹھویں سحر شجرہ بازی کا اور ماتہ جالاکا کا یہ کہ بہت مرد اور عورتیں واسطے متعجب کئے آدمیوں کے عمل میں لاتے ہیں اور سببِ خفی اِس قسم کے سحر میں حرکتیں پوشیدہ کرنی اور بدل دینا امثال کا جلدی سے ہو اور بچہ متینوں قسم کے سحر نہ کفر ہیں اور نہ حرام ہیں مگر یہ کہ کوئی غرض فساد راہہ کریں پس اِس سبب سے حرمتِ بانی جاوِگی آجکے جانا چاہیے کہ اکثر اقسامِ سحر کی ذہین لوگوں اُستِ محمد علی صاحبِ اہل الصلوٰۃ والسلام نے اصلاح کی ہو اور کفر اور شرک اُسکے کو دور کر کے استعمال کیا ہو پس اصلِ اصلاح پہلی قسم کی دعوتِ علوی ہے کہ ملائکہِ علویہ کو سبب اُسکے تسخیر کرنے ہیں لیکن ساتھ ہتھانتِ اسماءِ عظامِ الہی کے اور قرآن کی آیتوں کے اور اصلاحِ قسم دوسری کی غیر متین اور دعوتِ سفلی ہے کہ زمین کے موکلات و جنوں کو سحر کرتے ہیں لیکن ساتھ ہتھانتِ اسماءِ الہی اور آیتوں کے نہ شائبہ کفر اور شرک یا تعظیمِ بغیر اللہ کے بلکہ ساتھ حکومت اور غلبہ کی اور اصلاحِ قسم تیسری کی حاصل کرنا ربط کا ساتھ ارواحِ پاک صاحبین اور اولیاء کے ہے کہ اکثر اِدھر بیٹریقہ والے عمل میں لاتے ہیں اور بیچ حاجتوں اپنی اور دوسروں کے نفع پاتے ہیں اور بیچ طریقِ حاصل کئے اُسکے بھی طہارت اور تلاوت اور بیچ ثواب اور صدقات کا واسطہ اُن ارواح کے منظور رکھتے ہیں اور اصلاحِ قسم پانچویں کی عقدِ ہمت ہے کہ اگر بر مشائخ اور اولیاءِ عظام سے واسطے حلِ مشکلات کے موقع میں آئی ہو اور تعلق بھی متعلق ساتھ ایک کیفیتِ عظمیٰ کے ہے کہ سببِ ستغراق کے چر ملاحظہ کسی اسم کے ہمارا الہی سے حاصل ہوتی ہے اور یہ موقوف ہو اور پر کمالِ پاکیزگی روح کے اور ترقی کرنے اُسکے کے عالمِ سفلی سے طرفِ عالمِ علوی کے اور اصلاحِ قسم چھٹی کی تمتق اور غور کرنا بیچ خواصِ آیتوں اور اسماء اور رقمون اور عددون اُنکے کے ہے اور ترکیبِ بنی بعضوں کی ساتھ بعضوں کے اور نقش کرنا و فقون مبارک کا کہ مختلف کا غنہ و اوج مختلف انخواص پر واسطے حاصل کرنے کسی مطلب نیاکے کرتے ہیں چنانچہ تعویذ و دن کی کتابوں اور خواصِ اسماء اور سورۃ قرآن میں مع قیو اور شروط کے اور تحسیر کی کتابوں میں تفصیل و بار

ترجمہ تفسیر عریضی

فوضی کا نام

کیسا غرض کہ

جیسا سعادتمند

غلام کو چاہیے

ٹھیک ٹھیک

سب کا نام ہے

ہرک خفی کی

سی رضی کے

سوا ف جالایا

پس نہ اسکو

سہمیں کیجئے

سچہ غم جس

میران باتوں

میں کسی ہوگی

سفیرِ وقت ہوگی

استغفر اللہ کیستو

و قال الکیفی کیستو

انصر علی شیئی

قالہ النضر

لنسیا

تفسیر غیبی

الْمُؤْمِنُونَ عَلَىٰ نَفْسِهِمْ
وَيُؤْتُونَ الْكَلِمَ
صَلَاتُكَ قَالَ
الَّذِينَ لَا يُلْقُونَ
مِنْ قُلُوبِهِمْ
يُؤْتُونَ الْكَلِمَ
صَلَاتُكَ قَالَ
الَّذِينَ لَا يُلْقُونَ

اور یہ ہونے لگا
تفسیر کا دین
کچھ ہی نہیں
اور قصہ دی ہے
کہ یہ ہونے لگا
کچھ ہی نہیں
ملا لاکہ دے سب

بیان ہوا بسبب نبیئت اس علم کیجہ خواص دوسری اشیاء کے عنصروں میں سے اور خواص
برج اور چون اور شرف اور وبال کے بھی تعق کرتے ہیں اور اس میں ذکر اس کو ملا ہے جن جن
کلام و قصہ سحر کی ہی ہے کہ کفر اور شرک تک پہنچنے اور اعتقاد و تاثیر ستاروں اور ارواح مدبرہ
یا ارواح خبیثہ شیاطین کا اس میں ہوا اور موقوف ہوا اور التجا کرنے کے طرف غیالہ کے اور
اسباب میں طرح سے مصروف ہونا اور خیال کرنا کہ مطالعہ قدرت مسبب کے سے غافل کہے جب
یہ وجہ قبیح بالکل زائل ہو جائے پس اہل حرمت اور اغراض مقصودہ کے چاہیے
ان خیرا وغیرہ ان شرا فتنہ اگر نیک ہی پس یہ بھی نیک ہی اور اگر مہر پس یہ بھی بد ہے
اور سحر ہو وہ اکثر انہیں استعانت ساتھ ارواح شیاطین کے اور ذکر کرنے ہمارا نیک کے تھی
یا پڑھنا ستروں کا کہ معالیٰ لکے اہل تھے اور تصویر صورتیں مغربہ اور مہربہ کی پائی جاتی تھی اسلئے
مقام برائی کے ہاں فرمایا اور یہ لوگ فقط ہی کے اور کہ شیاطین نے سچ محمد حضرت سلیمان
کے انڈیا تھا کتنا نہیں کہتے تھے بلکہ تلاش کرتے تھے اور ڈھونڈتے تھے وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ
الْمَلَائِكَةِ بِبَابٍ وَلَا دُورٍ وَمَا دُونَهُ أَوْ سَمِعُكَ نَازِلٍ هُوَ اتَّخَذَ دُورًا وَ
فَرِشَتُونَ کے کہ بابل میں تھے نام انکا ماروت اور ماروت اور یہی قسم پہلی سحر کی تھی کہ مذکور
ہوا اور یہ سحر کفر اور محض شرک ہی ہوا اسلئے کہ ارواح مدبرہ عالم برابر خدا کے جانتا ہے اور
انکے واسطے وہ افعال کہ خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں جیسے کہ حمد و ثنا اور اعتقاد
عموم علم اور قدرت اور غلبہ اور عظمت کا بجا لانا ہے بخلاف تخریج اور شیاطین اور پڑھنے ستروں
مہلہ المعانی کے کہ اس میں احوال تخریر سیلابی اور قہری کا بھی ہو سکتا ہے یعنی بزور انکو سحر کر لیا
اور معانی ان ستروں کے میں جمال صحت کا اور فساد کا دونوں ہیں شرک صیح اور کفر ظاہر کا اس
قسم میں حکم کرنا ثابت نہیں ہوتا ہے اور فرق بیچ سحر ماروت و ماروت اور سحر کلہ رائیں اہل بابل
کے کہ ان سے سیکھا تھا یہ تھا کہ ماروت و ماروت کو یہ قدرت بھی عطا ہوئی تھی کہ فقط تاثیر انکی سے
بغیر محنت اعمال شاقہ کے سچ سحر کرنے اور ولاح کے اتصال ساتھ روح خبیث کے حاصل ہوتا تھا
اور انرا اتصال کا بیچ جو ہر روح طالب کے ثابت اور حکم ہو جاتا تھا اور کسی تہذیب سے دور نہیں
ہوتا تھا اور کلہ رائیں اور اہل بابل بیچ حاصل کرنے مناسب اور اتصال کے ساتھ

اور اوج کے شقیں کھینچتے تھے اور پھینک دیتے تھے اور لوگوں میں اختیار کرتے تھے اور پھر بھی ہمت نہ ہوا
اور سوخ میں نہ رہا ہوتا تھا دلیل اس تاثیر قوی ہاروت اور ماروت کی یہ ہو کہ حاکم ساتہ سندھ کے
اور پھر بھی سچ سنن اپنی کے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت لایا ہو کہ انھوں نے
فرمایا کہ ایک عورت موتہ بخندل کے لوگوں میں سے بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھ کو آنحضرت سے کچھ دریافت کیا جاتا
ہو کہ انھوں نے رحلت فرمائی جب پاس کیے آئی اس سے پوچھا میں نے کہا کہ بائیں حاجت اپنی اور
سوال اپنا کہہ اسنے کہا کہ میرا ایک شوہر تھا کہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتا تھا اور ہرگز موافقت میرے
ساتھ نہ کی نہ ہوتی تھی میں اس سبب سے بہت تنگ دل اور رنجیدہ ہوتی تھی فقہ ایک بڑھیا عورت
میرے گھر آئی اس سے شکایت اس بات کی میں نے کی اسنے کہا کہ جو کچھ میں کہوں اگر تو اس طرح کرے تو
شوہر تیرا مانند غلام کے فرمانبردار تیرا ہو جائے گا کہ میں نے اللہ تیرا کہنا بجالاؤں گی جب پچھلی رات
ہوئی وہ بڑھیا رو بہو میرے آئی اور ساتھ اپنے دو کتے سیاہ لائی ایک کتے پر آپ سوار ہوئی
اور دو میرے کتے پر چڑھ کر سوار کیا اور چلے ہم ایک لمحہ نگرا کہ بابل کی زمین میں پہنچے دیکھا کہ
اُس جگہ دو شخصوں کو پاؤں اُپر کو اور سیر کر کے لٹکا رکھا ہوا ان دونوں مردوں نے مجھے پوچھا
کہ کسوٹے آئی تو میں نے اس بڑھیا کے سکھانے سے کہا کہ واسطے سکھنے سحر کے آئی ہوں ان دونوں شخصوں
نے کہا کہ سحر کفر ہے سبب سکھانے اس کے کافر مت ہو واپس گھر چلی جائیں کہ میں گز گھر کو بخاؤں گی بغیر
سکھنے جادو کے ہر چند کہ منع کرتے تھے اور میں اصرار کرتی تھی جب بیت میںے مبالغہ کیا مجھے کہا کہ اس نور کے
پاس جا اور نہیں بیشاب کہ اور میں تو کی طرف گئی لیکن اس نور کے دیکھنے سے خوف مجھ غالب ہوا اور
رونگے کھڑے ہو گئے پھر گئی اور رو بہو لنگے پہنچی میں اور کہا کہ میں بیشاب کر آئی ہوں نے کہا کہ ایک
دیکھا تو نے کہا میں کچھ نہیں پھر انھوں نے کہا تو جھوٹی ہو بیشاب تو نے نہیں کیا جواب بھی
تیرے حق میں بہتر یہی ہو کہ اپنے گھر چلی جا اور کافر نہ ہو میں نے کہا کہ میں ہرگز نہیں جاؤں گی انھوں نے
کہا کہ جا اور نور میں بیشاب کہ پھر نور کے پاس گئی بھر وہی حالت پیش آئی یہاں تک کہ تین بار
اسی طرح ہوا چوتھی فجر حرات کے اس نور میں نے بیشاب کیا دیکھی ہوں کہ ایک سو گھر ڈرے گا
نورہ پوشن تیار بند کر پیر تک ہے میں غرق میرے مدین سے نکلا اور آسمان کی طرف

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

تفسیر خلیلی

کے لئے ہیں اور
نئے دلیل پر
کو حق پر اور رب
کو باطل پر
پھر اسے ہیں
اب یہ جھگڑا
قیامت میں خدا
چلائے گا غرض
ایماندار کو جائے
کہ ہر وقت
حق کی تلاش
میں مشغول رہے
اور جہان حق
اسے اس کو
قبل ہی کرے
افسوس کہ یہی
حالت ہے بہت
میں بھی موجود
ہے کہ اگر

اگر چلا گیا اور میری آنکھ سے غائب ہو لینے انکے روبرو جا کر بیان کیا انھوں نے کہا سچ کہتی ہو یہ سوا
زرد پوش ایمان تیرا تھا کہ تیرے اندر سے نکل کر چلا گیا اب جا کہ فن سحر میں کامل ہو گئی تھیں اس بُھڑے
کہ رفیق میری تھی کہا کہ میں جادو دیکھنے کو آئی تھی اب تک کچھ نہیں سیکھا اور نہ انھوں نے مجھ کو کچھ
سکھایا پس مطلب میرا چل نہوا اس بُھڑے نے کہا کہ تو زمین جانتی ہو تعلیم اُنھی اسی طرح ہوتی ہے
اب تو جس چیز کو جس طرح کہیگی ویسی ہی ہو جاوے گی میں نے کہا کہ مجھ کو کس طرح یقین آوے اس بُھڑے نے
کہا کہ ایک دانہ گیہون کالے اور زمین میں ڈال دے اور کہہ کہ زمین میں سے نکل کر سبز ہو جا اور
میرے کہنے کے سبز ہو گیا پھر میں نے کہا کہ بڑھ جا بڑھ گیا پھر میں نے کہا کہ خوشہ لے آیا خوشہ لے آیا پھر میں نے کہا
خشک ہو جا خشک ہو گیا پھر میں نے کہا کہ آنا ہو جا آنا ہو گیا پھر میں نے کہا کہ روٹی بچھوئی بچھوئی پک کر
تیار ہو گئی جب میں نے یہ حالت دیکھی کہ جس چیز کو کچھ کہتی ہوں ویسی ہی ہو جاتی ہے اب میرے دل میں
افسوس و زحمت بہت اوپر چلے جانے ایمان اپنے کے آتی ہے اور قسم خدا کی کھاتی ہوں اور ماتم
مسلمانوں کی کہ اب تک میں نے کسی کے حق میں بدی نہیں کی اور نہ کوئی اب و صاف پیغمبر خدا کے
شکر آئی تھی کہ اُن سے کوئی تدبیر پوچھوں تاکہ ایمان میرا بچا دے جب کہ انکو نہیں پایا میں نے نہایت
حسرت میں ہوں میں حضرت ام المؤمنینؓ نے فرمایا کہ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بہت موجود ہیں اُنکے پاس جا کر پوچھو وہ عورت سب اصحاب کے پاس گئی اور حال پنا بیان کیا
کسی نے صحابہؓ سے جرأت نہ کی کہ واسطے آجائے ایمان اُسکے کہ کوئی تدبیر بتلا دے مگر ابن عباسؓ نے
اور بعضے اوروں نے کہا اگر ابراہیمؑ اور بابؑ تیرے دونوں زندہ ہوں یا ایک اُن میں سے زندہ ہو تو تجھ کو کفایت
ہے خدمت اُنکی بجا لانا کہ ایمان تیرا طرف تیری پھر آجاوے گا اور ابن المنذر نے ادزاعی سے
روایت کی ہے اور وہ ہارون بن رباب سے نقل لایا ہے کہ میں ایک من عبد الملک بن مروان کے
پاس کہ بادشاہ وقت کا تھا ملاقات کے واسطے گیا دیکھا میں نے کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے کہ واسطے اُسکے
مسند ڈال رکھی ہے اور ٹیکہ رکھا ہوا ہے و بار کے آدمیوں سے پوچھا میں نے کہ یہ کون ہے کہ برابر بادشاہ
کے مسند پر بیٹھا ہے کہا اُنھوں نے کہ بزرگی اس شخص کی اس سبب سے ہے کہ ہاروت اور ماروت
کو دیکھ آیا ہے کہا میں یہی شخص اُنھوں نے کہا ہاں آگے اُسکے گیا میں اور سلام کیا اور کہہ
میں کہ میرے سامنے بھی قصہ ملاقات ہاروت اور ماروت کا بیان کرو مجھ کو اس کہنے کے

اشک اسکی آنکھوں سے جاری ہوئے اور کہا کہ قصہ میرا یہی کہ میں نوجوان تھا اور باپ میرا
 چشتین میں مجھ کو چھوڑ کر مر گیا تھا اور بہت سا مال چھوڑا تھا اور وہ تمام مال میری والدہ کے ہاتھ
 تھا اور میری محکومت چاہتی تھی جو کچھ اس سے مانگا دیدیتی اور نے دھڑک جا یا صرف کرتا اور
 میری ہرگز مجھے نہ چھٹی کہ تو اس مال کو کیا کرتا ہو جب ت بہت گزری اور جوان ہوا میرے
 دل میں آیا کہ اپنی مائے پوچھوں کہ اس قدر مال میرے باپ کو کہاں سے ملا تھا جا ہی تاکہ
 دریافت کیا میں نے اسے کہا کہ اے بیٹے تجھ کو اس پوچھنے سے کیا مطلب ہو کھا اور عیش کرو جو قدر
 صرف چاہئے تو کرو حال اس مال کا مت پوچھ کہ یہی اچھی بات ہی میں نے سب سے اس کلام کے بہت
 مبالغہ کیا والدہ میری ٹکڑے اندر لے گئی کہ ڈھیر مالوں کے اٹھکے تھے اور کہا کہ یہ ب ملک تیری ہو
 کئی پشت تیری کو کفایت ہو تجھ کو کیا پرواہ ہے کہ وجہ کس مال کی تو دریافت کرتا ہو میں نے کہا کہ مجھ کو
 ضرور بالفروض نشان دینا چاہیے کہ ہر قدر مال کثیر کس جسے جمع ہو سکتا ہو اسے کہا کہ باپ تیرا سحر تھا
 اور یہ تمام مال سحر اپنے سے جمع کیا تھا جب بات سنی میں نے اپنے ذہن فکر کیا کہ مال موروثی پر کفایت
 کرنی بے بہت لوگوں کا کام ہو مجھ کو چاہیے کہ میں بھی سحر سیکھوں اور جیسا کہ باپ میرے لئے اتنا مال
 جمع کیا تھا میں بھی ساتھ زور بازو اور بائے مردی اپنی کے جمع کروں اپنی والدہ سے میں نے دریافت کیا
 کہ کوئی شخص خاص رول اور رفیقوں میرے باپ کے سے اس ملک میں باقی رہا ہو کہ میرے باپ کے ہمیدوں
 سے واقف ہو اور جو حال کہ میرے باپ کے پاس تھے انکو بھی معلوم ہوں کہ ماں فلانا شخص فلا نے قصہ میں
 رہتا ہو میں نے سامان سفر کا درست کیا اور اس شخص کے پاس پہنچا اور نہایت ادب سے سلام کیا اور آگے
 اس کے پیٹھا اس نے مجھ کو نہ بچانا اور پوچھا کہ کون ہو تو اور کہا نے آیا تو کہا میں فلا نے شخص کا بیٹا ہوں
 کہ دوست تھا اور تھا جب نام میرے باپ کا سنا مجھ کو گلے لگا یا اور بہت شفقت کی اور مجھ کا کہا
 بعد ا کے پوچھا کہ کیا حاجت تجھ کو ہو اور کس مطلب کے واسطے آیا ہو تو باپ تیرا اتنا مال چھوڑ گیا
 کہ کئی پشت تک تجھ کو کافی ہو اور کسی کا محتاج نہ ہو گئے کہ اس واسطے احتیاج مال کے نہیں آیا ہوں بلکہ
 سحر سیکھنے کے واسطے آیا ہوں اسے کہا اے لڑکے ہرگز یہ خیال مت کر کہ میں کچھ فلاح نہیں دے گا میں نے کہا
 بیچھا نہیں چھوڑا کہ جب تک مجھ کو ماند باپ میرے کے جادوگر کامل بنا دو وہ ہر چیز نصیحت کرتا تھا میں نے انہیں
 اتنا تھا ناچار ہو کہ کہا کہ تمہارا کھانا دن اور فلائی ساعت آجائے جب دن اور وساعت آئی تو

خجلی

تو سلمان ہر

ربک دوسری

ربک کرنے میں

اور لاشی

میں خدا سبھی

نصیب سے آئیں

اور انجان سے

مرا دعب کے

لوگ ہیں آگے

حضرت ابراہیم

علیہ السلام کے

دین ہر پھر

چھ بیک کہ

نہ پوچھنے لگے وہ

نہ لوگ کہتے

ہج دین کو

حق بنائے

نہ اور

ربک نہ

تفسیر غریب

بہت دلگداس

دھوکے میں رہا

بہت

کس آئین

وہی فکر و فکر

میں خدا کا

وہی فکر و فکر

اور وہی فکر و فکر

ان کے خلاف

حاکم کے خلاف

اللہ کی طرف

لکھ رہا ہے

عبداللہ

میں تیار ہو کر گیا اور ایسا وعدہ کا اُس سے چاہا وہ مجھ کو قسین دیتا تھا اور منع کرتا تھا اور میں اُس کا
 پیچھا نہ چھوڑتا تھا یہاں تک کہ لاچار ہو کر کہہ کر تجھ کو ایک جگہ لجا ہوں لیکن خبردار اُس جگہ خدا کا نام
 بوجھو کہ ہر ایک ایک نقب کے اندر کہ زمین کے نیچے تھا لیگیا مینے اپنے خیال میں شمار کیا کہ
 تین سو اور کتنے زمین طے کیے اور ہرگز روشنی آفتاب کی اُس جگہ کم نہ ہوئی تھی جب نیچے اُن
 زمین کے نیچے دیکھا ہم نے کہ ہاروت اور ماروت سے کہی نہجیوں میں بندھے ہوئے ہو امیں
 لٹکے ہوئے اور انھیں اُنکی مانند بڑی بڑی دھالوں کے اوپر لٹکے ہوئے بڑے چوڑے اور
 نیچے جھوٹ انکی ہولناک صورتوں پر نظر میری پڑی نے اختیار میری زبان سے نکلا لا اِلهَ
 اِلَّا اللہ بھروسے اس کلمہ کے پر وہ اپنے کو ہلانے لگے اور فرے مارنے شروع کیے یہاں تک کہ
 بعد ایک ساعت کے خاموش ہو گئے مینے اُن کے واسطے دوسرے مرتبہ کہا لا اِلهَ اِلَّا اللہ
 پھر انکی یہی حالت ہوئی تیسری دفعہ پھر کہا یہی حالت و پیش آئی بعد اسکے خاموش ہو کر کھڑے ہو امیں
 طرف میری آنھوں نے دیکھا اور کہا کہ تو جنس آدمی سے ہو کہا مینے ان مینے اُن سے پوچھا کہ تمہارا کیا
 حال ہو آنھوں نے کہا جھوٹ سے کہ ہم عرش کے نیچے سے آئے ہیں اور اس عبد میں گرفتار
 ہوئے ہیں کبھی اس کلمہ کو ہم نے نہیں سنا کہ ہم نے تیری زبان سے یہ کلمہ سنا مقام صلی اپنا ہوا یاد آیا اور اُن کے اختیار
 آہ و نالہ ہم نے کیا اب کہ کہ کوئی ست مین سے ہو تو مینے کہا کہ اُمّت محمد رسول اللہ صلعم کی سے
 آنھوں نے کہا ابا محمد مبعوث ہوئے کہا مینے ان مبعوث بھی ہو گئے اور وفات بھی پائی اور بعد
 وفات کے خلفاء اُن کے قائم مقام اُن کے ہوئے اور آنھوں نے بھی وفات پائی آنھوں نے کہا کہ اب
 اُسے اُنکی تابع ایک شخص کے ہیں یا گروہ گروہ ہیں کہا مینے تابع ایک شخص کے ہیں کہ حکو بادشاہ
 کہتے ہیں اس بات سے ناخوش ہوئے پھر پوچھا کہ آپس میں نفاق کہتے ہیں یا اتفاق کہا مینے
 دونوں میں آپس میں نفاق کہتے ہیں اس بات سے خوش ہوئے پھر پوچھا کہ عمارات اور کانات بحیرہ
 طبریہ تک بن گئے ہیں یا نہیں کہا مینے اب تک آبادی و مانع نہیں ہوئی اس بات سے بھی ناخوش ہوئے
 اور سکوت کیا کہا مینے کہ بسبب اتفاق اہم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تابع ہوئے ایک شخص کے
 کس واسطے طول اور ناخوش ہوئے تم کہا آنھوں نے کہ اصل اُنکی یہ ہو کہ ہم قریامت سے خوش
 ہوتے ہیں اس واسطے کہ عذاب ہمارا دنیا کی امت تک مابعد قات ہو جائیکہ عذاب موقوف ہو جائیگا

اور جب تک اُسٹ محمدیہ تابع ایک شخص کے ہی قیامت ہو رہی اور جب گروہ گروہ ہو جاوے گی
 قیامت نزدیک ہو جاوے گی اور ایسے ہی نفاق ولی اس اُسٹ کا دلیل قیامت کی ہو اور ہنچنا
 آبادی کا بحیرہ طریقہ تک بھی علامت قیامت کی ہوئے کہہ کہ مجھ کو کچھ وصیت کرو کہ انھوں نے
 کہ اگر تجھ سے ہو سکے کہ نہ سوئے تو مت سو کہ کارشکل پر پیش ہے پھر یہ شخص چلا آیا اور اُسے سحر
 نہ سیکھا اور قصہ ہاروت اور ماروت کا موافق اُسکے اور ابن جریر اور ابن ابی
 حاتم اور حاکم اور اوامیر بن نے حضرت ابن عباس اور حضرت امیر المؤمنین رضی علی کرم اللہ
 وجہہ سے اور عبدالمہدی بن عمر اور مجاہد وغیرہم سے نقل کیا ہے اس طرح ہے کہ جب بیچ
 زمانہ حضرت ادریس کے برے حال بندوں کے زمین سے طرف آسمان کی چڑھنے لگے اور
 آسمان کے فرشتوں میں قیل وقال اس بات کی بہت ہوئی اور فرشتوں نے بیچ حق بنی آدم
 کے تحقیر و اہانت اور لعن طعن شروع کی حق تعالیٰ نے خطاب بھیجا کہ تم نے بنی آدم میں شہوت اور
 غصہ رکھ دیا ہے اس جہت سے گناہ اُتے ہوئے ہیں اگر تم کو بھی نہیں ہیں انارین اور شہوت اور
 تمھارے اندر رکھ دین تو تم سے بھی گناہ ہونے لگیں فرشتوں نے کہا کہ اگر پروردگار ہمارے
 ہم پر گناہ کے پاس پھر نیگہ اگرچہ شہوت اور غضب ہمارے اندر رکھا جاوے حق تعالیٰ نے
 فرمایا کہ تم سب اپنے درمیان میں سے دو شخصوں کو نیکو اور پسند کرنا اختیار کرو تاکہ تم کو حقیقت کام
 کی معلوم کرو اور انھوں نے ہاروت اور ماروت کو نکال عبادت اور صلاحیت میں فرشتوں کے
 درمیان میں ممتاز تھے منتخب کیا حق تعالیٰ نے انکے اندر ترکیب شہوت اور غصہ کی دیکر فرمایا کہ زمین پر
 جاؤ اور درمیان آدمیوں کے حکومت کرو اور حق الامرائکو کھدیا اور شرک اور قتل اور زنا اور نر اب پیسے
 منع فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ تمام دن نیامین ہو اور قضا کے کام میں مصروف رہو اور جب شام ہو
 اس ہم عظیم کم کو چھوڑ آسمان کے اوپر چلے آؤ پھر وقت فجر کے نیچے آؤ ایک مہینہ تک اسی طرح آؤ
 کرتے تھے اور زمین میں انکی خوب شہرت ہوئی کہ دو شخص بہت صالح ہیں فلائی جگہ کے ہیں اور ہر
 معاملہ میں سچا حکم کرتے ہیں اور فیصلہ مقدمات کانے رد و ریا کے کرتے ہیں ناگاہ ایک
 عورت شہرہ نام کہ تمام عورتوں اُس زمانہ کی سے حسن اور جمال میں ممتاز تھی آؤ بیچ روایت
 حضرت امیر المؤمنین کے ایسا آیا ہے کہ اہل فارس سے تھی اور لقب شہرہ شکا اُس ملک میں

خانی

تفسیر

اور اس سے

بڑھ کر اور کون

عالم ہے جسے

اسکی جہد

سوا اس بات سے

روکہ یا کہ اس

میں بادا تو ہی

کی جائے اور

سجدوں کے

و بیان کسے کی

کوشش کی جی

س میں چکے جو جان

میں نے ہوئے

چالنے بے دین

سوائی جو اور

آخرت میں بڑا

عذاب ہے

تفسیر خلیل

یعنی مسجد خدا کا

گھر شاہی دربار

آمین، بندوں کو

کے ساتھ

درستے ہوئے بنانا

چاہیے کہ ان کی کوئی

نہ ادا نہ ہو جائے

اور آئے ہی چٹنے

کے پہلے دور کثرت

ناز پر ہو لینا چاہیے

اور اس دربار

میں بندوں کو

وقت و قدر

حاضر ہونا چاہیے

یہی اس گھر کی

آبادی ہے سو

جسے اس گھر

کا ادب و عزت

میدخت تھا چہ لباس نفیس اور پوشاک مشکاف کے اپنے شوہر کی فریادی اُنکے رو بڑا آئی کہتے ہیں کہ اصل میں اُسکو شوقِ اسمِ عظیم سیکھنے کا دامنگیر ہوا تھا لیکن جب قدیم سے شوگر بدکاری کی تھی اسی طریق کو وسیلہ حاصل کرنے اس مطلب کا بنایا بہر حال یہ دونوں فرشتے مجروح دیکھنے اُنکے کے فریفتہ حسن و جمال اُسکے کے ہوئے اور اُس سے خواہشِ فعلِ بد کی کی اُس نے کہا کہ تمہارا اُور دین اور میرا اُور دین باوجود اختلافِ دین کے یہ معاملہ نہیں ہو سکتا ہے اور شوہر بھی میرا آدمی نہایت غیرت والا ہے اگر اُسکو معلوم ہو جاوے گا کہ میں تمہارے ساتھ نشست و برخاست کرتی ہوں تو مجھ کو مار ڈالے گا اول میرے بت کو سجدہ کرو بعد اُسکے میرے شوہر کو قتل کرو بعد اُسکے تمہارے ساتھ ہم صحبت ہو گئی انھوں نے کہا معاذ اللہ شرک اور قتلِ نفس کا ناحق نہایت مذموم ہے ہم یہ بات ہرگز نہ کریں گے وہ عورت چلی گئی لیکن اُنکے دل میں قلع اور اضطرابِ محبت اُسکے نے بہت غلبہ کیا دوسرے دن اُس عورت کے پاس پیغام پہنچا کہ تم میرے گھر میں آؤ گے اُس نے کہا کہ سر اور آنکھوں پر مکانِ خوب تیار کیا اور اپنے تئیں بہت آراستہ بنایا اور موافقِ عادت اپنی کے شیشے شراب کے بھی حاضر کئے جب اُس مکان میں پہنچے کہا کہ اب بیٹے اُسکو چار چیز کا اختیار دیا کہ ایک کو انہیں سے کر لیا بت کو سجدہ کرو یا شوہر میرے کو قتل کرو یا اسمِ عظیم مجھ کو سکھا دیا یا ایک پیالہ شراب کا پی لیا تو انہیں دونوں نے مشورہ کیا کہ شرک اور قتلِ نفس کا وہ دونوں گناہ سخت ہیں اور اسمِ عظیم بیدار ہے کسی سے کہنا چاہیے اور شراب پینی گناہِ ہلکا ہے اسی کو اختیار کرنا چاہیے مجروح اُسکے کہ شراب انھوں نے پی مست نے عقل ہو گئے اور اُس عورت کے حکم سے بت کو بھی سجدہ کیا اور اُسکے شوہر کو بھی مار ڈالا اور اسمِ عظیم بھی اُس عورت کو سکھا دیا اور بعضی روایتوں میں ایسا آیا ہے کہ وہ عورت بسببِ اُس اسمِ عظیم کے آسمان کے اوپر گئی حق تعالیٰ نے روح اُنکی کو ساتھ روح ستارہ زہرہ کے متصل کیا اور ساتھ صورت زہرہ کے نسخ ہو گئی اور یہ دونوں فرشتے اُسکے ساتھ نجا سکے اور اسمِ عظیم اُنکی یاد سے نکل گیا جب شراب کی مستی سے ہوش میں آئے فوس اور غلامتِ شرع کی اور حق تعالیٰ نے آسمان کے فرشتوں کو اُنکے حال سے مطلع کیا اور فرمایا کہ یہ دونوں فرشتے باوجودیکہ تخلیقاتِ میری سے غائب نہیں تھے اور کمالِ حضور میرا انکو نصیب تھا شہوت کے غلبہ سے اس گناہ میں گرفتار ہوئے

یعنی آدم کہ او کو حضور میرا میر نہیں اور ثبوت کا اون کی خلقت میں خیر ہے اگر اون سے صدور
گناہوں کا ہو جاوے کیا تعجب ہے تمام فرشتوں نے اقرار اپنے خطا کا کیا اور بعد اسکے زمین کے ستم
والوں کے واسطے ساتھ استغفار کے مشغول ہوئے اپنا حق تعالیٰ فرماتا ہے والمملکۃ لیسبحون
بحمد ربهم ویستغفرون لمن فی الارض یبغون اور فرشتے پاکی بڑے ہیں اس حال میں کہ حمد کرتے
ہیں رب اپنے کی اور بخشش چاہتے ہیں اور لوگوں کی جہز زمین پر رہتے ہیں حاصل یہ ہے وہ
دو نو فرشتے حالت اپنی دگرگون دیکھ کر مضطرب ہوئے اور روبرو حضرت ادریس علی نبینا و
علیہ السلام کے آئے اور حال اپنا بیان کیا اور شفاعت اپنے حق میں چاہی حضرت ادریس نے وعدہ
فرمایا کہ توقف کرو تا کہ دن جمعہ کے واسطے تمھارے جناب آسمی میں عرض کرو گا جب دن جمعہ کا گزر گیا
فرمایا کہ اس جمعہ میں تمھارے واسطے میری عرض قبول نہوئی دوسرے جمعہ تک انتظار کرو جب دوسرا
جمعہ آیا حضرت ادریس نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمھارا اختیار دیا ہے اگرچہ تم عذاب دینا کا اپنے
واسطے قبول کرو اور اگرچہ عذاب آخرت کے منتظر ہو دینا میں کچھ مواخذہ نہوگا پس میں مشورہ کیا
کہ عذاب دینا کا فانی ہے اور عذاب آخرت کا باقی فانی کو اختیار کرنا چاہیے کہ تمام ہو جانے والا ہے
عذاب دینا کا اونھوں نے اختیار کیا حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ انکے سر کے بال اور بدن کو
لوہے کی زنجیروں میں سرسے پاؤں تک باندھیں اور اون کو الٹا کر کے سر نیچے کو اوپر پاؤں اوپر کو
کوٹے میں کہ آگ تیزاوس میں بھڑک رہی ہے لٹکا دیں اور ایک ایک فرشتہ نوبت برفیبت آتشیں
کوڑے اونکے لگاوے جب تک کہ دنیا باقی ہے کہتے ہیں جو فرشتہ کہ کوڑے مارنے سے فارغ ہوا
دوسری دفعہ نوبت اُسکی نہیں پہنچتی ہے فرشتہ دوسرا آتا ہے اور اس کام میں مشغول ہوتا ہے
اور ان کے اوپر پائیں اس قدر مسلط کر دی ہے کہ زبانیں اونکی سبب کمال تشنگی کے موقع سے باہر نکل
پڑی ہیں اور بقدر ایک بالشت کے انکے موقع سے پانی سرد و مرعوب طبع علیحدہ رکھتے ہیں اور ہرگز
موقعہ اون کا اوس تک نہیں پہنچتا ہے والعیاذ باللہ من غضب اللہ اور یہ قصہ بیچ تھا سیر
محدثین اور سنن بیہقی اور مسند امام احمد اور دیگر کتابوں حدیث کی میں ساتھ روایتوں متعددہ اور
طریق مختلفہ کی کہ بعضے اون میں سے صحیح ہیں مروی اور ثابت ہیں لیکن بعضین متکلمین نے مثل امام راوی
اور قاضی بیضاوی کے انکار اس قصہ کا کیا ہے اور کہا ہے کہ بیچ نظم قرآن کے کوئی ایسی شے نہیں

تفسیر

اور عذاب سے ڈرنا

چاہئے کہ گناہوں

دوسرے بندوں

سورسے باہر

جانے سے روکاؤ

ہر کسی کو

دی نماز پڑھنے

دی نوبت میں

بنا ہی دربار کو

میان کیا ہے

تھکے دنیا میں

سوئی ظلم نہیں

ایسے لوگ

دو فوس جہان

میں نہ باب

ہوں سے ان

سودنیا میں

کہ اس قصہ کی طرف ہمیں اشارہ نکالے اور روایتیں ان کتابوں کی جس قدر مخالفت اصول عقائد اور
 قواعد میں کہیں معتبر نہ تھیں چاہئیں اور اس قصہ میں کئی وجہ سے مخالفت اصول اور قواعد دین
 کی لازم آتی ہے اول یہ کہ فرشتے بالاجماع معصوم ہیں صدور گناہوں کا ان سے منافی اور مخالفت
 عصمت کی ہے دوسرے یہ کہ ان دونوں فرشتوں کو باوجود گرفتار ہونے کے اس عذاب
 سخت میں فرصت کہان کہ تعلیم سحر کی کریں اور آدمیوں کے لئے کیونکر احتیاط دیکھ سرتا کہ سلسلہ تعلیم
 اور تعلیم کا درست ہو تو دوسرے یہ کہ عورت بدکار کو باوجود اس خباثت کے کس طرح ممکن ہو کہ علم سحر
 زور سے آسمان کے اوپر چڑھ جاوے اسرار الہی کی دعوت کو بہت شرطیں درکار ہیں اور عہدہ
 انکا تقرری اور بہارت ہے جو تھے مسخ اور تبدیل صورت کی قسم عقوبت کی بھی ہے اور عقوبت کے
 واسطے لازم ہے کہ تحقیر اور امانت اس میں پائی جاوے اور جس وقت اس عورت بدکار کو ستارہ روشن
 اور چمکنے والا بنا دیا اور آسمان کے اوپر اُسکو جگہ دی کہ انوار اُسکے ہمیشہ زمین والوں پر پہنچے ہیں موجب
 کمال تعظیم اُسکی کا ہو کہ صورت انسانی میں اس قدر عظمت ہرگز متصور نہیں ہو سکتی ہے پانچویں یہ
 کہ مذہرہ ستارہ مشہور ہے بیچ سیارہ سے کہ حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوا تھا اور روایت
 اس قصہ کی سے لازم آتا ہے کہ یہ ستارہ بعد واقع ہونے اس واقعہ کے موجود ہوا ہو چھٹے یہ کہ
 اس قصہ میں فرشتوں کی زبان سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے جناب الہی میں غرض کی کہ ہم باوجود
 ترکیب شہوت و غضب کے بھی نافرمانی نہ کریں گے حال انکہ حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر تمھارے اندر
 مانند آدمیوں کے شہوت و غضب کو مرکب کریں تم بھی گناہ میں مبتلا ہو گے پس جوق فرشتوں نے بعد
 ارشاد حق تعالیٰ کے یہ عرض کی صریح تکذیب و تحریف جناب الہی کی لازم آئی اور یہ فعل شنیع منافی ایمان
 کی ہے چہ جائے فرشتے ہونے کے پس سبب بیچ نازل کرنے ان دونوں فرشتوں کے وہ تھا کہ علم سحر کا بھی
 علوم الہیہ سے ہو بقا اور موجود رہنا اس علم کا بیچ نوع انسان کے منظور نظر خداوندی کی تحفا
 اور شان انبیاء علیہم السلام کی نہیں کہ اس قسم کے علوم ضرور دینے والے کہ سبب ان علموں کے
 اعتقاد و تاثیرات مخلوقات کا اور عظمت تاثیر خالق کی سے دونوں میں جگہ بکڑی تبلیغ کریں جیسے کہ
 علوم فلسفہ شریائیات و طبیعیات کے کہ ضرر انکالفع انکی سے زیادہ ہے یہی انبیاء بیان نہیں
 کرتے ہیں اور اس سے دیدہ و دانستہ سکوت فرماتے ہیں اس واسطے کہ حقیقت نبوت کی دعوت

تفسیر عرabi
 سوانی نصیب
 لگی اور ان پر
 آخرت میں برائی
 اپنے سے کی
 عذاب کی
 فرشتوں کی
 ان کے لئے
 ان کے لئے
 اور پورب اور
 بیچ سب خدای
 کا ہی تم بد صورت
 ہو خدا کا بھی نام
 ہی ہے اسد برائی
 گناہوں والی
 بڑا ہی دانستہ
 علم بھی ہو

خلق کی طرف حق کی ہے اور عقل اور اذنان اُنکی طرف ملار اعلیٰ کی متوجہ کرنا اور یہ علوم اس عرض کے واسطے مخل ہوتے ہیں ضرور ہوگا کہ دو فرشتوں کو واسطے تعلیم اس قسم کے علموں کی نازل فرمایا اور بیچ تعلیم کے کچھ قباحت نہیں اس واسطے کہ انجام کار سحر کا یہ ہو کہ کفر ہے اور جو چیز اس کے کرنے سے کفر ہو جاوے اسکی تعلیم کا کچھ اندیشہ نہیں مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ اگر فلاں ستارہ کی پرستش کرے تو ایسا اثر ہوگا اور اگر فلاں شیطان کی عبادت کرے گا تو یہ مطلب حاصل ہوگا اور دوسرا اس کلام کو سنکر مستحقہ تاثیر اس ستارہ کا یا مشغول ساتھ عبادت اس شیطان کے ہوگا کفر اس عبادت اور اعتقاد میں ہے اور ان باتوں کے ذکر کرنا یہ کچھ کفر نہیں آتا ہے فقط اور علم صحرا میں بشرطیکہ عمل اس کے ساتھ نہ کرے فائدہ بہت ہیں جیسے کہ امتیاز در میان سخنوں نبیوں اور کلمات اولیاء اور در میان سحر جادو گروں اور طلسم اور نیرنجات اور شجودوں کے ساتھ اسی علم کے حاصل ہوتا ہے اور جادوی کہ اس علم سے نیرنجہ میں ان چیزوں میں فرق نہیں کہتے ہیں بلکہ ساحروں اور شعبدہ بازوں کو مانند انبیاء اور اولیاء جانتے ہیں اور بعض احوال سحر کے واسطے ہلاک کرنے خدا کے دشمنوں اور الفتن و جہن اور دفع کرنے بشرط ظالم کی شرعاً مستحسن ہر جاتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ جو شخص سحر کے قواعد کو جان کر استعمال اسکی سے بیچ محل ناپسندیدہ کے احتراز کرے مستحق ثواب بڑے کا ہووے گا کہ باوجود قدرت گناہ کی گناہ سے باز رہے اور بھی اُس وقت میں شہر باطل میں آدمیوں کو شوق اس علم کا بہت تھا اور عجیب اور غریب چیزیں جس سے نکالیں تھیں اور بسبب اس علم کے خود بینی اور غرور اُنکا حد سے بڑھ گیا تھا اور انہی کی طرف سے بالکل غافل ہوئے محنت الہی مقتضی اسکی ہوتی کہ اُس وقت میں جیسے وقائع اس علم کے لئے اذہر بسبب و نون و شتون کے معلوم کراوے تاکہ جان لیوین کہ علم الہی سے کسی وقت استغنا اور بے پروائی نہیں ہو سکتی ہے اور اگر اُنکے کمال ہر فن کی سے بغیر مدد غیبی کے عجز بشری حاصل ہے مطلب یہ ہے کہ التفات طرف جناب باری کی اگرچہ اسی پر وہ میں ہوا اُن کو میسر ہوا اور دلیل اوپر اس بات کے کہ سبب نازل کرنے ان دو فرشتوں کا یہی تھا کہ مذکور ہوا یہ ہے کہ بیچ لفظ قرآن کے دما انزل علی الملکین واقع ہوا ہے کہ دلیل صریح اوپر نازل کرنے اس علم کے جناب الہی کی طرف سے ہے اور بھی

تفسیر خلیلی

اور نصائے

جو کچھ اذکار

پر کوئی اپنے

اپنے قبیلے کو

بہتر بنانا

حق و عدل سے

فصل باب اول

خاص کر کسی

ایک ہی طرف

نہیں ہے

اس کے حکم

جدد مذکور

وہ آدھر متوجہ

ہے رسول

صلی علیہ وسلم

والہ وسلم

میں شہر باطل

چنانچہ بیت المقدس

کی طرف حج کے

حال فرشتوں کی ہے کہ قرآن میں مکر ہے وَمَا يَعْزِمُكَ مِنَ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَ لَأَنفَعُ لَكَ
 فِتْنَةً فَلَا تَكْفُرْ بھی سبب معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ یہ نصیحت اور وعظ دلائل کرتی ہے پھر
 اس بات کے کہ یہ دو نو فرشتے خود بخود تعلیم علم کی نہیں کرتے تھے اور یہی دلالت کرتی ہے
 اس پر کہ ان کو منظور محض تعلیم نہ تھی بلکہ تعلیم اور منع کرنا اعلیٰ سے بھی غرض اسی قسم کی باتیں اس قصہ کی
 کرنے والوں کی ہیں لیکن اگر روایتوں کو کہ اس کے اندر وارد ہوئی ہیں نتیجہ کیا جاوے یقیناً معلوم
 ہوتا ہے کہ اس قصہ کی بھی اصل ہے اس واسطے کہ اس حال کے بیان میں بہت اخبار اور آثار
 مرفوع اور موقوف اس قدر آئے ہیں کہ قدر مشترک ان سے حد تو اتر کر پہونچا گو خصوصیات
 واقعہ کے اندر اختلاف ہو اور انکار کرنا قدر متواتر کا خوب نہیں اور اگرچہ احاد طرق اس قصہ
 کی اکثر غیر معتبر اور راہی ہیں لیکن تو اضعفا اور وہابیات کا بھی موجب ترجیح صدق کا ہو جاتا ہے
 اور وہ کہ وجوہ مخالفت اس قصہ کے ساتھ قواعد دین کے ذکر کرنے میں باعتبار ظاہر ہے کہ مسلم ہیں
 لیکن جب غور اور تعمق کیا جاوے رجوع کرنا ان مخالفت کا طرف قواعد مقررہ دین کی ممکن
 ہے اور جس وقت صحت اس قصہ کی روایات کثیرہ سے ثابت ہو پس ان مخالفت کی توجیہ
 کرنی چاہیے اور انکار ان روایتوں کا مناسب نہیں والا لکذیب قصہ حضرت یوسف اور حضرت
 داؤد علیہما السلام کی اور سوا ان کے اوروں کی بھی لازم آوے گی اور توجیہ اس طرح کر سکتے ہیں
 کہ عصمت فرشتوں کے گناہوں سے جب تک ہے کہ اپنی حالت پر رہیں بیٹے فرشتوں کی خدمت
 پر اور جب کہ شہوت اور غضب ان کے اندر پیدا کیا گیا بالکل فرشتے نہ رہے پس کمال عصمت
 کا بھی اس صورت میں لازم نہوگا جیسے کہ نفوس انبیا اور اولیاء کے کہ باوجود بشریت کے معصوم
 اور پاک ہو جاتے ہیں بسبب اصلاح شہوت اور غضب کے اور ظاہر ہے کہ جب موثر بدل
 جاوے اثر اوسکے کا بدلنا کیا بعید ہے اور بھی کھہ سکتے ہیں کہ تعلیم سحر کی عذاب کی گرفتاری کی
 حالت میں اگر قباس حوصلہ انسانی کی طرف کریں بہت بعید معلوم ہوتی ہے لیکن کلام صحیح
 فرشتوں کے ہے کہ فراخی حوصلہ ان کے کی معلوم ہے جائز ہے کہ باوجود مبتلا ہونے کے
 صح عذابوں کے تو سے فکریہ اور لفظیہ ادائے برقرار رہیں اور بار بار تجربہ میں آیا کہ جسکو ملکہ کسی
 علم کا ہوتا ہے باوجود گرفتار ہونے اسکے کی طرح طرح کی بیماریوں اور دردوں اور امراض

فرشتوں کی
 نادرہ باتیں
 اللہ تعالیٰ کے
 حکم کی طرف
 دیواریں
 سے لے کر
 ہفت سائے
 نادرہ باتیں
 جسکو کہیں
 معلوم نہ ہونے
 دل میں کی
 کو فہم ظہر
 پر صحت چاہیے
 کوئی سبب
 نادرہ باتیں
 جادو سے
 رکنی قوم
 گنجائش دلائل

شہیدہ کی اوس علم کی تعلیم کر سکتا ہے اور سبب مزا ولت اور مامارت کے بتلانا
 اوس علم کا اُپراونکے نہایت بیک اور آسان ہوتا ہے اوسے التفات سے وہ کام کرنا ہے کہ
 دوسروں کو کمال بخور اور تامل سے بھی میسر نہ ہو سکے اور ان دونوں فرشتوں کو علم سحر کے بتلانے میں
 اسی قسم کا ملکہ ہو خصوصاً جو وقت مسلم رکھیں اس بات کو کہ اور ترناؤ نکازین میں واسطے اسی تعلیم
 کے ہو پس غیب کی طرف سے بھی مدد اور نکواں میں پہونچتی ہے اور مقامات عذاب کے اس
 بات سے مانع نہیں ہوتے اور ملنا جلنا آدمیوں کا اور دونوں فرشتوں کے ساتھ ہوتے ہیں کہ اس زمانہ میں
 نہو لیکن یہ چار بڑے کہ شیاطین اور جنوں کے واسطے سے افادہ اور استفادہ ہوئی چنانچہ تادمہ سے مروی ہے کہ
 ہر سال ایک شخص شیطانوں میں سے اونکے پاس جاتا ہے اور سحر تادمہ سیکھ آتا ہے اور آدمیوں کے اندر
 پھیلا دیتا ہے اور پہلے زمانہ میں کہ ابتدا کا زمانہ تعلیم اور تعلم کا تھا آدمی بھی اوں سے ملاقات کرتے تھے
 اور سحر سیکھتے تھے اور اوسکو بدوں کر کے رکھ چھوڑتے تھے اور یہی کہہ سکتے ہیں کہ ہر چند وہ عورت بدکار
 تھی لیکن جب شوق سیکھنے اہم عظم کا اوسکو ہوا اور اپنے ساتھ صحت کرنے کے اسی کو شرط اوں
 دونوں فرشتوں سے ٹھہرا پس اس کام میں دو چیز حسن اور قبح کی مل گئیں حسن باعتبار نیت کے اور قبح
 باعتبار صورت عمل کے جیسا کہ کوئی پیاسا کہ بسبب تشنگی کے ہلاک ہوتا ہے غضب کے پانی سے کوئی
 شخص پاس اوسکی بھجیادے یا ہو کھے مضطرب کو کھانا حرام کھلا دے ناچار مخرج ہونا صورت اصلی سے
 قائم مقام مجازات صورت عمل کی ہوا لیکن حسن نیت کے سبب سے ساتھ ساتھ روٹن کے متصل ہوئی
 اور سرسکا یہ ہے کہ اوس عورت نے حسن اور جمال اپنے کو وسیلہ حاصل کرنے قرب الہی کا کیا تھا لیکن بے جا
 اور بے محل تھا پس اوسکو حسن اور جمال دائمی اس طرح عنایت ہوا کہ ساتھ روح زہرہ کے روح
 اوس کی کو متصل کیا اور ساتھ جرم نورانی کے تعلق اوس کو بخشا اور بیچ چڑھ جانے ارواح
 آدمیوں کے اُپر آسمان کے کچھ تعجب نہیں جو موتی اصالحین ہوتے ہیں اوں کی رو میں خصوصاً
 شہیدوں کے سات آسمان تک چڑھتے ہیں اور یہ بات مسلم ہے اور ہر چند کہ صورت
 کوکب کے اور مخلوقات کی نسبت سے شرافت اور عظمت رکھتی تھی لیکن بہ نسبت صورت
 انسانی کے حقیر اور ذلیل ہے پس کسی کی نسبت سے عظمت اور کسی کی نسبت سے حقارت پائی
 گئی اور فرشتوں کے کلام میں بیان کرنا غم اپنے کا اور اطاعت اور فرمان برداری

تفسیر عزیزی

چار بڑے زمانے

اس نے بدوں

سو دین دنیا

سے بارے

میں تیری بجائیں

رکھی ہے ان کی

حالت سے زیادہ

خدمت نہیں

بنا اور سب

اسکے کرم

میں

فرازش میں

داخل ہیں اور

میں خاص

عام

مال غیب

جائے ہے

قیام کیا آیت

اللہ ق لکنا

میں ہے

تفسیر علی

بلکہ ما

والا

لکھنا

رکھتے ہیں کہ

اللہ کی اولاد

سب سے زیادہ

محبوب ہے جو کچھ

آسمان اور

زمین میں ہے

سب اسی کی

محبوب ہے اور

سب اس کے

نزدیک دریاں۔

میں ا

کی ہے یعنی ہم ہر کیف تیری اطاعت کریں گے نہ تکذیب اور تجھیں جناب باری کی پس منی کلام اُنکے کی
 یکدہن کہ ہم اپنی طرف سے بھدا را دہ محکم رکھتے ہیں گو واقع میں خلاف اُس کا ہو جاوے اور
 ظاہر فرشتوں نے کلام الہی سے ایسا سمجھا ہو کہ شہوت اور غضب جس مخلوق میں رکھی جاوے
 مدد و رعصیان کا اسکو لازم ہو گو اپنے اختیار سے نہ ہو اور اپنی طرف سے اُنھوں نے عرض کی کہ
 ہم سے ساتھ اختیار اپنی کے صدور گناہ کا نہ ہو گا پس دونوں کلاموں کی مدلول میں تناقض نہ ہو
 تاکہ تکذیب اور تجھیں لازم آتی اور مسخ کرنا اس عورت کا ساتھ صورت زہرہ کی معنی اس کے یہاں کہ
 روح اُسکی کو ساتھ روح زہرہ کی متصل کیا نہ تھ کہ پہلے سے یہ اشارہ موجود نہ تھا پس مخالفت واقع
 کی لازم نہ آتی اور زیر بن بجا اور ابن مردویہ اور یثی نے حضرت امیر المومنین ہر ترضی علی
 کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ میں نے آنحضرت سے پوچھا کہ صورتیں مسخ کی ہوں کتنی صورتیں ہیں
 فرمایا تیرہ فیل یعنی ہاتھی اور خرس یعنی ریچھ اور بک یعنی سورا اور بوز یعنی بندر اور مار ماہی اور
 سوسا یعنی گواہ اور کوطوا یعنی چمکاڑا اور کرشم یعنی بچھو اور وعموص یعنی چھوٹا سا جانور کہ دریاؤں
 میں ہوتا ہے اور عرف ہندوستان میں اسکو جلاہد کہتے ہیں اور عنکبوت اور خرگوش اور
 سہیل اور زہرہ کہا ہیں نے یا رسول اللہ صلعم سبب مسخ اُنکے کا کیا تھا فرمایا کہ فیصل ایک
 مرد تھا سرکش اور دہمت کہ عادت لواطت اور بچہ بازی کی اُس میں تھی اور کسی نے پیش کو
 پھوٹا تھا کہ ساتھ اُس کے پھر حرکت نہ کرتا اور خرس ایک مرد تھا محنت کہ اپنے تئیں مانتہ
 غورتوں کے آراستہ کیا کرتا تھا اور مردوں کو اپنے اوپر چڑھاتا تھا اور گردہ خون کا ایک
 جماعت لشاری سے تھی کہ نعمت نزل ماندہ کی ناشکری کی تھی اور گردہ بند روں کا قوم
 یہودیوں کا تھا کہ ہفتہ کے دن شکار مچھلیوں کا کرتے اور مار ماہی ایک آدمی دیوث تھا کہ
 درمیان عورت اپنی کے اور مردوں کے گٹنا بن کرتا اور سوسا ایک دہقان تھا جنگل نشین
 کہ حاجیوں کے قافلہ میں چوری کرتا اور وطاط ایک مرد تھا کہ میوے درختوں پر سے چوری
 کرتا اور کرشم ایک مرد زبان دراز تھا کہ کوئی آدمی اُسکی زبان سے نہ چھوٹا اور وعموص
 ایک مرد چنل خور تھا کہ بسبب چنل خوری اپنی کے درمیان دو ستون کے جدائی ڈالتا اور
 عنکبوت ایک عورت تھی کہ اُس نے اپنے شوہر پر سحر کیا تھا اور وہ مر گیا تھا

اور جو گوشہ کی ایک عورت تھی کہ حیض سے غسل اور طہارت بخری تھی اور یہیل چونکہ کدورتھا میں
میں کہ ہر شخص سے زبردستی کچھ لے لیتا اور زہرہ لڑکی بادشاہ کی تھی کہ مروت اور مروت
مفتون اپنا کیا تھا اور تفسیر زاہدی میں بیچ تمہ اس قصہ کے مذکور ہے کہ خدا وادھا الی نفسہا
خابت ان تمکن من نفسہا حتی یطہاھا الا سماء الاعظم فعلمھاھا فدخلت بیدھا
ونظہرت ودعت اللہ تعالیٰ باسمہا الاعظم فغسلھا اللہ تعالیٰ کو کبہا فصدت السماء
یعنی پس ارادہ کیا اُن دونوں فرشتوں نے اُس عورت سے قضا حاجت اپنی کا پس ہٹ رہی
وہ عورت اس بات سے کہ قادر کرے اُن دونوں کو اور نفس اپنے کے مگر یہ کہ سکھلاؤ
وہ دونوں اُسکو اسم اعظم پس سکھلا دیا انھوں نے اُس عورت کو اسم اعظم پس داخل
ہوئی گھر میں اور پاک ہوئی اور پکارا اُسے اللہ کو ساتھ اسم اعظم اُسکے کے پس مسح کر دی اس
نے صورت اُسکی ساتھ ستارہ کے پس چڑھ گئی آسمان کو دَعَا یَعْلَمَانِ مِنْ اَحَدٍ
یعنی اور وہ دونوں فرشتے ہرگز ارادہ گمراہ کرنے آدمیوں کا نہ کھتے تھے اور سحر کی تعلیم میں
کفر خلائی کا اُن کو منظور نہ تھا جیسا کہ شیاطین کرتے تھے بلکہ ہرگز تعلیم نہیں کرتے تھے کسی کو
یہاں تک کہ اُسکو خبردار نہ کھتے تھے اور بقیہ سحر کے اور نصیحت مذیت تھے چنے یعنی یہاں تک
کہ اپنے تئیں ساتھ صفت حقارت کے موصوف کرتے یَقُولُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فِتْنَةً یَعْنٰی
کہتے تھے نہیں ہیں ہم مگر سبب فتنہ خلق کے اس واسطے کہ خلق ہم سے سحر سیکھ کر
کافر اور نافرمان ہوتی ہے پس تیرے حق میں بہتر یہ ہے کہ یہ سحر سبب کفر اور
نافرمانی کا ہے اور حادث سبب اس کا موجود ہوتا ہے تو اس کو اختیار نہ کر اور اگر اُسکو
اختیار کرتا ہے فَلَا تَصْخَفُ یعنی پس کافر مت ہو بسبب اعتقاد کرنے تاثیر کو اکب او
شیاطین اور ارواح خبیثہ کی اور بسبب عبادت کرنے انہی کے اور جس وقت طالب اصرار کرتا تھا
اور باوجود نصیحت اور بند انہی کے سیکھنے سے باز نہیں آتا تھا اُسکو تعلیم کر دیتے کہ سحر فلا نے
امر میں اس طرح ہوتا ہے فلا نے مقدمہ میں اس طرح اور اس ترتیب سے تاثیر اُسکی ہوتی
ہے اور اس ترتیب بھی بیچ فلا نے کام کے پس خدا سے ڈر اور اُس کے عمل میں مشغول
مت ہو تاکہ رفتہ رفتہ تاثیرات باطلہ کا اعتقاد تجھ میں آجاوے اور تفسیر زاہدی میں

تفسیر عربی
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آدمی نے جسے جھٹلایا اور جھڑپا سبب دیا تھا اور مجھے گالی دی تھی اس کو لائق تھا جھٹلایا جھڑپا سبب کرنا اس کو دوبارہ جلا نہیں سکتا ہوں اور گالی دینے کی جیسے لیے بیٹا جھڑپا حال تک پہنچ بی بی اور بیٹے سے پاس ہوں رب باریک اللہ تعالیٰ واپس آئے ہیں

اس مقام میں کتابت فیقہم هذا من الملکین علی وجه التحذیر و یقہم عند
المستمع علی جملة التعلم كما يقول الفقيه من اخذ درهما بدو دین فقد
ادبی ومن فعل کذا فقد زنا فیقہم من الفقیہ علی جملة التحذیر
ومن المستمع علی جملة التعلم یعنی وہ ہوتی ہے تعلیم سحر کے دو نو فرشتوں سے
اور پھر ڈرانے کے اور واقع ہوتی ہے نزدیک سننے والے کے اور طریقہ تعلیم کے جیسا کہ کے
فقہ جو شخص سوے ایک دم بدے دو درم کے پس تحقیق سو دیا اوسے اور جو شخص ایسا کرے
پس تحقیق زنا کیا اوسے پس فقہ سے یہ حکم اور طریق ڈرانے کے واقع ہوا اور سننے والے کے
نزدیک تعلیم اور سکا ہو گیا اور اسی تفسیر میں کتابت ہے واما جاز بیان السحر لانه لا یتوصل الی
اجتناب المحذور الا بعد العلم به کمالا یتوصل الی اداء المأمور به الا بعد
العلم به بدل علیہ قوله تعالی فالهم بالجور ما و تقوھا ای الهم کل نفس
طاعتها لیفعلها ومعصیتها لیحذرھا وقد قبل الصبر رضی اللہ تعالی عنہ ان قالنا
لا یحرف الشرف قال ذلك اجد ان یقع فیہ ولیس فی التعلم بالسحر اثم
کمالا اثم فی العلم لصفة الخمر و بغت الملاحی والمعارف واما الاخر فی
العمل به والاستعمال الا یرى ان سحره فرعون لما ترکوا الکفر والعمل
بالسحر لم یجب ذلك نقصا فی دینہم انتھی یعنی سوا اسکے نہیں کہ
جائز ہے بیان سحر کا اس واسطے کہ اجتناب اور بچنا بڑی بات سے نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ
اوسکو نہ جان لے جیسے اداء مامور بہ کا بغیر علم اوسکے کے نہیں ہو سکتا ہے دلالت کرتا ہے اسی
بات پر قول اللہ تعالی فالهم بما فجورھا و تقوھا یعنی معلوم کرو اوسے نفس کو
بندگی اوسکی تاکہ کرے اوسکو اور برائی اوسکی تاکہ بچے اوس سے اور تحقیق کہا گیا عمر رضی اللہ عنہ
سے کہ تحقیق فلا نا شخص نہیں بچا پاتا ہے برائی کو پس کہا حضرت عمر نے یہ بات لایق ہے کہ
اوس میں پائی جاوے اور نہیں بچ سیکھے سحر کے گناہ جیسے کہ نہیں گناہ بچ جان لینے صفت
شراب کے اور وصف آلات لہو اور لعب کے سوا ہے اس کے نہیں کہ گناہ بچ علاج
کرنے اوسکے کے ہے اور استعمال کرنے میں آیا نہیں دیکھا کہ جادوگر فرعون کے جس وقت

تفسیر سبزواری
اور اگر کسی نے
یہ سیکھ لیا کہ
سحر کیا ہے
اور اس سے بچنے کا
طریقہ کیا ہے
تو اس کا دین بچ جائیگا
اور اگر کسی نے
سحر سیکھ لیا
تو اس کا دین ضائع ہو جائیگا
اور اگر کسی نے
سحر سیکھ لیا
تو اس کا دین ضائع ہو جائیگا
اور اگر کسی نے
سحر سیکھ لیا
تو اس کا دین ضائع ہو جائیگا

تفسیر طبری

نہیں ہے، اور
 کن فیلسوفین
 ارشاد ہے اپنی
 کمال قدرت بیان
 فرمائی ہو کہ میرا
 ایک بار کسی تیز
 گوئی کہہ دینا اٹل
 چیز کے لیے حسب
 خواہش بیکریار
 ہو جائے گا کافی اثر
 وقال الذین لا
 یعملون اننا نضلکم
 انما اولنا انما
 الذین قالوا اننا
 الذین قالوا اننا
 الذین قالوا اننا
 الذین قالوا اننا

حالانکہ یہ جدائی گناہ کبیرہ ہے اور باعث قطع نسب صحیح کا ہوتا ہے اور مخالف حکم شرع کے ہے کہ
 اس عقد کے کرنے کو اور باقی رکھنے اس کے کو فرمایا ہے پس جس چیز کا حق تعالیٰ وصل چاہتا ہے
 یہ لوگ اس کو قطع کرتے ہیں اور جو کہ اسد بناتا ہے یہ اس کو توڑتے ہیں پس اس فعل قبیح میں
 مخالفت مفسی الہی کی بھی لازم آئی اور فساد عالم کا بھی بسبب بنا ہوئے اور قطع نسب کی اور ضرر
 پہنچانا بھی ساتھ عورت اور خاوند کے اور جب کہ سحر سے یہ عمل شنیع کرتے ہیں معلوم ہوا کہ دوسرے
 عمل بھی البتہ کرتے ہونگے حدیث صحیح میں آیا ہے پیچ سنن ابن ماجہ کے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ
 بہتر سفارش اور صلح کاری یہ ہے کہ درمیان دو شخص کے نکاح کے امر میں صلح کرے تو
 صحیح مسلم میں روایت کی ہے کہ ان حضرت نے فرمایا ہے کہ شیطان ہر روز وقت صبح کے تخت اپنا
 پانی کے اوپر رکھتا ہے اور اپنے لوازم اور تابعین کو زمین پر واسطے خراب کرنے آدمیوں کے
 بھیجتا ہے اور شام کے وقت جائزہ ان کے کاموں کا لیتا ہے کہ جو کوئی بہت بڑا فائدہ آدمیوں
 میں ڈال کر آیا ہو اس کا قرب اور منزلت زیادہ کرتا ہے پس کوئی اس کے تابعین میں سے
 آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے فلا نے آدمی کا ایسا بچھا لیا کہ اس نے زنا کیا یا چوری کی
 یا شراب پی شیطاں کہتا ہے کہ کچھ نہیں کیا تو نے پھر دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے
 فلا نے آدمی کو اس قدر بھکا یا کہ درمیان اس کے اور درمیان عورت اس کی کے جدائی ڈالی وہی
 شیطان بہت خوش ہوتا ہے اور اس کو نزدیک اپنے بلاتا ہے اور اپنی جھاتی سے لگاتا ہے
 اور کہتا ہے کہ بہت اچھا بیٹا ہے تو اور ابو الفرج اصفہانی بیچ کتاب افغانی کے ساتھ روایت
 عمرو بن دینار کے لایا ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے زریج باپ قیس کے کو فرمایا کہ
 آیا نزدیک تیرے حلال ہونے یہ بات کہ درمیان قیس اور رہنی کے جدائی ڈالی تو نے
 آیا نہیں سنا ہے تو نے کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب فرماتے تھے کہ نزدیک میرے برابر خواہ وریا
 مرد اور عورت اس کی کے جدائی ڈالوں میں یا دونوں کو تلواریں ماروں میں کہ گناہ میں دونوں
 برابر ہیں لیکن مسلمان کو نچا ہے کہ سحر ہو دیوں وغیرہ کی سے دل میں خوف کر کے کہنے
 لگے کہ سحر میں جب ایسی ایسی تاثیریں ہیں کہ شوہر اور زوجہ کی محبت ساہا کی ایک بھٹکے
 اس کے زور سے دور کر دیتے ہیں اور آدمیوں کے دلوں میں ایسا تصرف کرتے ہیں کہ باوجود

موجود ہونے شرعاً و عرفاً کو ناگون اسباب محبت اور نفرت کے بغض اور نفرت والیتے ہیں ہم کو پتہ
 اس سے بچ سکیں اور اگرچہ اور قسم کے سحر سے جیسے کہ شکست و دشمنوں کی یا ایک شوکا دوسری
 شے سے بدل دینا یا دکھانا خارق عادتوں کا بچنا ممکن بھی ہو کہ ایمان کے زور سے محفوظ
 رہیں اور معتقد باطل تاثیروں کے نہیں لیکن اس قسم کے سحر سے کہ دل میں تاثیر کرنا ہے
 اور دل کو محبت سے طرف نفرت کی پھیر دیتا ہے کس طرح بچیں بھادواہ اسے دلون کو بغیر
 اور خدا جل شانہ کی اور کتاب اور دین کی محبت سے یہ لوگ پھر دین اور صحبت پیغمبر صلعم کی کہ
 برسوں سے ہموک حاصل ہو مفارقت اور جدائی کے ساتھ بدل کرین پس ایہ علاج ہر مرض
 باطنی کا ہمارے ہاتھ سے جاتا رہے اور کسی حیلہ سے اُسکو دفع نہ کر سکیں اس واسطے کہ ہر چیز
 یہودی اور شل اُنکے ایسی تاثیریں سحر کی کتنے ہیں لیکن حقیقت میں کچھ نہیں کر سکتے ہیں اس واسطے کہ سحر
 اور تمام اسباب جہان کے کو بغیر علم الہی کے کچھ تاثیر نہیں دے گا کہ چھٹا جن پوچھیں اَحَدُ
 بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی اور نہیں ہیں یہ یہودی کہ ضرر پہنچاویں بسبب سحر اپنے کے کسی کو مگر ساتھ ارادہ
 اور مشیت الہی کے جبوقت وہ چاہتا ہے سحر کی باتوں میں تاثیر پیدا کر دیتا ہے اور جبوقت
 چاہتا ہے اُن اعمال کو تاثیر سے بند کر دیتا ہے اور اسی واسطے اگر کوئی ساحر چاہے کہ اس
 کے کاموں کے عادت کے موافق ہمیشہ ہوتی ہیں مثلاً بارش کرنے اور اناج وغیرہ پیدا کر دینا
 بند کر دے یا بغیر فوج اور لشکر کے کسی ملک پر سحر کے زور سے مسلط ہو جاوے یا کسی لشکر کو
 ہلاک کرے نہیں کر سکتا اور انجام کار سحر کا یہ ہے کہ ضعیف دلون میں ساتھ ڈالنے خواہشوں اور ادول
 کی تاثیر کرتا ہو اور وہ تاثیر بھی ہمیشہ باقی نہیں رہتی ہے پس مرد مومن کو کہ ذات و معدہ لا شرکاب کو
 سو شرعی سچتا ہو کسی چیز سے سولے خدا کے ڈرنا چاہیے کہ کل اختیار عالم اسباب اور
 سببات کا اُسی کے ہاتھ میں ہو بلکہ حقیقت میں سوائے تاثیر اُسی کے کوئی تاثیر نہیں جسنے کام
 اور فعل میں اُسی کے ہیں کہ جہان میں بڑے ہوتے ہیں وہم اور خیال اُلے جانتے ہیں کہ فلا نے
 نے فلا کا کام کیا اور یہودی سچ شغل کیے انھیں دُقسم سحر کے کہ مذموم اور مریوب ہے کنایت نہیں
 سحر کرتے ہیں بلکہ اوقات اپنی کو بیچ حاصل کر لے اور چیزوں کے اس جنس سے کہ باعث و گردانی
 کا علم شریعت اور وحی الہی سے پہنچی صرف کرتے ہیں وَتَعْلَمُ اَنْ مَا يَتَّبِعُ هُمْ لَا يَنْفَعُهُمْ

تفسیر خلیلی

نویادون کے ہوا

اس سے بچیں

نہیں ان کے

باندھا ہوا ہے

سوائے ان کے

نہیں ان کے

نہیں ان کے

نہیں ان کے

نہیں ان کے

نہیں ان کے

نہیں ان کے

نہیں ان کے

نہیں ان کے

نہیں ان کے

نہیں ان کے

نہیں ان کے

نہیں ان کے

نہیں ان کے

نہیں ان کے

تاکہ باعث فساد عقائد کا جو دلی ہذا القیاس آوریہ سب علم اکثر خلق کو ضرر کرتے ہیں اور جو نعم
 کہ ان علموں سے توقع کیا جاتا ہے اُنکو حاصل نہیں ہوتا ہے اور یہودی ایسے ہی علموں میں سے
 ہوئے تھے اور نیک علموں سے اعراض کرتے تھے اور یہہ اشتغال میں اس جہت سے تھا کہ
 ضرر ان علموں کا نہیں جانتے تھے اور جہل اور نادانی کی راہ سے ان علموں کو نافع اعتقاد کرتے تھے
 بلکہ وَلَقَدْ عَلَّمُوا الْمَنْ اَشْرَكَ مَا لَكَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ يَّعْنِے اور تحقیق یہہ یہودی جانتے
 تھے کہ جو کوئی خرید کرتا ہے اس قسم کی علوم کو اور مال اور جان اپنے کو بیچ حاصل کرنے اُنکی
 کے کہو تا ہے اُسکو آخرت میں کچھ نصیب نہیں اس واسطے کہ مال اُسکا راگن گیا اور اوقات اُنکی
 کہ سرمایہ کب ثواب کا ٹہا بھی ضائع ہوئی اور جو چیز کہ آخرت میں کام میں آوے اُنکی ہاتھ میں
 نہ آئی اور بیچ حق اُنکی کہ درپردہ بے نصیبی کی قناعت نہیں بلکہ وَلَيْسَ مَا شَرَوْا بِاِيَةِ الْفُسْخِ
 یعنی اور بہت بُری چیز ہے وہ کہ بیچا انہوں نے بیچ اُسکے جانوں اپنی کو اس واسطے کہ بسبب
 اشتغال ان علموں کی شقاوت اور بیخوشی کی حاصل ہوئی اور سعادت ہمیشگی کی ہاتھ سے
 گئی اُنکو کَاَوْا يَفْلَحُوْنَ یعنی کاش وہ جانتے کہ ہم سعادت ابدی کو شقاوت کے ساتھ بدل
 کرتے ہیں بسبب حاصل کرنے ان علموں کی لیکن وہ اس بات کو نہیں جانتے ہیں بلکہ گمان کرتے
 ہیں کہ اگر ہم مال اور اوقات اپنی کو بیچ درپے ہوئے تحصیل ان علموں کے صرف کریں نہایت
 کار اُنکی کا یہی ہے کہ آخرت میں ثواب اُسکا ہو نہ لے جیسے کہ اور مباحات میں یا گمان کرتے
 ہیں کہ اگر تحصیل ان علوم ضرر دینے والوں کی آخرت میں موجب عذاب ہمارے کے ہوگی وہ خدا
 جلدی سے جاتا ہے گا اور تمام ہو جاوے گا اور اس امر میں شک ساتھ منفردات اپنی کے کرتے
 ہیں کہ لَنْ نَحْتَسِبَ النَّارَ اَنْ اَنَا مَا عَقَدُوْهُ اَپْس ہماری مثال اس معاملہ میں کہ جانوں اپنی کو بیچ
 سے عذاب میں گرفتار کیا ہے مثل اُس شخص کی ہے کہ واسطے حاصل کرنے لذت نفسانی کی
 شب بیداری کی یا رقص میچنے اور دیدار بازی میں رات کو نہ سویا اور کچھ زہری خراج کیا اور
 تمام دن سبیل سکے کچھ سستی اور ماندگی بدن میں یا نقصان مال میں ظاہر ہوا کچھ اُس شخص کو
 مقلد اُس لذت کے معلوم نہیں ہونے کا ہم اس نسبت کو نہیں پہنچتے ہیں کہ حائین اپنی بالکل
 بیخدا ہیں اور وبال دانی میں گرفتار ہیں اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ بیچ مسدلول

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

اور تمہنی شے کی اُس وقت ہوتی ہو کہ اوپر حصول اُس شے کے قدرت نہ ہو بلکہ جل شانہ سے کہ
قاد مطلق ہو تمہنی کس طرح منصوب ہو سکے جواب اسکا یہ ہو کہ تمہنی بیچ کلام الہی کے سچے واقع ہوتی ہے
کہ اُس کلام کے اندر خطاب کرنا بشر کو ہوتا ہو جیسا کہ لفظا شک اور اخطاب کے بھی اس کلام میں
موقوف اور پراسی خطاب کرنے کے ہیں اور جبکہ نزول اس کلام کا واسطے مخاطب کے لئے بشر کے ہے
روشن اور تیرہ انکا گفت و گو میں جاری فرمایا ہو گیا ایسا ارشاد ہوتا ہو کہ حال انکا بیچ مایوس ہونے
کے دانش اور پیش سے اُس حد تک پہنچا ہے کہ کہنے والا اس لفظ کا بیچ حق اُنکے کے کہتا ہے
اور کہہ سکتے ہیں کہ تمہنی بیچ کلام الہی کے محمول اور حقیقت اپنی کے نہیں بلکہ مجازاً مراد اس کے
طالب شے کی ہو اور لفظ تمہنی کے سے بیچ اس کلام کے طلب ہونا معنی کا ثابت ہوتا ہو اور طلب کرنے
اور غیر واقع کے خدائی تعالیٰ کی طرف سے بعد نہیں بلکہ ایمان ابوہریرہ کے اور صاحب کثافت
تمہنی کو بیچ کلام الہی کے مجازاً ارادہ مراد رکھا ہو لیکن یہ مراد لینے اور مذہب سنت و عبادت
کے صحیح نہیں اس واسطے کہ ارادہ الہی نزدیک اُنکے مستلزم حاصل ہونے مراد کو ہوتا ہے سوال تیسرا
یہ کہ بیچ دفعتاً حلو کے اثبات علم کا بطریق تاکید قسمی کے فرمایا ہو اور بیچ لو کا فاعل علون کے نفی علم کی
اس حد کو پہنچائی کہ مایوسی کے مرتبہ کو پہنچا دیا اور حکم محالات کا اُسکے واسطے مقرر کیا یعنی فقط
آرزو اسکی رہی ظاہر میں یہ نفی اور اثبات تناقض دکھائی دیتا ہو جواب اسکا یہ ہو کہ یہ سوال
اسوقت وارد ہوتا ہے کہ لیس ماسر و ابوالفسحہ سے خط و اوپلن اشتراک کے ہوتا کہ تحت علم کے
داخل ہوا اور واسطے اُس تفسیر کے کہ گزیر سے یہ جملہ معطوف اور جملہ قسمیہ کے ہو داخل نیچے علم
کے نہیں اور جائز ہے کہ مضمون جملہ اولیٰ کا ہو دیون کو معلوم ہوا اور مضمون اس جملہ کا معلوم نہ ہو
اس واسطے کہ بیچ مضمون دونوں جملوں کے نہ اتحاد علمی ہو اور نہ تکرار علمی اس واسطے کہ مضمون جملہ
پہلے کا یہ ہو کہ سعی کرنی بیچ تحصیل کرنے علوم ضروریہ والون کے کہ غیر نافع ہیں آخرت میں اُنکو
نفع نہ ملے گی اور مضمون اس جملہ کا یہ ہو کہ جان اپنی کو اس قسم کے علون کی تحصیل میں صرف نہ ہر
اسکا بس ہے اور ظاہر ہے کہ نہ حاصل ہونے نفع کو کسی چیز میں حصول ضرر کا لازم نہیں بلکہ سنا جات کے
کہ نفع آخری رکھتے ہیں نہ ضرر آخری لیکن جہو مفسرین نے کہ اس جملہ کو معطوف اور پلن
الشریک کے کیا ہو اور علم کی تحت میں اسکو بھی داخل شمار کیا ہو پس بیچ جواب اس سوال کے

خلاصہ

دونوں کے واسطے

خبر نہایت بیکار ہو

ایسے وقت میں

زیادہ تر شے ہیں

وہی جنہی غنائ

اور پھر قیلا

الکسائے سی

تکلیف و کسب

قل ان ہذا

منازل ہدی ولایت

انہی احوال

انہی احوال

ہم حکام ہوتے تھے کہ تو تہہ را عنا کہ معنی ظاہری اسکے طلب کی رعایت اور توجہ کروانی طرف حال اپنے
 کے ہر یعنی طرف حال ہمارے متوجہ ہونے اور حکم تعلیم اور ارشاد فرماؤ اور یہ بات تعلیم کے اوپر دلالت
 کرتی ہے اور دوسرے قبیح معنی بھی اسکے ہیں اسو طی کہ راعن بیچ لغت کے لاجحق کو کہتے ہیں
 مشتق رعونت سے کہ ساتھ معنی حق کے کہ ملا ہوا ہو ساتھ تکریم کے اور الف بیچ آخر اسکے کو ملا ہوا
 تنوین حالت نصبی کے سے ہر کہ وقف کی حالت میں الف ہوجاتی ہے اور اس لفظ کو حکم منادی نکرہ
 کا دیکر منصوبہ لائے ہیں یعنی لے حق متکبر اور اکثر یہودیوں کے عرف میں ساتھ ہی بیچ معنی کے
 ہر بیچ اور مشہور ہوا تھا چنانچہ لفظ معنی کا ساتھ معنی مابول کے بیچ عرف اور باش زمانہ ہمارے
 اور لفظ ثالث بالآخر کا ساتھ معنی ولدا الزنا کے اور مرد مقدس ساتھ معنی حق کے اور سلمان لوگ
 اس معنی فاسد سے بچے تھے جب یہودیوں سے سنا کہ اس کلمہ کو بیچ مقام خطاب آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال کرتے ہیں انہوں نے سمجھا کہ شاید یہہ گروہ اہل کتاب ہیں بیچ تعلیم
 انبیاءوں کے ہی کلمہ کو مستعمل جانتے استعمال کرتے ہیں ہمارے تین بھی چاہیے کہ اسکو استعمال
 کریں بسبب بیخبری اور نادانی کے اس کلمہ کو کہنے لگی پس سری مشابہت بھی نسخہ کے ساتھ بیچ استعمال
 اس کلمہ کے حاصل ہوئی کہ مسلمانوں کو طریق مخفی سے اس طرف اسے کہ کلمہ کفر کا زبان پر چلا دیں اور
 یہہ بنائیں کہ یہ کلمہ کفر کا ہی بلکہ کچھین کہ کلمہ عظیم بنیمہ کا ہے حضرت سعد بن معاویہ نے کہ انصار کے
 بزرگوں میں سے تھی ایک دن یہودیوں سے اس کلمہ کو سنا اور پیشتر یہودیوں کے ساتھ نشست
 برفا ست او کی تھی اور جانتے تھے کہ یہ لفظ انکی عرف میں شام پر سختی اور غصہ سے پیش آئے اور کہا کہ اگر
 یہ اس کلمہ بیچ حق اور اس جناب صلعم کے تمہاری زبان سے سنو گنا گردن تمہاری مارو گنا یہودیوں نے
 کہا کہ ہمارے اوپر کو سوط غصہ ہوتے ہو مسلمان لوگ یہی کہ گروہ تمہارا ہی اس کلمہ کو بیچ حق انتخاب
 صلی اللہ علیہ وسلم کے کہتی ہیں سعد بن معاویہ خوش ہو کر آگے آنحضرت کے پہنچے دیکھا کہ یہہ بیت
 نازل ہوئی ہر کہ یا ایہا الذین امنوا اے ایمان والو تقضای ایمان تمہارے کا یہہ ہے کہ
 تبلیہیں اور دھوکے کو لفظ کو مطلق ترک کرو اگرچہ تمکو قصد ہو کا دینے کا نہیں پس لا تقولوا
 را عنا یعنی مت کہو تم لفظ را عنا کا بیچ جناب بنیمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کہ اس لفظ میں
 معنی دشنام کے بھی نکلتی ہیں اور یہودیوں کو تمہارے کہنہ سندا تہہ آجائے گی اور معنی فاسد

عنا کا معنی ظاہری ہے
 راعن بیچ لغت کے لاجحق کو کہتے ہیں
 مشتق رعونت سے کہ ساتھ معنی حق کے کہ ملا ہوا ہو ساتھ تکریم کے اور الف بیچ آخر اسکے کو ملا ہوا
 تنوین حالت نصبی کے سے ہر کہ وقف کی حالت میں الف ہوجاتی ہے اور اس لفظ کو حکم منادی نکرہ
 کا دیکر منصوبہ لائے ہیں یعنی لے حق متکبر اور اکثر یہودیوں کے عرف میں ساتھ ہی بیچ معنی کے
 ہر بیچ اور مشہور ہوا تھا چنانچہ لفظ معنی کا ساتھ معنی مابول کے بیچ عرف اور باش زمانہ ہمارے
 اور لفظ ثالث بالآخر کا ساتھ معنی ولدا الزنا کے اور مرد مقدس ساتھ معنی حق کے اور سلمان لوگ
 اس معنی فاسد سے بچے تھے جب یہودیوں سے سنا کہ اس کلمہ کو بیچ مقام خطاب آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال کرتے ہیں انہوں نے سمجھا کہ شاید یہہ گروہ اہل کتاب ہیں بیچ تعلیم
 انبیاءوں کے ہی کلمہ کو مستعمل جانتے استعمال کرتے ہیں ہمارے تین بھی چاہیے کہ اسکو استعمال
 کریں بسبب بیخبری اور نادانی کے اس کلمہ کو کہنے لگی پس سری مشابہت بھی نسخہ کے ساتھ بیچ استعمال
 اس کلمہ کے حاصل ہوئی کہ مسلمانوں کو طریق مخفی سے اس طرف اسے کہ کلمہ کفر کا زبان پر چلا دیں اور
 یہہ بنائیں کہ یہ کلمہ کفر کا ہی بلکہ کچھین کہ کلمہ عظیم بنیمہ کا ہے حضرت سعد بن معاویہ نے کہ انصار کے
 بزرگوں میں سے تھی ایک دن یہودیوں سے اس کلمہ کو سنا اور پیشتر یہودیوں کے ساتھ نشست
 برفا ست او کی تھی اور جانتے تھے کہ یہ لفظ انکی عرف میں شام پر سختی اور غصہ سے پیش آئے اور کہا کہ اگر
 یہ اس کلمہ بیچ حق اور اس جناب صلعم کے تمہاری زبان سے سنو گنا گردن تمہاری مارو گنا یہودیوں نے
 کہا کہ ہمارے اوپر کو سوط غصہ ہوتے ہو مسلمان لوگ یہی کہ گروہ تمہارا ہی اس کلمہ کو بیچ حق انتخاب
 صلی اللہ علیہ وسلم کے کہتی ہیں سعد بن معاویہ خوش ہو کر آگے آنحضرت کے پہنچے دیکھا کہ یہہ بیت
 نازل ہوئی ہر کہ یا ایہا الذین امنوا اے ایمان والو تقضای ایمان تمہارے کا یہہ ہے کہ
 تبلیہیں اور دھوکے کو لفظ کو مطلق ترک کرو اگرچہ تمکو قصد ہو کا دینے کا نہیں پس لا تقولوا
 را عنا یعنی مت کہو تم لفظ را عنا کا بیچ جناب بنیمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کہ اس لفظ میں
 معنی دشنام کے بھی نکلتی ہیں اور یہودیوں کو تمہارے کہنہ سندا تہہ آجائے گی اور معنی فاسد

یا ایہا الذین امنوا پس فی الغور کان اپنے کو خوب متوجہ رکھو اور ذہن اپنے کو حاضر کر اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ بلا واسطہ طرف تیری خطاب کرتا ہے اور کسی نیک چیز کا امر فرماتا ہے اور یا کسی چیز بد سے منع کرتا ہو اور ابو نعیم بیچ حلیۃ الاولیاء کے ساتھ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس آیت کے اول میں یا ایہا الذین امنوا کا لفظ آیا ہو حضرت علی کرم اللہ وجہہ و اس آیت کے ہیں لیکن ابو نعیم نے بعد روایت اس حدیث کے کہا ہے کہ اس لفظ کی کسی نے نسبت طرف آنحضرت کے نہیں کی ہو مگر ابن ابی حاتم نے اور ہم بھی اس سے یہ حرف کہتے ہیں اور دوسرے راوی اس کو کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کے روایت کرتے ہیں واللہ اعلم اور بھی بیچ حلیۃ الاولیاء اور کنابون حدیث اور تفسیر کے حتمہ سے روایت لائے ہیں کہ جس جگہ قرآن میں یا ایہا الذین امنوا واروہو ایسے مقام میں بیچ تورات اور انجیل کے یا ایہا المساکین مذکور ہو تھا اور بھی جاننا چاہیے کہ راعنا اور انظرنا ہر چند کہ دونوں مراد ایک دوسرے کے ہیں اور ایک معنی رکھتے ہیں لیکن ہر گاہ کہ لفظ راعنا کا شامل اور اس مفسدہ کے تھا کہ مذکور ہوا اس سے منع کرنا اور لفظ دوسرے متوجیز کرنا مناسب حکمت کے ہو پس وہ کہ بعض شافعیہ نے برخلاف مذہب حنفی کے اس مقام میں بطریق استدلال کے ذکر کیا ہے کہ ایک کلمہ کے جائز ہونے سے طرف شاع کے سے کسی مقام میں لازم نہیں آتا ہے کہ دوسرا کلمہ کہ مرادف اُنکا ہو بھی جائز ہو جائے پس اگر کوئی شخص بجائے اللہ اکبر کے خلع بزرگ کہے یا اللہ اجل کہے نماز اس کی درست نہیں ہوتی یہی خوب چہاں نہیں ہوتا ہے اس واسطے کہ کلام اس جگہ میں ہے کہ ایک دونوں مترادفوں میں سے شامل اور مفسدہ کے نہ ہو غلا وہ یہ کہ بعض حنفیوں نے تراذ کو بھی منع کیا ہے کئی وجہ سے ایک جہید ہے کہ ہر چند بحسب قول لغوی کے راعنا اور انظرنا ایک معنی رکھتے ہیں لیکن مدلول عرفی راعنا کا دشنام اور بڑا کہنا ہے اور اس میں کمال مخالفت نظرنا کے مدلول سے پائی جاتی ہے دوسرے یہ کہ راعنا باب مفاصلہ سے ہے کہ دلالت اوپر مساوات کے درمیان مخاطبین کے کرتا ہے کہ یا ایسا کہتے ہیں تو رعایت ہماری کرتا کہ ہم رعایت تیری با نیت کی کریں اور اس طرح کا خطاب رسول کے جناب میں کمال شہ ادبی ہے ساتھ دلیل لا تجعلوا دعا الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا کے تیسرے یہ کہ اس

ترجمہ تفسیر عزیزی

بجائے دے اب

کہ کیا چاہیے

تو میں نے صلاح

دی کہ او فرعون

ابھی سوئی اور

ان کے بھائی

نے کچھ چہاں

چھاڑ دیا تھا

چنگیز بن

سپاہی اور اس کے

کہ سب بڑے

بڑے بادشاہوں

کو اکٹھا کر لائے

جادوگر فرعون

کہ بیان لکھتے

ہوئے اور چہاں

کہ بھلا اگر ہم

جیتنے کے تو یہ

کچھ ان نام

خطاب میں ایک نئے عہد کا پایا جاتا ہے یعنی رعایت کر سننے کا ہم سے کی اور غافل مت ہو اور سے
اور ساتھ دوسرے چیز کی مشغول مت ہو اور بیچ انفل نہا کے محض سوال شفقت اور مہربانی کا ہے
اور بیچ لفظ واسع کے اشارہ ہر طرف اور ہر بات کے کہ شاگرد کو چاہیے کہ ساتھ کمال توجہ
اور التفات کے کلام استاذ کی سنی تاکہ حاجت دوبارہ کلام کر نیکی اور سکون نہ پڑے جبکہ سنی
اس کلمہ کے سیکنے سے سن فرمایا اگرچہ یہودی لوگ کہ اپنے تین اہل کتاب جانتے ہیں اور تعظیم انبیا
کے مرتبہ سے خوش ہوا تھا، میں اس کلمہ کو استعمال کرتے تھے اب بیان فرماتے ہیں کہ کہنا یہودیوں
اس کلمہ کو بیچ خطاب پیغمبر تمہاری محض اسطے عرض فاسد ہے ہر تاکہ اس کلمہ کو سیکہ کہ تم بھی
دور اور ساتھ برائی اور قیامت مضمون اس کلمہ کے خبردار ہو اور آدمیوں کے روبرو حقائق
ہماری ظاہر ہو اور حقائق منافی ہے اقوام نے وحی کو تمہارے اوپر اس واسطے کہ جس گروہ پر او
نازل ہو چاہیے کہ تیر فرم اور زکی ہو پس گویا بیچ نظر آدمیوں کے ثابت کرتے ہیں
یہ فرقہ قابل سکے نہیں کہ وحی الہی لکھے اور نازل ہو اس واسطے کہ مایود الذین کفر صوا
اہل الکتاب یعنی دوست نہیں کہتے ہیں وہ لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں اہل کتاب میں
یعنی یہودی مدینہ کے وکالتہ کرکین یعنی اور مشرکین کہ کے اَن یُکَذِّبَ عَیْکَ کُ
یہ نازل کیا جاوے اور تمہارے میں خیر دین دے دیکھ یعنی امر خیر کا طرف پروردگار
کیے سے اور جبکہ قدرت ہمت کی نہیں کہتی ہیں کہ خدا کو نازل کرے خیر کے سوا اور
سے منع کر سکین ناچار کرتے ہیں کہ بے لیاقتی تمہاری آدمیوں کے نزدیک ثابت کریں
اس اثبات کا یہودی ہوئے ہیں اور قبول کرنیوالی اس شبہ کے مشرکین پس اس وجہ
ہماری ساتھ تمہارا یہام ان کے سے کچھ فائدہ ہوگا اس واسطے کہ خدا انکا اس وقت سز
اور کارگر پڑے کہ نزل وحی کا خدا کی طرف سے موقوف کریں اور یہ بات انکی
میں نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ محکوم اور انکا نہیں واللہ یخیر من خیر یعنی اور
ص کرتا ہے ساتھ حجت اپنی کے کہ نزل وحی کا یہی آثار اوس حجت کو سہ ہے من شاک
ہی کے تین چاہیے بندوں سے اگرچہ ظاہر بنیو کی نظر میں لیاقت اوس حجت کی
اور یہی وجہ کہ نو دلوں کو اہل خاندان قدیم مسخر اور استہزا کرتے ہیں بلکہ

صاحب ہر کمال دہی کو اہل خاندان مفتی اوس کمال کی تحقیر کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ جس کو پہلے پہل ہمارے لوگوں میں سے کمال حاصل ہوا ہو باعتبار نظر ظاہر میں کی لیاقت اوس کمال کے اوس میں تھی اور یہ بھی نہیں سمجھتے ہیں کہ جس وقت حق کی ایک بزرگی اور منصب یافتہ فرماتا ہے اول اوس کو لیاقت اوس منصب کے بخشتا ہے خصوصاً انچ مناصب شرعیہ اور مراتب دینیہ کی اور اسی واسطے کہا ہے ہر عہدہ بجائے خویش بود اپنے کردگار دہدہ اور سب غلط فہمی اور بھٹی کا یہ ہے کہ قیاس غایب کا اوپر جا کر کرتے ہیں اور جیسے کہ بعضی بادشاہ آدم ناشناس بعضی نااہلوں کے تین منصب بڑی بغیر اکل کے بخشے ہیں اور اوس شخص سے عہدہ برائی اوس منصب کی نہیں ہو سکتی ہے اور بجای پینہ بونے کے پشم بونے کی واسطے امر کرتا ہو ایسی ہے بادشاہ ہونگا ہی اسی طرح بغیر اکل اور جانچ کے کوئی کام کرے ہو سکتا ہے حال آنکہ یہ بات ادنی غلط ہے اس واسطے کہ فضل اور احسان بندوں کا بیچ حق دوسرے بندوں کی سزا سزا نقص اور ناکام ہے اسی سبب سے بعضی آدمی کو منصب دیتے ہیں اور لیاقت اوس منصب کی نہیں دیکھتے ہیں **وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ** یعنی اور خدا صاحب فضل بزرگ کا ہے کہ حد کمال اور تمام کے سے بھی متجاوز ہوا اور اس کا فضل ایسا کامل ہے کہ اوس کی نزدیک منصب کا دینا اور لیاقت منصب کے دینے برابر ہیں اگر وہودی واسطے تشویش خاطر مسلمانوں کے شبہ دل میں الین اور کہیں کہ اگر حق تعالیٰ کی طرف سے تمہارے اوپر خیر اور نیکی نازل ہوتی ہے اور یہ نزول قرآن کا آثار رحمت اوس کے سے ہوا اور اس کو فضل عظیم جانے ہو پس نسخ احکام کا کہ تمہارے دین میں مکر واقع ہوا اور ہوتا ہے اسکی کیا معنی ہیں اگر پہلا حکم تمہارے حق میں بہتر تھا پس حکم دوسرا برا ہوا اور اگر حکم دوسرا خیر تھا حکم پہلا بد ہوا اور یہ وقت پیغمبر تمہارے کے اور وحی اتی ہوا اور کوئی کلام اوپر اور ترا ہے اور اوس کو آپ ہی پڑتا ہے اور دوسروں کو ہی واسطے پڑتا ہے اوس کے کے حکم کرتا ہے اور امید وار ثواب کا ہوتا ہے اور کسی اور وقت وہ سب اور ترے ہوئے کلام اوس کے دل سے پھول جاتی ہے اور بالکل یاد نہیں رہتی ہے پس یہ امر خیر کہ جس میں ثواب کی توقع تھی اس واسطے اوس سے لے لیا یہہ کیا رحمت ہے اور کون فضل اور حسان ہے واسطے دفع اس شبہ کے اس مضمون کو سمجھ

اور کیا بہرہ دونوں
مذہب کا دو گروہ میں
ایک دوسرے

گرسے نکال دیا

خاصہ دینی و علمی

تم خروا بنایندو
کرو اور قطاری
تجاملے کو آواز

ایکسی ہی ہر چاروں
جورج حبیبین
فکار حبیب

سیدان عین (کمالیہ)

کتابخانه

تفسیر غفری

تھیں خیرین کا

جادو گر و ن

سے اپنی جادو

کی رسیاں

اور لاطیان

والین (ظہر)

در کہا فہون

کی عورت کی فہ

سہام بجے

دشوار ہر سب

کی نظر بندی کی

اور دوسروں کو بھی سمجھا کہ یہ نسخ کے تبدیل خیر کے ساتھ شر کے یا تبدیل شر کے ساتھ خیر کے نہیں تاکہ
مناجات وحی کے خیریت کے ساتھ لازم آوے بلکہ ناسخ اور منسوخ دونوں خیر ہیں اس واسطے کہ
مَانَسِخَ مِنْ آيَاتِهِ یعنی جس چیز کو ہم منسوخ کر لیں گی اُن کی قرآن کی آیتوں سے اور حکم اُسکے کو موقوف
کرتے ہیں گو کہ تلاوت اُسکی باقی رہی اور قرآن کے اندر لکھی جاوے اور حافظوں کے
دلوں میں موجود ہو جیسے کہ یہ آیت والذین یتقون منکم ویددون اذا جاءوا صلیۃ
لازم واجہہ متاعا الی الخ ل کہ حکم اس کا یہ ہے کہ عدت میں ایک سال واجب ہے
اور ساتھ دوسری آیت کے کہ حکم اُسکا یہ کہ عدت کے اندر چار مہینے دس دن واجب ہیں منسوخ
ہوا اور حالانکہ یہ آیت بھی قرآن مجید میں موجود ہے اور فراموش نہیں ہونی بلکہ اوپر زبان ہر
حافظ کے جاری ہے اور مثل آیت یا ایہا الذین امنوا اذا فاجیکم الرسول فقد صواب
بین یدی جنودکم صدقہ کے کہ حکم اسکا بھی منسوخ ہے اور تلاوت اُسکی باقی ہے اور
ایسے ہی آیت مصابہ اور ٹھیکر نے کے کفار کے مقابلہ میں کہ ایک مقابلہ دس آدمیوں کے سے
بھاگنا چاہیے بلکہ مقابلہ میں رہے اور یہ حکم منسوخ ہے اور سورہ انفال میں موجود ہے اور
پڑھی جاتی ہے اور اوپر اسی قیاس کے اَدْنٰسِہِمَا یعنی اُو فراموش کروادین ہم اُس آیت کو
خاطوئے خبر کی سے اور دوسرے قاریوں کے سے یہاں تک کہ الفاظ بخوبی یاد نہیں اور اُسکے الفاظوں
میں شبہ پڑ جاوے گو اصل مضمون اور بعض الفاظ یا بھی رہیں خواہ حکم اُس آیت کا برقرار ہو
مثل آیت الشیخ والنشیخہ اذا ذنبا فارجوہما البتۃ نکالامن اللہ واللہ عزیز
حکیم کے حکم اسکا برقرار ہے اور الفاظ اُسکے بخوبی یاد نہیں رہے کوئی کہتا ہے کہ اس کے
آخر میں واللہ عزیز حکیم ہے اور کوئی کہتا ہے وکان اللہ عزیزاً حکیماً ہے اور ایسے ہی
موضع اس کا بھی بخوبی معلوم نہیں کہ کونسی سورت میں تھا اور اسی واسطے آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ کے کہنے سے اُس کو تلاوت سے موقوف فرمایا اور اُنہ
لا ترغبوا عن ابائکم فاذا کفر بیکم ان ترغبوا ان ابائکم والولد للفرس وللعاہل الخ
کے جیسے کہ روایت کیا اس کو ابن عبد البر نے بیچ تمہارے عمرو سے اور اُنہ نہ جہا ہلکی کجا
جاہد تقولہ کی روایت کیا اس کو ابو عبید نے عبد الرحمن بن خوف سے اور اُنہ بلغوا قوما انا

نہ جہا ہلکی کجا
توبہ دے دو دیکھو
اللہ اسکو بگاڑنا
دوسرے میں سے

لقد نفخنا في عناق وأمرضنا لكي نزلنا نازل هو انما
روایت کیا اس کو بخاری نے اور مسلم نے اور ماہند لوکان لابن ادم من ذہب
لا تبغی الیہ ثانیاً ولوکان لہ وادیان لا تبغی الیہما ثالثاً ولا یملأ جوف ابن ادم
الا تراب ویتوب اللہ علی من تاب کے کہ اکثر محدثین نے اُس کو بہت صحابہ
سے نقل کیا ہے اور مصحف ابی بن کعب میں بھی لکھا ہوا تھا لیکن بعض الفاظ اُسکے
مشتبہ ہوئے کہ مثل بطن ادم یا جوف ابن ادم ہے اور موضع اسکا بھی مشتبہ ہوا کہ
سورۃ احزاب میں تھا یا سورۃ برآۃ میں اور صدر اسکا بھی فراموش ہوا کہ انا انزلنا المالا
لاقام للصلوة وایتاء الزکوۃ تھا یا چیز دوسری اور ایسے ہی آیت ان اللہ سیموید
هذا الدین برجال ما لہم فی الآخرۃ من خلاق کے یا یہ لفظ ہی باقوام لا خلاف لہم روایت
کیا ہو گا ابو سعید وغیرہ نے ابی موسیٰ اشعری سے اور غیر اسکے سے اور اوپراسی کے قیاس کیا جاوے
اور خواہ حکم اسکا بھی موقوف ہوا ہو مثل عشر دضعات معلومات یومین کے اول اور آخر
اس آیت کا تمام فراموش ہو گیا اور اسکا موضع بھی نسیا نسیا ہوا اور حکم اسکا بھی موقوف ہے اور
روایت کیا اس کو بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ابو داؤد و بیہقی کتاب تاریخ کے
اور بیہقی بیج دلائل النبوت کے ساتھ روایت ابو امامہ بن سہیل بن خنیف کے لائے ہیں کہ ایک شخص
انصار میں سے رات کے وقت تہجد کے واسطے اٹھے اور بعد از تہجد کے چاہا کہ جو سورۃ پڑھیں اور ہمیشہ انکو
پڑھتے تھے پڑھیں ہرگز اور پڑھنے اسکے کے قادر نہ ہوے اور تمام سورۃ حافظہ اسکے سے چلی گئی سو اسے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اور پڑبان انکی کے نہیں آتا تھا صبح کے وقت تعجب ہو کر دو سر سے
صحابہ سے پوچھا سب نے کہا کہ وہ سورۃ ہم بھی ایسے ہی بھول گئے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے روبرو آئے اور ماجرایان کیا آنحضرت نے فرمایا کہ اے ابن ادم وہ سورۃ منسوخ التکلیف
ہوئی سینہ میرے اور سینے تمام آدمیوں کے سے باہر گئے بلکہ نقوش لکھے ہوئے بھی جاتے رہے پھر
حال ان دو طریق سے کوئی واقع ہو کانتی چیز تھا یعنی البتہ لائے ہیں ہم بہتر کہ اس آیت منسوخ
یا فراموش ہوے سے آؤں گا یعنی یا ماہند اس آیت منسوخ ہوئی یا فراموش ہوے کی بیج
خوبی کے پس بیج دونوں آیتوں منسوخہ اور ناسخہ کی خیریت موجود ہوتی ہے اگرچہ منسوخ

تفسیر غزالی

حکم نہیں سفارتا

مگر کے جاوے

ایسا خیال نہ تھا

کہ وہ رسایان

اور لاشیان

دورانی ہیں میری

اپنے دل میں

ڈرنے لگا اور کچھ

نے فرمایا درست

نہی جیسے گا اور

جس سے دلست

بوجہ میں سنا ہے

پارل سے میرا کھا

سارا کھیل کھا دیا

دیکھا بنا بوجہ دگر

کا غضب ہے اور

جادو کہ کہیں کیا

نہیں تھے (قرۃ)

موسے نے

لَوْ قُلْتُ

اپنی لاعلمی والی
بس وہ (آزمودہ)
توئی جادوگروں
کے سانگ
مکلف مسیحا
ذوقِ نبات
بولیوں کا
یک آدمی کا
بڑا بڑا
بیب ومان
بارے اور
ذیل ہوئے
اور جادوگروں
سے
اس کے اور

میں خیریت زیادہ ہو نسبت ناسخ کے بعض وقت میں تفصیل اس اجمال کے یہ ہے کہ اگر کسی آیت کا حکم
منسوخ ہوتا ہو پس ناسخ کا دوسرا حکم آیت ہوتی ہے کہ دوسرا حکم اس آیت سے نکلتا ہے اور حکم
ب نسبت پہلے حکم کے بہتر ہوتا ہے کہ پہلے نسخ عمل کے ہوتا ہے مثل **مَا قَرَأَ مَا تِلْكَ الْقُرْآنُ**
کے کہ پہلے **قَدْ أَلْمِزْنَاكَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ قَلِيلًا لِّضْفَةٍ أَوْ نَقُصُّ مِنْهُ قَلِيلًا** اور **رَدَّ عَلَيْهِ وَرَدَّ الْقُرْآنُ**
سے ہی نسخ عمل کے یا کرنے میں ہی پہل اور مصلحت وقت کے بھی واسطے زیادہ موافق ہے
مثل **إِن كَانَ حَقِّقَ اللَّهُ عَذْرَاكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا** کے عمل میں ہی پہل ہے اور مصلحت
کے واسطے بھی زیادہ موافق ہے کہ نسخ وقت کثرت فوجوں کے ضعیف القلب ہے آدمی دنیان
میں ہوتے ہیں اگر اور ان کو بھی مانند قوی لوگوں کے اس بات کی تکلیف دی جائے کہ ایک
آدمی نسخ مقابلہ دس آدمیوں کے ہڑے اور نہ بھاگے جہاد کرنے سے ایسی لوگ دل چاہیں گے
یا اس فعل ناسخ میں نسبت فعل منسوخ کے موافقت مصلحت عامل کے زیادہ ہو گو کہ زمین سہولت
نہو جیسے تین ہزار روزہ کا نسخ ماہ رمضان کے کہ ناسخ تنخیر کا ہے و مہینان فدیہ میں اور
روزہ کہنے کے یا ثواب میں زیادہ ہو گو موافقت مصلحت عامل کے اس میں زیادہ نہ ہو اور عمل
میں بھی پہل نہو جیسا کہ حکم جہاد کا ابتدا اسلام میں کہ ایک تاجع بہت پہنن ہوا تھا اور آدمی
جنگ آزمودہ اور شاق آلات حرب کے دین میں داخل پہنن ہوتے تھے اور حکم ناسخ آیتوں میں
اور عفو کا ہی یا حکم آیت ناسخ کا بیچ امور مذکورہ کے مانند حکم آیتوں منسوخ کے ہوتا ہے اور جو آیت کہ فراموش
ہو جاتی ہے پس عوض اسکی آیت دوسری آتی ہے کہ بجائے اسکی اس آیت کو پڑھیں اور ثواب حاصل
کرمین اور وہ بھی کہی بہتر پہلی آیت سے ہوتی ہے بیچ کثرت ثواب کے اور وضاحت الفاظ کی اور غلبہ
کلام میں جیسی کہ **إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ** جگہ **إِنَّ دَانَ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْخَنِفَةُ**
السمیة لا الہودیة ولا النصرانیة کی اور کہی مثل فراموش کی ہوتی ہے ہوتی و نسخ ان امور کے
مانند اکثر صورتوں کے کہ آیتوں پہلی ہوتی کے بدلے میں آئی میں اس جگہ جانا چاہیے کہ نسخ بیچ احکام
شرعیہ کے مانند نسخ کے بیچ احکام تکوینیہ کے ہر اور ملاحظہ کرنے حال نظام تکوینی الہی سے استنباد
نسخ نظام تشریعی کا کہ سبب شبہ ڈالنے کا فزون کے ذہنوں میں آتا ہے دفع ہو جاتا ہے و بیان
اسکیا ہے ہر احکام الہیہ لوح محفوظ میں بھی ہوتی ہیں خواہ جن احکام تکوینیہ کے سے ہوں خواہ

جس احکام شرعی کی سی دو قسم ہیں یا خاص ہیں یا عام ہیں اور خصوصیت انکی یا بے نسبت اشخاص کو ہے کہ وہ احکام انہیں شخصوں کے واسطے ہیں دوسروں کے واسطے نہیں یا بے نسبت کسی زمانہ کے کہ انکی وقت میں موجود ہوں اور دوسرے وقت میں موجود نہ ہوں پس جو کہ خاص ساتھ اشخاص کے یا نسبتاً اشخاص کے بانی رہتے ہیں اور بعد اُس کے منسوخ ہو جاتے ہیں اور جو کما تھک کسی زمانہ کی ہیں تا باقی رہتے اس زمانہ تک وہ بھی باقی رہتے ہیں اور بعد گزر جانے اُس زمانہ کے موقوف ہوتے ہیں خواہ وہ زمانہ گذر نہ ہو الا قبل ہوشل احکام منسوخہ قرآن کے خواہ طویل مثل حکام شریعتوں پہل کے اور یہ تغیر اور تبدیل منافی ثبوت اُن احکام کے پیچ لوح محفوظہ کے نہیں اس واسطے کہ وجود انکا اس جگہ انہیں اوقات اور ازمان تک ثابت ہے مانند تمام احکام کلینی کی کو اس قسم کے ہیں جیسے کہ صحت اور مرض اور غنی اور فقیر کی کہ لوح محفوظہ میں کسی شخص کی ایک وقت میں تک لکھی ہوتی ہے اسوقت تک ہے گی بعد اُس کے منسوخ ہو جاوے گی اور جو احکام عام ہیں بالکل قابل نسخ کے نہیں تا ابد الا با د باقی اور برقرار ہیں جیسے کہ تکلم انسان کا اور سید ہا ہونا قداس کے کا بیچ احکام کوئی کے اور بیچ احکام شرعی کے مثل حرف شرک اور زنا اور لواطت اور چوری کی اور اس بیان سے ظاہر ہوا کہ بیچ احکام کے خواہ کوئی ہوں خواہ شرعی تغیر اور تبدیل علم الہی میں نہیں آئی ہے تبدیل اور تغیر ہمارے ذہن میں ہجے جاتی ہے اور یہ نقصان ہمارے کہ مدت حکم کی ہکو معلوم نہیں اور غلط فہمی سے اس حکم کو مسترد اور ہمیشہ رہنے والا جانتے ہیں اور یہ چند کہ یہ بات بیچ احکام کوئی کے کہ جہاں میں تغیر اور تبدیل تمام چیزوں کی ہوتی رہتی ہے جانے انکا راول مثل شرب کا نہیں اس واسطے کہ ہر شخص نبی آدم سے تغیر صحت کا ساتھ مرض کی ایک بدن میں اور تغیر تو نگر یکا ساتھ فقیری کے ایک شخص میں اور تغیر خبر کا ساتھ معلوبیت کی بیچ ایک قوم اور ایک گروہ کی اور زوال و ولتوں اور سلطنتوں کا کہی کسی قوم کے پاس اور کہی کسی کے پاس اور ایسے ہی آبادی اور ویرانے ایک مکان اور ایک شہر کے جد سے جد سے زمانہ میں مشاہدہ کرتا ہے اور تغیرات اور تبدیلیات کو طرف اسباب خفیہ اس کے کی نسبت کرتا ہے لیکن احکام شرعی میں کفار اس نوع کی تغیر اور تبدیل کو دیکھ کر اور منکر ساتھ طعن اور طنز کے قائم ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ و بطل وضع اس طعن انکی کے ہر مسلمان کو خطاب کر کے تلقین جواب کی کرتا ہے اور خطاب کر کے فرماتا ہے اَللّٰہُ یَعْلَمُ اَیَّانِہِیْنِ جانتا ہے تو ایسا صاحب عقل کے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

تفسیر غزالی
 احکام کی اور ان کی
 بزرگی سے انہیں
 کی اور ان کی
 اور جس کی دعا
 و ذکر کے حق میں
 ہے اور وہ ہاں اس
 کہ دین اسلام
 بیشک یہی ہے
 سب پر واجب
 متین کی کہین
 پر واجب ہے
 وہ ہے کہ اسے جو
 کہ جس کے ہاتھ
 بیچے اس کو بول
 سر مسلمان تو
 اس راہ پر
 اور اس سے
 بیور

تفسیر

اسم تعالیٰ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

آلہ وسلم

ہے کہ اہل کتاب

نہیں کہ یاد

نہیں کہ یاد

نہیں کہ یاد

نہیں کہ یاد

نہیں کہ یاد

نہیں کہ یاد

نہیں کہ یاد

نہیں کہ یاد

یعنی اس بات کو کہ خطے تعالیٰ اور چسبہ خوں کے قادر ہیں اس واسطے کہ جہان کے اندر دیکھتا ہے تو کہ
 اسم تعالیٰ ہر لحظہ اور ہر آن میں طرح طرح کے حوادث اور عجائبات نگارنگاں ظاہر کرتا ہی اور جو چیز کسی کے
 فہم اور ہم میں آوے ساتھ قدرت کاملہ اپنی کے اسکے تین ساتھ حسن و جود کے سر انجام دیتا ہی جیسے کہ
 بل یا ماضی کا ساتھ صحت کے اور بدلنا یا مفلسی اور لاچارگی کا ساتھ دولت اور ثروت کے اور پھر دینا
 نہایت کمزوری کو طرف قوت کے اور تغیر کرنا سلطنت کا ساتھ گدائی کے اور عزت کا ساتھ دولت
 اور بے نوالی کے اور روشنی کا ساتھ تاریکی کے اور تاریکی کا ساتھ روشنی کے اور جب کہ اسکو قدرت
 اس تبدیل اور تغیر کی ثابت کرتا ہی تو پس اُس کی ذات سے کیا بعید سمجھتا ہے تو کہ ایک حکم کو ساتھ
 دوسرے حکم کے اور ایک لفظ کو ساتھ دوسرے لفظ کے تبدیل فرماوے اور ایک حکم کو منصب شرف و
 کی سے معزول فرما کر دوسرے کو بجائے اُس کے قائم کرے اور ایک لفظ کو شرف تلاوت اور تقرب
 کی سے محروم کر کے دوسرے کو ساتھ اس مرتبہ کے سرفراز کرے اور حکم و دونوں لفظوں کا چمکتے رہنے
 کے حسن اور نیک ہونا اگر اس احوال سے گراہ انکال تیرے کی نہ کھلی اور رنگ آئینہ بدر کہ تیری سے
 دور نہو تجھ سے ہم پوچھتے ہیں اَلَمْ نَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ كَذٰلِكَ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ اَلَا نَرٰ حٰضِرًا لِّیَا اَنۡہٰی
 جانتا ہی تو کہ واسطے خدا کے ہے بادشاہت سات آسمانوں کی اور زمین کی اور ہر آسان میں اور ہر
 حکم اور ہر ذکر اور ہر تدبیر مقدر فرمائی ہے اور ایسی ہر ولایت کے اندر لخت اور وضع و دوسری اور
 طریق و دوسرا رکھا ہی اذ تمام احکام اور تدبیریں اور اوضاع اور لغات اپنے مرتبہ میں پسندیدہ اور
 حسن ہیں سندیوں کو اصطلاح سند کے خوش معلوم ہوتی ہی اور ہندیوں کو اصطلاح ہند کی خوش
 آتی ہی اور جب کہ اختلاف احکام اور تدبیرات الہیہ کا بسبب اختلاف مکانون کے یقین کیا تو نے
 اور سب کو محسوس اور بہتر جانا پھر یہ اختلاف ان احکام اور تدبیروں کے ساتھ اختلاف اشخاص اور گروہوں
 اور زبانوں کے کس واسطے بہتباد کرتا ہی تو اور حکم کو بیچ زمانہ اپنے کے اور پھر حق اشخاص اور گروہ مختلف
 کے کہ جائی و دو ان حکموں کے ہیں کس واسطے بہتر نہیں سمجھتا ہی تو اور قطع نظر اس سے جب کہ
 ساتھ ولایت معجزات کے صدق پیغمبر وقت کا ثابت ہوا اور یقیناً معلوم ہوا کہ جو کچھ وہ پہنچاتا ہے
 بلاشبہ حکم خدا کا ہی پس بیچ قبول کرنے اُس حکم کے کہ ناسخ پہلے حکم کا ہو کوئی عذر نہیں رہتا ہے اور
 کس طرح بیچ فرمان برداری حکم الہی کے ساتھ ان مشجہون و اہیہ کفار کے ترد و اور شبہ کرتے ہو

وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ لِيُغْنِيَكُمْ عَنْهُ وَنِعْمَ الْوَعْدُ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ عَاكِفِينَ لِحُكْمِهِ ۚ
 اور سنا کہ کام معاش اور معاوضہ تجارتی کا اصلاح کرے اگر کارساز و موثر تھارے واسطے ہوتا
 گنجائش اس بات کی تھی کہ اس کارساز کو مستولن مانج اور معتدل حکم سمجھ کر چھوڑ دیتے اور دوسرے
 کارساز کی طرف رجوع کرتے اور چارہ معاش اور معاد اپنی کا اُس سے طلب کی تو لائق یا نہیں یعنی او
 نہیں ہی سوائے اُسکے تھارے تین کوئی یاری دینے والا کہ اگر اللہ تعالیٰ اور پناہ فرمائی حکام نامہ اپنی کے
 تم سے باز پرس کئے اور عذاب میں پکڑے وہ یاری دینے والا کہ اُسکے ہاتھ سے چھٹالے ہر تم باوجود
 جانے سخت نسخ اور پچاگی اپنی کے بیچ ہاتھ لگی کے حکم اُس کی کو جس وقت میں جس طرح کہ فراموش
 مطیع اور فرمانبردار ہوتے ہوا اور اُسکو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھتے ہوا کہ یعنی یا نہیں بلکہ
 تَرِيدُونَ اِنَّ تَشْتَاكُوْنَ اِهْلُوَكُمْ لِيَغْنِيَكُمْ عَنْهُ سِوَالِ كَرْتُمْ اَوْ رِخْوَا سْتِ كَرْتُمْ
 رسول اپنے سے تبدیل احکام الہی کی کہ جو کچھ پہلے فرمایا ہی اسی کو برقرار رکھے اور اُسکو نسخ
 فکر سے یا جو کہ تمہاری خواہش کے موافق ہو وہی فراموش یا جو کہ تمہارے اوپر شاق و گران ہی ہو اُنکو
 موقوف کئے اور درخواست اس بات کی رسول سے اس جہت سے کہ وہ تمہاری طرف سے اس آمد کو
 جناب الہی میں عرض کئے اور بار بار اُسکے واسطے خدا سے کہنے تاکہ موافق اُس کی اجابت ہو
 اِنَّا سُوْلُوْا مَوْلٰی مِنْ قَبْلِ ذٰلِكَ لَعَلَّ نَحْنُ نَحْمِلُ عَنْكُمْ سِوَالِ كَرْتُمْ اَوْ رِخْوَا سْتِ كَرْتُمْ
 عینہ السلام ہر وقت کوئی حکم حکام الہی سے طرف بنی اسرائیل کے پہنچاتے تھے اور انکو وہ حکام مخالف
 نفس کے اور شاق طبیعت پر معلوم ہوتی مثل جہاد و عاقلہ کے اور دنیا چوتھا حدیث ال کجج زکوٰۃ کے اور نماند
 اسی کے حضرت موسیٰ سے نہایت تاکید سے درخواست کئے کہ جناب الہی میں عرض کئے کہ اُس حکم کو تبدیل
 کر دو میں اور میرے اس کے حکم دوسرے کہ سبک رہا ہوں اور حضرت موسیٰ نے کثرت سوال انگے سے بہت
 دل تنگ ہوتے تھے یہاں تک کہ اچھے موسیٰ نے شکایت انہی معراج کی بات میں سے روبرو بھی کی اور تجھکو
 بھی تاکید فرمائی کہ جناب الہی سے پہلے پہنچنے سے طری امت اپنی کے تخفیف احکام کی سوال کر اور پچاس
 نازوں کو خلاف مانج کی تخفیف کرائی اور اسی ہی بیچ قصہ بقرہ کے سبب کثرت سوالات اپنی کے بقرہ
 معلقہ کو طرح طرح کی قیود کے ساتھ مقید کرو اگر تکی میں گنہگار ہے ہوا سبب کہ ایسی بقرہ نادر اور
 کم یاب تھی اور ظاہر ہے کہ درخواست کرنی تبدیل حکم الہی کی خصوصاً فسر مانبر داری کرنی

تفسیر عریضی
 ایک ایک کے
 بجائے اسے
 وہ توجہ دین
 اسلام کے پیشا
 جانے گئے اور
 ان کی اولاد
 کے بارے میں
 خدا کا حکم
 ہوا کہ ان میں
 جہاد کا رد دین
 حکم میں ان کو
 شیخ کے کاموں کا
 دلی نہایت کج اور
 وہاں نہایت
 وافر جملہ ان کی
 مذاکرہ کرتا سی
 اُسکا مانجنا
 مقنا انہی کے
 مقصود

حکم ناسخ کی اور لازم کرنا حکم منسوخ کا صیرج کفر ہے اور مستلزم ہے زبردستی کرنے کو اور فرمایش کو
 اوپر خدا کے وَمَنْ يَتَّبِعِ الْكُفْرَ بَاطِلًا يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ عَمَلًا سَوْيًّا الْمَسِيحُ ط یعنی پس تحقیق تم کیا اُسے راہِ راست کو اس واسطے کہ حکم منسوخ
 اگرچہ حکم الہی ہے لیکن جب منسوخ ہوا ہدایت اُمین باقی نہ رہی اور بمنزلہ اسکی ہے کہ راستہ چلنے والا
 ط کتے ہوئے راستہ کو اُلٹ کر پھر اُسی راستہ پر چلنے لگے اور لگے کو چلے کہ ہرگز مطلب کو نہ پہنچے گا
 باقی رہی اس جگہ کئے سوال جواب طلب اول یہ کہ تغیر و تبدیل کی تیج حکام کوئی کے مثل صحت اور دھن
 وغیرہ کے بہت طریق اور اسباب معلوم ہیں اور بسبب طالع کے اوپر ان اسباب کے استبعاد اور
 استجاب دفع ہوتا ہے مثلاً معلوم ہے کہ گرمیوں میں برف نہیں جمتی ہے اور جازون میں حاجت
 پانی برسنے کی نہیں ہوتی ہے اور آدمی غلانے غلانے سے بیک غنی ہوتا ہے اور غنی سبب غلامانی غلامانی
 پیر کے مفلس ہو جاتا ہے اور بیمار دوائوں کے ساتھ صحت پاتا ہے اور تندرست بد پرہیزی کو سبب
 سے بیمار ہوتا ہے لیکن تغیر و تبدیل کا تیج حکام شرعی کے کیا سبب اور کیا وجہ ہے اس جگہ سوال
 آزمائش اور امتحان مکلفین کے کہ اطاعت کرتے ہیں یا نافرمانی اور کوئی سبب ظاہر نہیں اور یہ
 موجب تغیر و تبدیل کا نہیں ہو سکتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ہر چند سبب اصل تیج حکام شرعی کے
 یہی ہے لیکن یہ آزمائش اور امتحان محض ایسا نہیں کہ دلیل اور حکمت اس کی کوئی نہ ہو رعایت
 مصالح مکلفین کی اور صلاح معاش اور معاد ان کی کے ہے مثل تکلیف دینے طیب کے مریض کو
 کہ جو چیز اس کے تین نافع ہے اُسی شے کا حکم فرماتا ہے اور جو چیز اس کو ضرر دینے والی ہے اُس
 شے سے نہایت منع کرتا ہے اور آزمائش مکلفین کی اس وجہ سے نہیں کہ جس طرح اتفاق ہو جائے
 امتحان ان کا کیا جاوے خواہ رعایت مصالح انکی کے اس میں ہو یا نہ ہو بلکہ رعایت مصالح کی
 ضرور ہے اور جس وقت رعایت مصالح معاشیہ اور معادیہ مکلفین کی منظور ہوئی اور طالع
 امراض روحانی ان کی کا پیش نہاد ارادہ الہیہ کا ہو اس سے ضرورت ہدایت کی ہوتی کہ
 چہ تبار مختلف ہوئی مصححون اور امتون اور زمانہ کے اختلاف احکام کا حاصل ہو اور علما محققین
 نے کہا ہے کہ نسخ تیج احکام شرعیہ کے ساتھ ایک وجہ کے چار وجہوں میں سے ہوتی ہے اول
 یہ کہ حکمت حکم شرعی کی جد سے جد سے رنگ میں ظہور کرتی ہے کہیں ایک ایک رنگ میں ظاہر ہوتی ہے

تفسیر غفران
 اس کے لئے کوئی دلیل
 پہنچا ہونے کی
 چلنے پھرنے اور
 پناہ دینا اور کما
 تمام برکت کو
 ناسخ کر دیا
 فاعلم
 نے اس بات میں
 غامد کو کبھی بزرگی
 جانی ہے خدا کا
 پہنچا ہوا ہے
 جو لوگوں کے کو
 بنایا گیا ہے
 رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا ہے
 ہر چیز کو ایک رنگ

اور کہیں دوسرے رنگ میں اور جبکہ حکمتیں مختلف ہوئیں احکام میں افریقہ انہیں حکمتوں کے سونگے پس
 ظاہر میں لوگ ظاہر کو دیکھ کر احکام کو مختلف شمار کرتے ہیں اور باریک بین حکمتیں مخفیہ کو دیکھ کر سب حکمتوں
 کے تین تین متحد جانتے ہیں مثلاً مشابہت کفار کی ان کے عید دن اور عبادتوں میں کہ حکمت الہی
 اس بات کو چاہتی ہے کہ اس کو دور کیا جاوے اور جس زمانہ میں کہ یہودی دارالاسلام کے
 قرب و دربار میں غالب ہے اور شنبہ کے دن کی نہایت درجہ کی تعلیم کرتے تھے مسلمانوں کو حکم ہوا
 کہ شنبہ کے دن اکیلا روزہ نہ لکھیں مگر جو اور دنوں کے روزے رکھیں ان کے شمول میں اسکا
 بھی روزہ ہو جاوے تو مضائقہ نہیں جیسے کہ روزے ماہ رمضان کے یا ایام یمن کے اور جب
 یہودی اس ملک سے غیبت اور نابود ہوئے اور بالکل خوف مشابہت کا نہ رہا حرمت روزہ تھا
 شنبہ کی مندرجہ ہوئی مثل اور دنوں کے روزہ کے اس دن کا روزہ بھی مباح اور نفل ہوا اور
 یہ کہ ارادہ الہی واسطے تدبیر اور پھان کے تعلق سے نئے نئے طرح سے پڑتا ہے اور جد سے جد سے
 نقش کو چاہتا ہے کہ سابق میں وہ طور تھا پس مقتضائے اس تدبیر جدید اور نقش غریب کے
 بہت احکام ایسے صادر ہوئے کہ پہلی شریعتوں میں اور پہلے وقتوں میں بالکل صادر نہ ہوئے تھے یا
 برضات ان کے صادر ہوئے تھے جیسے کہ بیچ وقت بعثت خاتم المرسلین کی تدبیر الہی عالم کی وسط
 اس صورت میں منظور ہوئی کہ نبوت اور بادشاہت کو جمع فرما دیں پس جو حکام کہ مخرج ساتھ دونوں
 وجہ کے تھے صادر ہوئے اور مسائل جہاد کے اور تقسیم غنیمتوں کے اور خراج اور جزیہ کے اور جو
 مناسب ان کے ہیں ظاہر ہوئے اور پہلے زمانہ میں کہ نبوت بادشاہت کے ساتھ ملی ہوئی نہ تھی یہ
 احکام ہی نہ تھے بلکہ خلاف اس کے حکم ہوتا تھا مثلاً غنیمتیں حلال نہ تھیں اور لینا جزیہ اور خراج کا
 مخالفین سے قبول کرنے دین کے بدل میں جائز نہ تھا میرے یہ کہ رواج اور رسم زمانہ بعثت اس
 پیغمبر کے سبب رواج اور رسم قوم اس پیغمبر کے بعضے حکم کو چاہتے ہیں کہ پیشتر اس سے سبب نہ ہونے
 اس رواج اور رسم کے اس وقت میں وہ حکم نہ تھا یا اس قوم میں وہ حکم نہ تھا اور ایسے ہی مختلف ہو جانا
 رسموں اور رواجوں کا بیچ مدت نزول وحی کی ابتدا سے انتہا تک کہ مدت تینئس برس کی
 تھی یہی سبب بدل جانے بعضے حکموں کا ہوا اور ایسے ہی رعایت اور محافظت قواعد ملت کہ جس
 ملت کے قائم کرنے کے واسطے بعثت اس پیغمبر کی ہوئی ہے اس تبدیلی کو چاہتی ہے مثل ملت ابراہیمی علیہ السلام

ترجمہ تفسیر غزنی
 حجت والہاجت
 روزے مسلمان و
 زمین پادشہ
 اور شہادت
 حکمت حجت
 دارالاسلام
 شخص کو چاہیے
 چلتے قال کرنا
 حلال نہ تھا اور
 مجبوری غلبہ
 ہی ساعت کیلئے
 حلال ہوا سورہ
 قیامت تک حجت
 حجت والہاجت
 نہ بیان کا کافی
 سچ بجانے نہ شکار
 دیکھا یا جائے
 یہ سچ ہے

تفسیر خلیلی

کتاب جزائے اہل بیت

ان چوتھوں میں سے ایک

اٹھنا البتہ درست

ہے مگر اگر کسی کو

اور گئی کا ناس

یہی کافران

میں سے ایک

کافی اور کاف

وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیچ حق خاتم المرسلین کے اور اسی سبب سے ہے کہ استقبال کعبہ کا
 ناسخ استقبال بیت المقدس کا ہو گیا جو تھے پھر کہ بیچ تبدیل احکام کے اور نقل کرنے ایک
 تکلیف سے طرف دوسری تکلیف کے بالترتیب سہولیت ہو اس واسطے کہ انتقال کرنا اجابت
 محضہ سے طرف تکالیف شاقہ کی اکثر نفوس کو گوارا نہیں ہوتا ہر پس ضرور ہوا کہ اول ساتھ
 سبک اور خفیف تکلیفوں کے خور کیا جاوے تاکہ رفتہ رفتہ امور شاقہ اور ثقیلہ کو بھی اٹھا سکیں
 اور بیچ اس تدریج کے نسخہ منکر بھی واسطے اسی حکمت کے وارد ہوئی جیسے کہ بیچ شدہ کے
 اور ظاہر ہونا اس تدریج کا خبر کی حرمت میں ظاہر ہے اور بیچ تقسیم ترکہ اور فرض سہام کے
 واسطے والدین اور بنات کے بھی روشن ہو سوال دوسرا کہ متفرع اوپر اس حال کے ہے پھر ہی
 کہ یہ وجوہات اور سبب واسطے نسخ کرنے احکام اور غالیف کی تسلی دینے والی خاطر کی ہوئی لیکن
 فراموش کئے الفاظ قرآن کے کہ وہ محض خیر اور نفع ہی اس واسطے کہ موجب ثواب اور ذریعہ
 حصول قرب اور رضامندی الہی کا ہے کس سبب سمجھنا چاہیے اور ظاہر ہو کہ جو اسباب
 پہلی قسم میں بیان ہو چکے بیچ نسخ تلاوت کے کہ فراموش کرنا الفاظ کا مراد اسی سے ہی جاری
 نہیں ہوتے ہیں اور پیش نہیں جاتی ہیں اور کچھ انکو دخل نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ سبب اس قسم
 کے نسخ کناہیت و فتنہ ہر بدون تہید مقدمہ کے ذہن نشین نہیں ہوتا ہے اور اس مقدمہ کو
 سنا چاہیے اس طرح کہ طریق القای علوم کا غیب سے اور ہے اور طریق القای الفاظ مرتبہ
 اور کلمات مولفہ کا اور ہے اس واسطے کہ القای علوم کا اولاد اور پر مد رک کے ہوتا ہے اور وہاں
 سے طرف خیال کے آتا ہے اور الفاظوں کے پیرایہ میں آن کر زبان کے اوپر جاری ہوتے
 ہیں اور طریق القای الفاظ اور کلمات مرتبہ کا اس طرح کہ قوت خیالیہ میں اس قدر ربط اور فرخی
 ہو جاتی ہے کہ الفاظ اور کلمات بڑے بڑے عبارت والے اس میں گنجائش کر سکتے ہیں پس
 بیچ القای الفاظ کے ترقی سے باعتبار قریب ہونے انکی کے عالم غیب سے بہ نسبت القای
 علوم کے کہ ایک درجہ نیچے مقام تعقل سے تنزل کر کے بیچ سرحد خیال کے داخل ہوتا ہے اور
 انسی واسطے یہ نوع القای الفاظ کا مخصوص ماحول و العزم پیغمبروں کے ہے علی انھیں اس واسطے
 خاتم المرسلین علیہ السلام کے اس واسطے کہ اکثر وحی متلو پہلے نبیوں پر اس طرح برآتی تھی

کہ کتاب الہی تختیوں پر لکھی ہوئی اور پتروں پر حروف اُسکے گھڑے ہوئے پہنچتے تھے اور بیچ حق
 اس فصل سولوں کے مصور حروف حالات کا کہ روح القدس ہے بجائے تختیوں نبوی کے
 صفحہ خیال مقدس اُنکے کہ بنا کر صورتیں حروف کی منقش کر دیتا تھا اور جب کہ اس قسم کا القا
 بہ نسبت قوی سے بشریہ کے نہایت نادر اور غریب تھا ناچار بعض اوقات میں واسطے ہتھان و
 عادت کروائیں کوئی کلام مرتب القا ہوتا تھا اور باقی رمضا اُس کلام کا تختی خیال میں منظور ہوتا
 تھا اور مثال اسکی بلا تشبیہ یہ کہ لوگوں کو ابتدا میں تعلیم کے وقت نئے نئے نمونے اور
 عجائب مسوئے ذہن سے نکالے ہوئے اور قاعدے سچے کے سکھلائے جاتے ہیں اور ان
 چیزوں کے سکھانے سے اور کچھ مطلب نہیں ہوتا ہی فقط آزمائش اور صورتیں حروف کی
 ذہن نشین کرتے ہیں ایسے ہی ابجد بھی ہوا اور اسی واسطے فرمایا ہو سنقر نك فلا تنسخی
 الا ما شاء الله یعنی قریب ہی کہ پڑھا وین ہم تجھ کو پس نبھولے گا تو گروہ کہ چاہے اس سکھانا
 جس کا اب اس چیز کا بیان کرتے ہیں خاص اُنھیں الفاظوں کے پہلانے کی وجہ کیا ہو حالانکہ مضامین
 تمام آیتوں کے یاد رکھنے میں ایک دوسرے کی برابر یا قریب قریب ہیں پس یہ سوال ایسے جواب کو
 چاہتا ہے کہ نہایت تفصیل اور تطویل اُس میں ہے کہ حوصلہ اس تفسیر کا گنجائش اسکی نہیں کہتا
 ہے اور اس جگہ اوپر اسی اجمال کے معنی تفصیل سے ہے قناعت کرنی چاہیے اور اگر
 بعضے محض کو نفس تقاضا شدید کرے اس قدر سنا چاہیے کہ بعضے وقت میں ہول و رجوع
 مضمون اُس وحی کا حقیقی اسکا ہوتا ہو کہ بار بار کان اُس کو نہ سنے جیسے کہ الشیخہ والشیخہ اذا
 سرنیا فا دھمما یعنی بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جس وقت زنا کریں پس سنگ سار
 کہ و تم ان کو کہ اس میں بیان سخت تر عذاب کا ہے اور کبھی لفظ دوسرا کہ مختصر اور چھوٹا وحی
 پہلی یا پچھلی میں موجود ہوتا ہے پس حاجت اسکی نہیں رہتی ہے اور واسطے سمجھانے فی الحال
 کے حاجت نازل کرنے اس لفظ کے بڑی تھی کہ فرصت تامل کرنے کی بیچ وحی سابق کے
 یا انتظار وحی لاحق کی نہ تھی مثل لا تعینوا عن ابائکم فانہ کفر بکم ان
 تعینوا عن ابائکم کی کہ اُس کے بعد اس کلام کے وقفی ربک الا تشیدوا الا
 ایاہ وباللہ الدین احسانا اچھا حاجت نہی اور اسی کی مانند ہے نسخ

تختیوں پر

اور کتب

کرنے والوں کے

لحاظ میں اور

میں بتوں سے

بیکر

وَلَا تَقَالُ تِلْكَ

وَلَا تَقَالُ تِلْكَ

وَلَا تَقَالُ تِلْكَ

وَلَا تَقَالُ تِلْكَ

وَلَا تَقَالُ تِلْكَ

وَلَا تَقَالُ تِلْكَ

وَلَا تَقَالُ تِلْكَ

وَلَا تَقَالُ تِلْكَ

وَلَا تَقَالُ تِلْكَ

وَلَا تَقَالُ تِلْكَ

وَلَا تَقَالُ تِلْكَ

حال انکا یہ تین نسخہ التلاوۃ اب تک یاد ہیں کہ نقل کرتے ہیں جو اب اسکا یہ ہے کہ فراموش کروانا
اور ان آیتوں کا اسطرح نہیں کہ کوئی لفظ اور معنی اوسکا ذہن میں نہ رہی بلکہ معنی اسکے یہ کہ تمام
عبارت ان آیتوں کی علی الترتیب یاد نہ رہی اور بعض لفظوں میں یا ترتیب میں اشتباہ پر نہ رہی
اور جب کہ شبہ اوہیں پر گیا مترل ہونا اوسکا یقیناً ثابت ہوا اور حد قرآن کی سچ کہ منزل بالمیقین
نقل گیا اور بعض محققین نے کہا ہے کہ فراموش ہونا حافظہ غیر صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دہل نسخ
تلاوت کی ہو لیکن غیر فراموش ہونا تین قسم پر ہے ایک یہ کہ تلاوت اوس آیت کی اتنے آدمیوں کو
نہیں پہونچی کہ تو اتر کی حد کو پہونچیں اور پہلے ہی وہ آیت فراموش ہوئی اور دوسری یہ کہ
اگرچہ تبلیغ تلاوت کی طرف عدد تو اتر کی ہوئی لیکن وقت بھول جانے حافظہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سے اور ان کے ذہن میں بھی فراموش ہوئی مگر سب کے ذہنوں سے فراموش ہونا
اوسکا نہیں ہوا بلکہ اتنے آدمیوں کے ذہنوں سے تلاوت اوسکی فراموش ہوئی کہ بجا آئے
عدد تو اتر کا نہ رہا بعضوں کو تلاوت اوسکی یاد بھی رہی اور ان دونوں قسم میں نسخہ متحقق ہے
اور تیسرے یہ کہ بعد فراموش ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر آدمیوں کو
وہ آیت یاد رہی کہ عدد تو اتر کا بسبب اوتنے کے باقی رہے پس یہ دلیل نسخہ تلاوت کی نہیں
اسو اسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار پانچ بعضی آیتوں کے شبہ ہو گیا تھا جیسے کہ سورج
قرأت فجر کے سورہ روم اور اورسورتوں میں سو بہت آیتیں چھوڑ گئے تھے اور بعد نماز کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ آیا تم میں ابی بن کعب نہ تھا کہ مجھے کو لقمہ دیتا اور ان
آیتوں کو کہ میں چھوڑ گیا تھا یاد دلاتا اور جس وقت ابی بن کعب نے عرض کی کہ یا رسول
اللہ میں حاضر تھا لیکن جاننا میں نے کہ ان آیتوں کو جب حضرت نے موقوف کیا
شاید مشوخی ہو میں اس سبب سے میں نے لقمہ نہیں دیا ارشاد فرمایا کہ انما انابش فی فی
تسوں فاذا انشیت فن کونی یعنی سوا اسکے نہیں کہ میں بشر ہوں بھولتا ہوں
میں جیسے کہ تم بھولتے ہو پس جو وقت بھول لو میں پس یاد دلایا کرو مجھ کو اور یہ بھی فرمایا کہ اگر
یہ تین نسخہ ہو جائیں تو میں تم کو اسکی خبر دیتا ہوں کہ بعض اصحاب السنتہ
پس معلوم ہوا کہ فراموش ہونا آیت کا حافظہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے با وصف

فانسخہ
نے یہ دعا
قبول فرمائی
اور کہے کہ اب
امن والا بنا
دیا کہ ان گناہ
اور ظلم کے راہ
کہنے والوں
کے لئے بھلائی
غالب کا وعدہ
فرمایا (رج ۳)
اور وہ ان میں
سب سے پہلی
وجہ لگا دیئے
حالانکہ خاص
میں وہ سب سے
نہیں ہوتے
۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

تفسیر خلیل

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ

ابراہیم اور اسمعیل علیہم السلام کی نبوت میں سے ہوا ہے
یہ عمل قبول کرنے والا ہے

باتی رہنے اسکے کی بیچ حافظہ جماعت کثیرہ کے تو اتر کی حد ان میں پائی جاتی ہے موجب نسخ تلاوت
اسکی کا نہیں ہوتا ہی اور جو لوگ کہ مطلقاً فراموشی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل نسخ تلاوت
کی جانتے ہیں بیچ جواب اس فقہ اور مانند اسکی کے کہتے ہیں کہ نسیان اور نسی ہے اور سہوا
وہول یعنی غفلت اور نسی ہے نسیان اس وقت پایا جاتا ہے کہ بالکل آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حافظہ میں نہ ہی اور یہ بات بیچ غیر منسوخات کے موجود نہیں ہوئی اور قرأت
سورہ روم وغیرہ کے اندر فراموشی ہو گئی تھی فقط سہوا اور شبہ تھا بالکل بھول گئے تھے
اور دلیل اس کی یہ ہے **فَلَا تَنْسَوْنَ** الا ما شاء الله اور فرق سہوا و نسیان
میں یہ ہے کہ بیچ مجرّد سہو کے خبردار کرنا کفایت کرتا ہے کہ جس وقت مکرر نے التفات کیا
اس آیت کو حافظہ میں پاتا ہے اور نسیان میں فقط التفات اور خیال کرنے سے یا وہ نہیں
آتی ہے جب تک نئے سرے سے الفاظ اسکے نہ سنے اور از سر نو یاد نہ کرے اور ظاہر یہ کہ
جناب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مواضع میں ایسی ہی حالت عارض ہوئی تھی والّا
لقہ دینا اور خبردار کرنا فائدہ نہ کرتا البتہ عرف میں اس حالت کو بھی بطریق مشابہت کے کبھی
نسیان کہہ دیتے ہیں اور موافق اسی اطلاق عرفی کے آن حضرت نے فرمایا کہ **اَنَا نَاسِيَةٌ**
اَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ والّا نسیان قرآن کا بموجب نص ذکر کی ہوئے کے یعنی **فَلَا تَنْسَوْنَ**
اَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ آن حضرت سے محال تھا کہ حیثیت کہ ارادہ الہی تعلق پکڑتا ساتھ نسخ اسکی کے
اور اسی تقریر سے منطبق ہوتی ہے یہ حدیث ساتھ حدیث **اَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ** و لکن لسنہ کے کہ بیچ
بعض نسخوں موطاء کے آیا ہے **فَلْيَقْرَأُوا** اور ان حکمون میں سے کہ علماء اصول نے اس
آیت سے سمجھے ہیں ایک یہ کہ نسخ احکام کی جائز ہے اور یہودی اس امر میں مخالف ہیں
کہتے ہیں کہ حکم شرعی کو نسخ کرنا شارع کا یا اس جہت سے ہے کہ کوئی حکمت پوشیدہ جناب
شارع پر ظاہر نہ تھی اور اب وہ ظاہر ہوئی پس بدلائم آوے اور بدائے یہ معنی ہیں کہ اللہ کے
نزدیک پیشتر وہ چیز ظاہر نہ تھی اور اب وہ ظاہر ہو گئی اور اسکی نسبت سے یہ بات
محال ہے اور اگر حکمت دوسری ظاہر ہوئی پس موقوف کرنا پہلے حکم کا اور لانا حکم دوسرے
کا محض عبت ہوا اور عبت ہونا شارع سے کہ وہ حکیم مطلق ہے محال ہے

اور مسلمان لوگ بیچ جواب اس کلام انکے کے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مالک علی الاطلاق ہوا وہ
 لا یستل عما یفعل نشان اشکی ہی یعنی نہیں پوچھا جاوے گا وہ اس چیز سے کہ کرتا ہی اس کو
 اختیار ہی کہ جو چیز چاہے اور جس طرح چاہے فرماوے اور جس وقت چاہے خلاف اسکا فرماوے
 اور اس کے حق میں یہ بات مقرر کر لے کہ اپنے افعال میں حکمت اور مصلحت کا اعتبار کرتا ہی
 پس اس کو ماننا اپنے پابند مخلوقات اسکی کاجانتا ہے اور وہ اس سے پاک ہی اور اگر حکمت اور
 مصلحت کا بھی اعتبار کریں کہہ سکتے ہیں کہ مصلحتیں اور حکمتیں فی نفسہا بسبب اختلاف زمانہ
 اور مکان اور اشخاص کے مختلف ہوتے ہیں چنانچہ کھانا دولے گرم کا سرد و موسم میں اور
 مزاج بار و زمین ضرور ہے اور موسم گرم اور مزاج گرم میں ضرر کرتا ہی اور ہر گاہ کہ زمانہ تمامہ ازل
 سے اب تک اور ہر کل خبریات کے کہ اپنے اپنے وقت میں موجود ہونے والے ہیں منطبق ہونکے
 حق میں اولیٰ اور بہتر ہی ترتیب ہو اور مصلحت اسکی جناب الہی کی طرف عائد نہیں ہوتی ہے
 ظاہر ہونا اور پوشیدہ ہونا اور اگلے پیچھے ہونا اور معدوم کرنا سب بامین اہل مان کی نسبت
 سے ہیں اور بہ نسبت حق سبحانہ و تعالیٰ کے پس اہل مان میں سب چیزیں اپنے اپنے وقت میں موجود
 ہیں نہ تغیر اور تبدیل کے اور خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ علم الہی میں ہر حکم کی انتہا ہی ممکن
 مکلفین ہر گاہ کہ اس غایت کو نہیں سمجھتے ہیں اس واسطے بقدر احوال کے ظن کرتے ہیں کہ یہ
 حکم ہمیشہ رہے گا جب شارع کی طرف سے بیان انتہا اس حکم کا آیا ہی اور اس حکم کو موقوف
 کرتا ہی جانتے ہیں کہ حکم پہلا منسوخ ہوا اور حکم دوسرا نسخ ہوا پس یہ تجدید اور تغیر اور تقدم اور
 تاخر بہ نسبت مکلفین قاصر العلم کی ہی اور بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے ہر حکم اپنے وقت میں مقدر
 ہے بغیر ظہور و خفا اور تقدم اور تاخر کے بہ نسبت مقدر کے اور یہ معاملہ فقط احکام شرعیہ
 میں نہیں بلکہ جو چیز دنیا میں ہے اس قسم کی ہے اور جو شخص تمام نسخہ وجود کے کو کہو اور اش
 غیر متناہیہ متعاقبہ اس کے اندر ہیں نظر خور اور تقص سے مطالعہ کر لے اسکو مانند ایک
 کتاب کے سمجھے کہ پڑھنے والا اس سے سطر سطر پڑھتا جاتا ہے اور ایک کلمہ کو بعد دوسرے
 کلمہ کے زبان سے نکالتا ہے جب کتنی سطرین پاگلے تمام ہوتے ہیں چند کلمے اور سطرین
 پڑھنے میں آتی ہیں اور پہلی سطرین اور کلمے وجود لفظی سے محاورہ فنا ہوتے جاتے ہیں

تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

اور پچھلے ثابت ہوتی جاتی ہیں اور یہ محمولہ اثبات ہمیشہ ہوتا جاتا ہے اور ساتھ اس اعتبار کے اس نسخہ کو کتاب المحمود الاثبات نام رکھتی ہیں اور اگر اس کتاب کو ساتھ ہیبت مجموعی اور سبکی کے مع اول و آخر کے جیسا کہ حکیم علیہ السلام نے مرتب کیا ہے ملاحظہ کرے بغیر اعتبار تلاوت اور بغیر لحاظ گذر جانے ایک کے اور آگے دوسرے کے اس کو ام الکتاب کہتے ہیں اور اسی جگہ سے ظاہر ہوگا معنی بحوالہ اللہ ما یشاء و ثبت و عندنا ام الکتاب کے اور بعض محققین نے کہا ہے کہ اس مجموع مرتب کو قصنا کہتے ہیں اور اس ظہور تدربجی کا قدر نام رکھتی ہیں و کما مشاہد فی الاصطلاح اور یہ بھی سلمان جواب دیتے ہیں کہ تورت مقدس میں مذکور ہو کر حضرت آدم کو حق تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا کہ اپنی بیٹیوں کا نکاح اپنے بیٹوں کی ساتھ کر دین تاکہ نسل جاری رہے اور یقیناً معلوم ہے کہ نکاح بہن کا ساتھ بھائی کے اور شریعتوں میں حرام ہوا ہے پس جب نسخ کا ہونا ثابت ہوا پھر اس کے جواز میں کیا شبہ رہا اس مقام میں جانا چاہیے کہ اکثر عجم گمان کرتے ہیں کہ بیچ صورت نسخ کے بالازم آتا ہے اور اس تقریر سے یہ معلوم ہوا کہ بداد چیز ناری اور نسخ اور شی اسوہی کہ نسخ میں مکلفین کی مصلحتوں کا بدلنا ہی باعتبار عہدی عہدی وقت کے نہ ظاہر ہو مصلحت کا کہ غیر ظاہر ہے اور حضرت حق سبحانہ کے اور بایں ظہور شی غیر ظاہر کا ہے پس درمیان دونوں کے فرق ظاہر ہوا مان نسخ مستلزم بداد کو اس وقت ہوتا ہے کہ اتحاد فعل کل اور اتحاد وجہ کا اور اتحاد وقت کا اور اتحاد مکلف کا سب متحقق ہوں اور ایسے نسخ کہ جن میں چاروں شرط پائی جائیں محالات سے ہے اسوہی کہ نسخ میں فعل مختلف ہوتا ہے مثل تحریم صوم عید یا احباب نماز او سکھیا یا وجہ فعل کی مختلف ہوتی ہے جیسے کہ روزہ عاشور کے دن کا ساتھ و سچہ حجاب یا روزہ عاشور کے دن کا ساتھ وجہ وجوب کے یا تحریم ضربتیم کی ایذا کے جہت یا اباخت ضربتیم کے تادیب کے جہت یا وقت مختلف ہوتا ہے جیسے کہ استقبال کعبہ کا ساتھ استقبال بیت المقدس کے کہ یہ ایک زمانہ میں تھا اور وہ دوسرے زمانہ میں تھا ایک مختلف مختلف ہوتا ہے جیسے کہ واجب کرنا زکوٰۃ میں جو تھا حصہ مال کا اور پیرہیہ و دیون کا اور واجب کرنا زکوٰۃ حصہ مال کا اور پیرہیہ و دیون کے اور تحریم مال زکوٰۃ کی اور پیرہیہ و دیون کے اور اباخت و دیون کے و سب غیروں کے و علی ہذا القیاس دوسرا حکم یہ ہے کہ بعض اصولیوں نے کہا ہے

[illegible]

تفسیر عربی

ہو تبہا بیساک
امد تعالیٰ فرما
ہے کہ وہ لوگجو دینے ہیں جو
بکھیر دیتے ہیں جویعنی صدقات و
نفقات وغیرہدیتے ہیں اور
دل ان کے اسسبب سے دور
رہتے ہیں کہ وہبظہر چلنے والے
ہیں۔ ایسی ہی ایک

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا کہ جو شخص

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

طریقہ سے چلتا ہے

اور روشن چاہیے اور حکم جدید کے نہ ولایت خفیہ پانچواں یہ کہ مفسرین اور مجتہدین کو چاہیے کہ علم
ناسخ اور منسوخ کا ان کو ہوا بغیر اس علم کے اسکو دخل کرنا بیجا علم دیکھنا نہیں جائز ہے اس واسطے
کہ بدون اس علم کے علم شرعی اور غیر شرعی کو جدا کر کے کا اور بہت وقت ایسا ہو جائے کہ حکم منسوخ کو
حکم شائع کا جاکھ فتویٰ دیکھا اور غلطی میں پڑ گیا اس واسطے ابو جعفر نخاس نے حضرت امیر المؤمنین
مرفعی علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ایک دن کو مذکی مسجد میں داخل ہوئے
دیکھا کہ ایک شخص عظم کہتا ہے پوچھا کہ یہ کون ہے آدمیوں نے عرض کی کہ یہ وہ عظمیٰ ہے کہ آدمیوں کو
خدا سے ڈراتا ہے اور گناہوں سے منع کرتا ہے فرمایا کہ غرض اس شخص کی پیروی ہے کہ اپنے تئیں
انگشت نما آدمیوں کا کرے اُس سے پوچھا کہ ناسخ اور منسوخ کو علیحدہ علیحدہ تو جانتا ہے یا
نہیں اُس نے کہا کہ یہ علم مجھ کو نہیں فرمایا کہ اسکو مسجد میں سے نکال دو اور وارمی سے بیچ سند
اپنی کے حضرت حذیفہ بن الیمان سے کہ صاحب راز پیغمبر کے تھے روایت کی کہ اُس نے کسی نے
مسئلہ پوچھا اور عرض کی کہ اُس میں حکم فراوان ہوں نے کہا کہ فتویٰ دینے والا اور حکم کرنا والا
تین قسم کے آدمیوں میں سے ہوتا ہے اول وہ شخص کہ ناسخ اور منسوخ کو قرآن میں سے پہچانے اور
اس قسم کا شخص اس زمانہ میں حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب ہی دوسرے وہ شخص کہ اسکو
قاضی بنایا ہو چار و ناچار یہ کام اُس کے ذمہ پڑا تیسرے وہ احمق کہ اپنے تئیں بد تکلف عالموں
اور مفتیوں اور مجتہدوں میں داخل کرتا ہے سو میں قسم اول سے خود نہیں اور نہ دوسری قسم سے
میری طبیعت خوش ہوتی ہے اگر ہوں تو قسم تیسری سے ہوں اس بات کو بیل اول نہیں چاہتا ہے چنانچہ آیت
امزید ان تثلوا لکم کماثل منکم من قبل کی ارشاد ہوا کہ سوال کرنا پیغمبروں سے ممنوع
اور برا ہے حالانکہ بغیر سوال کرنے کے اور دریافت کرنے کے پیغمبروں سے مقدمات
دین اور ایمان کے ظاہر نہیں ہوتی ہیں اور راہ باطل حق سے جدا نہیں ہوتی ہے اور
تشقی امت کے لوگوں کی بھی حاصل نہیں ہوتی ہے پس سوال کرنا پیغمبروں سے کس واسطے
برا ہوا اگر اس سوال سے بطریق کنایہ کے منع فرمایا جواب اس کا یہ ہے کہ سوال پیغمبروں سے
مطلقاً ممنوع نہیں بلکہ سوال تبدیل احکام الہیہ کا ممنوع ہے چنانچہ تفسیر میں گزرا اللہ جو سوال
مفسدہ اُس کے اندر ہوتا ہے بیچ مقدمات دین کے اسی سوال کے ساتھ ملحق ہے

جیسے کہ سوال کرنا معجزوں کا کہ بلا حاجت اُن کو طلب کیا جاوے جیسے کہ مشرکین کہتے تھے کہ
 لَنْ نَرْضَاكَ حَتَّى تَجْعَلَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَتَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ
 فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَافَهَا تَجْفِيرًا وَتُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا دَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسْفًا أَوْ تَأْتِي
 بَالِهٍ وَالْمَلَائِكَةُ قَبِيلًا أَوْ تَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زَهْرٍ أَوْ تَرْقَى فِي السَّمَاءِ وَلَنْ
 نَرْضَاكَ حَتَّى تَنْزِلَ عَلَيْنَا مَنَاجِدًا یعنی کہا انہوں نے نہ مائیں گے تیرا
 کہا جب تک کہ نہ بہاؤے تو ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا بہو جاوے تیرے
 واسطے ایک باغ کجور اور انگور کا پھر بہاؤے تو اُس کی نہرین چلا کر یا گراوے آسمان پھر
 جیسا کہ کرتا ہے مگر نے مگر نے یا لے آسمان کو اور فرشتوں کو ضامن یا بہو جاوے تجھ کو ایک
 گھر سنہری یا چڑھ جاوے آسمان میں اور ہم یقین نہ کریں گے تیرا چڑھنا یہاں تک کہ نہ آتا راوے
 ہم پر ایک لکھا جو ہم بڑھ لیں اُس کو یا فرشتوں کے وحی کے ساتھ اُس طرح کے کہ ہم چاہتے
 ہیں چنانچہ اہل کتاب کہتے تھے قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تَنْزِلَ عَلَيْهِمْ
 كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَهُمْ ذَلِكَ فَقَالُوا ارْأِنَا اللَّهُ جَهْدَهُ یعنی کہا
 اللہ تعالیٰ نے سوال کرتے ہیں تجھے اہل کتاب اس بات کا کہ آتا سے تو اوپر لے کتاب
 آسمان سے پس تحقیق سوال کیا تھا موسیٰ سے اس سے بڑھ کر پس کہا تھا دکھا دے تو ہکو
 اللہ کو سامنے یا مقرر کرنا احکام جدیدہ اور اپنی طبیعتوں سے نکالے ہوئے کا بغیر رضی الہی
 کے جیسے کہ ایک گروہ جہاں مسلمین کی نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ واسطے ہمارے ایک درخت
 نظر فرماؤ کہ ہم ہتھیاروں اپنے کو اُس درخت پر لٹکاویں جیسے کہ مشرکوں کے واسطے ایک درخت ہے
 کہ ہتھیار اپنے کو اُس میں لٹکاتے ہیں اور اس درخت کو ذات انوات خطاب دیا ہے اور
 یہ قصہ کمال مشابہت رکھتا ہے ساتھ سوال جہاں بنی اسرائیل کے کہ کہتے تھے وَاجْعَلْ لَنَا
 اِلَٰهًا كَمَا لِهَٰدِثَةِ اِلَٰهَةٍ يَا سَؤَالَ كَرَامِغِبَ كِي بَاتُونَ خَاصَّ خَاصَّ كَا كَرُكُ دَرِيَا فِ كَرُكُ
 سے کچھ فائدہ نہیں جیسے کہ بعض ضعیف الایمان امتحان کے واسطے یا واسطے دور کرنے
 کسی گمان کے پوچھتے تھے کہ عورت میری حاملہ ہے اس کے لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی اور باپ
 میرا کون آدمی تھا اور فلانی چیز کون گمان ہی حاصل یہ کہ سوال منع ایسا سوال ہے

تفسیر عریضی

ترجمہ

قرآن مجید

کتاب

سورہ

سورہ البقرہ

باب

آیت

ترجمہ

تفسیر

عریضی

صفحہ

۶۳۹

جلد

شرائکی کی نیک نیت کا وہ ہے بلکہ ان الله على كل شئ قدير یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے
 قادر ہے اور وہ کرنا شراکی کا اس کی قدرت کے لئے کیا بڑا کام ہے لیکن حکمت الہی و اس کے
 تاخیر اس امر کے تقاضا فرماتی ہے اس واسطے کہ اگر اس وقت تم کو اُن کے ساتھ لڑنے کا حکم ہو اور
 حال آنکہ آئنا تک مشہدین عرب خصوصاً سردار کہ تمہارے ساتھ نزاع اور خصومت کہتے
 ہیں آدمیوں کے ذہنوں میں بدگمانی آجا دیگی کہ یہہ مرد نہایت بد خوئی کہ ہر کسی سے
 لڑتا ہے اور طریقہ خاطر داری اور تالیف قلوب کا بالکل اسپس نہیں اور جو وقت کہین
 عرب اور سردار کہ بعد عاجز ہونے اور مقابلہ کے اس دین میں داخل ہوں یا ساسلح
 اوصاف کی آنا جاناکرین اور طریقہ خاطر داری اور تالیف قلوب کا بھی پیغمبر تمہاری کے
 طرف سے ہی خاص اور عام کو معلوم ہو جاوے اس وقت اُن سے انتقام اور بدل لینا صوب
 اور انسب ہے اور اگر تم کو شوق جہاد کا زیادہ تر ہے پس جب تک کہ حکم جہاد کا آوے
 نفس کے جہاد کرنے میں مشغول ہو و اقیوہ الصلوٰۃ یعنی اور قایم رکھو نماز کو اس واسطے کہ یہہ
 عبادت بدن کی اور بہت شاق ہے اور نفس کو زیر و زبر کرتی ہے و اقل الزکوٰۃ یعنی
 اور دو تم زکوٰۃ کو کہ خرچ کرنا مال کا زیادہ تر نفس کے اوپر گران اور شاق ہوتا ہے
 بدن کی سے اور اگر اسپر ہی تم کو قناعت نہ ہو بلکہ اور بڑہ کہ مجاہدہ کو دل چاہے پس بندگیان
 نفل خواہ بدنی ہوں خواہ مالی بجاؤ و ما تقدّموا لافسککم من خیر یعنی اور وہ چیز کہ اگے
 پہنچے ہو تم واسطے نفع جانوں اپنے کے قسم نیکی اور پہلایوں کے سے بخود و عیال اللہ
 یعنی البتہ یا و گے تم نزدیک اللہ تعالیٰ کے اگرچہ بدین لوگ اہل کتاب کے تمہارے
 عملوں کو ضائع اور راہگاہاں جائیں اس واسطے کہ ان الله بما تعملون بصیر یعنی تحقیق خدا تعالیٰ
 جس چیز کو کرتے ہو دیکھ رہا ہے نیک نیتی اور شوق بندگی تمہاری کا جانتا ہے اور موافق
 اس کے جزا دیتا ہے اس مقام میں جانتا چاہیے کہ اکثر مفسرین نے سبب نزول ان دونوں آیتوں کا
 ایسا نقل کیا ہے کہ جب مسلمانوں کو احد کی لڑائی پیش نکست ہوئی تھی فخاص بن عازر و راویز
 بن قیس اور ایک گروہ یہودیوں نے حد یقہ بن الیہاں اور عمار بن یاسر سے کہا کہ دیکھو
 تم کو کیا آفت پہونچی اور ضعیف اور ذلیل ہونے اور سردار تمہارے مائے گئے اگر تم حق پرست

تفسیر غلیظی
 شب و ناز
 جو جو کہ
 وہ سب کہ
 ایک خدا کی
 دینی کے چہ
 جانا ہے خدا
 عشق میں کہ
 جو ہے کہ
 دیکھیں چہ
 خدا کے حکم پر
 پاس سے
 کی گردن پر
 چہ ہی جہاد کی
 جانی اور اپنے
 پاس سے
 کی جہاد کی
 اپنے نصیب خاص
 کہ میں کو
 جو ہے

تفسیر علی

اور کہان چھوٹا لگا

ذوالکرم کہ وہ اس کے

قال السکندر بن

الغضائین

نسخہ بازدار

نسخہ کی میں

تمام چنان کہ پروردگار

و در حق پروردگار

محبوب و مقرب

یا نبی ان الله

اصطفیٰ لک

قد تمیز فی الامم

انکرمه من الامم

اسلامیہ

پیشہ میں لو

یا علی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یہ شکست ٹکونہوئی پس بہتر ہے کہ طرف اسی دین قدیمی اپنے کے رجوع کرو اور اگر کسی پریمینوں
 کی چاہتے ہو ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ کہ دین ہمارا سب دینوں سے افضل ہے اور سبکو
 ہدایت الہی مدت دراز سے ہوئی آئی ہو عمار بن یاسر نے لکھے جواب میں کہا کہ میں تم سے پوچھتا
 ہوں کہ عہد کا توڑنا تمہارے نزدیک کیسا ہے اچھا ہی یا بُرا اُنھوں نے کہا کہ عہد کا توڑنا سخت
 عینا ہے عمار نے کہا کہ میں نے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد باندھا ہے کہ جب تک زندہ ہوں اُس سے
 نہیں پھرنیکا اور اُس سے منکر نہیں ہونیکا یہودیوں نے کہا کہ اسنے خوب جواب دیا اور حدیث
 نے کہا کہ اگر مجھے حال پوچھتے ہو پس میں ساتھ خدا اپنے کے راضی ہوا کہ وہ پروردگار میرا ہی
 اور ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے راضی ہوا میں کہ وہ رسول میرا ہے اور ساتھ اسلام کے
 راضی ہوا میں کہ وہ دین میرا ہے اور ساتھ قرآن کے راضی ہوا میں کہ وہ امام اور پیشوا میرا ہے
 بعد اسکے مجھکو ہر داکسی مصیبت کی اور آفت کی نہیں جب یہ دونوں و ہر دو حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پیچھے اور باجرا عرض کیا آن حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ خوب کہاتے اور نجات اور
 قلاح پانویاے ہوئے حق تعالیٰ نے یہ دونوں آئین چھین اور اس آیت میں نسبت حمد کی بیان ہوئی
 اس واسطے کہ بسبب حمد کے کافر ہونا اور گمراہ کرنا دوسرے کا جامہ اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ الحمد
 یا کل الحسنات کما تاكل النار الحطب یعنی حمد نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے کہ آگ لکڑیوں کو
 کھا لیتی ہے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ بعض آدمی خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کے دشمن
 ہوتے ہیں لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ایسا کون بد بخت ہوگا کہ اللہ کی نعمتوں کا
 دشمن ہو فرمایا جو لوگ کہ دوسروں کی خوشحالی کو دیکھ کر ناخوش ہوتے ہیں اور حمد کرتے
 ہیں اور علم والوں میں یہ خصلت ناشائستہ کثرت سے ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ بھ لوگ
 اللہ کی نعمتوں کی قدر خوب جانتے ہیں اور جب کہ کوئی نعمت اپنی پاس نہیں پائے اور دوسرے
 کے پاس دیکھتے ہیں کمال اذیت اور رنج انکو ہوتا ہے اور انکی طبیعتوں میں حسد آجاتا ہے اور اسی
 واسطے تجربہ کرنے والوں نے کہا ہے کہ چھ گروہ نے حساب و دین میں جاوینگے ایشہر لوگ
 بسبب ظلم کے اور عرب کے لوگ بسبب تعصب اور حمیت کے اور گانوکے لوگ بسبب تکبر اور غرور
 کے اور تاجر لوگ بسبب خیانت کے اور جنگی کے رہنے والے بسبب جالمت کے اور علم والے بسبب حسد کے

اور غرض اس کہنے والے کی یہ ہے کہ یہ خصلتیں ان لوگوں میں بیشتر پائی جاتی ہیں کوئی شخص ان قسموں کی آدمیوں میں سے ان خصلتوں سے خالی نہیں ہوتا ہے مگر جبکہ اللہ محفوظ رکھے سو حاجت حساب اور پریشانی نہیں ہوگی اور بعضی کتابوں میں اسراہیل سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معراج روحانی اپنی میں ایک شخص کو عرض کیے سائیں میں نے کیا کہ نہایت قرب تجلی الہی کا انکو حاصل ہو عرض کی کہ بار خدایا یہ شخص کون ہے اور یہ مرتبہ اس شخص کو کس سبب سے حاصل ہوا اور کیا عمل اسے کیا ارشاد ہوا کہ نام اس کا ربودتیرے نہیں لیتا ہوں لیکن میں عمل اس کے ہماری درگاہ میں مقبول ہوئے کہ اس کے سبب سے اس تہ کو اسکو پہنچایا آؤں یہ کہ کنیت کا کہ کسی شخص کے پاس ہو یہ شخص حسد نہیں کرتا تھا دوسرے یہ کہ ما اور باپ اپنے کی نافرمانی نہیں کرتا تھا تیسرے یہ کہ چغل خوری اور بات لگانی نہیں کرتا تھا اور عبد اللہ بن عون دن سے مروی ہے کہ ایک روز فضل بن مہلب کی محفل میں داخل ہوا اور فضل بن مہلب ان دنوں میں وہ وہ واسطہ کا تھا اور انھوں نے اس کے پاس آکر یہ بات فرمائی کہ میں چاہتا ہوں کہ کچھ تجھ کو نصیحت کروں خبردار ہوا ورسن کہ تکریمت کیجو اس واسطے کہ تکریمت ایسا گناہ ہے کہ پہلے پہلے جہان میں یہی ہوا ہے اور شیطان سبب ایسی گناہ کے ملعون ہمیشہ کے واسطے ہوا چنانچہ حق تعالیٰ نے اس کے حق میں فرمایا ہُوَ فَجِدُ الْمَلَكَةَ كَلِمَةً اَجْعَلْ اِلَّا اَبْلِيْسَ اسْتَكْبَرُ وَكَانَ مِنَ السَّكَافِرِ اِنْ اور حرص اور طمع سے اپنے تئیں بچا اس واسطے کہ حرص ایسا گناہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو ایسی بات نے بہشت سے نکالا اور دنیا کی محنتوں میں ڈالا اور حسد سے بھی دور رہ کہ قایل نے بسبب حسد ہی کے بائبل کو مار ڈالا تھا اور عبد اللہ بن الزبیر نے کہا ہے کہ حسد کسی پر کرنا چاہیے اس واسطے کہ اگر وہ شخص بہشتی ہی پس مال اور اسباب اور نام اور جاہ دنیا کا جنت کی نعمتوں کے رو بہ نہایت ملے قدر ہے پس ایسی دلیل چیز پر کیا حسد کیا جاوے جب کہ بہشت اسکو ملے گا یہ بھی اگر مل گیا تو بل جاوے کچھ بڑی شے نہیں اور اگر وہ شخص فو زخی ہے سو اس کے اوپر حسد کرنا محض بیجا ہے اس واسطے کہ انجام ان سبب نعمتوں کا دوزخ ہے علما نے کہا ہے کہ حسد کے چار مرتبہ ہیں علی الترتیب اول یہ کہ دوسرے کی نعمت کو چاہے کہ اس کے پاس نہ ہے خواہ میرے پاس آوے نہ آوے اور یہ سب مرتبوں میں بڑھ کے حسد کا مرتبہ ہے اور مسلمان صالح کے

وہ خصلتیں

نصیحت کی کرے

وہ کہ خدا نے نیکو

یہ کہ دین اسلام

چاہا دین و باپ

سوجب باؤں و فکری

ما بعد از ہی بنی بنی

یعنی خدا کی تابعداری

ہی میں جو وعدے

حکم کو کرتے تھے

وہ تک پڑے تھے

کبھی نہ چھوڑتے

ان شاء اللہ تعالیٰ

موت بھی اسلام

ہی پہنچ کر کہ

دو می غائبان

حالت میں خضاب

ایسی حالت پر

رہا ہے اور

تفسیر علی

بیون سے پوچھو کہ
کہ تم لوگ میرے بعد
کس کو پوچھو گی
ہم کو انہی کی
محبوب کو پوچھو
آپ کا اور آپ کے
باپ دادا اور ان کے
انجیل اور ان کے
رب ہے اور ان
لوگ انہی کے
کے تابعدار ہیں

یہ وہ نصیحتیں ہیں
جو کہ تم لوگ اپنے
اور ان کے اور ان
ہم کو ان کے اور ان
انہی کے اور ان
انہی کے اور ان

سب سے کمالات میں اور بے مثل ہونا خاصہ ذات باری کا ہے تاوان سبب کم لہجہ سنی اور
فروا لگی نفس کی اور بخل کمال و درجہ کا ہونا ہی کہ فیضان خدا کی نعمتوں کا دیکھ کر سلول ہوتا ہے
اور اتری دوسروں کی سے بالطبع خوش ہوتا ہی اور یہ حسد سبب حسدوں سے بدتر ہے اور اس قدر عالی
سبھی حسدوں سے پناہ دے اور جس وقت کئی چیزیں ان چیزوں میں سے جمع ہو جاویں حسد
زیادہ تر ہو جاویگا اور یہودیوں کی گروہ میں ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب آنحضرت
کے ساتھ کئی باتیں حسد کی جمع ہو گئی تھیں اسی واسطے حسد ان کی طبیعتوں میں خوب حکم ہو گیا تھا
چنانچہ لفظ من حذا انفسہم کا اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے اب اس مقام میں جاننا
چاہیے کہ حسد ایک مرض عالم گیر ہے کہ کم لوگ اُس سے خالی ہیں چنانچہ حدیث شریف میں
بھی ایسا ہی مضمون آیا ہے کہ ما منّا احدا الا و جسد و ما منّا احدا الا و ينظر و لكن
اذا حصلت فلا تحقق و اذا انكزت فلا يوجو یعنی ہم میں سے کوئی کہ حسد نہ کرے اور
نہیں ہے کوئی ہم میں سے کہ نظر نہ کرے طرف نا محرم کے لیکن جس وقت حسد کرے تو
پس مت شہر تو اُس حسد پر بلکہ دل سے دور کر دے اُس کو اور جس وقت نظر کرے
تو محرم پر پس دوبارہ مت نظر کر طرف اُس کی اور علاج اُس مرض دہانی کا دوسری چیزیں
میں علم اور عمل لیکن علم و وقسم ہے اجمالی اور تفصیلی اجمالی یہ ہے کہ ہر چیز کو دیکھ جلتے کہ تقدیر
الہی سے یہ بات ہے اور اس عقیدہ کو اپنے دل میں حاضر رکھے کہ ما شاء اللہ کان و ما لم
یشا کہ لیکن یعنی جو چاہے اللہ سو ہو جاتا ہے اور جس کو اللہ نچلے ہے وہ نہیں ہوتا ہی اور یہ
بات سمجھی کہ کسی کے ناخوش ہونے اور مکر وہ جاننے سے تقدیر نہیں مل سکتی ہی جس کی تقدیر
میں خوشحالی اور حصول نعمتوں کا ہے البتہ وہ ضرور ہووے گا چاہے دوسرا شخص خوش ہو
یا ناخوش اور علم تفصیلی یہ ہے کہ حسد کو ایسا سمجھے کہ ایمان کی آنکھ میں گویا نمکا اور خاک
جا پڑی کہ آنکھ بسبب گر پڑنے ایسی چیزوں کے مکدر ہو جاتی ہے اس واسطے کہ حسد
میں ناخوشی حکم الہی کی اور نارضا مندی قضا اور قدر الہی سے لازم آتی ہے اور اپنے
بھائیوں ہم جنس کی بدخواہی کرنی پڑتی ہے اور حسد کرنے والے کو ہر وقت کا رنج
اور مکدر رجواں اور وسواس کا ہمیشہ رصنا حاصل ہے اور یہ بات حسد کرنے والے کی

اختیار میں نہیں کہ حسد کر کے کسی شخص کو کچھ ضرر پہنچا سکے نہ دین میں نہ دنیا میں بلکہ الٹا حسد کرنے والے کو دنیا میں بھی ضرر ہے کہ بسبب حسد کرنے کے نعمت اسکی جاتی رہیگی اور آخرت میں بھی اسکے واسطے ضرر ہے کہ یہ ظالم ہو اور جس کا حسد کرتا ہو وہ مظلوم اور قیامت میں ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دی جاوے گی اور حکماؤں نے واسطے سمجھائے حاسد کے ضرر کے ایک مثال ذکر کی ہے اور حقیقت میں یہ بات انھوں نے درست کہی ہے کہ حسد کرنے والے کی مثال ایسی ہے کہ کوئی اپنے دشمن کی طرف پتھر اسکے مارنے کے واسطے چلاوے اور وہ پتھر الٹا پھر کر اسکے آگے اور ایک آنکھ اسکی چھوٹ جائے اور یہی خوف پھر دوسرے بار پتھر چلائے پھر وہ الٹا پھر کے دوسری آنکھ اسکی چھوٹے اور تیسرے بار پھر کر سراسر کا توڑے اور دشمن ہر دفعہ سلامت رہے اور اور لوگ اس حق کی حرکت کو کھڑے کھڑے تماشہ دیکھیں اور پسینے اور بھہ تھام وبال حسد کا دنیا میں ہو و لعذاب الاخرة اشد و ابقی اور عذاب آخرت کا تو بہت سخت اور باقی رہنے والا ہے اور علاج حسد کا ساتھ عمل کے اس طرح ہے کہ حسد کرنے والا محمود کے حق میں ایسے افعال کرے کہ خلاف مقتضایہ حسد کے ہوں مثلاً اگر حسد بد گوئی اسکے کا باعث ہوتا ہو چاہیے کہ بد گوئی کی جگہ ثنا اور صفت اسکی کہے اور اگر یہ نسبت محمود کے باعث شکبر کا ہو چاہیے کہ اسوقت تواضع اور فروتنی اسکے آگے کرے کہ اس حیلہ سے محبت اس محمود کی پیدا ہو جائیگی اور حسد خود بخود زائل ہو جاوے گا اور اسے کہ محبت حسد کی مادہ کو قطع کرتی ہے اور اس مقام میں یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ جو نفرت دلی محبت کی طرف سے حاسد کو حاصل ہے سو اس بات میں اسکو کچھ اختیار نہیں پس اس نفرت کے اوپر اسکو مواخذہ نہ ہوگا کہ لا یمکلف الله نفسا الا وسعها اور تکلیف شرعی بھی بہ نسبت اسکے نہیں بلکہ حاسد مکلف اس بات کا ہے کہ اس نفرت دلی اپنے کو ناحوش جلنے اور بھتہ بدیر کرنا ہے کہ وہ نفرت جاتی رہے اور اس نفرت کو مکلف دل سے ہٹا دے۔

باقی رہا اس مقام میں ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس آیت میں اللہ تعالیٰ خطاب کرتا ہے کہ فاعفوا واعدعوا یعنی غم کو رکھو اور مسلمانوں سے اور درگزر کرو اور کافروں کا اس وقت میں زور اور غلبہ تھا اور معاف کرنا اور درگزر کرنا اس جگہ ہوتا ہے کہ حضرت اور طاقت انتقام کی اس شخص کو حاصل ہوا اور مسلمانوں کو اس وقت میں کچھ

مجلس

کتابخانه وین

پنجاب

جس میں
اخلاص ہی اور
ام

پی پی پی اسلام آباد
سرگودھا

اسلام کا دین تھا

مقبول ہے

10

وہی ہے جس نے

۱۰۰

بسم الله الرحمن الرحيم

مکتبہ اسلامیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

طاقت تھی تاکہ یہ بات اسے کہی جاتی کہ معاف کرو جواب اس کا یہ ہے کہ امر عفو کا ہر مسلمان کو ہے کہ ہر کافر کو گذر کرے اور یہ بات ممکن تھی کہ اگر کوئی کافر کسی مسلمان کو ایذا پہنچا دے تو وہ کافر مسلمان اُس کی ہر اسی کر کے بدلائس سے لیون سو قدرت انتقام پر متحقق ہو گئی اور علامہ کے یہ بات بھی تھی کہ خدائے تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ مسلمانوں کو غلبہ اور فتح حاصل ہوگی اور کافروں کا غلبہ اور شکست تھوڑے دنوں میں میں جاتی رہی گی پس مسلمانوں کے اعتقاد میں قدرت انتقام کی محکم ہو گئی تھی اور یقیناً جانتے تھے کہ جس وقت کافروں سے مقابلہ کرینگے فتح پادین گے اور اسی واسطے ایک مسلمان دس دس کافر کو جواب دیتا تھا اور کچھ خوف نکرتا اور بعض مفسرین نے مراد عفو اور صفح سے یہ لی ہے کہ دعوت اسلام کے ساتھ حسن طریقہ کی اور بجا اور سی نصیحت اور شفقت اور نرمی کلام کے اور ترک کرنا درشت خلقی اور سختی کا ہوا اور یہ معنی ہر طرح بلا تکلف صحیح ہو جاتے ہیں خواہ مسلمانوں کو قدرت انتقام کے ہونہواہ عجز ہو مگر لفظ حق یا فی اللہ بامع کا نے اجماع اس مراد لینے سے روکتا ہے مگر طرح کہا جاوے کہ اس امر سے مراد امر غلظت اور تشدد اور ترک کرنا نرمی اور مدار کا ہو سبب عناد اور سرکش ان کی کی و اللہ اعلم اور جب کہ ان دونوں آیتوں میں مذکور ہوا کہ اکثر اہل کتاب چاہتے ہیں کہ تمہارے تین دین تمہارے سے پیہر دین اور اسی غرض کے واسطے شبہ تسبیح کا اور دوسرے اعتراضات و ایہ تمہارے دل میں ملنے لگتے ہیں اب دلیل اُن لوگوں کی کہ اپنے نزدیک انہوں نے ٹھہرا کہی ہے بیان فرماتے ہیں کہ وہ قال لینے واسطے پیہر دین تمہارے کی دین اپنے سے کہتے ہیں اہل کتاب کہ وہ یہود اور نصاریٰ ہیں لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ یعنی ہرگز نہ آوے گا بہشت میں کوئی اگرچہ فرمان برداری احکام آہی کی بھی کرے اور ساتھ تمام پیغمبروں کے ایمان لاوے اور تمام عمر اپنی عبادت اور بندگی میں صرف کرے لَا اَمْنُ لَكُمْ كَآلَ هَؤُلَاءِ یعنی گروہ شخص کہ یہودی ہو اور طریق اپنا موافق اعتقاد اور عمل یہودیوں کی درست کرے اور یہ مقولہ یہودیوں کا تھا کہ اہل کتاب کا پیہلا گروہ یہی ہے اور یہود اصل میں جمع ہانہ کی ہے اور ہانہ لغت میں بمعنی توبہ کرنا ہوائے کی ہے چنانچہ سورہ اعراف میں واقع ہوا ہے اَنَا هَذَا نَا اِلَیْکَ اور یہودی توبہ کرنے میں نہایت

تفسیر عزیزی

دو ایک جملہ تفسیری

گروہ کی تفسیر سے

لیا اور دس دس کا

جو تفسیر کا دہانت

سے ہے اور اہل کتاب کی

تفسیر کے پیہر دینوں کی

تفسیر سے اہل کتاب

تفسیر سے اہل کتاب

جو انبیاء اور صالحین کی

بندگی تھی اس کے

نماذج اُن کے احوال

اور ساتھ ساتھ اہل

کتاب سے توجیہ

کرونگے دس دس

رسول اللہ سے

عیسے و آثار مسلم

سے فرمایا جہاں

میں

میان میں تفسیر یہود و نصاریٰ کا

مشکل کام عمل میں لائے تھے کہ گوسالہ پرستی کے بدلے میں اپنی جانوں کو ہلاک کیا تھا اس واسطے
یہ لقب لگنے واسطے دیا گیا اور یعنی پاکیزہ ہیں کہ ہرگز بہشت میں داخل نہ ہو گا مگر وہ شخص کہ یہود
نصاری اور ہوائی طریق نصاریوں کے عقائد اور عمل اپنا درست کرے اور یہی قول نصاری
کا تھا کہ دوسرا فرقہ اہل کتاب کا یہی ہے اور نصاری جمع نصران کی ہیں اور نصران اور نصاری
کے ایک معنی ہیں اور حارون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ عہد کر لیا تھا کہ ہم تمہارا
ساتھ رہیں گے اور نصرت تمہاری کریں گے چنانچہ سورہ صفا اور اور سورہ تون میں
مذکور اس کا ہے اس واسطے یہ لقب لکھا ہوا پس اہل کتاب کہ دو گروہ ہیں ہر ایک گروہ ان دونوں
کلاموں میں سے ایک ایک کلام کرتا ہے یہودی تم سے کہتی ہیں کہ بہشت میں کوئی داخل
نہیں ہو گا سوائے فرقہ یہودیوں کے اور نصاری کہتے ہیں کہ بہشت میں سوائے فرقہ نصاری
کے کوئی نہیں جاوے گا اور غرض انہی چھ ہے کہ مکلف فریب دیکھا اور بہشت کا شوق دل میں
ڈال لیا یہی طرف کھینچ لیں اگر یہودیوں کے کلام کی تصدیق کرو یہودی ہو جاؤ اور اگر نصاری
کے کلام اچھے معلوم ہوں ان کی طرف مائل ہو جاؤ پس لفظ او کا استحقاق واسطے تقسیم دونوں
قولوں کے ہے یعنی گروہ اہل کتاب کی کہ یہود اور نصاری ہیں ایک گروہ کا ایک مقصود ہے
اور دوسرا گروہ کا دوسرا مقولہ چنانچہ اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شہر یا ایک محلہ میں کوئی
شخص بنا گیا اور شہر کے مشرک و کفرین کرنے قاتل میں مختلف ہوئے اور ہر ایک گروہ کہنے
لگے کہ اس شخص کو اوہون نے مارا اور دوسرا گروہ پہلے گروہ کی طرف نسبت کیلئے اس
تقریر سے جو اعتراض کہ اس عبارت پر وارد ہو تا تھا منسوخ ہو گیا اور بیان تخریص کا اس
طرح ہے کہ کوئی اہل کتاب میں سے نہیں کہتا ہے کہ بہشت میں داخل نہیں ہونے کے مگر یہودی یا
نصرانی اس واسطے کہ یہودی نصاری کے دین کو باطل جانتے ہیں اور نصاری یہودیوں کے
دین کو منسوخ شمار کرتے ہیں اور دلیل اس دعوی کی اگلی آیت ہے کہ قَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ
وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ پس اہل کتاب کی طرف یہیہ کلام نقل کرنا صحیح
نہو البتہ یہ کلام اس وقت صحیح ہوتا کہ یہود اور نصاری آپس میں ایک دوسرے کو سب سے سمجھتے اور امتلا
نہ کرتے چنانچہ مسلمان لوگ چاروں مذہب والوں کو برحق جانتے ہیں لیکن یہود اور

مجلس

اکارت گلیا اسکا
بہار و عباد

فوق العالی تعلیم یافتہ

مدرسه عالی علمیه

الحمد لله الذي جعلنا من عباده

میں نے اس کے لئے
میں نے اس کے لئے
میں نے اس کے لئے

کیا اس لیے
نہیں کہ جو
نہیں

۱۰۲

پیشین تالیفات میں

14-

حسنہ اکبر علیہ

•

•

تفسیر غزالی

اور نصاریٰ کے
کو خدا کا بیٹا

کہتے ہیں یہ تو
شترک ہے اور

اب یہ جو فرقہ شام
شترک شرق

و نبات ہو گیا
سے اہل کتاب

تم ان کے پاک
دین پر نہیں ہو

بھروسہ کوئی یہود
یا نصاریٰ کو نہ

فرقہ داروں کی
وہ ان کو اپنے

ہاں ان کو اپنے
و ان کو اپنے

و ان کو اپنے
و ان کو اپنے

و ان کو اپنے
و ان کو اپنے

و ان کو اپنے
و ان کو اپنے

نصاریٰ آپس میں ایک دوسرے کی تکذیب اور تکفیر اور تضلیل کرتے ہیں اور طریق دوسرے ہو جائے اس
انکال کا جیسا کہ تفسیر میں گزرا یہ ہے کہ لفظ اَوْنَصَارَی کا ہونا کے اور معطوف نہیں تاکہ کچھ بھی
قول کے معقولہ میں داخل ہوتا اور مخالفت واقع کی لازم آتی بلکہ عطف اور مجموع معقولہ قول کے ہوا اور
جب کہ مدار فرقہ کا درمیان دونوں قولوں کے یہی لفظ یہود اور نصاریٰ کا تھا اور باقی اجزاء کلام کے
دونوں قولوں میں مشترک ہیں اعادہ اُس شترک کا تاکہ ارجح جانکر ساقط کر دیا اور حرف اَو کا
نصاری کے اوپر داخل کر دیا چنانچہ مثال مذکور میں گزرا گیا پس تقدیر کلام کی اس طرح ہے کہ
وقال اهل الکتاب لن یدخل الجنة الا من کان هوذا وقالوا لن یدخل الجنة الا من کان نصاری
اور حاصل اس عطف کا تقسیم ان دونوں کلاموں کے اور مجموع اہل کتاب کی ہو گئی اور
یہ مطابق واقع کے ہے اس واسطے کہ ایک فرقہ اہل کتاب سے ایک کلام کہتے ہیں اور دوسرا
فرقہ دوسرا کلام اور مجموعہ مفسرین کہ اور نصاریٰ کا عطف ہو ا کے اوپر جانتے ہیں اُنھوں نے
دفع اس انکال کا اس طرح سے کیا ہے کہ کلام کی بنیاد و نشر کے اوپر ہے پہلے دونوں گروہ
یہود اور نصاریٰ کے قائل کی ضمیر میں جمع کر دئے اور لف کیا بعد اُس کے من کان ہو ا اور
نصاری میں اُس کا کیا لیکن اس توجیہ میں ایک خدشہ قوی ہے کہ جن چیزوں کو لفظ
میں جمع کرتے ہیں نشر میں بھی ان کو جمع کرتے ہیں پس اس طرح عبارت ہوئی کہ لن یدخل
الجنة الا من کان هوذا او نصاری ساتھ حرف و ا کے نہ ساتھ حرف ا کے چنانچہ تمام
مثالوں لفظ و نشر میں اسی طرح ہوتا ہے مثلاً اس بیت میں ۷ سیب بہ و انار بہ ترتیب
لف و نشر دل را و معدہ را و جگر را مقوی است ۸ اور اس بیت میں ۷ کیف اسلو فی
حقف و غصن ۸ و غزال الخطا و قتل اود دفا ۸ اور جیسا کہ اس آیت میں
ومن رحمته جعل الکمر اللیل والنہا و لتسکف افیہ و لتبستفی امن فضلاً علی هذا القیاس
مگر اس کا جواب اس طرح دیا جاوے کہ اَو اس جگہ بمعنی واو کے ہے اور تعین اس بات کی کہ
قول یہودیوں کا پہلا قول ہے اور قول نصاریٰ کا دوسرا ہے اور فی التفات سامع کی
سے معلوم ہو جاتا ہے اس واسطے کہ ہر ایک فرقہ ان دونوں فقرہوں میں سے ایک
دوسرے کو مکراد کہتا ہے اور اپنے اپنے دین کی رغبت و لاتا ہے اور مثل اس آیت کے

اس واسطے کہ وجہ بمعنی ذات کی ہو اور اگر یہ تعبیر ذات کی کبھی ساتھ گردن کے اور کبھی ساتھ سر کے اور کبھی ساتھ اور اعضا کے بھی کرتے ہیں لیکن وجہ کہ بمعنی چہرہ کی ہر امین خصوصیت ایسی ہو کہ وہ اعضا میں خصوصیت نہیں پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ چہرہ آدمی کا اشرف اعضا کے کا ہو اور سب اتمام حواس ظاہرہ اور باطنہ کا اور تمام فکر و تخیل اور نشاط قوی مدد کار محرکہ کا ہی ہو اور تمام حجاب میں سے جو بہتر ہے یعنی سجدہ ایسے عضو کے ساتھ حاصل ہوا ہو پس یہ عضو گویا خلیفہ اور قائم مقام ذات کے ہو اور جب کہ آدمی نے اس عضو شریف کو کسی واسطے جھکا دیا اور فرمان بردار کیا معلوم ہو کہ تمام اعضا اور قوی اپنے فرمان بردار کیے اور یہ مرتبہ اسلام کا حاصل نہیں ہوتا ہے جب تک کہ توکل پورا پورا اور بحسب رضا اللہ کے اوپر نہ ہو اور امید اور خوف اور محبت اور نفرت اپنے کو تاج امر اور سکے کے نہ کرے اور ایسا ہی یہ احسان بھی جو کہ اس آیت میں مذکور ہے علاوہ اس احسان کے ہو جو مشہور ہے اور حقیقت اس احسان کی یہ ہے کہ درمیان حدیث سوال جبریل علیہ السلام آیا ہے کہ لا احسان ان تعبد الله فان لم تکن تركة فانه يتركك یعنی نیک کرنا عمل کا یہ ہے کہ عبادت خدا کی اس طرح کرے کہ گویا اوسکو دیکھ رہا ہے پس اگر نوا اوسکو نہیں دیکھتا ہے تو وہ خود دیکھو دیکھتا ہے اور دیکھنا اوسکا کافی ہے کہ تو اچھی طرح آداب عبادت کے نگاہ رکھے اور اس دیکھنے کو یہ بات لازم ہے کہ عمل اپنے میں تین طرح سے غلط ہوتا ہے اول غلطی کا کہ بالکل نسبتاً اوس میں نہ ہو دوسری غلطی کم و بیشی کا کہ ہرگز اوس میں نہ پایا جاوے اور طبع وہ عمل شروع ہوا وہی طرح سے صورت اوسکی قائم رہے اور اوپر وجہ سنون کی بعد رعایت تمام شروط اور آداب کے اوس عمل کو بجا لاوی اور تیسری بعد بجالانے اوس عمل کے ایسی حرکت اور گناہ نہ کرے جسکے سبب سے اوس عمل کا ثواب کم ہو جاوے یا اصل سے جاتا رہے اور جب کہ اس طرح اوس عمل کو بجا لاویگا حق ابراہم اور ثواب کا جو اس واسطے موعود ہے ہو گا اور خوف اور غم عدم مقبولیت اوسکی کا زائل ہو جاوے گا حال کلام اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس بات کی کہ حال یہود اور نصاریٰ اس زمانہ کا ہرگز بہشتیوں کے احوال کے ساتھ نہیں ملتا ہے واسطے کہ یہ لوگ نہ اسلام لوجہ اللہ رکھتے ہیں کہ احکام اوسکی کو بجا نہ آئے ہو بلکہ قبول کدین اور بغیر وقت کے اوپر ایمان لاویں اور نہ احسان عمل کا نصیب انکے ہو اس واسطے کہ انہوں نے اپنی طرف سے نئے نئے حکم شرع کیے ہیں اور جو شریعت کہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے اوسکو

عظیم

تفسیر

بقرہ

ان جاتین علیہ

ان جاتین علیہ

ان جاتین علیہ

ان جاتین علیہ

ان جاتین علیہ

ان جاتین علیہ

ان جاتین علیہ

ان جاتین علیہ

ان جاتین علیہ

ان جاتین علیہ

ان جاتین علیہ

بدل ڈالیں جب تک کہ اسی حالت پرین توقع دخول بہشت کی کرنی خیال خام اُنکا ہو اور یہ بات بہت بعید ہو کہ خاص یہی لوگ مالک بہشت کے ہوں اور دوسروں کو بہشت میں داخل نہ ہونے دین البتہ اگر طریق اپنے کو بدل ڈالیں اور بالکل فرمانبردار احکام الہی کے ہو جاویں اور طاعتی شریعت پیغمبر وقت کے نیک عمل کین ضرور اجر اور ثواب کے لائق ہونگے اور کس طرح سے اہل کتاب کے دعوے جھوٹے بلا طلب دلیل اور حجت کے مسموع اور مقبول ہوں اور خود آپس میں ایک دوسرے کو کاذب اور جھوٹا کہتے ہیں وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتْ الْنَصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ یعنی اور کہتے ہیں یہودی کہ نہیں ہیں نصاریٰ اور کہتے ہیں نصاریٰ کہ نہیں نصاریٰ بلکہ محض گمراہی اور ضلالت پر ہیں نہ اعتقاد ان کا درست ہو اور نہ عمل ہی صحیح ان کا ہو اور یہ بات یہودی واسطے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر نہیں جانتے ہیں اور نہ انجیل مقدس کو کتاب الہی سمجھتے ہیں وَقَالَتِ الْنَصَارَىٰ لَيْسَتْ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ یعنی اور کہتے ہیں نصاریٰ کہ نہیں یہودی اور کچھ دین اور ہدایت کے اور نصاریٰ یہ کلام اس واسطے کہتے ہیں کہ توریت اور احکام اُس کے بسبب مبعوث ہوئے حضرت عیسیٰ کے اور اُنہی کے منسوخ ہوئے اور اس میں ہدایت نہیں رہی پس اگر دونوں گروہ کے قول سچے ہوں اس صورت میں تمام اہل کتاب درجہ اعتبار سے ساقط ہوتے ہیں اور دونوں کتابوں میں سے کوئی کتاب لائق اقتداء کے نہیں رہتی جو ادایک گروہ کے قول کو اعتبار کیا جاوے اور دوسرے کو نہ اور ساقط قرار دیا جاوے ترجیح بلامرجح لازم آوے اس واسطے کہ دونوں گروہ اپنی اپنی کتاب کے علم میں برابر ہیں اور کسی کو اوپر دوسری کے ترجیح نہیں دیکھتا اور یہ لوگ خواہ یہودی خواہ نصاریٰ یَتْلُوْنَ الْكِتَابَ یعنی تلاوت کرتے ہیں اور پڑھتے ہیں کتاب الہی کو جس وقت ایک دوسرے کو آپس میں جھوٹا کہتے ہیں اور کتاب الہی کو دلیل اپنے دعوے کی ٹھہراتے ہیں پس اگر کوئی شخص چاہے کہ محض اہل کتاب کے قول سے حق اور باطل جدا جدا کرے ہرگز یہ بات ممکن نہیں بلکہ اگر قول انکا معتبر ہو دونوں مذہب باطل ہو جاویں گے مذہب یہودیوں کا نصاریٰ کے قول سے اور دلائل اُنکی سے اور مذہب نصاریٰ کا یہودیوں کی دلیلوں سے اور اسی واسطے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جس وقت اس آیت کو تلاوت کرتے تھے فرماتے تھے صدقوا واللہ یعنی سچے ہیں یہ دونوں گروہ قسم اسم کی یعنی اس بات میں کہ وہ دونوں گروہ ہدایت اور دین پر قائم نہیں ہیں بلکہ ہدایت

مذہب عیسیٰ

ان میں سے کونسا خدا ہے

دین کے رنگ میں

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

رنگ دیا اور اند

بناں کی سبب سے کہ وہ دونوں گروہ اپنے آپ کو خدا کہتے ہیں اور ایک دوسرے کو کاذب کہتے ہیں اور یہودیوں کا یہودیوں کی دلیلوں سے اور نصاریٰ کے قول سے اور دلائل اُنکی سے اور مذہب نصاریٰ کا یہودیوں کی دلیلوں سے اور اسی واسطے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جس وقت اس آیت کو تلاوت کرتے تھے فرماتے تھے صدقوا واللہ یعنی سچے ہیں یہ دونوں گروہ قسم اسم کی یعنی اس بات میں کہ وہ دونوں گروہ ہدایت اور دین پر قائم نہیں ہیں بلکہ ہدایت

اور دین دوسرے طریق میں موجود ہے علاوہ ان دونوں طریقوں کے بہر حال سبب اس کا ذب و
تجاعد و نون فریق کے قول ان کے قابل اعتبار کے نہیں بلکہ اگر کامل کیا جائے معلوم اور ظاہر ہو کہ جو کچھ
جاہلون اور مشرکین کہہ رہے ہیں اہل کتاب کو کسی طرح کی فوقیت نہیں اس واسطے کہ لَکَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا
یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ یعنی اسی قسم کے کلام یہود کہتے ہیں وہ آدمی کہ مطلق علم کتاب کا
نہیں رکھتے ہیں جیسے کہ بت پرست لوگ اور آتش پرست اور ستارہ پرست بعینہ مانند کلام
ان کے کی بلا تفاوت اور جب کہ علماء ان کے مانند جاہلون کی میوہ گوہوے پھر کیا اعتبار رہ گیا کہ ان کے
کلام سے حق بات دریافت ہو جاوے اور علاوہ اسکے اپنے کلام بھی انھیں کے نزدیک جھوٹے
ہیں اس واسطے کہ یہودی جانتے ہیں کہ نصاریٰ کے بعضے اعتقاد ویسے ہی ہیں کہ انبیاء سابقین کے
تھے اور بعضے اعمال تو ریت کے بھی پھٹتے ہیں اور ٹپھٹلاتے ہیں اور باوجود اسکے دعویٰ کرتے
ہیں کہ نصاریٰ بالکل جھوٹے ہیں اور ایسے ہی نصاریٰ بھی یہودیوں کو ایسا ہی سمجھتے ہیں اور باوجود
اس کے بالکل جھوٹا بھی کہتے جاتے ہیں پس دونوں گروہ اپنے نزدیک بھی اس امر میں کاذب ہوئے
کہ دوسرے فریق کو لاشے محض قرار دیا اور یہ قول ان دونوں فریق کا تعصب کی راہ سے سرزد
ہوا اور تعصب کام جاہلون نے فہم کا ہے اور اسی واسطے اگر علماء تعصب کرنے لگتے ہیں
پایہ اعتبار سے ساقط ہو جاتے ہیں اور قول ایسے عالموں کے قابل سند کے نہیں رہتے ہیں
اور جب کہ دونوں گروہ اہل کتاب کے سبب کمال تعصب کے یا سبب یہودہ گوئی جاہلون کے ہرگز
ہوئے اور جاہل پہلے ہی سے دلیل اور برہان میں پس ان کے طریق میں انبیاء حق کی باطل سے محال
ہوئی فَالَّذِیْنَ یُحٰکِمُونَ بَیِّنَاتٍ مِّنْ مَّا تَقَیَّمُوْا لَہُمْ یعنی خدا تعالیٰ حکم قطعی فرماویگا درمیان ان
دونوں گروہ اہل کتاب کی اور جاہلون کی قیامت کے دن کہ ہر ایک کو جزا بقدر گناہ اسکے کے
پہنچاؤ گا فَاَنظُرْ فَاِذَا کَانَ اٰخِرُ حَیٰثِہِمْ یَخْتَلِفُوْنَ یعنی جس جیسے کہ اندر دنیا میں وہ اختلاف کرتے تھے جاہل
لوگ و دونوں گروہ اہل کتاب کی کو باطل جانتے تھے اور اہل کتاب جاہلون کو اور ایسے ہی ہر
ہر فرقہ اہل کتاب کا آپس میں ایک دوسرے کو کاذب اور گمراہ جانتے تھے اور جب کہ حال ایسا ہو کہ
معلوم ہوا پس قول اہل کتاب کا کہ فیہ دخل المخذۃ الامن کان ہو دا او نصاریٰ
یعنی اس قول سے باطل ہوا اس واسطے کہ موافق قول یہودیوں کے نصاریٰ بہشت میں نہیں جاویں گے

تفسیر حلی

اثر کے جائز ہے

اور اس رنگ

سے کچھ اور دوسرے

سے ممتاز ہو جائے

ہے اسی طرح

اس کی تفسیر

رنگ و پرست دین

کا جو باطن میں ناز

کے جانے یعنی نیکو

دل سے جان سے

روح سے ان کے

ظاہری و باطنی کا

اثری اثر و اثر

جلد و درجہ کا ہے

اس واسطے اس معنی

دین میں روحانی

اصطلاح قائم ہوا

کے پیش کیا رنگ

کچھ درجہ کا ہے

تفسیر قرآنی

اور موافق قول نصاریٰ کے یہودی اور جب کہ دونوں اہل کتاب ہیں و لو کہ قولوں کا اعتبار کرنا چاہیے پس جمع بین یقین لازم آئی اور یہ محال محض ہے پس ثابت ہوا کہ حق الامر دریافت کرنے میں قول اہل کتاب کا معتبر نہیں باقی ہے اس مقام میں کئی سوال جواب طلب اول یہ کہ لفظ شنی کا نکرہ ہے تحت نفی کے واقع ہوا اور نفی عام کے دونوں گروہ کے نزدیک صحیح نہیں ہیں واسطے کہ اگرچہ مذہب مخالف کا باطل ہو وے لیکن شنی میں داخل ہی اور اگر فریضہ مقام شنی سے اور شنی معنی بدو صحیح مراد لیا و پھر بھی نفی عام کی صحیح نہیں واسطے کہ بعض اعتقاد نصاریٰ کے یہودیوں کے نزدیک اور یہودیوں کے بعض اعتقاد نصاریٰ کے نزدیک بھی مطابق واقع کے ہیں اور صحیح اجتہاد میں جواب اسکا یہ ہو کہ صد واس کلمہ کا ان دونوں گروہ سے وقت فصاحتہ اور مجادلہ کے تعصب کی راہ سے ہوا تھا اور کچھ مذہب انکسار تھا اور اہل تعصب اس قسم کے کلمات بے اصل کہ اپنے نزدیک بھی ادنیٰ باطل سمجھتے ہیں زبان پر لایا کرتے ہیں ابن اسحاق اور ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جوقت نصاریٰ بخیران کی آنحضرت صلعم کی ملاقات کی واسطے آئے جو کہ دانشمند یہود کے آنحضرت صلعم کے قرب جوار میں رہتے تھے وہ بھی ان کے دلچسپوں کے واسطے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روبرو آنحضرت صلعم کے دونوں فریق نے دین اور مذہب کی باتوں میں مناظرہ اور تنازع شروع کیا رافع ابن جرہ کہ یہود کے دانشمندان میں سے تھا اس نے نصاریٰ سے کہا کہ تم کسی شیو پر نہیں ہو اس واسطے کہ عیسیٰ کو پیغمبر جانتے ہو اور انجیل کو کلام الہی سمجھتے ہو اور واقع میں نہ عیسیٰ پیغمبر تھا اور نہ انجیل کتاب اللہ میں اصل میں مذہب بخیران لغو ہے یہ بات مشکرا ایک شخص بخیران کے نصاریٰ میں اٹھا اور کہا کہ تم بھی ہمارے نزدیک کسی شے کے اوپر نہیں ہو اس واسطے کہ موسیٰ کو پیغمبر جانتے ہو اور توریت کو کتاب الہی کہتے ہو نہ موسیٰ پیغمبر تھا اور نہ توریت کتاب الہی آنحضرت صلعم ان دونوں کے کلام سے بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ تعجب ہے تم دونوں اپنی اپنی کتاب کے عالم ہو اور ہر ایک کتاب میں تصدیق دوسرے کتاب کی اور دوسرے کو پیغمبر کی موجود ہے حقیقی نے مطابق جواب آنحضرت صلعم کے کہیت بھیجی اور بعض مفسرین نے اس کلام کو محمول ہر گروہ کے مذہب پر کیا ہے اور اس طرح مضمون اس کلام کا بیان کیا ہے کہ مراد نصاریٰ کی نفی ہدایت یہودیوں کی تھی کہ یہود اس میں

اس خدا کی رائے کا
جاننا چاہیے کہ وہ
کیا ہے وہ بڑی کہ
بندہ اپنے دل میں
ایسی بات پیدا کرے
جس سے اس کو خدا
کے پیغمبر کا حکم ہو
تھیک تھیک بجا
اس کا جو قول پیدا
ہو جائے اور وہ یقیناً
اور باقی بات کی
پیش اور وہ عقدا
اور اس میں وہ
کا پیغمبر کی جانتا
ہے اور کسی
عبادت میں ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

کہ حضرت عیسیٰ کے بعد دین یہودیت پر قائم ہیں کچھ نصیب اور حصہ ہدایت سے انکو حاصل نہیں
گو پہلے منسوخ ہونے اس دین کی ہدایت پر ہوں اور مراد یہودیوں کی نفی ہدایت نصاری
کی سی یہ ہے کہ مابہ الا تبادول نصاری کا یہود سے باطل اور بے اصل ہے یعنی کوئی شیئی انکے
مذہب میں ایسے نہیں جسکے سبب سے یہودیوں کے دین و انکا دین جدا ہو گو حضرت موسیٰ اور دوسرے
انبیاء ایمان انکا ہو اور احکام توریت کے ہی قبول کریں سو اس بات سے کچھ خوبی انکی مذہب کی
نہیں نکلتی ہر اس واسطے یہ بات یہود میں جو دہے صرح اور دم ہر فرقہ کی خاص شیئی کے سبب نکلتی ہو
کہ اسی میں وہ چیز پائی جاوے دوسری میں پنائی جاوے سوال دوسرا یہ ہے کہ لک کا تشبیہ کا
ہے تشبیہ کب کا تشبیہ اور لک کا تشبیہ کہ ہم اشارہ اور یہ ظاہر ہے کہ مثالیہ ہجگہ وہی کلام پہلا ہے پھر
لفظ مثل قولہم کا محض تکرار ہو گیا سو اسلئے کہ کاف تشبیہ کا مراد مثل کی ہے اور قولہم سبجائی
کے وقع ہے جواب اسکا یہ ہے کہ مفسرین نے واسطے دفع کرنے اس تکرار کے دو طریق اختیار کیے
ہیں اول یہ ہے کہ مثل قولہم کے لفظ کو تاکید کہ لک کی مقرر کرتے ہیں اس واسطے کہ لک کے حصول
اور صلہ کے فاصلہ بہت درمیان میں آیا دوسرے یہ کہ لک کا مثل قولہم کا مدلول متعارف مقرر کرتے ہیں
اسلئے کہ لک کا تشبیہ قول کے ساتھ قول کی ہے اور مثل قولہم میں تشبیہ مقولہ کے ساتھ مقولہ کے یا
بالعکس یا اختلاف وجہ تشبیہ میں ہے کہ لک سے مراد تشبیہ بطلان اور فاد میں اور مثل قولہم
میں وجہ تشبیہ کی کو نہ ناشیاعن الحداۃ یہود سے چال کلام یہ ہے کہ غرض لانے ان دونوں لفظوں
بیان اس بات کا ہے کہ مثل میں کئی وجہ سے ان دونوں فریق نے مشابہت ساتھ جا ہوں
مشیر کن کہ اور محسوس اور یہود کی حال کی ہے کہ دین حق کے منکر ہوتے ہیں اور اگر یہ لوگ اپنے حال
کو تامل کریں فی الفور معلوم ہو جاوے کہ بیان حق اور اتباع انبیاء کی سے ہم کمال دور ہیں اس واسطے کہ تمام
دانشمندان بنی آدم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تعظیم مساجد کی واجب ہے اور منع کرنا اور بند کرنا
ذکر اللہ سے حرام ہے اور یہود دونوں کام کرتے ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِنْ مَنِ مَسَّجِدَ اللّٰهِ یَعْنِیْ اور کون
بڑا ظالم ہے اس شخص سے جو منع کرتا ہے مسجد دن خدا کی کو کہ یہ مسجد میں اُسی کے گھر ہیں اور
دوسرے کی ان میں شرکت نہیں اَنْ یُّدَا کَرَفِیْہَا اَسْمَۃٌ یعنی اس بات سے کہ یا دیکھا
جاوے ان میں نام پاک اسکا خواہ دل سے خواہ زبان سے اور خواہ ساتھ تمام اعضا کے

تفسیر

سید ہدایت

بارہ مہینہ

ذریعہ اور

اور شرم

اور محبت اور

عاجزی اور

جسکے رکاوٹ

حرف و ملک

حضرتی اور

مدرہ ہر سب

حق و تیان

ہن چاند

سے بیک

ایکجان

چاہے

دور

نہ

تقسیم

دعا کے پیمان

رضی اللہ عنہ

قتل کے وقت

اُن کا خون اسی

آیت شریفہ پر گرا

راہب الی نام تھا

حق تعالیٰ نے

فی اللہ دعوای

وہ جہاد میں

اعمال و کلمات

وہ جہاد میں

وہ جہاد میں

جیسا کہ نازین اس طرح ہوتا ہو بلکہ اسکے اوپر بھی کفایت تھی اور یہ بات چاہی کہ خانہ ہمارے خدا کو بیچ و
 بنیاد سے اکھیریں دے سکتی تھی جس کا اور سعی کی بیچ خراب کرنے اُن سجدوں کے اور یہ
 حرکتیں فقط تعصب کی راہ سے کرتے ہیں کہ مخالف ہمارے ان سجدوں میں ان کے عبادت کرتے ہیں پس
 جو شخص ایسا ہو کئی طرح سے ظلم اسکے اندر پائے گئے اول یہ کہ انواع ظلم کے بہت ہیں ظلم مالی اور ظلم عرضی
 اور ظلم جانی اور اعلیٰ مراتب ظلم کا یہ ہے کہ کسی کے گھر کو کوئی غصب کرے اور اسی واسطے وقت بیان کرے
 شدت ظلم کے اس ظلم کو زبان پر لاتے ہیں کہ فلا نے شخص نے فلا کے گھر چھین لیا اور اُس کو گھر سے
 نکال دیا اس واسطے کہ جب غصب گھر کا یا گویا غصب تمام متعلقات اسکے کا ہوا دوسرے یہ کہ
 غصب کسی کی چیز کا بھی کئی طرح سے ہوتا ہو غصب عین کا ہوتا ہے اور غصب منافع کا اور اعلیٰ
 مراتب غصب کا یہ ہے کہ جو مقام ذکر اسکا ہوا اسکو بھی نہونے سے تیسرے یہ کہ بعد غصب کر نیکی
 تصرفات غاصب کے کئی طرح سے ہوتی ہیں کبھی دعویٰ ملکیت کا کرتے ہیں اور کبھی دعویٰ عوض کا
 کرتے ہیں اور جب شی کو مل سے خراب کر دیا کمال ظلم ہوا اور یہ بات ظاہر ہے کہ تمام ظلموں سے
 برا سخت ظلم یہ ہے کہ بہ نسبت خالق اور نعم اپنے کے ظلم کرے اور جب کہ یہ لوگ بہ نسبت خالق
 اپنے کے اس قسم کے ظلم کے مرتکب ہوئے کہ اُس کے گھروں کو غصب کریں اور نام اسکا نہ لینے
 دیویں پھر اُس گھر کو خراب کریں اور گرا دیویں اس سے زیادہ کون شخص ظالم ہو گا اور ایسا ظلم
 اہل کتاب میں سے نصاریٰ کی گروہ سے سرزد ہوا کہ جس وقت یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
 قتل کر نیکی فکر میں ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھایا گیا نصاریٰ بار اوہ انتقام کے
 طیطوس رومی کے پاس گئے اور اُسکو معتقد حضرت عیسیٰ کا بنایا اور شام کی طرف اُس کو لائے اور
 یہودیوں کو قتل کروایا اور یہودیوں کی دشمنی کے سبب سے بیت المقدس کو بھی خراب کیا اور یحییٰ بن
 اور نس و خاشاک سے بھر دیا اور کوڑا اور نجاتین اُسی جگہ ڈالتے تھے باوجودیکہ بیت المقدس
 بنایا ہوا حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا تھا اور اُسی وقت سے ہمیشہ عبادت گاہ
 انبیاء بنی اسرائیل کا رہا اور ذکر خدا کا ہمیشہ اُس میں ہوتا تھا اور جس جگہ تو ریت کو پایا جلا دیا اور
 بیت المقدس کے بدلے شرق کی جانب کہ جس جگہ مولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا
 عبادت گاہ مقرر کی اور بیت المقدس تازمانہ پھیلنے اسلام کے خراب رہا کہ آخر کو حضرت

امیر المؤمنین محمد بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُس شہر کو فتح کیا اور نبات وغو اور اوجھا بنے اُس مسجد کو
 نجاتوں سے پاک کیا اور پانی سے خوب طرح پاک صاف کر کے خوشبوؤں سے معطر کیا اور محل
 عبادت اور نماز کا اسکو تعمیرایا اور ایسا ہی ظلم مکہ کے جابلوں سے بھی سرزد ہوا کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مسجد الحرام میں آنے سے اور نماز پڑھنے سے اُس جگہ میں مانع ہوئے بلکہ
 کسی سلمان کو جو نماز پڑھتے ہوئے اُس جگہ دیکھتے تھے یا ذکر کرتے ہوئے اسکو گالیان دیتے اور
 مارتے اگرچہ ظاہر میں عمارت اُنکی کو خراب کیا لیکن جب کہ اُسکو ذکر الہی سے معطل کیا اور بتوں کو
 اُس مقام میں رکھا اُسکو ساتھ نجاست معنوی کے آلودہ کیا پس حقیقت میں یہ بھی خراب کرنا اور یرن
 کرنا ہے اور یہی روش اور فرقوں کفار میں ہے جیسے کہ ہندو اور جو جس رائج ہوئے کہ جب کسی
 شہر پر اہل اسلام کے شہروں میں سے مسلط ہوتے تھے اذان اور جماعت کو منع کرتے ہیں اور ذکر
 الہی سے معطل کرتے ہیں اور ذلیل کارخانہ اُس میں رکھتے ہیں اور ہر چند کہ یہودیوں نے صریح یہ
 ظلم نہیں کیا لیکن جس وقت انھوں نے شریکین کہ کی امداد کی درپردہ یہ بھی ترک اس امر شیع
 کے ہوئے باوجودیکہ تینوں فرقوں کے نزدیک مسجدوں کی ہتک حرمت کا کرنا جائز نہیں اور ذکر
 الہی سے روکنا اور ہند کرنا بڑا ہے خصوصاً مسجدوں میں کہ محض اسی کام کے واسطے بنی ہوئی ہیں اور
 مقرر ہیں بلکہ اُولَئِکَ مَا کَانَ لَہُمْ یعنی یہ گروہ نہیں جائز تھا ان کے دین اور اُمین میں بھی
 اَنْ یَّکُنْ خَلْقُہَا بَیْہُ کہ داخل ہوں خدا کے گھروں میں اور مسجدوں میں اِلَّا خَافِیْنَ یعنی گھوڑنا
 اور ڈرنے والے اس سبب سے کہ مبادا جسے اس مکان کی تعلیم کرنے میں کوئی قصور ہو جائے
 اور صاحب خانہ کے روبرو ہمو شرمندگی حاصل ہو چنانچہ دیوان عام اور دیوان خاص بادشاہوں
 کی میں اسی طرح کا خوف اور ہراس دل میں ہوتا ہے اور ان ظالموں کا کیا ٹھکانہ ہے کہ اس قدر ہتک
 حرمت مسجد کی کرتے ہیں اور بالکل ان کو خیال نہیں پس اس قسم کے آدمی اگر مشرک ہیں سو
 انھوں نے شرک کے ہمراہ نے ادبی کو بھی ملا لیا اور سب سے زیادہ ظالم ہوئے اور اگر مدعی جہد
 و اتباع ملت کے ہیں پس کاران کا مخالف گفتار کے ہوا اس واسطے کہ تعلیم معبود کی اُس وقت
 ولی کہ تعظیم عبادت اُسکی کی ہو اور تعظیم عبادت کو عبادت گاہ کی تعظیم واجب ہے اور
 سب کہ عبادت گاہ کو خراب اور یرن کیا اس سے انکار عبادت کا پایا گیا

ترجمہ تفسیر عزیزی

حالانکہ وہی

ہوا اور خراب

دو دنوں کا پلنے

والا ہے اور اسکو

اختیار ہے جو

چاہے بنی ظلم

اور باسے لے

ہاں سے اعمال

میں اور مٹائے

لے مٹائے

اعمال اور ہر

نہ اس کے ہیں

ف

جو دیکھتے تھے

کہ بیٹا ہاں سے

جی خاندان

کی جیسے

سید نبی

اور عبادت سے انکار مجھو دیا سمجھا گیا اور جس وقت قول انکا مخالف فعل کا ہوا خصلت
 نفاق کی انکے واسطے ثابت ہوئی اور گردن اردن کے سے باہر ہوئے سو اس ظلم کی مکانات
 میں لکھو فی الدنیا یعنی واسطے انکے ہے دنیا میں واسطے عبرت دوسروں کے نہ اس واسطے کہ دنیا دا
 الجزا ہے جزئی یعنی رسوائی سخت بسبب قتل کئے جانے اور قید کرنے اور جلا وطن کرنے کے اور
 چھین جانے ملکوں اور شہروں کی ان کے ہاتھوں سے اور منع کئے جانے اس بات سے کہ مکانات
 متبرکہ میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے اور خوفناک چنانچہ یہی امر مشرکین مکہ کے حق میں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں درپیش آیا کہ نوین سال میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
 حسب ارشاد جناب سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موسم حج میں منادی کی اب آئیدہ کو کوئی
 مشرک اس مقام پاک میں داخل نہ ہو اور اگر اتفاقاً اوگیا مارا جا دے گا اور وقت خلافت حضرت
 فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نصاریٰ کے حق میں یہی بات وقوع میں آئی کہ ملک شام
 کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اور بیت المقدس سے نہایت اہانت اور ذلت کے ساتھ خارج
 کیا اور رفتہ رفتہ بنی امیہ بنی عباس کی بادشاہت میں قسطنطنیہ اور موریہ اور رومیہ بھی ان کے قبض
 سے باہر ہوئی اور جزائر فرنج میں فرار ہو کر اوارہ اور پریشان ہوئے اور فقط اسی رسوائی
 پر ان لوگوں کے حق میں بس نہیں بلکہ لکھو فی الدنیا عذاب عظیم یعنی اور واسطے
 ان کے تیار ہے آخرت میں کہ دارالجزا اور مکانات کا ہے عذاب نہایت بڑا کہ اس عذاب
 کے روبرو دنیا کی رسوائی بالکل بیچ ہے اور کچھ حساب میں نہیں اور اسی واسطے دنیا کی سوائی
 کو عذاب نکھا لیکن ان لوگوں نے کہ جو دنیا میں ظلم اور تعدی کرتے ہیں تمام وبال اسکا انجی جان نہیں ہے
 اور جناب پاک باری تعالیٰ کی اس سے بلند ہے کہ کوئی شخص بسبب ظلم کرنے کے کچھ نقصان اس کو
 پہونچا دے اور ایسے ہی بسبب گراہیئے اور ویران کر کے مسجدوں کے کچھ عبادت اسکی موقوف نہیں
 ہو جاتی ہے اور خاص مکانات ویران کرنے سے بالکل امکان عبادت اسکی کی معدوم نہیں ہو جاتی
 بین اس واسطے کہ اس کے واسطے کوئی مکان نہیں کہ ایک مکان میں جاے قرار ہو کہ ویران
 اس کے کے بے گھر ہو جاوے اور سافروں کی طرح سے جنگل جنگل میں پھرے بلکہ اس کی
 نسبت سے تمام مکانات برابر ہیں اور عبادت اس کی جس مکانات کی جاوے مقبول

تفسیر غزیری
 عیبار سے ہی مذکور
 میں ہوا کہ عذاب
 نے اس کے دین دنیا
 کو کوئی اور دنیا
 میں نہایت عذاب
 کا دیا گیا ہے
 عذاب ان کے
 و جہنم کی عذاب
 عذاب کا
 اور نقصان
 عذاب کا
 عذاب کا

ہے اور ایسے ہن خراب کرنے مسجدوں کی سے کچھ مسلمانوں اور عبادت کرنے والوں کو بھی نقصان نہیں پہنچتا ہے اس واسطے کہ تمام زمین کو مسلمانوں کے واسطے بمنزل مسجد کے مقرر کیا گیا ہے **وَاللّٰهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ** یعنی اور واسطے خدا کے ہے شرق اور غرب زمین ہر جگہ کی عبادت گاہ اس کی ہے اور اس کی نسبت جیسے کہ بیت الحرام اور بیت المقدس کے ساتھ ہے ویسے ہی نسبت دوسرے مکانوں کے ساتھ ہے اس واسطے کہ تمام مکانات ملک اور مخلوق ہونے اسکے میں برابر ہیں اور کوئی مکان جائے سکونت اس کی کانہیں پس لے مسلمانوں خراب کر دینے مسجد جائے عبادت اس کی کی معدوم نہیں ہو سکتی **مَعْلَقَاتُ** یعنی جس جگہ کہڑے ہو کر ٹوٹا یعنی منہ اپنا اس کی طرف پھیرا اور متوجہ طرف اسکے ہو **فَكَتَوَّجَّہُ اللّٰہُ** یعنی پس اس مکان میں ہے حضور اللہ تعالیٰ کا اور قرب اس کا اس واسطے کہ جناب باری عز اسمہ جسم اور جسمانی نہیں کہ اگر ایک مکان میں موجود ہو دوسرے مکان میں موجود نہ ہو بلکہ ہر وقت ہر جگہ موجود ہے اور روحانی مقید بھی نہیں کہ بسبب تعلق حوصلہ کی ایک طرف متوجہ ہونے سے توجہ دیکر دوسری طرف پٹائی جاوے بلکہ **اِنَّ اللّٰہَ فَاسِعٌ** یعنی بے انتہی اللہ تعالیٰ فراموش ہے کہ کسی چیز کی فراخی کو اسکے فراخی سے نسبت نہیں اس واسطے کہ جتنی جسم اور جسمانیات اور روایات ہیں اگرچہ فراخی حتیٰ یا معنوی اُن میں پائی جاوے مگر فراخی اُن کی خاص کسی قسم کی ہوگی علیٰ اجموم فراخی نہیں مثلاً شمع آفتاب کی باوجود اس قدر وسعت کے ظل مخروطی زمین کی میں کچھ کارگر نہیں ہوتی ہے اور فراخی حوصلہ جبریل کی ان کا مون میں کہ متعلق ملک الموت کے ہیں پیش نہیں جاتی اللہ تعالیٰ کی ایسی شان ہے کہ تمام فرخیوں کو کہ ممکن ہیں گو کہ غیر قنای ہیں گہرے ہوئی ہے اور اگر یہ فرخیان اس کی تہا رہے ذہن میں نہیں آسکتی ہیں پس اس قدر یقینا جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ **عَلِيمٌ** جاننے والا ہے تمام ظاہر اور پوشیدہ کو پس اگر حضور ائیں کا ہر مقام میں تہا رہے فہم میں نہیں آسکتا ہے اس قدر ضرور علم کو معلوم ہے کہ ہر چیز جس مکان میں ہوحت علم اس کے کی ہے اور واسطے قبول کرنے عبادتوں کے احاطہ علمی ائیں کا بھی کفایت کرتا ہے مثال اس کی یہ ہے کہ دنیا کے بادشاہ ایک مکان میں رہتے ہیں اور حالات تمام ملک کے زیر حکومت ان کے ہے خوب طرح جانتے ہیں اور موافق اسی علم کے ہر کسی کی ساتھ دیسا بھی

فہم

وہ

15/11/2019

الله

۱۰۰

家

ایضاً

فرمانی ادلائق

45

١٠٠

1991

1919

33

تفسیر عیسیٰ

اس کا خلاصہ
کام سے خارج
ہیں ہے۔حسن بصری عید
الرحمن کا یہود
نورہ بن ہشمت
سختہ کی عیناسلام ہی ہے
اور محمد اس کے
رسول ہیں اورابو اسماعیل
اسحاق عظیم
السلام اوران کی اولاد
بہودیت اور
نظرانیت سےبہودیت اور
نظرانیت سے

کرتے ہیں اور مطیع کو نافرمان سے جدا کرتے ہیں پس خدا نے تعالیٰ کہ تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہی کی طرح
احوال تمام بندوں اپنے کے سے خاقل ہے گا باقی زمین اس مقام میں چند شخصین کے ذکر کا نکاد واجب ہے
اول بحث یہ ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص مسجد کو ذکر اور نماز سے معطل کرے
اور ویرانی ظاہری یا باطنی اُس کی کرے وہ بڑا ظالم ہے اور اجماع اہل شرع سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ کفر اور شرک تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور سب ظلموں سے بڑھ کر ظلم ہے چنانچہ آیت
ان الشراک لظلم عظیم سے بھی اس بات کی طرف اشارہ ہی ہے وجہ تطبیق کی کیا ہو کہ مسجد کی
ویرانی کو بھی بڑا ظلم کہا گیا اور شرک اور کفر کو بھی بڑا ظلم ٹھہرایا جواب اس کا یہ ہے کہ ایک اعتبار سے
شرک اور کافر بڑے ظالم ہیں اور دوسرے اعتبار سے خراب کرنے والا اور ویران کرنے والا مسجد کا
بڑا ظالم ہے شرک اور کفر اس وجہ سے ظالم ہیں کہ انھوں نے اپنے نفسوں کو ہلاک بادی میں گناہوں کا
اور حق پروردگار اپنے کا بھی تلف کیا اور خراب کرنے والا مسجد کا اس وجہ سے بڑا ظالم ہے کہ آدمیوں کو
اس سعادت عمدہ سے محروم رکھا اور معرفت معبود کی جہان سے محروم کی اور شرک اور کافر چنانچہ
کہ معرفت توحید اور نبوت کی نہیں دیکھتے ہیں لیکن معرفت معبود کی سے مانع نہیں ہیں اور دوسروں کو
بھی اس سعادت سے محروم نہیں کرتے ہیں بخلاف اس شخص کے سو اپنے حال کے اعتبار سے شرک
اور کافر بڑے ظالم ہیں اور بہ نسبت دوسروں کے خراب کرنا مسجد کا بڑا ظلم ہے جیسے کہ ظاہر ہے اور ہم
تفصیل کے مفہم میں کہ اس مقام میں لفظ ظلم کا یہ زیادتی وجہ من الوجہ کفایت کرتی ہے اور تمام
اعتبارات سے زیادتی درکار نہیں پس کچھ اختلاف اور تعارض نہیں دوسری بحث یہ ہے کہ جو شخص
ذکر خدا کے سے منع کرے اور آدمیوں کو قائم کرنے دین اور شعائر شرع کی سے کسی وجہ سے ہٹ کرے
اس عید شدید میں داخل ہو مسلمان کو اس بات سے کمال احتراز چاہیے اور مقدمات اور دواعی
اور اسباب قریبہ اور بعیدہ اس کام کے سے نہایت احتیاط رکھے تیسری بحث یہ ہے کہ لفظ من کا مفہم
ہو اور اشارہ کے مقام میں لفظ اولئک ساتھ صیغہ جمع کے لئے یہ استعمال کس طرح سے درست ہوتا ہے
جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ لفظ من کا مفہم ہے لیکن جمع کے معنی میں استعمال ہوا پس اشارہ کرنا
اس کی طرف ساتھ صیغہ جمع کے درست ہو اور اشارہ کی جگہ صیغہ جمع کے لئے من میں ایک شخص ہے اور
یہ ہے کہ اکثر مقام خوف کا تنہائی کے وقت ہوتا ہے اور اجتماع میں کمتر خوف ہوتا ہے اور

ایک نوع کا امتیاز حاصل ہوا اور نسبت الی اللہ ان میں زیادہ تر بہ نسبت اور مقامات کی متحقق ہوئی اور اسی واسطے ان مکانوں کو تشبیہ مایوت اللہ اور خانہ خدا نام رکھتے ہیں اور اس سبب صحیحین کے حدیث میں آیا ہے کہ احب البلاد الی اللہ مساجدہا و افضل البلاد الی اللہ مساجدہا یعنی دوسٹرین شہر کے مکانوں میں سے اللہ کے نزدیک مسجدین ہیں اُس شہر کی اس واسطے کہ خدا وہاں جانے سے یاد آتا ہے اور دل کو طرف اللہ کے متوجہ کرتے ہیں اور ناخوش زیادہ شہر کے مکانوں میں سے بار اُس شہر کے ہیں کہ اُنکی یاد سے دل کو روکتے ہیں اور دنیا کی باتوں میں رغب کرتے ہیں اور وہاں جانے سے طرَح طرَح کی خواہشیں نفسانی طرف اکل و شرب اور غریہ اور فروخت اور دیکھنے لڑکوں اور عورتوں نامحرم کے پیدا ہوتے ہیں چہٹی بحث اور تحقیق یہ ہے کہ جو وقت خراب کر نیوالے مسجد کے حق میں یہ وعید شدیدی پڑے بطریق مقابلہ کے سمجھا گیا کہ آباد کر نیوالے مسجدوں کے واسطے صفت عدل اور ایمان کی ثابت ہوگی چنانچہ اس آیت میں کہ انما یعبیٰ مساجد اللہ من امن باللہ ذکر اسکا انشاء اللہ دیکھا گیا اسی واسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اِذَا رَافِقُ الدَّجَلِ يَتَعَاهَدُ وَالْمَسْجِدَ فَإِنَّ شَهِدًا لِّهِ بِالْإِيمَانِ یعنی جب دیکھو تم کسی شخص کو کہ خبر گیری مسجد کی کرتا ہے اور بار بار اس مقام متبرک میں آتا ہے پس واسطے اُسکے گواہی ایمان کی دو تم ساتوین بحث یہ ہے کہ جو چیزیں مسجد کی تعظیم کے واسطے شرع شریف میں آئی ہیں اور وہ کئی چیزیں ہیں مسلمان شخص کو چاہئے کہ اُن چیزوں میں جو اس سے ہو سکتی ہو دریغ نہ کرے اور بجا لاوے تاکہ مسجد کے خراب کر نیوالوں میں دخل نہ ہو اور آباد کرنے والوں کی گروہ میں شمار کیا جاوے اور بجا دیا جانا واسطے ادا فرض کے مسجد میں وقت تاریکی کے کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ تاریکی کے وقت مسجد میں جانا سبب کفارہ گناہوں کا ہے اور یہی حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی اپنے گہر میں ظہارت اور پاکیزگی چھی طرح سے کرے پھر مسجد کی طرف محض بہ نیت ادائے فرض کے روانہ ہو ہر قدم اسکا ایک ایک کرنا جاتا ہے ایک قدم سے ایک گناہ دور ہوتا جاتا ہے اور دوسرے قدم سے درج بہشت میں بلند ہوتا جاتا ہے دوسرے یہ کہ مسجد کو گرد اور کورے سے اور تہک اور مکروہات طبعی اور نجاسات شرعی سے پاک رکھے اور سبب روشن کرنے عود

تفسیر غزیری

وہ ایک جگہ پائی

گورنری اور اسے نکالو

اُسکے پیر ہتھ دے دو

شہید کردہ ہتھ دے دو

ہو اور اسے حال

کی کچھ دیکھو ہونی

فصل ہفتم

رکوع میں پہلی رکوع

وہاں یہ مطلب بتا

کہ بہت سے

معال و افعال کی طرح

نہایت اعلیٰ کی طرف

نہیں ہوں اور نہ ہی

نہیں ہوں اور نہ ہی

نہیں ہوں اور نہ ہی

نہیں ہوں اور نہ ہی

نہیں ہوں اور نہ ہی

نہیں ہوں اور نہ ہی

نہیں ہوں اور نہ ہی

وغیرہ کی معطر کرے اور فرش سترا اور پاک بغیر تکلف کی اٹھیں بچا وے اور حدیث شریف
 میں ہے کہ خض خاشاک مسجد سے دور کرنا اور جاوب کشی اس مکان کی کرنی بہشت کی حور
 مہر ہے لیکن اس امر میں ایسی احتیاط کرے کہ نوبت زمینت کی حد سے بڑھ کر نہ پہنچے اور پانی
 پانی سے مٹلا کرے اور پہول بوٹے نہ نکالے اور لا جورد وغیرہ سے رنگین نہ کرے اور
 کہ ان چیزوں کے سبب حکم مسجد کا نہ رہے گا اور تماشا گاہ دین داخل ہو جاوے گی اور
 حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جو وقت مسجد نبوی مقدس نئے سرے سے تعمیر کروائی
 معمار کو انشا دیکھا کہ اکن الناس من المطر وایاک ان تمحر اولصفہ لتقتن الناس یعنی
 بنائے مسجد کو مقدس حکم کر کہ خوف پٹکنے پانی کا دور ہو جاوے اور خبردار ہو کہ اس مسجد
 کو سرخی اور زردی کے ساتھ رنگین نہ کرے تو کہ آدمی فتنہ میں پڑینگے اور عبادت کے وقت
 نقش اور نگار کی طرف مشغول ہونگے اور عبادتوں میں قصور ہو گا تیر کہ جب مسجد میں
 داخل ہوا کہ وقت ادا سے فرض اور سنت کا ہے فہا کہ انہیں کے ادا کرنے میں مشغول ہو
 ولادور کعت نحت مسجد پڑ ہے بموجب حدیث ابی قتادہ کی کہ صحاح مستدین موجود ہے
 اذا دخل احدکم المسجد فلیرکم دکتین قبل ان یجلس یعنی جو وقت داخل ہو کوئی تم سے
 مسجد میں پس چاہیے کہ پڑھے دو رکعتیں پیشتر بیٹھنے سے اور اگر فرض اور سنت اور نفل وغیرہ
 ادا کیے تھیں مسجد ساقط ہوئی اور اگر ایسے وقت مسجد میں جاوے کہ نماز پڑھنے اس وقت میں
 ممنوع ہے جیسے کہ وقت استواء اور طلوع اور غروب کی بالاجماع یا بعد فجر اور عصر کے نزدیک
 خفیہ کے پس ایسے وقت میں چاہیے کہ ایک ساعت خفیہ قبلہ رو بیٹھ کر ساتھ ذکر اور تسبیح کے
 مشغول ہو پھر اپنی حاجت کے واسطے چلا جاوے اور نماز اس وقت نہ پڑھے چوتھے یہ کہ جب
 مسجد میں آوے دہانیا پر اول رکھے اور جب مسجد سے نکلے بایان پر اول نکالے اور سچ روایت
 حضرت خاتون قیامت فاطمہ زہرا صلی اللہ علیہا علیہا وعلیہا السلام ہے کہ مسجد کے داخل ہونے کے وقت
 کہے صلی اللہ علیہ وسلم رب اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اور نکلنے کے وقت کہے
 صلی اللہ علیہ وسلم رب اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلك پانچویں یہ کہ بیٹھنا
 مسجد میں واسطے انتظار سی نماز جماعت کے عبادت ہے اور ایسے ہی بعد ادا کرنے

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

نماز کے واسطے ذکر اور تہلیل اور تسبیح کی اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جب تک مصلی بعد نماز کے اپنی جگہ
 بیٹھا رہتا ہے فرشتے اُس کے حق میں یہ دعا کرتے رہتے ہیں اللھم اغضلہ وارحمہ
 یعنی بار خدا یا بخش اسکو اور رحم کر اُس پر لیکن یہ دعا فرشتوں کی اُس وقت تک ہے کہ
 وضو اُس کا شکستہ نہ ہو چھٹے پچھ کے مسجد میں حتی المقدور خرید و فروخت اور دوسرے معاملات دنیا
 کی مثل اجارہ وغیرہ کی تکبرے اور آدمیوں کو چاہیے کہ مسجد میں نماز سے پہلے حلقہ کر کے دنیہ کی
 باتیں اور ضروریات منے فائدہ اور قبیحہ ایسوں اور بادشاہوں کے بیان ٹکڑیوں بلکہ سب کے سب
 قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز کی شکل پڑھیں اور ذکر میں مشغول ہوں اور گم ہوئی چیز کو مسجد میں
 آواز بلند سے نہ ڈھونڈیں بلکہ بلا سبب مسجد میں آواز بلند نہ کریں اور یہوش لڑکوں اور بھولوں
 کو مسجد میں آئے نہ دیویں اور ہتھیار مسجد میں نہ لادیں اور از دحام اور بادہ اور خانہ جنگی نہ کریں اور
 فقیروں کو مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اُن فقیروں کو جو مسجد میں مانگتے ہیں دینا
 مکروہ ہے تاکہ اس فعل کی عادت نہ کریں اور مشرکوں کا پڑھنا مسجد میں ممنوع ہے مگر وہ شعر
 جس میں توحید باری تعالیٰ کی اور نعمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یا دعا نصیحتیں ہوں وہ درست ہے
 اور عین مسجد میں گناہ گاروں کو سیاست نہ چاہیے کرنا اور سونا مسجد میں بغیر ضرورت کے مکروہ ہے
 اور وقت حاجت کے کچھ مضائقہ نہیں اور شہوک ڈالنا مسجد میں گناہ ہے اور اگر ڈال بھی جائے
 سے وہاں سے اٹھالیں اور اُس مکان کو پاک کریں اور اگر زمین مسجد کی نرم ہے اُس شہوک کو
 زمین کھود کر دفن کریں اور کاریگر کو بیٹھکر مسجد میں کام کرنا ممنوع ہے لیکن اگر معتکف ہے
 اور بدو ن پیشہ اپنے کئے قوت اُس کو میسر نہیں ہوتا ہے تو اُس وقت درست ہے اور غسل
 اور وضو اور حجامت مسجد میں اس طرح سے کہ مستعمل پانی سے زمین اُس کی آلودہ ہو جاوے یا
 بال او میل بدن کا اُس میں گرے ممنوع ہے اور پیاز اور لہسن کچا کھا کر مسجد میں آنا اور حصّہ کی بوئندہ
 میں بیکریغیر سواک کے مسجد میں جانا مکروہ ہے ساتویں یہ کہ مقدور کے موافق مسجد کی عمارت
 میں جس مقام میں کہ حاجت اُس کی ہے مالی اور جان سے مدد کرنی ثواب عظیم ہے اور ایسے
 ہی درست کرنا سامان طہارت کا مثل بنا غسل خانہ اور تھیسر چاہ مسجد کی اور بدرو پانی
 اُس کے کی اور فرش بوری یا غیسرہ کا ڈالنا اور روشن کرنا چراغ کا جب تک آدمی

تفسیر
 مولانا شاہ عبدالقادر
 صاحب المدنی
 منہ فی القرآن
 تفسیر سورۃ البقرہ
 سورۃ البقرہ
 کا اس کے نام سے
 بہت صاحب
 مہربانی کرنا
 والا ہے
 اہل بیت
 سب تفریق
 اور بڑیاں خاص
 سے خاصی اور
 سخی ہی سخی
 اول سے آخر
 تک جو ہوئی
 ہیں اور ہوئی

فتح القرآن

نام غلامی الی

مولانا بن حبیب

کے والا سب

حج کی حاجت کا

التحقیق

بہت مہربان

میری کسے والا

ملک یوں الی

بادشاہ کے

انصاف کے

ایک تہذیب

ایک تہذیب

ایک تہذیب

اس میں رہن عبادت ہو اور حدیث صحیح میں ساتھ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آیا ہو کہ
 اُمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیناء المساجد فی الدوران تطیب و تنظف یعنی حکم فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بنا مسجدوں کے مکانات میں اور ان مسجدوں کو پاک اور صاف
 رکھنا چاہیے اور خوشبو سے معطر کرنا چاہیے اس مقام میں جانا چاہیے کہ اکثر فقہائے لفظ
 اولئک ماکان لہم ان یدخلوا الا خائفین سے استنباط کیا ہے کہ غیر اہل قبلہ کو
 خواہ یہودی ہوں خواہ نصاریٰ یا اور شرکین مثل ہنود اور مجوس کی مسجد میں آنے دیوں اور
 وجہ اس استنباط کی یہ ہے کہ خبر ایسے مقامات میں مراد فہمی کی ہوتی ہے مانند ماکان
 لکم ان تو ذاد رسول اللہ - وماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ اور جب یہی
 متعلق ساتھ کافر کے ہووے کہ حکم تکلیفی کی تصدیق نہیں کرتا ہو گیا اس صورت میں یہی
 متعلق ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جو کہ قبول کر نیوالی تکلیف کی ہیں کہ اس کافر کو
 یہ کام نہ کرنے دیوں پس حاصل کلام کا یہ ہو گیا کہ ای مسلمانوں کو جائز نہیں کہ اس قسم کے
 لوگوں کو مسجدوں میں آنے دو مگر جس وقت کہ مضطر اور لاچار اور ذلیل اور ذریعہ ہوں
 جیسے کہ وقت محاکمہ اور محاصرہ اور نابت کرنے قصاص و جسد کے جس صورت میں کہ فانی مسجد
 میں بیٹھا ہو اور انسی واسطے امام مالک نے موافق اس حکم مستنبط کے عمل کیا ہے اور کہتے ہیں کہ
 کسی کافر کو کسی وقت میں مسجد میں داخل کرنا جائز نہیں اور امام شافعی خاص کہتے ہیں اس حکم کو
 ساتھ مسجد الحرام کے کہ اس مسجد پاک میں کسی وقت کسی کافر کو آنے نہیں چاہیے اور دوسری مسجدوں میں اگر
 مسلمان لوگ کسی مصلحت اور حکمت کے واسطے آنے دین مضائقہ نہیں اور امام عظیم فرماتے ہیں کہ
 آنا کافر کا سبب جہنم میں درست ہے اس واسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
 میں مہانوں کو کافر ہوئے مسجد میں اتارا کرتے تھے چنانچہ ثقیف کے ایلچی اور دوسرے
 ایلچیوں کو بھی اور بھی ہوا تر معلوم ہے کہ یہود اور نصاریٰ اور شرکین بغیر پروا گئی اور ان
 کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے واسطے مسجد میں آتے تھے اور بیٹھتے تھے اور نماز میں اتنا لطف
 کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر کی حالت میں ایک مسجد کے ستون سے بازہ کر چھوڑ دیا تھا
 اور کوئی نسخہ اس عمل دائمی کا نہ ہوا اور یہ آیت قطعاً اس حکم پر دلالت نہیں کرتی ہے اور ثبوت

اس معنی کا اس سے ظاہر نہیں اس واسطے کہ تفسیر اس آیت کی میں معنی دوسری بیان کیے گئے اور
 سیاق کو زیادہ تر وہی معنی چہاں ہے پس ان احتمالی معنی سے عمل مستمر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی کس طرح نسخ ہو سکے اور یہی استثناء لا محاذ فیہ کا اس معنی کے موافق تکلف سے درست ہو
 چنانچہ ظاہر ہے بحث اہلین یہہ ہے کہ آیت ولله المشرق والمغرب الے آخر ہا ہر چند کہ واسطے
 تسلی اور تسکین مسلمانوں کی نازل ہوئی ہے تاکہ مسلمان بسبب بند کرنے اور روکنے انکی سے
 مسجدوں متبرکہ بشکل مسجد الحرام اور مسجد بیت المقدس کی اور دیران اور خراب کرنے ان مکانات متبرکہ
 سے ملول نہ ہوں اور خوشی دل سے عبادت کرتے رہیں لیکن جب اس آیت سے یہ سمجھا گیا کہ حق تعالیٰ
 کو نسبت سب مکانوں کے ساتھ برابر ہے اور اس سے لازم آیا کہ نسبت اللہ تعالیٰ کے سب جہتوں
 سے ہی برابر ہے اس واسطے کہ جہات حقیقت میں اطراف مکانوں کی ہیں اور عبادت انکی جیسے کہ ہر مکان
 میں مقبول ہے ایسے ہی جس طرف کو متوجہ ہو کر کمالے مقبول ہے پس اس صورت میں تعین
 قبلہ کی نازین محال معلوم ہوتی ہے اسی واسطے مفسرین صحابہ نے اس لازم کے صحیح کرنے کے واسطے
 چند صورتیں بیان کی ہیں اول یہ کہ یہ آیت اس مقدمہ میں انری ہے کہ بیت المقدس کی جہت منحرف
 ہوئے اور کعبہ کی طرف ناز کا حکم ہوا یعنی استقبال قبلہ کو اصل عبادت میں کہ وہ توی الی اللہ سے
 دخل نہیں بلکہ یہ استقبال محض واسطے درست کرنے توجہ کے عوام کی ذہنوں میں مقرر و ثباتی
 ہے پس نسخ کرنے استقبال ایک جہت کی طرف دوسری جہت کی تغیر اور تبدل اصل عبادت
 اور بندگی میں نہیں ہوتا ہے دوسری یہہ کہ جب کوئی شخص اندھیری رات میں اپنے اندازہ
 سے کسی سمت کو جہت کعبہ معظمہ کی جانکر استقبال کرے اور اسی سمت کو نماز پڑھے اور بعد اسکے
 ظاہر ہو کہ وہ سمت جہت کعبہ کی نہ تھی وہ نماز درست ہے اور اعادہ اس نماز کا لازم نہیں آتا ہے
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کو اسی آیت سے استنباط فرما کر آدمیوں کو بتلایا ہے
 کہ اکثر حاضرین اس وقت نے گمان کیا کہ یہ آیت اسی مقدمہ میں نازل ہوئی چنانچہ ترجمہ ذی
 ابن ماجہ میں ساتھ روایت عبداللہ بن عامرہ بن بیعہ کے وارد ہے کہ ہم لوگ ہمراہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کے ایک جہاد کے سفر میں تھے اور وقت رات کا تھا اور بہت تاریکی اس رات میں تھی
 کہ ستارے نہیں دکھائی دیتے تھے اور جہت قبلہ کی معلوم نہ ہوتی تھی سب آدمیوں نے اپنی اپنی شکل سے

مشوٰح القرآن
 بین ہر سب
 شہ سورہ اہلین
 الفس آطا
 جہاں کو اور تباہ
 جہاں کو سب ہی
 راہ ہر بات اور
 کا مین جس راہ
 سے تو خوش رہو
 جس آقا ان کی
 تہذیب علیہ وسلم
 راہ ان کو سب
 سب کو سب
 اور سب
 ان کی جہت
 علیہ وسلم
 ان لوگوں کی
 راہ تباہ
 ہوا اور سب
 گمراہ کی راہ
 دیکھا

نماز پڑھی اور نشان کے واسطے جس طرف نماز پڑھی خط کہنچہ یا اور ان خطوں پر پتہ رکھ دینے
تھے جب صبح ہوئی معلوم کیا کہ قبلہ کی طرف کوئی خط نہ تھا سمجھئے یہ ماجرا روبرو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی عرض کیا اور حکایت کی کہ یا رسول اللہ ہم سبہوں نے خطا کی اور طرف سامی قبلہ
کے نماز پڑھے حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمہاری نماز
درست اور قبول ہوئی اور ظہنی نے اسی طرح جابر بن عبد اللہ سے یہ روایت کی ہے کہ یہ کہ
ایک جماعت نے قدماہ غیرین میں سو کہا ہے کہ پہلے متعین ہونے قبلہ سے آدمی غیر تھے جس
کو چاہتے تھے نماز پڑھ لیا کرتے تھے بعد اسکے حکم منسوخ ہوا لیکن سند مختصیر کی از روایات صحیحہ کے
ثابت نہیں ہوتی ہے محض احتمال ہے البتہ قتادہ اور عبد الواحد بن زید نے کہا ہے کہ بعد نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے مسلمانوں کو اختیار تھا خواہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں خواہ کعبہ کی طرف دونوں طرف نماز جائز
تھی بعد یہ مختصیر منسوخ ہوئی چوتھے یہ کہ مدلول اس آیت کا خاص ہے مسافر نوافل گناہ کی جسوقت
نماز نفل سواری کے اوپر پڑھے جس طرف سواری اسکی متوجہ ہو نماز انکی درست ہے اور آنحضرت
صلعم نے بھی سفر و زمین اسی نماز پڑھی ہے چنانچہ صحیحین میں اور دوسری صحاح میں مروی ہے چنانچہ یہی
اور ابن ابی شیبہ نے حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ سے روایت کی ہے کہ کسی نے انکے روبرو
یہ آیت پڑھی وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْتَا تَوَلَّوْا فَتَقَرَّجَہُ اللّٰهُ اَنْہُوْنَ نے فرمایا کہ معنی اسکے یہ
ہیں کہ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَۃٌ اِذَا تَوَلَّيْتُمْ فَاِلَیْهِتْ اِلَیْہِ یعنی درمیان مشرق اور مغرب کے
قبلہ ہے جسوقت متوجہ ہو تم طرف بیت اللہ کے پس حاصل اس کا وصوت اور فراخی ہی بات ہیں
کہ استقبال عین کعبہ کا تخصیص کر کے ضرور نہیں بلکہ کعبہ کی طرف کو اگر نماز پڑھے کفایت ہے چنانچہ
بعض اہل تدقین نے کہا ہے کہ جو موضع مقاصد رکھا ہے اُس موضع میں جس طرف منہ اپنے کو متوجہ
کرے استقبال قبلہ کا حاصل ہوتا ہے چنانچہ اوپر دلائل ان فہمیت کی پوشیدہ نہیں ساتویں یہ کہ
مضمون اس آیت کا اُس آدمی کے حق میں ہو کہ خانہ کعبہ اسکے روبرو ہے جس طرف سے چاہے
متوجہ کعبہ کی ہو کہ نماز پڑھ سکتا ہے اُنہیں یہ کہ نزل اس آیت کا یہ حق دعا کے بخیر حق نماز کے چنانچہ صحیح
اور مجاہد اور ضحاکؒ سے مروی ہے کہ جب آیت اِذْ دَعَوْنِیْ اسْتَجِبْ لکھنا نازل ہوئی اپنے
دعا مانگو تم قبول کرو لگائیں دعا تمہاری آدمیوں نے پوچھا کہ کس طرف متوجہ ہو کر دعا کریں

موضع نماز ان
الہی ایسا ہی ہو
پہلے لوگوں کی
راہ پہلے کی توفیق
سے ہوا اور اسے
لوگوں کی راہ
نہ چلن ہم فائدہ
چتر تو نے فضل
کہا اُسے چارون
اور ابن زین و
مسند یحییٰ بن
وصالحین و شہداء
مختص ہوا اُسے
یہود اور کراہین
سے نصارت
مرا دین یہ سوا
خدا افسانے
ہندوں کی زمان
سے بیجا اور کھانا
پسند نہ دن کو
جو اس کا ہمارا

موضع القرآن

مکان تفسیر

وحي ما تان

وسبب قاف

التي

يخبر

بعبية

عالمون

والمون

والمون

والمون

والمون

والمون

والمون

انکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی روایت کیا اسکو ابن جریر نے اور ابن المنذر نے مجاہد سے اور
 اورون نے بھی روایت کی جو غیر مجاہد سے توین بیکہ کہ نزل اس آیت کا حق عبادت میں نہیں
 بلکہ بھاگنے اور گر کر نہ مین ہے اور خطاب بیچ لفظ قولوا کے واسطے آدمیوں کے ہے کہ منع کرتے
 ہیں ذکر خدا سے اور سچی کرتے ہیں بیچ خراب کرنے مسجدوں کے اور مراد یہ ہے کہ اگر تم رسوائی
 دنیا اور عذاب آخرت کی سے کہ تم چاہو کہ گریز ہو کہ خلاص ہو جاؤ پھر عبادت تمھارے واسطے ممکن
 نہیں اس واسطے کہ مشرق اور مغرب زمین کا کل خدا کی تصرف میں ہے جس طرف کو بھاگو گے
 رسوائی دنیا کی اور عذاب آخرت کا کہ تمھارے حق میں مقدر کیا ہوا خدا کا ہے رو برو تمھارے
 آوے گا اس واسطے کہ تصرف اور قدرت اللہ تعالیٰ کے ہی واسطے ہے اور علم اُس کا ہر ایک
 مکان کو گھیرنے والا ہے اُس سے بھاگنے کی کوئی صورت متصور نہیں ہو سکتی ہے حاصل کلام
 یہ ہے کہ دونوں فرقے اہل کتاب کے خواہ یہود ہوں خواہ نصاریٰ خواہ اور فرق باطلہ
 جیسے جہلاء مکہ کے اور یہود اور مجوس سبب از کتاب ایسے ظلم کے کہ تمام ظلموں سے
 سخت ہو استحقاق دخول بہشت کا نہیں رکھتے ہیں اور جب کہ انھوں نے استحقاق دخول کا نہ رکھا
 یہ طرح ہو سکے کہ سولے انکے کوئی بہشت میں نہ جاوے اور بہشت انھیں کے حصہ میں نہ آوے اس واسطے
 کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے حق میں سب اور شتم کا وظیفہ رکھتے ہیں اور یہ ظلم پہلے ظلم سے بھی
 بڑھ کر ظلم ہے وگالائی یعنی اور کہا ان سب کے خواہ یہود ہوں خواہ نصاریٰ خواہ مشرکین عیب
 کے کہ الذین لا یعلمون سے مراد یہی لوگ ہیں اِنَّكَ اللَّهُ وَلَكَ اَعْنِي رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اولاد
 یہووی کہتے ہیں کہ عزیز بیٹا خدا کا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح بیٹا خدا کا ہے اور مشرکین عیب
 کہتے ہیں کہ فرشتے بیٹیاں خدا کی ہیں اس واسطے کہ کام خدائی کے کرتی ہیں اور کسی کی نظر
 میں نہیں آتی ہیں اگر میٹھے ہوتے پردہ نشینی اختیار نہ کرتے اور اولاد کا ہونا جانوروں اور کھیلوں
 میں کچھ عیب نہیں اور آدمیوں کو اس کی طرف نسبت کرنے سے سب اور شتم نہیں ہوتا تو لیکن
 باری عز شأنہ کے حق میں اولاد کا ہونا بڑا سخت عیب ہے اور نہایت درجہ کی دشنام ہے جیسے کہ
 متفرش ہونا عورتوں کی حق میں عیب نہیں اور مردوں کے حق میں دشنام ہے اور اسی واسطے
 صحیح بخاری اور دو سب سے صحاح میں ساتھ روایت ابن عباس کی حدیث قدسی میں آیا ہے

کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا جھوٹ کی کرتا ہے میری طرف آدمی اور ہرگز اس کو کچھ بات لائق نہیں اور دشنام دیتا ہے بلکہ آدمی اور ہرگز اس کو کچھ بات نچا ہے تمہارا جھوٹ کی اس طرح ہے کہ کہتا ہے آدمی کہ اللہ تعالیٰ پھر مجھ کو زندہ کرے گا کہ پہلے مجھ کو پیدا کیا ہی حالانکہ دوبارہ پیدا کرنا میرے اوپر پہلے بار پیدا کر سنے سے زیادہ دشوار نہیں تاکہ یہ شبہ اور تذبذب دل میں خطور کرتی اور دشنام اس جہت سے ہے کہ کہتا ہے آدمی کہ یہ درگاہ میرے کو اولاد سے مانند جانوروں اور آدمیوں کی حالانکہ میں خدا کے بچانے میں نیاز ہوں میں نہ کسی عین تولد ہوا ہوں اور نہ کوئی مجھے پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی ہمسرا ہو سکتا ہے اور اس حدیث قدسی میں واسطے بطلان اس قول کے پانچ دلیلیں اشارۃً تختی ہیں اول احادیث و بیانی کی درمیان اس کے اور جنس اور تجزی کی مسافات ہی اور اولاد بغیر جدا ہونے لفظ کے والد سے نہیں بنتی ہی دوسری حدیث اور لے احتیاجی کہ مافی احتیاج کی ہوا اولاد ہو نیکی واسطے احتیاج ضروری ہو اس کے شخص کو ضعیفی اور کبر سن کے وقت یا بعد موت کے یا وقت مرض اور سفر کرنے کے یا واسطے کسی اور سبب کے چاہیے کہ کوئی قائم مقام اس کے ہو اور جس شخص کو کچھ احتیاج نہ ہو یا موت اور فوت اور سفر اور ضعف اور عجز اور کبر سن اس کو لاحق نہ ہو البتہ اولاد سے وہ مستغنی ہے مثل آسمان اور زمین اور ستارہ کے تعمیر کی لم بد اس واسطے کہ جب پیدا ہوتا ہی تغیر ایک حال سے طرف دوسرے حال کے والد کے اندر پہنچتا ہے اور جو قدیم ہے اور خلق تغیر سے پاک ہے اس کے واسطے تولد ممکن نہیں چوتھی لم بولد ہو اس کے کہ جس شخص کے پیٹ سے دوسرا پیدا ہوتا ہی ضرور ہے کہ آپ بھی دوسرے کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو حقیقۃً بطن سے نکلتا ہی یا حکماً جیسے کہ آدم اور حوا کہ زمین سے پیدا ہوئے ہیں اور جو شخص کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا اس سے کس طرح دوسری شے جدا ہو کر پیدا ہو جائے یا بچوں میں لیکن لہذا کو احل اس واسطے کہ حقیقت اولاد کی بدون زوج یا زوجہ کے ممکن نہیں اور زوج ہمسرہ زوجہ کے ہے اور زوج ہمسرہ زوج کی اور ولد بھی ہمسرہ والد اپنے کا ہوتا ہے پس جو کوئی ولد نہ رکھے ہمسرہ رکھے والد بھی نہ رکھے اور اگر آدمی غور اور تحقیق کرے اور معنی خدائی کی کہ یکتائی اس کو لازم ہے اس کے دل میں تصدیق آجائے بالکل خیال تولد اور تناسل کا بہ نسبت اسد جبل شانہ کے جاتا رہے اور اسی واسطے جو کہ بڑے بڑے عقل والے ہیں بجز دسٹے اس عقیدے کا طرہ کے حیرت عظیم ان کو

فتح القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابن عباس فقال لا اله الا الله نفس فها انه لا اله غيره ولله فيها ان النعمة كلها منه وهو الخلود عليها والله اكبر نعم فها انه لا شئ اكبر منه فما سبحان الله قال ابن عباس وما تنكرونها هي كلمة رضىها الله لنفسه وامر بها ملكه وفتح اليها الاختيار من خلقه اور ابن ابي حاتم نے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ سبحان اللہ اسم لا يستطیع الناس ان یخلوہ یعنی اس کلمہ کو مخلوقات اپنے حق میں استعمال نہیں کر سکتے ہیں اس واسطے کہ ہاکی ہر شے نالایق سے شان خالق کے ہے فقط بخلاف حماد و تکبر کے کہ مخلوقات آپس میں بھی اس کا استعمال کرتے ہیں اور دلیل پاک ہے جناب عراسمہ کی اس خیال خام سے یہ ہے کہ اگر اُس کے فرزند ہو پس دجال سے خالی نہیں ہائے واسطے بھی منصب خدائی کا ثابت کیا جاوے پس فی ذاتہ وہ مستقل اور قائم بذاتہ ہو اور اُس کو تعلق جناب باری کے ساتھ نہ رہے اور فرزند ہونے کے ضرور سے کہ اُس کو تعلق اصل کے ساتھ ہو پس لازم ہو کہ باوجود خدائی ثابت کرنے کے فرزندیت ثابت نہیں ہو سکتی ہے یا اُس کو فی حد ذاتہ خدا سے واجب الوجود نہ کہو تو ضرور ہو کہ جناب باری نے اُس کو پیدا کیا ہو سو اس صورت میں عبد ہونا اُن کا لازم آیا اور فرزند عبد نہیں ہوتا ہے اگر اس طرح ہو تو نام واللہ موجود ہو اور یہ بات ظاہر البطلان سے پس معلوم ہو کہ مرتبہ خدائی کا ایسا رتبہ ہے کہ فرزندیت غیر کی اس کے واسطے قرار دینی محال ہے اس واسطے کہ فرزند کو چاہیے کہ ہم جنس والد اپنے کے ہو اور اگر ہم جنس نہ فرزند نہ ہو گا اور جناب باری کسی شے کے ساتھ ہم جنس نہیں ہو سکتا **وَاللّٰهُ مَلِكٌ قَائِمٌ لَا تَنُوبُ عَنْهُ** یعنی بلکہ اُس کے واسطے ہے جو کچھ کہ تمام آسمانوں میں اور زمین میں ہے از روئے ملکیت اور پیدائش کے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ملک اور مخلوق ہم جنس مالک اور خالق کا نہیں ہو سکتا ہے اور اسی واسطے شرح شریف میں مقرر ہے کہ جو شخص مالک کسی قریب اپنے کا ہو جاتا ہے پس درمیان عبدیت اور فرزندیت کی مبایعت کلی ہے اور یہ بات بھی اولاد کے حق میں واجب ہے کہ اپنے والد کے بندے ہوں اور واقع میں کوئی شخص آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں میں سے اُسکی بندگی سے خارج نہیں بلکہ **كُلٌّ لَّهِ قَائِمُونَ** یعنی تمام لوگ خواہ آسمانوں کے رہنے والے خواہ زمین کے اُس کے مطیع اور فرمان بردار ہیں بعضے برضا و رغبت جیسے کہ امتیاء اور فرشتے اور مومنین صالح

من خراج القرآن

جوابان لایحی

اور چوتھی طرف

بھیجا ہے اسے

مجھے علی المد علیہ

سکھنے کے لئے ہیں

اور اس پر چھوٹے

چھوٹے ہیں

قریب اور دُور

پہنچنے کے لئے

میں درمیان

سے دن کو بھی

جانتے ہیں بھی

تین دن کے واسطے

میں اور ان کے

میں اور ان کے

اور بعضے زور سے اطاعت کرتے ہیں جیسے کہ کفار اور شیاطین اور فاسق اور مومن گنہگار کہ جس وقت خدا تعالیٰ اُن کو چاہے زندہ کرے اور جس وقت چاہے مار ڈالے جب تک چاہے تندرست رکھے اور جب چاہے بیمار کر دے اور جب چاہے غنی کر دے اور جب چاہے فقیر اور مفلس کر دے جیسا وہ حکم کرے کوئی انکو دفع نہیں کر سکتا ہے اس کے حکم کی ضرور اطاعت کرنی پڑتی ہو کہ اپنے دل میں کسی بات سے ناخوش ہوویں انکی ناخوشی پیش نہیں پڑتی ہو اور اگر سرکش لوگ کہیں کہ ہمارے نزدیک ایک دلیل ہے اس بات کی کہ بعض مخلوقات کو اُس کی فرزندی کا رتبہ ہے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور آدمی کے واسطے ضرور ہو کہ کوئی پدر اُس کا ہو پس حضرت عیسیٰ کا باپ بچہ خدا کے کون ہے اور ایسے ہی حضرت عزیر علیہ السلام کہ بغیر تعلیم اُس تاد کے تربیت کو ازبر پڑھتے تھے اور آدمی کو بغیر تعلیم معلم کے اتنی بڑی کتاب ازبر پڑھنی ممکن نہیں پس انکو خدا تعالیٰ نے بلا واسطہ اس کتاب کو پڑھا دیا جیسے اپنے فرزندوں کو تعلیم دیتے ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہو کہ انکو مرتبہ فرزند ہی کا حاصل تھا اور ایسے ہی شمس اور قمر اسکی اطاعت میں مجبور ہو گئے ہیں کہ اپنے ارادہ کو تابع اُسکے ارادہ کے کر دیا ہے اور اُنسے ایسے ایسے افعال صادر ہوئے ہیں کہ مخلوق کی قدرت سے باہر ہیں اور اتحاد ارادہ اور حل کلاں کے فرزند ہونے کی دلیل ہو جواب اس کا یہ ہے کہ معرفت صفات اور افعال الہی میں کمال صورت مختار ہے اس سبب سے اس شہادت میں گرفتار ہو گئے ہو اگر میرہ افعال اور صفات باری کا موثر یا اس قسم کی بیہودہ کوئی نکر تے اور اگر صفات اور افعال عمدہ اُسکے نہیں سمجھتے ہو کہ اسد تعالیٰ یٰ اَیُّہم النّٰس اِنِّیْ اَوْلٰیُّکُمْ بِذٰلِکَ الْعِلْمِ یعنی از من فرمودہ اگر نے و لا اَسْأَلُوْنِیْ اور زمین کا ہو بغیر اس کے پہلے سے مادہ انکی پیدائش کا موجود ہو پس اُسکے نزدیک یہ بات کیا مشکل ہو کہ آدمی کو بغیر باپ کے پیدا کر دے یا کسی شخص کو بلا واسطہ بشر کی تعلیم کتاب اپنے کی کرے یہ بائیں کچھ فرزند ہی موقوف نہیں اور اگر غور اور تامل سے نظر کرو معلوم کرو کہ اسد تعالیٰ کسی چیز کے پیدا کرنے میں اِج طرف مادہ اور اسباب کے نہیں بلکہ اِذَا قَضٰی اَمْرًا یعنی جب سر انجام دیتا ہے اِسْکَامَ کَا یَا قَآئِلُ یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ یعنی پس طریق اُس کا یہی ہو کہ فرماتا ہے چیز کو کہ ہو جاوے چیز اُسکے فرمان سے توقف اور ٹھیل نہیں کرتی کُنْ یعنی پس ہو جاتی ہے

فتح القرآن
 سید علی رامہ پور
 اور بہت بڑے اور گہرا فصل
 سے اور اس کا توتی
 وہی اور چھٹا اور
 ولایتین حلقہ اور
 مطبوعہ کو بیچنے والے
 یہ آیت کو سنو کہ حق
 بن لای اب لکھی
 کا فروں کے حق
 میں فرماتا ہے۔
 ان الذین کانوا
 سکوا علی علیکم
 والذین کانوا
 مشرکین انکم
 فی حق منہ
 بینکم وہ لوگ جو
 علی حق تھو
 خدا اور رسول

وہ چیز فی الفور پس اگر فرزند ہوئے کسی شوکر بھی دلیل ہو کہ بغیر مادہ اور اسباب کے پیدا ہونے سے
فرزند خالق کا ہو جائے پس ہر چیز میں دعوی ولایت اور فرزندگی کا لازم آئے گا اور حضرت
عیسیٰ اور عزیر اور شریعتوں کی خصوصیت نہوگی اس واسطے کہ پیدائش سب کی امر کے ساتھ ہے
نہ اسباب کی جہت سے گو نظر ظاہر میں کسی شو کو جو بعد اسکے شود و سری پیدا ہو سبب ہم کہے باقی میں
اس مقام میں چند بحثیں کہ مفسرین تعرض انکار کرتے ہیں اول یہ کہ ان آیتوں سے یہ معلوم ہوا کہ ثبوت
ولد کا واسطے جناب باری کے صریح خلاف عقل کے ہو پس اس قدر جماعت کثیر کہ بڑے بڑے عقلمند
بھی ان میں تھے کس طرح اس عقیدہ پر اصرار رکھتے اور اس خدشہ کے واسطے بعض علماء محققین اس
طرف گئے ہیں کہ اس فرقہ کو یہ اعتقاد نہ تھا کہ حقیقت میں اللہ کے ولد ہی بلکہ خلاصہ کلام ان کے کا
اسی قدر تھا کہ بعض مخلوقات میں ایک مرتبہ عبدیت سے بڑھ کر ہی اور اس مرتبہ کو ولدیت کے ساتھ
تعبیر کرتے ہیں اور ان کو متبنی خدا کا جانتے تھے لیکن اس توجیہ میں دو وجہ سے خلل ہے اول یہ کہ
عقیدہ کے رد کرنے کے واسطے حاجی قرآن میں ایسے الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ صراحتہ دلالت
اس بات پر کرتے ہیں کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ولد رکھتا ہے جیسے کہ اس آیت میں انی یكون له
ولد ولہ تکن له صاحبة یعنی کس طرح ہو اللہ کے واسطے ولد اور نہیں ہو اسکے بی بی اور بعضی
جگہ قرآن میں ایسی ہے کہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ یہ لوگ ولد ثابت کرتے اُس سے
متبنی مراد نہیں جیسے کہ اس آیت میں وجعلوا ابینہ و بین الجنة و النہا یعنی اور ٹھیرا یا انھوں نے
اُس میں اور جنوں میں نام اس واسطے کہ متبنی میں نسب نہیں ہوتا ہے دو مہر خلل یہ ہو کہ اگر اعتقاد
ان کا فقط متبنی کا ہوتا پس حقیقت میں ظاہر خطا تعبیر لفظی میں ہوئی اور باعتبار معنی کے کچھ غلط ہوئی
اس واسطے درجہ اصطفا اور محبوبیت کا مسلمانوں کے نزدیک بھی بعضی مخلوقات کے واسطے
ثابت ہوا اور اسی اصطفا اور محبوبیت کو وہ لوگ متبنی کے ساتھ تعبیر کرتے تھے پس اس قدر عتاب
شدید بابت اس خطاب لفظی کے ان کے اوپر کہ واسطے متوجہ کیا مگر اس خلل کا جواب اس طرح
کہہ سکتے ہیں کہ اصطفا اور محبوبیت عبدیت کے ساتھ منافی نہیں اور ولایت کسی طرح سے مو
منافی عبدیت کی ہو اور وجہ فرق کی یہ ہے کہ اصطفا اور محبوبیت مصطفیٰ اور محبوب کو اُسی کے
مرتبہ سے خارج نہیں کرتی ہے بلکہ اُس کے درجوں میں سے اعلیٰ درجہ کو پہنچاتی ہے مثلاً کوئی

فیض

اور قیامت کے دن سچے

نیچر ان ممبری کے
ادقیام

مجلسی السیاحۃ و التورم

محمد علی شاہ

ان کو دہشت گردین نہیں

ان کو وہ نہیں
نے جسے اس کے
ایک اور

اللہ علیہ السلام

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ

فَقَالَ سَمِعْتُكَ
فَقَالَ سَمِعْتُكَ

عَلَى الْبَصَائِرِ
وَأَوْفَى وَآخِرُهُ
بِ

اب عظیم

ابو عبد اللہ

سید علی حسینی رضوی

سین سچھے اور
ملے دلوں پر جو

سید بن سید
سید بن سید

کانون پیر
جواب نہیں

بہت سچی بات نہیں
ان کی آنکھوں

دوران کی انتہائی
مورہ تی

۱۳۰۰

1

تفریط سرزد ہوئی اور ہر شے کے واسطے کہ اس قانون میں اور زمین میں بین روح شافی اور دریا
 ہے کہ بسبب اس کے اس معرفت سے محروم نہیں ہے مکلف ہو یا غیر مکلف حیوان ہو یا جماد
 اور دلیل اس کی یہ ہے وان من شیء الا یسبح بحمدہ وکل قد علم صلوٰۃ و تسبیحہ او بحسب
 تیسری یہ ہے کہ لفظ ما کا مافی السموات میں واسطے غیر ذوی العقول کے ہر اور کل کہ قانون میں
 حج سالم مذکور ذوی العقول کا ہے اس عنوان کے بدلے میں کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ مکلف
 کے بیان کرنے کے واسطے لفظ غیر ذوی العقول کا ذکر کیا اور ما مذکور وض اور نقشہ کے قرار
 دے کر کل کا استعمال کیا کہ اس کو نسبت اس مقام کی ساتھ بہت ہے اور مقام بیان قیوت
 میں کہ یہ فعل ذوی العقول کا ہے ذوی العقول کو تغلیب دی کہ اس جگہ مناسب ہی ہے پس تفنن
 عبارت میں کمال بلاغت پائی گئی واللہ اعلم باسرار کلامہ بحث چوتھی یہ ہے کہ جملہ فیکون کا
 اوپر قرات رفع کے کہ جہوز واء نے اسی کو اختیار کیا ہے معطوف بقول کے اوپر ہے یا ابتدا کلام
 اور تقدیر لسطح ہے فہو فیکون لیکن ابن عامر کی قرات پر کہ فیکون کو منصوب پڑھتے ہیں بڑا شکل لازم
 آتا ہے اس واسطے کہ ما بعد امر کا بغیر نسبت کے منصوب نہیں ہوتا ہے اور اس جگہ نسبت معقول نہیں
 ہے اس واسطے کہ وجود شے کا سبب اپنے ہی وجود کا نہیں ہوتا ہے کہ نسبت شے کی اپنے نفس کو واسطے
 باطل ہے اور اسی واسطے علماء عربیت نے مقرر کیا ہے کہ جواب امر کا چاہیے کہ کسی وجہ سے مخالف
 امر کے ہو جیسے کہ اذهب تنقیح یا فاعل میں مخالف ہو جیسے کہ اذهب یدہب زید یا دو نو چیز وغیرہ
 ہو جیسے کہ اذهب ینفک زید اور جگہ دو نو فعل میں بھی متحد ہوں امر فاعل میں بھی متحد ہوں اس
 جگہ نصب جائز نہیں رکھا ہے اس واسطے کہ الشی لا فیکون شرط النفس لینے شے نہیں ہوتی ہے شرط
 واسطے نفس اپنے کے پس معنی ان فعلت فعلت کے کہ شرط صحت جواب بالفا کے ہر متحقق ہو
 جواب اسکا یہ ہے کہ جو غرض مترتب اوپر امر کے ہے کہی ایسی چیز ہوتی ہے کہ متغیر فعل امر کے ہو
 چنانچہ اکثر اوقات اسی طرح وقوع میں آتا ہے اور اسی واسطے علماء عربیت نے مخالفت فعل
 یا فاعل کی شرط کی ہے اور کبھی غرض مترتب امر کے اوپر لینے وہی فعل ہو دے پس اس فعل کو جواب
 امر کے ڈالنے میں خبردار کرنا اس بات کے اوپر ہے کہ غرض ہمارے اس امر سے کوئی شے دوسرے
 سو اس فعل کے نہیں جیسے کہ اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اذهب تذهب تذهب کے یہ ہیں کہ غرض ہماری

مصحح القرآن

جلد دوم

اللہ والکون

المتن

المتن

اور سب کے

خاتمی سے

دونوں سے

مترجمین

مترجمین

مترجمین

مترجمین

مترجمین

موضع القرآن

پھر خبر دے کہ خدا کا

نہایتی نامک دون

قرآن شریف ان کا

دون دن خدا کے

دون میں زیادہ ہوتا

ہے اور ان کے واسطے

تیار ہوئے ہیں اس

سبب سے جو ان کے

اور ان کے

کے

کے

کے

کے

اس امر سے محض جانتا ہے نہ چیز دوسری اور اس آیت میں ہر گاہ کہ امر کن سے مقصود طلب کرنا نفس جو دکا ہو کان نامہ کو جواب کان نامہ کا کیا اسی عرض کے واسطے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ علیٰ نحوہ نصب لفظ کا طرح بھی جائز رکھا ہے کہ جواب ایسے خبر کی بعد آوے کہ معنی امر کے ہے یا ایسی خبر کے بعد کہ الفاظ اس کے متضمن امر کی لفظ کو ہوں چنانچہ پہلے کی مثال یہ ہے انق الله امر اول فعل خبر افتاب علیہ کو دوسرے کی مثال یہ ہے قلت لولید ذنی فیروز ذی اس واسطے صحت اس جواب کی اور معنی کے ہونا اور لفظ کے پس جو خبر کہ معنی امر کی ہے حقیقت میں نہ امر ہی اور ایسے ہی جو خبر کہ متضمن امر کے لفظ کو ہے اس کو مشابہت تامہ ہے ساتھ امر کے اس بات میں کہ سبب بعد لفظ امر کے واقع ہوا اگرچہ وہ سبب امر کا نہیں ہے بلکہ سبب مضمون خبر کا ہے پس اس قاعدہ کے موافق نصب فیکون کا معنی اور تشبیہ اسکی کے ساتھ جواب امر کے ہی ہو اسلئے کہ یہاں بھی فیکون بعد انما بقول لہ کن کے واقع ہوا اور یہ خبر ہے کہ متضمن لفظ امر کو ہے اور کہنا کن کا سبب ہے واسطے لول فیکون کے لیکن اس صورت میں کہ فیکون تتمہ مقولہ کی سے ہوا صواب یہ تھا کہ فیکون ساتھ تاء خطاب کے ہوتا مثل اذهب فذہب لیکن تختہ غائب کے صیغہ لانے میں چھپے کہ اس امر حادث کو اس کلام میں دوبار ساتھ لفظ غیبت کے ذکر فرمایا اول امر کا لفظ کہا اور دوسرے لہ کا اور یک بار اور طریقہ خطاب کے بیچ لفظ کن کے پس اس جگہ بھی جانب غیبت کو تغلیب دی تاکہ متبادل الخطاب اور غیبت کا حاصل ہوا اور یہ بھی وجہ ہے کہ جب یہ جواب مشابہ جواب امر کے ہے اور حقیقت جواب امر کا نہیں ہے پس غایت خطاب اور غیبت کی بر نسبت ان آدمیوں کی کرنی چاہیے کہ اصل کلام ساتھ لنگے کیجاتی ہے اور مخاطب ساتھ اصل کلام کے کہ متضمن اس امر کو ہے وہ مکلفین ہیں کہ مدت اسے دراز سے خلعت وجود کا پس کر لیا قیام مخاطب کی انھوں نے حاصل کی ہے اور حادث تجد وہ اس مقام سے غیبت پس باعتبار اس قیقہ کے استعمال صیغہ غائب کا متعین ہوا بحث پنجویں یہ کہ لنگہ کن کا کتابت پیدا کرنے سے ہے اور لفظ فیکون کا دلالت اور بر سرعت وجود اشیاء کے بعد تعلق ایجاد کی ہے اس واسطے کہ قیام موضوع ہے واسطے تعقیب مع الوصل کے پس حاصل کلام یہ ہوا کہ اذا قضی امر اذینا لہم الی شیء الا کاجا د فیکون ہذا مہملہ پس جو اشیاء کا ساتھ فعل ایجاد کے ہے

سہ ساتھ کلمہ کن کے اور نسبت اس کی طرف کلمہ کن کی تمثیل کی قبیل سے ہے اور حقیقتہً مخاطب نہیں گویا
 اور مشکون کو ذہن میں مانتہ بندہ مامور مطیع اور فرمانبردار کے قرار دیا ہو کہ ہرگز فرمان خاوند سے
 ایک دم توقف نہیں کرتا ہوا اور بجز حکم کے امتثال کرتا ہے اور اس بیان میں بڑی تاکید کی گئی اس
 امر کی کہ جناب اُس کی پاک ہر فرزند بنانے سے اس واسطے کہ جسکو اس تبتہ کی قدرت حاصل ہو سکو
 کیا حاجت ہو کہ مانند اور جانوروں اور آدمیوں کی اسکے فرزند ہوں اور پرورش اُن کی کرے
 اور حاجت جماع اور حمل اور ضلع اور فطام کی اسکو ہو تعالیٰ شانہ وعظمتہ برحانہ اور جو لوگ کہ
 ان معنی سے نئے خبر ہیں اور ظاہر لفظ کی طرف نظر انہی مقصود ہے بہت اشکالات کی تنگی میں اس
 مقام میں اگر قرار ہوئے ہیں منجملہ اُن اشکالات کے ایک یہ ہے کہ مخلوق مخاطب کلمہ کن کے
 کس وقت ہوتی ہو قبل وجود سے صلاحیت خطاب کی اُس کو نہیں اور بعد وجود کے طلب جو د کے
 ساتھ کلمہ کن کی کوئی تحصیل حاصل کی ہو اور بعض اشکال یہ ہے اگر مخلوق جواد ہے تکلیف اُس کی
 غیر معقول ہو اور بعض اشکال یہ ہے کہ کلمہ کن کا قدیم نہیں ہو سکتا ہوا اس واسطے کہ مرکب
 اجزاء غیر قارہ سے ہے اس سبب کہ پہلے کاف ہوا اور ذن اسکے پیچھے ہے اور جو وقت کاف
 زبان پر تھا ذن شوقت نہ تھا اور جب یہ کلمہ حادث ہوا محتاج ہوا طرف دوسرے کن کے و کذا
 فی لزم الدوہ و تسلسل اور بعض اشکال یہ ہے کہ قادر مطلق اگر قطع نظر تکلام اس کلمہ سے کہیں ایجاد و تیار کا
 کر سکتا ہو پس یہ کلمہ محتاج ایہ نہ رہا اور محض لغو ہوا اور اگر نہیں کر سکتا ہو پس قادر مطلق نہ رہا اور
 بعض اشکال یہ ہے کہ ہم اپنے حال کو قطعاً جانتے ہیں کہ اگر تیار ہوا اس کلمہ کو کہیں بالکل بچہ پیدائش
 کوئی فعل کے فعلوں میں سے تاثیر نہیں کرتا ہو پس حال ہر قادم مدیکہ کا ہی ہو اور ان اشکالات کے جواب
 دینے میں بڑی حیرت ہوئی ہو اور چپ و راست ہاتھ اسے ہیں شاکتہ ہیں کہ یہ کہنا عام نہیں کہ
 ہر مخلوق میں یا باجائے بلکہ خاص ہو ساتھ اُن شخصوں کے کہ موجود ہو چکے ہیں اور ایک حال سے
 طرف دوسرے حال کے انتقال کرتے ہیں مانند اُن آدمیوں کے کہ حق تعالیٰ نے انکو فرمایا یا
 کو فخر و اشرافہً و شایانہً اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حال اللفظ اسر لا جاء بالموت و الملو فی بالکھوۃ
 یعنی یہ لفظ امر ہے نہ فعل کو ساتھ مراد لے کے اور امر ہے واسطے مردوں کے ساتھ زندہ ہونے کے
 اور فقر الاسلام ہر دوی نے کہا ہے کہ تکلم ساتھ اس کلمہ کے واسطے ایجاد کے نہیں بلکہ اوپر جو

صحیح الظن

سہ ساتھ کلمہ کن کے

سہ ساتھ کلمہ کن کے

سہ ساتھ کلمہ کن کے

سہ ساتھ کلمہ کن کے

سہ ساتھ کلمہ کن کے

سہ ساتھ کلمہ کن کے

سہ ساتھ کلمہ کن کے

سہ ساتھ کلمہ کن کے

سہ ساتھ کلمہ کن کے

سہ ساتھ کلمہ کن کے

سہ ساتھ کلمہ کن کے

سہ ساتھ کلمہ کن کے

سہ ساتھ کلمہ کن کے

گھر سونے اور چاندی کا پیدا سووے یا محمد آسمان پر جا کر ایک فخر کتاب ہمراہ اپنے لاوے کہ ہم
 او سکوت پر مین اور نشا اس گشکو او کی کا جہل ہے سو سٹے کہ وہ نہیں سمجھتے مین کہ رتبہ ہم کلامی کا اللہ
 کے ساتھ بہت بڑا عجب اب تک اس مرتبہ کو نہیں پہنچے بلکہ پہلا پایہ کہ ایمان ہے وہ بھی حاصل نہیں
 اور مرتبہ خاص ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے واسطے ثابت ہے اور اورون کو میرے نہیں ہوتا
 پس فرمایش ہم کلامی کی خدا کے ساتھ گویا فرمایش اس بات کی ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ انبیاء یا نشتے
 بنا دیوے اور یہ فرمایش ان نادانوں سے مستعد نہیں ہو سکی کہ کذلک قال الذین
 من قبلہم قتلوا کہو یعنی ایسی ہی کھ کر چلے گئے وہ لوگ کہ پہلے ان سے تھے مانند کفار کی کی
 بے تفاوت ہو سٹے کہ او ایل اور متقدمین ان کی کی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں انا
 اللہ جبرۃ و اجعل لک الہا کما الہہ اہلہ کہا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں انا
 کسبہم ربک ان یلزل علینا ما نلک من النساء کہ کھ چلے گئے مین اور دوسری ہتوں کے
 جاہل لوگوں نے بھی پیغمبروں اپنے سے اس قسم کی فرمایشین کی مین پس اگرچہ کفار اس زمانہ کے اور
 پہلے زمانہ کے کفار باعتبار زمان اور مکان اور قوت اور جسم اور طول عمر کی اختلاف بہت رکھتے
 مین لیکن نشا بہت قتلوا کہو یعنی ہم نگاہ مین دل ان کی جیسے کہ پہلے کفار کے دلون مین شبہات
 و اہیہ اور انکار معجزات پیغمبروں کا ہوتا تھا اس زمانہ کے کفارون کے دلون مین بھی واقع
 ہوتی مین پس ہم کلامی کی خدا کے ساتھ کہ ان مین پائی جاتی ہے میرے آثار جہل کے سے ہے
 حاجت جواب کی نہیں اب ہم متوجہ ہوتے مین طرف فرمایش علامت اور معجزہ کے پس جواب اسکا
 یہ ہے کہ قد یبیتا الایات یعنی تحقیق واضح اور روشن کردین ہننے علامتین اور معجزات اس پیغمبر
 کے جیسے کہ انشفاق قمر اور سلام اور کلام کرنے حجر کے اور آجانا درخت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے فرمانے سے اور رونا ستون کی چوب کا بسبب فراق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیچ کر
 سنگیزون کے ہاتھ مبارک مین اور اوس کے یارون کے ہاتھ مین اور روان ہونے چشمی
 پانی کے انگلیون مبارک سے اور شکایت اوٹنی اور ہرنی کے اور دوسرے جانوروں نے زبان
 کے زور برد آنحضرت کے اور گواہی دینی سو سار اور گرگ کے اور بصدق دعویٰ اوسکی کے
 اور سر ہوجانا لشکرون کا تھوڑے کھانے سے بہ سبب برکت آنحضرت کے اور دوسرے جانا سخت

مصحف القرآن

مستند

جہلین

میں

لا

لے

کیلے

شعبان

سے

اپنے

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

بیماریوں کا سبب پہنچانے ہاتھ کے اور نزول ہر ہر آیت کا اس کلام مجز نظام سے اور قلب متدیس اس کے
کی باوجود واقعی ہونے اور صرف نہ پہنچانے کے و علی ہذا القیاس لیکن یہ تمام علامتیں روشن اور مجر نہ ظاہر
تھیں یوقون یعنی واسطے ان لوگوں کے ہیں کہ ارادہ حاصل کرے یقین کار کھتے ہیں واسطے
ان لوگوں کے کہ تعصب اور عناد میں مشغول ہیں اور ارادہ تعجب کا کرتے ہیں اور اگر ساتھ نظر تامل کے
دیکھیں جان لیں کہ علامات اور معجزات پیغمبروں کے میں یہ شرط نہیں کہ موافق فرمائش منکون کی
آوے یا اضطراب کی حد کو پہنچا دے یعنی لا چاری کے سبب سے یقین کرنا پڑے بلکہ اس طرح
کی ایمان کی صحت میں خلل پیدا کرتا ہے اس واسطے کہ ایمان صحیح وہی ہے کہ اپنے اختیار سے ہونہ اضطراب
کے ساتھ البتہ بیچ علامات اور معجزات پیغمبروں کے اس قدر شرط ہے کہ قابل انداز تفسیر کے
ہوں اور یہ بات ان علامات اور معجزات میں کہ ہاتھ تیرے پر ظاہر ہوئی متحقق ہے اس واسطے کہ
اِنَّا اَكْسَدْنَا مَا نَحْنُ یعنی تحقیق بھیجا ہے جیسے تجھ کو ساتھ معجزات حد کے اور اوپر وجہ صواب کے
اور ساتھ اس چیز کے کہ مقتضائے حکمت کا ہے اور وہ یہ ہے کہ تجھ کو یہ قدرت ندی کہ انگو بھرموں
کے اس واسطے کہ جبر کی صورت میں فائدہ ایمان کا حاصل نہ ہو گا اور اس وقت ایمان ان کا مثل ایمان
فرعون اور ہامان کے ایمان باس کا ہو گا پس چاہیے کہ حال تیرا اس سے تجاوز نہ کرے کہ
بیشک یعنی بشارت دینے والا ہو تو ہر شخص کو کہ اپنے اختیار سے بے جبر اور اگر راہ اور بغیر
معائنہ عذاب کے تیری متابعت کرے وَتَذَكَّرُ اٰمِنًا اور ڈرنا ہو تو اس کی کسی کہ اپنے اختیار
سے تیری متابعت کرے وَلَا تُشْعَلُ عَنْ یعنی اور تجھے پرش نہ ہوگی کہ منکرین تیرے کو واسطے
رستی پر نہ آئے اور کس واسطے اُنھوں نے عناد قبول کیا اگرچہ وہ منکرین اور معاندین داخل ہوئے
در بیان اَصْحٰبِ الْاِحْزٰی یعنی مصاحبان اگ جلانے والے کے ہاں اگر تجھ کو قدرت اس بات کی ہم
دیتے کہ جبر سے ایمان قبول کر لے اور پھر یہ لوگ اوپر انکار اور عناد اپنی کے باقی رہتی البتہ تجھے
پرش نہ ہوگی کہ کس واسطے ان کو ایمان پر نہ لایا تو باقی میں اس جگہ چند بحثیں آویں کہ فرق تشابہ اور
تشبیہ میں کیا ہے اور اس آیت میں لفظ تشابہ کا کس واسطے اختیار فرمایا جواب اس کا یہ ہے کہ دل
کفار اس زمانہ کے اور دل پہلے زمانہ کے کافروں کے یکساں تھے کچھ ان کے درمیان میں نسبت تھا
واسطے اثبات برابری کے لفظ تشابہ کا مناسب ہوا بخلاف تشبیہ کے کہ دلالت اوپر مخالفت مرتبہ

وہ لوگ جن کا
بہان یک
ہی ہیں

مشبہ اور تشبیہ کی کرتی ہے اسی واسطے شعر کو جس وقت بیان برابری اور مساوات کا منظر
ہوتا ہے تشبیہ سے عدول کر کے لفظ تشابہ کا لاتے ہیں چنانچہ کہنے والے نے کہا ہے
رق الزجاج جودق الخمر فتننا ہما وفتنا کل الاخر فکانا خمر ولا قدح وکانا قدح ولا خمر
دوسری بحث یہ ہے کہ یہ آیت قدیمنا الا دیات لغویہ ہیں فکون کے ظاہر میں اشکال وارد
ہوتا ہے اس واسطے کہ اہل یقین کو بیان کرنے کی کیا حاجت ہے بلکہ بیان واسطے اہل ترد
اور شک کے چاہیے اہل یقین کے روبرو بیان کرنا تحصیل حاصل کی ہے جو اب اس کا
عین تفسیر گزارا کہ مراد اہل یقین سے وہ آدمی ہیں کہ مستعد حصول یقین کے اور درپے تحصیل
اس کی ہیں نہ وہ آدمی کہ جبکہ بالفعل یقین حاصل ہے تیسری پھر یہ کہ بیچ فرات نافع اور یعقوب
کے لفظ ولا تشال عن اصحاب الجحیم بصیغہ نفی حاضیہ آیا ہے اور اکثر مفسرین نے معنی اُسکے
اس طرح بیان کئے ہیں کہ اس شامت کر حال و درخون کے سے کہ زبان تحمل بیان اُسکی کا کہتی
ہے اور نہ گوش طاقت سننے اُسکے کی اور مراد اس نبی سے بیان کرنا شدت عذاب و دخول
کی ہے لیکن عبدالرزاق اور ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی اور داؤد بن ابی حاتم سے
روایت کی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فرماتے تھے کاش جان لون میں کہ
انجام والدین میری کا کیا ہوا حق تعالیٰ نے یہ آیت بھی انا ارسلناک بالحق بشیرا و نذیرا
ولا تشال عن اصحاب الجحیم من بعد آن حضرت مسلم نے کبھی مذکور اپنی والدین کا نفرا یا نہیں
کہ اشغال فرما گئے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے بعد ذکر ان مدروایتوں کے کہا ہے کہ باوجود اس
مسند کے اسناد انکی ضعیف بھی ہے اور باوجود اسکے سیاق کلام کے ساتھ بھی چند انجسپان نہیں
واللہ اعلم اور اگر کسی کے دل میں یہ خطرہ گزرسے کہ اگر علامات اور معجزات اس پیغمبر کے کہ
واسطے بشارت اور انداز کے بھیجے گئے ہیں مانند علامات اور معجزوں دوسرے پیغمبروں کی صلاحیت
بشارت اور انداز کے رکھتے تھے ضرور ہے کہ ان علامات اور معجزات کو اہل علم اور کتاب اللہ کے جاننے
والے پسند کرتے جو باہل اور شے فہم انکار اور عناد کی راہ چلین لیکن علامات اور معجزات
اس پیغمبر کے اہل کتاب کہ یہود و نصاریٰ میں بھی مقبول اور پسند نہیں کرتے ہیں پس واسطے
وفد اس دوسرے کے جان کے قبول بخیرا معجزات تیرے کا کہ یہود اور نصاریٰ سے وقوع

شرح القرآن

تجوید تفسیر

تجوید تفسیر

تجوید تفسیر

تجوید تفسیر

تجوید تفسیر

تجوید تفسیر

تجوید تفسیر

تجوید تفسیر

تجوید تفسیر

تجوید تفسیر

تجوید تفسیر

تجوید تفسیر

میں ان سب سے نہیں کہ علامات اور معجزات میں کچھ قصور ہے بلکہ اس جہت سے ہر کہ یہ دونوں کو سمجھنے پر
 رہی نہیں میں اور محض تعصب و عناد کا پردہ او کی بصیرت پر آگیا کہ معجزات تیرے کو سچا سمجھیں اور
 اگر تو چاہے تو ان کو اپنے ساتھ رضا مند کرے ہرگز یہ بات رست نہیں آتی ہے وکن ترضی عنک الیہ
 وکلام انصاری یعنی اصرار گز رہی ہونگے تجھے یہودی اور نہ نصاریٰ تاکہ معجزات تیرے کو قبول کریں
 ہوسکے کہ یہ دونوں اپنے تین اہل علم جانتے ہیں اور خلاق کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ کتب
 الہیہ نہیں کے پاس ہیں پس اس سبب سے یہ امر چاہتے ہیں کہ جو کوئی ہمارے سوا ہے جہاں میں ہے
 تمام ہمارے تابع اور ہم سب کے متبع ہوں پس تجھ سے کس طرح راضی ہونگے کہ تو ان کو اپنا
 تابع بناتا ہے البتہ یہ لوگ رہی ہونگے حتیٰ بکلیع مکتھفہ یعنی یہاں تک کہ پیروی کرے تو نہ سب
 منسوخ اونکے کی اور دین اور آئین اور ترانے ہوسے اونکے کی اور یہ امر ہرگز تجھے وقوع نہوگا بلکہ ان کو
 اس خیال خام اور طبع کا ذہب سے ناامید کرقل یعنی کہہ کہ پیغمبر کو لائق نہیں کہ کسی چیز کی پیروی کرے
 سوائے ہدایت الہی کے لان ھدی اللہ یعنی تحقیق ہدایت خدا کی ہر زمانہ میں ھو اھدی
 یعنی وہی ہدایت ہے کہ پیغمبر اوس زمانہ کے لائے ہیں اور سوائے اوس ہدایتوں کے اور ہدایتیں
 اگرچہ قبل نچ سے ہدایت ہیں لیکن بعد نسخ کے ہدایت نہ ہیں بلکہ منحل و خوارشات نفسانی سے
 ہوئیں وکن ابعثت اھو اھو اھو یعنی اور اگر بالفرض جمعیت کرے تو خود اہشون نفسانی اوج کے
 کی بعد الذی جاءک من العلو بعد اس کے کہ آیا تیرے پاس علم قطعی ساٹھ اس بات کے
 کہ اس زمانہ میں انحصار ہدایت کا اوس میں ہے جس ہدایت کو تو لایا ہے اور سوائے اوس ہدایت
 کے سب منسوخ ہیں ما لک من اللہ من ھدی یعنی نہیں ہے واسطے تیرے عذاب خدا کی سے کوئی
 دوست کہ بسبب ہی اور تلاش اپنی کے تجھ کو اوس سے رٹائی دی وکافیر یار یعنی اور نہ یاری و
 کہ زور سے اوس عذاب کو دفع کرے یہاں تک کہ موسیٰ اور عیسیٰ کی سبب متابعت ملت اپنی کے
 حمایت گیری نہیں کر سکتے اور مہذا نام کتاب کے اوپر انکار تیرے کے متفق نہیں ہیں اور معجزات
 تیرے کو رد نہیں کرتے ہیں بلکہ اہل کتاب خواہ یہود ہوں خواہ نصاریٰ دو قسم ہیں الذین انکنا
 ھم الکتاب یعنی وہ آدمی ہیں کہ دی ہننے ان کو کتاب اور حقیقت میں قدر کتاب کی وہی
 جانتے ہیں اور اوس کے معنی کو سمجھتے ہیں اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یمنونکہ حق تبارک و تعالیٰ

وکن ترضی عنک الیہ
 وکلام انصاری
 یعنی اصرار گز رہی
 ہونگے تجھے یہودی
 اور نہ نصاریٰ تاکہ
 معجزات تیرے کو قبول
 کریں ہوسکے کہ یہ
 دونوں اپنے تین اہل
 علم جانتے ہیں اور
 خلاق کے نزدیک یہ
 بات مشہور ہے کہ کتب
 الہیہ نہیں کے پاس
 ہیں پس اس سبب سے
 یہ امر چاہتے ہیں کہ
 جو کوئی ہمارے سوا ہے
 جہاں میں ہے تمام
 ہمارے تابع اور ہم
 سب کے متبع ہوں پس
 تجھ سے کس طرح
 راضی ہونگے کہ تو
 ان کو اپنا تابع بناتا
 ہے البتہ یہ لوگ رہی
 ہونگے حتیٰ بکلیع
 مکتھفہ یعنی یہاں
 تک کہ پیروی کرے تو
 نہ سب منسوخ اونکے
 کی اور دین اور آئین
 اور ترانے ہوسے
 اونکے کی اور یہ امر
 ہرگز تجھے وقوع نہوگا
 بلکہ ان کو اس خیال
 خام اور طبع کا ذہب
 سے ناامید کرقل
 یعنی کہہ کہ پیغمبر
 کو لائق نہیں کہ کسی
 چیز کی پیروی کرے
 سوائے ہدایت الہی
 کے لان ھدی اللہ
 یعنی تحقیق ہدایت
 خدا کی ہر زمانہ
 میں ھو اھدی یعنی
 وہی ہدایت ہے کہ
 پیغمبر اوس زمانہ
 کے لائے ہیں اور
 سوائے اوس ہدایتوں
 کے اور ہدایتیں اگر
 چہ قبل نچ سے
 ہدایت ہیں لیکن
 بعد نسخ کے ہدایت
 نہ ہیں بلکہ منحل
 و خوارشات
 نفسانی سے ہوئیں
 وکن ابعثت اھو
 اھو اھو یعنی اور
 اگر بالفرض جمعیت
 کرے تو خود اہشون
 نفسانی اوج کے کی
 بعد الذی جاءک
 من العلو بعد اس
 کے کہ آیا تیرے
 پاس علم قطعی
 ساٹھ اس بات کے
 کہ اس زمانہ میں
 انحصار ہدایت کا
 اوس میں ہے جس
 ہدایت کو تو لایا
 ہے اور سوائے اوس
 ہدایت کے سب
 منسوخ ہیں ما
 لک من اللہ من ھدی
 یعنی نہیں ہے
 واسطے تیرے
 عذاب خدا کی
 سے کوئی دوست
 کہ بسبب ہی اور
 تلاش اپنی کے
 تجھ کو اوس سے
 رٹائی دی وکافیر
 یار یعنی اور نہ
 یاری و کہ زور
 سے اوس عذاب کو
 دفع کرے یہاں
 تک کہ موسیٰ اور
 عیسیٰ کی سبب
 متابعت ملت
 اپنی کے حمایت
 گیری نہیں کر
 سکتے اور مہذا
 نام کتاب کے
 اوپر انکار تیرے
 کے متفق نہیں
 ہیں اور معجزات
 تیرے کو رد
 نہیں کرتے ہیں
 بلکہ اہل کتاب
 خواہ یہود ہوں
 خواہ نصاریٰ دو
 قسم ہیں الذین
 انکنا ھم الکتاب
 یعنی وہی آدمی
 ہیں کہ دی ہننے
 ان کو کتاب اور
 حقیقت میں قدر
 کتاب کی وہی
 جانتے ہیں اور
 اوس کے معنی کو
 سمجھتے ہیں اور
 وہ لوگ ایسے
 ہیں کہ یمنونکہ
 حق تبارک و
 تعالیٰ

یہی پھر شبہ بین اوس کتاب کی حق تلاوت اولیٰ کا بغیر تحریف لفظی یا معنوی کے اور ساتھ حفاظت حروف اور کلمات اور تصدیق محکمات اور مشاہدات کی اور نہایت احتراز کرتے ہیں تفسیر مدلولات کے سے باوجود غور و تامل کرنے کے بیچ تقریر اور سمجھنے مرادات اور اشارات اوس کے کے اُولَئِكَ يُؤْتُونَكَ بِهَا مِغْرَہ اہل کتاب کا بے ایمان لانا ہے ساتھ اوس حق کے کہ ہمراہ تیرے ہمنے بھیجا ہے اور حق اوس علم اور ہدایت کے کہ اوپر دل تیرے کے پہنچے نازل کیا ہے بلکہ ایمان اور کلمہ ساتھ اس حق منزل کے عین ایمان کا ساتھ کتاب اپنی کی ہے اور اون کے واسطے یہی بات کافی ہے کمال معجزات تیرے کا اعتقاد کرتے ہیں اور صلاحیت بشارت اور نذاری تیرے اندر جانتے ہیں وَتَنْزِيلُ الْكِتَابِ یعنی اور جو کوئی کافر ہوتا ہے ساتھ اس حق منزل کے اور وہ دوسری قسم سے اہل کتاب کی کَاٰلَ اَیْمَانٍ هُمْ لَیْسُوْنَ بِاِیْمَانٍ یعنی پس یہی گروہ ہیں نہ ایمان نہ کفر کہ ایمان بھی ساتھ اس حق منزل کے ان کے ہاتھ سے گیا اور اپنی کتاب کے ساتھ بھی ادن کو ایمان نہ دیا اور دنیا سے بھی بے بہرہ ہوئے اس سبب سے کہ مقتول اور مجروح ہوئے اور جلا وطن ہونا اولاد کا پیش اون کے آیا اور آخرت میں بے نصیب ہے کہ سبب کفر اور عناد کے فرد و نوح میں جہاں اونکی ہوئی پس اگر یہ لوگ باوجود کمال خسارت اپنی کے بیچ معجزات اور علامات پیغمبری تیری کے شکوک اور شبہات وارد کریں اور اونکو قبول نہ کریں کچھ اندیشہ کا مقام نہیں کہ حقیقت میں اہل کتاب میں سے یہ لوگ نہیں ہیں گو ظاہر میں مثل حاد کے حامل اوسکے ہوں مصرعہ کہ مکنتہ وان نشود کم گر کتاب خود باقی رہیں اس جگہ چند بحثیں کہ وہ جب الغرض میں اول کیے اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعد ظاہر ہونے دلائل اور روشن ہونے برہانوں کے تقلید باطل ہے اس واسطے کہ اتباع ہولے کا بعد علم آنے کے ہے اور اسی سبب سے کہ عالم مجتہد کو تقلید غیر کی حرام ہے دوسرے یہ کہ اس آیت سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر معلوم ہو کہ فلا شخص حرکت نہیں کر چکا لیکن اوس شخص کو منع کرنا اور خوف دلانا بد انجامی اوسکی سے موافق حکمت کے ہے چنانچہ یہ بات معلوم تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتباع اہل ہونی کا وقوع میں نہ آوے گا اور باوجود اسکے وعید سخت اوسکے اوپر فرمائی اور ہنی یعنی کی اور ناند اسی آیت کے آیت دوسری ہر اَنْ تَاْمُرَکُمْ بِتَحْقِیْقِ عَمَلِکُمْ وَلَتَنْکُلُوْا مِنْ اَلْحَاکِیْمِ اور ستر اس میں یہ ہے کہ شاید علم الہی میں باز نہ کہنے والا اوس فعل سے بھی تاکیدات

مصحف القرآن

مبین

چند زبانوں کے

مبین

یعنی اپنی طرف سے

کی نہیں

کے حقوق کی

مثل ہے جو مذہبی

ساتھ میں گمراہی

کی سلاموں کے

میں سے قبول نہ

میں سے قبول نہ

میں سے قبول نہ

میں سے قبول نہ

میں سے قبول نہ

میں سے قبول نہ

میں سے قبول نہ

میں سے قبول نہ

بلیفہ اور تحویفات ہالکہ ہودین یا بسبب ان تاکیدات کے عصمت کی قوی تر و زیادہ ہو جاوے
 اور یہ سبب بھی ہو کہ ایسی بڑی تاکیدیں اس واسطے کرتے ہیں کہ عصمت انکی قوی ہو جاوے
 اور یہ بھی سبب ہو کہ ایسی تاکیدیں مخصوصین کے حق میں اس واسطے ہوتی ہیں کہ بہت کے لوگوں کو
 زبردستی حاصل ہو اور جلال میں کہ صاحبان مراتب عالیہ کے اگر متعدد ان افعال کے ہودین ان کے
 واسطے بھر دیا جائے موجود ہر پہنچے اب تک کہ وادی اول بھی ایمان کا طے نہیں کیا کس طرح مطمئن ہوں
 حاصل یہ ہو کہ یہ معاملہ عکس اس معاملہ کا ہو کہ ابولہب کو کافر جانتے ہیں اور ایمان لانے میں
 ترغیب فرماتے ہیں اور ساتھ نیک وعدوں کے اس کو طامع کرتے ہیں تاکہ خجست پوری ہو جاوے
 اور عذر کی گنجائش نہ ہے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ علم الہی بیہیبت اس بات کی باطل نہیں کرتا ہے
 اس واسطے کہ اس کے علم میں سلسلہ اسباب اور مسببات کا ترتیب و امتزاج ہے پس علم اعداد
 تعالیٰ کا سو کہ بیہیبت اسباب کا ہے نہ بطل انکا اور بسبب دریافت اسی سلسلہ کے علم انبیاء و
 وائین انبیاء کا امتزاج ہے مجذوبوں کے علم سے کہ انھوں نے مسببات کو واجب الوقوع جانکر ہاتھ
 طلب و تلاش ہادی اور اسباب کی سے دھریا ہو اور دروازہ سبب کا اپنے منہ پر باندھا ہو بخلاف
 انبیاء کے کہ ہمیشہ مزاوت اسباب کی کرتے ہیں اور ترک اسباب سے ہی فرماتے ہیں انھوں نے قدرت
 اللہ تعالیٰ کی دیکھی اور حکمت الہی سے کہ رابطہ ہر سبب کے ساتھ سبب اس کے کی ہر چشم پوشی کی اور وہ
 لوگ دونوں کا رخائے ملاحظہ کرتے ہیں اور رعایت دونوں جانب کی منظور نظر رکھتے ہیں تیسرے یہ کہ
 اس سرہ میں اس جگہ بعد الذی جاءك من العلم واقع ہوا ہے اور سورۃ آل عمران میں
 فنن حاجت فیہ من بعد جاءك من العلم مذکور ہوا ہے اور بھی اسی سورہ میں بیچ مقدمہ
 نسخ قبلہ کے من بعد ما جاءك من العلم اور سورہ رعد میں بعد ما جاءك من العلم واقع ہوا
 پس بیچ ادا کرنے اس مرام کے کبھی لفظ من کا لاتے ہیں اور کبھی ترک کرتے ہیں اور کبھی الذی
 فرماتے ہیں اور کبھی لفظ ما کا لاتے ہیں اس تفسیر میں کیا نکتہ ہے اور اقتضائے ہر مقام میں ان عبارتوں کو
 کس اعتبار سے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ کلمہ الذی سے کا لفظ ما کی نسبت سے تفسیر
 میں زیادہ قوی ہے اس واسطے کہ یہ کلمہ کبھی منکر نہیں ہوتا ہے اور صلہ اس کا واجب ہے
 بخلاف ما کے کہ کبھی منکر بھی ہوتا ہے اور یہ بھی ہو کہ کلمہ من کا ولالت ادب بعض کے کرتا ہے

موضع القرآن

مناقول کفرانہ
 اور یہ سبب بھی ہو کہ ایسی بڑی تاکیدیں اس واسطے کرتے ہیں کہ عصمت انکی قوی ہو جاوے
 اور یہ بھی سبب ہو کہ ایسی تاکیدیں مخصوصین کے حق میں اس واسطے ہوتی ہیں کہ بہت کے لوگوں کو
 زبردستی حاصل ہو اور جلال میں کہ صاحبان مراتب عالیہ کے اگر متعدد ان افعال کے ہودین ان کے
 واسطے بھر دیا جائے موجود ہر پہنچے اب تک کہ وادی اول بھی ایمان کا طے نہیں کیا کس طرح مطمئن ہوں
 حاصل یہ ہو کہ یہ معاملہ عکس اس معاملہ کا ہو کہ ابولہب کو کافر جانتے ہیں اور ایمان لانے میں
 ترغیب فرماتے ہیں اور ساتھ نیک وعدوں کے اس کو طامع کرتے ہیں تاکہ خجست پوری ہو جاوے
 اور عذر کی گنجائش نہ ہے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ علم الہی بیہیبت اس بات کی باطل نہیں کرتا ہے
 اس واسطے کہ اس کے علم میں سلسلہ اسباب اور مسببات کا ترتیب و امتزاج ہے پس علم اعداد
 تعالیٰ کا سو کہ بیہیبت اسباب کا ہے نہ بطل انکا اور بسبب دریافت اسی سلسلہ کے علم انبیاء و
 وائین انبیاء کا امتزاج ہے مجذوبوں کے علم سے کہ انھوں نے مسببات کو واجب الوقوع جانکر ہاتھ
 طلب و تلاش ہادی اور اسباب کی سے دھریا ہو اور دروازہ سبب کا اپنے منہ پر باندھا ہو بخلاف
 انبیاء کے کہ ہمیشہ مزاوت اسباب کی کرتے ہیں اور ترک اسباب سے ہی فرماتے ہیں انھوں نے قدرت
 اللہ تعالیٰ کی دیکھی اور حکمت الہی سے کہ رابطہ ہر سبب کے ساتھ سبب اس کے کی ہر چشم پوشی کی اور وہ
 لوگ دونوں کا رخائے ملاحظہ کرتے ہیں اور رعایت دونوں جانب کی منظور نظر رکھتے ہیں تیسرے یہ کہ
 اس سرہ میں اس جگہ بعد الذی جاءك من العلم واقع ہوا ہے اور سورۃ آل عمران میں
 فنن حاجت فیہ من بعد جاءك من العلم مذکور ہوا ہے اور بھی اسی سورہ میں بیچ مقدمہ
 نسخ قبلہ کے من بعد ما جاءك من العلم اور سورہ رعد میں بعد ما جاءك من العلم واقع ہوا
 پس بیچ ادا کرنے اس مرام کے کبھی لفظ من کا لاتے ہیں اور کبھی ترک کرتے ہیں اور کبھی الذی
 فرماتے ہیں اور کبھی لفظ ما کا لاتے ہیں اس تفسیر میں کیا نکتہ ہے اور اقتضائے ہر مقام میں ان عبارتوں کو
 کس اعتبار سے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ کلمہ الذی سے کا لفظ ما کی نسبت سے تفسیر
 میں زیادہ قوی ہے اس واسطے کہ یہ کلمہ کبھی منکر نہیں ہوتا ہے اور صلہ اس کا واجب ہے
 بخلاف ما کے کہ کبھی منکر بھی ہوتا ہے اور یہ بھی ہو کہ کلمہ من کا ولالت ادب بعض کے کرتا ہے

معنی انھیں

عام جاننا جو اس

سے کچھ چاہتا ہو

سے کچھ یاد دہان

کے لئے اور کچھ

تعمیل سے کہتا

ہو کہ وہ اس کے

پیش قدمی کے

لئے اس کے

پیش قدمی کے

لئے اس کے

پیش قدمی کے

لئے اس کے

جس وقت غلطی کے اوپر داخل ہو دلالت اور توقیف وقت اور تعین اس کی کتاب اور لفظ بعد کا
بدون متن کے دلالت اور شروع اور اوقات استیعاب اوقات کی رکھتا ہے جب کہ یہ دونوں قاعدے
معلوم ہوںے مناسبت ہر مقام کے ساتھ اس عبارت کی کہ اس جگہ اختیار فرمائی ہو بسبب یہ کہ اس کی
شکلاں اس جگہ علم سے مراد ہدایت الہی ہے کہ شامل ہے تمام امور دینیہ کو یعنی عقائد مذات اور صفات
اور نبات اور معاد اور شرائع اور احکام اور یہ علم دو کمال رکھتا ہے اول کمال عموم کا دوسرا
کمال استمرار کا کہ ابتداء زمانہ بعثت سے آخر تک باقی ہے بغیر تغیر اور تبدل کی پس لفظ الذی کا کہ
تعریف میں زیادہ تر ہے مناسب ہوا واسطے افادہ تعریف اس علم کے اور لفظ تن کا کہ واسطے ابتدا
غایت کی ہے مناسب ہوا اس واسطے کہ یہ علم موقت ساتھ کسی وقت کے نہیں تا ابتداء غایت
اس کے کی بیان کی جائے پس عبارت بعد الذی جاء من العلم لائق اس مقام کے ہونے اور قبل
کے مقدمہ میں اس علم سے علم خاص ہے کہ متعلق ساتھ امر قبلہ کے ہے اور وہ علم سابق تھا بلکہ سابق
اس سے علم دوسرا تھا کہ استقبال بیت المقدس کو مقضی تھا پس اس جگہ لفظ من بعد ہوا کہ
من العلم چہاں ہوا اور ایسے ہی سورہ آل عمران میں مراد علم خاص ہو متعلق ساتھ
امر تولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور وہ علم بھی موقت بعد گفت و گو سے وفد نجران کے
نازل ہوا پس اس جگہ بھی یہی عبارت مناسب ہوئی اور سورہ رعد میں ہر چند مراد علم خاص
متعلق ساتھ نزول حکم عربی کے کہ عبارت قرآن سے ہو لیکن وہ علم بھی مانند علم ہدایت اور دین کے
موقت نہیں بلکہ ابتداء زمانہ بعثت سے اخیر تک استمرار باقی ہو پس باعتبار خصوصیت علم کے لفظ
ما کالائے کہ اس کی تعریف میں قصور ہے اور ایک نوع کا ابہام اسی سے ٹکرتا ہے اور باعتبار استمرار
اور دوام اس کے لفظ من کو حذف کیا تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ خاص مانند عام کے
مستمر اور دائم ہے اس کے واسطے ابتدا نہیں واللہ اعلم یا سارا کلامہ چوتھی جگہ کہ پیغمبر صلی
علیہ وسلم قطعاً معصوم ہیں پس اتباع خواہشات کفار کا اٹنے قطعاً منافی ہے اور جو شرط کہ
مخروم العدم ہے محل استعمال لہا کا ہے نہ محل استعمال ان کا حرف ان کا اس جگہ کس واسطے
لائے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ خطاب ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر وجہ تحقیق کی نہیں کہ
قطعیت وقوع شرط یا انتفاء شرط کی اس میں رعایت کی جاوے اور الفاظ شرط کی لئے

جو کہ مناسب ان و شوق کے ہون اختیار کیا جاوے بلکہ جملہ شرطیہ سمجھ کر وہ سنی فرض محال کے ہر اور
مقام فرض میں قوع شرط میں شک ہوتا ہے اور ایسی جگہ استعمال لفظ ان کا کیا جاتا ہے اور یہ سنی
سچ مثل ان کان زید حاداً فھو ناھق لفظ ان کا مستعمل ہوتا ہے نہ لفظ لا البتہ اگر خطاب اور
وجہ تحقیق اور بیان واقع کے ہوتا ہے سبب قطعیت انتفاء شرط کے استعمال کو کا متعین ہوتا یا نہ
کو کان فیہمما ارجھما کا اللہ نفسک نا اور جبکہ وہ بات نہیں ہے استعمال کو کا ہی کیا یا نہیں
یہ کہ حق تلاوت کلام اللہ کا کیا ہے جواب یہ کہ یہ ہے کہ در باب ادائی حق تلاوت کے چند چیزوں کا
اعتبار ہے چنانچہ عین تفسیر میں اشارہ اوسکی طرف گذرا لیکن تفصیل ان چیزوں کی روایات صحیحہ میں
وارد ہے منجملہ اونکے یہ ہے کہ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اونیون نے تفسیر
حق تلاوت میں فرمایا ہے یُحْمَلُونَ حَلَاكَةً وَ یُحْمَلُونَ حَرَامَةً وَ لَا یُحْمَلُونَ مَعَ مَوَاضِعِهِ
یعنی حلال کرتے ہیں حلال اسکی کو اور حرام کرتے ہیں حرام اسکی کو اور نہیں تحریف کرتے ہیں اسکو
موضع اوسکے سے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے
کہ اونیون نے فرمایا یُحْمَلُونَ مَعَ مَوَاضِعِهِ اَی یُحْمَلُونَ مَعَ حَقِّ رِجَالِهِ یعنی تابع ہو میں اوسکے حق
اتباع اوسکے کا تھ قرء ابن عباس رضی اللہ عنہما یقول تبعھا اور منجملہ اونکے یہ ہے کہ روایت
کی ابن ابی حاتم نے حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ اونیون نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا
اِذَا مَرَدُّ لِحِجَّةٍ سَأَلَ اللّٰهُ الْحِجَّةَ وَ اِذَا مَرَدُّ لِنَارٍ فَقَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ یعنی
حق تلاوت کا یہ ہے کہ جب گزرے اوپر ذکر بہشت کے خدا سے اوسکو سوال کرے اور جب
گزرے اوپر ذکر آگ کے پناہ مانگے اوس سے ساتھ خدا کے اور خطیب نے ہر کتاب الرواة
کے مالک سے ساتھ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ
فرمایا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تلاوت کلام اللہ کا یہ ہے کہ حلال اوسکے کو حلال
مقرر کرے اور حرام اوسکے کو حرام جانے اور پڑے اوسکو جیسے کہ نازل ہوا ہے اور کلمات اسکی
کو تحریف نہ کرے اور معانی اوسکے تاویل فاسد نہ کرے اور احکام اوسکے کو با پس خاطر دنیا دار نہ کرے
یو مشیدہ نہ کرے اور منجملہ اونکے ہر روایت ابن جریر اور روایت کی حسن بھری رضی اللہ عنہ سے کہ اونیون نے
کہا کہ حق تلاوت کلام اللہ کا وہ ہے کہ ساتھ محکمات اوس کے کے ایمان

مصحف قرآن
جو کہ مناسب ان و شوق کے ہون اختیار کیا جاوے بلکہ جملہ شرطیہ سمجھ کر وہ سنی فرض محال کے ہر اور
مقام فرض میں قوع شرط میں شک ہوتا ہے اور ایسی جگہ استعمال لفظ ان کا کیا جاتا ہے اور یہ سنی
سچ مثل ان کان زید حاداً فھو ناھق لفظ ان کا مستعمل ہوتا ہے نہ لفظ لا البتہ اگر خطاب اور
وجہ تحقیق اور بیان واقع کے ہوتا ہے سبب قطعیت انتفاء شرط کے استعمال کو کا متعین ہوتا یا نہ
کو کان فیہمما ارجھما کا اللہ نفسک نا اور جبکہ وہ بات نہیں ہے استعمال کو کا ہی کیا یا نہیں
یہ کہ حق تلاوت کلام اللہ کا کیا ہے جواب یہ کہ یہ ہے کہ در باب ادائی حق تلاوت کے چند چیزوں کا
اعتبار ہے چنانچہ عین تفسیر میں اشارہ اوسکی طرف گذرا لیکن تفصیل ان چیزوں کی روایات صحیحہ میں
وارد ہے منجملہ اونکے یہ ہے کہ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اونیون نے تفسیر
حق تلاوت میں فرمایا ہے یُحْمَلُونَ حَلَاكَةً وَ یُحْمَلُونَ حَرَامَةً وَ لَا یُحْمَلُونَ مَعَ مَوَاضِعِهِ
یعنی حلال کرتے ہیں حلال اسکی کو اور حرام کرتے ہیں حرام اسکی کو اور نہیں تحریف کرتے ہیں اسکو
موضع اوسکے سے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے
کہ اونیون نے فرمایا یُحْمَلُونَ مَعَ مَوَاضِعِهِ اَی یُحْمَلُونَ مَعَ حَقِّ رِجَالِهِ یعنی تابع ہو میں اوسکے حق
اتباع اوسکے کا تھ قرء ابن عباس رضی اللہ عنہما یقول تبعھا اور منجملہ اونکے یہ ہے کہ روایت
کی ابن ابی حاتم نے حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ اونیون نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا
اِذَا مَرَدُّ لِحِجَّةٍ سَأَلَ اللّٰهُ الْحِجَّةَ وَ اِذَا مَرَدُّ لِنَارٍ فَقَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ یعنی
حق تلاوت کا یہ ہے کہ جب گزرے اوپر ذکر بہشت کے خدا سے اوسکو سوال کرے اور جب
گزرے اوپر ذکر آگ کے پناہ مانگے اوس سے ساتھ خدا کے اور خطیب نے ہر کتاب الرواة
کے مالک سے ساتھ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ
فرمایا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تلاوت کلام اللہ کا یہ ہے کہ حلال اوسکے کو حلال
مقرر کرے اور حرام اوسکے کو حرام جانے اور پڑے اوسکو جیسے کہ نازل ہوا ہے اور کلمات اسکی
کو تحریف نہ کرے اور معانی اوسکے تاویل فاسد نہ کرے اور احکام اوسکے کو با پس خاطر دنیا دار نہ کرے
یو مشیدہ نہ کرے اور منجملہ اونکے ہر روایت ابن جریر اور روایت کی حسن بھری رضی اللہ عنہ سے کہ اونیون نے
کہا کہ حق تلاوت کلام اللہ کا وہ ہے کہ ساتھ محکمات اوس کے کے ایمان

ایمان لاوے اور موافق اور سکے عمل کرے اور اوپر مشابہات اور سکے کے ایمان لاوے اور جس چیز کا سمجھنا اور پر شکل ہو اور کو مفوض عالمون کے کرے اور بیچ مدد و قبول اور تاویل اور تمثیل کے ساتھ عقل اپنے کی دخل نہ کرے اور سچا سچ سے معلوم ہو کہ حقیقت میں اہل کتاب ہی انخاص میں جنہوں نے تلاوت کتاب کے ساتھ اس پیش کی لازم پکڑی ہے اور نفسانیت اور تصب خاندان اور قوم یا محافظت وضع اور کین اپنی کے تین حجاب معرفت کا نہیں کیا ہے نہ وہ لوگ جنہوں نے کتاب کو وسیلہ نجات اور تکبر کا کیا اور مثل سنگ گزندہ کے ہر کسی سے لپٹی میں اور بیچ حجاب خود بینی اور غرور کے گرفتار ہیں اور دعویٰ ہنات کا کرتے ہیں کہ ہم سب لوگوں کے متبع ہیں بہرہ و دوسری تلو خطاب کرتے ہیں ای بنی اسرائیل جیسے ابتدا کلام میں تلو خطاب کیا تھا اور کہتے ہیں یا بنی اسرائیل یعنی امی بنی اسرائیل تلو ایسا زعم ہو گیا ہے کہ ہم سب کے متبع ہیں اور تمام خلایق ہمارے تابع رہے یہاں تک جو تمام رسولوں سے فضل رسول اور کامل سب سے ہیں اور تلو بھی تصدیق متابعت اپنے کی دیتی ہو اور یہ نہیں سمجھتے ہو کہ ایسی شان اور مرتبہ تلو کس طرح حاصل ہوا اذکر نعمتی الہی نعمتی علیکم یعنی یاد کرو تم اوس نعمت کو جو تلو ہمنے عطا کی اور اوسکی سبب سے یہ دعویٰ اپنے چڑھے تلو یا دالے یا کرانی افضلتکم علی العالمین اور یاد کرو اسکو کہ تحقیق میں بزرگی دی تھی تلو سارے جہان پر اور جو چاہوں میں اوس بزرگی کو تم سے چھین لوں اور دوسر کو بخش دوں کچھ یہ بزرگی اصلی اور ذاتی تمہاری نہیں کہ تم سے جدی نہ ہو سکے پس حق اوس نعمت کا اور خوبی اوس فضیلت کی یہ نہیں کہ تم آپتون اور بون ہمارے کو مانا اور بسبب انکار کے ناشکری لغتوں میری کی کرو یا انھو یعنی اور درو تم اس مقدمہ میں یونما لا تجزئی نفس یعنی اوس میں سے کہ کام نہ آوے گا کوئی نفس کامل تلو بسبب نسبت رکھنے کے ساتھ اوسکے فضیلت اور بزرگی حاصل ہوئی ہو خواہ نسبت ظاہری مثل تعویب علیہ السلام کے اور خواہ نسبت معنوی مثل نفس موسیٰ اور نارون علیہا السلام کے عن نفس یعنی کسی نفس سے گوہ نفس آپکونالاج اور سولس نفس کا جانے اگر خدا اور رسولوں اوسکے کے اطاعت نہیں کی اور انکار کیا ہے شہیدا یعنی کچھ کام آتا کہ تلو اس عذاب کم کراوے یا کچھ تخفیف حساب میں اوسکی سبب سے ہو جاوے و لا یفعل منھما عدل یعنی اور ہرگز قبول نہ کیا جائیگا

[illegible]

اور بہشت اور قیام آخرت کو بالذات واسطے اپنے سمجھتے تھے اور اسی واسطے بعد اس آیت کے بیچ
 اس مقام کے تذکیر لغتوں کا نہیں فرماتے ہیں بلکہ واسطے دفع خیال تبوہیت مطلقہ اور اس
 اونکے کی کٹر دشمنی اور کفر اونکے کی بھی خیال تھا ارشاد کرتے ہیں **فَاِذَا بَثَلَىٰ اِبْرٰهٖمَ**
 یعنی اور یاد کرو تم اوس وقت کو کہ بطریق آزمائش کے فرمایا ابراہیم علیہ السلام کو کہ بیٹا تارخ
 بن ناخوک تھا اور تارخ کا آرزو بھی لقب تھا ابراہیم علیہ السلام اوسکے گھر میں وقت سلطنت عمرو
 بن کھنک کے قصبہ کوئی مین کہ مضافات شہر یابل کا تھا بیچ سترہ سو نو سال تاریخ طوفان نوح
 علیہ السلام سے پیدا ہوئے اور قومیت سے آثار رشد کے اودن میں ظاہر ہوئے ساتھ باپ کے اور قوم
 اپنی کی بابت بت پرستی کی بحث اور جہنم کین یہاں تک کہ بتوں کو توڑا اور قوم اوسکی نے مقام
 کینہ کشی میں چاہا کہ اوندکو آتش میں جلا دیں آتش بہت بھڑکائی اور اوندکو اوس آگ میں ڈالا
 پروردگار اوندکو صحیح و سالم اوس آگ سے باہر لایا پھر باپ اور قوم اوندکی دشمن ہوئی یہاں تک کہ
 جان مال اپنا واسطے خدا کے ترک کر کے بہت حیران اور دمان سے بہت شام اور فلسطین کی
 ہجرت کر کے اوس سرزمین کو اپنا وطن کیا حق تعالیٰ نے چاہا کہ اودن کو بعض اوسکے کہ جان
 و تن اپنا واسطے میرے جلانے کو دیا اور خان و دان اور تبار اپنے کو بیچ راہ حق کے ترک
 کر کے میوطن ہوا مرتبہ بس بلند کہ کسی کو آدمیوں سے وہ مرتبہ اوس وقت تک حاصل تھا
 عطا فرماوے پس ساتھ فرمائے بعضے سخنان کے استعداد کامل اوندکی کو منصب پھور پر لایا کہ
 یعنی پروردگار ابراہیم علیہ السلام نے کہ طفلی سے پھر اوندکو طبع طرح کی تربیت فرما کر مرتبہ نبوت
 اور خلافت کی پہونچایا اور ہر وقت میں تربیت اوسکی ابراہیم علیہ السلام کا رنگ دوسرا پیدا
 کرتے تھے بعد ہر تربیت کے استعداد بلند اور استحقاق مرتبہ ارجمند اودن سے ظاہر ہوتا تھا
 یہاں تک کہ اوندکو امور فرمایا کہ **لَمَّا تَرٰ** یعنی آنحضرت کے کہ لبیب بجا آوری اوندکی
 کے نزدیک ملا کہ علوی اور معنی کے ظاہر ہو کہ ہمیشہ شخص لائق اس مرتبہ کے تھا اور
 شان حکمت سے دینا اس منصب کا اس شخص کو واجب اور لازم دکھلاتا تھا اور بھی
 ہے عادت الہیہ ستمہ کہ مجھ علم لینے کی دینی مریون اور منصوبون اور جزاؤن اور اجرو
 کے اکتفا نہیں فرماتا ہے جب تک کہ استحقاق اور استعداد اوس کا ظاہر نہ کرے اور

میں
 میں
 میں

میں
 میں
 میں

میں
 میں
 میں

میں
 میں
 میں

میں
 میں
 میں

میں
 میں
 میں

میں
 میں
 میں

میں
 میں
 میں

میں
 میں
 میں

میں
 میں
 میں

میں
 میں
 میں

میں
 میں
 میں

برخی عبادت اور ذکر و اہل حق کی اوکو تا کی ہوئی اور وہ تمام میں خصلتیں ہیں کہ نام اول کا
سہام الاسلام کیا جس اول میں سے سورہ برات میں مذکور ہیں توبہ عبادت محمد سیاست شروع
سجود امر بالمعروف نہی عن المنکر نگاہ رکھنا حدود مقرر کی ہوئی خدا کو ہر کام میں ایمان آوردن
اوکی سورہ اخراہ میں اسلام ایمان قنوت صدق صبر خشوع صدقہ دینا روزہ رکھنا حفظ
شرکاء کا زنا اور لواطت اور حیا سے اور نظر کو چھپنی سے ذکر گزیر زبان دل سے علی اللہ ام
اور دل اوکی سورہ مؤمنین اور سال ہائے ایمان تصدیق کرنی روزہ جزا کی اور خوف اور خشیت
غضب الہی سے دامنہ شروع نماز میں محافظت آداب سنن اور مستحبات اوکی کے لغو اور عیث
اولعب اور بزل سے احتراز اور اعراض کرنا اور کرنا زکوۃ کا بخوشی دل حفظ شرمگاہ کا بغیر منکوحہ
اور منکوحہ اپنے سے آوردن اگر ناعمد کا آد کرنا امانت کا قائم ہونا واسطے شہادت کے ہر چیز بخوشی
اس خصائل سے کہ مذکور ہیں ان صورتوں میں متداخل ہیں لکن احتمال ہے کہ بسبب مقید ہونے
اور خاص ہونے اور ملنے کے ساتھ مقارنات اپنے کے حکم خصائل تنبیہ اور متفاوۃ کا پیدا کرین
اور ہر جہاں گاہ شمار ہوں پس انکو حکم ہوا کہ ہر سال میں ایک بار آپ کو والد و شہید اگر کے دیوار
عاشق کردار وسطے طواف خانہ محبوب اپنے کے برہنہ ہر اور برہنہ تن اور برہنہ پاؤں ویدہ موی
پریشان حال گرد آلودہ شام سے زمین حجاز میں پہونچ کر کبھی پہاڑ پر او کبھی زمین پر ٹوٹنے
طرف خانہ محبوب کے کر کے کھڑے ہوں او کبھی شمع ادسے کو اپنے خیال کر کے سنگ لعن اور طعن
اور تیراری کو اوپر ادسے ڈالیں اور عوض جان عزیز ترین ملکات اپنے کو واسطے ادسے قربانی
کرین اور زمین بعد گرد خانہ فحشی تشیانہ ادسے کے طواف کرین اور بار بار گنج اوس خانہ کو بوسہ دین
تاکہ معنی عشق اور محبت کے کہ باطن میں انکے کامن میں لباس ظاہری میں جلوہ گر ہوں اور خواہ
عام کے اوپر ظاہر ہوا درس حالمین لغو لیکٹ ساتھ آواز بلند کی مایں اور آتش محبت دلی کو اس لغو
کے ساتھ روشن کرین اور وسطی اظہار اس کیفیت کے مناسب سچ دسٹے لکھتے مقرر ہوئی اور طواف
اور سی در بیان صفا اور مردہ اور آمد و رفت غزلہ اور عرفات اور اقامت منی میں اور فوج اور قربان
اور تبلیہ و احرام شروع ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس تمام تکلیفات کو کہ بعض عقل ناقص بشری
میں مستحسن دکھائی دیتے تھے اور اکثر دریافت عقل بشری سے بالاتر نہیں دل و جان سے

ہے فاذا سجدا فلا تری الارض عورتان فاختدسا والا یعنی وحی کی آمد تعالیٰ نے طرف
ابراہیم کے کہ تو بزرگ تر اہل زمین کا ہے نزدیک میرے جس وقت سجدہ کر تو نہ دیکھے زمین شرمگاہ
تیری پس اختیار کر تو ازار کو اور وہیلی ساتھ روایت انس رضی اللہ عنہ کے لائے ہیں کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول اُس شخص نے کہ خضاب خا اور سہہ کا کیا حضرت ابراہیم علیہ
اصحاب ابی شیبہ بیچ تصنیف اپنی کے لایا ہے کہ اول جسے خطبہ منبر کے اوپر پڑھا ابراہیم علیہ السلام نے
اور بزرگ اور طبرانی ساتھ روایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جو میں منبر واسطے اپنے بناؤں مضائقہ نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی واسطے اپنے بنایا تھا
اور جو میں عصا اپنے ہاتھ میں لوں بھی مضائقہ نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی لیا ہے
اور ابن عساکر ساتھ روایت جابر وغیرہ کے لایا کہ اول جسے کہ راہ خدا میں جہاد کیا ابراہیم
علیہ السلام ہے اور اول جسے کہ لشکر کو لڑائی میں تعبہ کیا اور سینہ اور پیسہ اور قلیب قرار
دیا ابراہیم علیہ السلام ہیں اور یہ واقعہ اُس وقت میں تھا کہ رومی لوگ حضرت لوط علیہ السلام کو
قید کر کے لے گئے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اوپر لنگے جہاد کیا اور حضرت لوط علیہ السلام کو
چھوڑا لائے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس لفظ کے ساتھ آیا کہ اول من عقد الاویۃ
ابراہیم علیہ السلام اور یہی ہے شعب الایمان میں روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا سبب کثرت مہانداری کی ابو الضیفان نام ہوا تھا اور ان کے مکان کے چار دروازے
تھے جس دروازہ سے چاہے مہان آئے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام چاہتے کہ طعام چاشت
نوش فرماوین چار طرف وطن اپنے کے ایک ایک کو کس تک تلاش مہان کی فرطے تھے
جب تک مہان نہیں پہنچتا تھا طعام چاشت تناول نہیں فرماتے تھے کس واسطے کہ وقت چاشت
مہان کے آنے کا وقت نہیں ہے اور سید امام احمد میں وارد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
جناب الہی میں عرض کیا کہ بار خدا یا سو میرے زمین میں کوئی نہیں کہ عبادت تیری ہے حق تعالیٰ
نے میں ہزاروشے نازل کئے کہ ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے شریک عبادت کی ہوں حضرت
ابراہیم علیہ السلام میں روز تک امامت فرشتوں میں مشغول رہے اور ابن ابی سعید نے روایت
کی ہے کہ حضرت ابراہیم کو وسعت مال اور خادموں کی بہت دی تھی اول جس نے کہ فرید بنایا

موضع نظر
سے دیکھیں کہ وہ
یوں ہیں جو کہ
تھا عموماً اس سے
پہلے دنیا میں اور
دیباچہ سادہ ہوا
صورت کا جیسا
میں کھانسی
ایک سوہ میں
سب طرح کا ہوگا
اور شہیدین کے
واسطے بہشت میں
لورین ہوگی ترین
محرر یا یکسرہ اور
وہ لوگ بہشت
میں ہمیشہ رہیں
ان نعمتوں کی
توجہ سے یاد
ان اللہ کا ہے
ان کی ہر ایک
میں ان کی ہر ایک

حضرت ابراہیم علیہ السلام میں دہلی نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اول اُس کیسے کہ
 شیر مال بکائی حضرت ابراہیم علیہ السلام میں کہ واسطے جہانوں اپنے کے پکالتے تھے اور کھلاتے تھے
 اور خلیب اپنی تواریخ میں بروایت تمیم داری کی آن حضرت سے لایا کہ آدمیوں نے اُس جناب
 علیہ السلام سے سوال کیا کہ معانقہ کے امر میں کہ مرد مرد کے ساتھ کرے کیا فرماتے ہو فرمایا کہ معانقہ
 درست ہے اور پہلے سے تھا اور علامت خلوص و دوستی اور تمام تحیت اور ملاقات کی تھی
 اور اول اُس کسی نے کہ وقت انظار دوستی کے معانقہ کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے
 اور قصہ انکا ایسا تھا کہ ایک روز واسطے طلب چراگاہ مویشی اپنی کے کوستان بیت المقدس میں
 سیر فرماتے تھے تو کہ کوئی مکان واسطے رہنے مویشی اپنی کے تلاش کریں اس میں میان میں ایک آواز
 حنین اور فقیق سنی کہ ذکر کرنے والا خدا کا ذکر کرتا ہو اور اوصاف تقدیس در پاکی اُس جناب کی
 کر رہا ہے بحر وساعت اس آواز کے مطلب اپنا فراموش کیا اور طرف اُس آواز کے متوجہ ہوئے
 دیکھا کہ ایک پیر دانا قامت کہ اس کے تمام بدن بر بال ہیں گھڑا ہوا تو خید جناب جل کی میان کیا ہو
 اگے اُس کے گئے اور دریافت کیا کہ اے شیخ خدا تیرا کون ہے کہ تو اُس کو یاد کر طلبے کہا خدا میرا
 آسمانوں میں ہے پوچھا کہ زمین میں بھی وہی خدا ہے یا دوسرا کہا کہ زمین میں بھی وہی خدا ہے
 کوئی سوا اُس کے لیاقت خدائی کی نہیں رکھتا پھر پوچھا کہ قبلہ تیرا کہاں ہے کہا طرف کعبہ کے
 پھر پوچھا کہ کہاں سے کھاتا ہے تو کہا کہ جس وقت نہ داند خود و دھوا کا کہ آخر سو گم گم میں پکتا ہو
 مین باہر تار ہوں اور اُن دانوں کو جمع کر کے رکھتا ہوں میں تو جاز و دن میں کام آوے اُسی کو
 کھاتا ہوں میں پھر پوچھا کہ کوئی اہل و عیال تیرے سے باقی رہا ہے کہ خدمت تیری بجالا دے
 کہا نہیں پھر پوچھا کہ گھڑ تیرا کہاں ہے کہا ایک غار میں اس پہاڑ کے گرگڑتا ہوں میں پھر فرمایا کہ
 چل نشان اُس غار کا دے تو ہمراہ تیرے گھر چلوں اور سمت قبلہ تیرے کی دیکھوں کہا
 در میان اس مکان اور اُس غار کے ایک چشمہ ہے نہایت عمیق کہ آدمی کا اُس سے گزرنے نہیں
 حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تو کس طرح اُس چشمہ عمیق سے عبور کرتا ہے کہا کہ میں بطریق
 خرق عادت کے اُس ہائی پر چلا جاتا ہوں اور پانی میرا فرمان بردار ہو جاتا ہے کہ سوا کف یا
 میری کے تو نہیں ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا آؤ تمھارے گھ چلیں شاید کہ

صفحہ القرآن
 خدا تھا قہار
 جناب خدا تعالیٰ
 نہیں شہزاد اور
 کسی کا ملاحظہ ہو
 اس کے بیان کے
 میں کوئی عیب کی
 جو درسا ہے
 اس سے بیسی
 کسی جی بھی بکری
 جو جس کی شد
 چاہے کہ فاعل
 سہ پہر ہر دی
 جوار میں کھنڈی
 کسی کا کھنڈی
 نئے تو سنکے کہتے
 ہیں کہ بھی ہیں
 خاک کے کلام میں
 نہیں تو میں اس کے
 بعد و انہیں آئیں ہیں
 و آئیں کہ تو

اُس پانی کو جس نے واسطے تیرے سحر کیا ہے واسطے ہمارے بھی سحر کرے حضرت ابراہیم علیہ السلام
اور وہ شیخ دو نور و انہ ہوئے جو کہ کنارے آب کے اُپر آئے دو نوبانی سے عبور کر گئے اُس
پیر نے تعجب کیا جو غار میں ہوئے سمت قبلہ مسجد اُس کی کو موافق سمت کعبہ کے پایا نہایت
خوش ہوئے بعد اُس کے پوچھا کہ اے شیخ ہمارے کو کہ کو نادن سخت زیادہ دنوں کا ہے پیر
نے کہا کہ وہ روز جس روز حضرت رب العزت کر سی اپنی کو واسطے حساب خلائی کے رکھے اور
دو نوح کو بچھڑا دے یہاں تک کہ کوئی فرشتہ مقرب اور پیغمبر مرسل نہ آئے کہ موئے کے بل زاری کرنا کرے
اور حال اپنے سے سراپہ ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے نیکیت واسطے میرے اور
واسطے اپنے دعا کر کہ حق تعالیٰ ہمارے تئیں ہول اُس دن سے امن اور اطمینان نصیب فرما دے پیر نے
کہا کہ دعا میری کس کام آوے گی مجھ سے دعا کی مت خواہش کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے
سما کہ میں تین سال سے ہر وقت دہر لُحہ دعا کرتا ہوں اور ہرگز معزوں با جاہت نہیں ہوتی فرمایا کہ
وہ دعا کیا ہے کہ ایک دن میں اسی بیابان میں کہ تجھ سے ملاقات کی ہے کھڑا تھا کہ ایک بوجوان حاضر
مواہبوں کے یہاں آیا تھا اور بال اُس جوان کے پریشان کھڑے ہوئے کہا میں نے کہ کہاں سے آتا ہو
تو اور یہ مواہب کس کے ہیں کہا فائدہ دوست خدا ابراہیم علیہ السلام سے آتا ہوں میں اور مواہب ملک اُسکے
سے ہیں اُس وقت سے دعائیں مشغول ہوں کہ بار خدا یا جو زمین میں دوست تیرا ہے مجھ کو زیارت بھیجی
کر واپس آئے اس نے کہ اس جہان سے کوچ کروں میں ساتھ دیدار اُس کے کے مشرف ہوں میں اب تک
اُس کے دیدار سے مشرف نہیں ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا تیری مستجاب ہوئی
تو کہ ساتھ تھا سے معاف کر ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس پیر کو طرف اپنی کھینچا اور معاف
میا آنحضرت نے فرمایا کہ اُسی روز سے معافہ راج ہو اور قبل اسکے رسم سجود کی تھی کہ مقام تعظیم
میں ایک دوسرے کو سجدہ کرتے تھے پھر اسلام میں مصافحہ رائج ہوا یا مجھ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام
صحیح وجوہ کمال کہ ممکن بشر کے ہوں جہت قوت علمیہ اور نظریہ اور فکریہ اور بھی جہت قوت علمیہ اور
عقلیہ اور عالیہ اور بھی جہت طہارت بدن اور ستھرائی اسکے اور بھی جہت صفائی فطرت روح اور
سرور دیگر لطائف کے کل ہوئے اور استعداد پوشیدہ اُن کے نے خوب وجہ سے ظہور کیا
میں فرمایا پیر و بردگاران کے نے ساتھ اسکے کہ اِنَّ جَعَلْتَ لِلَّهِ اَمَّا اَيْسَ میں بنانے والا ہوں

وضوح المآل
فیض الکریم
من زعمتم ہر وہ
دل جو بالان لائے
جہاں کو مودت میں آئے
سے کہ اور دگر گارے
پس سے اُن سے
وَاللّٰہُ الَّذِیْ لَا یُغۡیۡرُ
مَیۡمُوۡنُوۡنَ سَادَاتُہٗ
اللّٰہِ یُکَلِّمُہٗمۡ اَمَّا
اور وہ دگر گارے
میں سے اُن سے
کہا طلب جہاں سے
قالت اُن سے
کے سے اور نہیں
بلکہ کا فطرت
وَاللّٰہُ الَّذِیْ یُکَلِّمُہٗمۡ
مَعَاہِدُہٗمۡ
الْفِیضِیۡنَ ہَاکِیۡہٗ
اُن سے کہ اور

ابراہیم علیہ السلام کے ہے وہی کہ ان کو دن قیامت کے پہلے تمام خلق کے ساتھ لباس اور خلعت کی نوازش فرمادین گے جیسے عادت بادشاہوں کی ہو کہ سردار اور پیشوا ہر قوم کو پہلے سب دوسرے لوگوں اُس قوم سے خلعت پہناتے ہیں بخاری اور مسلم اور دیگر صحاح میں روایت کی گئی کہ روزِ شکر کے تمام خلعتی برہنہ سردار برہنہ بدن اور برہنہ پائٹھیں اول اُس کسی کو کہ جامِ پہنا پانچاگا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہونگے اور مصنف ابی شیبہ میں اور کتاب الزہد امام احمد میں آیا کہ بعد ازلہ بالاصل جناب خاتم المرسلین علیہ السلام کو جاریہ مخطکہ اسکو حمیہ کہتے ہیں لباس پہنادین گے اور صحیح مسلم اور دیگر صحاح میں دروہ کہ ایک شخص نے آن حضرت علیہ السلام کو خطاب کیا کہ یا خیر العبدیۃ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لائق اس خطاب کے حضرت ابراہیمؑ ہیں اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بطریق صحیح کے روایت کی گئی ہو کہ ایک سال سالوں سے بیچ بلا حضرت ابراہیمؑ کے قحط غلہ کا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام واسطے طلب غلہ کے دوسرے شہر کو گئے ہر چند تلاش کیا نہ پایا یا یوس ہو کر پھرے اور راہ میں درمیان ایک میدان کے پہنچے ریگ سرخ اُس میدان میں تھا غلاموں اپنے کو فرمایا کہ اس ریگ سرخ سے گون اور جو لون کو پر کر و تراوی ہو کو خیف اور حیرہ جانیں کہ جو لون کو جالی لائے اُس ریگ کو لدہا کر لائے جس وقت آدمی دریافت کرتے تھے اس جو لون میں کیا غلہ بھر پورا ہے جولائے ہو تم حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے تھے کہ گندم سرخ غلاموں نے جو ان جو لون کو گھر میں کھولا وہ ریگ گندم سرخ ہو گئی تھی حق تعالیٰ نے نہ چاہا کہ کلام حبیب اپنے کا مدح کرے اور خاصیت اُس گندم سرخ کی یہ تھی کہ جس وقت اُس گندم کو بوئے تھے سر سے قدم تک درخت اس کے سے دانہ گندم کے جتے تھے امام احمد بیچ کتاب بھرے اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں اور ابن ابی شیبہ بروایت سلمان فارسی کے لائے ہیں کہ کافروں نے ایک بار اور پراہراہیم علیہ السلام کے دشمن ہر سنون کو چھوڑ دیا ان دونوں شیر نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا سر پنا واسطے سجدہ کے والا اور چاشنا قدم مبارک خلیل اللہ کا شروع کیا اور یہی آثارِ امامت مطلقہ سے وہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیر تمام مسلمین کا کیل ہے باعتبار ملت کے جیسا فرمایا ہے ملۃ ایہکراما ہیہم و ابواللہ کان محمد علیہ السلام ابو الشفقتہ والرحمۃ قال علیہ السلام انما الکرم مثل اللؤلؤ قال اللہ وازواجه اھما نفھم اور اس سے ہی

موضح القرآن
دگرہہ کہ قدرت
میں ذل و ذلت
کا مضبوط ہے
تہذیب اور عقل و تربیت
میں نبی سر اہل سے
کیا تھا جو آخری
زمانہ کے پیغمبر
ایمان لانا سودہ نول
انھوں نے تورا اور
کوشش میں اس چیز
کو بچے فرمایا خدا
تعالیٰ نے جو سنا
اور فرما کر سنا ہیں
شہر میں میں وہی
لوگ ہیں نقصان
پاسے جو ہے یعنی
پہنچائی کچھ کو کہتے
میں ان باتوں سے
نہا اور رسول کو
کیا پورا ہے

صلوات اور ثنوت شرط ہے اور ظاہر ہے کہ یہودی اور نصرانی اس وقت اشد انواع ظلم کے مرتکب تھے
 ومن اظلم من منعم مساجد الله وقالوا اتخذ الله ولدا سبحانه وعندها من الایات
 او پر اس کے دلائل کرتے ہیں پس کیونکہ لیاقت اس منصب کے رکھتے ہوں پس جو کہ ان کو
 باوجود ظالم ہونے کے امام اپنا پکڑے وہ بھی ظالم ہوتا ہے اور مضمون وان ابتغوا هم
 من بعد ما جاءك من العلم انك اذا امن الظالمین اس قصہ سے بوجہ احسن
 ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت میں دلیل صریح ہے او پر اس کے کہ جو کہ حجب ثلثہ سے کہ حجاب رسم
 اور حجاب طبع اور حجاب غلط فہمی و سوء المعرفہ ہے گرفتار ہوا اور لذات نفسانیہ میں مثل جب جاہ و
 مال کی تنہا پابست اس کے مقصود مصالح خیر پر نہوا اور مصالح کلیہ کو کہ حق تعالیٰ نے شریع کے اندر
 ان کی رعایت فرمائی نظر نہ کریں یا اصل فطرت اس کی میں استقامت نہ ہو بلکہ کج روی و اور کج فہم ہو کر
 لیاقت نبوت اور وصایا نبوت کے کہ عبارت امامت اور پیشوائی سے ہے نہ کہ جسے اور جو کہ یہی
 پیشوائی کا بیج کسی امر کے اموروں میں سے ہو اور ساتھ مرضوں روحانیہ کے مبتلا ہو یقین چاہیے
 کہ نہ کہ دعوے اس کا باطل ہے اور وہ نالایق ہے اور یہ معنی یہود اور نصاریٰ کے پیغمبر علیہ السلام
 ہمارے کے زمانہ میں مثل آفتاب کے روشن تھے پس حقیقت میں یہ لوگ بخلاف مرتبہ امامت کے
 موصوف تھے اور جمیع مولف اس منصب عالی کے بیج اپنے جمع کئے دوسری توقع اس منصب کی انکو
 نادانی محض اور جہل صرف تھا چنانچہ درخوست ہم کلامی کے ساتھ خدا کے جاہلوں ان کی کہ یہ لولا
 یکلمنا الله میں گذرا باقی رہی اس جگہ میں تقبیل چند کہ اکثر اوقات مانع منظر اوس کا رہتا
 ہے اول یہ کہ اول سورہ سے اس جگہ تک خطاب ساتھ نبی اسرائیل کے چلا آتا ہے اور آخر پیارہ
 تک بھی خطاب ساتھ ان کے ہے کہ امرکنتم شهداء اذ حضر یحییٰ و عیسیٰ و مریم ان خطاب
 نبی اسرائیل کے قصہ امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بنائے خانہ کعبہ کا کہ ان سے اور حضرت
 یحییٰ علیہ السلام سے واقع ہوا اس واسطے تو بیٹھ فرمایا یہ خطاب لایق برقریش تھا کہ مجاوران خانہ کعبہ
 کے اور اولاد حضرت یحییٰ علیہ السلام کے واقع میں اور نعمتیں کہ متعلق ساتھ خانہ کعبہ اور تفصیل اسمعیل
 کی میں ان کے حق میں قدر اور وقوع رکھتے ہیں نہ حق میں نبی اسرائیل کے جواب اس کا کچھ منظور
 بیان میں قصہ سے شمار نعمتوں کا نہیں ہے جیسا کہ درمیان اکثر قصہ سابقہ کے ہے بلکہ ثابت کرنا نبوت

میں صحت امامت
 ان باتوں پر
 بہ انداز ایسے
 کا مول کا بیان
 کوئی کلمہ نہیں
 مانا لایق حق
 جو کہ اس قدر
 متعلق ہے
 متعلق ہے
 وہ ہے خدا تعالیٰ
 جس نے ان کو
 سے پیدا کیا
 واسطہ وہ کہ
 نہیں ہی نہیں
 اور ان کو
 پہلا اور
 خاندان
 برقی
 یہ کہ
 راہ

کسی اُمت اور کسی پیغمبر کا نسل میں اسماعیل علیہ السلام کی ضرورت نہ ہوا تھا ہر اُسے نعم میں بھی پس اگر تم
 انکار اس پیغمبر اور اس اُمت کا کرو اس صورت میں اعتقاد عظمت ابراہیم اور اجابت دعا اسکی
 سے دست بردار ہوگی اور فخر اپنا ہات سے دو گئے اور ہی تقریر سے واضح ہوا کہ اول ذکر
 امامت حضرت ابراہیم کا کسو اسطے لائے اور بعد اسکے ساتھ مقرر کرنے خانہ کعبہ کے واسطے
 اُسکے کعبات گاہ جہانیاں نکال ہو کس واسطے انتقال فرمایا اور اُس سے بعد ذکر دعاؤں حضرت
 ابراہیم کا اُس شہر کی آبادی کے حق میں اور بیان اُسکا کہ ایک وقت میں کفر اُس شہر میں شایع
 ہو گا کسو اسطے لائے اور ختم سخن کا اوپر دعا سے وجود امت اور بعد رسول کے کسو اسطے
 کیا اور اللہ داننا تر ہے سات مقصد دن کلام قدیم اپنی کے تقشیش دوسری وہ کہ حال حا
 حضرت ابراہیم کا وہ تھا کہ بعضے اولاد میری کو بھی امامت حاصل ہو بدیل میں تہیضیہ کے
 پس ارشاد الہی اسکی جواب میں کہ لا ینال عہد الظالمین کو کسی قبیل سے ہے رد ہی یا قبول
 اگر رد ہے پس خلاف واقع ہے کسو اسطے کہ اولاد اور احفاد حضرت ابراہیم کی انبیا اور احباب
 بہت گذری ہیں مثل حضرت اسماعیل اور حضرت اسحق اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف
 اور حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور حضرت الیوب اور حضرت یونس
 اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت ایسا کی پہر اشرف اور افضل نہیں
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو قبول ہی پس طریق اُسکا وہ تھا کہ فرماتے نصرت
 سال عہدی المؤمنین الصالحین جواب اُسکا وہ ہے کہ عین تفسیر میں گذرا کہ مدح حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کا وہ تھا کہ ہر وقت میں اولاد میری سے کوئی امام اوپر روی زمین کے
 موجود ہو یہہ معنی قبول جناب الہی کی نہ ہوئی لکن اُسکو بطریق برہان کی فرمایا ساتھ اس
 وضع کی کہ امامت عہد میرا ہے اور عہد میرا انکو نہیں پہونچتا پس اگر اولاد تیری تمام کس
 وقت میں وقتوں سے ظلم اختیار کرے اور کوئی اُن میں سے اوپر طریقہ عدالت اور تقویٰ
 کے قائم نہ رہے یا وقت اس منصب کی سزاور پڑی اور جہو مفسرین نے کہا ہے کہ یہ جواب
 ولات اوپر قبول دعا کے کرتا ہے کسو اسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ کل اولاد
 میری لایق اس منصب کے نہوگی اور اسقدر جماعت کثیر ظالم ہی پیدا ہونگی پس طلب انکی نہ تھی

بندہ کا سرور و کرامت
 بندگان اُن شخص کو
 جو ان کے لئے دعا کرے
 زمین میں اور ہر ایک
 عین اللہ کی نافرمانی
 کرے اُن کی نافرمانی
 بلکہ ان کے لئے دعا کرے
 نام نہانی اور بیکاری
 سے نہی اور بیکاری
 دین اور دنیا کی سب سے
 بے غریب کی دلت کو
 ہمیشہ سے دعا کرے
 عین تہذیب کی نافرمانی
 مگر انکو کیا دعا کرے
 سزاور پڑی اور جہو مفسرین نے کہا ہے کہ یہ جواب

مگر وہ کہ منصب امامت کا بعض اولاد میری کو بھی پہونچی اور واقع اسی طرح ہوا پس سوال کا مقابل
 ہوا اسے ہم اور جواب اس سوال کے لغو کلامینال عہدی المومنین الصالحین کس واسطے
 ارشاد نہ فرمایا پس اسکی وجہ یہ ہے کہ جو لفظ نعم فرماتے صیرہ معلوم ہوتا کہ وہ بعض کے لیاقت
 امامت کے کہتی ہیں صالح ہونگی یا فاسق عادل ہونگی یا ظالم واسطے تصریح اسکے کہ ظالم لائق
 امامت کے نہیں یہ عبارت ارشاد ہوئی اور ایسی ہی اگرینال عہدی المومنین الصالحین فرماتے
 یہہ معنی صراحۃً واضح نہوتے اسواسطے کہ مدلول اس عبارت کا سب لیاقت کا ظالم نہوتا
 لیکن بطریق مفہوم مخالف کے نہ بطریق منطوق کلام کے اور بعضے منسبین اس طرف گئے
 ہیں کہ یہ عبارت سراسر ہدایت تاکید مطلب حضرت ابراہیمؑ کی ہے کہ اسواسطے کہ غرض انکی
 تہی مگر مطلب امامت کے واسطے صلی اولاد اپنی کے اسواسطے کہ بعد پہونچنے اس مرتبہ مالیکہ
 کہ امامت مطلقہ ہے کس طرح اس مسئلہ کو نہ جانتے ہوں کہ کافر اور ظالم لائق امامت کے تہی
 پس یہہ جواب مانند اسکے ہے کہ کوئی شخص قریب الموت کو کہے کہ واسطے بیٹے اپنے کے ویت
 کردہ جواب میں کہے لا یرث منی اجنبی یعنی جو کچھ مجھ سے باقی رہیگا ملک پس میر کی ہے
 اجنبی کو نہیں پہونچیگا پس حاجت وصیت کی نہیں تقشیت سوم وہ کہ لفظ من ذرہبی ظاہر ہے
 کہ عطف اوپر محذوف کے ہے یعنی قال ابن اہیہ اجعلنی اماما و بعضا من ذرہبی ائمۃ جو
 امام کرنا ابراہیمؑ کا نفس صیرح میں انی جاعلک للناس اماما موعود تھا پس دعا امامت اپنی
 کے کیا درکار تہی جواب اسکا یہ ہے کہ و اعطف کا واسطے جمع کے ہے پس حقیقت میں ہی دعا
 واسطے جمع امامت اپنی اور امامت ذریت اپنی کی ہے نہ واسطے فقط امامت اپنی کے اور
 جو کہ موعود تہی امامت حضرت ابراہیمؑ کی تہی فقط نہ جمع امامتین اور کثافت میں مذکور ہو کہ
 و من ذرہبی عطف ہی اوپر کاف جاعلک کو مانند اسکے ہے کہ کوئی کہے سا کو مک اور سامع جواب
 میں اسکے کہے ذیل یعنی مکر منی و ذیل لیکن اس توجیہ میں اشکال قوی ہے کہ واسطے کہ
 جو اس صورت میں لفظ و من ذرہبی ہے منقول جاعلک کا ہو گا پس تقدیر کلام کے اس
 طرح ہوئی کہ انی جاعلک و جاعل بعض ذرہبی اور یہہ کلام صیرح انسا ہے اور اگر کہیں
 کہ حاصل تقریر کا یہ ہے انک جاعل بعض ذرہبی ائمۃ اور عطف اوپر

م سورہ بقرہ

حذین بنی سورہ بقرہ

جانتے حضرت آدمؑ کو

ہونے کا احوال کی جگہ

از جگہ چہ جہاں تھانی

حضرت آدمؑ کو

مقام آدمؑ کو

توجہ جو کچھ

مکملہ تفسیر

المصالح قال

ما عطف اوپر محذوف کے ہے

جمله انی جاءک للناس اماما کی قرار دین اور وہ جملہ مقول قال اللہ کا ہے پس یہ جملہ ہی مقول اسی قال کا ہو گا نہ مقولہ حضرت ابراہیم کا حال آنکہ یہ جملہ بلاشبہ مقولہ حضرت ابراہیم کا ہے پس وجہ صحیح وہی ہے کہ عطف اور مجزوف کے رکھیں اور منتہائے توجیہ کلام صاحب کا یہ ہے کہ اس جا حکایت عطف کی ہے نہ ایقاع عطف کا اور حکایت میں دمن ذریعہ ساتھ واو عطف کے واقع ہوا لیکن حقیقت میں عطف صدر کلام کی ہے اور وجہ تلقین کے جیسا کہ کوئی کہے ساگر مک اور مخاطب کہے دذیل ابرو وجہ تلقین کے کہ معنی اُسکے وہ ہیں کہ کہہ ساگر مک دذیل پس عامل زلیماں وہی اگر کہ ہو کہ کلام قائل میں تھا لکن ساتھ تفسیر کلام کے اسوا کے کلام قائل کا بروجر اختیار کے ہے اور کلام مخاطب کا اوپر وجہ طلب کے اور پھر انتصاب عمل عامل کے معطوف علیہ اور معطوف میں تعلق اصل عامل کا شرط ہے نہ بقا کے کیفیت کا جیسا کہ قامت حند دذیل مقام ذیل لا عمر و دو مقام ذیل لکن عمر و کہ کلام اول میں کیفیت تانیث عامل کے اور کلام دوم میں کیفیت اثبات کی اور کلام سوم میں کیفیت نفی کی باقی رہی اور شاید کہ یہہ استعمال مثل استعمال اسکن انت و ذوجک الجنۃ کی ہے جیسا کہ سابق گذرا اسواسطے سے اُسکے اسکن انت و لشکن ذوجک الجنۃ مقرر ہے تفتیس چہارم وہ کہ حضرت یونس اور حضرت آدم بموجب نص قرآنی کی موصوف ساتھ ظلم کے کہ تھی قال اللہ تعالیٰ حکایۃ عن یونس لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین وقال اللہ تعالیٰ حکایۃ عن ادم ربنا ظلمنا انفسنا الخ حالانکہ اعلیٰ مراتب امامت کا کہ نبوت ہے انکو حاصل تھا پس کلمہ لا ینال عہد الظالمین کا برہم ہوا جواب اُسکا اوپر مذاق جہو اہل تفسیر کی وہ ہے کہ وہ ظلم کہ ان دو نوبزگون نے طرف اپنی نسبت کیا ظلم حقیقتہ نہ تھا بلکہ ترک اولیٰ و آیت میں مراد ظلم حقیقی ہے کہ فسق ہے اور وہ عبارت ارتکاب گناہ سے ہے اور اوپر مذاق اہل تحقیق کے وہ ہے کہ ظالم اور جمیع مشقتات افعال اختیار سے مثل ضارب اوقال وغیرہا کے حقیقتہ اوس شخص کے حق میں متعل ہوتے ہیں کہ قصد اُس افعال کا کری اور زلات انبیاء میں اصلا قصد معصیت کا نہیں ہوتا بلکہ قصد کسی مباح یا طاعت کا کرتی ہیں اور بسبب مجاہدات اور قرب کے وہ طاعت معصیت میں پڑتی ہیں پس ارتکاب اُس معصیت کا

۳
عَلَمَکَ اَنْتَ اَنْتَ
الْقَائِمُ الْکَامِلُ
سَبْقُ شَرِّکِ
پُروردگار پس جزو
سب نقصا و نواقص
نہیں کہ جو ہر چیز سے
جسے برتری و برتری ہے
بہر سبب الہی
جاننے والا متعجب
کام نہ انت انا
ازدگار و خداوند
فَلَا اَنْبَاءَ بَعْدَکَ
قال انت اقل
افکار مستعجب
و ازاد و خداوند
مُتَابِعُ مَنَکَ
تکلف و سرکش
نے کرے تو سرکش
و زشتی و کراہ

حق میں انکی معصیت نہیں ہونا بہ سبب پناہ فی قصہ کے لاکن یہ سبب مشاکلت صوری انگ کی
 اس زلت کو بنا کر نفس اور تواضع اور انکسار کے ظلم اور معصیت کہتے ہیں اور لفظ زلت کا
 جس کے معنی لغزش پا ہے اس تحقیق سے خبر دیتا ہے تفتیش پنجم وہ کہ بموجب اس نص صریح کے
 عدالت اور تقویٰ واسطے ہر منصب کے منصوبوں شرعیہ سے شرط ہے اور اسی واسطے فقہانے
 اس پر اجماع کیا ہے کہ بادشاہت اور حکومت اپنی اختیارات سے کسی فاسق کو نہ دینا چاہئے لہذا
 جو کوئی فاسق تعجب سے سلطنت اور حکومت پر مستولی ہو غرض اس پر جائز نہیں کہ واسطے کہ ہر
 برپا ہوئے فتنہ کا ہے بالیقین اور عزل اسکا مہموم ہے پس مصلحت مہمومہ کے لیے یعنی
 مفسدہ کو اختیار نہ کرنا چاہئے اور ایسے ہی قاضی اور مفتی اور محتسب اور امام نماز کو لایا ہے
 کہ فاسق اور فاجر نہ ہو باوجود اسکے جو کوئی نماز میں فاسق کی اقتدا کرے نماز اسکی فاسد نہیں
 ہوتی ہے یہ ہے مذہب اکثر علماء اسلام کا اور ابن مردودہ بروایت حضرت امیر المؤمنین جعفر
 علی کرم اللہ وجہہ کی لایا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفسیرین لاینا ل عہد انطا
 کی فرمایا ہے کہ لا طاعۃ لخلق فی معصیت اللہ لا طاعۃ الا فی المعروف اور ابن ابی حاتم
 نے ابن عباس سے روایت کی قال قال لا بد اھلنا فی جامعک للناس اماما قال ومن ذل
 فابی ان یفعل قال لاینا ل عہد انطا لین اور روایت میں ابن اسحق اور ابن جریر کی ابن
 سے ساتھ اس لفظ کے ہے کہ یضربہ انہ کائن فی ذلک یتہ ظالم لاینا ل عہد لا یضربہ
 ان یولیہ یشامن امرہ لیکن اس جافرقہ امامیہ نے افسر اط کی راہ طو کی ہے
 اور کہا ہے کہ صحت امامت عین عصمت کہ جو خظانی القیم اور امتناع صدور گناہ عمل میں شرط ہے
 اور یہ عصمت ظاہری اور باطنی خلق کو معلوم نہیں ہو سکتی پس ناچار مقرر کرنا امام کا چاہئے
 کہ خدا کی طرف سے ہو نہ مخلوق کی طرف سے لیکن یہ ظاہر ہے کہ مقابلہ ظلم کا عدالت اور تقویٰ
 ہے نہ عصمت البتہ جو آیت شریفہ لاینا ل عہد من کان عنک الظلم ومحتمل المعصیۃ
 واقع ہوتی تو یہ فہمید گنجائش رکھتی حالانکہ لفظ ظالمین واقع ہے امامت غیر ظالم کی
 خواہ معصوم ہو خواہ مستحق درست رہے اور یہی اگر عہد کو عام رکھیں پس چاہئے کہ فاسق
 اور مفتی اور محتسب اور امیر اور حاکم میں بھی عصمت شرط جائیں اور جو عہد کو خاص کر تو یہی ہے

م
 نام کوئی پیر نہیں کیا نام
 آدم سے بنوادی اور
 فرشتوں کو ان کے نام چاہئے
 فرمایا خدا تعالیٰ نے
 فرشتوں کو کہ میں تم کو کہتا ہوں
 تم کو میں تم کو کہتا ہوں
 اور میں تم کو کہتا ہوں
 جانتا ہوں میں تم کو
 نام ظاہر کرتے ہو وہ
 خیال سب بچے مہمومہ
 فرشتوں کی لاینا ل عہد
 انطا لین اور ابن اسحق
 اور ابن جریر کی

تفسیر رضی کے اس آیت سے یہ بات نکالی ہے کہ امام کو چاہیے کہ کیسے وقت کفر نہ کیا ہو اور ابتدا اس بلوغ سے روش اسلام پر ہو حالانکہ جو کافر مسلمان ہو اور کفر سے توبہ کی ہرگز نہ ہو کافر اور ظالم نہیں کہہ سکتی ظالم وہی ہے کہ اپنے ظلم میں آلودہ ہو انکس من الذین لا ذنب لہ قاعدہ مقرر شرع کا ہے اور جو کوئی کافر سالہا سال مسلمان ہوا ہو اور توحید میں قدم راسخ پیدا کیا ہو اسکو ہرگز کافر نہ کہنا چاہیے اور جو کہ بعضے نا فہم واسطے تائید مذہب امامیہ کے کہتے ہیں کہ حالت خواب میں مرد با ایمان کو مومن کہتے ہیں حالانکہ اس حالت میں اسکو ایمان کہہ یعنی تصدیق کی ہے بالیقین حاصل نہیں باعتبار اُمی تصدیق سابق اُسکے کے یہہ استعمال صحیح ہے پس ظالم باعتبار ظلم سابق کے صحیح الاستعمال ہوا اور یہی کلام کنندہ اور اشی کے حصول مبادی انکی کا دفعہ ممکن نہیں لکن امواد غیر قارۃ استعمال اُس کا یہی حصول مصداق کے صحیح ہے پس جواب اسکا وہ کہ مرد با ایمان کو حالت خواب میں وہ چیز کہ اذالہ تصدیق اُسکی کا کرے حال نہیں اسواسطے وہ تصدیق سابق انکی شرعاً معتبر ہو اور ساتھ اُمی اعتبار کے لفظ مومن کا حق میں اُسکے موافق اصطلاح شرعی کے صحیح الاستعمال ہے کواسطے کہ شرعی لفظوں کے استعمال میں معانی شرعیہ متحقق ہو اگرستے ہیں اس ظالم یا کافر کی کہ ظلم اور کفر اپنے سے توبہ کی ہو اور فیزل کفر اور ظلم اُسکے کا شرعاً ثابت ہوا استعمال لفظ ظالم اور کافر کا اُسکے حق میں کس طرح کر سکتے ہیں کہ نہ لغت مجوز اسکا ہے اور نہ شرع اور باوجود اسکی حالت خواب میں غفلت اور بے التفاتی ہے تصدیق سے نہ در وال تصدیق کا خزانہ اور حافظہ سے اور وہ حصول کہ صحت استعمال مومن کی تین شرط ہے حصول خزانہ اور حافظہ میں ہے نہ ادراک اسکا بافضل مالا عالم کو وقت اشتغال نماز کے جہاں کہنا صحیح ہوا اور اس مالدار کو جسکے ہاتھ میں کو سامان ہنگام کے خزانہ میں مال بہت موجود ہو مٹلس کہنا صحیح ہوا اور یہہ باطل بالاجماع ہو اور ایسے ہی مشتقات غیر فارہ بسبب ایسے کے کہ حصول مبادی انکے کا لغت محال ہے قصہ اور ارادہ تحصیل اس مبادی کا استعمال اس مشتقات میں قائم مقام حصول مبادی انکی عرق اور لغت اور شہرہ عاکہا جاتا ہے بخلاف مشتقات ممکنۃ الوصول کہ قائم کرنا بدل کا بیج استعمال اُسکی کے جائز نہیں ہے واسطے ممکن ہونے اصل کے مانند اُسکے کہ حق میں یض کے تم جائز ہو

مصحح القرآن

یعنی بابا و ابنتین

اور کاتب و دوستان

کے جو اب و ابنتین

میں مختار سے لے کر

سے درخت و گیہ و شاخ

یعنی بابا و ابنتین

اور کاتب و دوستان

کے جو اب و ابنتین

میں مختار سے لے کر

سے درخت و گیہ و شاخ

اور حق میں صحیح مقیم کے غیر جائز اور بھی حصول کہ استعمال مشتقات میں شرط ہے عام ہے اس
 کہ حصول تدریجی ہو یا حصول دفعی اور انوعیہ قارہ میں حصول تدریجی متحقق ہو یا نہ ہو اس کے
 کے کو دفعی نہیں تفتیش ششم وہ ہے کہ اس آیت میں تحدید سخت اور تسخیریت بلوغ ہو یا بدالی
 علم سے کس واسطے کہ یہ نصلت شیعہ اور ان شخص کو رتبہ نبوت اور امامت اور ریاست شرعیہ
 سے دوڑ ڈالتی ہے کہ ازینا علی الظالمین اور ثانیاً درجہ ولایت سے کہ الا لعدۃ
 اللہ علی الظالمین اور ثالثاً نظر خلافت اور دلون انکی سے کہ جلیت القلوب عن حب من احسن
 الیہا وفضیض من اساعیہ الیہا اور رابعاً حفظ نفس اپنی سے کہ وما ظلمونا وکن کا نوا انفسہم
 یظلمون اور خامساً ذکر خیر اور برکت سے ستر وکات انکی میں کہ دار الظالمہ خواب و لو بعد
 حین اور سادساً شفاعت حمایت اسلاف اور نب کریم سے کہ انہ لیس من اہلک اللہ علی غیہ
 صائم والیاذ باللہ من جمیع ما کرہ اللہ اور جہاں کتاب کہیں کہ ہم اپنے واسطے دعویٰ نبوت
 سطلقہ اور امامت عامہ کا نہیں کرتے ہیں تاکہ بسبب یاقامت کے ہر کوئی مکرر کرین بلکہ عرض جاری
 وہ ہے کہ حکم الہی تبدیل نہیں ہوتا ہے پس ہر پیغمبر کو اور ہر امت کو چاہتا ہے کہ ساتھ احکام کتابوں
 سابق کے رجوع کریں اور عمدہ ان کتابوں کی تورات اور انجیل میں جو ہماری پاس موجود ہیں اس
 اس پیغمبر اور اسکی امت کو چاہیے کہ احکام ان دو نو کتاب کی تحقیق کریں کس واسطے کہ یہ اُمی
 محض ہیں کتاب کو نہیں جانتے اور بھی دعویٰ نسخ اس احکام کا کریں جیسا کہ انبیاء سابق کہ
 نبی اسرائیل میں گذرے ہیں اسی طور تعین احکام تورات کی کی ہے جواب میں انکی کہہ کہ یہ دعویٰ
 تمہارا ہی غلط ہے کس واسطے کہ حکم الہی موافق ہر زمانہ کے سچ رنگ سری کے آتا ہے اور خود تم
 اقرار کرتے ہو اس میں کہ تورات میں بعض احکام ملت ابراہیمی کو نسخ کیا گیا پس جو پیغمبر دوسرا اور
 کتاب دوسری ناسخ احکام تورات کی آوے کیا جائے استبعاد اور تعجب ہے اور واسطے اسی قرآن
 کے یاد کرو تم دو سکر قصہ کو واذ جعلنا البیت یعنی یاد کرو تم اسوقت کو کہ کر دیا ہے خانہ
 کعبہ کو کہ اسوقت تک شہر کہ میں موجود ہے اور بہت خلالت واسطے تعظیم اور احترام اور
 طواف اور استغفار اُس کے کے مشغول ہے مثابۃً لِنَا میں یعنی جاسے جمع ہوئے کے واسطے
 آدمیوں کے تاکہ ہر سال میں واسطے اسی حج اور طواف کے نزدیک اُس خانہ معظمہ کے جمع ہوں اور اس

م
 کتاب نشان اور
 نشان کیا اور بیان
 واکارہا بسیار و در بیان
 و انہی کے بیان تدریجی
 کیا اور حضرت آدم الیہ السلام
 قاتل کائنات انسان خونی
 و کفر و جہنم کا بیان کیا
 پھر ہمارا اور ان کے بیان
 اور ان کے بیان تدریجی
 پھر ان کے بیان تدریجی
 سے ان کے بیان تدریجی
 میں ہے وہ دونوں دو
 و ان کے بیان تدریجی
 و ان کے بیان تدریجی
 فی الزمان و فی الزمان
 دفعہ کا بیان تدریجی
 اور کیا ہے کہ ہم
 جو ان کو اور نشان

اور اس جمیع ہونے میں انکو فائدہ دین اور دنیا اور روحانی اور جسمانی حاصل کر دین کوسواسطے
 کہ حقیقتی نے نوع انسانکو ساتھ ایسی وضع کے پیدا کیا ہے کہ علوم اور کمالات انسانیہ انکی
 ساتھ ملاحظہ اور ہم سمجھتے نوع اپنی کے زیادہ ہونے میں اور سیواسطے باورپیشین اور صحر کے پہنوالو
 اکثر کمالات انسانیہ سے جاری رہتی ہیں پس عین حکمت ہے کہ تمام جہان کے لوگوںکو حکم اجتماع کا
 ایک مکان اور ایک نام میں فراوانی تو ہر ایک کمال دوسری سوافائدہ حاصل کرے اور جو کہ مکان
 ایک اقلیم کے صفیون اور پیشون اور علموں اور عبادتوں کو اپنی فکر سے یا اہام آہی کی برلائی ہوں مکان
 اقلیم دوسری کی سبب اجتماع کے اس مکان میں آپس میں مطلع ہوں اور حسن قیج اس فکر تازہ کا ساتھ چہا
 راؤں اور عقولوں کے مشخص اور مختار ہوا اور جو قابل اخذ ہے تمام اسکو یکہیں اور بہی اروح نہانیہ
 مثل شیشیوں متقابلہ کے ہیں کہ عکس ایک کا دوسری میں پڑنا ہے اور استعداد ایک کے دوسرے میں
 سرایت کرتی ہے پس عبادت اور کیفیات کسب ہر ایک کو دوسری بھی سات حکم اجتماع کے حال
 ہوگی نورانیت عظیم ہم پہونچا دین مانند بہت سے چراغوں کے کہ بہشت اجتماع نور ایک کو
 اضعات و مضاعف کرتے ہیں اور واسطے اسی نکتہ کے جمیع اور جماعت مشرور ہوئی لیکن جماعت
 پنجگانہ جامع ال ایک محکم کی ہوتی ہے اور بس آوجہ اور جامع ال ایک شہر کے اور یہ جماعت جامع
 ال ہفت اقلیم کی ہے اور محفل ہے کہ لفظ مشابہ مشتق ثواب سے یعنی جائی تحصیل ثواب کی واسطے
 آوینوں کے اور ظاہر ہے کہ یہ گہرواسطے تحصیل ثواب کے ایک نسخہ عجیب ہے اسلئے حج اس گہر کا
 موجب دوز ہونے جمیع گناہوں کا ہے بحکم حدیث شریف کے من حج اللہ فلم یرفث ولم یفسق حج
 کیوم ولدته امہ اور عمرہ اس گہر کا بھی کفارہ ہے بحکم العمرة الی العمرة کفارة لما بینہما
 اور نماز کہ بہترین سبب تحصیل ثواب کثیر کا ہے صحت انکی مشروط ساتھ استقبال اس گہر
 کے ہے اور طواف اور قربانی کہ بھی عمدہ اسباب تحصیل ثواب سے ہیں خصوصیات اسی گہر کی ہے
 ہیں اور تمام نیکیاں خواہ جنس روزہ یا صدقہ یا دوسرے وجوہ خیر کے ہوں حوالی اس گہر کی
 اور اگر نہیں ثواب مضاعف ہے بحدیکہ ایک ایک نیکی اُنجا کہ میں برابر لا کہہ نیکی کے ہے جگہ دوسری
 چنانچہ تاریخ ادرنی اور ادرکتب حدیث میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے
 مروی ہے اور قطع نظر شغل عبادت کی اُنجا میں محض مجاورت اُسقام متبرک اور نظر طرف اُس

مختصر
 اور درویشوں کو
 چاہنا کہ سب سے
 شکر ہو گئے ہیں
 ترمذی نے منہ سے
 زمین میں جو جگہ ہو
 اور فائدہ اور ماحول
 اور ترمذی میں جو ایک
 وقت تک جو وقت
 سنا کہ قتل کا
 بیت کی ملکیت
 عہدہ دارانہ تھا
 اور چھوٹے پر
 اور علم کے لاس
 اپنے پورے
 اسی زمین میں
 نے حضرت آدم
 جی میں دال دیا

مشرع نہیں جانتے ہووے العاکفین یعنی اور واسطے اعتکاف کر نیوالوں کے اس مکان میں
اور تم اعتکاف کو اس مکان میں بہتر اعتکاف مسجد دن دوسری سے نہیں جاتی ہووے اکثرکم
السنجود یعنی اور واسطے نازیوں کے کہ رکوع اور سجدہ کرتے ہیں اور دین تمہاری میں اصلا
رکوع نہیں اور سجدہ تمہارا ہی سجدہ مقتضی نہیں کہ پیشانی کو تمام زمین پر پہنچاؤ تم بلکہ اپنی
ایک کھ کو زمین پر رکھتے ہو تم پس جب تم اس بات کے قائل ہو کہ دین حضرت ابراہیم اور
اولاد انکی سچات آنے تو ریت کے یہہ احکام منسوخ ہوئے ہیں تم ساتھ آنے کسی کتاب دوسری کے
بعض احکام تو ریت کے منسوخ ہونیکا واسطے تعجب کرتے ہو تم باقی زمین اسجا پر چند بحث ال
وہ کہ مملول واذ جعلنا البیت مثابة للناس کا یہ ہے کہ اس خانہ مبارک مجمع قرادینا خدایک
سے ہے لیکن وقت اس حکم کا کونسا تھا ظاہر اسباق اور سیاق اس آیت سے وہ ہو کہ ابتدا اس
حکم کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہی لیکن تواریخ کی رو سے ثابت ہو کہ ابتدا کے بنائے
اس خانہ معظمہ کی حضرت آدم کی عہد میں وقوع میں آئی اور اس وقت سے ہمیشہ بہ مقام انبیاء و
صلی کی عبادت گاہ اور دعا کے مقبول ہونیکا محل بنا اور تاریخ ازرتی اور کتاب العظمیٰ البواشیر اور تاریخ
ابن عساکر اور دوسری کتابوں اس فن کی میں کو رہی کہ جب حضرت آدم ہمیشہ شیکا اور پرزیر کے پڑے جتا
آہی میں عرض کی کہ بار خدایا بیت بیچ اور کیبیر اور تھیل ملائکہ کو زمین پر نہیں سنتا ہوں جیسا کہ آسمان پر
سنتا تھا اور نہ کوئی طواف گاہ رکھتا ہوں جیسا کہ فرشتوں کا آسمان میں طواف گاہ دیکھتا تھا کہ بیت
ہے حکم ہوا کہ جاؤ اور جس مکان کا کہ نشان میں ہم خانہ کعبہ کو بنا کر اور گرد اس کے طواف کرو اور طرف
اس کے نماز گزار اور حضرت یسریٰ کو حکم ہوا کہ ہمراہ حضرت آدم کے جادین اور انکو نشان میں حضرت جبریل
حضرت آدم علیہ السلام کو مکان کعبہ معظمہ میں لاکر اس میں پر پڑا پنا مارا کہ ساتویں زمین کے نیچے سے
اور پتہ بنیاد اسکی ڈرگئی اور اس بنیاد کو فرشتوں نے ایسی بڑے بڑے پتروں سے کہ ایک پتہ تیس
مروں سے ہی نہ اٹھی پڑ کر دیا اور یہ پتہ پانچ پہاڑ کے تھے کہ وہ لبنان اور طور سینا اور جودی
اور جزیرا یہاں تک کہ وہ بنیاد برابر روئے زمین کے پہنچی اس وقت حق تعالیٰ نے بیت المحمور کو
آسمان سے نازل فرمایا اور اس بنیاد پر اسکو رکھا اور حکم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اولاد انکے
گرد اسکی طواف کریں اور طرف اس کے نماز گزار ہیں اور یہ خانہ زمانہ طوفان نوح علیہ السلام تک

مکان
ان فرشتوں کو وہ مقام
اور فرشتوں سے ان پر
بیت انہ کے طریق
وہ پہلے تمام مقام پر
اور قول پر اور زمین پر
وہ مقام سے کیا تھا تو
اوس میں قول ابتدا
ہوئے سے کیا ہے اور
بہشت وارد قصہ حضرت
حضرت کا نام اسکی
تہا خطبہ اور پیشانی
انگوشتی اسکی پہنچتی
سویہ بارہ فرشتے
اور اسان اور انعام
یہ کیا تھا کہ یہ ساری
فرشتے ہی اسکی
خداون کی اور اسکی
قوم کی حضور
انہ وقت میں ہوا

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

ترجمہ تفسیر غزنی

موجود تھا اور وقت طوفان کے اُس خانہ کو پہر آسمان پر لگی سیچ کے مکان کعبہ منظر میں ملتا
بلند کے تمام زمین کو جدا معلوم ہوتا تھا لیکن اُس کے اوپر کوئی اور نہ تھا اور اہل آفاق اُسی مکان کا
قصہ کرتے تھے اور محل اجابت مکان جانتے تھے یہاں تک کہ ابراہیم کو واسطے بنائے کعبہ کے
حکم ہوا اور ہمراہ اُنکے سکینہ نے بصورت ابر کے سایہ ڈالا اور سب اُس سایہ کے حد کعبہ منظر کی
معین ہوئی اور حضرت جبریل نے مقدار دو سایہ کے خط کہنچا اور اسی خط سے حضرت ابراہیم
واسطے کہو دے زمین کے مشغول ہوئی یہاں تک کہ بنیاد حضرت آدم کی نمودار ہوئی پھر اُس کے اوپر
بنیاد بنائے خانہ کے محل میں لائے اور جو وقت کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس گھر کو تعمیر فرماتے تھے
تو اُسکی بلند می لوگڑ کی کنی اور دو در اُسکا حجر اسود کی سرکن شامی تک تینتیس گز اور کن شامی سرکن
غزنی تک بائیس گز اور کن غزنی سرکن یانی تک کتیس گز اور کن یانی سے حجر اسود تک بیس
گز تھا بیس ٹکھل کعبہ منظر کی اُس وقت میں شکل مستطیل تھی کہ طول اُسکا عرض اُسکی سوزیادی تھی ظاہر
رکھنا تھا اور باہم طول طرفین میں کہ شرقی اور غزنی سے نیز اختلاف تھا لیکن غیر محسوس اور
اسطیغ عرض کی دو فوجاں میں کہ شمالی اور جنوبی ہر اختلاف غیر محسوس تھا اور دروازہ اُس خانہ کا
اُس وقت میں سامت زمین کے چسپان تھا نہ بلند اور فضائی محض تھا کو اڑ وغیرہ نہ تھے یہاں تک کہ تیر
حمیری نے واسطے اُس دروازہ کے کو اڑ اور زنجیر اور قفل بنایا تھا اور یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے اُس خانہ کے اندر آنے والے کے دائیں جانب ایک حقربا چھوڑا تھا تو مہر خانہ اُس کے کہر کے
اور جو کچھ نذر اور مخالف واسطے اُس خانہ کے آگے اُس خزانہ میں رکھین اور بانی اُس خانہ کے
حضرت ابراہیم تھے اور فرد و حضرت اسمعیل کہ گلابہ کرتے تھے اور پھر کوہ البقیس اور حجاز اور
ورقان سولات تھے یہاں تک کہ عمارت اُس خانہ کی قد آدم کو بلند ہوئی اور احتیاج اُس چیز کی ہوئی
کہ اُسپر کھڑے ہو کر بنا کرین حضرت اسمعیل کو فرمایا کہ واسطے میرے کوئی پتھر لا تو اُسپر کھڑا ہو کر
کار عمارت میں مشغول ہوں حضرت اسمعیل علیہ السلام کوہ البقیس پر واسطے تلاش پتھر کے گھر
حضرت جبریل علیہ السلام نے راہ میں اسنے ملاقات کی اور کہا کہ آؤ میں تھکو دوڑے پتھر کا نشان
دون کہ ہمراہ حضرت آدم علیہ السلام کے بہشت سے دنیا میں گئے ہیں اور برکت عظیم کہتے ہیں
حضرت ادریش فرماتے ہیں دنوں پتھر دلو بخوف آنے طوفان کے اس پہاڑ میں مخفی کر کے دفن کیا ہے

موضع مکان

من کوہ احدی رارہ

والمیہ بنی نضیر

والمیہ بنی نضیر

والمیہ بنی نضیر

والمیہ بنی نضیر

والمیہ بنی نضیر

والمیہ بنی نضیر

والمیہ بنی نضیر

بن کثیر تفسیر دینی میں کہتے ہیں کہ لہو مدون معصوم ان البیت کان منبیا قبل اخیلیل یعنی پہلی روایت کی گئی کسی معصوم سے کہ تحقیق بہت تھا بنایا ہوا قبل خلیل علیہ السلام کی لیکن بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پس نزدیک اہل تاریخ کی ایسا مقرر ہے کہ مخالفہ اور جرہم نے بھی اسکو بنایا ہے اور پھر قحی بن کلاب نے بھی اسکو بنایا اور سقف اسکی کو دوم کی لکڑی سے کہ درخت منار کو کہتے ہیں پوشش کی اور کچور کی لکڑی کو بجائے تختوں کے رکھ دیا پس جو وقت کہ آنحضرت علیہ السلام پچیس سال کے تو فریش نے پھر اس خانہ کو بنایا اور سبب اسکا یہ تھا کہ ایک عورت ہوا خوشبو کا پوشش کعبہ کو دیتی تھی شرارہ آتش سے اٹھا اور خانہ کعبہ کی چہت کی لکڑیوں کو اکثر جلادیا اور پہلے اس کو سید عظیم آئے تھے اور اس کے صدر سے دیوارین کعبہ کی بھی شق ہوئیں تھیں سردار قریش جمع ہوئے ولید بن مغیرہ کو میر عمارت قرار دیا اور کعبہ کو ہدم کر کے از سر نو بنا کے اور آپس میں ایسا قرار دیا گیا کہ سوا ہی مال حلال کے اس میں خرچ نہ کریں اور جو اسوقت میں اکثر مالدار سود خوار تھے مال حلال بہت کم ہم پہونچا اور اس بنا میں تغیر اور تبدل بہت واقع ہوا اول یہ کہ عرض کعبہ سے چند گز زمین کو چھوڑا اور حطیم میں داخل کیا دوم یہ کہ اس کے دروازہ کو زمین سے بہت بلند کیا تاکہ جسکو چاہیں آئے دین جسکو چاہیں نہ آئے دین سیوم یہ کہ اندرون خانہ کعبہ لکڑی کے ستون دو صف ایستادہ کئے اور ہر صف میں تین تین متون تھو چہارم یہ کہ خانہ کعبہ کی بلندی یا سکوچیدگی کیا اٹھارہ گز ہو گز اور ارتفاع حضرت ابراہیم کے زیادہ کیا پنجم یہ کہ اندرون خانہ کعبہ کے متصل رکن شامی کی زینہ قائم کیا کہ اوپر بام کعبہ کے اس سے پہونچ سکیں اور یہ بھی سابق نہ تھا پھر امام میں عبداللہ بن زبیر نے اس خانہ کو بنایا اور بدعات جاہلیت کو موقوف کیا مطابق اس حدیث کے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے سنی تھی اور بجائے گلاب کے اس کے گل خوشبودار کے میں میں ساتھ گرجہ محکم کے مخلوط کر کے صرف کی اور حطیم کو خانہ کعبہ میں داخل کیا اور اس خانہ کے دروازہ بنائے ایک عرب کی جانب اور ایک شرق کی طرف اور جب بنائے فارغ ہوئے سر اسر باہر اور اندر شکاف اور غبر سے کھل کی اور دیبا کے پوشش چڑھائی اور فراغت اس عمارت سے ستائیس جب مکہ چلے گئے کو واقع ہوئی پہونچ وقت حجاج کے بنائے اس خانہ معظمہ کو قائم ہوئی لیکن سید کہ جانب شامی کعبہ کو ہدم کر کے بنیاد قریش کو بلند کیا اور زمین کعبہ بڑی بڑی پتھر سے

اور دوسرے بزرگان مجلس نزدیک اُس سانپ کے گئے کہ اُسے عزیز طواف تیرا ادا
 ہوا لیکن اُس شہر میں آدمی ناواقف اور غلام اور خدمتگار بہت ہیں بہتر وہ ہے
 کہ آپ کو نظر آدمیوں سے پوشیدہ رکھے تو کہ مہاراجا کو ایذا پہونچا دین بجز دینے اس
 کلام کے سزا اپنی دم سے لپیٹ کر طرف آسمان کے اُڑ گیا یہاں تک کہ نظر ہمارے
 سے غائب ہوا اور یہی ابو الطفیل سے روایت کے کہ ایک نوجوان صالح جنوں میں
 سے کہ موضع ذی طوی میں رہتا تھا اکثر آپ کو بصورت سانپ بنا کر واسطے طواف
 خانہ کعبہ کے آتا تھا اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے نماز گذارتا اور مادرِ بسکی
 کہ جنات سے تھی اُسکو اسکار سے منع کرتی تھی اور ڈراتی تھی کہ مہاراجا کو آدمی کا
 جان کر مار ڈالیں وہ باز نہیں آتا تھا یہاں تک کہ ایک جملعت بنو سہم و اشکو بارِ مجد
 مارنے اُسکے کے مکہ میں ایک غبارِ عظیم برپا ہوا اور ایک سخت آندہ ہی چلی اور
 اُس جماعت بنو سہم کو اپنے گروں میں مردہ پایا اور یہی تو ایچ مکہ میں تھا
 جل طائف مشہور ہے خلاصہ اُس حکایت کا وہ ہے کہ سنہ آٹھ سو
 پندرہ ہجرت شریفہ سے ماہ جمادی الثانی میں ایک شتر شتر وں جمالِ فافقی
 سے مالک اپنے سے بہاگا اور قصد مکہ معظمہ کا کیا اور مسجد الحرام میں داخل ہوا آدمی
 بہت گرد گرد اُسکے دوڑتے تھے اور چاہتے تھے کہ اُسکو مکہ میں وہ ہرگز کسی کی طرف
 توجہ نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ ساتھ دفعہ طواف بجالایا اور دو تین اسبوع تمام کئے
 اُسوقت طرف حجرِ اسود کے گیا اور اُسکو بوسہ دیا اور بعد اُس کے مقام ابراہیم کی
 طرف متوجہ ہوا اور مقابلِ میزابِ الرحمتہ کے کھڑا ہوا اور رونا شروع کیا
 یہاں تک کہ اُسکی آنکھوں سے بہت سے آنسو روان ہوئے اور اس حالت میں
 آپ کو زمین پر ڈالا اور جان کو اپنی جان کی پیدا کر نیوالے کو دیا اور آدمی اُسکو
 اس حالت میں دیکھتے تھے بعد مرنے کے اُسکو اُٹھایا اور صفا اور مردہ میں لپیٹی
 اور دفن کیا اور ایک اسباب رجوعِ خلایق سے طرف اُس خانہ کے وہ ہے
 کہ دعا پسند جا اُس مقام سے مستجاب ہوتی ہے اور آدمیوں نے تجربہ کیا ہے اور

وہاں تک کہ اُسکی آنکھوں سے بہت سے آنسو روان ہوئے اور اس حالت میں
 آپ کو زمین پر ڈالا اور جان کو اپنی جان کی پیدا کر نیوالے کو دیا اور آدمی اُسکو
 اس حالت میں دیکھتے تھے بعد مرنے کے اُسکو اُٹھایا اور صفا اور مردہ میں لپیٹی
 اور دفن کیا اور ایک اسباب رجوعِ خلایق سے طرف اُس خانہ کے وہ ہے
 کہ دعا پسند جا اُس مقام سے مستجاب ہوتی ہے اور آدمیوں نے تجربہ کیا ہے اور

مصحح القرآن

حصول مطالب دینی اور دنیوی اپنی کے دعا اُس مقامات کے قوی ترین وسائل
کا جانتی ہیں چنانچہ جن بصری غصے بر روایت صحیح ثابت ہوا کہ مکہ معظمہ میں ہندو
مکان ہیں کہ دعا اُس جاستجاب ہوتی ہے ملتزم کے پاس اور میزاب کے نیچے اور نزدیک
رکن یانی اور اوپر صفا اور وہ کے اور درمیان رکن اور مقام اور جوف کعبہ اور منی
اور مزدلفہ میں اور عرفات میں اور نزدیک جمرات ثلثہ اور آب زمزم کے چشمہ کے پاس اور
مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے کہ انکانت الائمة من ہنی اس ایٹل نقد صمکۃ
فاذا بلغت ذابطوی خلعت لعالہا تعظیما للحم اور یہی مذکور ہے کانت الانبیاء
اذ ۱۱ اتوا علہا محرم نزعوا لعالہم اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں مجاہد سے
روایت کی کہ بعض اوقات لاکھ لاکھ آدمی بنی اسہ ایل سے واسطے ج کے
آتی تہی اور جب حد حرم میں پہنچتی تہی برہنہ پا ہوتے تھے اور رزقی اور
ابن عاکر نے ابن عباس رضے روایت کی ہے کہ حواریوں نے بھی جرجا
کا کیا ہے جب حرم میں داخل ہوئی سوار یوں سے نیچے اتر کر پیادہ رومی
اختیار کے اور رزقی نے خوطیب بن عبدالعزے سے روایت کی ہے کہ ہم ایک
روز ایام جاہلیت میں سایہ میں کعبہ کے بیٹھی تہی ناگاہ ایک عورت آئے
اور کعبہ کا پردہ پکڑ کے فریاد کرنے لگی کہ بار خدایا میں ہاتھ شوہر اپنی سے نالا ہوں کہ مجھ کو
بیہرم مارتا ہے مجھ کو اس دعا کے ہاتھ شوہر اس کے کا خشک ہوا میں اسکو ایام اسلام
میں خشک دیکھتا تھا اور تو ایچ میں مقرر ہے کہ اساف اور نائلہ مرد و عورت تہی وقت
داخل ہونے کعبہ کے مرد نے عورت کو بوسہ دیا دونو بصورت سنگ مسخ ہوئی
ادمی ان دونو نکو کعبہ سے باہر لائے واسطے عبرت آدمیوں کے باہر کعبہ کے کھڑا کیا
اور ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمن بن سابط سے روایت کی ہے کہ آدمی مکہ کے موسم حج
میں باہر آئی تہی ایک چور نے مکان کو خالی دیکھ کر زر گھر سے کیسے لیکر اندر کعبہ کے کہا
جو وقت مراجعت کے کعبہ میں واسطے لینے اُس قطعہ زر کے داخل ہوا اور ہنوز
سر اسکا اندرون کعبہ کے تھا اور باقی اعضا اس کے باہر کہ خانہ کعبہ نے اسکو بزدل

اپنے پرندہ کا سر
یقین بخیرین و کبر
خدا کے لئے کیوں
خیرین پر جانا ہے
حساب دینے کو اور اپنے
کا مسک بیکر
یہی اسے ایل کا
نیچے اتر کر پیادہ
تھکے انکانت یا کبر
بے بنی ایل وہاں
جو جسے تم بارود
بارود جو جسے ایل
دنی کو لینے نہا ہے
میں دیکھو وقت کے
اور خلعت کے چاروں
ہی دیکھو انکانت یا کبر
تھکے انکانت یا کبر
تھکے انکانت یا کبر

دیا اس سرسکا تن سے جدا ہوا آدمیوں نے اس واقعہ عجیب کو دیکھا سر اور تن ہٹا
 باہر لاکر کتون کے آگے ڈالا اور یہی ارزقی تاریخ اپنی میں ساتھ سند صحیح کے لایا ہوا
 کہ ایک عورت تھی جاہلیت میں کہ اپنے کینے میں سے ایک لڑکے کو پالا تھا اور وہ خود
 واسطے کسب معاش کے گھر سے باپ کے جاتی تھی اور وہ طفل تنہا رہتا تھا ایک
 دن اُس طفل نے شکایت تنہائی اپنی کی کی اُس عورت نے کہا کہ بیٹا جو کوئی ظالم
 تجھ پر حالت تنہائی میں ظلم کرے پس جان کہ مکہ میں ایک خانہ ہے آپ کو اُس
 گھر میں پہنچا اور فریاد کر کہ اس خانہ کا ایک صاحب ہے کہ فریاد رس ہے اتفاقاً
 اُس بچے کو ایک ظالم تنہا پا کر قید کر کے لگیا اور ایک مدت ساتھ اپنے رکھا
 اور بہ تقریب تجارت کے مکہ معظمہ میں پہنچا اور وہ بچا ہمراہ اُسکے تھا جو میں اس
 خانہ کو دیکھا آدمیوں سے دریافت کیا کہ یہ گھر کس کا ہے کہا خدا کا گھر ہے اُسکو اپنے
 مان کی بات آئی اور اُس ظالم کے ہاتھ سے بہاگ کر نزدیک خانہ کعبہ کے آیا اور
 پر دون اُس خانہ کو محکم پکڑا اُسکے پیچھے پیچھے اُسکا مالک پہنچا چاہا کہ اُسکو کینچ کر لکھا
 پہلے سید ہا ہاتھ اپنا دراز کیا تاکہ اُس لڑکے کو پکڑے اُسکا سید ہا ہاتھ خشک ہوا
 پہر یائین ہاتھ کو دراز کیا وہ بھی خشک ہوا جب حال اس طریقہ پر دیکھا اگے سردار
 قریش کے گیا اور کہا کہ میں اس آفت میں گرفتار ہوا اب تم گواہ رہو کہ میں نے اس بچہ
 کو چھوڑا اور ساتھ اُسکے متعرض ہوں ججا چاہے چلا جائے لیکن علاج دونو ہاتھ میرے
 فرماؤ تم بزرگان قریش نے فرمایا کہ ہر بات اپنے سے ایک ایک مشتر قربانی
 کر اسنے ایسا ہی کیا دونو ہاتھ اُسکے اپنے ہوئے اور یہی ارزقی نے عبدالمطلب
 بن ربیعہ بن حارث سے روایت کی ہے کہ ایک شخص بنی کنانہ سے اوپر
 حمزہ اپنے کے ظلم بہت کرتا تھا وہ ہر جہت ساتھ خدا اور قربت کے پناہ چاہتا
 تھا وہ ظالم ایذا اُسکے سے باز نہیں رہتا تھا ناچار ہو کر خانہ کعبہ میں پناہ لگیا
 اور دعا کی کہ بار خدا یا فلا نامیرے اوپر ظلم کرتا ہے اور میں بیچ گھر تیرے کے
 پناہ لایا ہوں میں اُسکو ایسی درد میں مبتلا کر کہ لا دو اہو یہہ دعا کی اور اپنے

شائع شدہ در دارالکتب
 مفتاح کنانہ در تاریخ
 بعضی وقت ہا اور
 و سید بن عبدالمطلب
 پکڑا اور دیکھا کہ اُس
 خانہ کا ایک مالک
 دیکھنے لگا تو اُسکی
 کا رشتہ میں بھی
 کوئی کارکنی کا
 غشوا سے قبول
 ہو گا اور سید ہا ہاتھ
 کی کا اُسکا ہاتھ
 میرے پکڑے لکھا
 چاہتا کہ کوئی اُس
 سے چھوٹے تو یہی
 اور نہ کا خداوند
 و ظالم ایذا اُسکے
 نالکے ہا ہاتھ
 رشتہ داری اور

گھر گیا دیکھا کہ شکر عالم کا درم کر آیا ہے اور مانند مشک کے ہو گیا ہر چند داکر تا تھا مفید ہوتی
تھی یہاں تک کہ حکم سکاشق ہوا اور مر گیا اور عبد المطلب کہتے ہیں کہ میں نے اس قصہ کو رو بہ رو
حضرت ابن عباس کے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے بھی ایک شخص کو دیکھا کہ رو بہ رو خانہ
کراڑا اور اپنے ظلم کر نیوالے پر بد دعا کی کہ اندھا ہوئی الفور اندھا ہو گیا اور اسکو آدمی کہنچ کر لے گئے
اور ایسے ہی کرشمہ تھے کہ یہ مکان ہمیشہ جلے اس رہا ہے کسو اسطے کہ آدمی بخوف عقوبت
عاجلہ کی تضرع و سناہ آدمیوں اس شہر کے اور بہتک حرمت اس شہر کے سے اجتناب
اور احتراز کرتے تھے اور آپس میں بچ اس مکان کے مناقشہ نہیں کرتے تھے اور دوسرے
اسباب اس شہر کے سے وہ ہے کہ ہمیشہ قلعہ و بادشاہوں سے خارج رہا یہاں تک
کہ نسبت اسلام کی پہونچی اور وہ آدمی کہ تعظیم اس مکان کی زیادہ کرتے تھے مرتبہ سلطنت
کو پہونچے اسوقت سے اس دوجہد اس جا میں متحقق ہوا بخت سوم وہ کہ اس خانہ کو نسبت
خدا کی طرف کرنا جیسا کہ اس نسبت میں واقع ہے کہ ان طہل یعنی کیا معنی رکھتا ہے اگر
نسبت خالقیت اس نسبت کی صحیح کرنے والے اس اضافت کے ہے پس ہر بقعہ زمین کا
یہی حکم رکھتا ہے اور اگر نسبت سکونت اور بود و باش کی ہی پس ذات باری تعالیٰ کا
ہے مکان سے اور اسکو سناہ کسی مکان کی یہ نسبت حاصل نہیں اور جو نسبت اس کے
ہے کہ اس مکان میں اس کے عبادت کرتے ہیں اور شان معبودیت اس کے نے اس جگہ
میں ظہور فرمایا جو پس خانہ کعبہ اور معابد کفار مثل ہر دوار وغیرہ کیساں ہو کہ سب میں شان
معبودیت کی ظاہر ہے کسو اسطے کہ ہر جا میں طالبان حق شوق اپنی کو لباس صورت میں
ظاہر کرتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ اس گھر کا اختصاص جناب الہی کے ساتھ اس سبب سے
یہ گھر کی عبادت کے لئے اس کے حکم سے اور فضائے شوق طلب اس کے کے بنایا گیا ہو
اور کسی طرح کا علاقہ ساتھ مخلوقات کے نہیں رکھتا ہے اور معابد کفار مثل ہر دوار وغیرہ
نہ حکم اس متعلق کے واسطے اس کار کے بنائے گئے ہیں اور نہ علاقہ مخلوقات کے
خالی ہیں اس واسطے کہ ان مشام معابد میں نسبت نام پاکشن یاد و سرور و عین
محفوظ نظر نصب کر نیوالوں اسس جا کے رہتا ہے پس فرق اس وجہت کا

اور اس کے گناہوں پر
میں نے جو کہ ہم کہہ رہی
سن کہ میں ہم کہہ رہی
جو کہ جانتے اب دل
چونکہ یہی میں نے فرمایا
کے سوا اٹھائے
میرا ہے کہ یہاں
میرا غلط ہے
قصہ کہتے ہیں ان دونوں
نے خطاب دیکھا تھا
میں نے اس خطاب کی
یہ تفسیر کہ میں
ہی اس کی قوم
میں جو ایک شخص
ایسا ہو گا جو جسکی
سب پر اور ان اور
خیری اور شابت خیر
جو کہی فرعون نے
کھنجر کہ یہی اس کی

البتہ منزل اور تہذیب اور عقوبت کا ہوتا ہے کہ مخالفت حکم بادشاہی کی اور جو کوئی کفار و کفر
کہ معاہدہ اپنی میں پرستش کرتے ہیں تمہیں کر کے تم کو واسطے اور گیس لئے اُن معاہدہ میں جاتی ہوا
وضوح ہوگا کہ یہہ ساتھ جیسے ہمکانات کے تقرب ساتھ کسی مخلوق کو مخلوقات سے خواہ روحانیہ میں خواہ
جسمانیہ کرتے ہیں اور توجہ سے طرف ذات خالق کے محض غافل ہیں اس قسم کا مسکن کہ محض واسطہ توجہ
اللہ کے مقرر اور معین ہوگی جیسے سو کا خانہ کعبہ اور مسجد بیت المقدس کی اور کوئی باہنہ جاتا اور
اسی واسطے انہیں و نو مکانات کو لیاقت قبلہ ہونی کی اصل ہوئی البتہ کفار کے عبادت خانہ کے اگر شاہت تہ
بقدر اولیا اور صلح یا چاہا لگی کے رہیں ممکن ہونے ساتھ خانہ کعبہ اور مسجد کی کان میں بہت فرق ہو اور ہی
بجائے وضوح ہوا تہ تاکیدات بلیغہ کا کہ حدیث شریف میں ہے منہ کر کے لیاقت بقدر تہ اور شدہ حال سے طرف کسی
موضع کے سوائے مسجد النبی کے اور وہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لیاقت تہروں کو مسجد بنائیں عاہدہ
کیسے اس عمل کے اگر تہا ہوں کو وہ اعتقاد کہ مشرکین کو سچ ہرگوں اپنی کے ہم ہرچہ چاہے حال ہوتا ہے
اور صرف توجہ الے الیاتی نہیں ہتی مگر یہہ میں اُن و حوکی اور اس قدر توجہ اخلاقی میں کہ وقت فلو
صلاح و فساد نفس انسانہ کا ہر کام نہیں آتی آئے ہر طرف اُس کے کہ خاص کر یہہ میں ہمکان کہ ساتھ تہا
نقشہ کے کہ منسوب بہ تہا ہوں ہی ہو اور قبلہ عبادت اور مخرج خلافت ہو گیا حکمت ہے کہ واسطے کہ شارع
حکیم علی الاطلاق ہو بے کسی حکمت کے نتیجہ میں جانی نہیں فرماتا ہے کہ تہہ میں ہم حکمت اس تخصیص کی
تین چیز جیسے ہر یک ناقص افراد بشر کے دلیل ہے جس آول وہ کہ اصل انہم انسان کی خاک سے ہے اور اصل
کہہ خاک ہی نقطہ ہے جیسا کہ پہلی رویت میں گذرا کہ قبل خلقت میں سے اس مکان (زمین) پر انکس
کے ایک جرم پیدا کیا تہا من بعد زمین تہا منہا اس کف کے نیچے سے منبسط اور فراخ ہوئی پس اصل
جسم آدمی کا راجعہ طرف اُس نقطہ کے ہو اور اُس کا چاہتا ہے کہ جب جسم اپنی کو مشغول عبادت میں
اپنی کے کرے طرف اصل تہا بی اپنی کے رجوع لاوے اور جیسا کہ اوپر اصل قریب اپنی کے کہ جیسا کہ
سجدہ کرتے ہر طرف اصل بعید اپنی کے ہے و وقت عبادت کے متوجہ ہو اور عہد میں یکبار ساتھ تہا رت
اُس مقام کے سعی توجہ الی اللہ اور اشتیاق الی لقاء اللہ کو جلوہ دے اور خرق شوق کا کرے اور گردا گرد
اُس کے پہرے اور واسطے رضا سے مولا اپنی کے فرمان بجا لاوے دوسرے وہ کہ وقت عبادت میں آدمی
خلیفہ اللہ کہ ہے کہ اصل میں شغل شریف کار کا ہے جیسا کہ چوتھ وقت غضب کے خلیفہ باع کا ہے اور یہہ وقت

فیض القادر

19

خلیفہ بہائم کا اور بیچ وقت کے اور فریب کے خلیفہ شیطان کا اور عبادت گاہ ملائکہ کے آسمان
میں بیت المعمور اور یہ مقام زمین پر محاذی بیت المعمور کے ہے جیسا کہ از قی حسن بصری
اور دیگر تابعین سے روایت لائے ہیں کہ المیت بحذو اء البیت المعمور وما بینہما
بحذو ائہ الی السماء السابعة وما استقل منه بحذو ائہ الی الارض السابعة حرم کلہ
یعنی بیت المقدس مقابل بیت المعمور کی ہے اور درمیان اُن دونوں کے ساتویں آسمان تک اور
نیچے اسکے مقابل میں ساتویں میں تک کل حرم پر اور دوسری طریق یہ ہے مضمون بروایت
عبد اللہ بن مسعود حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہے سیوم وہ کہ اس مکان عظیم الشان میں
ہو پر بیت الہی حضرت اسمعیل علیہ السلام کے نے کہ اکبر اولاد حضرت آدم علیہ السلام اور
بعد رتبہ حضرت خاتم المرسلین علیہ الف صلوٰۃ کے تھے عجیب رنگ میں ظہور کیا اور
فصل اُس مکان کے غیبی پانی نے جس کا زمزم نام ہے حضرت جبرائیل کے پرانے سر جوش مارا
رنگ جاری ہو چسٹ وقت اولاد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل اور تابعلان انکی چاہیں کہ
بیت حضرت باب الغرت کی متوجہ ہو اُس مکان کو واسطے توجہ کے اختیار کریں کہ زیور
س تعالیٰ کے اُجھائیں بے پردہ اسباب کے اسلاف کرام انکے کے حق میں کہ سائنہ نسبت
یکے ساتھ اُنکے مفخر اور باری ہیں جلوہ گر ہوئی اور آثار اُس بوسیت کے اب تک ظاہر اور
یدیا ہیں اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کے حق میں بھی اولے شکر اس نعمت نے
ضام فرمایا کہ اُسجگہ واسطے عبادت خدا کے ایک مکان مقرر کریں تاکہ جو وقت اُس مکان میں
دست میں مشغول ہوں بوسیت اُس تعالیٰ کے بوجہ عیان کے ملحوظ انکے ہو کہ دیکھنا مکان کل
وقایع گذشتہ میں داخل عظیم کہے یہ تین چیز میں کہ پچا ابتدائے تخصیص اُس مکان کے واسطے
خدا ہونیکے وجہ محنت سے معلوم بشر کے ہر ایک بعد اُس سے کہ یہ مکان معبد خلائق اور
بادات اور مرجع عاشقون صادق اور مطاف محبوبون خالص کا ہوا پس عمدہ وجہ خاک
اس مکان کے ظہور تجلی الہی کا ہے اُس مقام میں کہ بہ تمام تعظیفات اور محبتیں اس پر
ہوتی ہیں اور سہام دعاؤں گونا گوں اور ذکروں سنگار رنگ کا اس پر پڑتا ہے اور تجلی
ساتھ کمال وسعت کہ حوالی اُس بقعہ کو ساتھ نور عظیم کے پکڑا ہے اور افواج ملائکہ کو اتھام

استخارم اور استنباع کیا اور اشارہ طرف اسی تجلی کے ہو کہ کلام میں بعضی انبیاء و پیشین کے کہ
 او سکوت میں بنی اسرائیل کی روایت کرتی ہیں قولہ سبحان الذی تجلی علی طور سیناء و ہر
 نوارہ من الساعیر و استعین من جبال فاران - فاران نام کہ معظم کا ہے جیسا کہ ساعیر نام
 کوہ بیت المقدس کا ہے اور معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ پاک ہے وہ خداوند جسے کوہ طور
 پر تجلی فرمائی اور او سکوت ساعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑوں سے بے پردہ ظاہر ہوا
 اور سب سے تجلی الہی کے جو کہ زائران اوس خانہ معظم سے اوس خانہ میں غور سے نظر کرتا ہے سمجھتا
 اور قار و عظمت کو مقرون بجلال پاتا ہے خواہ زکی ہوتا ہے خواہ بلید اور سمجھتا ہے کہ اس جگہ
 میں ایک شان عظیم ہے کہ کسی مکان میں پریشان نمودار نہیں اور محبوب ہونا اوس خانہ کا دل
 میں اور جذبہ قلوب کا طرف اوسکی آتا اور اسی تجلی سے ہے اَدَقْنَا اللہَ الْفَقْرَ لِمَسْأَلَتِهِمْ
 ظاہر کیا بآلِہٖ اَوْ حُجُوتِ اَوْنِ تَجْلِيَاتِ خَاصَّةِ اللہِ کے حق میں کہ قلوب اولیاء بر واقع ہوتے ہیں اور
 سنو ز شان موجودیت اور سجدیت کی اوان میں موجود نہیں آدمیوں نے کس سطر کے کلام ہے
 ہوں مثل قول حذیفہ بن یمان کے للجلس من عمر خین من عبادۃ ستین سنۃ اور مثل قول
 مولانا ی روم کے مَشْنُوۃ ہر کہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس میں بد طعنہ زہد بردہ سخنر کند
 از جملہ پنج حق اس تجلی عام وسیع کے کہ بمرتبہ سجدیت اور معبودیت کے پہنچ چکی ہے کیا سمجھنا
 چاہیے البتہ ابن ابی شیبہ اور ازرقی اور حذبی اور یحییٰ شعب الایمان میں عطا ابن یسار سے
 لائے ہیں النظر الی البیت عبادۃ والناظر الی البیت بمنزلة القائمہ الصائم الخجست
 للجاہد فی سبیل اللہ اور حذبی نے عطاسے نقل کے ہے کہ ان نظرة الی البیت فی عید
 طواف ولا صلوة تعدل عبادۃ سنۃ قیامھا و رکوعھا و سجودھا اور ابن ابی شیبہ
 اور حذبی نے طاووس سے نقل کے ہے کہ النظر الی البیت افضل من عبادۃ الصائم
 القائم الدائم للجاہد فی سبیل اللہ یعنی نظر کرنی طرف بیت اللہ کے افضل
 ہے عبادت روزہ دار کی سے کہ ہمیشہ قائم الیل اور اللیل کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور ابن
 عدی از یحییٰ شعب الایمان میں مع التضعیف بروایت ابن عباس رض کے آنحضرت ص
 سے لائے ہیں کہ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی فِی كُلِّ یَوْمٍ وَکِیْلَةٌ مِائَةٌ وَعِشْرَتِیْنَ رَحْمَةً

ترجمہ تفسیر غفری
 اور سب سے تجلی الہی کے جو کہ زائران اوس خانہ معظم سے اوس خانہ میں غور سے نظر کرتا ہے سمجھتا
 اور قار و عظمت کو مقرون بجلال پاتا ہے خواہ زکی ہوتا ہے خواہ بلید اور سمجھتا ہے کہ اس جگہ
 میں ایک شان عظیم ہے کہ کسی مکان میں پریشان نمودار نہیں اور محبوب ہونا اوس خانہ کا دل
 میں اور جذبہ قلوب کا طرف اوسکی آتا اور اسی تجلی سے ہے اَدَقْنَا اللہَ الْفَقْرَ لِمَسْأَلَتِهِمْ
 ظاہر کیا بآلِہٖ اَوْ حُجُوتِ اَوْنِ تَجْلِيَاتِ خَاصَّةِ اللہِ کے حق میں کہ قلوب اولیاء بر واقع ہوتے ہیں اور
 سنو ز شان موجودیت اور سجدیت کی اوان میں موجود نہیں آدمیوں نے کس سطر کے کلام ہے
 ہوں مثل قول حذیفہ بن یمان کے للجلس من عمر خین من عبادۃ ستین سنۃ اور مثل قول
 مولانا ی روم کے مَشْنُوۃ ہر کہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس میں بد طعنہ زہد بردہ سخنر کند
 از جملہ پنج حق اس تجلی عام وسیع کے کہ بمرتبہ سجدیت اور معبودیت کے پہنچ چکی ہے کیا سمجھنا
 چاہیے البتہ ابن ابی شیبہ اور ازرقی اور حذبی اور یحییٰ شعب الایمان میں عطا ابن یسار سے
 لائے ہیں النظر الی البیت عبادۃ والناظر الی البیت بمنزلة القائمہ الصائم الخجست
 للجاہد فی سبیل اللہ اور حذبی نے عطاسے نقل کے ہے کہ ان نظرة الی البیت فی عید
 طواف ولا صلوة تعدل عبادۃ سنۃ قیامھا و رکوعھا و سجودھا اور ابن ابی شیبہ
 اور حذبی نے طاووس سے نقل کے ہے کہ النظر الی البیت افضل من عبادۃ الصائم
 القائم الدائم للجاہد فی سبیل اللہ یعنی نظر کرنی طرف بیت اللہ کے افضل
 ہے عبادت روزہ دار کی سے کہ ہمیشہ قائم الیل اور اللیل کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور ابن
 عدی از یحییٰ شعب الایمان میں مع التضعیف بروایت ابن عباس رض کے آنحضرت ص
 سے لائے ہیں کہ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی فِی كُلِّ یَوْمٍ وَکِیْلَةٌ مِائَةٌ وَعِشْرَتِیْنَ رَحْمَةً

نزلہا لہذا البیت مستون منھا لاطائفین وادعون للصالحین وعشرون
لناظرین یعنی تحقیق ہر اتھارن میں ایک سے بیس چھتیس الہی اس بیت کے واسطے نازل ہوتی ہیں ساتھ

اون میں سے واسطے طواف کرنا والوں کی اور چالیس واسطے نماز پڑھنے والوں کے اور بیس واسطے
دیکھنے والوں کے اور ازرقی نے آنحضرت علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس وقت امت
کسی پیغمبر کے پیغمبروں سابق سے ساتھ عذاب الہی کے ہلاک ہوتے تھے وہ پیغمبر پر کے
رجوع کرتے اور مشغول عبادت میں ہوتی جیسا کہ عہدہ دار اور ارباب خدات بادشاہی کے
جب کار اپنے سے معطل ہوتے ہیں حضور بادشاہ میں رجوع کرتے ہیں اور حج اور سلام میں حاضر
ہوتے ہیں اور اسی حاجی سے کہ جس شخص کا دل دنیا سے سیر ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ رجوع بخدا
کے کہتا ہے کہ میں ارادہ بیت الدار کا کرتا ہوں گویا رجوع بخداسات ہی طریق کے جانتا
ہے اور میں سے لفظ **هَذَا بَيْتُكَ لِنَاظِرِينَ** کے دوسرے معنی ظاہر ہوئے اور ازرقی نے
نجاہ سے روایت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام واسطے حج خانہ کعبہ کے مسخر اون پر
سوار ہوئے اور روح اسے احرام باندھا اور دو گیم طوائف پہنے ایک کا لنگ کیا اور دوسرے کو
چادر اور طواف خانہ کا کیا اور درمیان صفا اور مردہ کے ہی طواف کیا اور درمیان صفا اور مردہ
کے **بَيْتِكَ لِبَيْتِكَ** کہتے ہوئے دوڑتے تھے یہاں تک غیب سے اون کے کان میں آواز آئی کہ **لَبَيْكَ**
عَبْدِي اَنَا مَعَكَ یعنی حاضر ہوں میں نے بندے میرے تحقیق میں ساتھ تیرے ہوں
حضرت موسیٰ اس آواز سے بے اختیار ہو کر زمین پر سجدہ کرتے ہوئے گئے اور بن مردیہ
اور حبشانی ترغیب اور ترمسب میں اور دیلمی بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ میں کہ
آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قیامت کا ہو کہ یہ کوفتے مانند عرش کے ساتھ زیب
اور زینت کے آراستہ کے حشر گاہ میں لیجاوین آئنا چراہ میں میری قبر پر گذرے
پس کعبہ زبان فصیح کہے کہ **اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا كَيْفَ مُحَمَّدٌ** جواب میں کہوں **وَعَلَيْكَ السَّلَامُ**
یا بیٹ اللہ ساتھ تیرے امت میرے کیا سلوک کیا اور تو ساتھ ان کے کیا سلوک کر گیا
کعبہ کا کہ ای محمد تیری امت میں سے جو کوئی میری زیارت کے واسطے آیا پس میں اس کو گناہ
کرتا ہوں اور فصیح اوس کا ہوگا اوس کی طرف سے خاطر اپنے کو متاثر نہ رکھے

نزلہا لہذا البیت مستون منھا لاطائفین وادعون للصالحین وعشرون
لناظرین یعنی تحقیق ہر اتھارن میں ایک سے بیس چھتیس الہی اس بیت کے واسطے نازل ہوتی ہیں ساتھ
اون میں سے واسطے طواف کرنا والوں کی اور چالیس واسطے نماز پڑھنے والوں کے اور بیس واسطے
دیکھنے والوں کے اور ازرقی نے آنحضرت علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس وقت امت
کسی پیغمبر کے پیغمبروں سابق سے ساتھ عذاب الہی کے ہلاک ہوتے تھے وہ پیغمبر پر کے
رجوع کرتے اور مشغول عبادت میں ہوتی جیسا کہ عہدہ دار اور ارباب خدات بادشاہی کے
جب کار اپنے سے معطل ہوتے ہیں حضور بادشاہ میں رجوع کرتے ہیں اور حج اور سلام میں حاضر
ہوتے ہیں اور اسی حاجی سے کہ جس شخص کا دل دنیا سے سیر ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ رجوع بخدا
کے کہتا ہے کہ میں ارادہ بیت الدار کا کرتا ہوں گویا رجوع بخداسات ہی طریق کے جانتا
ہے اور میں سے لفظ **هَذَا بَيْتُكَ لِنَاظِرِينَ** کے دوسرے معنی ظاہر ہوئے اور ازرقی نے
نجاہ سے روایت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام واسطے حج خانہ کعبہ کے مسخر اون پر
سوار ہوئے اور روح اسے احرام باندھا اور دو گیم طوائف پہنے ایک کا لنگ کیا اور دوسرے کو
چادر اور طواف خانہ کا کیا اور درمیان صفا اور مردہ کے ہی طواف کیا اور درمیان صفا اور مردہ
کے **بَيْتِكَ لِبَيْتِكَ** کہتے ہوئے دوڑتے تھے یہاں تک غیب سے اون کے کان میں آواز آئی کہ **لَبَيْكَ**
عَبْدِي اَنَا مَعَكَ یعنی حاضر ہوں میں نے بندے میرے تحقیق میں ساتھ تیرے ہوں
حضرت موسیٰ اس آواز سے بے اختیار ہو کر زمین پر سجدہ کرتے ہوئے گئے اور بن مردیہ
اور حبشانی ترغیب اور ترمسب میں اور دیلمی بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ میں کہ
آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قیامت کا ہو کہ یہ کوفتے مانند عرش کے ساتھ زیب
اور زینت کے آراستہ کے حشر گاہ میں لیجاوین آئنا چراہ میں میری قبر پر گذرے
پس کعبہ زبان فصیح کہے کہ **اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا كَيْفَ مُحَمَّدٌ** جواب میں کہوں **وَعَلَيْكَ السَّلَامُ**
یا بیٹ اللہ ساتھ تیرے امت میرے کیا سلوک کیا اور تو ساتھ ان کے کیا سلوک کر گیا
کعبہ کا کہ ای محمد تیری امت میں سے جو کوئی میری زیارت کے واسطے آیا پس میں اس کو گناہ
کرتا ہوں اور فصیح اوس کا ہوگا اوس کی طرف سے خاطر اپنے کو متاثر نہ رکھے

اور جو کوئی میری زیارت کی واسطے ہین ہر پنجایں تو او کو کفایت کر اور شمیم او کا ہر بخت چہام
 وہ کہ لفظ واتخذوا میں دو فرات متواتر ہین نافع اور این عام ساتھ فتح خاک کے پڑھتے ہین اور معنی
 او کے ظاہر ہین کہ عطف جلتا ہے یعنی ہنے خانہ کو مرجع خلأق اور جائے امن واسطے انکی کیا
 اور انہوں نے مقام ابراہیم کو غار کی جگہ ٹھہرائی تاکہ مطابق فرمان ہمارے کے بجا لادین اور
 دوسرے قراء کہ ساتھ کسرہ خاک کے پڑھتے ہین او کو صیغہ امر کا جانتے ہین عطف او کا اور چہام
 جلتا کی کہ خبر یہ ہے قبل عطف ان اس اخبار پر ہوگا لہذا مجہد مفسرین کہتے ہین کہ لفظ قلنا بعد
 واو عطف سے مقدر ہے یعنی و قلنا اتخذوا من مقام ابراہیم تو عطف خبر کا خبر پر ہو بہر تقدیر
 معنی اس آیت کی معنی ہین کہ سو اسطی کہ نہ آدمی اس تہر پر نماز گزارے ہین اور نہ حکم شرع کا اہر
 آیا کہ او خاص تہر کو نماز گاہ بنانا چاہیے اور سی اشکال کے واسطے مجاہد نے کہا ہے کہ مراد مقام
 ابراہیم سے تمام حرم ہر اور مصلے سے جگہ دعا کیونکہ صلاۃ کے اصلی معنی دعا کے ہین اور عطا
 کہا کہ مقام ابراہیم عرفات اور مزدلفہ اور منی ہے اس واسطے حضرت ابراہیم نے اس موضع
 میں کھڑی ہو کر دعا فرمائی ہے لیکن ان دو قول میں حمل لفظ مقام ابراہیم کا غیر متعارف
 ہے اور اس تہر کو ایک اختصاص ہے ظاہر ساتھ مقام ابراہیم ہونے کے واسطے کہ اس
 اعجاز روشن نے اوی تہر میں ظہور کیا ہے اور یہی حمل لفظ مصلے کا شرعی معنی پر ہین ہے
 کہ واسطے کہ استعمال صلوۃ کا دعا میں نزدیک اہل شرع کے رائج ہین گو لغت میں ہو
 اور حمل الفاظ قرآنہ کا معنی شرعیہ پر کرنا چاہیے نہ معانی لغویہ پر پس اولی وہی ہے کہ تفسیر
 گذار اور مراد وہ ہے کہ نماز طواف کو بطریق استحباب ہو کہ متصل اس تہر کے ساتھ اس
 وجہ کے کہ وہ تہر بجائے امام کے اور نماز گزار بنزله مقتدی کے چاہیے گذارے اور قریب
 مکان کو وہ مکان کہنا مجاز متعارف ہر قریب بحقیقت کی پس ظاہر یہ آیت معمول ہے
 ہر چند کہ یہ نماز امام اعظم کے مذہب پر وجہ ہے اور نزدیک شافعی ہر کے دو قول ہین
 ایک وہ کہ سنت ہر دوسرا وہ کہ فرض لیکن گذارنا اس نماز کا ساتھ اس وضع کے کہ اس تہر
 کے پیچھے جو بالا جماع مستحب ہے ساتھ استحباب ہو کہ کے حتی المقدور اسے ترک کرنا چاہیے اور جزا دہا
 خلق مانع ہو دوسری جگہ میں مسجد الحرام سے چاہیے گذاری اور سنن ابن ماجہ اور دیگر

اور جو کوئی میری زیارت کی واسطے ہین ہر پنجایں تو او کو کفایت کر اور شمیم او کا ہر بخت چہام
 وہ کہ لفظ واتخذوا میں دو فرات متواتر ہین نافع اور این عام ساتھ فتح خاک کے پڑھتے ہین اور معنی
 او کے ظاہر ہین کہ عطف جلتا ہے یعنی ہنے خانہ کو مرجع خلأق اور جائے امن واسطے انکی کیا
 اور انہوں نے مقام ابراہیم کو غار کی جگہ ٹھہرائی تاکہ مطابق فرمان ہمارے کے بجا لادین اور
 دوسرے قراء کہ ساتھ کسرہ خاک کے پڑھتے ہین او کو صیغہ امر کا جانتے ہین عطف او کا اور چہام
 جلتا کی کہ خبر یہ ہے قبل عطف ان اس اخبار پر ہوگا لہذا مجہد مفسرین کہتے ہین کہ لفظ قلنا بعد
 واو عطف سے مقدر ہے یعنی و قلنا اتخذوا من مقام ابراہیم تو عطف خبر کا خبر پر ہو بہر تقدیر
 معنی اس آیت کی معنی ہین کہ سو اسطی کہ نہ آدمی اس تہر پر نماز گزارے ہین اور نہ حکم شرع کا اہر
 آیا کہ او خاص تہر کو نماز گاہ بنانا چاہیے اور سی اشکال کے واسطے مجاہد نے کہا ہے کہ مراد مقام
 ابراہیم سے تمام حرم ہر اور مصلے سے جگہ دعا کیونکہ صلاۃ کے اصلی معنی دعا کے ہین اور عطا
 کہا کہ مقام ابراہیم عرفات اور مزدلفہ اور منی ہے اس واسطے حضرت ابراہیم نے اس موضع
 میں کھڑی ہو کر دعا فرمائی ہے لیکن ان دو قول میں حمل لفظ مقام ابراہیم کا غیر متعارف
 ہے اور اس تہر کو ایک اختصاص ہے ظاہر ساتھ مقام ابراہیم ہونے کے واسطے کہ اس
 اعجاز روشن نے اوی تہر میں ظہور کیا ہے اور یہی حمل لفظ مصلے کا شرعی معنی پر ہین ہے
 کہ واسطے کہ استعمال صلوۃ کا دعا میں نزدیک اہل شرع کے رائج ہین گو لغت میں ہو
 اور حمل الفاظ قرآنہ کا معنی شرعیہ پر کرنا چاہیے نہ معانی لغویہ پر پس اولی وہی ہے کہ تفسیر
 گذار اور مراد وہ ہے کہ نماز طواف کو بطریق استحباب ہو کہ متصل اس تہر کے ساتھ اس
 وجہ کے کہ وہ تہر بجائے امام کے اور نماز گزار بنزله مقتدی کے چاہیے گذارے اور قریب
 مکان کو وہ مکان کہنا مجاز متعارف ہر قریب بحقیقت کی پس ظاہر یہ آیت معمول ہے
 ہر چند کہ یہ نماز امام اعظم کے مذہب پر وجہ ہے اور نزدیک شافعی ہر کے دو قول ہین
 ایک وہ کہ سنت ہر دوسرا وہ کہ فرض لیکن گذارنا اس نماز کا ساتھ اس وضع کے کہ اس تہر
 کے پیچھے جو بالا جماع مستحب ہے ساتھ استحباب ہو کہ کے حتی المقدور اسے ترک کرنا چاہیے اور جزا دہا
 خلق مانع ہو دوسری جگہ میں مسجد الحرام سے چاہیے گذاری اور سنن ابن ماجہ اور دیگر

کے متبعین میں روایت جاری رہے کہ آیا کہ کماؤفقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوم فم مکہ عند مقام ابراہیم قال له عمر یا رسول اللہ هذا مقام ابراہیم
الذی قال اللہ واتخذنا من مقام ابراہیم مصلی قال لغو و صحیح مسلم اور دیگر صحاح
میں موجود ہے کہ ان نبی علیہ السلام میں ملثلث اشواط و مشی اربعاً حتی
اذا فرغ عملہ للی مقام ابراہیم فصل خلفہ رکعتین ثم قرأ واتخذوا
من مقام ابراہیم مصلی اور یہی صحیح میں موجود ہے کہ نزول اس آیت
کا موافقات حضرت عمرؓ سے ہے اور انہوں نے بیچ مقدمہ اسی پتھر کے عرض کی تھی
کہ نماز طواف کو اوسکے پیچھے مقرر فرمانا چاہیے حق میں تمام حرم یا عرفات وغیرہ کے اور بعض
ظریفوں شافعیہ سے سنا گیا ہے کہ کہتے تھے عل اس آیت پر نصیب ہمارا ہے جمیع خلایق کو
کہ مصلی ہمارا جانب مقام ابراہیم کے ہے اور اور اہل ہدایت کا مصلی دوسری طرف ہے
حنفی نے اوسکی اس ظرافت کے جواب میں کہا کہ سمت قبلہ ہماری کی موافق سمت قبلہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہی کو واسطے کہ بالقطع ثابت ہے کہ قبلہ حضرت ابراہیمؑ کا
اور جمیع بلاد ان شامی کا طرف میزاب کے ہی اور وہ چہ اوس جانب کے مصداق حنفی ہے لیکن وہ مقام
کہ بالفعل مصلی حنفی بیچ اوس جاکا ہے اصل میں مسجد الحرام سے خارج تھا اور دارالاندوہ قریش کا
تھا لیکن بعد زیادہ ہونے مسجد الحرام کی اوس جگہ نے ہی حکم مسجد الحرام کا پکڑا ہے بدلیل اوس
حدیث کے کہ حق میں مسجد اپنی کی فوائی ہے اور حکم مسجد الحرام کا وہی ہے و هو قولہ لو نبی مسجد
عند الی صنعاء لکان مسجدی بحث پنجم وہ کہ تقدیم طائفین سے عاکفین اور مصلیین
بعض مفتیرین نے استنباط کیا ہے کہ مجاور کہ کو طواف کرنا نماز پڑھنے سے بہتر ہے اخر جم
بخاری و ابن الجاری عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من طاف بالسبت اسبوعاً و صلی خلف مقام ابراہیم رکعتین و
شرب من ماء زمزم غفر اللہ له ذنوبہ کلہا بالغة ما بلغت و اخر جم الکلازنی
عن محمد بن شعیب عن ایبہ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کہ جہت کوئی شخص حج کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلتا ہے ایسا ہی کہ دریای حیرت میں

داخل ہو کر جاتا ہے اور جو مطاف میں داخل ہوا ایسا ہے کہ دریائے حمت میں اوسنی غوطہ کھایا
اور جو وقت طواف شروع کیا ہر قدم اوسکے پچھلے پلے اور کو حاصل ہوتی ہیں اور جو وقت قدم اٹھاتا
ہے یا ٹوٹتی اوسکو اسے کہتے ہیں اور جو وقت رکھتا ہے یا ٹوٹتا اوس سے دور کرتے ہیں اور جو
طواف سے فارغ ہو کر مقام براہیم میں پہنچتا ہے اور دو رکعت طواف اوجا لگاتا ہے ایسا
ہوتا ہے کہ گویا ان کے پیٹ سے کچ ہی پیدا ہوا ہے کہ کوئی گناہ نہیں رکھتا اور فرشتہ مقابل اگر
اوسکو کہتا ہے کہ از سر نو عمل کر باقی عمر اپنے پین کہ عمر گزری ہوئی اپنے فارغ ہوا اور اوسکو مرتبہ شفاعت
نثر آدمیوں کا اقرار اوسکے سے دیتی ہیں بحجت ششم وہ کہ حرف عطف کہ داو ہے در بیان رکوع اور
سجود کے سوا سہلی حدیث کیا حالانکہ سلسلہ کلام سابق کا بطریق عطف کے ہے کہ لفظ الفین
والعائین جن حجاب اوسکا ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ طواف اور اعتکاف ہر دو عمل جدا گانہ ہیں ایک دوسرے
پر موقوف نہیں بخلاف رکوع اور سجود کے کہ بدون انضمام باہمی کے عبادت نہیں ہوتی ہے اور اعتباراً
میں نہیں آتی ہے بنا بر اوسکے کہ مجموعہ ان دونوں فعلوں کا ایک عمل ہوتا ہے کہ وہ نماز ہے پس توسط
عاطف کی درمیان دونوں کے مناسب تھی بحجت ہفتم یہ کہ اس جگہ میں اوپر محض رکوع اور سجود
نماز کے اکتفا کیا اور سورہ حج میں قیام کو بھی ذکر فرمایا ہے سبب اختلاف اس مہلک کا کیا ہے
جواب اوسکا وہ کہ حقیقت میں کہ نماز غیر نماز سے امتیاز پیدا کرے یہ ہے دو فعل ہیں رکوع
اور سجود اور قیام اختصاص ساتھ نماز کے بلکہ ساتھ عبادت کے ہی نہیں رکھتا ہے اس واسطے کہ
قیام اکثر اوقات بنا بر عبادت کے ہوتا ہے جیسا کہ قعود اور صنطیاع بخلاف رکوع اور سجود کے کہ
بدون قصد ششم مفرط بلکہ قصد عبادت کے متحقق نہیں ہوتا ہے پس رکوع و سجود کا ذکر کرنا گویا بال
نماز کا ذکر کرنا ہے اور ساتھ ذکر ان دونوں نماز کے حقیقت کی طرف اشارہ متحقق ہوا اور ذکر قیام
چندان درکار نہ رہا البتہ سورہ حج میں مناسک چر منظر ہے اشباع کلام اور استیفائی ارکان نماز بھی
مناسب روش خطا یاد دہی کی ہے اور بھی کہ سکتی ہیں کہ خطاب سورہ حج میں ساتھ مشرکین کہ
کہ ہے کہ انما نماز سے آشنا ہے بدلیل ان الذین کفروا ویصدون عن سبیل اللہ
فی المسجد الذی احکم فیہ قیام اور رکوع اور سجود تمام اور سچا چہ ان پڑے کس واسطے کہ بیہ واسطے
خدا کے قیام کرتے تھے اور نہ رکوع اور سجود اور خطاب سچا اہل کتاب کے ہے

الذین کفروا
و یصدون عن سبیل اللہ
فی المسجد الذی احکم فیہ
قیام اور رکوع اور سجود
تمام اور سچا چہ ان پڑے
کس واسطے کہ بیہ واسطے
خدا کے قیام کرتے تھے
اور نہ رکوع اور سجود
اور خطاب سچا اہل کتاب
کے ہے

یہ ہوا اور نصاریٰ سے اور یہ نماز کو جانتے تھے اور ارکان نماز اور قیام کو بخوبی بے کم و کاست ادا کرتے تھے اور جو کوئی اوس میں خلل کرتا تھا انہیں دور کن میں یعنی رکوع اور سجدہ میں کرنا سزا دیا کہ رکوع کو اصلاً نہیں کرتے تھے اور سجدہ اوپر وجہ مشروع کے ادا نہیں کرتے تھے پس قیام کا ذکر ان کے فیصلہ کا نہ تھا بحث ہستم وہ کہ بجائیں عاکفان کو بھی ہمراہ طائفین کے مذکور فرمایا ہے اور سورج میں عاکفان کو موقوف کیا اور ذکر طائفین اور مصلین کے اکفایا کی سبب اس اختلاف کا کیا ہے جواب سکا وہ کہ سورج میں تہوڑا سا پہلے اس لفظ کے مسجد الحرام کے حق میں گزرا ہے کہ جَعَلْنَا لِلنَّاسِ سُبُحَاتُ الْعَاكِفِ فِيهِ وَالْأَبَادِ اور یہاں ذکر عاکف کا ذکر تھا بخلاف طائفون اور نمازیوں کے کہ ہر دو قسم ابتداءً مذکور ہیں اور یہی سورج میں اول سے مذکور تمام مسجد حرام کا ہے اور اعکاف تعلق ساتھ تمام مسجد کے رکھا ہے عاکفین کو متصل ذکر مسجد کے لانا مناسب تھا اور ذکر طواف اور نماز کا کہ متعلق ساتھ خانہ کعبہ کے ہے اعتبار دوران اور استقبال کے متصل ذکر خانہ کعبہ کے لانا چہاں معلوم ہوا اور اس سورج میں پہلے مسجد الحرام کا ذکر نہیں گزرا ہے بلکہ ذکر خانہ کعبہ کا ہے کہ وَاجْعَلْنَا آبِئْتِ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ پس ذکر عاکفین کا کہ ایک نوع تعلق ساتھ اس خانہ کے رکھے اگرچہ وہ تعلق بعید ہے ضرور پرا بحث ہم وہ کہ محققین نے کہا ہے کہ مقام حضرت آدم علیہ السلام کا مقام قلب تھا اور احکام لطیفہ قلب کی ابنز غالب اور بیت المعمور بمشال قلب کے شخص اکبر میں اور بیسویں موافق بعض روایات کے آسمان چہارم میں جائے اوسکی ہے کہ وسط عالم کبیر کا پس آدم علیہ السلام کو اوس بیت کے طواف کے واسطے فرمایا اور تیار کرنے اوسکی صورت دوران اونکے کے اوپر کامل کرنے لطیفہ قلب کے تھے کہ اوسنے ساتھ اس رنگ کے طور کیا اور عہد میں ادریس کے لطیفہ عقل کے اوپر روئے کار کے آیا اور احکام اوسکے غالب ہوئے اور حضرت نوح علیہ السلام میں لطیفہ روح نے استیلا کیا اور واسطے ہیکل طواف بیت المعمور اور مناسک اس خانہ کے رد و طواف اٹھا کے لئے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہر متوجہ اصلاح اس لطیفہ کے ہوئے اور احکام اوسکی کو غالب کیا عہد میں انکی احکام چر اور اقامت مناسک کی کہ تمام جوش محبت اور شوق اور دوسرے صفات قلبی سے نشان دینے تھو ساتھ ظہور تمام کے

[illegible]

جس لوہ گر ہوئے اور کراں ہو جو شیخ کے ہاتھ کے قائم مقام ہے وقت مصافحہ میں بحیثیت کی اور
مقام برابر ہم صورت اتباع شیخ کے جو وقت کہ وارث منصب براہیہ کا ہے حق میں مرید کے اور
سباہی سنگ کے سود کی دلیل اس کی ہے کہ احکام بشریت کو شیخ میں دیکھ کر گریز نہ کرے اور بے اعتنا
نہ ہو بلکہ اوسکے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ پہچانے اور دستگیر طریقت کا جانے اور جبکہ بنی اسرائیل اس محبت
اور شوق سے پیچھے رہے بغیر راہ طبع اور خوف سے کوئی راہ دوسرہ نہیں جانتے تھے غلبی افغان
رج کے نہیں سمجھتے تھے اور کئے اوس افعال کو ادھون نے نہ پایا جیسا کہ علماء فہمہ اور ارباب
نلواسر کی کیفیت وجد اور شوق سے پیچھے رہتے ہیں اور ابراہیم کے انکار کرتے ہیں حق تعالیٰ نے
انکاس امور سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ پہلے مورثت ابراہیمی کے اندر داخل تھے قبیل بدعات شرین
سے اگر یہ پیغمبر اور اس کی امت اس سنت سینہ ابراہیم علیہ السلام کو زندہ کر تین کوئی اعتراض گجائے اور
حق انکار ہو اور اگر تعظیم اس خانہ کی اور طواف اوس کا اور اعتکاف نزدیک اوس کی اور ناز طواف
اوس کی اصل میں امت ابراہیمی میں داخل تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام بعد بنا اس خانہ کے
کے واسطے بار بار اوپر القاسے اس خانہ اور مرمت اوسکے کے دعائیں کرتے تھے اذ قال اللہ تعالیٰ
یعنی اور یاد کر دو اس وقت کہ کہا ابراہیم نے جس وقت کہ واسطے بنا کرتے خانہ کعبہ کے ہو
ہوئے اور عزم مصمم ابراہیم کے کیا کہ یترا جعلی ہذا یعنی اسے پروردگار میرے کر
اس صحرا میں بق و وق کو کہ زیادہ چند خانہ دار سے اجماع میں سکونت کسی کی نہ تھی بلکہ
یعنی شہر آباد تاکہ فائدہ ہنسے اس خانہ کا حاصل ہو کس واسطے کہ جب حوالی اوسکے میں
کوئی شہر آباد نہ ہو طواف اس خانہ کا کون کرے اور اعتکاف کون بجالاتے اور ناز کون
کرتے اور سے اچھا یعنی با امن ہو واسطے کہ جس وقت درد اور آفتیں شہر میں ہو دین و دین
موجود اسے اور باعث خوف کے قافلے بھی درود و رکے نہ آسکیں موجب ویرانی
اوسکے کا ہوتا ہے پس معنی مثابہ للناس کے کیونکر متحقق ہونگے اور یہی یہ صحرا گھاس کے
پیدا ہونیکے لائق نہیں ہے تاکہ سواشی اور مجازند گانی کر سکیں اور نہ قابل زرع است کے بے
قیب خشکی اور سنگلاخی کے تاکہ آدمی اور جان میں ساتھ معاش کے بر لیا وین پس اس
مکان میں اس دافر چاہتے ہر تجارت بزرگ سے جو بول و غلات اور متہ اور قشہ کو لادین

حضرت شیخ نے
حیران ہو کر خائب رہے
میں عرض کیا کہ یہی
رب بنی اسرائیل
کیا ہوں جو وہ شہر
آدمی کا بیکار خانہ
نے ان کو سکونت
دینی ملک سے چلا دیا
جیسے کہ زمانہ
تھیں قیام و سکونت
تھیں خشکی و قحط
چلا گیا ابراہیم
نے یہاں سے نہیں
نہ آدین کو جو
نہاں سے رگ
پیدا ہو کر
تجربہ صاف ہے
نہ اچھا کرنا
پیدا ہو کر اور جان
اور آدمی

اور کارمیشیت مکان اجا پر فراخ ہوا حق تعالیٰ نے اس کو حضرت ابراہیم کو ساتھ لے کر مکتبہ
فرمایا کہ کوئی ظالم غریب آزار دہ اور اس مکان کے دستیاب نہوار اگر ظالموں میں سے کسی ظالم سے
تصاویس مکان کا کیا فی الفور ملاک ہوا جیسا کہ قصہ میں صحابہ فیل کے واقع ہوا اور جو کوئی کہے کہ
حجاج ثقفی نے کہ ظلم اور ستم اور خون ناحق کرنے میں ضرب الشل ہے کیونکہ اس شہر پر قبضہ پایا
اور اس عہد میں اس وقت محمد الدین زبیر کا محاصرہ کیا اور قتل کیا کہتے ہیں کہ غرض حجاج
کی تخریب اس شہر اور ایذا سے ساکنان اس جگہ کے تھے لہذا سات آدمیوں اس شہر کے تعرض
نہ کیا وہ ظلم اور ستم کہ اس سے واقع ہوا ابن زبیر اور اس کے رفیقوں پر واقع ہوا اور جو کہ عمارت
سے اس خانہ منظر کے اس صدمہ میں شکست درخت بائی تھی ساتھ درخت اور اصلاح
اس کے کی کوشش کی اور لباس کعبہ اور زیب و زینت اس کے بہ نسبت سابق کے زیادہ کی
باجملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واسطے بقائے رسم حج کے آبادی اس شہر کی چاہئے
اور واسطے آبادی کے اس کو واسطے کہ در صورت بے ہنی اور دیرانی شہر کے کم ہونا نقد وقت
ہے اور بھی واسطے بقائے آبادی کے دعا دوسری فرمائی **وَاَرْسَلْنَا اٰهْلَكَ مِنَ النِّسَاءِ**
یعنی اور روزی دی ساکنان اس شہر کو بیویوں گونا گوں اقامت مختلفہ سے تو بسبب شوق میوہ
کھانے کے اس جنگل خشک سے آوارہ ہو کر طرف ولایت یسودہ دار کے بنجاریں اور اس کو
کونکے حق تعالیٰ نے ساتھ اس صورت کے اجابت فرمایا کہ شہر طائف کو حضرت جبریل
زمین فلسطین اور شام سے پر دن پر اپنے اوٹھالائے اور اول واسکو گرا اگر وہ خانہ کعبہ
کے ساتھ باطراف کرایا اس واسطے اس کا نام طائف ہوا بعد اس کے مسافت سہ روزہ را
کے مکہ سے ایک بھاڑ پر رکھا اور آب و ہوا اس جا کو اوپر اصل وضع اپنی کے باقی بکھا اور
یہ قصہ عجائبوں قدرت الہی سے ہے کہ واسطے کہ مکہ منظمہ میں ایام تابستان میں ساتھ چلنے
ہو اگر م اور کوہستان کے پھروں کے سورش سے ایک حالت سخت معلوم ہوتی ہے جو اس جگہ سے
کوہ بڑا طائف کے آقو میں یعنی ہوا اس جگہ کے ہوا حی ولایت سرد سیر کے ہوتی ہے اور ہوز طائف
کے بے دانہ اور دوسرے میوہ ولایت سرد سیر کے بہت موجود دھتے ہیں اور یہی طریق جو
مستطی استجابت اس کے واقع ہوا کہ وہیوں کے دلوں کو کشش عظیم طرف اس شہر اور مکان اس شہر کے

یہ حق تعالیٰ نے
اور ابن زبیر
اس کا نام طائف
یعنی جبریل
اس کے واسطے
کی کوشش کی
اور اس کو
باجملہ حضرت
اور واسطے
ہے اور بھی
یعنی اور روزی
کھانے کے
کونکے حق
زمین فلسطین
کے ساتھ
کے مکہ سے
یہ قصہ
ہو اگر م
کوہ بڑا
کے بے دانہ
مستطی

پیدا کی تو ہر طرف سے جوب اور غلات اور فواکہ و ثمار پہنچی لاتی ہیں اور پہونچاتے ہیں مسر
 ہند سے سندھ سے اور فارس اور بصرہ سے جہاز بہر کر جاتی ہیں اور خالی آتی ہیں اس واسطے
 اس شہر میں نفائیس ہر لک کے پائی جاتی ہیں جو حضرت ابراہیم نے وقت اس دعا کرنے کے
 یاد فرمایا کہ میں نے واسطے اولاد اپنی کے طلب امامت کے کی تھی اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری
 اولاد میں سو ظالموں کو امامت نہ پہونچگی ناچا طلب رزق میں موافقت اُسکی فرما کر تخصیص
 اور تقسیم چاہیے کرنی اس واسطے کہا کہ میں خاص کرتا ہوں طلب رزق میں مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ
 وَالتَّوَكَّلَ الْاٰخِرِیْنَ صرف اُنسی شخص کو کہ ایمان لایا ہے اہل شہر سے خدا پر اور آخرت پر تو غیر اے
 اس شہر میں بسبب بی محاشی کے سکونت نہ کریں اور کوئی کافر اس شہر میں اقامت نہ کر سکیگا
 تو کہ یہ شہر آلودگی کفر اور بُت پرستی سے خالی ہو خاک یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ روزے کو
 امامت پر قیاس مت کر کس واسطے کہ امامت نیابت نبوت کی ہے پس چاہیے کہ صاحب اُکھا
 ظالم اور مستگار نہ ہو اور روزی قبیل پرورش الہی سے ہے اور وہ رب العالمین ہے
 مومن اور کافر اور ظالم اور خائن اور صالح اور فاسق کو پرورش کرتا ہے البتہ رزق اُن
 ایمان دار کا دنیا میں موصول ساتھ رزق آخرت کے ہے پس گویا ابتداء تولد اپنے سر
 ابتداء بدن تک مرزوق ہیں وَمَنْ کَفَرَ یَعْنِیْ جو کہ کافر ہو پس اُسکو مومن سے حصول
 رزق دنیاوی میں امتیاز نہیں دیتا ہوں میں بلکہ وجہ امتیاز اُسکے کے وہ ہے کہ رزق
 اُسکا مدت العمر ہے فَاَمَّتَّحَہُ کَلِیْلًا یعنی پس بہرہ مند کرتا ہوں میں اُسکو مال اندک سے
 گو رزق بہت اور نعمت بیشمار دیا جاوے لیکن یہ تمام اُسکی زندگی تک ہے ثُمَّ صَفَّرَ
 یعنی پھر اُسکو بے بس کر کے لیجاؤ کھا اِلٰی عَذَابِ النَّارِ یعنی طرف عذاب آگ کے کہ استدا
 اُسکی مفارقت روح کی بدن سے شروع ہوتی ہے اور منتہا ہے اُسکی ابد ہے کہ نہایت کم
 اور سبب اُسکے کہ مجاز خانہ کعبہ کا تھا اور اس شہر میں رہتا تھا کچھ تخفیف عذاب سے اُسکو
 حاصل نہوگی بلکہ نسبت دوسروں کے عذاب اُسکو مضاعف ہوگا کس واسطے کہ قرب میں میرے
 گہر کے الحاد اختیار کیا وَیَسَّسَ الْمَصِیْرَ ووزخ پہرنے کی بُری جگہ ہے کس واسطے کہ دنیا میں
 جو کوئی مکان بہ نسبت مکان دوسرے کے ایک طرح سے بُرا ہوتا ہے دوسری طرح سے

موضع القرآن
 جو وہ ہے جس کی تفسیر
 سے کہہ دیتے تھے
 تمام دنیا و تفسیر کے لئے
 اگلے بزرگوں پر
 بیعت فرماتے تھے
 ایک جانور کا نام
 کہ وہ تیرے کے برابر
 اور فرمایا ہے کہ ہر
 سن اور سوا چوبیس
 اور تیری پیڑ سے
 روزی کی تہمت داری
 جو غیب اُنکا اسے کہتا
 اور دوسرے دن کے لئے
 کہ کہہ کر اُنکو
 نہ ہر دوسرے دن
 واسطے کہ کہہ کر اُنکو
 چار چار سو دن
 چار سو دن و چار سو
 دن و چار سو دن

اچھا یہی ہوتا ہے اور وہ مکان ہر طرح سے بڑا ہے ساتھ کسی جہہ کی خوبی نہیں کہتا اب باقی ہے اس جگہ فائدہ چند کہ اطلاع ان فائدہ دن پر ضرور ہے اول وہ کہ بیچ بیان ان فصول کو ترتیب زمانی معنی نہیں کس واسطے کہ بحسب ماں اول بنائے کعبہ تھی نجد اُس سے یہہ دعا بعد اُس کو خانہ کعبہ کو مرجع خلافت بنانا ہے پس کیا نکتہ ہے کہ اس ترتیب کو معکوس فرمایا ہے جواب اسکا وہ کہ اولاً بطریق اجمال و اذابتہ ابن ہیکل میں اشارہ ساتھ اس قصہ کے فرمایا ہے بعد اُس کے تفصیل اُسکی شروع کی اول ذکر امامت حضرت ابراہیم کا لائے کیونکہ دین اس منصب کا جہت شرافتوں سے تمام نعمتوں پر مقدم ہے بعد اُس سے مذکور حضرت خانہ کعبہ اور امین ہونا اُس شہر کا لائے کس واسطے کہ مقصود بنائے کعبہ سے یہی تھا اور شہر کو وسائل پر تقدیم ہوا کرتی ہے بعد اُس کے بیان فرمایا کہ امین ہونا اس شہر کا محض سبب دعا حضرت ابراہیم کی ہے اور وہ بالیقین مقبول ہوئے پس دعا دوسری کہ وقت بنائے اس خانہ کے کی تھی مقبول ہوئے اور ضمن میں اُس دعا کے بعثت حضرت خاتم المرسلین کے بھی تھی پس ساتھ اس ترتیب کے شاید مقصود کا ساتھ حسن وجہ کی جلوہ گر ہوا دوسرا فائدہ وہ کہ اس صورت میں بلد امن واقع ہوا اور سورہ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہذا البلد امنان دو نو عبارتوں میں تفاوت کس واسطے ہے وہ جب اُسکی وہ کہ دعا کہ اس سورہ میں ہر قبل اُس سے تھی کہ وہ مکان آباد ہو کر صورت شہر کی پیدا کرے پس گویا وسیع عرض کیا کہ بار خدایا اس صحرائی گیارہ کو اول شہر کر دے پھر شہر بامین اور وہ دعا کہ بیچ سورہ ابراہیم کے ہے بعد آبادی شہر سے تھی پس گویا ایسی دعا کی کہ بار خدایا اس شہر آباد کو حوادث سے مامون رکھ تیسرا فائدہ وہ کہ اس دعا سے حضرت ابراہیم کو معلوم ہوا کہ کمالین بعضے اوقات میں امور دنیا کو مثل امن اور روزی اور کھلانے میوہ کی مانند ان امور کے ہے خدا سے چاہتے ہیں کہ یہ چیزیں باعث از دیاد فروغ دین اور رونق شریعت ہوتی ہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ امن اور دل کی فراغت زور سے بہت ہے اور جمعیت خاطر و نگہ طاعت میں رہے اور یہی اُس شہر میں کہ خوف سے امین میں اور روزی آدمیوں اُس جاکے واسطے پیشتر کہ محل اجتماع خلایق کا اور آمد و رفت مردم کی ہر طرف سے ہوتی ہے پس یہ حقیقت

موضع القرآن
بلکہ اپنے اپنے شہر
جو جن جہوں کی بات ہے
اور بد بولہ و اندیشہ
ما خوش بخت ہے کہ
جب اس شخص میں کمال
کے خیمے پڑ گئے تو
کامیاب ہوا اور شہر
ہو چکا تو ان کو کہ
کے زمین کے بڑے
ہیں سے اوسکی فائدہ
بیان کر کے رہا کہ
جیسے فکر کرے کہ
پہلے کہانے جو شہر
وہاں بہت سے تاجدار
آج کل کے رہتے تو
انقلابی ادخلو اطلو
انقلابی مملکت
انقلابی مملکت
انقلابی مملکت

یہ طلب کیا نہیں بلکہ طلب دین ہے اور طلب دنیا واسطے دین کے منافی کمال کی نہیں ہے
 چنانچہ حدیث میں داروہ ہے کہ خیر المال الصالح للرجل الصالح چوتھا فائدہ وہ کہ
 سابق سے ضائع نہ ہو بلکہ معالغہ کی وجہ سے ضائع نہ ہو اور عہد نامہ میں مستعمل ہوتی آئی اور اس جگہ
 کو واسطے صیغہ تکلم واحد کا امتنع واضطرار میں استعمال فرمایا جواب اسکا وہ کہ اس
 اسلوب کے تغیر میں ایک دقیق نکتہ اور ایک باریک اشارہ ہے یا ایسا فرماتے ہیں
 کہ سچ دینی روزی کافرون اور فاجرون کے ایسے عذاب دیئے اسکے کے بعد مرے ہی
 ہر چند بندگان صالح میرے فرشتوں سے اور انبیاءوں سے ساتھ میرے رفیق ہوں
 اور روادار اسکے ہوں کہ میں تنہا ان دو کار کو کروں میں اور سر اسکا وہ ہے کہ مخلوق چند
 ساتھ اعلیٰ کمال کے پہنچی ہو ملاحظہ جمع وجوہ حکمت سے عاجز ہے اور حکم میں قولے
 متخاؤں کے مجبور اگر کسیکو برسر قدم اور عناد دیکھتا ہے چاہتا ہے کہ فی الفور ہلاک ہو اور
 ایک دم لینے کی پناوے اور جو کسی کو شدت الم اور عذاب میں گرفتار دیکھتا ہے رقت کرتا ہے
 اور پہلے گناہ اسکے سے غافل ہو جاتا ہے اور ساتھ شفاعت اور سفارش اسکی کو اٹھتا ہے
 نشان حکم علی الاطلاق کے ہے اور بس کہ مراعات ہر وجہ کو جو ہوں حکمت سے چرچت
 اپنے کے فرماتا ہے **وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ** یعنی اور یاد کرو تم
 اسوقت کو کہ بلند کرنا تھا ابراہیم دیواروں کو اس خانہ کے ساتھ ہاتھ اپنے کے
 اور اس کام کو کسی گل کار اور مہمار کے حوالہ نہیں کرتے تھے تو کہ اس اجر اور ثواب میں
 دوسرا شریک اسکے نہ ہو **وَإِسْمَاعِيلُ** یعنی اور اسمعیل بھی اسطرح مشغول تھے ساتھ بلند کرنے
 دیواروں کے ہمراہ ابراہیم علیہ السلام کے حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 بجائے گل کار کے مشغول ساتھ بنائے کعبہ معظمہ کے تھے اور حضرت اسمعیل علیہ السلام بچے
 مزدور کے گلاب کرتے تھے اور پتھر دنگو اٹھا کر لاتے تھے اور یہ دونو بزرگ اسوقت میں یہ
 کرتے تھے **رَبَّنَا قَبِّلْ مِنَّا** یعنی اے پروردگار میرے ساتھ فضل اپنے کے قبول کر ہم ہے
 اس محنت اور اس خدمت کو **إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ** یعنی تحقیق تو سننے والا ہے دعا ہماری
 کو **اَلْعَلَّامُ** یعنی جاننے والا نیت ہماری کو اور فرق قبول اور تقبل میں وہ ہے کہ جو

توضیح القرآن

وَذُكُّوا بِآيَاتِ

مِثْقَالِ تَفْثَةٍ

خَطِيئَةٍ كَوْسَتَيْنِ

مِنْ بَرٍّ كَوَّابٍ

وَمِنْ بَرٍّ كَوَّابٍ

وَمِنْ بَرٍّ كَوَّابٍ

وَمِنْ بَرٍّ كَوَّابٍ

وَمِنْ بَرٍّ كَوَّابٍ

وَمِنْ بَرٍّ كَوَّابٍ

وَمِنْ بَرٍّ كَوَّابٍ

چیز یا قوت قبول کی رکھتی ہے وہاں کہتے ہیں کہ اس چیز کو قبول کر گروہ چیز ناقض ہوتی ہے اور قابل کے نہیں ہوتی کہ اس کو کوئی قبول کرے یوں کہتے ہیں اس چیز کو تقبل کرنا ہر اس کے تقبل عبارت تکلف قبول سے ہے اور تکلف قبول اس جاہوتا ہے کہ وہ چیز قوت قبول کے نہ رکھتی ہو پس اس لفظ میں کمال کسر نفس اور تواضع اور کوتاہ بینی عملی کی ہے گویا قابل کے نہیں کہ مقبول ہو مگر وہ کہ راہ غایت اور فضل اپنے سے اس کو قبول کرے تو اور مانند اس کسر نفس اور تواضع کے حضرت سے بھی بہت منقول ہے دا قطنی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو فطار روزی کا فرماتے تھے کہتے تھے اللھم لك صمنا وعلی (ذقك) افطرنا تقبل منا انک انت السميع العليم باقی رہے اس جگہ چند فائدہ اول وہ کہ اس لفظ سے کہ یرفع ابن اھیلہ القواعد من البیت ہے اکثر موضحین نے ایسا استنباط کیا ہے کہ بنیاد خانہ کعبہ قبل زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے موجود تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر دیوار دو گونہ بلند کیا چنانچہ یہی نے شعب الامان میں اور ازرقی نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم اور پرزین کے پڑی ان کو بسبب تنہائی کے وحشت عظیم بہم پہنچی اور یہی زمین میں کوئی مکان اور سقف نہیں دیکھتے تھے عرض کی کہ بار خدایا میں میں تنہا واقع ہوا ہوں کوئی نہیں کہ ہمراہ میرے تیری عبادت میں شریک ہو اور یہی زمین میں کوئی مکان مستفاد نہیں کیا تھا ہوں میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ عنقریب اولاد تیری سے آدمی بہت پیدا ہوں اور ساتھ تسبیح اور تقدیس میری کی مشغول ہوں اور گھر بنائیں لیکن چاہیے کہ اول گھر میرے تمام کا تو بنا اور اس کو مانند عرش اور بیت المعمور کے قبلہ اور طواف گاہ ٹھہرا اس بعد واسطے اپنے اور واسطے اولاد اپنی کے گھر بناؤ تو حضرت آدم نے عرض کیا کہ بار خدایا اس گھر کو کہاں بناؤں میں فرمایا اُس جگہ کہ خاک بدن تیرے کے خمیر کی تھی ہنسنے اور چاک برس تک وہ خاک اُسی جا پڑی رہی اور تمام زمین کو اُسی جاسے پہن اور فراخ کیا ہے ہنسنے حضرت آدم نے عرض کیا کہ جگہ نشان اُس جگہ کا دینا چاہیے حضرت جبریل کو حکم ہوا کہ ہمراہ آدم کے آئے اور اس مکان کا نشان دیا اور فرشتہ کو حکم کیا کہ تہ زمین

قوت قبول کی رکھتی ہے وہاں کہتے ہیں کہ اس چیز کو قبول کر گروہ چیز ناقض ہوتی ہے اور قابل کے نہیں ہوتی کہ اس کو کوئی قبول کرے یوں کہتے ہیں اس چیز کو تقبل کرنا ہر اس کے تقبل عبارت تکلف قبول سے ہے اور تکلف قبول اس جاہوتا ہے کہ وہ چیز قوت قبول کے نہ رکھتی ہو پس اس لفظ میں کمال کسر نفس اور تواضع اور کوتاہ بینی عملی کی ہے گویا قابل کے نہیں کہ مقبول ہو مگر وہ کہ راہ غایت اور فضل اپنے سے اس کو قبول کرے تو اور مانند اس کسر نفس اور تواضع کے حضرت سے بھی بہت منقول ہے دا قطنی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو فطار روزی کا فرماتے تھے کہتے تھے اللھم لك صمنا وعلی (ذقك) افطرنا تقبل منا انک انت السميع العليم باقی رہے اس جگہ چند فائدہ اول وہ کہ اس لفظ سے کہ یرفع ابن اھیلہ القواعد من البیت ہے اکثر موضحین نے ایسا استنباط کیا ہے کہ بنیاد خانہ کعبہ قبل زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے موجود تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر دیوار دو گونہ بلند کیا چنانچہ یہی نے شعب الامان میں اور ازرقی نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم اور پرزین کے پڑی ان کو بسبب تنہائی کے وحشت عظیم بہم پہنچی اور یہی زمین میں کوئی مکان اور سقف نہیں دیکھتے تھے عرض کی کہ بار خدایا میں میں تنہا واقع ہوا ہوں کوئی نہیں کہ ہمراہ میرے تیری عبادت میں شریک ہو اور یہی زمین میں کوئی مکان مستفاد نہیں کیا تھا ہوں میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ عنقریب اولاد تیری سے آدمی بہت پیدا ہوں اور ساتھ تسبیح اور تقدیس میری کی مشغول ہوں اور گھر بنائیں لیکن چاہیے کہ اول گھر میرے تمام کا تو بنا اور اس کو مانند عرش اور بیت المعمور کے قبلہ اور طواف گاہ ٹھہرا اس بعد واسطے اپنے اور واسطے اولاد اپنی کے گھر بناؤ تو حضرت آدم نے عرض کیا کہ بار خدایا اس گھر کو کہاں بناؤں میں فرمایا اُس جگہ کہ خاک بدن تیرے کے خمیر کی تھی ہنسنے اور چاک برس تک وہ خاک اُسی جا پڑی رہی اور تمام زمین کو اُسی جاسے پہن اور فراخ کیا ہے ہنسنے حضرت آدم نے عرض کیا کہ جگہ نشان اُس جگہ کا دینا چاہیے حضرت جبریل کو حکم ہوا کہ ہمراہ آدم کے آئے اور اس مکان کا نشان دیا اور فرشتہ کو حکم کیا کہ تہ زمین

پہاڑ پر قس اور گئیں کہ بچہ نظر سے غائب ہوا ہر چند دائیں بائیں دیکھا اور نظر ڈالی کچھ نظر نہیں آیا
 مایوس ہوا اس پہاڑ سے اتر آئیں اور طرف مردہ کے متوجہ ہوئیں مگر درمیان میدان کے
 ان کو یہ خطرہ گذرا کہ مبادا اس وقت میں کہ یقین فرزند سے غائب ہوں درندہ آدمی اور دیگر رٹکے کو
 لجاوے سبب اس خیال کے نشیب میں میدان میں کہ اس کو بطریق اسی کہتے ہیں دھڑنا شروع کیا اور دھا
 اپنا اٹھا کر بہت سخت دھڑین یہاں تک کہ نشیب میں سبز زمین ہوا پر آئیں دھڑنا شروع کیا اس وقت
 کہ مکان پہنچے گا اوس میں سے چند ان تھوڑے اور جب متصل مردہ کے پہنچیں اسی قدر اوس پہاڑ
 کے اوپر بھی اکر دائیں بائیں نظر ڈالی کسی چیز کو نہ دیکھا پہر طرف صفا کے متوجہ ہوئیں اور چرچہ نشیب
 میدان دھڑین اور زمین ہوا میں آہستہ جا کر اوپر گئیں اسی قسم سے سات بار انکو صفا سے مردہ
 اور مردہ سے صفا کی طرف اتفاقاً مدد و شفا کا پڑا حضرت ابن عباس رضی درمیان روایت اس
 قصہ کے آنحضرت علیہ السلام سے نقل کرتے تھے کہ سعی درمیان صفا اور مردہ کے اسی واسطے
 مقرر ہے تاکہ آدمی حالت بیکسی اور بیچارگی لنگے کو اور فریادری حضرت حق عود علا کو یاد کریں اور
 آپ کو بصورت بیچارگی اور بیکسی حضور میں اوس تعالیٰ کے عرض میں تو مورد رحمت اوس تعالیٰ کے
 ہوں القصہ جو آخر بار مردہ پر پہنچی ایک آواز نائی کان میں پہنچی اپنے کو خطاب کے کہا کہ صبیہ
 یعنی اندیشہ بازہ اور طرف آواز کے کان لگا بعد اوس کے پہر وہی آواز سنی کہا کہ آواز کا
 سننے والا کاش نزدیک تیرے چارہ کار ہمارے کا ہوا سو کہا اور دھڑتی ہوئیں اپنے بچہ کے
 پاس آئیں دیکھا کہ فرشتہ نزدیک سے وضع زفرم کے پر پہنے کو یا ایڑی اپنی کو مارتا ہے اور پانی
 زمین سے جاری ہے اوہوں نے اوس جاری پانی کو چاٹا کہ ایک حوض میں جمع کریں خاک سے
 تودہ تودہ لاتی تھیں اور گرد و پاؤں کے مانند حوض کے بناتی تھیں اور شکاپنی کو اوس پانی سے
 پر کرتی تھیں اور دھڑتی تھیں کہ مبادا یہ پانی تمام ہوا اور ہم پیاسے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم بعد اس فر کے فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ بخشے مادر اسمعیل کو اگر جلدی نہ کرتی اور اوس پانی کو
 بطور اپنے منیٰ الطبع چھوڑتے زفرم چٹہ جاری ہو جانا القصہ اوس پانی کو آپ بھی چھٹی تھی اور اپنے
 بچہ کو بھی پلاتی تھی اور اوس فرشتہ نے ان کو تالی و تشفی دیکھا کہ اس قدر کہ وہ حق تعالیٰ
 تمکو اس مکان میں صلی نہ کرے گا کہ واسطے کہ اس مکان میں خانہ خدا ہے کہ اس کو یہ بچہ

مصحح القرآن

وہ جو غائب ہو

ترندہ سے پہرین

وہ جن میں غائب

وہ جن میں غائب

وہ جن میں غائب

وہ جن میں غائب

وہ جن میں غائب

وہ جن میں غائب

وہ جن میں غائب

وہ جن میں غائب

وہ جن میں غائب

وہ جن میں غائب

وہ جن میں غائب

جوان ہو کر ہمراہ باپ اپنے کے بنا کر لگا حق تعالیٰ اس مکان کے رہنما والوں کو کسی وقت ضائع نہ کرے گا اور اس وقت موضع کعبہ کا زمین سے بلند اور ممتاز مانند ٹیلے کے نمودار تھا اور سبیل آتی تھی اور اہلین بائیں اور اسکے سر گذر جاتی تھی اور حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسمعیلؑ کو اور بچا تھا گذارتی تھیں اتفاقاً ایک جماعت قوم جرہم کی فواح میں سے کسی طرح آوارہ و شبت غربت کی ہو کر اوس طرح میں پہنچی اور جانب میں گذرے عبور کر کے بائیں کتہ میں فردکش ہوتی تھی اور دیکھتی تھی کہ مرغ بہت محاذ کے اوڑھے ہیں باہم گفت گو کی کہ مرغ اوس جا رہے ہیں کہ آبادی اور پانی ہو اور ہم ہمیشہ سفوف میں اس مکان سے گذرے ہیں ہم کسی وقت اس جگہ میں نشان پیکار نہ کیا ہے یہ سننے ایک قاصد وسطے تحقیق اس امر کے بھیجا قاصد دیکھ گیا کہ اس مکان میں ایک پانی نے غیب سے جوش کیا اور ایک عورت اور بچہ اوس پانی کے گرد سکونت رکھتے ہیں جماعت مذکور نے اس قصہ کو سن کر مرج سکونت اس مکان کے غربت کی اور زدیگہ اور حضرت اسماعیلؑ کے آئی اور ان سے اجازت سکونت کی اس مکان میں جا ہی حضرت اسماعیلؑ کی والدہ بھی او کی ہمیشی میں رغبت ہوئی اور چاہا کہ اس تہائی میں کوئی انیس ہم پہنچے اور ان کو اجازت سکونت کی دی لیکن اس شرط پر کہ کوئی حق پانی میں نہ رکھتا ہو اور انہوں نے اس شرط کو قبول کر کے سکونت اوس مکان کی انقباض کی اور مالی اور مالی اپنے کو بھی طلب کر کے چند خانہ دار آباد ہوئے اور حضرت اسماعیلؑ نے ان کے زبان عربی سیکھی نہایت ذکی اور قابل اور تیز فہم جوان ہوئے یہاں تک کہ جماعت جرہم کے سردار نے اپنی دختر کا نکاح کمال آرزو سے ان کے ساتھ کیا اس میان میں اور حضرت اسماعیلؑ نے وفات کی اتفاقاً جب حضرت اسماعیلؑ جو وہ سال کے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مکان حضرت سارہؑ کی شکم سے ہی ایک فرزند پیدا ہوا کہ حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام میں اور حضرت سارہؑ بردار میں اوس فرزند کے مشغول ہوئیں اور فی الجملہ رشک لگا کہ ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے اجازت چاہی تو کہ حضرت اسماعیلؑ کو دیکھ آدین اور انہوں نے اجازت دی لیکن ساتھ اس شرط کے کہ گھوڑی سے نہ اور تیریں اور گہرا اسماعیلؑ میں شب باش ہوں اور توقف زائد نہ کریں حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتھ ہی شرط کی روانہ ہوئی جو اس مقام میں پہنچی تفحص کیا معلوم ہوا کہ وہ ٹرکا جوان ہو کر خانہ دار ہو گیا اور ادرارہ سکی نے وفات کی خانہ اسماعیلؑ کا تلاش کیا اور وہ

ترجمہ تفسیر عذری
بارہ الم سورہ بقرہ
۷۶
جوان ہو کر ہمراہ باپ اپنے کے بنا کر لگا حق تعالیٰ اس مکان کے رہنما والوں کو کسی وقت ضائع نہ کرے گا اور اس وقت موضع کعبہ کا زمین سے بلند اور ممتاز مانند ٹیلے کے نمودار تھا اور سبیل آتی تھی اور اہلین بائیں اور اسکے سر گذر جاتی تھی اور حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسمعیلؑ کو اور بچا تھا گذارتی تھیں اتفاقاً ایک جماعت قوم جرہم کی فواح میں سے کسی طرح آوارہ و شبت غربت کی ہو کر اوس طرح میں پہنچی اور جانب میں گذرے عبور کر کے بائیں کتہ میں فردکش ہوتی تھی اور دیکھتی تھی کہ مرغ بہت محاذ کے اوڑھے ہیں باہم گفت گو کی کہ مرغ اوس جا رہے ہیں کہ آبادی اور پانی ہو اور ہم ہمیشہ سفوف میں اس مکان سے گذرے ہیں ہم کسی وقت اس جگہ میں نشان پیکار نہ کیا ہے یہ سننے ایک قاصد وسطے تحقیق اس امر کے بھیجا قاصد دیکھ گیا کہ اس مکان میں ایک پانی نے غیب سے جوش کیا اور ایک عورت اور بچہ اوس پانی کے گرد سکونت رکھتے ہیں جماعت مذکور نے اس قصہ کو سن کر مرج سکونت اس مکان کے غربت کی اور زدیگہ اور حضرت اسماعیلؑ کے آئی اور ان سے اجازت سکونت کی اس مکان میں جا ہی حضرت اسماعیلؑ کی والدہ بھی او کی ہمیشی میں رغبت ہوئی اور چاہا کہ اس تہائی میں کوئی انیس ہم پہنچے اور ان کو اجازت سکونت کی دی لیکن اس شرط پر کہ کوئی حق پانی میں نہ رکھتا ہو اور انہوں نے اس شرط کو قبول کر کے سکونت اوس مکان کی انقباض کی اور مالی اور مالی اپنے کو بھی طلب کر کے چند خانہ دار آباد ہوئے اور حضرت اسماعیلؑ نے ان کے زبان عربی سیکھی نہایت ذکی اور قابل اور تیز فہم جوان ہوئے یہاں تک کہ جماعت جرہم کے سردار نے اپنی دختر کا نکاح کمال آرزو سے ان کے ساتھ کیا اس میان میں اور حضرت اسماعیلؑ نے وفات کی اتفاقاً جب حضرت اسماعیلؑ جو وہ سال کے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مکان حضرت سارہؑ کی شکم سے ہی ایک فرزند پیدا ہوا کہ حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام میں اور حضرت سارہؑ بردار میں اوس فرزند کے مشغول ہوئیں اور فی الجملہ رشک لگا کہ ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے اجازت چاہی تو کہ حضرت اسماعیلؑ کو دیکھ آدین اور انہوں نے اجازت دی لیکن ساتھ اس شرط کے کہ گھوڑی سے نہ اور تیریں اور گہرا اسماعیلؑ میں شب باش ہوں اور توقف زائد نہ کریں حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتھ ہی شرط کی روانہ ہوئی جو اس مقام میں پہنچی تفحص کیا معلوم ہوا کہ وہ ٹرکا جوان ہو کر خانہ دار ہو گیا اور ادرارہ سکی نے وفات کی خانہ اسماعیلؑ کا تلاش کیا اور وہ

انکی مکے اتفاقاً حضرت اسماعیلؑ اور وقت نکار کے لئے جنگل کی طرف گئے ہوئے تھے اور حیثیت انکی یہی تھی کہ ساتھ تیر و کمان کے حلال جانوروں کا شکار کر کے لاتے تھے اور آب زمزم میں بچا کر کھاتے تھے اور حق تعالیٰ انکو اور پیسہ قدر کی قناعت دیتا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو اسماعیلؑ کو نہ دیکھا انکی بی بی کو دروازہ پر بلا کر دریافت فرمایا کہ تیرا شوہر کہاں گیا ہے اور کیا آئیگا اور سنئے کہا کہ وہ معاش کی تلاش میں جنگل کی طرف گیا ہے شام تک آئیگا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اندیشہ کیا کہ جو میں شام تک یہاں توقف کرونگا میں حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام دینا چھوڑ دوں گا مگر چونکہ وہ گھر شبیاش ہو گئے ہیں پس خلاف شرط اور وعدہ کا لازم آوے گا اور میرا حال بری سے ہو رہا ہے کہ انکی عورت سے احوال دریافت کر کے مرہبت کروں اور دروازہ کے کھڑکے پر سوار کھڑکے ہو کر انکی عورت سے پریش احوال کی شرم کی یہاں تک کہ گذران اور انکے سے دریافت کیا اور عورت نے کہا کہ حال معاش ہماری کا بہت تباہ اور خراب ہو اور کمال تنگی اور مشقت کے ساتھ گذران کرتے ہیں ہم اور تنکایت بہت کی حضرت ابراہیمؑ نے انکو سن کر فرمایا جو شوہر تمہارا آوے میری طرف سے سلام کہو اور کہہ کہ اپنے دروازہ کی سڑل کی کڑی کو تبدیل کر کے کہ یہ سڑل لائق اور کی نہیں یہ فرمایا اور مرہبت کی شام کے وقت کہ حضرت اسماعیلؑ آئے کچھ پلوں اور برکات نبوت کی انکو محسوس ہوئی تھی اپنی عورت سے دریافت کیا کہ کوئی یہاں آیا تھا کہا کہ نہیں تھا ایک پیر مرد سوار کھڑکے کی ایسی تھی اور رنگ اسکا ایسا تھا اس دروازہ پر کھڑکے کو ہلکا بلایا اور احوال سے تمہاری برہان ہوا انہوں نے اپنے دل میں جانا کہ یہ پیر مرد حضرت ابراہیمؑ تھے کس واسطے کہ انہوں نے اپنی ماں سے اپنی شامل اور علیہ سنا تھا القصد حضرت اسماعیلؑ کی بی بی سے تمام با بر بیان کیا اور کہا کہ جیسے حال مجہ حبشت ہماری کا دریافت کیا تھا میں نے کہا کہ ہم کمال تنگی اور فقر و فاقہ میں گرفتار ہیں حضرت اسماعیلؑ نے کہا کہ پیر وہ پیر کیا فرم گئے عورت نے کہا کہ یہ ہی زمانہ گئے ہیں کہ شوہر اپنے کو میری طرف سے سلام کہو اور کہو کہ اپنے گھر کی سڑل کو تبدیل کر کے حضرت اسماعیلؑ نے کہا کہ وہ پیر مرد میرا باپ تھا چھو فرمایا کہ تم کو جدا اپنے سے کروں میں چاہتا ہوں کہ اپنے باپ کے گھر رہو سات پیر کے سرو کار مت رکھو جو حضرت اسماعیلؑ نے اوس عورت کو چلا گیا وہ سڑل کے فرقہ جہم سے اپنی دختر کا ساتھ انکی نکاح کر دیا اور گھر میں ان کے وہ دختر

حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام نے اپنی بی بی کو دروازہ پر بلا کر دریافت فرمایا کہ تیرا شوہر کہاں گیا ہے اور کیا آئیگا اور سنئے کہا کہ وہ معاش کی تلاش میں جنگل کی طرف گیا ہے شام تک آئیگا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اندیشہ کیا کہ جو میں شام تک یہاں توقف کرونگا میں حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام دینا چھوڑ دوں گا مگر چونکہ وہ گھر شبیاش ہو گئے ہیں پس خلاف شرط اور وعدہ کا لازم آوے گا اور میرا حال بری سے ہو رہا ہے کہ انکی عورت سے احوال دریافت کر کے مرہبت کروں اور دروازہ کے کھڑکے پر سوار کھڑکے ہو کر انکی عورت سے پریش احوال کی شرم کی یہاں تک کہ گذران اور انکے سے دریافت کیا اور عورت نے کہا کہ حال معاش ہماری کا بہت تباہ اور خراب ہو اور کمال تنگی اور مشقت کے ساتھ گذران کرتے ہیں ہم اور تنکایت بہت کی حضرت ابراہیمؑ نے انکو سن کر فرمایا جو شوہر تمہارا آوے میری طرف سے سلام کہو اور کہہ کہ اپنے دروازہ کی سڑل کی کڑی کو تبدیل کر کے کہ یہ سڑل لائق اور کی نہیں یہ فرمایا اور مرہبت کی شام کے وقت کہ حضرت اسماعیلؑ آئے کچھ پلوں اور برکات نبوت کی انکو محسوس ہوئی تھی اپنی عورت سے دریافت کیا کہ کوئی یہاں آیا تھا کہا کہ نہیں تھا ایک پیر مرد سوار کھڑکے کی ایسی تھی اور رنگ اسکا ایسا تھا اس دروازہ پر کھڑکے کو ہلکا بلایا اور احوال سے تمہاری برہان ہوا انہوں نے اپنے دل میں جانا کہ یہ پیر مرد حضرت ابراہیمؑ تھے کس واسطے کہ انہوں نے اپنی ماں سے اپنی شامل اور علیہ سنا تھا القصد حضرت اسماعیلؑ کی بی بی سے تمام با بر بیان کیا اور کہا کہ جیسے حال مجہ حبشت ہماری کا دریافت کیا تھا میں نے کہا کہ ہم کمال تنگی اور فقر و فاقہ میں گرفتار ہیں حضرت اسماعیلؑ نے کہا کہ پیر وہ پیر کیا فرم گئے عورت نے کہا کہ یہ ہی زمانہ گئے ہیں کہ شوہر اپنے کو میری طرف سے سلام کہو اور کہو کہ اپنے گھر کی سڑل کو تبدیل کر کے حضرت اسماعیلؑ نے کہا کہ وہ پیر مرد میرا باپ تھا چھو فرمایا کہ تم کو جدا اپنے سے کروں میں چاہتا ہوں کہ اپنے باپ کے گھر رہو سات پیر کے سرو کار مت رکھو جو حضرت اسماعیلؑ نے اوس عورت کو چلا گیا وہ سڑل کے فرقہ جہم سے اپنی دختر کا ساتھ انکی نکاح کر دیا اور گھر میں ان کے وہ دختر

لکھائی کرتے تھے یہاں تک کہ بعد ایک مدت دراز کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے
 بہر اجازت دیکھنے حضرت اسمعیلؑ کی چاہی اور کہا کہ میں نے پہلی بار اسمعیلؑ کو بہن دیکھا خاطر میری
 نے تیری بہن پائی حضرت سارہ نے ساتھ اسی شرط کے اجازت دی حضرت ابراہیمؑ پہرہ
 دیکھنے حضرت اسمعیلؑ کے روانہ ہوئے جو انکی گھر پہنچے پہرہ ان کو نہ پایا دریافت کیا کہ اسمعیلؑ
 کہاں ہے انکی نئی عورت نے دروازہ پر ان کو کہا کہ مرجا اسی حضرت آدمؑ اور فوکش ہوتم
 اور فرماؤ تم کہ میں ہر سارک کو دعویٰ کہ بخار راہ سے بیت گرد آلود ہے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا
 کہ مجھ کو حکم آؤ تم نے کا بہن ہے وہ عورت ایک بڑا پتھر لائے اور متصل کاب لکے کی رکھا اور اس
 پتھر پر کھڑی ہوئی اور حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام بھی ہاتھ اپنا اس پتھر پر ٹھیکر کر سر پانچم کیا
 اوس عورت نے سر انکی کو خوب دھو کر پاک کیا اور شاذ کیا حضرت ابراہیمؑ اس درمیان میں
 اوس عورت سے حوالہ برسی حضرت اسمعیلؑ کی فرماتے تھے اور وہ شکر گزاری اخلاق اور
 اوضاع انکی کی کرتے تھے یہاں تک کہ حرف معیشت اور گذران کا درمیان آیا اوس زن نے
 بہت شکر حق تعالیٰ کا کیا اور کہا کہ الحمد للہ ہم کمال فاقیت اور فراخی معیشت میں گذران
 کرتے ہیں ہم کو حق تعالیٰ نے محتاج کسی مخلوق کا بہن کیا ہے حضرت اسمعیلؑ علیہ السلام شکر صحت
 گوشت لاتے ہیں اور آب زمزم نزدیک ہمارے موجود ہے اوس گوشت اور اس پانی سے معیشت
 ہماری بخوبی گذرتی ہے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے حق میں اوسکے دعائے خیر فرمائے کہ
 حق تعالیٰ تمہارے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرمائے حدیث شریف میں ہے کہ خاصیت
 انکی دعا کی یہ ہوئی کہ جو شخص مکہ معظمہ میں گوشت اور پانی پر اکتفا کرے اوسکو حاجت طرف
 حبوب اور غلہ کے نہ ہی اور قوت اوسکی برقرار رہتی ہے اور شہرہ دین میں یہ خاصیت بہنیں ہے
 القصہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے پہر بسبب خوف شب باشی کی توقف زائد نفرما کر قصد حرات
 کا کیا اور عورت کو کہا کہ جو شوہر تیرا اوی اوسکو میری طرف سے سلام پہنچا اور کہو کہ یہ سرور دروازہ
 تیری کی بہت خوب واقع ہوئی اوسکو غنیمت جان اور بخوبی لگاہ رکھ حضرت اسمعیلؑ نے وقت شام
 کی آتی تھی پہر لنگو الوار اور برکتیں معلوم ہوئیں اپنی عورت سے دریافت کیا کہ آج کوئی یہاں
 آیا تھا ان کی عورت نے کہا کہ بہتہ ایک پر مرد آیا اور آیا تھا میں نے

ترجمہ
 حضرت ابراہیمؑ اور
 کوستانہ بہن اور فوکش
 کوئی بستی میں اور
 زبور شریف میں اور
 کوئی طرف ناظر
 میں ان کو بائیں
 بہن میں ہی نہیں
 بن سب لوگوں کا
 بہن میں موجود تھا
 زبان لاد ساری
 بہن میں کی زبیر
 توقف بہن کی
 اصل ناظر حکم
 زبیر ناظر حکم
 الرضا

اور حکام سر ہوا اور تواضع اس کی کی لیکن وہ گھوڑے کی پیٹھ سے نیچے نہ اترے اور کہا کہ مجھ کو حکم اترنے کا نہیں اور احوال ہمارے اور حیثیت ہماری جو بہت دریافت کیا اور واسطے ہمارے دعا سے خیر کر کے تشریف لگئے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا اور کیا فرما گئے عورت نے کہا کہ میرا کیا کہ شوہر اپنے کو سلام میرا ہو چکا کہہ دو کہ سرول دروازہ اپنے کو غنیمت جانکر بخوبی لگا رہا کہ حضرت اسماعیل نے کہا کہ وہ پیر مرد میرے باپ حضرت ابراہیم تھے اور میرے حق میں سفارش کر گئے میرے گھر کو دروازہ کی سٹرل تو ہی ہے لائق ہے کہ تجھ کو ساتھ نیک سلوک کی نگاہ رکھوں میں جو اس ماجرے پر ایک گدزی پہر حضرت ابراہیم کو اشیانہ دیکھنے حضرت اسماعیل کا غالب ہو حضرت سارہ کو کہا کہ میں دوبار واسطے دیکھنے اسماعیل کے گیا اور اون کو نہ دیکھا اگر اجازت دو تم او کو دیکھو میں اور چند روز اس کے پاس ہوں میں کہ ست خاطر میری ہو حضرت سارہ نے بخوشی اجازت دی اور حضرت ابراہیم روانہ ہو کر پہنچی اور دیکھا کہ حضرت اسماعیل نیچے ایک درخت کے کہ متصل زمزم کے تھا بیٹھ ہوئے تیرون کو درخت کرتے تھے مجبور دیکھنے کے حضرت اسماعیل نے حضرت ابراہیم کو پہچانا بے اختیار اٹھے اور باہم معائنہ فرمایا اور جو کچھ لائق اور سعادت مندی فرزند کو اپنے عالم قرار اور بزرگوار باپ کے ساتھ کرنا چاہئے کیا معذور راشد یعنی نصیب کے ذکر میں کہتے تھے سمعت رجلا ینزل انہما بیکاحین القیاحی اجابہما الطیل یعنی ان دونوں نے جواباً ملاقات کی اس قدر روئے اور آواز ان کی بلند ہوئی کہ پیرند جانوروں نے سوچ ہوا کے گریہ اور فغان شروع کیا اور بعد ملاقات کے حضرت ابراہیم نے ساتھ اسماعیل کے فرمایا کہ مجھ کو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مکان میں ایک گھر خدا کے واسطے بناؤں اور مجھ کام اپنے ہاتھ سے کروں گا میں تیرے جوڑ میری کرسی تو بہتر ہو کہ کار کرنا تیرا گویا کار کرنا میرا ہے حضرت اسماعیل نے کہا کہ کہان حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اس تو وہ بزرگ بلند پر حضرت اسماعیل نے کہا کہ حکم تمہارا اور حکم خدا کا دونوں اوپر سر اور آنکھ میرے کے البتہ اعانت تمہاری بیچ اس کام کے کروں گا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ذیقعدہ کو خانہ کعبہ کی بنا شروع فرمائی اور پچیسویں ماہ مذکور کو وہ بنا تمام ہوئی اس دیمان میں حضرت اسماعیل علیہ السلام بہتر کو بہاروں سے اٹھا کر لائے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بنا فرماتے تھے حکم نے

مصحح القرآن
اصحاب کرام
بنی اسرائیل
جو کجا غنیمت
یعنی تمہارا حکم
جگہوں سے نکل
حضرت موسیٰ
اور نبی کا حکم
بائیں سے اور چاہا
تو باپ سے کہ
جنت میں کہ
نوبت اسی تو
بنی اسرائیل
کہنے لگے کہ
نوریت کے حکم
نکل اور جاری
میں جسے نہیں
جو کہنے نہ خدا چاہے
نہ ایک بہار کو
سب جوان
حکیم کے حکم

بطریق صحیح اور معنی میں دلایل البتہ میں حضرت امیر المؤمنین رضی علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اسے دیتا کیا کہ خبر دو تم جگہ خانہ کعبہ سے کہ یہ اول خانہ ہے کہ زمین میں بنا ہوا فرمایا
ایسا نہیں پہلی بنائی اس خانہ سے گھر بیت آدمیوں کے تہی اور آدمی اسے سکونت امن کے بناتے تھے لیکن میں نے اس خانہ کو اس خانہ کا ہے کہ واسطے عبادت خدا کے زمین میں مقرر کیا گیا اور بیت
اور نور اور پیر الہا ہوا پھر قصبہ بنائے کہ جو شروع فرمایا ارشاد کیا کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو حضور
خداوندی سے حکم ہوا کہ اس خانہ کو بنا کر تم تو اس کا معین مکان بن جانتے تھے اور مرد و تہہ کہ مبادا
جبر سے اس میں یا دتی یا کسی واقع ہو حق تعالیٰ نے سکینہ کو بصورت باد پیچیدہ اور کہ وہ خورد کے سبھا
اور اس قطعہ ہوا کی دو تہے اس میں نے ماندا بر کے زمین خانہ کعبہ پر سا پڑا اور مثل سپر کی
سوا میں مطلق کہرا ہوا بعد اس کے حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا کہ بقدر سیاسی سکینہ کی زمین کو مقرر کریں
حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے موافق اس کے بنا فرمایا اور جب حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام سے مدت
دراز تک بنا قاتم تھی یہاں تک کہ سبب سیلون کے منہم ہوئی اور غالیقہ نے اس کو اور طریقہ
حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کے بنا کیا پھر منہم ہوا فرقہ منہم نے بنا کیا پھر منہم ہوا قریش نے بنا کیا
اور جس وقت کہ قریش نے ناکرتے تھے جو نوبت کہنے جبراسود کے پہونچے باہم مناقہ اور
منازعت شروع کی قریش کے فرقوں میں سے ہر ایک فرقہ جانتا تھا کہ اس پہر کو ہم اپنے ہاتھ سے
کھینچیں لہذا اس جگہ کے قطع و فصل کے واسطے یوں مقرر ہوا کہ جو شخص اس مسجد میں آوے
اس کو حکم کریں کہ موافق حکم اس کے کر عمل میں لاوین ناگاہ سب پہونچو شخص یا آنحضرتؐ تہی کہ راہ و راہ
خی شہیت آئے اور موافق قرار داپنے کے ان کو حکم کیا انہوں نے فرمایا کہ ایک چادر لاؤ تم اس چادر کو چھما کر
اور جبراسود کو اپنے ہاتھ سے اس چادر میں چھوڑا بعد اس کے ہر فرقہ کے سردار دن کو قریش کے
فرقوں میں سے فرمایا کہ ایک ایک کو نہ چادر کا پکڑ کر اوٹھا دیں جو وہ چادر مجازی موضع حجر ہو
کے پہونچو آنحضرتؐ نے اس جگہ کو اپنے ہاتھ سے اوٹھا کر بیچ اس موضع کے رکھا اور ساقہ
اور تھکر کے وصل کیا اور از قی نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ نبی ابراہیمؑ علیہ السلام
وجعل طوله فی السماء سبع اذرع وعرضه فی الارض اثنين وثلاثین ذراعا
من الرحمن الاسودالی الذکر الشاهی الذی عند الحرج من وجہہ وحصل

اور اس میں سے
ایک پیرا میں
انہوں نے بنا
کھا نا نہ دیکھا اور
الاجا ہوسے تب
خدا تعالیٰ نے فرمایا
کھنڈ و ما انیک
یعنی وہی آدمی کو
ما فیہ تھک
شوق نہ کرید
جو دل میں نہ کرید
میں جو اس کا قول
کہا کہ قریش کا
انصار اور دارا
اس کو کہ قریش میں
کہا ہے اور ابراہیم
علیہ السلام کو قریش
مرد و راہ

زمین کو داخل کر کیا اور ایک دیوار گوشہ جواسو سے کن عراقی تک ہے ہی اٹار اوس کے کو قد کرنا
حضرت ابراہیم سے کو تار کیا اس بہت اس جانب میں بھی قری بنیا حضرت ابراہیم مانہ چوترا دو کا
زمین سے بلند رہی اور اسکوتا دروان کعبہ کہتے ہیں اور جو جدار مدین زمیر نے اپنی ولایت میں
خانہ کعبہ منہم کر کے بنا کیا موافق اوس کے کہ آنحضرت نے ذہن اپنے میں قرار دیا تھا اور حضرت عائشہ
نے اوس کا اٹھا کر کیا تھا عمل میں لائے لیکن حجاج نے وہ غلبہ پیکر اوی جاہلیت کی صورت کا اعادہ کیا
تو بیچ میں نہ کو ہے کہ مارون رشید نے اپنے سلطنت میں حضرت امام مالک سے تفسیر کیا تھا
کہ اگر آپ فرما دیں تو میں خانہ کعبہ کو چھ بطور میں زمیر کے کہ موافق خواہش دے آنحضرت صلعم کے تھا
تیار کرادوں اونہوں نے فرمایا کہ ہر خدیہ حدیث صحیحہ اور موافق اوس کے عمل میں لانا تاہم
مرضی آنحضرت صلعم ہے لیکن مصلحت نہیں کہ بار بار کعبہ منہم کریں اور اوس کے بنامین تغیر تبد
کریں کوسلطے اس صورت میں بنا کعبہ کے باز پھر بادشاہوں کا ہوگا ہر بادشاہ بطور خود بنائے
اوس کے کوروم بادشاہت سے جانکر اوپر پیش قدمی کر لگا اور مفسدہ عظیم پیدا ہوگا اور جس جا کہ
مصلحت ساتھ مفسدہ کے تقابل پیدا کرے رعایت دفع مفسدہ کو مقدم کرنا چاہیے اور مصلحت
سے دست بردار ہونا لازم ہے قاعدہ دوم وہ کہ تفسیر میں قواعد دیکھو کو سخت حیرانی پیش آئی ہر اکثر
مفسرین قاعدہ کو ساتھ ساس اور بنیاد کے تفسیر کیا ہے اس صورت میں رفع قواعد مقبول نہیں ہوا
کوسلطے کہ بنا کنندہ ساس کا اور بنیاد کو محل اپنے سے بلند نہیں کرتا ہے بلکہ دیواروں کو اوپر چٹا کر
گرہ کہ مخالفت روایات کو ارتکاب کیا جاوے اور کہا جاوے کہ حضرت ابراہیم نے زمین سے
نئے بنیاد اس خانہ کو اٹھا کر روی زمین تک بلند کیا ہے یا کہا جاوے کہ بنیاد بلند کرنے کے
مجازی معنی مجھ میں کہ اوپر دیواریں بنائی جاویں اور بعضی مفسرین نے کہا ہے کہ مراد
قواعد سے سطریں سنگ درخت کی ہیں کہ ہر سطر تختانی مانند بنیاد سطر فوقانی کے سے
اور اسی واسطے لغت عرب میں اون سطرون کو ساقات البنا کہتے ہیں اور لغت ہندی میں اونکو
ردہ بولتے ہیں ہر چند ان سطرون کو رفع حقیقی مکانات اپنے سے متصور نہیں لیکن نسبت
ساتھ بنیاد کے تمام کو رفع حقیقی دلق ہے اور اصح وہ ہے کہ مراد قواعد سے دیواریں ہیں کوسلطے
کہ لفظ قاعدہ کا لغت عرب میں بیشتر معنی ستون کے متعلق ہے اور دیواریں بمنزلہ ستون سقف کے

انہوں نے زمین کو داخل کر کیا اور ایک دیوار گوشہ جواسو سے کن عراقی تک ہے ہی اٹار اوس کے کو قد کرنا
حضرت ابراہیم سے کو تار کیا اس بہت اس جانب میں بھی قری بنیا حضرت ابراہیم مانہ چوترا دو کا
زمین سے بلند رہی اور اسکوتا دروان کعبہ کہتے ہیں اور جو جدار مدین زمیر نے اپنی ولایت میں
خانہ کعبہ منہم کر کے بنا کیا موافق اوس کے کہ آنحضرت نے ذہن اپنے میں قرار دیا تھا اور حضرت عائشہ
نے اوس کا اٹھا کر کیا تھا عمل میں لائے لیکن حجاج نے وہ غلبہ پیکر اوی جاہلیت کی صورت کا اعادہ کیا
تو بیچ میں نہ کو ہے کہ مارون رشید نے اپنے سلطنت میں حضرت امام مالک سے تفسیر کیا تھا
کہ اگر آپ فرما دیں تو میں خانہ کعبہ کو چھ بطور میں زمیر کے کہ موافق خواہش دے آنحضرت صلعم کے تھا
تیار کرادوں اونہوں نے فرمایا کہ ہر خدیہ حدیث صحیحہ اور موافق اوس کے عمل میں لانا تاہم
مرضی آنحضرت صلعم ہے لیکن مصلحت نہیں کہ بار بار کعبہ منہم کریں اور اوس کے بنامین تغیر تبد
کریں کوسلطے اس صورت میں بنا کعبہ کے باز پھر بادشاہوں کا ہوگا ہر بادشاہ بطور خود بنائے
اوس کے کوروم بادشاہت سے جانکر اوپر پیش قدمی کر لگا اور مفسدہ عظیم پیدا ہوگا اور جس جا کہ
مصلحت ساتھ مفسدہ کے تقابل پیدا کرے رعایت دفع مفسدہ کو مقدم کرنا چاہیے اور مصلحت
سے دست بردار ہونا لازم ہے قاعدہ دوم وہ کہ تفسیر میں قواعد دیکھو کو سخت حیرانی پیش آئی ہر اکثر
مفسرین قاعدہ کو ساتھ ساس اور بنیاد کے تفسیر کیا ہے اس صورت میں رفع قواعد مقبول نہیں ہوا
کوسلطے کہ بنا کنندہ ساس کا اور بنیاد کو محل اپنے سے بلند نہیں کرتا ہے بلکہ دیواروں کو اوپر چٹا کر
گرہ کہ مخالفت روایات کو ارتکاب کیا جاوے اور کہا جاوے کہ حضرت ابراہیم نے زمین سے
نئے بنیاد اس خانہ کو اٹھا کر روی زمین تک بلند کیا ہے یا کہا جاوے کہ بنیاد بلند کرنے کے
مجازی معنی مجھ میں کہ اوپر دیواریں بنائی جاویں اور بعضی مفسرین نے کہا ہے کہ مراد
قواعد سے سطریں سنگ درخت کی ہیں کہ ہر سطر تختانی مانند بنیاد سطر فوقانی کے سے
اور اسی واسطے لغت عرب میں اون سطرون کو ساقات البنا کہتے ہیں اور لغت ہندی میں اونکو
ردہ بولتے ہیں ہر چند ان سطرون کو رفع حقیقی مکانات اپنے سے متصور نہیں لیکن نسبت
ساتھ بنیاد کے تمام کو رفع حقیقی دلق ہے اور اصح وہ ہے کہ مراد قواعد سے دیواریں ہیں کوسلطے
کہ لفظ قاعدہ کا لغت عرب میں بیشتر معنی ستون کے متعلق ہے اور دیواریں بمنزلہ ستون سقف کے

وضوح القرآن
اس کے لئے ہے
سیدنا خصال
عقوبت
ان شاء اللہ العزیز
اور بارگاہ اعلیٰ
کو جب نبی اموی
میں ایک شخص عیال
نام دارا پاتا اور قاتل
اس کا معلوم ہوتا تھا
نبی اموی پہنچے
پسے کہ قاتل معلوم ہو
کہا نبی اموی السلام
اپنی قوم کو کہ مقررہ
قتل فرماتے تھے کہ وہ
قتل کو گنتے کہ وہ ایک
مقررہ وقت کا اس سے
اور ایک ایسا وقت

لائے تھے اور بنا کو عرف میں ساتھ امر کے نسبت کیا کرتے ہیں یا ساتھ مباشرت بنا کی
مثلاً کہتے ہیں کہ اس قلعہ کو خلائی بادشاہ نے بنا کیا ہے یا اس دیوار کو فلا نے معمار
اوگل کار نے بنایا ہے اور نسبت بنا کی طرف مزدور کی رائج نہیں واسطے اظہار اس
تفاوت کے حضرت اسمعیلؑ کو درمیان کلام کے ہمراہ ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے درج نہ فرمایا تو شہرت مساوات کی سمجھی نہ جاوے البتہ دعائیں دو نور کثرت
مساوات کی رکھتی تھی کس واسطے کہ دو نور برابر آرزو مند قبول سعی اور محنت اپنی
کی تھی اور واسطے اولاد اپنی کے خواہاں عنایات ربانی کی تھی اور اس واسطے حکایت
وعاین صیفہ مشکم مع الخیر کا اظہار تفاوت تابعیت اور تبعوعیت کی ارشاد فرمایا ہے
قائدہ چہسم وہ کہ دعا قبول عمل سے کہ ان دو نور بزرگوں سے واقع ہوئیں معلوم
ہوتا ہے کہ مرتب ثواب اور تعلق رضا اس فعل پر کہ مقرون ساتھ اخلاص اور
دوسری شرطوں قبول کی ہو واجب اور لازم نہیں والا طلب قبول میں باوصف
جاننے اخلاص نیت اپنی کے کچھ حاصل نہ تھا اور یہ ہے مذہب اہل سنت اور عجمت
کا اور مقررہ کہ قبول کو اس صورت میں ذمہ ہاری تعالیٰ کے واجب جانتی ہیں جو یہ
اس دعا اور طلب کے ساتھ اس وضع کی کرتے ہیں کہ غرض ان ہر دو بزرگوں کی طلب
کرنے قبول اس عمل سے وہ ہے کہ اُسکو جملہ افعال مقرونہ باخلاص اور سچہ شرط
قبول کی کرے بلکہ طلب کرنا قبول کا کنایت طلب نصیحہ عمل کی ہے ساتھ اس وجہ کے
کہ شمر قبول اور منج ثواب کا ہو لیکن عاقل پر پوشیدہ نہیں کہ اصل پر معترکہ کے کہ
افعال عباد کو مخلوق عباد اور وابستہ اختیار ان کی کا جانتے ہیں نصیحہ عمل اور
اسکو شایان قبول کی کرنا کار انکا انکے اہانت میں تھا اس کو جناب الہی سے
درخواست کرنا کچھ حاصل نہیں رکھتا اور ہر تقدیر کے ان دو نور بزرگوں نے جو
ساتھ فراست صادقہ نبوت کے جانا کہ جو وقت ہم کو حقتعالیٰ نے واسطے
بنائے خانہ اپنے کے حکم فرمایا ہے البتہ اس تقریب کے رنگ دوسرا
عالم میں ظہور کر گیا اور وضع تازہ واسطے عبادت کے کہ شبیہ ساتھ صورت

پرستی اور عشق مجازی کی ہو قرار پاوے گی اور ساتھ اس وسیلہ کے معنی باطنی لباس صورت ظاہری کا پسے گا اور آدمی مانند ملائکہ کے حکم پائندہ اور مشاہدہ کے پکڑینگے اور اکثر احکام اس وضع جدید معقول یعنی حضور خداوندی سے پہنچیں گے اور اسرار اور حکمتیں اس احکام کے ظاہر نظر عقل بشری میں جلوہ گر نہوگی مبادا ان اسرار اور حکمتوں پر عدم اطلاع کی وجہ سے اسرار اور حکم کے یا سبب مشابہت افعال صورت پرستوں کی فرمانبرداری میں ان احکام کی ہم سے یا اولاد ہماری سے تہاؤن کسی طرح کا یا توقف پیدا ہو دوسرے جناب الہی میں عرض کی اور کہا دَتَبَنَّا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ یعنی اے پروردگار ہمارے کر دے ہم دونوں کو منقاد احکام اپنے کا بلکہ ساتھ جس رنگ اور ساتھ جس وضع کے وہ احکام آوین ہم ان کو قبول کریں اور طلب اسرار انکا نہ کریں اور یہی حج میں اس خانہ کی عبادت اور بندگی تیری کا قصد کریں ہم نہ عبادت اس خانہ کا اور یہی کریم دُتَبَنَّا مُسْلِمًا لَكَ یعنی اور اولاد ہم دونوں کے سے ایک جماعت منقاد احکام تیرے کے تاکہ اوکے مناسک حج میں کہ بیشتر انکا متضمن آبروریزی اپنی کا اور اختیار وضع مجنونانہ اور بیتانہ ہے اور منافی وقار اور حشمت کے اور اور حفظ وضع اور خود داری کے ہے مثل بہنہ سر اور برہنہ بدن ہونا اور ترک خوشبو کرنا اور نعرہ قبیہ کو اوپر ہر مکان بلند کے تہا اور تیز کہنا اور اپنے تئیں والدہ اور شیدا کرنا اور چند پتروں اور لکڑیوں کے گوداگر دپہرنا اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور بلا سبب ظاہری کے کہی دوڑنا اور کہی آہستہ چلنا اور کہی کھڑا ہونا اور بے مشاہدہ کسی حریف کے محض اوپر خیال دشمن مستور کے نظر سے پتھر مارنے اور جاندار کو بلا تقصیر بے جان کرنا تہاؤن اور تکاسل نہ کریں اور پابند وقار اور حشمت کے نہ ہوں اور زبان حال اس کے مترنم ساتھ اس مقال کے ہو۔

گر طبع خواہد ز من سلطانین خاک بر فرق قناعت بعد ازین

اور انصیا اور اطاعت احکام اس عبادت کے کہ متعلق ساتھ اس خانہ کے ہیں بدو

صفحہ ۱۸۷
موجودہ نسخہ
تہاؤن اس خانہ
ہذا واقعہ کجانی
نے کہہ دے اس لئے
کیا تو نہیں سمجھتے
کہ یہ دینی حقیقت ہے
کہ اس کے سوا اور نہ
ہے یہ بھی تیرا بھی
یہاں آؤ اور والدہ
ان آؤن میں آؤ
کیا حضور نے
کہنا کہ ہوں خدا کا
سے وہ کہ ہوں خدا کا
یہ بہت بڑا اجتماع
ہم جاوین خدا کا
ہم کے کہتا ہوں
خدا کا اور خدا کا
چاہیں کہنا تھا
کیا تو نے کہہ دیا
خدا کا ہے

معرفت احکام کی ممکن نہیں پس معرفت اُن احکام کی یہی اول ہکو نصیب کر اور بواسطہ
 ہماری اولاد ہماری کو عطا فرما وَاٰدَمًا مَّا يَسْكَنُ اِيْنِهٖ اور کہلا ہکو مکان عبادت ہمارا
 کی کہ متعلق ساتھ اس گہر کی ہوں اور وقت اُس عبادت اور کیفیات اُس عبادت کی
 اور وہ اسرار کہ ضمن میں اسکی مخفی اور ستورین گویا ان خیزوں کو بیان بصری ہماری
 نمودار کرتا کہ مطابق اُس کے عمل کرین ہم اور اولاد اپنی کو یہی ساتھ اُس کے
 امر کرین ہم تفسیر میں ابن جریر اور دیگر کتب محدثین میں بطریق متعدد حضرت
 امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب حضرت
 ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا جناب الہی میں عرض کی حضرت جبرئیل علیہ السلام
 کو حکم ہوا کہ صورت حج کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہلاؤ حضرت جبرئیل علیہ
 السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کرایا اور احرام سے لے کر سر منڈوانے تک
 جو کچھ ارکان حج اور سن اور آداب اس کے بجالانے ضرور ہیں ان کو نشان دیا اور
 احرام بعد اُس کے طواف قدوم بعد اُس کے دوڑنا درمیان صفا اور مروہ کے بعد
 اُس کے منامین مقام کرنا آٹھویں ذی الحجہ کو بعد اُس کے عرفات میں کھڑا ہونا اور
 تبلیغ کہنا ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو بعد اس کے طرف مزدلفہ کے پھرنا اور شب گزارنا
 اور دسویں تاریخ کی صبح کو وقوف کرنا بعد اُس کے مراجعت طرف منی کے
 اور ذبح اور نحو قربانی اور سر کے بال منڈا کر احرام سے باہر آنا اور بعد اُس کے
 لباس پہنکر واسطے طواف زیارت کے جانا اور اس درمیان میں حضرت ابراہیم علیہ
 السلام متصل حجرہ عقبہ کے کہ حد منی میں ہے نمودار ہوا اور سر راہ پکڑا حضرت
 جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ طرف اُس کے سات کنکریاں بھیج کہہ کر یہ کہیں تاکہ دفع
 ہو جاوے اور دوسرے اوتیرے اور چوتے روز تینوں جبری میں شیطان نچوڑا
 ہوا حضرت جبرئیل نے انکو پہرہ واسطے پہرہ مارنے شیطان کے تینوں جگہ میں اُمر
 فرمایا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی اس جبر میں شریک تھے اور اس قصہ کو
 یہ سبب شعب الایمان میں بھی لایا اور سعید بن منصور نے بھی مجاہد سے نقل کی

توضیح
 فوجیہ
 کہ متعلق ساتھ اس گہر کی ہوں اور وقت اُس عبادت اور کیفیات اُس عبادت کی
 اور وہ اسرار کہ ضمن میں اسکی مخفی اور ستورین گویا ان خیزوں کو بیان بصری ہماری
 نمودار کرتا کہ مطابق اُس کے عمل کرین ہم اور اولاد اپنی کو یہی ساتھ اُس کے
 امر کرین ہم تفسیر میں ابن جریر اور دیگر کتب محدثین میں بطریق متعدد حضرت
 امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب حضرت
 ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا جناب الہی میں عرض کی حضرت جبرئیل علیہ السلام
 کو حکم ہوا کہ صورت حج کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہلاؤ حضرت جبرئیل علیہ
 السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کرایا اور احرام سے لے کر سر منڈوانے تک
 جو کچھ ارکان حج اور سن اور آداب اس کے بجالانے ضرور ہیں ان کو نشان دیا اور
 احرام بعد اُس کے طواف قدوم بعد اُس کے دوڑنا درمیان صفا اور مروہ کے بعد
 اُس کے منامین مقام کرنا آٹھویں ذی الحجہ کو بعد اُس کے عرفات میں کھڑا ہونا اور
 تبلیغ کہنا ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو بعد اس کے طرف مزدلفہ کے پھرنا اور شب گزارنا
 اور دسویں تاریخ کی صبح کو وقوف کرنا بعد اُس کے مراجعت طرف منی کے
 اور ذبح اور نحو قربانی اور سر کے بال منڈا کر احرام سے باہر آنا اور بعد اُس کے
 لباس پہنکر واسطے طواف زیارت کے جانا اور اس درمیان میں حضرت ابراہیم علیہ
 السلام متصل حجرہ عقبہ کے کہ حد منی میں ہے نمودار ہوا اور سر راہ پکڑا حضرت
 جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ طرف اُس کے سات کنکریاں بھیج کہہ کر یہ کہیں تاکہ دفع
 ہو جاوے اور دوسرے اوتیرے اور چوتے روز تینوں جبری میں شیطان نچوڑا
 ہوا حضرت جبرئیل نے انکو پہرہ واسطے پہرہ مارنے شیطان کے تینوں جگہ میں اُمر
 فرمایا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی اس جبر میں شریک تھے اور اس قصہ کو
 یہ سبب شعب الایمان میں بھی لایا اور سعید بن منصور نے بھی مجاہد سے نقل کی

کہ حج ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام دھما مانتیان اور جب حضرت ابراہیم
حج سے فارغ ہوئے انکو جناب الہی سے حکم ہوا کہ اذان حج کی تمام روئے زمین کو آدینوں
کے واسطے دین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدا ایا آدین میری کس کے
کان میں پہنچے گی آدمی اطراف جہاں میں منتشر ہیں حکم ہوا کہ آواز کرنا ذمہ تمہارا ہے
اور پہنچانا اُس آواز کا ہمپر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس پتھر پر کہ معروف
بمقام ابراہیم ہے اور بنائے کعبہ کے بھی اُسی پتھر پر کھڑے ہو کر کے تہی اور وہ پتھر
ایسا بلند ہوا کہ کوہ ابوالقیس اور اور پہاڑوں سے بھی بلند ہوا کھڑے ہو کر باؤں
بلند تین بار کہا کہ اے آدمیو تمہاری خدا نے زمین میں واسطے اپنے ایک خانہ
بنایا ہے اور تم کو فرماتا ہے کہ واسطے حج خانہ اُس کے آؤ تم خواہ سوار ہو خواہ
پیادہ حق تعالیٰ نے اُس آواز کو کان میں تمام جہان کے لوگوں کے کہ موجود تھے
پہنچایا اور کان میں اُن ارواحوں کے کہ شکم مادر و ن اور پشت پر دون میں تین
بھی پہنچائی کسی نے ایک بار بلیک کہی اور کینے دوبار اور کینے زیادہ اور کینے
اجابت نہ کی جسے اجابت نہ کی اُسکو حج خانہ کا میسر نہیں ہوتا اور جسے ایک بار کہا
ایک بار حج کرتا ہے اور اسی قیاس پر پہنچنا چاہیے ایسے ہی روایت کیا اُسکو سعید بن
منصور نے اپنی سنن میں اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابن زنی نے اپنی
تاریخ میں مجاہد سے اور جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے ایشیہ
کیا کہ مناسک اس خانہ کے احرام سے سر نہ لے لے تک مشتمل افعالوں کثیر متاقدہ طویلہ
پر ہونگی اور درمیان اشتغال کے ساتھ ان افعال کی لا بد کوئی سہو اور کوئی تقصیر
ہوگی و عا دوسرے عرض کی اور کہا وَثَبْتُ عَلَیْکَ اِیُّہُ اور تو بہ فرما ہمارے اوپر جو
مناسک میں اس خانہ کے ہے اور اولاد ہمارے سے کوئی تقصیر واقع ہو اور
اُس تقصیر کے کفارہ سے بھی ہلکا آگاہ کر کہ نہ ارک اُسکا کریں ہم مثلاً احرام کی حالت میں
ہم کپڑے پہنیں یا ناخن تراشیں یا خوشبو کو استعمال کریں یا سر کے بال تراشیں
یا شکار کریں کیا کرنا چاہیئے اور جو دوڑنا صفا اور مردہ کا نہر اموش کریں

[illegible]

اہم یا طواف خانہ کا بے طہارت کرین کیا کرنا چاہیے تاکہ اس گناہ کے بوجہ سے سبک اور
 ان خلاص ہوں اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْحَرِيْمُ یعنی بہ تحقیق تو ہی ہے کہ بار بار
 توبہ قبول فرماتا ہے اور مہربانی کرتا ہے بندوں گناہ گار اپنی پر اور اس دعا اپنی سے
 طریق تدارک خطا مناسک میں جنایات احرام وغیرہ سے واسطے مسلمانوں اور اولاد
 انکی کے مشروع ہوا چنانچہ کتب فقہ میں مشروع ہے اور اس سورۃ میں ہی تہوڑا سا
 حال انکا مذکور ہوگا سپارہ دوسرے میں انشاء اللہ تعالیٰ باقی رہی یہاں چند بحث کہ
 مفسرین قرض اُسکا کرتے ہیں اگرچہ ان بحثوں کا عین تفسیر میں گذرا اول وہ کہ حضرت
 ابراہیم اور حضرت اسمعیل نے اس دعا میں جناب الہی سے چاہا ہے کہ ہم دونوں کو مسلمان
 کر حالانکہ مسلمان ان دونوں کی بالیقین ثابت تھی پس تحصیل حاصل کی لازم آئی جواب
 اُسکا وہ کہ مراد اسلام سے دین مسلمان اور اعتقاد اُسکا ہے پس غرض انکی اس دعا کے
 ثبات اور استقرار میں دین اور اعتقاد کا ہے نہ مطے اپنی اور اکثر اوقات عرف میں دوم
 شے کو ساتھ لفظ اُس شے کے طلب کرتے ہیں اور اگر مراد اسلام سے الفقیہ و تمام واسطے
 تکالیف الہی کے اور اذعان کلی اور خضوع ساتھ جمیع جوارح اور قوی کے اور رضی
 رہنا ساتھ قسمت اُس تعالیٰ کے ہے پس طلب ان چیزوں کا البتہ بہ نسبت ہر
 شخص کے مفید ہے خواہ ہی ہو خواہ غیر ہی کو واسطے کہ یہ چیزیں خارج ضبط سے ہیں
 اور بدن اعانت دائمی الہی اور توفیق شامل اُسکے کے میسر نہیں ہوتی بخلاف عقائد
 کے کہ چیز مضبوط اور محدود ہے اور توفیق الہی یکبار حصول اُسکے میں کفایت کرتی ہی
 بحث دوم وہ کہ لفظ من کا دمن ذمہ تینا میں واسطے تبعیض کے ہے پس حضرت
 ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے بعض ذریت اپنی کو کو واسطے چاہا حالانکہ
 دعا اخیر میں عموم اور شمول منظور رکھنا چاہیے اور نہ خاص کرنا لہذا آنحضرت نے
 اس اعرابی کو کہ خاص واسطے اپنی اور واسطے آنحضرت کے رحمت الہی کے درجہ
 کرتا تھا اور کہتا تھا اللھم ارحمنی ورحم اولیاءک ورحم معارفی یعنی بارخدا یا رحم کر
 اور مجھ کو اور نہ رحم کر تو ساتھ ہمارے اور کسی کو نہ ریا تھا لقد حجرت واسعا

توضیح

ان شاء اللہ تعالیٰ
 کہانی اس میں
 حضرت علیؓ
 کو کہہ دیا ہمارے
 واسطے اور دعا اپنے
 کو تو بیان کرتے اور
 کہو کہ ہم ہمارے
 واسطے جو وہ گناہ
 کی طرح کے کام میں
 ہو جو مقرر اس گناہ
 میں تشریف لائے ہو
 جو الہی گناہ کہ وہ
 بہت بڑی اور نہ
 بہت جوان ہو اور
 رنگ نہ دہو بہت
 میں اور مقرر اضرار
 تعالیٰ نے چاہا تو ہم
 رہے ہمارے واسطے
 ہونے لگے اس گناہ کی
 طرف تشریف لائے

یعنے بند کیا تو نے شی فرار کو بیچ آداب امامت کے حدیث میں وارد ہے لایخص
 نفسہ بالدعاء جواب اُسکا وہ کہ اُنہوں نے ایک بار دعا امامت میں حق تھا لے سے
 سنا تھا کہ بعض ذریت میری سے ظالم اور فاسق ہو گئے اور بار دوسرے دعا
 رزق میں سنا تھا کہ بعض اُن سے کافر ہو گئی پس نزدیک انکے بالیقین ثابت ہوا تھا
 کہ ارادہ الہی ساتھ کافر ہونے بعض اولاد میری کے متعلق ہو اسے اور دعا کر نیوالے
 کو چاہیے کہ ارادہ الہی کے برخلاف دعا نہ کرے اس جہت سے اس دعائیں تخصیص
 فرمائے بحث سوم وہ کہ جو دعا امامت کے حق میں بعض اولاد انکے کے مقبول ہو
 تھے پھر دعا اسلام کے واسطے اُسکے کیا درکار تھے کہ مرتبہ امامت کا بالاتر مرتبہ اسلام
 سے ہے اور موقوف اور حصول اسلام کے اور جو امامت اولاد اُنکی کو حاصل
 ہوئی اسلام بالادلی حاصل ہوگا جواب اُسکا وہ کہ مقصود انکا اس دعا سے وہ ہے
 کہ جماعت کثیر کہ اُسکو امامت کہہ سکیں مدت دراز تک مسلمانی بر قائم ہوں اور اجابت
 دعا امامت کی اگر دلالت کرتی ہے اور پر اسقدر کے دلالت کرتی ہے کہ بعض
 اولاد انکے اگرچہ ایک دو کس ہوں منصب امامت کا پاویں گی گو تابع اُنکے ایک دو
 شخص جنہی ہوں نہ اولاد اُنکی سے پس دعا امامت کے اس دعا سے کفایت نہیں
 رکھتے تھے بحث چہارم وہ کہ امت مسلمہ کا مصداق ان دونوں بزرگوار کی اولاد میں
 کون سی جماعت گذری ہے بعض مفسرین نے کہا ہے کہ فتنان حضرت اسماعیل
 علیہ السلام اور نسل اُنکی ہے کہ مدت دراز تک اور توحید اور اسلام کے قائم رہی
 ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ بعض بعض ان سے ہر وقت میں آدمی ایماندار گذرے
 ہیں مثل زید بن عمرو بن نفیل و عبد المطلب جد آنحضرتؐ لیکن صحیح وہ ہے کہ مصداق
 امت مسلمہ کا اصحاب آنحضرتؐ کے ہیں قریش وغیرہ اُنکی اور اولاد اُنکی کو واسطے
 کہ دعا آئندہ میں واقع ہے کہ والبعث فیہم رسولاً منہم ننبیو علیہم یا ناک اور یہی
 اور پھر فتنان حضرت اسماعیلؑ، م اور نسل قریب اُنکی کی اور ایسے ہی زید بن عمرو بن
 نفیل اور قریس بن ساعدہ اور امثال اُنکی کی صادق نہیں آتی بلکہ ان الفاظ

موضح القرآن
 آج کل انہی قول اُنکا
 تفسیر و تفسیر
 ان ارض و انکے
 بہشت و جہنم
 تفسیر و تفسیر
 موسیٰ کے کہ مقرر تھا
 جے خدا تھا لے کہ
 تحقیق وہ لے اجرت
 کربالی رسید میں
 حل چلتی ہو میں
 اور نہ ہائی ہی کبیت کو
 سلامت اور در کسے
 سارہ بن اسکا جو کچھ
 فتنان نہیں آج
 دماغ کسی اور کسے
 کے بیچ لے زاری
 کے جو وہ ایک لے
 چاہے قالہ القرآن
 جنت یا جنت

سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اُس رسول نے کتاب منزل کو اوپر لٹکے پڑا ہے اور انکو تعلیم کتاب اور حرکت فرماوے اور باطن انکی کو غفلت اور حجاب سے پاک کرے اور یہ صفات سوا اصحاب پیغمبر ہماری صلعم کہ اولاد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کے نہیں مستحق نہیں ہیں اور نہ ہونگی اور واسطے اسیکے آخر سورہ حج میں خطاب سانہ اصحاب فرما کر ارشاد کیا ہے ملۃ ابیکم ابوہیدر ہو سمکم المسلمین من قبل ہیئ دعا حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کے نص صریح ہے بچ اُسکے کہ پیغمبر آخر الزمان اہل طرف سے مبعوث ہیں اور امت اُسکی امت مسلمہ مقبولہ اور اسے نص کے ساتھ الزام یہود اور نصاریٰ کو ہو سکتا ہے اور تنصیص بالصفات، قومی تر تنصیص بالا سماں اور اقاب سے بہ نزدیک محققین کے البتہ استقر شہدہ ہے کہ سیاق اُس صفات کا سانہ ایسے وجہ کے واقع ہو کہ کلی منحصر فرد واحد میں ہو تو احتمال شرکت کانہی اور اسیواسطے اہل تحقیق اسپر ہیں کہ خلافت خلفاء اربعہ مانندان نصوص کے منصوص ہے جب کہ تفصیل اسکے آیت استخلاف میں کہ اندر سورہ نور کے ہے اور آیت قتال مرتین میں کہ اندر سورہ مائدہ کے ہے اور آیت محققین میں غزوہ حدیبیہ کے کہ اندر سورہ فتح کے ہے مذکور ہے بحث پنجم وہ کہ انبیائی کی توبہ کیا معنی ہونی گناہ سے معصوم ہیں اور توبہ بے گناہ کے متصور نہیں ہے جواب وہ کہ بحکم احادیث الابرار میات المفاربین بہت چیزیں کہ حق میں انبیائے حکم گناہ کار کہتے ہیں اور حقیقت میں گناہ نہیں اور یہ مقتضای علو منصب انکے کا ہے جیسا کہ مضمون اس بیت کا ہے نزدیکیاں رایش بود حیرانے ہم بشیر غنایت و ہم بشیر عتابہ اور واسطے اسکے حدیث شریف میں آیا ہے کہ یا ایھا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی الیوم ما مکة منۃ کہ سنے آدمیو توبہ کرو تم طرف اللہ کے پس تحقیق میں بھی توبہ کرتا ہوں طرف اُسکے ایک دن میں سو مرتبہ اور بعضے اہل فقہ نے جواب دیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے دعائے اسلام میں ذریت اپنی کو ساتھ اپنی ضم کیا طلب توبہ کو بھی ساتھ مکمل مع الغیر کے لائے واسطے اشارہ کے طرف ذریت اپنی کے اگر چنانچہ معصوم

ہوں جیسا کہ اگر جماعت میں اکثر آدمی ایسے فعل کی جو محتاج تو یہ کم تر تک ہوں تو اس وقت حقیقتہً تمام جماعت کے لئے توبہ کی درخواست صحیح ہے اور جو وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اندیشہ کیا کہ قیام اسلام امت کثیرہ کا کہ راین مختلف اور عقول متفادت رکھتی ہیں اتفاق تمام کا التزام یک و تیرہ اور سلوک یک طریقہ پر ہونے کی جامع اور کسی قاصر کے محالات عادت سے ہے واسطے حصول اس اتفاق اور بقا اس اتفاق کی مدت دراز تک دعا دوسری جناب الہی میں عرض کی اور کہا رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا يَعْنِي لے پروردگار ہمارے اور برپا کر درمیان اس امت کے کوئی پیغمبر لیکن وہ پیغمبر بھی خارج اولاد ہماری سے نہ ہو بلکہ فہم یعنی اس امت سے ہو تاکہ رسول اور امت مقبولہ اسکی ہر دو نوذریت ہماری میں شمار ہوں اور شرف عظیم اور مرتبہ فیم جو حاصل ہو کیونکہ اگر امت اولاد ہماری سے ہو اور محتاج طرف کسی سے رسول کے ہوں کہ اولاد ہماری سے نہیں ہے پس ہکو کیا شرف اور مرتبہ باقی رہے اور یہی جو وہ رسول اسی امت سے ہو مولد اور منشاء اور نسب اور حسب اور اخلاق اور اوضاع اور صدق اور دیانت اور غید اور امانت اسکی سے خوب واقف ہونگے اقتدا اور اتباع میں اس کے بسر گرم رہیں اور متابعت اسکی سے عار نہ کریں کہ امت ایک کے کہ اپنے فرقہ سے ہوسرکش آدمیوں کو چندان دشوار نہیں ہوتی ہے بکمال سیاست اجنبی کے اور یہی حکم قرابت اور عمومیت اور حذوالت اور مصاہرت کے بہت طریق نفرت اور اعلالت اسکی کے بہم پہنچاتے ہیں اور بیچ جاری کرنے شریعت اسکی کے اور تثبیت امر اس کے کے نہایت درجہ کی کوشش اور سعی کرتے ہیں اور یہی جو وہ اس امت سے ہو شفقت اس کے اپنر زیادہ ہو اور تعلیم اور تقسیم میں اس کے مبالغہ کر دے کیونکہ آدمیوں کے نزدیک اجانب کی تربیت سے اپنے اقارب و عشائری کی ترتیب زیادہ مقصود ہوا کرتی ہے اور حرص اور شفقت آدمی کی اوپر قوم اور تہذیب لینے کے زیادہ تر ہے حرص اور شفقت اجانب سے بمقتضاے جبلت بشر کے لہذا حدیث شریف میں

طردہ کہ اول من استقم له من امتی اهل بیتی ثم نبوہا ثم ثم الاقرب فالاقرب من القریش

موضع امر
تسے مال کے بدلے
مولد کی طرح کی بات
اس سے قصہ کا
ہے فوفا ہے خلیفہ
و اذ قالوا لا نقدر
قالوا انکم فیما
واللہ شیخنا
کنتمو لکم من
اور یاد کرو نے بنی
اس کیل جبارا
خاتمہ ہے پیشخص
جسے شمار ہو کر حرم
نے عین کو مارا لایا
پھر ایک دوسری قیمت
کرنے لگے اور خدائی
قالی کا کرنے والا
ہے اس کے جو عظم
چھپانے ہو چوب
وہ اسے بچ کر پی

اپنی ساری اُمت سے پہلے اپنی اہلیت کی شفاعت کرونگا پہرہ ہاشم کی بہر جو قریب ترین
 بہر جو اقرب ہیں قریش میں سے اور امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے
 مروی ہے کہ فرماتے تھے خدا کی قسم اگر کبھی بہشت کی میرے ہاتھ میں دین کسیکو
 بنی امیہ سے باہر بہشت سے نہ چھوڑوں میں اور شک نہیں کہ اس قسم کا رسول
 نہ مجموع اولاد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل سے مبعوث ہوا ہو غیر ذات
 عالی صفات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور نہ وہاں
 سوا اس کے کیچ اولاد حضرت اسمعیل کے اُس زمانہ تک کوئی رسول مبعوث
 ہوا تھا اور اگر کوئی حق میں زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ کی احتمال
 و تکار کہے احتمال رسالت کا البتہ نہ رکھے اور اگر بالفرض رسول ہی
 نے انکے اُمت مسلمہ البتہ نہ تھی اور اگر امت مسلمہ ہی انکی ہوتی یہہ اوصاف خود
 بتہ ان میں متحقق نہ تھے کہ **يَتْلُو عَلَيْهِمْ اٰيَاتِكَ** یعنی پڑھتا ہے اُن پر آیات تیری او
 ہنا آیات الہی کا بدون نزول کسی کتاب کی اُس پر نہیں ہو سکتا پس چاہیے کہ
 کوئی کتاب ہی نازل ہو ہر چند ساتھ تلاوت آیتوں اُس کتاب کے الفاظ
 کتاب کے زبان پر شاگردوں اُسکے کے جاری رہینگے لیکن بغت تمام نہوگی
 معانی اُس کتاب سے ہی اُنکو مطلع کریں **وَلِيُعَلِّمَهُمُ الْكِتَابَ** یعنی اور سکھلا دے
 معانی کتاب کے کہ مدلول ظاہر عبارت اُسکی ہے اور گویا جاننا اُن معانی
 کا متنافس کتاب کا ہے کیونکہ وہ معانی بسبب کمال وضوح اور ظہور کے الفاظ
 انفکاک نہیں رکھتے اور بھر دسنے اُن الفاظوں کے ذہن میں آتی ہیں
 احتیاج کی طرف تامل اور تعمق نظر کے لیکن جاننا ان معانی اُس کتاب کا
 دلوں پر اُس کتاب کے خبہ دار نہیں کرتا تو کہ لذت احکام اُس کتاب
 بایں اور ساتھ نشاط تمام کے فرمان بردار امر اُس کتاب کی سرگرم
 پاس چاہیے کہ اُنکو اوپر اسرار اُس کتاب کے ہی آگاہ کریں ورنہ
 اور سکھاتا ہے اُنکو وہ سر اور حکمت کہ درمیان ہر حکم اور ہر لفظ

اُس کتاب کی دلچسپی کئے گئے اور مستور میں تو علم ظاہر اور علم باطن کو جامع ہوں کیونکہ علم باطن بغیر علم ظاہر کے بیدینی اور اتحاد کا سبب ہو جاتا ہے اور علم ظاہر بے علم باطن کی طرف مگر اور حیلہ سازی کی کہنچتا ہے اور جو تعلیم اور تعلم ایک حد منقطع کہتا ہے اس واسطے کہ نہ قوت معلم کی تسلیم میں ہر چیز کے کفایت کرتی ہے اور نہ قوت متعلم کی بیج حفظ ہر ہر نکتہ کے وفا کرتی ہے پس چاہیے کہ واسطے تحصیل بلکہ اخذ علوم غیب سے انکو بیج مرتبہ نبوت صناعی کی کہ عبارت ولایت سے ہی پہنچا دے دیکھئے یعنی اور اُنکے لوح نفوس اور ارواح کو پاک کرے اُس کدورت سے کہ حجاب معرفت عیانی کا اس میں ہو ہے اور آئینہ استعدادات انکی کو صاف تمام کر تو خود بخود تعلیم و تعلم کے اسباب سے کہ القاء غیبیہ لوح مدد کہ اُس پیغمبر پر ہوتی ہے انپر ہی ہو اور ساتھ اس ترتیب کی کہ نہایت کو پہنچی انکو مانند اپنی کرے اختلاف حقایق الہیہ میں مگر اسقدر کہ نبوت اصلی نہ رکھے گویا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے جانا کہ یہ پیغمبر خاتم المرسلین ہو گا اور بعد اُس سے رسول نہ آویگا پس ناچا امت میں اُسکی اثر نبوت کا کہ ولایت ہے مدتوں تک باقی رہی تاکہ وہ امت بقدر امکان فیض نبوت سے بے بہرہ نہ رہیں بہت چونکہ گل فست و گلستان خراب ہوئی گل را از کہ جو نیم از گلاب ۴ اور ہم اسد عاکو تجھے اُس سبب سے چاہتے ہیں کہ اَللّٰہُ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ یعنی تحقیق تو نہایت صاحب عزت اور نہایت صاحب حکمت کا ہے تو عزت تیری تقاضا نہیں کرتے کہ ہر کسی کو بلا واسطہ تعلیم علوم کی فرما دے تو اور ساتھ اُسکی مہکلام ہو تو اور آیات اپنی کو اُسپر نازل کرے تو اور حکمت تیری تقاضا کرتی ہے کہ کسی کو از ادبش سے خالی معرفت ذات اور صفات اپنی سلو و شین نظام صالحہ معاش اور معاد سے محروم نہ چھوڑے تو پس اجتماع ان دونو مقتضائے اسی صورت کے میسر ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کو درمیان سے اُنکے خاص کرے ساتھ رسالت اپنی کے اور بواسطہ اُسکی اس فیض کو طرف دوسروں کی پہنچا دے تو کہ یہی عزت تیری بجا رہی گی اور یہی حکمت تیری معطل نہ ہو حکمت محض است اگر لطف جہاں آفر

صبح الصبر
 موعظہ خدائی کہ تم کو بتاتی ہے
 کہی نفسیان شاید کہ تم
 غور کرو اور سمجھو کہ خدا
 قہر کے مردوں کو جلا
 ہے نہ کہ سنت فلوک
 میں بتائی دلیک تھی
 کا تجاڑہ آؤ
 آتش قہر پہن
 ہوتے دل تہا سے
 سے بہو دیو عجیب تہا
 قابل کے شے ایسی
 نشانی قدرت کہ دیکر
 دل تہا سے نرم ہو
 پورہ دل تہا سے
 جیسے پھر تک پھر
 ہی زیادہ سخت میں
 کہ وہاں میں ایجاڑہ
 کہ تہا سے ال
 و ان تہا لک تہا
 و تہا ج

اور فرماوے گا پادشہ اور ہر حکم اور ہر قصہ اور ہر وعدہ اور ہر وعید کو نبشتا اور صلہ اسکی
 کے عالموں غیبیہ الہیہ اور نظامات کارخانوں اس کے وابستہ جانے اور شیون ظاہر
 کو اس احکام اور معاملات میں ملاحظہ کرے اور یہ مرتبہ اعلیٰ مرتبوں کسبیر راشت
 انبیاء علیہم السلام کا ہے مرتبہ چوتھا وہ کہ جو ہر روح اسکی مزی اور مصفا ہوا اور اس کی پیغمبر
 نے کہا یا ہے اسکو ہی ساتھ تبعیت کی حصہ حاصل ہوا اور یہ آدمی قائم مقام نبی کی ہر
 اور وارث کامل است کا کہ گویا ظن پیغمبر اور نمونہ اسکا بعد اس سے باقی ہے اور مقام لائق
 خلافت اور وصایت پیغمبر علیہ السلام بعد انتقال اسکی کے ہے اور یہ مرتبہ اعلیٰ مرتبوں
 امتیو کا ہے مطلقا لیکن جیسی ہے کسب کو حصول میں اسکی دخل نہیں لیکن بطریق اعداد
 اور تقریب کے واسطے اشعار کے ساتھ تفاوت اس مرتبوں کی پستی سے طرف بلند کی
 اس ترتیب کو اختیار فرمایا ہے فائدہ سوم وہ کہ لفظ واجعلنا مسلمین لك کہ ساتھ حرف
 عطف کے واقع ہے معطوف علیہ اسکا کیا چیز ہے اگر لفظ تقبل ہے پس جملہ انك انت
 السميع الجلیل اور جملہ ندا ییہ ربنا دولو معترضہ ہونگے الف واسطے تعلیل کے دوم واسطے
 تاکید دعا اور جو معطوف علیہ اسکا محذوف ہے پس تقدیر کلام کے ایسے ہو گے
 ربنا افعل هذا واجعلنا مسلمین لك اور ترکیب ربنا و اجعلنا فہم کو بھی ساتھ ہی
 دستور کے سمجھنا چاہیئے اے ہم طرف اسکی کہ لانا حرف عطف کا ایسی صورت میں کہ محج
 ساتھ تفسید معطوف علیہ کے ہو کیا ضرور تھا حکمت اس میں وہ ہے کہ اشعار ہو ساتھ ملنے
 کہ غرض ہماری ان دعاؤں سے جمع درمیان حصول مطالبہ گانہ کی ہے حصول
 یک ایک مطلب تنہا کے چہارم وہ کہ حکمت کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے بعضوں نے
 کہا ہے کہ مراد حکمت سے صواب پر ہونا قول اور فعل کا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حقیقت
 حکمت کے تشبیہ ساتھ جناب حضرت حق کے ہے بقدر طاقت بشکر اور مناسب اسی
 قول کے ہے جو کہ حدیث صحیح میں واقع ہوا ہے تخلقوا باخلاق اللہ متصف ہو تم ساتھ صفات
 اللہ تعالیٰ کے قتادہ اور امام شافعی سے مروی ہے کہ مراد حکمت سے اجماعت نبوی
 ہے کہ رکن دو سر ارکانوں شرع اور اصل عمدہ اصول دین سے ہے اور بعض نے کہا ہے

صفحہ القرآن
 متعلقہ
 و صفحہ تفسیر
 اسے یہاں سلانوں
 اب تم توقع نہ کرتے ہو
 وہ کہ سچ ماننے کی ہو
 تباری اسلام کی
 بات کو اور نبی ایک
 قوم ہیروں سے
 حضرت موسیٰ علیہ
 السلام سے وقت و
 سنت تہذیب کی باتوں
 باہین خدا کی تعالیٰ
 کی تو وہ کہ پاس
 سکا اس بات کو
 پل و راستہ تہذیب
 اور جان بوجہ کر کے
 حکم خدا کی کاشف
 جب قوم میں آئے
 تو کیا کہ حکم تو ہم
 نہایت اور

اسکی دن قیامت تک یہہ میں اسباب برگیوں اس کے کے دنیا میں اور جس شخص کو دین کی پیروی کے سبب سے صاحب ملت سے اُمید شفاعت ہو آخرت میں پس ابراہیمؑ شایان اس اُمید کا ہی ہے وَ اِنَّهُ فِی الْاٰخِرَةِ لَیْسَ یُتَحَقَّقُ وَہ آخرت میں اگرچہ بیچ اسوقت کے نبوت اور رسالت اور امامت اسکی منقطع ہوگی لَمِنَ الصّٰحِحِّیْنَ یعنی النّبۃ صالحوں سے سہ ساتھ ولایت خاصہ اپنی کے جو اسکی نبوت و رسالت کا ادنیٰ درجہ ہے اگرچہ نبوت اور رسالت اسکی افضل ولایات مخصوصہ سے نہ ہو ہر چند یہ تمام کمالات اسکی تدریجاً تمام کر نہیں چل جاتی اور دائم ترقی میں تھی لیکن اصل اور تخم اس کمالات کا اُس میں بحمد و سلام کے بویا گیا اِذْ قَالُ لَہٗ رَبُّکَہٗ یعنی جووقت کہ فرمایا اُسکو رب اُس کے لئے ساتھ وحی خفی کے کیونکہ تاہنوز وحی ظاہر اُسپر نہیں آئی تھی اور پیغمبر نہ ہوئے تھے اَسْلَمَ یعنی متقاد ہو جمیع اسماء آئیمہ اور احکام اُسکی کا ہر زمانہ میں جس شخص کے واسطے ہے کہ پیغمبر اور عین اس فرمانے میں اُسکو پروردگار اُس کے لئے ساتھ جمیع اسماء اپنی کے جذب فرمایا اور حضرت ابراہیمؑ نے سبب اُس جذب قوی کی۔ فِی اخْتِیَارِ قَالٍ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی کہا متقاد ہوا میں ساتھ جمیع قوی اور لطائف اور جوارح اور اعضا اپنی کے واسطے رب العالمین کے کہ ہر عالم میں ایک اسم نے انما اُس کے سے ظہور فرما کر ربوبیت اُس عالم کی کرتا ہے پس طالب ہر کمال کو توسل ساتھ اُس کے حصول مطلب اپنے میں کافی ہے اور روح ابراہیمی میں وسعت جمیع کمالات مطلوبہ کے ودیعت ہے اتباع ملت اسکی کے اور اقتدا مشرب اُس کے سے آدمی کو طالبوں حق سے اسیر جابر نہیز اور اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ معنی اسلام کے کہ حضرت ابراہیمؑ ساتھ اُس کے نامو ہوئے ورے اسلام عرفی کے ہے اور منتہاے کمالات انسانی کا ہے پس وہ اشکال کہ جسے مفسرین کو اس آیت میں متوجہ کیا ہے زائل ہوا اور تحریر اُس اشکال کی یہ ہے کہ امر باسلام حضرت ابراہیمؑ کو نہ قبل نبوت سے نہ بعد اُس کے سے صحیح ہوتا ہے کیونکہ انبیاء ہمیشہ مسلمان ہوتے ہیں اور کفر تبعی سے یعنی بہ تبعیت مادر اور پدر کے حکم ساتھ کفر یا کفر سے جائز نہیں جیسا کہ اور کافروں کو جائز ہے اور ہر اعتقاد سے

فوض المان
احوال مذکورہ
نے فرمایا
پیغمبر کا اس واسطے کہ
مسلمان ہوں
اور دین پاکیزہ میں
اس نامہ کی خبر دی
ہوئی سے ہمارے
پروردگار کے اُس کے
جو کہیں کہ پیغمبر کا
ہی ایمان نہ لائے کیا
میں نہیں جانتے آیت
کو جو فرمایا کہ ابراہیمؑ
ہو جادین گے قوم
ایسا ہیہ دشمن کو کفر
ہو سو خدا کی تعالیٰ
فرماتے کہ وہ حق
آؤ لا اھلکم ان
اللہ لھلکم ان
وہا لھلکم ان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عرض کیا کہ تم نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کو جو
 میں خانہ خدا کی جگہ دے دی اور حضرت اسحق علیہ السلام کو ہمراہ اپنے رکھا تم نے ادھر
 سب کو جدا کر کے زمین و خشت اور غربت میں ڈالا تم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
 سے فرمایا کہ مجھ کو جناب الہی سے اسی قسم حکم ہو ہے ناچار ہوں میں لیکن میں تم میں
 ہر ایک کو امارا الہیہ میں سے ایک اہم تعلیم کر دوں گا میں کہ حل مشکلات اور طلب حاجات میں
 کفایت کو لگاؤں ہر ایک کو اُسے ایک اہم ہماؤں الہی سے تعلیم فرمایا کہ جب وقت قطع
 کے ساتھ اُس اسم کے دعا کرتی تھی تو یہ آتا تھا اور وقت مقابلہ دشمنوں کے ساتھ
 اُس اسم کے توسل ڈھونڈتے تھے تو نصرت پاتی تھی اور اتباع اس ملت کی
 مخصوص ساتھ اولاد دیتے حضرت ابراہیم کے نہ تھے بلکہ یعقوب یعنی اور یعقوب
 یہی کہ پسر حضرت اسحق علیہ السلام کی دختر حضرت لوط علیہ السلام سے تھے اور نبی
 حضرت ابراہیم کے تھی اسی قسم لہذا فرزند اپنی کو کہ روہیں جہنم و پل ہی کہ تھیں
 اور شعون اور لاد سے اور یہود اتھے لیا دختر لایان کے پیٹ سے کہ خال حضرت
 یعقوب علیہ السلام کی ہوتی تھی اور یوسف اور میامین راحیل دختر دوم لایان کے پیٹ
 اور زلیخا اور دین اور قنات نے اور قنات نے اور کاد اور انتر کہ جو کہ کوئے کے پیٹ
 تھی سب کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے جمع کیا وقت وفات اپنی کے مصر میں اور کہا
 یا بانی یعنی اے لڑکے میرے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ یعنی بہ تحقیق اللہ تعالیٰ
 نے واسطے تمہارے چنا اور برگزیدہ کیا ہے اس دین کو کہ اسلام ہے اور گویا غیر
 اُس کے دین نہیں اور کوئی اعتقاد اور کوئی عمل کہ مخالف اُس کے ہو مقبول نہیں
 قُلْ اَمْوَالٌ اِلَآ وَآلُکُمْ مَّسْلُوْنَ یعنی پس چاہیے کہ نہ مرد و نہ مگر اس حالت میں
 کہ تم اوپر دین اور اسلام کی قائم ہو اور ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب جد نبی اسرائیل
 کے تھی اور اولاد اپنی کو ساتھ یہودیت اور نصرت کے وصیت نہیں فرمائی بلکہ یہ
 اسلام اور انقیاد احکام الہی کے جس طرح کے کہ زمانہ میں اور زبان ہر پیغمبر کے پاس
 پاتی باہیاں ایک سوال جو طلب اور وہ ہی کہ موت اضطرابہ امور و ن سے ہے

منہ صبح الموعود
 پھر غرور و غلاب اور غلاب
 ہے اور ان کو کہ کہ
 کہتے ہیں کتاب اپنے
 مانتوں سے پھر کہتے ہیں
 کہ خدا کی تعالیٰ کی بیعت
 سے ہے یعنی عالم ہون
 کے آپ کہ کہ جابل
 کو کہتے ہیں کہ تو کہتے
 میں کہتا ہوں کہ جان
 خدا کی تعالیٰ کے
 پاس سے آیا ہے
 یا سو کہتے کہتے تھے
 تو یوں اُس کہتے ہو
 سے سب بول تھوڑ
 سائے تورت میں
 صفت جو کہتے ہیں
 کہ وہ کہتے ہیں کہ
 تھے آخری زمانے
 کا پیغمبر بصورت
 گند رنگ

اور نہی کو چاہیے کہ متعلق ساتھ امور اختیاری کے ہو اس کلام میں نہی موت سے
کیونکر واقع ہوئی جواب اُسکا وہ یہاں نہی سے مطلق نہی مراد نہیں بلکہ نہی اُس موت سے
جو غیر حالت اسلام کے طریق پر ہو اور گویا درحقیقت یہ بھی امر ہے دوام رہنا اور پر حاکم
اسلام کے تاکہ موت غیر اُس حالت میں نہ آوے جیسا کہ کہتے ہیں لا تفضل الا وامت
خاشع یہاں نماز سے نہی نہیں ہے بلکہ نماز میں خشوع کے ساتھ امر ہوا ہے اور صحاح میں
برایت جابر بن عبد اللہ کے آیا کہ میں نے آنحضرت علیہ السلام سے سنا کہ قبل تین دن وفات اپنی
سے فرماتے تھے لا یجوزن احدکم الا وھو یحس الظن بربہ یعنی بچاہیے کہ مری کوئی
ترم میں سے مگر اس حالت میں کہ گمان نیک رکھتا ہو سنا ہنہ پروردگار اپنے کے اور غفوا
رحمت اُسکی نصب العین کرے تفاسیر میں مرقوم ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے زمانہ کے پہلو
نے قصہ وصیت حضرت ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیہ نبینا وعلیہ السلام اور حضرت یعقوب
کا سنا کہا کہ وصیت حضرت ابراہیم اکی ہم نہیں جانتے ہیں کہ ساتھ کس چیز کے تھے
لیکن حضرت یعقوب خود اس جہاں سے نکلے ہیں جب تک کہ وصیت میں یہودیت
کے اپنے فرزندوں کو نہ کی ہے حق تعالیٰ نے جواب میں انکے فرمایا کہ آیا تم دعویٰ
کرتے ہو یعقوب پر کہ پیغمبر تھی اُس خبر کا کہ بے سند درست ہوا **وَأَمَّا كُنُزُهُمْ فَلَا رِيبَ لَنَا بِحَدِّهِمْ**
یعنی یا تم حاضر اور گواہ **إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ** یعنی جسوقت کہ نزدیک آئے
یعقوب کو موت خصوصا **إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ** یعنی جسوقت کہ کہا لڑکوں اپنے کو ماتخذ
مِنْ بَعِيٍّ یعنی کس چیز کی عبادت کرو گے تم میرے بعد غرض انکی اس پوچھنے سے
وہ تھی کہ لڑکے رو برو انکے اقرار ساتھ توحید کے کریں اور یہ اُن سے اس اقرار پر
پیمان مضبوط لینا چنانچہ لڑکوں نے انکی غرض کو سمجھا **قَالُوا أَتُجَدُّ الْهَكَ** یعنی ہاں ہوں
ہم عبادت کریں گی معبود تیرے کے کہ اوصاف پاک اُس کے زبان تیری سے سننے سے
ہیں اور دلائل قطعہ اُس اوصاف پہچانیں ہیں سننے اور وہ معبود تیرا محض مصنوع
خیال اور منہوت ہم تیری کا نہیں بلکہ وہ معبود معبود جسم اہل حق کا ہے اور اس
کہتے ہیں **يَوْمَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ** یعنی اور عبادت کریں گے ہم معبود پروردگار

مومن خالص
یہاں نماز میں خشوع کے ساتھ امر ہوا ہے اور صحاح میں
برایت جابر بن عبد اللہ کے آیا کہ میں نے آنحضرت علیہ السلام سے سنا کہ قبل تین دن وفات اپنی
سے فرماتے تھے لا یجوزن احدکم الا وھو یحس الظن بربہ یعنی بچاہیے کہ مری کوئی
ترم میں سے مگر اس حالت میں کہ گمان نیک رکھتا ہو سنا ہنہ پروردگار اپنے کے اور غفوا
رحمت اُسکی نصب العین کرے تفاسیر میں مرقوم ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے زمانہ کے پہلو
نے قصہ وصیت حضرت ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیہ نبینا وعلیہ السلام اور حضرت یعقوب
کا سنا کہا کہ وصیت حضرت ابراہیم اکی ہم نہیں جانتے ہیں کہ ساتھ کس چیز کے تھے
لیکن حضرت یعقوب خود اس جہاں سے نکلے ہیں جب تک کہ وصیت میں یہودیت
کے اپنے فرزندوں کو نہ کی ہے حق تعالیٰ نے جواب میں انکے فرمایا کہ آیا تم دعویٰ
کرتے ہو یعقوب پر کہ پیغمبر تھی اُس خبر کا کہ بے سند درست ہوا **وَأَمَّا كُنُزُهُمْ فَلَا رِيبَ لَنَا بِحَدِّهِمْ**
یعنی یا تم حاضر اور گواہ **إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ** یعنی جسوقت کہ نزدیک آئے
یعقوب کو موت خصوصا **إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ** یعنی جسوقت کہ کہا لڑکوں اپنے کو ماتخذ
مِنْ بَعِيٍّ یعنی کس چیز کی عبادت کرو گے تم میرے بعد غرض انکی اس پوچھنے سے
وہ تھی کہ لڑکے رو برو انکے اقرار ساتھ توحید کے کریں اور یہ اُن سے اس اقرار پر
پیمان مضبوط لینا چنانچہ لڑکوں نے انکی غرض کو سمجھا **قَالُوا أَتُجَدُّ الْهَكَ** یعنی ہاں ہوں
ہم عبادت کریں گی معبود تیرے کے کہ اوصاف پاک اُس کے زبان تیری سے سننے سے
ہیں اور دلائل قطعہ اُس اوصاف پہچانیں ہیں سننے اور وہ معبود تیرا محض مصنوع
خیال اور منہوت ہم تیری کا نہیں بلکہ وہ معبود معبود جسم اہل حق کا ہے اور اس
کہتے ہیں **يَوْمَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ** یعنی اور عبادت کریں گے ہم معبود پروردگار

کے لیکن نہ وہ بدرجو مشرک گذرے ہیں اور اسکی ذات کی معرفت ڈری ہے
 بنی منیٰ کے بلکہ ابناہیہ و اسمعیل و اسحاق جب اہل کے حضرت یعقوب کے
 ڈری کہ مبادا اصفاف کی تعدد سے تو ہم تعدد مضاف کا پیدا ہو تو کہا اَلْفَاؤْ اَحَدًا
 یعنی عبادت کرینگے ہم اُس یگانہ کو کہ ساتھ کسی وجہ کے تعدد نہ رکھے اور عبادت کو بھی
 ایک طور پر اور ایک وضع پر التزام نہ کرینگے ہم بلکہ اس امر میں بھی تابع حکم الہی کے ہونگے
 ہم وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ یعنی اور ہم تمام محض واسطے اُسکے انقیاد کرتے ہیں علم سیکھا
 ہر زمانہ میں کہ زبانِ حبیبِ پیغمبر علیہ السلام کے آوے واجب قبول جانتے ہیں ہم اور
 مقابلہ میں اُسکے اصرار و بجا ہر وضع کا مالوف اپنی کے نہیں کرتے ہیں ہم اور تم لے
 اہل کتاب اگرچہ اولاد ان بزرگوں کی ہو لیکن درمیان تھا سے انقیاد انکی سے کچھ
 حصہ اور بہرہ نہیں لگو ہو چنچا ہے کہ ساتھ انقیاد انکی کے فخر اور مباہات کرو تم اور
 اپنی بزرگی اور فضیلت ساتھ نسبت کرنے انکے کے ثابت کرو تم کو واسطے کہ تِلْكَ اُمَّةٌ
 قَدْ خَلَتْ یعنی یہ گروہ ایک جماعت تھی کہ گذری اور اثر وصیت انکی کا درمیان تھا ہر
 کچھ باقی نہیں لھا مَّا کُنْتُمْ یعنی واسطے اُس جماعت کے ہو جو کچھ کہ کس کر گئے اور اعمال اولیٰ
 اور اخلاق سے وَکَلَّمْنَا کَسْبًا یعنی واسطے تمہارے ہے جو کہ تم کس کرتے
 ہو تم اور تم کو انساب اُنکے ساتھ کچھ فائدہ نہیں کرتا کیونکہ وَلَا تَشْفَلُونَ عَمَّا كَانُوا
 یَعْمَلُونَ یعنی اور سوال نہ جائے گا تم اُس چیز سے کہ عمل کرتے تھے اگر بالفرض
 گناہ کیا ہو پس ایسی ہی نیکیاں انکی بھی لگو نفع نہ کریں گے جو تم وصیت پر انکی
 قائم نہ تھے تفسیر میں مروی ہے کہ جب حضرت یعقوب مصر میں داخل ہوئے
 دیکھا کہ آدمی وہاں کے اختلاف مذہب کا رکھتے ہیں بعض بت پرست اور بعض
 ستارہ پرست اور بعض آتش پرست ڈرے کہ مبادا اولاد میری بھی صحبت میں اُن
 آدمیوں کے گمراہ ہوں اس جہت سے وقت دفات اپنے کے سب کو جمع کر کے اس
 طرح پر اقرار کرایا اور حاصل اقرار اُنکے فرزند و نکاح یہی تھا کہ معبود اپنے کو حلول و مخلوق
 میں پاک جانکر وضع عبادت کو موافق حکم اُس تعالے کے ہر زمانہ میں جس طرح سو کہے

ترجمہ تفسیر غزیری
 بنی منیٰ کے بلکہ ابناہیہ و اسمعیل و اسحاق جب اہل کے حضرت یعقوب کے
 ڈری کہ مبادا اصفاف کی تعدد سے تو ہم تعدد مضاف کا پیدا ہو تو کہا اَلْفَاؤْ اَحَدًا
 یعنی عبادت کرینگے ہم اُس یگانہ کو کہ ساتھ کسی وجہ کے تعدد نہ رکھے اور عبادت کو بھی
 ایک طور پر اور ایک وضع پر التزام نہ کرینگے ہم بلکہ اس امر میں بھی تابع حکم الہی کے ہونگے
 ہم وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ یعنی اور ہم تمام محض واسطے اُسکے انقیاد کرتے ہیں علم سیکھا
 ہر زمانہ میں کہ زبانِ حبیبِ پیغمبر علیہ السلام کے آوے واجب قبول جانتے ہیں ہم اور
 مقابلہ میں اُسکے اصرار و بجا ہر وضع کا مالوف اپنی کے نہیں کرتے ہیں ہم اور تم لے
 اہل کتاب اگرچہ اولاد ان بزرگوں کی ہو لیکن درمیان تھا سے انقیاد انکی سے کچھ
 حصہ اور بہرہ نہیں لگو ہو چنچا ہے کہ ساتھ انقیاد انکی کے فخر اور مباہات کرو تم اور
 اپنی بزرگی اور فضیلت ساتھ نسبت کرنے انکے کے ثابت کرو تم کو واسطے کہ تِلْكَ اُمَّةٌ
 قَدْ خَلَتْ یعنی یہ گروہ ایک جماعت تھی کہ گذری اور اثر وصیت انکی کا درمیان تھا ہر
 کچھ باقی نہیں لھا مَّا کُنْتُمْ یعنی واسطے اُس جماعت کے ہو جو کچھ کہ کس کر گئے اور اعمال اولیٰ
 اور اخلاق سے وَکَلَّمْنَا کَسْبًا یعنی واسطے تمہارے ہے جو کہ تم کس کرتے
 ہو تم اور تم کو انساب اُنکے ساتھ کچھ فائدہ نہیں کرتا کیونکہ وَلَا تَشْفَلُونَ عَمَّا كَانُوا
 یَعْمَلُونَ یعنی اور سوال نہ جائے گا تم اُس چیز سے کہ عمل کرتے تھے اگر بالفرض
 گناہ کیا ہو پس ایسی ہی نیکیاں انکی بھی لگو نفع نہ کریں گے جو تم وصیت پر انکی
 قائم نہ تھے تفسیر میں مروی ہے کہ جب حضرت یعقوب مصر میں داخل ہوئے
 دیکھا کہ آدمی وہاں کے اختلاف مذہب کا رکھتے ہیں بعض بت پرست اور بعض
 ستارہ پرست اور بعض آتش پرست ڈرے کہ مبادا اولاد میری بھی صحبت میں اُن
 آدمیوں کے گمراہ ہوں اس جہت سے وقت دفات اپنے کے سب کو جمع کر کے اس
 طرح پر اقرار کرایا اور حاصل اقرار اُنکے فرزند و نکاح یہی تھا کہ معبود اپنے کو حلول و مخلوق
 میں پاک جانکر وضع عبادت کو موافق حکم اُس تعالے کے ہر زمانہ میں جس طرح سو کہے

بجائے ان کے ہم اور یہی ہے خلاصہ ملت حنفیہ کا کہ تعصب یہودیت اور نصاریت کے
 منروں دور ہے اور اس کا نام اسلام ہے پس دعویٰ کرنا اس کا کہ حضرت یعقوب
 نے اپنے فرزندوں کو سائر یہودیت کے وصیت فرمائی ہے افسر محض ہے انبیاء و اولیاء
 باقی ہے یہاں چند فائدے اول وہ کہ حضرت اسمعیلؑ پر ان حضرت یعقوبؑ کے
 نہ تھے کیلئے پر ان حضرت یعقوبؑ میں شمار کیا بلکہ مقدم حضرت اسحقؑ پر لا
 جواب اس کا وہ کہ حضرت اسمعیلؑ علیہ السلام ہر چند حقیقی والد نہ تھے لیکن چچا حضرت
 یعقوبؑ کی ہوتی تھی اور چچا کو جملہ باپوں سے شمار کرنا مجاز متعارف ہے چنانچہ خالہ
 کو بمنزلہ مان کے اور اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ الحائلة بمنزلة الام اور یہی حدیث
 میں وارد ہے کہ اگر موالجاس فانه بقية ابائی یعنی تعظیم کرو تم حضرت عباسؑ
 کے کس لئے کہ وہ باقی پدروں میری سے ہیں اور یہی حدیث میں وارد ہے کہ
 عم الرجل صنو ابیه یعنی آدمی کا چچا ہندوش اس کے باپ کے ہے وہ سلوک کے ساتھ پیدا
 کے کرتا ہے اس کے ساتھ بھی کرنا چاہئے فائدہ دوسرا یہ کہ جد کو پدر کہنا حقیقت ہے
 یا مجاز نزدیک امام شافعی رحم کے مجاز ہے اور اسی واسطے کہتے ہیں کہ یعنی بہائی اور
 بہنیں دادا کے ساتھ وارث ہوتی ہیں اور مذہب مالک اور امام ابو یوسف اور امام
 محمد رحم کا یہی ہے اور دلیل انکی قول حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ
 اور عبد اللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رض کا ہے اور نزدیک امام عظیم علیہ الرحمۃ کے
 حقیقت ہے اور اسی واسطے نزدیک ان کے یعنی بہائی بہنیں دادا کے ہوتے وارث ہیں
 ہوتے بلکہ تمام مال کو دادمیتا ہے مانند پدر کے اور دلیل انکی قول حضرت امیر المومنین
 ابو بکر صدیق اور حضرت عائشہ اور ابن عباس اور حسن بصری اور طاؤس اور عطاء کا
 ہے لیکن اس آیت سے حقیقت ہونا لفظ اب کا جد میں ثابت نہیں کر سکتے جیسا کہ
 بعض حنفیہ اسکا اثبات کرتے ہیں کس واسطے کہ اطلاق ابا کا یہاں بلاشبہ مجاز ہے
 بدیل ذکر حضرت اسمعیلؑ کے سیوم وہ کہ فرقہ تعلیمیہ نے کہا کہ معرفت الہی میں تقلید
 رسول و امام کی بھی کفایت کرتے ہو کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں نے

بجائے ان کے ہم اور یہی ہے خلاصہ ملت حنفیہ کا کہ تعصب یہودیت اور نصاریت کے
 منروں دور ہے اور اس کا نام اسلام ہے پس دعویٰ کرنا اس کا کہ حضرت یعقوب
 نے اپنے فرزندوں کو سائر یہودیت کے وصیت فرمائی ہے افسر محض ہے انبیاء و اولیاء
 باقی ہے یہاں چند فائدے اول وہ کہ حضرت اسمعیلؑ پر ان حضرت یعقوبؑ کے
 نہ تھے کیلئے پر ان حضرت یعقوبؑ میں شمار کیا بلکہ مقدم حضرت اسحقؑ پر لا
 جواب اس کا وہ کہ حضرت اسمعیلؑ علیہ السلام ہر چند حقیقی والد نہ تھے لیکن چچا حضرت
 یعقوبؑ کی ہوتی تھی اور چچا کو جملہ باپوں سے شمار کرنا مجاز متعارف ہے چنانچہ خالہ
 کو بمنزلہ مان کے اور اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ الحائلة بمنزلة الام اور یہی حدیث
 میں وارد ہے کہ اگر موالجاس فانه بقية ابائی یعنی تعظیم کرو تم حضرت عباسؑ
 کے کس لئے کہ وہ باقی پدروں میری سے ہیں اور یہی حدیث میں وارد ہے کہ
 عم الرجل صنو ابیه یعنی آدمی کا چچا ہندوش اس کے باپ کے ہے وہ سلوک کے ساتھ پیدا
 کے کرتا ہے اس کے ساتھ بھی کرنا چاہئے فائدہ دوسرا یہ کہ جد کو پدر کہنا حقیقت ہے
 یا مجاز نزدیک امام شافعی رحم کے مجاز ہے اور اسی واسطے کہتے ہیں کہ یعنی بہائی اور
 بہنیں دادا کے ساتھ وارث ہوتی ہیں اور مذہب مالک اور امام ابو یوسف اور امام
 محمد رحم کا یہی ہے اور دلیل انکی قول حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ
 اور عبد اللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رض کا ہے اور نزدیک امام عظیم علیہ الرحمۃ کے
 حقیقت ہے اور اسی واسطے نزدیک ان کے یعنی بہائی بہنیں دادا کے ہوتے وارث ہیں
 ہوتے بلکہ تمام مال کو دادمیتا ہے مانند پدر کے اور دلیل انکی قول حضرت امیر المومنین
 ابو بکر صدیق اور حضرت عائشہ اور ابن عباس اور حسن بصری اور طاؤس اور عطاء کا
 ہے لیکن اس آیت سے حقیقت ہونا لفظ اب کا جد میں ثابت نہیں کر سکتے جیسا کہ
 بعض حنفیہ اسکا اثبات کرتے ہیں کس واسطے کہ اطلاق ابا کا یہاں بلاشبہ مجاز ہے
 بدیل ذکر حضرت اسمعیلؑ کے سیوم وہ کہ فرقہ تعلیمیہ نے کہا کہ معرفت الہی میں تقلید
 رسول و امام کی بھی کفایت کرتے ہو کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں نے

بیچ اوصاف ذات پاک الہی کے اسکے علاوہ اور کچھ نہ کہا کہ یہود تیرا معبود پدروں تیرا
ہے جواب اسکا وہ کہ معرفت ذات الہی انکو راہ دلائل حاصل تھی لیکن جو اس مقام
میں تسلی خاطر حضرت یعقوب مقصود تھی اور اسی صفت پر اکتفا کیا تو کہ خاطر اے
اطمینان قبول کرے کہ میرے طریقہ پر اور پدروں میرے کے قائم رہیں گے اور
اہل کلام میں جو بعض لوگوں نے کہا ہے کہ معنی اس عبارت کے وہ ہیں کہ تعبد صلا
لہ الذی دل علیہ وجودك وجود اباك كقولہ اعد و اربکہ الذی خلقکم
والذین من قبلکم کہ عبادت کریں گے ہم اس اللہ کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر اس کے
وجود تیرا اور وجود باپوں تیرے کا مثل قول اللہ تعالیٰ کے کہ عبادت کرو تم
رب اپنے کی وہ رب کہ پیدا کیا تمکو اور ان لوگوں کو کہ پہلے تم سے ہیں اور تحقیق وہ
ہے کہ دلیل معرفت الہی ہر آدمی کی ثبت جدی ہے جو کوئی حق میں کسی شخص کے کہ
سات دیکھنے اوضاع اور اطوار اور کمال صدق اور راستے اور وفور عقل
وکیاست اور تجربہ اور اصابت رے اسکی کے اعتقاد ہم پہونچا دے کہ
بمجد کہنے کے اسکو دلیل قوی جانے دو رہیں اور جو مراد تعلیم سے یہی ہے
ہم نزاع ساتھ انکی نزاع لفظی ہے کیونکہ یہ تقلید درحقیقت تحقیق ہے تقلید وہ ہے
کہ بے دلیل کی اتباع کیسکا کرے والا حق میں انبیاء کے کہ دلائل صدق انہی معجزات
اور خوارق اور راستے اوضاع اور اخلاق اور اجتناب خطا اور کذب سے اظہر
من الشمس ہوتی ہے اتباع فرض ہے اور تقلید کے باب سے نہیں اور عجب وہ ہے
کہ اہل کتاب باوجود اعتراف اور قرار کے بحال ملت ابراہیم اور سائر فضائل
اس جناب کے ہرگز اتباع اس ملت کو ہدایت نہیں گنتے بلکہ ضلالت جانتے
ہیں کیونکہ ہدایت کو منحصر غیر میں اس ملت کے کیا ہے وقالوا یجنے اور کہا اہل کتاب
نے یہودی اور نصاریٰ میں سے بطریق توزیع کے کہ کوڈو اھوڈا یعنی ہو تم
مذہب یہودیہ اور یہ مقولہ یہود کا ہے آؤ یعنی یا کہا کہ ہو تم نصاریٰ اور یہ مقولہ
نصاریٰ کا ہے پس ہر فرقہ ان سے کہتا ہے کہ راہ ہماری اختیار کرو تم کہ

یعنی صلہ اور رضا بقضا اور تسلیم الامر اور مانند ان امر کی اور فرع میں مختلف ہیں اگر پہلی شق کو اختیار کریں
لازم آتا ہے کہ پیغمبر آخر الزماں صاحب شریعت جدیدہ کا ہو اور مانند انبیائی بنی اسرائیل کہ مروج دین
موسوی تھے وہی مروج دین سابق کا ہو اور یہ امر صریح البطلان ہے اور اگر دوسری شق کو
اختیار کریں پس اتباع ملت ابراہیمی کہ جا بجا قرآن مجید میں ساتھ اس کے حکم فرماتے ہیں کیا مننے
کے ہو اسطے کہ تینوں ملت کہ یہودی اور نصرانیت اور اسلام ہے اس اصول میں متفق ہیں
بلکہ اصول میں تمام شریعتیں اور ملین اتفاق رکھتی ہیں بدیل شرع لکھ کر قین الذین کا وصی ہے
والذین اوجینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم کو موسیٰ وعیسیٰ ان اقبیوا اللدین وکلا
تکفر قی اقبیہ اور کبھی اس صورت میں لازم آتا ہے کہ یہ پیغمبر اور یہ امت بھی بیچ فروع کے
ملت ابراہیمی سے منحرف ہو کہ واسطے کہ اعتراف ساتھ اصول کسی ملت کے موجب عتراف ساتھ
تمام اس ملت کے نہیں ہوتا والا یہودی اور نصرانی ہی تابع ملت ابراہیمی ہوں جواب میں
اس بحث کے علماء محققین نے دو مسلک اختیار کئے ہیں اکثر محققین نے کہا ہے کہ اتفاق ان
دو وزن ملتوں کا اصول میں ہے فقط لیکن اصول جیسا عقائد کو کہتے ہیں ایسے ہی قواعد کلیہ شریعت
کو جس سے جزئی نکل سکتے ہیں یہی کہتے ہیں اصول ملت ابراہیمی ساتھ اس معنی کے شریعت
میں مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والختہ محفوظ ہیں کچھ تفادات نہیں اگر فروع متخرج ہیں
اون سے بحسب مصلحت زمانہ کوئی فرق آگیا ہے مضائقہ کی بات نہیں مثلاً سہولت اور سخت
اور سلوک راہ اعتدال کی تہذیب میں نفس کے بے افراط و تفریط اور رعایت مصلح
نظام معاش اور معاد ہر دو معا اور عدم تقید عبادات اور عادات اور عباد اور رسوم
منزلی اور مدنی ساتھ قیود و شوار کے اور احتراز ایصال کسی قوت کا قوای طبعیہ سے
اور خرق کسی عادت کا عادات مستمرہ نوع سے بیچ ہر حکم اس شریعت کے مرعی ہے
اور معنی اتباع ملت کے یہی ہیں نہ وہ کہ فروع خبریہ کو بعینہا باتی رکھیں بلکہ وقت تحقیق
کے ملت نام اسی قواعد مرعیہ کا ہے نہ نام فروع جزئیہ کا لہذا ہم کہتے ہیں کہ ملت
ہم لوگوں کی ملت ابراہیم علیہ السلام کی ہے یہ نہیں کہتے کہ دین اور آئین اور
شریعت ہم لوگوں کی شریعت اور دین اور آئین ابراہیم علیہ السلام کے ہے

مصحح القرآن
اور یہ کہ اس کے پیچھے
رجب قبل یلیقین
توہت میں تقویٰ
بنی کی اولاد سے
ان باتوں کا جو
پیچھے اور بندگی
سوائے خدا تعالیٰ
کے کسی کی اولاد
سے پہلانی
باب
رکھنے والے پیچھے
سروا و شیوہ
اور محتاجوں سے
بھلائی کر دے
سب لوگوں سے
اچھی بات اور تمام
کچھ نیک اور دین
مال کو نہ کا شایع
سے یہ قول
بنی اسرائیل
پیچھے چھوٹے

کسواسطی کہ شریعت اور دین اور آئین میں ملاحظہ اوس فروع کا بھی ہوتا ہے اور فروع بعینہا محفوظ نہیں اور مثال عام فہم اس تبع کی وہ ہے کہ ہر دوش اگر حضرت امام عظیم ح کے صاحبین میں یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد بلاشبہ بروش اجتہاد اور استنباط میں تابع امام اپنے کے ہیں اور مسائل کے کھلتے وقت اونکے قواعد کی رعایت رکھتے ہیں لہذا اجتہاد ان کا اجتہاد امام شافعی ح سے ممتاز ہے اور امام شافعی ح کو کوئی تابع امام عظیم ح نہیں کہتا باوجود اسکے صاحبین فروع مستخرجہ میں مخالفت امام اپنی کے کرتی ہیں ایسے ہی شارع شریعت مصطفوی نے مسطر ابراہیمی اور قانون حنفی کو مزید وقت القاء اس شریعت کے مرعی رکھ کر اور اوی قانون کے بنا فرمایا ہے گو مزید بعضے مقاموں کے فروع مستخرجہ سو وقت کے مخالف فروع مستخرجہ اس وقت کی واقع ہوئی اور اسی واسطے دوسری آیت میں ارشاد ہوا -
 لَنْ اَدْعِي النَّاسَ بِاَنْ هُمْ لَكَذِبْنِ اتَّبِعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ اَمَرُوا اور
 حاصل اس جواب کا فرق ہے ملت اور شریعت میں پس ہماری ملت ابراہیمی ہے اور شریعت ہماری شریعت محمدی ہے اور ہم مامور ساتھ اتباع شریعت اور سکے کے صلح اور یہود اور نصاریٰ کو شرائع دوسری بحسب اقتدا و ادون کے کے حضور خداوندی سے عطایت ہوئے کہ اوس ملت ابراہیمی پر نہ تھی اور قواعد ابراہیمی بسبب تصور مقتدا و ادون کے کے جریان سے موافق اوس قاعدہ کے اوس شرائع میں مرعی تھے گو اصول عقائد موافق ہوں پس تمام ملتوں اور دینوں کا اصول عقائد میں باہم متفق ہونا مانند توافقی صحیح مجتہدین کے ہرے تنہا سے ساتھ اصول اربعہ کے کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس سے اور اجماع اور قیاس اور توافقی اس شریعت کا ساتھ ملت ابراہیمی کے مانند توافقی امام عظیم اور صاحبین کے ہے یہ قواعد استنباط میں مثل الذی اذاع علی الکتاب فتم فلا یثبت الا بالخبیر المشہور و مثل اعتبار عموم بلوی اور تحسان اور مانند اوسکی اور جب فرق ملت اور شریعت میں واضح ہوا معنی اتباع ملت کے بھی منکشف ہوئے ظاہر ہوا کہ اختلاف شریعت کو انحراف ملت ابراہیمی سے نہ چاہیے کہنا انحراف وہ ہے کہ اصول اور قواعد اوسکے سے تجاوز کرے یا جہاں سے پیوستہ محققین اس طرف گئے ہیں کہ شریعت خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

وضو القرآن
 ان فروع کے
 ہر دوش اگر
 امام عظیم ح
 کے صاحبین
 میں یعنی
 امام ابو یوسف
 اور امام محمد
 بلاشبہ بروش
 اجتہاد اور
 استنباط میں
 تابع امام
 اپنے کے ہیں
 اور مسائل کے
 کھلتے وقت
 اونکے قواعد
 کی رعایت
 رکھتے ہیں
 لہذا اجتہاد
 ان کا اجتہاد
 امام شافعی
 ح سے ممتاز
 ہے اور امام
 شافعی ح کو
 کوئی تابع
 امام عظیم
 ح نہیں کہتا
 باوجود اسکے
 صاحبین
 فروع
 مستخرجہ
 میں مخالفت
 امام اپنی
 کے کرتی
 ہیں ایسے
 ہی شارع
 شریعت
 مصطفوی
 نے مسطر
 ابراہیمی
 اور قانون
 حنفی کو
 مزید وقت
 القاء اس
 شریعت کے
 مرعی رکھ
 کر اور اوی
 قانون کے
 بنا فرمایا
 ہے گو مزید
 بعضے
 مقاموں کے
 فروع
 مستخرجہ
 سو وقت کے
 مخالف
 فروع
 مستخرجہ
 اس وقت کی
 واقع ہوئی
 اور اسی
 واسطے
 دوسری
 آیت میں
 ارشاد ہوا -
 لَنْ اَدْعِي
 النَّاسَ بِاَنْ
 هُمْ لَكَذِبْنِ
 اتَّبِعُوهُ
 وَهَذَا
 النَّبِيُّ
 وَالَّذِينَ
 اَمَرُوا اور
 حاصل اس
 جواب کا
 فرق ہے
 ملت اور
 شریعت میں
 پس ہماری
 ملت ابراہیمی
 ہے اور
 شریعت ہماری
 شریعت محمدی
 ہے اور ہم
 مامور ساتھ
 اتباع شریعت
 اور سکے کے
 صلح اور یہود
 اور نصاریٰ
 کو شرائع
 دوسری
 بحسب اقتدا
 و ادون کے
 کے حضور
 خداوندی
 سے عطایت
 ہوئے کہ اوس
 ملت ابراہیمی
 پر نہ تھی
 اور قواعد
 ابراہیمی
 بسبب تصور
 مقتدا و ادون
 کے کے جریان
 سے موافق
 اوس قاعدہ
 کے اوس
 شرائع میں
 مرعی تھے
 گو اصول
 عقائد موافق
 ہوں پس تمام
 ملتوں اور
 دینوں کا
 اصول عقائد
 میں باہم
 متفق ہونا
 مانند توافقی
 صحیح مجتہدین
 کے ہرے تنہا
 سے ساتھ
 اصول اربعہ
 کے کتاب اور
 سنت اور
 اجماع اور
 قیاس سے اور
 اجماع اور
 قیاس اور
 توافقی اس
 شریعت کا
 ساتھ ملت
 ابراہیمی کے
 مانند توافقی
 امام عظیم
 اور صاحبین
 کے ہے یہ
 قواعد
 استنباط میں
 مثل الذی
 اذاع علی
 الکتاب فتم
 فلا یثبت
 الا بالخبیر
 المشہور و
 مثل اعتبار
 عموم بلوی
 اور تحسان
 اور مانند
 اوسکی اور
 جب فرق
 ملت اور
 شریعت میں
 واضح ہوا
 معنی اتباع
 ملت کے بھی
 منکشف ہوئے
 ظاہر ہوا
 کہ اختلاف
 شریعت کو
 انحراف ملت
 ابراہیمی سے
 نہ چاہیے
 کہنا انحراف
 وہ ہے کہ
 اصول اور
 قواعد اوسکے
 سے تجاوز
 کرے یا جہاں
 سے پیوستہ
 محققین اس
 طرف گئے
 ہیں کہ
 شریعت
 خاتم
 المرسلین
 علیہ
 الصلوٰۃ
 والسلام

یعنی شریعت ابراہیمی ہے اور فرق ملت اور شریعت میں کیا ہے اور کہا ہے کہ اصول اور فروع اس شریعت کے موافق اصول اور فروع شریعت ابراہیمی کے ہیں بلکہ تفاوت لیکن ساتھ اس معنی کے کہ احکام ملت ابراہیمی تمام اس شریعت میں محفوظ ہیں گو بہت خبریں ادھر زیادہ کی ہوں اور وہ خبریں بھی مخالف اس احکام کے نہیں بلکہ شرح اور بسط اور تمہید اور تکمیل اسی احکام کے ہیں ملت ابراہیمی حکم متن کا رکھے اور شریعت مصطفویٰ محکم شرع اس متن کا ہے اور ساتھ اسی معنی کے شراح کو تالیف متن کا کہا جاتا ہے مثلاً مشکوٰۃ والے کو تالیف صاحب مصابیح کے جانا جاتا ہے البتہ حکومت ابراہیمی کے احکام کی تفصیل راہ دوسری سے مولیٰ اس شریعت کے معلوم نہ ہو اور اس شریعت میں وہ احکام ساتھ احکام زائد کے مخلوط ہوئے اس سبب سے تمیز فیما بین ان دونوں کے دشوار ہوئی لیکن از روئے مخصوص صریح کتاب اور سنت کے کہ آیات بسیار اور احادیث بسیار ہیں ہندقدیقین کہ آنحضرت اسی شریعت کو لائی ہیں پس بعض ادنیٰ آیتوں سے یہ آیت ہے قولہ ملۃ ابراہیم اور قول اللہ تعالیٰ کا ہے ثم اوجدنا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفاً الی غیر ذلک اور احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایتیمک بالخفیۃ السجۃ البیضاء اور بھی از روئے احادیث اور سیر کے کہ بیان اس کا اس مقام میں طول طویل چاہتا ہے ثابت ہوتا ہے اور جہاد اعداء اللہ اور ٹوڑنا بتوں کا اور ختنہ اور عقیقہ اور آداب ضیافت اور پس ثیاب اور اتخاذ فریضہ وقت عبادت کے اور رفع یدین نماز میں اور تکبیر وقت پستی اور بلندی کے اور نماز چاشت چار رکعت اور تحمیم مہینوں حرام کے حرمت محرمات کے نکاح میں اور عیجاب مشہور اور مہر کا اوس میں اور رکوع قبل بجز سے نماز میں اور جدا کرنا حصہ کا مالوں سے واسطے خدا کے کہ عبارت زکوٰۃ سے ہے اور جو با شرعوت اور حرمت زنا اور لواطت اور سحاق اور دوسرے کبائر کے اور کعبہ کو قبلہ پکڑنا اور نماز سجدہ تمام اہا اور خصال فطرت جمیعاً اور آداب قربانی اور ہدی اور احکام نجوم کے معتقد نہ ہونا اور منجھون سے ساعت نہ پوچھنا اور تقصیر سعدا و خسر ساعات اور ایام مشہور اور توانست میں نہ پڑنا اور برائست گون نہ پکڑنا اور کھانت کا معتقد نہ ہونا اور زہر نہ نام جھون اور دیون اور پرپون کے نہ باندھنا اور بجز واسطے اون کے نہ کرنا

مصحف القرآن
جب قبول کیا
نہایت میں نہ ہو
اس طرح ہر گون کے
یہ تو غرض ہوتی
قدم کا یعنی اس میں
نہ اور نہ خدا
لے لگن کو لے
کھون کے
انہی قدم کو چلاو
دیکھو جو کچھ
جو یوں اور کچھ
اور گویا وہی ہے
پہرے نوں کی
گوار اور کچھ
شہر کے
بزرگوں نے
کیا ہے
ان کے
ان کے

حضرت غزیرہ کو صاحب کتاب جدید کہنا مناسب نہیں یا تو ریت اوپر اونگے نازل ہوئے تھے
 اس فرق کو اچھی سمجھنا چاہیئے اور ظاہر آیات بسیار اور احادیث بشمار کو ماتھہ ہی نہ دیا جائے
 کہ صراحتہ اتحاد پر دو نو شریعت کے دلالت کرتے ہیں اور انبیائے بنی اسرائیل کہ مروج شریعت
 موسویہ ہوئی ہیں اور اس شریعت پر وہ کہ از روئے کتب اور محفوظات بشر سے پڑتے
 تھے نہ راہ وحی الہی کی عالم غیب سے پس وہ ہی صاحب شریعت جدیدہ کے ہنوی اور وہی
 وجہ دوسری جہت شریعت جدیدہ ہونی آنحضرتؐ کے وہ تھی کہ آنحضرتؐ نے ملت
 ابراہیمی کے احکام پر قدر کثیر زیادہ کیا ہے مثل تجدیدات صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور
 مسائل جہاد اور خلافت کبریٰ یعنی نصب قضاۃ اور محسبین اور مال جزئیہ اور خراج
 اور قسمت فی اور غنائم اور مسائل جو متعلق ساتھ اقامت جمعہ اور جماعات اور اعیاد کی
 ہے اور فرائض اور ترکات اور معاملات میں تحقق عظیم فرمایا ہے اور آداب قضا اور
 متصل قضا کو بھی شرح اور بسط تمام کے لئے ہیں اس جہت سے بھی یہ صاحب شریعت
 جدیدہ کے ہوئے اور ظاہر ہے کہ انبیائون پر بنی اسرائیل کے غیر احکام تو ریت سے
 کوئی حکم دوسرا تازہ وحی نہیں ہوتا تھا پس فرق درمیان خاتم المرسلین اور دوسرے
 انبیائون بنی اسرائیل کے کمال انجلا کے ساتھ واضح ہوا بلکہ یہ لانے میں اس شریعت
 کے مانند حضرت موسیٰ کے ہیں کہ یہ بھی فی الجملہ قواعد ملت ابراہیمی کو منظور رکھتے ہیں
 اور اس قاعدوں پر تفریع کرتے ہیں پس عند التحقیق آج شریعت متعلقہ یہی دو
 ہیں موسوی اور مصطفویٰ لیکن شریعت موسوی مشتمل اوپر رعایت جمیع قاعدوں
 ملت ابراہیمی کے نہیں اور شریعت مصطفویٰ علیہ السلام مستوفی احکام ملت ابراہیمی
 کو تھا ہاں گہیرے ہوئے ہیں اور اس پر کچھ زیادہ کر کے اور کچھ تقیم اور تکمیل کیا اور شریعت
 عیسوی وہی شریعت موسوی ہے لیکن ساتھ تخفیف اور آسانی اور رفع قیود کے فی الجملہ
 اور گویا نزول شریعت عیسوی کا توطیہ اور تمہید نزول شریعت مصطفویؐ اور ابتداء
 رجوع بشریعت ابراہیمی تھا لیکن من وجہ دون وجہ جیسا کہ شان تمہیدات کے ہے
 کہ قبل مطلب سے نشان اس مطلب کا دیتے ہیں اور راہ اس طرف کھولتی ہے

حضرت غزیرہ کو صاحب کتاب جدید کہنا مناسب نہیں یا تو ریت اوپر اونگے نازل ہوئے تھے
 اس فرق کو اچھی سمجھنا چاہیئے اور ظاہر آیات بسیار اور احادیث بشمار کو ماتھہ ہی نہ دیا جائے
 کہ صراحتہ اتحاد پر دو نو شریعت کے دلالت کرتے ہیں اور انبیائے بنی اسرائیل کہ مروج شریعت
 موسویہ ہوئی ہیں اور اس شریعت پر وہ کہ از روئے کتب اور محفوظات بشر سے پڑتے
 تھے نہ راہ وحی الہی کی عالم غیب سے پس وہ ہی صاحب شریعت جدیدہ کے ہنوی اور وہی
 وجہ دوسری جہت شریعت جدیدہ ہونی آنحضرتؐ کے وہ تھی کہ آنحضرتؐ نے ملت
 ابراہیمی کے احکام پر قدر کثیر زیادہ کیا ہے مثل تجدیدات صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور
 مسائل جہاد اور خلافت کبریٰ یعنی نصب قضاۃ اور محسبین اور مال جزئیہ اور خراج
 اور قسمت فی اور غنائم اور مسائل جو متعلق ساتھ اقامت جمعہ اور جماعات اور اعیاد کی
 ہے اور فرائض اور ترکات اور معاملات میں تحقق عظیم فرمایا ہے اور آداب قضا اور
 متصل قضا کو بھی شرح اور بسط تمام کے لئے ہیں اس جہت سے بھی یہ صاحب شریعت
 جدیدہ کے ہوئے اور ظاہر ہے کہ انبیائون پر بنی اسرائیل کے غیر احکام تو ریت سے
 کوئی حکم دوسرا تازہ وحی نہیں ہوتا تھا پس فرق درمیان خاتم المرسلین اور دوسرے
 انبیائون بنی اسرائیل کے کمال انجلا کے ساتھ واضح ہوا بلکہ یہ لانے میں اس شریعت
 کے مانند حضرت موسیٰ کے ہیں کہ یہ بھی فی الجملہ قواعد ملت ابراہیمی کو منظور رکھتے ہیں
 اور اس قاعدوں پر تفریع کرتے ہیں پس عند التحقیق آج شریعت متعلقہ یہی دو
 ہیں موسوی اور مصطفویٰ لیکن شریعت موسوی مشتمل اوپر رعایت جمیع قاعدوں
 ملت ابراہیمی کے نہیں اور شریعت مصطفویٰ علیہ السلام مستوفی احکام ملت ابراہیمی
 کو تھا ہاں گہیرے ہوئے ہیں اور اس پر کچھ زیادہ کر کے اور کچھ تقیم اور تکمیل کیا اور شریعت
 عیسوی وہی شریعت موسوی ہے لیکن ساتھ تخفیف اور آسانی اور رفع قیود کے فی الجملہ
 اور گویا نزول شریعت عیسوی کا توطیہ اور تمہید نزول شریعت مصطفویؐ اور ابتداء
 رجوع بشریعت ابراہیمی تھا لیکن من وجہ دون وجہ جیسا کہ شان تمہیدات کے ہے
 کہ قبل مطلب سے نشان اس مطلب کا دیتے ہیں اور راہ اس طرف کھولتی ہے

اور دونوں میں سواری بدل اپنے بکے بطریق تانس کے اور تحقیق سجدہ واسطے غیر اللہ کے حرام ہے اور فریح لیس اللہ حرام ہے اور تعظیم صورتوں کی کہ صالحین کے نام پر بناتے ہیں آؤں کا قبلہ مقرر کرنا حرام ہے اور جو ہول ملت ابراہیمی سے یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ آخر زمانہ میں ایک رسول کو بھیجے گا اور دین اوس کا تمام مخلوق کو واجب القبول ہوگا اور اتباع اور نصرت اوسکی سب پر فرض ہوگی پس اعتقاد نبوت اس پیغمبر اور اتباع دین اوسکے کا یہی جملہ اصول عقائد ملت ابراہیمی سے ہوا مانند اعتقاد نزول عیسیٰ اور خروج ہمدیٰ اور وجوب اتباع ان دونوں کا واسطے شریعت مصطفویہ کے لہذا ان دونوں باتوں کو کتب عقائد میں لائے ہیں اور ساتھ دلیلون کے ثابت کرتے ہیں اور مویک اس قول کا ہے جو کہ تفاسیر میں منج سبب نزول آیت کے ومن ینغب عن ملة ابراهیمہ الامن سفہ نفسہ کے مرقوم ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹھوں سے جنگا سلمہ اور جہا جرنام تھا کہا قد علمتا ان اللہ تعالیٰ قال ابراہیم علیہ السلام انی باعث من ولد اسمعیل بنیاسمہ احمد فمن امن به اهدی و رشد ومن لہو من به فہو ملعون اور سلمہ بحدثنے اس حکم کے ایمان لایا اور مہاجر نے انکار کیا اوسکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی لیکن اس تقریر میں ایک خدشہ آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبوت انبیاء قاطبۃ جمیع شرائع اور ادیان میں ہول عقائد سے ہی جیسا کہ متاخرین کو پہلے انبیاء کی اطاعت فرض ہے اسی طرح متقدمین کو لاحق کے انبیاء پر ایمان لانا فرض ہے تفصیلاً فیما علم تفصیلاً واجبالاً فیما علم اجبالاً پس یہ معنی خاص ساتھ ملت ابراہیمی کے ہیں پس جمیع انبیاء سے ماتقدم نے ساتھ وجود باوجود حضرت اخبار فرمایا ہے اور امت اپنی کو ساتھ نصرت اور اعانت انکی کے تاکید کی اور اوپر عہد اور موثیق لئے پس ساتھ اس اعتبار کے اعتقاد نبوت خاتم المرسلین صلعم اصول جمیع ملل اور ادیان سے ہوگا نہ اصول ملت ابراہیمی سے فقط منج جواب اس خدشہ کے کہہ سکتے ہیں کہ طلب بعثت رسول آخر الزمان کے اور پیدا کرنا امت اوس حضرت اور نزول کتاب کا ان پر

[illegible]

داخل صلب میں ملت ابراہیمی کے تھا ایک طرح کا کمال ابراہیمی موقوف اور اس کے تھا
پس رسول آخر الزمان گویا خلیفہ منصوص حضرت ابراہیمؑ کے ہوئے اور امامت حضرت
ابراہیمؑ کی ساتھ رسالت انہی کے تمام ہوئی اور احکام دین اوسکے کے گویا احکام
حضرت ابراہیمؑ کے تھے اس زمانہ میں بخلاف انبیاءوں دوسروں کے کہ طالب
اس امر کی ہوتے ہیں اور صلب ملت ابراہیم کے میں یہ درخواست نہ تھے البتہ
ساتھ اوس کمال موعود حضرت ابراہیمؑ امتوں اپنی کو بشارت دیتے تھے اور تاکہ
اور نصرت اور اتباع اوس جناب کی کرتے تھے پس فرق واضح ہوا لیکن اب تک بھی
الفاظوں آیات قرآنی میں مثل اوجینا الیک ان اتبع ملة ابراهيم و ملة
اسمک ابراہیم اور الفاظ احادیث مثل انت کھ بالحنيفة السمحة البیضاء
اس تفسیر سے ایک منافرت باقی ہے کہ واسطے کہ عقائد اپنے کو موافق عقائد اوس ملت
کی کرنا داخل اتباع اوس ملت کے نہیں اور باوجود اسکے اگر معنی اتباع کے یہ ہی ہیں
پس امر فرمانا پیغمبر آخر الزمان کا ساتھ اس اتباع کے خالی تکلف سے نہیں اور یہی
ساتھ اس اتباع کے جمیع انبیاء ہی مامور تھے خصوصیت کچھ ساتھ جناب خاتم المرسلین
کے نہ رکھی خلاصہ کلام کا وہ ہے کہ ہر ایک شریعت تین چیزوں کو شامل ہوا کرتی
ہے اول اصول عقائد یعنی توحید اور نبوت اور معاد اور یہ چیزیں تمام برحق ملتوں اور
سچے دینوں کے مشترک ہے اور تمام انبیاء اور اتفاق یکتے ہیں کہ واسطے کہ یہ خبر ایک امر
ہے کہ مختلف نہیں ہوتا ساتھ اختلاف اعصار اور ازمان کے اور اس معنی کہ ہر ملت متاخرہ
کو تابع ملت مقدمہ کہہ سکتے ہیں خصوصیت ساتھ ایک بنی اور ساتھ ایک ملت کے ہر
دوم قواعد کلیہ شریعت کہ جزئیات احکام و فروع مسائل ساتھ اسکے ہوتا ہے اور ہر
حکم میں اوسکے کلیات کے رعایت اور لحاظ رہتا ہے اور حقیقت میں ملت نام اسی
قاعدہ کلیہ کا ہے اور اتباع اس ملت اور اس پیغمبر کے ساتھ ملت ابراہیمی کے ساتھ
اسی معنی خاص کے ہے کہ لا یوجد فی غیر هذا النبی والامۃ بالنسبۃ الی صلوۃ
ابراہیمؑ سیوم تمام اوضاع مقرر شرع کلیات اور جزئیات سے اور قاعدہ

وہ ملت ابراہیمی
اور نبی ابراہیمؑ
نیز ذرا غلطی ان کلام
سے ہوا کہ کہتے ہیں
انت کھ بالحنيفة السمحة
البیضاء
فانہ یخبر عن صلوۃ
العقائد و کلام
یہی ہیں جو فرشتہ
دین دینا میں نظر آتی
کو دینی دینا کی عین
کو چہرہ تہذیب و تمدن
کا پہلا پہلو ہے
کہ نبیوں کا اور
عذاب و فتن کا
اور یہ لوگ مدد
دینا چاہتے ہیں
یعنی ان کی سفارش
یا حاکم نہیں کرنا

مستحق اون کے کو کہ توحید محض اور اسلام خالص ہے منکر ہوتے ہو تم ساتھ عقائد و سر اور عملوں اور اخلاق دوسرے اون کے کیا پہنچی جست چہارم وہ کہ بعضی مفسرین نے لفظ بل طہ ابن اہیہ کو اذہر رد اور ابطال کلام یہود اور نصاری کے حمل کیا ہے اس تقریر سے کہ بیچ مقدمہ میں کے جو مدار نظر اور استدلال پر ہے پس لائل تو یہ کو اذہر اس دین کے قائم کیا ہے اور جو مدار اوپر تقلید کی ہے پس متفق علیہا ب تقلید میں اولی اور بہتر ہے مختلف میں ہے اور یہود و نصاری میں سے جملہ اہل ملت بلکہ مشرکین عرب بھی اوپر صحت دین ابراہیم کے متفق ہیں اور صحت میں دین یہود و نصاری کے شک کرتے ہیں اور صحت میں نصاری کے یہود اور صحت میں ان ہر دونوں دین کے مشرکین عرب پس اتباع دین ابراہیم کہ حق ہوتا اس کا نزد یک جمیع طوائف کے مسلم ہے اولی اور بہتر ہوا اور اگر یہود اور نصاری ساتھ سننے اس تفریق اور اس رد و ابطال کے کہین کہ تمہیں یہودیت اور نصاریت کو دائرہ ہدایت سے خارج کیا اور تفریق ساتھ مشرک ہونے اون دونوں کے کی تمہیں پس اوپر تمہارے لازم آیا کہ ساتھ شریعت موسوی اور عیسی کے کا تو تم پس بیچ جواب ان کے کے قولاً یعنی ہو تم کہ ہم ہرگز کفر نہیں کرتے ہیں ہم ساتھ کسی چیز کے ارکان ایمان سے کس واسطے کہ اٰمَنَّا بِاللّٰہ یعنی ہم ایمان لائے ساتھ خدا کے کہ مستلزم ایمان ساتھ جمیع آیات اور احکام اوس کے اور ساتھ جیم پیغمبروں اوس کے کے ہے لیکن اس ایمان تفصیلی میں ہم اوس شخص کو مقدم کرتے ہیں جو افضل و اولی ہے پھر اوس شخص کو جو اوس کلام ہے کس واسطے کہ متبوع کا افضل ہونا ہے موجب فضیلت کا ہے پس اس جہت سے مقدم کرتے ہیں ایمان میں کتاب اپنے کو اور کہتے ہیں ہم وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّاٰیْنَا یعنی اور ایمان لائے ہیں ہم ساتھ جمیع اوس کے کے نازل کی گئی ہیں طرف ہمارے آیات اور ان احکام سے کہ بیچ نہایت احکام کے آئی، مین وَمَا اَنْزَلْنَا مِنْ رَّاٰیْنَا یعنی جو کہ نازل کیا گیا ہے طرف ابراہیم کے کہ کمال مشابہت ساتھ اس شریعت کا طہ ہماری کے کہے اور پیغمبر ہمارے امور ساتھ تابع اوس کے کے ہیں وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّاٰیْنَا یعنی جو کہ نازل کیا گیا طرف اسمعیل اور اسحاق

مستحق اون کے کو کہ توحید محض اور اسلام خالص ہے منکر ہوتے ہو تم ساتھ عقائد و سر اور عملوں اور اخلاق دوسرے اون کے کیا پہنچی جست چہارم وہ کہ بعضی مفسرین نے لفظ بل طہ ابن اہیہ کو اذہر رد اور ابطال کلام یہود اور نصاری کے حمل کیا ہے اس تقریر سے کہ بیچ مقدمہ میں کے جو مدار نظر اور استدلال پر ہے پس لائل تو یہ کو اذہر اس دین کے قائم کیا ہے اور جو مدار اوپر تقلید کی ہے پس متفق علیہا ب تقلید میں اولی اور بہتر ہے مختلف میں ہے اور یہود و نصاری میں سے جملہ اہل ملت بلکہ مشرکین عرب بھی اوپر صحت دین ابراہیم کے متفق ہیں اور صحت میں دین یہود و نصاری کے شک کرتے ہیں اور صحت میں نصاری کے یہود اور صحت میں ان ہر دونوں دین کے مشرکین عرب پس اتباع دین ابراہیم کہ حق ہوتا اس کا نزد یک جمیع طوائف کے مسلم ہے اولی اور بہتر ہوا اور اگر یہود اور نصاری ساتھ سننے اس تفریق اور اس رد و ابطال کے کہین کہ تمہیں یہودیت اور نصاریت کو دائرہ ہدایت سے خارج کیا اور تفریق ساتھ مشرک ہونے اون دونوں کے کی تمہیں پس اوپر تمہارے لازم آیا کہ ساتھ شریعت موسوی اور عیسی کے کا تو تم پس بیچ جواب ان کے کے قولاً یعنی ہو تم کہ ہم ہرگز کفر نہیں کرتے ہیں ہم ساتھ کسی چیز کے ارکان ایمان سے کس واسطے کہ اٰمَنَّا بِاللّٰہ یعنی ہم ایمان لائے ساتھ خدا کے کہ مستلزم ایمان ساتھ جمیع آیات اور احکام اوس کے اور ساتھ جیم پیغمبروں اوس کے کے ہے لیکن اس ایمان تفصیلی میں ہم اوس شخص کو مقدم کرتے ہیں جو افضل و اولی ہے پھر اوس شخص کو جو اوس کلام ہے کس واسطے کہ متبوع کا افضل ہونا ہے موجب فضیلت کا ہے پس اس جہت سے مقدم کرتے ہیں ایمان میں کتاب اپنے کو اور کہتے ہیں ہم وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّاٰیْنَا یعنی اور ایمان لائے ہیں ہم ساتھ جمیع اوس کے کے نازل کی گئی ہیں طرف ہمارے آیات اور ان احکام سے کہ بیچ نہایت احکام کے آئی، مین وَمَا اَنْزَلْنَا مِنْ رَّاٰیْنَا یعنی جو کہ نازل کیا گیا ہے طرف ابراہیم کے کہ کمال مشابہت ساتھ اس شریعت کا طہ ہماری کے کہے اور پیغمبر ہمارے امور ساتھ تابع اوس کے کے ہیں وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّاٰیْنَا یعنی جو کہ نازل کیا گیا طرف اسمعیل اور اسحاق

اور یعقوب اور اولاد یعقوب کے کہ دواؤں کس تھے اور پیغمبر قطعی اون سے یوسف علیہ السلام تھے اور پیغمبری میں دوسروں کے خلاف ہے اور صرح وہ ہے کہ پیغمبر نہ تھے لیکن جبکہ اون میں ایک آدمی نازل ہوا تو گویا اوپر تمام اونکے کے نازل ہوا اور طبرانی اور ابو نعیم آنحضرت سے روایت لائے ہیں کہ فرماتے تھے کہ جو میں قسم کھاؤں میں جانتا ہوں میں اوپر اس کے کہ قبل پیشہ ستون ہر تیری سے کوئی بہشت میں بنایا گیا مگر چند آدمی کہ کم میں سے اور زیادہ و اس سے ہون ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسباط اور موسیٰ اور عیسیٰ اور میں بہر حال یہ جماعت کہ مذکور تاج شریعت ابراہیمی کے تھے اور جو کہ ان پر وحی ہوتی ہے تمام اور مکمل شریعت ابراہیمی تھے پس اس جہت سے وحی انکی کو ایمان میں مقدم کرتے ہیں اور پہر کہتے ہیں ہم وَمَا اَوْفِیْ مُحَمَّدٍ وَّعِیْسٰی لِعِیْنِیْ اور جو کہ دیا گیا ہے موسیٰ اور عیسیٰ کو توریت اور انجیل اور احکام شریعت سے اور ہر چند یہ دونوں بزرگ بعض من تقدّم سے افضل ہیں لیکن جو کہ انکو دیا گیا ہے موافق مقدار اعتقاد امتوں انکے کے دیا گیا ہے پس شریعت انکی پشت پر شریعت سابقین سے ہے اور اس واسطے انکو موخر کیا جانے البتہ ساتھ کمال انکے کے اور تفصیل شرائع انکے کی ایمان متقل مضل اوپر اسکے لئے ہیں ہم اور اجمال میں داخل نیماق اور ایسے ہی بطریق اجمال کے ایمان لئے ہیں ہم مجمع مَا اَوْفِیْ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ دَرَجَاتٍ یعنی جو کہ دیا گیا ہے تمام پیغمبروں کو پروردگار اپنے سے صحیفے اور احکام اور شرائع اگرچہ اوس میں تفاوت ساتھ فضیلت اور مفضلیت کے ہی لیکن لَا تَفْرِقْ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْهُمْ یعنی ہم فرق نہیں کرتے درمیان کسی ایک کے اون میں سے کہ ساتھ بعض کو ایمان لائیں ہم اور ساتھ بعض کے کفر کرین ہم اور کس طرح یہ فعل شیعہ ہم سے ہو سکے گا وَحَسْبُ لَهُ مُسْلِمُونَ یعنی اور ہم خاص اسطے خدا کے منقاد ہیں ہم ہر حکم اوس کا ہر زمانہ میں ساتھ زبان اس پیغمبر کے کہ آوے سر اور آنکھوں ہماری پر ہے اگرچہ وہ حکام امتوں کی تفاوت کی وجہ سے فضیلت اور کمال میں متفاوت ہوں باقی یہ ہے اس جا فائدہ چندہ اول وہ کہ ذکر ایمان میں ساتھ کتابوں اور شرائع منزلہ کے جو ترتیب زبانی منظور کہیں پس ذکر مَا اَنْزَلْنَا مِنْکُمْ مِّنْ سَبْطٍ لِّکُمْ کہ سب سے

صبح صادق
 تہذیب کی فتنے اور
 بیچ بکا کرنا
 چور کا ایک گروہ
 پینڈوں کے لیے
 حضرت عیسیٰ
 صلی اللہ علیہ
 وسلم پر کیا
 اور ایک قوم
 کے تئیں کیا
 حضرت زکریا
 عیسیٰ علیہ
 و آلہ وسلم
 فانی قادی
 نفی و بلی
 رکھتے
 ایلا
 وینون
 تہذیب کی
 دوسرے

باقی کا ہو پس ترجمہ میں جن وجوہ ذکر ایمان تفصیلی اور اجمالی ہے فائدہ دوم وہ کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان ساتھ شریعت جمیع انبیاء اور کتب جمیع انبیاء کی فرض ہے جیسا کہ ایمان یہ پیغمبر اور کتاب اپنی

کے فرض ہے بالافادت فرق یہ ہے کہ اتباع پیغمبر اور کتاب اپنی کا بھی فرض ہے اور اتباع پیغمبر اور کتاب دونوں دوسری کا فرض نہیں جیسا کہ ابن ابی حاتم نے مستقل بن یاسر سے روایت کی کہ آنحضرت فرماتے تھے امنوا بالقرآن والنور والنجیل ولعلکم القرآن یعنی ایمان ساتھ تمام ان کتابوں کے لاؤ تم لیکن متابعت قرآن کی تکوفاً یہ ہے ہی

سبب سے صحاک اور دوسرے علما کہتے ہیں کہ زنان اور اولاد اور غلاموں اور کنیزوں اور خادموں اپنے کو نام اور پیغمبروں کے کہ کتاب مجید میں مذکور ہیں تعلیم کر دو تم تو انہیں ایمان لاؤ میں کسو سطلے کہ حق تعالیٰ نے اس ایمان کو فرض کیا ہے جس جا کہ فرماتا ہے قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمِنْ حَتَّىٰ كَلَّا مُسْتَلْعُونَ تک اور اسی سے ہے کہ امام احمد اور مسلم اور دوسرے محدثین نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا ہے کہ آنحضرت ص و دو کثرت سنت فجر میں ان دو آیت کو پڑھتے تھے اول میں قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ اور دوسری میں قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ الَّتِي تُبَيِّنُ لَكُمْ حُدُودَ مَا يَنْهَىٰ عَنْكُمْ فَأَلَيْسَ لَكُمْ مِنْهُ بَرْهَانٌ كَرِيمٌ

ہر صحیح ایمان اپنے کو ساتھ ان پیغمبر کے تازہ کریں فائدہ سیوم وہ کہ سبط لغت میں بمعنی قبیلہ کے ہے اولاد حضرت یعقوب کو کسو سطلے اسباط فرمایا کہ ہر ایک اون سے قبیلہ تھا جواب اسکا وہ کہ جو ایک ایک شخص سے اونہیں سے ایک ایک قبیلہ کلاں ہم پہونچا ہر ہر آدمی کو اون سے قبیلہ نام کیا جیسا کہ ابن جریر نے تفسیر میں اپنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اسباط بنو یعقوب کا نوا اثنا عشر رجلاً کل واحد منهم ولد سبطاً وامة من الناس اور ساتھ ہی صفحہ کے چہرے

حسین کو بھی سبطین کہتے ہیں اسلئے کہ دو قبیلہ کلاں حسنی اور حسینی اللہ پیدا ہوئے اور روایات حدیث سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو با تخصیص ساتھ اس لقب کے لقب فرمایا ہے اور اس کے کثرت اولاد انہی کے بہت ہی جیسا کہ صحاح میں وارد ہے کہ انا من حسن و حسین منی حسین سبط من الاسباط اور گویا اس حدیث میں اشارہ ہے ساتھ اس کے کہ

عزیز بن ابی سلمہ نے روایت کی کہ اسباط بنو یعقوب کا نوا اثنا عشر رجلاً کل واحد منهم ولد سبطاً وامة من الناس اور ساتھ ہی صفحہ کے چہرے حسین کو بھی سبطین کہتے ہیں اسلئے کہ دو قبیلہ کلاں حسنی اور حسینی اللہ پیدا ہوئے اور روایات حدیث سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو با تخصیص ساتھ اس لقب کے لقب فرمایا ہے اور اس کے کثرت اولاد انہی کے بہت ہی جیسا کہ صحاح میں وارد ہے کہ انا من حسن و حسین منی حسین سبط من الاسباط اور گویا اس حدیث میں اشارہ ہے ساتھ اس کے کہ

عزیز بن ابی سلمہ نے روایت کی کہ اسباط بنو یعقوب کا نوا اثنا عشر رجلاً کل واحد منهم ولد سبطاً وامة من الناس اور ساتھ ہی صفحہ کے چہرے حسین کو بھی سبطین کہتے ہیں اسلئے کہ دو قبیلہ کلاں حسنی اور حسینی اللہ پیدا ہوئے اور روایات حدیث سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو با تخصیص ساتھ اس لقب کے لقب فرمایا ہے اور اس کے کثرت اولاد انہی کے بہت ہی جیسا کہ صحاح میں وارد ہے کہ انا من حسن و حسین منی حسین سبط من الاسباط اور گویا اس حدیث میں اشارہ ہے ساتھ اس کے کہ

عزیز بن ابی سلمہ نے روایت کی کہ اسباط بنو یعقوب کا نوا اثنا عشر رجلاً کل واحد منهم ولد سبطاً وامة من الناس اور ساتھ ہی صفحہ کے چہرے حسین کو بھی سبطین کہتے ہیں اسلئے کہ دو قبیلہ کلاں حسنی اور حسینی اللہ پیدا ہوئے اور روایات حدیث سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو با تخصیص ساتھ اس لقب کے لقب فرمایا ہے اور اس کے کثرت اولاد انہی کے بہت ہی جیسا کہ صحاح میں وارد ہے کہ انا من حسن و حسین منی حسین سبط من الاسباط اور گویا اس حدیث میں اشارہ ہے ساتھ اس کے کہ

عزیز بن ابی سلمہ نے روایت کی کہ اسباط بنو یعقوب کا نوا اثنا عشر رجلاً کل واحد منهم ولد سبطاً وامة من الناس اور ساتھ ہی صفحہ کے چہرے حسین کو بھی سبطین کہتے ہیں اسلئے کہ دو قبیلہ کلاں حسنی اور حسینی اللہ پیدا ہوئے اور روایات حدیث سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو با تخصیص ساتھ اس لقب کے لقب فرمایا ہے اور اس کے کثرت اولاد انہی کے بہت ہی جیسا کہ صحاح میں وارد ہے کہ انا من حسن و حسین منی حسین سبط من الاسباط اور گویا اس حدیث میں اشارہ ہے ساتھ اس کے کہ

عزیز بن ابی سلمہ نے روایت کی کہ اسباط بنو یعقوب کا نوا اثنا عشر رجلاً کل واحد منهم ولد سبطاً وامة من الناس اور ساتھ ہی صفحہ کے چہرے حسین کو بھی سبطین کہتے ہیں اسلئے کہ دو قبیلہ کلاں حسنی اور حسینی اللہ پیدا ہوئے اور روایات حدیث سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو با تخصیص ساتھ اس لقب کے لقب فرمایا ہے اور اس کے کثرت اولاد انہی کے بہت ہی جیسا کہ صحاح میں وارد ہے کہ انا من حسن و حسین منی حسین سبط من الاسباط اور گویا اس حدیث میں اشارہ ہے ساتھ اس کے کہ

عزیز بن ابی سلمہ نے روایت کی کہ اسباط بنو یعقوب کا نوا اثنا عشر رجلاً کل واحد منهم ولد سبطاً وامة من الناس اور ساتھ ہی صفحہ کے چہرے حسین کو بھی سبطین کہتے ہیں اسلئے کہ دو قبیلہ کلاں حسنی اور حسینی اللہ پیدا ہوئے اور روایات حدیث سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو با تخصیص ساتھ اس لقب کے لقب فرمایا ہے اور اس کے کثرت اولاد انہی کے بہت ہی جیسا کہ صحاح میں وارد ہے کہ انا من حسن و حسین منی حسین سبط من الاسباط اور گویا اس حدیث میں اشارہ ہے ساتھ اس کے کہ

عزیز بن ابی سلمہ نے روایت کی کہ اسباط بنو یعقوب کا نوا اثنا عشر رجلاً کل واحد منهم ولد سبطاً وامة من الناس اور ساتھ ہی صفحہ کے چہرے حسین کو بھی سبطین کہتے ہیں اسلئے کہ دو قبیلہ کلاں حسنی اور حسینی اللہ پیدا ہوئے اور روایات حدیث سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو با تخصیص ساتھ اس لقب کے لقب فرمایا ہے اور اس کے کثرت اولاد انہی کے بہت ہی جیسا کہ صحاح میں وارد ہے کہ انا من حسن و حسین منی حسین سبط من الاسباط اور گویا اس حدیث میں اشارہ ہے ساتھ اس کے کہ

عزیز بن ابی سلمہ نے روایت کی کہ اسباط بنو یعقوب کا نوا اثنا عشر رجلاً کل واحد منهم ولد سبطاً وامة من الناس اور ساتھ ہی صفحہ کے چہرے حسین کو بھی سبطین کہتے ہیں اسلئے کہ دو قبیلہ کلاں حسنی اور حسینی اللہ پیدا ہوئے اور روایات حدیث سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو با تخصیص ساتھ اس لقب کے لقب فرمایا ہے اور اس کے کثرت اولاد انہی کے بہت ہی جیسا کہ صحاح میں وارد ہے کہ انا من حسن و حسین منی حسین سبط من الاسباط اور گویا اس حدیث میں اشارہ ہے ساتھ اس کے کہ

شرف اور طہارت اور علم اور تقویٰ اولاد میں ان کے بہت سے گناہ پانچہ الیا ہی واقع ہوا
اور مبنی لفظ سبط شرافت اور کرم اخلاق اور صلاح اور تقویٰ اولاد میں انبیاء کے ہوا یہی
موافق عرف شرع کے معتبر ہے کہ گردگان اس شرط کو سبط نہیں کہہ سکتے جو ایمان انبیاء
جیسا کہ لائق اور سزاوار ہو دست کیا تھے فَإِنْ آمَنُوا لَعْنَتِي پس جو ایمان لاوین یہہ ہون
اور نصاریٰ کہ ہدایت کو دینا اپنے مین حصر کرتے ہیں بِمِثْلِ مَا آمَنُتُمْ بِهِ یعنی مانہ
اوسکے جیسا کہ ایمان لائے ہو تم ساتھ اوس کے استیجاب جمیع انبیاء اور رسل اور کتب کے تفسیر
اور بے تفاوت کے فَقَدْ اهْتَدَوْا یعنی پس تحقیق انہوں نے یہی ہدایت پائی
اور لفظ مہتدی ان پر صادق آیا اگرچہ مختصر بیچ ان کے ہوا وَإِنْ تَوَلَّوْا لَعْنَتِي اور جو
تو گردان ہوں یہہ مثل اس ایمان کے پس اگرچہ بظاہر دعویٰ اتباع موسیٰ اور عیسیٰ
کا کرتے ہیں لیکن فی الواقع تابع ہر دو کے نہیں ہیں فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ط یعنی
پس نہیں ہیں یہہ گمراہی مخالفت موسیٰ اور عیسیٰ کے کیلئے کہ موسیٰ اور عیسیٰ نے
ساتھ ایسے ایمان کے فرمایا ہے پس اگر ساتھ تیرے رسول مجاہدہ کریں فَسَيَكْفِيكَ
اللَّهُ یعنی پس عنقریب کفایت کرے گا تجکو شران کے سے اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ
اور وہ ہے سننے والا کہ اقوال ان کے کو سنتا ہے الْعَلِيمُ ط یعنی داناکہ نیت ان
کو جانتا ہے اور کچھ کید اور مکر حق میں تیرے پوشیدہ کرتے ہیں نزدیک اوسکے
معلوم ہے اور بھی دعا تیری سنتا ہے اور نیت تیری اعلاے کلمہ حق میں جانتا
ہے پس تجکو ساتھ تمام جہت کے اوپر ان کے منظر اور منظر کرے گا اور ان کو
مغلوب اور منکوب آنے ہم طرف اوسکے کہ لفظ مثل کا بِمِثْلِ مَا آمَنُتُمْ بِهِ مین
کیا معنی رکھتا ہے کہ اس واسطے کہ ایمان مقبول واحد ہے نقد و نہیں رکھتا ہے تو لفظ مثل
اوس میں استعمال کیا جاوے جواب میں اس سوال کے مفسرین نے چند وجہ
کہیں مین اول وہ کہ یہہ کلام مبنی اوپر فرائض اور تقدیر کے ہے یعنی اگر یہ کوئی
ایمان دوسرا مثل اس ایمان کے حاصل کریں پھر بھی راہ ہدایت کے پاوین لیکن
سخن اس میں ہو کہ ایمان دوسرا سوا اسے اس ایمان کے عالم میں موجود نہیں

یعنی ان کے ایمان
جو حضرت موسیٰ علیہ السلام
علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام
مقت اور انبیاء
جو کبھی نہیں سید
درست بایں
و کا فر ہوئے اور
نہ مانا یہ نعمت
خدا تعالیٰ کی ہے
کا دوزخ یا تو حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اور سارے ایمان
کو ایمان ہو دوزخ
زمانہ کا آخری
اس میں بھی نہیں

آیت میں حرف الیٰ کو اختیار کیا و طر توافق نظم کلام کے ذکر میں پیغمبرؐ کے بھی ساتھ
 اسی حرف کے متعدی کیا تا نسق کلام مختلف نہ ہو باوجود صحت معنی کے واسطے کہ وصول اور انتہا
 عام ہے اوس سے کہے واسطے ہو یا بواسطہ کوئی نص بیچ ثبوت واسطہ کے نہیں اور وہ بعضی
 اہل عربیت اور اس جہ کے ایراد کرتے ہیں کہ جو یہ فرق صحیح ہوتا آیت میں و لا ذاً
 قیل کہ کھڑا منوا بما انزل اللہ قالوا انزل علینا استعمال علی کا صحیح
 نہیں ہوتا ہے کہ واسطے کہ یہ کلام حکایت یہود سے ہے کہ انبیاء تھے اور بلا واسطہ
 ان کے نزول نہوا تھا پس جواب اوس کا وہ ہے کہ یہودی اس کلام کو بیچ مقام
 افتخار اور مباحثات اور تعصب کے کہتے تھے پس مراد ان سے اس کلام میں نزول
 بلا واسطہ تھا یعنی انبیاء نادان یا نا بیچ مثال اس مقام کے مناسب آیا اور اسلاف اپنے کو
 طرف اپنی نسبت کرنا مجاز متعارف ہے جیسا کہ بیچ قول بعض کے سادات کے وہ
 جمع فینا النبوة والمعراج والکرام اور جو مخاطب آیت سورہ آل عمران میں پیغمبرؐ
 میں پس حاجت تفصیل اور شہاد کے نہتے کہ واسطے کہ قوت ایمان اولیٰ کے اور شہاد
 اعتقاد ان کا ساتھ جمیع معتقدات ایمانی کے معلوم ہے ناچار کلام کو اوس جا میں
 اختصار پر کیا اور لفظ ما اوتیٰ کو بار دیگر نہیں لائے اور اوپر حرف عطف کے اکتفا کیا بخلاف
 اس آیت کے کہ منظور اوس میں تلقین ایمان تفصیلی ساتھ مومنوں کے ہوا اور ہنوز یہ طفل
 تو ہوا اس بستان کہ میں شہاد اور طاب ثاب رجال ان کے کی ہے اور ہی مابقی سورہ
 آل عمران میں واخذ اللہ ميثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحیۃ گذرا
 ہے اور جو ساتھ جمیع انبیاء کے دیا گیا ہی اجمالاً اوس سے معلوم ہوا پس عادی اوس مطلب کا
 بہر بیچ مقام اجمال کے تکرار محض ہوتا تھا ان بیچ مقام تفصیل اور تخصیص بعضے انبیاء
 کے ذکر اوس کا مفید ہے بخلاف اس آیت کے کہ سیاق میں اوس کے وہ چیز کہ مشعر
 دینے کتاب اور حکمت جمیع انبیاء کے اجمالاً ہو نہ کو نہیں پس اجمال اور تفصیل میں ہر دو
 کے ذکر ما اوتیٰ ضرور پڑا ہے ہم اوپر اوس کے ذکر میں آنحضرت صلیم اور حضرت
 ابراہیمؑ اور اولاد انہی کے لفظ نزول کا درود فرمایا ہے اور ذکر میں موسیٰؑ

معلوم ان
 اور جہ میں ہون
 لکھا ایمان اولیٰ
 جو بیچ ہے قوت ایمان
 سزا دین اور قرآن
 نہیں کہ اس
 ایمان اس میں
 بہر جو اس میں
 حق قوت کو
 بین اور ہنوز
 ۹۰ اس کو
 کہ ہے اور اس
 اور قرآن
 اور دست
 ضابطہ
 یا اس سے اور
 بلکہ اس میں
 قوت کو
 یا اس سے اور

کہ تبدل سے جوش کرتا ہے اور ظاہر و باطن کو رنگین کرتا ہے وَمَنْ أَحْسَنُ مِنْ اللَّهِ صَبْغَةً
اور کون ہے جو تر خدا سے رنگ کرنے میں کس واسطے کہ رنگ مختلفات کو نہ احاطہ ہو
کسو واسطے کہ جو رنگ ظاہر ہے محض پوست بدن پر ہے اور جو رنگ باطنی ہے پس زیر
مخصوص ساتھ ایک وقت کے ہے قوتوں باطن سے مگر رنگ فلسفہ محض اوپر قوت عقلیہ
کے ہے اور رنگ عت محض اوپر قوت وہمیہ کے ہے کہ مرکب بطلان ہے اور منسوخ
ماتون کا رنگ محض اوپر عادت اور رسم کے ہے اور رنگ محبت دنیا کا محض اوپر قوت
شہویہ کے ہے اور رنگ حکومت اور سلطنت کا محض اوپر قوت غصبیہ کے ہے اور تمام
یہ رنگ ساتھ ادنیٰ حد سے کہ اوپر ان قوی کے پہنچتا ہے زوال قبول کرتے ہیں اور ساتھ
غلبہ رنگ کے دوسرے کے مغلوب ہو جاتے ہیں بخلاف اس رنگ جدائی کے کہ نہ ساتھ
بائے شبہوں اور حوادث اور مصائب کے تغیر قبول کرتے ہیں اور نہ رنگ سر اوپر
اوسکے غالب ہوتا ہے مانند اوسکے کہ رنگ صنایع رنگرزیوں کا ساتھ آب و آفتاب کے
اور دود اور غبار کے متغیر ہوتا ہے اور رنگ دوسرے بھی تبدیل اونکا کر سکتے ہیں
اور رنگ خلقی کہ جانب خدا سے ہے جیسی قوت کی سُرخِ مرجان کی زردی سنگ مرمر
کی سیاہی اور رنگ مرمر کی سفیدی اور علی ہذا القیاس گلیتین نباتات اور فواکہ اور یاجین
اور حیوانات چرندہ اور پرندہ کے تغیر اور تبدیل نہیں قبول کرتے جیسا کہ ضیاء مختارہ برتو
ابن عباس رضی عنہما حضرت عائشہ سے لائے کہ ان بنی اسرائیل قالوا یا موسیٰ ہل یصبغ
ربک فقال اتقوا الله فنادیہ ربہ یا موسیٰ سالواک هل یصبغ ربک فقال نعم
انا اصبغ الالوان الاحمر والابيض والاسود والالوان کلها فی صبغی و
اتل الله علی نبیہ صبغۃ الله ومن احسن من الله صبغۃ پس قسم یہ رنگ
باطن ہمارا کہ رنگ خدا ہے زائل ہو سیکر حال آنکہ ہم ہمیشہ فکر میں باثبات اور دوام
اوس رنگ کے ہیں اور دائمی علاج بقائے اوسکے کے اور جلا اوسکے کے کوشش کرتے
ہیں ہم و نحن کہ عابدین یعنی اور ہم محض اوسکو عبادت کریں گے ہیں اور عبادت
رنگ باطن کو دور کرتی ہے اور قلب جوارح کو تصفیل اور تصفہ کرتی ہے پس وہ رنگ ہمیشہ باطنی

بجائے نہیں اور نہ
خدا تعالیٰ کے رنگ
ایسا نہیں ہے
جو دوسرے کے رنگ
خدا کی عبادت
موسیٰ علیہ السلام
جو وہ کہ
خدا اور
جو رنگ
کہ ضیاء مختارہ
اور ان احداث
رہنما
الصبغۃ
ما یصبغ
ایک
اور یا
جو دوسرے کے
رنگ

اسلام میں مقبولان بارگاہ ایزدی ہوئے ہیں اور ہمارے فرقہ میں نبوت اور رسالت ستم رہی ہے اور اگر خدا محبوب رکھتا تھا پس یہ خیال تمہارا کچھ فائدہ نہ کر گیا چاہیے کہ اعمال اپنے کو موافق اعمال اول اسلام کے کرتو اور سنگار ہو تم تلاکس امۃ قد حلت یعنی وہ گردہ اکین جماعت تھی جو گدزی اور اعمال اپنے ہمراہ اپنے لیکنے واسطے تمہارے اوّل اعمال کو ذخیرہ چھڑ کر دے گئے ہیں کہ تمہارے کام آوے مانند مال متاع دنیوی کے کہ باپ فرزندوں کے واسطے چھڑ جاتے ہیں اور بچہ وقت افلاس و احتیاج کام آتا ہے لہذا ما کسبت یعنی دستے اور من جماعت گدزی ہوئی کے جزا ہی جو کہ سب کیا ہے اور جو دستے تمہارے اوّل عمل کو چھڑ کر جاتے جزای اوّل اعمال کے اونکو پہنچتی بلکہ ملکہ پہنچتی ولا کفو ما کسبت یعنی اوّل دستے تمہارے ہی جزا اس کی کہ سب کرتی ہو تم اور جو گناہ تمہارے وہ اوٹھاتے جزا اون گناہوں کے اونکو پہنچتی نہ ملکہ اور جزا عمل بغیر عامل اس عمل کے دنیا نزدیک تمہارے ہی خلاف عدل اور منافق حکمت کے ہے کس طرح تم متوقع جزا سے اعمال اونکی کے رہتی ہو تم ولا تشکون عما کانوا یعملون لینے اور نہ سوال کے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ وہ جماعت گذشتہ عمل کرتے تھے اور جزای اعمال کے نہیں ہوتے مگر بعد سوال سے اور سوال شخص کا عمل غیر سے غیر معقول ہے کسو واسطے کہ ہر شخص اوپر اعمال غیر اپنے کے اطلاع نہیں رکھتا ہے تو کہ عہدہ جواب اسکے سے برآوے پس یہ خیال تمہارا محض سفاهت اور بے عقلی ہے اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ تکرار اس آیت کی اس مقام میں یا وجود اسکے کہ نزدیک گذرے ہے تکرار معنوی نہیں کہ مختل بلاغت ہو سکے کہ مقام اول میں فرض اس آیت سے وہ تھے کہ اعمال اور افعال تمہارے ساتھ کسی وجہ کی نسبت ساتھ اعمال اور افعال سلف گذشتہ تمہارے کے نہیں رکھتے اور وصیتیں اون کے بیج تمہارے معمول بننا نہیں اور اس مقام میں جو کہ اقدام اوپر کتمان شہادت اور رشید کرنے حق واضح ہے اور ایسی ہے ارنگاب دومرے اعمال قبیحہ کا۔

تمت

الحمد لله الذي ترجم تفسير غزيري بأمره الكمال مطبع فاروقى دہلى میں طبع ہو کر اختتام ہوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چہ

اَحْمَدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْاَمَّا بَعْدُ حَوْلِيْهِ تَفْسِيْرُ بَابٍ يَّارَهُ سَيَقُوْلُ اَفْتَحْ الْمَفْتِيْحَ حَضْرَتُ مَوْلَانَا
شَاهِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ صَاحِبِ قَدْسِ سَرَّهٖ كِي تَحْقِيْقِ - اسکا ترجمہ جامعہ اُردو
میں اردو میں جناب سید محمد ہاشم علی صاحب ہلوی نے پایا
سید شیر علی صاحب کے محمد حسین خان صاحب مالک مطبع
مصطفائی نے کروا کے اپنے مطبع نامی گرامی میں طبع کرا کے
شائع کیا تھا اب وہ تفسیر نایاب ہو گئی تھی - اور شافقتین
و مجتہدین کی طلب خواہش کثرت تھی لہذا اس عاجز محمد معظم
مالک مطبع ہذا نے اہل علم سے صحت کرانے میں سعی بلیغ کی اور جو کچھ
ترجمہ سے رہ گئی تھیں انکا بھی ترجمہ کرا کے قالب طبع میں لایا
حق تعالیٰ اسکو مقبول اور کار گزاران اور اس عاجز کی سعی
کو مشکور فرماوے آمین یا اَللّٰہُ الْعَالِیْمُ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا رَحْمَةً سَيَقُولُ سُوْرَةُ بَقَرَةَ تَفْسِيْرُ عَزِيْزِي

جیسا کہ چھپانا امر حق کا اور اعتماد کرنا اور پر اعمال صالحہ اپنے بزرگوں کے تم میں بسبب بیوقوفی کے ہر ایسے ہی جملہ تمہارے ایک ایسا گروہ ہے کہ اُن کے حماقت قریب تر ظاہر ہوگی سَبِّتَقُولُ السُّفْهَاءُ کہ غمقرب کہیں گے چند ایسے بیوقوف اور بے عقل کہ صرف باعتبار صورت ظاہر کے مِنَ الْمَنَاسِ اَدْمُونِ مِّنْ سَمِيْنٍ وَرَنَ لِحَاطِطِ بے عقلی اور بے قوفی کے اَدْمِیتِ اَدْنِ مِّنْ مِّنْیْنَ ہے جب کہ دیکھیں گے مسلمانوں کو کہ ایک قبلہ سے دوسرے قبلہ کی طرف نماز میں پھر گئے مَا فَاتَهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمْ اَلَّتِیْ کَانُوْا اَعْلَمُهَا کہ کس چیز نے پھیر دیا انکو اُس قبلہ سے کہ جسپر تکیہ تھے کیا اوس قبلہ میں کچھ نقصان پایا ہے کیا اس دوسرے قبلہ کی انپر بزرگی اور خوبی ظاہر ہوئی ہے کہ اوسکو چھوڑ کر ایدھر مڑ گئے اگر وہ قبلہ ناقص تھا اور یہ کامل تو پہلے ہی کامل کو کیوں نہ بکڑا اور ناقص کو کیوں نہ چھوڑ دیا سو یہ باتیں انکی ناعاقبت اندیشی کے ہن کیونکہ اگر بنا برعداوت یہود کے قبلہ اول کو چھوڑتے اور صرف کجھیت اپنی قوم کے کہ کہہ کہ میں مکہ کو قبلہ نہ بتاتے تو دین میں تعصب و جانب داری ثابت ہوتی نہ طلب حق اور جب اُن سے یہ کلام سنو تو

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بدن کو نہواورائیں اورائیں التفات اسکو نہوتب تک حاصل نہیں ہو سکتا ہر اس جملے ایک طرف
کا التزام ضرور ہے کہ سوائے اُنکی اور طرف توجہ اور التفات نہوتا توجہ با طرف دیگر متنازع
کو تلف کرینوالا شئوع دنیا رکھ ہے اور ظاہر ہے کہ ظاہر و باطن میں ایسا لگاؤ ہے کہ ایک طرف
غرضیت توجہ ظاہر میں موجب تھا دعزیمیت توجہ باطنی میں ہوئی ہر سیلنی ظاہر میں ایک طرف
متوجہ ہونا ناز میں موجب توجہ باطنی و ظاہری کا ہر ادیر یہ بھی چاہیے کہ تمام خلقت کا ایک
ہو کہ جیسا اوکھا ظاہر ایک چیز پر متفق ہو دیسا ہی اوکھا باطن بھی متفق ہو جاوے تاکہ جب
بایک اتفاق ظاہر و باطن ہووے اور تاکہ حصول الزار و برکات عبادت پر اوکھا باطن متفق
ہووے تو ایک روشنی کامل اور عبادت سے دل پر پیدا ہووے جیسا کہ ایک مکان میں ایک طرف
اجو جم چرخوں کا موجب از دیار روشنی کا ہوتا ہے اور یہی حکمت جمعہ اور جماعت کے
مقرر کرنے میں ہے کہ چنگانہ نماز میں اہل محلہ جمع ہوتے ہیں اور جمعہ کی نماز میں اہل شہر جمع
ہوتے ہیں اور حج میں تمام جہان حج ہوتا ہے اور چونکہ ہر وقت نماز میں جمع ہونا خلقت
کا ایک مکان میں ممکن نہیں ہے اسکو مقرر کرنا اوس مکان کا استقبال کے لئے نماز میں بجای اوس
مکان کے فرض یا مستحکم ال مصلحت ہے اور اوس مکان اور اوس جہت میں کوئی ایسی خوبی نہون
جیسا اور مخلوقات میں خوبیاں محسوس یا مقبول ہوتی ہیں مثلاً قبرین کہ اون میں انبیاء اور اولیاء
رسوچ اور چاند اور دیا اور آگ تا عبادت عوام کے بجانب اس مخلوقات یا اوس کمال
موس مقبول کے وقع نہووے اور توجہ جانب ری کی ہونا مذعنا کے رنگ کے کہ نظر
مکی رنگت پر نہیں پڑتی ہے فوراً شخص مقصود پر ہے اوسکی رُکاو کے جا پڑتی ہے اور ایسے
میں قبلہ کا ہونا موقوف اور حکم سماوی وغیبی کے ہے عقل کو اوس میں مداخلت نہیں
چونکہ عبادت حق خدا تعالیٰ کا ہے اور کسی کا حق بدون اوس کے حکم کے اور کسی کا
نہیں لاسکتے ہیں جیسا کہ تنخواہ بے اجازت مالک کے کسی کو نہیں مل سکتی ہے اور کہ
سب مکانات میں افضل اور تمام جہات میں اکمل ہے وسط حضرت آدم کے
ع انسان کے باپ ہیں اور وسط حضرت ابراہیم کے کسب اہلب بیتین اون کے
کے تابع ہیں علیہما علی سیدنا الصلوٰۃ والسلام قبلہ گردا گیا ہر کیونکہ کعبہ معظمہ مبد

[illegible]

اور خاک پیدائشی انسان کا ہر کہہ اوس سے زیادہ کسی اور مبدع کا جس معلوم نہیں ہوتا ہے اور یہ عبادت کا کام بھی جس کا کام ہے اسلئے مبدع جس کو قبلہ کا جس کا کیا گیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ زمین تمام عناصر انسانی میں اصل ہے اور اسلئے اسکو نیچے پھیلا یا گیا اور چھایا گیا اور قاعدہ ہے کہ ظاہر میں سب عالم اپنے مبدع ظاہر کے لئے متوجہ ہوئے، مین پس اس حکمت سے کہ قبلہ اوسط مقرر ہوا باطن عالم بھی ساتھ مبدع باطن کی متوجہ ہوا اور دونوں امر مطابق ہوئے یعنی ظاہر ظاہر کے اور باطن باطن کے اور یہ بھی روایات سے ثابت ہے کہ جب حکم خداوندی آسمان زمین پر نازل ہوا کہ ایتنا طوعا و کرہا اذقم خوشی سے یا لاچاری سے تب خاصاں سرجے سے ذرہ حضرت محمد بنیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجابت حاضری کی عرض کی اور سرجے کی مقابل جو سات آسمان ہیں وہ بھی شریک سراجابت کی ہو کر عرض کرنے لگے ایتنا طاعین حاضر ہوئے ہم خوشی سے پس جبکہ اس جگہ نے زبان خداوندی کی قبول میں سب پر سبقت کی ہے تو اسکو قبلہ نہ کرنا عبادت میں خلاف قدر دانی اور جو ہر شناسی کی ہو اسی لئی یہ جگہ قبلہ ہو گئے مگر چند دن کے لئے یعنی حضرت موسیٰ کے زمانہ سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہا السلام والصلوۃ کے زمانہ تک بیت المقدس سبلی قبلہ کیا گیا تھا کہ وہاں ایک پہر معلق زمین سے ہی نہایت ہولناک کہ نحر کے لئے گویا جلا ہے کہ چار پاچار اسکے نیچے سر جہکا دیتے ہیں اور امت موسوی محبت اور شوق الہی سے ایسی پیچھے تھے کہ بدو ان اس دباغت ظاہری کی عبادت نہ کرتے تھو اسلئے پیغمبروں کو کہ مقتدا ان کے تھو اوس پہر کے استقبال کا حکم ہوا اور بیت المقدس ایسا مکان بزرگ ہے کہ قیامت میں تجلی عرش الہی کی اوپر ہوگی اور اوس کے گرد حشر ہوگا کہ اوسکی سامنے باز پرس روضا بن زن اعمال کا ہوگا اور یہی لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو اس پہر پر قبہ بنایا اور اوسکی گرد مسجد بنائی تو باہر مسجد کے ہشت اور دفن کی تصویر بنائی تاکہ قیامت کے میدان کے ہولناک واقعات یاد دہین کہ وہ یہی میدان ہے اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم شروع رسالت سے حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہم الصلوۃ والسلام کی خوبیوں اور فضیلتوں کے ساتھ مصروف تھے اور کعبہ معلیہ کے اندر نشو و نما پایا اور اوسکی تعظیم صغریٰ سے دل میں پیٹھے اسلئے اول اوسکی استقبال کا حکم ہوا

[illegible]

کہ وہ سب میں فاضل اور مکمل قبلہ ہے یہاں تک کہ شب معراج میں حضرت علی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس گئے اور اسکی جوار میں اراج انبیاء علیہم الصلوٰۃ سے ملاقات ہوئی اور ان کے انوار و برکات نبوت کے ساتھ کمال آدمی اور ابرہیمی کے شامل ہو گئی اور وہاں سے آسمان پر گئے اسیلئے چند دن کے لئے ضرور ہوا کہ وہاں سے مکمل کرنے آثار و برکات مرتبہ ان پیغمبرین کے کہ انکو حاصل ہوئی اور نیز وہاں سے شکر سنات کے کہ وہاں معراج ہوئی بیت المقدس کا استقبال کرنا ضرور پڑا اور اس کے بعد جب تک کہ مکہ میں رہے کعبہ کا استقبال کر کے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے اور مدینہ میں اگر سولہ چینیے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پہر کعبہ کی طرف پڑھنے لگے یہ حدیث یہ تھی اور ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہوتا انوار اور کمالات انبیاء و بنی اسرائیل کے بھی حضرت میں کامل ہو جاوین کہ شب معراج میں حاصل ہوئی تھی کہ اس شب کے سبب ایک بزرگی اور زیادتی حاصل ہوئی تھی اور اسی لمی حضرت ذوالقلمین یعنی صاحب قبلہ کے ہوئے کہ یحوی حضرت کیلئے خاص ہے اور یحیٰی نبوی اور ابتدائی رسالت میں تو حضرت آدم اور حضرت ابراہیم کے خلیفہ ہوئے تھے اب بعد معراج انبیاء و بنی اسرائیل کی بھی خلافت حاصل ہوئی کہ اور مدینہ میں استقبال کہ باوجود استقبال بیت المقدس کی ممکن نہ تھا اسلئے لاجرا حکم استقبال بیت المقدس روز اول ماہ ربیع الاول سے کہ وہ بروز خروج تھا تا نصف رجب سال دوم ہجرت کی کہ کچھ اوپر سولہ چینیے ہوئے ہیں اور اسی لئے بعض نے سترہ چینیے بھی کہ ہیں بجالائے اور جبکہ کمال محمدی اپنی اوج پر پہنچا کہ سب انبیاء کے کمالات مجتمع ہوئے اور غرہ بدر بھی قریب آیا کہ وہ بہر موجب خلافت کبریٰ کا ہے اور انجام رجوع ابتدا پر ہوئی ہے تو استقبال کعبہ حکم پہر ہو گیا کہ اس سے کمال کا پورا ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ توجہ ظاہری ساتھ توجہ باطنی کے موجب توجہ بخدا ہے کہ اوپر ثابت ہوا اور ذکر معراج قربت استقبال و عبادت سبب یاد دہی کا ہے کہ وہ موجب یاد دہائی اور سافت کا ہوتا ہے اب یہاں چند سوال ضروری الحواب تحریر ہوتی ہے اول یہ کہ ابھی تک تبدیل قبلہ ہوا تھا اور آیت قد نری تقلب و جھک فی السماء کہ جس سے قبلہ ہونا

بیت المقدس کا موقوف نازل ہوئی تھی اور گفت گو جذبے و وقوفوں کے باب تبدیل قبلہ بھی تھی
 نہیں ہوئی تھی تو کس لئے یہ فرمایا گیا کہ عنقریب چند بیوقوف ایسا کہیں گے سوا سکا
 جواب یہ ہے کہ اکثر مفسرین نے پہلے نازل ہونا قد نری تقلب وجهک فی السماء
 کا سیاق و سباق سے لکھا ہے اور یہ آیت سبب بھی گفت گو کی ہے اگرچہ گفت گو
 ظاہر ہوئی تھی اور بقدر ظہور سبب دانا پر تدبیر دفع ضرورت رہے اور اگر نزول بھی موافق
 قرأت کی ہو تو بھی اس پیش بندی میں چند فائدہ عمدہ ہیں مثلاً خبر بالغیب کہ جب تبدیل
 قبلہ ہوگی تب یہ امر درپیش ہوگا کہ یہ مجزہ اس کلام کا ہے اور یکایک ایک کام کا ان پرنا
 کہ جس کے ساتھ طبع کو نظر ہر انس نہ ہو بہت ناگوار ہوتا ہے اور جب کہ پہلے سے اوس کا
 ذکر ہوئے تو وقوع اوس کا چندان ناگوار نہیں ہوتا ہے کہ سبب کر سابق کے اوسکے خیال
 اور تصور کے ساتھ طبع کو الفت ہو جاتی ہے پس اسی کے موافق تجربہ ہوا کہ پہلے سے معلوم ہوا
 کہ تبدیل قبلہ ہوگی اور بے وقوف لوگ یہ باتیں بنا یں گے جب یہ سبب واقعہ ہوا تو کچھ ناگوار
 نہ ہوا اور جب کہ پہلے سے دشمن کی تدبیر سے واقف ہو جاوے تو تدبیر اوسکی دفع کی کر کے
 آمادہ رہ سگاتا بروقت فوراً دفع کر سکیں اور محتاج فکر کی اوس وقت نہ ہوں کہ یہ باعث
 ہرج اور مضرت کا اور عربین یہ شل شہور ہے کہ تیرا غازی سے پہلی تیر کے ریش لگانے
 چاہیے کہ اگر وقت پر ریش ہوگی تو دھوکا ہوگا و دیم کو نسا اور کئی بیوقوفی پر دلالت کرتا ہے جواب
 جانتے تھو کہ سلمان حکیم خدا کے کوئی کام نہیں کرتی یہ سبب تبدیل قبلہ کا پوچھنا انہی کمال
 بے عقلی کی دلیل ہے اور سفیدہ اوس شخص کو کہتے ہیں کہ مال اپنا بے فائدہ آخرت کے خرچ
 کرے کہ اس آیت سے مفہوم ہوتا ہے وَلَا تَقُولُوا السُّفَهَاءُ آمُوا الْكُفْرَ إِنِّي جَعَلْتُ اللَّهُ
 لَكُمْ قِيَامًا کہ تم بے وقوفوں کو اپنی مال نہ دیدو پس ایسا آدمی کہ پیغمبر پر اعتراض کر کے اپنے
 آخرت کی مضرت کرے بالادلی بیوقوف ہوگا سو ہم کہہ من الناس من سوا فائدہ ہے کہ بیوقوف
 اور با وقوف دونو آدمی ہوتے ہیں جواب کچھ بیان تو تفسیر میں گزرا اور یہاں اتنا بیان کافی
 ہے کہ صفت لفظ من الناس صفت کا شفعہ ہے یعنی وہ لوگ بے وقوف بجز اسکے کہ
 آدمی میں اور کوئی علامت اور بھی شناخت کے نہیں ہے اور جب کہ بے وقوفوں کے

ترجمہ تفسیر غزیری
 بیوقوفوں کے پاس سے
 بیجا ہوا خدا کی بات
 سے پاس سے
 بیچنے والے علیہ السلام
 واکہ وہ سچے انسان
 ترس خیر و جان
 ترس خیر و جان

سب سے پہلے حرکتیں بند زمین میں اور پھر حکم شرعی جماعی امت کا ایک ایسی حجت ہو کر تمام خلقت کا مقبول ہوتا ہے مثلاً گواہوں سے مقدمہ عدلیہ پر ثابت ہو جاتا پس یہ امت اتباع کے لئے سب خلقت میں ایسی ہی جیسے پیغمبر اپنی امت میں وجہ الاتباع ہوتا ہے اور آخرت میں جبکہ پیغمبروں اور فوجی امتوں میں خاصیت ہوگی اور امتیں ادنیٰ تبلیغ کی انکار کریں گے تو یہ امت پیغمبروں کے لئے گواہی دیگی اور یہ گواہی اس لئے قبول ہوگی کہ نسبت اور امتوں امت نے بہت جلد خدای تعالیٰ اور سب بنیادوں کی تصدیق کی انکو نسبت اور دن کے منفی اور عادل کیا گیا اور اور دن کو فاسق و دروغ گو پس گواہی عدول کی مقبول ہوتی ہے نہ فاسق اور دروغ گو کی اور یہ امت سب کے بعد ہر اس لئے لجاظ خبر وہی خدایتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب احوال گذشتہ پر انکو علم حاصل ہوا اور گزرے ہوئے کو آئندہ کا حال معلوم نہیں ہو سکتا ہو اسی لئے انکی شہادت سلف پر ممکن ہے اور سلف کی شہادت خلف پر ناممکن اور جبکہ سلف انپر اعتراض کرینگے کہ تم اس وقت پر رہتے کہ بسوقت کی گواہی دیتی ہو تو یہ جواب دین گے کہ گواہی کچھ معائنہ پر موقوف و منحصر نہیں بلکہ جب کسی جرم علم اس امر کا حاصل ہو تو گواہی کے لئے کافی ہوگا بلکہ خدا تعالیٰ کے معلوم کرانے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے یہ علم حاصل ہو گیا اس لئے گواہ میں کہ تمہارے انبیائے تبلیغ کی ہر چنانچہ امام بخاری نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام بلائے جائیں گے کہ تم نے تبلیغ کی تھی وہ کہنگی کہ مان پھر انکی امت سے پوچھا جائیگا تو وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا پھر حضرت نوح سے کہیں گے کہ تمہارا گواہ کون ہے وہ عرض کریں گے کہ محمد اور ان کی امت علیہم الصلوٰۃ والسلام تب لوگ بلائے جاوین گے تو یہ گواہی دین گے کہ حضرت نوح نے اس امت پر تبلیغ کی تھی اور یہ ہی منہ میں قول اللہ تعالیٰ کی کہ کیا ہتے تلو اُمَّةٌ وَّ سَطَا یعنی صاحب ل امام احمد اور انسانی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ ان سے پوچھا جائیگا کہ تمکو کون علم ہوا کہ تم گواہی دیتے ہو تو یہ عرض کریں گے کہ ہمارے پیغمبر نے آنکو بلکہ خبر دی تھی کہ سب پیغمبروں نے تبلیغ کی ہے اور منجملہ اس شہادت کے ایک شہادت یہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے بخاری و مسلم حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

موضع نظر ان
کی بادشاہت کے
وقت اور سلیمان نبی
کفر کی بات کرتے
تھے یعنی جادو کرتے
تھے لیکن دیوتاؤں
کا فریب سے بچتے جو
سکھاتے تھے
لوگوں کو جادو
قصہ
یہ احوال یوں ہے کہ
حضرت سلیمان
علیہ السلام کی
سلطنت میں دیوتاؤں
پن بہت طرح کے
جادو کے عمل اور
تجاشے چھ کر کے
ایک کتاب تابی
پہی اور جانی
لوگوں میں آئے
شہور کیا تھا

روبرو کسی کجاہ لئے جاتے تھے اور پھر گویا ان کی کہتے تھے تو حضرت نے فرمایا کہ وجہ ہوئے
 بہرہ دوسرا جوازہ گذر کہ اوپر لائی کہتے جاتے تھے حضرت نے فرمایا کہ وجہ ہوئی حضرت
 نے عرض کیا کہ کیا وجہ ہو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اوّل کے لئے بہشت اور دوسرے
 کے لئے دوزخ کیونکہ تم خدای تعالیٰ کے گواہ ہو جیسے تم گواہی دیتے ہو ویسا عمل میں آتا ہے اور
 حضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کسی مردہ پر اوکی چار کوئی ہسیا ذکر خیر و نکوئی کرتے ہیں
 کہ ہمارے دہشت میں تو نیکی تھی تو خدای تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہاری گواہی قبول کی اور
 اسکو بخشید یا اور جو کہ تم کو اسکے حال کی خبر نہیں ہے وہ سب معاف کیا اور یہ گواہی ادا
 لوگوں کی مقبول ہوگی کہ محفوظ اللسان ہوں گے اور میں امر خالص امت کے لئے ہیں
 کہ اور امتوں میں نہیں ہیں جیسا کہ انبیاء کے لئے تبلیغ میں حج نہیں ہے ایسی ہے ہمارے
 دین میں بھی حج نہیں ہے اور جیسا کہ انبیاء شاہدین ویسا ہی یہ امت بھی گواہ ہے اور جیسا
 کہ انبیاء کو حکم عام دیا گیا ہے کہ وہ کرین تو قبول ہوگی ویسا ہی اس امت کو حکم عام ہے کہ
 دعا کرتے رہو تو قبول ہوتی ہے گی اور جب پہلی امتیں تمہارے عدالت پر انکار کرین گے تو وہ
 یٰ کَیْنَ النَّاسُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدٌ اور ہو دیگا یہ رسول تمہارے لئے گواہ کہ تم عادل ہو کہ
 گواہی تمہاری قبول کیجاوے کیونکہ رسول بسبب نوبت کے ہر شخص کی دیانت اور امانت
 کا وجہ بخوبی جانتا ہو کہ کس درجہ تک ایمان ان کا پہنچا ہے اور کونسا امر یعنی پردہ ترقی
 سے ملنے ہوا ہو اسی لئے جو مناقب کہ صحابہ کرام اور بعض تابعین اور امام مہدی وغیرہ حاضرین
 وغائبین کی فراموشی میں اور جو معائب بعضی حاضرین وغائبین کی فراموشی میں وہ سب وجہ
 البتین ہیں اور یہی سبب ہے کہ ہر فرد امت کے اعمال حضرت پر پیش ہوتے ہیں کہ فلاں
 آج یہ کیا اور فلاں نے آج وہ کیا تاکہ حضرت گواہی دے سکیں پس جب کہ ایسی پیغمبر
 صلے اللہ علیہ وسلم تمہاری عدالت پر گواہی دیں تو تم کو انکی انکارسے کیا ٹھہرے اور یہاں
 چند اور وجہ الانظار میں اول یہ کہ کُنْتُمْ حَیْرٌ اُمّیّہٌ اُخْرِجْتُمْ لِلنَّاسِ یہ امت تہا
 درجہ اور تربہ کے سب سے بہتر ہے اور باعتبار پیدائش کے سب سے نیچے پس متوسط ہونا اسکا
 کیا معنی سو جواب اس کا یہ ہے کہ متوسط طبع یا متوسط زمانہ یہاں مراد نہیں ہے

جبرئیل علیہ السلام
 کہ یہ نبی ہوئی اور
 وہ ان کے لئے
 میں نے ان کو
 گواہی قبول کی
 بیان کا وصال ہوا
 شیعہ ان کے
 سے اس عقیدے
 کمال اور دین سے
 کیا کہ حضرت ایمان
 ای کیسے
 بادشاہت
 سے اس سبب
 حضرت ایمان
 کہتے تھے کہ یہ
 ان سے
 خدا تعالیٰ نے فرمایا
 کہ ایمان بنی جادو
 نہ کہ اس کے
 ان کے لئے

بلکہ مراد توسط وضع ہوا توسط وضعی بہتر ہے اور برتری کو ضرور لازم ہے کہ پہلین خیریت ہے اور
اسکا بیان گذرا کہ جو سب سے عمدہ ہے وہ بیچ میں ہوتا ہے اور باقی ادھر اور ہر تاعدہ محفوظ رہے
کیونکہ مثل مشہور ہے بہتر بیچ میں ہے اور اطراف میں بدتر اور وضع ہو کہ بہتری اور برتری وسط
کو لازم ہے اسلئے گناہ یہ معنی لئے گئے ہیں اور معنی صراحت ترک وہ سبب سے فصیح ہوتے ہیں اور
بعض تیر بیچ وسط کے یہ معنی لئے ہیں کہ یہ بہت سبب عباد اور اعمال کے اور خلاق کے میاں فر
ہے کہ صفات کمال میں استقدر زیادتی ہے کہ فراطر سو جاوے نہ استقدر کی ہے کہ تفریط ہو جاوے
بر خلاف یہود کے کہ استقدر پیدا کی کی کہ حضرات انبیا کو تکلیف کا جانا اور عصمت کو ادا نہ سے
نتیجی ہی نہیں بلکہ اول قتل کیا اور بر خلاف نصاریٰ کے کہ انہوں نے اپنے پیغمبر کو مرتبہ بندگی سے
درجہ فرزند ہی پہنچایا پس توسط خاص قسمت ہی امت کی ہے اب یہ شبہ ہے کہ کمال کے لئے
علو درجہ تو صفت ساتھ علو اور برتری کے چاہئے نہ ساتھ توسط اور درمیانیگی کے جواب یہ ہے
کہ علو درجہ اور کمال صفت توسط اور میانہ روی کو لازم ہے مثلاً شجاعت کہ درجہ توسط اور کمال سے
ہے اور جرأت درجہ ادا ہے اور تہور درجہ اعلیٰ ہے پس تہور میں کمال نہیں ہے جیسا کہ شجاعت میں
ہے اور مثلاً پیغمبر کا درجہ توسط یہ ہر کہ بندگی میں کمال رسالت کے ہونے کے اس قدر اوس کو
برتری ہو کہ خدا کا فرزند کیا جاوے اور نہ اس قدر ذلت ہو کہ قتل کیا جاوے اور بعض نے وسط کے
معنی عدالت کے لئے ہیں کہ حاکم اور بیخ مدعی اور مدعا علیہ دونوں رعایت کیا کرتے ہیں تو ایک دینا
کھا لکھ فیصلہ کیا جاتا ہے جیسا کہ الہی اور وکیل کہلاتا ہے بحث دوم یہ کہ روایت حضرت عبداللہ
بن المبارک اور روایات صحیحہ میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روز قیامت
جب سب حج ہوں گے اول حضرت اسرافیل بلائے جاوین گے اور اس سے خطاب ہوگا کہ تم نے ہماری
فرمان کو کیا کیا پہنچایا یا نہیں وہ عرض کریں گے کہ ان پہنچایا جبریل پر پہنچا جبریل کے پاس جاوین گے
اور پوچھے جائیں گے کہ تم کو اسرافیل نے ہمارا حکم پہنچایا وہ کہیں گے کہ ان پہنچایا تھا تب ان کو اسرافیل کے
ہوگی پہر ان سے خطاب ہوگا کہ تم نے ہمارا فرمان کیا کیا وہ عرض کریں گے کہ آپ کے پیغمبر نے پہنچایا پہر
پیغمبر بلائے جائیں گے اور پوچھے جائیں گے کہ تم کو ہمارا فرمان جبریل نے پہنچایا یا نہیں وہ سب
عرض کریں گے کہ ان پہنچایا اور پہنچنے اپنی امتوں پر پہنچایا تا تب امتیں بلائی جائیں گے اور

ترجمہ تفسیر غزیری
جبریل کے پاس جاوین گے
اور پوچھے جائیں گے کہ تم کو اسرافیل نے ہمارا حکم پہنچایا وہ کہیں گے کہ ان پہنچایا تھا تب ان کو اسرافیل کے
ہوگی پہر ان سے خطاب ہوگا کہ تم نے ہمارا فرمان کیا کیا وہ عرض کریں گے کہ آپ کے پیغمبر نے پہنچایا پہر
پیغمبر بلائے جائیں گے اور پوچھے جائیں گے کہ تم کو ہمارا فرمان جبریل نے پہنچایا یا نہیں وہ سب
عرض کریں گے کہ ان پہنچایا اور پہنچنے اپنی امتوں پر پہنچایا تا تب امتیں بلائی جائیں گے اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 اور عالم کے لئے
 پہنچاؤ لوگوں کو گواہ
 خدائے تعالیٰ کی باتوں
 پر وہ دوزخ میں
 کو غفلت سے غافل
 اپنے اور دنیا میں
 اور ان کے ایمان
 پہنچاؤ لوگوں کو گواہ
 سے ان کے دوزخ میں
 پہنچاؤ لوگوں کو گواہ
 جو اس کے لئے
 جادوگر و جادوگر
 دہلی کی بستی کا
 قریب و قریب
 نہایت سے غفلت
 کو بہت سے غفلت
 وہ تفسیر جادو
 کے تفسیر جادو
 ان کے تفسیر جادو

پہنچاؤ لوگوں کو گواہ کہ تم پر حکم ہوا ہے پیغمبر نے پہنچایا یا نہیں پس بعضے جھوٹ بولیں گے کہ نہیں پہنچایا
 اور بعض سچ کہیں گے کہ ان پہنچایا ہر سب پیغمبر کہیں گے کہ ہمارے پہنچانے کے گواہ میں حکم ہوگا
 کہ وہ کون ہیں عرض کریں گے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی امت پس بھیہ امت طلب کریں گے
 اور پوچھے جائیں گی کہ تم گواہ ہو کہ ان پیغمبروں نے ہمارا حکم اپنی امتوں پر پہنچایا وہ عرض کریں گے
 کہ ہاں ہم گواہ ہیں تو بتائیں کہیں گے کہ پہلوگ ہماری بعد بھی انہوں نے ہمارے نہیں دیکھا یہ
 کہ نہ گواہ ہیں یہ عرض کریں گے کہ آپ کا رسول ہم پر آیا اور آپ کے وحی ہم پر اتری کہ جس میں یہ
 کہہا کہ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی امت پر حکم خدا پہنچایا پس گواہ ہیں ہر امت گواہ کہ یہ لوگ
 سچے ہیں اور یہی منہ و کذاک جعلنا کما امة و وسطا لتکونوا شہداء علی الناس کے
 میں پس گواہی اپنی امتوں کے حق میں صحیح ہوئی اور سبب اسکی کہ بھیہ امت شہادت کے بموجب
 ذکر قرآن شریف کے ہوئی ہے اب کیا حاجت ہے کہ رسول انہر گواہ ہو اور بھیہ سبب مخصوص فرقیات
 ہے اگر دنیا میں بھی مقصود ہو تو کیونکر ہو سکتا ہے سہلی کہ انہوں نے نہ سلف کو دیکھا اور نہ ان کے
 رسول نے اپنی سب امت کو دیکھا جواب دینا اور آخرت میں دونوں جگہ گواہی مل رہی ہے آخرت میں
 جو سبب خباب حضرت رسالت آپ کے کہ اون کے ذریعے سے علم حاصل ہوا اور انکی رو برد گواہی دیں گے
 کہ انکا سنا انکی صداقت پر دلیل کامل ہوگا اور دنیا میں یہ معنی ہیں کہ سب امتوں کے احوال اور
 عقائد و رسوم دیکھ کر غلطی کا حکم لگا دیا وہ غلط ہے بحسب موعیم ہے کہ بموجب آیت کریمہ کے
 ثابت ہوا کہ یہ امت برتر ہے کہ سب پر گواہ ہوگی اور رسول ان پر گواہ ہوگا انکا گواہ ہونا بموجب
 انکی برتری اور بہتری کا ہو سکتا ہے اور رسول کا گواہ ہونا ان کے لئے بموجب انکی برتری اور بہتری کا کیونکر
 ہو سکتا ہے اسلئے کہ گواہ برتر اور بہتر ہونا چاہیے کہ اوسکی گواہی مقبول ہوتی ہے نہ صاحب گواہی جو غلط ہے کہ
 اگر یہ برتر اور بہتر ہوں اور گواہی اور ان کے حق میں بخیر نہ بیان کریں تو رسول موعیم انکی تصدیق
 کیونکر کرے گا اور جبکہ رسول نے اپنی تصدیق کی تو برتر اور بہتر ہونا انکا بخوبی ظاہر ہوا اور ایک بیان بموجب
 یہ ہے کہ حکم اس امت کا خاص اون پر ہے کہ جو صاحب قبلتین ہیں یعنی ہاجرین اولین
 اور انصار باقیین ان پر رسول گواہ ہے کہ ان کے احوال مناقب کی خبر دی ہے اور بھیہ
 لوگ اپنی تابعین پر واقف ہوئے اور انکی تابعین اپنی تابعین پر واقف ہوئے اسلئے درجہ

نزدیک چند یہود کے مسلمان ہونے کی کچھ حقیقت یہ ہیں ہر مگر رسول کو اونچی دلاری کرنی نہایت
عبادت ہو اور یہی بڑا کمال ہے کیونکہ اونکا تو کام یہ ہے پس فائدہ یہہ ہی تھا کہ کعبہ کا قبلہ ہونا ترک
کر کے جانب بیت المقدس کیا گیا تا معلوم ہووے کہ تمام مسلمانوں میں سے مخلص کون ہو اور مترد
کون اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ تابعان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوس وقت اکثر عرب
قریشی یعنی حضرت اسماعیل کی اولاد تھی کہ انسلا بعد اسل تنظیم کعبہ اللہ کی توجہ تھے اور اوسکو حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ کہتے تھے اور اوسکی مجاہدیت اور خدا متگذاری پر فخر کرتے تھے اور اور عرب
سوا ی قریش کے بھی بتقداسی قبلہ کے تھے اور سبب اپنی حسد کے بیت المقدس کو قبلہ نہی کرتے
کہتے تھے اس لئے بیت المقدس کے قبلہ ہونے سے نہایت نفرت اؤ کو تھی پس سبب بیت المقدس
قبلہ کر کے امتحان ان مسلمانان قریش کا کیا گیا تا معلوم ہووے کہ اخلاص کے ساتھ کون
مسلمان ہوئے اور اپنی قوم کی حیثیت کی رعایت کون کرنا ہو اور ترقی دولت چاہ کر کون اسلام
لایا ہے اور اگرچہ باری تعالیٰ کو سب علم حاصل ہے حاجت امتحان کی نہیں ہر گز سب کا پروا نہ
ملک ملکوت محتاج اس امتحان کے نہیں کہ بعد امتحان کے جیسا درجہ ایمان مستحق ہو مجاہد یا اوسکی
موانع اوسکی ساتھ عمل لایا جو سے گا اور صرف علم الہی موجب جزا اور ثناء کا نہیں ہے اسلئے ظاہر
میں بھی موجب امتحان کا موجود ہونا ضرور ہے اور قاعدہ ہے کہ امتحان اوس چیز سے کیا جاتا
ہے کہ طبیعت کو ناگوار ہو تو ہے وان کا منت لکھیں کہ اور حقیقت یہہ ہے کہ بتسد
بیت المقدس نہایت بھاری اؤ ناگواروں پر قریش کے تھا کہ وہ اپنی کو اور اپنی رسول کو اولاد
اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کا نحر اؤ بی کہ اؤ اپنا قبلہ گردانتے تھے اور کہتے تھے کہ بیت المقدس
قبلہ موسیٰ و ہارون بنی اسرائیل کا ہو اور اہل دانش یہہ کہتے تھے کہ بیت المقدس سے فضل
ہے اور افضل کو چھوڑ کر غیر فضل کا قبلہ بنانا موجب تنزل کا ہو اور بعد ترقی کے تنزل سے سب
پناہ مانگتے ہیں لا تھدیکم اللہ الذین ہدٰی اللہ لکراون لوگون پناگوار نہیں ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے اؤ کو شکست اور راز سے آگاہ کر دیا کہ کون مکہ سے بیت المقدس پر رجوع کی گئی کہ
اوسکایمان اور پر گزرا اور جب کہ ہجرت ہوئی تو ناچار پشت ہٹا کر اور رد بدینہ ہوئی اسلئے تبارک و تعالیٰ
یہی کیا گیا تا مضمون ہجرت ہر وقت پیش نظر ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ بسبب فتح کے پھر

اوس طرف انکا چہرہ کروئے ایہ سکی طرف متوجہ ہو جائیگے کہ دوام مضمون تہ اور غلبہ اسلام اور دفع سخت
 شکن میں نظر پڑی ترمذی شریعت میں حدیث ہے کہ بعد تہجیل قبلہ سوی کہ صحابہ نے عرض کیا
 کہ ہم جو زندہ ہیں تدارک اپنی کارگزار شدہ کارگیں گے کہ بقیہ عمر کی طرف نماز پڑھیں گے
 مگر جو مر گئے ہیں اونکی عبادت اُلگان گئے کہ وہ تدارک کرنے سے عاجز ہیں حکم ہوا کہ اس زیادہ تک
 قبلہ بیت المقدس حق تھا اوس طرف نماز مقبول ہوگا اُلگان نہیں ہو سکتی ہے اب وہ منسوخ قبلہ
 بجانب مکہ ہوا اب اس طرف مقبول ہوگی مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّعَايْمًا نَكْمُكَ اللَّهُ جَلَّ شَانُهُ
 کی شان نہیں ہے کہ تمہارا ایمان ضائع کرے بلکہ زیادہ سے قابل قبول ہو کہ کنو کو عمل اوس کام کر کہ خلا
 طبع ہو اور موافق عقل ہو نہایت ناگوار ہو تاہم کہ موافق عقل اور طبع کے ہو اسلئے غارین جو جنب
 بیت المقدس ہو تین نسبتا بل قبول ہیں اور نقصان قبلہ کا بھی موجب خوف نہیں ہے کہ
 متابعت تمہارے بمقابلہ اوس نقصان کے کافی ہے اِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَكَرُوفٌ رَّحِيمٌ
 اور ضائع کرنا عمل کا کیونکر ممکن ہو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ سب امیون پر نیک ہوں یا بد مسلمان ہوں
 کا فرہیت مہربان اور نہایت رحم کرنا والا ہے کہ سب پر درش کرتا ہو اوسکو روزی دینا ہو
 اور بکوائفون سے بچاتا ہو تو کیونکر ممکن ہے کہ باوجود اتباع حکم کے غارین جو بیت المقدس
 طرف ہو تین برابر ہو وین یا اولین میں نقصان ہووے۔ آپ یہاں چند امر بحث طلب ہیں
 اول جَعَلْنَا کے لفظ کے دمفعول ضرور ہیں مگر اوسکے معنی ایسے نہیں ہیں بلکہ اوسکی معنی یہ ہیں
 کہ تھے مقرر نہیں کیا یہ قبلہ کہ تم اوپر ہو یا معنی اول ہوں یعنی ہم نے کیا قبلہ اوس قبلہ کو کہ تھے تم اوپر
 چند روز اوپر ہی معنی جہاں کائنات ہے ہیں لیکن سیاق و سباق آیت کا اسکو قبول نہیں کرتا
 ہے کیونکہ وہ قبلہ کہ جسپر تھی مراد کعبہ ہوگا اور خلاف مراد ہے کیونکہ امتحان ساتھ استقبال
 بیت المقدس کی کیا گیا ہے ساتھ استقبال کعبہ کے اور یہود کہ معاند دین اور منسوخ الملة اونکا
 طعن در باب استقبال کعبہ بل قبل اور توجہ کی نہیں ہے اور یسوں کو وجہ حکمت سمجھنے ضرور
 نہیں ہو اور کنت کو انت کی جائے تصور کر کے معنی کرنا کہ نہیں کیا سننے وہ قبلہ کہ اب ہے
 تو اوپر تو یہ بھی درست نہیں موافق اسی بیان کے اب یہی یہ بات کہ آیت سَيَقُولُ
 السُّفَهَاءُ اَيَّةُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ اَوَانِ كَانَتْ لَكِبِدٌ عَلٰى قُرْبَانِ كَانَتْ اَيَّةُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ اَوَانِ كَانَتْ

بیت المقدس
 اوس طرف انکا چہرہ
 شکن میں نظر پڑی
 ترمذی شریعت میں
 حدیث ہے کہ بعد
 تہجیل قبلہ سوی
 کہ صحابہ نے عرض
 کیا کہ ہم جو زندہ
 ہیں تدارک اپنی
 کارگزار شدہ کار
 گیں گے کہ بقیہ
 عمر کی طرف نماز
 پڑھیں گے مگر جو
 مر گئے ہیں اونکی
 عبادت اُلگان گئے
 کہ وہ تدارک کرنے
 سے عاجز ہیں حکم
 ہوا کہ اس زیادہ
 تک قبلہ بیت
 المقدس حق تھا
 اوس طرف نماز
 مقبول ہوگا اُلگان
 نہیں ہو سکتی ہے
 اب وہ منسوخ قبلہ
 بجانب مکہ ہوا
 اب اس طرف
 مقبول ہوگی مَا
 كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ
 عَايْمًا نَكْمُكَ
 اللَّهُ جَلَّ شَانُهُ
 کی شان نہیں ہے
 کہ تمہارا ایمان
 ضائع کرے بلکہ
 زیادہ سے قابل
 قبول ہو کہ کنو
 کو عمل اوس کام
 کر کہ خلا طبع
 ہو اور موافق
 عقل ہو نہایت
 ناگوار ہو تاہم
 کہ موافق عقل
 اور طبع کے ہو
 اسلئے غارین جو
 جنب بیت المقدس
 ہو تین نسبتا بل
 قبول ہیں اور
 نقصان قبلہ کا
 بھی موجب خوف
 نہیں ہے کہ متابعت
 تمہارے بمقابلہ
 اوس نقصان کے
 کافی ہے اِنَّ
 اللَّهَ بِالنَّاسِ
 لَكَرُوفٌ رَّحِيمٌ
 اور ضائع کرنا
 عمل کا کیونکر
 ممکن ہو اسلئے
 کہ اللہ تعالیٰ
 سب امیون پر
 نیک ہوں یا بد
 مسلمان ہوں کا
 فرہیت مہربان
 اور نہایت رحم
 کرنا والا ہے کہ
 سب پر درش کرتا
 ہو اوسکو روزی
 دینا ہو اور
 بکوائفون سے
 بچاتا ہو تو
 کیونکر ممکن
 ہے کہ باوجود
 اتباع حکم کے
 غارین جو بیت
 المقدس طرف
 ہو تین برابر
 ہو وین یا اولین
 میں نقصان
 ہووے۔ آپ
 یہاں چند امر
 بحث طلب ہیں
 اول جَعَلْنَا
 کے لفظ کے
 دمفعول ضرور
 ہیں مگر اوسکے
 معنی ایسے
 نہیں ہیں بلکہ
 اوسکی معنی
 یہ ہیں کہ تھے
 مقرر نہیں
 کیا یہ قبلہ
 کہ تم اوپر
 ہو یا معنی اول
 ہوں یعنی ہم
 نے کیا قبلہ
 اوس قبلہ کو
 کہ تھے تم
 اوپر چند روز
 اوپر ہی معنی
 جہاں کائنات
 ہے ہیں لیکن
 سیاق و سباق
 آیت کا اسکو
 قبول نہیں
 کرتا ہے کیونکہ
 وہ قبلہ کہ
 جسپر تھی
 مراد کعبہ
 ہوگا اور خلاف
 مراد ہے کیونکہ
 امتحان ساتھ
 استقبال بیت
 المقدس کی
 کیا گیا ہے
 ساتھ استقبال
 کعبہ کے اور
 یہود کہ معاند
 دین اور منسوخ
 الملة اونکا
 طعن در باب
 استقبال کعبہ
 بل قبل اور
 توجہ کی نہیں
 ہے اور یسوں
 کو وجہ حکمت
 سمجھنے ضرور
 نہیں ہو اور
 کنت کو انت
 کی جائے تصور
 کر کے معنی
 کرنا کہ نہیں
 کیا سننے وہ
 قبلہ کہ اب
 ہے تو اوپر
 تو یہ بھی
 درست نہیں
 موافق اسی
 بیان کے اب
 یہی یہ بات
 کہ آیت سَيَقُولُ
 السُّفَهَاءُ اَيَّةُ
 كُنْتُ عَلَيْهِمْ
 اَوَانِ كَانَتْ
 لَكِبِدٌ عَلٰى
 قُرْبَانِ كَانَتْ
 اَيَّةُ كُنْتُ
 عَلَيْهِمْ اَوَانِ
 كَانَتْ

والسنت کرتی ہے کہ زمانہ استقبال بیت المقدس کا گذر کر کے استقبال کیا گیا تو آیت اول کا مقدم ہونا
کیونکہ ہوسکتا ہے جواب کیا ہے کہ عرب کے فصیح لوگ قریب وقوع کو واقعی تصور کر کے وہ
ہی حکم جاری کر دیتے ہیں کہ بحالت وقوع کے ہوتا ہی حقیقت یہ ہے کہ آیت اول مقدم ہے اور
تیسری واسطے تبدیل کعبہ کے جیسا کہ ہمید حکم آخر فرمان اول میں کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تو نے
اس طرح کی خطا ایام تہدین کی تھی اسلئے موقوف کیا گیا۔ دوم علم الہی قیدی ہے پہر لغلم تا کر اب
جان لین ہم اسکے کیا معنی جواب علم الہی دو قسم ہے اول اصل تقدیر کا علم کہ زید کا چہرہ ل ہوگا
اس علم میں تغیر اور تجدد نہیں ہوسکتا ہے دوم وہ علم ہے کہ اشیاء کے موجود ہونے پر اور معدوم
ہونے پر بعد وجود کے متعلق ہوتا ظاہر ہے کہ وجود اور عدم اشیاء تغیر علم الہی میں ہوتا ہے
اور حقیقت یہ ہے کہ مراد علم سے تیز اور وجود اور تحقق فی الخارج ہے اور اس سے بھی بہتر
معنی یہ ہیں کہ تارسل اور مومنین جان لین چنانچہ لشکر کی خدمت کو بادشاہ اپنی طرف
منسوب کرتا ہے کہ ہم نے فلان شہر فتح کیا۔ سوم استقبال بیت المقدس کا حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی اجتہاد سے ہوا تھا جیسا کہ من یتبع الرسول اور کنت علیہا سے
مفہوم ہوتا ہے ورنہ حکم اس طور کا ہوتا کہ کون تابع خدا کا ہے اور وہ قبلہ کہہنے اسکی استقبال
کا حکم کیا تھا اور جب اس استقبال پر انکار ہوا تو بمنزلہ وحی صریح کی ہو گیا گو وحی صریح نازل ہوتی تھی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے لحاظ امت انبیاء کہ جانب صحرہ کے تھے اور حکم
ہجرت سے اس طرف استقبال فرمایا تھا۔ چہاں وہ ہے کہ لفظ من تغلب علی عقبیہ سے مفسرین
کے قرار داد کے موافق یہ لفظ واسطے کفر اور ارتداد کے عایت ہے اور مفہوم ہوا کہ جماعت
استقبال بیت المقدس کے مرتد ہوئے ہوتا کہ امتیاز درمیان مخلصان اور مرتدین کے
بوضوح مستحی ہووے کوئی روایت صحیحہ مؤید اور معاون اس مفہوم کے نہیں ہے جو ابن
تفسیر ابنی میں ابن جریر سے روایت کی ہے کہ بلغنی ان اناک امن اسلام رجوا فقالوا
مرآ بھنا و مرآة بیت المقدس پس یہ روایت صحیح السند نہیں ہے اور عام صحاح میں نقل
اسکے نقل کیا گیا ہے اور اسکے اوس وقت تک ارتداد اور نفاق اصلاً تھا جواب اسکے
تفسیر میں گذر کہ انقلاب علی العقین کفر و ارتداد سے استعارہ نہیں ہے بلکہ شراد پر

بقاؤ ایمان کی ہے لیکن مع اشہات کے اور وہ قلم ایمان ضعیف ہے اور یہ سب سے پہلی نے سن اپنی
 میں اور اور معتبر لوگوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ من یقلب علی عقبیہ سے مفسرین نے
 شک اور ریب فرمایا ہے اور عطا کہتا ہے لقین من یسلحہ الاہر و من لا یسلحہ یختم وہ
 موافق نظم کلام کے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ جملہ و ما کان اللہ لیضیعہ ایمان کو مفسر تفسیر
 اول شخصوں کے ہو کہ استقبال بیت المقدس کا اور اون کے شاق اور دشوار تھا گویا فراتے
 ہیں کہ ہر چند قبلہ کرنا بیت المقدس کا فہم اور طبع تمہارے میں گراں پڑا تھا لگاتار مت یجاذ کہ
 تمام نمازین ایام گذشتہ کی کہ طرف بیت المقدس کے باوجود کراہت طبع کے ادا کی
 میں ضلیح ہوں اور توجیب اجر کی ہوں بلکہ انقیاد امر الہی باوصف کراہت طبع کے مقتضی
 ایمان کا ہے قابل ضلیح ہونے کے نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عباد
 کرنی وقت مکروہ طبیعت کے کفارات گناہوں کا ہے کراہت طبع کے ساتھ اس حد
 کے پہنچے کہ عمل نیک مورث مال کا بخوشی خاطر ہو ورنہ پاس رسم اور التزام اپنے سہ
 ادا کرے موجب جرنقصان کا ہوگا اور ضمیر ایمان کم سے صرف خطاب مومنین کو ہوا ہے
 کہ جو عمل نیک باوجود عدم رغبت کے بخوشی خاطر کیا جاوے وہ موجب ثواب کامل
 کا ہوتا ہے جیسا کہ سہری کی شدت میں وضو اور غسل کرنا موجب ثواب کا ہے کہ
 باوجود نہایت ناگوار ہونے کے خوشی سے کیا جاتا ہے اور جب کہ خوشی دل کے
 نہ رہے گی تو البتہ نقصان ثواب ہوگا کیونکہ صحابہ کرام کو یہ کلام آپس میں ہوا
 کہ وفات یافتہ لوگوں کا ایمان بسبب اس کے کہ اون کو یہ قبلہ ناپسند تھا
 موجب اصاحت ایمان کا ہوا اور بعض نے ایمان کے معنی نماز کے کہے ہیں چنانچہ
 حدیث شریف میں وارد ہے کہ فرق درمیان مسلمان کے اور مشرک کے نماز ہے
 اور آیہ کریمہ واقیموا الصلوٰۃ ولا تکلوا من الثمرات من قبل ان یصلوا
 معنی ہیں کہ نماز کو قائم کرو ورنہ مشرک ہوگی اور واضح ہو کہ بسبب کثرت اور رحمت
 کے اجر توجہ بیت المقدس کا کامل کیا گیا اگر اوس طرف کی توجہ بہ نسبت کہ منقطع
 کے ناقص ہے اور چونکہ حضرت کی طبیعت میں استعداد کامل بالذات تھی اور

نظم کلام
 ایمان الایمان
 کو یقلب علی عقبیہ
 وادامہ کلام
 کہتے آتے کہ بات
 یعنی مومنین ہوں
 طرف اور عبادت
 پھر اس کا جواب
 بات حضرت کی کہ
 جہان کو لکھا کہ راضی
 یعنی ہوں ان کو اور
 جہاں میں ان بات
 کو اور ہر شخص پر ہوں
 کا زبان میں بی
 بات فی بالکالی
 فی سائرین کو
 دیکھتے ہو وہی بی
 یعنی بل میں یہ
 حضرت کی کہ
 کہ راضی

یہہ مفتضیٰ اسکے ہے کہ وصف کامل بالذات کا طالب ہو اور مقتضائے رافتِ حجت
 کا یہہ ہے کہ کامل بالذات کو کامل بالوصف کرنا چاہیے پس ارشاد ہوا کہ قَدْ نَدَى
 تَقَكَّبْتُ وَفَجَّكَ فِي السَّمَاءِ ہم دیکھتے ہیں بار بار تکنا تمہارا آسمان کی طرف کہ
 شاید جبرئیل علیہ السلام وحی لاوین کہ جس میں توجہ ملے کہ ارشاد ہو پس یہہ آرزو
 قابلِ پورا کرنے کے ہے فَكُنْ لَّيْلَتِكَ رَقِيبَةً تَرَضُّعًا تو ہم بے شک پھر
 ہیں اب تمکو اس قبلہ کی طرف کہ پسند کرتے ہو کہ کمال استعداد ذاتی تمہارا قبلہ کا
 طالب ہے اور ملت تمہاری ابراہیمی ہے تا قبلہ بھی ابراہیمی ہووے اور پیغمبر تمہاری
 اولاً عرب پر ہوئے کہ وہ سب خادم اور متوجہ اور طایف کعبہ کے رہے ہیں اگرچہ
 نہ ہوگا تو اون کو نفرت ہوگی اور پورے پورے مطیع نہ ہوں گے اور ملکہ تمہارا وطن
 ہے اور ہر شخص اپنے وطن کی خوبی اور ناموری چاہتا ہے اور یہودی یہہ کہتے تھے
 کہ پیغمبر باوجود ادعائے ملت ابراہیمی کے اوس کے قبلہ کو چھوڑ کر ہمارے قبلہ پر متوجہ
 ہوا ہے اگر ملت وہ ہے تو قبلہ بھی وہ ہو اور اگر قبلہ یہہ ہے تو ملت بھی یہہ ہو اپنے
 کام میں یہہ حیران ہے چاہیے کہ ایک ضلع اختیار ہو پس اسلئے حکم ہوا کہ قَوْلُ فَجَّكَ
 شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پھر لوچہرہ اپنا طرف مسجد حرام کے کہ اوس کے سیدہ میں
 یہہ قبلہ بنا ہے اور اہل خدا کے سوائے خدا کے اور طرف نظر اوس میں کرنی حرام
 ہے اور حرمت اس مسجد کی ایسی ہے کہ کسی اور مسجد کے نہیں ہے اور اگر درخواست
 اس قبلہ کے تمہاری ہی تھی مگر چونکہ یہہ قبلہ اس دین اسلام کے لئے کیا گیا اسلئے
 تمکو اور تمہاری سب امت کو حکم ہے کہ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَاُولَئِكَ هُوَ حَقُّكُمْ شَطْرَهُ
 تم جہاں کہیں ہو اس طرف متوجہ رہو کہ اپنے پیغمبر کی اتباع کی وجہ سے تمکو وہ کمال
 ہووے کہ اگلی انبیاء کو نہ تھا اور چھ گمان نہ کرنا کہ بیت المقدس قبلہ اہل کتاب کا فضل
 ہوگا کہ مکہ قبلہ جاہلیت کا ہے کیونکہ تمکو تو دونوں خوبیاں حاصل ہوئیں اور اسی
 تمہارا پیغمبر ذوالعقبین لقب ہوا وَرَأَى الَّذِينَ أَتَوْا النَّبِيَّ كَيْفَ يَأْتِي
 أَنَّهُ الْحَقُّ اور سچ یہہ ہے کہ جو کتاب ولے ہیں دے بخوبی جانتے ہیں کہ یہہ قبلہ

مفتضیٰ اسکے ہے کہ وصف کامل بالذات کا طالب ہو اور مقتضائے رافتِ حجت کا یہہ ہے کہ کامل بالذات کو کامل بالوصف کرنا چاہیے پس ارشاد ہوا کہ قَدْ نَدَى تَقَكَّبْتُ وَفَجَّكَ فِي السَّمَاءِ ہم دیکھتے ہیں بار بار تکنا تمہارا آسمان کی طرف کہ شاید جبرئیل علیہ السلام وحی لاوین کہ جس میں توجہ ملے کہ ارشاد ہو پس یہہ آرزو قابلِ پورا کرنے کے ہے فَكُنْ لَّيْلَتِكَ رَقِيبَةً تَرَضُّعًا تو ہم بے شک پھر ہیں اب تمکو اس قبلہ کی طرف کہ پسند کرتے ہو کہ کمال استعداد ذاتی تمہارا قبلہ کا طالب ہے اور ملت تمہاری ابراہیمی ہے تا قبلہ بھی ابراہیمی ہووے اور پیغمبر تمہاری اولاً عرب پر ہوئے کہ وہ سب خادم اور متوجہ اور طایف کعبہ کے رہے ہیں اگرچہ نہ ہوگا تو اون کو نفرت ہوگی اور پورے پورے مطیع نہ ہوں گے اور ملکہ تمہارا وطن ہے اور ہر شخص اپنے وطن کی خوبی اور ناموری چاہتا ہے اور یہودی یہہ کہتے تھے کہ پیغمبر باوجود ادعائے ملت ابراہیمی کے اوس کے قبلہ کو چھوڑ کر ہمارے قبلہ پر متوجہ ہوا ہے اگر ملت وہ ہے تو قبلہ بھی وہ ہو اور اگر قبلہ یہہ ہے تو ملت بھی یہہ ہو اپنے کام میں یہہ حیران ہے چاہیے کہ ایک ضلع اختیار ہو پس اسلئے حکم ہوا کہ قَوْلُ فَجَّكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پھر لوچہرہ اپنا طرف مسجد حرام کے کہ اوس کے سیدہ میں یہہ قبلہ بنا ہے اور اہل خدا کے سوائے خدا کے اور طرف نظر اوس میں کرنی حرام ہے اور حرمت اس مسجد کی ایسی ہے کہ کسی اور مسجد کے نہیں ہے اور اگر درخواست اس قبلہ کے تمہاری ہی تھی مگر چونکہ یہہ قبلہ اس دین اسلام کے لئے کیا گیا اسلئے تمکو اور تمہاری سب امت کو حکم ہے کہ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَاُولَئِكَ هُوَ حَقُّكُمْ شَطْرَهُ تم جہاں کہیں ہو اس طرف متوجہ رہو کہ اپنے پیغمبر کی اتباع کی وجہ سے تمکو وہ کمال ہووے کہ اگلی انبیاء کو نہ تھا اور چھ گمان نہ کرنا کہ بیت المقدس قبلہ اہل کتاب کا فضل ہوگا کہ مکہ قبلہ جاہلیت کا ہے کیونکہ تمکو تو دونوں خوبیاں حاصل ہوئیں اور اسی تمہارا پیغمبر ذوالعقبین لقب ہوا وَرَأَى الَّذِينَ أَتَوْا النَّبِيَّ كَيْفَ يَأْتِي أَنَّهُ الْحَقُّ اور سچ یہہ ہے کہ جو کتاب ولے ہیں دے بخوبی جانتے ہیں کہ یہہ قبلہ

حق ہے کہ اون کی کتاب میں خود لکھا ہوا ہے کہ آخر زمانہ کا جو نبی ہوگا وہ ملت ابراہیمی
 پر ہوگا اور اسی لئے اوس کا قبلہ قبلہ ابراہیمی ہوا اور یہ بھی خوب معلوم ہے کہ
 پیغمبر اور اوس کی امت نے اپنی رائے سے یہ قبلہ نہیں ٹھہرایا ہے بلکہ میں نے یہ
 اون کے رب کا حکم بھی ہی ہوا ہے اور یہ کتاب والے یہ حکم اور یہ خوب اس پیغمبر
 اور اوس کی امت کی اپنے کتابوں میں سے چہا تے ہیں اور وہ مطلب یا وہ حرف
 اور طور پر کہ دیتے ہیں وَمَا اللّٰهُ بِكَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ اور اللہ غافل نہیں ہے
 کہ کیا کرتے ہو خدا کے حکم سے کرتے ہو یا اپنی عقل سے اور اہل کتاب پر بھی ظاہر ہے کہ
 اون کا قبلہ یعنی پتھر تو ان میں معلق ہے اور وہ درمیان ہوا اور آسمان کے ہے اور
 قبلہ ایسا چاہیے کہ جس طرف سجدہ کریں اوس کو قرار ایک جگہ پر ہوا اور یہ وصف
 کعبہ میں ہے اور آسمان اور یہ پتھر قبلہ دُعا ہے کہ اوس کے نیچے دُعا کریں تو امید قبول ہے
 نہ قبلہ نماز اور چونکہ ان میں استعداد کامل نہ تھے اس لئے قبلہ دُعا کو قبلہ نماز کیا گیا کہ
 ان کی نظر صرف خوف اور طبع پر تھی نہ عبادت پر اس لئے اون کی عبادت بالکل دُعا کی
 تھی بخلاف اس پیغمبر اور اس امت کے کہ اون کی استعداد اور عبادت کے متوجہ تھی
 اور دُعا ان کی عبادت سے جدا ہے کہ بنا اوسکی خوف و طبع پر ہے نہ عبادت کے
 کہ اوس کا قبلہ جدا مقرر کیا گیا کہ کعبہ ایک گھر بنام خداے تعالیٰ مستقل بنایا گیا ہے
 بخلاف پتھر معلق کے کہ وہ تمام بیت المقدس میں سے ایک جزو غیر مستقل ہے اگرچہ
 بہت بڑا ہے اب یہاں چند سوال ہیں - اول یہ کہ اوپر گذرا کہ حضرت نے
 اپنی رائے سے استقبال بیت المقدس کیا اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے
 کہ حضرت اس سے رضی نہ تھے کعبہ کا استقبال چاہتے تھے سو جواب یہ ہے
 کہ آؤ لا بامید اس کے کہ شاید یہود کی تالیف قلوب ہو اور ہم کو کمال انبیاء
 بنی اسرائیل کا حاصل ہو جاوے اپنی اجتہاد سے بیت المقدس کا استقبال کیا
 تھا جب یہود کو کچھ اثر نہ ہوا اور کمال انبیاء بنی اسرائیل حاصل ہو چکا تو اصل استقبال
 یہودی کہ پسند آیا اور یا پھر کہ باوجود استقبال بیت المقدس کے اصل مقصود

ان کی کتاب میں خود لکھا ہوا ہے کہ آخر زمانہ کا جو نبی ہوگا وہ ملت ابراہیمی پر ہوگا اور اسی لئے اوس کا قبلہ قبلہ ابراہیمی ہوا اور یہ بھی خوب معلوم ہے کہ پیغمبر اور اوس کی امت نے اپنی رائے سے یہ قبلہ نہیں ٹھہرایا ہے بلکہ میں نے یہ اون کے رب کا حکم بھی ہی ہوا ہے اور یہ کتاب والے یہ حکم اور یہ خوب اس پیغمبر اور اوس کی امت کی اپنے کتابوں میں سے چہا تے ہیں اور وہ مطلب یا وہ حرف اور طور پر کہ دیتے ہیں وَمَا اللّٰهُ بِكَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ اور اللہ غافل نہیں ہے کہ کیا کرتے ہو خدا کے حکم سے کرتے ہو یا اپنی عقل سے اور اہل کتاب پر بھی ظاہر ہے کہ اون کا قبلہ یعنی پتھر تو ان میں معلق ہے اور وہ درمیان ہوا اور آسمان کے ہے اور قبلہ ایسا چاہیے کہ جس طرف سجدہ کریں اوس کو قرار ایک جگہ پر ہوا اور یہ وصف کعبہ میں ہے اور آسمان اور یہ پتھر قبلہ دُعا ہے کہ اوس کے نیچے دُعا کریں تو امید قبول ہے نہ قبلہ نماز اور چونکہ ان میں استعداد کامل نہ تھے اس لئے قبلہ دُعا کو قبلہ نماز کیا گیا کہ ان کی نظر صرف خوف اور طبع پر تھی نہ عبادت پر اس لئے اون کی عبادت بالکل دُعا کی تھی بخلاف اس پیغمبر اور اس امت کے کہ اون کی استعداد اور عبادت کے متوجہ تھی اور دُعا ان کی عبادت سے جدا ہے کہ بنا اوسکی خوف و طبع پر ہے نہ عبادت کے کہ اوس کا قبلہ جدا مقرر کیا گیا کہ کعبہ ایک گھر بنام خداے تعالیٰ مستقل بنایا گیا ہے بخلاف پتھر معلق کے کہ وہ تمام بیت المقدس میں سے ایک جزو غیر مستقل ہے اگرچہ بہت بڑا ہے اب یہاں چند سوال ہیں - اول یہ کہ اوپر گذرا کہ حضرت نے اپنی رائے سے استقبال بیت المقدس کیا اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اس سے رضی نہ تھے کعبہ کا استقبال چاہتے تھے سو جواب یہ ہے کہ آؤ لا بامید اس کے کہ شاید یہود کی تالیف قلوب ہو اور ہم کو کمال انبیاء بنی اسرائیل کا حاصل ہو جاوے اپنی اجتہاد سے بیت المقدس کا استقبال کیا تھا جب یہود کو کچھ اثر نہ ہوا اور کمال انبیاء بنی اسرائیل حاصل ہو چکا تو اصل استقبال یہودی کہ پسند آیا اور یا پھر کہ باوجود استقبال بیت المقدس کے اصل مقصود

کہ تھا اگر ضرورت نہ گذرہ بیت المقدس اختیار کیا گیا تھا دوم اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ استقبال کعبہ ہی کے طرف ہے کیونکہ یہہروی زمین ہے اور ہی پر تمام امت کا اجماع اور عمل ہے اور استقبال مسجد الحرام کی طرف اسی استقبال کی طرف تہر مطلق اندر بیت المقدس کے ہی جواب حکم امت کریمہ کا یہ ہے کہ ہم متوجہ کر دیں گے نگو اوس قبلہ پر کہ جس کو تم چاہتے ہو پس متوجہ ہو جاؤ طرف مسجد حرام کے پس معلوم ہوا کہ مسجد الحرام کی طرف متوجہ ہونا بعینہ کعبہ کا استقبال ہے اور حقیقت میں کعبہ اسی جانب اور اسی سیدہ میں ہے کہ جہاں مسجد حرام ہے اور مسجدین نماز کسی اور طرف کیجاتی ہے نہ مسجد کی طرف پس مسجد حرام میں نماز پڑھنا تعلیم ہوا اور بعض نے جو کہا ہے کہ حرم قبلہ اہل مشرق و مغرب کا ہے تو یہ درست معلوم نہیں ہوتا ہے کیونکہ حضرت نے بعد تحویل مدینہ منورہ میں قبلہ حرم کو نہ کیا بلکہ بیت کو گردانا اور اوروں نے کہا ہے کہ مسجد حرام کعبہ ہی کو کہتے ہیں یا تو مجازاً اور یا اسلئے کہ جسے مسجد کے سجدہ کی طرف ہے نہ جاسے سجدہ کی اور فائدہ اس مجاز کا یہ ہے کہ جانب کعبہ ثابت ہوتی ہے اور اگر کعبہ ہو تو یہ جانب کافی ہوگی اور یہہر ہی مذہب عالم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور ایک قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے چنانچہ بروقت تحویل کعبہ کے سبب کعبہ کی متوجہ ہوگی عین کعبہ پر متوجہ ہونا سبب اہل مشرق و مغرب کا حال ہے چنانچہ وہی لوگ کہ نماز فجر پڑھتے ہوئے کعبہ کی طرف پہنچ گئے اور تار کی مین بخوبی توجہ لین کعبہ ہو سکے اور ان کی نماز حضرت نے جائز رکھے اور ایسا ہی ملاحظہ احوال غزوات اور سفر اصحاب کرام اور تابعین عظام سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اوس جانب استقبال کافی ہے عین کعبہ کی ضرورت نہ تھی اور دریافت کرنا عین کعبہ کا موقوف اور بدلائل ہند سیکے ہے اور یہ علم نا اوس وقت تھا اور نہ اسکا تعلیم اون کے نزدیک ضرور تھا کہ کعبہ کی تشخیص کیا کہین اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصلے کے قدم سے ایک قوس کنچی جاسے اوس کے سر پر گذرتی ہوئی کہ عین کعبہ پر تمام ہودے اور وہ قوس دائرہ سے کمی ہو اور نہ اوسکے تعلیم پر کسی کو حکم کیا گیا تا شناخت عین کعبہ ہو سکے اور یا اگر معلوم ہو کہ فلانا پہاڑ یا شہر کعبہ سے فلان طرف پر ہے اور ہم اوس پہاڑ یا شہر سے فلان طرف ہیں تو یہ موجب دریافت جانب کعبہ ہو سکتی ہے۔ اور یہ معلوم ہو کہ یہ پہاڑ

اور شکر کی حالت میں
وزر و شکر ہے
سوی و شکر ہے
فہم و شکر ہے
سبب و شکر ہے
نہا و شکر ہے
خاص بنا کر ہے
ایسی مہربانی سے
جسے چاہتا ہو
خدا تعالیٰ صاحب
بڑے فضل و
برکت کا ہے
شکات
بہرہ کھن کرے
ملاؤں سے
جسے نہ کہ نہا
نران میں بعض
رہت موقوف ہیں
سے اگر خدا تعالیٰ
دہی نہ

جو اوس طرف سے کی ہو اور کعبہ ہو یا جو اوس چل ہی ہو فلاں طرف سے فلاں طرف جاتی ہو تو بھی جانب کعبہ معلوم ہوتی ہے۔ اور یا حرکت آفتاب سے دن کو معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں ملک اور فلاں شہر کعبہ سے شمال یا جنوب لب لباب تکلف اور چہنچہ آفتاب کے مشرق اور مغرب کا متعلق ہو سکتا ہے اسلئے آفتاب سے یہ دریافت جان کعبہ ہو سکتا ہے اور شفق کی وجود سے وقت عشا اور وقت فجر متعلق ہوتا ہے اور رات کی وقت حرکت ستارگان کی جانب کعبہ پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ قطبہ دلیل کامل جانب کعبہ کے مقرر ہے سوال سیوم قد کے معنی تعلیل ہیں یعنی کہی دیکھتے ہیں ہم اور صحیح نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ہمیشہ ہوتا ہے نہ کہی جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت کی دل کی توجہ استقبال کعبہ کی طرف ہمیشہ نہ تھے گاہے گاہے ہوتے تھے اسلئے قد بمعنی تعلیل درست ہو اور یا یہ کہ قد بمعنی تحقیق بھی بہت وارد ہو تو اب معنی اس کے ماضی کے درست ہوئے سوال چارم صخر ہو کہ استقبال تمام بدن کا شرط ہے یہاں تک کہ قدم کی اونگھیاں بھی اور اس آیت میں حکم ہے کہ صرف چہرہ کعبہ کی طرف کیا جاوے جواب یہ ہے کہ چہرہ کا استقبال بدن شرط جائز ہو لہے کہ سارا بدن متوجہ ہووے اور چہرہ کہ سب بدن کا اشرف ہے اور آدمیت کا اعتبار صرف چہرہ پر ہے اوسکا متوجہ ہونا سب آدمیت اور سب بدن کا متوجہ ہونا لازم ہے اور پشت وغیرہ کا استقبال باوجود استقبال چہرہ کے ممکن نہ تھا اسلئے اوس کا استقبال ساقط کیا گیا بلکہ متوجہ ہونا اصل چہرہ ہی کے ساتھ عظام اور عرقا ہے۔ پنجم اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کس کس حالت میں متوجہ ہونا مقرر ہو لہے جواب بحث استقبال نماز کی ہے اسلئے وہ ہی حالت مقصود ہے اور اور حالات میں متوجہ اور مندوب ہے طواف یا فوج یا نشست میں اور نماز فرض میں سو حال خون کے استقبال فرض ہے اور ایسے ہی فوائد میں بھی مگر سفر میں جبکہ گھوڑی وغیرہ پر سوار ہے تو استقبال ضرور نہیں ہے اور پیادہ کو درست نہیں ہے اور جس جگہ کہ قبلہ محقق نہ ہو سکے چاہئے کہ کسی معتبر سے پوچھے اور اگر کوئی ایسا نہ ہو تو اپنی عقل سے اٹکل کر کے اوس طرف نماز کرے اور پھر اگر غلطی معلوم ہووے تو اعادہ اوس کا لازم نہیں ہے۔ اور پہل کتاب باوجود حقیقت قبلہ کعبہ کے اوسکو اپنی کتابوں میں چھپاتے ہیں تو اوس سے توقع اسکی کہ یہ تمہاری اسلام کو تسلیم کریں گے ہرگز نہ کہی چاہئے وَلَکِنْ

اس میں کیا کعبہ
تو اس سے پوچھو
نہیں کو جاننا
سنان کے جواب میں
یہ آیت بھی ماننا
چنانچہ اوپر لکھا
نات پرانی تھا
اور غلط تھا اگر کوئی
ان اللہ علی کل
شیء قادر ہے
تو قوت نہیں ہم
کوئی آیت کا کافی
مصلحت وقت کیا
پہلا دیکھتے ہیں
اس آیت کو دونوں
سے تو لہتے ہیں ہم
اس سے پہلے ہی
کہ لڑائی میں اول
حکم تھا کہ دشمن کو
سے ایک سال کی

اَتَيْنَتْ الَّذِينَ اٰذَنُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ اَوْ اَرْتَمَ لَدُوْلَتِ الْوَلَدِ كَوَسْبِ لَحِ كِي اَتَيْنَ
اور نشانیاں اور دلیلین کہ حقیقت اس قبیلہ کے اور پر جیسے کہ دے جاتے ہیں اور پھیل
جاد سے تو باوجود اس معجزہ کے مَا تَعْلَمُوْنَ فَلَتَاك دے تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے
کیونکہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ تم اور ان کے تابع ہو جاؤ اور بحقیقت یہ ہے کہ وَمَا اَنْتَ
بِتَالِيْعٍ قَبْلَتَهُمْ تَم ہرگز اور ان کے قبلہ کی پیروی نہ کرو گی کہ وہ پہر منسوخ ہو گا اور بیت المقدس
منسوخ ہو گا کہ پہر مامور ہو گا اور اہل کتاب کا ایک قبلہ ہو تو اس کا اتباع ہی ہو سکے مگر جب مختلف
کہ یہ ہونے پہر کو جو بیت المقدس میں متعلق ہے قبلہ کیا ہے اور نصاریٰ نے اس جگہ کو کہ بیت
المقدس میں جانب شرق ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ کی روح حضرت مریم میں پڑے قبلہ
گردانا ہے کیونکہ دے وَمَا اَبْغَضَهُمْ بَتَالِيْعٍ قَبْلَتَهُ كَبُضْ اِس میں قبلہ ایک دوسرے کے تابع
ہیں پس متابعت اہل کتاب کی قبلہ کے محال ہوئی اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہمارے قبلہ کی
پیروی سہل ہے کہ شہر کا استقبال جو پہلے مامور ہو ا تھا وہ بعد تولد حضرت عیسیٰ کے منسوخ ہو کر
جائے نفع روح مقرر ہوا تو منسوخ قبلہ کا جب اوہنوں نے تسلیم کیا تو ممکن ہے کہ یہ دونوں قبلہ
منسوخ ہو کر کہہ مامور ہو ا ہو پس جب کہتے مقرر ہوا تو پہر اہل کتاب کا اپنے پہلے قبلہ پر قائم رہا
بجز نفسانی خواہش کے اور کہہ نہیں ہو سکتی ہے اِی لَی وَلَکِن اِثْبَعَتْ اَهْوَاءُ هُمْ
مِنْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْوَحْيِ اِنَّکَ اِذَا لَیْمَن الظَّالِمِیْنَ لَکَ اَدُوْنِ کی خواہش نفسانی
کی باوجود اس علم اور اس حقیقت کے پیروی کرو گے تو ظالم یعنی گنہگار اس حکم کی مخالفت کی جو
سے ہو گی اور یہ بات کہ حکم خدایتعالیٰ پر ان کی خواہش کو ترجیح دو محال ہے تو گنہگار ہونا ہی
محال ہے اب یہاں دو سوال ہیں اول یہ کہ اہل کتاب میں سے جو عبد اللہ بن سلام اور نجاشی تابع قبلہ اہل
اسلام کے ہوئے کیونکہ درست ہو دے یہ بات کہ اہل کتاب تمہارے قبلہ کے تابع نہ ہوں گے جواب
یاقوم اذ تمام اہل کتاب ہیں اور ظاہر ہے کہ سب نے اسلام قبول نہیں کیا اور ایک دے کا اسلام لانا
اسکا مخالف نہیں ہے اور یاد اہل علم میں سے علما ہی یہود اور نصاریٰ سے کوئی ایمان نہیں لایا
کیونکہ عبد اللہ بن سلام وغیرہ جو ایمان لائے تھے وہ قبل اس آیت کے لائے تھے نہ بعد
اس آیت کے۔ اور صحیح ترجمہ جواب یہ ہے کہ مقصود اس آیت سے یہ ہے کہ اہل کتاب باوجود

ترجمہ تفسیر غیری
یاد الم سورہ بقرہ
اور نشانیاں اور دلیلین
کہ حقیقت اس قبیلہ کے
اور پر جیسے کہ دے جاتے
ہیں اور پھیل جاد سے
تو باوجود اس معجزہ کے
مَا تَعْلَمُوْنَ فَلَتَاك دے
تمہارے قبلہ کی پیروی
نہ کریں گے کیونکہ وہ
یہ کہہ رہے ہیں کہ تم
اور ان کے تابع ہو جاؤ
اور بحقیقت یہ ہے کہ
وَمَا اَنْتَ بِتَالِيْعٍ
قَبْلَتَهُمْ تَم ہرگز اور
ان کے قبلہ کی پیروی
نہ کرو گی کہ وہ پہر
منسوخ ہو گا اور بیت
المقدس منسوخ ہو گا
کہ پہر مامور ہو گا
اور اہل کتاب کا ایک
قبلہ ہو تو اس کا
اتباع ہی ہو سکے
مگر جب مختلف کہ یہ
ہونے پہر کو جو بیت
المقدس میں متعلق
ہے قبلہ کیا ہے اور
نصاریٰ نے اس جگہ کو
کہ بیت المقدس میں
جانب شرق ہے اور اس
میں حضرت عیسیٰ کی
روح حضرت مریم میں
پڑے قبلہ گردانا ہے
کیونکہ دے وَمَا
اَبْغَضَهُمْ بَتَالِيْعٍ
قَبْلَتَهُ كَبُضْ اِس میں
قبلہ ایک دوسرے کے
تابع ہیں پس متابعت
اہل کتاب کی قبلہ کے
محال ہوئی اور نصاریٰ
کہتے ہیں کہ ہمارے
قبلہ کی پیروی سہل ہے
کہ شہر کا استقبال جو
پہلے مامور ہو ا تھا
وہ بعد تولد حضرت
عیسیٰ کے منسوخ ہو کر
جائے نفع روح مقرر
ہوا تو منسوخ قبلہ
کا جب اوہنوں نے
تسلیم کیا تو ممکن
ہے کہ یہ دونوں
قبلہ منسوخ ہو کر
کہہ مامور ہو ا ہو
پس جب کہتے مقرر
ہوا تو پہر اہل کتاب
کا اپنے پہلے قبلہ
پر قائم رہا بجز
نفسانی خواہش کے
اور کہہ نہیں ہو
سکتی ہے اِی لَی
وَلَکِن اِثْبَعَتْ
اَهْوَاءُ هُمْ مِنْ
بَعْدَ مَا جَاءَكَ
مِنَ الْوَحْيِ اِنَّکَ
اِذَا لَیْمَن
الظَّالِمِیْنَ لَکَ
اَدُوْنِ کی خواہش
نفسانی کی باوجود
اس علم اور اس
حقیقت کے پیروی
کرو گے تو ظالم
یعنی گنہگار اس
حکم کی مخالفت کی
جو سے ہو گی اور
یہ بات کہ حکم
خدایتعالیٰ پر ان
کی خواہش کو ترجیح
دو محال ہے تو
گنہگار ہونا ہی
محال ہے اب یہاں
دو سوال ہیں اول
یہ کہ اہل کتاب
میں سے جو عبد
اللہ بن سلام اور
نجاشی تابع
قبلہ اہل اسلام
کے ہوئے کیونکہ
درست ہو دے یہ
بات کہ اہل کتاب
تمہارے قبلہ کے
تابع نہ ہوں گے
جواب یاقوم
اذ تمام اہل کتاب
ہیں اور ظاہر ہے
کہ سب نے اسلام
قبول نہیں کیا اور
ایک دے کا اسلام
لانا اسکا مخالف
نہیں ہے اور یاد
اہل علم میں سے
علما ہی یہود اور
نصاریٰ سے کوئی
ایمان نہیں لایا
کیونکہ عبد اللہ
بن سلام وغیرہ
جو ایمان لائے
تھے وہ قبل اس
آیت کے لائے تھے
نہ بعد اس آیت کے۔
اور صحیح ترجمہ
جواب یہ ہے کہ
مقصود اس آیت سے
یہ ہے کہ اہل کتاب
باوجود

اسکے کہ وہ حقیقت اس قبیلہ کی بخوبی جانتی ہیں کہ کعبہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل کا ہے اور ان کے پہلے پیغمبروں کا بھی شاید یہی اپنی غار میں اودھر بھی متوجہ ہو جائیں ہرگز نہ ہوگا دوم غرض اہل کی یہ ہے کہ تم ان کے قبلہ کے تابع ہو جاؤ سو یہ ایک نئے شے ہے حج کا لفظ کیا ضرور تھا جواب جمع اکثر دو پر ہی بولتے ہیں تو یہود کی خواہش معلق تہ کے متابعت اور نصاریٰ کی متابعت جاے پیدائش عیسیٰ علیہ السلام کے اور بعد ازاں شخص کی یہ بتنا ہی اس لئے حج کا لفظ آیا کہ خواہشیں بہت ہوتی ہیں۔ اور اس پیروی میں کوئی بہت خواہشیں ہیں۔ ایک یہ کہ قبلہ کا مل کر ہوگا دوم قبلہ کی پہچان میں ہم مقتدی اور طبع اہل سلام ہونگے سوم نماز ان کے قبلہ کے طرف ہونی چاہئے اہل کتاب کا یہ طعنہ اس میں اسلام پر کہ نماز جو فضل عبادت ہے بے ہمارے دین اور ہمارے قبلہ کے پیروی کو رست نہو سکے سو دین اسلام ناقص ہے اور ہمارا دین کامل۔ اور کچھ خصوصیت درباب نماز ہی نہیں ہو جو کہ مطلق قبلہ ہونے کو غرض ہے کہ مراد ہمیشہ عام ہوتی ہے لفظ خصوص کے اوپر درام نہیں ہے اور زیادہ تر بیان آیت **وَالَّذِينَ آمَنُوا هُمْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ** اللہ نے جہاں آف من العلم ما لاک من اللہ من وری ولا نصیب من گذرا۔ اب تمہاری یہ غرض ہے کہ یہ اہل کتاب بھی جہاں لیں کہ قبلہ ان کا منسوخ ہوا اب آرزو نہ کریں کہ یہ قبلہ پر مام ہوگا اور قبلہ کامل منسوخ ہوگا اور یہ نہ کہین کہ ہمارے قبلہ اگر اختیار ہوگا تو جان لیں گے کہ ہماری کتابوں میں جو پیغمبر آخری موعود اور مذکور ہے یہ ہی ہے ورنہ نہیں پس واضح ہو کہ اللہ نے آیتنا **هَٰذَا كِتَابُ یُغْفِرُ لِمَن یُحِبُّ فِیْہِ ذُنُوبَہِمْ** کتاب دی ہے خوب پہچانتے ہیں کہ قبلہ کامل اس دین کامل کے لئے چاہیئے کہ وہ کعبہ ہے اور پہلہ سلام اور خوب پہچانتے ہیں کامل کامل سے متوقف نہیں ہوگا اور خوب پہچانتے ہیں کہ پیغمبر آخری موعود مذکور کتاب ہادی میں یہ ہی شخص شریف ہے اور یہ شناخت اونچی بسبب معجزوں کے نہیں ہے بلکہ ایسے ہی کہ گویا آدمی کو پہچانتے ہیں باعتبار اس کے حلیہ اور صورت اور شکل اور شمائل اور اخلاق اور نسب اور قبیلہ اور قوم کی اور باعتبار اس کے گھر اور وطن کے کیونکہ یہ سب بھی کتابوں میں درج ہے **كَمَا یُغْفِرُ فَنَ اٰمَنَّا هَٰذَا** جیسا کہ منجملہ بہتر کون کے اپنی لڑکوں کو پہچان لیتے ہیں کہ اس قدر قدامت اور اس رنگ وغیرہ کا ہے

وہ کہ حقیقت اس قبیلہ کی بخوبی جانتی ہیں کہ کعبہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل کا ہے اور ان کے پہلے پیغمبروں کا بھی شاید یہی اپنی غار میں اودھر بھی متوجہ ہو جائیں ہرگز نہ ہوگا دوم غرض اہل کی یہ ہے کہ تم ان کے قبلہ کے تابع ہو جاؤ سو یہ ایک نئے شے ہے حج کا لفظ کیا ضرور تھا جواب جمع اکثر دو پر ہی بولتے ہیں تو یہود کی خواہش معلق تہ کے متابعت اور نصاریٰ کی متابعت جاے پیدائش عیسیٰ علیہ السلام کے اور بعد ازاں شخص کی یہ بتنا ہی اس لئے حج کا لفظ آیا کہ خواہشیں بہت ہوتی ہیں۔ اور اس پیروی میں کوئی بہت خواہشیں ہیں۔ ایک یہ کہ قبلہ کا مل کر ہوگا دوم قبلہ کی پہچان میں ہم مقتدی اور طبع اہل سلام ہونگے سوم نماز ان کے قبلہ کے طرف ہونی چاہئے اہل کتاب کا یہ طعنہ اس میں اسلام پر کہ نماز جو فضل عبادت ہے بے ہمارے دین اور ہمارے قبلہ کے پیروی کو رست نہو سکے سو دین اسلام ناقص ہے اور ہمارا دین کامل۔ اور کچھ خصوصیت درباب نماز ہی نہیں ہو جو کہ مطلق قبلہ ہونے کو غرض ہے کہ مراد ہمیشہ عام ہوتی ہے لفظ خصوص کے اوپر درام نہیں ہے اور زیادہ تر بیان آیت **وَالَّذِينَ آمَنُوا هُمْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ** اللہ نے جہاں آف من العلم ما لاک من اللہ من وری ولا نصیب من گذرا۔ اب تمہاری یہ غرض ہے کہ یہ اہل کتاب بھی جہاں لیں کہ قبلہ ان کا منسوخ ہوا اب آرزو نہ کریں کہ یہ قبلہ پر مام ہوگا اور قبلہ کامل منسوخ ہوگا اور یہ نہ کہین کہ ہمارے قبلہ اگر اختیار ہوگا تو جان لیں گے کہ ہماری کتابوں میں جو پیغمبر آخری موعود اور مذکور ہے یہ ہی ہے ورنہ نہیں پس واضح ہو کہ اللہ نے آیتنا **هَٰذَا كِتَابُ یُغْفِرُ لِمَن یُحِبُّ فِیْہِ ذُنُوبَہِمْ** کتاب دی ہے خوب پہچانتے ہیں کہ قبلہ کامل اس دین کامل کے لئے چاہیئے کہ وہ کعبہ ہے اور پہلہ سلام اور خوب پہچانتے ہیں کامل کامل سے متوقف نہیں ہوگا اور خوب پہچانتے ہیں کہ پیغمبر آخری موعود مذکور کتاب ہادی میں یہ ہی شخص شریف ہے اور یہ شناخت اونچی بسبب معجزوں کے نہیں ہے بلکہ ایسے ہی کہ گویا آدمی کو پہچانتے ہیں باعتبار اس کے حلیہ اور صورت اور شکل اور شمائل اور اخلاق اور نسب اور قبیلہ اور قوم کی اور باعتبار اس کے گھر اور وطن کے کیونکہ یہ سب بھی کتابوں میں درج ہے **كَمَا یُغْفِرُ فَنَ اٰمَنَّا هَٰذَا** جیسا کہ منجملہ بہتر کون کے اپنی لڑکوں کو پہچان لیتے ہیں کہ اس قدر قدامت اور اس رنگ وغیرہ کا ہے

اور بعض نین میں سے کچھ سکا اظہار بھی کرتی ہیں اور بعض و ان فریقاً مکتوبہ کتبہ الحی و
 مکتوبہ الحی ن تو خوب چہلے ہیں اس حق کو اور خوب جانتے ہیں کہ حق یہ ہے اور خوب
 جانتے ہیں کہ ہم ناحی اس حق کو چہا تو میں اور خوب جانتے ہیں کہ ہم حق کو چہا تے اور یہ نہیں
 جانتے ہیں کہ حق میں تہ کے حق اور سچ امر وہ ہے کہ نازل ہو ہے ترے رب کے پاس سے
 خواہ ہم علمائی کتابی سکی تصدیق کریں یا نہ کریں اور بذریعہ اپنی کتابوں کی خوب جانتے
 ہیں حق ہو تا تمہارا نہ بذریعہ امر عظمیٰ اور معجزوں کے فلا تکتون فیہ من العذاب فیہ پس لانتم
 کہ ہرگز اپنے امر میں شک نہ کرو کہ ان کتاب الون نے جو تصدیق نہ کی تو ہمارا اعتبار نہیں ہے
 بلکہ حق ہو تا تمہارا دوحی پر موقوف ہے جب وحی نازل ہوئی تو کیا شک کے با اگرچہ کچھ لوگ
 شک کے میں یا تصدیق نہ کریں کیونکہ بعد وحی کے کسی کی تائید کی حاجت نہیں ہے بخلاف
 الہام اور کشف اولیا اور صلحا کے کہ وہ حجت قاطعہ نہیں ہے طنی ہے سنیے تائید اور تصدیق
 کی حاجت ہوتی ہے اب یہاں چند سوال ہیں جواب طلب اول لفظ معرفت در باب
 شناخت اشخاص شخص معین کے بولتے ہیں کہ پہلے سے اوسکو جانتے ہوں اور دیگر
 بسبب کئی عارضوں کے ناشنا سا ہو گیا ہو اور پہلی علامتوں اور شایذوں کے بسبب سے
 اوسکی شناخت ہو اور علم واسطے شناخت معانی کے بولتے ہیں یعنی اہل کتاب باعتبار علامات
 اور شایذ ہا ہے مندرجہ اپنی کتاب کی پہچانتے ہیں کہ یہ وہی پیغمبر ہے جو موعود ہے اور علم پیغمبر
 کے منکر نہ تھے اور علم پیغمبری کے موقوف اور معجزوں کے ہر سبب اہل کتاب اور غیر اہل کتاب پر برابر
 ہے خاص اہل کتاب کے لئے حجت نہیں ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن
 سلام سے پوچھا کہ تم ہمارے رسول کو کیونکر جانتے ہو کہا کہ میں اونکی رسالت اور پیغمبری کو اس
 طور پر جانتا ہوں کہ اپنی پس کے فرزند سے زیادہ یعنی باوجودیکہ اوسکی فرزند سی کا بھو اتوار
 ہے مگر احتمال ہے کہ اوسکی مان نے اوس سے لطف لیکر یا کسی کا ولد لیکر میرے ساتھ منسوب
 کیا ہو اور حضرت کی رسالت اور پیغمبری میں مجھکو کچھ شک اور احتمال نہیں ہے حضرت
 عمر نے حضرت عبداللہ بن سلام کو آخرین کہی اور پیشانی پر بوسہ دیا پس آیت کریمہ
 سے شناخت شخص ہے اور اس حدیث سے علم پیغمبری وجہ مطابقت کیا جواب جب مطابقت یہ ہے

الانسان
 مکتوبہ الحی
 لے سکا نونہ
 روایت بنی جبر
 صلہ اللہ علیہ و آلہ
 وسلم سے جبکہ
 سوال کرتے ہے
 موسیٰ بنی علیہ السلام
 سے کسی شے کی
 لے چلے اس سے
 اور جو کوئی بدل کر لے
 کو مسلمان ہوئے
 پہلے سے وہ ہم ہوا
 پہلے سے راہ سے
 سبھی راہ سے
 یعنی جو کوئی چاہے
 سے پہچانے سے
 اپنے بنی پر شاہد
 پہلے سے کہ لا نا ہے
 داخل میں رفت
 و کتاب میں
 و کتاب
 چھل آکتاب
 و مکتوبہ

کہ حضرت عبداللہؓ پہ کیا کہ نسبت شناخت شخص اپنے پس کے انکی زیادہ تر شناخت حجت کو حاصل ہے کہ اوس میں اتنا بھی ہے اور ان میں اتنا نہیں ہے کیونکہ علم پیغمبری تو انکو بخوبی حاصل تھا مطلقاً اوس علم کی ساتھ شناخت شخص پیغمبر کے خوبی ہے کیونکہ پیغمبری میں تو کسی اہل کتاب کو انکار تھا بلکہ شخص میں تمکرات ہی کہ یہ ہے یا اور کوئی دوم ٹکون اور ٹکون کی پہچان دونو برابر ہے پھر ٹکون کو کیون خاص کیا جواب بسبب شرافت کی کہ ٹکے کو ٹکے پر ہے اور یا یہ کہ ٹکے کو نسبت اور ٹکے کی جو شناخت کرتا ہے تو اور سب سے گ اوسکی شناخت کو ترجیح دیتے ہیں اور مسلم ٹکون کیونکہ اولوگ بھی اپنے اپنے ٹکون کو اور اسکی ٹکے کو جدا جدا پہچانتے ہیں بخلاف ٹکون کے کہ بسبب ملاقات نہ ہونے اور کم کم ملنے کے ایک کا دعویٰ مرج اور مسلم نہیں ہو سکتا ہے سوم پیغمبر معصوم ہے محل شک نہیں ہے پہرا وہ نہیں منع کرنے کے کیا معنی جواب پیغمبر مطلقاً احکام کرنے اور نہ کرنے کا مکلف مثل اور بنی آدم کے ہوتا ہے مخالف عصمت الہی کی نہیں ہے اور احکام بالامر اور ابھی موقوف ہے نہیں ہے کہ مادہ عصیان سے ہو تو ورنہ نہیں آج ہو کہ خلقت انسان کی باعتبار صورت اور سیرت کے اختلاف ہے اسلئے اوڑوں کا شفق ہونا ایک امر پر یا ایک قبلہ پر ممکن نہیں ہے وَلَيْكِلَ وَجْهَةً هُوَ مُوَكَّلٌ وَأَرْسَبَ آدَمَى اُوپر گر وہ اور ہر ملک اور ہر ولایت کے لئے جہت ہے کہ اوسکی طرف وہ متوجہ ہوتے ہیں کوئی کفر پر جانا ہے کسی نے اسلام قبول کیا ہے کوئی تجانہ میں جاتا ہے اور کوئی مسجد میں کوئی عشق زن میں گرفتار ہے کوئی زرا کا طلبگار ہے شاعر کسی کا دل خدا سے لگ رہا ہے کوئی رُوسے پری وش تک رہا ہے کوئی بت سے سنگین ہو جاتا ہے کوئی یہودہ قصہ بک رہا ہے پس اس اختلاف باہمی کے درمیان نہ ہوا دیکھ نہ جانو کہ پہلے اختلاف ظاہری و سطحی اتفاق اور حج باطنی کے کیا مفید ہو سکتا ہے بلکہ یہ حصول حج باطنی موقوف اور عبادات اور اصل کی نیکیوں کے ہے نہ اس قبلہ پر کہ یہ اصل عبادت نہیں ہے فَاَسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ پس ڈرو تم نیکیوں پر کہ اصل نیکیاں میں مثل نماز اور زکوٰۃ اور روزہ وغیرہ نہ قبلہ پر کہ وہ اصل عبادت نہیں ہے بلکہ ذریعہ عبادت کا ہے جیسا کہ بدن وغیرہ کی طہارت ذریعہ نماز کا اور زیارت قبور ذریعہ یاد گور و خدا کا ہے و مناقب اور مدائح اولیاء اور صلحا و ذریعہ حصول اون کی روش کا ہے اور اچھی طرح پڑھنا

قرآن شریف کا ذریعہ حصول شوق کا ہو۔ اور حیل نہ کر دو کہ سبب تکلیف جو شری
حاصل نہ ہوگی تو عبادت قبولیت کے لائق نہ ہوگی کہ یہی اصل غرض اتحاد قبلہ سے ہے کیونکہ مقصود
اصل عبادت ہے اور اس کا مقبول ہونا بارگاہ ایزدی میں اور بروز حشر شرح رو ہونا اتحاد قبلہ
موقوف نہیں ہے اس لئے کہ اِنَّمَا تَنكِبُوْنَ اَيَّامًا يَّكُوْنُ بَيْنَهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
تم جہاں ہو مشرق یا مغرب خوشی یا غم اور عبادت یا بیہودگی اور اسلام یا کفر میں اور اطاعت یا
گنہگاری میں تم سب کو خدا ہی تعالیٰ جمع کر دی گا قیامت میں اور عبادت اور نیکی ایک کی دوسرے
کے لئے مفید ہوگی اور ایک کو عبادت دوسرے کے سے روشن ہوگا اور ناقص کو ایسی کامل
ساتھ کمال ہو جائے گا اور علیٰ ہذا القیاس کفر ایک سرے کی سے باعث فرید عذاب و رسوائی
کا ہوگا اور یہ سب کام خدا پر بہت آسان ہیں کہ وہ سب پر قدرت کامل کہتا ہے کہ سب کا ایسا جمع
کرے کہ ایک کو دوسرے سے فائدہ حاصل ہو اور کامل کو ترقی اور ناقص کو کمال پہنچی۔ اب یہاں
چند بحث ہیں اول یہ کہ وادواؤل میں ہوتی ہے موافق قاعدہ عرب کے گرجائی وچہ میں کہ
نہ گری جواب وادوخل یا اوس کے تولد میں سے گرتا ہے اور وجہ نہ فعل ہے اور نہ مصدر وغیرہ
بلکہ اسم تام ہو اور تام میں تعلیل نہیں ہوتی ہے دویم فَاَسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ سے آمش افی
نے پر تعلیل لی ہے کہ نمازین اول وقت ادا ہوں تا منے بوقت اور پیشی کے متحقق ہوں
اور چھ معنی حدیث شریف کی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو فرمایا کہ نماز میں دیر نہ کرنا جب وقت ہو جاوے اور جاوے پر نماز میں دیر نہ کرنا اور
یہ وہ کی نکاح میں دیر نہ کرنا جب اوس کا کھولے گرمی کے ظہر میں تاخیر اور عث کی تاخیر ملت
شب تک حدیث سے ثابت ہے اور امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر جماعت زیادہ ہو جاوے
تو تاخیر کرنی بہتر ہے اس میں انتظار کا ہی ثواب ہوتا ہے مگر مغرب میں جلدی کرنا بہتر ہے
اور جاوے کی ظہر میں جلدی کرنا بہتر ہے اور جماعت امت اس پر ہے کہ نماز کی وقت میں
اور کاموں میں مشغول رہنا اور اس کا تہ نہ کرنا ممنوع ہے اور تہی اشتیاق کے چھ صین
اول انتظار میں نماز کے بیٹھے رہنا موجب ثواب ہے سیوم و رکعت و حجتہ کے معنی
اکثر مفت میں نے یہ کہے ہیں کہ قبلہ مقررین عرش ہے اور قبلہ روحانیین گری ہے

قرآن

یہ سب کام خدا پر بہت آسان ہیں کہ وہ سب پر قدرت کامل کہتا ہے کہ سب کا ایسا جمع کرے کہ ایک کو دوسرے سے فائدہ حاصل ہو اور کامل کو ترقی اور ناقص کو کمال پہنچی۔ اب یہاں چند بحث ہیں اول یہ کہ وادواؤل میں ہوتی ہے موافق قاعدہ عرب کے گرجائی وچہ میں کہ نہ گری جواب وادوخل یا اوس کے تولد میں سے گرتا ہے اور وجہ نہ فعل ہے اور نہ مصدر وغیرہ بلکہ اسم تام ہو اور تام میں تعلیل نہیں ہوتی ہے دویم فَاَسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ سے آمش افی نے پر تعلیل لی ہے کہ نمازین اول وقت ادا ہوں تا منے بوقت اور پیشی کے متحقق ہوں اور چھ معنی حدیث شریف کی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ نماز میں دیر نہ کرنا جب وقت ہو جاوے اور جاوے پر نماز میں دیر نہ کرنا اور یہ وہ کی نکاح میں دیر نہ کرنا جب اوس کا کھولے گرمی کے ظہر میں تاخیر اور عث کی تاخیر ملت شب تک حدیث سے ثابت ہے اور امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر جماعت زیادہ ہو جاوے تو تاخیر کرنی بہتر ہے اس میں انتظار کا ہی ثواب ہوتا ہے مگر مغرب میں جلدی کرنا بہتر ہے اور جاوے کی ظہر میں جلدی کرنا بہتر ہے اور جماعت امت اس پر ہے کہ نماز کی وقت میں اور کاموں میں مشغول رہنا اور اس کا تہ نہ کرنا ممنوع ہے اور تہی اشتیاق کے چھ صین اول انتظار میں نماز کے بیٹھے رہنا موجب ثواب ہے سیوم و رکعت و حجتہ کے معنی اکثر مفت میں نے یہ کہے ہیں کہ قبلہ مقررین عرش ہے اور قبلہ روحانیین گری ہے

اور قبلہ کریمین بیت المعمور ہے اور قبلہ دعا آسمان ہے اور قبلہ لاکھ لاکھ زمین اور بدن آدم کی ہے اور قبلہ
 انبیاء بنی اسرائیل کا بیت المقدس ہے اور قبلہ آدم اور نوح اور ابراہیم اور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کعبہ ہے اور قبلہ ارواح کا سدرۃ المنتہی ہے مگر اب اسنی فاستبقوا الخیالات کے موزون
 نہیں ہوتی مگر اسی طرح کہ مراد مطلق نیکون کا حاصل کرنا ہے کہ اپنے اپنے دین پر
 نیکیاں حاصل کریں نہ خاص ایک طرح پر بلکہ رضا مندی اور سپر معلوم ہو کسی طرح وحی سے
 یا غیروہی سے پس جیسی کہ ایک طریق تمام گروہوں کے لئے ممکن نہیں ہے اسی لئے ہر
 ہر فرد کے لئے اتفاق ایک امر پر ممکن نہیں ہے پس اسی واسطے لازم ہے کہ ہر شہر کی جانب
 قبلہ جدا ہو اور اصرار اپنے شہر کے سمت پر درست نہیں ہے وَہُنْ جِدَّتْ خَرَجَتْ قَوْلِ
 وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور جب کہ نکلے سفر کرو تو اپنی شہر سے سمت قبلہ پر متوجہ نہ ہو
 بلکہ نفس قبلہ پر متوجہ ہونا چاہیے کہ جانب مسجد حرام کے اپنا موٹھ موڑتے رہو کہ گروا کر کعبہ
 کے بنی ہوئی ہے اسی لئے کعبہ کے حکم میں ہے مگر اس طور پر کہ توجہ کعبہ کی زائلی نہ ہونے
 پاوے ورنہ نماز نہ ہوگی کہ صرف مسجد حرام کا استقبال بے استقبال کعبہ کے محقق کافی نہ ہوگا
 وَلَمْ يَكُنْ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا كَفَمُكُونَ اور یہ تعین قبلہ کا بجانب
 کعبہ کے بے تعین جہات کے حق ہے خاص ہمارے رب حکم ہے اور تعین جہات اوس کے
 طرف سے نہیں ہو سکتی ہے کہ یہہ حکم اوس کے اختلاف پر موقوف ہے اور جو کچھ کرتے
 رہتے ہو تمہارا اعدا اوس سے غافل نہیں ہے بلکہ جو نماز کہ کعبہ کے استقبال پر اوسکی حکم سے ہوتی ہے
 صحیح ہے اور موافق وعدہ کے ثواب ہے گاہ یہ نہیں ہے کہ وہ غافل ہے اور اوسکے غفلت میں
 محنت کی ہوئی رائگان جانے کا خوف ہے مثلاً خفیہ جنوب میں کھڑے ہوتے ہیں اور امام اداں کا
 شمال میں اور فخر اکتے ہیں کہ ہم مقام ابراہیم علیہ السلام میں قائم ہیں اور شاہ فیغرب کعبہ میں
 کھڑے ہوتے ہیں اور امام اداں کا جانب شرق میں اور فخر اکتے ہیں کہ قبلہ ہمارا وہ جگہ ہے کہ آیت
 اوسپر لازم ہے وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّی اور یہ سب استقبال کعبہ پر متقل
 اور قائم ہیں۔ اور اس سے پہلے جب کہ سے نکلے تھے تو بیت المقدس کو قبلہ کیا تھا اب اگر
 وہاں سے نکلے تو ایسا نہ کرنا وَہُنْ جِدَّتْ خَرَجَتْ قَوْلِ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

صالحان
 اللہ ان
 کے لئے
 اور وہاں
 وہاں کے
 اپنے واسطے
 بالذات اسکا
 پائے کہ وہ
 میں خدا خالق
 اس پر
 جو کہ
 یہاں سے
 ان کے
 لازم
 اور ان کے
 امام
 تھا ان
 ان کے
 اور

ما کہنا تفرقوا
اور رضائی کہ یہ

پیر یا سفر پر ہو تو تم سب توجہ کرو جانب مسجد حرام کی لے کر کہ لا یکنتم حجة

تاکہ نہ ہو تم پر اور لوگوں کو عرب یا یہودی انصاری کو غلبہ و رجحان کہ بعض عرب یہ کہیں گے کہ

بوجود اتباع ملت اہل یہی کے قبلہ اہل یہی کو ترک کر رکھا ہے اور بعض یہ کہیں گے کہ

بسبب مخالفت قریش کے قبلہ ابراہیم اور اسماعیل کو ترک کیا باوجودیکہ ان کی اولاد ہے

اور انہی نبوت اور ملت کا اتباع اور عقاد ہے لا الذین ظلموا انفسھم گرجو لوگ کہ

ظالم ہیں یعنی حق پر اپنی تعصب و عناد سے ظن کرتے ہیں کہ استقبال کعبہ ازراہ حق پرستی نہیں

ہے بلکہ محبت اپنے وطن کی یا اپنی قوم کی اور بعض یہ کہیں گے کہ یہ رسول اپنے کام میں

حیران ہے پہلے کعبہ قبلہ کیا بہر بیت المقدس کو پہر کعبہ تو اب انہی ہی عقاد نہیں ہے کہ شاید

پہر کعبہ جاوے پس ایسی ظالم دشمنوں کے طعنہ سے فلا تشعشعوا خوف کرو تم کہ دشمن

کا قول صرف عداوت پر ہے نہ تحقیق پر اور ایسی کو کہدو کہ مجکو یاد کیا کریں ورنہ مجکو ساتھ

نعت کے یاد کرنا پڑے گا۔ اور عبداللہ بن حمید اور ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن

سے کہنے پوچھا کہ تم ناحق مار ڈالنے والے اور شراب پینے والے اور چور اور زنا کار کو دیکھتے ہو

وہ بھی تو خدا کی یاد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم میری یاد کرو میں تمکو یاد کرو گا حضرت

عبداللہ نے فرمایا کہ جب یہ لوگ یاد کرتے ہیں تو خدا ہی تعالیٰ ان کو لعنت سے یاد کرتا ہے

جب تک وہی چپ ہو وین الغرض یہ کہ مطلق نہیں بلکہ مقید ہے یعنی جب کہ موافق خدا

خدا کی ذکر و ذکر کی تو باعث ذکر خدا کا ہے چنانچہ مفسرین متقدمین نے یہ تفسیر اس آیت کی کی ہے

یاد کرو میرے ساتھ طاعت کی کہ یاد کروں گا میں تمکو اپنی مغفرت و رحمت کے ساتھ

یاد کرو مجکو ساتھ مجاہدہ کے میں تمکو یاد کروں گا ساتھ مشاہدہ کے۔ مجکو یاد کرو

تم ساتھ عاکسے میں یاد کروں گا تمکو قبول کے ساتھ۔ یاد کرو مجھ کو ذلیل ہو کر میں

یاد کروں گا تمکو فضیلت دیکر۔ یاد کرو مجکو آدمیوں کے ہرے مجلس میں میں یاد کروں گا

تمکو فرشتوں کی بہر مجلس میں۔ یاد کرو مجکو فرشتہ میں میں یاد کروں گا تمکو غلی میں

ازمہ سچے ہو

سوی دلیل جہان

و سلم ہدیوں اور

نصیبوں کو لاد

سوی دلیل جہان

ازمہ سچے ہو

یاد کرو مجھ کو اپنی زندگی میں مین یا کروں گا تمکو تمہاری موت کے بعد - یاد کرو مجھ کو دنیا میں یا یاد کرو
مین تمکو آخرت میں یاد کرو مجھ کو زندگی کے ساتھ مین یاد کروں گا تمکو پرورش کے ساتھ یاد کرو
مجھ کو صدق اور اخلاص کے ساتھ یاد کروں گا تمکو زیادت اخلاص کے ساتھ از ترجمہ احادیث
جو مذکور ہوئیں اور جن پر تفاسیر کی بنا ہی سب اخبار احاد میں موافق اصول خفیہ کے مقتدا
ہیں ہو سکتی ہیں خصوصاً کتب علی نفسہ الرحمۃ ورحمتی سبقت علی
کل شیء علی غضبی معارض ان احادیث کے مین کفر بے ادبی بے تعظیم غفلت معصیت
کیونکہ مانع رحمت و عنایت عام خداوندی کا ہو سکتی مین مشاہدہ دلیل قوی ہے نعمت
دنوی سے کس قدر بھ لوگ محفوظ مین تکلیف و قرواقہ سے محفوظ اور اہل سلام اور
اہل تقویٰ باوجود اس اختصاص کے ان سب مراتب مین اون کے ساتھ برابر مین مگر وہ
کے الطاف کی قابلیت ہم مین ہی نہیں ہے ورنہ اون کے عموم مین تو کچھ شبہ نہیں
شعر عام مین اوس کے تو الطاف شہیدی سب پر + تجھ سے کیا خد تھی اگر تو کسی
قابل ہوتا + ہم یہ کہیں گے دادرش کے روبرو + کیا کیا گنہ گئے تیری رحمت کے
زور پر + اور قاعدہ مسلم حنیفہ کا یہ ہے کہ مطلق جبکہ معمول باطلا نہ ہو سکے تو اوسکا مقتدا
جائز نہیں ہے بحث چہارم مقام جابت دعائیں یہ بات ثابت ہے کہ مستلزم شکر خدا کا ہے
اور یہ بات احادیث صحیحہ سے ثابت ہے طبرانی نے اوسط مین اور ابوالیم نے حلیہ مین روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم جو تو میرا
ذکر کر لگا تو یہی میرا شکر ہے اور جب مجھ کو تو قبول جاوے گا تو یہ کفران نعمت ہے اور بیہقی
نے شعبان مین زید بن سلم سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب
باری مین عرض کیا کہ تیرا شکر کیونکر ادا ہو سکے کہ ہر وقت نعمت زیادہ ہوتی جاتی ہے
فرمایا کہ مجھ کو یاد کرو ہو لو نہیں کیونکہ میرا شکر اور میرا ایمان میرا کفران ہے اور عبد اللہ
بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبکو تو فیق
یاد آئی میرے اللہ تعالیٰ بے شک اوسکو یاد کر لگا کیونکہ فرمایا ہے باری تعالیٰ نے
کہ مجھ کو یاد کرو مین تمکو یاد کروں گا اور جسے توفیق دعا کی پائی قبول بھی اوسکو حاصل ہوا

کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے مانگو کہ میں تمہاری درخواست قبول کروں گا اور خلیق توفیق شکر
ہوئی نعمت زیادہ حاصل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو میرا شکر کرے میں تم کو نعمت
زیادہ دیتا رہوں گا اور جب کو استغفار کی توفیق ہوئی اور کو مغفرت حاصل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے کہ تم اپنے رب سے مغفرت مانگتے رہو کہ وہ غفار ہے اور خالد بن ابی عمر سے روایت
کی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے حکم کا فرمان بردار ہوگا وہ بالضرور خدا تعالیٰ کا یادگار ہوگا اگرچہ
اور عبادت نماز و روزہ کم کرے اور جو کہ نافرمان بردار ہے وہ خداوند تعالیٰ کو خدا موش کئے
ہوئے ہے اگرچہ نماز و روزہ وغیرہ بہت کرے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یاد الہی کے
بے پرہیزگاری اور نگہبانی احکام الہی کے بہت ضرور ہے اور حبیہ بخاری اور سلم میں روایت
ہے کہ لے ابن آدم اگر تو مجھ کو اپنے دل میں یاد کرے گا میں بھی تجھ کو اپنے دل میں یاد کہوں گا
اور جو تو تجھ کو میری مجلس میں یاد کرے گا تو میں بھی تجھ کو ملاں گا اور انبیا اور اولیاء کی محفل میں
یاد کروں گا اور جان کہ تیری مجلس سے یہ میرا گروہ بہت بہتر ہے اور جو تو ایک باشت میری
طرف آئے گا تو میں ایک گز تیری طرف آؤں گا اور اگر تو میری طرف قدم قدم آوے گا
تو میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا اور سن ابن ماجہ اور متقیہ کتابوں میں وارد ہے کہ
حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ میری یاد کرتا ہے اور میرے نام سے او سکی ہونٹ ہلکتے
ہیں تو میں او سکے ساتھ رہتا ہوں اور جامع ترمذی اور صحاح میں وارد ہے کہ کسی نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام میں عبادات بہت ہیں مجھ کو سب سے عمدہ عبادت
تعلیم فرمائیے کہ مجھ میں اوس ہی میں توجہ ہو جاؤں کہ عبادات اور انہیں ہو سکتی ہیں ارشاد
ہوا کہ زبان بزرگ الہی تر ہے اور یہی وغیرہ محدثین نے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو میں پر روانہ کیا تو انہوں نے بہت باتیں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے دریافت کیں آخر یہ بات پوچھی کہ پہلے کاموں میں کون سا عمل خدا تعالیٰ
کی نزدیک محبوب ہے ارشاد ہوا کہ مرتے دم تک کہ الہی میں تر زبان رہنا۔ اور ابو بکر بن ابی
الو الخارق کی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ معراج کی رات میں ہمارا گذر ایک شخص پر ہوا کہ وہ مجھ میں نور عرش میں غائب تھا

مؤخر القرن

سید محمد حسین

سید محمد

وَقَالَتِ الْيَهُودِيَّةُ

استشهاد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۳۰۴

مردم و حکومت

ایک طرف

۱۰۰

ارکشیہ

این بود

پیشکش

وہیں کہ نہیں

نصرتی

عین ہودی

...

...

...

شماره ۱۰۰

...

نصفی

2/6

جہنم دریافت فرمایا کہ یہ کون ہی کیا کوئی فرشتہ ہے سب نے عرض کیا کہ یہ تمہیں فرشتہ نہیں ہے بلکہ آدمی ہے کہ دنیا میں یا دہائی میں تیر زبان تھا اور دل و سکا مسجد کے ساتھ متعلق رہتا تھا اور اپنے بابا کو کسی سے برا نہیں کہوایا۔ اور امام احمد کی کتاب التذہد میں اور اور کتابوں معتبر میں وارد ہے کہ حضرت ابوالدرداء کے روبرو مجھ ذکر ہوا کہ فلان شخص نے سو غلام خدا کی لئے آزاد کئے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اللہ ہر قدر دینا بہت ہی بگڑا اس سے بہتر دو کام ہیں ایک ایمان کہ رات دن اس کو انسان نے اپنے اوپر لازم کیا ہے دوسری زبان کہ ہمیشہ یاد الہی تر رہے یہ کہلکہ پہرہ پہرہ کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ میں بتلاتا ہوں تمکو بہتر عبادت اور بہتر عمل کہ جس سے خدا کی یہاں تمہاری درجہ بلند ہو دین اور نسبت صدقہ زکوٰۃ و سیم کی بھی بہتر ہے اور نسبت جہاد کے بھی بہتر ہے کہ جس میں دشمن تمہارے اور تم انکی گردنیں کاٹو لوگوں نے عرض کیا کہ مان فرمائیے ارشاد ہوا کہ وہ ذکر خداوندی ہے اور یہی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر خدا تعالیٰ دل کو اور ہر چیز کو صیقل کرتا ہے اور نسبت ذکر الہی اور کوئی عمل زیادہ تر نجات دینے والا عذاب سے نہیں ہے اور یہ مضمون دو بار فرمایا لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا جہاد بھی ذکر الہی کے برابر نہیں ہے حکم ہوا کہ مان برابر نہیں ہے اگرچہ جہاد ایسی کوشش کرے کہ تلوار ٹوٹ جاوے اور طرانی اور بزار اور بیہقی عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو نہ جاگ سکی اور بسبب محبت اور نیک کے مال خرچ نہ کر سکے اور سبب مہر وی کے خدا کے دشمنوں پر جہاد نہ کر سکے پس اس کو لازم ہے کہ ذکر خدا کا بہت کرے کہ ان سب نقصانوں کا تدارک ہو سیکے اور یہی محدثین عبداللہ بن عباس سے یہ روایت کرتے ہیں کہ جسکو چار چیزیں دنیا میں استعالیٰ نے غایت فرمائیں اول دین و دنیا کی پہلانی حاصل ہوئی دل شاگرد اور زبان ذکر اور مرض بدن پر صابر اور زوجہ کہ خاوند کی عزت اور مال کی نگہبان اور خیر خواہ ہووے اور ابن حبان ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اپنی مسندوں پر بیٹھ کر اور نرم تکیہ لگا کر یاد الہی میں مشغول ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ ان کو ہر گت سے

وہ فرشتہ ہے
حضرت عیسیٰ کا ہونا
کابینہ ہجرت کا ہونا
اور ان دونوں کا ہونا
نہ ہونا کہ ہودی
حضرت عیسیٰ کا ہونا
کیونکہ یہ ان کا ہونا
قال الذی انزل
یقولون ان فی
قولہم من قول
فانہم قالو
جہاد بھی ذکر الہی کے برابر نہیں ہے
حکم ہوا کہ مان برابر نہیں ہے
اگرچہ جہاد ایسی کوشش
کرے کہ تلوار ٹوٹ جاوے
اور طرانی اور بزار اور بیہقی
عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو شخص رات کو نہ جاگ سکی
اور بسبب محبت اور نیک کے مال
خرچ نہ کر سکے اور سبب مہر وی کے
خدا کے دشمنوں پر جہاد نہ کر سکے
پس اس کو لازم ہے کہ ذکر خدا کا
بہت کرے کہ ان سب نقصانوں کا
تدارک ہو سیکے اور یہی محدثین
عبداللہ بن عباس سے یہ روایت کرتے
ہیں کہ جسکو چار چیزیں دنیا میں
استعالیٰ نے غایت فرمائیں
اول دین و دنیا کی پہلانی حاصل
ہوئی دل شاگرد اور زبان ذکر
اور مرض بدن پر صابر اور زوجہ
کہ خاوند کی عزت اور مال کی
نگہبان اور خیر خواہ ہووے
اور ابن حبان ابوسعید خدری
سے روایت کرتے ہیں کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جو لوگ اپنی مسندوں
پر بیٹھ کر اور نرم تکیہ لگا کر
یاد الہی میں مشغول ہوتے ہیں
تو حق تعالیٰ ان کو ہر گت سے

ذکر کے سبب بہشت میں درجات عالی عطا فرماوے گا اور صحیح بخاری و مسلم میں یہہ آیا ہے
 کہ یاد خدا کرنے والا زندہ ہے اور نہ یاد کرنے والا مردہ ہے اور طبرانی نے ابویوسف شری
 سے یہہ روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک شخص اپنی بغل میں
 روپیہ لیکر تقسیم کرنا شروع کرے اور دوسرا شخص یاد خدا کرنی شروع کرے تو بلاشبہ یاد
 کرنے والا اس سے بہتر ہے اور طبرانی اور بیہقی نے کئی روایتیں بیان کی ہیں کہ اہل بہشت
 کسی بات کی حسرت نہ کریں گے مگر اس ساعت پر جو مفت تلف ہوگئی اور دنیا میں
 بے یاد الہی گزری اور صحیح مسلم اور اصحاح میں وارد ہے کہ جب کوئی جماعت ذکر خدا کی کسی جگہ پہنچے
 تو ملائکہ ان کے گرد اگر ڈھیرتے ہیں اور رحمت الہی ان کو ڈھانپتی ہے اور اطمینان دل ان کو ملتا
 ہے اور حق تعالیٰ ان کو اپنے مقربوں میں یاد فرماتا ہے اور یہی مضمون ابن ابی الدینا نے ابویہریرہ
 اور ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے۔ اور صحیحین میں وارد ہے کہ بہت فرشتہ گلی گلی
 پھرتے ہیں کہ ہمیں اہل ذکر پا دیں پس جہاں دیکھتے ہیں تو وہ دوسرے فرشتوں کو آواز دیتی ہیں
 کہ یہاں آؤ کہ یہاں تمہارا دعا اور مطلب موجود ہے پس فرشتے پرے پرے وہاں آن کر موجود ہوتے
 ہیں اور ذکر کریں گے گرد اگر ڈھکڑے ہو جاتے ہیں اور تہہ بہ تہہ آسمان تک جم جاتے ہیں جبکہ
 اہل ذکر فرغت پاتے ہیں تو یہ فرشتے بھی چلے جاتے ہیں جناب باری کی طرف سے ارشاد
 ہوتا ہے کہ تم کہاں سے آئی وہیہ عرض کرتے ہیں تیرے بندوں کے پاس سے کہ تیرا ذکر
 کرتے ہیں اور تیری تسبیح و تہلیل کرتے ہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا
 ہے یہہ عرض کرتے ہیں کہ نہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اگر مجھ کو دیکھ لیں گے تو کیا کریں گے
 یہہ عرض کرتے ہیں کہ زیادہ تر فریفتہ اور شیفتہ اور جان دادہ و دل باختہ ہو جاویں گے
 اور اس سبب ہی زیادہ یاد کریں گے پھر حکم ہوگا کہ وہ کیا چاہتے ہیں یہہ عرض کرتے ہیں
 کہ بہشت چاہتے ہیں اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کیا انہوں نے
 ان دونوں کو دیکھا ہے یہہ عرض کرتے ہیں کہ بے دیکھو یہ حال ہے اگر دیکھ پا سینگے تو بہشت
 کے زیادہ تر خواہاں ہوں گے اور دوزخ سے زیادہ تر پناہ جو یاں او سوقت ارشاد ہوتا ہے
 کہ تم گواہ ہوا بات پر کہ میں ان لوگوں کو بخشید یا اور ان کا مطلوب انکو دیدیا بخلا ان ملائکہ کے

صحیح بخاری و مسلم میں یہہ آیا ہے
 کہ اہل بہشت کسی بات کی حسرت نہ کریں گے
 مگر اس ساعت پر جو مفت تلف ہوگئی
 اور دنیا میں بے یاد الہی گزری
 اور صحیح مسلم اور اصحاح میں وارد ہے
 کہ جب کوئی جماعت ذکر خدا کی کسی جگہ پہنچے
 تو ملائکہ ان کے گرد اگر ڈھیرتے ہیں
 اور رحمت الہی ان کو ڈھانپتی ہے
 اور اطمینان دل ان کو ملتا ہے
 اور حق تعالیٰ ان کو اپنے مقربوں میں یاد فرماتا ہے
 اور یہی مضمون ابن ابی الدینا نے ابویہریرہ
 اور ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے۔
 اور صحیحین میں وارد ہے کہ بہت فرشتہ گلی گلی
 پھرتے ہیں کہ ہمیں اہل ذکر پا دیں پس جہاں دیکھتے ہیں
 تو وہ دوسرے فرشتوں کو آواز دیتی ہیں کہ یہاں آؤ کہ یہاں
 تمہارا دعا اور مطلب موجود ہے پس فرشتے پرے پرے وہاں آن کر
 موجود ہوتے ہیں اور ذکر کریں گے گرد اگر ڈھکڑے ہو جاتے ہیں
 اور تہہ بہ تہہ آسمان تک جم جاتے ہیں جبکہ اہل ذکر فرغت پاتے ہیں
 تو یہ فرشتے بھی چلے جاتے ہیں جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے
 کہ تم کہاں سے آئی وہیہ عرض کرتے ہیں تیرے بندوں کے پاس سے کہ تیرا ذکر
 کرتے ہیں اور تیری تسبیح و تہلیل کرتے ہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کیا انہوں نے
 مجھ کو دیکھا ہے یہہ عرض کرتے ہیں کہ نہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اگر مجھ کو دیکھ لیں گے
 تو کیا کریں گے یہہ عرض کرتے ہیں کہ زیادہ تر فریفتہ اور شیفتہ اور جان دادہ و دل باختہ
 ہو جاویں گے اور اس سبب ہی زیادہ یاد کریں گے پھر حکم ہوگا کہ وہ کیا چاہتے ہیں یہہ عرض کرتے ہیں
 کہ بہشت چاہتے ہیں اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کیا انہوں نے ان دونوں کو دیکھا ہے
 یہہ عرض کرتے ہیں کہ بے دیکھو یہ حال ہے اگر دیکھ پا سینگے تو بہشت کے زیادہ تر خواہاں ہوں گے
 اور دوزخ سے زیادہ تر پناہ جو یاں او سوقت ارشاد ہوتا ہے کہ تم گواہ ہوا بات پر کہ میں ان لوگوں کو بخشید یا اور ان کا مطلوب انکو دیدیا بخلا ان ملائکہ کے

وجہ چہارم یہ کہ اول آیت میں حکم قبلہ کرنے کے بعد مطلق اور عام سب حال میں ہے اور آیت دوم میں عام ہے سب کائنات کو اور آیت سوم میں عام سب قوتوں کے لئے کہ اب اتحال خصوص اور قید کا نہیں ہے وجہ پنجم ہماری شریعت میں اول سب سے یہ ہے حکم منسوخ ہوئے اسلئے تاکیدی میں بار کی گئی تاکہ جواہر کہ گئی نہ ہوا ہوا اس میں کچھ ناگوار اور شک رہے مگر اس وجہ میں شبہ یہ ہے کہ درمیان تاکید اور نوک کی حرف عطف وا نہیں ہوتا ہے اور یہاں موجود ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جملہ اول نوک اگر کسی جملہ سابقہ پر عطف ہوا اور اوپر حرف عطف بھی ہو تو مجھے جملہ مع حرف عطف کے مکرر ہوگا تاکہ تاکید عام ہووے اور واضح ہو کہ تاکید اور نوک میں مضمون کا متعین ہونا شرط ہے سوا اول و من حیث خرجت تاکید اپنی کلام سابق کی ہو سکتا ہے کہ وہاں حکم استقبال کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں ہی اور وہاں حکم استقبال ہے حالت سفر میں اور و من حیث خرجت دوم بے شک تاکید اوسکی ہے کہ تفسیر میں گذرا اب یہاں ایک شبہ یہ ہے کہ قول کفار اور ان کی طعنہ زنی سب سے پہلے ہے سوا و سکو حجت کیوں فرمایا کہ حجت اور دلیل کلام ثابت الاصل کو کہتے ہیں جواب یہ اصطلاح خاص تشکیل کی ہے جس دلیل کی مقدمات مسلمہ اور صدقہ ہوں وہی حجت اور دلیل ہو سکتی ہے ورنہ نہیں ہو سکتی ہے اور قرآن شریف میں صرف عرف پر مدار ہے اور دشمن اپنے کلام کو حجت اور دلیل غلبہ کی جانتا ہے اور معنی لغت کے مطابق ہیں کہ معنی اسکے غالب ہونے کے ہیں جیسا کہ وجہ تھمہ داخلہ عند ذہبہ قرآن شریف میں وارد ہو اور اوکو صرف باطل کلام حق کا بذریعہ اپنے کلام کے مقصود ہے اوکو اتنی فرصت کہاں کہ مقدمات اپنے دلائل کے درست اور صحیح کر کے حجت لاوے اور اوکی اس کلام بے اصل کو حجت کہنا اور ان کے ساتھ ہنسی کرنا ہے اور سواے اسکے کہ مخالفین کا شبہ دفع ہوا اور لوگوں کو تمہیر جائے طعنہ کی نہ رہے اس تحویل قبلہ میں وا اور یہی قاعدہ یہ ہے کہ لا تھمہ لغتی علیکم کہ تمام کروں میں اپنی نعمت تم پر کہ تم جو نماز میں متوجہ اعلیٰ و افضل قبلہ پر ہوئے تو زیادہ تر متعجب نعمت اور برکات اور انوار کے ہوئے کہ بہ نسبت او قبلہ کے زیادہ تر برکت حاصل ہوگی و لعلکم تھمہ و ان اور چونکہ یہ تحویل

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

قبلہ جسم سے طرف مبدو خاک کی ہوا ہے تو موجب ہدایت کا حقیقت کی طرف ہوگا کہ کُوح کو توجہ
ہوگی اپنی حقیقت پر اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ کہتا ہے اللہ صر
الی اسئلک تمام النعمۃ لے اللہ میں تجھے تمام نعمت مانگتا ہوں اوسوقت حضرت نے
 دریافت فرمایا کہ تمام نعمت کیا ہے وہ بہشت ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر کہ
تمام نعمت اسلام پر فرائض آب ایک بات یہہ ہر کہ تمام نعمت اس تحویل قبلہ سے ثابت ہوتی ہے
اور دوسری آیت جو سورہ مائدہ میں ہے تمام نعمت حجۃ الوداع میں ثابت ہوئے سو جواب
یہہ بیان تمام نعمت قبلہ کا ہے اور وہ اکیلہ خاص ہے اور مان تمام نعمت جملہ ارکان دین کا
اور ہر نعمت علیحدہ توا اسکا اتقام ہی علیحدہ اور یا یہہ کہا جاوے کہ دیاب عبادت اور ادراج
کہ یہہ دونو متعلق کعبہ سے ہیں تمام نعمت نماز کا بسبب تحویل حجت کامل اور فاضل کے ایک
قسم ہے کہ اوس میں تمام نعمت پہ توجہ او سطرف ہے اور اس میں تمام نعمت بطواف اور
زیارت مکان متبرک کے ہے اور چھ ہدایت اور تمام نعمت تمہاری ایسی ہے کہ گنجیکہ
أَرْسَلْنَا رِجَالًا نَسُوا اللَّهَ يَجْعَلُونَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُمْ أَيْمَانًا فَذَرَوْنَ آلَهُنَّ يَخْرُجْنَ مِنْهَا خَائِفِينَ يَنْظُرُونَ بِالنُّفُوسِ الْكَافِرَةِ
متحقق ہوتی ہے و منکر کہ وہ تمہاری قوم سے ہے کہ عربی قریشی ہے اور جبکہ تمہاری
قوم سے آیا پیغمبر ہو کہ اولین و آخرین کا سردار ہو سکندر عزت اور نعمت اور فقر و اس
قوم کو حاصل ہوگا شمع ہوئے فخر عرب بلکہ فخر عالم کا کہ ایسا کون ہے فرزند حضرت
آدم کا کہ تمہارے حسن پہ قربان ہے حسن عالم کا کہ یہاں ظہور ہے حسن خداے عالم کا
اور مشہور ہے کہ عرب دوسرے کی متابعت سے نہایت غیرت کرتے تھے اسلئے نعمت کا
تحقق ہوا کہ کسی اور کی جزا بنی قوم کے تابع نہ ہوئے اور بار عالم تمہارا تابع کیا گیا اور
اشرف کی متابعت سے سکون فخر ہوگا نہ عار کہ پھر رسول سب سے اشرف ہے اور پھر رسول
صرف ربانی احکام ہو جانے کے لئے نہیں ہی بلکہ یَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا تُرْسِدُونَهَا لَمْ يَعْزُبْ عَنْ قُلُوبِكُم بِشَيْءٍ
اور بیماری آمین کہ وہ اسکے لئے معجزہ ہیں تمہارے زبان میں کہ لطائف اور چوہ اعجاز کی
شمیر بخوبی ظاہر ہوں تا اوسکی پیغمبری کے لئے نہایت کامل سند ہووے اور فریم معرفت ذات
وصفات اول سراد احکام کاروشن ہووے اور جان لو کہ مرضی خدا کسین ہی اور کسین نہیں

مفتی القادری

دکتر کی نیتوں کا

فَقَالَ الْمَلِكُ
لِلْمَدِينَةِ

فما في السيف
ما في السيف
ما في السيف

الحمد لله
مفتی محمد عارف
رحمہ اللہ

مین ہوئے
کراختیار کیا حدی
حضرت

فرزند بیوہ
میرزا محمد رضا

۱۰۱

خدا کی تعالیٰ ایسی
سے اور

ماہنامہ
علیہ السلام

کامال

اور زمین عین

اور یہی ہے

رحمت کی حاصل ہو دی کہ یہ کام اہل تقویٰ ظاہری کا ہے اور یہ کام صرف اعضا کا ہے اور وہ کام دل کا اور یہ کام دو طرح پر ہے اول یہ کہ ہر عضو کو اذن کاموں سے جو منع ہیں اور اس عضو سے متعلق ہیں میرے حکم کی اتباع کی وجہ سے اور چھ سو ڈر کر باز رہنا چاہیے یعنی انکے کون چاہیے کہ اجنبی عورت پر نہ پڑے نور و امداد کو نہ کہے من مترجم اور اس سب کو حسن غیر مجمل کہ نہ کرنی چاہیے ورنہ جلوہ گری حق خدا کو تو انکے ہول کر دیکھنا چاہیے شعر دیکھ لینے دے ذرا دیدہ گریاں مجھ کو پھر کہاں پائیگا یہ حسن کا سامان مجھ کو برائے دیدن رُوی تو اہم بوجہ وہ و اگر اندام از عدم برای چه بود و ورنہ حکم فاعث تہوایا آوری الا بصار اور قیاس کارگر از کار بردار مہل ہوتا ہے اور حسن بیچ آخرت کے بیچ احوال سلف کے موجب ہیں کہ لفظ البصار سپر خوب لالت کرتا ہے اور زبان سے کیوں برانہ کہے اور جو بٹ نہ بولے اور نا ہوں سے کسی کا مال بے وجہ نہ تلف کرے اور کانون سے کسی کی بُرائی نہ سننے اور کہانیاں بیہودہ نہ سننے اور مزامیر و ماہی جو کان سے تعلق رکھتے ہیں نہ سننے کہ سننا اون کا حرام ہے اور بیرون سے بارود فاسد کسی فعل بد کے لئے یا شراب خانہ اور چھ وغیرہ میں نہ جاوے اور حاکم سے جا کر کسی کی پھلی نہ کھاوے اور فرج سے زنا اور لواط اور سحاق نہ کرے اور اپنی لب و زبان اور دہن اور گلو سے مال وغیرہ حرام نہ کھاوے اور بعدہ کو تر نہ کرے اور علیٰ ہذا القیاس قدیم ہر عضو کو اس کام پر متوجہ کرنا چاہیے کہ جس پر اوسکو مامور کیا ہے میرا جنال اور میرا ڈر کر کے اور اگرچہ یہ سب اسباب ذکر کے ہیں مگر تحقیق ذکر کے توجہ ان اسباب کے نہیں ہوتا ہے اس لئے توجہ ان اعضا کا نام ذکر کر کہا گیا اور جب تم میرا ذکر کرتے ہو گے تو اُن کو مجھ سے متوجہ رہنا اور ذکر کرتا رہو گنا یعنی ایسا متوجہ تمہارے روت رہو گنا کہ سب مورد دینی و دنیوی تمہارے دست اور صلاح پر ہوئے رہیں گے اور کسی میں خلل نہ آوے گا اور گناہ زائل ہوتے جائیں گے اور درجہ قربت کے بڑھتے جائیں گے اور ہر امر پر استحقاق تمہارا بہ نسبت اور ان کے زیادہ تر ہوگا اور ہر امر پر تم بہ نسبت اور ان کے زیادہ ثواب کے مستحق ہو گے۔ اور یہ ذکر اگرچہ ضمیمہ شکر کا موجب ہے مگر قصداً ہی و الشکر الہی مشکہ میرا کرتے رہو کہ میں نے لکھو بہ نسبت

میرا ذکر کرتے ہو گے تو اُن کو مجھ سے متوجہ رہنا اور ذکر کرتا رہو گنا یعنی ایسا متوجہ تمہارے روت رہو گنا کہ سب مورد دینی و دنیوی تمہارے دست اور صلاح پر ہوئے رہیں گے اور کسی میں خلل نہ آوے گا اور گناہ زائل ہوتے جائیں گے اور درجہ قربت کے بڑھتے جائیں گے اور ہر امر پر استحقاق تمہارا بہ نسبت اور ان کے زیادہ تر ہوگا اور ہر امر پر تم بہ نسبت اور ان کے زیادہ ثواب کے مستحق ہو گے۔ اور یہ ذکر اگرچہ ضمیمہ شکر کا موجب ہے مگر قصداً ہی و الشکر الہی مشکہ میرا کرتے رہو کہ میں نے لکھو بہ نسبت

دی ہے کہ یہ اعضاء سامانِ فرائض کی ہیں کیونکہ صرف ذکرِ بے نیت شکر موجب حصول اور تہ کا ہے مگر جبکہ شکہ ہی قصد ہووے باعث حصول اور ترقیات کا ہوگا کیونکہ نعمت کے شکر سے فریہ نعمت ہوتی ہے وَلَا تَكْفُرُونَ اور ایسا کام اس فرائض شکر میں نہ ہو کہ باعث کفرانِ نعمت میرے کا ہو جاوے کہ اس سے نعمت کا نقصان ہے اور بالغ ترقی درجہ اور حصول قربت کا ہو مثلاً باوجود ذکر اور شکر کی مالِ شیعین سے روکا جاوے یا بحضور بادشاہ کے کسی حاجت مندیا بے گناہ کے سفارش نیکیا وے تو ذکر و شکر خالص ہوگا آپ یہاں کمی زامر بحث طلب ہیں اول مقام میں کہ ہوا اجابت دعا حضرت ابراہیم کا ہے ترکہ مقدم ہے تعلیم کیا حکمت پر اور دعا حضرت ابراہیم میں مقدم ہے اوپر جواب ترتیب الفاظ دعا اور اسکی اجابت میں شرط نہیں ہے بلکہ مقصود حصول اجابت تمام مضمون دعا کا ہے بلکہ بلاغت یہ ہے کہ موافق محل کے کلام چاہیے دعا میں تعلیم اس سے مقدم ہے کہ بعد تعلیم ترکہ حاصل کہ وہ سبب اور ذریعہ ترکہ کا ہے ورنہ بدون ترکہ تعلیم سے کیا فائدہ اور اصل مقصود نہیں ہے اسلئے دعا میں مبادی و وسائل کو مقدم کیا تا اون کے حصول کے بعد اصل مقصود کے حصول میں کچھ تاہل و مدین نہ ہو اور یہاں مقام اجابت ترکہ اصل مقصود ہے مقدم کیا گیا ہے تاکہ حصول مقصود پر دلالت کرے وَلَا تَكْفُرُونَ کی اور واسطہ کی کے ایک معنی میں اسلئے وہ اسلئے تاکید ہوئی اور تاکید اور موکد میں حرف عطف واو نہیں آتا ہے کیونکہ معطوف معطوف علیہ دونو متاثر ہوتے ہیں اور یہاں مناسبت نہیں ہی پہر واو کیونکہ اُن ہی جواب بھیہ دونو جملہ علیہ میں ایک دوسرے کی تاکید نہیں ہے امر شکر گزاری اور ہنی از کفرانِ نعمت دونو جدا جدا مقصود ہیں اگر اول موکد ہو اور دوم تاکید تو اول ہی مقصود ہوگا۔ نہ دوم اور اگر اول مبدل منبر یا بیان ہو تو دوم مبدل ہو کر وہ ہی مقصود ہوگا نہ اول۔ سوم اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق ذکر بندگان موجب ذکر خداوندی ہوتا ہے حالانکہ بعض وقت بیچ ذکر الہی کے بے ادبی اور بے تعظیمی بھی کرتے ہیں اور یا ذکر الہی بظہانت کرتے ہیں اور یا ذکر الہی حالت گنہگاری میں کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس طرح کا ذکر موجب ذکر خداوندی بغایت و برحمت نہ ہوگا جواب ابن عساکر

بقرہ ۱۶۰
ان دونوں کے بعد
نہیں ہیں اور یہاں
راہِ انوار اور اول
مقام میں کہ ہوا
اجابت دعا حضرت
ابراہیم میں مقدم
ہے اوپر جواب
ترتیب الفاظ دعا
اور اسکی اجابت
میں شرط نہیں
ہے بلکہ مقصود
حصول اجابت
تمام مضمون دعا
کا ہے بلکہ بلاغت
یہ ہے کہ موافق
محل کے کلام
چاہیے دعا میں
تعلیم اس سے
مقدم ہے کہ
بعد تعلیم
ترکہ حاصل
کہ وہ سبب
اور ذریعہ
ترکہ کا ہے
ورنہ بدون
ترکہ تعلیم
سے کیا فائدہ
اور اصل
مقصود نہیں
ہے اسلئے
دعا میں
مبادی و
وسائل کو
مقدم کیا
تا اون کے
حصول کے
بعد اصل
مقصود کے
حصول میں
کچھ تاہل
و مدین نہ
ہو اور یہاں
مقام
اجابت ترکہ
اصل مقصود
ہے مقدم
کیا گیا ہے
تاکہ حصول
مقصود پر
دلالت کرے
و لَا تَكْفُرُونَ
کی اور
واسطہ کی
کے ایک
معنی میں
اسلئے وہ
اسلئے
تاکید ہوئی
اور تاکید
اور موکد
میں حرف
عطف واو
نہیں آتا ہے
کیونکہ
معطوف
معطوف
علیہ
دونو
متاثر
ہوتے
ہیں
اور
یہاں
مناسبت
نہیں
ہی
پہر
واو
کیونکہ
اُن
ہی
جواب
بھیہ
دونو
جملہ
علیہ
میں
ایک
دوسرے
کی
تاکید
نہیں
ہے
امر
شکر
گزاری
اور
ہنی
از
کفرانِ
نعمت
دونو
جدا
جدا
مقصود
ہیں
اگر
اول
موکد
ہو
اور
دوم
تاکید
تو
اول
ہی
مقصود
ہوگا۔
نہ
دوم
اور
اگر
اول
مبدل
منبر
یا
بیان
ہو
تو
دوم
مبدل
ہو
کر
وہ
ہی
مقصود
ہوگا
نہ
اول۔
سوم
اس
آیت
سے
معلوم
ہوتا
ہے
کہ
مطلق
ذکر
بندگان
موجب
ذکر
خداوندی
ہوتا
ہے
حالانکہ
بعض
وقت
بیچ
ذکر
الہی
کے
بے
ادبی
اور
بے
تعظیمی
بھی
کرتے
ہیں
اور
یا
ذکر
الہی
بظہانت
کرتے
ہیں
اور
یا
ذکر
الہی
حالت
گنہگاری
میں
کرتے
ہیں
اور
ظاہر
ہے
کہ
اس
طرح
کا
ذکر
موجب
ذکر
خداوندی
بغایت
و
برحمت
نہ
ہوگا
جواب
ابن
عساکر

اور ولی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل بیت کی تفسیر میں چھ روایت کی ہے کہ مجھ کو یاد کر لی
 طاعت کے ساتھ میں تم کو یاد کروں گا اپنی مغفرت کی ساتھ اور جو کہ مطیع ہو کر مجھ کو یاد کرتا ہے
 تو لائق ہے مجھ کو یاد کروں اور جو نہ سنا نہ اپنی مغفرت کے اور جو گنہگاری کی حالت میں مجھ کو یاد
 کرے تو لائق ہے کہ میں غصہ سے یاد کروں گا اور عبد بن جمید نے عبد اللہ بن عباس سے
 یہ تفسیر روایت کی ہے کہ میرا ذکر موافق تمہارے ذکر کے ہے اگر تم بوجہ نیک یاد کرو گے
 تو میں بھی بوجہ نیک تم کو یاد کروں گا اور جو حالت بدی میں یاد کرو گے تو میں بھی بدی سے
 یاد کروں گا اور ابن جریر نے سدی سے روایت کی ہے کہ ہند خدا کو یاد نہیں کرتے ہیں
 مگر کہ خدا او تم کو یاد کرتا ہے اگر ایمان والا ہے تو اس کی مغفرت اور رحمت سے یاد ہوتی
 ہے اور جو کافر ہے اس کی عذاب اور لعنت سے یاد ہوتی ہے اور امام احمد نے کتاب الزہم میں
 اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت
 داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ ظالمون اور شقیق اس مقام پر پہنچے کہ ہر عمل اپنے
 موقع پر باعث کثرت ثواب ہوتا ہے نفس کے آستہ کرنے میں اور حجاب اور غفلت کے دور
 کرنے میں ذکر خداوندی نہایت مفید اور باعث ثواب ہے اور خرچ کرنا مال کا موقع ضرورت میں
 یعنی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی خبر گیری کرنا اور جہاد کرنا کفار کے دور کرنے کی نہایت
 موجب ثواب ہے ذکر اس مقام میں اور خرچ و جہاد اس کام میں مفید نہیں ہوگا اور ابن ابی
 حضرت ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل ذکر ملائکہ کو ایسے روشن نظر آتے ہیں کہ جیسے
 تم کو ستارے اور طہرانی نے کئی روایتیں اس مضمون کی بیان کی ہیں کہ ایک جماعت تجھے
 ذات الہی کے دہنی طرف میزوں پر بیٹھے ہونگے کہ انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے
 لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا کہ ایک قوم یا ایک قبیلہ میں ہیں
 کہ ان کا نام بتایا جاوے کہ وہ مختلف قوم اور مختلف شہروں کے ہیں مگر صرف خدا کے لئے آپس میں
 دوستی کر کے ذکر الہی کے لئے ایک جا اکٹھے ہو کر بیٹھے ہیں اور ابن ابی شیبہ نے حضرت امام باقر سے
 نقل کیا ہے کہ ذکر اور شکر سے بہتر خدا کے نزدیک نہیں ہے اسی لئے اس مقام جا بت میں
 ذکر اور شکر کا ذکر فرمایا ہے اور حجاج میں یہ نہیں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

صحیح بخاری

مسند احمد

مسند ابی داؤد

مسند ابی یوسف

مسند ابی حنیفہ

مسند ابی نعیم

مسند ابی قتیبہ

مسند ابی ریحان

مسند ابی نعیم

مسند ابی یوسف

مسند ابی حنیفہ

مسند ابی نعیم

مسند ابی ریحان

مسند ابی یوسف

مسند ابی حنیفہ

مسند ابی نعیم

مسند ابی ریحان

مسند ابی یوسف

بعض اوقات ہم قابل فکر نہیں ہوتی ہیں کیونکہ عقل کے حاجت و احتیاج کی حالت میں فکریے ادبی ہے
حکم ہوا کہ میرا ذکر کسی طور پر ملت چھوڑو پھر عرض کیا کہ کیونکر کہوں میں ارشاد ہوا کہ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ حَقِّ الْأَدْنَى سُبْحَانَكَ وَسُجُودُكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ کہتار ہوا اور بہتی کہتا ہے کہ
ایک شخص حضرت کے دربار میں روز حاضر ہو کر سلام عرض کرنا حضرت اوس سے دریافت فرماتے
کہ کیونکر رات گزری عرض کرتا کہ میں حضور میں آپ کے خدا کا شکر ہوں ایک روز جو حاضر ہوا تو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے دریافت فرمایا کہ آج کیونکر گزری عرض کیا کہ ساتھ خیریت کے گذری
اگر شکر گزار ہوا یہ شکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اوس نے عرض کیا کہ پہلے
ہر بار دُعا فرمایا کرتے تھے اور آج دُعا فرمائی ارشاد ہوا کہ ہمیشہ تو شکر کرتا تھا اسلئے دُعا ہوتے
تھی اور آج تو نے شکر ادا نہ کیا اوس میں شک کیا اسلئے دُعا نہ ہوئی اور بہتی نے ابو حاتم
سے روایت کی ہو کہ تمام اعضا کی شکر جدا جدا ہونا چاہئیں آنکھ کا جدا زبان کا جدا ہاتھ
کا جدا آواز شکر صرف زبان ہی پر نہیں ہے اگر صرف زبان سے شکر ادا کرے تو کچھ نہ رہے
مثلاً ایک شخص ایک سارہ اپنے کبل کا اوڑھ لے اور باقی چھوڑ دے تو ہرگز گرمی اور سردی اور
بارش میں کچھ نہ نفع اور سکون نہ ہوگی اور ترمذی اور ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ نفعیت پر
شکر کرے اور سکون دیا ہی ثواب ہے جیسا کہ روزہ دار صابر کو عنایت ہوا کرتا ہے اور بہتی
اور ابن ابی الدینا کئی روایتیں لائے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو
خصلیتیں جس میں ہیں وہ صابر و شاکر ہے اور جس میں نہیں ہے وہ نہیں ہے وہ نہیں ہے ایک یہ کہ معاملات
دین میں اپنے سے بڑے کی پیروی کرے دوم یہ کہ معاملات دنیا میں اپنے سے کمتر کو دیکھے
اور شکر خدا کرے کہ میں اس سے بہتر ہوں اور جو اسکے خلاف دیکھے نہ شاکر ہے نہ صابر اور ابو داؤد اور
ابن ابی الدینا نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صبح کو پہنچے عاکبے اللہ
ما اصبحت الا باجدا من خلقك من نعمة فخذك لا شريك لك فلك الحمد ولك الشكر تو تمام رات کا شکر ادا ہوا اور
ابن ابی الدینا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب کوئی کسی صاحب بلا کو
مبتلا دیکھو اور کہے کہ شکر ادا فرمنا اوس خدا کو ہر کہنے ججہ کہ اس سے بچایا تو شکر ادا ہوا اگر اس کو

صاحب بلائے سننے کو اسکا دل شکستہ ہوگا اور ابو داؤد اور ترمذی کہتے ہیں کہ جب حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوشی آتی تو شکر کا سجدہ ادا کرتے اور ابن ابی الدنیائے عبد الرحمان
بن عوف سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج حضرت جبریل
آئے اور مجھ کو یہ بشارت دی کہ حضرت باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ جو کوئی تم پر درود ایک بار پڑھے
تو میں دس ہزار روپیہ دے دوں گا اور ایک بار جو کوئی سلام تم پر بھیجے تو میں دس ہزار سلام اور پندرہ ہزار
تو یہ بشارت سن کر میں نے سجدہ شکر کیا اور خیر الظی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے
روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل الذکر کا لفظ لا اے اللہ کہنا
ہے اور افضل الشکر الحمد للہ کہنا ہے اور ابن ابی شیبہ اور ابن سعد اور مورخین نے شد
ابن اوس سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم دینا دارو کو مصروف
انکو زور سے مین دیکھو تو یہ دعا کہہ کر اللہ تعالیٰ سے کہو اَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ فِي الْأَمْرِ وَالْغَرِيبَةِ
عَلَى الشَّدِّ وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا وَلِسَانًا صَادِقًا وَأَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا نَعْلَمُ وَأَعُوْذُ
بِكَ مِنْ شَرِّ مَا نَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ بِمَا نَعْلَمُ إِنَّكَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اور شرع میں
فرزند کی تولد کا شکر حقیقہ کرنا ہے اور سر کی بالوں کے برابر چاندی دینی ہے اور نکاح
کا شکر دیمہ ہے اور نئے کپڑے پہننے کا شکر یہ ہے کہ پُرانا کپڑا فقیر کو دیا جاوے اور
ادار روزہ رمضان کا شکر یہ ہے کہ عید کے روز صدقہ دیوں اور زینت کریں اور تکلف
کریں اور دار چم کا شکر یہ ہے کہ ربانی عید صبح کریں اور تکلف اور زینت کریں اور کہانی اور پیسے
اور خواب سیرا دہنے کا شکر ذکر ربانی ہر اون دعاؤں سے ادا ہوتا ہے جو احادیث میں ان تین
کے لکھوار ہو گئے ہیں اور شکر مالدار سے یہ ہے کہ لباس وغیرہ میں اپنے اوپر اسکا اثر ظاہر کرے اور
فقیر وں کو بھی دیوے اور شکر سواری کا یہ ہے کہ محتاجوں کو بھی عاریتہ دیا کرے اور شکر ہوشی
یہ ہے کہ دورہ اسکا کہی فقیر وں کو دیا کرے اور کبیتی اور میوہ کا شکر یہ ہے کہ کیسکو اس کے
کھانے سے منع کرے لیکن لیجانے سے منع پہنچتا ہے کہ اس میں نقصان سرمایہ ہے اور شکر
ہر کاریگری کا یہ ہے کہ اس کا فیض جاری رکھے صاحب حاجت کا خط لکھ دے اور طاعلم
کو پڑھا دیوے غریب کے کپڑے سہی دیوے اور چونکہ ذکر اور شکر خداوندی شامل جملہ احکام

نصف القرآن
نصف القرآن
بن کی شخصیت
من سے بیان کیے
جیسے جابر بن عبد اللہ
اور اس کے دو تین
پہننے اور شکر
اور شکر
انکو زور سے
اللہ تعالیٰ سے
اَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ
عَلَى الشَّدِّ وَأَسْأَلُكَ
قَلْبًا سَلِيمًا وَلِسَانًا
صَادِقًا وَأَسْأَلُكَ
خَيْرَ مَا نَعْلَمُ وَأَعُوْذُ
بِكَ مِنْ شَرِّ مَا نَعْلَمُ
وَأَسْتَغْفِرُكَ بِمَا نَعْلَمُ
إِنَّكَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ
اور شرع میں
فرزند کی تولد
کا شکر حقیقہ
کرنا ہے اور سر
کی بالوں کے
برابر چاندی
دینی ہے اور
نکاح کا شکر
دیمہ ہے اور
نئے کپڑے
پہننے کا شکر
یہ ہے کہ
پُرانا کپڑا
فقیر کو دیا
جاوے اور
ادار روزہ
رمضان کا
شکر یہ ہے
کہ عید کے
روز صدقہ
دیوں اور
زینت کریں
اور تکلف
کریں اور
دار چم کا
شکر یہ ہے
کہ ربانی
عید صبح
کریں اور
تکلف اور
زینت کریں
اور کہانی
اور پیسے
اور خواب
سیرا دہنے
کا شکر ذکر
ربانی ہر
اون دعاؤں
سے ادا ہوتا
ہے جو
احادیث میں
ان تین
کے لکھوار
ہو گئے ہیں
اور شکر
مالدار سے
یہ ہے کہ
لباس وغیرہ
میں اپنے
اوپر اسکا
اثر ظاہر
کرے اور
فقیر وں کو
بھی دیوے
اور شکر
سواری کا
یہ ہے کہ
محتاجوں کو
بھی عاریتہ
دیا کرے
اور شکر
ہوشی یہ
ہے کہ
کیسکو اس
کے کھانے
سے منع
کرے لیکن
لیجانے
سے منع
پہنچتا ہے
کہ اس میں
نقصان
سرمایہ ہے
اور شکر
ہر کاریگری
کا یہ ہے
کہ اس کا
فیض جاری
رکھے
صاحب
حاجت کا
خط لکھ
دے اور
طاعلم
کو پڑھا
دیوے
غریب کے
کپڑے
سہی دیوے
اور چونکہ
ذکر اور
شکر خداوندی
شامل جملہ
احکام

اپنا اختیار نہیں ہر تو اب صبر کی حقیقت یہ ہے کہ باوجود اس سب کے اپنے کو اون باتوں سے باز رکھنا کہ خلاف عقل اور خلاف شرع ہوں اور نگاہ پرے صبری سے باز رکھنا اور انہیں اور رنگا چہرہ بدل جانا خلاف صبر نہیں ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جب فرزند مرا تھا تو روئے تھے اور انہا رحم کا اس طرح کیا تھا کہ ہم تیری جدائی سے ایسا ہیسم نہایت غمگین ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا حال ہے فرمایا کہ ایسا غم کرنا اور اس طرح رونا سبب محنت کا ہے اور جس کے دل میں رحم ہوتا ہے وہ رحم بھی کرتا ہے اور فرمایا کہ ہماری آنکھیں شکینہ ہے اور دل اندوہگین مگر ہم کہتے ہیں ایسی بات کہ رہنی ہو دے اللہ تعالیٰ اور بھلا شکینہ نیری اور اندوہگینی اپنی اختیار میں نہیں ہے اس پر گنہ نہیں ہو گا اور زبان پسند باتوں سے بند کرنی چاہیے اور صبر یہ ہے کہ بروقت آنے مصیبت کے کیا جاؤ ورنہ بعد بھی صبری اور بقیاری کے جب تہک جاتا ہے صبر خود بخود ہو جاتا ہے اس کو صبر نہیں کہتی مین کہ میرے لئے ہوا لئے کہ مصیبت پر ہمیشہ بقیاری میں ہو سکتی ہے اور صبر لایا اچھا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن شریف میں ستر یا پچتر جگہ فرمایا ہے کہ اول آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر طاعت پر جزا مقرر ہے اور صبر پر بے اندازہ جزا ہے چنانچہ پروردگار کہلنے اور پیٹنے اور صحبت پر صبر بہت عمدہ عبادت ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ خاص ہے کسی کو ہے اور فرمایا ہے کہ اگر تم صبر کرو گے تو میں تمہاری مدد کروں گا ہر روز فرشتے بھیج کر اور صبر والوں کو خاص کاموں پر میری رحمت خاص ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ نصف ایمان ہے کیونکہ مہنیاں کا چھوڑنا اور مامورات کا بجالانا موافق حکم خداوندی کے ملاقات اپنی خواہش کے بدون صبر کے نہیں ہو سکتا ہے اسی لئے حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود نے ہیں کہ صبری ایمان ہے مگر بعض مہنیاں اور بعض مامورات خواہشیں نہیں ہوتی ہیں اس لئے کہ نصف ایمان فرمایا پس تکلیفات شرعیہ جو شاق معلوم ہو دوین او کی آسان ہونے کا صبر ہے کیونکہ ذکر اور شکر اور ترک کفران نعمت سے حاصل ہوتا ہے اور اگر باوجود اس صبر کے بھی تکلیفات شرعیہ گران معلوم ہوں یا حوائج ضروریہ معاش میں لاچار ہو ذکر اور شکر اور کفران نعمت کا مانع ہو دے تو ایک بات ہم اور بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مدد مانگتے رہو ساتھ نماز کے کہ ایک تریاق عجیب ہے کہ جب چیزوں سے جسکا جزو عظم

[illegible]

مصحح القرآن

فہرست مضامین

کتاب جو کہ مجاہد ہے

مختصر سب جگہوں سے

سب جگہوں سے

سب جگہوں سے

سب جگہوں سے

سب جگہوں سے

سب جگہوں سے

سب جگہوں سے

سب جگہوں سے

سب جگہوں سے

سب جگہوں سے

سب جگہوں سے

سب جگہوں سے

سب جگہوں سے

سب جگہوں سے

اور خلاصہ دعا ہے کہ تمام جزو کل کے گرہ کشائی اور محتاج کی کارروائی اور سپر ہے اور باوجود کے نماز ایک عادت ہی مستقل اور ایک پختہ ہے کہ اوس میں ذکر و مشکر ہی موجود ہیں کہ اس میں جان اور طبیعت کو تسلی ہوتی ہے کہ ہم اپنی حاجات اور معاش کی تحصیل میں لگے ہوئے ہیں اور ذکر و مشکر ہی کہ اصل مقصود ہی جاری رہتا ہے اور طریق استدعا اپنی حاجات اور معاش وغیرہ کا اوپر گزر کہ منجملہ اوسکے صلوات الحاجات ہے تمام مطالب کے لئے اور صلوات استغفار پر بارش کے لئے اور مطلق نوافل دفع اضطرار کے لئے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی نعم آتا تو نماز میں مشغول ہوتے تھے اور حاکم اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کو ایک روز غشا سفد غالب ہوا کہ گمان ہوا کہ یہ مرگے اور یاس ہو کر سب لگ و مان سے چلے آئے اور مکان خالی کر دیا اوس وقت اضطرار میں ام کلثوم بنت عقبہ مسجد میں آئیں اور یہ کہتے یا ایہا الذین آمنوا استعینوا الخ پڑھ کر نماز میں مشغول ہوئیں ایک ساعت نہ گزری تھی کہ او کو آرام ہو گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نماز پڑھنا اوس وقت کہ بموجب حکم بادشاہ جابر کے اوسکے ملازم حضرت سارہ کو لے گئے تھے اوپر ذکر ہو چکا ہے او مشغول ہونا جریج رہ گیا جبکہ او نہ پر تہمت زنا کی لگی تھی بخاری و مسلم میں مذکور ہے الغرض نماز کہ ذکر و مشکر ہی اوس میں ہی خاص دُعا کے لئے نہایت عمدہ صورت ہے کہ اوس سے بہتر اور ممکن نہیں ہے اور قدیم اور جدید اہل ایمان سب بذریعہ دُعا کے مدد مانگتے ہیں اور کیونکہ ہر سکتا ہے کہ تم صبر سے غافل رہو گے کہ ماں اللہ اللہ تعالیٰ یقیناً مع الصابین ساتھ صبر والوں کے ہے کہ صبر والے ساتھ خلق باری تعالیٰ کے کہ صبور و عظیم ہے خوگیر اور عادت پذیر ہوتے ہیں سوائے اوس معیت کے کہ حق تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ باعتبار غلم اور قدرت کے ثابت ہو صابر کو معیت باری تعالیٰ کے بذریعہ صبر کے ہی ثابت ہوگی اور علامات اس معیت کے یہ ہیں کہ اوس کو توفیق کا رخیہ حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنی نفس اور شیطان پر کہ مانع ذکر و مشکر کے ہیں اور باعث کفران نعمت کے مدد اور غلبہ پاتا ہے اور اس سب سے تمہارا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو سو وہ بذریعہ اس صبر کے ہوتی ہے اور یہ معیت صبر کے ذریعہ سے حاصل ہوتی تو نماز

کے ذریعہ سے حاصل ہوگی بلکہ وہ تو ایک ایسی ہی چیز ہے کہ میت حق تعالیٰ اور مکار کا خاصہ ہے اور وہ مومنوں کی سراج ہے اسی لئے کچھ ضرورت نہتی کہ بہر فرمایا جاتا کہ اللہ صبر والوں اور نمازیوں کے ساتھ ہے اور پھر کہ اللہ تعالیٰ جامع جملہ کمالات کا ہے تو میت والے ہی جامع جملہ کمالات کی بخوبی ہودین گے اور بہت کامل صبر جان بنام خدا ہی تعالیٰ ہے کسی دوسرے کا مرجانا اور اپنے مال کا جاتا رہنا اس درجہ کو نہیں پہنچتا ہے پس بسبب حصول اس میت کے کمال حیات جیسا کہ باری تعالیٰ کو حاصل ہے صبر والوں کو بھی حاصل ہونا چاہئے پس ایسے صابرین کہ جنہوں نے جان نثاری کی ہو انکی کمال حیات میں کیا تردد ہے کہ لا تَقُوتُوا مِّنْ يُّقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَمْوَالُهُمْ اور نہ کہ تو تم اور نہ صابر کو جنہوں نے راہ خدا میں اپنی زمین قربان کر ڈالین کہ مردی ہیں کیونکہ مرنے سے جُدا لُی رُوح کی متصور ہے اور اسی لئے بد کے قوت سے حرکت زائل ہو جاتی ہے اور روح میں کچھ فرق نہیں آتا ہی دلیسی ہوتی ہے بلکہ نسبت اسکی زیادہ روشن ہو جاتی ہے کیونکہ کدورت بدن جو اسکو مانع ادراک نور سے تھے زائل ہو جاتی ہے اسی لئے رُوح کیسے نہیں مرنے سے شہید یا مومن ہو یا کافر کیونکہ مرنا صرف بدن ہی کیلئے ہے مگر روح کو بھی موجودہ سے موت ہوتی ہی اول جنگ کے بدن کے ساتھ ہوتی ہے ترقی مراتب کو ممکن ہے اور بعد اسکی غیر ممکن ہے دویم بہت فوائد اور لزا ئد جو بدن سے اسکو حاصل ہوتے تھے اب ممکن نہیں ہے اسی لئے اسکو شرع شریف میں حکم موت دیا گیا کہ سب عمل اسکی بد تمام ہوئی اور خاتمہ اسکا سعادت پر یا شقاوت پر ہوا اور جو کہ نقصان رہا اسکا رک اس سے ممکن نہیں اور اسی لئے مال اسکا وارثوں کے لئے کہ اسکو لذت اور ہر داری کہ مال سے متعلق ہے ممکن نہیں ہے اور بیوی اسکی بھی خارج ہے اسی لذت اس کا نکاح کسی اور سے جائز ہے مثلاً سوار نے کہ اپنا گھوڑا بیچ دیا تو اب اسکی سامان کی نہیں ہی لگام کیا کہ بے گازین کو کسپر دہرے گا اور جبکہ سوداگر نے سامان تجارت متوقف کر دی ہو تو اب زیادت سامان کی کیا حاجت ہی پہلا اندوختہ کیا ہے اور اس طرح کا مرنے والے ترقی اور مانع استلزام ہو غیر شہیدوں کے لئے ہی نہ شہیدوں کے لئے لکھا ہے بلکہ خدا کی راہ میں جان نثار کرنے والی زندہ ہیں کہ اون کا ثواب ہمیشہ

[illegible]

ہمیشہ زیادتی میں اجڑیں عمل میں جان ہی ہر آدمی کا اجر جاری ہے کہ گویا آب کئے جاتے ہیں اور
صحیح مسلم اور بخاری میں ہے کہ عمل آدمی کا ختم ہو جاتا ہے جب وہ مرتا ہے مگر مجاہد فی سبیل اللہ کا
عمل قیامت تک بڑھتا جاوے گا اور تلذذ اور فائدہ برداری اودن کے بدن ہی پر موقوف
نہیں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اودنکی بدن میں ایسی کیفیتیں دیتا ہے کہ اودنکو لذات حاصل ہوتی
ہے یہی نہیں اور امام مالک اور امام احمد اور ترمذی اور ثانی اور ابن ماجہ نے کعب بن مالک سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہید و کئی ارواح سبز رنگ جانوروں کے
پیٹ میں پھکی جاتی ہیں اور حکم ہوتا ہے کہ بہشت کے میوے کھا دیں اور بہشت کی بہرون میں سے
اور وہ وہ اور شہید یون اور قندیلین کے عرش سے ٹنگتی ہوئی ہیں اودنکی گھوسلے میں کہ اودن
میں وہ آرام کرتے ہیں اور یہ حدیث باعتبار اصل کے متواتر ہے اور یہ سب لذتیں کہ اودنکو
حاصل ہوتی ہیں بے تکلف اور بے محنت حاصل ہوتی اور اودنکو کچھ غم و الم نہیں ہوتا ہے
تو یہ حیات اودنکی بہ سبب حیات دینا کے اور قسم ہے و لکن لا تشعرون مگر تم نہیں جانتے
ہو کہ وہ زندگی اور ہے اور یہ اور ہے کیونکہ اودنکا عیش اور خوش حاشی ٹنگو نظر نہیں آتی ہے
کیونکہ احوال اودنکی تلذذ کا اس ظاہری بدن سے متعلق نہیں ہے سوال یہ ہے کہ ارواح شہداء
کا منتقل ہونا سبز رنگ جانوروں میں تنازع ہے اور یہ اسلام میں ثابت نہیں ہے جو آباء
یہ ہے کہ دنیا میں ایک روح کو بدن عنصری سے تعلق حاصل ہوا ہے کہ اوسکے لئے نشوونما
ہوتا ہے بعد تمام ہونے اس مدت کے روح کو اس دن سے جدا کی جاتی ہے تو دوسرے بدن
عنصری میں اوسکو تعلق ہو کر نشوونما ہوتا ہے اور یہ ہر امر ارواح شہداء سے متعلق نہیں ہے
کہ یہ جانور عالم عنصری نہیں ہیں اور اودنکو ساتھ اس روح کی ترقی اور نشوونما نہیں ہوتا ہے بلکہ
اودنکی روح اور ہے کہ یہ روح اول میں رہتی ہے اور جزاء موافق عمل کے ہوتی ہے ہی لئے عمل
جان نثاری کہ موجب جزائی بدن ہوا ہے سبب عطاء بدن ہو جاتا ہے بدلی اس بدن کی کہ یہ
زندگی اور یہ بدن اودنکو جزا اودن کے عمل کی ہے نہ حیات ابتدائی اور دوبارہ اور پہنے جو تلو
یہ طریق ذکر و شکر و ترک کفران نعمت بتلایا کہ صبر اور غماز کیا کر دو بخانہ کہ صرف اسی
اکتفا ہو گا بلکہ اس صبر پر و کتب کو تہہ ہمارا امتحان لین گے پر نہ ایسا

موضحہ ہے

حضرت امام

لا دین ہے

۱۵۰

اور انہی کے پاس

خبر

اسکے بعد

کرم و عا و و و

ہے حق

٧٠

الحمد لله

١٢٠

البليغ - قاضنا

پیشانی میں

پیشینہ

م. ب. ۱۰۰

فہرست =

عربی

صلى الله عليه وسلم

مفتی محمد رفیع

۱۰۰

10

١٠٠

من کے لئے

١٢٠

روسیا

425

دریافت فرماتا ہے کہ جیسے اوسکی جان نکالی تو میری بندہ کیا کہا وہ عرض کرتے ہیں کہ اچھا
شکر کیا اور انا اللہ وانا الیکہ راجعون کہا تب حکم ہوتا ہے کہ اس بندہ کے بہر بہشت
میں گھر بناؤ کہ اوسکا نام بیت الحمد یعنی گھر شکر کا رکھا ہے اور پہلوں سے مراد درخت کے
میں وہ نہیں بڑھ کر وہ مال میں داخل ہے اوسکا دوبارہ ذکر کیا ضرور ہے اور جان کی مصیبت پر اوسکو کیا
فوقیت تھی کہ اوسکے بعد ذکر ہو چنانچہ امام شافعی سے منقول ہے کہ خوف اور ہجوک اور روزہ
رمضان کا اور نقصان مال زکوٰۃ اور صدقہ ہے اور نقصان جان مرض اور جان نثاری
خدا کی راہ میں اور نقصان ثمرات اور مزا اولاد کا اور باوجود سب سامان عیش کے اگر خوف
ہو تو سب عیش تلف ہوتا ہے اسلئے اوسکو مقدم کیا گیا کہ اوس سے فی الفور آرام جانا ہی
بہر ہجوک سے عیش مکد ہوتا ہے اور خوف ہلاکت ہے پھر نقصان مال کہ اوس سے ہجوک کا خوف
ہے پھر جہاد کہ غالب الحال قتل ہے پھر مرنا اولاد کا کہ اپنے مرنے سے اتنا غم نہیں ہوتا ہے کہ
نسل کو باقی جانتا ہے اور اولاد کی مرنے سے نسل کو منقطع جانتا ہے اور جبکہ ان کی ناشیوں
میں پوری کفایت اور صبر اور ذکر اور شکر ثابت ہوا اور میت خدا تھا لے لی اون کے لئے
محقق ہوئی تو ان کے حال سے سکوت مت کرو بلکہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کثیر الصبر
الذین راخا اصحابہم مصیبتہ نارت دوان صابرون کو کہ اللہ ساتھ اون کے ہے
اور جب اون پر مصیبت آتی ہے تو صرف صبر اور ترک شکایت ہی پر کفایت نہیں ہے
بلکہ اوسکو وسیلہ اپنی پہنچ کا جان کر قائل ہونے میں کہ اس مصیبت سے کیوں بیکار
اور بیکل ہو دیں کہ انا اللہ ہم خود اپنی جان مال کا مالک نہیں ہیں بلکہ ہم بندہ اور ملک اللہ
تعالیٰ کے ہیں کہ حفاظت ملک مالک کا فتنہ ہے اور ہمارا خدا سب پر غالب ہے تو ہم کسی
نہ دشمن نہ کسی ظالم سے اور نہ کافر سے اور نہ شریک سے اور نہ فرندہ اور گزندہ جانوروں سے
اور ہم کہ ملک اپنے خدا کی ہیں اور ملک کا رزق مالک کے ہوتے ہیں اور ہمارا مالک مالک سب
خیرالون کا ہے تو ہکو نہ چاہئے کہ ہجوک سے خوف کریں اگر ایک وقت ہم ہجوکے ہمیں اور رزق
نہ ملے تو عین حکمت اور مصلحت ہوگی جیسا کہ طبیعت شفق پر مبنی والے کو کھانے ایک وقت سے
لوگنا ہے اور دوسرے وقت بالفرد دیتا ہے اور ایسی ہی ہماری جان اور ہماری اولاد

اور مہاراجاں خاں اوسکی لک ہے ہم کو اور میرا عارینہ قصہ ہے اگر مالک نے اپنی عاریت ہم سے لے لی
تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور باوجود اسکے ہم کو مستحق ثواب ہی اس صبر پر کیل ہے **وَإِنَّا لِلَّهِ رَاغِبُونَ**
اور ہم اوسکی طرف ضرور رجوع کریں گے کہ وہاں جو جو وعدہ فرمائے ہیں سب ہم کو ملین اور
وہاں کی بخشش ایسی ہے کہ نقصان یہاں کا کچھ حقیقت اوس کے سامنے نہیں رکھتا
اور حدیث شریف میں ہے کہ ایک رات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
دو تھانہ کا چراغ گل ہو گیا فرمایا **إِنَّا لِلَّهِ وَإِلَيْهِ رَاغِبُونَ** حضرت عائشہ نے
عرض کیا کہ کیا یہ بھی مصیبت ہی فرمایا کہ ماں جو چیز باعث قاتق ہوا اور اس سے دل کو کچھ
تعلق ہوا سکا جاتا رہنا مصیبت ہو اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جو بروقت مصیبت بے صبری اور بے قراری نہ کرے اور یہ کلمہ پڑھے تو اس مصیبت
کا بدلہ نیک ملے گا اور ثواب دسکا اوسکے لئے جمع ہوتا ہے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ کہتے ہیں کہ
میرے خاوند ابو سلمہ جب مرے تو میں نے کہا کہ انکا بدلہ کون ہوگا کہ یہ بہت نیک ہی مگر میں نے موجب
فرمائے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمہ پڑھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح
ہوا تب معلوم ہوا کہ یہ پلہ لاؤں سے بہتر کچھ عنایت ہوا اور یہی حدیث شریف میں آیا ہے کہ
جب مسلمان کو مصیبت کسی نوع کی پہنچتی ہے تو اس کلمہ کے پڑھنے سے عوض مصیبت کی نیک بانی
ہے اور طبری کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کلمہ خاص ہماری امت کو
ملائے اگلے امتوں کو غایت نہیں ہوا تھا اور یہی نے شعب الایمان میں سعید بن جبیر سے روایت
کی ہے کہ یہ کلمہ اگلے پیغمبروں کو بھی نہ ملا تھا اور ان کی امتوں کا تو کیا ذکر ہے چنانچہ حضرت
یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کے غم مفارقت میں یا اسفا علی یوسف کا کہا اور
یہ کلمہ کہا اور یہی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ چار عادیین جس میں جمع
ہو جاویں اوسکے لئے بہشت میں گہر بنتا ہے اول یہ کہ اپنی سب کاموں میں التجا بخدا ہو
دوم یہ کہ مصیبت پر **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ** کہے سوم یہ کہ لغت الہی پر رحم **اللَّهُ**
کہے چہارم یہ کہ جب کوئی گناہ اوس سے ہو جاوے تو **أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ** کہے اور امام احمد
وابن ماجہ اور بیہقی بروایت امام حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث کرتے ہیں کہ بعد

صالحان
دارالکرام
یہ کلمہ پڑھ کر
جنت عاتق ہوا
سنانے لے
یہ کلمہ پڑھ کر
ان کا بدلہ ہوا
روایتی اس میں
کے پیغمبروں کو
کی جو یہاں سے
دلایقین لاؤں
خدا تعالیٰ پر
کے دن پر
کو بعد ان سے
دی ہر حال میں
کے فاقہ فاقہ
نہ ہوا
عذاب النار
میں اللہ تعالیٰ
خدا تعالیٰ پر
کا فوہود سے
نہ ہوا

گذر جانے مصیبت کے اگر پہر یاد کرے اور اوپر پہر کا کہہ تو خدا ہی تعالیٰ ثواب مصیبت کا دہ بارہ دیتا ہے کہ گویا آج یہ مصیبت واقع ہوئی اور حکیم ترمذی بروایت انس بن مالک بیچ حق نعمت کہنے کے اور اوپر جزع جزع کے کہ مسلمانوں کی فطری عادت ہے ترک کرنا اور کیت استرجاع پڑھنا اور اسکے اوپر حمد و صبر کرنا باعث اجر کامل اور ثواب تبارہ کا ہے گویا کہ وہ نعمت کج ملی ہے اور طبرانی نے حدیث عبداللہ بن عباس کی روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خبر موت کی شکر اللہ ان بقیار ہوتا، پس سب سے کہ جب کسی مسلمان کے مرنے کی خبر سنے لَمَّا نَالَهُ فَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ کہے اور اپنی موت اپنے سامنے دیکھے شہر موت کا جب کسی کے سوئے ذکر ہے چاہیے اپنا بند و ملت کیا یہی مضمون شیخ جامی نے فارسی نظم میں درست کیا۔ اور حضرت ابو امامہ علی کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت سرور عالم کی جوتے کا تسمیہ ٹوٹ گیا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھا اور فرمایا کہ یہ بھی مصیبت ہے اور اسی کے مطابق بزار و بیہقی نے ابو ہریرہ کی حدیث نقل کی ہے کہ ایک تسمیہ جوتی پر یہی استرجاع چاہیے کہ وہ بھی مصیبت ہے اور اس استرجاع پر مستحق ثواب ہونگے بلکہ ابن ابی الدینا اور دیلمی انس کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے چڑے کو تسمیہ کی جگہ دہی کی کلین لگا ئی تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ملاحظہ کر کے فرمایا کہ تو بیت دراز امید رکھتا ہے اور ثواب اس ادنیٰ مصیبت سے بھی محروم رہیگا کیونکہ تسمیہ اور نہ یہ کہہ گا اور نہ اسکے ٹوٹنے پر صبر ہوگا اور نہ اس صبر پر مستحق صلوٰۃ اور رحمت کا ہوگا کہ یہ صلوٰۃ اور رحمت دینا اور لذت دینا سے کسی کو بہتر اور زائد ہیں اور حضرت عائشہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں سے تشریف لائے اور انکو ٹھٹھ مین کاٹا چھڑا تھا تو اسکے درد سے بار بار استرجاع فرماتا تھا اور انکو ٹھٹھ کو ملتی تھی جب مین نے یہ دیکھا تو پاس جا کر کچھ اتر اوسکا دیکھا اور عرض کیا کہ میری ما اور باپ آپ پر خدا ہوں اس قدر خیف زخم سے اس قدر استرجاع اور درد مندی حضرت نے یہ نہ نہ تسمیہ کیا اور میرے کندھے پر تہ پڑ مار کر فرمایا کہ اس خیف سے اس لئے استرجاع ہے کہ یہی چوٹی مصیبت بھی بڑی

مجلس

بی بین پرست
تھوڑا سا
ناچار

دفعہ کی گیندیں
موجا خاوری

بڑی جگہ پر دین

پیش روئی

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

انکے آئینے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اور اسامیہ عمل

۱۰۰

تو ہی ہے
میرے لیے

بہشت میں تم جانا چاہو گے تمہارا رکھنا اور سکودور کرکھو اور دو سہری روایت میں کہ سب سے پہلے یہی آیا ہے کہ دونوں کی ہر دروازہ پر کھڑا ہو گا کہ نگاہوں میں بجائے دیوے ایسی ہی ابن ابی الدین نے کتاب الغری میں لکھا ہے اور یہی ہے انس کی اور حاکم نے برہ اسلمی کی حدیث نقل کی ہے کہ ہم ایک روز خدمت والا میں حاضر تھے کہ کہنے پہ خبر دی کہ ایک انصار کی بیوی کا بیٹا مر گیا ہے وہ بہت بے قرار ہے یہ سن کر حضرت اون لوگوں سمیت جو اس وقت موجود تھے اسکے گھر تشریف لگے اور تسلی اور دلاسا دیا اور پوچھا کہ اس قدر گریہ وزاری کیوں کرتی ہے عرض کیا کہ میرا کوئی فرزند زندہ نہیں رہتا کیونکہ گریہ وزاری نہ کروں پس میں قوی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلط اقوب وہ ہوتا ہے کہ اس کی تمام اولاد زندہ ہو اور دیرہ آخرت ہوا ہو جس عورت سلمان کے تین فرزند مر جادین اور وہ طالب حج ہو تو اسکے وسطے بہشت و جب ہر حضرت ام المومنین عمر رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اگر دو فرزند یا دوین فرمایا کہ تب ہی حکم ہے پہلی ابن کعب قاریوں کے سردار نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا ایک فرزند مر چکا ہے فرمایا کہ اس کا بھی یہی حکم ہے لیکن مصیبت کے اول صدمہ میں صبر چاہیے اور باوجود ان غایات خاصہ کے کہ صبر کرنے والوں کو خوف مصیبت اور گناہ سے مومن کیا اور ہر نگاہ بیا کے کر دیا غایات عامہ ہی کہ موجب گونا گوں ثوابی احزمت کے ہوں عطا ہونگے چنانچہ فرماتے ہیں وَرَحْمَةٌ يُعْنِي اُولَىٰ رِجَالِی مَہْرَبَانِی ہے جان اور مال کی ہلاکی کے عوض میں جیسے دے غایات خاصہ صبر اور ترک گریہ وزاری کی عوض تھا وَ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ اور پہلے گناہیت یافتہ ہیں کہ عین مصیبت میں کہ باعث دوری اور ناخوشنودی و شکایت جناب باری سے ہو دروازہ طرف قرب اور تحصیل خدامندی کے کہولا اور سبب دوری اور حرمان کو عین سبب قرب اور وصال کا کیا اور کمال ہدایت یہی ہے کہ ہر طرف سے اپنی مطلب کا کہوج پیدا کریں اور ہر گوشہ سے اپنا مدد کا کھالین چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حال مومن سے تعجب ہے کہ اوسکے ہر کام میں خیر ہے اگر کوئی حالت خوشی کی پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے اور اس میں سے قرب خداوندی اور استحقاق اجر و ثواب کا حاصل کرتا ہے اور اگر

بہشت میں تم جانا چاہو گے تمہارا رکھنا اور سکودور کرکھو اور دو سہری روایت میں کہ سب سے پہلے یہی آیا ہے کہ دونوں کی ہر دروازہ پر کھڑا ہو گا کہ نگاہوں میں بجائے دیوے ایسی ہی ابن ابی الدین نے کتاب الغری میں لکھا ہے اور یہی ہے انس کی اور حاکم نے برہ اسلمی کی حدیث نقل کی ہے کہ ہم ایک روز خدمت والا میں حاضر تھے کہ کہنے پہ خبر دی کہ ایک انصار کی بیوی کا بیٹا مر گیا ہے وہ بہت بے قرار ہے یہ سن کر حضرت اون لوگوں سمیت جو اس وقت موجود تھے اسکے گھر تشریف لگے اور تسلی اور دلاسا دیا اور پوچھا کہ اس قدر گریہ وزاری کیوں کرتی ہے عرض کیا کہ میرا کوئی فرزند زندہ نہیں رہتا کیونکہ گریہ وزاری نہ کروں پس میں قوی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلط اقوب وہ ہوتا ہے کہ اس کی تمام اولاد زندہ ہو اور دیرہ آخرت ہوا ہو جس عورت سلمان کے تین فرزند مر جادین اور وہ طالب حج ہو تو اسکے وسطے بہشت و جب ہر حضرت ام المومنین عمر رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اگر دو فرزند یا دوین فرمایا کہ تب ہی حکم ہے پہلی ابن کعب قاریوں کے سردار نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا ایک فرزند مر چکا ہے فرمایا کہ اس کا بھی یہی حکم ہے لیکن مصیبت کے اول صدمہ میں صبر چاہیے اور باوجود ان غایات خاصہ کے کہ صبر کرنے والوں کو خوف مصیبت اور گناہ سے مومن کیا اور ہر نگاہ بیا کے کر دیا غایات عامہ ہی کہ موجب گونا گوں ثوابی احزمت کے ہوں عطا ہونگے چنانچہ فرماتے ہیں وَرَحْمَةٌ يُعْنِي اُولَىٰ رِجَالِی مَہْرَبَانِی ہے جان اور مال کی ہلاکی کے عوض میں جیسے دے غایات خاصہ صبر اور ترک گریہ وزاری کی عوض تھا وَ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ اور پہلے گناہیت یافتہ ہیں کہ عین مصیبت میں کہ باعث دوری اور ناخوشنودی و شکایت جناب باری سے ہو دروازہ طرف قرب اور تحصیل خدامندی کے کہولا اور سبب دوری اور حرمان کو عین سبب قرب اور وصال کا کیا اور کمال ہدایت یہی ہے کہ ہر طرف سے اپنی مطلب کا کہوج پیدا کریں اور ہر گوشہ سے اپنا مدد کا کھالین چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حال مومن سے تعجب ہے کہ اوسکے ہر کام میں خیر ہے اگر کوئی حالت خوشی کی پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے اور اس میں سے قرب خداوندی اور استحقاق اجر و ثواب کا حاصل کرتا ہے اور اگر

کوئی حالت ناخوش ظاہر ہوتی ہو تو ستر جاع کرتا ہے اور صبر کرتا ہے اور اس راہ سے بھی نیکی
 الہی اور استحقاق ثواب اور اجر پیدا کرتا ہے گویا ہر طرف سے اسکے لئے قرب کے دروازہ
 کھلے ہوئے ہیں اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ صلوٰۃ میں صیغہ جمع اور رحمت میں صیغہ مفرد
 اختیار کرنے میں کیا نکتہ ہے ایمین یہ نکتہ ہے کہ صلوات عبارت عنایات خاصہ حق سے ہے
 کہ صابرون کو کئی طرح عنایت ہوتی ہے اول یہ کہ جب وہ وقت مصیبت کے یہ عمل
 کریں تو اور لوگ بھی انکی پیروی کر کے یہی طریق اختیار کریں پس ان صابرون کو کارخانہ
 نبوت میں اس طرح شرکت حاصل ہوتی کہ باعث نیک رسم کے ہوتی کہ اور لوگوں نے
 ان کی پیروی سے راہ قرب پایا دوسرے یہ کہ دشمن اور اہل طغنه کہ اکثر مشیاطین انس و
 جن اور حاسد و منافق ہوتے ہیں ان کلمات کے سننے سے ذلیل اور خاسر ہوتے ہیں اور دوسرے
 سے باز رہتے ہیں اس راہ سے ہی منصب پیغمبری میں شرکت حاصل ہوتی کہ کام پیغمبروں کا
 ہمیشہ مشیاطین اور حاسد و منافقوں کو ذلیل کرتا ہے اور درحقیقت جہاد یہی ہے -
 تیسرے یہ کہ بسبب ثابت رہنے اس راہ سے پر اور کوشش اور جہاد دین الہی میں اور رضا بقضا
 میں بمرتبہ علی پہنچنے اور یہ ہی میراث نبوت ہے پس گویا تینوں راہ سے قرب الہی
 میں کہ مخصوص بہ پیغمبران ہے استفادہ کرتے ہیں اور واسطے اشارہ تقدیر اس راہ
 کے لفظ صلوات جمع فرمایا بخلاف لفظ رحمت کے کہ ملول اور سکا تمام اہل طاعت پر
 عام ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے جو بندہ جس راہ سے طاعت اللہ کرے مستحق اس کا
 ہوا و حدیث صحیح میں حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے
 اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ نعمۃ العادلان و نعمۃ العالوۃ یعنی اس آیت میں
 صابرون کے واسطے تین چیز موعود ہوتی ہیں صلوات اور رحمت کہ قرین یکدیگر ہیں اور
 ابتداء اور راہ یا بی اسپر علاوہ اور غرض حضرت امیر المومنین کے اس تفسیر سے یہ ہے کہ
 صلوات اور رحمت اس فرقہ کی ایسی چیز کہ بروز صبر اور استقامت اور ملاحظہ معنی ستر جاع
 کے اپنے واسطے مستوجب کر لیا ہے اور ابتداء فقط وہی ہے جس قسم جذب سے ہے انکے فعل پر
 موقوف نہیں ہے اور عدلین لغت میں اول دوبارہ شکر کو کہتے ہیں کہ دونوں جانب سے

مخبر القرآن

اور چونکہ اس نے
 اپنے اسرار و اسرار
 کے لئے ایک گروہ
 چاہی ہو تو اس
 اور ایک خاصہ
 چن لیا جائے گا
 اپنے دیکھ کر دنیا
 اور شرف و عظمی
 رحمت میں بخیر
 سے اور اذیت
 کہ ان کے اسرار
 قاتل اسرار
 لیتے ہیں
 پر کمال اسرار
 سرور سے اور کمال
 کہ حکم و اسرار
 علیہ السلام تمام
 عالم کے پروردگار
 قوی و عظیم

برابر کر کے شتر پڑھتے ہیں اور علاوہ وہ بچہ خورد ہو کر اون دونوں بار پر رکھا جاتا ہے اور
 اسی مضمون کا اشارہ آیت میں ہے مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَمَنْ
 يُؤْتِ مِنَ اللَّهِ يُهْدِ قَلْبَهُ لِيُفْهَمَ جُوهُورُ كَوْنِي بِمَقْضَىٰ إِيْمَانِ كَ مَصِيبَتِ مِيْن ثَابِتِ رَهْتَا
 اللہ تعالیٰ اس کے واسطے راہ معرفت کہوتا ہے اور اپنی طرف جذب کرتا ہے اور اسی واسطے
 محقق بننے کہا ہے کہ رضا بالقضا کے دو طریقے ہیں صرف اور جذب صرف وہ ہے کہ جو حق
 آدمی کا دل کسی چیز سے متعلق ہو اور اسکی خاطر اتفاقات کمال کی طرف کرے حق تعالیٰ اس
 چیز کو باعث کلفت اور اندوہ و ملال کا کر دے چنانچہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو
 حضرت یوسف علیہ السلام سے کمال محبت ہوئی حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو اس
 دشمنی پیدا کر دی کہ انہوں نے حضرت یعقوب سے اون کو جدا کر دیا اور حضرت یعقوب
 کمال بیخ و ملال اوٹھا کر متضرع واسطے ذکر خدا کے ہوئے اور ایسے ہی حضرت آدم علیہ السلام
 کو جب بہشت سے کمال تعلق ہوا اور پھر شیطان کو مسلط کیا یہاں تک کہ بہشت سے باہر کیا
 اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اپنے عشق اور قبائل سے کہ اہل مکہ تھے زیادہ
 میل ہوا اور یہیں قبائل کو آنحضرت صلعم کی عداوت اور بغض میں قائم کیا یہاں تک کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالاضطرار مکہ سے باہر تشریف لے گئے اور جب مدینہ منورہ میں
 حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اتفاقات کلی پیدا ہوئے منافقوں کو وہ علاوہ
 بسبب بہمت دروغ بیفروغ کے صفائی اوس محبت کو کد کر کیا اور علی ہذا القیاس تمام
 بندوں پر گزیدوں کے ساتھ ہی معاملات واقع ہوا اور جذب یہ ہے کہ آدمی کو اپنے
 خیال میں ہندو مغلوب کرے کہ وہ اپنے ہی پیغمبر ہو جاوے چہ جائے خط نفس جیسے کہ بادشاہ
 کا کمترین نوکر جو وقت اوس کے روبرو ہوتا ہے عظمت بادشاہ سے اپنی تمام لذائذ قبول
 جاتا ہے اور اس حالت میں خود بخود رضا بقضا حاصل ہو جاتی ہے اور راہ اول میں ضرورت
 و دشوار اور مشکل سمجھتے ہیں اور جذب کو ہمیشہ سہل جانتے ہیں اور اسی واسطے کہا ہے
 فرمایا میں زیبا ہے رندی چوڑ کر تقویٰ کے کہ یہ منزل ہمارے حوصلہ سے دور تر ہے
 بیان فضائل صابرون سے فایز ہوئے اب بطریق اجتہاد کے فرماتے ہیں کہ اگر تمکو

حقیقت خاصہ ہمارے مین کہ صابرون اور اہل بلا سے ہتھے ہیں اور اونپر صلوات اور رحمتیں نازل کرتے ہیں اور شیوا خلاق اور ہرنگ ابنیا علیہم السلام کے کرتے ہیں شک ہے پس دلیل اس مدعا کے اپنے فہم کے موافق سنوران الصفا والہرقة تحقیق صفا اور مردہ کہ دو چوٹے چوٹے پہاڑ ہیں۔ صفا مقابل کعبہ مظلہ کے جانب شرق مائل بہ جنوب ہے اور مردہ مائل بشمال ہے اور صفا ایک بڑے پہاڑ کی جڑ ہے کہ اسکو ابوقیس کہتے ہیں اور مردہ کو قیقان کی ناک ہے اور حجر اسود سے صفا تک دو سو باسٹھ گز اور اٹھارہ گز مسافت ہے اور صفا سے مردہ تک سات سو ستر گز مسافت ہے اور اصل میں ہے دونو چوٹی پہاڑ یاں مثل اور پہاڑوں کے تھے انکو کچھ بزرگی نہ تھی بلکہ کلائی اور جودت میں کہ جو ہر سنگ ہے اور پہاڑوں سے کمتر ہیں لیکن دو آدمیوں صابرون رضی بقضا خدا نے کہ حضرت ماجرا اور حضرت اسمعیلؑ ہیں ان دونو مقاموں کے نیچے کہ جہان فی الحال چاہ زفرم ہے اپنے تئیں حکم خدا بلا میں ڈال کر اوترا فرمایا اور اس جنگل کو ہستان میں کہ نہ پانی نہ گھاس نہ آدمی نہ انیس تھا دشمنوں اور جانوروں اور دروہوں کے خوف پر رہی ہو گئے اور گسنگی و تشنگی کو فقط فرمانبرداری حکم الہی کے واسطے کہ زبانی پیغمبر وقت ابراہیم علیہ السلام کے سنا تھا گوارا کر کے سکونت اختیار کی اور حضرت ہاجر کو خیال اپنے فرزند حضرت اسمعیلؑ کے موت کا بلکہ اپنی موت کا بھی اوس حالت میں کالیقین تھا باوجود ان مصیبتوں کے خدا کی مرضی کے واسطے صبر اختیار کیا جب حضرت اسمعیلؑ سبب تشنگی کے قریب بہلاکت ہوئے حضرت ہاجر بے تاب ہو کر اول کوہ صفا پر کہ قریب تھا آئے اور پہر جب وہاں مقصد حاصل نہ ہوا تو میدان میں ہو کر مردہ بجاگا کر آئے اسی طرح سات دفعہ گردش کی حتیٰ تعالیٰ نے معیت خاصہ اپنے کو ظاہر فرمایا اور بانی زفرم غیب سے جوش کرایا اور اس معیت کا اثر یہ ہوا کہ جو کوئی مصیبت دلوں کی پیروی کر کے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان او نہیں کے طور اگر بھاگے مقبول جناب الہی ہو یہ دونوں پہاڑ حمل اجابت دُعا ہوئے یہاں تک کہ چوٹوں پہاڑ اب من شعائر اللہ خدا کے نزدیک علامات دیداری سے ہیں اور شعائر

ان صفا اور مردہ
دو چوٹے چوٹے پہاڑ ہیں
صفا مقابل کعبہ مظلہ کے
جانب شرق مائل بہ جنوب ہے
اور مردہ مائل بشمال ہے
اور صفا ایک بڑے پہاڑ کی
جڑ ہے کہ اسکو ابوقیس
کہتے ہیں اور مردہ کو
قیقان کی ناک ہے اور حجر
اسود سے صفا تک دو سو
باسٹھ گز اور اٹھارہ گز
مسافت ہے اور صفا سے
مردہ تک سات سو ستر گز
مسافت ہے اور اصل میں
ہے دونو چوٹی پہاڑ یاں
مثل اور پہاڑوں کے تھے
انکو کچھ بزرگی نہ تھی
بلکہ کلائی اور جودت میں
کہ جو ہر سنگ ہے اور
پہاڑوں سے کمتر ہیں
لیکن دو آدمیوں صابرون
رضی بقضا خدا نے کہ
حضرت ماجرا اور حضرت
اسمعیلؑ ہیں ان دونو
مقاموں کے نیچے کہ جہان
فی الحال چاہ زفرم ہے
اپنے تئیں حکم خدا بلا
میں ڈال کر اوترا فرمایا
اور اس جنگل کو ہستان
میں کہ نہ پانی نہ گھاس
نہ آدمی نہ انیس تھا
دشمنوں اور جانوروں اور
دروہوں کے خوف پر رہی
ہو گئے اور گسنگی و
تشنگی کو فقط فرمانبرداری
حکم الہی کے واسطے کہ
زبانی پیغمبر وقت
ابراہیم علیہ السلام کے
سنا تھا گوارا کر کے
سکونت اختیار کی اور
حضرت ہاجر کو خیال
اپنے فرزند حضرت
اسمعیلؑ کے موت کا
بلکہ اپنی موت کا بھی
اوس حالت میں کالیقین
تھا باوجود ان مصیبتوں
کے خدا کی مرضی کے
واسطے صبر اختیار کیا
جب حضرت اسمعیلؑ
سبب تشنگی کے قریب
بہلاکت ہوئے حضرت
ہاجر بے تاب ہو کر
اول کوہ صفا پر کہ
قریب تھا آئے اور
پہر جب وہاں مقصد
حاصل نہ ہوا تو میدان
میں ہو کر مردہ بجاگا
کر آئے اسی طرح سات
دفعہ گردش کی حتیٰ
تعالیٰ نے معیت خاصہ
اپنے کو ظاہر فرمایا
اور بانی زفرم غیب
سے جوش کرایا اور اس
معت کا اثر یہ ہوا کہ
جو کوئی مصیبت دلوں
کی پیروی کر کے ان
دونوں پہاڑوں کے
درمیان او نہیں کے
طور اگر بھاگے
مقبول جناب الہی ہو
یہ دونوں پہاڑ حمل
اجابت دُعا ہوئے یہاں
تک کہ چوٹوں پہاڑ
اب من شعائر اللہ خدا
کے نزدیک علامات
دیداری سے ہیں اور
شعائر

اصل میں حج شعیہ یا شمارہ کی معنی علامت ہے اور عرف دین میں شوائر الد مکانات
 اور زمانوں اور علامات اور اوقات عبادت کو کہتے ہیں لیکن مکانات عبادت جیسی کعبہ
 اور عرفہ اور مزدلفہ و جاثر ثلثہ و صفا و مروہ اور مکہ تمام مساجد میں اور زمانے عبادت
 کے جیسے رمضان اور ماہ ہائے حرام اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور جمعہ اور ایام تشریق
 زمین اور علامات عبادت جیسے اذان و اقامت و ختنہ و نماز بجا عت و نماز جمعہ
 و نماز عیدین میں اور ان سب چیزوں میں علامت کے معنی متحقق ہیں اس واسطے
 کہ مکان و زمان عبادت سے کیا بلکہ معبود سے یاد دلاتے ہیں بالجملہ صفا اور مروہ کا
 شوائر اللہ سے ہونا فقط بسبب برکت صبر حضرت ابرہہ کے ہے کہ میت خاصہ حضرت
 حق جل و علا کے ان دو پہاڑوں کے درمیان اون کے حق میں جلوہ گر ہوئے
 اور حل مشکل ہوئے اور اوس وقت سے ان دونوں پہاڑوں میں معنی شوائر الد
 کے بمنزلہ جو ہر ذاتی کے ہو گئے اور یہ معنی ان دونوں سے بسبب کسی عارضے کی
 جدا نہیں ہوتے جیسی خانہ کعبہ کفار کے چند روز میت الا صنم اور بت خانہ ہونے
 سے قبلہ اور مطاف ہونے اہل جہان سے ساقط نہ ہوا اس واسطے کہ جو چیز بالذات
 ہے اوس چیز سے کہ بالحوارض ہے زائل نہیں ہوتے ایسے ہی صفا کا پہاڑ اس سبب
 کہ جاہلان کہ انہر اپنی اساف اور ناکہ رکھ کر پوجا کیا کرتے تھے شوائر الد ہونے
 سے مغزول ہونے لگے اور اساف و ناکہ اصل میں مرد و عورت تھے کہ شہوت کے
 سبب عین ملک میں ایک نے دوسرے پر ہاتھ چلایا اور ارادہ زنا کیا اس سبب سے
 وہ دونوں پتھر ہو گئے تھے اور عقلاے اوس زمانہ نے عبرت کی واسطے اساف کو صفا پر
 اور ناکہ کو مروہ پر رکھ دیا تھا جاہلون نے اون پتھروں ترشیدہ کو بت خیال کر کے
 اپنا معبود قرار دیا اور گمراہی میں ہتھ گرد قرار ہوئے کہ بت مسوخ کو بت مصنوعی سے
 نہ پہچانا اور ہر سال میں برتیش کے واسطے حج ہوتے تھے فصیح البیت پس
 کوئی خانہ کعبہ کا عرفات سے حج کرے او اعظم یا اپنے گھر دیا ہر حرم سے عمرہ کرے
 حج اور عمرہ میں یہ فرق ہے کہ حج میں عرفات پر جانا اور پھر اوس جگہ سے طواف

اور زمانوں اور علامات اور اوقات عبادت جیسی کعبہ اور عرفہ اور مزدلفہ و جاثر ثلثہ و صفا و مروہ اور مکہ تمام مساجد میں اور زمانے عبادت کے جیسے رمضان اور ماہ ہائے حرام اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور جمعہ اور ایام تشریق زمین اور علامات عبادت جیسے اذان و اقامت و ختنہ و نماز بجا عت و نماز جمعہ و نماز عیدین میں اور ان سب چیزوں میں علامت کے معنی متحقق ہیں اس واسطے کہ مکان و زمان عبادت سے کیا بلکہ معبود سے یاد دلاتے ہیں بالجملہ صفا اور مروہ کا شوائر اللہ سے ہونا فقط بسبب برکت صبر حضرت ابرہہ کے ہے کہ میت خاصہ حضرت حق جل و علا کے ان دو پہاڑوں کے درمیان اون کے حق میں جلوہ گر ہوئے اور حل مشکل ہوئے اور اوس وقت سے ان دونوں پہاڑوں میں معنی شوائر الد کے بمنزلہ جو ہر ذاتی کے ہو گئے اور یہ معنی ان دونوں سے بسبب کسی عارضے کی جدا نہیں ہوتے جیسی خانہ کعبہ کفار کے چند روز میت الا صنم اور بت خانہ ہونے سے قبلہ اور مطاف ہونے اہل جہان سے ساقط نہ ہوا اس واسطے کہ جو چیز بالذات ہے اوس چیز سے کہ بالحوارض ہے زائل نہیں ہوتے ایسے ہی صفا کا پہاڑ اس سبب کہ جاہلان کہ انہر اپنی اساف اور ناکہ رکھ کر پوجا کیا کرتے تھے شوائر الد ہونے سے مغزول ہونے لگے اور اساف و ناکہ اصل میں مرد و عورت تھے کہ شہوت کے سبب عین ملک میں ایک نے دوسرے پر ہاتھ چلایا اور ارادہ زنا کیا اس سبب سے وہ دونوں پتھر ہو گئے تھے اور عقلاے اوس زمانہ نے عبرت کی واسطے اساف کو صفا پر اور ناکہ کو مروہ پر رکھ دیا تھا جاہلون نے اون پتھروں ترشیدہ کو بت خیال کر کے اپنا معبود قرار دیا اور گمراہی میں ہتھ گرد قرار ہوئے کہ بت مسوخ کو بت مصنوعی سے نہ پہچانا اور ہر سال میں برتیش کے واسطے حج ہوتے تھے فصیح البیت پس کوئی خانہ کعبہ کا عرفات سے حج کرے او اعظم یا اپنے گھر دیا ہر حرم سے عمرہ کرے حج اور عمرہ میں یہ فرق ہے کہ حج میں عرفات پر جانا اور پھر اوس جگہ سے طواف

خانہ کے واسطے آنا شرط ہے اور عمرہ میں عرفات پر جانا شرط نہیں ہے اگر کوئی عمرہ باہر کرے تو چاہیے کہ سیدہ مکہ میں آجائے اور طواف کرے اور اگر مکہ کا رہنے والا ہے تو چاہیے کہ حرم کے باہر سے احرام باندھ کر آوے اور طواف خانہ کعبہ کرے اور نیز حج سال بہرین فقط ایک دفعہ ہے کہ عرفات میں بروز عرفہ نوین فی الحج کو جانا شرط ہے اور یہ روز سال بہرین مکہ نہیں آتا اور عمرہ ہر روز ہو سکتا ہے کوئی وقت اس کے مقرر نہیں ہے اور بہر حال صفاء و ہر ہاگنا ان دونوں صورتوں میں ضرور ہے پس جو کوئی قصد حج و عمرہ کرے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اَوْ بِسَبَبٍ مَّشَابِهٍ کَفَّار اور بت پرستوں کو خطہ اور گناہ نہیں ہے اِنْ یَطْلُقَ فَرَجَہَا کہ خانہ کعبہ کے طواف کی تاکید و تمامی کیواسطے ان دونوں پہاڑوں کا طواف کرے اوسط کے خطرہ اور گناہ بسبب مٹا بہت کفار اور بت پرستوں کو سبکہ معتبر ہے کہ جہاں حکم شرع وارد نہ ہوا ہو اور یہ دونوں پہاڑ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے وقت سے جاے طواف اور سعی میں اور بتوں کی رکھی ہونے سے مطاف ہونے سے خارج نہیں ہوئی میں جیسے کہ خانہ کعبہ بتوں کے رہنے سے مطاف ہونے سے خارج ہوا پس حج و عمرہ اس خانہ کا اس حالت میں کرتے ہو تو طواف ان دونوں پہاڑوں کا کیوں نہیں کر سکتے اور اگر ہودی اور نصاریٰ تمہارے پرطن کرین اور کہیں کہ تم مکانات بتوں کی تعظیم کرتے ہو اور طواف کرتے ہو اور مٹا بہت کفار اور بت پرستوں کی گوارا رکھتے ہو اور یہ سب نہ ہوں کے مخالفت ہے پس اس وطن کی پروا مت کرو اور تنگدل مت ہو اوسط کے معاملہ خدا سے ہے اور تمہاری نیت حج اور عمرہ کرنے کی ہے نہ کہ تعظیم بتوں کی اور حج و عمرہ کرنا بلا شبہ امر نیک اور طاعت ہے وَمَنْ تَصَلَّ عَیْکُمْ اور جو شخص کہ بقصد امر نیک کے طاعت بجالا یا فَإِنَّ اللہَ شَکَرُکُمْ پس تحقیق اللہ تعالیٰ قدور ان ہے اس کے عمل کو ضایع نہ کرے گا اگرچہ ظاہر کفاروں سے ایک طرح کے مشابہت ہو جیسا روز عاشورا کا روزہ عَزَّیْلَہ یعنی عمل کرنے والوں کی نیت کو جانتا ہے پس جو کوئی ان مکانات میں بتوں کی تعظیم کے واسطے جاتا ہے اس کا عمل رَوَّ کر دیتا ہے اور جو کوئی شاعر اس کا ذکر کرتا ہے اسی قبول کرتا ہے سعید بن منصور اور عبد بن حمید

اور بتوں کی نیت سے
ترس خدا تعالیٰ کی
اور ترس باب دوا
اور دکان کی دوا
بڑا باہریم اور بتا
بڑا اسماعیل اور بتا
افق علیہ السلام میں
ہی ایک خطہ بتوں کی
اور عمرہ کی دوا
سکا
میں اور بتوں کی
بن غلث ائمہ
قد خلعت کفما
مالکیت و کفما
مالکیت و کفما
مستلکون کفما
یومئذ کفما
ایک جماعت ہی
یعنی حضرت ابراہیم
اور حضرت اسماعیل

صحیح النسخ

اور حضرت ابراہیم

اور حضرت یعقوب

علیہم السلام اور ان

کی اولاد سودہ گزشتہ

آں کے واسطے ہے

بدان کا مون کا جو

میں ہونے لگے

اور تیار ہے واسطے

بدان کا مون کا جو

نہنے لگے اور کرتے ہو

اور نہ تو چھانڑے

بچہ تھے نہ چھینے

میں کے کا مون کے

فصل

یہودیوں کی تین

یوں تھا کہ ان کا

کے سنا ہون میں

اور اگر فقاہی

اور ان کے خواب

میں جی اور لاؤ

میں جی

و این جریر اور محدث شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ کوہ صفا پر ایک بیت تھا کہ او کا نام اس
 تھا اور کوہ مروہ پر بھی ایک بیت تھا کہ او کو نائل کہتے تھے اور جاہل لوگ جب خانہ کعبہ کی
 طرف کے بعد ان دونوں پہاڑوں میں سعی کرتے تب ان دونوں بتوں کو بوسہ دیتے جب
 آنحضرت صلیہم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور سورہ حج میں خانہ کعبہ کی طرف کا حکم ہوا اور
 سعی در میان صفا اور مروہ کے مذکور ہوئی تب آدمیوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صفا
 اور مروہ میں اون دو بیت اہل جاہلیت کے واسطے دوڑتے تھے اون میں دوڑنا ہر
 اللہ سے نہیں ہے پس ہکو کیا ضرور ہے کہ ان میں دوڑیں اور سعی کریں بلکہ خوف استیلا
 ہے کہ اگر ہم بھی اسی طرح دوڑیں تو مشابہت جاہلون سے ہو جاوے اللہ تعالیٰ نے
 یہ ہدایت نازل فرما کر خطرہ گناہ کا اون کے دل سے دفع کیا اور نیز بھی محدثین مجاہد سے
 روایت کرتے ہیں کہ انصاری طعن کرتے تھے کہ ان دو فہرہوں میں سعی کرنا امر جاہلیت
 سے ہے مذہب حکام ابراہیم علیہ السلام سے نہیں ہے تب یہ آیت نازل ہوئی اور
 صحیح بخاری و مسلم میں بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسا وارد ہوا ہے کہ
 انصاری لوگ جاہلیت میں منابت کو پوجتے تھے اور جب یہ قاعدہ تھا کہ دوسرے مکان
 بت پرستی میں نہیں جایا کرتے جب عمل اسلام ہوا تو انصاری لوگ بسبب اپنی عادت
 کے اندیشہ ناک ہوئے اس سبب یہ آیت نازل فرمائی اور بالجملة مدلول اس آیت کا یہ
 ہے کہ صفا اور مروہ متعبدات خدا اور شقائق اللہ سے ہیں اور جب کوئی چیز بدلیل
 قطعی شقائق سے ثابت ہو تو مشابہت کفار اور چیز میں موثر نہیں ہوتی اور نیت
 اپنی خالص خدا کی عبادت کے واسطے کر کے اوس امر کو بجا لاوے اور مشابہت کفار
 اس وقت موجب حرمت ہوتی ہے کہ وہ فعل بدیل قطعی ثابت نہوا ہو جیسے تعظیم نور
 اور ہرجان اور عیاد ہنود جیسے ہولی و والی بسنت دسہرہ کے یا اون کے لباس
 سے مشابہت کرنا اور ان کے معابد میں جانا اور داڑھی و مونچھوں کو وقت مصیبت
 منات کرنا اور زنا رگی میں ڈالنا اور کھانے پینے کے وقت قہدا سر اور
 ان کو برہنہ کرنا اور اگر فقط مشابہت کفار کو افعال مرضیہ الہی میں ہو موجب

حرمت نہیں تو لازم آتا کہ حج و عمرہ اور ختنہ اور عقیقہ اور عاشورے کا روزہ اور قربانی اور
 حرمت کے مہینوں کی تعظیم اور بدی شتر و قلابہ وغیرہ منسوب ابراہیمی کہ کفاروں کے
 وقت میں رائج تھی یا نماز کسوف و خسوف اور صدقہ دینا اور آزاد کرنا غلام کا اور صیافت
 جہان اور راہ پر پانی پلکار کرنا مسافروں کے واسطے کہ معمول ہنود ہے سب حرام ہوتے ہیں
 اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ہماری شریعت میں کیا
 حکم رکھتا ہے ہر چند ظاہر اس لفظ سے سمجھا جاتا ہے فَذُكِّرَ كَاحَ عَلِمَهُ اَنْ يَكُوْفَ بِهَمَا
 کہ یہ عمل ضروری نہیں ہے اور کرنا نہ کرنا اسکا برابر ہے لیکن لفظ شتائر اللہ صریح دلالت
 کرتا ہے کہ یہ عمل ضروری ہے اور شارع کے نزدیک مطلوب اس واسطے کہ شخص صحت
 صلے اللہ علیہ وسلم نے دفع توہم کے واسطے کہ اول لفظ سے پیدا ہوتا ہے ارشاد
 فرمایا اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمْ السَّعْيَ فَاَسْعَوْا یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے پر
 صفا اور مروہ کو درمیان سعی فرض کی پس سعی کرو تم شافعیہ ظاہر لفظ کتب سے کہ
 قرآن شریف میں اکثر ایجاب کے واسطے ہر جیسے کتب علیکم القصاص
 فی القتلی و کتب علیکم العیسا وغیرہ سے تمک کر کے فرضیت اس سعی کے
 قائل اور اسکے ترک سے حج اور عمرہ کو باطل کرتے ہیں اور اسکا تدارک قربانی وغیرہ
 دینے سے ممکن نہیں گنتی جیسے کہ شان اکان سے ہے اور حنیفہ کہتے ہیں کہ یہ ہر
 احاد ہے اور قرآن شریف میں جو لفظ کہ طلب اس سعی پر دلالت کرتا ہے فقط
 لفظ شتائر اللہ ہے اور شتائر اللہ کا فرض ہونا لازم نہیں ہے جیسے انوان اور جماعت
 اور نماز عیدین و قربانی وغیرہ پس احتیاط اس میں ہے کہ اس کا ترک عمل میں
 تجویز نہ کیا جاوے لیکن عفتاد میں فرضیت ہونے میں جرأت کرنی چاہیے
 اور ان کے نزدیک یہی معنی واجب کے ہیں اور جس صورت میں کہ ترک
 ہو جاوے تو اس کا تدارک فرج ہدی سے ممکن ہے اور مالک موطا میں اور
 بخاری و مسلم و دیگر اصحاب صحاح عودہ ابن الزبیر سے کہ ام المؤمنین حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے

یہ خطبہ پڑھا
 کیا ہے اس کے آگے اسکا
 الیہ ارفاق الیہ
 ذوالقربی
 ہفت روزہ قبل
 عیدہ و عیدہ
 و عیدہ کان
 الشریکین اور
 کہ یہ بھی ہو جاوے
 نظر ان کے میں کہ
 غایب ہی دین کا
 تو کہ اسے جو صلاہ
 علیہ السلام کہ میں
 مانستہ تمہارا کہنا لیکہ
 تا بعد ازیں کہ میں
 جو بار بار میم علیہ السلام
 کی غریب کی جو وہ
 سبب اسے دین

حضرت ام المؤمنین کی خدمت میں عرض کیا کہ اس آیت میں غور فرماؤ ان الصفا و
 الطواف من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان
 یطوف بہما کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ان دونوں پہاڑ کا طواف
 نہ کرے تو کچھ خوف نہیں حضرت ام المؤمنین نے فرمایا کہ بد کہا تو نے اور اگر سمجھا اگر یہ
 مرد ہوتے تو یوں ارشاد ہوتا کہ فلا جناح علیہ ان لا یطوف بہما
 اور اب کہ نفی گناہ طواف سے فرمائی تو امکان عام شرعی ثابت ہوا کہ محل وجوب
 اور ندب اور اباحت کی ہے لیکن جب ان الصفا و الطواف من شعائر اللہ فرمایا
 اور انحضرت صلعم نے بھی مداومت طواف ان دونوں پہاڑوں کے حج اور عمرہ میں کے
 تو معلوم ہوا کہ یہ طواف واجب ہے اور نفی گناہ طواف سے اس واسطے ہے کہ الضاری
 منات کو پوچھتے تھے اور وہ ایک بت ہر کوہ شلل پر کہ مقابلہ مضم قدید کے اور اس کے
 زیارت کی واسطے مدینہ سے حرام باندھتے تھے اور صفا اور مروہ پر جانے سے بسبب سان
 اور ناکہ کے احتراز کرتے تھے حق تعالیٰ نے اس شبہ کے دفع کے واسطے نفی گناہ
 فرمائی پس حقیقت میں جو اباحت کہ اس لفظ سے متبادر ہوتے ہے راجح بوجود
 و دونوبت کے حالت طواف میں ہے نفس طواف کے ساتھ مثلاً اگر کسی کے
 کپڑے پر درہم شرعی سے کم نجاست پڑ جاوے اور خفی فقیہ کہے کہ لا جناح
 علیک ان تصلی فیہ صلوۃ الظہر تو اس سے اباحت نماز نہیں سمجھی جاتی بلکہ
 مباح ہونا نجاست کا حالت نماز میں سمجھا جاتا ہے مان اگر ترک طواف کو صریح مباح
 کرتے تو البتہ یہ سمجھنا درست ہوتی ابن جریر قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ کان
 من سنة ابراہیم و اسمعیل علیہ السلام الطواف بینہما یعنی طواف
 صفا و مروہ سنت ابراہیم و اسمعیل سے ہے اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے
 ہیں کہ جب آپ نے لوگوں کو صفا و مروہ کے درمیان طواف کرتے دیکھا فرمایا
 کہ یہ میراث مادر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ہے کہ تمہارے واسطے چوڑے ہی
 اور خلیب ابن جہیر سے روایت کرتے ہیں کہ اقبل ابراہیم و معہ ہاجر

مخرج القرآن

اور نہ ہون

عاجلہ سے اور نہ تھا

ابراہیم علیہ السلام

لے والوں سے

اور حق تعالیٰ امتحان

اللہ و ما انزل

البتہ و انزل

الی انہ فیہ و

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

و یعیل و یعیل

واسمعیل علیہ السلام فوضعهما عند البیت فقالت اللہ امرک بهذا
 قال نعم فطش الصبی فظطرت فاذا اقرب الجبال الیہا الصفا فسطعت فطرت علیہ
 فظطرت فلم تر شیئا ثم نظرت فاذا اقرب الجبال الیہا المروة فظطرت
 فلم تر شیئا ثم اقبلت الی الصفا قال فہی الاول من سعی بین الصفا والمروة
 الی اخر القصة یعنی آئے حضرت ابراہیمؑ مہاجر و اسماعیلؑ کے اور رکھا اور نگو بیت اللہ کے
 پاس ہاجرہ نے کہا کیا خدائے پہرہ حکم دیا ہے کہا کہ ہاں پہرہ یا سنا ہوا اگر کا پہرہ دیکھا کہ پہرہ
 صفا کی بہت پاس ہے دوڑ کر اوپر چڑھ گئیں اور دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا پہرہ دیکھا کہ مروہ بہت
 پاس ہے اوپر جا کر دیکھا تو کچھ نہ دیکھا پہرہ آئی صفا پر تو کہا حضرت نے کہ ہاجرہ نے
 سب سے پہلے صفا و مروہ میں سعی کی اور ابو داؤد و ترمذی بروایت حضرت عائشہ
 روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما جعل الطواف
 بالبيت والسعی بین الصفا والمروة ورمی الجمار کا قامة ذکر اللہ کا
 لغیرہ یعنی طواف کعبہ اور سعی در میان صفا اور مروہ اور پتھروں کا پہنکنا فقط ذکر
 اللہ قائم رکھنے کے واسطے مقرر کیا گیا ہے نہ اور بات کے لئے اور ابن ابی شیبہ حضرت
 امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی خانہ کعبہ کا
 حج قصد کر کے آوے تو چاہیے کہ اول خانہ پاس آوے اور گرد اگر دسات فہ
 پہرے پہر مقام ابراہیمؑ پاس آوے اور دو گھنٹ نماز طواف او سکے پیچھے ادا کرے اور پہر
 صفا کی طرف متوجہ ہووے اور اس قدر بلندی پر چڑھے کہ خانہ کعبہ دکھلائے دیوے
 اس وقت متوجہ خانہ کے طرف کھڑا ہو کر سات دفعہ تکبیر کہے اور دو تکبیر کے درمیان
 حمد و ثنا خدا تعالیٰ اور درود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا رہے اور پہر مروہ پر جا کر
 یہی عمل کرے اور نیز بروایت ابن عباس مروی ہے کہ سات جگہ ہات اٹھانا چاہیے
 اول جب نماز کی واسطے کھڑا ہووے دوسرے جب کہ خانہ کعبہ کو دیکھتے ہیں تیسرے صفا پر
 چڑھتے مروہ پر پہنچنے عرفات میں وقت وقوف چھٹے مزدلفہ میں وقت وقوف
 ساتویں وقت رمی الجمار کے اندر تہی روایت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں طواف صفا

اور ابراہیمؑ کے پاس
 ہاجرہ نے کہا کیا خدائے پہرہ حکم دیا ہے
 کہا کہ ہاں پہرہ یا سنا ہوا اگر کا پہرہ دیکھا کہ پہرہ
 صفا کی بہت پاس ہے دوڑ کر اوپر چڑھ گئیں اور دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا پہرہ دیکھا کہ مروہ بہت
 پاس ہے اوپر جا کر دیکھا تو کچھ نہ دیکھا پہرہ آئی صفا پر تو کہا حضرت نے کہ ہاجرہ نے
 سب سے پہلے صفا و مروہ میں سعی کی اور ابو داؤد و ترمذی بروایت حضرت عائشہ
 روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما جعل الطواف
 بالبيت والسعی بین الصفا والمروة ورمی الجمار کا قامة ذکر اللہ کا
 لغیرہ یعنی طواف کعبہ اور سعی در میان صفا اور مروہ اور پتھروں کا پہنکنا فقط ذکر
 اللہ قائم رکھنے کے واسطے مقرر کیا گیا ہے نہ اور بات کے لئے اور ابن ابی شیبہ حضرت
 امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی خانہ کعبہ کا
 حج قصد کر کے آوے تو چاہیے کہ اول خانہ پاس آوے اور گرد اگر دسات فہ
 پہرے پہر مقام ابراہیمؑ پاس آوے اور دو گھنٹ نماز طواف او سکے پیچھے ادا کرے اور پہر
 صفا کی طرف متوجہ ہووے اور اس قدر بلندی پر چڑھے کہ خانہ کعبہ دکھلائے دیوے
 اس وقت متوجہ خانہ کے طرف کھڑا ہو کر سات دفعہ تکبیر کہے اور دو تکبیر کے درمیان
 حمد و ثنا خدا تعالیٰ اور درود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا رہے اور پہر مروہ پر جا کر
 یہی عمل کرے اور نیز بروایت ابن عباس مروی ہے کہ سات جگہ ہات اٹھانا چاہیے
 اول جب نماز کی واسطے کھڑا ہووے دوسرے جب کہ خانہ کعبہ کو دیکھتے ہیں تیسرے صفا پر
 چڑھتے مروہ پر پہنچنے عرفات میں وقت وقوف چھٹے مزدلفہ میں وقت وقوف
 ساتویں وقت رمی الجمار کے اندر تہی روایت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں طواف صفا

اور مردہ میں سنت بصرہ کے صفا سے بچ کر اکثر شیعہ میل گاہ تک بہتہ بہتہ چلی اور یہاں سے
جب تک بچہ آوے دوڑ کر چلی اور پھر بہتہ بہتہ روانہ ہو یہاں تک کہ مردہ پر پہنچ جاوے
اور پھر مردہ سے صفا تک بھی عمل کرے اور بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ
جب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حج ادا کر چکے اسی مقام پر لبیک کہتے
ہوئے دوڑے اور خباب الہی سے لبیک بعدی جواب سنا اور حضرت کی دعا اس مقام پر
یہ ہے کہ رب اغفر وارحم انک انت اعلم الکمرہ اور عبداللہ ابن عمر وادوار و صحابہ
سے اس مقام پر پڑے دعائیں منقول واثور ہیں اور اس جگہ اب یہ بیان کرتے ہیں
کہ اس مقام پر ظاہرین فقہاء کے واسطے اعتراض عظیم ہے اور منشاء اعتراض کا یہ ہے کہ
سنہ ایک سو چونتہ پندرہ ہجری میں جب مہدی عباسی حج ادا کرنے کے واسطے حکم فرمایا کہ جس
جگہ آنحضرت صلعم سہی کیا کرتے تھے داخل مسجد حرام ہوا اور مہدی خانہ محمد بن عبدو ابن جعفر کا
کہ متصل مسجد حرام کے ہر سعی کے واسطے مقرر ہوا پس ظاہرین فقہاء کو اس سبب سے
مشعبہ عظیم پیدا ہوا اور کہا کہ سعی درمیان صفا اور مردہ کے امور تعبدیہ سے ہے کہ متعلق
مکان میں سے ہے اور اوس سے عدول جائز نہیں ہے چنانچہ طواف خانہ کعبہ کا اور قصر
عرفات میں ہے اور چونکہ اس قسم کی عبادت غیر مکان میں بہتہ بہتہ نہیں پس ان لوگوں
سہی ضائع جاتی ہے ہوا واسطے کہ سعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معلوم نہیں اور وہ جگہ
داخل مسجد ہوئی اور مسجد میں سعی مکن نہیں ہے اسکا جواب اہل تقلید کے حق میں یہ ہے
کہ اوس وقت امام مالک امام ابو یوسف و امام محمد اور امام شافعی اور امام احمد موجود تھے اور
اسی زمانہ کے قریب مرتبہ اجتہاد کو پہنچی تھے اور کسی نے تحویل اور تبدیل سعی پر
الٹا کر کیا پس اجماع متحقق ہو گیا اور اہل تحقیق کے حق میں یہ جواب ہے کہ مطلوب
شارع کا صفا اور مردہ کے درمیان سعی کرنا ہے اور اوس وقت راہ راست
ان دونوں پہاڑوں میں مسلوک تھا اوس میں سعی کرتے تھے بعد دوسرا
رستہ ان کے درمیان مسلوک ہوا تو یہ راہ قائم مقام راہ سابقہ کے
ہوئی چنانچہ جیسے مسجد میں احتیلاج کے واسطے زمین شارع عام داخل

مخرج القرآن
 اوست میرا
 سے حکم برائے
 ان ائمہ اربعہ
 ما ائمتہ
 فقل ائمتہ
 وان لو کونام
 ہمتی شقاق
 مسکفیکم
 اللہ و ہما
 شیعہ علیہ
 بہر ارباب الدین
 ہدی اویضانی
 مخرج نماز کا
 سب پیغمبر
 ہدی نماز میں
 شیعہ سیدی راہ
 انہوں نے بھی
 پیروکاروں میں
 سے اور
 ان لوگوں میں

تو زمین حکم مسجد میں ہو جاتی ہے اور اوس میں اعتکاف صحیح ہے اور علاوہ اسکے بعض محققین
ابن ابی نعیم نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سعی کی جگہ بہت فراخ تھی
بعد زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگوں نے اوس فراخی میں مکانات بنالئے اور
تہوڑا سا رستہ بقدر سعی چھوڑ دیا اگرچہ بن عبادین جعفر کا بھی اسی قسم نواصلت سے تھا پس مہدی خانہ
کو چھوڑ کر کچھ زمین مسجد الحرام میں داخل کر لی اور کچھ سعی کے واسطے چھوڑ دی پس تبدیل علی
سعی کی جگہ میں داخل ہوئی یہ حال صفا اور مردہ کا ہے اور جگہ یاد آنی غایت الہی کی ہر
کہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمعیلؑ پر اونکے صبر کی باعث واقع ہوئی اور اگر یہودی اور نصاری
دیرہ و دہشتہ تھارے پر بسبب بیٹوں کے رہنے کے طعن کریں اور کہیں کہ تم بھی مثلت پرستوں کے
تو ان کے مکانات کے تعظیم کرتے ہو اور مانند اہل جاہلیت کے عمل کرتے ہو پس اونکی اس طعن سے
دل تنگ مت ہو اس واسطے کہ وہ جانتی ہیں کہ صفا اور مردہ کے درمیان سعی زمانہ حضرت ہاجرہ
سے پہلے درپے ہوئی ہے اور اوس زمانہ میں بیٹوں کا نام و نشان ہی تھا لیکن پھر طعن کرنے
کے واسطے اپنے ان معلومات کو چھپاتے ہیں لیکن کم بخت اتنا نہیں سمجھتے کہ اس حق پوشی میں
خود ملعون ہونے میں اِنَّ الَّذِیْنَ کَیْفَ کُفُّوْا یَتَحِقُّوْا جُؤا لوگ چھپاتے ہیں مَّا اَنْزَلْنَا
مِنْ الْاَیِّتِیْنَ اَوْس چیز کو کہ ہمنے علامات کے واسطے نازل کیا ہے اور شعائر اللہ کیا ہے
وَالْهَدٰی اور اوس چیز کو کہ عقل کو معرفت شعائر اللہ کی طرف رہ نما کرتی ہے
مِنْ اَعْلٰی مَا بَیْنَکَ اَعْدَاؤِکَ کہ ہمنے اوس کو خوب واضح کر دیا ہے اور کوئی وجہ مشابہت
درمیان شعائر اور معابد کفار کے نہ ہے اور یہ واضح کرنا مخصوص اہل مطالعہ اور ترقیق
پر ہی نہیں ہے بلکہ عام ہے لہذا میں سب لوگوں کے واسطے خواہ ذکی ہو خواہ بلیب
اور خواہ طالب علم ہو یا جاہل محض اور اوس کو مثل خبر احاد کے بھی نہیں کیا ہے کہ
کسی کو پہنچی اور کسی کو نہ پہنچی بلکہ اوس کو داخل کیا ہے فی الْکِتَابِ یعنی کتاب
میں کہ متواتر ہے اور پوشیدہ رہنا متواتر کا ممکن نہیں ہے لیکن یہ لوگ بسبب کمال
دشمنی کے متواترات کے پوشیدہ کرنے میں بھی کوشش کرتے ہیں بَلَا شَیْءَ اُولٰٓئِکَ
بَلَّغْنٰهُمْ اَللّٰہُ اَنَّ لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے ہوا سحر کہ خدا تعالیٰ کے مقابل بیعت میں

توضیح قرآن
بین ہر کفایت کی گاہ
پہنچنے کے واسطے
و اوس میں الہی سعی
صاف و شریف و پاک
اور لوگوں کے
اور غایت عالی و شریف و پاک
ہے سب کی باتوں کا
اور جان و مال و ہر
احوال کا اور بیٹوں کا
ان باتوں سے ہر
پرستے اور دین اسلام
قبول کیا اور بیٹوں
کو بھی پڑھا اور
یقینی پڑی اور
کے کہ کیا عمارت
یاں ایک ایک
جو خدا کی بات
نہیں ہے

ہر جائز شے ہے اور اوس کو فرض لکھتے کہ ہر اور بھی معنی اس آیت کے میں ویلئے انہم
الکائنات اور پہنچی اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی
باہم ملائے کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو لعنت کرتا ہر اور اوس لعنت کو فرشتے آسمان پر
لے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اوسکے ڈالنے کی اجازت چاہتے ہیں اگر وہ شخص قابل لعنت ہو
تو اوس پر بڑا لعنت ہیں اور اگر وہ شخص قابل لعنت نہیں ہے تو کہنے والے پر اور اگر وہ بھی اوسکے
قابل نہیں ہے تو یہودیوں پر اور متحقیں لعنت پر سمیت جیسے کوئی دوست پر پہنچتا ہے تیر
سینہ دشمن پہنا کہ جان کے مار اور ترندی اور ابن ماجہ اور معتبرات حدیث میں بروایت ابو
اور ابن عباس ابن عمر وابن مسعود ابی سعید خدی اور اصحابہ کے ثابت ہوا ہے کہ جس کی کو
اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور کوئی اوس سے پوچھے اور یہ شخص اوس علم کو پوشیدہ رکھے
اور نہ کہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کی لگام اوس کے مونہ میں ڈالے گا اور
روایت ابن ماجہ میں ابوسعید سے یہ قید بھی وارد ہوئی ہے کہ مَنْ كَتَمَ عِلْمًا يَنْفَعُ
النَّاسَ فِيْ اَمْرِ الدِّيْنِ یعنی جو شخص چھپا دے اوس علم کو کہ امر دین میں مفید ہو اور
اس حدیث اور بلکہ اس آیت سے استنباط کیا ہے کہ تعلیم علوم دینی پر مزدوری اور
اجر لینا حرام ہے اس واسطے کہ اس حدیث اور آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم علم
دین کی فرض ہے اور فرض کے ادا کرنے پر اجرت لینا درست نہیں ہے جیسے نماز
روزہ اور اس سے بھی سمجھا جاتا ہے کہ خبر واحد واجب القبول اور واجب التعمیل ہے
اس واسطے کہ فرض کا اظہار کرنا عمل کے فرض کرنے کے واسطے ہے ان وہ علوم کہ
ان سے تعلق نہیں اور تکالیف شرعیہ کے ادا کرنے میں ان کے محتاج نہیں
ہیں جیسے طب - ہندسہ - اور اکثر فنون ریاضی و طبیعی اور علم تواریخ و نظم و شعر و انشاء
انہی تعلیم پر اجرت لینا جائز نہیں بلکہ ایک باریکی سمجھنے کے لائق ہے کہ اجرت نفس تعلیم پر حرام
ہے لیکن کسی کے گھر پر قطع مسافت کر کے تعلیم کے واسطے جانا یا اطفال کو صبح سے
شام تک قید میں رکھنا ایک عمل ہے سوائے تعلیم کے اور اس عمل کے مفت بلکہ میں
بلاشبہ اجرت لینا حلال ہے اور ایسے ہی تعلیم کے واسطے مدرسہ میں بیٹھے بنا

۶۶

کسی مدت تک مقابلہ اجرت کے ہو سکتا ہے اور ابن ماجہ بروایت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت آخر اس امت کے اول اس امت پر لعنت کرنا شروع کریں چنانچہ اس زمانہ میں فرقہ روافض میں عیل مرتج ہوا پس جو کوئی ایک حدیث چھپا دے گا تو اس نے گویا تمام کتب منزلہ الہی کو پوشیدہ کیا اور طبرانی اوسط میں بروایت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ مثال اس شخص کی کہ علم سیکھتا ہے اور پھر اوسکو ظاہر نہیں کرتا اور پوشیدہ رکھتا ہے مثال اس آدمی کی ہے کہ انت خزانہ حج کیا اور خرچ نہیں کرتا بلکہ آوری اور ابن ماجہ میں بروایت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ اگر ایک بیت کلام اللہ میں ہوتے تو میں کسیکو حدیث روایت نہ کرتا اور یہ آیت **إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ** سے **كَأَعْنُونٍ** نکلتے لیکن یہ غصبا اور لعنت خاص اوس آدمی پر ہے کہ آخر عمر تک حق پوشی میں اصرار کرے ورنہ اس وعید سے خارج ہے **إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا** مگر جن لوگوں نے حق پوشی سے توبہ کی اور توجیب پہنچے کہ نہ است اوس کام پر فقط خوف خدا اور ترس عذاب سے دل میں پیدا ہونہ مثل اوس کے کہ کیسی امانت کا منکر ہوا اور جب لوگوں نے ملامت کی تو انکار کیا یا جس کیلئے حاکم نے گواہی رد کردی اور اوس نے بہر بسبب عذر کے انظار واقع کیا کہ بھارت توبہ سے نہیں ہے اور فقط توبہ پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ اوس فساد کے تدارک میں کہ حق پوشی کے باعث پہنچا ہے کوشش کی **وَأَصْلَحُوا** یعنی اصلاح کی اوس چیز کی کہ بسبب حق پوشی کے فاسد کی تھی جیسے کہ عقائد اور اعمال اور اموال لوگوں تلف ہو گئے **وَيَتَّقُوا** اور حق معلوم کا بیان کرنا شروع کیا **فَإُولَٰئِكَ** پس برگردہ ہر چند بسبب حق پوشی کے شامت نفس اور گمراہی میں گرفتار ہو گئے تھے لیکن جب اوہوں نے اپنی طرف سے انظار حق میں کوشش کی **أَنُؤْبَ عَلَيْهِمْ** اون پر رجوع رحمت کرتے ہیں ہم اور اون کی توبہ کو ہم قبول کر لیتے ہیں اور اونکو لعنت سے کہ اوس کے مستحق تھے یا ہر نکال لیتے ہیں **وَإِنَّا** التکاؤب اور میں بار بار توبہ قبول کرنے والا ہوں بلکہ لعنت کی عوض ثواب اور تفصیل عطا کرتا ہوں

[illegible]

بہترین کا دین

یا ضابطہ عالی خبر

ان کو بہترین کا دین

کا دین کیا تھا

غلام کن ہے ہو

ہو یا دوسرے کا دین

جو اس کا دین ہے

پوشی ہو خدا تعالیٰ

کی طرف سے

اور خدا تعالیٰ انہیں

بہترین کا دین

سے جو ان کو

ہو یا دوسرے کا دین

اس واسطے کہ میں ان چیزوں پر بندوں پر بہت مہربانی کرنے والا ہوں اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
تَحْقِیْقُ جَوَلُوْکُمْ سَبَبُ حَقِّ پوشی کے کافر ہو گئے اور باوجود حق معلوم کرنے اور اس کے
پہننے کے کفر سے باہر نہ آئے وَمَا تَقُوْا وَهُمْ کَافِرًا اور حالت کفر ہی میں مر گئے
اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ لَعْنَةُ اللّٰہِ اِسْ گروہ پر لعنت خدا کی ہے اس واسطے کہ حق پوشوں کی
تا بجا رہے باوجودیکہ بیان حق پہنچ گیا و اور ایسے ہی ان پر لعنت ہے لَمَّا کَفَرُوْا
وَالَّذِیْنَ اٰجَعُوْا فَرِشَتُوْنَ اور سب لوگوں کی یہاں تک کہ خود کی ہی اس واسطے کہ
بعض وقت اپنے آپ پر لعنت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کوئی دیدہ و دانستہ
حق کا انکار کرے اور سب لعنت ہے اور یہ لعنت اس سے منقطع نہو گی جب تک کہ توبہ نہ کرے اور
سے ہو گئے تھے اس واسطے کہ بعد مرگ کے وقت توبہ نہ کرے اور انہوں نے قبل موت توبہ نہ کی
پہن مَخَالِدِیْنَ فَرِشَتُوْنَ ہمیشہ لعنت میں رہیں گے اور قطع نظر اثر لعنت کی ان کے حق میں
کمی بھی نہیں ہوگی لَا یُخَفِّفُ عَنْہُمْ الْعَذَابُ ابَّ تخفیف عذاب اون پر سے نہو گی
بلکہ دسمدم تکلیف زیادہ ہوگی بسبب تبدیل چمڑے بدن کے وَلَا کَھْمُ یَنْظُرُوْنَ اور
اون کو مہلت ہی نہ دیا جائے گی تاکہ کچھ دیر آرام کر لیں اور قوت تازہ عذاب پہننے کی واسطے
ہو جاوے اس واسطے کہ تخفیف اور مہلت ہی ایک طرح کا لعنت سے نکالنا ہے اور یہ سب اون کے
حق میں محال ہے اور جب کہ حال اون لوگوں کا کہ حق پوشی دوسروں میں کفر اور گمراہی
پر اصرار کرتے ہیں ایسا ہوا تو حال اُن لوگوں کا کہ حق پوشی میں اصرار کرتے ہیں اور توبہ نہ
کرتے خیال کرنا چاہیئے کہ کیا کچھ ہوگا اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو کافر کفر پر
مر جاوے تو اس پر لعنت کرنی جائز ہے اگرچہ موت کے باعث حد تکلیف سے
مخل گیا ہو جیسے کہ کافر دیوانہ ہو جاوے اور جنوں کے سبب تکلیف ساقط ہو جاوے
اور یہی حال اہل ایمان کا ہے حال استغفار اور ترجم میں بعد موت کے اور جنوں کی اس واسطے
کہ تکلیف کا زائل ہو جانا ایسے مولیٰ یعنی رحمت اور استغفار کو متغیر نہیں کرتا اور نیز آیت
سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ جب تک کہ کافر مرنا حالت کفر میں یقینی طور پر معلوم نہ ہو تو اس پر
لعنت جائز نہیں ہے اس واسطے کہ جب شرط جاتی ہے تو شرط ہی فوت ہوا اور

ترجمہ سیر غری

القرآن

مصحف

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

کا ذوق برکت ہمیشہ کیونکر نہ رہے کہ وہ وقت مرنے تک گھر پر اصرار کرتے رہے اور اللہ کے مالہ والا
 معبود حقیقی تھا اے ایک ہے پس جو کوئی اوسکی فرمان میں نہ رہا اور غیر کی عبادت اختیار کی اوسکی
 رحمت سے دور ہوا اور عام خاص مندوں اور فرشتوں کی لعنت اور سزائیں پائی ہاں اگر
 فی الواقع تمہارے کسی معبود ہوتے تو محفل تھا کہ جب ایک نے بسبب تصور اور فرمانبردار کے
 کے اپنے دربار سے نکال دیا تو دوسرا اوپر رحمت کرتا اور لعنت سے کھال لیتا جسے کوئی
 اور رعیت اور بادشاہ ہونے میں اس قسم کے احتمال ممکن ہیں اور واقع ہوتے ہیں ہوا
 کہ بادشاہ اور اوستاد اور پیر ہونا خلقت میں کئی جگہ پائی جاتی ہیں اور ایک پر منحصر نہیں
 اور اس جگہ یعنی منصب الہی اور معبودی میں یہ احتمال ممکن نہیں ہوا سہمی کا مالہ والا
 لہو کوئی معبود حقیقی سوائے اوسکے نہیں ہے اور جیسی اوس میں معبودیت ہے ایسی ہی وہ
 الرحمن صاحب جنت عاتق ہے کہ ہر ایک کو منافع اوسکی معاش کی وجود سے صفات
 اور آثار تک بخشے ہیں اور ایسے ہی وہ الرحمن صاحب جنت خاصہ ہے کہ اپنی
 بعض مخلوق کو کرم و فضل سے راہ ہدایت دکھاتا ہے اور اوپر عمل کرنے کی توفیق
 بخشتا ہے اور آخرت کے ثواب کا مسخ کرتا ہے پس جس شخص نے کفر کیا اور
 فرمانبرداری سے پھیرا تو اوس نے رحمت سے اپنے کو دور ڈالا اور چونکہ او
 کوئی رحمن اور رحیم ہے تو ضرور خدا کی رحمت یعنی لعنت میں گرفتار ہوا اور رحمت
 اوس رحمن و رحیم سے یا یوس ہوا پس توقع تخفیف عذاب اور امید مہلت فرصت
 کی کیونکر ہو کہ یہ دونوں آثار رحمت سے ہیں اور اس نے دروازہ رحمت کو کہ
 سوائے اسکے اور در نہیں ہے اپنے پر بند کر لیا اور اگر کافر کہیں کہ معبودیت اور
 رحمانیت اور رحیمیت ایک ذات واحد میں منحصر ہونا فقط دعویٰ تمہارا ہے اسکی دلیل
 کیا ہے جو ہمارے تین لعنت ابدی میں سمجھتے ہو ہرگز ہمارے ذہن میں نہیں آتا کہ ایک
 ذات واحد استقدر لفظ تھا نے انتہا کے افاضہ کی گنجائش رکھی چنانچہ ابن جریر اور
 ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت
 والہ کوالہ واحد مدینہ میں نازل ہوئی کافران مکہ نے شکر تجت کیا
 نہ ہوں نے سنے

وہ جو کچھ پہل کرتے ہیں ایسے ہی ہر ستارہ طالع کی مقدار کرتے ہیں کوئی چھوٹا کوئی بڑا اور طالع
طالع کے رنگ کہتی ہیں مثلاً زہرہ سیفہ ہے اور زحل سیاہ ہے اور مشتری چمک اور بڑی مریخی اور
قمر کی اور عطارد زردی رکھتا ہے اور ایسے ہی ترکیب طالع اور ربط ایک کے حرکت کا دوسرے
کے ساتھ اور ستاروں کے مختلف اوضاع کے مستلزم حدوث الاتصالات کے ہیں اور
تأثیرات گوناگون عالم سفلی میں اوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور تمام موافق حکمت اور بر وجہ
صواب میں واکلارض یعنی پیدائش زمین میں کہ شکل مدور ہے اور عین وسط عالم میں ایک
چیز ایسی طور پر رکھتے ہے کہ جب آفتاب ہر واقع ہوتا ہے بسبب کثافت جسم مخروطی ظلی کے
مقابلہ آفتاب میں ظاہر ہو جاتی ہے اور ہر رنگ آفتاب کے حرکت کرتی ہے اور نورور
روشنی عالم میں منتقل ہوتی ہے یہاں تک کہ جہاں جس وقت اوس مخروط ظلی میں آتا ہے
خسوف یعنی چاند گہن ہو جاتا ہے اور نیز زمین کو کہ پانی سے خالی کیا ہے کہ جگہ استقرار
جانور و درخت بخوبی ہو جاوے اور وضع قطعاً زمین کی آسمان سے مختلف بنائی تھا
کہ گذرنا آسمان اور ستاروں کا سرور ساکنان شہروں سے مختلف ہو اور اسل مختلف
کے باعث فصلیں مختلف اور مزاج گوناگون اور اخلاق رنگارنگ آدمیوں میں ظاہر ہوتی
ہیں اور ارض کے اختلاف سے روشنی مختلف ہوتی ہے اور باوجود اسکے زمین و درختوں اور ہر چیز
اور تاج غلوان اور میوے اور پہلوں کے کھلنے کیجگہ بنائی ہے کسی جگہ درخت بسبب کثرت
کے بصورت جنگل ہو گئی اور کسی جگہ دریا اے نہر جاری ہے کہیں کان سونے چاندی ہیرے
موتی وغیرہ کی ہے گویا خزانہ جہاں ہر شے ہے اور کہیں چشمہ نکلا ہوا کہیں پہاڑوں نے آسمان
کی طرف بسر بلند کیا کہیں غاروں اور نشیب نے رگ دریشہ تحت الثریٰ تک پہنچایا
اور زمین باوجود ان عجائبات کے بوجہ عالم اٹھائے ہوئے ہے اور طرح طرح کے جفا
مخاوقات سے قبول کئے ہوئے شاہ دگدا کو روٹی دیتی ہے اور کسی پراحسان نہیں
کہہتی نیز مادہ پیدائش آدم ہے و نیز جگہ معاش اور نیز جگہ سجدہ و عبادت کی کوئی
ظہر بیت الدکی طرف منسوب ہے کوئی ٹکڑا مدفن جسم مبارک محبوب کا ہے
الوار آسمانی ان ٹکڑوں نورانی کے مقابلہ میں نیست و نابود ہیں اور مابہد ملائکہ

مجلس

مجلس

صلی اللہ علیہ
سہیلین

پیارے بھائی

سید محمد علی

۱۰۰

الحمد لله

۱۰۰

وہی ہے جس نے

پیشین

منہ گئی

مجلس

علمہ والہ

۱۰۰

سید محمد

وقت
میں

پیش روی

الحمد لله

سید

2

اور کشتیوں کا جاری ہونا اور یہ صنعت اور ترکیب غیبی ہے جس سے حضرت نوح علیہ السلام پر
القا ہوئی تھی کہ اوس کے سبب غرق طوفان سے اس میں رہے بعد ازاں لوگوں میں جاری اور رائج
ہوئی بخلاف صنعتوں اور اور ترکیبوں کی جیسی عمارت اور دل وغیرہ کہ انسان نے اپنے فکر سے
کی ہیں اور نہ کشتی کا پانی پر جاری ہونا فقط بقدرت الہی ہی ہر سو پہلے کہ اول موتوف پانی کے
ریقین ہونے پر ہی اور ہی اسطے دریا کی شمالی میں کہ بسبب یا دتی مری کے اکثر سال جہاں رہتا ہے
جاری نہیں ہو سکتی دوسری موتوف بلکہ اور سبک ہونا وہ کشتی پر ہے کہ بسبب خلل اور کثرت
سماں کا وہ کی طرف جسم خفیف اور ہلکے رہتا ہے ورنہ ایک تولد لوہا یا تانبا پانی پر نہیں اٹھ سکتا
اور نہ راہ من لوہا اور تانبا کشتی پر لا کر ایک ٹکڑے سے دوسرے ٹکڑے لجا دے ہیں تیسرے ہوا کا ارسا
کرنا کشتی کے روان ہونے میں مددگار مواد بقدر اعتدال چلی تاکہ صدون ہوج و تاب بہنور اور
تلاطم امواج سے سالم رہے خصوصاً اگر کشتی کہ چھٹی فی الحقیقہ دریا سے شور میں جاری ہوتی ہے
جہاں زمین کا کنارہ پیدا نہیں اور زمین ہرگز نظر نہیں آتی ہے اور علامات پہاڑ و میتار
اور اور طریقے معرفت کے کم اور راہ فریاد رسی کا مطلقاً بند اور آفتاب پانی ہی سے طلوع
کرتا ہے اور پانی ہی میں غروب ہوجاتا ہے اور ہوائی آفتاب اور ستاروں اور پانی کے کوئی چیز
نمودار نہیں ہے اگر چاہا الہی سے ان کشتیوں کے سوار ہونے والوں کو تقویت نہ تو ان مصیبتوں
پر کیونکر صبر کر سکتے ہیں اور پھر یہ بھی تدبیر الہی ہے کہ ہر ملک اور ہر ولایت کو عجیب اجناس اور
تحائف سے مخصوص کیا کہیں رو بہ بہت اور مہوہ نایاب اور کہیں گہوڑے بہت اور خوراک کم
اور کہیں غلہ اور مہوہ یا فراط اور رو بہ بفریط اور کہیں کوئی شے ہے اور کہیں کوئی اگر خصوصیت
نہوتی تو کوئی ہی یونان یا چین اس سفر پر خطر اور دیرای ہو نہ کہ میں نہ ڈالتا پھر آدمیوں میں خواہش
نقل کرنی اسباب ایک مکان کا دوسرے میں ڈال دے اور شوق نفع تجارت دلوں میں
منصوب کر دیا تاکہ اس خیال سے بختیوں میں مصروف ہوں اور بعضوں کو شوق حج و زیارت انبیاء
و اولیاء نے اس قدر تیار کیا کہ وہ یہی ایسی مصیبتوں کو خیال میں نہیں لاتے ہجرت
عرب میں دریا سے شور کا نام ہے دریا می شیریں کو بحر نہیں کہتے مگر گہبی بطریق استعارہ اور
مجاز کے اور اصل دیکھ شور کہ اکثر جوانب محیط معمورہ زمین اسکی قابل نہیں ہے کہ کشتیاں

موتوف پانی کے
ریقین ہونے پر ہی
اور ہی اسطے دریا
کی شمالی میں کہ
بسبب یا دتی مری
کے اکثر سال
جہاں رہتا ہے
جاری نہیں ہو
سکتی دوسری
موتوف بلکہ اور
سبک ہونا وہ
کشتی پر ہے کہ
بسبب خلل اور
کثرت سماں کا
وہ کی طرف
جسم خفیف اور
ہلکے رہتا ہے
ورنہ ایک تولد
لوہا یا تانبا
پانی پر نہیں
اٹھ سکتا اور
نہ راہ من لوہا
اور تانبا کشتی
پر لا کر ایک
ٹکڑے سے دوسرے
ٹکڑے لجا دے
ہیں تیسرے ہوا
کا ارسا کرنا
کشتی کے روان
ہونے میں مددگار
مواد بقدر اعتدال
چلی تاکہ صدون
ہوج و تاب
بہنور اور تلاطم
امواج سے سالم
رہے خصوصاً اگر
کشتی کہ چھٹی
فی الحقیقہ دریا
سے شور میں
جاری ہوتی ہے
جہاں زمین کا
کنارہ پیدا نہیں
اور زمین ہرگز
نظر نہیں آتی
ہے اور علامات
پہاڑ و میتار
اور اور طریقے
معرفت کے کم
اور راہ فریاد
رسی کا مطلقاً
بند اور آفتاب
پانی ہی سے
طلوع کرتا ہے
اور پانی ہی میں
غروب ہوجاتا
ہے اور ہوائی
آفتاب اور ستاروں
اور پانی کے
کوئی چیز
نمودار نہیں
ہے اگر چاہا
الہی سے ان
کشتیوں کے
سوار ہونے
والوں کو
تقویت نہ تو
ان مصیبتوں
پر کیونکر
صبر کر سکتے
ہیں اور پھر
یہ بھی تدبیر
الہی ہے کہ
ہر ملک اور
ہر ولایت کو
عجیب اجناس
اور تحائف
سے مخصوص
کیا کہیں رو
بہ بہت اور
مہوہ نایاب
اور کہیں
گہوڑے بہت
اور خوراک کم
اور کہیں
غلہ اور مہوہ
یا فراط اور
رو بہ بفریط
اور کہیں
کوئی شے ہے
اور کہیں
کوئی اگر
خصوصیت
نہوتی تو
کوئی ہی یونان
یا چین اس
سفر پر خطر
اور دیرای
ہو نہ کہ میں
نہ ڈالتا
پھر آدمیوں
میں خواہش
نقل کرنی
اسباب ایک
مکان کا
دوسرے میں
ڈال دے اور
شوق نفع
تجارت
دلوں میں
منصوب کر
دیا تاکہ
اس خیال
سے بختیوں
میں مصروف
ہوں اور
بعضوں کو
شوق حج
و زیارت
انبیاء و
اولیاء نے
اس قدر
تیار کیا
کہ وہ یہی
ایسی
مصیبتوں کو
خیال میں
نہیں لاتے
ہجرت عرب
میں دریا
سے شور کا
نام ہے دریا
می شیریں
کو بحر نہیں
کہتے مگر
گہبی بطریق
استعارہ اور
مجاز کے اور
اصل دیکھ
شور کہ اکثر
جوانب محیط
معمورہ زمین
اسکی قابل
نہیں ہے کہ
کشتیاں

جیسے ٹڈی سانپ بچھو مینڈک اور پروانہ کی قصین اور تمام حشرات الارض اس قسم کے جانوروں کی پیدائش میں لے اور حرارت زمین کی جوش کرنے پر موقوف ہے یا لیبیا جمع حرارت اور رطوبت کے تضاد معتدل ہو کر قبول حیثیت حیوانی کرتا ہے اور دوسری قسم تو اللہ کے جیسے گائے شتر آدمی اور تمام چرند سے پرندے اور باقی رہنا اس قسم کا نباتات اور غلہ اور میوہوں کے ہونے پر ہے کہ انکی قوت بھی اشیاء میں اور وجود ان چیزوں کا مینہ کے برعکس ہے اور اگر کوئی خوب تامل کرے تو معلوم ہو جاوے کہ جیسے بمشروع ربیع سے درختوں اور نباتات کا پڑھنا شروع ہوتا ہے اور آخر سرمایہ انہما کو پہنچتا ہے اور پختگی پیدا کرتا ہے ایسے ہی حیوانات کے جسم ابتدائی موسم بارش باران سے نشوونما پکڑتے ہیں اور موٹا ہونا شروع کرتے ہیں اول خریف میں بہت خوبصورت اور موٹے ٹاندے رہتے ہیں اور دودھ اوکھا پختہ ہوتا ہے اور بدن میں قوت ہو جاتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ جیسا کہ درختوں کی بے برگی اور کم ہونا سایہ اور میوہ کا شروع ہوتا ہے ایسے ہی حیوانات کے جسموں میں گوشت اور دودھ کم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ قرب ربیع میں کمال دُبلان اور قلت گوشت اور دودھ بہم پہنچتا ہے اور پھر جب بارش باران شروع ہوتی ہے بحالت سابق رجوع کرتے ہیں ہاں البتہ آدمی کے اپنے واسطے قوت جمع کر لیتے ہیں اور درندے کہ او جانور بلا انتہا مدار کا بھی زیادتی کھانے پینے اور تازگی و نصارت کا فصل باران پر ہے اور چونکہ اس مقام میں ذکر جانوروں جنگلی کا ہی جو کہ زمین پر منتشر ہیں اور دلیل اسکی وَبَشَرِ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ مِّنْ ہِمْزِ لِسٍ دریا جی جانوروں کا بانی پینے سے بے پروا ہونا کچھ خوف نہ رکھنے اور باوجود اسکے اہل علم حیوانات نے لکھا ہے کہ اگر ایک سال مینہ نہ برے تو دریا جی جانور اندھے ہو جاتے ہیں اور انکی بنیائی میں قصور ہو جاتا ہے پس وہ بھی مینہ کے بانی کے محتاج ہیں اور مختل ہے کہ جملہ وَبَشَرِ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ انزال پر مصطوف ہو اس صورت میں یہ بہ دلیل باران سے سوا ہے لیکن اس صورت میں مختصر فیہا کا مارج خاطر خواہ میسر نہ ہوگا مگر مختلف بہر تقدیر جس کسی نے کتاب حیوانہ الجوان

میں پختگی پیدا کرتا ہے ایسے ہی حیوانات کے جسم ابتدائی موسم بارش باران سے نشوونما پکڑتے ہیں اور موٹا ہونا شروع کرتے ہیں اول خریف میں بہت خوبصورت اور موٹے ٹاندے رہتے ہیں اور دودھ اوکھا پختہ ہوتا ہے اور بدن میں قوت ہو جاتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ جیسا کہ درختوں کی بے برگی اور کم ہونا سایہ اور میوہ کا شروع ہوتا ہے ایسے ہی حیوانات کے جسموں میں گوشت اور دودھ کم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ قرب ربیع میں کمال دُبلان اور قلت گوشت اور دودھ بہم پہنچتا ہے اور پھر جب بارش باران شروع ہوتی ہے بحالت سابق رجوع کرتے ہیں ہاں البتہ آدمی کے اپنے واسطے قوت جمع کر لیتے ہیں اور درندے کہ او جانور بلا انتہا مدار کا بھی زیادتی کھانے پینے اور تازگی و نصارت کا فصل باران پر ہے اور چونکہ اس مقام میں ذکر جانوروں جنگلی کا ہی جو کہ زمین پر منتشر ہیں اور دلیل اسکی وَبَشَرِ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ مِّنْ ہِمْزِ لِسٍ دریا جی جانوروں کا بانی پینے سے بے پروا ہونا کچھ خوف نہ رکھنے اور باوجود اسکے اہل علم حیوانات نے لکھا ہے کہ اگر ایک سال مینہ نہ برے تو دریا جی جانور اندھے ہو جاتے ہیں اور انکی بنیائی میں قصور ہو جاتا ہے پس وہ بھی مینہ کے بانی کے محتاج ہیں اور مختل ہے کہ جملہ وَبَشَرِ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ انزال پر مصطوف ہو اس صورت میں یہ بہ دلیل باران سے سوا ہے لیکن اس صورت میں مختصر فیہا کا مارج خاطر خواہ میسر نہ ہوگا مگر مختلف بہر تقدیر جس کسی نے کتاب حیوانہ الجوان

اور شیر حیوانات کی کتابین اور عجائب المخلوقات کا مطالعہ کیا ہی کچھ کارخانہ وسیع سے پاسکتا
 وَهَذَا لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ دُرِّان کا لکھو اور زمین جانتا کوئی خدا کے شکر کو گروہی اور عجائب حیوانات
 سے ایک یہ ہے کہ صورتیں رنگا رنگ اور اشکال بے شمار رکھتے ہیں خصوصاً تمام حیوانوں میں
 سے صورتوں اور شکلوں کے مختلف ہونے میں آدمی مخصوص ہے حضرت امیر المؤمنین
 عمر فاروق سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے ازراہ تعجب کے کہا کہ مقدمہ شطرنج
 کا نہایت عجیب ہو کہ شطرنج باوجودیکہ چند ان طول و عرض نہیں رکھتی ہے ایسے بنائی
 گئی ہے کہ اگر ایک آدمی ہزار دفعہ کیلے بازی اوسکے متفق نہ پڑے ہر بار اور بازی ظاہر
 ہوگی حضرت نے جواب دیا کہ میں تجھ کو اس سے بھی زیادہ تعجب شے بتلاتا ہوں کہ کمال
 قدرت الہی کی دلیل ہے دیکھ کہ چہرہ انسان کا ایک بالشت طول و عرض میں نہیں ہے ہر
 ہر مقام میں ہر عضو اس طرح سے مقرر ہے کہ تغیر و تبدل قبول نہیں کرتا اور بار و آئینہ
 و کان و ناک و مونہ کو اوسکی جگہ مقررہ سے بیجا نہیں کر سکتے اور باوجود اسکے اگر ہر فرد
 کو توڑ ہوڑ سے ہرگز دو آدمی ایک صورت میں مشتبہ نہ ہوں ہر ایک میں تمیز کی وجہ کی ہے
 اور اگر ہمہ تدبیر الہی نہ ہوتی تو آدمی باہم متمازن نہ ہوتی اور شبہ عظیم پیدا ہوتا اور بندوبست
 و معاش اور اجتماع میں خلل ظاہر ہوتا اور ہر چیز جاری ہونا کشتیوں کا اور آسمان
 کی طرف سے پانی کا برسنا اور زمین میں جانوروں کا پراگندہ ہونا و لائل مستقلہ
 وحدت اور حمت الہی پر مبنی لیکن اگر غور کیا جاوے تو یہ ہمہ دلیلیں ایک اور دلیل کی
 شاخ ہیں اور وہ تَعْقُوبُ الرَّیْحِ ہوا کا مختلف طوفوں سے گردش دینا ہے مثلاً
 شرق و غرب جنوب و شمال سے اور اراونکی درمیان کی طوفوں سے اور ہوا کا سردی سے
 گرمی اور گرمی سے سردی بدلتا ہے اور تری سے خشکی کو اور بالعکس اور تیزی سے
 نرمی کی طرف اور اسکے خلاف ہوا کے گردش ہوا اور اسکے چلنے سے کشتیوں کا چلنا
 اور مینہ کا برسنا اور منقطع ہوجانا تعلق رکھتا ہے اور زندگی ہر جانور کے ہوا کے لینے
 سے ہی اور وہ ہوا کو ہر نفس کی راہ سے لیتے ہیں تاکہ حرارت اندرونی کو تسکین دے
 اور مبدم ہوا دیگر جاپیے کہ وہ دل سے ہوا سے گرم کہنچو اور وہ ہوا گرم کو کھالی اور اگر ہوا کا چلنا

وہاں لکھا ہے کہ
 اگر آدمی ہزار دفعہ
 شطرنج کا کھیل کرے
 تو اس کے مقابلے میں
 انسان کی صورت
 طویل و عرض میں
 یکساں نہیں ہے
 ہر مقام میں
 ہر عضو اس طرح
 سے مقرر ہے
 کہ تغیر و تبدل
 قبول نہیں کرتا
 اور بار و آئینہ
 و کان و ناک
 و مونہ کو اوسکی
 جگہ مقررہ سے
 بیجا نہیں کر سکتے
 اور باوجود اسکے
 اگر ہر فرد کو
 توڑ ہوڑ سے
 ہرگز دو آدمی
 ایک صورت میں
 مشتبہ نہ ہوں
 ہر ایک میں
 تمیز کی وجہ
 کی ہے
 اور اگر ہمہ
 تدبیر الہی نہ
 ہوتی تو آدمی
 باہم متمازن نہ
 ہوتی اور شبہ
 عظیم پیدا ہوتا
 اور بندوبست
 و معاش اور
 اجتماع میں
 خلل ظاہر ہوتا
 اور ہر چیز
 جاری ہونا
 کشتیوں کا
 اور آسمان
 کی طرف سے
 پانی کا برسنا
 اور زمین میں
 جانوروں کا
 پراگندہ ہونا
 و لائل
 مستقلہ
 وحدت اور
 حمت الہی پر
 مبنی لیکن
 اگر غور کیا
 جاوے تو یہ
 ہمہ دلیلیں
 ایک اور
 دلیل کی
 شاخ ہیں
 اور وہ
 تَعْقُوبُ
 الرَّیْحِ
 ہوا کا
 مختلف
 طوفوں
 سے
 گردش
 دینا
 ہے
 مثلاً
 شرق و
 غرب
 جنوب و
 شمال
 سے
 اور
 اراونکی
 درمیان
 کی
 طوفوں
 سے
 اور
 ہوا
 کا
 سردی
 سے
 گرمی
 اور
 گرمی
 سے
 سردی
 بدلتا
 ہے
 اور
 تری
 سے
 خشکی
 کو
 اور
 بالعکس
 اور
 تیزی
 سے
 نرمی
 کی
 طرف
 اور
 اسکے
 خلاف
 ہوا
 کے
 گردش
 ہوا
 اور
 اسکے
 چلنے
 سے
 کشتیوں
 کا
 چلنا
 اور
 مینہ
 کا
 برسنا
 اور
 منقطع
 ہوجانا
 تعلق
 رکھتا
 ہے
 اور
 زندگی
 ہر
 جانور
 کے
 ہوا
 کے
 لینے
 سے
 ہی
 اور
 وہ
 ہوا
 کو
 ہر
 نفس
 کی
 راہ
 سے
 لیتے
 ہیں
 تاکہ
 حرارت
 اندرونی
 کو
 تسکین
 دے
 اور
 مبدم
 ہوا
 دیگر
 جاپیے
 کہ
 وہ
 دل
 سے
 ہوا
 سے
 گرم
 کہنچو
 اور
 وہ
 ہوا
 گرم
 کو
 کھالی
 اور
 اگر
 ہوا
 کا
 چلنا

بروج میں نسبت ہو تو اصلاح قبول نہ کریں اور باعث فساد جو ہر طرح اور نقصان اخلاط اور تخرار
 کے ہون اور ہلاک ہو جاوین اور مشافہ ہوئے کے مقدمہ مینہ میں احاطہ بیان سے باہر ہیں
 کھیتی والہ زراعت اور میوہوں کے تغیر و تبدیل ہونے کے متعلق ہوتے ہیں اور بول و براز کے
 ایک جگہ سے دوسری جگہ لگانے اور میوہوں کے پھلانے میں اوس کی تاثیر میں ظاہر ہیں
 اور ایسے ہی دلوں کے جدا کرنے اور ملانے میں اور بندوبست عالم میں یہ سب چیزیں
 درکار ہیں کبھی مینہ کا برسنا مفید ہوتا ہے اور کبھی اوسکا نہ برسنا اور ایک وقت کا ہونا مانف
 ہوتا ہے اور گاہی مضر پس کمال محنت الہی ہے کہ اسباب ضروریہ بروقت حاجت کے تیار
 کر رہے ہیں اور ایک نادار آٹا رہا ہے اس فسخ اور شکست لشکر ہے چنانچہ حدیث شریف میں
 وارد ہے کہ فسخ مند ہوا میں لیبب صبا کے اور ہلاک ہوئی قوم عاوی لیبب ہوا کے دہور کے
 اور نیز ہوا کبھی باعث مرض ہوتی ہے اور گاہے سبب صحت کے اور گاہے ابر جمع کرتی ہے
 اور مینہ برساتی ہے اور گاہے ابر کو پارہ پارہ کرتی ہے اور زمین کو خشک اور کبھی درختوں
 کو پہلوں سے پر دیتی ہے اور کبھی پہلوں کو بلکہ پتوں کو بھی گرا دیتی ہے اور اسی واسطے
 حدیث شریف میں بروایت مسلم اور معتبر کتابوں کے وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نقصانات ہوا سے ڈرو تو ہوا کو برامت کہو اس واسطے کہ
 ہوا خود بخود نہیں چلتی ہے بلکہ مامور ہے کیا تم نے قول اللہ تعالیٰ کا و تَقْرِئُفَ الرَّبِّ الْبَاقِیْنَ سَمِیْئًا
 و لیکن اس طور پر کہنا چاہیے کہ یا الہی ہم اس ہوا سے خیر چاہتے ہیں اور اوس چیز سے بچنا
 ہے اور اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں اور اوس چیز سے جو اس میں ہے اور ابن ابی حاتم
 ابی ابن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ جس جگہ قرآن شریف میں لفظ ریح لفظ جمع
 واقع ہوا ہے اوس سے رحمت کی ہوا میں مراد ہیں اور جس جگہ کہ ریح بصیغہ مفرد وارد ہوا
 اوس سے مراد عذاب کی ہوا ہے جیسا کہ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ يُّسَلِّطَ الرِّيحَ لَمْ تَرَ اَنْتَ
 اور قصہ عاد میں اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ الرِّيحَ الْعَقِیْقَہَ لَیْنِے اور ثانی اوسکے سے یہ ہے
 کہ باد ہائے خوشخبری دینی والی پہنچتا ہے اور پہنچتے ہیں ہم اوپر یا دیری اور اسی سے
 اشارہ ہے حدیث شریف میں جو کہ بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صحابہ میں وارد ہے

مفہم القرآن

اد سے سجدہ

مکتبہ میں ہوا

کہ شریعت میں

ہے اور مان

بائیں رخ میں ہے

آدمی کو انا

جانو کا ستار

سری جگہ اٹھنا

دین سے ہے

حضرت بنو

علیہ السلام

کہ جب ہوا چلتی تھی تو حضرت فرماتے تھے اللہ جل جلالہ ریاحاً وکلاً تجلھا ریحاً یعنی
یا ابی اس ہوا کو رحمت کی ہوائیں کر دے اور عذاب کی ہوا مت کر اور ابو عبیدہ اور ابن ابی النضر
اور آنحضرتین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کو آٹھ
قسم پر فرمایا ہے چار اون میں سے آثار رحمت ہے مین اور چار آثار عذاب سے لیکن آثار رحمت
پس ناسرات و مبشرات اور مسلات اور ذاریات مین اور چار جو کہ آثار عذاب سے مین پس
عقیم و صحر و جنگل مین اور آصف و قاصف دریا مین اور البواشخ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت
کرتے ہیں اور نیز عینی ابن ابی عیسیٰ خطا بیان کرتے ہیں کہ ہوا انسانات قسم ہے صبا اور دبور
و جنوب و شمال و خروقی و نکیا اور ہوائے قائم صبا مشرق سے آتی ہے اور دبور غرب سے
اور جنوب جنوب سے اور شمال شمال سے اور نکیا مابین صبا اور جنوب سے اور خروقی
مابین شمال اور دبور سے اور ہوائے قائم مادہ نفوس خلق کا ہے اور البواشخ بروایت
انس رضی اللہ عنہ اور ابن ابی الدینا اور ابن ابی جریر بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ باوجود بہشت سے ہے اور یہ وہی
ہوا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے لولع فرمایا ہے اور آدمیوں کے واسطے اس میں منافع
ہے مین اور باد شمال اہل مین دوزخ سے نکلتی ہے لیکن راہ مین بہشت پر ہو کہ گذرتی
ہے پس اسکو بہشت سے اثر حاصل ہو جاتا ہے اور اوس مین سردی اسی سبب سے
ہے لیکن جاے ورود اس ہوا کی شہر اے حجاز اور اور شہر اوس ضلع کے مین اس واسطے کہ
دریاے شوز جانب جنوب اون شہروں کے واقع ہے جو ہوا کہ اوس طرف سے اڑھتی ہے
رطوبت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور نہایت کوثر کر دیتی ہے اور باد شمال پہاڑوں مین سے
خشک ہو کر آتی ہے جیسا کہ صبا اور دبور ہندوستان مین اور بخاری اپنی تاریخ مین بروایت
ابو درازہ رضی اللہ عنہ کی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
اللہ تعالیٰ بہشت مین ایک ہوا پیدا کرتا ہے اور ایک دروازہ مضبوط اوس کے موافق
ربانہ دیتا ہے کہ اوس کے دراز مین سے نکلے تمپر پہنچتی ہے اگر وہ دروازہ کھول دیا جائے
تو تیزی کے باعث مابین زمین و آسمان تاثیر ہو جاوے اور نیز البواشخ صحابہ سے

میں گر پڑتا ہے اور نیز گرج اور بجلی اور صاعقہ اور قوس قزح اور اس کے رنگوں میں خصوصاً
برقت طلوع وغروب آفتاب اور نیز سپاہ ڈالنے کی جی زدوں پر اور تشنہ کاموں صبحا اور دو
پر اور نیز ان کے پیدا ہونے اور حدوث میں کہ اول پارہ پارہ پیدا ہوتا ہے اور آخر مثل کوہ
ہو جاتا ہے اور روی آسمان کو ڈھانپ لیتا ہے اور مثل شیر بر کے دھاڑتا ہے اور مانند تھی
بلکہ گھوڑے کے دوڑنے میں شتابی کرتا ہے کلا یا پت یعنی وحدانیت مجود اور نیز ان کی
رحمانیت اور رحیمیت کے دلیلیں ہیں لیکن ان تلوخ مثلہ کا دلائل ہشتگانہ سے نتیجہ نکالنا کچھ سلیقہ
معقول دانی پر موقوف ہے اور ایسے وسطے باوجود کہ دلائل ہشتگانہ مشہود خاص عام اور
نظر عام گردہ انام میں جلوہ گر ہیں تب ہی کہہ سکتے ہیں کہ مخصوص میں رفوفہ کفیت لئون
اوس قوم کے وسطے کہ اپنی عقل کو فکر و نظر میں اہتمال کرتے ہیں اور ایسے ہی اسی آیت
با عظمت کے حق میں حدیث شریف میں وارد ہوئے کہ **وَيْلٌ لِّمَنْ لَا كَهْفًا بَيْنَ يَدَيْهِ**
وَكَمْ يَتَفَكَّرُ فِيهَا بَيْنَ يَدَيْهِ اوس شخص کے وسطے کہ اس آیت کو اپنے دونوں کلون میں
جبانے پر اکتفا کرے اور دلائل اس آیت میں فکر و قابل نکرے اور بعضی روایات میں **وَارْجِعْ**
وَيْلٌ لِّمَنْ قَدْ هَذَبَ الْآيَاتِ كَيْفَ كُفِّرَتْ وَكَيْفَ تُنْكِرُ اور کو پر کہ اس آیت کو پڑھ کر مثل پانی مضمضہ
کے مونہ میں نکال دے اور ان دلائل کو دل میں جگہ نہ دے اور تطبیق ان دلائل ہشتگانہ
کے ان تین مطلب پر بطریق عام فہم کے یہ ہے کہ آسمانوں کے منافع کو زمین کے منافع
کے ساتھ مربوط کرنا بدو ن جاری کرنے تدبیر واحد کے ان دونوں میں تصور نہیں ہے
بلکہ تمام آسمانوں اور تمام ولایتوں مختلف زمین میں وہی ایک تدبیر جاری ہے اور اگر ہر
آسمان میں ایک روح اوسکی مدبر اور ہر زمین میں دوسری روح مدبر ہوتی بے تعلق
اور ارتباط باہمی کے منافع ایک دوسرے کے مربوط نہوتی پس اگر ہر آسمان اور ایسے ہی
ولایات مختلف زمین میں ارواح مدبرہ موجود ہوں ضرور مقہور اور مسخر ایک حاکم کے
ہونگے اور لائق معبودیت کے کہ مقتضی تقدیر و استغناء قہر علی کل من اعدا کا ہے وہی
ایک ذات ہوگی نہ ارواح مقہورہ کہ اپنی خاصیتوں کے صادر کرنے میں محتاج نہیں اور
تقدیر نہیں کہیں یہ طریقہ اثبات وحدت کا اس راہ سے ہے لیکن اثبات رحمت عامہ اور خاصہ

من مقرر ان
صلی اللہ علیہ وسلم
ہو اور نصای کو
ربان بیان اور
اور دلیلیں ان پر
ایک کی ان نماز
شہادت اور
وہی ہے نہ باطل
کین سادہ و
قدی اور تو باطل
ان سب کو کو
نہیں مانع
ان بن سے بعض
سے قبل کو یعنی
نظر انوں سے
مستثنیٰ من اور
نظریاتی اور
قبول کا ہونا
وہی ان کے
آپ کی اہمیت
بہت کم ہے

نحوی ظاہر ہے اسو اطر کے زمین میں مائے قبول کرنیوالی صورتوں گوناگون کی موجودہ میں اور وہ
صورتیں گوناگون ساتھ و معون مختلف سموات کے کہ بسبب تحریک افقی کے ایک بعد دوسرے
کے اون مادوں پر تقابل ہوتی ہیں پس معلوم ہوا کہ وہ مدبر رحمن اور رحیم ہے اور ایسے ہی
اختلاف روز و شب دلیل صبح وحدت معبود اور اوس کے رحمت پر ہے اسوسطے کہ اگر ظلمت
اور تاریکی کسی اور کے ہاتھ میں ہوتی اور روشنی اور چمک کسی دوسرے کے ہاتھ میں تو
محفل تھا کہ ہر ایک ادان میں سے روشنی کو بوقت تاریکی اور تاریکی کو بوقت روشنی کے
ظہور میں لاسکتا اور اس وقت اجتماع دو متضانی کا لازم آتا اور اگر ہر ایک ادان میں سے کام
اپنے سے بسبب کاردوسری کے معطل ہوتا اور اوکو ممکن نہوتا کہ مقتضای اپنے کو ظاہر کر سکے
تو عاجز اور زبون ہے اور قابل عبودیت کے نہا اور کم سے کم کہی آثار تنازع اور کشاکش کے
اس کارخانہ میں ظاہر ہوتے حالانکہ رات دن کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا اور زبان
اور نقصان اونکا ایک طریقہ اور ایک بندوبست پر ہمیشہ جاری ہے اور نیز تبادل ان دونوں
رنگوں کا عالم میں سبب حصول اعتدال اور انتظام امر جانوروں کا یہی کہ ہمیشہ ظلمت عام
پر رہتی ہی بہ نہایت مرتبہ و ہمیشہ نور و شعلہ رہتا ہے نہایت مرتبہ پس معلوم ہوا کہ مدبر
اس کارخانہ کا اس وجہ معتدل برکمال حجت کہتا ہے خلق پر اور ایسے ہی دلالت کشیتوں کی
وجود وحدت معبود پر بہت روشن ہے اسوسطے کہ کشیشان جواسرزمینی زیادہ کہتی ہیں اور
جواسراررضی بلاشبہ پانی سے زیادہ ثقیل ہوتا ہے پس چلیے تھاکہ کشتی ہو جاتی اور پانی
پر نہ ٹھرتی اور اگر کہیں کہ ہوا اوسکے اجزلے جسم خشبی میں داخل ہو جاتی ہے اور اوسکو
ہلکا کر دیتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ سبب بھی ضروری اور کے ہاتھ میں ہے اور باوجودیکہ
بصورت پر کرنے لوہے اور تپرون کے کفایت نہیں کرتی اسوسطے کہ ہوا اوس وقت
بنایت قلیل ہوتی ہے اثر اوسکا ان اجسام ثقلیہ کثیرہ کے ہلکے کرنے میں پیش نہیں جاتا
اور اسکے مانند لوہے کا کرہ اندر سے خالی بہت ہلکے اور ربک بناوین اور اوس میں ہوا
نہی پہونک پن البتہ پانی کی تہ میں بیٹھ جاوے گا پس بہتر ہی ہے کہ قطع مسافت سیاحت
کرین اور بلاد وسط راہتم ارادہ قیوم مطلق کے سوئے پن اور نیز اگر روح مدبر دیبا ی شور کے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

مقبورہ کے درجہ جسم خشتیوں کے اور درجہ جسم ہوائی میں کہ درمیان مسام او سکے کو نفوذ کر کے او سکوپانی پرستادہ کہتے ہوتی تو قابل عبادت نہوتی اس واسطے کہ مقبورہ لائق عبادت کے نہیں ہے اور اگر مقبورہ ہوتے پس کس واسطے آب دریا پر تمام افعال کو گردش دیتی ہے اور کس واسطے فراحت نہیں کرتے پس معلوم ہوا کہ یہ دو مقبورہ یک دیگر میں کہ ہر ایک کو دوسرے کے درجہ میں کر رکھا ہے اور تابعدار کیا ہے ایسی ہی دالت اس تفسیر کی رحمت پر نہایت ظاہر ہے اول الہام ہونا اس تفسیر کا غیب سے نہایت رحمت ہی دوم رحمت حق مسافروں اور تاجروں اور اون آدمیوں کے کہ اسباب نفیس شہروں دور و دراز کی جلدی پہنچتی ہیں انظر من الشمس ہے اور ایسی ہی نزول پانی کا تیز ہوا ہے حالانکہ پانی ثقیل زیادہ ہوتا ہے ہی اس تیز مخالف میں کس طرح بڑھتا ہے پہر اگر ارواح مدبر جسم ہوائی کی سوائے مدبر جسم ہوائی کے ہے پس کس واسطے ملک غیر میں متصرف ہوتا ہے اور وہ غیر کس واسطے تصرف ملک اپنی سے فراحت نہیں کرتا اگر مقبورہ اور مخلوب ہے قابل عبادت کے نہیں اور اگر تابعدار اور مسخر ہے پس مقبورہ کوئی اور ہے کہ ایک کو دوسرے کا تابعدار کر رکھا ہے اور اس کا رخا نہ میں اثبات رحمت اس قدر ظاہر ہے کہ بیان سے بے پروا اور باہر ہے ہوسطے کہ زمین کو بسبب نباتات اور درختوں اور میوہوں اور پہلوں کے زندہ کرنا انتظام معاش حیوانوں کا یہی ہے اور انکی خوبی حال کا باعث بھی ہے اور گردش میں وحدت اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ اگر ہر جہت کا مالک کسی جہات عالم کا شخص دیگر ہوتا ایک کام میں باداے مختلفہ الجہات مصروف نہوتیں حالانکہ مقدمہ باران تجربہ ہوا ہے کہ ہوا خدمت کرتی ہیں اور نیز جب ایک جہت سے چلتی ہے تو چلے ہیئے تھا کہ دوسری طرف سے بھی چلتی ہے ورنہ ایک آدمی مالکان جہات اربعہ سے ناقص اور عاجز ہوتا اور لازم آتا کہ باداے مختلفہ الجہات ایک وقت میں جمع ہو جائیں اور کار عالم کو اتر کر تین اور ثبوت رحمت اس گردش میں ظاہر ہے چنانچہ اثنائے تفسیر میں شہد گزر چکا ہے بارش اور ابرار کشتی کے کا رخا نہ کی بنا ہوا ہے پر ہے اور درخت اور میوے ہوا سے مدد چاہتے ہیں اور انفاس حیوانات کی ہوا پر موقوف اور کس واسطے کہا ہے کہ زندگی

مقبورہ کے درجہ جسم خشتیوں کے اور درجہ جسم ہوائی میں کہ درمیان مسام او سکے کو نفوذ کر کے او سکوپانی پرستادہ کہتے ہوتی تو قابل عبادت نہوتی اس واسطے کہ مقبورہ لائق عبادت کے نہیں ہے اور اگر مقبورہ ہوتے پس کس واسطے آب دریا پر تمام افعال کو گردش دیتی ہے اور کس واسطے فراحت نہیں کرتے پس معلوم ہوا کہ یہ دو مقبورہ یک دیگر میں کہ ہر ایک کو دوسرے کے درجہ میں کر رکھا ہے اور تابعدار کیا ہے ایسی ہی دالت اس تفسیر کی رحمت پر نہایت ظاہر ہے اول الہام ہونا اس تفسیر کا غیب سے نہایت رحمت ہی دوم رحمت حق مسافروں اور تاجروں اور اون آدمیوں کے کہ اسباب نفیس شہروں دور و دراز کی جلدی پہنچتی ہیں انظر من الشمس ہے اور ایسی ہی نزول پانی کا تیز ہوا ہے حالانکہ پانی ثقیل زیادہ ہوتا ہے ہی اس تیز مخالف میں کس طرح بڑھتا ہے پہر اگر ارواح مدبر جسم ہوائی کی سوائے مدبر جسم ہوائی کے ہے پس کس واسطے ملک غیر میں متصرف ہوتا ہے اور وہ غیر کس واسطے تصرف ملک اپنی سے فراحت نہیں کرتا اگر مقبورہ اور مخلوب ہے قابل عبادت کے نہیں اور اگر تابعدار اور مسخر ہے پس مقبورہ کوئی اور ہے کہ ایک کو دوسرے کا تابعدار کر رکھا ہے اور اس کا رخا نہ میں اثبات رحمت اس قدر ظاہر ہے کہ بیان سے بے پروا اور باہر ہے ہوسطے کہ زمین کو بسبب نباتات اور درختوں اور میوہوں اور پہلوں کے زندہ کرنا انتظام معاش حیوانوں کا یہی ہے اور انکی خوبی حال کا باعث بھی ہے اور گردش میں وحدت اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ اگر ہر جہت کا مالک کسی جہات عالم کا شخص دیگر ہوتا ایک کام میں باداے مختلفہ الجہات مصروف نہوتیں حالانکہ مقدمہ باران تجربہ ہوا ہے کہ ہوا خدمت کرتی ہیں اور نیز جب ایک جہت سے چلتی ہے تو چلے ہیئے تھا کہ دوسری طرف سے بھی چلتی ہے ورنہ ایک آدمی مالکان جہات اربعہ سے ناقص اور عاجز ہوتا اور لازم آتا کہ باداے مختلفہ الجہات ایک وقت میں جمع ہو جائیں اور کار عالم کو اتر کر تین اور ثبوت رحمت اس گردش میں ظاہر ہے چنانچہ اثنائے تفسیر میں شہد گزر چکا ہے بارش اور ابرار کشتی کے کا رخا نہ کی بنا ہوا ہے پر ہے اور درخت اور میوے ہوا سے مدد چاہتے ہیں اور انفاس حیوانات کی ہوا پر موقوف اور کس واسطے کہا ہے کہ زندگی

ہوا ہے اور ستارہ رہنا ایک شیف کا کہ اوس میں کڑور نامن ہانی موجود ہے مطلق رہنا
 دھیان زمین و آسمان کی دلیل صریح اور تدبیر ایک قیوم کے ہے کہ نہ بمقتضائے طبع ہوا
 کے اوسکو اوپر جانے دیتا ہے اور نہ بمقتضائے طبع پانی کے اوسکو نیچے آنے دیتا ہے اور
 دونوں کو طبع مقتضائے سے بند کر کے اپنے زیر حکم رکھتا ہے اور اگر اوج مدبرہ تک
 کارخانہ کے مختلف ہوتی تو ہر ایک چاہتا کہ میں اپنے ابر کو اس مکان میں استادہ کروں
 تاکہ میرا بر نہ بر سے اور دوسرے کا بر سے بس خلل عظیم اس کارخانہ میں راہ پاتا اور جو
 رحمت کی اس کارخانہ میں اظہر من الشمس ہے اب یہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث شریف میں
 بروایت اسماء بنت یزید بن لکھن الضاریہ چنانچہ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ بھی
 بیان کرتی ہیں وارو ہے کہ ائمہ اعظم الہی قرآن مجید کی ان ہی دو آیتوں میں ہے وَ
 اَلْهٰکُمُ اللّٰهُ وَاٰجِدُ اَلَا اللّٰهُ اَلَا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور نیز ویلی النس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 تھے کہ جن کی سرکشیوں کے واسطے اس سے زیادہ کوئی شے نہیں ہے کہ سورہ بقرہ میں ہے
 وَ اَلْهٰکُمُ اللّٰهُ وَاٰجِدُ اَلَا اللّٰهُ اَلَا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور نیز ویلی النس سے روایت کرتے ہیں کہ
 کرتے ہیں کہ چند آیتیں ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکی برکت سے آسیب اور جن اور جنوں کو
 دفع کرتا ہے جو کوئی ہر روز اسکو پڑھے تو جو کچھ اس قسم سے ہو بالکل دور ہو جاوے اور وہ
 یہہ آیات ہیں وَ اَلْهٰکُمُ اللّٰهُ وَاٰجِدُ اَلَا اللّٰهُ اَلَا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور نیز ویلی النس سے روایت کرتے ہیں کہ
 اللہ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مَحْشٰوْمِ اور نیز ویلی النس سے روایت کرتے ہیں کہ
 حکو خبر ہو چکی ہے کہ یہہ آیات گوشہ ہائے عرش پر مکتوب ہیں اور نیز فرماتے تھے کہ ان
 آیات کو لکھ کر اپنے اطفال کو دین تاکہ خوف سے امان میں رہیں مناسبت ان آیات
 کی ان مطالب کی واسطے کیا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ چنانچہ خواص ان آیات میں
 میں تجس مناسبت کے خواص میں درکار ہوتی ہیں اور باوجود اسکے کہہ سکتے ہیں
 کہ ائمہ عظم عبارت ہے ایک شان شیون الہی سے کہ عموم اور اطلاق اسکا ہر گز غم
 اور اطلاق ذات مقدس کے ہو اور اس قسم کے شیون بہت ہیں اور جو عامات

خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

خارج حد اور شمار سے ہیں چنانچہ کہا ہی بہت ساری چیزیں نشان میں آسکتی ہیں وہ ایک لکھ ہزار
خواب میں اپنی بہت جو زمین آسمان میں رہتا ہے وہ لاکھ لاکھ ایک کتاب ہے
پس اس کتاب میں ان آٹھ دلیوں کی تخصیص کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو چیزیں
کہ اس آیت میں مذکور ہوئی ہیں وہ مشہور خاص عام ہیں اور ہر آدمی کے نزدیک موجود
اور باوجود اسکے دلالت ان چیزوں کی وحدانیت اور رحمت اللہ تعالیٰ پر اور دلائل
مخلوقات سے کئی وجہ سے واضح اور اقویٰ ہیں اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ معبود کو چاہئے
کہ اس درجہ کی تعظیم کا مستحق ہو کہ اس سے زیادہ درجہ تعظیم نہ ہو اور عالم میں اگر کوئی کسی کی
تعظیم کرتا ہے تو بسبب چند چیز کے کرتا ہے اول یہ کہ اس کے زمین میں رہتا ہو جیسے
رعایا و دوسرے یہ کہ اس کے سایہ اور روشنی میں گزارتا ہو جیسے سیاحی کہ آرام کی واسطے
یہ میں جگہ اپنی اور روشنی حاصل کرنے کے واسطے کسی سردار کی خوشامد کرے تیسرے یہ کہ
اپنی اوقات گزاری کا محتاج ہو اسکی سبب تعظیم کرے چوتھے یہ کہ سفر پر خطر میں گھبراتا
کا محتاج ہو جیسے کہ شہر والے گانہ والوں سے اسکی واسطے آمد و رفت کرتے ہیں اور ان کی
خوشامد کرتے ہیں پانچویں یہ کہ روزی اسکی ہاتھ سے یا اس کے خزانہ سے پاتا ہو اور
کھاتا ہو جیسے کہ نوکر اپنے آقا کے تعظیم میں پست ہوتی ہیں چھٹے یہ کہ مویشی اور سواری اور
آویزانات کو پرورش کرتا ہو اور بوقت احتیاج عاریت دیتا ہے اور دودھ لگی چھا چھ
سے اسکو سیر کرتا ہے جیسے کہ آدمی بامید استعارہ سواری اور بارگشی اور دودھ چھا چھ
یعنی واسطے اہل شتر اور اسب اور مویشی کے خوشامد کرتے ہیں ساتویں یہ کہ تندرستی
اور بیماری اور اس کے ہاتھ میں ہے اور اصلاح اور فساد اخلاط بدنی کا اس کے قبضہ قدرت
میں اور یہی باعث ہے کہ عامہ خلایق طیبیوں اور اہل تجوہر کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور
افسون گردن کو کہ مقدمہ اسب جن و دیو و پری میں ان کے محتاج ہوتے ہیں
مثل خدا کے پوتے ہیں آٹھویں یہ کہ صاحب عجائب و غرائب ہو اور طلسمات جانتا
ہو اور جو چیزیں کہ عقل ان کی دریافت کو نہ پہنچ سکے دریافت کرتا ہو چنانچہ عوام
ایسے اسباب پر اکثر فریفتہ ہوجاتے ہیں اور اس آدمی کے تعظیم کے واسطے سر جھکاتے ہیں

[illegible]

نعت کو پہچانتے ہیں مگر یہی ایک گروہ ہے کہ کمال گراہی میں ہیں اگر خدا آدمیت سے
گذرتے ہیں مگر دُونِ اللہ سوائے اللہ کے کہ منعم حقیقی اور محبوب بالذات ہو
اوس کے درو عالم میں نہیں ہے اَکْثَرُ اَکْثَرُ ہمسرخا کے حالانکہ اس قدر دلائل ظاہرہ غور و
کو اوس کے برابر ہونے سے منع کرتے ہیں اگرچہ ایک آدمی ہو چہ جائے یہ کہ تمام گروہ ہمسرخا
ہمسری ہر ہی کفایت نہیں کرتے بلکہ ہر چیز کو برابر خدا کے کرتے ہیں مگر یہی کفایت اللہ
یعنی اؤ کو دوست رکھتے ہیں مثل اوس دوستی کے کہ خدا کے ساتھ رکھنی چاہیے ہوسکتی
اللہ تعالیٰ کو بالذات اور بالا صالۃ دوست رکھنا چاہیے اور جو چیز کہ اوس کے علاوہ یا اوس کے
کی وجہ سے محبوب ہے جیسے انبیاء اور اولیاء و صالحا یا اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ کے کرنے
سے وسیلہ حاجت روائی کا یہہ آدمی ہوا جیسے مال اور اولاد اور وطن و خانہ وغیرہ کے
اور یہ لوگ بے سمجھ علاقہ محبت بالذات اور صالۃ اؤن لوگوں سے رکھتے ہیں بعض
اؤن میں سے بسبب سفالت طبع اور زالت نفس کے اؤ کو محبت خدا کے برابر کریں جیسے
عورتیں اور اولاد اور یار دوست اور رئیس میر بادشاہ اور دلیل برابر ہی محبت کی یہہ
ہے کہ جو ت مرضی ان اشخاص مرضی خدا کے ساتھ یا التزام طریقہ آباد اجداد اور اطاعت
رئیسوں اور بادشاہوں اور امیرون کے مخالف شریعت کے پڑے وہ مترد و ہوتی ہیں اور
حیرت میں پڑتے ہیں کہ ہلو کیا کرنا چاہیے ان کو رضی رکھنا چاہیے یا اللہ تعالیٰ کو اور بعض
اؤن میں سے غیر جنس اپنے کو مثلاً روپیہ مال بباب جانوروں کو خدا کے برابر کرتے ہیں
اور توجہ خاطر دھربانی اور خبر گیری اؤ کی اور اہتمام بحال اور فکر پر دخت اور تکثیر اوس کے
میں اس قدر غرق اب میں کہ خدا سے غافل ہو جاتے ہیں اور اوقات عبادت کو برباد دیتے
میں اور بعض اؤن میں سے ارواح مدبرہ اور ملائکہ موکلہ مخلوقات کو یا ارواح انبیاء
اور اولیاء اور عباد اور زہاد و علماء کو بلا ملاحظہ علاقہ بندگی کے محبوبیت اوس کی کو بالا
برابر محبت اللہ تعالیٰ کے کرتے ہیں اور نذریں اور قربا نیان اؤن کے نام کرتے
ہیں اور احکام اؤن کے کو بے تامل برابر روحی ناطق الہی کے شمار کرتے ہیں بلکہ بعض
اؤن میں سے ایسی صورتوں اور شکلوں کے ساتھ اور اؤ کے قبور اور معابد اور مسکن

اور ناشکی اور
یَا اَللّٰهُ الَّذِیْ لَا یُغْنٰی
اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰهِ
وَالْقُدْرَةُ مِثْلُ اللّٰهِ
مَعَ الصَّبْرِ
اسے اور گویا ان
لئے محمود و شہرت
ساتھ قہر کی سنگینی
میں کوشش اور محنت
کرسکتے اور توجہ
سے یعنی خدا تعالیٰ
کی بندگی کرسکتے ہیں
جو وقت ہوتی ہے
ابوہم کرسکتے مدد
چاہو یہی غرضانی
ساتھ صبر کے زوال
کے ہیں جو انھیں
یعنی مالان اور دنیاوی
رکھنا ہے ورنہ ان بات
سے دلکش و دلچسپ
نہیں رہیں گے

کے ساتھ افعال کرتے ہیں جو کہ مسجد میں اور خانہ کعبہ میں کرنی چاہئیں کہ ستر میں برکتنا اور
گذا اگر نہ پڑنا اور دست بستہ بصورت استقبال نماز میں کھڑا رہنا حالانکہ یہ محبت اونیقی تقصفا
ایمان بخدا اور خدا کے واسطے نہیں ہے تاکہ خدا کے نزدیک مفید ہو اور اسکی رضا مندی میں
کام آوے اس واسطے کہ یہ محبت حاجت مخلوق سے گزر گئے اور ایمان میں لازم ہے محبت
مخلوق اور خالق میں فرق کرے وَالَّذِينَ آمَنُوا اور جو شخص کہ ایمان لائے ہیں اگرچہ
بعض ان چیزوں کو خدا کے واسطے اور اس کے حکم سے محبوب رکھتے ہیں اور
واسطے وصول نعمت آدمی کے سمجھتے ہیں اور بندہ کو مطلع جانتے ہیں لیکن نہ اس قدر کہ
خدا کے برابر کر دیں بلکہ وہ اَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ یعنی بہت سخت اور حکم تر دوستی خدا میں ہیں
اور نیز ان چیزوں سے اس واسطے کہ خدا تعالیٰ کو بالاصلاتہ دوست رکھتے ہیں اور ان
چیزوں کو اس قدر کہ ظاہر ہو محبت الہی اور باندازہ حکم اللہ تعالیٰ کے دوست رکھتے ہیں
اور جب کوئی سبب ان میں محبت الہی کا نہیں پاتے ان کی محبت ان چیزوں سے
عداوت و بغض کے ساتھ بدل ہو جاتے ہے اور نیز ہر چیز کو مخصوص ساتھ ذات الہی کے
اور فائض اس جناب سے سمجھتے ہیں اور وسائل کو اول سبب نہیں جانتے اور اگر سبب
جانتے ہیں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو جانتے ہیں جیسے قلم دوات سیاہی کا خدا اور مصلحت
و خدا شکار و چوہا دار و دھواں و خزانہ اور عامل پرگنہ عطا ہے پروردگار بادشاہی اور نیز نسبت
محبت اس گروہ کی برابر کرتے ہیں اس واسطے کہ یہ گروہ دوستی بے استحقاق کے
ان چیزوں سے رکھتے ہیں اور دوستی اہل ایمان کی خدا کے ساتھ بسبب استحقاق
ذاتی کے ہے اور جو چیز کہ بسبب استحقاق کے ہو سخت تر اور مضبوط تر ہوتی ہے
اوس چیز سے کہ بے استحقاق ہو اور نیز دوستی اہل ایمان کی خدا کے ساتھ دائمی
اور باقی ہے اور دوستی اوس گروہ کی ان چیزوں کے ساتھ زائل اور فانی
اس واسطے کہ کافر عذاب دیکھ کر ان چیزوں سے ہزار ہوں گے اور بجائے لغو
محبت کے ہزار کریں گے چنانچہ غفریب آتا ہے اور نیز دوستی اہل ایمان کے
خدا کے ساتھ راحت اور شدت اور بیماری و تندرستی اور شادی اور غم اور لذت

گو کمال شوق اور خوشی سے ادا کرے اور مال کو نہایت خوشی سے اوسکی راہ میں قربان کرے اور آیات اور احادیث بے شمار سبب ابین میں اور حق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لفظ خلیل اللہ ارشاد فرمایا ہے اور محبت خدا کو بہترین وسائل نجات کا کیا چاہئے صحیحین میں وارد ہوا ہے کہ جنگل کا بیٹھنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا کہ قیامت کب ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس تو نے کیا سامان آخرت کا کر لیا ہے کہ اوسکے آنے کا حال پوچھتا ہے کہا کہ یا رسول اللہ میں نہ روزہ رکھتا ہوں اور نہ بہت نماز پڑھتا ہوں مگر اس قدر ہے کہ خدا اور رسول کو تہہ و تک دوست رکھتا ہوں فرمایا کہ خوش رہو ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہے اور تحقیق المقام یہ ہے کہ محبت ایک کیفیت ہے علاوہ ارادہ اور خواہش کے اور حاصل ای کیفیت کا میل ہے بالا فطر اطراف اوس چیز کے بان پچھ کیفیت چونکہ غیر ذوات الارادہ میں نہیں ہے اس سبب سے مشتبہ بالا ارادہ ہے اور نیز گاہے یہ کیفیت بعد تصور نفع اور ضرر کے دل پر وارد ہو سکتے ہے مانند ارادہ اور خواہش کے اسی سبب سے اسکو عین ارادہ کہتے ہیں حالانکہ یہ کیفیت نہ ارادہ اور نہ موقوف بر ارادہ بلکہ اگر کوئی کیفیت مثلاً بھروسہ سے رکھے تو میل طبعی اجسام کا طرف اوس چیز کے ہے اس قدر فرق ہے کہ بھروسہ میل ذوات الارادہ میں مخلوق ہے اور وہ میل غیر ذوات الارادہ میں ہے اور یہ میل دل و دروچ میں ہوتا ہے اور وہ میل قالب اور جسم میں خصوصاً محبت کہ کسی غرض پر ہو جیسے محبت فرزند اور اپنی نفس کی کہ پھر شہوت بہت رکھے ساتھ میل طبعی اور اسی واسطے بعض عرفا نے فرمایا ہے بیت اصل میری سوزش مستانہ کا جذبہ ہوا کہ چونکہ اپنی اصل پر ہے جذبہ ہر عنصری بیت وہ ہمیں کہنے لے جاتا ہے دلبر کی طرف پس ہمارے دل میں ہے تاثیر مرقناطیس کی بالجلہ محبت بندہ کو خدا کے ساتھ اوس قسم محبت سے کہ کسی غرض کے واسطے ہوا اور تصویر نفع اور ضرر سے حاصل ہوتی ہے سمجھنا چاہیئے اور ظاہر آیات اور حدیث کی تاویل میں قدم رکھنا چاہیئے اور اسی واسطے بطور عقدہ کے ارشاد ہوا کہ **يُحِبُّهُ رَبُّكَ حُبَّ النَّفْسِ** اس واسطے

یہ سبب محبت
الذہب فی الذہن
یاد اوصاف و صفات
فانوار الایمان
مجموعہ اور مغزینی
وہ اسے محبت اللہ
عاید کردہ و مسلم فزان
مکرمہ دالوں کو جو
آن کو جب صحبت
پہنچتی ہے تو کہتے ہیں
سہم خدا تعالیٰ میں
یعنی اس کے نسبت سے
میں اور ہر کسی طرف
بچے جانے والے ہیں
خدا اور ان کا علیہم
صلوات میں توفیق
وہ چاہتے تھے اور ان کے
وہ اللہ تعالیٰ سے
یہی لوگ ہیں ایسے
جاہل نہیں ہیں ان کے
دار و کار اور اوقات

کہ محبت بندہ اور ہے اور محبت خدا اور اور اگر حال محبت اون لوگوں کا کہ مخلوقات کو خدا کا
 ہمسر کہتے ہیں اور محبت کے باب میں خدا کے برابر کرتے ہیں بخوبی ملاحظہ کیا جاوے تو اہم
 معلوم ہو جاوے گا کہ محبت اونکی یعنی اون پر غرض منافع اور استداد کے ہے اگرچہ قابل
 اس محبت کے وہی ذات پاک ہے نہ مخلوقات لیکن اس گردہ کی بنیائی پر پردہ مضبوط
 پڑ گیا ہے اور غیر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو حلیم اور بردبار سمجھتے ہیں
 اور اس کے غیرت اور شدت عذاب سے ہنپن ڈرتے و کوفت کرتے اور اگر جانتے ہو
 الَّذِينَ ظَلَمُوا اَلَيْسَ لَوْ كُنتُمْ وَاوَاكُم كَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ خدا کا ہمسر بناتے ہو اور کبھی نذرین
 اور قربانیان غیر کے واسطے کرتے ہو اور اونکی عبادت اور طاعت اور محبت کرتے
 ہوا دیکھو اِنَّ الْعَذَابَ الَّذِي لَكُمْ لَظَالِمٌ لَّكُمْ یعنی جو عذاب الہی کو دینا میں سبب
 بیمار ہونے یا مصیبت آنے یا فقر و فاقہ کے اور اس وقت امید و امداد دے دے کہ ہونگے
 اور چاہیں گے کہ ہکو اس عذاب سے راکرین اور وہ یہہ امید بوری نہ کر سکیں گے
 اِنَّ الْفُتُوْرَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا یعنی اس مضمون کو کہ قوت اور قدرت محض خدا کے ہی
 واسطے ہے تمام اور میں کوئی چسند مال و فرزند و بار و دوست اور بادشاہ
 امیر و وزیر بغیر اور فرشتہ اور پری بدون اس کے حکم کے مدد نہیں کر سکتے اور اگر
 بالفرض اون کو خدا کے برابر قوت ہی ہوتی تب بھی خدا کے برابر بنانا ہرگز روا نہ تھا
 اس واسطے کہ خدا تعالیٰ کو برابر کرنے مخلوق سے غیرت آتی ہے اور غضب
 آتا ہے وَاَنَّ اللّٰهَ مُتَكَبِّرٌ لِّذٰلِكَ تَخْفِیْ عَذَابَ خُذَا کا سخت ہے ہمیشہ
 ہمہ رون خدا سے دست بردار ہوتے ہیں بلکہ نیاز ہوتے ہیں لیکن وہ ان دونوں
 مضمون کو کیا اوس وقت نہیں جانتے تھے بلکہ عذاب الہی کو بسبب ناخوشی ہمہ رون اور
 چشم غامی اون کے کہ ادا سے نذرین اور قربانیوں اور عبادت میں قصور کیا تھا
 حل کرتے ہیں اور زیادہ تر رضامندی اور خوشامدی میں کوشش کرتے ہیں مگر بان
 اوس وقت جان جائینگے کہ ان کو فائدہ ہوگا اِذْ تَبَرَّءَ الَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْا یعنی جس وقت کہ
 اون کے کہے ہوئے سے نیاز ہو جائیں گے جیسا کہ گراہی کی بیٹھا اور رئیس اور

اور محبت خدا اور
 لوگ راہ ہونے اور
 خود بخود ہونے
 و غیرت ان سے
 سزا دہندہ و پیر
 ہیں اس کے نہیں
 بہرہست ہونے و خدا
 کا کہنے تو ان پر پاک
 کا ہی طمان ہونے
 اور ہم سے ان دونوں
 کی ہر ایک چیز کو
 بہت عذاب الہی
 نذرین کی پیش و قبول
 لوگوں نے ان پر پاک
 پرین کا کہنے
 سلمان ہونے لوگ
 تہنیک کے نذرین یا نذرین
 کا طمان بھی ہم کو
 ہے اوس واسطے
 ان کی کبت و مان
 دور کردہ اور

اور کلمہ دین اور شیطان و وسوسۃ النور والے مِنَ الذِّیْنَ اٰتٰیوْا یعنی اون آدمیوں سے کہ انکی تابعداری کے باعث کفر میں پڑے تھے اور وہ لوگ دنیا میں بھولے وعدے اپنی گرم بازو کے دھستے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ آخرت میں تمپر کوئی نقصان ہو تو وہ ہمارے ذمہ ہے اوس وقت کنارہ کرین گے اور کہیں گے کہ ہم ان سے وقف نہیں ہیں اور سمجھنے ان کو کفر کا مشورہ نہیں دیا تھا کہ عذاب اوکنا ہمپر لازم نہ آوے لیکن یہ تبرکنا اور سنا کرنا کچھ فائدہ نہ دیگا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب اون کے گمراہ کرنے اور پہکانے پر مطلع ہے اور ان کو جملہ چیز چھوڑے گا بلکہ اپنے منراپائین گے وَكَأَنَّ الْعَذَابَ اَوْعَدًا جانب گمراہ کرنے سے دیکھیں اور نیز وَقَطَّعْتَ يَهُودُ الْاَسْبَابَ منعقد ہو جاویں گے تمام اسباب تابعیت اور مقبوعیت کا اور قربت اور دوستی کا اور انگار اور تبر اور گریز کا اور تمام عہد و بیان کہ دنیا میں باندھتے تھے اور جب تابعدار اور پیرو دیکھیں گے کہ ہمارے بہکانے والے ہمارے مددگاری سے کنارہ کرتے ہیں اوس وقت جان جائیں گے کہ خدا کا ہمسر بنانا محض خطا تھا اور قدرت و قوت فقط خدا ہی کے واسطے ہر چیز میں ہماری کرتے تھے اور ہمے گریز نہیں کرتے تھے اور نیز جان جائیں گے کہ حق تعالیٰ ہر چند حلیم اور بردبار ہی لیکن غیرت والا ہے اور اگر غیرت اوس کی کاشت عذاب ہے کہ ہمارے بہکانے والے اوس سے ایسا ڈر کر اپنے کو ہم سے بچاتے ہیں لیکن اوس وقت میں ان دونوں باتوں کا جاننا مفید نہ ہوگا اور ناچار ہوکر کف افسوس ملین گے وَالَّذِيْنَ اٰتٰیوْا اور کہیں وہ لوگ کہ پیروی کی ہے اوہوں نے بہکانے والوں کے کہ انکی سبب سے کفر میں مبتلا ہو رہے تھی اور خدا کا اون کو ہمسر بنایا تھا جب دیکھیں گے کہ یہ بہکانے والے ہم سے تبری کرتے ہیں اور انکی تبری اون کو مفید نہیں ہے اور فراموشی کا دیکھا اور خوب چکھا پس معلوم ہوا کہ دنیا میں تبری سے فائدہ ہے یہ یقینی میں اور وہ اب ماتھ نہیں آتا ہے كُوْنَا لَنَا كَمَا كُنَّا كَمَا شِئْنَا بِحِلٍّ فِي الْاَيَّامِ دُنْيَانِ کہ ہم اون سے گمراہ کر کیا بدالین فَتَتَّبِعُوْنَهُمْ كَمَا تَبَتْ نَفْسٌ مِّنَّا کہ ہم اون سے ایسے ہی پیرو ہون گے جیسے کہ وہ ہم سے اب پیرو ہوئے ہیں اور وہ ہم پر نیازی انکی

[illegible]

سوائے حسرت و نوس کے کچھ نہ ہو گے گی لیکن یہی ایک حسرت اور پرتو کی بلکہ گذر لک
 یٰرَبِّهِمْ اَللّٰهُ اَعْمَا اَلَهُمْ حَسْرَاتٍ عَلَیْهِمْ دُکھاوے گا اور ان کو اللہ تعالیٰ بہت سی حسرتیں
 اس طرح پر کہ صرف دل ہی میں حسرت نہ ہوگی بلکہ اس کا اثر ظاہر میں متحقق ہوگا یعنی اون کی
 صدقات اور عبادات سب راہ گمان جائیں گی اور کچھ بکار آمد نہ ہوگی اور اون کی اعمال کفر یعنی
 غیر خدا کا پوچھا اور اون کے نام کی قربانیاں اور سنتیں موجب غصہ و عتاب الہی کا ہو کر موجب عتاب
 عذاب کا اور پرتو کا یعنی اون کو مصرت اور تکلیف پہونچی گی اور یہ سب تر میں اون کی تمام
 نہون کی کیونکہ یہ موقوف ہونے عذاب کے حسرت زائل ہونے پر ہوگی اور عذاب جب موقوف ہو
 کہ جب وہ دوزخ سے نکلیں وَمَا هُمْ بِمُخْرَجِیْنَ مِنَ النَّارِ اور وہ دوزخ سے
 کہی نہ نکلیں گے اور قاعدہ عربی کا یہ ہے کہ مسند الیہ جب مقدم ہوتا ہے تو فائدہ حصر
 دیتا ہے یعنی یہہ کا فر کہی دوزخ سے نہ نکلیں گے باقی سب گناہ گار جو ایمان
 والے میں شفاعت کی وجہ سے یا چندے دوزخ میں رہ کر نکلیں گے اور جب
 کہ گمراہ ہوں اور گمراہ کرنے والوں کو سوائے حسرت کے اور کچھ حاصل نہ ہو اتو
 یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَلَمْ یَاکُلُوْا مِنْ حَرَامٍ لَّکُمْ حُرْمَتٌ مِّنْ حَرَمِ اللّٰهِ لَکُمْ حُرْمَتٌ مِّنْ حَرَمِ اللّٰهِ
 تا بعد اری اپنے پیشواؤں کے حرام نہ کرو اس لئے کہ یہہ تا بعد اری بھی ایک نوع کی
 ہمسری خدا سے ہے مثلاً یہودیوں نے بعض اشیاء کو کہ اون کی شریعت منسوخہ
 میں حرام تھیں جیسے دودھ اور اونٹ کا گوشت اور تیرہی ونبہ کی اور جانور ناخن
 جیسے کوتر اور شتر مرغ اب بھی حرام سمجھا ہے اور کہہ کی مشرک لوگ بھیرہ کو یعنی اونٹنی
 کا دودھ روک رکھتے ہیں اور وکیل یعنی وہ بکری کہ ساتھ دفعہ بچہ دے چکی ہو اور
 آٹھویں دفعہ نہ دواوہ ایک دفعہ جنے اور سائبہ یعنی جبہ بوجہ نہ لاوین اور حرام کو
 یعنی وہ اونٹ کہ دس دفعہ بچہ جو اچکا ہو حرام سمجھتے ہیں اور نہ دواوے اور
 بہنیں کے گوشت کو اور بعض عرب کے قبیلے جیسے بنو ثقیف اور بنو عامر بن صعصعہ
 و خراہہ بنو مرہج گہی اور پیر کو اور بعضی عابد سلمان ٹھنڈی پانی اور لہند کھانے کو اور
 بعض جاہل اپنے اور اپنے عزیزوں کی بیماری میں نذرانہ تہن کہ فلا فی چیز ہم نہیں

اور ان سے سب کچھ
 جلتے والے اور دوزخ
 بند کا مومن کا ایمان
 الین کی مومن مومن
 اور ان میں الین مومن
 والہندی مومن
 مائتہ لکھتے ہیں
 الین لکھتے ہیں
 اللہ و یلعنہ
 اللعنون مائتہ
 وہ لوگ ہیں مائتہ
 کسے اور دوزخ
 چیت ہیں اس چیز
 کو بچنے کی چیز
 نشانیاں دوزخ اور
 راہ دکھانا اور دیت
 میں یعنی نشانیاں
 اور نئی آخری زمانہ
 کے پیغمبر کے سودہ
 چیت ہیں مائتہ
 جو بچنے کی چیز

برباد ہو جاوین اگر کوئی کہے کہ شیطان سوا ہے ان مور کے اور کچھ بھی یعنی امر نیک کے لئے جیسے کہ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ اداں کو شیطان صبح کی نماز کے وسطے ہمیشہ جگا یا کرتا تھا اس لئے کہ ایک دفعہ اداں سے نماز صبح کی فوت ہو گئی اور ہونے اس قدر گریہ و زاری کی کہ اللہ تعالیٰ کو اوسپر رحم آیا اور ثواب دو چنڈا اوس نماز سے عنایت کیا اسکا جواب یہ ہے کہ شیطان اپنی ہر امر و ہر نیک مین مقصود بدی رکھتا ہے اگرچہ ضمن بدی مین نیک ہو مثلاً کبھی ایک چیز سے کہ وہ بہت بہتر ہے طرف ایک چیز کے کہ وہ اوسے کچھ کم ہی پہنچتا ہے تاکہ آہستہ آہستہ اپنا تابعدار کر لے اور ہر بالکل امر بدین مصروف کرے اور کبھی ایک چیز نیک سے کہ آسانی سے حاصل ہو طرف چیز نیک زیادہ کے کہ وہ مشکل ہے کہ پہنچتا ہے تاکہ بسبب زیادتی مشقت کے اوس سے نفرت ہو جاوے اور اوس پہلے نیک کام سے بھی محروم رہ جاوے اور کبھی بخوف حاصل ہونے ثواب عظیم کے ایک کام سے دوسرے کام مین کہ اوس قدر ثواب پہنچ رکھتا اگرچہ نیک ہے مصروف کرتا ہے جیسے کہ قصہ مقصود شیطان کا محروم رکھنا ثواب سے تھا نادا سے نماز باجمہ جس نے وحی لے قرآن شریف کو یہاں تک سنا ہے یقیناً جانتا ہے کہ شیطان ملعون درگاہ خدا تعالیٰ ہے اور اوسپر رحمت خدا نہیں ہے اور دشمنی اوس کی اولاد حضرت آدم سے موروثی ہے اور خلقت کے پہکانے پر کمر بستہ ہے اور ظاہر ہے کہ جو امر ملعون ہے تو حال مامور اور اوسکے تابعدار کا کیا ہوگا اور نیز جب امر دشمن موروثی ہو تو مامور کو کیا فرماوے گا ہر چند درود اس آیت کا منع کرنا خیر کم کا حلال ہے لیکن اداں دو قید سے بچھا جاتا ہے کہ کہا مین احتیاط چاہئے تاکہ حلال پاک ہو اور جو چیز کہ حلال نہ ہو جیسے کہ مردار و خون اور شراب اور سویر اور آذر جانور و زندے نجاست کھانے والے یا حلال ہو لیکن بسبب تعلق حق غیر کے پاک نہ ہو جیسے ملک غیر بدون اوسکی اجازت کے مثلاً کسی کے بکری غصب کے ہوئی یا طعام بطریق رشوت کے لیا ہو کھانا انکا جائز نہیں ہے اداں اس واسطے ابن مردویہ ابن عباس رضی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز یہہ آیہ شریفہ آنحضرت صلعم کے پاس پڑھ رہے تھے سعد ابن ابی وقاص رضی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا

موسى قال
والله لیس لی شیخ کہ
میں کسی سے پیروں
ہوں سنا نہیں کہ
یا پھر اداں کی
کو قیمتی ان پر رحمت
اے اداں تو یہ
تاکہ اسے دے
ان بعد عذاب
نہیں کہتے بندوں
پیران الدین کہ
وہ اداں کو
اور اداں کو
اللہ والکلمۃ
والتائس الخبیثین
بیشک وہ لوگ کان
ہوئے اور کلمہ کی
حال میں ہوئے
لوگ ہیں جو اپنے
بے حد انشائی کی اور
زندہ کی ادب
لوگ کی منت ہے

ہم ہی حرام جانتے ہیں اسلئے کہ باپ دادا ہمارے ہم سے زیادہ عقلمند تھے اگر اس رسم درواج میں نقصان پاتے ہرگز اوپر عمل نہ کرتے اور نیز ہم اگر خلاف اپنے باپ دادا کے کھائے پیئے میں بیباکی کریں مطعون خلایق اور خصوصاً اپنی اقارب و قبیلہ کے ہون اور ہم کو برادری سے خارج کریں اور ہمارے ساتھ نشست و برخاست اور نکاح وغیرہ متوف کرین جیسے کہ سبب انہیں عذرون کے قوم ہنود میں مثلاً ثقال کا آئینہ راجوت وغیرہ درواج و رسم قدیمی سے یا ہر نہیں ہوتے اور بعض جاہل مسلمان بھی انہیں کے سکھلانے سے ترک نکاح سیوہ و رسوم باطلہ میں ہی عذر بیان کرتے ہیں اور ابن سختی اور ابن حاتم بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں سے بمکلام ہوئے اور خوبی اسلام سمجھائی اور ترک قبول سلام میں استقدر لاجواب کیا کہ کوئی عذر نہ رہا اور قطع کلام ہو گیا کہ رافع بن خاریجہ اور مالک بن عوف اور دیگر دشمنوں نے کہا کہ حقیقت دین تمہارے کی مسلم لیکن مجھے اپنی باپ دادا کو اسپر نہیں پایا وہ ہم سے عقلمند اور بہتر زیادہ تھے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ارشاد ہوا کہ ان پوچھو آئینے یہ پیروی باپ دادا کی کریں گے ہر حال خواہ صواب پر ہوں یا خطا پاؤ کہ کان ابناءکم اگرچہ باپ دادا اونکی کہ حکم اولوکم شیئر کا ہے یعنی پس نموند باپ کا ہے لا یعقلون شیعنا نہیں سمجھتے کسی چیز کو اچھی بُری میں تمیز نہیں کرتے اور نعم ونقصان میں فرق نہیں کرتے اور دیوانگوں کی طرح حرکتیں کرتے رہیں ولا یفہمونا اور نیز راہ نہیں پاتے سمجھانے اور پیروی کی واسطے کہ سمجھانے سے ہی شخص سمجھتا ہے کہ فی الجملہ عقل و شعور رکھتا ہوا دیوانگو عقل معاذکی بالکل نہیں ہے گو عقل معاش کہتے ہوں اور ظاہر ہے کہ اگر باپ دادا کسی کے دیوانے اور بے عقل ہوئے ہوں ہرگز پیروی اون دیوانوں کی نہ کریں گے پس یہ لوگ کس طرح پیروی باپ دادا کی ہر حال میں اختیار کرتے ہیں اور یہ لوگ عقل معاشی باپ دادا پر فریقہ موکر اون کے افعال و اقوال کا مقدمہ دین میں اتباع کریں تو یہ عین خطاب ہے اسلئے کہ عقل معاش کی اور فہم دین کا اور ہے باپ دادا اون کے مقدمات دین کو بالکل نہیں سمجھتے تھے

کائنات کے تمام مہم
 سو سالہ خدمت میں
 ان سے ایک شکر
 مددیت چھینیں
 سکھ اور مصلحت
 والد کو کہتے کہ
 ایک خدمت میں
 بابت عالم کا کام
 بابت ہو کر ہی
 اس اپنی بات پر
 تب ہم جہاں پر
 خدمت میں نے اس
 میں تیار ہیں وہ
 کی بیان کہیں کہ
 فی خلق السموات
 والارض والجنات
 والیہ والنہار
 والفلک المجرى
 فی الجہر ما یففع
 الناس جب یہاں
 کہیں میں آتا ہوں

بلکہ ان مقدمات میں حائسینت سے باہر تھے اور دریافت منفعت اور ضرورت اور حسن و قبح کی انکو ہرگز حاصل نہ تھے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ وہ بلاشبہ کافر تھے وَهَتِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا
اور مثال دن لوگوں کی کہ کافر ہو گئے ہیں سمجھو مقدمات میں اور سمجھانے میں کَمَثَلِ الَّذِينَ
مثال میں جانور کی ہرگز تیرہویں مانند کوی کی آواز بلند کرتا ہے وہ سٹے جمع کرنے یا بھگنے
کی نہ ہوتا کیسے ہونے اور حرف سے کہ نہیں سننا اور کَوْنُ مَا كُنَّا مَعَكُمْ مگر بلائے کو کوئی نہ اے اور
فریاد کرنا کہ اوسکے واسطے بلاتا ہے یا کسی چیز سے ڈراتا ہے اور بیگانے بالکل اوسکو اوس
آواز سے نہیں معلوم ہوتا اور جب اپنے تئیں دریافت ہوا تو سننے والوں کو کیسا
دریافت ہوگا پس یہ سننا بحساب سمجھنے کے سننا نہیں ہے جب اصل دریافت ہوا
تو منفعت اور ضرورت خصوصاً آخرت کے کس طرح دریافت ہوگی اور یہی واسطے کہا
جاتا ہے کہ تمام کافر خواہ پیشوا خواہ مقلد خواہ باپ دادا خواہ لڑکے صغیر
بہرے ہیں اور اگر بالفرض اس شیعہ کو سننا اختیار کریں تو انہما حق اور نطق میں
- بے شک گونگے ہیں سو اسکی کہ انہما حق اور کی زبان سے ہوتی نہیں سکتا
در حقیقت صحیح اندھے میں جب انہوں نے حقیقت کو نہ دریافت کیا بیان
کس طرح کر سکیں گے اور جب سمجھنا فرع احساس ہے اور محسوسات مبادی
مقولات کی ہیں اور انہوں نے مبادی کو گم کر دیا ہے فَهَلْ كَانُوا يَعْقِلُونَ
پس وہ عقل نہیں کہتے ہیں مقدمات دین میں گوجا نوروں کی طرح عقل مباحث
کہتے ہیں اور جب انکو مقدمات دین میں عقل نہ ہوئی پس ابتداء اور نکاحینہ اتباع جائز
کا ہوا اس جگہ چند فائدے ہیں اول یہ ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خطاب عام ہے مسلمان
و کافر کو حالانکہ خفیہ و اکثر اہل اصول کے نزدیک فرما طیب فروع دین کے نہیں
ہو سکتے ہیں اور یہ خطاب خطاب بفروع دین ہے جواب اسکا یہ ہے کہ چونکہ کافر
اہلیت ثواب کی نہیں کہتے ہیں لہذا جو عمل کہ اوپر ثواب مترتب ہو اوسکے مخاطب
نہیں ہو سکتے لیکن مناجات قسم معاملات و عادات سے کہ جکا کرنا اور نہ کرنا برابر
اور نہ اوسکے کرنے پر ثواب و نہ کرنے پر عذاب اسکی ساتھ کافر بھی مخاطب ہو سکتے ہیں

جسکا ایسا درجہ اور
بے نیت اور بے
سارے تمام کھا ہے
اور میں کے پیکار نے
میں کسی کتا نہ
اور مضبوطی پھیلائی
ہے اور بلنے میں
مات اور دن کے جو
چپے اور گھٹتے دھتے
اپنے اپنے موسم میں
اتنے میں اور اس
کشتی کے چنے میں
جو دریا میں تہی جاتی
ہے ساتھ اس چنے
کے جوا یہ پہنچا ہے
لوگوں کو سوداگری
سے پس نشانیاں
ہیں خدا تعالیٰ کی قدرت
کی وہ انزل اللہ
میں اللہ تعالیٰ نے
مات کیا کہ حق تعالیٰ

دوسرے یہ ہے کہ اس آیت میں لفظ الفینا وقع ہوا اور سورہ مائدہ اور سورہ لقمان میں لفظ
 وجدنا اسکی کیا وجہ ہے جواب ہل عربیت نے لکھا کہ الفی خواہ مخواہ متعدی بدو مفعول ہوتا
 ہے اور وجد دو معنوں میں مشترک ہے ایک متعدی بمعنی مفعول ہوتا ہے اور دوسرے
 معنوں سے متعدی بدو مفعول پس قرآن میں اول جگہ وہ لفظ کہ صرح معنی متعدی
 بدو مفعول ہے لائے کہ مقصود اس جا وہی معنی ہیں اور آئندہ موقع میں شہرت کے
 لفظ وجدنا پر اکتفا کیا کہ سابق قرینہ معنی مراد کا ہو چکا ہے اور اہل تدقیق نے کہا
 ہے کہ ہر جہد الفی اور وجد حمل معنی میں مشترک ہیں لیکن الفی اکثر معنی مفعول میں متعل
 ہوتا ہے اور وجد اکثر عیان محسوس میں اور چونکہ سابق اس سورہ میں ذکر کیا گیا ہے
 کہ یہ آدمی حقیقت میں تابع شیطان ہیں اور دشمنی اس کے محسوس نہیں ہو لہذا مناسب
 ہوا کہ اس جگہ لفظ الفی متعل ہوا اور سورہ مائدہ میں مذکور ہوئے کہ پہلے جاہل بجاہل اور
 سوائب کو حرام جانتے تھے اور خدا پر انرا کرتے تھے اور یہ دونوں محسوس اور مسموع
 تھے اور سورہ لقمان میں بھی مذکور ہوا ہے کہ بعض آدمی بے دلیل عقلی اور شرعی
 کے مقدمات دین میں مکابرہ کرتے ہیں اور بے شبہ یہ امر ہی محسوس اور مسموع
 ہے لہذا ان دونوں صورتوں میں لفظ وجدنا مناسب ہوا تیسرے یہ ہے کہ اس
 سورہ میں لا یفعلون شیئا ارشاد ہوا اور سورہ مائدہ میں ایسی ہی مقام پر لا یفعلون شیئا
 یہ ہر فرقہ کی نکتہ برہنی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ نفی کرنا عقل کا انکار نہیں میں
 زیادہ تر ہے بسبب نفی کرنے علم کے ہوا سطرے کہ آدمی باوجود عاقل ہونیکے جاہل
 ہوتا ہے اور بے عقل نہیں ہوتا مگر طفل یا دیوانہ اور جب اس جگہ کا فرون نے
 بل نتیجہ ما وجدنا کھا تو صریح دشمنی اور ہتکبار کیا پس عقل کی نفی انکے پیشواؤں
 سے اس مقام میں مناسب تر ہے اور سورہ مائدہ میں کفار نے فقط اسی قدر حکایت
 کی کہ حسنا ما وجدنا علیہ اباؤنا اور اس عوے کے رد میں نفی علم میں کافی ہو اسلئے
 کہ جہل پر اکتفا نہیں ہو سکتا چوتھے یہ ہے کہ اس آیت میں دو طریق سے
 ابطال تقلید کا اشارہ ہے پہلے یہ کہ مقلد سے پوچھنا چاہیئے کہ توحس کی

مذکورہ بالا آیت میں لفظ الفینا وقع ہوا اور سورہ مائدہ اور سورہ لقمان میں لفظ
 وجدنا اسکی کیا وجہ ہے جواب ہل عربیت نے لکھا کہ الفی خواہ مخواہ متعدی بدو مفعول ہوتا
 ہے اور وجد دو معنوں میں مشترک ہے ایک متعدی بمعنی مفعول ہوتا ہے اور دوسرے
 معنوں سے متعدی بدو مفعول پس قرآن میں اول جگہ وہ لفظ کہ صرح معنی متعدی
 بدو مفعول ہے لائے کہ مقصود اس جا وہی معنی ہیں اور آئندہ موقع میں شہرت کے
 لفظ وجدنا پر اکتفا کیا کہ سابق قرینہ معنی مراد کا ہو چکا ہے اور اہل تدقیق نے کہا
 ہے کہ ہر جہد الفی اور وجد حمل معنی میں مشترک ہیں لیکن الفی اکثر معنی مفعول میں متعل
 ہوتا ہے اور وجد اکثر عیان محسوس میں اور چونکہ سابق اس سورہ میں ذکر کیا گیا ہے
 کہ یہ آدمی حقیقت میں تابع شیطان ہیں اور دشمنی اس کے محسوس نہیں ہو لہذا مناسب
 ہوا کہ اس جگہ لفظ الفی متعل ہوا اور سورہ مائدہ میں مذکور ہوئے کہ پہلے جاہل بجاہل اور
 سوائب کو حرام جانتے تھے اور خدا پر انرا کرتے تھے اور یہ دونوں محسوس اور مسموع
 تھے اور سورہ لقمان میں بھی مذکور ہوا ہے کہ بعض آدمی بے دلیل عقلی اور شرعی
 کے مقدمات دین میں مکابرہ کرتے ہیں اور بے شبہ یہ امر ہی محسوس اور مسموع
 ہے لہذا ان دونوں صورتوں میں لفظ وجدنا مناسب ہوا تیسرے یہ ہے کہ اس
 سورہ میں لا یفعلون شیئا ارشاد ہوا اور سورہ مائدہ میں ایسی ہی مقام پر لا یفعلون شیئا
 یہ ہر فرقہ کی نکتہ برہنی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ نفی کرنا عقل کا انکار نہیں میں
 زیادہ تر ہے بسبب نفی کرنے علم کے ہوا سطرے کہ آدمی باوجود عاقل ہونیکے جاہل
 ہوتا ہے اور بے عقل نہیں ہوتا مگر طفل یا دیوانہ اور جب اس جگہ کا فرون نے
 بل نتیجہ ما وجدنا کھا تو صریح دشمنی اور ہتکبار کیا پس عقل کی نفی انکے پیشواؤں
 سے اس مقام میں مناسب تر ہے اور سورہ مائدہ میں کفار نے فقط اسی قدر حکایت
 کی کہ حسنا ما وجدنا علیہ اباؤنا اور اس عوے کے رد میں نفی علم میں کافی ہو اسلئے
 کہ جہل پر اکتفا نہیں ہو سکتا چوتھے یہ ہے کہ اس آیت میں دو طریق سے
 ابطال تقلید کا اشارہ ہے پہلے یہ کہ مقلد سے پوچھنا چاہیئے کہ توحس کی

تقلید کرتا ہے وہ تیری نزدیک حق ہے یا نہیں اگر اوکی حق ہونے کو نہیں پہچانتا ہے تو باوجود قتل
مبطل ہونے کی کیوں تقلید کرتا ہے اور اگر حق ہونا پہچانتا ہے تو کس دلیل سے اگر دوسرے کی
تقلید سے تو اسی طرح اوس تقلید میں کلام ہوگا اور تسلسل لازم آوے گا اور اگر عقل سے پہچانتا
ہے تو اوسکو معرفت حق میں کیوں نہیں صرف کرتا ہے اور عار تقلید پانے پر کیوں گوارا کرتا
ہے دوسرے طریق یہ ہے کہ جب کسی تو تقلید کرتا ہے اگر اوس مسئلہ کو اوسنے ہی تقلید سے جانا
ہے تو تو اور وہ دونوں برابر ہوئے اوسکو کیا ترجیح ہے تاکہ تو تقلید اوسکی کرے اور اگر اوس
دلیل سے جانتا ہے تو تقلید اوس وقت تمام ہو کہ تو بھی اوسی دلیل سے اوس مسئلہ کو جانے
در نہ تو مخالفت ہوگا نہ مقلد اور حجب تھے اوسی دلیل سے معلوم ہوا تو تقلید ضائع ہوئے۔
پانچویں پہلے کہ سیارہ المین ایسے ہی آیت میں فرمایا ہے فَهَذِهِ كَالَّذِينَ حَقَّنُوا
اس جگہ فرمایا فَهَذِهِ كَالَّذِينَ حَقَّنُوا اس میں کیا فرق ہے اسکا یہ جواب ہے کہ یہ
آیت اس سیارہ میں اون منافقین کے حال میں ہے کہ ایمان لاکر ہر ایمان سے
وہ ہونگے تھے اور رجوع نہیں کر سکتے تھے اور اس جگہ کا فردن کے حال میں کہ اصلاً
ایمان ہی نہیں کرتے اور حرج ایمان کو نہ سمجھتے پس ہر لفظ اپنے اپنے مقام پر چسپان ہے
اور جب معلوم ہوا کہ کافر جہنم کے دام شیطان میں گرفتار ہیں اصلاً قابلیت فہم خطاب
کی نہیں کہتے اور حیوانات کی مانند عقل معاش بدون عقل معاد کے رکھتے ہیں پس ایسی حالت
میں ہر وی مآ آتئی اللہ اون سے ممکن نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ پیروی اوس
حالت میں ہو کہ مثل انسان کے اور اک وشعور و فہم رکھتے ہوں اور وہ اس بات میں
بہرے گونگے اندھے ہیں پس سمجھنا چاہیے کہ یَا أَيُّهَا النَّاسُ خطاب عام محض واسطے
الزام حجت اور عذر کے دُر کر کے واسطے ہر مقصود بالذات خطاب ہل ایمان سے ہے
اوس پر ہر خطاب خاص کر کے فرمایا یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ایمان لائے ہو اور
حواس عقل تمہاری مقدمات دین میں سالم اور درست ہیں سمجھو کہ مقصود ہے محبت و ایمان
خدا کا یہ نہیں ہے کہ لذت اور بامزہ اشیاء کی کھانے سے پرہیز کرو بلکہ مقصود ایمان
ہے کہ حکمت الہی کو غایت مقصود اوس حکمت کا پہچاننا اور جو اشیاء کہ اللہ تعالیٰ

الطمان
چستی اور سبک
میں کے تباہ
خدا تعالیٰ کے حکم پر
آسمان اور زمین کے
پہچاننا
چستی نشانیاں ہیں
خدا تعالیٰ کی قدرت
کے خفندوں کے
واسطے جو چاہتے ہیں
وَمِنَ الْآلِهَاتِ
بَلَّغُوا مِن دُونِ اللَّهِ
الْمَاءَ الَّذِي فِي بَيْتِهِ
حَتَّىٰ يَشْرَبُوا مِنْهُ
بَعْضُ النَّاسِ
جو پانی سے شرب
خدا تعالیٰ کے حکم پر
پانی کے پینی دینا
ہے خدا تعالیٰ کے بار
چستی میں اور محبت
کتاب ہے آن کی جیسے
حسب خدا تعالیٰ کی

نے کھانے کے واسطے پیدا کی ہیں مقصود ان سے کھانا ہے اور مقصود اے محبت کا یہ ہے کہ جو چیز محبوب عطا کرے اور سکون تام خوشی سے استعمال میں لاوے یہاں تک عاشقِ مستحق کے ہاتھ سے تلخ چیز کو شیریں جان کر کھاتے ہیں پس **كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ** کھاؤ تم اس ثمارِ حلال اور پاک جو کہ پہنچے تمہارا رزق کیا ہے اگرچہ لذت اور گران قیمت ہو اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ اس ثمارِ لذتہ کھانے سے گرفتار حفظ نفس ہو جائیں گے اور عبادتِ خدا سے باز رہ جاویں گے تو ایسے تدبیر کرو کہ عینِ حظ نفس میں مشغول عبادتِ رب و **وَاشْكُرُوا لِلَّهِ** یعنی خدا کا شکر کرو تم اس واسطے کہ لذتِ نفیس چیز کے کھانے سے کہ مرغوب طبع ہو دل سے شکر نکلتا ہے اور اس قسم کا شکر عمدہ عبادت ہے اور موجب زیادتی محبت منعم حقیقی کا ہے اور یہ عبادت بدوِ تلمذ و نفس کی ادا نہیں ہوتی پس اس تلمذ کو عبادت کا وسیلہ گردانو اور وسیلہ عبادت کو عبادت جانو اور بھی شانِ عارفوں کی ہے کہ عادات کو عبادات کرتے ہیں ان ناقص لوگ عبادت کو نفس کشی اور فقر و فاقہ و خشک خوری و حسِ پوشی میں منحصر جلتے ہیں پہلے کہ ان کی طبیعت ایسی ہی عبادتِ سرِ مالوف ہو اور اپنی مشیوٰۃ سے ایسی ہی عبادت دیکھتے اور سنتے آئے ہیں لیکن حقیقت یہہ خالص عبادت خدا کی نہیں بلکہ رضامندیِ طبیعت اور اپنی عادت کی آمیزش ہے جیسو کہ ایک خاوند نے اپنے غلام کو ایک حکمت کے لئے رخت اور خوب و آرام کے واسطے فرمایا اور وہ غلام کو تہ نظری سے سمجھا کہ یہ کہ رام مجھے خدمت مولا سے باز کہتا ہے چاہئے کہ میں خواب و آرام ترک کروں اور محنت شاقہ کر کے خدمت مولا میں کمر بستہ رہوں پس یہ اطاعت و خفیت اطاعت و ہم و خیال اپنے کہے نہ تا بعداری خاوند کے پس تم اس طرح نہ کرو **اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ** اگر تم خالص عبادت اور اسکی کرتے ہو اور ہم و خیال و عادت اپنی کو دخل نہیں دیتے ہو اس واسطے کہ منظور عبادت سے رضامندیِ مہود ہے جس طرح کہ رضی ہو بیتِ گرج طبع خواہد من سلطانِ دین + خاک ہر فرق قناعت بعد ازین بیت ہے کہ منظور مہودے خود طبع سلطان کو پس خالین سب طرح کے خواہش و ارمان کو

یہی ہوا کہ یہ چیزیں
والکین امنوا
جبالہ و کون
الذین نکلوا
وون العذاب
ان الله شاکر
ایمان لاس نہیں
سودہ ہی محبت
ہیں خدا تعالیٰ کی
اگر دیکھیں غلام
شکر کہ جہوت کہ
عذاب و عین
تمام قدرت اور قوت
اور از بدستی خدا تعالیٰ
ہی کہے اور بانی
انہوت کہ خدا تعالیٰ
بیت با عذاب کرنے
والا ہے اور بدست
الذین لیسوا

جیسا کہ نفس کا شکر کرنا اور لذا لکھنا ترک کرنا موجب ایک طرح کی عبادت کا ہے یعنی ایسے ہی کھانے پینے خدا داد میں فراخی کرنا ایک نوع کی عبادت ہے یعنی شکر بلکہ بہرہ راہ محبت کی طرف پہنچتی ہے اور محبوب معبود صلی ہے اور باوجود اس کے شکر بھی اللہ تعالیٰ کا ہے اور ترک کرنا ایسے بوجھ اور دواعی کا اوس جناب کی رضا مندی کے خلاف رستہ طے کرنا ہے کہ بندگی میں رخنہ ڈالتا ہے اور حدیث قدسی میں بروایت معتبر وارد ہوا ہے کہ انی والجن والانس فی بناء عظیم خلق ولعبد غیری وارزقا ولشکر عینی یعنی میرا جن اور انس سے عجب قصہ واقع ہوا ہے کہ پیدا میں کرنا ہوں اور عبادت دوسروں کے تپہ میں اور رزق میں دیتا ہوں اور شکر غیروں کا کرتے ہیں اور فقہاء نے لکھا ہے لغشون اللہ کا کھانا جو کہ بندہ کو پہنچتی ہے میں اہل میں مباح ہیں اور صیغہ امر کہ کھاؤ اور وہی اجازت کی واسطہ ہے نہ واسطہ تکلیف کے لیکن کہی کھانا واجب ہی ہو جاتا ہے جیسے کہ وقت ہلاکت کے ضعف سے طاقت حرکت کی نہ رہے اور یہی مستحب ہوتا ہے جیسے کہ واسطے موافقت مہانوں کے اور زید بن علی بن حسین علیہم السلام سے کہ مشہور زید شہید میں منقول ہے کہ کہتے تھے کہ اگر کوئی ان میں تقریب سے کہانے پینے میں تکلف کرے محسوب نہیں ہوتا اور حساب آخرت میں معاف ہے جہاں کے واسطے اگرچہ خود ہی اوس طعام سے کھاوے اور افطار اور سحری روزہ دار کے واسطے گو آپ ہی ہو اور مریض کہ رغبت طعام میں کم کرتا ہو مگر مفسر چنیو میں لیکن بعض زیاد صحابہ اور تابعین نے باوجود اس نص میرے کے لذا لکھنا اور نفائس کھانی کے اشیاء کو بسبب خوف باز نہ ہونے نعمت نعم سے اور حاصل کرنے واسطے نفس پروری کے عوام کو منع کیلئے اور آپ ہی بسبب حفظ مرتبہ پیشوائی کے کھانے ایسے اشیاء سے پرہیز کیلئے اسی قسم سے ہے جو کہ ابن سید نے عمرو بن عبد العزیز سے زواہر میں لکھا ہے کہ وہ ایک روز مجلس میں فراتے تھے کہ آج رات میں نے مالیدہ کھایا سو شکم میں کچھ تکلیف ہے اس واسطے کہ میں اس قسم کے کھانوں کا معتاد نہیں ہوں خوش آمدیوں نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین حق تعالیٰ کتاب میں فرماتا ہے کہ لکھنا من کل ثیاب ما رزقنا کم وامنکم و اللہ تم کو واسطے طعام لغو نہیں کہاتے

الَّذِينَ ابْتَغَوْا
آلَ الْعِزَابِ
تَقَطَّتِ

تقطعات
از سبب کرب و باری
سرمه

سید محمد علی

تاجگذاری

پہنچیں گے اور

از زبان سید

پیشکشیں

قیامت کے دن
کے عذاب

کتابخانه

نہیں آپ کا حلقہ

پیش کشی کا معنی یہ ہے

بہارِ خفا والی اور

پیشینہ

10

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتابخانه

کہا کہ فرسوس تم اس آیت سے کیا سمجھ گئے مگر طیب سے حلت کسب ہے نہ کہ نفاست و لذت اور
 دلیل اسکی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ قبول نہیں کرتا مگر طیب اور تحقیق
 اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اوس چیز کا حکم کیا ہے جسکا پیغمبر کو کیا ہے جیسے فرمایا ہے
 يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۚ أُولَٰئِكَ يُرْسِلُ اللَّهُ رُسُلَهُ إِلَىٰ أَعْيُنِهِمْ ۚ فَهُمْ يَكْفُرُونَ
 نے فرمایا ہے ایک آدمی سفر دراز کر کے پریشان سراور کھڑے ہوئے بال و غبار آلود
 ہو کر حج کو جاتا ہے اور مان جا کر کھانچھلکا کر دغا مانگتا ہے یا رب یا رب اور حال یہ
 کہ خوراک اور لباس اور سکا حرام سے ہی اور کھین سے حرام میں پرورش پائی تو
 اوس کی دعا ک قبول ہوا اور یہ حدیث صحیح ترمذی میں بروایت حضرت ابو ہریرہ
 موجود ہے لیکن اس فیچہ پر عمر بن عبدالعزیز قناخون نے دو طرح سے اعتراض کیا
 ہے اول یہ کہ اگر طیبات سے اشیاء حلال مراد ہو تو حرف من کہ تبیض کیوسطے
 پیچہ بنی درست و مناسب نہیں ہوتا اسواسطے کہ حلال چیزیں سب کھانے کے ہیں پھر
 بعض کے ساتھ کیوں کیا اسکا جواب یہ ہے کہ معنی تبیض کے منظر اجزاء ماکولات
 کے سمجھنا چاہیئے نہ بنظر افراد ماکولات کے اور جو چیز کہ حلال ہے اور بعض اجزاء کے حرام
 ہیں تو اون اجزاء کو کھانا نہ چاہیئے جیسے خون اور فضلہ اور دوفو فرج اور خضیہ اور حرام
 اور شے کہ کتب فقہ میں تصریح کی ہے اور نیز حلال چیز بھوک سے زیادہ کھانی حرام ہے
 پس حلال کا بعض سے مفید ہونا صحیح ہے دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اگر طیب
 سے حلال مراد ہو تو تکرار بے فائدہ آیت گذشتہ یا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا
 فِي الْأَرْضِ ۖ حَلَالًا وَطَيِّبًا میں لازم آتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ تکرار بیجا نہ
 نہیں بلکہ یہ صفت کا شفعہ ہے یعنی جو چیز کہ اذن شرعی سے حلال ہے ویسے ہی وہ
 پاک ہی ہے نجس نہیں ہوا اور بالفرض اگر طیب سے حلال ہی مراد ہے تو لازم نہیں ہے
 کہ نہ اذن میں فراخ روی سمجھی جاوے اسواسطے کہ علمائے ملت کا طیب کی معنوں میں
 بہت اختلاف ہے اور اوسکی ایک معنی نپید اور خوش آئندہ کے ہیں تو کیا ضرور ہے کہ

وہی اللہ تعالیٰ
 اور کس سے کہہ
 جو تباری کر سکتے
 یعنی منکر نہیں
 ہو کیا اچھا نام ہیں
 سر جانا و تباری
 تو یہ ہر نامی کہ
 بنوں سے جیسے کہ
 ہر نامی کا انوش
 اب یہ ہے کہ اگر اللہ
 ہے وہم اللہ عالم
 جو کچھ کہہ سکتے
 وہاں کچھ کہہ سکتے
 میں انکا نام
 نہ کہ وہاں کھانے
 سزاؤں کو حکم
 افسوس اللہ اور
 اسکی بیوقوفی
 اپنی سمجھیں تو
 نام کر سکتے ہیں
 تا کہ وہ اور صفات
 سب کچھ اور صفات

اس جگہ بھی معنی مراد ہون اور بعضوں نے کہا ہے کہ طیب حلال سے زیادہ خاص ہے
یعنی کسب اور سکا گناہ کے ساتھ ملا ہو جیسے کہ سوداگری میں جھوٹی قسم کھا کر سباب فروخت کیا
مراد جائز کی پشت پر بوجہ زیادہ لاوا ہوا مردود و اور بلیوں سے تکلیف والا لایطاق
لی ہوا اور بعضوں نے کہا ہے کہ حلال وہ ہے کہ مفتون نے اس کی حلت کا فتویٰ دیا ہو اور
طیب وہ ہے کہ اس کی دل میں بھی شہ جرمت کا نہ ہے جیسے گردی مکان کا کرایہ اور
زمین گردی کا محصول کہ مالک نے برضا و رغبت کے حلال کر دیا ہو تو اس سبب سے علماء دین
منع نہیں کر سکتے لیکن گرد و ر خوب جانتا ہے کہ یہ رمضان ہی بسبب حیلج و رض کے ہے
تو یہ رمضان ہی نہیں ہے اور اسی باب میں حدیث وارد ہے کہ اپنے دل سے فتویٰ
طلب کو اگرچہ مفتی نے فتویٰ دیدیا ہو اور بعضوں نے کہا ہے کہ حلال طیب وہ ہے
کہ بقدر ضرورت بوجہ کفالت کے کفایت کری اور فیس کو اس کے حق سے زیادہ نہ دے
اور اس کو محتاج ہو مثلاً کھانا اس قدر کہ بھوک جاتی ہے اور پوشاک اس قدر کہ مٹرو پوشیدہ
ہو جاوے اور سردی اور گرمی سے محفوظ ہے اور مسکن اس قدر کہ عورتوں کا پردہ
رہے اور سردی اور گرمی اور پہنہ کو باز رکھے **نظم تنگ** گھر تھا حکم لقمان کا جب
علم و درد و دریاں کا ساری شب بیکلی گزرتی تھی وہ کھوپ دن بہر کی سرگرتی تھی
ایک بے عقل نے کبھی یہ بات نہ اس میں کیونکہ گزرتی ہے اوقات تب کہا اُسے
ان بہت ہے یہ نہ واسطے موت کے بہت ہے یہ نہ جانتا چاہئے کہ حدیث
شریف میں وارد ہوا ہے کہ سب سے پاک چیز وہ ہے کہ انسان اپنے کسب سے
حاصل کو کھائے اور علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ سب سے اچھا کسب کو کھانا
ہے سو سب سے بہتر کسب جہاد اور لڑائی کفار سے ہے اس واسطے کہ حدیث شریف میں
آیا ہے کہ ہر نبی کا ایک پیشہ تھا اور میرا پیشہ جہاد راہ خدا میں ہے اور اس کسب
کے بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ غازی کلمہ دین کے بلند کرنے میں کوشش کرتا ہے اور
اوس کے ضمن میں حلال مال لوٹ میں پاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ارادہ جہاد کے
اپنے دل میں قصد لوٹ کا نہ کرے اور اپنی نیت خالص یہی آور بہ تجارت ہے

القرآن
یہ سب کچھ کام تھا
سو قبل نہ تھے تفسیر
سچے کو چھوڑ دینا
ہم نے ان سب کا بل
غلاب کیا اور نہ
سب بابر چلیں گے
جس سے دینش کی
ہمیشہ لگ میں رہیں گے
خاک کے کسے
شکوں نے نہی ہیں
شیطان کے بکالنے
اور اپنے جی کی خوشی
سے خفت ابوہیم
عالم اسلام کے دین میں
مقرر کچھ نہیں
نویسند کے شکر مبارک
سرخیں جی پوچھنے کا
تھے اور ان کی نیاز
باز رہ کر تھے
اور نبی علی علیہ السلام
میں عام جانتے تھے

علی الخصوص وہ تجارت کہ مسلمانوں کی حاجتیں دُور کرے جیسی حدیث میں آیا ہے کہ الحالب
 مزدوق والمحتک ملعون یعنی تاجر کہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں واسطے نفع سانی
 مسلمانوں کے اشیاء بیجاوے فروق ہے اور جو کہ اشیاء سوداگری کو روک رکھو ملعون ہے
 اور تجارت کہ بنیت نفع سانی مسلمانوں کے ہو تو وہ تجارت حکم عبادت کا کہنتی ہے اور پھر
 کہنتی کہ اس میں ہی نیک نیت حاصل ہونے قوت آدمیوں اور جانوروں کے ہوتی ہے
 اور نیز اعتماد اور توکل قوی رحمت الہی پر کہ باران اور ہوا ہے ہوتا ہے اور ان تینوں
 کتب کے علاوہ جو کتب ہیں اون میں باہم زیادہ فضیلت نہیں مگر کتابت کہ دین
 کی کتب کی حفاظت کے واسطے اور اخبار انبیاء اور محفوظات اولیاء کی محفوظ رہنے
 کے واسطے ہو بہ نسبت اور پیشوں کے بہتر ہے اور ان کے بعد وہ پیشے اور صنعتیں کہ بقا
 عالم کے واسطے ہیں معماری اور گل کاری اور مینٹ اور چونہ بنانا اور روغن کشی اور
 رُوئی دھنا اور جواہر گری اور درزی گری اور آٹا پیسنہا بہتر ہیں بہ نسبت اون
 کے کہ فقط تکلف اور تفاخر اور زینت کے واسطے ہوں جیسے زر گری نقاشے کار چوبی و
 حلو اگری اور عطر چہنا اور رنگرزی وغیرہ اور یہ صنعتیں جو اپنے موقع پر ہوں تو کثرت
 نہیں ہے بخلاف اون کسبوں کے جن میں نجاست کو وہ ہو یا بدخواہی خلق یا گناہ
 الہی پر مدد ہو یا بہت دروغ کہنا اور دغا اور فریب لازم آتا ہو جیسے کہ شاخ کشی
 اور قصابی اور غلہ کاروں کا اور مردہ و دھلوانا اور غسل کرنا اور ناچنا اور نقل کرنا اور
 شکری سے کھیلنا اور دالائی اور دکالت اور امانت اور اذان پر اُجرت لینا اور خدمت
 مسجد اور تلاوت قرآن اور تعلیم پر اُجرت لینا سب مکروہ ہیں لیکن قرآن کی تعلیم اور تلاوت
 پر اُجرت لینا اب مکروہ نہیں ہے کہ بسکا فتویٰ اسی پر ہے اس سبب کہ تعلیم قرآن بدو
 جرت کی بالکل گم ہو جاوے اور اس دولت عظمیٰ سے آدمی محروم رہ جاوے بالجمہ منطق
 اس آیت کا یہ ہے کہ جو چیز بے شبہ حلال ہے اور گو لذت و نفیس و گران قیمت ہو اور سکا
 ہانا جائز ہے اور بہ نیت ادائی شکر مستحب ہے اور اصلاً مخالف مقتضای ایمان اور
 محبت الہی کی نہیں ہر ان مخالف ایمان اور ممانی محبت کے یہ ہے کہ حرام اشیاء

کو کھاوے اور رضامندی اللہ سے دُور ہو جاوے لہذا اللہ تعالیٰ نے لُذائذ اور منافع کی چیزوں کو حرام نہ کیا بلکہ اخصاً حق علیکم نہ نہیں بن حرام تہرہ چیزیں کہ معمول طبائع سلیقہ کی ہیں جیسے ہرن - بکری - گائے - بھینس - بیل گے - گور خر اور بکوتر یا تیر اور جانور حرنڈ و پرندہ کراکشیۃ مردار کہ خود بخود مر گیا ہو یا کسی نے اسکو شتر عاذج زیکا ہوشلا نکلا گھوٹ کر مار ڈالا ہو یا لکڑی و پتھر سے مارا ہوا چیت پر سے گر کر مر گیا ہو یا کسی جانور نے سنگ سے مار ڈالا ہو یا کسی درندہ نے مارا ہو تو یہ سب مردار ہیں اور مردار کا حرام کرنا حکمت ہی اسوسطہ کہ پاک کرنا والا بدن جانور کی روح ہر واجب روح اوس سے جدا ہوئے تو اسکی عفتونات کا دور کرنا والا نہ پاس وہ عفتونات اوسکے تمام بدن کو فاسد کر دیتے ہیں اور بہت بد فرہ اور بد بو اور بد تاثیر ہو جاتا ہے اور اگر بعض آدمی طفلی سے کھاتے ہوں اور کچھ نقصان نہ پہنچی تو معتبر نہیں ہے کہ مصرعہ جو نہر کی عادت ہو وہ نقصان پہنچے اور باوجود اسکی صورت اور شکل اور خلاق مردار و خوارون کی ہست قدر بُری ہوتے ہیں کہ ان سے خارج ہیں اگر تمہاری پر مردار حرام ہوتا تو تم ہی ایسے ہی بد طبع اور بد شکل اور بد صورت اور بد خلق ہو جاتی اور زالت نفس اور خست طبع میں گرفتار ہو جاتے ہاں جب کہ وقت جدا ہوئے روح جانور دن کی خون اوسکے کو کہ موجب تعفن و اور اخلاط فاسد کا ہے خدا کے نام کے ذکر سے نکالا تو بجلے روح کے پاک ہو چکے یہ پاکیزگی قائم ہوگئی اور شکار میں اگرچہ خون کا نکالنا برہان تم ممکن نہیں ہو لیکن ذکر خدا کے نام کا قائم مقام روح کے ہو جاتا ہے اور سیوہی شکار میں فوج کرنا ضرور نہیں ہے اور جس جگہ کہ نام خدا کا لیکر زخم کر دین حلال ہو جاتا ہے مگر جو جانور کہ قابو میں ہو وہ بغیر خون نکالنے کے حلال نہیں ہو اور طریق خون نکالنے کا یہ ہے کہ حلقوم اور مری اور دو گون بلند گردن کو کسی تیز چیز سے خواہ لومہا ہو یا پتھر یا لکڑی کا ڈالیں اس واسطے کہ جمع خون کا مل اور جگر سے اور خون کا اوس مکان سے نکالنے کی بہت قریب راہ یہی ہے اور اسی واسطے طیبون کے ہاں مقرر ہے کہ مواد مجتمع اس جگہ کو تے کر کے نکالتے ہیں اور نیز اگر خون بدن جانور کا اور کسی طرف سے نکالا جاوے تو جانور دیر میں مری اور سبج بمفائدہ حاصل ہو جاتا

چند جگہ باب کبھی
حفت آدم کوشت
میں سے نکالا جگر
اور جگر آتما کا کلمہ
بالسود و افشاء
وان تقولوا علی
اللہ ماکہ تعلقون
سوائے اسکے نہیں
بلکہ شیطان مکر کرے
عالم میں سکھاتا ہے
پس کلام اور جیبی
اور سکھاتا ہے کہ
نہ خط تالی پات
میں کی نہیں خبر
نہیں جیسی جو
اپنے جیسے جگر کو
کہ خاندے یوں کیا ہو
و ان ذلک لعلکم تتقون
یا انزل اللہ فاقول
بل نسمع مما القینا
علینا انما عاد و اعود

اوس راہ کے کہ ہرگز فرصت نہیں دیتا اور اسی وقت مرجا تا ہی اور نیز چونکہ سانس کی آمد و رفت کا یہ بہ ہی رستہ ہے اور نفس مجروح ہے پس چاہیے کہ رُوح اور مرکب رُوح کو کہ خون ہے اس راہ سے نکالیں اور نیز رُوح اور خون خدا سے پیدا ہوتے ہیں اور خدا اسی راہ سے جاتی ہے پس وقت جدا کرنے رُوح اور خون کے بھی یہی راہ اختیار کرنی چاہیے اور نیز جو خون اوپر جاتا ہے اور رُوح بھی اوس کے ساتھ جنبش کرتی ہے اور حرکت فوقانی سے ایک طرح کی صفائی کہ وراثت سے حاصل ہوتی ہے اور خباثت کم ہو جاتی ہے اور قابلیت اس امر کی ہو جاتی ہے کہ خاک بہشت ہو تا اصل کلام اگر مُردار کو کہ جنبش عظیم اوس میں ہے نہ طہارت رُوح ہے اور نہ طہارت ذکر نام خدا ہے تو اوس کو مت کھاؤ کیونکہ اگر وہ شے خفیف جزو بدن نہ ہو تو اس کا ہو جاوے البتہ رُوح تمہاری کو تعلق اشیاء خبیثہ سے ہو جاوے اور خباثت پیدا کرے پس محبت اللہ تعالیٰ کی اوس رُوح سے جاتی رہے گی مثل راجع شیاطین کے اور نقص پیدا ہو جاوے گا ان البتہ دو جانور مُردار بحکم حدیث کے حلال ہیں کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو جانور مُردار ہمارے واسطے حلال ہیں ایک چھلے اور دوسرے چھلی لیکن چھلی اس سبب سے کہ اسلادہ اوسکی بدن کا پانی ہے اور پانی بالطبع پاک کہ نہ زیادہ پس جسے کہ نجاست پانے میں اثر نہیں کرتے ایسے ہی جدا ہونے رُوح جانور آبی کے اثر نہ کرے گی اور حاجت ذبح کی نہ رہے اور بڑی اس سبب سے کہ وہ خود بخود بے تولد و تناسل کے پیدا ہوتی ہے اور خون جاری نہیں کرتے اور تعلق اوسکے رُوح کا بدن سے مثل تعلق رُوح پہاڑ و درخت و دیگر جمادات کے ہے اور اس طرح کا تعلق سے جدا ہونا موجب نجاست کا نہیں ہوتا ہر چند تمام جانور دریائی اور تمام حشرات اس علت میں مشترک ہیں لیکن سبب خبث ذاتی اور غذاے نجس کے حرام ہیں اور مضر بخلاف چھلی اور بڑی کے کہ اس نقصان اور خبث ذاتی اور عارضی سے سالم ہیں ایسے دو ان دونوں کے ساتھ استثناء خاص ہوا اب یہ بیان کرتے ہیں کہ مُردار کی کس کس چیز سے انتفاع درست اور کون کون سے اجزاء میت داخل حُرمت ہیں اس آیت سے کھانا مُردار کا مطلقاً حرام ہے لیکن اون جانوروں کو کہ

جانور آبی کے
بہشتی جانور
وہ جانور جو کہ
کس مشرک کو کہ
تا بعد از اقامت
چونکہ جو عالم طہارت
خدا تعالیٰ نے تمام
حلال جزو بدن نہیں
کہ ہم نہیں بدست کیلکہ
تا بعد از اقامت
اسکی جوارح اس کا
ایسے نجس و دار کو
اور نہیں سمجھ کر کہ
ان کے پائے
بیوقوف ہوں نہ تعلق
ہوں کہ اور نہ راہ
سیدھی بدست نہیں
تب بھی اپنے پاپ
دار کی راہ نہیں
وَمَنْ أَلَانَ لَمْ يَكُنْ
مَنْ أَلَانَ لَمْ يَكُنْ

گوشت کھانے کے متعارفین جیسے بازباشہ گناہی کہلانا مختلف فیہ ہی لیکن غلامرہیم ہے کہ جائز ہو اور چربی مردار کی روشنی شمع و چراغ کی کام میں لانے کے واسطے درست ہے اس واسطے کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ کسی آدمی نے آنحضرت صلم سے پوچھا کہ اگر چوہا گہی میں گر جاوے اور مر جاوے تو اس کی کھانہ کیرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چراغ میں ڈال دو اور ہرگز نہ کھاؤ اور بال اور پشم اور سینگ اور ناخن اور دانت اور ہڈیاں مردار کی سب پاک ہیں اور کھانا استعمال جائز ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نحل میں نعمت کے مقام پر فرمایا ہے کہ مِنْ أَصْوَافِهِمْ ذَوَّابِرُهُمْ أَشْعَارُهَا آتَاكَ تَوَحُّشًا وَعِلًا حَنِینٌ ۝۱۱ یعنی جانوروں کی صوف اور اونٹ کی پشم اور بالوں سے اپنے گھروں کا اسباب و متاع بناؤ بغیر تفصیل مردہ اور زندی کے اور نیز استعمال ان اشیاء کا خصوصاً ہاتھی کی ہڈی اور اس کے دانتوں کا زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جاری تھا اور بالیقین ہاتھی فحش نہیں ہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استعمال سے منع نہیں فرماتے تھے اور ایسے ہی مردار کا چمڑا جبکہ دوا و دوا و مصالحوں سے نجاست دور کیا جادے قابل تعلق ہوتا ہے اور اگر آفتاب یا خاک سے خشک کرین تب بھی یہی حکم رکھتا ہے اس واسطے کہ صحیحین میں وارد ہے کہ ایک بار آنحضرت صلم نے دیکھا کہ ایک مردہ بکری حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے لوگ کھینچے لئے جاتے تھے حضرت نے فرمایا کہ اسکی پوست کو کسو واسطے نہ اوتار لیا کہ دباحت کے سبب خشک ہو جاتا ہے ایسے ہی اگر کوئی جانور کہ خون جاری نہیں رکھتا ہو جیسے بکری چتر پتھو پانی میں گر جاوے یا اور کسی چیز میں تو وہ شے ناپاک نہیں ہوتی اور قابل تعلق ہے اس واسطے کہ ان جانوروں کی رطوبت و خروں اور نباتات کی ہے تعفن پذیر نہیں ہے اور کیرا کہ بعض میوہ میں ہوتا ہے جیسے گولر وغیرہ یا سرکہ میں پڑا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے بلکہ اس کی طرح کو بہ تعبیت اس میں سرکہ اور سرکہ کے کھانا بھی جائز ہے لیکن اس کی طرح کو سرکہ و میوے سے باہر نکال کر کھانا درست نہیں ہے اور مردہ جانور کا شیر اور چمڑہ امام اعظم کے نزدیک پاک ہے اور ایسے ہی اندھ جانور مردہ کا اگر سخت

منہ القرآن
ان کلمۃ اللہ فیہ

وہ لفظ جو بیان کرتا ہے

کلمہ اللہ کی بات ہے

احسان و فضیلت

ایک کلمہ جو اس کے

اعتقاد کے لئے ہے

بنیادی اصول کی

جائزہ دینا اور

ان کے لئے

حرام کیا ہے

مردار جانور

وہ جانور جو

موت بعد دھونے کے پاک ہو جاتا ہے سو اسطے کہ بہترین موت کا حکم قبول نہیں کرتین اور جزا
متصلہ مردہ سے ہی نہیں مین بلکہ طبیعت ان چیزوں کی جدا کرنے کے واسطے ترتیب کی
گئی ہے اگر کوئی جانور حرام کو مثلاً کتے بلی کو از روئے شرع کے ذبح کرے تو اس کے حکم میں
اختلاف ہے امام اعظم صاحب کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے لیکن اس کا کھانا اور انہیں اور
امام شافعی صاحب کے نزدیک پاک ہی نہیں ہوتا اور نجاست میں حکم مردار کا رکھتا
ہے والدہ اور مگر خون اس کے خون اجزائے حیوانات میں اصل متعفنہ ہے اور
گوشت و پوست اسی سے پیدا ہوتا ہے اور لاخون روح سے تعلق رکھتا ہے اور بہرہ
کا جدا ہونا اس کے نجس ہونے میں تاثیر عظیم پیدا کرتا ہے بلکہ حقیقت میں مرکب روح
خون اور جدا ہونا روح کا بدن سے جدا ہونا خون سے ہے پس بعد جدا ہونے روح کی
قابل طہارت نہیں رہتا گویا کہ بہرہ جزا جزائے جانور سے نجس العین ہے کہ کسی تیسرے
پاک نہیں ہوتا اور نیز تعفن اس کا بالذات ہے اور تعفن اور فساد اور اجزاء کا بسبب خنطاط کی
و دیگر اجزاء بدن کا بسبب خنطاط ہونے اجزاء عفنہ کے ہیں اور جو چیز کہ بالذات ہو عوارض
سے نائل نہیں ہوتی اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ کون سا خون ناپاک و حرام ہے آیا وہ
خون کہ رگوں میں جاری رہتا ہے یا وہ خون کہ گوشت سے چسپیدہ ہو کر بصورت
گوشت ہو جاتا ہے امام اعظم صاحب کے نزدیک وہ ہی جاگروں حرام اور ناپاک ہے
اور قطرات خون کے کہ گوشت پر چسپیدہ ہوتے ہیں حرام اور ناپاک نہیں ہیں اگر ایسے
گوشت کو بغیر دھونے کے پکا لیا تو اس کا کھانا جائز ہے لیکن خلاف لطافت طبیعت ہے
اور امام شافعی صاحب کے نزدیک یہ اور وہ دونوں خون حرام اور ناپاک ہیں اگر گوشت
بغیر دھونے پکا لیا تو اس کا کھانا جائز نہیں اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا ہے کہ جیسے ہمارے واسطے دو مردار چھلی اور بڑی حلال ہوئیں مین سید طرح
دونوں خون کیچی اور تلی ہی حلال ہیں سو اسطے کہ سارے اعضا میں سے یہ دونوں
اعضا گویا خون میں اور بصورت گوشت ہیں باوجود اسکے بحقیقت عضو ہونے کے
بھی حلال ہیں اور خون کا کھانا اخلاق دیندوں کی طرف مائل کرتا ہے اور غصہ

جان جانور کے واسطے خدا کی دین تاکہ نواب اسکا مردے کو پہنچے نہ یہ کہ مردے کے واسطے ذبح کیا جاوے بعض جاہل مسلمان اس جگہ کچھ بھی کر کے کہتے ہیں کہ گوشت کو پکا کر مردوں کے نام دینا جائز ہے اور ہم جانور کے ذبح کرنے میں جانب مردی سے اسی قدر ارادہ کرتے ہیں جانوروں کے سمجھانے کے واسطے ایک نکتہ کافی ہے کہ اون سے کہنا چاہیے کہ تم جانور کا ذبح کرنا بنام غیر خدا نذر کرتے ہو اگر عیوض جانور کے اویس قدر گوشت خریدو اور پکا کر فقرا کو کھلاؤ تو تمہارے ذہن میں نذر ادا ہوتی ہے یا نہیں اگر ادا ہو جاتی ہے تو تم سچے ہو کہ تمہارا مقصود ذبح کرنے سے فقیر دن کو مردے کی طرف سے کھانا تھا اور اگر ادا نہیں ہو تو شرک صحیح لازم آتا ہے لفظ اس آیت میں کہ قرآن شریف میں چار جگہ وارد ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہ مَآ اَکْھَلُ بِہِ یَغَیْثُ اللّٰہُ فَرَمَیَا ہِمَّ مَآ ذَبَحَ بِرَاسِ سِوَعِیْنِ اللّٰہُ نہیں فرمایا بس نام خدا ذبح کرنا اور شہرت اور آواز دینا کہ فلائی گا کہ خدا کی واسطے ذبح کرتے ہیں کچھ فائدہ نہیں دیتا اور گوشت جانور کا حلال نہیں ہوتا اور اہل کو ذبح پر حمل کرنا خلاف لغت اور عرف کے ہے اہل لغت عرب اور اوس ملک کے عرف میں بمعنی ذبح کے نہیں آیا ہر کسی شعر اور کسی عبارت میں پایا نہیں جاتا بلکہ اہل لغت عرب میں بمعنی آواز اور شہرت دینے کے ہر جیسے آواز طفل نواز اور شہرت چاند اور بمعنی آواز ذبح اور سکے سوا اور معنوں میں مستعمل ہے اگر کوئی کہے اھلک اللہ مرکز بمعنی ذبح اللہ نہ سمجھا جاوے گا اور نیز اگر اہل کو ذبح پر حمل کریں پس ذبح بغیر اللہ مراد ہوگی ذبح باسم اللہ کہاں مراد ہوگی تاکہ مدعا ان آدمیوں کا حاصل ہو پس اس عبارت میں اہل لغت عرب ذبح لینا اور پھر بغیر اللہ کو بجائے اسم غیر اللہ کرنا کلام الہی کی تحریف کے قریب قریب تفسیر پیشا پوری میں کہا ہے کہ تمام علما و ائمہ نے اجماع کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی جانور کو ذبح کرے اور ارادہ ذبح سے قرب الی غیر اللہ رکھے تو وہ آدمی مرتد ہو گیا اور اوسکے ذبیحہ بھی مرتد ہو گئے اور کافر جاہلیت میں گھر سے نکلتے ہوئے اور راہ میں بتوں کا نام لیکر آواز کرتے تھے اور جبکہ مکہ معظمہ میں پہنچتی طواف کرنے یہہ طواف اول کا ہر مرکز مقبول نہیں ہوتا تھا اور یہی سوطی حکم ہوا کہ بعد اس سال کے مسجد حرام

ترجمہ تفسیر غزیری
 سورہ بقرہ
 آیت ۱۱۷
 جان جانور کے واسطے خدا کی دین تاکہ نواب اسکا مردے کو پہنچے نہ یہ کہ مردے کے واسطے ذبح کیا جاوے بعض جاہل مسلمان اس جگہ کچھ بھی کر کے کہتے ہیں کہ گوشت کو پکا کر مردوں کے نام دینا جائز ہے اور ہم جانور کے ذبح کرنے میں جانب مردی سے اسی قدر ارادہ کرتے ہیں جانوروں کے سمجھانے کے واسطے ایک نکتہ کافی ہے کہ اون سے کہنا چاہیے کہ تم جانور کا ذبح کرنا بنام غیر خدا نذر کرتے ہو اگر عیوض جانور کے اویس قدر گوشت خریدو اور پکا کر فقرا کو کھلاؤ تو تمہارے ذہن میں نذر ادا ہوتی ہے یا نہیں اگر ادا ہو جاتی ہے تو تم سچے ہو کہ تمہارا مقصود ذبح کرنے سے فقیر دن کو مردے کی طرف سے کھانا تھا اور اگر ادا نہیں ہو تو شرک صحیح لازم آتا ہے لفظ اس آیت میں کہ قرآن شریف میں چار جگہ وارد ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہ مَآ اَکْھَلُ بِہِ یَغَیْثُ اللّٰہُ فَرَمَیَا ہِمَّ مَآ ذَبَحَ بِرَاسِ سِوَعِیْنِ اللّٰہُ نہیں فرمایا بس نام خدا ذبح کرنا اور شہرت اور آواز دینا کہ فلائی گا کہ خدا کی واسطے ذبح کرتے ہیں کچھ فائدہ نہیں دیتا اور گوشت جانور کا حلال نہیں ہوتا اور اہل کو ذبح پر حمل کرنا خلاف لغت اور عرف کے ہے اہل لغت عرب اور اوس ملک کے عرف میں بمعنی ذبح کے نہیں آیا ہر کسی شعر اور کسی عبارت میں پایا نہیں جاتا بلکہ اہل لغت عرب میں بمعنی آواز اور شہرت دینے کے ہر جیسے آواز طفل نواز اور شہرت چاند اور بمعنی آواز ذبح اور سکے سوا اور معنوں میں مستعمل ہے اگر کوئی کہے اھلک اللہ مرکز بمعنی ذبح اللہ نہ سمجھا جاوے گا اور نیز اگر اہل کو ذبح پر حمل کریں پس ذبح بغیر اللہ مراد ہوگی ذبح باسم اللہ کہاں مراد ہوگی تاکہ مدعا ان آدمیوں کا حاصل ہو پس اس عبارت میں اہل لغت عرب ذبح لینا اور پھر بغیر اللہ کو بجائے اسم غیر اللہ کرنا کلام الہی کی تحریف کے قریب قریب تفسیر پیشا پوری میں کہا ہے کہ تمام علما و ائمہ نے اجماع کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی جانور کو ذبح کرے اور ارادہ ذبح سے قرب الی غیر اللہ رکھے تو وہ آدمی مرتد ہو گیا اور اوسکے ذبیحہ بھی مرتد ہو گئے اور کافر جاہلیت میں گھر سے نکلتے ہوئے اور راہ میں بتوں کا نام لیکر آواز کرتے تھے اور جبکہ مکہ معظمہ میں پہنچتی طواف کرنے یہہ طواف اول کا ہر مرکز مقبول نہیں ہوتا تھا اور یہی سوطی حکم ہوا کہ بعد اس سال کے مسجد حرام

کے نزدیک ہوں پس اس جگہ بھی جو آواز بلند کی اور شہرت دی کہ یہہ جانور فلاں کا ہے اور اس کے نام مزج کرتے ہیں اور وقت حلال کر نیکی نام خدا یا ہرگز وہ حلال نہیں ہوتا اور اس میں ہیشہ کہ نزدیک عوام کے جانور کا ثواب پہنچانا جبکہ منظور ہوا اس کا ایک طریقہ مقرر ہے جیسے کھانے پینے کی اشیاء کا ثواب روحوں کو پہنچانا فاتحہ اور قل اور ورد پڑھ کر ہے خواہ بقصد ثواب پہنچانے کے یا بقصد تقرب اور دفع شر اور دوستی کے مان ذکر نام خدا کا جانور پر اس وقت مفید ہو کہ قصد تقرب غیر خدا کا دل سے دور کرے اور اس کے خلاف شہرت اور آواز دی کہ ہم اس کام سے پہر گئے اب یہہ بیان کرتے ہیں کہ لفظ یہہ کو اس سورۃ میں لفظ بغیر اللہ پر مقدم کیا اور سورہ انعام و نحل میں مؤخر اس کی کیا وجہ ہے اس کی یہہ وجہ ہے کہ اصل یہی ہے کہ تے کو متصل فعل کے کریں اور مقدم تمام تعلقات پر لاویں اسلئے کہ تے اس مقام پر تعدیر کے واسطے ہے جیسے ہنجرہ اور تضعیف پس حتی الامکان فعل کے متصل ہو اور یہہ جگہ اول قرآن ہی پس اس موضع میں اس کی اصل پر استعمال فرمایا اور دوسری سورتوں میں نحل انکار اور سزلش کا ہے یعنی ذبح بقصد غیر اللہ مقدم آیا اس واسطے باقی سورتوں میں جملہ فلائم علیہ کو موقوف رکھا اس واسطے کہ اول قرآن میں مسموع ہو چکا ہو اور یہہ چار چیز کہ مذکور ہوئی یعنی خون مردار اور سور کا گوشت اور وہ جانور کہ غیر خدا کے نام ذبح کیا جاوے اس قسم سے ہے کہ سب فرقوں پر ہر حال میں حرام ہے اور اس قسم سے نہیں ہے کہ ایک گروہ پر حرام اور دوسرے پر حلال جیسے زکوٰۃ اور صدقات یا ایک حال میں حرام اور دوسرے میں حلال جیسے دوائے گرم کہ آتش فراخ دلوں پر حرام ہے اور بروقت بروقت فراج کے حلال اور بروقت بلا چاری کے کھانا ان چیزوں کا اور ان کی حرمت معاف ہے تھیں اضطرر کہیں پس جگہ لاجار ہوا کھانے ان چیزوں سے یہہ منظر رکئے وجہ یہی ہوتا ہے اول یہہ کہ سبب بھوک کی بنیاب ہو جاوے اور کوئی چیز حلال کھانے کے پناوے خواہ سبب بمقدوری اور خواہ سبب بایمانت کے اور اس قدر ضعیف ہو جاوے کہ طاقت نماز میں قیام کی نہ رہے اور جانے کہ اگر سبب میں سدر متی کہاؤں گا تو آئندہ تلاش محاش اور پناہ حال اظہار کرتے اور سوال کرنے

سورہ بقرہ میں جو آواز بلند کی اور شہرت دی کہ یہہ جانور فلاں کا ہے اور اس کے نام مزج کرتے ہیں اور وقت حلال کر نیکی نام خدا یا ہرگز وہ حلال نہیں ہوتا اور اس میں ہیشہ کہ نزدیک عوام کے جانور کا ثواب پہنچانا جبکہ منظور ہوا اس کا ایک طریقہ مقرر ہے جیسے کھانے پینے کی اشیاء کا ثواب روحوں کو پہنچانا فاتحہ اور قل اور ورد پڑھ کر ہے خواہ بقصد ثواب پہنچانے کے یا بقصد تقرب اور دفع شر اور دوستی کے مان ذکر نام خدا کا جانور پر اس وقت مفید ہو کہ قصد تقرب غیر خدا کا دل سے دور کرے اور اس کے خلاف شہرت اور آواز دی کہ ہم اس کام سے پہر گئے اب یہہ بیان کرتے ہیں کہ لفظ یہہ کو اس سورۃ میں لفظ بغیر اللہ پر مقدم کیا اور سورہ انعام و نحل میں مؤخر اس کی کیا وجہ ہے اس کی یہہ وجہ ہے کہ اصل یہی ہے کہ تے کو متصل فعل کے کریں اور مقدم تمام تعلقات پر لاویں اسلئے کہ تے اس مقام پر تعدیر کے واسطے ہے جیسے ہنجرہ اور تضعیف پس حتی الامکان فعل کے متصل ہو اور یہہ جگہ اول قرآن ہی پس اس موضع میں اس کی اصل پر استعمال فرمایا اور دوسری سورتوں میں نحل انکار اور سزلش کا ہے یعنی ذبح بقصد غیر اللہ مقدم آیا اس واسطے باقی سورتوں میں جملہ فلائم علیہ کو موقوف رکھا اس واسطے کہ اول قرآن میں مسموع ہو چکا ہو اور یہہ چار چیز کہ مذکور ہوئی یعنی خون مردار اور سور کا گوشت اور وہ جانور کہ غیر خدا کے نام ذبح کیا جاوے اس قسم سے ہے کہ سبب فرقوں پر ہر حال میں حرام ہے اور اس قسم سے نہیں ہے کہ ایک گروہ پر حرام اور دوسرے پر حلال جیسے زکوٰۃ اور صدقات یا ایک حال میں حرام اور دوسرے میں حلال جیسے دوائے گرم کہ آتش فراخ دلوں پر حرام ہے اور بروقت بروقت فراج کے حلال اور بروقت بلا چاری کے کھانا ان چیزوں کا اور ان کی حرمت معاف ہے تھیں اضطرر کہیں پس جگہ لاجار ہوا کھانے ان چیزوں سے یہہ منظر رکئے وجہ یہی ہوتا ہے اول یہہ کہ سبب بھوک کی بنیاب ہو جاوے اور کوئی چیز حلال کھانے کے پناوے خواہ سبب بمقدوری اور خواہ سبب بایمانت کے اور اس قدر ضعیف ہو جاوے کہ طاقت نماز میں قیام کی نہ رہے اور جانے کہ اگر سبب میں سدر متی کہاؤں گا تو آئندہ تلاش محاش اور پناہ حال اظہار کرتے اور سوال کرنے

مخفی

اور قاسم کے بارے میں

یہ وقت ہے

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

تو تیز کر سکیں گے رنگ و فرسے میں ادب ہی ٹیل ہے مشابہت اور مناسبت فرائض انسان کی پس گوشت سور کو تمام طبیات سے سبب نجاست باطنی اور زالت اخلاق اور کھانے نجاسات اور دیگر قبايح کی مستثنیٰ کرنا ضرور پڑا پس حصر بلا تکلف صحیح ہے واسطے کہ حصر مطلق حرمت کا نہیں ہے بلکہ نجاست کا کہ بعض اذن میں سے مذکور ہوئیں بحث سے خارج ہیں اور تحریم علیہم انجاست میں داخل کلام طبیات پر مقصود ہے اور اذن میں سے سوائے ان چار چیز کے حرام نہیں ہو تو گویا حاصل کلام یہ ہوا اے آدمیو ایمان والو اذن طبیات میں سے کہ تمہاری روزی ہو کہاؤ سو اسطیٰ کہ تمہارے پاکیزہ چیزوں میں اور کچھ حرام نہیں مگر مردار اور خون اور گوشت سور اور جانور مذبح غیر السنہ غیر ان پاکیزہ چیزوں کے علاوہ اور کے ترک کرنے سے تنگی نہ کرو اب جاننا چاہیے کہ مضطر کو جیسے ان چار چیزوں کے کھانے کی خضت ہے ایسے ہی اور اشیا حرام میں بھی خضت ہے اور جہ کہ امام شافعی صاحب سے منقول ہے کہ جو شخص سبب شدت تشنگی کے مضطر ہو اور کو شراب کا پینا جائز نہیں ہے اور اگر کسی شخص کے قعدہ تک جادے تو شراب سے رفع کرے تو ظاہر یہ فرق بعید معلوم ہوتا ہے لیکن جب بغور نظر دیکھا جاوے تو معلوم ہو کہ شراب دفع تشنگی نہیں ہے بلکہ زیادہ تر موجب تشنگی کے ہوتی ہے اگرچہ سرد ہو پس پینا اس کا اس حرص کے واسطے مفید نہیں ہے اگرچہ شخص مضطر اس کے ظاہر کو مثل پانی دیکھ کر فریفتہ ہو جاتا ہے کہ تشنگی اس سے دفع ہو جاوے گی اور فقرہ کا اذکار تا تبلیٰ چیز بر موقوف ہے پس اس غرض کے واسطے مفید ہوگی اور دفع اضطراب ہو جاوے گی اور شراب اور تمام محرمات سے دوا کرنے میں اختلاف ہے حدیث صحیح میں کہ بخاری اور مسلم میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیارون کی ایک جماعت کو اونٹ کا پیشاب پینے کے واسطے امر فرمایا اور ظاہر اور محرمات کو بھی اسی پر قیاس کریں لیکن تجربہ اور حکما سے دیندار کا کہنا شرط ہے اور کہتے احکما سے بے دین جیسے نصارے اور ہنود کا کہنا کیفیت نہیں کرتا اور ایسے ہی کہا ہے فاسق مسلمین کا بھی کہنا معتبر نہیں اور نیز جاننا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

اور میں نے اس کو پوری فرمایا

و دوستوں کو نقصان پہنچے تو واسطے حاصل ہونے اس طرح کے اوس حکم کو پوری فرمایا
 کہتے ہیں اور بالکل ظاہر نہیں کرتے اور دوسرے یہ کہ جو حکم نزل میں اللہ موافق غرض سال
 کے ہوا اور اپنے تئیں اوس کے بیان میں نقصان نہ پہنچتا ہو تو بدو ن مال و یا منفعت کے
 اوس کو بیان نہیں کرتے پس حال ان آدمیوں حرام خوار کا کہ ہدیہ اور نذرانہ اور شکرانہ لیکر
 کھاتے ہیں بدتر حال مورا خوار دن اور سور خوار دن سے ہے اس واسطے کہ نہایت کار
 اونکا یہ ہے کہ ناباک چیز کو پیٹ میں ڈالتے ہیں نہ یہ کہ کسی کے دل کو جلا کر رکھا کر کش
 کو باطن اپنے میں جگہ دیتے ہیں اور حال ان لوگوں کا یہ ہے اُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ يَأْخُذُونَ
 لوگ نہیں کھاتے قَتْلُ بَعْضُهُمْ اٰیَةً بَعْضُهُمْ اٰیَةً بَعْضُهُمْ اٰیَةً بَعْضُهُمْ اٰیَةً بَعْضُهُمْ اٰیَةً
 ماتہ اور مہرہ اور گلہ میں صورت طعام لذیذ تفسیر کے معلوم ہوتی ہے جسے کہ طعام لذیذ و یا عمدہ شربہ
 میں نہ ہر بلا بلکہ کہا وین کہ پیٹ میں پہنچتے ہی مثل آگ کے شعلہ اٹھتا ہے پھر یہ ہے
 مال حرام اونکی شکم حقیقی یعنی باطن میں آگ ہو جاتا ہے اور نہ ہر شکم مجازی میں کہ غلاف
 شکم حقیقی کا ہے اور غیر نزل پوست کے ہر آگ ہو جاتا ہے اسی سبب سے تاثیر اس مال کی
 جلدی معلوم نہیں ہوتی اور عجب یہ ہے کہ کہانا اس مال کا فقط باطن کے جلائے پر ہی
 اکتفا نہیں کرتا بلکہ تمام اس تفسیر اور شداد و انکے کو کہ جانفروں اور دون کے اعضا کے
 کہانے میں دعویٰ محبت الہی اور رضا جوئی کا کرتے ہیں برابر دیکھا اور بالعکس غضب
 اور ناخوشنودی اللہ تعالیٰ کے ہو جا دیکھا وَلَا يَكْتُمُهُمُ اللَّهُ اُولَئِكَ تَلَوْنَ حُرُوفًا لَا يَفْقَهُوْنَ
 اون سے کلام نہ کرے گا بلکہ اگر غصہ اور سزائش ہی ہوگی تو بواسطہ فرشتوں کے ہوگی
 اخسأوا ففها وَلَا تَكْمُلُوْنَ اس واسطے کہ اونہوں نے کلام الہی بوقت حاجت فرمایا
 میں ظاہر نہ کیا اور خدا کی باتیں زبان پر نہ لائے اور آدمیوں کو نہ پہنچائے پس سزا
 اون کے یہ ہے کہ کلام الہی سے محروم رہیں اور انہوں اگر عین عذاب میں ملے
 کلام الہی نصیب ہوتا تو وہ عذاب بسبب لذت کلام الہی کے فراموش ہو جاتا اور اپنے
 باطن میں راحت پاتے لیکن یہ دولت یہی کہی اونکو حاصل نہوگی یہاں تک کہ یَوْمَ
 الْقِيَامَةِ دن قیامت کہ روز دربار عام ہے اور ہر کلامی اور بدن کے کچھ مرتبہ اور

فصل ہے استغناء فرمایا بسبب اکتفا کرنے ذکر آیت سابقہ میں دوسرے کہ لفظ فی بَطْوٰی نہ ہو
 اس مقام میں کیا فائدہ دیتا ہے ہو سکتی کہ کھانا پانی وغیرہ پیٹ ہی میں کھاتے ہیں اہل
 عربیت نے اس سوال کے دو جواب لکھے ہیں ایک یہ کہ اس لفظ کا لانا واسطے دفع توہم
 مجاز کے ہے ہو واسطے کہ کھانا کبھی غیر پیٹ میں بطریق مجاز کے مستعمل ہے جیسے کہتے ہیں کہ
 فلا نے نے سردی کھائی ہے اور شلاق کھائی ہے پس اگر یہ لفظ ہوتا تو تحمل تھا کہ آیا کُلُّوْا
 نَارًا سے مراد آگ کا بدن سے پیوست ہونا ہی جیسا کہ حال دوزخیوں کا ہوگا اور اس جگہ مراد
 یہ ہے کہ اہل کو محض عذاب آگ میں جلنے کا نہیں ہوگا بلکہ ان کا ری آگ کے پیٹ میں ڈالی
 جائیں گی دوسرے یہ کہ استعمال اکل فی بطنہ کا عرب میں اس وقت ہوتا ہے کہ شکم سپر ہو کر
 کھاوے بمقابلہ اکل نے بعض بطنہ کی پس لانے اس لفظ سے آگ کا پیٹ بھر کر کھانا
 سمجھا جاتا ہے جیسے کہ مال حرام کو شکم سپر ہو کر کھاتے ہیں اور قدر ضرورت پر اکتفا نہیں کرتے
 تیسرے یہ کہ تعجب وکی صبر آگ پر کہ لفظ فَمَا أَصْبَدُّ هُمۡ عَلَى النَّارِ سے سمجھا جاتا ہے
 موقوف اوپر وجود صبر کے آگ پر ہے حالانکہ مطلقاً اُن کو صبر نہ ہوگا جیسا آیات دیگر سے
 معلوم ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مراد صبر اس کے سے آگ پر بعد دیکھنے اس آگ کے نہیں ہے
 بلکہ بیشتر دیکھنے کے اندر جرات اور بے پروائی کو اختیار کرنے اسباب آتش کو بطریقہ حکم کے
 تشبیہ صبر سے دی ہے جو تھوہ یہ کہ ان مکسورۃ ان الذین اختلفوا فی الکتاب
 میں مع اپنے مدخل کے جملہ ہے اور ان مفتوحہ ذلک بان اللہ نزل الکتاب میں مع
 مدخل کے مفرد ہے پس عطف جملہ کا مفرد پر کس طرح ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ
 واو ان الذین اختلفوا فی الکتاب میں حرف عطف نہیں ہے بلکہ حالیہ ہے اور
 بعض مفسرین نے ان مکسورہ کو اس جگہ بمعنی ان مفتوحہ کے رکھا ہے اور او کا کسرہ
 بسبب دخول لام کے جانا ہے لیکن تکلف اس جواب کا ظاہر ہے اور اگر علما سے
 اہل کتاب کہ حق پوشی کرتے ہیں اور رشوت کہلاتے ہیں کہیں کہ تم نے ہکو خریدا اگر گری
 اور بیچنے والی ہدایت اور مغفرت کا قرار دیا ہے حالانکہ ہمارے اسباب اور نہایت چیزیں
 آثار ہدایت اور اسباب مغفرت سے ہیں اور ہم حاصل کرتے ہیں کہ ہم اوقات

یہ نہیں کہ کھانا کبھی غیر پیٹ میں بطریق مجاز کے مستعمل ہے جیسے کہتے ہیں کہ فلا نے نے سردی کھائی ہے اور شلاق کھائی ہے پس اگر یہ لفظ ہوتا تو تحمل تھا کہ آیا کُلُّوْا نَارًا سے مراد آگ کا بدن سے پیوست ہونا ہی جیسا کہ حال دوزخیوں کا ہوگا اور اس جگہ مراد یہ ہے کہ اہل کو محض عذاب آگ میں جلنے کا نہیں ہوگا بلکہ ان کا ری آگ کے پیٹ میں ڈالی جائیں گی دوسرے یہ کہ استعمال اکل فی بطنہ کا عرب میں اس وقت ہوتا ہے کہ شکم سپر ہو کر کھاوے بمقابلہ اکل نے بعض بطنہ کی پس لانے اس لفظ سے آگ کا پیٹ بھر کر کھانا سمجھا جاتا ہے جیسے کہ مال حرام کو شکم سپر ہو کر کھاتے ہیں اور قدر ضرورت پر اکتفا نہیں کرتے تیسرے یہ کہ تعجب وکی صبر آگ پر کہ لفظ فَمَا أَصْبَدُّ هُمۡ عَلَى النَّارِ سے سمجھا جاتا ہے موقوف اوپر وجود صبر کے آگ پر ہے حالانکہ مطلقاً اُن کو صبر نہ ہوگا جیسا آیات دیگر سے معلوم ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مراد صبر اس کے سے آگ پر بعد دیکھنے اس آگ کے نہیں ہے بلکہ بیشتر دیکھنے کے اندر جرات اور بے پروائی کو اختیار کرنے اسباب آتش کو بطریقہ حکم کے تشبیہ صبر سے دی ہے جو تھوہ یہ کہ ان مکسورۃ ان الذین اختلفوا فی الکتاب میں مع اپنے مدخل کے جملہ ہے اور ان مفتوحہ ذلک بان اللہ نزل الکتاب میں مع مدخل کے مفرد ہے پس عطف جملہ کا مفرد پر کس طرح ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ واو ان الذین اختلفوا فی الکتاب میں حرف عطف نہیں ہے بلکہ حالیہ ہے اور بعض مفسرین نے ان مکسورہ کو اس جگہ بمعنی ان مفتوحہ کے رکھا ہے اور او کا کسرہ بسبب دخول لام کے جانا ہے لیکن تکلف اس جواب کا ظاہر ہے اور اگر علما سے اہل کتاب کہ حق پوشی کرتے ہیں اور رشوت کہلاتے ہیں کہیں کہ تم نے ہکو خریدا اگر گری اور بیچنے والی ہدایت اور مغفرت کا قرار دیا ہے حالانکہ ہمارے اسباب اور نہایت چیزیں آثار ہدایت اور اسباب مغفرت سے ہیں اور ہم حاصل کرتے ہیں کہ ہم اوقات

خروج القرآن

قَالَ اللَّهُ تَبَتَ لَكَ الْغَدَاةُ

قَالَ اللَّهُ تَبَتَ لَكَ الْغَدَاةُ

قَالَ اللَّهُ تَبَتَ لَكَ الْغَدَاةُ

قَالَ اللَّهُ تَبَتَ لَكَ الْغَدَاةُ

قَالَ اللَّهُ تَبَتَ لَكَ الْغَدَاةُ

قَالَ اللَّهُ تَبَتَ لَكَ الْغَدَاةُ

نماز میں متوجہ بخدا ہوتے ہیں اور مغفرت اور مہربانیت کے واسطے اس قدر ہی کافی ہے ہر جہاں تک کہ یہ سب غلط ہے لیکن اللہ کی نہیں ہے کہ اثر ہدایت اور سبب مغفرت کا ہو سکے ان کو تو بہتہ پھیر تم و جی ہکھلے اپنے چہرہ کو بدوں اسکے کہ دلون کو عقائد درست سے پاک کرو اور نجاست بجل اور جب نال اور بد عہدی و جھگڑے سے صاف کرو اس واسطے کہ نہایت تمہارا موصوفہ بہتر نہایت ہے کہ متوجہ ہو قبضہ المشرق جانب مشرق کے اگر قبلہ تمہارا جنس مکان میں کہ نماز پڑھتے ہو مشرق کی سمت ہو و المغرب اور جانب مغرب کے اگر قبلہ تمہارا سمت مغرب ہو اور متوجہ ہونے جانب مشرق و مغرب سے کچھ نیکی حاصل نہیں ہوتی اس واسطے کہ یہ کام مشرک اور سوری پرست بھی کرتے ہیں اگر تم موہنہ قبلہ کی طرف کرتے ہو تو دل کو یہی صاحب قبلہ کی طرف متوجہ کرو اور جو ایسا نکما تو معلوم ہوا کہ وہ بھی مقصود تمہارا نہ تھا اور جو حال مشرق و مغرب کا کہ دو نوجہ مشہور ہیں اور جماعت کثیر مشرکوں اور آقا پرستوں کی قبلہ عبادت میں ایسا ہی کہ بالکل خوبی اور نیکی کے پس حال جنوب شمال اور اور جہات ان کے مابین کا بہت ہی بدتر ہو گا و لکن اللہ لیکن نیکی کہ اثر ہدایت اور سبب مغفرت کا ہے مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَفَعَلِ مَا يُحِبُّ ہے کہ ایمان لایا اللہ پر اور خدا پر ایمان حاصل نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کو موجود اور دیکھتا اور دانا ظاہر اولو پیشہ اور قادر ہر چیز بنا اور زندہ اور محتار کہ محتاج کیسکا ہو اور پاک حاجات سے اور نہ کیسکا مغلوب محبت اور بے عورت اور بے فرزند اور سننے والا اور دیکھنے والا اور سچا وعدے کا عذاب و ثواب میں اور حکم مطلق احکام میں اور قادر مٹون کرنے بشر یعقون اور نہ مہیون پر اور پہنچنے پہنچہ ہر قبیلہ سے ہر قوم پر اور نازل کرنے کتابوں پر جس نعمت میں کہ چاہے عفتا و کرم اور تم یہ عفتا و عفتا نہیں کہتے و النور الخیر اور ایمان لایا بدن آخرت پر جس طرح کہ کتب الہی اور زبان پیغمبر سے معلوم ہوا کہ بغیر اعتماد کرنے شفاعت اپنی بزرگوں کی اور بدوں اسکی کہ اپنے ذمہ کو نسبت شرافت نسب اور حسب کے قابل عذاب کا بخاناویا اپنے عذاب کو اور دن کے عذاب کے کمتر سمجھو یا دار الثواب فقط اپنے گروہ کے واسطے جانو و المکسکۃ اور نیز

اور چونکہ پیغمبرؐ پر بھی احکام الہی ہو سکتے تھے بہرہ نجات میں تو ایمان لانا کا مقدم ایمان لانے
 پیغمبرؐ پر ہوا پس جب بندہ نے ان سب باتوں کو بدل جان قبول کیا تو جو کچھ کہ تصدیق
 سے اوس کے ذمہ تھا ادا کیا لیکن اب اوس کو اس تصدیق پر گواہ لانا چاہیے کہ تصدیق
 کا دل ہر ایک پر ظاہر نہیں ہوتی اور عمدہ گواہ اس تصدیق کا مال دینا ہے کہ یہ بدل
 جگہ رکھتا ہے اور بدون کمال تصدیق کے ممکن نہیں ہے کہ کوئی آدمی کسی کے واسطے مال
 دیوے کو سلام اور تعظیم اور ذکر و شفاء سے پی کرنا ہے پس صاحب ایمان درست
 وہ آدمی ہے کہ یہ کام بھی کرے **وَاتَىٰ لِلْأَكِلِ** اور دیوے مال لیکن نہ اوس وقت کہ مال
 سے بے پروا اور مستغنی ہو کہ اوس وقت دینا دلیل فرمان برداری کے نہیں ہے
 بلکہ **عَلَىٰ حُجَّتِهِ** باوجود دوستی مال کے کہ خود بھی محتاج اور امید زندگی کی ہے کہ
 اور صحیح البدن ہوا اور ڈرتا ہو کہ اگر اس مال کو دیدون کا تو محتاج ہو جاؤں گا اور نیز
 اوس مال کو اوس کو نہ دے جس سے امید منفعت رکھنے بلکہ فقط رضا مندی خدا کے واسطے
 خرچ کرے اور **ذَوِی الْقُرْبَىٰ** صاحبان قرابت کو تاکہ خیرات ہی ہو اور صلہ
 اور اس میں عوض اور بدلہ بھی منظور نہ ہو اس واسطے کہ اہل قرابت کی عادت ہے کہ ہرگز قرب
 کے دیے ہوئے کو دل پس ندین اور بلکہ جعفر اول کو دو اوس کی قدر شکایت زیادہ کریں
 اور نیز آدمی ہی اس مینی کو خاطر میں نہ لاوین اور اس سبب سے اوس آدمی
 کی تعریف نہ کریں اور صاحب خیرات شمار نہ کریں پس اگر وہ کو دینی میں کسی طور
 عیوض لینا خاطر میں نہیں گذرتا علی الخصوص اوس قرابتی کے دینی میں کہ بدسلوک اور
 جفا کار ہو اور اسی سبب سے حدیث شریف میں ہے کہ بیہقی اور ارد محمد ثنیں روایت
 کرتے ہیں وارد ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے کہ اپنی اوس قرابتی کو جو ہرگز دیوی
 اور نیز بیہقی نے بیان کیا ہے کہ آدمیوں نے آنحضرتؐ صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ
اتَىٰ لِلْأَكِلِ حُجَّتِهِ کے کیا معنی ہیں کیونکہ ہر آدمی مال کو دوست کہتا ہو حضرت نے فرمایا کہ
 اسکے پیسنے میں کہ اول مال کو اس وقت تو دی کہ دل میں تیری اس کی دینے سی خیال درازی
 عمر اور فقر کا ہوا دینی میں اس وقت تک ٹھیل نہ کرے کہ روح تیری گلے میں ہوا اور کہے

اور چونکہ پیغمبرؐ پر بھی احکام الہی ہو سکتے تھے بہرہ نجات میں تو ایمان لانا کا مقدم ایمان لانے
 پیغمبرؐ پر ہوا پس جب بندہ نے ان سب باتوں کو بدل جان قبول کیا تو جو کچھ کہ تصدیق
 سے اوس کے ذمہ تھا ادا کیا لیکن اب اوس کو اس تصدیق پر گواہ لانا چاہیے کہ تصدیق
 کا دل ہر ایک پر ظاہر نہیں ہوتی اور عمدہ گواہ اس تصدیق کا مال دینا ہے کہ یہ بدل
 جگہ رکھتا ہے اور بدون کمال تصدیق کے ممکن نہیں ہے کہ کوئی آدمی کسی کے واسطے مال
 دیوے کو سلام اور تعظیم اور ذکر و شفاء سے پی کرنا ہے پس صاحب ایمان درست
 وہ آدمی ہے کہ یہ کام بھی کرے **وَاتَىٰ لِلْأَكِلِ** اور دیوے مال لیکن نہ اوس وقت کہ مال
 سے بے پروا اور مستغنی ہو کہ اوس وقت دینا دلیل فرمان برداری کے نہیں ہے
 بلکہ **عَلَىٰ حُجَّتِهِ** باوجود دوستی مال کے کہ خود بھی محتاج اور امید زندگی کی ہے کہ
 اور صحیح البدن ہوا اور ڈرتا ہو کہ اگر اس مال کو دیدون کا تو محتاج ہو جاؤں گا اور نیز
 اوس مال کو اوس کو نہ دے جس سے امید منفعت رکھنے بلکہ فقط رضا مندی خدا کے واسطے
 خرچ کرے اور **ذَوِی الْقُرْبَىٰ** صاحبان قرابت کو تاکہ خیرات ہی ہو اور صلہ
 اور اس میں عوض اور بدلہ بھی منظور نہ ہو اس واسطے کہ اہل قرابت کی عادت ہے کہ ہرگز قرب
 کے دیے ہوئے کو دل پس ندین اور بلکہ جعفر اول کو دو اوس کی قدر شکایت زیادہ کریں
 اور نیز آدمی ہی اس مینی کو خاطر میں نہ لاوین اور اس سبب سے اوس آدمی
 کی تعریف نہ کریں اور صاحب خیرات شمار نہ کریں پس اگر وہ کو دینی میں کسی طور
 عیوض لینا خاطر میں نہیں گذرتا علی الخصوص اوس قرابتی کے دینی میں کہ بدسلوک اور
 جفا کار ہو اور اسی سبب سے حدیث شریف میں ہے کہ بیہقی اور ارد محمد ثنیں روایت
 کرتے ہیں وارد ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے کہ اپنی اوس قرابتی کو جو ہرگز دیوی
 اور نیز بیہقی نے بیان کیا ہے کہ آدمیوں نے آنحضرتؐ صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ
اتَىٰ لِلْأَكِلِ حُجَّتِهِ کے کیا معنی ہیں کیونکہ ہر آدمی مال کو دوست کہتا ہو حضرت نے فرمایا کہ
 اسکے پیسنے میں کہ اول مال کو اس وقت تو دی کہ دل میں تیری اس کی دینے سی خیال درازی
 عمر اور فقر کا ہوا دینی میں اس وقت تک ٹھیل نہ کرے کہ روح تیری گلے میں ہوا اور کہے

روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سائل کا حق ہے اگرچہ گھوڑے پر سوار ہو اور گھوڑے کے گلی میں ہیکل چاندی کی پڑی ہو اور ترمذی میں بروایت ام حیدر ہے کہ معیت کرنے والوں آنحضرت صلعم سے ہیں کہ وہ کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ سائل میرے دروازہ پر آتا ہے اور میرے پاس اسکے دینی کے قابل کچھ نہیں ہوتا فرمایا کہ جو کچھ ہو دیدے اور خالی دست پھیر اگرچہ بکری کا جلا ہو اکھڑ ہی ہو اور ابو نعیم ابن عمر سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ سائل کہ دروازہ پر آتا ہے مرد با ایمان کے واسطے ہدیہ خدا ہے قرنی الرقاب اور دو تم مال خلاص کنی قیدیوں میں کہ مسلمان کا ذون کے ہاتھ میں گر قمار ہون اور یہ کہ می مال دیکھو انکے ہاتھوں سے خلاصی دی ویا قرض دار و رخصوا ہون کے یہاں مفید ہون او کو رو بہ دیگر سائی دی ہر چند یہ آدمی کہا نے پینے کے محتاج نہیں ہیں لیکن قید مخلوقات سے رہا ہونے میں مال کے محتاج ہیں اور اس جگہ علمائے عربیت کو کمال قوی ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ قرنی الرقاب طرف ہے اور سابق ذوی القربی مع معطوفات کے مفعول ہے اور عطف ظرف کا مفعول بہ پر با وجود اختلاف نیت عمل کے کیونکہ درست ہو اس اعتراض کا جواب دو طریق سے دیا ہوا اول یہ کہ یہ عطف محمول خف فعل پر یہ تقدیر الی الہال فی الرقاب کے پس عطف جملہ کا ہے جملہ پر عطف ظرف کا مفعول بہ ہوا یہی طریق صاحب کشاف نے آیت لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كُنْتُمْ فِيهَا يَوَقُّوْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ میں اختیار کیا ہے اور نصر کہ یوم حنین مقد کیا ہے اور عطف جملہ کا جملہ پر کیا ہوا کہ عطف ظرف زمان کا ظرف مکان پر لازم نہ آوے دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ ظرف معطوف ہے دوسرے ظرف مخدوف پر کہ متعلق وَالسَّارِقِينَ فِي حَوْكِهِمْ وَفِي ذَٰلِكَ الرَّقَابُ اور سوال عام ہے خواہ بزبان قال ہو یا بزبان حال اور تحقیق اس مقام کے یہ ہے کہ مدارحت عطف کا معنی پر ہے نہ صورت لفظ پر اور اس جگہ باعتبار معنی کے جہت نہیں ہے اس واسطے کہ رقاب اور ما سبق دونو مصارف مال ہیں اور معطی لہ یعنی جسکے واسطے مال دیا گیا ہے اور زمان مکان دینے مال کا گوطا ہر میں یہ داخل ہوتا ہے اور وہ نہیں ہوتے

جواب میں ہے کہ یہ ظرف معطوف ہے دوسرے ظرف مخدوف پر کہ متعلق وَالسَّارِقِينَ فِي حَوْكِهِمْ وَفِي ذَٰلِكَ الرَّقَابُ اور سوال عام ہے خواہ بزبان قال ہو یا بزبان حال اور تحقیق اس مقام کے یہ ہے کہ مدارحت عطف کا معنی پر ہے نہ صورت لفظ پر اور اس جگہ باعتبار معنی کے جہت نہیں ہے اس واسطے کہ رقاب اور ما سبق دونو مصارف مال ہیں اور معطی لہ یعنی جسکے واسطے مال دیا گیا ہے اور زمان مکان دینے مال کا گوطا ہر میں یہ داخل ہوتا ہے اور وہ نہیں ہوتے

۱۳۵

زیادہ لازم اور اس سے سمجھتی تھی یہاں تک کہ بعض صاحب صفہ کے کہ ترک دنیا اور جمع مال پر ہیبت کی تھی اور مرنے کے وقت ایک واشرنی اونکی پتلی میں لکھی مور و عتاب اور وعید شدید کے ہوسنے اور نکاح اور وکالت اور شرکت اور اکثر معاملات و فاسے عہد پر مبن اور بغیر اس خصلت نیک کے ادائی حق کسی معاملہ کا بروجہ شرعی نہیں ہو سکتا اور اسی واسطے قاعدہ تغیر کے تغیر فعل سے اسم کے بیان فرمایا اور تمام خصلتیں کہ مذکور ہوئیں کہ قسم نیکی سے میں جذبیان کی ہیں وَالصَّابِرِينَ یعنی یاد کرو تم صبر کرو مولوں کو کہ انکے حق میں آیت غفریب و بشر الصابریں میں کیا کچھ بشارت گزری ہے اور کس مرتبہ نیکی میں ہیں خصوصاً جب کہ صبر انکا تمام سختیوں کا گہرنے والا ہو پس صبر کو تم فی البأساء شدت فقر میں رشوت چکینے سے باوجود یکہ جذبان حبیلج نہیں رکھتے ہو صبر نہیں کر سکتے وَالصَّابِرِينَ حالات مرض اور درد و رنج میں نہ مثل تمہارے کہ ایک قسم کے کھانے سے اگرچہ لذت و نفیس ہو تنگ ہو کر کہتے ہوں نصبر علی طعام واحد یعنی ہرگز ہم صبر نہیں کرینگے طعام واحد پر وَجِئْنَا الْبَاسِ اور وقت لڑائی کے کہ نیر مخط غلہ اور آب اور نیزہجوم دشمنوں کا اور اولکنا خوف اور نیزہ سخت بدنی اور بخوابی اور زخم تلف اعضا کا ہوتا ہے نہ مثل تمہارے کہ کہاتے دَهِبْ اَنْتَ وَرَبِّكَ فَقَاتِلْ اِنَّا هُنَا قَاعِدُونَ یعنی تم اور تمہارا رب چلے جاؤ اور لڑو ہم تو اس جگہ بیٹھے ہیں اور جس آدمی نے ان تینوں حالتوں میں پیشہ صبر اختیار کیا تو اسکا صبر کامل ہوا اسواسطے کہ مصیبتیں جو انسان پر آتی ہیں اور وقت امتحان کے صبر ہو یہی تین قسم ہیں اول نقصان مال کہ آخر اسکا شدت فقر ہے دوسرے نقصان بدن کہ مقدمہ اسکا درد و رنج و بیماری و زخم و عدا ہے تیسرے جان کی ہلاکت کہ اکثر وقت خطرہ لڑائی کا ہے اور نیزہ جانا چاہیے کہ ان آدمیوں کا صبر فقط اطاعت الہی کے واسطے ہے وگرنہ افراد بشر باعتبار دلیلی طبیعت کے بعض ان مصیبتوں میں سے بڑا نہیں کرتے مثلاً بعض آدمی بالکل لڑائی میں خون نہیں کرتے اور تھوڑی بیماری سے حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور بعض آدمی حالت فقر میں ثابت قدم رہتے ہیں اور لڑائی کے نام زد ہو جاتے ہیں

مصحح القرآن

پیشہ کر دیا اور اس کے

خدا بیجا کی قسم

فائدہ پہنچانے والے

پیشوایان و سربراہان

کے لیے ایک اور دعا

جہاں کو

پاکستان کے لیے

١٤١٢

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥

۱۰۰

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے

پیش روین ذوالو
محرم

مکتبہ عربیہ اسلامیہ

عبدالله بن عبدالمطلب

بہارِ نبویؐ

تاریخ

سربراہان

is

صفات برتقا صا کرانے کہ یہ بھی مرفوع ہوا ہل عربیت نے کہا ہے کہ اس نصب کے علی المعرج و
الاختصاص کہتے ہیں جب منجملہ اور صفات میں سے ایک صفت کی زیادہ شرافت اور عظمت
منظور ہو کر تی ہے تاکہ اول سے تمیز ہو جائے تو اعراب میں امتیاز دیتے ہیں اور صبر بختوں میں
اور زائون میں صفت عمدہ ہے اس صفت کو ماسبق سے امتیاز دینا ضرور تھا اس واسطے
اسکے اعراب کو اعراب ماسبق سے تیز کر کے رفع سے نصب کیا گیا اس طرح فرمایا ہے کہ ہم
صاہرین کو مدح عظیم اور کمال نیکی سے خاص کرتے ہیں اور ابو علی فارسی نے کہا ہے کہ جو
چاہے کہ صفت ہائے بیار کو مقام مدح اور بھجوع میں ذکر کرے پس مقتضایے بلاغت کا
یہ ہے کہ اعراب اون صفات کو مختلف لاوے اور سب کو اوسکے موصوف کی برابر
جاری کرے اس واسطے کہ مقام مدح اور بھجوع مل اطناب اور مبالغہ کا ہے اور جب اعراب
مختلف ہوئے معنوں میں اطناب حاصل ہوا اس واسطے کہ کلام صورت اختلاف اعراب
میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی طرح کا کلام ہے اور اگر اعراب مختلف نہ ہوتو مجموع
ایک جملہ ہوتا ہے اور بعض محققین نے وجہ اختلاف حرکت کی کہ کیون مبالغہ مدح و بھجوع
میں ہوتا ہے بیان کی ہے کہ اصل مدح اور بھجوع کلام سامع سے ہے اس واسطے کہ
جب ایک شخص نے کسی کا ذکر کیا کہ فلا نے نے ایسا کیا اکثر سننے نام کے سے اوس کے
مدح اور ثنا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا اچھے آدمی کا ذکر کیا یا وہ کیسا عاقل ہے اور کیا
قابل ہے یا ایسے ہی بھجوع اور مدح کرتا ہے پس وقت مدح اور بھجوع کے متکلم چاہتا ہے کہ اپنے
تین سامع قرار دیکر اسی طریق سے گفت گو کرے لہذا اختلاف اعراب دلیل مدح اور مدح
کی ہوتی ہے اور حدیث شریف میں بروایت ابن مردودہ اور عبد بن حمید کے دارچاہے
کہ ایک شخص حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ ایمان کیا ہے حضرت
ابوذر نے یہ آیت پڑھی اوس مرد نے کہا یہ آیت میری سوال کا جواب نہ ہوئے
حضرت ابوذر نے کہا کہ اس طرح ایک آدمی نے انحضرت صلعم سے سوال ایمان کا کیا
اور انحضرت صلعم نے یہی آیت تلاوت کی اور وہ یہی مثل تیرے رہی ہوا انحضرت صلعم
نے اوس آدمی کو فرمایا کہ پاس آجب نزدیک آیا ارشاد کیا کہ جب تجھ سے نیکی سرزد ہو

بعض ائمہ نے کہا ہے کہ غلام کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

غلام کے عوض میں قصاص ہو سکتا ہے بشرطیکہ غلام اس کا مالک ہو اور مرد و عورت کے عوض میں باجماع مارا جاسکتا ہے اور اکثر مفسرین نے کہ قتل کو بطریق تغلیب کے شامل مقتولوں اور قاتلوں کی کیا ہے اور برابر کرنا مقتولوں کا قاتلوں سے مراد لیا ہے مفہوم مخالف میں متردد ہوتے ہیں بعضے مشاخی اپنی مذہب پر اسکو دلیل لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آزاد کو بمقابلہ غلام مارنا چاہیئے اور حق یہ ہے کہ اس مذہب پر مفہوم مخالف سے استدلال کرنا مناسب نہیں ہو سکی کہ اگر یہ معنی مراد ہوں تو اس کے عکس بھی مراد ہو سکے اور وہ خلاف اجماع ہے اور نیز جبکہ عورت دوسری عورت کے برابر ہوئی اور لونڈی بی بی برابر پس اگر غلام اور آزاد میں فرق کیا ہے تو چاہیئے کہ لونڈی اور آزاد عورت میں بھی فرق کریں اور ماوجود اسکے یہ مفہوم مخالف مرد اور عورت کسی طور درست نہیں ہو سکتا اور نیز مناقض عموم آیت انفس انفس کی ہے اور منافی حدیث اسلام کی ہے و ما ہم کی ہاں اگر چند آدمی ایک آدمی کو مار ڈالیں تو اس کے عوض یہ سیارے جا دیئے ہو سکتے ہیں ہر ایک لون چند میں سے قاتل اس ایک کا ہے پس غیر قاتل نہ مارا گیا اور یہی معنی قول حضرت امیر المومنین عمر فاروق کے ہیں کہ لوقملا علیہ اهل صنعاء تقتلہوا اور نیز جانا چاہیئے کہ حکم قصاص سے چند صورت خارج اور مستثنیٰ ہیں۔ اول یہ کہ مسلمان کا زحری کو مارے تو باجماع اس سے قصاص نہیں ہے دومی یا صلح والے کو مارے تو قتلاف ہے شافیہ کے نزدیک اس صورت میں قصاص نہیں ہے اور خفیہ کے نزدیک ہے لیکن حدیث صحیحہ کہ لا تقتل المسلم بکافر مؤید قول شافیہ ہے دوسرے یہ کہ مسلمان نے دوسرے مسلمان کو خطا سے مارا ہو اسکے دو طریق ہیں اول یہ کہ معرفت میں خطا کرے اور اس مسلمان کو بسبب تشکیل اور لباس اور ہمراہ ہونے کفار کے کا زنا گوارے دوسرے فعل میں خطا کرے مثلاً تیرا گولی شکار پر مارے اور درمیان میں سے مسلمان گزرا اور اس کے تیر لگ گیا اور مر گیا ان دونوں صورتوں میں قصاص نہیں آتا بلکہ خون بہا واجب ہوتا ہے جیسے سورہ نساء میں مذکور ہے تیسرے یہ کہ باپ یا مان نے لڑکے یا لڑکی یا پوتے یا نواسی کو مارا اس صورت میں بھی

۱۶۴

ترجمہ تفسیر عزیزی

قصاص نہیں ہر خون بہا لینا چاہیے جو تحفہ پہلے مالک غلام یا لونڈی کو مار ڈالے اور اس صورت میں نہ قصاص ہے اور نہ خون بہا لیکن کفارہ دینا مالک پر لازم آتا ہے اس جگہ کسی سوال جواب طلب ہیں اول یہ کہ مخاطب اس کلام کے کون آدمی ہیں اگر قاتل ہیں پس اوپر واجب نہیں ہے کہ اپنے میتن آپ مار ڈالیں بلکہ یہ فعل حرام ہے اور اگر وارث مقتول ہیں پس وہی موافق شرع کے مختار ہیں چاہیں قصاص لیں و یا معاف کر دیں بلکہ بدلہ والے عاقبت عن الناس معاف کرنا بہتر ہے اور اگر ان دو گروہوں کے علاوہ ہیں تو کون مردم ہیں اور باوجود اسکے دوسرے پر بالاتفاق مقدمہ خون میں کچھ چیز واجب نہیں ہوئے نہ دیت دینا اور نہ قصاص لینا اسکا جواب یہ ہے کہ قصاص کے معنی برابر کرنا ہے اور رعایت برابری کے مقتولوں میں سب مسلمانوں پر واجب ہے اس طرح کہ جب وجوب قصاص کی شرطیں جمع ہوں اور ان کو جائز نہیں ہے کہ اوس وقت رعایت برابری کی مذکرین قاتل کو تسلیم نفس وجوب ہوتا ہے اور رعایت برابری اور وارث مقتول کو بھی مطالبہ رعایت برابری کا چاہیے نہ زیادتی اور بادشاہوں اور حاکموں کو بھی مارنے میں برابری چاہیے پس مخاطب اس خطاب کے تمام مسلمان ہیں لیکن چونکہ کسی کا کہنا بغیر تائید حاکم کے پیش نہیں جاتا اس واسطے کہہ سکتے ہیں کہ مخاطب اس کلام کے فقط حاکم ہی ہیں دوسرے یہ کہ ظاہر آیت تقاضا کرتی ہے وقت لینے خون کے رعایت برابری وجوب ہے لیکن عوض خون کے خون لینا اس آیت سے نہیں سمجھا جاتا جواب اسکا یہ ہے ان الالبہ یہ مضمون اس آیت سے سمجھا نہیں جانا اور آیت کے دلالت وجوب معاوضہ خون پر کہ آیت دوسری ہے سورہ مائدہ میں کہ النفس بالنفس اور باوجود اسکے کہہ سکتے ہیں کہ مراد برابری سے کہ اس آیت میں جواب ہوئی ہے برابری فی القتل ہے اور برابری در قتل صفت قتل ہے اور صفت وجوب کرنا مقتضی وجوب کرنی اوس ذات کی ہے کہ موصوف ساتھ اوس صفت کی ہو پس وجوب قتل اس آیت سے اس طور مفہوم ہوا لیکن شرائط وجوب جیسی مطالبہ وارثوں کا خون کو اور بڑھنا قتل کا جنس عمدہ سے بلاشبہ درکار ہے تیسرے یہ کہ برابری قتل سے

[illegible]

مفہوم ہوتا ہے کہ کیفیت قتل میں برابری بن جائیے مثلاً قاتل گ سے جلایا گیا ہو تو اسکو بھی جلانا چاہیے اور اگر پانی میں غرق کیا گیا ہو تو اسکو ابید میں ڈبونا چاہیے اور اگر ماتمہ ہا نوین قطع کئے گئے ہوں دیا کنگہ نکالی گئی ہو دیا کان اور ناک او کھاڑی گئی ہو تو ایسی قسم سے قاتل کو بھی مقتول کرنا چاہیے جیسا کہ حدیث شریف میں بروایت بخاری واقع ہے کہ زمانہ ہم حضرت صلعم میں یہودی خبیث نے ایک دختر الفار کو واسطے لینے زیور کے فریب دیکر جنگل میں لے گیا اور اس کے سر کو بہر سے پھوڑ ڈالا آنحضرت صلعم نے اس یہودی کو بعد اقرار کے اسی قسم کے مارنے کو فرمایا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی ہی مذہب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ رعایت برابری کیفیت قتل میں ہر ایت سے مفہم نہیں ہوتی اس واسطے کہ فی القتل فرمایا ہے نہ کہ فی القتل اور باوجود علی العموم کے رعایت برابری کیفیت قتل میں ہو بھی نہیں سکتی مثلاً کسی شخص نے ایک آدمی کو جادو کر کے مارا اسکو جادو سے نزدیک شافیون کی بھی نہیں ارکتے اس واسطے کہ جادو فعل حرام ہے اور ایسے ہی اگر بچہ صغیر کو بسبب لوطیت کے مارا اسکو اسی طرح سے نہیں ارکتے بلکہ تلوار سے بان جو کہ حب شریف میں منقول ہے بقدر دلالت کرتا ہے کہ رعایت برابری کے کیفیت قتل میں واسطے تشنی و ازانان مقتول کی بہتر ہے چوتھے یہ کہ اگر قاتل نے اپنے اس فعل سے توبہ نہ کی اور ترک توبہ پراصر کیا پس اس پر قصاص کا وجہ جب کرنا معقول ہے کہ ایک طرح کا خدا ہی عرض گناہ کی جانب خدا سے اور اگر توبہ سے توبہ کی اور مذمت کی پس اس پر قتل واجب کرنے میں کیا حکمت ہے ظاہر ہے کہ بعد توبہ کے عقوبت نہیں ہو سکتی اسکا جواب یہ ہے توبہ کہ عبارت مذمت ماضی پراور اداہ مصمم ترک گناہ مستقبل میں بھی کام دل ہے خلق کو اس پر اطلاع نہیں ہوتی اگر توبہ کو مانع لینے قصاص سے کرے ہرگز حکم قصاص جاری نہوتا ہر قاتل بعد قتل کے کہے گا کہ میں نے توبہ کی اور اس جگہ نہیں کہہ سکتے کہ جھوٹ بولنا خلق سے اکثر ہوتا ہے خالق حال باطنی سے خبردار ہے اس واسطے کہ فرضیت قصاص لینے کی خلق پر ہے پس ترک قصاص میں اطلاع خلق کے قبول توبہ پروردگار ہے اور باوجود اسکے تحقیق کرنے

[illegible]

کہا ہے کہ حقیقت تو یہ کہ حقوق عباد میں یہ ہے کہ باوجود مذمت اور ترک گناہ کی صاحب
حق کو نہ ہی راضی کرے اور راضی نہ ہونا صاحب حق کا اس جگہ تسلیم نفس قصاص کے لئے
ہو سکتا ہے اور نیز جب کرنے قصاص میں تائب پر بہت حکمتیں ہیں اول حق قاتل
میں اس لئے کہ وہ پہلے سے جانتا ہے کہ اگر مینے کسی کو مارا تو اس کے قصاص میں مارا
جاؤنگا اور عذر تو یہ سمجھ نہ ہوگا یہ جانتا اور سکو مان خون ناحق سے ہوگا دوسرے
حق وارث مقتول میں کہ تشفی اس میں غم کشیدہ اور آفت رسیدہ کے بہتے تیرے
تمام آدمیوں کے حق میں کہ عبرت پرکھیں گے اور ایسے افعال بد سے باز رہیں گے
اور باوجود اسکے بدلہ خون کا لینا واجب نہیں ہے پس اگر وارثان مقتول قاتل کو دیکھیں گے
کہ تو بے نصیح کے اور تو بے نصیح بدون حاضر ہونے پاس وارثان مقتول اور اقرار کرنے
گناہ یا بسبب دینے مال اور یا برائے کسی کار کے اون کو راضی کرنے بغیر نہیں ہو سکتی
البتہ خیال خون اس کے سے گزیریں گے اور معاف کر دیں گے اور اگر بسبب حاجت کے
مال میں رغبت کرینگے یا کسی اور منفعت میں تو اس کو قبول کر لیں گے لیکن قاتل کے
خون سے درگزر نہ اور معاف کرنے کی دوسرہ تہ میں ایک یہ کہ تمام وارث فقط
ثواب آخرت کے واسطے بغیر عوض مال اور منفعت کے قاتل کو معاف کریں یہی صورتیں
خود شریعت میں ذمہ قاتل پر کوئی چیز نہ ہے مگر یہ کہ شکر اس نعمت کا زبان و دل سے
کرے اور ہمیشہ ان کے حق میں دعائی خیر کرے دوسرے یہ کہ معاف نکرین بلکہ ہنوز مظالم
پر کہیں اس صورت کی شریعت میں بعض حکام مقرر ہیں فَمَنْ عَفَا وَأَعْفَا لَهُ جَنْحٌ مِّنَ اللَّهِ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (بخاری) یعنی جو عفو کرے اور جو اس کو عفو کرے
وہ مفلح ہے اور جو عفو کرے اور جو اس کو عفو کرے وہ مفلح ہے اور جو عفو کرے اور جو اس کو عفو کرے وہ مفلح ہے
بعض حصہ مارا جاوے اور بعض نہیں یہی صورت میں حکم مشہور ہے کہ
قصاص ساقط ہو جاتا ہے اور جن وارثوں نے کہ معاف کیا ہے اپنے حصہ کے
موافقت دیتے لیکن یا تمام وارث مقتول خیال خون سے درگزرین لیکن جواب کہ
بقائے مقرر کیا ہو یا بخواریت ہو یا زیادہ یا کمتر اور ان دونوں صورتوں میں عفو کا اثر نہیں

اور سب سے پہلے
سودا بیچنا تھا کہ سودا
کیسے کریں

میں نے اپنے
میں نے اپنے
میں نے اپنے

میں نے اپنے تعلق کے لئے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

مجلس شورای اسلامی
جمهوری اسلامی ایران

وہابیوں نے اپنے
مذہب کو دین
کا نام دیا ہے

چند روز بعد

وہ جس کا حکم بجا لاو

ازون سے گھرون

تھا یہ کہ جو

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

کہ وہ قاتل سے مطلق بری الذمہ ہو لیکن جو چیز کہ بائیں اسکے گردن پر باقی رہے فاقبتل
پس تالغ مرضی معاف کرنے والے کے ہے جو کچھ اوسکی مرضی ہو قبول کرے بالذمہ
اور یہاں پر کہ مروج اور معمول شرع ہے معاملات اور معاوضات میں نہ اوس طوکر کہ خلاف
شرع ہے مثلاً وارث مقتول کی کہ تیرے خون سے گداز بشرطیکہ اپنے پسرو کو میرا غلام
کر دے یا تیری دختر سے زنا کر دے یا میرے واسطے شراب پیار کرے یا نماز و روزہ
ترک کرے یا میرے واسطے فلاں کو مار ڈال یا ہرنی اور چوری کر کے اس قدر مال لا
پس یہ سب شرطیں مردود اور غیر مقبول ہیں اور متابعت اوسکے مرضی کی نہ چاہیے
وہ اور نیز قاتل کے ذمہ واجب ہوتا ہے اداء اوکرا ن چیز کا کہ قبول کیسا تھا لکن
اوسی معاف کرنے کے طرف نہ یہ کہ حاکم دیا قاضی اور وکیل کو رشوت دیکر اوسکو مجرم کہے
اگرچہ اوسی قصد بلیغ خرج کرے اور چاہیے کہ اوکرا ن امور یا احسان نیکی اور سلوک اور قبول
منت سے نہ کہ ترش رُوئی اور خلاف وعدگی اور دیکر نے میا و مقرر سے یا قدر مقرر سے کم
یا بجائے کہ روئے اس واسطے کہ ذلک یہ یعنی قبول عفو خون وارثوں مقتول
کی طرف سے ایک نعمت خاص تمہارے واسطے ہے کہ یہودیوں کے شریعت میں نہ
اس واسطے کہ اونکی شریعت میں خون کی عوض خون ہی لینا مقرر تھا اور شریعت
نصاری میں خون بہا لینا مقرر تھا پس یہ دست بڑی ہے کہ اگرچہ ہومفت ثواب آخرت
کے واسطے معاف کر دے اور اگر مال کی حاجت ہو خون بہا لو اور اگر خواہ نخواہ تشفی و شمتی
اور غصہ کے چاہو مار ڈالو تخفیف تمہارے پر تکلیف شرعی بلکہ کرنی ہے میں کہ
تمہارے پر درد و گارسے و رجحان اور مہربانی ہے اوس جناب سے قاتل پر یہی کہ
مقتول کے وارثوں کی خوشامد کر کے معاف کر لے یا خون بہا لینے پر راضی کر کے
زندہ رہ سکتا ہے اور وارثان مقتول پر یہی کہ اگرچہ میں مال لین اگر حاجت ہو
اور اگر ثواب آخرت کے طالب ہوں تو یہی حاصل کر سکتے ہیں فمیں اعتدالی
پس جو شخص کہ تجاذر کرے بعد ذلک بعد اس تخفیف اور رحمت کے اس طرح کہ ایک کئی
عوض کئی آدمیوں کو مار ڈالی یا غیر قاتل کو یا اول قاتل کو عفو یا قبول دیت پر مطمئن کر کے

یہ مقبول سہولت

مارڈ لے یا قاتل ادای دیت میں عام سانحہ کرے یا خلافت وعدہ کے کرے یا قدر مقرر سے کم ذمے یا کہرون کی عوض کھوٹی دی فلکۃ عذاب الیمہ تو اسکے بعد اس کے واسطے عذاب درد دہندہ ہے آخرت میں حدیث شریف صحیح میں بروایت بیہقی وارد ہے کہ جس کیلئے بسبب قتل یا نقصان جسم کے کسی کے ماتہ سے آفت پہنچے ہو پس اس وقت مقتول کے وارث اور صاحب جراثحت کو تین چیزوں میں اختیار ہے یا قصاص لے یا فدیہ لے یا معاف کر دے اور اگر ان تین چیز کے سوا چاہے پس اسکے دونوں ماتہ پکڑ لو اور کرنے نہ دو اور اگر بالفرض نقدی کر کے کچھ عمل میں لایا فلکۃ ناکھتہ حال الدین فھما ابدان اور نیز ابن جریر اور احمد بن حنبلین روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلیم نے فرمایا لا اعانی احدًا قتل بعد اخذ الدیۃ یعنی میں معاف نہ کروں گا اس شخص کو کہ بعد لینے خون بہا کے قاتل کو مارے گو وارث قاتل کا معاف کر دے ہو سہی کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فممن اعتدای بعد ذلک فلکۃ عذاب الیمہ اگر تمہارے کسی کی خاطر میں گزرے کہ ان احکام میں وجہ تخفیف اور رحمت کی ظاہر ہے کہ عفو کو جائز رکھنا قاتل کے حق میں بھی ہوتا ہے کہ زندہ رہے وارث اور مقتول کے بھی کہ اس کا کشتہ زندہ نہیں ہو سکتا ثواب آخرت بھی کیونکہ کہو یا اور ایسے ہی خون بہا کے لینے میں کہ فی الحال وارث مقتول کو وصعت نے المال وخرج حاصل ہوا اور اسکے کام روا ہوں اور بھی قاتل کو عبرت اور مرز نش ہو کہ آگے کو خون ناحق نہ کریگا لیکن قصاص لینے میں تخفیف اور رحمت ظاہر نہیں ہے کہ گویا بنیان ربانی کی جڑ اوکھاڑنا ہے اور باوجود اسکے تلف جان ہے کہ بعد مرنے کے راہ تہقی فی الآخرت اور ثواب کا حاصل کرنا اور وفات کے تدارک کرنے کا بند ہو جانا ہے اور منافع دنیوی بھی کہ وجود انسان سے متوقع ہیں معدوم ہو جاتی ہیں ہم جواب دیتے ہیں کہ اگر قاتل کو تو ایجاب قصاص میں تمام تخفیف اور رحمت ہے اگر قصاص واجب نہ کرتے نعمت عفو کی قاتل کو کس طرح معلوم ہوتی اور وارث مقتول کو ثواب آخرت کیونکر حاصل ہوتا اور ایسے ہی قاتل کا دیت کا دینا کیونکر سبک ہوتا اور مقتول کیونکر مال اور قوت سے مطالبہ کر سکتا اور باوجود اس کے اگرچہ قصاص

مذبح القاتل
خداوند کے درج
علاقہ کے درج
جس کا شہید کیا گیا
اپنے دشمن کی بی بی یا نو
بچہ کہتا اور جس کے
اولاد اور بچے ہیں
یعنی زنی القتل و دی
اور جس میں میں ہیں
اور چہ نہا کی بی بی
مہینہ وقت زیارت کا
تھا یہ چار میں ہیں
ان کے تھے جو سارے
میں میں سب کا رہن
جاری نہیں اور
کروا تو فوت ہوئی
سودی القتل کہنے
میں حضرت محمد صلی
علیہ وآلہ وسلم کہنے
اور ان ہی میں کہنے
سے کہ ان کی بات کو تو
مانے ہے

میں ایک جان جاتی ہے لیکن بہت سی جانیں محفوظ رہتی ہیں و لکن فی القصص احیوة اوس
 مسلمانوں کے واسطے قصاص میں ایک طرح کی زندگی ہے کہ تم اوسکو سمجھ نہیں سکتی اس واسطے
 کہ قاتل کو جب قصاص میں مارین اور وہ اپنے نفس کو تابعداری اور فرمان برداری خدا
 کے سبب و ارثان مقتول کے سپرد کر دے تاکہ آخرت میں نجات گناہ سے پاک
 اٹھے اور عذاب دوزخ سے رہائی پادے اور حیات ابدی پادے بلکہ قبر میں معاملہ
 رحمت اور عفو کا اوس کے ساتھ واقع ہو اور روح اور رحمت اوسکی نصیب ہو
 پس اس طرح کا مارا جانا اوسکے حق میں فقط انتقال اس دارالام سے طرف
 دارالرحمت کے ہو اور مقتول کا سبب اسکے کہ اوس کے عوض لیا گیا اور مزار کا
 لیا گیا بلکہ پہلے لوگوں میں نام اور مرتبہ ہو اور اوسکے عزت زیادہ ہو اور مثل مشہور ہے
 کہ ذکا الفی عیدۃ الثانی یعنی یادگاری جوان کی دوسرے زندگی ہے اور اوسکی
 روح کو سچ اس سبب سے کہ ناحق مارا گیا تھا نہ پس عالم قبر میں فارغ البالی سے
 گذرنا ہے اور تلخی اوس جہان سے ملنے نہیں ہوتا اور ارثان مقتول کو بھی عزت و
 جاہ زیادہ ہو کہ عوض کشتہ کے قاتل کو مارا اور غم و رنج ہی کم ہوا اور تشفی غصہ سے
 حاصل ہوئی اور قبایل قاتل کو بھی و ارثان مقتول کے طرف سے اطمینان حاصل
 ہوا ورنہ جسکو ہاتے مار ڈالتے جیسا جاہلیت میں تھا اور اب بھی بعض فرقہ ایسا ہی
 کرتے ہیں کہ بعد وقوع ایک خون کے دو نو طرف سے پشتوں تک کشت و خونی
 جاری رہتی تھی اور ایک جانب دوسرے مطمئن نہوتے تھے اور زندگی دو نو طرف
 کے کمال تلخی سے گذرتی تھی اور قصہ مہلبیل کا اپنے بہائی کلیب کے عوض ہزار رو
 کو مارا اور قبیلہ بکر بن وائل کو قریب بقینا پوچھا یا تو اپنے عرب میں مشہور ہے
 اور نیز کو ہستانی افغانوں کا اور راجپوتوں اور دہقانوں کا معمول ہے اور تمام
 آدمیوں کو عبرت اور سرزنش ہوئی کہ قاتل ناحق کا یہ حال ہو گا پس جس کیون
 سبب علیہ قوت غضبیہ کے قتل ناحق کا خطرہ دل میں گدزی تو یہ عبرت اوس کو
 قتل سے منع ہو اور خود بھی زندہ رہے اور جو مارا جاتا تھا وہ بھی زندہ رہے پس

اور کمال
 میں ایک جان جاتی ہے لیکن بہت سی جانیں محفوظ رہتی ہیں و لکن فی القصص احیوة اوس
 مسلمانوں کے واسطے قصاص میں ایک طرح کی زندگی ہے کہ تم اوسکو سمجھ نہیں سکتی اس واسطے
 کہ قاتل کو جب قصاص میں مارین اور وہ اپنے نفس کو تابعداری اور فرمان برداری خدا
 کے سبب و ارثان مقتول کے سپرد کر دے تاکہ آخرت میں نجات گناہ سے پاک
 اٹھے اور عذاب دوزخ سے رہائی پادے اور حیات ابدی پادے بلکہ قبر میں معاملہ
 رحمت اور عفو کا اوس کے ساتھ واقع ہو اور روح اور رحمت اوسکی نصیب ہو
 پس اس طرح کا مارا جانا اوسکے حق میں فقط انتقال اس دارالام سے طرف
 دارالرحمت کے ہو اور مقتول کا سبب اسکے کہ اوس کے عوض لیا گیا اور مزار کا
 لیا گیا بلکہ پہلے لوگوں میں نام اور مرتبہ ہو اور اوسکے عزت زیادہ ہو اور مثل مشہور ہے
 کہ ذکا الفی عیدۃ الثانی یعنی یادگاری جوان کی دوسرے زندگی ہے اور اوسکی
 روح کو سچ اس سبب سے کہ ناحق مارا گیا تھا نہ پس عالم قبر میں فارغ البالی سے
 گذرنا ہے اور تلخی اوس جہان سے ملنے نہیں ہوتا اور ارثان مقتول کو بھی عزت و
 جاہ زیادہ ہو کہ عوض کشتہ کے قاتل کو مارا اور غم و رنج ہی کم ہوا اور تشفی غصہ سے
 حاصل ہوئی اور قبایل قاتل کو بھی و ارثان مقتول کے طرف سے اطمینان حاصل
 ہوا ورنہ جسکو ہاتے مار ڈالتے جیسا جاہلیت میں تھا اور اب بھی بعض فرقہ ایسا ہی
 کرتے ہیں کہ بعد وقوع ایک خون کے دو نو طرف سے پشتوں تک کشت و خونی
 جاری رہتی تھی اور ایک جانب دوسرے مطمئن نہوتے تھے اور زندگی دو نو طرف
 کے کمال تلخی سے گذرتی تھی اور قصہ مہلبیل کا اپنے بہائی کلیب کے عوض ہزار رو
 کو مارا اور قبیلہ بکر بن وائل کو قریب بقینا پوچھا یا تو اپنے عرب میں مشہور ہے
 اور نیز کو ہستانی افغانوں کا اور راجپوتوں اور دہقانوں کا معمول ہے اور تمام
 آدمیوں کو عبرت اور سرزنش ہوئی کہ قاتل ناحق کا یہ حال ہو گا پس جس کیون
 سبب علیہ قوت غضبیہ کے قتل ناحق کا خطرہ دل میں گدزی تو یہ عبرت اوس کو
 قتل سے منع ہو اور خود بھی زندہ رہے اور جو مارا جاتا تھا وہ بھی زندہ رہے پس

ترجمہ نقیصہ عرفی

۱۷۷

مبشروع ہونا اس حکم کا بالکل محبت اور باعث زندگی عامہ خلائق کا ہے لیکن اسی طرح کی حیات کو تم دریافت کرو یا آدمی اگر کتاب کے لئے صاحبان عقل کہ منتر سخن کو دریافت کرتے ہو اور اسکے پوست پر قناعت نہیں کرتے اور حقائق کے باطن کو دیکھتے ہو اور اس کے ظاہر پر اکتفا نہیں کرتے نہ وہ لوگ کہ عقل خالص نہیں رکھتے اور قصاص کو فقط اتلاف جان سمجھتے ہیں اور اس حکم کو مشروع فقط اس واسطے فرمایا ہے کہ کفر و تکفون کہ شاید تم اپنی افراط غضب سے پرہیز کرو تا کہ غضب خدا سے محفوظ رہو اور بنیان اپنے رب کو بلا موجب ہدم نہ کرو اور اپنے تئیں اور غیر اپنے کو تلف سے بچاؤ کہ جو اس جگہ چند بحث میں اول یہ کہ از روئے قواعد دین کے مقرر ہے کہ اگر مقتول کو کوئی قتل نہ کرتا ابستہ اپنی موت سے مرنا اس واسطے کہ عمر مقدرا اسکے اسی طرح ہے اور یہاں اگر کوئی شخص ارادہ کسی کے مارنے کا کرے اور بسبب خوف قصاص باز رہے تو ابستہ یہ آدمی ہی اپنی موت سے مرے گا اگرچہ اس شخص نے نہ مارا اس واسطے کہ جو وقت اس کے قتل کا قرار دین وہ ہی وقت اس کے موت کا ہے پس قصاص کے مشروع ہونے سے حصول زندگی کیونکہ متصور ہو سکے اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے واسطے ایک سبب معین فرمایا ہے کہ وجود اور عدم اس شے کا اس سبب پر موقوف ہے اگر سبب موجود ہو تو چیز ہی موجود ہو ورنہ نہیں اور مشروع ہونا قصاص کا بھی اسی طور سبب زندگی کا ہے کہ بسبب خوف قصاص کے اس کے مارنے سے باز رہا اور وہ اور یہ دونوں زندہ رہیں مانند تمام اسباب کے اور جو کوئی منکر اسباب کا ہو مخالف عقل اور شعاع اور عرف کے ہے اور عند الدنوم اور عند الناس قابل ملامت ہوتا ہے اور اس طرح کے مشہور سمیت اسباب میں آتے ہیں لیکن سبب معرفت قضا و قدر کہ سلسلہ اسباب اور سمیات کا اوہنہن سے مربوط ہے منفع ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ اس مضمون کو عرب والے قرآن شریف کے نزول سے پہلے ہی جانتے تھے اور تعبیر مختلفہ میں تعبیر کرتے تھے بعضوں نے کہا قتل البعض ایضا بالجمع یعنی قتل کرنا بعض کا سب کے واسطے زندگی ہے اور

ان ترک خیل کی تفسیر قدیمین مال سے کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے
 ساٹھ دینار چھڑے تو اسکو ترک خیرا نہیں کہتی اور بیہقی حضرت امیر المؤمنین علی کرم
 وجہہ سے روایت کرتا ہے کہ وہ اپنے غلام آزاد کئے ہوئے تھے پاس وقت موت کے
 تشریف لے گئے اور اسے عرض کیا کہ یٰن چاہتا ہوں کہ وصیت کروں فرمایا کہ تیری
 پاس کس قدر مال ہے اسنے کہا کہ چھ سو یا سات سو درم ہیں آپ نے فرمایا کہ اس قدر مال
 کو ترک خیرا نہیں کہہ سکتے وصیت نہ کرو اور مال اپنی وارثوں کے لئے چھڑا اور نیز حضرت
 ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ سے کہنے پوچھا کہ میں چاہتا
 ہوں کہ وصیت کروں فرمایا کہ مال کس قدر ہے کہا کہ تین ہزار یا چار ہزار درم ہیں آپ نے
 فرمایا کہ بمقدار قلیل ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان ترک خیرا اس مال کو اپنی آل و عیال
 کے لئے دے دے وہی کہ یہی بہتر ہے حالانکہ لفظ خیرا عرف عرب میں مطلق مال کے واسطے مستعمل ہے
 اور نیز وصیت اور میراث قلیل و کثیر میں جاری ہے پس ان تخصیص کی کیا وجہ ہے اس کا
 جواب یہ ہے کہ مراد ان بزرگوں کی یہ ہے کہ وصیت مستحبہ غیر وارثوں کی واسطے اور فوت
 کرنی چاہیے کہ مال کثیر ہو اور وارث باوجود وصیت کے مستغنی ہوں و گرنہ بہتر نہیں
 ہے کہ وارث کا حق تلف ہو نہ یہ کہ لفظ خیر کے موافق عرب کے اس قدر پر تخصیص کرتے
 ہیں یا میراث اور وصیت واجبہ کو مقیدان قیود سے کرتے ہیں تیسرے یہ کہ خوف
 اس چیز میں جبکہ وقوع قریب ہو اور ہنوز واقع نہ ہوئی ہو بولا جاتا ہے اس جبکہ وصیت
 واقع ہوئی اور بالیقین معلوم ہے پس لفظ خوف کیونکر صحیح ہو اس بحث کا دو طرح جواب ہے
 اول یہ کہ مرد صلح کا زندگی وصیت کرنیوالی میں پہلے اس سے کہ کام وصیت منصرم ہو اور
 نوشتہ و خواندہ حضور ہو و در میان میں آوے حال وصیت کرنے والی سے حال و
 حال فریقوں سے دریافت کرتا ہے کہ یہ مرد وصیت میں خلاف شرع کرے گا اور فوت
 وصیت کرنیوالی کو سمجھا دے اور اس ارادہ ناصواب سے پھیرے اگر وہ آدمی کہ جن کو
 وصیت سے نفع ہو چکا اور وارث کہ جبکہ نقصان عائد ہوتا آپس میں منازعت اور منہ
 کرین تو اسکو سمجھا دے پس معنی خوف کے حقیقتہ اس صورت میں متحقق ہوتے ہیں

ترجمہ تفسیر غزیری
 کہ جس شخص نے
 ساٹھ دینار چھڑے
 تو اسکو ترک خیرا
 نہیں کہتی اور بیہقی
 حضرت امیر المؤمنین
 علی کرم وجہہ سے
 روایت کرتا ہے کہ
 وہ اپنے غلام آزاد
 کئے ہوئے تھے پاس
 وقت موت کے تشریف
 لے گئے اور اسے
 عرض کیا کہ یٰن
 چاہتا ہوں کہ وصیت
 کروں فرمایا کہ
 تیری پاس کس قدر
 مال ہے اسنے کہا
 کہ چھ سو یا سات
 سو درم ہیں آپ نے
 فرمایا کہ اس قدر
 مال کو ترک خیرا
 نہیں کہہ سکتے
 وصیت نہ کرو اور
 مال اپنی وارثوں کے
 لئے چھڑا اور نیز
 حضرت ام المؤمنین
 حضرت عائشہ رضی
 اللہ عنہا سے روایت
 ہے کہ آپ سے کہنے
 پوچھا کہ میں
 چاہتا ہوں کہ
 وصیت کروں
 فرمایا کہ مال
 کس قدر ہے
 کہا کہ تین
 ہزار یا چار
 ہزار درم
 ہیں آپ نے
 فرمایا کہ
 بمقدار قلیل
 ہے اور اللہ
 تعالیٰ نے
 فرمایا ہے
 ان ترک خیرا
 اس مال کو
 اپنی آل و عیال
 کے لئے دے دے
 وہی کہ یہی
 بہتر ہے
 حالانکہ لفظ
 خیرا عرف
 عرب میں
 مطلق مال
 کے واسطے
 مستعمل ہے
 اور نیز
 وصیت اور
 میراث قلیل
 و کثیر میں
 جاری ہے
 پس ان
 تخصیص کی
 کیا وجہ ہے
 اس کا جواب
 یہ ہے کہ
 مراد ان
 بزرگوں کی
 یہ ہے کہ
 وصیت
 مستحبہ
 غیر وارثوں
 کی واسطے
 اور فوت
 کرنی
 چاہیے
 کہ مال
 کثیر ہو
 اور وارث
 باوجود
 وصیت کے
 مستغنی
 ہوں و گرنہ
 بہتر نہیں
 ہے کہ وارث
 کا حق
 تلف ہو نہ
 یہ کہ لفظ
 خیر کے
 موافق عرب
 کے اس قدر
 پر
 تخصیص
 کرتے ہیں
 یا میراث
 اور وصیت
 واجبہ کو
 مقیدان قیود
 سے کرتے
 ہیں تیسرے
 یہ کہ خوف
 اس چیز میں
 جبکہ وقوع
 قریب ہو
 اور ہنوز
 واقع نہ
 ہوئی ہو
 بولا جاتا
 ہے اس جبکہ
 وصیت واقع
 ہوئی اور
 بالیقین
 معلوم ہے
 پس لفظ
 خوف کیونکر
 صحیح ہو اس
 بحث کا دو
 طرح جواب
 ہے اول یہ
 کہ مرد صلح
 کا زندگی
 وصیت کرنیوالی
 میں پہلے اس
 سے کہ کام
 وصیت منصرم
 ہو اور نوشتہ
 و خواندہ
 حضور ہو و
 در میان
 میں آوے حال
 وصیت کرنے
 والی سے حال
 و حال فریقوں
 سے دریافت
 کرتا ہے کہ
 یہ مرد وصیت
 میں خلاف
 شرع کرے گا
 اور فوت
 وصیت کرنیوالی
 کو سمجھا دے
 اور اس ارادہ
 ناصواب سے
 پھیرے اگر وہ
 آدمی کہ جن کو
 وصیت سے نفع
 ہو چکا اور وارث
 کہ جبکہ نقصان
 عائد ہوتا آپس
 میں منازعت اور
 منہ کرین تو
 اسکو سمجھا دے
 پس معنی خوف
 کے حقیقتہ اس
 صورت میں
 متحقق ہوتے
 ہیں

اور استعمال اس لفظ کا بجای حاصل اسکا یہ ہے کہ جبکہ موسیٰ زندہ ہے احتمال فتح وصیت کا قائم ہے پس اس وصیت کی وقوع کا یقین کہ ہے بعد موت موسیٰ کے وصیت متعین اور متیقن وقوع ہوتی ہے لیکن احتمال اس لفظ کو اس حالت پر کیوں حمل کریں کہ ضرورت نہیں ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ خوف اس جگہ بمعنی علم کے ہے اور بعض عبارات عربی علم کے معنی میں خوف استعمال ہوا ہے پس اس صورت میں اعتراض وارد ہی نہیں ہو سکتا چوتھے یہ کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے صدقات اور خیرات اقارب پر اجانب سے مقدم ہیں ایسی ہی وصیت بھی مقدم ہے لیکن اقارب میں دو شرط ہیں اول یہ کہ فی الحال وارث ہوں گو وراثت کی لیاقت رکھتی ہوں دوم یہ کہ اس مال کے محتاج ہوں نہ مستثنیٰ اور قاعدہ عرب والوں کا جاہلیت میں یہ تھا کہ نام کے حاصل ہونے کے واسطے غیرون کو وصیت کر کے مال دور دراز پہنچتے تھے تاکہ شہرہ ہو جاوے اور اقارب کو فقرہ و قاف میں چھوڑتے تھے حق تعالیٰ نے اس آیت کو واسطے رفع اس عادت بد کی نازل فرمایا اور اس آیت میں فقط ذکر اقارب پر اکتفا فرمایا گویا اس طرح ارشاد ہوا کہ وصیت رشتہ دار کی بمیزان فرض کے ہے اور غیرون کے واسطے بمنزلہ مستحب کے پس فرض کو بغیر ادا کئے مستحب کام اختیار کرنا کمال بے وقوفی ہے اور سخاک کا قول اسی تاکید اور لقمہ یم پر مچول ہے کہ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ یعنی جو شخص مرا اور اقارب کے واسطے وصیت نہ کی پس تحقیق اسکا عمل گناہ پر ختم ہوا اور ایسے ہی ہے قول طاؤس کہ ان اوصی للاجانب وترك الاقارب ندم عھم فخرج الی الاقارب اور قول حضرت حسن بصری اور علاء بن زیاد و سروق و سلم کا ہے کہ میرا بیت ثابت ہے اور منسوخ نہیں ہے اس واسطے کہ قریب قسم کے ہیں ایک وہ قریب کہ وارث ہو پس اللہ تعالیٰ نے اسکا حق دیا اور ایک وہ قریب کہ وارث نہیں ہوگی واسطے وصیت ہی اور قریب اس معنی کی ابن عباس سے یہی منقول ہوا ہے پانچویں یہ قرآن شریف میں ہر جگہ رشتہ داروں کے واسطے لفظ ذوی القربی اور اذی القربی مذکور ہے اور اس آیت وصیت و میراث میں اقربین پس اس فرق میں کیا نکتہ ہے

ترجمہ تفسیر غزیری
 ۱۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۲۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۳۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۴۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۵۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۶۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۷۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۸۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۹۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۱۰۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ

اسکا جواب یہ کہ مقام احسان اور ادای حق قریب ترین سبب قریب برابر ہیں ہر ایک کو بقدر شہت
 کے حسن سلوک سے اور احسان سے حصہ دینا چاہئے اس واسطے ان مقامات میں لفظ ذوی
 القربیٰ اور ادوی القربیٰ متصل ہوا اور آیت وصیت اور میراث میں جو کوئی کہ قریب تر مقدم
 اور جب یہ بعید کو پس میں مقام میں لفظ قریب چپان ہے تاکہ ترجیح قریب قریب اور وقت
 اسکی مفہوم ہو چھٹی عید کہ لفظ اذ اپنے مابعد کو فعل مستقبل کے معنی میں کر دیا کرتا ہے پس اذ
 حصہ سے مستقبل ہوا اور کتب فعل ماضی ہے پس تعلق ماضی کا زمانہ مستقبل میں کیونکہ
 صحیح ہو جواب سکا ہے کہ اذ حصہ بر وجہ تقدیم و تاخیر متعلق وصیت کے ہے کہ بمعنی
 ایصال کے ہے نہ کتب کے مث توین یہ کہ خطاب علیک تمام مسلمانوں سے ہے
 اور اذ حصہ احد کھ الموت متعلق وصیت کے ہے پس لانم آتا ہے کہ وقت قریب
 ایک آدمی کی وصیت سب مسلمانوں پر فرض ہو جاوے اور یہ باطل ہے اسکا جواب
 یہ ہے کہ حکم ایک آدمی غیر مجین کا جماعت سے بر طریقہ بدلیت کے متعلق تمام
 اوس جماعت کے ہے پس واجب ہونا وصیت کا وقت قریب موت ایک کے
 مخاطبان سے جسکو تصور کرین متعلق سارے مخاطبون کے علی سبیل البدلیت ہو گا اور
 یہ صحیح ہے وجہ بطلان کے نہ کہ ہے۔ آہوین یہ کہ دو آدمیوں میں کہ تنازع
 اور جہگڑا ہو صلح کر دینا اس آیت سے جائز ہے اس واسطے کہ تجادل اور جہگڑا اکثر
 باعث ارتقاب ممنوعات شرعی کا ہوتا ہے پس دو آدمیوں میں صلح کرنا ممنوع شرعی
 میں واقع ہونے سے باز کہنا ہے اور نیز یہ آیت دلیل ہے کہ اگر وقت صلح کرانے
 کے کلام میں نشیب قرار اور تغیر و تبدل قرار میں لازم آوے تو مضائقہ نہیں ہے
 اور وجہ انہیں اور اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ تین جگہ جو ٹ بولنا
 درست ہی اول دو آدمیوں میں صلح کرانے کے وقت دوسرے لڑائی کے وقت غم
 کے غافل کرنے کے واسطے تیسرے اپنی زوجہ کو رضی کر نیکی وقت لیکن شرط یہ ہے
 کہ وقت جو ٹ بولنے کی نقض عبداللہ نہ آوے ورنہ حرام ہو جاوے توین یہ کہ باجماع
 علما وصیت فقط تیسرے حصہ میں جاری ہوتی ہے اور تیسرے حصہ زیادہ وصیت کرنا

بازمقبول سوو بقر
 یہ جواب ہے کہ مقام احسان اور ادای حق قریب ترین سبب قریب برابر ہیں ہر ایک کو بقدر شہت کے حسن سلوک سے اور احسان سے حصہ دینا چاہئے اس واسطے ان مقامات میں لفظ ذوی القربیٰ اور ادوی القربیٰ متصل ہوا اور آیت وصیت اور میراث میں جو کوئی کہ قریب تر مقدم اور جب یہ بعید کو پس میں مقام میں لفظ قریب چپان ہے تاکہ ترجیح قریب قریب اور وقت اسکی مفہوم ہو چھٹی عید کہ لفظ اذ اپنے مابعد کو فعل مستقبل کے معنی میں کر دیا کرتا ہے پس اذ حصہ سے مستقبل ہوا اور کتب فعل ماضی ہے پس تعلق ماضی کا زمانہ مستقبل میں کیونکہ صحیح ہو جواب سکا ہے کہ اذ حصہ بر وجہ تقدیم و تاخیر متعلق وصیت کے ہے کہ بمعنی ایصال کے ہے نہ کتب کے مث توین یہ کہ خطاب علیک تمام مسلمانوں سے ہے اور اذ حصہ احد کھ الموت متعلق وصیت کے ہے پس لانم آتا ہے کہ وقت قریب ایک آدمی کی وصیت سب مسلمانوں پر فرض ہو جاوے اور یہ باطل ہے اسکا جواب یہ ہے کہ حکم ایک آدمی غیر مجین کا جماعت سے بر طریقہ بدلیت کے متعلق تمام اوس جماعت کے ہے پس واجب ہونا وصیت کا وقت قریب موت ایک کے مخاطبان سے جسکو تصور کرین متعلق سارے مخاطبون کے علی سبیل البدلیت ہو گا اور یہ صحیح ہے وجہ بطلان کے نہ کہ ہے۔ آہوین یہ کہ دو آدمیوں میں کہ تنازع اور جہگڑا ہو صلح کر دینا اس آیت سے جائز ہے اس واسطے کہ تجادل اور جہگڑا اکثر باعث ارتقاب ممنوعات شرعی کا ہوتا ہے پس دو آدمیوں میں صلح کرنا ممنوع شرعی میں واقع ہونے سے باز کہنا ہے اور نیز یہ آیت دلیل ہے کہ اگر وقت صلح کرانے کے کلام میں نشیب قرار اور تغیر و تبدل قرار میں لازم آوے تو مضائقہ نہیں ہے اور وجہ انہیں اور اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ تین جگہ جو ٹ بولنا درست ہی اول دو آدمیوں میں صلح کرانے کے وقت دوسرے لڑائی کے وقت غم کے غافل کرنے کے واسطے تیسرے اپنی زوجہ کو رضی کر نیکی وقت لیکن شرط یہ ہے کہ وقت جو ٹ بولنے کی نقض عبداللہ نہ آوے ورنہ حرام ہو جاوے توین یہ کہ باجماع علما وصیت فقط تیسرے حصہ میں جاری ہوتی ہے اور تیسرے حصہ زیادہ وصیت کرنا

دست نہیں بلکہ کم کرنا مستحب ہے ہوسطی کہ صحیحین میں وارد ہے کہ آنحضرت صلعم واسطے عیادت
سعد کے تشریف لے گئے اور سننے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں مالدار ہوں اور سوای ایک دختر
کے اولاد نہیں رکھتا اگر ارشاد ہو تو اپنے سارے مال دو حصوں میں وصیت کر جاؤں
فرمایا نہیں اور سننے کہا کہ نصف مال میں آپ نے فرمایا نہیں اور اس نے پہر عرض کیا کہ
تیسرے حصہ سی آپ نے فرمایا البتہ اگرچہ یہ بھی بہت ہے اگر وارثوں کو مستغنی چھوڑے
تو یہ بہتر ہے اس سے کہ فقیر چھوڑے تو اذیت رکھتا ہے لکھا ہی کہ اگر کوئی ارادہ وصیت
کا کرے پس یہ ہے کہ قریبوں یعنی وارثوں کو مقدم کرے اور اولاد میں کو کہ
محرمیت رکھتے ہیں جیسے خالہ پوپھی بہن بھتیجی بھانجی چچا ماموں بھائی اور بہراون
آدمیوں کو کہ دودھ میں شریک ہیں بہراون کو کہ حرمت مصاہرت رکھتی ہیں اور بہرہ میاں
کو جیسا کہ حالت زندگی میں احسان کرتے ہیں اور بھی ترغیب مرعی ہوتی ہے اگر ایک وارث
کو اس کے حق سے زیادہ وصیت کی تو اور وارثوں کی اجازت پر موقوف رہی گی اگر اجازت
دین تو جاری ہو جاوے گی اور ایسے ہی اگر تیسرے حصہ سے زیادہ وصیت کی موقوف
باجازت و ارثان پہنکی اور جب بیان حکم قصاص اور وصیت سے فارغ ہوئے آپ
فرماتے ہیں کہ ان دونوں جگہوں سے چھو کہ مودی کو مارنا اور بیگناہ کی زندگی میں کوشش
کرنا کس قدر نیک ہے اور وصیت مردہ کو بعد موت کے بے تبدیل اور تغیر کے جانا
کرنا گویا اس کی حکم کا زندہ رکھنا ہے اور پسندیدہ مرضی الہی ہے پس یا ایہا الذین
آمنوا اے آدمیو ایمان والو مقتضائے ایمان یہ ہے کہ اپنے نفس کے ارے پر مستعد ہو
کہ مودی راہ دین ہے اور روح کے زندہ کرنے میں سعی کرو کہ اصل عالم پاک اور بیگناہ
سے ہے ولہذا کتب علیکموا الصیام فرض کیا گیا تمہارے اوپر روزہ اور وہ یہ ہے
کہ کھانا پینا اور عورت سے صحبت کرنا طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک
نہ کر کے بشرطیکہ صاحب روزہ حیض اور نفاس سے پاک ہو اس واسطے
کہ نفس اکثر رغبا نہیں چسپرون کا ہوتا ہے اور اس کا مرغوب نہ دینا مننے
رنی کے ہی اور اکثر رغبت اس کے اسی وقت میں ہوتی ہے کہ خواب سے بیدار ہو

اور شہوت تر و تازہ ہوتی ہو اور حواس کشادہ ہر چیز کو دیکھتا ہے اور نام سنتا ہے اور خیال اور
 آرزو کرتا ہے اور دیگر اپنے ہم جنسوں کو دیکھتا ہے کہ کھاتے پیتے ہیں اور عورتوں سے اختلاط
 کرتے ہیں نہ وقت رات کہ اوس وقت ہر آدمی خواب غفلت میں مردہ وار پڑا رہتا ہے
 اور نہ کسی شے کو دیکھتا ہے اور نہ سنتا ہے اور نہ ہم جنسوں کو مشغول لذتوں میں دیکھتا
 ہے تاکہ خود غیبت کرے اسی واسطے مخلوق کا معمول ہے کہ رات کو کوئی مشغول سوائے خواب
 کے نہیں کرتے لیکن جماع کہ وقت خواب کے واقع ہوتا ہے پس عند التامل وہ جماع مقتضای
 نفس نہیں ہے تاکہ شکل و شمائل اور لباس و زیور اور ادا و حرکات عورتوں کے دیکھنے سے
 فریفتہ ہو کہ مشغول یہ جماع ہو بلکہ وہ جماع قسم دفع طبیعت سے ہنے کہ جائے بنی امتلا کرتا
 ہے اور یہہم آدمی واسطے دفع امتلا کے اوس وقت تاریک میں کہ شکل پری دیو سے
 ممتاز نہیں ہوتی اوس منی کو بہر کیف کسی محل میں گرتا ہے اور سبکی حاصل کرتا ہے اور
 اسی واسطے یہ جماع جوابی زوجہ سے ہو بہر طہرات سے ہے جیسے سبب براق بول
 و براز کہ موجب خوشی اور جودت نوح کا ہے نہ موجب قوت نفس ہاں بعضے ناقص
 فطرت لوگ نفس پروری کے واسطے چاہتے ہیں شب کو دن کرین اور شغل اور چرچہ
 اور نفقات سے تحریک نفس کر کے جو کام کہ دن میں کر سکیں اوس سے بہر رات کو
 کرتے ہیں لیکن تب بھی فرق بہت ہے کہ بخوابی اور سُست ہونا حواس اور فو و عقل
 اور محروم رہنا لذت دن سے لازم اس شغل کا ہے اسی واسطے رات کو محل روزہ نہ کیا کہ
 بالطبع وقت اور ہنگام ترک شہوات اور لذات کا ہے اگر وہ وقت محل روزہ قرار دیتے تو عبادت
 عادت سے اور حکم شرع مقتضای طبع سے عمت از نہوتا اور اسی واسطے نماز تہجد اور وقت
 تلاوت و مناجات شب کو قرار دیا ہے نہ روزہ ہے کو خاص کر اور رمضان کی رات
 واسطے اداے نماز تراویح کے مقرر کی تاکہ کمال مخالفت مقتضائے طبیعت کی نہایت
 ہو کہ طبیعت واسطے دفع سُستی روزہ کی استراحت کے خواستگار لیکن چاہیئے کہ
 اپنا روزہ بطریق ہنود اور صائین کی کہ دن میں اشیاء خود رو اور میوے اور
 پہلون کو کھاتے ہیں اور بعضے بوقت شب کھانے پینے سے اساک کرتے ہیں

وہ در زمانہ
 بہر حاجت کہ اگر آدمی کو
 از خواب بیدار کرے
 و در عین بین و توانی
 خود بین و نگری برین
 ہاں خدا تعالیٰ بین و سبب
 و نہایت کمال و ادرام
 باندھ کر کمال و ادرام
 یا چونکہ بعضے تو کسی
 شخص کا نام نہ دانی چو کہ
 جیسے تین و دانی و فراموشی
 ہو جائے تب حرام سے غفلت
 و بہر حاجت کہ اگر آدمی کو
 کہ در دیا باری کر
 و ان سے اجازت و ادرام
 کہ چو کہ میں حاجت کی
 و نہایت کمال و ادرام
 یا تین و دانی و فراموشی
 و چونکہ بعضے تو کسی
 شخص کا نام نہ دانی چو کہ
 جیسے تین و دانی و فراموشی
 ہو جائے تب حرام سے غفلت
 و بہر حاجت کہ اگر آدمی کو
 کہ در دیا باری کر
 و ان سے اجازت و ادرام
 کہ چو کہ میں حاجت کی
 و نہایت کمال و ادرام
 یا تین و دانی و فراموشی
 و چونکہ بعضے تو کسی
 شخص کا نام نہ دانی چو کہ
 جیسے تین و دانی و فراموشی
 ہو جائے تب حرام سے غفلت
 و بہر حاجت کہ اگر آدمی کو
 کہ در دیا باری کر
 و ان سے اجازت و ادرام
 کہ چو کہ میں حاجت کی
 و نہایت کمال و ادرام
 یا تین و دانی و فراموشی

مت کرو کہ یہ طریق خلاف طریق شریعت الہی کے ہی بلکہ روزہ تمہارے پر فرض ہو رہا ہے
 کما یتب علی الذین یمنون قبلکم جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا کہ مطلق کھانا
 پینا اور عورتوں سے صحبت رکھنا دن میں ایام روزہ میں حرام تھا زمانہ حضرت آدم علیہ السلام
 سے آخر زمانہ حضرت عیسیٰ ؑ تک یہی طریقہ رہا مان لیں ایام روزہ میں اختلاف تھا
 حضرت آدم پر ہر چہینے کی روشن ایام میں روزہ فرض تھا اور یہودیوں پر روزہ
 عاشورہ کے اور ہر روز روز مشنبہ ہفتہ میں اور اور چند روزہ فرض تھے اور
 نصاریٰ پر ماہ رمضان لیکن جب نصاریٰ نے روزہ رکھنا گرمی کی شدت میں شاق
 دیکھا ایسا مقرر کر لیا کہ موسم بہار میں پچاس روزے رکھیں اور واسطے تدارک اس
 تبدیل کی بیس روزے زیادہ کر لئے حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ
 سے روایت ہے کہ روزہ قدیم ہے کوئی امت اس کی فرضیت سے حضرت آدم
 سے اس وقت تک خالی نہ رہے گمان نہ کرو کہ یہہ تکلیف فقط ہمارے ہی پر
 مقرر ہوئی ہے اور ابن جریر سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے اسی لفظ سے معلوم
 کیا کہ طریقہ روزہ کہنے کا اہل شریعہ سابقہ سے حاصل کرنا چاہیے پس ایسا
 مقرر ہوا کہ موافق اہل کتاب کی کھانا پینا بعد خواب کی موقوف کرنا چاہیے اور
 عورتوں سے صحبت ہے یہاں تک کہ یہہ معمول آیت آئندہ سے منسوخ ہوا اور عبد بن
 ابن ابی حاتم عبد اللہ ابن عمر اور ابن عباس سے اور ان دونوں نے ابن عباس سے
 یہی مضمون روایت کیا ہے بالجلہ تمہارے اوپر یہہ عبادت فرض کی گئی تاکہ
 لعلکم تتقون شاید تم پر ہیزگاری قبول کرو و طریق سے آدل یہہ کہ مشق
 بند کرنے نفس کو الوفات اور مرغوبات سے حاصل کرو اور جیسے کہ روزوں میں
 حکم خدا ضروریات متادہ سے باز رہتے ہو اگرچہ نفس تقاضی شدید کرے ایسی
 ہی تمام ایام میں نامشروعات سے ہر چند محبوب اور مرغوب ہوں باز رہ سکتے ہو
 پس فرض کرنی اس عبادت میں جس کو نفس کا مقتضیات سے حاصل ہوتا ہے
 اور اندر ریاضت جائزہ اور اطفال کی کہ اول اون کو ترک الوفات سکھا کر

روایت ابن عباس سے کہ روزہ فرض کیا گیا تھا کہ مطلق کھانا پینا اور عورتوں سے صحبت رکھنا دن میں ایام روزہ میں حرام تھا زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے آخر زمانہ حضرت عیسیٰ ؑ تک یہی طریقہ رہا مان لیں ایام روزہ میں اختلاف تھا حضرت آدم پر ہر چہینے کی روشن ایام میں روزہ فرض تھا اور یہودیوں پر روزہ عاشورہ کے اور ہر روز روز مشنبہ ہفتہ میں اور اور چند روزہ فرض تھے اور نصاریٰ پر ماہ رمضان لیکن جب نصاریٰ نے روزہ رکھنا گرمی کی شدت میں شاق دیکھا ایسا مقرر کر لیا کہ موسم بہار میں پچاس روزے رکھیں اور واسطے تدارک اس تبدیل کی بیس روزے زیادہ کر لئے حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ روزہ قدیم ہے کوئی امت اس کی فرضیت سے حضرت آدم سے اس وقت تک خالی نہ رہے گمان نہ کرو کہ یہہ تکلیف فقط ہمارے ہی پر مقرر ہوئی ہے اور ابن جریر سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے اسی لفظ سے معلوم کیا کہ طریقہ روزہ کہنے کا اہل شریعہ سابقہ سے حاصل کرنا چاہیے پس ایسا مقرر ہوا کہ موافق اہل کتاب کی کھانا پینا بعد خواب کی موقوف کرنا چاہیے اور عورتوں سے صحبت ہے یہاں تک کہ یہہ معمول آیت آئندہ سے منسوخ ہوا اور عبد بن ابن ابی حاتم عبد اللہ ابن عمر اور ابن عباس سے اور ان دونوں نے ابن عباس سے یہی مضمون روایت کیا ہے بالجلہ تمہارے اوپر یہہ عبادت فرض کی گئی تاکہ لعلکم تتقون شاید تم پر ہیزگاری قبول کرو و طریق سے آدل یہہ کہ مشق بند کرنے نفس کو الوفات اور مرغوبات سے حاصل کرو اور جیسے کہ روزوں میں حکم خدا ضروریات متادہ سے باز رہتے ہو اگرچہ نفس تقاضی شدید کرے ایسی ہی تمام ایام میں نامشروعات سے ہر چند محبوب اور مرغوب ہوں باز رہ سکتے ہو پس فرض کرنی اس عبادت میں جس کو نفس کا مقتضیات سے حاصل ہوتا ہے اور اندر ریاضت جائزہ اور اطفال کی کہ اول اون کو ترک الوفات سکھا کر

کار مقصود میں مشغول کرتے ہیں دوسرے جگہ کہ اکثر گناہ بسبب شدت قوت شہوت اور غضب کے پیدا ہوتے ہیں اور یہ عبادت ان دو چیزوں کو توڑتی ہے اس واسطے کہ مدار شہوت اور غضب دونوں قوت مزاج اور تیری رُوح پر ہے اور رُوح خداؤں اور کھانے پینے سے پیدا ہوتی ہے جو کھانے پینے میں تغلیل اختیار کی رُوح نرم اور ریتق ہو جاوے اور طاقت جاری کرنے شہوت اور غضب کے نرمی ناچار یہہہ دونوں خلعت مذموم متروک ہو جاوین اور اسی واسطے یہہہ عبادت تمہارے حق میں مقرر کی گئی ہے آیاتاً مَعْقُودَاتِ چندانام شمرده کہ نہ بہت کم ہیں تا تو نے قوت اور غضب میں تاثیر نہ کریں اس واسطے کہ نفس ایک دوبار حمد ترک مالوفات سے خالی میں نہیں لاتا اور نہ بہت زیادہ کہ ہمراہ ٹوٹنے قوت شہوت اور غضب کے اعتدال مزاج اور قوت طاقت و عبادت میں فرق آجاوے اور سیکھلاؤ اور عبادات مثلاً نماز نوافل اور سفر حج اور طلب علم اور مطالعہ کتب دین اور عبادت مریدون اور عمرہ ہونے جائز اور کوشش کرنے حوائج اقارب اور محتاجوں سے باز رہے اور ہوجہ تمہاری تقویٰ میں تصور عائد ہو اور وہ روزی شمرده روزی ایک ماہ کامل کی میں اس واسطے کہ مدت ایک ماہ کامل کی مدت ایک ماہ متوسطہ ہے درمیان مدت ہفتہ کے کہ بہت کم ہے اور درمیان مدت سال کی کہ بہت زیادہ ہے پس وقت رعایت توسط کے اسی مدت کو اختیار کرنا مناسب ہوا اور نیز دوری کہ پہلے درپے او ضلع آسمانی سے پیدا ہوتے ہیں سب تین دوری ہیں اول دورہ سات اور دن کا کہ مقرر ساتھ حرکت اولی کے ہے اور دوم دورہ ماہ کا کہ مقرر ساتھ حرکت ثمر کے ہے تیسرا دورہ سال کا کہ مقرر ساتھ حرکت آفتاب کے ہے اور اور دو سوئے ان تین کے کہ متعارف ہیں جیسے دورہ ہفتہ یا سال قمری اور اصل نہیں ہیں بلکہ تکرار ایک دورہ سے حاصل ہوتے ہیں ان دوروں میں سے اگر دورہ شب روز نورادیتے تو داخل ہونا شب کا روزہ میں لازم آتا اور معہذا یہہہ دورہ بہت قلیل ہے تاثیر رکھی مگر جب اسکی تکرار کی جاوے اور تکرار ہی اس طرح کہ درمیان دونوں دورہ کے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

فاصلہ ہے تاثر متقدمہ کہی تکرار متصل لرح بطرف دورہ دویم ہو یا ماند دویم اور ایسے ہی
 اگر دورہ سال قرار دیتی بسبب تبدیل فصول و طول مدت کے موجب تخلال فرازون کا
 ہوتا پس خستیاں دورہ دویم ہوا اور باوجود اسکے ایک ماہ معین کرنے میں ایک اور ہمد
 ہے کہ قرآن کا نزول اولاً لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر واقع ہوا اوس مقام میں کہ سخی
 بہ بیت العزت ہے پس مدت دورہ حرکت اوسی آسمان کو کہ مناسبت تمام نزول
 قرآن سے کہتی ہے اعتبار کرنا چاہیے اگر کوئی کہے کہ لفظ آیاتاً معدودات سے ہدیت
 مفہوم ہوتا ہے کہ وہ روزی متعددہ میں ایک ہی ہینہ کی مدت اس لفظ سے کیونکر
 معلوم ہوئی جواب دیتے ہیں ہم کہ جو ایام کہ بیان اوکھا شمار سے ہوتا ہے اور سوای
 شمار کے اور نام نہیں رکھتے ہیں وہ دن ایام ماہ میں روزی ہفتہ کو اون کے نام سے
 شمار کرتے ہیں نہ اعداد سے پس لفظ معدودات اوپر صادق نہیں آتا اس واسطے کہ اس
 لفظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اون ایام کے نام میں عدد بھی مقبر ہے پس کوئی احتمال نہ
 سوائے ایام ماہ کے کہ تواریخ ماہ اعداد سے بیان ہوتے ہیں جیسے دوسرے تیسرے
 چوتھے اور منہاسی ذکر عدد مدت تمام ماہ کہی بعد ازان تمام ماہ کو بمنزلہ واحد قرار دیکر
 صحیحاً یا کسراً شمار کرتے ہیں پس کر آیاتاً معدودات بعد وقت نظر کے گویا تصریح ہے
 کہ روزہ کے ایام ایک ہینہ کا کل کے دن میں اور ایسی سہلی فرماتے ہیں کہ اگر تکوینہ خطہ
 آوے کہ یہ مدت دراز ہے شاید بعد شروع کے بیمار ہو جاوین یا سفر در پیش آجاوے
 ہے یہ عبادت کس طرح سرانجام ہو سکے پس جانو تم کہ ہر چند فرضیت اسکی تم سب
 خواہ مریض یا مسافر ہو ہے لیکن فی الحال اوسکا ادا تندرست غیر مسافر پر ہے فقہ
 کان فیکم مکر فیضاً پس جو شخص کہ تم میں سے بیمار ہو ایسے بیماری کہ روزہ رکھنے سے
 ضرر پہنچے او علیٰ سفیر یا سفر میں ہو کہ روزہ اوس پر شاق ہو فقہاً کہ پس بہر
 واجب ہے شمار اون ایام کا کہ افطار کیا ہے من ایام آخر ایام دیگر سے خواہ لچہ
 قریبے رکھو یا فاصلہ سے اور باوجود اسکے اسوقت میں کہ ابتدائی ہی کہ اور مشقت روزہ
 کے ہو گزرتی ہو یا ہودیکہ کوئی غرض سفر یا مرض کا نہ کہتے ہو اگر بعض رخصت کی توفیق

ترجمہ تفسیر غزیری
 قرآن مجید
 سورہ بقرہ
 باب مقبول
 فاصلاً ہے تاثر متقدمہ کہی تکرار متصل لرح بطرف دورہ دویم ہو یا ماند دویم اور ایسے ہی
 اگر دورہ سال قرار دیتی بسبب تبدیل فصول و طول مدت کے موجب تخلال فرازون کا
 ہوتا پس خستیاں دورہ دویم ہوا اور باوجود اسکے ایک ماہ معین کرنے میں ایک اور ہمد
 ہے کہ قرآن کا نزول اولاً لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر واقع ہوا اوس مقام میں کہ سخی
 بہ بیت العزت ہے پس مدت دورہ حرکت اوسی آسمان کو کہ مناسبت تمام نزول
 قرآن سے کہتی ہے اعتبار کرنا چاہیے اگر کوئی کہے کہ لفظ آیاتاً معدودات سے ہدیت
 مفہوم ہوتا ہے کہ وہ روزی متعددہ میں ایک ہی ہینہ کی مدت اس لفظ سے کیونکر
 معلوم ہوئی جواب دیتے ہیں ہم کہ جو ایام کہ بیان اوکھا شمار سے ہوتا ہے اور سوای
 شمار کے اور نام نہیں رکھتے ہیں وہ دن ایام ماہ میں روزی ہفتہ کو اون کے نام سے
 شمار کرتے ہیں نہ اعداد سے پس لفظ معدودات اوپر صادق نہیں آتا اس واسطے کہ اس
 لفظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اون ایام کے نام میں عدد بھی مقبر ہے پس کوئی احتمال نہ
 سوائے ایام ماہ کے کہ تواریخ ماہ اعداد سے بیان ہوتے ہیں جیسے دوسرے تیسرے
 چوتھے اور منہاسی ذکر عدد مدت تمام ماہ کہی بعد ازان تمام ماہ کو بمنزلہ واحد قرار دیکر
 صحیحاً یا کسراً شمار کرتے ہیں پس کر آیاتاً معدودات بعد وقت نظر کے گویا تصریح ہے
 کہ روزہ کے ایام ایک ہینہ کا کل کے دن میں اور ایسی سہلی فرماتے ہیں کہ اگر تکوینہ خطہ
 آوے کہ یہ مدت دراز ہے شاید بعد شروع کے بیمار ہو جاوین یا سفر در پیش آجاوے
 ہے یہ عبادت کس طرح سرانجام ہو سکے پس جانو تم کہ ہر چند فرضیت اسکی تم سب
 خواہ مریض یا مسافر ہو ہے لیکن فی الحال اوسکا ادا تندرست غیر مسافر پر ہے فقہ
 کان فیکم مکر فیضاً پس جو شخص کہ تم میں سے بیمار ہو ایسے بیماری کہ روزہ رکھنے سے
 ضرر پہنچے او علیٰ سفیر یا سفر میں ہو کہ روزہ اوس پر شاق ہو فقہاً کہ پس بہر
 واجب ہے شمار اون ایام کا کہ افطار کیا ہے من ایام آخر ایام دیگر سے خواہ لچہ
 قریبے رکھو یا فاصلہ سے اور باوجود اسکے اسوقت میں کہ ابتدائی ہی کہ اور مشقت روزہ
 کے ہو گزرتی ہو یا ہودیکہ کوئی غرض سفر یا مرض کا نہ کہتے ہو اگر بعض رخصت کی توفیق

نہ ہو پس واسطے توسع کے بدلے روزہ کی مقرر کی ہے ہمتی و علی الذین یطعمون ناکلاً
 اَوَّلَ اَنْ اَدْمِیْنَ بِرَکَ طَاقَتِ رِزْوَنَہِ کِی ہِکِیْنِ اَوَّلِ سَبَبِ بے عادتِی کے پے در پے ماہِ کمال
 کے روزہ نہیں کر سکتے فِدَیَّتہٗ بَدَلِ لَہِ اَوَدَہٗ بَدَلِ طَعَامِ مُسْکِیْنِ خَوراکِ ایک مسکین کے
 ہے عوض ہر روزہ کے اگر پختہ دے تو اس قدر دے کہ دو نو وقتِ خوب پیٹ بہر
 کے کھائے اور اگر خام دے تو دو سیر گیہون دی کہ بعضے کو غذا کرے اور بعضے سے
 مصالح غذا مثلاً گھی لکڑی پانی نمک وغیرہ اور یہ بدل سو سہلی مقرر ہو چونکہ یہ آدمی
 خدا کے واسطے ترکِ طعام و آب و نمک نہیں کر سکتے بارے اتنا کر سکتے ہیں کہ بندہ
 مسلمان کو رات دن کی ہونک سے نجات دین اور وہ بندہ مسلمان کہ اس عرصہ میں جو
 عبادت و طاعت کرے گی یہاں تک کہ روزہ بھی تو اسکا حصہ ہے ثواب میں ہو جائے گا
 اور نیز جو مقدار خدا کی واسطے دی گویا معنی خوراک ایک می سے اپنے بیٹن بازار کہا اور کچھ
 مشابہت روزہ سے پیدا کی کہ اصل میں روزہ خوراک ایک روزہ سے بازار ہنا اور یہ
 بدلہ بہت کم ہے فَمَنْ تَطَوَّعَ خِیْلًا پس جو شخص کہ عبادت میں زیادہ نیکی کرے یعنی
 ایک مسکین کو مقدار سے چند سائیں کو دیکو فَهُوَ خِیْلًا لَّکَ یہ بہتر ہے اوس کے واسطے اس سے
 کہ مقدار ایک مسکین کے دے سو سہلی کہ زیادہ احسان موجب زیادتی اجر ہے وَاَنْ تَصُوْمُوا
 اور اگر خود روزہ رکھو خِیْلًا لَّکَ بہتر ہے تمہارے واسطے فدیہ دینے سے اگر چہ
 قدر وہ بے زیادہ دوران کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم فضائل روزہ اور اوس کے فوائد جانتے
 ہو اس واسطے کہ کسرِ شہوت اور غضب میں کوئی بدلہ نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ اصلاً
 بدن پر مشقت نہیں ہوتی اگر چاہو کہ فضیلت اور فوائد روزہ دریافت کرو پس
 زبانِ پیغمبرِ صلعم سے سُنو کہ صحاح میں وارد ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ہر عمل آدمی
 کا ثواب میں مضاعف ہوتا ہے اور ایک نیکی کی جگہ دس کہتے ہیں اور اوس کے موافق
 جزا دیتے ہیں یہاں تک کہ بعضی نیکی کے عوض سات سو نیکی شمار کرتے ہیں لیکن حق تعالیٰ
 فرماتا ہے کہ روزہ اس حکم سے خارج ہے سو سہلی کہ روزہ خالص میرے واسطے ہے
 پس اوس کے جزا خود میں دون گا کہ روزہ دار نے طعام و شراب اور اپنے

اور خیر و برکت میں
 سے بیشک خدا تعالیٰ
 بخشے و اللہ اعلم
 یہی کوئی نیکوئی کی
 سا بہتر و اولیٰ و
 فدیہ نہ دے کہ روزہ
 اور جو کچھ کہ
 بیش سو زیادہ
 برائی نہیں طاعت کو
 نبی جواد اللہ تعالیٰ
 نام و جو خیر و برکت
 خدا تعالیٰ کے
 اللہ اعلم
 اور اگر چہ کہ
 کلام و حق تعالیٰ
 سب کو جو زیادہ
 خدا تعالیٰ کی
 بار آورے

مرغوبات خالصا میرے لئے ترک گیر روزہ دار کو دو وقت خوشی اور فرحت
 ملے ہیں یا ایک افطار کے وقت دویم و نقاسے پروردگار کے اور روزہ دار
 کے منہ کی بدبو خدا کے نزدیک خوشبو سے ہے اور روزہ اگل سے بچا نیوالا
 ہے اور یہی سنے روایت کی ہے کہ ایک شے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ سنی
 اس حدیث قدسی کے کیا ہیں کہ کل عمل آدمی الا الصوم فانی وانا اجزی بہ یہ
 جواب دیا کہ یہ حدیث صحیح زیادہ اور محکم زیادتوں میں سے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں
 کہ جب قیامت کے دن آدمیوں اور ان کے کنوین میں محاسبہ ہوگا جو کچھ اس کے ذمہ
 حقوق خلائی سے ہوگا اس کے نیک اعمال، دیدہ نگہ یہاں تک کہ کوئی عمل نیک نہ رہیگا
 جب نوبت روزہ کی پہونچے گی روزہ او سیکھن ویانہ جاویگا اور اللہ تعالیٰ فرمادیگا
 کہ اسکو چھوڑ دو یہ خاص میرے واسطے سزا ظلم باقی کو اللہ تعالیٰ خود متحمل
 ہوگا اور اہل حقوق کو ثواب دیکر راضی کریں روزہ ہمراہ ہو کر اسکو بہشت میں
 لے جا دیگا اور نیز صحاح ستہ میں بروایت متعدد ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے
 کی پہہ خاصیت ہے کہ جو کوئی او میں دن رات خوشنگی او سکی دفع ہو جاوے اور
 پھر ابد الاباد پیاسا نہو اور صبح ابن خزمہ وارد ہے کہ جو کوئی اس دروازہ میں
 ہو کر جا دیگا اسکو شربت پلا دیں گے او میں شربت کی پہہ خاصیت ہے کہ تشنگی
 بالکل دور ہو جاتی ہے اور نیز صحاح ستہ میں روایت چند واقع ہے کہ جو کوئی تمام رمضان
 بحکم ایمان او طلب اجر سمجھ کر روزہ رکھے اور گناہ گذشتہ معاف ہو جاوے اور
 یہی بروایت ابو ہریرہ مرفوعا روایت کرنے کہ روزہ میں رہا نہیں ہو سکتی اس واسطے
 کہ روزہ خاص میرے واسطے ہے اور او سکی جن ہوں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ عمل
 خیر جیسے نماز و تلاوت ذکر خیر و خیرات و اعتکاف و حج و جہاد ان سب کی صورت محسوسہ
 ہیں اگر کوئی شخص دکھلاوے کے واسطے وہ صورتوں سے تو توڑی جا سکتی ہے بخلاف
 روزہ کے کہ کوئی صورت محسوسہ نہ رکھے، اقلیٰ او سپر مطاع ہوں مگر کہنے سے
 کہ روزہ دار کہے کہ میں روزہ دار ہوں اور اس کہنے میں متہم ہے کہ شاید شیخی

مصحح القرآن
 حضرت محمد علی اعظمی
 دارالحدیث
 سے چھپوایا گیا ہے
 جن دن تک خوشی
 اور اپنے باپ دادا کی
 برائیوں کو نہ سوچا
 نے اس دن کو
 اور بارگاہ خدا تعالیٰ
 پا کر جو بہشتی دروازہ
 سے باب داو کی پہونچ
 خدا تعالیٰ کو نہ رکھے
 جو زمین آسمان میں
 پھول پھول کر آئینہ
 اللہ بنیا و مالہ فی
 اللہ اعز و جلالہ
 چھپوایا گیا ہے
 نویسنے

کے واسطے جھوٹ بول دیا ہو پس شیخی اس عمل میں پیش نہیں جاتی اور خلق کو فریفتہ نہیں کر سکتا اور سائی اور بہتی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کے واسطے پانچ بزرگیان ہیں ایک یہ کہ افسار کے وقت اوسکی دعا خواہ مخواہ مقبول ہوتی ہے دوسرے یہ کہ اوس کا غنا موشن میٹھے رہنا بجائے تسبیح کہنے دوسروں کے ہے اوس کی ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں تیسرے یہ کہ ہرنیک اور اچھے کام کا ثواب دو جہد رکھتا ہے مثلاً نماز تلاوت ذکر خیر اور خیرات دینا اور اوسکے یہ عمل اللہ کے عمل سے مقاعف ہوتے ہیں چوتھے یہ کہ خالت روزہ میں اوسکی دعا مستجاب ہے پانچویں یہ کہ گناہ معاف ہیں اور سائی اور حاکم اور بیہقی ابوالاسمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتاؤ کہ جس میں فائدہ عظیم ہو فرمایا کہ روزہ رکھو اگلے برابر اور عمل نہیں ہے اور انھیں کتابوں میں روایت ابو جہلہ وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دو رخ سے بچا ہوا ہے جب تک کہ روزہ نہ توڑے اور طہرائی میں اوسط میں بروایت ابو ہریرہ سے حدیث کے تتمہ میں مروی ہے کہ آنحضرت سے آدمیوں نے پوچھا کہ روزہ توڑ میں طہرچ ہوتا ہے فرمایا کہ جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے اور نخس رغل مچانے اور لڑائی کرنے سے اور ابن ماجہ میں مرفوعاً مروی ہے کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور زکوٰۃ بدن روزہ ہے اور ترمذی اور سائی اور ابن ماجہ میں مرفوعاً وارد ہے کہ جب روزہ دار کے گے آدمی کھاتے پیتے ہیں تو فرشتہ روزہ دار پر درود بھیجتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں اور ہر ہر بند اور ہڈی تسبیح میں مشغول ہوتی ہے اور بزاز اور بیہقی بروایت

فی حق القرآن
جو کہ کتاب ہے کہ اس
پر دیکھا گیا ہے کہ اس
کے دین میں مال اور غن
ان کی اور نہیں ہے بلکہ
بجائے میں یہ کہ یہ
نعمت سے وہ نعمت
میں مقبول رہا اور ان
فی اللہ بیک خستہ
تسبیح کی اور خستہ
وہ خداوندی
النار اور دگرگون
کے کوئی شخص ہے
جو کہ کتاب ہے کہ اس
پر دیکھا گیا ہے کہ اس
کے دین میں مال اور غن
ان کی اور نہیں ہے بلکہ
بجائے میں یہ کہ یہ
نعمت سے وہ نعمت
میں مقبول رہا اور ان
فی اللہ بیک خستہ
تسبیح کی اور خستہ
وہ خداوندی
النار اور دگرگون
کے کوئی شخص ہے
جو کہ کتاب ہے کہ اس
پر دیکھا گیا ہے کہ اس

ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دعا
 یقین آدمیوں کی البتہ انتہا ہے دعا روزہ دار کی اور دعا مسافر
 اور مظلوم کی اور نیز حبش مشہور میں آیا ہے کہ جو شخص جوان ہو اور
 شہوت جماع اپنے میں یا دے اگر مقدور نکاح کا رکھتا ہو البتہ نکاح
 کرے ورنہ روزہ رکھے کراغ شہوات ہے اور بمنزلہ کوٹنے رگون
 خنسیوں کے ہے اور ابن جہہ اور حاکم اور بیہقی بیان کرتے ہیں
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کی دعا افطار
 کے وقت ایسی دعا ہے کہ ہر گز دود نہیں ہوتی اور بزار بروایت ابو ہریرہؓ
 مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن
 ایک حوض خاص ہے کہ غیر روزہ دار اس پر وارد نہ ہو گا اور نیز بروایت
 ابن عباس مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ کو ایک کام
 کے واسطے بھیجا تھا اور ابو موسیٰ عین دریا میں جہاز پر سوار تھے
 اور رات تاریک تھی کہ لگا ہوا موسیٰ سے اور اذن کئے یاروں نے
 آسمان سے آواز سنی کہ ہر وہ من متکو حکم خدا سے خبر دیتا ہوں
 اور اس عہد سے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مبارک ذات پر لازم
 کر رکھا ہے آگاہ کرتا ہوں ابو موسیٰ اٹھے اور کہا کہ اے یار عزیز
 ہوا موافق چل رہی ہے اور باد بان کشتی کے کھلے ہوئے ہیں ہم کشتی کو
 اس طرح ٹھہراویں اور تم کو حاجت توقف کئے ہے جو کہنا ہو کہو
 کہ ہم جان و دل سے سنتے آواز آئی کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات
 پاک پر ایسا فرمایا ہے کہ جوئی اپنے سین میں واسطے رضا مند
 اللہ تعالیٰ کے گرمی کے من میں پیاسا رکھے اور اللہ تعالیٰ
 حیانت کے روز تشنگی سے مان دے اس قصہ کو ابی شیبہ اور
 بیہقی نے ابو موسیٰ سے روایت کیا ہے اور ترمذی اور نسائی

اور اور معتبر کتب احادیث میں آنحضرت علیہ السلام سے مروی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بائچ چیز کا حکم فرمایا کہ آپ بھی اوس پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو فرما دیں تاکہ اوس کے موافق عمل کریں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بسبب سرکشی بنی اسرائیل کے اون احکام کے اظہار میں توقف کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہ خدا کے حکم نے تم کو و سَلِّمُوا الْكَيْدَ الْكَبِيرَ ۝

خاتمة الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ ترجمہ تفسیر غزیری کا اردو زبان میں موافق محاورہ زبان اہل دہلی کے بہت کوشش و محنت کے ساتھ مطبع فاروقی دہلی کو چھپوانے کے قریب حرمی کلان میں اہتمام سے سید محمد معظم صاحب مطبع کے دسویں تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۹۶۰ء کو چھپ کر فیض عالم کلمہ اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے اہل مطبع کو

بہایت عمل کی فائدہ دے

آمین آمین آمین

2680

۶ ۶